ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

ترجمہ الف لیلہ بزبان اردو

مطبع [illegible] مصطفی [illegible] طبع [illegible]
[illegible] مصطفائی [illegible] گردید

فہرست الف لیلہ کی

جلد اول

جلد ثانی

جلد ثالث

جلد رابع

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

جلد پہلی ترجمہ الف لیلی

در مطبع مصطفائی محمد مصطفی خان ۱۳۰۰ طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد رب العالمین اور نعت سید المرسلین کے مخفی و پوشیدہ نرہے کہ جسطرح مطالعہ کتب تواریخ سے عجائب و غرائب و اخبار و حال سلاطین ماضیہ دانشمندونکو موجب بصیرت کا ہر ایک امر مین ہوتا ہی اسیطرح کتب قصص و حکایات سے کہ عاقلون نے ہر ایک زبان مین واسطے تجربے اور تفریح خاص و عام کے تالیف کی ہین ہر ایک کو فوائد کثیر حاصل ہوتے ہین خصوصاً مبتدیون کو کہ قصد زبان دانی کا رکھتے ہین ایسی کتابون سے مہارت لکھنے اور پڑھنے اور بول چال کی ہوجاتی ہی اور راقم اثیم کو کہ معروف بہ منشی عبد الکریم ہی ابتداے شعور سے کمال شوق دیکھنے کتابون قصے کہانی کا تھا اور سب قصون مین تمنا الف لیلہ کی زیادہ رہتی تھی اور وہ عربی مین آلف لیلہ و لیلہ یعنی ایک ہزار ایک رات ہی جسوقت راقم دار الامارۃ کلکتہ مین عہدۂ جلیلۂ میر منشی گری دفتر فارسی نواب گورنر جنرل بہادر سے سرفراز تھا وہ کتاب بہواد و سورات کے کہ جسکو شیخ احمد عرب یمنی شروانی نے واسطے پڑھانے صاحبان عالیشان کالج کلکتہ کے بکمال تلاش عرب سے منگواکر چھپوایا تھا میسر آئی آخر کار جب راقم بسبب شدت امراض کے بعد تقرر پنشن بیت السلطنۃ لکھنؤ مین کہ مولد ہی خانہ نشین ہوا وہ نسخہ تمام و کمال انگریزی زبان مین مع تصویرات بہم پہونچا راقم نے اوسکو اول سے آخر تک بسبب استعداد سمجھنے زبان انگریزی کے دیکھا ازبسکہ قصے دلچسپ تھے دو برس تک اوسکا ترجمہ کرتا رہا اور سنہ ۱۲۵۸ بارہ سو اٹھاون ہجری مین تمام کیا شہر مین شہرہ ہوا اکثر لوگون نے منگواکر نقل اوسکی لی کمتر مسودہ راقم کے گھر رہا دست بدست پھرا کیا چنانچہ پانچ سات جزو تلف ہوے راقم کو اوسکے لکھنے مین دوبارہ تکلیف کرنا پڑی اور طلب کرنے احباب سے نہایت تنگ آیا جسکو نہ دیتا وہ خفا ہوتا اور رنجیدہ ہوتا مین اپنی کتاب سے ہاتھ دھوتا آخر کو خیال ہوا کہ یہ کتاب چھپ جائے تا سبکے ہاتھ آئے اور راقم بھی ایک ایک نسخہ اوسکا عزیزون اور دوستون کو بانٹے فقط اسی واسطے راقم نے جسطرح ہوسکا بیچ عہد معدلت عہد پادشاہ جمجاہ خاقان زمان ابو المظفر مصلح الدین محمد امجد علی شاہ پادشاہ غازی ملکہ و دولتہ خلد اللہ ملکہ اور وزارت وزیر اعظم نواب امین الدولہ عماد الملک امداد حسین خان بہادر

ذوالفقار جنگ دام اقبالہ کے چھپوایا اور سنہ ہجری طبع اس کتاب کے بارہ سو ترسٹھ اور عیسوی اٹھارہ سو سینتالیس ہین اب راقم امیدوار ہی کہ اگر بشریت سے کسی جا ربط قصہ یا لفظ غیر مانوس مین غلطی ہو ناظرین والا ہمم معاف فرماوین اور شکوہ عدم عبارت آرائی کا زبان پر نہ لاوین راقم نے صاف صاف ترجمہ کیا ہی کہین رنگینی اور اشعار کو دخل عمداً نہین دیا ہی چنانچہ جسطرح اصل کتاب انگریزی مین تعداد شبون کی نتھی اوسیطرح اسمین بھی تعداد نہین ہی تا سلسلہ قصے کا نہ ٹوٹے اور بالفعل کہ تمام قلمرو سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر دام اقبالہ مین اردو رائج ہی لہذا اسی زبان مین ترجمہ کیا تا مطبوع طبع صاحبان عالیشان کا ہو اور مدارس سرکار ممدوح مین رواج پاوے

آغاز داستان شہریار اور شاہزمان کے حال مین

اگلے زمانے مین سلطنت ملک پارس کی بڑی مثل ہندوستان اور چین کے تھی اور بہت جزیرے دور دور تک اوس حکومت کے تابع تھے وہانکا ایک بادشاہ بہت بڑا اور نامور تھا بسبب عدل و انصاف کے رعیت اوسے بہت دوست رکھتی تھی اوسکا جاہ و جلال اور خزانہ و لشکر بیشمار تھا اوس بادشاہ کے دو بیٹے تھے بڑے کا نام شہریار چھوٹے کا شاہزمان دونون شاہزادے مثل پدر بزرگوار کے متصف بجمیع صفات حمیدہ اور اخلاق برگزیدہ کے تھے جب کہ وہ بادشاہ جان بحق تسلیم ہوا شہریار بڑا بیٹا سریر آرا اوسکے جا ہو کر اپنے بھائی شاہزمان کو کہ بہت دوست اور عزیز رکھتا تھا حکومت ملک تاتار کی دی اور خزانہ وافر اور فوج بہت اوسکے ہمراہ کی شاہزمان اپنے بڑے بھائی کا شکر و سپاس بجا لا کے رخصت ہوا اور واسطے نظم و نسق اپنے ملک کے شہر سمرقند کو کہ جو اوس وقت مین سب شہرون سے بڑا تھا دار الملک مقرر کر کے اوسمین رہنے لگا جب دونون کی مفارقت کو عرصہ دس برس کا گذرا شہریار کو کمال اشتیاق بھائی کے دیکھنے کا ہوا اور قصد کیا کہ کسی سفیر کو بھیجکر اوسکو اپنے پاس بلوائے لہذا واسطے اس کام کے اپنے وزیر اعظم کو مقرر کیا چنانچہ وزیر اعظم موجب حکم بادشاہ کے بڑے تجمل اور شان و شوکت سے روانہ ہوا جب کہ وہ قریب سمرقند کے پہونچا شاہزمان یہ خبر سنکر واسطے استقبال کے ساتھ امرا و لشکر اور بڑے جلوہ و تزک کے اپنے دار الحکومت سے روانہ ہوا دو تین کوس پر پہونچکر وزیر سے ملاقات کی اور اوسکے دیکھنے سے کمال خوش ہوا بعد اسکے اپنے بڑے بھائی سلطان شہریار کی خیر و عافیت پوچھی وزیر نے بعد بجا لانے آداب تسلیم کے پیغام شہریار کا پہونچایا شاہزمان نے کہ اپنے بھائی کا نہایت مطیع اور فرمانبردار تھا اور سوای اسکے کمال محبت اوسکے ساتھ رکھتا تھا وزیر سے کہا بھائی شہریار نے کہ تمکو میرے لینے کے واسطے بھیجا اس سے مجھکو کمال خوشی ہوئی اور موجب شرف و اعزاز کا ہوا اونکا ارشاد میرے سر آنکھون پر انشاء اللہ تعالی دس دن کے عرصے مین بعد تیاری سامان سفر کے اور مقرر کرنے کسیکو اپنی جگہ پر تمہارے ساتھ روانہ اوس طرف ہونگا اس دس دن کیواسطے ضرور نہین کہ تم تکلیف شہر مین جانے کی کرو اسی جا پر مقیم رہو مینے مہماندار خاص تمہارے اور تمہارے لشکر کیواسطے مقرر کیے ہین چنانچہ فی الفور اسباب ضیافت وزیر اور اوسکے لشکر کا مہیا اور آمادہ ہوگیا اس عرصے مین شاہزمان نے سب سامان سفر جو کچھ کہ درکار تھا خرید فرما کے ایک سردار معتمد کو جانشین اپنا کیا اور شام کو دسوین روز ملکہ سے کہ جسے بہت چاہتا تھا بکمال رنج رخصت ہوا اور اپنے نوکرون اور مصاحبون خاص کو ساتھ لے سمرقند سے چلا اور اپنے خیمے مین جو نزدیک خیمے وزیر کے استادہ تھا پہونچکر ساتھ وزیر کے گفتگو کرنے لگا یہانتک کہ آدھی رات گذر گئی اوس وقت اوسکے خیال مین گذرا کہ ایکبار پھر اپنی ملکہ سے ملاقات کر آؤن چنانچہ تن تنہا وہان سے محل مین مخفی گیا ملکہ نے کہ اوسکو پھر آنے پادشاہ کا ہرگز خیال نتھا ایک رذیل و کمینے نوکرون محل سے بلوا کر اوسکے ساتھ ہم آغوش سو رہی تھی

شاہزمان یا تو اوسنے خیال مین سمجھا کہ ملکہ میری اس ملاقات غیر مترقبہ کو غنیمت جانکر خوش و مسرور ہوگی یا دفعۃً مرد اجنبی کو اوسکے ساتھ سوتے پاکر
نہایت متحیر ہوا ایک گھڑی تک حالت سکتے مین رہا پھر افاقے مین آکے خیال کیا کہ واقع مین ایسا امر نہو گا شاید نظر نے تیری غلطی کی ہو پھر
خوب اچھی طرح سے دیکھکر اوسے یقین ہوا اور دلمین افسوس کرنے لگا کہ واے فضیحتی و رسوائی ہنوز مین شہر پناہ سمرقند سے باہر نہین نکلا کہ اتنی بڑی
جرأت یہ لوگ کرنے لگے اور مرتکب ایسے امر قبیح کے ہوے نہایت غضب مین آکر سوچا کہ ایسا گناہ عظیم ان سیاہ بختون کا ہرگز قابل عفو
کے نہین خصوصاً مجھ ایسے بادشاہ عظیم الشان کی نسبت ایسا بڑا جرم کرین آخر کو شاہزمان نے اوسی حالت غضب مین تلوار کھینچ اور اونکا
ملکہ کے نزدیک جا ایسا ایک ہاتھ مارا کہ دونون کے سر تن سے جدا ہو کر تلے پلنگ کے گر پڑے بعد اسکے اون دونون کی لاشون کو کھڑکی کی راہ سے
خندق مین محل کے پھینک دیا پھر وہان سے بعد قتل کرنے اون دونون روسیاہ کے فی الجملہ تسکین پا کر با رادۂ سفر روانہ اپنے خیمہ گاہ کو ہوا کسی اور پر یہ
امر کہ شب کو گذرا تھا نکھلا دوسرے دن فجر کو وہان سے آگے جانے کا ارادہ کیا بمجرد اوسکے حکم کے سب لوگ تیار ہو کر آگے کو روانہ ہوے اس سفر سے لشکر کے لوگ سب
تو نہایت خوش تھے مگر شاہزمان ہر وقت بیوفائی اور بدکاری ملکہ کی یاد کر کے غم و غصہ کھا کھا کے خون جگر پیتا تھا اور روز بروز چہرہ ارغوانی
اوسکا اس اندوہ سے زعفرانی ہوتا غرض تمام راہ اوسکی اسی رنج و الم مین کٹی آخر جب قریب دار الریاست ہندوستان کے پونہچا بادشاہ شہریار اوسکی
خبر نزدیک پہنچنے کی سنکر مع ارکان دولت واسطے استقبال کے گیا جبکہ سواری دونونکی قریب پہنچی وہ دونون بادشاہ گھوڑون سے اوترے اور آپس مین بغلگیر ہوکر
اور ایک دوسرے کے دیکھنے سے کمال خوش ہو کر دیر تک خیر و عافیت پوچھتے رہے پھر وہان سے سوار ہو کر خدم و حشم کثیر کے ساتھ روانہ ہوے
سلطان شہریار نے اپنے بھائی کو اوس مکان مین کہ جسکو مخصوص اوسکے واسطے آگے سے بنوا اور سجوا رکھا تھا اور وہان سے پائین باغ بادشاہی
نظر آتا تھا لیجا کر اوتارا اور وہ مکان نو تعمیر ایسا وسیع اور عالیشان تھا کہ گنجایش مہمانداری و ضیافت شاہانہ کی رکھتا تھا شہریار نے
شاہزمان کو واسطے حمام اور تبدیل کرنے پوشاک کے فرمایا جب شاہزمان نے فراغت حمام سے پائی وہ دونون بھائی برآمدے مین اوس مکان کے بیٹھکے دیر تک باتین با لطف اور مزے
کی کرتے رہے اور اہل دربار دونون بادشاہون کے صف بصف ہاتھ باندھکر قرینے اور اپنے اپنے رتبے سے کھڑے ہوے بعد اسکے اون دونون بادشاہ نے خاصہ سب قسم کا باہم
تناول فرمایا بعد نوش جان کرنے خاصے کے پھر بات چیت مین مشغول ہوے جبکہ شہریار نے دیکھا کہ رات بہت آئی بھائی کو واسطے آرام کرنے کے تنہا چھوڑ کر
رخصت ہوا شاہزمان کمال غم و الم کے ساتھ پلنگ پر روتا ہوا جا لیٹ رہا روبرو شہریار کے اپنے کو ضبط کیے ہوے تھا اوسکے اوٹھنے کے بعد بیقراری
اوسکو طاری ہوئی اور دل پر اوسکے ایسا صدمہ گذرتا تھا جیسا کہ کوئی حالت نزع مین ہو کسی وقت بدکرداری و بیوفائی ملکہ کی اوسکے دلسے بھولتی نتھی
اکثر آہین سرد کھینچا کرتا راتون کو نیند نہ آتی تھی اسی غم و غصے مین جان اوسکی گھلی جاتی تھی یہانتک کہ رفتہ رفتہ وہ سب آثار حزن کے اوسکے
بشرے سے عیان ہونے لگے شہریار نے بمشاہدۂ اس حال کے تصور کیا کہ کیا سبب ہے جو شاہزمان کو مین باوجود اسقدر خاطر داری و پیار کے
کہ بہ نسبت اوسکے مبذول ہے ہر وقت مغموم پاتا ہون کبھی اوسکو خوشدل اور شگفتہ خاطر نہین دیکھتا شاید موجب اس رنج و ملال کا دوری اوس
شہر کی یا فراق ملکہ ہے کہ جو اوسکی بی بی ہے مینے اوسکو بلا کر ناحق ایسے رنج و الم مین ڈالا اب بہتر ہے کہ اوسکو سوغات اور تحائف دے کر جلد یہان سے
رخصت سمرقند کو کرون تا رفع ملال اوسکا ہو القصہ اوسنے چیزین نفیس قیمتی ہند کی کشتیون مین لگا کر اوسکے پاس بھیجین اور بڑے تکلف سے اوسکی
ضیافت کی اور اوسکے خوش کرنے کے لیے طرح طرح کے تماشے اور ناچ اور رنگ کرائے مگر وہ سب ان ضیافت اور تماشے موجب زیادتی رنج اوسکے

ہوے اور مطلق خاطر اوسکی بشاشت نہوئی اسی اثنا مین ایکدن شہریار نے اپنے اہلکارون سے فرمایا مینے سنا ہی کہ ایک جنگل اس شہر سے
دو دن کی راہ پر ہی بہت جانور اوسمین قسم قسم ہرن وغیرہ کے بہت ہین میرا قصد وہان شکار کھیلنے کا ہی جلد تم سفر کی طیاری کرو اور اپنے بھائی کو
بھی ترغیب دی کہ میرے ساتھ چلو تمھارا جی شکار کھیلنے مین لگے گا اور تمھین فرحت حاصل ہوگی شاہزمان نے عذر ناسازی مزاج کا
کرکے وہین رہنے کی اجازت لی شہریار نے کہا اگر تمھاری مرضی یہی ہی تو کچھ مضایقہ نہین یہین رہو اور آپ اپنے ارکان دولت کے ساتھ طرف
شکارگاہ کے روانہ ہوا شاہزمان نے اندر دروازے اپنے کمرے کے بند کر لیے اور کھڑکی مین کہ جہان سے باغ پادشاہ کا نظر آتا تھا جا بیٹھا
تا سیر چمن اور نغمات جانورون خوش الحان سے خفقان دور ہو مگر جب سرگذشت کرداری کا بی بی کے خیال آجاتا تھا بیتاب گھبرائی مین اپنی بدقسمتی پہ
روتا الغرض کبھی نقش و نگار اوس مکان کے دیکھکے اپنے جی کو بہلاتا اور کبھی ناخن غم سے سینہ و جگر کو فگار کرتا اسی حال مین تھا کہ شام کو یکایک چور دروازہ
بادشاہ شہریار کے محل کا کھلا اور اوس دروازے سے بیس عورتین کہ جنکے حلقے مین بیگم ملکہ تھی اور وہ بے تکلف حسن و لباس سے پہچانی
جاتی تھی نکلکر باغ مین آئین اون سبکو یقین تھا کہ بادشاہ شکار کو گئے ہین مکان خالی ہوگا اور شاہزمان اسطرح سے اوس کھڑکی مین بیٹھا تھا
کہ وہ سبکو دیکھے اور اوسے کوئی نہ دیکھے کمال مشتاق ہوا کہ تماشا اون بیس عورتون اور ملکہ کا دیکھون کہ کیا کرتی ہین خواصون نے اپنے
دراز پیراہنون کو کہ جنھین پہنے ہوے محل سے نکلی تھین اوتار ڈالا پھر تو اونکی صورت اور شکل صاف معلوم ہونے لگی شاہزمان حال دیکھکر
نہایت متحیر ہوا کہ اون بیس مین سے کہ جنکو وہ سب عورتین جانتا تھا دس حبشی تھے ہر ایک نے پہچانکر ایک ایک عورت کا ہاتھ پکڑ لیا
فقط وہ ملکہ بے یار رہ گئی اوسنے مسعود مسعود کہکر پکارا ایک حبشی نہایت قوی ہیکل اور جنگا کہ آواز پر لگا ہوا تھا درخت سے اوترکے اوسکی
طرف دوڑا اور ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اب حیا مانع ہی کہ اونکے حال کو مفصل ہم بیان کرین کہ اون گیارہ حبشیون نے
اون دس عورتون اور گیارھوین ملکہ کے ساتھ کیا کیا القصہ وہ لوگ آدھی رات تک اوس باغ مین رہے پھر اوسی باغ کے تالاب مین
غسل کر اپنے کپڑے پہن اوسی چور دروازے سے محل مین گئے اور مسعود بھی باغ کی دیوار پھاند کر جدھر سے آیا تھا اودھر کو چلا گیا یہ حال
شاہزمان نے دیکھکر اپنی تسلی کی اور دلمین کہا کہ اگرچہ میری مصیبت عجیب تھی لیکن میرے بھائی کی اوس سے زیادہ عجیب تر ہی باوجود کہ وہ ایسا
بادشاہ با شوکت و حشمت ہی لیکن اوس سے محافظت اس امر مکروہ کی نہو سکی اب تجکو اسقدر طول اور اندوہگین اس امر مین ہونا بیجا ہی
خوب ثابت اور متحقق ہوا کہ اسطرح کے مکروہات دنیا مین اکثر ہوتے ہین غم و الم سے آپکو ہلاک کرنا ناحق ہی اوسوقت سے اوسنے اس اندوہ کو
چھوڑا اور قبل اس تماشے کے کہ رغبت کھانے کی اوسکو نہوتی تھی اشتہا معلوم ہوئی خاصے کو منگوا کر کمال خواہش اور رغبت سے
تناول کیا اور گانا بجانا گویون کا کہ اوسکے واسطے معین تھے سنا پھر تو سب طرح سے اوسکو صحت کلی حاصل ہوئی اور بادشاہ کی خبر
معاودت سنکر ملاقات کی نہایت خوشی اور انبساط کے ساتھ آداب و تسلیمات بجا لایا اول نظر مین شہریار نے کچھ تبدل و تغیر تو شاہزمان
کے بشرے سے دریافت نکر کے بہت سے ہرن وغیرہ شکار کیے ہوے دیے اور کہا کہ افسوس تم ہرنون کے شکار کو نہ چلے وہان
بڑی کیفیت تھی شاہزمان نے ہر ایک سوال شہریار کا جواب کمال بشاشت سے دیا شہریار جانتا تھا کہ اب بھی شاہزمان کو اوسی بیماری
کے حال مین کہ جیسا چھوڑ گیا تھا پاؤنگا یہان بخلاف اپنے خیال کے اوسکو بہت اچھا اور خوشحال پایا کہا بھائی شکر خدا کا

کہ مینے تجکو آکر اتنے تھوڑے سے عرصے مین کہ چار روز سے زیادہ نہین گذرے صحیح اور خوش پایا اب تمسے ایک امر قسمیہ پوچھتا ہون
اوسکے بتانے مین انکار نکرنا شاہزمان نے کہا کہ جس امر کو آپ استفسار کرینگے مجکو اوسکے بتانے مین ہرگز دریغ نہوگا شہریار نے کہا جب تم اپنا
ملک چھوڑکے میرے شہر مین آئے تھے مینے تم کو نہایت ملول پایا تھا اور تمھارے غم غلط کرنے کے واسطے بہت تدبیرین کین اور
تماشے دکھائے لیکن تم اوسی حال مین رہے ہر چند مینے خیال کیا کہ سبب رنجیدگی خاطر کا دریافت کرون مگر سوای مفارقت ملکہ
سمرقند اور جدائی شہر کے کوئی باعث میرے ذہن مین نہ آیا اب کیا سبب ہی کہ دفعتہً تمھارا حال بدل گیا شاہزمان یہ باتین سنکر
ایسا خاموش اور ساکت رہا جیسے کوئی سوتا ہو جب شہریار نے نہایت مبالغہ کیا شاہزمان نے کہا کہ آپ میرے بزرگ اور مالک
ہین اسکا جواب آپکی حضور مین عرض نہین کر سکتا کہ نہایت گستاخی اور بے ادبی ہی شہریار نے کہا ممکن نہین کہ بے دریافت اس امر کے مجکو
قرار اور آرام ہو غرض جسقدر شاہزمان اوسکے اظہار مین انکار کرتا شہریار اوسکے انکشاف مین اصرار اور مبالغہ فرماتا بمجبوری شاہزمان نے
پہلے حال بدکاری ملکہ سمرقند کا مفصل بیان کیا کہ یہ سبب میری غمگینی اور دلگیری کا تھا آپ انصاف فرمائین کہ ایسا امر قبیح کیون موجب
ملال بشر کا ہو شہریار نے کہا بھائی تمنے عجیب ہولناک حکایت مجسے بیان کی خوب کیا کہ ایسی بدکردار کو اوسکے یار سمیت قتل کیا کوئی
اس امر مین نسبت ظلم کی تمھاری طرف نکریگا اگر تمھاری جگہ مین ہوتا تو ایک عورت کے قتل کرنے سے میری تسکین نہوتی جبتک کہ ہزار کو
قتل نکرتا اب مجکو سبب رنج تمھارے کا بخوبی ثابت ہوا فی الواقع یہ امر بہت قبیح اور مکروہ تھا حق بجانب تمھارے ہی اس امر سے جسقدر
رنج کرتے بجا تھا کوئی بشر نہوگا کہ ایسے مکروہات بچشم خود دیکھے اور مغموم نہو اب بتاؤ کہ یہ ملال میری غیبت مین دفع جلد کیونکر
ہوا اوسنے کہا مین اگر اسکا سبب بیان کرون تو ڈرتا ہون کہ مبادا تمھاری مصیبت میری مصیبت سے زیادہ ہو شہریار نے فرمایا
کہ بھائی تمنے ایسی بات کہی کہ جسکے سننے سے مجھے نہایت اضطراب اور بیقراری ہوئی خدا کے واسطے جلد مجسے اس بات کو مفصل بیان
کرو کہ مین بیتاب ہون شاہزمان چار ناچار اس راز کو مخفی اور پوشیدہ نکرسکا بہ تفصیل حال مسعود اور دس بیبیون کا ساتھ حبشیون اور ملکہ کے
بیان کیا اور کہا کہ اس حال کو مینے بچشم خود دیکھا اور سمجھا کہ سب عورتون کی خلقت مین فسق و فجور ہی کوئی اونکو ان حرکات زشت سے
باز نہین لا سکتا ہرگز اونکی عصمت اور عفت پر کوئی شخص اعتماد نرکھے فقط دیکھنے اس حال سے تسلی اور تشفی ہوگئی اور اوسوقت سے مین
نہایت خوش اور تندرست ہون جیسا کہ آپ مجکو ملاحظہ فرماتے ہین شہریار کو باوجود سننے اس حال کے اپنے بھائی سے یقین نہ آیا
اور غصے مین آکے کہا کہ کیا ملکہ ہندوستان اس مرتبہ فاحشہ ہی مجکو ہرگز تمھارے کہنے کا یقین نہین جبتک کہ خود مین آنکھ سے دیکھون شاید تمکو
دھوکا اور شبہہ ملکہ کا ہوا ہو یہ امر نہایت عظیم ہی بے دلیل و حجت کے باور نہین آتا شاہزمان نے عرض کیا کہ بھائی صاحب اگر تم چاہتے ہو کہ
اس امر کو اپنی آنکھ سے دیکھو تو دشوار نہین ہی تم پھر واسطے جانے شکار کے حکم کرو اور ہم تم اسی ارادے پر شہر سے لاؤ لشکر سمیت
کوچ کرکے باہر کو چلین اور دن بھر اپنے خیمون مین رہین رات کے وقت چپکے سے اس مکان مین آکر بیٹھین یقین ہی کہ اس صورت مین آپ بھی
بچشم خود یہ سب حال کہ مینے دیکھا ہی مشاہدہ فرمائین شہریار نے یہ تدبیر پسند کرکے اپنے اہلکارون کو فرمایا کہ کل مین پھر شکار
کو جاؤنگا خیمہ باہر شہر کے جس جگہ استادہ ہوتا ہی استادہ ہو دوسرے دن صبح دونون بادشاہ فجر کو اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوئے

اور وہان پہونچکر خیمون مین توقف کیا جب کہ رات ہوئی شہریار نے اپنے وزیر کو بلا کے فرمایا کہ مین کسی کام کیواسطے جاتا ہون تو میری جگہ بیٹھکر میرے بعد کسی شخص کو لشکر سے باہر نجانے دیجیو پھر وہ دونون گھوڑون پر سوار ہوکے پوشیدہ لشکر سے شہر مین گئے اور وہان سے شاہزمان کی فرودگاہ مین جاکر سو رہے اور بہت تڑکے اوس کھڑکی مین جا بیٹھے کہ جہان سے شاہزمان نے اون حبشیون اور خواصون کو ملکہ سمیت دیکھا تھا ہنوز آفتاب نے طلوع نکیا تھا کہ یکایک چپکے سے دروازہ محل کا کھلا اوسکے تھوڑی دیر کے بعد ملکہ اون اپنی خواصون اور حبشیون کے ہمراہ کہ عورت بنے ہوے تھے اوس دروازے سے نکلکر باغ مین آئی اور مسعود کو پکارا شہریار نے وہ سب حال کہ ناگفتنی اور ناشنیدنی ہے دیکھکر دل مین کہا کہ خداوندا یہ کیا غضب ہے کہ اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر کی بی بی ایسی بدکاری کرے پھر شاہزمان سے کہا کہ اس دنیای غدار کو کہ جو ایک ساعت خوش کرتی ہے تو دوسری گھڑی رنج والم مین ڈالتی ہے چھوڑ دین اور اپنے ملک اور لشکر سے جدا ہوکے اجنبی ملکون مین زندگی بسر کرین اور اس بیغیرتی اور رسوائی کو کسی سے نکہین شاہزمان کو اگرچہ یہ امر منظور نتھا مگر اپنے بھائی کو نہایت بیقرار دیکھ خلاف جواب دینا مناسب نجانا کہا بھائی مین تمھارا فرمان بردار ہون آپکے فرمانے کو بجان و دل بجا لاونگا مگر ایک شرط سے مین تمھارا ساتھ دیتا ہون کہ تم جب کسی اور شخص کو اپنے سے زیادہ اس مصیبت مین مبتلا پانا تو اپنے ملک کو پھر آنا شہریار نے فرمایا مجھے یہ شرط قبول ہے لیکن جہان مین کوئی بشر مثل ہمارے ایسا مبتلا اس مصیبت مین نہوگا شاہزمان نے کہا کہ تھوڑے ہی سفر کرنے مین آپکو اسکا حال بخوبی معلوم ہوگا پھر وہ دونون بادشاہ چھپکے راہ غیر مشہور سے ایک سمت کو روانہ ہوے اور تمام دن چلے رات کو درختون کے نیچے سو رہے فجر کو دوسرے دن وہان سے آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے وہ ایک سبزہ زار مین کہ نہایت خوش فضا اور لب دریای شور تھا پہونچے دور تک گرد و پیش اوس مرغزار کے بہت درخت بڑے بڑے اور گنجان لگے ہوے تھے ایک درخت کے نیچے واسطے دم لینے اور ستانے کے بیٹھ گئے جب کہ ملکہ کو شہریار نے اوسحال زشت مین دیکھا تھا کہین آرام و آسایش نکی تھی اوس وقت ساتھ شاہزمان کے باتین کرنا شروع کین تھوڑی دیر نگذری تھی کہ ایسی ایک آواز مہیب دریا مین سُنی کہ وہ دونون نہایت خائف و ہراسان ہوے اور اوس آواز ہولناک سے ایک جا پر دریا کا پانی پھٹا اور وہان سے ایک سیاہ ستون نے نکلنا شروع کیا اسقدر بلند ہوا کہ جسکا سر ابر مین جاکر چھپ گیا اوسکو دیکھکر وہ دونون بادشاہ زیادہ ڈرے اور وہان سے بھاگ ایک درخت پہ کہ نہایت بلند اور گنجان تھا چڑھ گئے اور اوسکے شاخ و پتون مین چھپکے بیٹھے وہان سے کیا دیکھتے ہین کہ وہ کالا ستون اوس جگہ سے کہ جہان پھیل گیا تھا دریا کے کنارے پر آیا اور فوراً بشکل جن خبیث کہ دشمن آدم زاد کا ہے ہوگیا پھر دیو سیاہ بنا اور سر پر ایک صندوق سیسے کا نہایت مستحکم جسمین چار قفل پیتل کے بھاری بھاری لگے ہوے تھے رکھے ہوے اوسی درخت کے نیچے آیا اور اوس صندوق کو اپنے سر سے اوتار کر چار کنجیون سے کہ اوسکی کمر مین لٹکتی تھین کھولا اوس مین سے ایک بی بی نہایت خوبصورت عمدہ پوشاک پہنے ہوے نکلکر باہر آئی پھر اوس جن نے اوس بی بی کو اپنے پاس بٹھا کر اوسکو نظر عاشقانہ سے دیکھا اور کہا ای بیگم تو کہ اپنے حسن و جمال مین یکتا و بے نظیر ہے اتنی مدت ہوئی کہ تجکو مین برات کی شب وٹھا لایا اور جان و دل سے فریفتہ اور عاشق زار ہوا اوس دن سے نہایت وفادار اور باعصمت تجھے پاتا ہون اسوقت نیند کا بڑا غلبہ ہے چاہتا ہون کہ ذرا تیرے پاس سو رہون یہ کہکے وہ جن دیو ہیات اپنے بڑے سر کو اوسکے

زانو پر رکھکر سو رہا پانون اوسکے اتنے بڑے تھے کہ دریا تک پہونچے اور آواز اوسکے خراٹون کی مانند آواز بادل کے سارے بیابان مین گونج رہی تھی ناگہان اوس بی بی نے سر اوٹھاکے جو اوپر کو دیکھا نظر اوسکی اوندونون بادشاہون پر پڑی کہ درخت پر چھپے ہوے تھے فوراً اونکو ہاتھ کے اشارے سے بلایا کہ چپکے سے نیچے اوتر آو وہ اوسکے مطلب کو سمجھکر نہایت ڈرے اور اشارے سے اوس بی بی کو کہا کہ ہمین معاف کرو ہمین یہین رہنے دو اوسنے برخلاف اونکے آہستہ سے سر اوس دیو کا اپنی گود سے اوٹھا زمین پر رکھدیا اور اوٹھکے اونکو تسلی دینا شروع کیا کہ جلدی تم دونون درخت سے اوترکے میرے پاس آؤ انکار تمھارا ہیچ جانا محال ہے اگر تم میرا کہنا نمانوگے مین ابھی اس جن کو جگا دونگی وہ فی الفور تم دونونکو مار ڈالیگا اس بات کو سنکر وہ ڈرگئے اور چپکے سے بہت آہستہ درخت سے اوتر آئے وہ بی بی مسکراتی ہوئی دونونکا ہاتھ پکڑکے تھوڑی دور درختون کے نیچے لے گئی اور اوس کام کو چاہا کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا اون دونون بادشاہون نے پہلے اوس امر سے انکار کیا آخر ڈر سے اوس بی بی کے مجبور ہو کہنا اوسکا باری باری سے بجا لائے بعد فراغت بی بی نے انگوٹھیان دونون بادشاہون سے کہ اپنی انگلیون مین پہنے ہوے تھے مانگ لین اور ایک چھوٹا سا صندوقچہ اپنے توشکخانے سے نکالا اور اوس صندوقچے سے ایک ڈورا کہ جسمین بہت طرح کی انگوٹھیان تھین اون دونونکو دکھلایا اور کہا کہ تم جانتے ہو یہ کیا چیز ہے اور کسواسطے ہے اونھونے کہا کہ ہم نہین جانتے اس امر سے ہمین آگاہ کرو بی بی نے کہا یہ انگوٹھیان نشان ہین اون لوگون کے کہ جنکو مینے مثل تمھارے اس کام مین سرفراز کیا یہ سب دو کم سو یعنی اٹھانوے ہین اب تمھاری انگوٹھیان ملانے سے ٹھیک پوری سو ہو جاوینگی باوجود اس حفاظت اور نگہبانی جن کے مینے آج تک سو بار اوروں سے اپنا دل خوش کیا دیکھ یہ بدبخت جن کہ مجھ پر عاشق ہے اپنے سے ایکدم جدا نہین کرتا اور نہایت غیرت اور حمیت سے مجکو اس صندوق مین بند کر درمیان سمندر کے چھپاکے رکھتا ہے باوجود اس سب ہوشیاری اور حفاظت کے جو میرا جی چاہتا ہے کرتی ہون اوسکی نگہبانی کچھ کام نہین آتی میرے حال سے تم قیاس کرو کہ جب کوئی عورت کہ بدکار ہووے اوسکو نہ تو اوسکا شوہر اور نہ اوسکا یار بدکاری سے باز رکھ سکتا ہے اکثر اشخاص عورتونکی پارسائی پر اعتقاد رکھتے ہین اور وہ برخلاف اوسکے بدکار ہوتی ہین پھر اوس بی بی نے یہ کہکے اون دونون بادشاہون کی انگوٹھیون کو اوس ڈورے مین پرو لیا اور پھر وہین جاکر بیٹھی اور جن کے سر کو اوٹھا اپنی گود مین رکھلیا اور اون کو اشارے سے کہا تم اب یہان سے چلے جاؤ وہ دونون بادشاہ جس راہ سے کہ آئے تھے چلے گئے اور جب بہت دور نکلگئے شاہزمان نے اپنے بڑے بھائی شہریار سے کہا کہ دیکھا تمنے باوجود اسقدر ہیبت اور حفاظت جن کے کسقدر وہ بی بی چالاک اور بدکار ہے مثل اوسکے کوئی بی بی دنیا مین نہوگی باوجود اسکے وہ جن اوسکی پارسائی کا کتنا معتقد ہے اور اوسکی عصمت کی کیسی تعریف کرتا تھا اب انصاف کیجیے کہ مصیبت اس جن کی ہماری دونون کی مصیبت سے زیادہ ہے یا نہین جس امر کی تلاش مین تھے اوسکو پایا اب ہمکو لازم ہے کہ اپنے ملکون کو پھر جاوین اور کبھی خیال شادی کا کسی عورت کے ساتھ نکرین اسواسطے کہ عورت صاحب عصمت اس زمانے مین ملنا محال ہے شہریار نے موجب کہنے اپنے بھائی کے عمل کیا اور وہان سے اپنے شہر کی طرف پھر آئے تین شب کے بعد وہ دونون بادشاہ اپنے لشکر مین پہونچے بادشاہ کی خبر پھر آنے کی سنکر سب ارکان دولت اور افسران فوج مجرے کیواسطے خیمۂ سلطانی مین حاضر ہوے اونے موافق معمول کے سب سلام اور مجرا لیا ہر ایک سے بات چیت کی پھر شہریار نے آگے جانیکا قصد موقوف کیا اپنے بیت السلطنت مین پھر آیا ملکہ کے محل مین گیا اور اوسکو بندھواکے وزیر کو فرمایا اسی وقت اسکو تو واسطے

قتل کے لیجا وزیر نے بے دریافت کرنے گناہ کے بموجب حکم بادشاہ کے اوسکو قتل کیا پھر بادشاہ نے ملکہ کی خواصونکی اپنے ہاتھ سے گردن ماری اور
کہا اب ایسی تدبیر کیجاوے کہ بعد کتخدا کرنے کے عورت قدرت بدکاری کی نہ پا سکے اس واسطے اوسنے یہ قرار دیا کہ ہر شب کو ایک عورت کے
ساتھ نکاح کریے اور فجر کو اوسکو قتل کروا ڈالیے الغرض بعد تجویز ایسے ظلم و ناانصافی کے اوسنے اپنے بھائی شاہزمان کو رخصت کیا چنانچہ
وہ وہان سے ساتھ بہت تحائف کے دار الملک سمرقند کو روانہ ہوا سلطان شہریار نے بعد رخصت ہوجانے شاہزمان کے وزیر اعظم کو حکم کیا کہ
کسی سپہ سالار کی لڑکی میرے عقد کے واسطے لا وزیر نے بموجب حکم بادشاہی کے ایک امیر کی لڑکی لا حاضر کی بادشاہ بعد عقد کے رات بھر
اوسکے ساتھ ہمبستر رہا اور فجر کو وزیر کے حوالے کیا کہ اسیوقت اپنے ہاتھ سے اس عروس کو قتل کر ڈال پھر رات کو اور ایک نئی لڑکی کسی
امیر کی میرے واسطے لائیو وزیر نے اوس عروس شب بینہ کو مار ڈالا اور شب کے واسطے اور کسی امیر کی لڑکی لایا پھر اوسکو بھی فجر کو جان سے مارا
غرض اسی طرح سے ایک مدت تک صدہا لڑکیاں امیرون کی بادشاہ کے ساتھ بیاہی اور ماری ڈالی گئین پھر نوبت لڑکیون شہر کی پہونچی
اور یہ خبر ظلم کی تمام عالم مین منتشر ہوئی اوس شہر مین اس ظلم سے عجب طرح کا ماتم اور کہرام پڑا کہین تو بیچارہ باپ اپنی لڑکی کے لیے
آٹھ آٹھ آنسو روتا تھا اور کہین ماں اپنی پیاری نازنین دختر کے واسطے شیون اور ماتم کرتی تھی اور جو لڑکیاں کواری چوری چھپے
بادشاہ کے ہاتھ سے بچ رہی تھین اونکے ماں باپ و اقربا عجب طرح کے خوف اور تہلکے مین مبتلا تھے آخر اونھون نے تنگ ہو کر جلا وطن
اختیار کیا اور اوس مملکت سے نکل گئے اوس وزیر کی بھی دو بیٹیاں تھین نا کتخدا بڑی کا نام شہرزاد اور چھوٹی کا دنیازاد بڑی نسبت
اپنی چھوٹی بہن اور ہمسنون کے بڑا حافظہ اور ذہن رکھتی تھی جس بات کو وہ سنتی یا کتاب مین دیکھتی پھر کبھی اوسکو نہ بھولتی علم حکمت اور
طبابت و تاریخ مین بھی کامل تھی اور ہزارون اشعار اُستادون کے اور ضرب المثلین یاد تھین اشعار فی البدیہہ کہتی اور ماورا سب فضل و کمال کے
حسن و جمال مین بھی بے مثل اور عدیم النظیر تھی وزیر اوسکو بہت چاہتا اور پیار کرتا تھا ایک دن اوسنے وزیر سے کہا کہ مین آپکی حضور مین
کچھ عرض کیا چاہتی ہون میری درخواست قبول ہو وزیر نے کہا اگر بات تیری معقول اور پسندیدہ ہوگی تو مین البتہ مانونگا اور اوس سے
انکار نکرونگا شہرزاد نے کہا وہ بات بہت اچھی ہے اگر آپ بغور و تامل اوسکو ملاحظہ کرین میرا مطلب یہ ہے کہ مین بادشاہ کو اس ظلم سے
باز رکھون اور جو لڑکیاں کہ اوسکے قتل کرنے سے بچ رہی ہین اونکے والدین کو کہ روز و شب خوف و ہراس مین ہین اطمینان اور تسلی
بخشون وزیر نے کہا بی بی اس امر کو تم کیونکر باز رکھ سکتی ہو اور اوسکے موقوف کرنے کی کیا تدبیر تمنے سوچی ہے شہرزاد نے کہا کہ اس
کی تدبیر تمھارے ہاتھ ہے تمھین قسم اوس پیار و الفت کی کہ جو میرے ساتھ رکھتے ہو میری شادی بادشاہ کے ساتھ کر دو وزیر اس بات کو
سنکر لرزنے اور خدا کو یاد کرنے لگا اور کہا کہ اے لڑکی تیری عقل جاتی رہی ہے کہ مجھسے ایسی سخت درخواست کرتی ہے کیا تجھے معلوم نہین کہ بادشاہ
سوا ایک شب کے اوس بی بی کو کہ جسکے ساتھ عقد کرتا ہے زندہ نہین رکھتا سمجھکر بات منہ سے نکال تو کیونکر بادشاہ کو اس امر سے باز رکھیگی ایسی
بات بے تمیزی اور بے عقلی کی نکر لڑکی نے کہا کہ مین خوب اس حال کو کہ آپنے فرمایا جانتی ہون منع اور ملامت عبث ہے مین اس خواہش سے
باز نہ آؤنگی اگر بعد کتخدائی مثل اور لڑکیون کے مار ڈالی گئی تو موجب ہی نجات کا ہوگا اور اگر مینے بادشاہ کو اوس خونریزی سے باز رکھا تو بڑا احسان
اپنے اہل شہر کے ساتھ کرونگی وزیر نے کہا کسی طرح سے تیری یہ درخواست قبول نہین کر سکتا جسقدر کہ تو اس امر مین کہے گی مین نہ سنونگا

اور تجکو ایسی بلا و مصیبت مین دیدہ و دانستہ نہ ڈالونگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ مین اپنے ہاتھہ سے خنجر تیرے جگر مین مارون کسی باپ سے اپنے پیارے فرزند کے حق مین ایسا کام نہوگا گو تو اپنی جان پر رحم نکرے مگر مجھسے یہ نہین ہوسکیگا کہ اپنے ہاتھہ کو تیرے خون سے آلودہ کرون شہزادی نے کہا اے پدر بزرگوار جسطرح ہوسکے مجھے میری اس خواست کو منظور فرماو وزیر نے جواب دیا کہ تیرا اصرار اس امر مین موجب زیادتی میرے غصے کا ہوتا ہی تو کیون درپے اپنی ہلاکت کے ہوتی ہی اور کیون تجھے اپنی عافیت تنگ آئی ہی جو کوئی کہ کسی کام کو بے مآل اندیشی کے کرتا ہی آخر الامر اوس کام مین نہایت خجالت کھینچتا ہی مین ڈرتا ہون کہ تیرا حال مثل اوس گدھے کے نہو اور جو صدمہ کہ اوسکو پونہچا تھا کہین تجھکو نہ پونہچے وہ گدھا بآرام و آسایش رہا کرتا تھا از راہ نادانی کے اوسنے اپنے تئین آپ مصیبت مین ڈالا شہزادی نے پوچھا کہ قصہ گدھے کا کیونکر ہی وزیر نے حال گدھے کا کہنا شروع کیا

حکایت گدھے اور بیل اور اونکے رکھوالے کی

ایک سوداگر تھا جلیل القدر اوسکے کتنے گھر اور کارخانے گانون مین تھے جنمین انواع و اقسام کے مویشی اوسکے رہتے تھے اتفاقاً واسطے دیکھنے اپنے کارخانون کے ایک ورگانون مین اہل و عیال سمیت گیا اور اصطبل مین کہ جہان اوسکا گدھا اور بیل بندھا تھا جا کر بیٹھا دیکھا کہ دونون جانور آپسمین باتین کرتے ہین سوداگر کہ بولی ہر ایک جانور چرند اور پرند کی سمجھتا تھا متوجہ ہوکر اونکی باتین سننے لگا بیل نے گدھے سے کہا کہ تو بڑا خوش قسمت اور صاحب نصیب ہی ہمیشہ آرام سے رہا کرتا ہی اور تجپر بہت کم محنت پڑتی ہی ہر وقت سائیس تیری خبر لیتا ہی اور ملدل کے دونون وقت تجھے جو کھلاتا اور تازہ پانی پلاتا ہی باوجود اس خدمت اور عظمت کے تیرا کام فقط اسیقدر ہی کہ جب کبھی کام پڑتا ہی تیرا صاحب تجپر سوار ہوکے تھوڑی دور تک جاتا ہی ورنہ ہمیشہ بندھا ہوا خوبی دانہ گھانس کھایا اور چین کیا کرتا ہی بخلاف میرے کہ کسقدر محنت و مشقت مجپر پڑتی ہی جتنا تو خوش قسمت ہی اوسیقدر مین بدنصیب ہون فجر سے میری پیٹھہ پر ہر رکھکر تمام دن جوتا کرتے ہین اور پیچھے میرے ہروا ہا چابک و آنکس سے مار کر ہانکتا ہی ہر کے بوجھ اور رگڑ سے میرا کاندھا چھل گیا ہی اور فجر سے رات تک ایسی سخت محنت لیکے سوکھا ٹرا بھس میرے آگے ڈال دیتے ہین کہ جسکو مین کھا نہین سکتا اور رات بھر بھوکا پیاسا اپنے موت کو بیٹھا رہتا ہون تیری خوشحالی اور فارغ البالی پر مجھے حسد آتا ہی بیل جب درد دل بیان کرچکا گدھے نے جواب دیا کہ بھائی جو کچھہ کہ تونے کہا سب درست ہی اور حقیقت مین تجپر ایسی ہی سختی اور مصیبت گذرتی ہی مگر تو خود راضی انھین شدائد کا ہی کہ جو وہ تیرے ساتھہ کرتے ہین تو خود نہین چاہتا کہ اپنے تئین آرام و آسایش مین رکھے یہ لوگ کبھی تیرے حال پر رحم نکرینگے اگر تو محنت کرتے کرتے ہلاک بھی ہو جائے مگر ایک صورت مین وہ تجھے محنت نہ لینگے اور تو بھی آرام سے رہا کریگا بیل نے پوچھا کہ وہ صورت کونسی ہی گدھے نے کہا تو اپنے تئین بیمار بنا رات کو دانہ بھوسا نہ کھا تھان پر دم بخود پڑا رہ بیل نے وہ سب باتین سنکر کہا کہ کل ایسا ہی کرونگا تو نے یہ تدبیر خوب بتائی خدا تجکو سلامت رکھے کیونکہ کل مین اپنے تئین کیسا بیمار بناتا ہون یہ کہکے وہ دونون جانور خاموش ہو رہے ان سب باتون کو سوداگر نے اچھی طرح سے سنا اور یاد رکھا دوسرے دن فجر کو مزدور نے بیل کے پاس آکر چاہا کہ اوسے موافق معمول کے ہر مین جوت کے واسطے قلبہ رانی کے کھیت کی طرف لیجائے دیکھا کہ رات کو کھلی اور بھوسا نہین کھایا زمین پر پڑا ہوا ہانپ رہا ہی آنکھین اوسکی بند اور پیٹ پھولا ہی

ہرواہے نے اوسکو بیمار جانکر ہل مین نجوتا اور جاکر سوداگر سے کہا کہ آج بیل بیمار ہو گیا ہی قابل محنت لینے کے نہین ہی سوداگر اوسکی بیماری کی خبر سنکر سمجھا کہ بیل نے بسبب تعلیم کرنے گدھے کے آج اپنے تئین بیمار ڈالا ہی ہرواہے سے کہا کہ آج تو گدھے پر ہل رکھکر اوسی کام لے ہرواہے نے بموجب حکم اپنے آقا کے گدھے کو ہل مین جوت کر تمام دن قلبہ رانی کی گدھا بسبب بے مشقی کے نہایت ماندہ ہوا اور ہاتھ پانون اوسکے شل ہو گئے اور سوا محنت کے مار ہرواہے کے ہاتھ سے اتنی کھائی کہ شام کو پھرتے وقت چل نہین سکتا تھا اور بیل اوس روز بہت آرام سے رہا اور جو کچھ ناندے مین تھا خوب پیٹ بھر کے کھایا گدھے کے حق مین دعاے خیر کی جب گدھا تھکا ماندہ کھیت سے آیا بالمشافہ اوسکا شکر بجا لایا اور کہا بھائی تمھارے سبب سے آج مین بہت اچھی طرح رہا گدھا بسبب ماندگی کے کچھ جواب بیل کا ندے سکا آتے ہی اپنے تھان پر گر پڑا اور دل مین سوچ کر اپنے تئین ملامت کرنے لگا کہ کمبخت تو بہت آرام و آسایش سے رہا کرتا تھا تو نے ناحق بیل کو اس طرح کی تعلیم کر کے اپنے تئین مصیبت مین ڈالا وزیر نے اس قصے کو یہانتک بیان کر کے شہرزاد اپنی بیٹی سے کہا کہ ای فرزند اس چین آرام مین ناحق چاہتی ہو کہ اپنے تئین مثل گدھے کے مصیبت و بلا مین ڈالو شہرزاد نے باپ سے کہا اس تمثیل پر جو آپ نے کہی مین اپنے ارادے سے باز نہ آؤنگی اور جبتک تم میری شادی بادشاہ کے ساتھ نکروگے اسیطرح عرض کیے جاؤنگی وزیر نے کہا کہ تو اپنی ہٹ اور ضد سے باز نہین آتی آخر کو مین تجکو وہی سزا دونگا جو اوس سوداگر نے اپنی بی بی کو دی تھی شہرزاد نے وزیر سے پوچھا کہ اوس سوداگر نے کسواسطے اپنی بی بی کو سزا دی تھی مین مشتاق ہون کہ اس نقل کو سنون پھر اوس غریب گدھے پر کیا گذرا اور بیل سے کیا معاملہ ہوا وزیر نے کہا دوسرے دن پھر وہ سوداگر بعد فراغت طعام شب کو چاندنی مین اپنی بی بی سمیت نزدیک اون دونون جانورون کے جا بیٹھا اور سنا کہ گدھا اوس بیل سے کہتا ہی کہو بھائی کل فجر کو جب ہرواہا تمھارے واسطے دانہ گھانس لائیگا تب تم کیا کروگے بیل نے کہا جیسا کہ تم نے مجھسے کہا ہی ویسا ہی ہوگا گدھے نے کہا خبردار ایسا کام نکیجیو الا فی الفور تو جان سے مارا جائیگا اسواسطے کہ کل شام کو پھرتے وقت مین نے سنا آقا ہمارا اپنے خانساماں سے کہتا تھا کل فجر کو قصاب و چمار کو بلا لانا بیل کل سے بیمار ہی اوسکو ذبح کر کے گوشت اور چمڑا اون دونون کے ہاتھ بیچ ڈالنا یہ بات کل مین نے سنی تھی آج دوستی کی راہ سے تجکو آگاہ کیا اب میرے نزدیک تیرے حق مین صلاح یہ ہی کہ کل فجر کو جسوقت کہ بھس و چارا تیرے آگے لا کر ڈالین جلدی سے اوٹھکر اوسکو کھانا اور چاق ہو جانا تو ہمارا آقا تجکو تندرست سمجھکر قصد ذبح کرنے کا نکریگا بیل نے ڈر کر گدھے سے کہا کہ بھائی خدا تیرا بھلا کرے تو نے میری جان بچائی اب مین وہی کام کرونگا جو تو نے مجھسے کہا سوداگر ان باتون کو گدھے اور بیل سے سنکر بے اختیار ٹھٹھا مار کر ہنسا بی بی اوسکے ہنسنے سے متحیر ہوئی اور کہا کہ بے موقع تیرے ہنسنے کا کیا سبب ہی اوسنے کہا وہ بات بتانے کی نہین اسقدر البتہ کہ سکتا ہون کہ گدھے اور بیل کی باتین سنکر ہنسا باقی راز ہی کہ مین اوسکو کہہ نہین سکتا بی بی نے کہا تو یہ راز مجھے بتا تو مین بھی جانورون کی باتین سمجھا کرون سوداگر نے اوسکے بتانے مین انکار کیا بی بی نے کہا کہ اوسکے بتانے مین تجھے کیا تامل ہی تاجر نے کہا اس راز کے سکھانے سے مین جیتا نرہونگا وہ بولی تو مجکو بہلاتا اور اوسکے بتانے مین دریغ کرتا ہی آخر کسی اور نے بھی تجکو سکھایا ہوگا کیا وہ مر گیا تھا کہ تو بھی مر جائیگا یہ سب تیرا جھوٹ ہی جسطرح سے ہو تو مجکو اس راز کو سکھا اگر نہ بتائیگا تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگی یہ کہکر وہ عورت اپنے گھر مین گئی اور دروازہ کوٹھری کا بند کر کے بیٹھی اور رات بھر چلایا کی سوداگر رات کو سو رہا اور دوسرے دن بھی اوسکو اسی حال مین دیکھکر سمجھانا شروع کیا بی بی تو کس خیال مین

پڑی ہی وہ امر تیرے سیکھنے کے لایق نہین بی بی نے کہا جبتک کہ تو مجھے نہ بتائیگا مین نہ کچھ کھاؤنگی اور نہ پیونگی اسیطرح چلاتی اور روتی رہونگی شوہر نے کہا اگر مین تیری بیوقوفی پر عمل کرون تو اپنی جان سے ہاتھ دھوؤن عورت نے کہا بلا سے تو جی یا مر مگر مجکو یہ علم بتا جس سے مین جانورون کی بولی سمجھا کرون سوداگر نے اوس عورت بیوقوف کو اوسی حال مین پاکر اپنے اور اوسکے اقربا کو بلایا اور کہا کہ تم اس نادان عاقبت نافہم کو سمجھاؤ تا اس امر سے باز آئے اور اس خیال مین نہ پڑے ہرچند اون سب نے اوسکو سمجھایا مگر وہ اپنی ضد سے باز نہ آئی اور شوہر کے مرنے پر راضی ہوئی اور اپنے مان باپ کا بھی کہنا کسی عنوان نمانا چھوٹے چھوٹے بچے اپنی مان کا حال اور اوسکی بیقراری اور اضطراب کو دیکھہ رونے اور واویلا کرنے لگے سوداگر کو کوئی تدبیر بن نہین پڑتی تھی کہ اپنی بی بی کو سمجھا کے اور اوسکو اس امر کے استکشاف سے باز رکھے سخت متحیر اور پریشان ہوا دل مین اپنے سوچا اگر بی بی کو یہ راز بتاؤن تو مین خود مر جاؤن اور اگر نہ بتاؤن تو وہ مرتی ہی اسی تردد اور پریشانی مین گھر سے نکلکر باہر دروازے کے جا بیٹھا اور اوس سوداگر کے گھر ایک مرغ اور پچاس مرغیان تھین اور ایک نمک حلال کتا بھی اوسکا رفیق تھا اوسی حالت تشویش مین سوداگر نے دیکھا کہ وہ کتا طرف مرغ کے کہ مرغیون مین بدستور مشغول تھا بھونک کر دوڑا اور نہایت غصے ہوکر اوس مرغ بیحیا کو ملامت کرنے لگا کہ تو بڑا بے شرم اور نمکحرام ہی آجکے دن خصوص ایسے وقت مین تو ان حرکات سے باز نہین رہتا مرغ نے کتے سے پوچھا کیا سبب ہی جو مین آج اپنے شغل اور نشاط سے باز رہون کتے نے کہا کیا تجکو معلوم نہین آج ہمارا خاوند بڑے اندیشے اور ضیق مین ہی اوسکی بی بی نادان اوس سے ایسے راز کو پوچھتی ہی کہ جسکے بتانے سے وہ فوراً مر جائے اور اگر نہین بتاتا تو وہ اپنے تئین ہلاک کرتی ہی اسی سبب سے اوسکے گھر مین سب زن و مرد روتے پیٹتے ہین اور ہم سب بھی اندوہگین ہین سوائے تیرے کہ ایسے وقت مین مرغیون سے بدستور مشغول ہی مرغ نے جواب دیا کہ ہمارا صاحب احمق ہی فقط ایک جورو رکھتا ہی سو وہ بھی اوسکے قابو اور اختیار مین نہین مین پچاس مرغیان رکھتا ہون اور وہ سب میرے قابو مین ہین میرے حکم سے کوئی باہر نہین اگر وہ اپنے ہوش مین آوے اور عقلمندی کو کام فرماوے تو ابھی اس غم سے نجات پاوے کتے نے پوچھا وہ کیا کام کرے جس سے اوسکی بی بی اس ہٹ سے باز آئے مرغ نے کہا ہمارا آقا اوس حجرے مین کہ جسمین اوسکی بی بی ہی چلا جائے اور اوسکا دروازہ بند کر ایک لکڑی سے اوسے خوب مارے اور تنبیہ کرے اس عمل سے فی الفور ہٹ سے باز آویگی اور توبہ کریگی پھر کبھی اوس بات کا نام نہ لیگی سوداگر مرغ سے اس بات کو سنکر اوٹھا اور ایک بڑی لکڑی لیکر اپنی بی بی کے پاس کہ روتی تھی گیا اور لکڑی سے پیٹنا شروع کیا یہانتک کہ بی بی کو سوائے توبہ کرنے اور اپنی ضد سے باز آنے کے کچھ بن نہ آیا گھبرا کے اپنے شوہر کے قدمون پر گری اور کہنے لگی کہ بس اب نہ مار مینے توبہ کی پھر کبھی اس امر مین سوال نکرونگی موجب اس مثل مشہور کے مار کے آگے بھوت بھاگتا ہی وہ عورت خاموش ہو رہی اور ہاتھ باندھ سوداگر کی خوشامد کرنے لگی سوداگر نے اوسکو براہ پاکر حجرے کا دروازہ کھول دیا رشتہ دار طرفین کے اوس عورت کو خاموش پاکر خوش ہوے اور خدا کا شکر بجا لا کر کہا حق تعالی نے بڑا فضل و کرم کیا کہ اون دونون کی جان بچائی وزیر نے اس حکایت کو تمام کرکے شہرزاد سے کہا کہ اگر تو اس امر سے باز نہ آئیگی تجکو ویسی ہی سزا دونگا جیسی کہ سوداگر نے اپنی بی بی کو دی تھی شہرزاد نے جواب دیا آپ نے جو کچھ کہ فرمایا مینے سنا لیکن مین اس حال کو سنکر اپنی درخواست سے باز نہ آؤنگی مجکو بھی بہت سی حکایتین اور مثلین موافق اپنے

مطلب کے معلوم ہین اوسکا ذکر کرنا بیفائدہ ہی اگر تم موجب میری درخواست کے عمل مین نہ لاؤگے مین خود بے واسطہ تمھارے بادشاہ کی حضور مین اپنے تئین حاضر کرونگی آخر وزیر نے اپنی بیٹی کے اصرار اور مبالغے سے مجبور ہوا اوسکی درخواست کو منظور کیا اور دل مین نہایت ملول اور مغموم ہوا بادشاہ شہریار کی حضور مین جا کر عرض کیا کہ شہرزاد میری بڑی لڑکی شب آیندہ کو آپکی عروس بنا چاہتی ہی بادشاہ کو وزیر کے کہنے سے نہایت تعجب ہوا اور فرمایا کہ تو نے کیونکر اپنے فرزند کے حق مین اس امر کو تجویز فرمایا وزیر نے عرض کیا کہ اوس لڑکی نے خود مصر ہو کر درخواست کی ہی اور اوسکی کمال تمنا اور آرزو ہی کہ ایک رات شرفیاب آپ کی زوجیت کی ہو کر فجر کو قتل کی جاوے بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ تم کچھ اور خیال نکرنا کہ مین تیری رعایت اور پاس کرکے اپنے دستور کو موقوف کرون بلکہ فجر ہوتے ہی بدستور شہرزاد واسطے قتل کے تیرے سپرد ہوگی اگر اوسکے قتل کرنے مین درد فرزندی سے ذرا تامل کریگا تو بھی ساتھ اوسکے قتل کیا جائیگا وزیر نے عرض کیا خداوند مین فرمانبردار حکم حضور کا ہون گو وہ میری فرزند ہی اور مجکو اوسکا قتل کرنا سخت ناگوار ہوگا لیکن موجب حکم حضور کے بے تامل اوسے قتل کرونگا بادشاہ نے وزیر سے اس بات کو سنکر درخواست اوسکی منظور فرمائی اور کہا اس صورت مین مضایقہ نہین اسی رات کو محل مین لاکر اوسکا عقد میرے ساتھہ کردے وزیر نے بادشاہ سے رخصت ہو اس خبر کو شہرزاد سے جا کر کہا وہ اوسے سنکر بہت خوش ہوئی اور اپنے باپ کی بڑی شکرگزاری کرکے تسلی دینے لگی کہ تم میری شادی بادشاہ سے کرکے تاسف نکرو انشاء اللہ تعالی یہ امر زندگی بھر موجب تمھاری خوشنودی و مسرت کا ہوگا پھر اوسنے پوشاک پہن قبل اسکے کہ محل بادشاہی مین جاوے اپنی چھوٹی بہن دنیازاد کو بلا کے کنارے لے گئی اور کہا کہ بہن مین تجھسے ایک امر مین اعانت اور مدد چاہتی ہون مجھے یقین ہی کہ تو اوس سے انکار نکریگی میرا باپ بادشاہ کے ساتھہ شادی کرنے کو مجھے اب لیے جاتا ہی تو اس امر مین رنجیدہ نہو جو مین کہون اوسکو عمل مین لا جسوقت مین بادشاہ کی حضور مین حاضر ہونگی اوس سے درخواست کرونگی کہ تجھے بلوا کے میرے پاس شادی کے کمرے مین سلوائے تاکہ مین وقت اخیر تجھسے بات چیت کرکے رخصت ہون اور تو خوب یاد رکھہ کہ جب فجر ہونے کو ایک ساعت باقی رہے مجھے نیند سے بیدار کرکے کہنا بہن اگر تم جاگتی ہو تو کوئی حکایت اچھی کہ جو تمھین یاد ہو کہو تا کہ میرا جی لگے مین اوسی وقت کوئی قصہ کہنا شروع کرونگی مجھے یقین ہی کہ ساتھہ اس حیلے کے مین قتل ہونے سے محفوظ رہون دنیازاد نے اوسے منظور کیا اور کہا بہن تم اپنی خاطر جمع رکھو مین موجب طلب بادشاہ کے حاضر ہونگی اور موافق تمھارے فرمانے کے عمل مین لاؤنگی غرض شب کے وقت وزیر اعظم شہرزاد کو بادشاہ کے محل مین لیگیا اور بعد عقد کے اوسے بادشاہ کے محل مین چھوڑ کر رخصت ہوا وقت خلوت کے بادشاہ نے شہرزاد سے فرمایا کہ نقاب کو اپنے چہرے سے اوٹھا پھر اوسکے حسن دلفریب کو دیکھکر مفتون ہوا اور اوسکو آبدیدہ دیکھکر پوچھا تو روتی کیون ہی شہرزاد نے عرض کیا کہ میری ایک چھوٹی بہن ہی جسکو مین بہت چاہتی ہون اور وہ بھی مجھسے نہایت مالوف ہی چاہتی ہون کہ آجکی رات وہ بھی اسی کمرے مین آ رہے تا کہ فجر کو ہم ایک دوسرے کا دیدار آخری دیکھیں اور رخصت کرین اگر آپکی مرضی اور اجازت ہو تو مین بلوالون اور اوسکو پیار کرکے اپنی تسلی کرون شہریار نے اوسے منظور کیا اور اجازت دی چنانچہ دنیازاد موجب طلب شہرزاد کے بادشاہ کے محل مین حاضر ہوئی شہریار

شہرزاد کو لے کر ایک بڑے اونچے پلنگ پر کہ اوس وقت کے بادشاہون کا یہی دستور تھا سویا اور دنیازاد نیچے پلنگ کے ایک توشک پر کہ اوسکے واسطے آگے سے بچھا رکھی تھی سوئی دنیازاد ایک گھڑی آگے فجر ہونے کے جاگی جسطرح اوسکی بہن نے کہہ رکھا تھا پکاری میری اچھی باجی جان مجکو اس وقت بسبب رنج والم کے کہ تمھاری طرف سے میری خاطر مین ہی نیند نہین آتی نہایت بیچین ہون اگر تم جاگتی ہو تو کوئی قصہ یا کہانی اچھی یاد ہو کہو تو مین اوسکو تمھاری زبان سے اس اخیر وقت مین سنون اور موجب رفع وحشت میری کا ہو شہرزاد نے بے اسکے کہ کچھہ جواب اپنی بہن کو دے بادشاہ کی حضور مین عرض کیا کہ اگر حضور کی مرضی ہو تو اپنی بہن کی مین خوشی کرون اور موافق اوسکی درخواست کے کوئی بات کہون بادشاہ نے اوسے بخوشی تمام اجازت دی چنانچہ شہرزاد نے اپنی بہن دنیازاد اور بادشاہ کو مخاطب کرکے قصہ سوداگر اور جن کا اس طرح کہنا شروع کیا

قصہ سوداگر اور جن کا

شہرزاد نے کہا بادشاہ سلامت اگلے زمانے مین ایک سوداگر تھا بہت صاحب دولت نقد اور اسباب تجارت کا بیشمار رکھتا تھا ہر چند نوبیندے کو ٹھیان غلام اور گماشتے جابجا مقرر تھے مگر آپ بھی گاہ بگاہ واسطے تجارت کے سفر کیا کرتا ایکبار اوسکو واسطے کسی مہم کے سفر درپیش ہوا تن تنہا گھوڑے پر سوار ہوکر چلا اور جہان اوسکا ارادہ جانے کا تھا ہر ایک چیز کھانے کی قسم سے وہان کم میسر ہوتی تھی اسواسطے ایک خرجی مین کچھہ کلچے اور چھوہارے بھر لیے پھر وہان پہونچکر بعد سرانجام کام کے مراجعت کی چوتھا روز تھا کہ اوسنے ایک روز بسبب تمازت آفتاب کے راہ اپنی چھوڑ کر چاہا کہ کسی درخت کے سایے مین ٹھہرے اور دم لے دور سے دیکھا کہ ایک چشمہ صاف نیچے درخت چار مغز کے جاری ہی وہان پر وہ گھوڑے سے اوترا اور اوسکو درخت سے باندھ کنارے چشمے کے بیٹھ گیا اور کلچے چھوہارے تھیلی سے نکالکر کھانے لگا جب کھا چکا اور خوب سیر ہوا تب گٹھلیان چھوہارے کی ادھر اودھر پھینک دین پھر بعد فراغت طعام وضو کرکے بطرز اسلام نماز پڑھنے لگا جب نماز پڑھ چکا دوزانو بیٹھکے دعا مانگنا شروع کیا ناگاہ ایک جن کو دیکھا کہ اوسکی بڑی عمر تھی اور قد مانند دیو کے تھا ننگی تلوار ہاتھہ مین لیے ہوے اوسکی طرف جھپٹکر آیا اور نہایت غصے سے للکار کے کہا ادھر آکہ تیری گردن مارون سوداگر غریب اوسکی شکل مہیب اور سخنان ہیبت ناک سے ڈرا اور کانپ کر اوس جن سے کہا خداوند مینے آپکا کیا گناہ کیا ہی کہ جسکے عوض مجھے جان سے مارتے ہو جن نے کہا تونے میرے فرزند کو قتل کیا ہی اوسکے قصاص مین تجکو مارتا ہون سوداگر نے کہا کیونکر تمھارے بیٹے کو مارا مینے تو اوسکو دیکھا بھی نہین جن نے کہا کیا تو نہین یہان اپنی راہ چھوڑ کر بیٹھا اپنی جھولی سے خرمے نکالکر کھائے اور اوسکی گٹھلیان چارون طرف نہین پھینکین سوداگر نے کہا کہ یہ سب سچ ہی مین ان باتون سے انکار نہین کرتا جن نے کہا جب گٹھلیان چھوہارے کی تو چارونطرف پھینکتا تھا ایک گٹھلی میرے بیٹے کی آنکھہ مین اس زور سے لگی کہ وہ فورًا مر گیا اب تجھے اوسکے عوض قتل کرتا ہون سوداگر نے کہا خداوندا اول مینے اپنی دانست مین تمھارے بیٹے کو دیکھکر نہین مارا اور اگر بالفرض مجھسے سہوًا قصور ہوا ہو امیدوار ہون اوسے معاف فرماؤ اور میرے حال پر رحم کرو جن نے کہا نہ تو مین عفو کرنا جانتا ہون اور نہ رحم کرنا کیا تمھاری شرع مین خون کے عوض خون کرنا نہین پہونچتا مین تجکو مقرر مارونگا جیسا کہ تونے میرے بیٹے کو مارا ہی یہ کہکے اوس جن نے سوداگر کا بازو پکڑ زمین پر پچھاڑا

اور چاہتا تھا کہ تلوار سے اوسکا سر کاٹ ڈالے سوداگر اپنے جورو لڑکون کو یاد کر کے رونے لگا اور خدا اور رسول کے واسطے جن کو دئے تو اوسکو قتل نکرے جن نے آہ و نالہ اوسکے سنکر ہاتھ اپنا ٹھہرالیا اور چاہا کہ یہ جب فریاد و فغان سے چپ ہو تو اسکو مارے تاجر نے گریہ وزاری موقوف نکی اور برابر ہائے وائے کر کے رویا کیا جن نے کہا اگر تو بجاے اشک کے خون روئیگا تو بھی بے قتل کیے تجکو نہ چھوڑونگا تاجر نے کہا افسوس کہ تمھین کسی طرح سے رحم اور ترس نہین آتا کہ ایک غریب بیگناہ کا زبردستی خون کرتے ہو میرے رونے اور گریہ زاری پر خیال نکر کے کیا سچ مچ مجھے مار ہی ڈالوگے جن نے کہا ہان میرا یہی ارادہ ہے کہ اتنے مین فجر ہو گئی شہرزاد اس قصے کو یہین تک کہکے خاموش ہو رہی اور تصور کیا کہ اب وقت بادشاہ کے نماز پڑھنے کا پہونچا اور بعد پڑھنے نماز کے دربار مین جائیگا دنیازاد نے کہا بہن یہ کیا اچھا قصہ تھا شہرزاد نے کہا کہ کیا تمھین پسند آیا اگر آگے سنوگی اس سے زیادہ خوش ہوگی اور تعجب کروگی اگر آج بادشاہ نے میری جان بخشی کی اور کل فجر کو اجازت مجھے کہنے کی دی کل کی شب مین یہان سے اس قصے کو پھر کہونگی شہریار نے کہ وہ بھی اس قصے کو سنکر بہت خوش ہوا تھا اپنے دلمین ارادہ کیا کہ تا تمام ہونے اس قصے کے شہرزاد کو قتل نکیا چاہیے اوسدن مارنا اوسکا موقوف کیا اور پلنگ پر سے واسطے پڑھنے نماز فجر کے اوٹھا اور بعد نماز دربار مین گیا وزیر اعظم کہ رات بھر اپنی بیٹی کے غم و الم مین سویا تھا اور مجبوری اپنی لڑکی کا جلاد بنا تھا فجر کو منتظر حکم بادشاہی کا تھا کہ واسطے قتل کرنے شہرزاد کے اب حکم ہوا چاہتا ہے جب بادشاہ سے یہ حکم نپایا نہایت تحیر اور تعجب ہوا بادشاہ اوسدن انتظام ملک و فوج مین بدستور مصروف و مشغول رہا رات کو پھر شہرزاد کے ساتھ اپنے محل کے مین جاکے آرام فرمایا ایکساعت آگے فجر ہونے کے دنیازاد نے پھر بیدار ہو کر کہا باجی جان اگر تم جاگتی ہو تو اوس قصے کو صبح ہونے تک کہو اور تمام کرو ہنوز شہرزاد نے بادشاہ سے اجازت اس امر مین نہین مانگی تھی کہ شہریار نے خود فرمایا قصہ جن اور سوداگر کا تمام کر مین نہایت مشتاق اوسکے سننے کا ہون شہرزاد نے فی الفور کہنا اسطرح سے شروع کیا خداوندا جبکہ سوداگر نے دیکھا کہ اس جن کے ہاتھ سے کسیطرح مفر اور رہائی نہین جن سے کہا اگر مین تمھارے نزدیک واجب القتل ہون اور تم کسیطرح بے قتل کیے مجکو چھوڑوگے نہین تو امید ہے کہ اتنی فرصت دو کہ مین اپنی بی بی اور بچونکو رخصت کر آؤن اور مال و دولت اپنے وارثون کو کہ انکے نام پر لکھ آیا ہون تقسیم کر دون تو بعد میرے آپس مین لڑین جھگڑین نہ اور مین وعدہ کرتا ہون کہ بعد ان سب امرون کے اسی جگہ پھر آکے حضور مین حاضر ہونگا اوسوقت اختیار ہے مجکو جو چاہیے کیجیے جن نے کہا اگر مین تجکو اتنی مہلت دون اور تو نہ آوے سوداگر نے کہا اگر میری قسم پر تمھین اعتماد ہو تو مین قسم پیدا کنندہ زمین و آسمان کی کھاکر کہتا ہون کہ اپنے کامون سے فراغت کر کے مین پھر جلد یہان حاضر ہونگا جن نے کہا کتنی مہلت تو مانگتا ہے سوداگر نے کہا ایکسال کی جسمین مین اپنے سب امرونکی درستی کر سکون کوئی ارمان میرے دلمین نرہے اور دل سے اقرار کرتا ہون کہ اسی دن بعد گذرنے ایکسال کے نیچے انھین درختونکے اپنے تئین تمھین سونپ دونگا جن نے کہا اپنے اس اقرار پر خدا کو گواہ کر سوداگر نے قسم کھاکے خدا کو گواہ کیا الغرض اس قول و اقرار پر جن نزدیک اوس چشمے کے سوداگر کو چھوڑ غائب ہو گیا سوداگر اوس مصیبت و بلاے ناگہانی سے نجات پاکر گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے گھر کی راہ لی راستے مین کبھی تو وہ مسرت مخلصی پانے سے خوش اور کبھی یاد کر کے اوس سخت قسم کو دلگیر ہوتا اسیطرح سوداگر اپنے گھر پہونچا اوسکی بی بی اور اقربا بکمال خوش ہو کے اوسکی ملاقات کو دوڑے سوداگر کسیکے گلے نملا اور سخت رونے لگا وہ سمجھے کہ شاید کوئی حادثہ یا کچھ

نقصان مال کا ہوا کہ جس سبب سے اسقدر وہ تباہی سوداگر جب رونے سے ستایا بعد اوسکے ستانے کے بالخانہ نے استفسار کیا اور کہا کہ ہم تو تیرے
آنے سے خوش ہوے مگر تونے اپنے رونے سے ہم سبکو رنج مین ڈالا کیا سبب ہے سوداگر نے جواب دیا کیونکر مین غم نکرون فقط ایک سن تک
میری زندگی ہے پھر اوسنے سب اپنا اور جن کا حال ظاہر کیا وہ سب اس قصے کو سنکر بہت روئے خصوصًا اوسکی بی بی پیٹنے اور سر کے بال نوچنے لگی
اور لڑکے بالے اوسکے بھی چلا چلا کر رونے لگے وہ دن تو اونکے رونے پیٹنے مین کٹا دوسرے دن وہ سوداگر اپنے انفصال مقدمات مین مصروف ہوا
پہلے سب کامون سے اوسنے اپنا سب قرض ادا کیا اور دوستون کو تحفے دیے اور بہت سا مال محتاجونکو خیرات کیا لونڈی غلامونے بھی آزادی پائی
املاک و اموال کو اولاد پر تقسیم کیا وارثون صغیر کے لیے محافظ اور امین مقرر کیے بی بی کو بھی بہت سی دولت دی القصہ حسب موافق
فرائض اللہ کے اپنے مال کو تقسیم کر چکا اور ایکسال بھی گذر گیا مجبوری آمادہ روانگی کا ہوا اور کفن کو اپنی خرچی مین کھلیا اور وقت
رخصت ہونے کے اہل و عیال سے اوسکے گھر مین بڑا ماتم پڑا سب اوسکو لپٹ کر چھوڑتے نتھے چاہتے تھے کہ وہ سب بھی اوسکے ساتھ جاکے
اپنی جان دیوین آخر اوس سوداگر نے اپنے دل کو سخت کر کے اونھین رخصت کیا اور کہا کہ مین راضی برضای الٰہی ہون صبر اور شکر کرو اور
سمجھو کہ آخر ہر ایک متنفس کو مرنا ہے اور مرگ سے کسیکو چارہ نہین بہر حال سوداگر اپنے تئین اون سب سے چھوڑا کر روانہ ہوا اور وعدے پر اوس
جگہ پہونچا اور گھوڑے سے اوتر کنارے چشمے کے بکمال اندوہ منتظر جن کا بیٹھا وہ اسی حالت مایوسی مین تھا کہ ایک بڈھا ہرنی کو لیے ہوے
وارد ہوا اور بعد سلام علیک کے اوسنے سوداگر سے پوچھا تمہارا آنا ایسے ویرانے مین کہ جنات رہتے ہین کیونکر ہوا اس درخت کے دیکھنے سے
اکثر لوگ دھوکا کھا کر جانتے ہین کہ یہ ٹھہرنے اور ستانے کی جا ہے یہی سمجھکر سایے مین آبیٹھتے ہین اور جنون کے ہاتھ سے اذیت پاتے ہین
سوداگر نے اوس مرد پیر کو جواب دیا کہ تم سچ کہتے ہو مین اسی دھوکے مین پڑکر جن کے ہاتھ مین مبتلا ہون پھر اپنی ساری سرگذشت کو اوس سے
ظاہر کیا بڈھے نے اس حال کو سنکر بہت تعجب کیا اور کہا یقینًا دنیا مین اس حال سے کوئی زیادہ عجیب نہین اور تونے قسم خدا کی اپنے قول کی
کھا کر ایفا کیا آفرین تیری صداقت پر اب مین دیکھے تیرے حال کے کہ جن تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے یہان سے نجاؤنگا یہ کہکے وہ بڈھا نزدیک
سوداگر کے بیٹھگیا پھر وہ دونون آپسمین باتین کرنے لگے اتنے مین ایک اور بڈھا کہ ساتھ اوسکے دو کتے سیاہ رسی مین بندھے ہوے تھے وہان
آیا اور بعد صاحب سلامت کے حال اون دونون کا پوچھنے لگا پہلے بڈھے نے حال سوداگر کا اوس سے بیان کیا اور کہا کہ مین بھی اسواسطے دیکھنے
حال اس سوداگر کے یہان بیٹھگیا ہون دوسرا بڈھا بھی اوس امر کو عجیب و غریب تصور کر کے اون دونون کے پاس وہ حال دیکھنے کو ٹھہر گیا اور
بیٹھکے گفتگو کرنے لگا اونسنے ابھی دم نہین لیا تھا کہ تیسرا ایک بڈھا خچر لیے ہوے آیا اور اون دونون بڈھون سے پوچھا یہ سوداگر کیون اسقدر
مغموم تمہارے پاس بیٹھا ہے اون دونون نے اوس سوداگر کا حال اور اوسکی دلگیری کا سبب بیان کیا تیسرے بڈھے نے بھی چاہا کہ وہان ٹھہر کے
دیکھے تو اوس جن اور سوداگر کے درمیان مین کیا معاملہ ہوتا ہے چنانچہ وہ تیسرا بڈھا بھی اون تینون کے پاس بیٹھگیا ہنوز
اوس تیسرے نے دم نہین لیا تھا کہ دفعۃً اونھون نے اپنے سامنے میدان مین ایک بڑا غبار اور دھوان دیکھا کہ مانند ایک ستون
خاک کے ہوا سے اوپر کو اوٹھا اور اونکے نزدیک پہونچکے ایکبارگی نظر سے غائب ہوگیا اور طرفۃ العین مین ایک جن قوی ہیکل تلوار ننگی
لیے ہوے سوداگر کی طرف آیا اور اوس سے کہا کہ اوٹھ تجھے مین قتل کرون جیسا کہ تونے میرے بیٹے کو قتل کیا ہے

یہ بات جن کی سنکر سوداگر اور وہ تینون بڈھے کانپ گئے اور رونے لگے یہان تک کہ اونکے واویلا سے اوس جنگل مین غل مچ گیا پھر جب
اوس بڈھے نے کہ جسکے پاس ہرنی تھی دیکھا کہ جن سوداگر کا ہاتھ پکڑ کر ایک سمت کو لیگیا اور اوسکو کمال بیرحمی سے مارے ڈالتا ہے وہ جن
کے قدمونپر گرا اور بعد پابوسی کے کہا ای پادشاہ جنون کے مین کچھ عرض رکھتا ہون ذرا غصے کو موقوف کرکے سنو مین چاہتا ہون
کہ اپنا اور اس ہرنی کا کہ جسے تم دیکھتے ہو قصہ کہون اگر یہ حال اس سوداگر کے قصے سے عجیب ہو تو امیدوار ہون کہ تیسرا حصہ
گناہ اس آدمی کا معاف ہو جن نے تھوڑی دیر تامل ہوکے کہا مینے اس بات کو قبول کیا

حکایت پہلے بڈھے کی کہ اوسکے ساتھ ہرنی تھی

اوس بڈھے نے کہا ای بادشاہ جن کے ذرا دھیان سے میری سرگذشت سنو یہ ہرنی چچا کی بیٹی اور میری زوجہ ہے جب عقد اوسکے
ساتھ ہوا تھا بارہ برس کی تھی میری نہایت اطاعت اور فرمانبرداری کرتی اور بہت عزیز جلیل القدر جانتی جب شادی کو تیس برس گذرے
اور کچھ اولاد اوس سے نہوئی مینے واسطے اولاد کے کہ اوسکا نہایت آرزومند رہتا تھا ایک لونڈی مول لی اوس سے بعد انتظار بسیار کے ایک لڑکا
پیدا ہوا میری بی بی نہایت حسد اور عداوت مخفی لڑکے اور اوسکی ماں سے کرنے لگی افسوس اوسکے حسد کا حال بعد ایک مدت کے مجھے
معلوم ہوا جب وہ لڑکا دس برس کا ہوا اتفاقاً مجھکو ایک سفر درپیش ہوا مینے قبل اپنے جانے کے سپارش لونڈی اور بچے کی اپنی بی بی سے کی اور
بتاکید کہا کہ جب تک مین اس سفر سے نہ پھر آؤن ان دونون کی خبرداری کرنا اور اچھی طرح سے رکھنا ایک سال مین انشاءاللہ تعالی پھر آؤن گا
اور جب سے میری بی بی نے اون پر حسد کرنا شروع کیا تھا جادو بھی سیکھتی تھی اس مدت مین وہ جادو کے علم مین خوب ماہر ہوگئی القصہ اوس کمبخت نے
بعد میرے جانے کے لڑکے کو جادو کرکے بچھڑا بنا ڈالا اور اہیر کو کہ میرا ملازم تھا بلا کر کہا اس بچھڑے کو مینے مول لیا ہے اپنے گھر لیجاکر رکھ اور اوسکو
خوب فربہ کر اور لونڈی کو بھی گاے بناکے اوس اہیر کے گھر بھیج دیا مینے جو سفر سے معاودت کی تو بی بی سے بیٹے اور اوسکی ماں کا حال
پوچھا کہ وہ دونون کہان ہین اوسنے کہا لونڈی تمھاری مرگئی اور لڑکے کو دو مہینے سے مین نہین دیکھتی معلوم نہین وہ کیا ہوا مین یہ حال
سنکر لونڈی کے مرنے سے تو بالکل مایوس ہوا اور لڑکے کی خبر غائب ہونے کی سنکر دل مین امید کی کہ شاید وہ میرے ہاتھ لگے اسکو آٹھ
مہینے کا عرصہ گذر گیا کہ مینے اوس لڑکے کو نپایا نہ کہین اوسکا پتا لگا یہان تک کہ دن عید قربان کا پونہچا مینے چاہا کہ موافق سنت حضرت
ابراہیم خلیل اللہ کے قربانی کرون اہیر کو بلا کے کہا کہ ایک گاے فربہ لے آوہ رکھوالا ایک گاے لایا کہ وہ درحقیقت میری لونڈی اور اوس
لڑکے کی ماں تھی مینے واسطے ذبح کرنے کے ہاتھ پانون اوسکے باندھے وہ نہایت غریبی اور عاجزی سے بولنے لگی اور اوسکی آنکھون سے
آنسو جاری ہوے یہ حال اوسکا دیکھکے مجھے بہت رقت آئی اور مجسے اوسکے گلے پر چھری نہ چل سکی تب مینے اپنے نوکر سے کہا کہ اسکو لیجا اور
دوسری گاے میرے واسطے لا اس بات سے میری بی بی بہت خفا ہوئی اور مجکو ملامت کرکے کہا کسواسطے اس گاے کو تو ذبح نہین کرتا
اس سے بہتر کوئی اور گاے فربہ اور قابل قربانی کے تیرے نوکر کے پاس نہین اوسکے کہنے سننے سے پھر مین مستعد اوسکے حلال کرنے
کو ہوکر چھری ہاتھ مین لی وہ گاے آگے سے زیادہ رونے اور چلانے لگی اوسوقت مجبور ہو مینے چھری اپنے نوکر کو دیکر کہا کہ تو ہی اس گاے
کو ذبح کر اوسکے چلانے اور رونے سے میرا ہاتھ اوسپر نہین چلتا نوکر نے کہ تھوڑا سا بیرحم تھا اوس گاے کو ذبح کر ڈالا جب اوسکی کھال اودھیڑی

تو اوسمین سوائے ہڈیون کے گوشت مطلق نہ تھا اگرچہ جادو کے سبب سے دیکھنے مین وہ نہایت فربہ معلوم ہوتی تھی مین اوس سکھوالے پر بہت خفا ہوا اور اوس گائے مذبوح کو اوسے دیکر کہا کہ اسکو تو ہی لیجا کر اپنے مصرف مین لا یا جسے تیرا جی چاہے دیدے پھر مینے اوس گائے کے ذبح کی ہوئی کی خبر نہ لی اور اوس اہیر سے کہا اگر تیرے پاس کوئی بچھڑا فربہ ہو تو جلد بدلے اس گائے کے قربانی کرنے کیواسطے لا وہ جلدی سے ایک بچھڑے کو کہ نہایت موٹا تازہ اور دیکھنے مین خوبصورت تھا لے آیا مجکو بچھڑے کا حال یا وصف کہ معلوم نہ تھا اور نجانتا تھا کہ یہ میرا ہی بیٹا ہے لیکن دیکھتے ہی دل مین اوسکی طرف سے محبت پیدا ہوئی اور وہ بھی مجھے دیکھتے ہی الفت سے اپنی رسی توڑا دوڑ کر میرے قدمونپر گرا اس حال سے اور زیادہ محبت اوسکی میرے دل مین پیدا ہوئی مارے الفت کے دلمین کہا کیا اسکو ذبح کرون اور اسقدر میرے خون نے جوش مارا کہ جیسے کسیکو فرزند کے دیکھنے سے ہو مین اس پیار اور الفت اپنی سے نہایت متردد اور حیران ہوا اور اوس بچھڑے کی آنکھونسے آنسو بہنے لگے اس سے اور زیادہ میری محبت جوش مین آئی آخر کو مینے اوس نوکر سے کہا اس گوسالے کو لیجا اور محافظت سے رکھ عوض اسکے اور جانور قربانی کیواسطے لے آ میری بی بی نے اس بات کو سنکر کہا ای شوہر ایسے فربہ تازے بچھڑے کو قربانی نہین کرتا مینے کہا یہ بچھڑا مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے دل نہین چاہتا کہ اسکو ذبح کرون تو اس امر مین کچھ سوال و تکرار نکر اوس شریر عورت نے اس امر مین بڑا اصرار کیا اور حسد سے نہین چاہتی تھی کہ میرا فرزند رہے اور بار بار اوسکے حلال کرنے کو کہتی مجبور مین تیز چھری لے اپنے بیٹے کا گلا کاٹنے چلا پھر اوس جانور نے جب میری طرف دیکھا اوسکی آنکھونسے آنسو بہتے ہوئے دیکھکر ترس اور پیار سے مین ایسا از خود رفتہ ہو گیا کہ چھری میرے ہاتھ سے گر پڑی تب بی بی سے مینے کہا کہ دوسرا بچھڑا میرے پاس ہے اوسکو ذبح کرتا ہون وہ بدبخت اپنی ضد اور ہٹ اوسکے ذبح کرنے مین کیے گئی آخر مینے اوسکے بچنے پر خیال نکرکے بظاہر اوسکی تسلی کیواسطے اوس سے اقرار کیا کہ مین اس بچھڑے کو آئندہ عید الضحیٰ مین قربانی کرونگا پھر وہ اہیر اوس بچھڑے کو اپنے گھر لیگیا اور دوسرے دن فجر کو مجھسے اوس اہیر نے آکر تنہائی مین کہا مین کچھ کہا چاہتا ہون یقین ہے کہ تم سنکر خوش ہوگے میری ایک لڑکی ہے کہ وہ جادو سے کچھ واقف ہے کل جو مین اوس بچھڑے کو اپنے گھر پھیر کر لیگیا وہ لڑکی اوسے دیکھکے مسکرائی اور روئی مینے اوس سے ان دونون امر خلاف کا سبب پوچھا اوسنے جواب دیا کہ بابا جان یہ بچھڑا جسکو تم پھیر لائے ہو ہمارے آقا کا بیٹا ہے مین اوسے زندہ دیکھکر خوش ہوئی اور یہ مسکرائی اور کل کے دن کہ جو اسکی مان گائے کے قالب مین ذبح ہو گئی اوسے یاد کرکے مین روئی اور ان دونون بیٹون کو ہمارے میان کی بی بی نے سبب سے تیا او امی کے جادو سے گائے بچھڑے کے قالب مین بنا ڈالا تھا مینے جو یہ اپنی بیٹی سے سنا تھا تمسے آکر ظاہر کیا ہے جن اوسوقت کی حالت میری کو تصور کرکے ان باتون کو سنکر کسقدر غم و الم میرے دلمین گذرا اوس بڈھے نے یہانتک بیان کرکے جن سے کہا پھر مین اوس سکھوالے کے ساتھ ہوا اوسکی لڑکی پاس گیا تو خود ان باتونکو اوسکی زبان سے سنون پہلے مین اوسکے گھر جاکر اصطبل مین جہان میرا بیٹا تھا گیا ہنوز مین اوسکے پاس جاکے اوسے پیار کرنے نہین پایا تھا کہ اوس نے ایسی حرکتین محبت کی عمل مین آئین کہ جس سے مینے جانا واقعی یہ میرا فرزند ہے پھر مینے اوسی حال کو جو سنا تھا اوسکی بیٹی سے بھی سنکر پوچھا کہ کسیطرح یہ بچھڑا اپنی اصلی شکل مین آ سکتا ہے اوسنے کہا البتہ مین اسکو شکل اصلی مین لا سکتی ہون مینے کہا اگر تو ایسا کرسکتی ہے تو مین اپنی سب ملک کو تجھے بخش دون اوس لڑکی نے مسکرا کر جواب دیا تم ہمارے آقا ہو ہم فرمانبردار دو شرط سے مین تمہارے بیٹے کو اوسکی اصلی صورت مین بنا دیتی ہون ایک تو یہ کہ تم اسکی شادی میرے ساتھ کردو دوسرے یہ کہ جو اسکو بچھڑے کے قالب مین لائی ہے اوسکو تمھی سزا دینے دو

جواب دیا پہلی شرط کو بجان و دل مینے قبول کیا کہ تیرا بیاہ اوسکے ساتھہ کر دونگا بلکہ تم دونونکو اتنا کچھہ دونگا کہ کبھی پھر کسیکے محتاج اور دست نگر نہوگے
اور اس خدمت سے تیرا بڑا احسان ہوگا دوسری شرط مین تجکو اختیار ہی جو سزا چاہیے تو اوسے دے ایسا شخص موذی البتہ قابل سزا کے ہی مگر
اوسکی جان نمار یو اوس لڑکی نے جواب دیا کہ جیسا اوسنے تیرے بیٹے کے ساتھہ کیا ہی اوسی قسم کی اوسے سزا دونگی القصہ لڑکی نے ایک
پیالہ پانی سے بھر کر اوسپر کچھہ پڑھا اور متوجہ اوس بچھڑے کیطرف ہوکے کہا ای مخلوق خدا کے کہ جو سبب قوی ور پیدا کرنے والا تمام عالم
کا ہی اگر تو در حقیقت خلقت انسانی سے ہی اور سبب تاثیر سحر کے اب تو بچھڑا بنا ہوا ہی تو واسطے اوس پروردگار اور آفرینندہ کے پھر اپنی شکل مین
ہوکے جیسا تھا ویسا ہی بن جا یہ کہکے اوسنے اوس پانی پھوکے ہوے کو اوسپر چھڑکا یہ عمل کرتے ہی وہ بچھڑا آدمی کی شکل بن گیا مینے بکمال
الفت و محبت اوسکو اپنے سینے سے لگایا اور بہت خوش ہوکے کہا حق تعالے نے بسبب اس لڑکی کے تجکو اس مصیبت سے نجات دی اب تو ادای
شکر کرکے اوسکو اپنی زوجیت مین قبول کر جیسا کہ مینے اوسکے ساتھہ اس امر کا اقرار کیا ہی میرے بیٹے نے اس امر کو بدل قبول کیا اور قبل بیاہ
ہونے کے لڑکی نے جادو سے میری جورو کو ہرنی بناڈالا پھر میرا بیٹا لڑکی کے ساتھہ کتخدا ہوا تھوڑے دنون میں اوسکا قبیلہ مر گیا اوسنے
مسافرت اختیار کی بہت برس گذرے ہین کہ مینے اوسکی کچھہ خبر نہین پائی اسواسطے اوسکی تلاش مین پھرتا ہون اور کسی پر اعتماد نہ تھا
کہ اپنی جورو کو اوسکے پاس چھوڑ کر اپنے بیٹے کی تلاش مین جاتا اسلیے اوسے اپنے ساتھہ لیے پھرتا ہون یہ میرا اور اس ہرنی کا قصہ ہی اب اس حکایت
کو غور کیجیے کہ عجیب و غریب ہی یا نہین جن نے کہا کہ البتہ عجیب ہی مینے تیسرا حصہ گناہ اس سوداگر کا معاف کیا اور بعضے ترجمون مین الف لیلہ
اس قصے مین بجاے ہرنی کے کتیا ہی پھر شہرزاد نے بادشاہ شہریار سے عرض کیا کہ خداوند جب پہلا بڈھا اپنا قصہ کہہ چکا دوسرے بڈھے
نے کہ دو کتے سیاہ اپنے ہمراہ لیے پھرتا تھا جن سے کہا مین بھی اپنی سرگذشت اور ان دونون کتونکی تمھارے حضور مین بیان کرتا ہون اگر یہ اگلے
قصے سے زیادہ تر عجیب و غریب ہووے امیدوار ہون کہ اوسکو سنکر آپ تیسرا حصہ قصور اس سوداگر کا معاف فرمائین جن نے کہا تیری سرگذشت
اس ہرنی کے حال سے عجیب ہوگی تو مین ثلث گناہ اوسکا معاف کرونگا چنانچہ دوسرے بڈھے نے اپنے حال کو اس طرح سے کہنا شروع کیا

قصہ دوسرے بڈھے کا کہ اوسکے ساتھہ دو کتے تھے

دوسرے بڈھے نے کہا ای بادشاہ جنون کے یہ دونون سیاہ کتے میرے سگے بھائی ہین والد نے وقت انتقال کے ایک ایک ہزار ریال ہم تینون
بھائیونکو دیے تھے ہم تینون نے اونھین روپون سے تجارت کرنا شروع کی اور دکانون پر بیٹھکے اسباب خرید و فروخت کرنے لگے بڑے
بھائی نے چاہا کہ اور شہرون مین جاکے تجارت کرے پس سب اسباب اپنا بیچا اور وہ اسباب کہ دوسرے شہرونمین بقیمت گران بکتا تھا خرید
کرکے روانہ ہوا اوسکے سفر کو جب ایک برس گذرا ایک شخص فقیر صورت میری دکان پر آکے کھڑا ہوا اور کہا خدا بھلا کرے مینے جواب دیا
خدا تیرا بھی بھلا کرے وہ بولا کیا تم مجھے نہین جانتے تب مینے اوسے بغور دیکھکے پہچانا اور گلے ملکر بڑا افسوس کیا اور معذرت کی کہ بھائی
مین کیونکر تجکو اس حال سے پہچانتا اور حال سفر کا پوچھا اوسنے جواب دیا کہ تمنے مجکو اس حال مین دیکھا اب آگے کیا پوچھتے ہو پھر میرے
اصرار کرنے سے اپنی سب مصیبتین مجملاً کہ جو اوس ایک برس کے سفر مین اوسپر گذری تھین کہہ سنائین اور کہا زیادہ اس سے کہنا سننا
موجب رنج طرفین کا ہی مین اوسکی بربادی کا حال سنکر اپنے سب کامونکو بھول گیا اور جلدی اوسے حمام بھیج نہلا دھلا توشہخانے

مین سے اچھی پوشاک نکالکر پہنائی بعد اسکے مینے اپنے حساب کے کتاب کو دیکھکے دریافت کیا کہ مین اسوقت تک مالک دو ہزار ریال کا ہون
پس ایک ہزار ریال اوسکو دیے اور کہا کہ بھائی جان اپنے اگلے نقصان کو بھول جاؤ اور اب اس ہزار ریال سے اپنا کاروبار کرو
اوسنے بہت خوش ہو کر ریال لیے اور از سر نو کاروبار اپنا شروع کیا القصہ ہم دونون بدستور سابق باہم بہنے لگے بعد اسکے میرے دوسرے
بھائی نے بھی چاہا کہ مثل اپنے بڑے بھائی کے تجارت اور شہرون مین جاکر کرے ہر چند مینے اوسکو منع کیا اوسنے نمانا اور اپنی بضاعت
کو بیچکر وہ اسباب تجارت کہ جو مناسب اوس سفر کے تھا خرید کیا اور مجھسے رخصت ہو کے ہمراہ ایک قافلے کے روانہ ہوا بعد ایکسال کے
وہ بھی تباہ اوسی اپنے مال و دولت کو کھو فقیر ہو مثل بڑے بھائی کے میرے پاس آیا مینے اوسکی بھی دستگیری کی اور ہزار ریال کہ اس عرصے تک
مجکو نفع مین پیدا ہوے تھے دیے وہ ایک دکان مول لے کے اپنا کاروبار اوسی شہر مین پھر کرنے لگا بعد چند روز کے ان دونون بھائیون نے
ایکدن آکے مجکو ترغیب دی کہ تا مین بھی ہمراہ اونکے واسطے تجارت کے سفر کرون پہلے مینے انکار کیا اور کہا کہ تمھین سفر کرنے سے کیا حاصل
ہوا کہ جو مجکو حاصل ہوگا لیکن وہ دونون بار بار مجھے اس بات مین ترغیب دیا کرتے تھے تب اونھون نے اسطرح ترغیب دینا شروع کیا کہ شاید
تیری ہی حسن تدبیر اور اقبال سے ہم حسب دلخواہ اپنے سفر مین متمتع ہون اونکو اسی تمنا اور آرزو مین عرصہ پانچ برس کا گذرا اور نہایت
اصرار اور مبالغہ اس مدت مین اونھون نے کیا مجبوری مین راضی ہوا اور آمادۂ سفر ہو کے خرید و فروخت اسباب تجارت کی کرنے لگا
اوسوقت مجھے معلوم ہوا کہ اونھون نے وہ ریال کہ جو مینے اون دونون کو دیے تھے بالکل صرف اور ضائع کر ڈالے لیکن مینے اونھین کچھ
ملامت نکی اور اپنے سرمایے سے اور کہ اوسوقت تک چھ ہزار ریال جمع ہوے تھے نصف اونھین دیکر کہا کہ بھائی مقتضی مآل اندیشی کا یہی کہ ہم
آدھے ریال تجارت مین لگائین اور آدھے گھر مین کہین گاڑ رکھین خدا نخواستہ اگر سفر مین مثل تمھارے کچھ ہمین نقصان پونہچے تو اوسوقت وہ
آدھے ریال ہمارے کام آوین اور اوسے ہم اپنا پیشہ تجارت کا کرکے اپنی اوقات بسر کرین پھر مینے ایک ایک ہزار ریال اونکو دیے اور ایکہزار خود
لیے اور تین ہزار گھر کے کونے مین دفن کیے بعد ہم سب اسباب تجارت کا مناسب وقت خرید کرکے جہاز پر مع اسباب سوار ہو کر ہوا
موافق مین روانہ ہوے بعد ایک مہینے کے بخیر و خوبی ایسے شہر مین پونہچے کہ ہمارا اسباب بہت منفعت سے بکا چنانچہ ایک ریال کے دس ریال
نفع مین ملے اور اشیا پیدایشی اوس جاکی مول لی تا کہ اوسے اپنے شہر مین جاکر بیچین جب ہم اوس جا پر خرید و فروخت اسباب سے فراغت کر چکے
اور ارادہ سوار ہونے جہاز کا کیا ناگہان کنارے دریاے شور کے ایک عورت حسین و شکیل سے مین دوچار ہوا اگرچہ وہ نہایت میلے کچیلے کپڑے
پہنے ہوے تھی اوسنے سلام کرکے میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور باصرار کمال مجھسے درخواست کی کہ اوسکے ساتھ اپنی شادی کرون مین اس امر کو
دشوار سمجھکر اوسکی طرف متوجہ نہوا آخر جب اوسنے عجز و الحاح سے کہا اوسوقت مجکو اوسکی غریبی و بیکسی پر ترس آیا اور اوسکی خواہش کو منظور
کیا اچھی پوشاک سلوا کر اوسکو پہنوائی اور بعد عقد کے اپنے ساتھ جہاز پر سوار کر لیا جب جہاز وہان سے روانہ ہوا اثناے راہ مین مینے
اوسکو نہایت خوش سلیقہ اور نیک صفات پایا مین اوسکو آگے سے زیادہ پیار کرنے لگا میرے یہ دونون بھائی بسبب اسکے زیادہ حسد
کرنے لگے اور مجھسے مخفی دشمنی کرنا شروع کی چنانچہ ایک رات کو مجکو اور بیبی کو غافل سوتا پاکر اوٹھا دریاے شور مین ڈال دیا بی بی کہ در حقیقت
پری تھی اوسکو پانی سے کچھ ضرر نہوا بلکہ مجکو بھی ڈوبنے سے بچایا پانی پر گرتے ہی مجکو اوٹھا کے ایک جزیرے خشک مین لگئی جب دن ہوا

اوس پری نے مجھسے کہا کہ عوض نیکی کے جو تو نے میرے ساتھہ کی ہی مینے تیری جان بچائی اور مین جنس پری سے ہون وہمن کہ تو جہاز پر سوار ہونے لگا تھا مینے تجھے جوان خوبصورت دیکھکر پسند کیا اور چاہا کہ تیرے ساتھہ شادی کرون پھر مینے دل مین کہا کہ تیرا امتحان کرون اسواسطے غریبون کے بھیس مین تنکے میلے پھٹے کپڑون مین تیرے سامنے ہوئی مگر تونے اپنی جوانمردی سے میرے ساتھہ بڑا احسان اور سلوک کیا مین بہت راضی اور خوشنود ہوئی اب چاہتی ہون کہ اوسکی شکرگزاری مین تیرے ساتھہ بڑا سلوک کرون لیکن تیرے بھائیون سے بہت ناخوش ہون ملعون ہین کہ اونھین جان سے مار ڈالون مینے اوسکی باتین سنکر نہایت تعجب کیا اور حد سے زیادہ شکر اوسکے احسانونکا بجالایا اور منت سے کہا بی بی میرے بھائیون کو تو جان سے نمار اگرچہ انکے ہاتھہ سے میری جان پر صدمہ پونہچا مین ایسی سزا سخت اونپر گوارا نہین کرتا کہ جان سے وہ مارے جاوین القصہ جسقدر مین اپنے بھائیون کی سفارش کرتا تھا اوسقدر اوسکا غصہ زیادہ ہوتا تھا آخر اوسنے کہا مین ابھی یہان سے اوڑکر اون کمبختون ناسپاسونکو جہاز سمیت سمندر مین غرق کیے دیتی ہون مینے عرض کیا خدا کیواسطے بیگم ایسا غضب نکیجے ناعوض بدی کے نیکی کرنا اچھا ہی ذرا اپنے غصے کو کم کرو سوا مار ڈالنے کے اور جو سزا چاہو اونکو دو غرض مینے ان باتون سے اوسے ٹھنڈا کیا مین اوس سے یہی باتین کر رہا تھا کہ اوس پری نے مجھکو اوس جزیرے سے لیجاکر میرے گھر کی چھت پر بٹھادیا اور آپ غائب ہو گئی مین کوٹھے اوترکے گھر مین آیا اور کوٹھری کے دروازے کھولے اور تین ہزار ریال کو زمین سے نکالا اور اپنی دکان پر بیٹھکے کاروبار کرنے لگا تاجرون نے مجھکو آکر مبارکباد دی جب دکان سے مین اپنے گھر مین آیا تو دو کالے کتون کو اپنے گھر مین دیکھکر نہایت متحیر ہوا وہ کتے مجھکو دیکھکر دم اپنی ہلا میری طرف دوڑے اور سر اپنا میرے پانوون پر رکھنے لگے اوسی حالت مین وہ پری میرے گھر مین آئی اور مجھسے کہا کہ ای شوہر ان کتونکو اپنے گھر مین دیکھکر گھبرا نہین تیرے یہ دونون بھائی ہین اس بات کو سنکر غم سے خون میرے بدن مین خشک ہو گیا گھبراکے مینے اوس پری سے پوچھا کہ کسطرح سے وہ دونون کتے بن گئے اوسنے کہا کہ میرے کہنے سے ایک میری بہن ہی اوسنے وہ جہاز جسپر تمھارا اسباب تجارت کا تھا غرق کر دیا اور تیرے بھائیونکو بعوض نمک حرامی کے دس برس کے واسطے کتا بنا ڈالا یہ کہکے وہ پری غائب ہو گئی اب دس برس پورے گذر گئے ہین اور مین اوسکو ڈھونڈھتا پھرتا ہون یہان تک کہ میرا گذر اس طرف ہوا اور اس سوداگر اور پیر مرد کو جسکے پاس ہرنی ہی یہان دیکھکر مین ٹھہر گیا ای بادشاہ جن کے میرا یہ قصہ کہ جسکو آپنے سنا عجیب ہی یا نہین جن نے کہا البتہ تیرا بھی ماجرا نہایت عجیب ہی پھر اوسنے تیسرا حصہ جرم اوس سوداگر کا بخشا جب کہ وہ دوسرا بڈھا بھی اپنا حال کہہ چکا تیسرے بڈھے نے مثل اورون کے جن سے کہا کہ اب مین اپنے قصے کو آپ کی حضور مین کہتا ہون اگر اوسکو بہ نسبت اور قصون کے عجیب تر پاؤ تو امیدوار ہون کہ باقی تیسرا حصہ گناہ اس سوداگر کا بھی معاف فرماؤ جن نے مان لیا پھر تیسرے بڈھے نے اپنا قصہ کہنا شروع کیا

قصہ تیسرے بڈھے کا کہ اوسکے ساتھہ خچر تھا

ای بادشاہ جنون کے یہ خچر میری بی بی ہی حسب اتفاق میرا سفر مین جانا ہوا اور بعد ایکسال کے وہان سے رات کو آنا ہوا گھر مین گیا دیکھتا ہون کہ وہ بی بی ایک غلام حبشی سے بیٹھی ہوئی اختلاط کر رہی ہی اور غمزے اور اشارے معشوقانہ کرکے محبت کا دم بھر رہی ہی مین یہ دیکھکر بہت حیران ہوا چاہا کہ اوسکو کچھہ سزا دون اتنے مین وہ جلد ایک چھجھر پانی بھر اوٹھا لائی اور کچھہ افسون پڑھکے مجپر پانی چھڑکنا شروع کیا

یہانتک کہ مین لوٹ پوٹ کے کتا بنگیا اوسنے مجھے ایسا دیکھکے گھر سے نکالدیا اور دل مین بہت خوشی کرنے لگی مینے پھرتے پھرتے پریشان ہو
ایک قسائی کی دکان کا رستہ لیا اور ہڈیان اوس دکان کے آگے سے اوٹھا اوٹھا کھانے لگا ایکدن مین اوس قسائی کے گھر جا نکلا تو دیکھتا
کیا ہون کہ اوسکی بیٹی مجھے دیکھتے ہی پردے مین جا بیٹھی اور تیک نکلی قسائی نے متعجب ہوکر پوچھا کہ تو کیون باہر نہین آتی ہی اوسنے کہا
مین بیگانے مرد کے آگے کیا آؤن قسائی ادھر اودھر دیکھکے بولا یہان کوئی مرد نہین بیٹی نے کہا ای باپ یہ کتا جو گھر مین آیا ہی اسکا
حال تجکو معلوم نہین یہ مرد ہی اور جورو اسکی بڑی جادوگرنی یہ اوسی کے جادو سے کتا بنگیا ہی اگر تجکو یقین نہ آوے تو مین ابھی اسکو پھر
آدمی بنا دیتی ہون قسائی نے کہا خدا کیواسطے جلد اسکو اس بلا سے رہائی دے کہ فائدے دنیا و عقبی کے اسمین ہین بیٹی نے
یہ بات سنکر تھوڑا پانی لیا اور اوسپر افسون پڑھکے مجپر چھڑکا اور کہا کہ قالب چھوڑکے اپنے پہلے قالب مین آ یہ کہتے ہی اوسکے مینے پھر
جامۂ انسانی پہنا وہ عورت پھر بدستور پردے مین گئی تب مینے بعد شکرگزاری کے کہا ای نیکبخت تجکو دوجہان کی خوشی نصیب ہو مین
چاہتا ہون کہ کچھہ میری جورو کے واسطے بھی عنایت ہو تو وہ نالائق کہ انسانیت سے باہر ہی فی الحقیقت جامۂ انسانیت سے باہر ہو جائے
اوسنے پردے مین تھوڑا پانی پڑھکے ایک تن مین اپنے باپ کے ہاتھہ مجکو بھیج دیا اور کہا اسکو اوسپر چھڑک کے جسطرح پر صورت اوسکی منظور ہو نام اوسکا
زبان پر لانا کہ تو اپنا جامہ چھوڑکے اس جامے مین آ انشاء اللہ تعالی اوسکی صورت ویسی ہی ہوجائیگی مین اوس پانی کو خوشی خوشی اوٹھا کر گھر آیا اور
بی بی کو سوتا پاکر غنیمت جانا اوس پانی کے کئی چھینٹے اوسپر مارے اور خچر کے قالب مین اوسکو لے آیا ای بادشاہ جب تیسرے بڈھے نے قصہ اپنا
سنایا جن نے متعجب ہوکے خچر سے پوچھا یہ بات بڈھے کی صحیح ہی اوسنے سر ہلاکے بتایا کہ ہان صحیح ہی القصہ جن نے تیسرا حصہ باقی گناہ سوداگر کا
معاف کردیا اور بعد رہائی کے سوداگر سے کہا تجکو ضرور ہی کہ ان تینون بڈھون کا جنکے سبب سے تیری جان بخشی ہوئی شکرگزاری کرے اگر یہ بیچ مین
مدد نکرتے تو بیشک جان سے مارا جاتا یہ کہکے وہ جن غائب ہوگیا اور وہ چارون شخص نہایت مسرور ہوے سوداگر نے اون تینون بڈھونکا حد سے زیادہ
شکر ادا کیا وہ تاجر کی جانبخشی سے کمال خوش ہوکر اپنی اپنی راہ لگے اور وہ سوداگر وہان سے اپنے گھر مین آکر بی بی اور بچون سے ملا ایکدوسرے
کو دیکھہ نہایت خوش ہوے اور تمام عمر اوس سوداگر نے اپنے اہل و عیال مین بسر کی شہرزادنے یہ قصہ سوداگر اور جن کا کہکے شہریار سے عرض کیا
کہ جو داستان مین آپکی حضور مین عرض کرچکی ماہی گیر کے قصے سے عجیب تر نہین مینیا زادنے بادشاہ کو خاموش پاکر کہا بہن ابھی کچھہ رات تو ہی ماہی گیر کا
قصہ شروع کر یقین ہی کہ بادشاہ اوسکے سننے سے کچھہ انکار نفرمائے شہریار اوسکے سننے پر راضی ہوا اور شہرزادنے اسطرحسے قصہ ماہی گیر کا بیان کرنا شروع کیا

قصہ ماہی گیر کا

خداوند اگلے زمانے مین ایک مسلمان خوش اعتقاد ماہی گیر تھا نہایت بڈھا بسبب عسرت کے بڑی محنت و مشقت سے قوت اپنا اور اپنی بی بی اور
تین بچون کا پیدا کرتا ہر روز معمول تھا کہ فجر کو اوٹھکر دریا پر جاتا اور چار بار جال کو ڈالتا ایکدن بہت سویرے کہ ہنوز کچھہ چاندنی باقی تھی
وہ کنارے دریاے شور کے گیا اور جال کو دریا مین پھینکا اور وقت نکالنے کے اوسکو بھاری پاکر تصور کیا کہ اسمین بہت بڑی مچھلی آئی ہی
دل مین خوش ہوا مگر جب اوسکو باہر کھینچا بجاے مچھلی کے جال مین گدھے کی لاش پائی اوسے دیکھہ کے نہایت ناخوش ہوا
پھر اوسنے جال کو کہ بسبب بوجھہ گدھے کے کئی جگہہ سے پھٹ گیا تھا درست کر دوسری بار دریا مین پھینکا اس دفعہ اوسمین کیچڑ

اور ہٹی آئی بہت دلگیر ہوا اور اپنی قسمت کی شکایت کی کہ مین اپنے گھر سے واسطے تلاش روزی کے نکلا تھا دو بار جال مین کچھ نہ آیا اور مین سوا اس کام کے اور کوئی پیشہ نہین کرتا جس سے اپنا قوت حاصل کرون پھر بعد شکایت زمانے کے جال کو کیچڑ سے دھو کر تیسری بار دریا مین پھینکا اس دفعہ جال مین کنکر ٹھیکریان و نجاست آئی اوسے دیکھکے نہایت ملول و رنجیدہ ہوا اس عرصے مین وقت طلوع آفتاب کا قریب پونہچا ماہی گیر نے نماز فجر کی پڑھکے جناب کبریائی مین اسطرح سے مناجات کی ای خداوند دانا و بینا مین ہر روز پانچ جال کو فقط پانچ بار دریا مین پھینکا کرتا ہون تین دفعہ پھینک چکا ہون ابتک اوسمین کچھ نہین آیا صرف میری محنت ضائع ہوئی اب ایکبار پھینکنا اور باقی ہے تو اس دریا کو میرے حال پر ایسا مہربان کر جیسا کہ آگے تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کیا تھا یہ کہکر چوتھی بار پھر جال کو دریا مین پھینکا اور بھاری پاکے سمجھا کہ اب کی بار مقرر بہت مچھلیان آئی ہین آخر بڑی دشواری و مشقت سے کھینچا اس دفعہ بھی سوا ایک لوٹے پیتل کے اور کچھ اوسکے جال مین نہ آیا لوٹے کو وزنی دیکھکر سمجھا کہ کوئی چیز اسمین بھری ہوئی ہے مونہ اوسکا دیکھا سیسے سے مستحکم بند اور اوسپر مہر ہے پھر جال ماہی گیر نے خوش ہوکے کہا اگر بالفرض اسمین کچھ نہ نکلا اوسکو بیچکر تھوڑا بہت اناج مول لیکے فاقہ شکنی کرونگا پھر اوسنے لوٹے کو چارونطرف سے اولٹ پلٹکر دیکھا اور ہلایا تا دریافت ہو اوسمین کیا شی بھری ہے اوس سے مطلق آواز نہ آئی مہر کو منہ پر دیکھکر سمجھا کہ مقرر اسمین کوئی چیز قیمتی ہے چھری سے منہ اوسکا بمشکل کھولکر سرنگون کیا جب اوسمین سے کچھ نہ نکلا بڑا تعجب کیا اور اوس لوٹے کو ہاتھ سے ڈالدیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اوس لوٹے کے اندر سے دھوان نکل رہا ہے یہ دیکھکے ڈر گیا اور کئی قدم پیچھے ہٹ کھڑا ہوا پھر وہ دھوان بتدریج آسمان کیطرف بلند ہوکے چارونطرف کنارے دریا کے پھیل گیا ماہی گیر دیکھکر نہایت متحیر ہوا جب وہ دھوان بالکل لوٹے سے نکل چکا تب وہ پھر سمٹ کر مانند ایک بڑے دیو قوی ہیکل کے دکھائی دینے لگا ماہی گیر نے ایسی شکل مہیب کو دیکھکے چاہا کہ وہان سے بھاگے مگر بسبب خوف کے قدم اوسکا نہ اوٹھ سکا سنا کہ وہ جن کہتا ہے ای سلیمان علیہ السلام بڑے پیغمبر خدا کے میرا قصور معاف کر پھر کبھی مین نافرمانی نکرونگا ہمیشہ تمہارا مطیع اور فرمانبردار رہونگا ماہی گیر نے جب یہ کلام جن سے سنا اپنے دل کو قوی کرکے کہا ای دیو تو کیا لغو بکتا ہے سلیمان علیہ السلام کو اٹھارہ سو برس سے زیادہ گذرے کہ وفات پائی اب تو اپنا حال اور قصہ بیان کر کہ کون ہے اور کسواسطے تجکو اس لوٹے مین قید کیا تھا جن نے بنظر حقارت کے اوس ماہی گیر کی طرف دیکھکر کہا تو ادب کے لحاظ سے گفتگو نہین کرتا مجکو دیو بھوت کہکر پکارتا ہے ماہی گیر نے کہا اگر تجکو مین اُلو گدھا کرکے تعبیر کرتا تو بہت مناسب ہوتا جن نے کہا خبردار قبل اسکے کہ مین تجھے قتل کرون مجسے باادب بات چیت کر ماہی گیر نے کہا تو کیون مجھے قتل کریگا تو کیا اس بات کو ابھی بھول گیا کہ مینے تجکو قید سے چھڑایا جن نے جواب دیا یہ امر مجھے خوب یاد ہے وہ تیرے قتل کرنے کا مانع نہین ہو سکتا مگر ایک احسان تیرے ساتھ کرسکتا ہون ماہی گیر نے کہا وہ کیا ہے جن نے کہا مین تجھے اجازت دیتا ہون جسطرح کے قتل پر تو راضی ہو اوسیطرح سے تجکو مارون ماہی گیر بولا ای ناحق شناس مینے کونسا ایسا گناہ تیرا کیا ہے جسکے سبب سے تو قصد میرے قتل کا رکھتا ہے عوض قید سے چھڑانے کا یہی ہے جن نے کہا سبب قتل کرنے کا اگر تجھے مین بیان کرتا ہون تو اوسکو بغور سن مین اون جنون و دیوون سے ہون جو منکر خدا کی خدائی کے ہین آگے سب عالم جنات کے مقر اور معترف تھے کہ سلیمان علیہ السلام پیغمبر خدا کا ہے اور سب اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری مین رہا کرتے تھے مگر مینے اور ساکر جن نے اوسکی اطاعت نہین کی اوس سے باغی رہے اوس بادشاہ جلیل القدر نے خفا ہوکے اپنے وزیر اعظم آصف بن برخیا کو حکم کیا کہ مجکو گرفتار کرکے حاضر کرے

آصف وزیر بموجب حکم کے مجھے قید کر کے اپنے آقا کی حضور مین لیگیا سلیمان علیہ السلام نے چاہا مین مسلمان ہو کر اوسکی نبوت کا اقرار کرون اور تابع اوسکی شریعت کا ہون مینے نخوت اور غرور سے ایمان و بیعت اوسکی سے انکار کیا اوسنے واسطے سزا دینے کے اس پیتل کے لوٹے مین مجکو قید کیا اور واسطے سلب کرنے میری قوت کے اوس کوزے کا مونہہ سیسے سے خوب بند کر کے ڈھکنے پر اسم اعظم خدا کی مُہر کی بعد اسکے ایک جن سے فرمایا کہ اس لوٹے کو سمندر مین جا کے ڈالدے چنانچہ اوسنے مجکو لوٹے سمیت سمندر مین ڈالدیا مینے اسی قید مین قسم کھائی کہ جو کوئی مجھے اسی برس کے اندر پہلے قید سے نکالیگا مین اوسے ایسا تونگر اور غنی کرونگا کہ زندگی بھر وہ عیش سے مزہ اوٹھائے اور مرنے پر بہت مال و دولت اوسکی اولاد کے ہاتھ آئے ای آدم زاد وہ سو برس گذر گئے کسینے مجکو اوس قید سے نہ نکالا پھر مینے قسم کھائی کہ اب جو کوئی اس دوسری صدی مین نکالے اوسکو سارے خزانے روی زمین کے دکھلا دونگا تب بھی مجھے کسینے نہ نکالا پھر مینے عہد کیا کہ اس تیسرے سو برس مین چھوڑانے والے کو بہت بڑا بادشاہ کردونگا اور اوسکے پاس حاضر رہکے ہر روز تین خواہشین اوسکی بجالایا کرونگا اوس مدت مین بھی کسینے مجکو اس قید شدید سے رہائی ندی آخر مینے اس قید سخت سے نہایت جھنجھلا کر عہد کیا اب جو کوئی کہ مجکو اس زندان سے مخلصی دیگا اوسکو مین نہایت سنگدلی اور بیرحمی سے قتل کرونگا مگر اسقدر اوسکے ساتھ رعایت کرونگا کہ جسطرح سے وہ اپنی موت چاہیگا اوسیطرح سے اوسکو مارونگا اتنی مدت کے بعد آج تو یہان آیا اور مجکو تونے نکالا اب بتا کسطرح سے تجھے قتل کرون ماہی گیر اس بات کو سنکر نہایت متحیر ہوا اور دل مین سوچنے لگا مین عجب بدقسمت ہون کہ باوجود ایسے سلوک اور احسان کے قتل کا سزاوار ہوا پھر جن سے ساتھ عجز و منت کے کہا تو اپنی قسم کو توڑ اور میرے اہل و عیال پر رحم کر اور میرے قصور سے جو تیرے زعم مین ہے درگذر خدا تیرے گناہون سے درگذر کریگا اگر تو میری جانبخشی کریگا حق تعالی تجکو اسکا بہت بڑا اجر دیگا جن نے کہا یہ بخیر ہے کسیطرح سے مین تجھے زندہ نچھوڑونگا اب تو اپنی موت تجویز کر کہ کسطرح سے تجکو مارون ماہی گیر جن کو اپنے قتل پر مصر دیکھکے بہت ڈرا اور اپنے مارے جانے سے اور بال بچون کی طرف سے نہایت گھبرایا کہ بعد میرے کون اونکی خبر لیگا اور کون پالے گا پھر ماہی گیر نے جن کے غصہ ٹھنڈا کرنے کو کہا ای بادشاہ جنات کے میرے حال پر رحم کر عوض اتنے بڑے سلوک کے کہ جو مینے تیرے ساتھ کیا ہے جن نے جواب دیا مین ابھی تجسے کہہ چکا ہون کہ یہی سلوک باعث تیرے قتل کا ہوا ماہی گیر نے کہا یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ عوض نیکی کے بدی کرتا ہے اور یہ مثل مشہور ہے جو کوئی کہ نیکی بدون سے کرتا ہے بدلا اوسکا بدی پاتا ہے اب مین اس مثل کو یہان تجھپر صادق پاتا ہون جن نے کہا ان باتون کو چھوڑ اور دلیلون اور تقریرون سے مونہہ موڑ مین ہرگز تیرے قتل سے باز نہ آؤنگا جلد مجھسے کہہ کہ کس طریق سے تجکو مارون ماہی گیر نے ایک حیلے کو اپنے دل مین سوچ کر جن سے کہا کہ اب مین کسیطرح تیرے ہاتھ سے بچ نہین سکتا اگر خدا کی مرضی یہی ہے تو مین اوسپر راضی ہون مگر مین جب تک اپنے قتل ہونے کا طریق تجویز کرون تجکو قسم اوسی اسم اعظم کی ہے کہ جسکو سلیمان ع نے اپنی مُہر مین کندہ کیا تھا میرے اس سوال کا جواب دے جن بسبب ایسی بڑی قسم کے مجبور ہو کر کانپا اور ماہی گیر سے کہا جلد اوس سوال کو کہہ تو مین اوسکا جواب دون ماہی گیر نے کہا مجکو بڑی حیرانی اور تعجب ہے کہ تو باوجود اتنی بڑی جسامت اور قد و قامت کے کیونکر اتنے چھوٹے سے لوٹے مین تھا جن نے جواب دیا کہ مجکو قسم اوسی اسم اعظم کی ہے کہ مین اوس مین تھا ماہی گیر نے کہا مجکو تیری بات کا باور نہین آتا اس لوٹے مین تیرا ایک قدم بھی نہین سما سکتا کیونکر اپنے سارے جسم کے

ساتھ اوسکے اندر سمایا ہوگا جن نے کہا کہ باوجود ایسی قسم کے میری بات کو باور نہین کرتا ماہی گیر نے کہا ہرگز مجھے باور نہ آوے گا جب تک مین تجکو اس لوٹے کے اندر بچشم خود نہ دیکھون اور بات کرتے نہ سنون اس بات کے سنتے ہی سارا جسم اوس جن کا دھوان ہوگیا اور سارے دریا اور کنارے پر اوسکے پھیل گیا پھر ایک جا پر مجتمع ہوکے اوس لوٹے کے اندر سمانا شروع ہوا اور آہستہ آہستہ سارا دھوان اوسمین آگیا جب ذرا باقی نرہا اوس مین سے ایک آواز آئی کہ اب تجکو اے ماہی گیر یقین ہوا کہ مین بالکل اس لوٹے کے اندر ہون اوسنے بجاے جواب دینے کے ڈھکنا اوس لوٹے کا اوٹھا کے اوسکے مونہ پر رکھا اور خوب بند کرکے بولا اے جن اتبے ہی باری ہے تو مجھسے عفو مانگ اور موت کو تجویز کر کہ تجکو مین کسطرحسے مارون اب ضرور ہے کہ تجکو پھر اسی دریا مین ڈالدون اور اوس جگہ پر ایک گھر کنارے دریا کے بنا کر رہا کرون تاکہ جو ماہی گیر اس جگہ مین واسطے جال ڈالنے کے آوے اوسکو مین خبردار کرون کہ زنہار یہان پر ایک خبیث جن ہے اوسکو نہ نکالیو اوسنے قسم کھائی ہے کہ اپنے نکالنے والے کو قتل کرے جن اس بات کو سنکر بہت گھبرایا اور چاہا کہ کسی صورت سے اپنے تئین اوس لوٹے سے پھر نکالے مگر اوسکی رہائی اوس سے غیر ممکن تھی اسواسطے کہ وہ مہر سلیمان بن داؤد کی اوسکو نکلنے سے باز رکھتی تھی آخر بے اعانت ماہی گیر کے اپنی رہائی دشوار سمجھکر اپنے غصے کو پیا اور بہت ملایمت اور غریبی سے بولا اے ماہی گیر خبردار ایسا کام نکیجیو مجھے پھر دریا مین نڈالیو مین تو تجھسے ہنستا تھا وہ باتین تجھسے صرف تیرے چھیڑنے اور دل لگی کی راہ سے کرتا تھا افسوس کہ تونے وہ باتین سچ سمجھین ماہی گیر نے کہا اے جن آگے تو باہر اس لوٹے کے بہت بڑا سرار جنون کا معلوم ہوتا تھا اور اب تو اوسکے اندر نہایت غریب زنا چیز اپنے کو ظاہر کرتا ہے اب تو ضرور پھر اس دریا مین پھینکا جائیگا اور قیامت تک تیری رہائی اس قید سے نہوگی جن نے کہا برا ے خدا میری جان پر رحم کر اور پھر دریا مین میرے پھینکنے کا قصد نکر غرض جن نے بہت منت کرکے چاہا کہ ماہی گیر کو اپنے حال پر مہربان کرے لیکن ممکن نہوا آخر کہا کہ تو اگر مجھے اس قید سے چھوڑ دیگا تو مین اوسکی شکرگزاری مین تیرے ساتھ بہت بڑا سلوک کرونگا ماہی گیر نے جواب دیا کہ تو بڑا مکار ہے کیونکر تیری بات پر اعتماد کیا جاوے اگر تجھ ناسپاس کو چھوڑ دون تو دوسری دفعہ تجکو اپنے قتل کرنے پر پھر آمادہ کرون اور تو میرے ساتھ وہی سلوک کرے جیسا کہ بادشاہ گریک نے حکیم دوبان کے حق مین کیا تھا اب تو اس حکایت کو سن مین اوسسے کہتا ہون

قصہ بادشاہ گریک اور طبیب دوبان کا

شہر رومان ملک پارس مین ایک بادشاہ گریک مرض جذام مین سخت مبتلا تھا وہان کے حکیمون نے سبطرح کی تدبیرین اور علاج اوسکا کیا مگر مطلق مفید اور سودمند نہوا اتفاقاً ایک بڑا حکیم حاذق دوبان نامے اوس شہر مین وارد ہوا اوسنے بہت علم اور فن ہر ایک قسم کے اوستادون سے سیکھے تھے اور ہر ایک زبان مثل گریک کے فارسی عربی ترکی لاطینی وغیرہ سے خوب واقف تھا سوا اسکے حکمت فلسفہ اور خواص ہر ایک دوا اور جڑی بوٹی کو خوب جانتا تھا القصہ بعد پہونچنے اوس شہر کے اوسکو معلوم ہوا کہ سب طبیب اور حکیم بادشاہ کا علاج کرچکے کسیکے معالجے سے اوسکو صحت حاصل نہین ہوئی اوسنے اپنے حال کی بادشاہ کو خبر کی اور بعد اجازت کے بادشاہ کی حضور مین حاضر ہو عرض کیا کہ مینے سنا ہے سب حکیم اس قلمرو کے آپکا علاج کرچکے کسیکی دوا سے صحت حاصل نہین ہوئی اگر ارشاد ہو تو مین بغیر کھلانے اور مالش دوا کے خدا کی عنایت سے آپکو اچھا کرونگا بادشاہ نے حکیم سے کہا اگر تو اسطرح مجھے اچھا کریگا مین بڑا سلوک تیرے ساتھ کرونگا حکیم دوبان نے عرض کیا کہ آپ ملاحظہ فرماوینگے مین خدا کے فضل و کرم سے اسیطرح اچھا کرونگا کل سے وہ تدبیر شروع ہوگی غرض حکیم بادشاہ سے

رخصت ہوکر اپنے مکان مین آیا اور اوسیوقت ایک گیند اور چھپکی لکڑی کی مجوف بنوا سفوف باریک دواؤن کا بھر ا دوسرے دن بادشاہ کی
حضور مین حاضر ہوا آداب بجالایا اور عرض کیا کہ آپ موافق اپنے معمول کے گھوڑے پر سوار ہو گیند کھیلنے کو گیند گھر مین تشریف لے چلین
جب بادشاہ گیند گھر مین گیا حکیم نے وہ گیند چھپکی بادشاہ کو دیکر کہا آپ اس گیند اور چھپکی سے خوب کھیلین یہانتک کہ تمام بدن مین آپکے عرق آجائے
اوسوقت ہاتھہ کی گرمی سے وہ دوائین کہ ان دونون مین بھری ہین آپکے سارے بدن مین سرایت کرینگی اور جب بدن مین خوب پسینا آوے
اوسوقت چوگان کو ہاتھہ سے ڈال اور گرم حمام مین جا غسل فرمائیے کھیسا اور مالش بھی بدن پر خوب ہو پھر بعد فراغت حمام کے سو رہیے
دوسرے دن آپ بالکل اچھے ہو جائینگے انشاء اللہ تعالے بادشاہ اوس چوگان کو ہاتھہ مین لیے گھوڑے کو ایڑ مار کے اپنے مصاحبون سمیت گیند
کھیلنے مین مشغول ہوا ادھر سے بادشاہ گیند کو چھپکی سے مارتا تھا ادھر سے وہ سب گیند کو بادشاہ کیطرف پھینکتے اسیطرح سے دیر تک
گیند بازی مین مشغول رہا یہانتک کہ گرمی سے اوسکے ہاتھہ اور سب بدن سے پسینا ٹپکنے لگا اور حرارت دواؤن نے جسم مین اثر کیا
پھر بادشاہ بعد کھیلنے گیند کے حمام مین خوب مل دل کر نہایا اور جو جو کہ اوس حکیم نے کہا تھا موافق اوسکے سب عمل مین لایا دوسرے دن اپنے جسم کو
دیکھا کہ بالکل جذام سے اچھا ہو گیا اور ایسا بدن صاف ہے کہ گویا کبھی وہ بیماری اوسکو ہوئی نتھی بادشاہ اس تدبیر اور علاج سے نہایت متعجب
ہوا اور کمال خوشی سے پوشاک پہن دیوان عام مین آکے تخت پر اجلاس فرمایا ارکان دولت واسطے مبارکباد کے حاضر ہوے حکیم دوبان بھی اوسوقت
بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا اور آگے پایہ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا بادشاہ نے اوسے اپنے پاس تخت پر بٹھا کر اوس مجمع مین کہ اہالی موالی سلطنت کے
سب حاضر تھے بہت تعریف اوسکی ارشاد فرمائی اور وقت خاصے کے فقط حکیم دوبان کو اپنے ساتھہ شریک کھانیکا کرکے سرفراز فرمایا اور اس عنایت
پر کہ شریک کھانیکا کیا تھا اکتفا نکیا بلکہ شام کو جب مجرئی اور اہل دربار رخصت ہو کے چلے گئے اوسنے بہت بڑی لنبی قبا پر زرکہ اوسوقت عمدہ دربار
پہنکر بادشاہ کی حضور مین آیا کرتے تھے اور دو ہزار ریال نقد اوسکو مرحمت فرمائے اور ہر روز اوسکی عزت و حرمت زیادہ کرتا اور باوجود اس
سب عنایات و سرفرازی کے ازراہ مزید قدردانی کے بادشاہ کو خیال آتا کہ عوض ایسی خدمت نمایان کے حکیم کو مینے کچھہ نہین دیا اور نہ عزت
و توقیر لائق اوسکے کمال کے ہوسکی غرض ہر روز بادشاہ خلعت و انعام شاہانہ سے افزایش اوسکے قدر اور رتبے کی فرمایا کرتا وزیر اعظم بادشاہ
کا نہایت بد اور حسد پیشہ تھا اسقدر داد و دہش اور عنایت بادشاہی سے نسبت حکیم کے دلمین بہت جلا اور شامت حسد سے چاہا کہ
کسیطرح سے اوس حکیم کو بادشاہ کی نظر سے گرائے اور بادشاہ کا دل اوس سے بیزار کرے اس امر کو دلمین ٹھہرا ایکدن اوس وزیر نے خلوت مین
بادشاہ سے عرض کیا کہ غلام کو کچھہ امر ضروری حضور مین کہنا ہے بادشاہ نے اجازت دی تب اوسنے عرض کیا کہ بادشاہ کو ایسے شخص اجنبی پر جسکا
حال مطلق معلوم نہوا اعتماد کرنا خالی خوف و خطر سے نہین اسقدر کہ عنایات حضور نے حکیم دوبان کے حال پر کی ہے ہرگز قرین صلاح دولت
کے نتھی آپکو معلوم نہین وہ بڑا مکار ہے چاہتا ہے کہ دشمنونکو آپکے قتل کرے محض اسیواسطے دربار مین آکر مداخلت پیدا کی بادشاہ نے جواب دیا
کہ وزیر تجکو خیر ہے تو ایسی بات اوسکے حق مین کہتا ہے اور اوسکو ایسے بڑے امر مین متہم کرتا ہے وزیر نے عرض کیا خداوند مینے اس امر کو خوب تحقیق کرکے
آپکی حضور مین عرض کیا وہ ہرگز قابل اعتماد کے نہین اگر آپ خواب غفلت مین ہون تو اب ہوشیاری کو کام فرمائین مکرر غلام آپکی حضور مین عرض کرتا ہے
کہ حکیم دوبان اپنی ولایت گریس سے یہان نہین آیا مگر اوسی ارادے پر جو مینے حضور مین عرض کیا بادشاہ نے کہا دوبان ایسا شخص نہین

جیسا کہ تو ظاہر کرتا ہی میںنے اوسکو بہت اچھا دانشمند اور صاحب کمال پایا مثل اوسکے دوسرا شخص حذاقت اور دانائی مین نہین کیا تو نے نہین دیکھا کہ میرے جذام کو کیا اچھی تدبیر سے کھویا اگر اس معالجے اور تدبیر کو کرامات اور اعجاز کہین تو بجا ہی اگر اوسکا ارادہ میرے مارنے کا ہوتا تو وہ مجکو ایسی بیماری سخت سے کیون اچھا کرتا اوسکے حق مین ایسی بدگمانی سمجھنا چاہیے اب مین علی الرغم تیرے ایکہزار ریال مہینا اور اوسکا مقرر کرتا ہون اگر مین اپنے سب دولت و ملک میں اوسکو شریک کرون تو بھی ادائے شکر اوسکا نہوسکے گا تو اوسکے اتنے اعزاز و اکرام پر کیون حسد کرتا ہی یہ خیال نکر کہ تیری بدگوئی سے مین کچھ اوسکے ساتھ بدسلوکی کرون مجکو وہ بات خوب یاد ہی جو بادشاہ سندباد کو اوسکے وزیر نے قتل کرنے فرزند سے باز رکھا وزیر نے مشتاق ہوکر پوچھا وہ کیا بات تھی غلام امیدوار ہی کہ سُنے بادشاہ گریک نے فرمایا کہ خورشدامن بادشاہ سندباد کی شہزادے پر کچھ تہمت رکھکے باعث ہوئی کہ بادشاہ اپنے بیٹے کو مروا ڈالے اور بادشاہ بے سمجھے بوجھے اپنی مادر زن کے فریب مین آگے چاہتا تھا کہ شہزادہ بیگناہ مارا جاوے بلکہ قتل کا بھی حکم دیدیا تھا اوسکے وزیر نے عرض کیا کہ اس حکم کے دینے مین جلدی نفرمائیے ایسا نہو کہ بسبب جلدی اور ناعاقبت اندیشی کے آپکو افسوس ہو جو اوس نیکمرد کو ہوا تھا بادشاہ سندباد نے پوچھا کہ کیونکر اوس نیکمرد کو افسوس ہوا تھا وزیر نے قصہ اوس نیکمرد کا اسطرح سے بیان کیا

قصہ نیکمرد اور طوطے کا

اگلے زمانے مین ایک شخص تھا نیکمرد اپنے قبیلے کو کہ نہایت حسین تھی بہت پیار کرتا تھا اگر ایک گھڑی اوسکی نظر سے غائب ہوتی تو وہ بیتاب ہو جاتا ایکبار بسبب ضرورت کسی کام کے لیے ایک شہر کو گیا وہان طرح طرح کی چڑیان بکتی تھین اوسنے ایک طوطا بولتا ہوا مول لیا کہ ہر سوال کا جواب دیتا اور سوا گویائی کے اوسمین ایک وصف اور تھا کہ پیچھے اوس شخص کے جو واردات اوسکے گھر مین گذرتی اوس سبکو اپنے آقا سے کہدیا کرتا تھوڑے دنون کے بعد اتفاقاً پھر اوسکو سفر در پیش ہوا اوس مرد نے پنجرا اوسکا اپنی بی بی کے حجرے مین رکھکر تاکید کی کہ جب تک مین سفر سے پھر نہ آؤن تو اوسکی خبرداری کیجیو یہ کہکے وہ روانہ ہوا اور جب سفر سے گھر مین پھر آیا تنہائی مین طوطے سے پوچھا کہ بعد میرے جانے کے گھر مین کیا احوال گذرا طوطے نے سب حال جو اوسکے پیچھے گذرا تھا ظاہر کردیا مرد نے بسبب بعضے امرون کے بی بی کو چشم نمائی کی بی بی نے سوچا کہ شاید میرے اس راز کو کسی لونڈی نے میان سے کہا یہ خیال کرکے اونکو تنبیہ کرنے لگی اونھون نے قسم کھائی کہ ہمنے تمھارا راز میان سے نہین کہا بی بی نے لونڈیون کو بے قصور جانکر قرینے سے معلوم کیا کہ اس طوطے نے میری غمازی کی پھر وہ بی بی درپے اس امر کے ہوئی کہ کسی طرح سے طوطے کو جھوٹا کیا چاہیے تا میرا شوہر آیندہ اوسپر اعتماد نکرے اور وہ شک جو کہ اوسکے دلمین میری طرف سے پڑا ہی رفع ہو وہ منتظر وقت کی تھی کہ کوئی ایسا موقع پاکے اپنا بدلہ طوطے سے لے یہانتک کہ اوسکا شوہر پھر ایک روز کیواسطے باہر گیا اوسنے اپنی لونڈیون کو حکم کیا کہ ایک تم مین سے اس طوطے کے پنجرے کے تلے تمام رات چکی پیسے اور ایک اوسکے اوپر پانی ڈالے اسطرح سے کہ جیسے مینہ برستا ہی اور تیسری لونڈی آئینے کو ہاتھ مین لیے شمع کی روشنی مین اوس طوطے کے مونہ کے آگے گھمائے وہ لونڈیان شب کو بموجب فرمانے اپنی بی بی کے ان سب کامونکو بجالائین اور وہ اس امر سے اپنی دلجمعی کرکے بیٹھی دوسرے دن جب اوسکا شوہر اپنے گھر آیا بطور سابق طوطے سے تنہائی مین پوچھا آج کی رات کیا معاملہ گذرا طوطے نے کہا خداوند رات بھر مین بڑی مصیبت مین رہا تمام رات مجھ پر مینھہ برستا رہا بجلی چمکا کی بادل گرجا کیا اوس سے مین رات بھر نہایت بیچین رہا شوہر نے خیال کیا کہ رات کو نہ ابر تھا نہ بارش جھوٹ کہتا ہی اور اسی طرح سے ہمیشہ جھوٹی

باتین مجھسے کہا کرتا ہی اور جو میری بی بی کے حق مین کہا وہ بھی سب جھوٹ اور افترا اسکا تھا آخر طوطے پر ناخوش ہو کر غصے سے اوسکو پنجرے سے نکال او زمین پر پٹک کر مار ڈالا بعد کتنے دنون کے اوس مردنے اپنے ہمسایے کے لوگون سے اپنی بی بی کی خیانت سُنی اور اونکا کلام مطابق کلام طوطے کے پاکر اوسکے مار ڈالنے سے نہایت نادم ہوا ماہی گیر نے جن سے کہا بادشاہ گریک نے اس حکایت کو تمام کرنے وزیر سے کہا تو حسد سے چاہتا ہی کہ حکیم دوبان جسنے تیرے ساتھ کچھہ بدی نہین کی میرے ہاتھہ سے بے قصور قتل ہو سو مین مثل اوس مرد کے نادان ورجلد باز نہین کہ طوطے کو ناحق اور بے قصور مار کے پچھتایا وزیر نے بادشاہ سے کہا خداوندا مارا جانا طوطے کا بے قصور ایسا امر مشکل نتھا کہ جسکے سبب سے اوسکا مالک بہت افسوس کرتا اور یہ امر کہ مینے عرض کیا بہت بڑا ہی اوسکا تدارک واجب ہی اگر حضور کی سلامتی کے واسطے ایک شخص بے گناہ مارا جاوے تو کچھہ جاے افسوس کی نہین اور یہ جرم اوسکا تھوڑا ہی کہ سب لوگ بالاتفاق کہتے ہین کہ وہ جاسوس ہی تمھارے قتل کرنے کے واسطے آیا ہی مجھے کچھہ حسد اور عداوت اوس سے نہین جیسا کہ آپ کے خیال مین ہی بلکہ مینے محض خیر خواہی اور نمک حلالی سے اس امر کو عرض کیا مجکو اوسکے کمال اور اچھے برے ہونے سے کام نہین آپکی سلامتی چاہتا ہون اور اگر یہ امر جھوٹ ہو تو غلام وہی سزا پاوے جیسے اوس وزیر نے سزا پائی اور جان سے مارا گیا بادشاہ گریک نے پوچھا اوس وزیر نے کیا ایسا کام کیا تھا کہ جسکے سبب سے مارا گیا وزیر نے عرض کیا اگر حضور متوجہ ہو کر سُنین تو مین اس قصے کو بیان کرون بادشاہ نے فرمایا اچھا

قصہ وزیر کا کہ بسبب غفلت کے مارا گیا

اگلے زمانے مین ایک بادشاہ کے بیٹے کو کمال شوق شکار کھیلنے سے تھا اور بادشاہ اوس شہزادے کی کمال خاطر داری و ناز برداری کیا کرتا اور جس امر مین اوسکی خوشی ہوتی کبھی اوسکو منع نکرتا کمال محبت سے وزیر اعظم کو تاکید کی کہ شکار کھیلنے کے وقت کبھی اوس سے جدا نہو جیو ایکدن فجر کو وہ شہزادہ شکار کھیلنے کو شکارگاہ مین گیا پہلیوان ورشکار کھلانے والون نے ایک بارہ سنگھا جنگل سے نکالا شہزادے نے پیچھے اوسکے گھوڑا دوڑایا کئی کوس تک اوسکا پیچھا کیا آخر تھک کر ٹھہر گیا اور ارادہ کیا کہ وہان سے شکارگاہ کو پھر آوے اور وزیر کہ اوسنے اوسکو تنہا چھوڑ دیا تھا آکر ملے لیکن بسبب بھول جانے راہ کے پھر نہ آسکا ہر چند اوسنے چارون طرف پھر کے راہ تلاش کی کہین نشان راہ کا نپایا ناگاہ اوسنے جنگل مین ایک خوبصورت بی بی کو دیکھا کہ رو رہی ہی اوسنے اپنے گھوڑے کو روک کر اوس سے پوچھا کہ تو کون ہی اور کیون بیٹھی روتی ہی عورت نے جواب دیا کہ مین بیٹی بادشاہ ہند کی ہون مین سوار جاتی تھی دفعتہ گھوڑے کی پیٹھہ پر غافل سو گئی اور اس جا پر گر پڑی گھوڑا میرا بھاگ گیا مجھے معلوم نہین کہ وہ کدھر چلا گیا شہزادہ اوسکے حال کو سُنکر بہت کڑھا اور ترس کھا کے اوسکو اپنے آگے گھوڑے پر سوار کر لیا اور وہان سے روانہ ہوا جب قریب ایک ویرانے کے پونہچا اوس عورت نے بہانے سے قصد اوترنے کا کیا شہزادے نے گھوڑے سے اوسکو اوتار دیا اور آپ بھی اوتر کر اوس ویرانے کیطرف چلا مگر اوس عورت کے اس کلام کو سُنکر نہایت متعجب ہوا کہ اندر جا کر دیواری اوس مکان کے جا پکار کر کہنے لگی ای بچو خوش ہو مین تمھارے لیے ایک نہایت فربہ جوان شکار کر کے لائی ہون جواب اوسکے ایک آواز اندر سے آئی کہ امان وہ جوان کہان ہی جلد ہمین اوسے کھانے کو دے ہم بہت بھوکے ہین شہزادہ اس گفتگو سے ڈر گیا اور سمجھا کہ یہ عورت غول بیابانی ہی کہ ویرانے مین مسافرون کو مکر و فریب سے ہلاک کر کے کھا جایا کرتی ہی خوف سے وہ شہزادہ کانپا اور جلد اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر مکار عورت نے باہر نکل کر دیکھا کہ شکار ہاتھہ

سے جاتا رہا شہزادے سے کہا تو ڈر نہین مجھے بتا تو کون ہی اور کسکو ڈھونڈھتا ہی شہزادے نے کہا مین اپنی راہ ڈھونڈھتا ہون عورت نے کہا اگر تو راہ بھول گیا ہی تو توکل خدا پر کر وہ تیری مشکل آسان کریگا شہزادے کو یقین نہوا کہ وہ عورت اخلاص سے اس کلام کو کہتی ہی شاید مین بھی کچھہ فریب ہو پھر اوسنے اپنے دونون ہاتھونکو آسمان کی طرف اوٹھا کر مناجات کی کہ اے خداے تو ہی میرے حال پر رحم کر اور مجکو اس دشمن سے نجات دے اس دعا کے کرتے ہی وہ دیونی آدم خوار ویرانے کیطرف پھر گئی اور شہزادہ خوش نصیب کو راہ نظر پڑی جس سے وہ جلد اپنے گھر کو صحیح و سالم پہونچا اور اپنے باپ سے سب حال اوس خوف و خطر کا کہ جسمین بسبب غفلت وزیر اعظم کے پڑا تھا بیان کیا بادشاہ سنکر وزیر سے نہایت ناخوش ہوا اور اوسکو جان سے ہلاک کیا شہرزاد نے کہا خداوند وزیر اس حکایت کو تمام کر کے پھر حکیم دوبان کے حال کیطرف متوجہ ہوا اور بادشاہ گریک سے کہا مینے یہ تحقیق سنا ہی کہ وہ جاسوس ہی کسی آپکے دشمن نے اوسکو بھیجا ہی اگرچہ اوسنے بالفعل اس تدبیر سے آپکو اچھا کیا ہی مگر آخر کو تاثیر سے اون دواؤن کی آپ کو ایسا ضرر پہونچے گا کہ آپ کی جان پر آبنے گی بادشاہ گریک نے کہ کم عقل تھا ہرگز وزیر کی عداوت کا سبب جو حکیم دوبان سے رکھتا تھا استکشاف نکیا اور وزیر کے بہکانے سے صاف مزاج اوسکا حکیم دوبان کی طرف سے پھر گیا اور کہنے لگا وزیر تو سچ کہتا ہی یہ حکیم میرے مارنے کے لیے آیا ہی کسی وقت کوئی دوا ایسی مجھے سونگھا دیگا کہ جسکی تاثیر سے مر جاؤنگا میرے دلمین بھی اب یہ امر خوب متحقق ہوا وزیر نے جبکہ دیکھا کہ میرے افسون نے تاثیر کی بادشاہ سے کہا کہ اپنی محافظت کے لیے جلد حکیم دوبان کو بلوا کر حکم قتل کا دیجیے بادشاہ نے کہا اچھا مین اپنے حفظ کیواسطے اوسے ابھی قتل کرتا ہون یہ کہکے ایک سردار کو فرمایا کہ جلد حکیم دوبان کو بلوا بھیج اوس امیر نے بے دریافت کرنے حال کے جلد ہی بلوا بھیجا جب دوبان حاضر ہوا بادشاہ نے اوس سے کہا تو جانتا ہی کہ مینے تجکو کیون بلوایا اوسنے عرض کیا غلام کو کچھہ معلوم نہین حضور ارشاد کرین بادشاہ نے کہا مینے اسیلیے بلوایا ہی کہ تجکو قتل کر کر تیرے سے نجات پاؤن دوبان اس حال کو سنکر نہایت متحیر ہوا اور بادشاہ سے عرض کیا خداوند سبب میرے قتل کا کیا ہی بادشاہ نے کہا تو جاسوس ہی میرے مارنے کیواسطے آیا ہی اگر تو میرا قصد شام کو کرے تو مجکو چاہیے کہ مین تیرا کام صبح کو تمام کرون یہ کہکر بادشاہ نے اوسی افسر کو فرمایا کہ اسکی ابھی گردن مار تا اسکے ہاتھہ سے نجات پاؤن کہ میرے قتل کرنے کیواسطے آیا ہی دوبان بادشاہ کے مزاج کو ایک ہی روز مین اسقدر پھرا پایا کہ سوچا کہ لوگون نے حسد سے بادشاہ کو بہکا کر میرا دشمن کیا دلمین پچتانے لگا کہ افسوس مینے کیون بادشاہ کو بیماری سے اچھا کیا اور دیر تک اپنی بے قصوری کا حال حضور مین بادشاہ کی بیان کرتا رہا بادشاہ نے اوسکے کہنے پر کچھہ التفات نفرما کر دوسری بار افسر کو اوسکے قتل کرنے کے لیے فرمایا پھر حکیم نے بادشاہ سے التماس کیا کہ خداوند اگر مجکو ناحق قتل کروگے خدا سے اوسکا انتقام پاؤگے یہی قصہ کہتے کہتے ماہی گیر نے جن سے کہا جو معاملہ کہ درمیان بادشاہ گریک اور حکیم دوبان کے گذرا وہی معاملہ بعینہ میرے اور تیرے درمیان مین ہی غرض جسوقت کہ جلاد بموجب حکم بادشاہ کے حکیم کی آنکھون مین پٹی باندھ چاہتا تھا کہ اوسکی گردن مارے اہل دربار نے اوسکو بے قصور سمجھکر شفاعت کی بادشاہ نے اون سبکو جھڑک کر ایسا جواب دیا کہ پھر اونکو اس امر مین جرأت عرض کرنے کی نہ ہوئی حکیم دوبان نے جب دیکھا کہ مین بے قصور جان سے مارا ہی جاتا ہون عین اوس حال مین کہ جلاد تلوار ننگی لیے ہوے سر پر کھڑا تھا بادشاہ سے عرض کیا خداوند امیدوار ہون کہ غلام کو اتنی فرصت ملے کہ اپنے مکان پر جاکر وصیت کر آؤن اور کتابین ایسے شخص کو جو لائق اوسکا ہو

حوالے کردون منجملہ اون کتابون کے ایک کتاب عجیب و غریب ہے وہ حضور کے کتب خانے مین رہے بادشاہ نے فرمایا وہ کیسی کتاب ہے جسکی تو تعریف کرتا ہے حکیم نے کہا اوسمین بہت راز کی باتین ہین ازانجملہ ایک امر یہ ہے کہ جب میرا سر کاٹا جائے اور حضور اوس کتاب کو کھولکر چھٹے ورق کے بائین صفحے کی تیسری سطر کو پڑھکر جو سوال کہ آپ کرینگے فی الفور سر میرا جواب اوسکا دیگا بادشاہ اس امر کو سنکر نہایت متعجب ہوا اور دلمین کہا ایسے عجیب و غریب امر کو دیکھنا ضرور ہے اوس روز قتل کرنا حکیم کا موقوف کرکے حکم کیا کہ آج اسکو حفاظت سے پہرے مین کرکے اوسکے گھر بھیجاؤ جب حکیم کو اوسکے گھر لے گئے اوسنے ایک ہی روز مین سب کامونکو انجام دے ایک بہت بڑی کتاب لیکر حضور مین بادشاہ کی حاضر ہوا اور اوس کتاب کو جزودان سمیت بادشاہ کو دے کر عرض کیا کہ جب میرا سر کاٹا جاوے اوسکو طشت مین رکھکر اس کتاب کے جزودان پر رکھنا بمجرد اس عمل کے خون بند ہو جائیگا بعد اسکے جو کچھ اوس سر سے پوچھوگے وہ جواب اوسکا ٹھیک دیگا حکیم نے پھر اوسوقت بادشاہ سے کہا خداوند مین محض بقصور مارا جاتا ہون میرا خون معاف کیجیے بادشاہ نے کہا اب مین تیری بات نہین سنتا بعد تیرے مارے جانے کے تیرے سر سے سنونگا یہ کہکر بادشاہ نے کتاب اوسکے ہاتھ سے لے لی اور جلاد کو اوسکی گردن مارنے کیواسطے حکم کیا جلاد نے حکیم دوبان کو قتل کرا اور اوسکا سر کاٹ طشت مین رکھا اور جب سر کو اوس کتاب کے غلاف پر دھرا خون بہنا سے بند ہوگیا بادشاہ اور سب حاضرین نے دیکھکر نہایت تعجب کیا پھر اوس سر نے آنکھین کھول بادشاہ سے کہا اب اس کتاب کو کھولو بادشاہ نے کتاب کھولکر چاہا کہ چھٹے ورق کو گنکے اولٹے اور دوسرے صفحے کی تیسری سطر کو پڑھے مگر وہ ورق ایک دوسرے سے اسقدر چسپان تھے کہ بسہولت اونکو اولٹ نسکا اسواسطے وہ انگلی مین حسب دستور لعاب دہن لگاکر ورق اولٹنے لگا جب نوبت چھٹے ورق کی پونہچی بادشاہ نے اوس جا پر جہان حکیم نے پڑھنے کے واسطے کہا تھا کچھ لکھا نپایا تب اوسنے حکیم کے سر سے کہا وہان تو کچھ لکھا نہین سر نے جواب دیا کہ اور ورقون کو اولٹو بادشاہ ہر دفعہ انگلی کو زبان سے نم کرکے لگا ورق گردانی کرنے یہانتک کہ زہر ہلاہل نے کہ جو ہر ایک ورق مین کتاب کے لگا ہوا تھا لب مین سرایت کی اسواسطے کہ کئی بار انگلی واسطے لب لگانیکے منہ مین لیگیا تھا غرض لمحہ بلمحہ حال اوسکا متغیر ہونے لگا بصارت بھی اوسکی جاتی رہی آخرکو بیقرار ہوکے تخت کے نیچے گرا جب حکیم دوبان یعنی اوسکے سر نے دیکھا کہ بادشاہ کو زہر نے خوب اثر کیا سوائے ایک لمحے کے زندہ نرہیگا پکارکر کہا ای ظالم بیرحم نتیجہ بیگناہ ہونکے قتل کرنیکا تونے دیکھا خون ناحق رائیگان نہین جاتا سنتے ہی اس کلام کے بادشاہ تمام ہوگیا اور اپنی سزا کو پونہچا ملکہ شہرزاد نے شہریار سے عرض کیا کہ خداوند یہ قصہ بادشاہ گریک اور حکیم دوبان کا تھا کہ جو حضور نے سنا اب مین رجوع کرتی ہون طرف حال اوس ماہی گیر اور جن کے جب ماہی گیر نے اس قصے کو تمام کیا جن سے جو لوٹے مین بند تھا کہا ای جن اگر بادشاہ گریک حکیم دوبان کو نمارتا خدا اوسکے حال پر رحم کرتا مگر جو اوسکی بیکسی اور گریہ وزاری پر نظر نہ کی حق تعالی نے اوسکو ویسی ہی سزا دی ای جن تیرا بھی ایسا ہی حال ہے اگر تو ارادہ میرے قتل کا نکرتا تو پھر اس قید مین نہ پڑتا تونے تو قید سے نکلتے ہی میرے قتل کرنیکا ارادہ کیا اب مین تجکو کیونکر اس قید سے چھوڑون اور تیرے حال پر رحم کرون اب ضرور ہے تجکو اس لوٹے مین بند کرکے دریا مین ڈالدون کہ تو قیامت تک اسی قید مین پڑا رہے یہ انتقام مین نے تجھسے سیکھا جن نے کہا ای میرے دوست پھر مجھسے ایسا قصور نہوگا مجھکو بعوض بدی کے نیکی کرنا اچھی بات ہے تو ایسا میرے ساتھہ سلوک اور احسان کر کہ جیسا آمامہ نے اتیکا کے ساتھہ کیا ماہی گیر نے پوچھا اسکا قصہ کیونکر ہے جن نے کہا اگر تم اوس حکایت کو سنا چاہتے ہو مجکو چھوڑ دو مین اس زندان تنگ مین کلام نہین کر سکتا اور اس ایک قصے پر کیا موقوف ہے مین بہت اچھی اچھی سناؤنگا

اور حکایتیں تمکو سناؤنگا جنکو تم سنکر بہت خوش ہوگے ماہی گیر نے کہا مین تیرے قصے سننے سے باز آیا مجھے تیرا اعتبار نہین ہی بہتر ہی کہ تجھے پھر دریا کے اندر ڈالون جن نے کہا ای صیاد تو مجھے چھوڑ دے مین تجھے ایسی ایک بات بتاؤنگا کہ تو بہت توانگر اور مالدار ہوجائیگا ماہی گیر نے کہا مجکو تیری بات کا اب کسیطرح سے یقین نہین اگر تو قسم اسم اعظم کی کھائے کہ میرے ساتھہ بعد اپنی مخلصی کے کچھہ دغا نکریگا اور اپنے وعدے کو بجا لائیگا تو البتہ چھوڑ دون جن نے قسم اسم اعظم کی کھائی ماہی گیر نے لوٹے کے مونہ سے ڈھکنے کو اوٹھا لیا اور اوس لوٹے کے اندر سے دھوان نکلا اور پھیل کے بشکل جن ہوگیا اور لوٹے کو دریا کے اندر ٹھوکر مارکے پھینکدیا اوسکی اس حرکت سے ماہی گیر بہت ڈرا اور کہا ای جن تو نے یہ کیا کیا تو اپنی قسم پر قائم نہین اوس عہد و پیمان کو کہ جو تو نے میرے ساتھہ کیے ہین وفا نہین کریگا مینے تو تیرے ساتھہ وہی سلوک کیا ہی جیسا کہ حکیم دوبان نے بادشاہ گریک کے ساتھہ کیا تھا ماہی گیر کے ڈرنے اور خوف کرنے سے جن ہنسا اور کہا اپنی خاطر جمع رکھہ مین اپنے اوسی قول و پیمان پر ہون اب تو اپنے جال کو لیکر میرے پیچھے چلا آ پھر وہ دونون شہر کے اندر سے ہوکر ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور وہانسے اوترکر ایک بڑے میدان مین گئے کہ جسمین اونکو ایک تالاب میان چار ٹیکرون کے جو چار کونون پر اوسکے تھے نظر پڑا جب کنارے اوس تالاب کے پہونچے جن نے ماہی گیر سے کہا اس تالاب مین اپنے جال کو ڈالکر مچھلیان پکڑ وہ مچھوا اوس تالاب مین بہت مچھلیان دیکھکر خوش ہوا کہ بہت سی مچھلیان پکڑونگا اور اون مچھلیون کو رنگ برنگ کی دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور اپنے جال کو اوسمین ڈالکے کھینچا تو صرف چار مچھلیان چار رنگ کی اوسمین آئین سفید سرخ زرد سیاہ جن نے کہا انکو لیجا کر بادشاہ کی نذر گذران وہ تجھے اتنا کچھہ دیگا کہ کبھی تیرے ہاتھہ تمام عمر تنگ نہوگا اور اس تالاب مین صرف ایکبار جال ڈالا کیجیو خبردار خلاف اسکے نکریو والا خطا پاویگا یہ کہکے جن نے زمین پر ایک ٹھوکر ماری وہ زمین پھٹ گئی اور آپ اوسمین سما گیا پھر وہ زمین برابر ہوگئی ماہی گیر نے جن کے کہنے پر عمل کرکے اونھین چار مچھلیون پر کفایت کی دوسری بار جال کو تالاب مین نہ ڈالا اور اونکو بادشاہ کی حضور مین لیے گیا شہرزادے نے شہریار سے کہا کہ مین کچھہ عرض نہین کرسکتی جسقدر وہ بادشاہ اون مچھلیونکو دیکھکر خوش ہوا اور وزیر سے کہا ان مچھلیون کو لیجا کر اوس باورچن کو جسے بادشاہ گریک نے میرے واسطے بطور ہدیے کے بھیجا تھا جا کر دے مجھے یقین ہی وہ انکو اچھی طرح سے پکائے گی وزیر نے وہ چارون مچھلیان لیجا کر اوس پرستار کو دین اور کہا انکو اچھی طرح سے پکا کر طیار کر بادشاہ نے تجکو اسواسطے طیار کرنے کے فرمایا ہی جب وزیر اون مچھلیون کو دے کر بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا اوس سے چار سو اشرفیان ماہی گیر کو انعام دلوائین ماہی گیر اون اشرفیون کو پاکے اتنا خوش ہوا کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا اور امیرانہ گذران کرنے لگا پھر شہرزادے نے شہریار سے کہا اب اوس باورچن کا حال سنیے کہ اوسپر کیا واردات گذری کہ جسکے سبب سے وہ نہایت متردد اور پریشان خاطر ہوئی ای شہریار جسوقت اوسنے اون مچھلیون کو بنا اور صاف کرکے روغن جوش کیے ہوے مین اسواسطے بھوننے کے چھوڑا اور ایک طرف سے وہ مچھلیان خوب بھننے سے سرخ ہوگئین تب اوسنے چاہا کہ اونکو دوسری طرف سے اولٹے بمجرد اس عمل کے یہ عجیب و غریب امر مشاہدہ کیا فوراً باورچیخانے کی دیوار شق ہوگئی اور اوسمین سے ایک بی بی نہایت حسین و صاحب تمکنت نکل آئی کہ لباس فاخرہ یعنی ساٹھن بوٹے دار کی قبا مثل لباس زنان مصر کے پہنے ہوے تھی و سواے اسکے کان مین بالے اور گلے مین بڑے بڑے موتیونکا مالا اور سونے کے بازو بند لعل جڑے ہوے اور علاوہ اسکے اور زیور قیمتی سے آراستہ اور ایک چھڑی آس کی ہاتھہ مین لیے ہوے ماہی کو

کے پاس کر اوسمین وہ مچھلیان تلی جاتی تھین آکر کھڑی ہوئی اور ایک مچھلی کو چھڑی سے مار کے بولی مچھلی مچھلی تو اپنے قول و پیمان پر ہے
وہ مچھلی کچھہ نبولی وس بی بی نے پھر اوسی کلام کو مکرر کہا تب وہ چارون مچھلیان دیکھکر بالاتفاق بولین ہان ہان سچ ہی اگر تم ہمین مانوگی تو ہم
تمھین مانینگے اگر تم اپنا قرض دو تو ہم اپنا دینگے بمجرد کہنے مچھلیون کے وہ بی بی ماہی تورے کو اولٹ کر اوسی دیوار کے شگاف مین چلی گئی
پھر وہ شگاف بند ہوگیا اور دیوار جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی باورچن اس حال عجیب کو دیکھکر متحیر اور بیہوش ہوگئی جب افاقے مین آئی تو نہایت
مشوش ہوئی اور اون مچھلیون کے اوٹھانے کو جو گرم راکھہ پر چولھے کی گری تھین گئی اونکو ایسا مانند جلے ہوے کوئلے کے سیاہ پایا
کہ ہرگز قابل بھیجنے حضور بادشاہ کے نرہین وہ لگی رونے اور خیال کرنے اگر اس واردات کو جو مینے بچشم خود دیکھا ہی بادشاہ کی حضور
مین عرض کرون تو وہ کاہے کو باور کریگا وہ اسی اندیشے مین تھی کہ وزیر نے آکر اوس سے پوچھا وہ مچھلیان طیار ہین باورچن نے اوس حال کو وزیر سے
مفصل ظاہر کیا وزیر سنکر نہایت متعجب ہوا اور اسی حال کو بادشاہ سے نہ کہکے کوئی ایک حیلہ بنا اوس سے ظاہر کیا اور جلدی اوس ماہی گیر کو
بلوا بھیجا جب وہ حاضر ہوا اوس سے کہا جلد اوسی طرح کی چار مچھلیان جیسی تو آگے لایا تھا حاضر کر ماہی گیر نے وہ بات جو جن نے کہی تھی ظاہر
نکر کے کچھہ حیلہ کر کے کہا آج ویسی ہی مچھلیان حاضر نہین کر سکتا کل کے دن مقرر لاؤنگا دوسرے روز ماہی گیر اوس تالاب پر گیا اور جال ڈال کے
چار مچھلیان اونھین چار رنگ کی کہ جیسی پہلے روز شکار کی تھین پکڑین اور جلدی سے عین وعدے پر وزیر اعظم کے روبرو لیگیا وزیر نے
اونکو باورچیخانے مین بھیجا کر دروازے کو بند کر لیا اور اوس باورچن کو فرمایا میرے روبرو انکو طیار کر اوسنے اون مچھلیونکو لیکر بعد صاف کرنے کے مانند
پہلے دن کے روغن مین ڈالا اور وقت اولٹنے کے پھر دیوار باورچیخانے کی شق ہوگئی اور وہی بی بی چھڑی آس کی ہاتھہ مین لیے ہوے دیوار سے
ظاہر ہوئی اور اوس ماہی تورے کے نزدیک آکر ایک مچھلی کو اوس چھڑی سے چھوکے وہی بات کہی جسکو آگے کہا تھا پھر اون سب مچھلیون نے
اپنے سرون کو اوٹھا اور دم پر کھڑی ہو کے وہی جواب دیا پھر اوس عورت نے چھڑی سے اوس تورے کو اولٹ شگاف مین جا کر غائب ہوگئی وزیر نے اوس
سب حال کو بچشم خود دیکھکر دل مین کہا یہ نہایت عجیب و غریب امر ہی بادشاہ سے ظاہر کرنا ضرور ہی چنانچہ حاضر ہو کے اس حال کو بادشاہ کی حضور
مین گزارش کیا بادشاہ سنکے نہایت متعجب ہوا اور بکمال اشتیاق سے چاہا کہ اس امر کو خود بھی معاینہ کرے اوس ماہی گیر کو بلوا کر کہا ای دوست
تم ویسی ہی چار مچھلیان چار رنگ کی میرے لیے پھر بھی لا سکتے ہو مچھوے نے عرض کیا خداوند غلام تین دن کے بعد لا سکتا ہی بادشاہ نے
اوسکو تین دن کی مہلت دی وہ مچھوا تیسرے دن اوس تالاب پر گیا اور چار مچھلیان چار رنگ کی پکڑ بادشاہ کی حضور مین لیگیا بادشاہ اونکو دیکھکر
نہایت خوش ہوا اور چار سو اشرفیان مچھوے کو دلوادین اور بادشاہ نے اپنے خلوت خانہ خاص مین سب اسباب پکانے کا منگوا کر وزیر سے
فرمایا تو ان مچھلیون کو اپنے ہاتھہ سے بھون وزیر نے دروازہ اوس مکان کا بند کر کے بذات خود اون مچھلیون کو پکانا شروع کیا جب اونکو
صاف کر کے ماہی تورے مین ڈالا اور وہ ایک جانب سے سرخ ہوگئین اوسنے اونکو دوسری طرف اولٹا ساتھہ اولٹنے کے دیوار خلوتخانہ
بادشاہ کی شق ہوگئی اور اوسمین سے بجائے خوبصورت بی بی کے ایک حبشی غلامونکی وضع سبز بھاری چھڑی ہاتھہ مین لیے ہوے اوس
دیوار سے نکلا اور ماہی تورے کے پاس آکر اوس چھڑی سے ایک مچھلی کو چھو کر بڑی ہیبت ناک آواز سے کہا ای مچھلیو مچھلیو تم اپنی بات پر قایم ہو
اون مچھلیون نے اپنے سرون کو اوٹھا کر کہا ہان آرے آرے ہم اوسی قول پر ثابت ہین بمجرد اس کلام کے حبشی نے تورے کو اولٹ کر اون مچھلیون کو مانند

انگارون کے خراب خستہ کردیا اور یہ تختہ تمام اوسی شگاف مین جاکر غائب ہوگیا بادشاہ نے اس حال کو ملاحظہ فرماکے وزیر سے ارشاد فرمایا کہ یہ حال عجیب مینے بچشم خود مشاہدہ کیا خالی سر سے نہین اور یہ مچھلیان بھی کچھ علامات معلوم ہوتی ہین مین چاہتا ہون کہ اس راز سے واقف ہوجاؤن پھر اوس ماہی گیر کو بلواکر پوچھا کہ اون مچھلیون کا مینے عجیب حال اور تماشا دیکھا بتا تو کہان سے اونکو پکڑ لایا تھا اوسنے جواب دیا مین اونکو فلانے تالاب سے جو درمیان مین چار پہاڑیون کے واقع ہی جسے آپ یہان سے دیکھتے ہین پکڑ لایا کرتا ہون بادشاہ نے وزیر سے پوچھا تونے اوس تالاب کو دیکھا ہی وزیر نے عرض کیا مینے اوس تالاب کو سنا بھی نہین دیکھنے کا کیا ذکر ہی اگرچہ مین اوس پہاڑ کی چارونطرف اور اوسکے آگے پیچھے ساٹھ برس سے شکار کھیلنے کو جایا کرتا ہون لیکن مینے وہان کوئی تالاب نہین دیکھا پھر بادشاہ نے ماہی گیر سے پوچھا وہ تالاب یہان سے کتنی دور ہی اوس نے جواب دیا تین گھڑی کی راہ پر ہی بادشاہ نے اس کلام کو سنکر اوسی وقت کہ تھوڑا سا دن باقی تھا اپنے عملے کو فرمایا جلد طیار ہو پھر وہ سوار ہوکر رہنمائی ماہی گیر سے اوس پہاڑ پر چڑھگیا اور جب دوسری طرف اوس پہاڑ کے اوترا تو وہان ایک بہت بڑا میدان نظر پڑا کہ کبھی کسی نے اوسکو نہ دیکھا تھا آخر بادشاہ نے اپنی فوج سمیت دوسری طرف اوس میدان کے جاکر ایک تالاب درمیان چار پہاڑیونکے جیسا ماہی گیر نے بیان کیا تھا دیکھا پانی اوسکا نہایت صاف اور شفاف اور اوسمین چار رنگ کی مچھلیان اوس قسم کی جنکو ماہی گیر بادشاہ کی حضور مین لیگیا تھا بہت سی دیکھین بادشاہ کنارے اوسی تالاب کے اوترا اور نہایت تعجب سے اون مچھلیون کو دیکھکر اپنے امیرون اور اہل دربار سے پوچھا تمنے کبھی اور بھی اس تالاب کو کہ اسقدر نزدیک شہر کے ہی دیکھا تھا اون سب نے عرض کیا کہ ہمنے کبھی اس تالاب کو نہین دیکھا اور نہ اسکا مذکور کسی سے سنا بادشاہ نے فرمایا جبتک مین اس تالاب اور چار رنگ کی مچھلیونکا حال نہ دریافت کرلونگا یہان سے نجاؤنگا یہ کہکے فرمایا سب لوگ گرد اس تالاب کے اوترین اور اوسکا خیمہ کنارے اوس تالاب کے استادہ ہوا جب شام ہوئی بادشاہ اپنے خیمے مین آیا اور وزیر سے بلاکر فرمایا مین اس امر مین نہایت متحیر ہون کہ دفعتہً یہ تالاب کیونکر اس جا پر نمود ہوا اور اوس حبشی کا میرے مطبخخانے مین آنا اور مچھلیون کا بولنا کس واسطے تھا موجب حیرت در حیرت کا ہی دل میرا واسطے دریافت کرنے ان سب امرونکے نہایت بیقرار ہی اس لیے مینے یہ سوچا ہی کہ اپنے لشکر سے تنہا جاؤن اور تو خیمے مین اکیلا رہکے میرے جانیکا حال کسی سے ظاہر نکر کل کے دن فجر کو جب امیر وغیرہ اہل دربار میرے مجرے کو حاضر ہون تو اون سے کہیو کہ بادشاہ کچھ علیل ہی یہ کہکے اون سبکو رخصت کردیجیو اور جبتک مین اس جگہ مین پھر نہ آؤن خبردار تنہا یہان رہکے میرے کہنے پر عمل کیجیو وزیر نے ہرچند بادشاہ کو بہت سمجھایا کہ اس امر مین خطرات بہت ہین اور کیا عجب ہی کہ بعد محنت اور مشقت بہت کے بھی یہ بھید آپ پر نہ کھلے کیون عبث اپنے تئین ایسی محنت اور خطرات مین ڈالتے ہین مگر بادشاہ نے اوسکی بات نہ سنی اور لباس سلطانی کو اوتارا اور شکار کے کپڑے پہن شمشیر ہاتھ مین لیے شب کو ایسے وقت کہ سارا لشکر غافل سوتا تھا تنہا خیمے سے نکلکر طرف ایک پہاڑی کے روانہ ہوا اور بہت آسانی سے اوسپر چڑھکے دوسری طرف اوتر گیا اور ایک جانب کہ جدھر ایک بڑا میدان کف دست تھا روانہ ہوا اتنے مین آفتاب نے طلوع کیا صبح کی روشنی مین اوسنے دور سے ایک عمارت عالیشان دیکھی بہت خوش ہوا کہ وہان کے جانے سے البتہ کچھ سراغ میرے مطلب کا لگے گا جب نزدیک اوس عمارت کے پونہچا تو اوسنے بڑا عالیشان محل اور قلعہ سنگ سیاہ سے بنا ہوا پایا اور نیچے سے اوپر تک اوسکے پتھر فولادی بہت شفاف صیقل کیے ہوے ایسے جڑے تھے کہ مانند آئینے کے چمکتے تھے

اوسکو دیکھکر بادشاہ کو تسلی ہوئی کہ یہان سے میرا مطلب مقرر حاصل ہوگا پھر اوسکو دیر تک دیکھا کیا آخر اوس قلعے کے دروازے پاس جا کے
کھڑا ہوا اور اگرچہ اوسے معلوم تھا کہ دروازہ اندر سے کھلا ہوا ہی لیکن احتیاطاً اوسنے دستک دی اور منتظر رہا کہ شاید کوئی دستک سنکر اندر سے
آوے جب کوئی باہر نکلا تب اوسنے خیال کیا کہ شاید کسی نے نہین سنا پھر اوسنے دروازے کو زور سے کھٹکھٹایا تو بھی کسی نے جواب ندیا
تب وہ نہایت متحیر ہوا اور دل مین خیال کیا بڑا افسوس ہی کہ ایسا اچھا قلعہ بنا ہوا ویران ہے اور کوئی متنفس اوسمین نہین جو باہر آکے
مجھے جواب دے اور اوس سے کچھ احوال یہان کا معلوم ہو اب تو کبتک منتظر رہیگا بے تامل اوسکے اندر چل اگر کوئی تیرا مقابلہ کرے تو اپنے تئین
بچانا پھر وہ اندر اوس قلعے کے گیا اور ڈیوڑھی مین کھڑا ہو کے باواز بلند کہا اندر کوئی شخص ہی کہ مسافر کو واسطے سستانے کے جگہ دے
کسی نے جواب ندیا اس سکوت سے اور بھی اوسکا تعجب زیادہ ہوا اور ڈیوڑھی سے اندر جاکے دیکھا بہت بڑا مکان ہی لیکن ویران کوئی
آدم نہ آدم زاد اوسمین نظر پڑا پھر وہ صحن وسیع اوس قلعے کا طی کرکے ایک بڑے دالان مین گیا جسمین قالین ریشمی بچھا ہوا تھا اور چارون طرف
سے وہ سب مکان پارچہ سیاہ ہی سے منڈھے ہوے تھے اور آگے دروازونکے پردے زردوزی مخملی ساخت ہند کے کہ جنمین سنہرے
روپہلے بوٹے چکن کے کڑھے ہوے لٹکتے تھے اور اوسکی بارہ دری مین ایک حوض تھا چارون کونون مین جسکے چار شیر سونے کے تھے
ہر ایک کے موہنہ سے فوارے جاری جب وہ نکا پانی فرش سنگ مرمر پر گرتا تھا تو ہزارون ٹکڑے ہیرے اور موتیون کے دکھائی دیتے اور
بیچ مین اوس حوض کے ایک فوارہ اتنا بلند اوٹھتا تھا کہ قبے تک اوس بارہ دری کے پہونچتا اور اندر سے وہ قبہ بحروف عبارت عربی کندہ او منبت
کیا ہوا تھا اور تین طرف اوس قلعے کے باغ تھا کہ جسمین طرح طرح کے پھول شگفتہ اور میوون کے درخت اور جا بجا فوارے چھٹے اور بہت
اچھی طرح کی چیزین خوبصورت اپنے اپنے موقع سے اوسمین رکھی ہوئی تھین کہ بسبب اوسکے وہ باغ نہایت دلچسپ دل افروز معلوم ہوتا تھا
اور انواع واقسام کی چڑیان درختونمین خوش الحانی سے بول رہی تھین اور اونھین مین نرات رہتین اسواسطے کہ اون درختونپر چارون طرف سے
جال پڑے ہوے تھے کوئی چڑیا باہر نہین نکل سکتی تھی بادشاہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے مین جاتا اور سیر کرتا اور ہر ایک چیز نفیس کو دیکھکر خوش
ہوتا اتنا اون مکانونمین پھرا کہ تھک گیا آخر کو ایک مکان مین بیٹھکے باغکی سیر کرنے لگا ناگہان ایک آواز دردناک غمگین اوسکے کان مین پڑی
اور کئی بار اوسنے بغور اوس آواز کو سنا کہ کوئی نہایت دردمندی اور رنج سے حال اپنی مصیبت کا کہہ رہا ہی اور شکایت زمانے کی کرتا ہی بادشاہ
نے حال اوسکی مصیبت کا سنکر پردہ حجرے کا اوٹھایا اور دیکھا کہ ایک جوان حسین لباس شاہانہ پہنے ہوے ایک بلند چیز پر کہ مثل تخت کے ہی بیٹھا ہوا
زار زار رو رہا ہی اور شکایت اپنے مقسوم کی کر رہا ہی بادشاہ نے نزدیک اوسکے جاکے صاحب سلامت کی اوسنے بادشاہ سے عذر کیا کہ صاحب مجھے
اس امر سے معاف اور معذور رکھنا کہ مینے اوٹھکے تمھاری تعظیم نکی مین مجبور ہون تم میری بے ادبی پر برا نماننا بادشاہ نے کہا تمھارے
اس حسن اخلاق سے مین کمال خوش اور ممنون ہوا فی الواقع کچھ ایسا ہی سبب ہوگا کہ جس سبب سے تم اوٹھ نسکے مینے تمھارا عذر بدل قبول کیا لیکن
تمھارا حال مصیبت کا سنکر مجھے کمال رنج ہوا مین فقط تمھاری مدد کرنے کو آیا ہون اپنے درد دکھہ سے آگاہ کرو تا مین حتی الامکان
اوسمین کوشش کرون یقین ہی کہ تم اپنے احوال کے ظاہر کرنے مین دریغ نکروگے پہلے تم حال اوس تالاب کا کہ جو اس قلعے کے نزدیک ہی
اور اوسمین مچھلیان چار رنگ کی ہین بیان کرو اور بعد اسکے حال اس قلعے اور محل کا کہ کسنے تعمیر کیا ہی اور تم تنہا اس حال سے کیون ہو

سُنا تو وہ جوان یہ سنکر بجاے جواب کے رونے لگا اور کہنے لگا صاحب مین اپنے حال کو کیا بیان کرون دامن اپنی قبا کا اوپر اوٹھایا بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سر سے ناف تک آدمی ہے اور کمر سے پاؤن تک سنگ سیاہ بنا ہوا ہے یہ حال حیرت انگیز دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور اوس جوان سے کہا مین تو بہت چیزین عجائب دیکھکر متفکر تھا لیکن تمنے اس حال کو دکھلا کر سب سے زیادہ مجکو حیرانی اور پریشانی مین ڈالا خدا کیواسطے جلد اپنی سرگذشت سے آگاہ کرو معلوم ہوتا ہے کہ وہ تالاب اور مچھلیان رنگ برنگ کی بھی تعلق اسی حال سے رکھتی ہین اب ضرور مجھے اس امر کو کہو اسواسطے کہ جب کوئی مصیبت زدہ اپنی مصیبت کو بیان کرتا ہے فی الجملہ اوسکو تسکین حاصل ہوتی ہے جوان نے کہا اگرچہ مجھے بیان کرنے اس حکایت غم اندوز کی تاب و طاقت نہین لیکن بموجب فرمانے آپکے کہتا ہون

قصہ زبانی اوس جوان کے جو جزیرہ سیاہ کا بادشاہ تھا

جوان نے سلطان سے اس طرح اپنا حال کہنا شروع کیا باپ میرا محمود شاہ بادشاہ جزائر سیاہ کا تھا جو مشہور چہار کوہ ہین اور دار السلطنت اوس کا یہین تھی جس جگہ اب وہ تالاب ہے اور اس قصے کے بیان سے تمکو حال تبدیلی اس مملکت وسیع کا مفصل معلوم ہو جائیگا ای بادشاہ جب میرے باپ نے ستر برس کی عمر کو پہونچکر قضا کی اوسکی جگہ مین تخت نشین ہوا اور بعد بادشاہ ہونیکے میری شادی چچا کی بیٹی سے ہوئی وہ بی بی مجھے نہایت پیار کرتی تھی علی ہذا القیاس مین بھی اوسے بہت چاہتا تھا پانچ برس تک میرے اوسکے کمال محبت و الفت رہی بعد اسکے اوسکو مینے اپنی طرف متوجہ کم پایا اور اوس کی ادا الفت مین بہت فرق معلوم ہونے لگا ایکدن بعد تناول چاشت کے وہ حمام مین واسطے غسل کرنیکے گئی تھی مین قیلولے کے ارادے سے جاکر ایک کمرے مین لیٹ رہا دو خواصین مسہری کے واسطے ہلانے پنکھے کے آکر ایک سرہانے اور دوسری پائینتی بیٹھ گئیں اور واسطے میری آسایش کے مگس رانی کرنے لگیں وہ مجھے سوتا جانکے آپس مین باتین کرنے لگیں مین بھی اپنے تئین با وجود بیداری سوتا بنا کر اونکی باتین سننے لگا ایک نے دوسری سے کہا ہماری ملکہ بڑی بیرحم ہے کہ ہمارے ایسے نازنین اور حسین بادشاہ کو پیار نہین کرتی دوسری خواص نے جواب دیا تو سچ کہتی ہے معلوم نہین کہ ملکہ اسے اکیلا چھوڑ کر ہمیشہ رات کو کہان جایا کرتی ہے اور اسکو اس امر کی ذرا خبر نہین پہلی خواص نے کہا اس غریب کو کیونکر اوسکے جانے کی خبر ہو ملکہ ہر شب اسکو سبزی شربت مین ملا کے پلایا کرتی ہے اوسکے نشے مین وہ ایسا غافل اور بیہوش سوتا ہے کہ مطلق خبر نہین رہتی اور وہ فرصت پاکے جہان دل چاہتا ہے جاتی ہے اور فجر کو بادشاہ کی ناک مین کسی قسم کی خوشبو سونگھا بیدار کرتی ہے مہربان اس کلام کے سننے سے مجکو اسقدر رنج والم حاصل ہوا جسکا بیان نہین کر سکتا مگر مینے اوسوقت اپنے اضطراب کو ضبط کیا اور اسطرح سے بہانہ کرکے بیدار ہوا کہ گویا حقیقت مین سوتا تھا اور کچھ مینے اونکی باتین نہین سنین پھر وہ ملکہ حمام سے آئی اور جب کھانا شب کا باہم کھاکے مینے ارادہ آرام کا کیا وہ ملکہ ایک پیالہ شربت کا موافق معمول کے میرے پینے کو لائی مینے اوس پیالے کو اوسکے ہاتھ سے لے اور اوسکی نظر بچا کھڑکی سے زمین پر پھینک دیا اور خالی پیالہ اوسکے حوالے کیا تا وہ معلوم کرے مینے سب شربت پی لیا بعد اسکے ہم دونون نے پلنگ پر جاکر آرام کیا ملکہ مجھے سوتا جانکر پلنگ پر سے اوٹھی اور اوسنے منتر کو باواز بلند پڑھا اور میری طرف مونہ کرکے کہا کہ ایسا غافل سو کہ بے میرے جگائے کبھی نجاگے پھر وہ جلدی سے کپڑے پہن اوس کمرے سے باہر آئی مین بھی نکلتے ہی اوسکے اوٹھا اور جلدی جلدی کپڑے پہن تلوار ہاتھ مین لے پیچھے اوسکے روانہ ہوا اتنا پاس اور لگے ہوے اوسکے جاتا تھا کہ اوسکے پاؤن کی آواز مجھے سنائی دیتی تھی

اور مین اوسکے پانون کے نشان پر قدم رکھتا ہوا بڑی احتیاط سے دبے پاؤن جاتا تھا کہ اوسے میرے چلنے کی آہٹ معلوم نہو وہ کئی دروازے مقفل طی کر کے نکلی اور وہ دروازے اوسکے جادو سے خود بخود کھلتے جاتے تھے جب وہ اخیر دروازے پر کہ اوسطرف باغ تھا پونہچی اور اوسمین سے ہوکے اندر کو چلی مین اوس دروازہ مین لگ کے کھڑا ہو رہا کہ مبادا وہ مجھے کہین دیکھ لے اور وہان سے اوسی کو تکتا رہا وہ ایک چمن سے ہوکے آگے بڑھی اور جاتے جاتے ایک چھوٹے سے جنگل مین جسکی راہ چارون طرف گھری اور گنجان جھاڑیون سے بندھی درآئی مین بھی اور راہ سے وہان پونہچا اور اپنے تئین ایک جھاڑی کے اندر چھپا کر کھڑا ہوا اور وہان سے اوسکو دیکھا کہ ایک مرد کے ساتھ ٹہلتی ہوئی باتین کرتی جاتی ہے مینے بغور اون باتون کو سنا کہتی تھی مین باوجودیکہ جان و دل سے تمہارے عشق مین دن رات ہلاکتی ہون اور تمپر ہزار جان سے مرتی ہون لیکن تم مجھے ملامت اور سرزنش کیا کرتے ہو اسکا سبب کچھ نہین معلوم اگر تمھین میرا امتحان منظور ہو کہ تمھاری الفت مین کسقدر مین ثابت قدم ہون تو بھی حاضر ہون اور تمھین میرا زور اور طاقت بھی خوب معلوم ہے کہ مین کیا کیا کام کر سکتی ہون اگر تمھاری مرضی ہو تو مین قبل طلوع آفتاب کے اس بڑے شہر اور خوبصورت محل اور عمارتون کو ایسا ویرانہ بنا ڈالون کہ جسمین بھیڑیے اور الو رہنے لگین اور پتھرون کو کہ جن سے دیوارین مستحکم بنی ہوئی ہین اوسطرف کوہ قاف کے اوکھاڑ کر پھینکدون اور خاک سیاہ کر ڈالون فقط تمھارا اشارہ درکار ہے اس کلام کو ملکہ کہتی ہوئی اور اپنے یار کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوئے ٹہلتی اوس جا پر کہ مین جھاڑی مین چھپا کھڑا تھا آئی اور اونھون نے چاہا کہ وہان سے پھرین پھر جب یار اوسکا برابر میرے ہوکے نکلا مینے تلوار کو میان سے نکال کر ایک ہاتھ اوسکی گردن پر ایسا مارا کہ وہ زخمی ہوکے گرا اور مجھے یقین ہوا کہ کام اوسکا تمام ہوگیا اور ملکہ میرے چچا کی بیٹی تھی مینے اس لیے اوسکو چھوڑ دیا اور جلدی وہان سے دبے پاؤن پھرا کہ ملکہ کو ذرا خبر نہوئی اوسکے یار نے اگرچہ بہت بڑا زخم کاری کھایا تھا مگر اس ملکہ نے جادو کے زور سے سنبھالا باوجود اسکے بھی حال اوسکا زخم سے ایسا ہوگیا کہ وہ نہ زندون مین گنا جاتا تھا اور نہ مردون مین غرض مراجعت کے وقت اوس باغ سے ملکہ کو سنا کہ اپنے یار کے زخمی ہونے سے رونے اور پیٹنے لگی مینے اوسکے رونے پر مطلق خیال نکر کے اوسے تنہا وہین چھوڑ اپنے محل مین آیا اور کمرے مین پلنگ پر جا لیٹا اور بسبب قتل کرنے اوس حریف کے نہایت تسلی ہوئی یہان تک کہ مین سو رہا اور صبح اٹھکے ملکہ کو اپنی بغل مین سوتا دیکھا لیکن خوب معلوم نہوا کہ وہ درحقیقت سوتی تھی یا بہانہ کیے ہوے تھی غرض مین اوسکو اوس حالت مین چھوڑ کے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے کمرے مین پوشاک پہنی اسکے بعد دربار مین جاکے اجلاس کیا جب دربار سے پھر محل مین آیا ملکہ کو لباس ماتمی سیاہ پہنے ہوے دیکھا اوسنے بال سر کے نوچ کھسوٹ مجھسے ظاہر کیا صاحب مجھے اس حال سوگ مین دیکھکے ناخوش نہونا مجکو تین خبرین متواتر گوش زد ہوئی ہین اس سبب سے میرا یہ حال ہے مینے پوچھا بی بی وہ تین خبرین تمنے کیا سنی ہین اوسنے کہا ایک تو یہ کہ میری پیاری مان نے قضا کی دوسری یہ کہ بادشاہ یعنی میرا باپ لڑائی مین مارا گیا تیسری یہ خبر سُنی کہ میرا بھائی بلندی پر سے گر کے جان بحق تسلیم ہوا مینے یہ سب خبرین سن کچھ غم نکھایا اسواسطے کہ مین سب راز اوسکا جانتا تھا اور اوسکے اس اظہار سے مجھے ثابت ہوا کہ اوسے قتل ہونے یار کی میرے ہاتھ سے ابتک کچھ اطلاع نہین بہرکیف مینے اوس سے کہا بی بی یہ جا ئے برا ماننے کی نہین ہے حق بجانب تمھارے ہے بلکہ برعکس اسکے اگر تم ایسی خبرین غم کی سنکر ماتم نکرتین تو مورد طعن و تشنیع کی ہوتین اس غم کے کرنے سے آثار تمھاری سعادتمندی اور رحم دلی کے سمجھے جاتے ہین اب خدا کرے کہ یہ تمھارا ماتم

اور سوگ بدل ساتھ خوشی کے ہو پھر ملکہ اپنے کمرے مین جاکر رونے پیٹنے لگی اور ایک برس تک اسی طرح سے شب و روز اپنے یار کے
غم مین روتی پیٹتی رہی بعد اسکے اوسنے مجھسے درخواست کی کہ وہ ایک مقبرہ اس محل کے اندر بنواکر اوس مین رہا کرے مینے اس امر مین اوس
سے کچھ مزاحمت نکی پھر اوسنے ایک بڑا عالیشان مکان گنبددار بنوایا جو یہان سے دکھلائی دیتا ہی اور اوس مکان کا نام ماتم سرا رکھا
جب وہ مکان تعمیر ہو چکا تب اوسنے اپنے یار کو اوس مقبرۂ جدید مین لاکر رکھا اور کچھ ایسی دوا اپنی تجویز سے اوسکو کھلائی کہ باوجود ایسے
زخم کاری کے مرا نہین اور ایک وقت معین مین دوا کھلانے کے واسطے اوس ماتم سرا مین جاتی یار اوسکا باوجود اس سب جادو اور تدبیر
ملکہ کے نہ تو کھڑا ہو سکتا تھا اور نہ اوس مین طاقت چلنے کی تھی بلکہ بات بھی نہ کر سکتا اور کوئی آثار زندگانی کے نتھے فقط دیکھا کرتا تھا
اور ملکہ کو اوسکے دیکھنے سے تسلی ہوتی اور اوس سے پیار اور الفت کی باتین کرکے تشفی اپنے دل کی کیا کرتی دن مین دو بار اوسکے
پاس جاتی اور بہت دیر تک وہان رہتی باوجودکہ یہ سب حال ملکہ کا مجکو معلوم تھا مگر مینے اپنے تئین اوسکے روبرو انجان بنا رکھا
اور ہر ایک امر مین اوسکے تجاہل کیا کرتا ایک روز مشتاق ہوکے اوس ماتم سرا مین جاکے ایسی جگہ چھپ کر بیٹھا کہ جہان سب کچھ میرے
سننے مین آیا اور ملکہ نے مجھے نہین دیکھا وہ اپنے یار سے کہتی تھی بڑا غضب اور ستم ہی کہ مین تجکو اس حال جان کنی مین دیکھون اور تجکو دیکھکر ایسا
بڑا صدمہ میرے دل پر گذرتا ہی کہ تجھسے زیادہ میری حالت ہو جاتی ہی اے میری جان اے میرے پیارے مین روز آکر گھڑیون تجھسے
باتین کرتی ہون کبھی تو نے میری ایک بات کا بھی جواب ندیا اسی حسرت مین مرتی ہون کبتک چپ ہوگے ایک بات بھی اگر مجھسے
کرو تو میری کمال تسلی ہو جبتک کہ تیرے نزدیک بیٹھی رہتی ہون میرے دل کی تسلی رہتی ہی اور فقط تیرے دیکھنے سے اپنے دل کو
خوش کیا کرتی ہون مین کچھ مبالغے سے نہین کہتی ایک بار دیکھنا تیرا افضل ہی تمام سلطنت ربع مسکون اور بادشاہت ہفت اقلیم پر
غرض ملکہ اس طرح سے اظہار کرتی اور روتی جاتی مین یہ اضطراب و بیقراری اوسکی دیکھکے زیادہ صبر نکر سکا جب وہان سے اپنے قدیم محل مین
جہان مین رہا کرتا تھا آئی مینے اوس سے کہا بی بی تمنے بہت غم اور ماتم کیا اب چاہیے کہ تم اسے موقوف کرو اور ہمیشہ اس ماتم مین رہنا
مناسب تمھارے نہین ملکہ نے کہا صاحب تم اس امر مین کچھ نبولو مجکو اسی حال مین رہنے دو میرے دل سے ابھی غم والم نہین گیا اور نہ کم ہوا
ہر چند مینے اوسکو سمجھایا مگر وہ اصلا راہ پر نہ آئی بلکہ میرا سمجھانا موجب زیادتی غم والم کا ہوا آخر مین اوسکے کہنے سننے سے باز آیا اور اوسکو
اوسی حال پر چھوڑ دیا یہان تک کہ دو برس اوسکو اسی حال پر گذرے پھر مین دوسری دفعہ اوس ماتم سرا مین گیا اور چھپکے ایسی جگہ بیٹھا کہ جہان
سے سب باتین اوسکی سنائی پڑین ملکہ اپنے یار کے پاس بیٹھی ہوئی کہ رہی تھی اب تیسرا برس شروع ہوا کہ تو نے مجھسے ایک بات نکی و میری گریہ
وزاری و آہ و بیقراری کا تجکو ذرا خیال نہ آیا یا تو بسبب ضعف و ناتوانی کے یا مجھے حقیر و ناچیز سمجھکر مجھسے نہین بولتا اے دوست بڑا افسوس ہی
کہ میری محبت نے ذرا تجھے تاثیر نکی ہمیشہ تو اپنی آنکھون کو کہ اونکے دیکھنے سے مین نہال ہوتی ہون اور میری زندگی ہی بند کیے رکھتا ہی خدا کے واسطے
آنکھ کھول کے میری طرف دیکھ ان باتونکو ملکہ کی سنکر مین نہایت ناخوش ہوا اور غصے مین آکر اوس جگہ سے باہر نکل آیا اور پکار کے گنبد کی طرف کہا
اے گنبد کس واسطے تو اس عورت مع دیو کو جو آدم زاد کے بھیس مین ہی نگل نہین جاتا مجرد میرے اس کہنے کے ملکہ کہ اوس اپنے حبشی یار کے
پاس بیٹھی تھی وہان سے غصے مین مانند دیوانے کے جھپٹ کر میری طرف آئی اور کہنے لگی اے کمبخت بدنصیب تو ہی باعث میرے اس

مصیبت اور غم کا ہوا ہی اور تیرے ہی ظلم سے میرے پیارے معشوق کا یہ حال ہوا جسمین اب تک دیکھتا ہی پڑا ہی اور تیری ہی سنگدلی سے اس مصیبت کو پہونچی مینے کہا ہان مینے اس کو مارا ہی اور اسی امر کا وہ سزاوار تھا اور تو بھی لائق اسی سزا کے ہی اسواسطے کہ تونے میری عزت کو برباد کیا یہ کہکے مینے تلوار نکالکر چاہا کہ اوسے واصل جہنم کرون مگر اوسکے جادو کی تاثیر سے میرا ہاتھ تھمگیا [illegible] تلوار ہاتھ سے گری اوسنے فی الفور کچھ پڑھنا شروع کیا کہ مین اوسکو دیوانہ سمجھتا تھا جب افسون پڑھ چکی تب اوسنے کہا مین اپنے جادو کی تاثیر سے حکم کرتی ہون کہ تو نیچے کے دھڑ سے پتھر ہو جا اور اوپر کے دھڑ سے آدمی بنا رہ اوسکے اس بات کے کہتے ہی مین آدھا پتھر کا جیسا کہ دیکھتے ہو بن گیا جیسے [illegible] پھر اوس جادوگرنی نے اپنے جادو کا زور دکھا مجھے اوس ماتم سرا سے اوٹھا کر اس مکان مین رکھا اور میرے شہر کو جھیل اور تالاب بنا ڈالا اور ویرانہ محض کر دیا جیسا تم نے ملاحظہ فرمایا سب میرے نوکرون اور اہل شہر کو مچھلیان چار رنگ کی بنا اوس تالاب مین قید کر رکھا ہی سفید مچھلیان مسلمان ہین سرخ مجوس کالی نصارا زرد یہود اور چار بڑے جزیرے آباد کہ متعلق میری سلطنت کے تھے اونکو چار پہاڑیان بنا چار طرف تالاب کے رکھا ہی اور باوجود کہ مجھے آدھے دھڑ سے پتھر بنا ڈالا اور تمام دار السلطنت ویران کر کے رعیت کو مچھلیون کا لباس پہنایا پھر بھی اوسکا غصہ اور قہر کم نہین ہوا روز آکر ایک سو تسمے میرے شانون اور پیٹھ پر مارتی ہی کہ اوسکی ہر ایک ضرب خون میرے مونڈھون سے جاری کرتی ہی اور بعد زد و کوب کے ایک موٹی کملی بکری کے بالون کی بنی ہوئی میرے اوپر ڈال اور اوسکے اوپر ایک بہت بھاری زر کی قبا پہناتی ہی اور وہ بھی اسواسطے میری عزت اور رتبہ کے لیے نہین بلکہ میری تحقیر کے واسطے اور کہتی ہی کہ یہ مظلوم جو بہت بڑا بادشاہ جزائر سیاہ کا ہی اپنے تئین اس مار و ذلت سے بچا نہین سکتا پھر اوس جوان بادشاہ نے اپنی آنکھونکو اوپر کی طرف کر کے جناب کبریائی مین اسطرح سے چلا کے مناجات کی کہ ای قادر قوی ای آفرینندہ ہر شی امیدوار تیرے ہی انصاف و عدل کا ہون اگر تیری رضا اور خوشنودی اسی مین ہی کہ مجھپر اسطرح کا ظلم و جور ہوا کرے تو مین راضی و شاکر ہون مجھکو تیرے فضل پر اعتماد کلی ہی کہ ایک دن مجھکو اس سے نجات دیگا سلطان نے جب یہ حال عجیب دیکھا نہایت ملول ہوا اور بدل متوجہ ہو کر چاہا کہ اس بادشاہ مظلوم کا انتقام ملکہ سے لے پوچھا کہ وہ بیحیا جادوگرنی کہان رہتی ہی اور وہ بدبخت اوسکا یار کہان ہی جسکے پاس ہر روز جایا کرتی ہی بادشاہ نے کہا مینے آپ سے پیشتر نہین ذکر کیا کہ وہ ماتم سرا کے اندر قبر مین جسے صورت گنبد بنایا ہی پڑا رہتا ہی اور مکان ماتم سرا کا اس قلعے سے لگا ہوا ہی کہ اوسکی راہ اس طرف واقع ہوئی اور اوس ساحرہ کا مسکن مجھے معلوم نہین لیکن وہ فجر کے وقت ہر روز بعد سزا دینے میرے کے اپنے یار کے پاس جا کر کوئی عرق پلاتی ہی جس سبب سے ابتک وہ زندہ رہا سلطان نے کہا کوئی شخص تجھسے زیادہ واجب الرحم نہوگا اور یہ قصہ عجیب و غریب اس قابل ہی کہ مثل وقائع اور اخبار کے لکھا جائے پھر اوس سلطان نے بادشاہ ستم رسیدہ کو اپنے ارادے سے آگاہ کر کے نہایت تشفی کی اور بضرورت اوس روز بسبب شب ہو جانے کے وہین سو رہا بادشاہ بیچارہ موافق اپنے معمول کے اوسی طرح بیٹھا جاگا کیا اسواسطے کہ وہ تاثیر جادو سے قادر لیٹنے اور سونے پر نتھا غرض دوسرے روز فجر کو سلطان چھپکر اوس ماتم سرا مین گیا جہان سیکڑون شمعین اچھے سونے کے شمعدانون مین روشن تھین اور اوس مکان کو نہایت سجا ہوا دیکھکر متحیر ہوا پھر جہان وہ حبشی پڑا ہوا تھا گیا اور ایک ہاتھ تلوار کا مار اوس حبشی نیمجان کو قتل کیا اور لاش اوسکی کھینچکر کنوین مین ڈالدی اور آپ اوس قبر مین جہان وہ حبشی پڑا رہتا تھا تلوار بغل مین لیکر

لیٹ رہا تاکہ بروقت کام اوس ساحرہ کا تمام کرے جب وہ ساحرہ اوس قلعے مین آئی پہلے وہ مستعجل اوس مکان مین کہ جہان بادشاہ جزائر سیاہ
کا تھا گئی اور اوس بادشاہ بیکس و مسحور کو ننگا کر کے مارنا شروع کیا چنانچہ اوسکے چلانے اور شور و فغان سے سارا مکان لرزنے لگا ہر چند وہ
جوان اوسے سخت قسمین دے کر کہتا تھا کہ میرے حال پر رحم کر اور مجکو نمار مگر وہ بدبخت نے سو چابک مارے رہی پھر اوسپر کملی ڈالکر
قبای زربفت پہنائی اور مکان ماتم سرا مین گئی اور اپنا سوز و گداز بیان کرنا شروع کیا اور نزدیک قبر کے جسمین اوسکا یار پڑا رہتا تھا
جاکر کہنے لگی کیا ستم ہی کہ تونے اپنے تغافل سے چین میرا برباد کیا باوجود اس جور و جفا کے ای میرے پیارے تو مجکو ملامت کیا کرتا ہی
کہ مین بہت بیدرد اور بیرحم ہون حالانکہ جب مین تجکو اس حال مین نیم نزار دیکھتی ہون میرا غصہ زیادہ ہوتا ہی اور چاہتی ہون
کہ اس سے زیادہ تیرا انتقام لون اور تیرے دشمن کو اس سے زیادہ مارا کرون اسکے ساتھ بھی میرے اخلاص اور جانفشانی پر خیال نہین
اپنی بے التفاتی سے مجھے قتل کر رکھا ہی پھر آگے سلطان کے کہ حبشی کی جگہ مین تھا جاکر کہا اب تو اس خاموشی اور نہ بولنے سے چاہتا ہی
کہ مین تڑپ کر مر جاؤن خدا کے واسطے ایک بات تو مجھسے کرتا کہ میرے دل کی تسلی ہووے سلطان نے اپنے تئین ایسا بنایا جیسے کوئی خواب گران
سے بیدار ہووے پھر بلہجہ حبشیون مین اوس ملکہ کو بڑی تمکنت اور ناز سے جواب دیا سوا خدا کے کیکو زور و طاقت نہین ہی وہ سب پر غالب ہی
ساحرہ اس کلام کو جسکی مطلق امید نہین رکھتی تھی سنکر نہایت شاد و خوش ہوئی اور بولی کہ ای خداوند درحقیقت یہ تمنے جواب دیا یا کچھ
مجکو دھوکا پڑا سلطان نے کہا کہ نالائق رنڈی تو اس قابل ہی کہ تیری بات کا کوئی جواب دے ملکہ نے کہا جانی مجسے ایسی کیا تقصیر ہوئی کہ تم ایسا
مجھے فرماتے ہو جعلی حبشی نے جواب دیا کہ چلانے سے تیرے خصم کے جسکو تو روز مارا کرتی ہی میرا سونا اور آرام کرنا حرام ہو گیا مین تو بہت دنون
سے اچھا اور صحیح ہو چکا ہوتا اور طاقت بات چیت کرنے کی بھی بخوبی مجھمین آجاتی مگر تونے اوسپر جادو کر رکھا ہی اور اوسے مارا کرتی ہی
تیرے اس ظلم سے میرا جی نہین چاہتا کہ تجسے بولون اور تیری بات کا جواب دون ساحرہ نے کہا اگر تمہاری رضا اور خوشنودی اسی مین ہی
کہ مین اوسے سزا دینا موقوف کرون اور اوسے بصورت اصلی بنا دون تو مین ابھی ایسا کر سکتی ہون سلطان نے کہا ہان مین یہی چاہتا ہون
ابھی تو اوسے جاکے مخلصی دے تاکہ اوسکے گریہ و زاری اور چلانے سے مجھے بے آرامی نہو ملکہ اوسیوقت مکان ماتم سرا سے گئی اور ایک
پیالے مین پانی بھر کر کچھ اوسنے پڑھا اوسکی تاثیر سے وہ پانی اوبلنے لگا جیسا کہ آگ پر رکھنے سے جوش کھاتا ہی پھر اوس دالان مین
جہان شوہر تھا گئی اور اوسپر اوس پانی کو ڈالکر کہا اگر خدای تعالی نے اصل خلقت تیری ایسی ہی بنائی ہی اور وہ تجسے ناراض ہی تو تو
ایسے حال مین رہ اور اگر تیری اصل خلقی یہ حال نہین تو میرے جادو کے اثر سے جیسا آگے تھا ویسا ہی ہو جا بمجرد اس کلام کے وہ بادشاہ اپنی
شکل اصلی مین بن گیا اور نہایت خوشی سے اوٹھ کھڑا ہوا اور شکر خدا کا بجا لایا ساحرہ نے بادشاہ سے کہا جلد اس قلعے سے نکل جا اور اگر
پھر کبھی یہان نہ آئیو و گرنہ جان سے مارا جائیگا وہ جوان بادشاہ بے اسکے کہ کچھ ملکہ سے کہے سنے چپکے وہان سے چل دیا اور کسی مکان مین چھپکے
بیٹھ رہا اور منتظر لطیفۂ غیبی کا ہو کر خدا کو یاد کرنے لگا اوسے یقین تھا کہ سلطان سب کامون کو انجام دے کے میرے ڈھونڈھنے
کے واسطے مقرر آویگا پھر ساحرہ وہان سے مکان ماتم سرا مین آئی اور سلطان سے جسکو حبشی سمجھتی تھی کہا مین نے بموجب تمہارے
فرمانے کے اوسکو اچھا کر دیا اب امیدوار ہون کہ اوٹھکر میری تسکین فرماؤ سلطان نے پھر اوسی لہجہ حبشیون مین یہ ہی زبان سے

کہا کہ یہ جو تو نے کیا میرے آرام و صحت کے واسطے کافی نہین تیرا ظلم ابھی بالکل دفع نہین ہوا اور ہنوز اصل کی اصلاح نہین ہوئی
اوسنے کہا ای میرے نازنین حبشی اصل سے تمھاری کیا مراد ہی جعلی حبشی نے کہا تو نے سارے شہر اور رہنے والون کو چار جزیرون سمیت
اپنے جادو سے ویران و برباد کر رکھا ہی ہر روز آدھی رات کو سب مچھلیان تالاب سے سر نکال کر اپنے انتقام کے لیے ہم دونون کو
بددعا کرتی ہین اسی سبب سے مجھے صحت نہین ہوتی جلدی جا اور سب کو اونکی حالت اصلی پر کر دے جب یہ کام کر آوے گی تو مین اپنا ہاتھ
تجھے دونگا اوس وقت تو مجھے سہارا دیکے اوٹھائیو ملکہ نے ان باتون کو اپنے معشوق سے سنکر نہایت خوشی سے کہا کہ تیری صحت
کے واسطے مین یہ حکم بھی بجا لاتی ہون پھر اوسنے اوسی ساعت کنارے تالاب کے آکر تھوڑے پانی پر افسون پڑھ تالاب پر چھڑکا وہ
سب مچھلیان کہ حقیقت مین مسلمان و مجوسی اور نصارا اور یہودی تھے اپنی شکل اصلی مین آگئے اور سب نے اوسکے سحر سے نجات پائی
حویلی اور دکانین بھی آدمیون سے بدستور آباد ہوگئین اور سبنے اپنی چیزون کو جہان چھوڑا تھا بجنسہ وہین پایا لشکر اور سرا سلطان
کے کہ قریب اپنے شہر کے اوترے تھے اوس مکان سے بہت دور ہوگئے اور ویرانے سے اپنے تئین درمیان آبادی کے دیکھکر نہایت
متعجب و متحیر ہوے پھر ساحرہ سبکو اپنی ہیأت اصلی مین بنا کر جلدی سے ماتم سرا مین گئی تا کہ عوض اس محنت کے وصال یار سے
متمتع ہو جاتے ہی باواز بلند کہنے لگی ای میری جان تیری صحت اور سلامتی کے واسطے سبکو بشکل اصلی کر دیا اب اوٹھو اور اپنا ہاتھ
مجکو دو سلطان نے اوسی لہجہ حبشیون مین کہا آگے آوہ آگے گئی پھر اوسنے کہا کہ اور آگے آ ملکہ اور آگے گئی پھر اوس سلطان نے دفعتہً
اوٹھ کے جلدی سے اوسکا بازو پکڑ کے اتنی فرصت اوس ساحرہ کو نہ لینے دی کہ وہ پہچانے ایک ہاتھ شمشیر کا اوسکو ایسا مارا
کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑی سلطان نے لاش اوسکی اوسی کنوئین مین ڈال دی اور واسطے تلاش کرنے بادشاہ جزائر سیاہ کے کہ منتظر اوسکا
تھا گیا اور اوس سے معانقہ کرکے کہا اب کچھ جگہ خوف و اندیشے کی تمکو اپنے دشمن سے نہین بادشاہ جزائر نے اوسکی بہت شکر گزاری کی
اور ہزارون دعائین دین بادشاہ نے کہا کیا اب تم اپنے شہر کو تشریف لیجاؤگے سلطان نے کہا ہان تم بھی ہمارے ساتھ چلو کھانا تناول
فرما کے پھر اپنے شہر مین چلے آنا بادشاہ جزائر نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تم اپنے شہر کو یہان سے بہت نزدیک سمجھے ہو سلطان نے کہا
بیشک نزدیک جانتا ہون مین اپنے ملک سے یہان پانچ چار گھڑی کے عرصے مین آیا تھا بادشاہ جزائر نے کہا آپکا ملک یہان سے پورے
ایک برس کی راہ ہی تم یہان اتنے عرصے مین اس سبب سے آئے ہوگے کہ اوس ساحرہ نے میرے ملک کو سحر کر ایسا تمھاری مملکت سے
متصل کر دیا تھا لیکن فی الحقیقت وہ ایک ہی برس کی راہ پر ہی اور صاحب روز نزدیک پر کچھ موقوف نہین مین آپکے ہمراہ رکاب ہون
تم میرے محسن ہو تمنے ایسا بڑا سلوک میرے ساتھ کیا ہی کہ تمام عمر اوسکی شکر گزاری نکر سکونگا سلطان اسقدر مسافت اپنی ولایت کی سنکر
نہایت متعجب ہوا اور کچھ نہ سمجھ سکا کہ کیونکر اتنا دور ہوگیا بادشاہ جزائر نے کہا اس امر مین کچھ شبہہ نسمجھیے سلطان نے کہا اگر دونون
ولایتون مین اسی قدر فاصلہ ہی تو آپ کو تکلیف کرنا ضرور نہین لیکن مین لاولد ہون اس واسطے تمکو مینے اپنا فرزند اور وارث مقرر کیا تا
بعد میرے تخت نشین ہو پھر یہ امر درمیان سلطان اور بادشاہ جزائر کے قرار پایا اور اس امر پر آپسمین معانقہ کیا پھر بادشاہ جزائر نے سامان سفر کا
کیا اور بعد تین ہفتے کے اپنے خدم حشم ساتھ لے ہمراہ سلطان کے ہوا اور اون دونون سلطانون نے ایک سو اونٹ بھر کے جواہر و نقد و

اسباب قیمتی کے خزانے مملکت جزائر سیاہ سے ہمراہ اپنے لیے اور پچاس سردار حسین و شکیل اپنے ساتھ واسطے اس سفر کے مقرر کیے پھر سلطان نے آگے سے ہرکارون کو اپنی ولایت مین بھیجکر اپنی روانگی اور اپنے توقف کے حال سے اون سبکو کہ شہر مین چھوڑا تھا کہلا بھیجا چنانچہ جب نزدیک اپنے شہر کے پونہچا سب سردار اوسکی مملکت کے واسطے استقبال کے حاضر ہوے اور سلطان سے عرض کیا کہ عنایات ایزدی اور آپ کے اقبال سے ابتک مملکت مین سب طرح خیریت اور سب رعایا اچھی طرح سے ہی پھر جب شہر مین پونہچا سب اہل شہر اوسکے سلام و مجرے کو حاضر ہوے اور باواز بلند اوسکے آنے کی مبارکباد کہی سلطان نے دوسرے دن سب اپنے اعیان دولت کو جمع کرکے حال عجیب و غریب بادشاہ جزائر سیاہ کا بتفصیل بیان کیا اور کہا اسی سبب سے میرے آنے مین توقف ہوا پھر بادشاہ جزائر سیاہ کو اپنا بیٹا کیا اور چند روز کے بعد اوسکو اپنا ولیعہد مقرر کرکے سب ملک اوسکو تفویض کردیا اہالی دولت اوس سلطنت نے بادشاہ جزائر سیاہ کو نذرین دین اور خدمت مین واسطے بجالانے کار و خدمات ملکی اور مالی کے حاضر رہنے لگے پھر سلطان نے اوس ماہی گیر کو جو پہلے اوسکے سبب سے بادشاہ جزائر سیاہ کی مخلصی کا ہوا تھا بلا بھیجا اور اوسکو انعام و اکرام سے مالا مال اور غنی کردیا

قصہ تین شہزادے قلندر صورت اور پانچ بیبیون کا

ہارون رشید کے عہد خلافت مین ایک دور بغداد کا رہنے والا تھا کہ باوجود محنت اور مزدوری کے لطیفہ گو اور خوش طبع تھا ایک دن فجر کو وہ بازار مین ٹوکرا آگے اپنے رکھے اس امید پر کھڑا تھا کہ کوئی اوسکو بوجھ اوٹھانے کے واسطے بلائے ناگہان ایک بی بی نہایت خوبصورت برقع جالی دار اپنے مونہہ پر ڈالے آئی اور اوس سے بخندہ پیشانی کہا اپنا ٹوکرا اوٹھا اور میرے ساتھ چل وہ مزدور اوس بی بی کی پیاری باتین سنکر نہایت خوش ہوا اور ٹوکرے کو سر پر رکھکر پیچھے اوسکے ہو لیا اور دل مین یہ کہتا ہوا چلا آج کا دن کیا اچھا ہی کہ ایسی اچھی بی بی سے سابقہ پڑا بی بی نے آگے بڑھکر ایک بند دروازے پر دستک دی تھوڑی دیر کے بعد ایک بزرگ صورت لمبی سفید داڑھی والے نصرانی نے آکر دروازے کو کھولا اوس بی بی نے کچھ روپے اوسکے ہاتھ مین رکھدیے نصرانی نے اوسکا مطلب سمجھکر گھر سے ایک ٹھلیا نفیس شراب کی لاکر حوالے کی بی بی نے مزدور سے کہا اسے لیکر اپنے ٹوکرے مین رکھ او سنے رکھلی پھر وہان سے مزدور کے ساتھ بازار مین آئی اور میوے لطیف سیب و بہی و الوشفتالو وغیرہ اور پھول رنگ برنگ خوشبودار عطریات نفیس اچار مربا لذیذ گوشت فربہ مصالح خشک و تر سب روایت ہر ایک کا ندار سے اسقدر خریدے کہ مزدور کے ٹوکرے مین جگہ باقی نرہی مزدور نے کہا اگر مجکو آگے سے اسقدر اسباب معلوم ہوتا تو مین گھوڑا یا ایک اونٹ اپنے ساتھ لے آتا الغرض مزدور حیران ہوکر ٹوکرا اوٹھا ہمراہ اوسکے ہو لیا جاتے جاتے بہت ایک عالیشان حویلی کے دروازے پر کہ جسکی پیشانی پیلپاؤن سے آراستہ تھی اور کواڑے ہاتھی دانت کے جڑے ہوے تھے وہ دونون پونہچے بی بی نے وہان ٹھہر کر دستک دی جبتک دروازہ کھلے مزدور کے دلمین بہت سے خیال گذرے کہ آیا یہ بی بی سودا سلف لینے والی کنیز ہی یا گھر کی بی بی مگر ظاہر اس وضع اور شان شوکت سے لونڈی نہین معلوم ہوتی چاہتا تھا کہ کچھ اوسکے حال سے سوال کرے اتنے مین اور ایک عورت جسنے آکر دروازہ کھولا نظر پڑی وہ اوسکے حسن و جمال و ناز و ادا کو دیکھکر بیخود ہو گیا قریب تھا کہ اوس بیخودی مین بوجھ اوسکے سر سے گر پڑے بی بی کہ اوسکو ہمراہ لائی تھی اسکی بیہوشی کا تماشا دیکھنے لگی دوسری بی بی نے کہا غریب مزدور بوجھ سے دبا جاتا ہی جلد گھر مین لیجا کے اوترو الے غرض بعد آنے مزدور کے پہلی بی بی نے دروازہ اندر سے

بند کر لیا پھر وہ دونون عورتین مع مزدور بہت بڑے مکان مین گئین جسکے چارونطرف برآمدے بڑے پلپاؤن کے بنے ہوے تھے اور اندر اوسکے بڑا وسیع دالان تھا سو اوسکے ایک جانب کو دیوان خاص اسباب وظروف نفیس سے سجا ہوا تھا اوسمین ایک تخت صندل یا عود کی لکڑی کا خوبصورت بنا ہوا بچھا تھا اور فرش بڑے تکلف کا جسکے گرد بڑے بڑے موتی ٹکے ہوے تھے صحن مین ایک حوض سنگ مرمر کا جسمین فوارے چھٹ رہے تھے مزدور اگرچہ بوجھ اوٹھانے سے ماندہ ہو گیا تھا لیکن بسبب دیکھنے مکان عالیشان اور اسباب وظروف کے کہ موقع اور قرینے سے رکھا ہوا تھا کمال خوش ہوا خصوصاً تیسری بی بی کو کہ اوس تخت پر کمال شان وشوکت سے بیٹھی ہوئی تھی دیکھکے اپنی سب ماندگی بھول گیا پھر اوسکو معلوم ہوا کہ اس تیسری بی بی کا نام زبیدہ ہے اور مالک گھر کی یہی ہے اور دوسری بی بی کا صافی اور اوس بی بی کا جو اسباب خرید کر لائی امینہ نام ہے زبیدہ نے کہا بیبیو جلد اس غریب مزدور کے سر سے بوجھ اوتارو تا وہ ہلکا ہو کر دم لے اوسکے کہنے سے صافی اور امینہ نے ٹوکرے کو تھام کر بوجھ سر سے اوتارا اور ٹوکرا اسباب سے خالی کرنے لگین زبیدہ نے ایک درہم کہ اوسکی مزدوری سے کہین زیادہ تھا مزدور کو دیا اور درہم پانے سے کمال خوش ہو کر قصد جانیکا کیا مگر اون خوبصورت بیبیون کے دیکھنے سے اوسکی سیری نہین ہوتی تھی ہنوز وہ جانے چلا نتھا کہ امینہ نے اپنے چہرے سے برقع اوتارا مزدور فقط اوسکی خوش قامتی اور نازک رفتاری پر محو اور فریفتہ تھا بیخود ہو کر وہین کھڑا رہ گیا اور متحیر تھا کہ اس گھر مین سوا تین بیبیون کے چوتھا نہین لیکن اسباب کھانے پینے کا اتنا خرید کر آیا ہے کہ تیس آدمی کو کافی ہو زبیدہ اوسکے کھڑے رہنے سے سمجھی کہ شاید تھک گیا ہے سستانے کے واسطے ٹھہر گیا جب دیر تک کھڑا رہا اوسکی طرف دیکھکے کہا کیا تو کچھ اور چاہتا ہے شاید تونے مزدوری اپنی خاطر خواہ نہین پائی پھر اوسنے امینہ سے کہا بی بی اسکو کچھ اور دیکر رخصت کرو مزدور نے کہا بیگم صاحب مینے مزدوری بہت زیادہ پایا ہے مگر کچھ عرض کیا چاہتا ہون اگرچہ تمھاری حضور مین اوسے عرض کرنا موجب کمال گستاخی اور بے ادبی کا ہے امیدوار ہون کہ مجھے معاف فرماؤ مین کسی مرد کو درمیان تمھارے کہ اس مرتبے مین حسین اور خوبصورت ہو نہین پاتا کمال متحیر ہون میان عورتون کے مرد کا نہونا موجب کمال حیرت کا ہے جیسا درمیان مردونکے عورت کا نہونا اور اس ضمن مین مزدور نے بہت لطیفے پسندیدہ اور نکتے سنجیدہ کہے اور وہ مثل جو شہر بغداد مین مشہور تھی زبان پر لایا یعنی جب تک چار شخص دسترخوان پر نہون وہ دسترخوان بے لطف ہے موجب تسلی خاطر میزبان کا نہین ہوتا غرض اوسکی اس مثل سے یہ تھی کہ وہ بیبیان تین ہین چوتھے کا ہونا اونکے دسترخوان پر ضرور ہے زبیدہ مزدور کی باتون پر بہت ہنسی اور کہا اے دوست تو اپنی بیوقوفی کی باتونکو اپنے پاس رکھہ ہم فقط تین بہنین ہین اپنے کاروبار کو مخفی بخوبی انجام اسطرح کر لیتے ہین کہ کوئی دوسرا شخص اوس سے آگاہ نہو اور ہم احتیاط کرتے ہین کہ کسی پر ہمارا راز نہ کھلے دانشمندون نے کہا ہے اپنے راز کو کسی سے ظاہر نکر کسی کو تو راز دار نہ بنا دیگا مزدور نے کہا بی بی تم بہت دانشمند ہو مجکو بھی بہت کچھ معلوم اور یاد ہے مگر اپنے نصیب سے مجبور ہون کہ پیشہ مزدوری کا کرتا ہون گو میرا پیشہ ذلیل ہے لیکن ہشیار ہون مینے بہت کتابین تواریخ کی دیکھی ہین اگر اجازت ہو اپنے تجربے کی بات عرض کرون وہ یہ ہے کہ دانشمند نے راز کو عاقل سے پوشیدہ نکرے اسواسطے کہ وہ خوب طریق رازداری سے واقف ہے الغرض مجھے راز کہنا اسطرح ہے کہ کسی چیز کو حجرے مین بند کیا اور اوسکی کنجی کھو گئی زبیدہ کو معلوم ہوا کہ مزدور بڑا لئیق اور فہمیدہ تجربہ کار قابل صحبت کے ہے اسکو شریک دسترخوان کے کیا چاہیے لیکن از راہ خوش طبعی کے کہا تو جانتا ہے کہ ہمنے اپنے ہاتھون سے اس کھانے کو بہت محنت اور صرف زر سے طیار کیا ہے

نہ ایسکے کہ تو کچھ خرچ کرے شریک اسکی ہو نہیں سکتا صافی نے بھی مزدور سے کہا کیا تو نے مثل عوام کی نہین سُنی جھو چھا کن پوچھا غرض بسبب تہدیدتی
کے جواب وسکا ندے سکا اور قصد وہانسے چلے جانے کا کیا امینہ نے اوسکی طرف ہو کر زبیدہ اور صافی اپنی بہنون سے کہا کہ اسکو یہان رہنے دو
وہ ہمکو بہت خوش کریگا اور ہنسائیگا تم جانتی ہو کہ وہ ہنسوڑا اور خوش طبع آدمی ہے تمام راہ اپنی خوشگوئی اور مسخرہ پن سے مجھے ہنساتا
آیا ہے مزدور امینہ کی سعی سے کہ اوسکے حق مین کی تھی بہت خوش ہوا اور مؤدب ہو کر اون تینون بیبیون سے عرض کیا مین ایسا آدمی نہین ہون
کہ تم سبکے احسان بھول کر خلاف تمھاری مرضی کے کرون یہ کہکر اوسنے وہی درہم کہ مزدوری مین پایا تھا اونکے حوالے کیا زبیدہ نے مسکرا کر
درہم پھیر دیا اور فرمایا ایک شرط سے تو ہمارے ساتھ رہ سکتا ہے کہ ہمارا راز اور جو امر کہ تیرے روبرو کرین اوسکو نہ پوچھے جبتک نہ بیدحال سے
باتون مین مشغول تھی امینہ نے کپڑے چلنے پھرنے کے اوتارے دامن کمر کا باندھ لیا اور قیمہ قلیہ قورما کوفتہ کباب سب طرح کے گوشت و قسم قسم کے کھانے
اور شیشے گلاس شراب کے لاکر قرینے سے دسترخوان پر چن دیے وہ بیبیان گرد دسترخوان کے بیٹھین اور حمال کو بھی ایکطرف بیٹھنے کیواسطے اشارہ کیا مزدور
کہ بعد مایوسی دسترخوان پر ایسی بیبیون پریرو کے ساتھ بیٹھنا ملا کمال خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا کچھ اونھون نے تھوڑا سا کھایا تھا کہ امینہ نے
بوتل شراب کی اوٹھا کے ایک گلاس بھرا اور موافق دستور عرب کے پہلے سبکے آپ پیا پھر اپنی بہنون کو پلایا چوتھا گلاس مزدور کو دیا اور
اوسکے ہاتھ چومکر قبل پینے کے اس مضمون کا ایک گیت گایا یعنی جسطرح نسیم خوشبو پہنچاتی ہے عطریات سے اسیطرح شراب پہنچاتی ہے بو خوش
ساقی کے ہاتھ کی جو گل سے زیادہ مہکتا ہے اس راگ کے سننے سے وہ سب بیبیان بہت خوش ہوئین اور نشے مین شراب کے باری باری سے گیت گانے
اُٹھین اعرصہ گذرا رات ہو گئی صافی نے اپنی بہنون سے کہا اب دور کا کچھ کام نہین اپنے گھر جائے مزدور کو ایسی صحبت چھوڑ کر چلے جانے سے
کمال رنج اور ملال ہوا اسکی خدمت مین عرض کیا افسوس ایسے وقت مین مجکو گھر سے نکالتی ہو نشے مین شراب کے اپنے گھر تک کیونکر پہونچ سکونگا
یہین کسی کونے میں پڑ رہونگا امینہ نے پھر سعی کر کے کہا وہ غریب سچ کہتا ہے اندھیرے مین کہان ٹھوکرین کھاتا جائیگا آگے اوسکو ہم سب اجازت
رہنے کی دے چکے ہین اب مناسب ہے کہ اوسکو مایوس کرین میری خاطر کے واسطے اوسکو رہنے دو زبیدہ نے بپاس خاطر امینہ کے مزدور کو اجازت
رہنے کی دیکر کہا تو ایک شرط سے یہان رہ سکتا ہے کہ ہم کچھ تیرے سامنے اچھا برا کرین پوچھیو نہین مزدور نے کہا مین اپنی زبان بند رکھونگا اور آنکھون سے
مانند آئینے کے کہ اوسکا کام فقط دیکھنا ہے دیکھا کرونگا زبیدہ نے کہا یہ امر جو ہم تجسے چاہتے ہین کچھ نیا نہین دیکھ کیا لکھا ہے دروازے
کی اندر طرف مزدور نے جاکے اوسے پڑھا کہ بخط جلی سونے سے لکھا تھا کہ جو شخص دخل کریگا اوس امر مین جسمین اوسکو دخل نہین ہے سنیگا وہ کلام ایسے
کہ ناخوش اور رنجیدہ ہوگا مزدور نے اوسکو پڑھکر کہا مین کبھی کسی امر مین تمھارے نہ بولونگا بہر صورت اپنی خاطر جمع رکھو پھر امینہ نے کھانا شب کا
لاکر اوس جگہ شمعین عنبر اور اگر کی روشن کین سارا مکان منور اور معطر ہو گیا پھر وہ بی بی اپنی بہنون اور مزدور کے ساتھ دسترخوان پر
بیٹھی اور سب نے کچھ کھا پی کر اشعار پڑھنا شروع کیے کہ اتنے مین اون بیبیون نے سُنا کہ کوئی شخص دروازہ کھولواتا ہے وہ اٹھ کھڑی
ہوئین کہ جاکر دروازہ کھولین مگر صافی جسکا کام اکثر یہی تھا دوڑ کے سب سے آگے بڑھ گئی اور دروازہ کھولکر پھر آئی اور زبیدہ سے
کہا بی بی دروازے پر تین قلندر ایک وضع اور صورت کے ہین اور تینون داہنی آنکھ سے کانے تم اونکو دیکھکر بہت ہنسو گی اونکے سر ڈاڑھی
مونچھین بھوین سب منڈی ہین اور اسی وقت بغداد مین وارد ہوئے چاہتے ہین کہ ایک رات کیواسطے ہمکو پناہ دو کسی جگہ پڑ کے سو رہین

فجر کو چلے جاوینگے بی بی اونکو آنے دو وہ ہم کو تمام رات بہت خوش کرینگے اور ہمکو کچھ تکلیف نہیں دینگے زبیدہ نے آنکے پاس خاطر صافی کے کہا اگر
تیری مرضی ہی تو اونکو جا کر لے آ مگر سب باتیں اونکو سمجھا دیجیو کہ ہمارے امور مین دخل نکرین اور جو تختے پر دروازے کے لکھا ہی پڑھ لیں صافی اس
بات کو سنکر خوشی سے دروازہ کھولنے کو دوڑی گئی اور جلدی سے اون تینوں قلندروں کو اپنے ساتھ لے آئی قلندروں نے آتے ہی
زبیدہ اور امینہ کو جھک کر سلام کیا اونھوں نے سلام کا جواب دیکر خیر و عافیت پوچھی اور کھانے مین شریک کیا وہ قلندر قبل اسکے
کہ دستر خوان پر بیٹھیں مزدور کو دیکھکر کہنے لگے کہ یہ شخص بظاہر عرب معلوم ہوتا ہی لیکن خلاف شرع شراب نوشی مین اپنی اوقات کیوں کھوتا ہی
مزدور نے اس کلام سے نہایت ناخوش ہو کر جواب دیا کہ تم خود خلاف شرع ہو داڑھی مونچھ مونڈھا کر اوروں پر طعن کرتے ہو غرض جب دور
اور قلندروں مین اس طرح کی گفتگو بیبیوں نے سنی رفع تکرار کر کے قلندروں کو بٹھلا کر کھانا کھلوایا اور صافی نے شراب پلوائی جب
وہ مست ہوے اونھوں نے اشارہ کیا کہ اگر کوئی ساز ہوتا تو ہم بجاتے صافی نے طبلہ اور بانسلی وغیرہ لا کر دیے قلندر اون سازونکو بہت پسند
کر کے لگے بجانے تینوں بیبیوں نے اپنی آوازوں کو سازوں سے ملا کر گانا شروع کیا اور کبھی آپسمین ہنستے اور کبھی واہ واہ کرتے اوسوقت ساز کے
چھیڑنے اور گانے کی آواز و ٹھٹھے سے سب اہل مجلس کے بڑا شور اور ہنگامہ اوس مکان مین برپا ہوا عین اس گانے بجانے کی صحبت مین اونھوں نے
سنا کہ کوئی شخص دروازے پر دستک دیتا ہی صافی گانا موقوف کر کے دوڑی گئی تو دریافت کرے دروازے پر کون ہی ملکہ شہرزاد نے شہریار بادشاہ سے
کہا کہ اس مقام مین مجھے ضرور ہی آپ کو آگاہ کرنا تا آپ دریافت کرین کہ اب کس شخص نے اونکے دروازے پر آکر دستک دی خلیفہ ہارون رشید کا ہمیشہ
سے معمول تھا کہ رات کو بھیس اپنا بدل کر شہر مین واسطے دریافت کرنے حال نیک و بد اہل شہر کے پھرا کرتا چنانچہ اوس شب کو ساتھ اپنے وزیر اعظم
جعفر اور مسرور داروغہ خواجہ سراؤں کے شہر مین پھرنے کو نکلا تھا وہ تینوں سوداگروں کے بھیس مین اپنے تئین بنائے ہوئے یکایک اوس کوچے
کی طرف جہان وہ تینوں بیبیاں رہتی تھیں ہو کر نکلے خلیفہ نے گانے بجانے کی آواز اور ہنسی ٹھٹھوں کا غل سنکر جعفر سے کہا اس گھر کا دروازہ
کھلوا تا کہ مین اوسکے اندر جا کر سبب اس شور و غل کا دریافت کروں وزیر نے خلیفہ سے عرض کیا آواز عورتوں کے گانے کی آتی ہی شاید اونھوں نے
بعد کھانے کے کچھ شراب پی ہی اوسکے نشے مین گا بجا رہی ہین حضور کو مناسب نہیں کہ اونکے حال سے تعرض فرماوین مبادا اونسے کچھ کلام
بے ادبی کا حالت نشے مین سرزد ہووے اونکے سرور مین خلل انداز ہوں خلیفہ نے یہ بات وزیر کی قبول نکی فرمایا کہ تم جا کے اونکا دروازہ
کھلوا یہ سبب تھا کہ جعفر نے بموجب حکم خلیفہ کے اوس دروازے پر دستک دی صافی نے دروازہ کھولا وزیر صافی کی صورت زیبا و روشنی
مین شمع کی کہ وہ اپنے ہاتھ مین لیے ہوے آئی تھی دیکھکر متحیر ہوا اور اوسوقت ایک حیلہ اپنے دلمین ٹھہرا آداب شایستہ ظاہر کیا بی بی ہم ہین سوداگر
شہر موصل کے ہین تھوڑے دن گذرے کہ اسباب بہت قیمتی تجارت کا لیکر اس شہر مین وارد ہوے اور ایک سرا مین فروکش ہین آج کی رات
ایک سوداگر نے اس شہر کے ہماری دعوت کی تھی چنانچہ ہم سرشام سے اوسکے گھر گئے تھے اوسنے بڑے تکلف کا کھانا کھلا شراب پلائی جب
ہم خوب نشے مین ہوے تب اوسنے ہمارے واسطے ناچ کو حکم دیا اس شغل مین رات بہت گذر گئی محفل مین آواز ساز اور رقاصوں سے شور و غل بڑا
ہونے لگا ناگہان کوتوال یہ ہنگامہ سنکر روند کے لوگ اپنے لیکر وہاں موجود ہوا اور دروازہ اوس گھر کا بزور کھلوایا اکثر لوگونکو اوس مجلس کے
قید کر لیا ہم خوش نصیبی اپنی سے بچ کے دیوار پر چڑھ باہر کود پڑے پھر وزیر نے کہا ہم جو اس شہر مین اجنبی تھے اور اندیشے سے زیادہ

شراب پی گئے تھے ڈرے کہ مبادا ہم پھر کہین اوسی طرح سری ڈنڈیا اوسی کوتوال سے دوچار اور گرفتار ہوجاوین اور اوس سرا تک جسمین اوترے ہین
پہونچنے نپاوین یا بالفرض بے خوف وہان تک پہونچین بھی دروازہ بند پاوین کہ بغیر صبح ہونے کے نہین کھلتا تو فجر ہونے تک ہم پریشان اور
سرگردان ہین اسواسطے بی بی یہان ہمنے آواز گانے بجانے کی سنکر دریافت کیا کہ اس گھر کے لوگون نے ابھی آرام نہین کیا سب جاگتے ہین دروازے کو
کھٹکھٹایا اب ہم امیدوار ہین کہ کوئی مکان ہمکو بتادو تو اوسمین ہم پڑے رہین اور اگر ہمین قابل اپنی صحبت کے جانو تو اس تماشے مین بھی ہمین
شریک کرو اس واسطے کہ تم سب بہت خوب گاتے بجاتے ہو اور ہم بھی تمھاری اس امر مین مدد کر سکتے ہین اسی گفتگو مین صافی نے بغور
دیکھا اور تجویز کیا کہ یہ شخص یعنی وزیر اور دونو اوسکے ساتھی جنکو وہ سوداگر کہتا ہے عوام سے نہین بلکہ خواص لوگون سے ہین اونسے درجواب اسکے
کہا مین مالک اس گھر کی نہین ہون اگر ایک ذرا توقف کرو تو مین تمھاری بات کا جواب دون صافی نے پھر یہ ساری سرگذشت کہ وزیر سے
سُنی تھی اپنی بہنون سے جاکر کہی اونھون نے پہلے کچھ تامل کیا پھر از راہ غریب نوازی کے صافی سے فرمایا کہ جاکر اون تینون سوداگرون کو بھی
اندر لے آ چنانچہ خلیفہ وزیر جعفر اور مسرور ہمراہ صافی کے اندر آئے اور بڑے لحاظ اور ادب سے اون بیبیون اور قلندرون سے صاحب سلامت
کی اونھون نے اونکو تاجر سمجھکر اوسی طرح سے جواب اونکے سلام کا دیا زبیدہ نے کہ سردار اور باامتیاز بی بی تھی اونکی خیر و عافیت پوچھی اور کہا اگر ہم
تمسے کچھ سوال کرین تم کچھ برا نماننا وزیر نے کہا وہ کونسی بات ہے کہ تم ایسی بیبیون نازنین حسین کے کہنے سے بُری معلوم ہو زبیدہ نے
کہا اگر یہی بات ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو چاہیے کہ ہمہ تن چشم ہوجاؤ اور کچھ بولو نہین خصوصاً اگر تم کسی امر کو اپنے روبرو دیکھنا اوسمین
ہرگز سوال نکرنا اور جو امر کہ تمسے متعلق نہین ہے اوسمین دخل نکرنا والا موجب تمھارے ملال اور ناخوشی کا ہوگا وزیر نے کہا بی بی ہم سب
بموجب تمھارے کہنے کے بجالائین گے ہمین کیا ضرور ہے کہ امر فضول مین دخل کرین اس عہد و پیمان کے بعد ہر ایک شخص دسترخوان پر
کھانے بیٹھا اور اونھون نے بپاس خاطر نئے مہمانون کے شراب پی جبتک وزیر زبیدہ سے بات چیت کرتا رہا خلیفہ اون بیبیون کے حسن
وجمال خوش سلیقے اور عقل و دانش کو دیکھکر متعجب ہوا خصوصاً قلندرون کو دیکھکے کہ تینون داہنی آنکھ سے کانے ہین ہرچند چاہتا تھا
کہ اس امر عجیب کو اون سے استفسار کرے مگر اوسکے ہمراہیون نے پوچھنے ندیا سوا اسکے سب اسباب طلائی نقرئی مرصع کا قیمتی اور آرایش
اسباب اور مکان کی دیکھ دل مین کہتا تھا بیشک یہ سب تعلق عالم طلسمات و سحرسازی سے رکھتا ہے اتنے مین ایک قلندر نے اپنے ملک
کی وضع پر رقص کرنا شروع کیا بیبیون کو اوسکا ناچ نہایت پسند آیا اون سب قلندرون سے زیادہ راضی اور خوش ہوئین خلیفہ کے گروہ
نے بھی بہت سی تحسین و آفرین کی جب رقص قلندرون کا تمام ہوچکا زبیدہ اپنی جگہ سے اوٹھی اور امینہ کا ہاتھ پکڑکے کہا بہن تم جانتی ہو
کہ یہ سب اہل محفل ہمارے تابع ہین انکا ہونا کچھ مانع نہین کہ ہم اپنے معمول کو نکرین امینہ سنتے ہی اس بات کے سمجھ گئی کہ مطلب زبیدہ کا کیا ہے
پھر اونسے جلدی سے بوتلین گلاس شراب ظروف کھانے کے اور ساز گانے بجانے کے جنکو قلندر بجاتے تھے اوٹھائے صافی نے بھی شریک
اپنی بہن امینہ کے ہوکر اوس کمرے کو صاف کیا اور ہر ایک چیز کو پھر درست کرکے رکھا شمعون کے گل کاٹے اور بخور صندل اور عود و عنبر کا
زیادہ کیا تینون قلندرون کو لیجاکر ایک طرف دوسرے دالان کے اور خلیفہ وغیرہ کو اونکے مقابل بٹھلایا اور مزدور کو کہا اوٹھکر کام کر تجھہ ایسے مزدور
کو نچاہیے کہ بیکار اور معطل رہے مزدور کہ اونگھتا تھا اور بسبب مےگساری کے کمتر مشغول لہو و لعب کا ہوتا اس بات کے سنتے ہی جلدی سے اوٹھکر

کھڑا ہوا اور دامن کمر سے لپیٹ کر کہا میں حاضر ہوں کیا ارشاد ہوتا ہے صافی نے جواب دیا آستین بھی اپنی اوپر چڑھا لے پھر تھوڑی دیر کے بعد اوٹھکے
ایک چوکی درمیان دالان کے بچھائی اور مزدور کو اپنے ساتھ لیجا کر ایک کوٹھری سے دو سیاہ کتیاں نکال لائی ہر ایک کے گلے میں پٹے زنجیر سے
بندھی ہوئیں پھر وہ مزدور کھینچکے اون دونوں کو دالان کے بیچ میں لے گیا زبیدہ کہ درمیان قلندروں اور خلیفہ و جعفر و مسرور کے بیٹھی ہوئی
تھی اونھیں دیکھکے اوٹھی اور نہایت تمکنت کے ساتھ اوس مزدور کے نزدیک گئی اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کر آستینیں اوپر کو چڑھائیں
اور چابک کو صافی کے ہاتھ سے لے مزدور کو کہا ایک کتیا میری بہن امینہ کو دے اور دوسری میرے پاس لا مزدور موافق اوسکے فرمانے کے
بجا لایا کتیا لاتے ہی چلانے اور مونہ پھیر کے زبیدہ کی طرف دیکھنے اور اوسکے قدموں پر اپنے مونہ کو رکھکے ملنے لگی زبیدہ نے دبانا اوسکے
رونے اور چلانے پر التفات نکر کے چابک مارنا شروع کیا یہانتک کہ مارتے مارتے اوسکا دم ٹوٹ گیا اور جب تھک گئی تب اوسنے مارنا
اوس کتیا کا موقوف کیا اور زنجیر مزدور کے ہاتھ سے لے اوسکے اگلے پنجے پکڑ کے کھڑا کیا اور بنظر تاسف کے ایک دوسرے کو
دیکھکے روئی پھر رومال سے آنسو اوس کتیا کے پونچھکر اوسے پیار کیا اور مونہ اوسکا چوما اور مزدور کو دیکر کہا اسکو لیجا اور دوسری کو
لا مزدور نے اوس کتیا کو کہ ماری گئی تھی حجرے میں لیجا کر باندھا اور دوسری امینہ کے ہاتھ سے لیکر زبیدہ کے پاس لایا زبیدہ نے
کہا اسے تو پکڑے رہ پھر اوسنے چابک لیکے اوسکو بھی اوسی طرح سے مارا جیسا پہلی کتیا کو مارا تھا پھر اوسکے آنسوؤنکو پونچھکر اوسکے
مونہ پر بوسہ دیا اور حوالے مزدور کے کیا مزدور اوسکو بھی حجرے میں لیجا کر باندھ آیا وہ تینوں قلندر اور خلیفہ اور اوسکے ساتھی اس حال کو
دیکھ نہایت متحیر ہوے اور اپنے دلوں میں کہنے لگے زبیدہ کیوں اسقدر سنگدلی سے اون کتیونکو مار کر شریک ہوکے روئی اور باوجودیکہ یہ
جانور مسلمانوں کے نزدیک نجس اور ناپاک ہیں اونکے آنسو پونچھے اور اونکے مونہ کو چوما آہستہ آہستہ وہ سب آپس میں اسکا چرچا کرتے تھے خصوصاً خلیفہ
اس حال عجیب و غریب کے دریافت کرنے کو نہایت مشتاق اور بیقرار تھا وزیر سے اشارہ کیا وزیر طرح دیکے اور طرف دیکھنے لگا بادشاہ نے پھر اشارے سے
پوچھا اوسنے اشارے سے عرض کیا کہ یہ وقت پوچھنے کا نہیں پھر زبیدہ بعد مارنے اون دونوں کتیونکے دم لینے کے واسطے اوس دالان
میں تھوڑی دیر تک بیٹھی جب ماندگی اوسکی رفع ہوئی زبیدہ سے صافی نے کہا اے میری پیاری بہن تم اپنی جگہ پر آکے بیٹھو تو ہم اپنا شغل کریں
زبیدہ نے کہا اچھا پھر وہ صفہ میں آکر اس وضع سے بیٹھی کہ خلیفہ اور اوسکے ہمراہی داہنی طرف اور تینوں قلندر اور مزدور بائیں طرف بیٹھے
ایک ساعت تک وہ خاموش تھی کہ صافی اوس چوکی پر جو بیچ دالان کے بچھی ہوئی تھی آکر بیٹھی اور امینہ سے کہا بہن اوٹھو تم ہمارے مطلب سے
خوب واقف ہو امینہ اس بات کو سنتے ہی اوٹھی اور ایک دوسرے حجرے میں گئی اور وہاں سے ایک خانہ اوٹھا لائی کہ جو زردوزی ساٹن سے منڈھا ہوا
اور غلاف اوسکا سبز کارچوبی تھا اوسنے اوسے کھولکے ایک نے نکالی اور اپنی بہن کو دی صافی نے اوسکی آواز میں مضمون فراق کا گانا
شروع کیا جسکو خلیفہ اور سب اہل محفل وغیرہ سنکر وجد کرنے لگے جب اوسنے دیر تک گا کر سبکو محظوظ کیا بانسلی امینہ کو دیکر کہا بہن میری
آواز تھک گئی ہے اب تم اسے لیکر بجاؤ اور مجلس کو اپنے گانے سے خوش کرو امینہ نے نے کو لیکر تھوڑی دیر تک اوسکا سر ملایا اور پھر خوب مضمون فراق کا
گایا یہانتک کہ وہ خود شوق کی حالت میں آگئی اوس راگ کو تمام نکرسکی زبیدہ نے اوسکے گانے بجانے کی بہت تعریف کی اور کہا اب تمہاری حالت غم سے متغیر
معلوم ہوتی ہے امینہ بیخودی سے جواب اوسکی بات کا ندے سکی اور اوسکی ایسی حالت ہوگئی قریب تھا کہ زمین غش کھا کر گر پڑے اور

اوسنے اوس حالت مین اپنا پیراہن اوتار کے پھینک دیا اور اوسکے شانے داغون سے سیاہ سب کو نظر پڑے جیسا کہ کسی نے اوسے مارا ہو
اور داغ اوسکے پڑ گئے ہون اور سب نے دیکھکر بہت تعجب کیا کہ ایسی معشوق نازنین کو کس سنگدل نے مارا ہی کہ اوسکے شانے اور بازو
داغون سے سیاہ ہو رہے ہین اور کسواسطے اسقدر اوسکی حالت ایسی ہو گئی اور جب امینہ غش مین قریب گر پڑنے کے ہوئی زبیدہ اور صافی
نے دوڑکر تھامنا تب ایک قلندر نے کہا اگر ہم میدان مین پڑے رہتے اور رات کو زیر آسمان بسر کرتے بہت بہتر تھا اس سے کہ ہم اس حال
کو دیکھتے ہین اور اوسکا سبب پوچھ نہین سکتے خلیفہ نے اس بات کو سنکر اوسکے پاس آکے پوچھا کہ تم اس بی بی کے حال سے اور اون
کتیون کے مارے جانے سے آگاہ ہو قلندر نے جواب دیا ہم اس حال سے مطلق آگاہی نہین رکھتے اور آگے کبھی اس گھر مین نہین آئے
فقط آج ہی کی رات کو دو چار گھڑی بیشتر تمھارے آنے کے آئے ہین اس بات کو سنکر خلیفہ کا تعجب اور بھی زیادہ ہوا اور اوس قلندر
سے کہا کہ شاید یہ آدمی جو تمھارے ہمراہ ہی کچھ اس احوال سے واقف ہوگا اوس قلندر نے مزدور کو اشارے سے نزدیک اپنے بلاکر
پوچھا تو کچھ جانتا ہی کہ کسواسطے وہ دونون کتیان ماری گئین اور کیون دونون شانے امینہ کے داغدار ہین مزدور نے کہا واللہ
مین اس حال سے اصلا واقف نہین سوا آج کے دن کے کبھی اس گھر مین نہین آیا اور مین اس گھر کے رہنے والون سے جیسا کہ تم تصور
کرتے ہو نہین اس گھر مین سوا ان تین عورتون کے کوئی نہین رہتا وہ سب جانتے تھے کہ مزدور ان بیبیون کا نوکر ہوگا جب معلوم ہوا
کہ وہ مزدور بھی مثل ہمارے بیگانہ ہی تب خلیفہ نے کہا ہم سات مرد ہین اور وہ فقط تین عورتین سب ملکے اونسے باصرار اس امر کو پوچھین
اگر اونھون نے بخوشی بتایا تو بہتر وگرنہ نہین ہم اونسے بزور استفسار کرین وزیر جعفر نے کہ اس صلاح و مشورے مین نتھا اس مصلحت کو سنکر
خلیفہ کے کان مین کہا کہ ہم سب نے بڑی کیفیت اس مجلس سے اوٹھائی اور ابتک نہایت آرام اور عزت کے ساتھ ہین اور آپ کو خوب
معلوم ہی کہ ان بیبیون نے کس شرط اور پیمان سے ہمکو اپنا مہمان کیا ہی اور ہمنے اوسکو قبول کیا اس پوچھنے سے ہمین وہ کیا کہین گی
اگر خدانخواستہ اس عہد شکنی سے کوئی صدمہ ہمکو پہونچے تو نہایت ندامت حاصل ہوگی اور اسکو نہ خیال کیا چاہیے کہ اونھون نے
جو ہم سب سے اس مضبوطی کے ساتھ عہد لیا ہی عہد شکنی پر سزا نہ دے سکین گی کچھ تو اونھون نے اپنے دل مین سمجھا ہی جو ہمسے عہد لیا پھر وزیر
جعفر نے یہانتک خلیفہ سے کہا کہ رات بہت نہین تھوڑی ہی ہی اگر حضور اسوقت صبر فرماوین فجر کو مین آکر ان تینون بیبیونکو آپکی حضور مین
حاضر کرونگا اوسوقت جو کچھ کہ آپکو پوچھنا منظور ہوگا اونسے پوچھ لیجیے گا اگرچہ یہ صلاح بہت خوب تھی مگر خلیفہ نے اوسے نمانا اور وزیر سے
کہا چپ رہ مین فجر تک انتظار نہین کر سکتا اسی وقت چاہتا ہون کہ اس امر کو دریافت کرون پہلے اوسنے قلندرون سے کہا کہ تم جا کر اونسے استفسار کرو
انھون نے انکار کیا پھر سب نے مزدور کو آمادہ کیا تا کہ وہ اون بیبیون سے اس امر کو پوچھے چنانچہ وہ راضی ہوا زبیدہ نے اوس جماعت کو بات چیت
کرتے سنکر پوچھا کہ تم سب آپس مین کیا گفتگو کر رہے ہو مزدور نے عرض کیا کہ بی بی یہ سب بھلے آدمی چاہتے ہین کہ ازراہ مہربانی کے آپ اونکو اس امر سے آگاہ
کرین کہ اس بیرحمی سے کتیونکو مار کر کیون روئین اور شانون پر اوس بی بی کے جسے غش آگیا تھا سیاہ داغ کیسے ہین زبیدہ یہ بات سنکر نہایت افروختہ
ہوئی خلیفہ وغیرہ سے پوچھا کیا یہ بات سچ ہی کہ تمنے اس امر کے استفسار کرنیکے واسطے مجھسے اس شخص کو کہا تھا سب نے بالاتفاق ہوکے کہا
درست ہی ہم سب نے اس شخص سے کہا تھا کہ تو سبکی طرف سے پوچھ سوا جعفر وزیر کے کہ اوسکو اس امر مین سکوت ہی زبیدہ نے اون سب کا اقرار سنکر

برہم ہوکے کہا کیوں جی تم سب نے اپنے قول کو خوب نباہا ہمنے ازراہ عنایت کے تمہارے کہنے کو مانکے تم سبکو اپنے گھر مین جگہ دی اور سب طرح سے
تمہاری خاطرداری اور دلجوئی کی اور آگے سے قول عہد لیلیا تھا کہ تم ہمارے کسی امر مین دخل نہ دینا اور اگر دوگے تو نتیجہ اوسکا پاؤگے باوجود اسکے کہ ہمنے
تمہارا استقبال کرکے ماحضر جو ہمین میسر تھا تمسے دریغ نکیا مگر افسوس کہ تمنے عہد شکنی کی اور اسمین اخوف وہراس نکیا کہ یہ امر موجب تمہارے
ضرر کا ہوگا اب تمہاری بزرگی ہماری نظرون مین کچھہ نرہی ورنہ اب تمہین کسیطرح کی جگہ عذر و معذرت کی ہی یہ کہکے زبیدہ نے اپنے پانؤنکو
زمین پر مارا اور تین دفع دستک دے کر کہا جلد آؤ بمجرد کہنے اس بات کے ایک دروازہ کھلگیا اور اوس مین سے سات غلام حبشی نہایت قوی
اور زبردست ننگی تلوارین ہاتھہ مین لیے ہوئے نکلے اور ہر ایک نے ہر ایک کو اون گروہ سے زمین پر پچھاڑا اور اوس دالان کے اندر اونھین
لٹا کے چاہا کہ سر اونکے کاٹ ڈالین تصور کا مقام ہی کہ خلیفہ کو کسقدر اضطراب و بیقراری وزیر کی نصیحت نہ سننے سے اور کتنی ندامت
اور پشیمانی ہوئی ہوگی غرض اوس ازرکے پوچھنے سے خلیفہ جعفر مسرور مزدور اور تینون قلندر گردن مارے جانے لگے مگر قبل اسکے کہ وہ
اون سبکو قتل کرین ایک نے زبیدہ اور اوسکی بہنونکی حضور مین عرض کیا ای قوی و زمغرورہ مکرمہ بیبیو تم حکم دیتی ہو کہ ہم ان سبکو گردن مارین
زبیدہ نے جواب دیا ذرا ٹھہر جاؤ ہم پہلے ان سب سے انکے حال کو پوچھہ لین پھر ہر ایک سے اونے پوچھنا شروع کیا پہلے سبکے خوف زدہ مزدور نے
عرض کیا برای خدا بیسبب قصور اورون کے مجھے نمارو مین بے گناہ محض ہون گنہگار وہ سب ہین اور رو رو کر کہنے لگا افسوس مین کس چین
و آرام مین تھا ان کانے قلندرون کے سبب سے مین اس مصیبت مین پڑا انکے قدمون کی شامت و منحوس صورتون سے بہت شہر ویران اور
لوگ برباد ہوے ہونگے میرے حال پر رحم کیجیے غریب کی جان بخشش فرمانا بہت خوب ہی خصوصاً اوسکو کہ اپنی عنایت سے سرفراز فرمایا ہو
گردن مارنا انصاف اور خداوندی سے بہت بعید ہی زبیدہ مزدور کی زبانی سنکر باوجود غضب و غیظ کے ہنسی اور اوسکے عرض معروض
پر اصلا خیال نکرکے سب سے کہا ہر ایک شخص تم مین سے اپنا حال جو راست اور واجبی ہو بیان کرے کون ہی اور کہان کا رہنے والا ہی
اور کیا فضل و کمال رکھتا ہی اور یہان آنے کا اوسکے کیا سبب ہی اگر ذرا جھوٹ بولے گا تو بیشک اوسکی ابھی گردن ماری جائیگی خلیفہ
نسبت اورون کے نہایت مضطر اور بیقرار ہوا کہ اس عورت غضبناک کے ہاتھہ سے بچنا بہت دشوار ہی اسی تشویش اور پریشانی مین سوچا
کہ اگر میرے رتبے سے مطلع ہوجے تو یقینی وہ مجھے چھوڑدیگی پھر اوسنے وزیر سے کہ اوسکے قریب تھا اس امر کو ظاہر کیا مگر وزیر دانا نے چاہا کہ اپنے آقا کی
بزرگی اور عظمت کو ہاتھہ سے ندے کر کچھہ تقریر اور اظہار کرے کہ اتنے مین زبیدہ نے اون تینون قلندرون کو ایک آنکھہ سے کانا پاکر پوچھا کیا تم تینون
آپسمین بھائی ہو اونمین سے ایک نے کہا نہین بی بی ہم بھائی نہین مگر بطریق البتہ ہین اور ایک ہی وضع سے اپنی زندگانی بسر کرتے ہین پھر اوسنے
اون قلندرون سے پوچھا کیا تم مان کے پیٹ سے کانے ہی پیدا ہوے تھے ایک نے کہا نہین بسبب ایک حادثے عجیب و غریب کے ہماری آنکھین ضایع ہوئین
کہ وہ قابل لکھنے کے ہی اور اوس سے ہر شخص عبرت کرے بعد اس مصیبت و آفت پہونچنے کے ہم نے اپنی ڈاڑھی مونچھین مونڈ ڈالین اور قلندر بن گئے
زبیدہ نے دوسرے قلندر سے اسی امر کا استفسار کیا اوسنے بھی یہی جواب دیا اور اسیطرح سے تیسرے نے بلکہ اوسنے اون سے
اور کچھہ حال نیاز زیادہ بیان کیا کہ بی بی ہم عوام سے نہین ہین اگر آپ ہمارے حال پر ذرا رحم فرمادین تو ہم اپنے حال کو عرض کرین
ہم تینون بادشاہزادے ہین آج ہی شام کو ہمین ایک دوسرے کی ملاقات حاصل ہوئی والا ہم آپس مین اجنبی محض ہین سوا اسوقت

کہ ابھی آپ سے عرض کیا ہمنے ایک دوسرے کو نہین دیکھا تھا اور یقین جانیے کہ وہ سلاطین جنکے ہم تینون فرزند ہین بہت بڑے نامی بادشاہ اس دنیا کے ہین اور ہر ایک ہم مین سے اپنی اپنی سرگذشت اور احوال مصیبت کا جو اوسپر گذرا ہی مفصل بیان کریگا زبیدہ کا غصہ ان باتونکو سنکر کچھہ ٹھنڈا ہوا اور حبشی غلامونسے کہا کہ انکے ہاتھہ پیر چھوڑ دو تاکہ وہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھکر اپنا حال اور سبب آنیکا اس گھر مین بیان کرین جو اپنا حال بیان کر چکے اوسکو چھوڑ دو جدھر کو چاہے ادھر کو چلا جائے اور جو کہ اپنا حال نکہے اوسکی گردن مارو پھر وہ تینون قلندر اور خلیفہ وزیر جعفر مسرور خواجہ سرا اور مزدور دالان کے اندر قالین پر بیٹھے اور ہر ایک سر پر ایک حبشی ننگی تلوار لیے ہوئے مستعد کھڑا ہوا کہ بمجرد حکم کرنے زبیدہ کے اونکو قتل کرے پہلے سبکے مزدور نے چاہا کہ اپنی سرگذشت کہکر ایسی مصیبت سے اپنے تئین نجات دے اوسنے عرض کیا

قصہ مزدور کا کہ اوسنے بر سبیل اختصار بیان کیا

مزدور نے کہا ای بی بی میرے آنے کا سبب تمھارے گھر مین یہ ہوا کہ آج صبح کے وقت مین بازار مین اپنا ٹوکرا لیے ہوئے اس امید مین کھڑا تھا کہ مجھکو کوئی محنت و مزدوری کے واسطے بلائے تا مین اوسکا کام کرکے اپنا قوت پیدا کرون اتنے مین تمھاری بہن نے مجھکو بلایا اور اپنے ساتھہ لیے ہوے کلوار کی دکانپر گئی اور وہانسے سبزی فروش کی پھر وہانسے ترنج فروش کی اور وہانسے میوہ فروش کی دکان پر گئی اور ہر ایک دکان سے چیزین خرید کر اور ٹوکرے مین بھر میرے سر پر رکھکے اس گھر مین آئی اور تمنے از راہ غریب نوازی کے مجکو اب تک یہان رہنے دیا اس احسان کو تمھارے مین کبھی فراموش نکرونگا میرا حال یہی ہے جسکو مینے عرض کیا جب مزدور نے اپنے قصے کو واسطے جلد رہائی پانے کے تمام کیا زبیدہ نے اوس سے کہا اپنے گھر چلا جا اور پھر کبھی میرے سامنے نہ آئیو مزدور نے عرض کیا اگر مجھے ارشاد ہو تو مین ٹھہر ان لوگونکا بھی قصہ سنون جیسا کہ انھون نے میرا حال سنا ہی پھر وہ موافق ارشاد کے زبیدہ کے ایک گوشے مین دالان کے کھڑا ہو رہا پھر زبیدہ نے اون قلندرون سے کہا اب تم اپنا احوال بیان کرو چنانچہ پہلے ایک نے اپنے حال کو اسطرح کہنا شروع کیا

قصہ پہلے قلندر کا

پہلے قلندر نے زانو پر کھڑے ہو کے زبیدہ کی خدمت مین عرض کیا کہ بی بی آپکی حضور مین ظاہر کرتا ہون کہ کیونکر میری آنکھ گئی اور کسطرح سے مینے وضع اور طریق قلندرون کا اختیار کیا مین بیٹا ایک بڑے بادشاہ جلیل القدر کا تھا اور اوسکا ایک بھائی بھی مثل اوسکے بادشاہ با استقلال اور عظیم الشان قرب جوار مین اوسکی ولایت کے رہتا تھا اور اوسکے دو فرزند تھے ایک بیٹا کہ میرا ہمسن تھا اور دوسری بیٹی مین بموجب اجازت اپنے باپ کے سال مین ایکبار واسطے ملاقات چچا کے جاتا ایک مہینے اور کبھی دو مہینے اوسکی حضور مین رہتا اور پھر اپنے ملک مین پھر آتا اس آمد و رفت سے درمیان میرے اور چچازاد بھائی کے نہایت الفت اور محبت ہو گئی تھی ایک روز ملاقات مین مینے اوسے نہایت خوش پایا اور اوسنے بہ نسبت آگے کے مجھسے زیادہ محبت کی اور سامان میری عزت کا تکلف سے کیا اور عجیب و غریب تماشے دکھلائے ہم اور وہ بیٹھے ہوے دیر تک اون تماشون کو دیکھا کیے پھر مینے اور اوسنے ملکے کھانے کو کھایا بعد اسکے اوسنے مجھسے کہا مینے کتنا خوب اور کسقدر جلد تمھارے جانے کے بعد بہت سے کاریگر لگاکے ایک مکان نیا بنوایا ہی چنانچہ وہ محل بالکل طیار اور مرتب ہو چکا اب میرا ارادہ اوسمین شب خوابی کا ہے تم اگر اوس مکانکو دیکھوگے تو بہت خوش ہوگے مگر ضرور ہی پہلے تمکو قسم کھانا کہ اس راز کو کسی سے ظاہر نکرو بسبب دوستی قدیم اور محبت برادرانہ صرف یہ امر تمسے چاہتا ہون مین اوس سے اس امر مین انکار نکرسکا اور بے تامل مینے قسم کھائی بعد اسکے اوسنے مجھسے کہا کہ ذرا تم ٹھہرو مین ابھی آتا ہون پھر وہ تھوڑی دیر کے بعد ایک

بی بی نہایت خوبصورت اپنے ساتھہ لیکر آیا نہ تو اوسنے مجکو بتایا کہ وہ بی بی کون ہی اور نہ مینے مناسب جانا کہ بی بی کا حال پوچھون پھر کچھ دیر
پھر ہم دونون بھائی اور بی بی بیٹھکر دیر تک اودھر اودھر کی باتین کرتے اور بھر بھر گلاس شراب کے پیتے رہے یہانتک کہ شہزادے نے کہا اب زیادہ
توقف یہان نکیا چاہیے یہ کہکے اوٹھا اور مجھسے ایک راہ کا نام بتاکے کہا تم اس بی بی کو اپنے ساتھہ لیکے اس راہ سے اوس قبرستان مین جاؤ اور جہان
کہین نئی قبر بطور گنبد کے بنی ہوئی دیکھنا تو جاننا کہ وہی دروازہ اوس مکان کا ہی جسکا ذکر ابھی مینے تمسے کیا تھا تم دونون اندر اوس مکان کے جاکر میرے
آنے کے منتظر رہنا مین بھی جلد وہان آونگا پھر مجکو تاکید کہا کہ بھائی برای خدا اس راز کو کسی سے ظاہر نکرنا بہر کیف مینے اپنا ہاتھ اوس بی بی کے
ہاتھہ مین دیکر اوسی نشان اور پتے پر جیسے میرے چچیرے بھائی نے بتایا تھا روانہ ہوا اور بے گم کرنے راہ کے مہتاب کی روشنی مین بہت آرام
سے اوس بی بی کو لیکر وہان پونہچا دیکھا کہ وہ شہزادہ بھی لوٹا پانی کا بھرا اور چونے کی ٹوکری لیے وہان آگے سے پونہچا ہوا اور پھاوڑے سے مٹی
قبر کی بھری ہوئی نکالی اور پتھرون کو وہان سے اوٹھاکر کنارے لگایا جب سب پتھر اوس سے نکال چکا اوسنے وہان ایک سوراخ زمین مین کیا
تو وہان زمین مین ایک پوشیدہ دروازہ نظر پڑا اوسنے اوسے کھولا اوسمین ایک زینہ چوبی لگا ہوا تھا اوسوقت میرے چچیرے بھائی نے اوس بی بی سے
کہا کہ بی بی یہی راہ اوس مکان کے جانے کی ہی جسکا مینے تمسے مذکور کیا تھا بی بی اس بات کے سنتے ہی وہان آئی اور زینے کی راہ سے نیچے
اوتر گئی اور شہزادہ بھی متعاقب اوسکے چلا گیا اور قبل اوترنے کے اوس مکان مین مجھسے کہا مین بسبب ان تکلیفون کے جو تمنے میری خاطر
اوٹھائی ہین تمہارا نہایت ممنون اور شاکر ہوا اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون خدا حافظ ہر چند مینے اوس سے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو تو
سب مذکور کیا ہی اوسنے کچھہ نہ بتایا مگر اسقدر کہا کہ دروازے پر مٹی ڈالکر برابر کر دینا اور جس راہ سے تم آئے تھے اوسی راہ سے چلے جاؤ مین مجبور
ہوکے اوس سے رخصت ہوا اور اوس کام کو انجام دے کے اپنے چچا کے محل مین پھر گیا اور بسبب دردِ سر کے کہ نشۂ شراب سے ہوتا تھا مین اپنے
مکان پر جاکر سو رہا صبحکو خواب سے بیدار ہوکے رات کے معاملے کو یاد کر نہایت متردد ہوا اون سب باتون کو مینے استعجاب کی راہ سے
تصور کیا کہ خواب مین دیکھا تھا پھر اسی امر کو اپنے ذہن مین قرار دے کر اپنے ایک خدمتگار کو کہا جلد جاکر خبر لا کہ میرے بھائی شہزادے نے بیدار ہوکر
تبدیل پوشاک کی ہی یا ابھی آرام مین ہین اوسنے وہان سے پھر آکر کہا کہ راتکو وہ اپنے مکان مین نتھے اور کوئی اونکے حال سے مطلع نہین کہ وہ
کہان ہین اور کدھر گئے اس سبب سے اونکے نوکر چاکر اور محل کے لوگ رات سے حیران پریشان ہین تب مینے قیاس کیا کہ وہ مقبرا اوسی تہ خانے
مین ہونگا مجکو اوسکے نہونے اور ندیکھنے سے کمال رنج گذرا پھر چھپکر اوسی گورستان مین گیا اور تمام دن اوس مکان کی تلاش مین پھر گیا مگر ہرگز
کچھہ نشان اوسکا نپایا اسیطرح چار روز تک اوسکی تلاش مین سرگردان رہا لیکن کہین ٹھکانا اور پتا اوسکا نلگا اب یہان ضرور ہی کہ مین آپکو
اس بات سے آگاہ کرون کہ انہین دنون میرا باپ واسطے کھیلنے شکار کے کئی دن سے باہر گیا ہوا تھا اور مین اوسکے انتظار مین نہایت ملول خاطر
ہوا آخر روز قصد جانے کا اپنے باپ کے پاس کیا اور وزیر سے یہ کہکر رخصت ہوا کہ مین اپنے معمول سے ایک بار بہت رہا میرا باپ میری طرف سے نہایت
متردد ہوگا جب چچا جان شکار سے مراجعت فرمائین میری طرف سے بعد بجا لانے آداب و تسلیمات کے عذر جانے کا بے رخصت کے کرنا مگر مینے وزیر کو
بسبب گم ہونے شہزادے کے کمال پریشان و اندوہگین پایا اور مین بسبب قسم دینے شہزادے کے اوس شہزادے کا حال کہہ نسکتا تھا بہر کیف مین وہان سے
اپنے باپ کی دار السلطنت مین آیا وہان مینے خلاف معمول دیوانخانے کے بڑے دروازے پر بہت سا پہرا ہونیکا دیکھا اونھون نے مجھکو دیکھتے

کے مجکو قید کرلیا مینے سبب پوچھا ایک افسر نے جواب دیا اوی شہزادے یہ فوج وزیر اعظم سے موافق ہی کہ اسنے بعد فوت ہونے تمھارے باپکے اوس وزیر
کو بادشاہ کیا ہی اب وسی نئے بادشاہ نے تمھاری گرفتاری کے لیے ہمین حکم کیا تھا کہ جہان کہین کہ پاؤ شہزادے کو پکڑ لاؤ چنانچہ تمھاری
تلاش مین چارون طرف فوج گئی ہوئی ہی آج تم ہماری خوش نصیبی سے خود بخود ہاتھ لگے اس واسطے تمکو قید کیا اتنی بات کہتے ہی ایک
رسالدار مجکو آگے اوس ظالم کے لے گیا اوسوقت کے غم و اضطراب کا میرے ای بی بی تصور فرماؤ اور وہ وزیر شقی آگے سے عداوت قلبی مجھسے
رکھتا تھا اور اوسکی دشمنی اور عداوت کا سبب یہ تھا کہ مجکو اپنے لڑکپن مین کمال شوق غلیل بازی کا تھا چنانچہ ایک دن مین غلیل
لیے ہوے اپنے محل کی چھت پر کھڑا تھا کہ ایک چڑیا اوڑتی ہوئی میرے سامنے آئی مینے غلّہ اوسکی طرف چلایا اتفاقاً وہ غلّہ اوس وزیر کی آنکھ
مین جو اپنی حویلی کے کوٹھے پر ٹہلتا تھا لگا اور اوس سے اوسکی آنکھ پھوٹ گئی مین اس حال کو دریافت کرکے آپ اوسکے پاس گیا اور بہت
معذرت کی باوجود اسکے اوسکے دل مین وہ کینہ میری طرف سے رہا اور چاہتا تھا کہ قابو پاکر اسکا انتقام مجسے لے اب کہ اوسنے میرے تئین
بیکس و بے یار پایا میری اوس حرکت کو کہ خطا سے سرزد ہوئی تھی دلیل پکڑ کے مجھے دیکھتے ہی دوڑا اور نہایت غصے سے اپنی اونگلی ڈالکر
میری ہی آنکھ نکال ڈالی یہ سبب ہی میری ہی آنکھ جانیکا ہوا اور اوس ظالم نے اسپر بھی اکتفا نکر کے ایک پنجرے مین مجھے قید کیا اور جلاد کو
حکم کیا کہ اسکو شہر سے دور لے جاکر قتل کر اور اوسکا گوشت کاٹ کر شکاری جانورون کو کھلا جلاد گھوڑے پر سوار ہوا اور بہت سے
آدمی اپنے ہمراہ لے مجھے شہر کے باہر لے گیا جب میرے قتل کرنے کا ارادہ کیا مینے اوس سے رو رو کے بہت منت اور زاری کی یہان تک
کہ اوسکو میرے حال پر رحم آیا مجکو چھوڑ دیا اور کہا اس ملک سے نکلجا اور خبردار پھر کبھی اسطرف رخ نکیجیو اور اگر آویگا تو مین اور تو
دونون جانسے مارے جائینگے مینے بہت شکرگزاری کی اور جان کے بچنے سے آنکھ کا جانا مجھے سہل معلوم ہوا اور تصور کیا کہ آنکھ ہی
کے جانے پر خدا نے خیر کی بھلا جان تو بچی آنکھ گئی تو گئی اوس وقت تو مینے اپنے مین طاقت چلنے کی مطلق نپائی دن بھر چھپا رہا رات کو
پوشیدہ راہون سے موافق اپنی طاقت کے تھوڑی تھوڑی راہ طی کرکے چچا کی ولایت مین پونہچا اور اوسکی حضور مین حاضر ہو سارا حال
اپنی مصیبت اور جلد پھر آنے کا ظاہر کیا چچا نے آہ کھینچ کر کہا افسوس زمانے نے میرے فرزند کے کھو جانے پر اکتفا نکر کے مجکو بھائی کے مرنے کی خبر سنائی
کہ اوسکو مین جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اور تجکو اس مصیبت مین پایا ہر چند وہ شہزادے کی بہت تلاش و جستجو مین ہا مگر کہین اوسکا نشان نپایا تھا
بیٹے کو یاد کر رویا کرتا مین بادشاہ کو اس حال زار مین دیکھ سکا اور اوسکی گریہ وزاری پر میرا دل بہت جلا زیادہ اس سے مجھے تاب نگاہ رکھنے اوس
قسم کی نرہی آخر مینے وہ سب حال کہ جو میری آنکھون کے سامنے گذرا تھا اپنے چچا سے ظاہر کیا اس حال کو سنکر اوسکی فی الجملہ تسکین ہوئی اور
مجسے کہا بھتیجے تونے سچ کہا تیرے کہنے سے مجکو کچھ اب امید اوسکے ملنے کی پڑتی ہی مجھے آگے سے معلوم ہی کہ اوسنے ایک مقبرہ یہان سے قریب بنوایا ہی
مقرر اوسمین ہی گا پھر مین اور چچا دونون بھیس بدلکے تاکہ کوئی غیر اوس شہزادے کے راز پر آگاہ نہو باغ کے دروازے سے کہ طرف صحرا کے تھا نکلکر جنگل مین چلے تھوڑی
دور گئے تھے کہ وہ قبر ملگئی مینے اوس جگہ کو جلد ہی پہچان لیا بخلاف آگے کے کہ باوجود تلاش اور جستجو کے نپایا تھا جبکہ ہم اندر اوس گنبد کے گئے
تو اوس آہنی دروازے کو جسکے ساتھ زینہ لگا ہوا تھا بند پایا بڑی مشکل اور دشواری سے ہمنے اوس دروازے کو کھولا اسواسطے کہ شہزادے نے اوسکو اندر
کیطرف سے خوب گچ اور چونہ لگاکر بند کیا تھا غرض جبکہ ہمنے اوس دروازے کو کھولا تو پہلے چچا اوس مکان مین اوترے اونکے بعد مین گیا دیکھا

کہ اوس مکان کی ڈیوڑھی بدبو کے دھوئین سے بھری ہی وہان سے تہ نشین مین گئے کہ پیلپایون پر استادہ اور شمعون کی روشنی سے روشن تھا
اور ایک حوض دکھائی دیا کہ چارون طرف کھانے پینے کی چیزین بافراط رکھی ہوئی تھین ہم کسی آدمزاد کو وہان نہ دیکھکے بہت متحیر ہوے
پھر سامنے اپنے ایک بلند شہ نشین اور دیکھی کہ جسکے دروازون مین پردے پڑے ہوے تھے چچا اوس شہ نشین پر زینے سے چڑھ گئے اور
پردہ اوٹھاکے اپنے بیٹے اور اوس بی بی کو ایک پلنگ پر باہم دیکھا مگر وہ دونون خدا کے غضب کی آگ سے جلکر مانند کوئلے کے سیاہ
ہوگئے تھے جیسا کہ کوئی اونکو بہت جلتی آگ مین ڈالے اور قبل راکھہ ہوجانے کے نکال لیوے مین اس حال خوفناک کو دیکھکر نہایت ڈرا اور افسوس
کیا مگر میرے چچا کو اصلا نہ تو کچھ تحیر ہوا اور نہ ذرا اوسنے اس امر کو دیکھکر افسوس کیا بلکہ اوسنے اوس شہزادے جلے ہوے کے مونہ پر تھوک دیا
اور غصے ہوکر کہا دیکھہ اسی جہان مین تو نے کیسی سزا پائی اور اوس عالم مین اس سے زیادہ پاویگا اس تھوکنے اور کہنے سے بھی اوسکی تسلی نہوئی
پھر اوسنے اپنے پاؤن سے جوتی اوتار اوسکے مونہ پر کئی ماریں چچا کی اس حرکت سے مجھکو کمال ملال اور تحیر ہوا اوسنے اپنے موے ہوے بیٹے کے
ساتھہ ایسی حرکت ناپسندیدہ کی مینے جل بھن کے اوس سے کہا ایک تو مجھے شہزادے کو اس حال مین دیکھنے سے رنج ہوا اوس سے زیادہ آپکی
اس حرکت پر افسوس ہی امیدوار ہون کہ مجھسے ارشاد کیجیے کہ کیا اس شہزادے سے ایسا بڑا گناہ سرزد ہوا کہ جسکے بدلے مین اوسکی لاش
مستحق آپکے ایسے خطاب اور عتاب کی ہوئی چچا نے جواب دیا کہ اے بھتیجے تجھکو اس حال کی خبر نہین یہ سزاوار اس سے زیادہ نفرین اور لعن کا ہی
اسواسطے کہ یہ شہزادہ لڑکپن سے اپنی ہمشیرہ کو پیار کرتا تھا مینے بلحاظ صغر سن اون دونون کے کچھہ مآل اندیشی کو کام نفرمایا جب دونون
بڑے ہوے اور سن شعور کو پہونچے دونون مین محبت بھی بڑھی تب مینے تابمقدور اپنے بہت احتیاط اور تاکید کی کہ وہ دونون بھائی بہن
ایک دوسرے کے سامنے نہووین مگر وہ کمبخت لڑکی بھی اوسی مرتبے اپنے بھائی سے محبت رکھتی تھی گو بظاہر بسبب میری ممانعت کے
ایک دوسرے سے ملاقات نہین کرسکتے اور روبرو نہین ہوتے تھے دلون سے مائل اور راغب ایک دوسرے کی طرف تھے یہانتک
کہ میرے بیٹے نے اوسکو اپنی طرف راغب پاکر مقبرہ بنوانے کے بہانے ایک تہ خانہ مجھسے پوشیدہ اس ارادے پر تعمیر کیا کہ وقت فرصت
کے اوسکو اس تہ خانے مین لیجاکر رہے چنانچہ جب مین شکار کو گیا وہ اوسکو کوئی حیلہ کرکے محل سے نکال اس مکان مین لے آیا اور اپنے تئین
اوسکے ساتھہ اس مکان مین بند کرکے رکھا اور آگے سے اوسنے سب اشیاے ضروری اور اقسام کھانے پینے کے یہان لاکر ذخیرہ کیے تھے
تو ایک مدت دراز اوسکے ساتھہ بآرام تمام یہان رہے مگر خداے تعالے نے بہت جلد اون دونونکو ایسے بڑے گناہ کی سزا دی بادشاہ
جب اس حال کو بیان کرچکا ہاے واے کرکے بہت رویا اور مین بھی اس ماتم مین اوسکے شریک ہوا پھر اوسنے رو دھوکے میری طرف
دیکھا اور مجھے گلے لگاکر کہا خیر مرضی خدا کی یون ہی تھی اگر وہ نالائق مرگیا تو کچھہ پروا نہین خدا تجھکو سلامت رکھے اب تو ہی بجاے
اوسکے میرا فرزند اور وارث ہی بعد اسکے مین اور وہ پھر اوس شہزادے اور شہزادی کو یاد کرکے خوب روئے اور وہان وسی زینے سے
اوپر کو چڑھ آئے اور وہ دروازہ بند کرکے اوپر سے اوسکے مٹی وغیرہ ڈالکے چھپا دیا پھر ہم دونون وہان سے محل بادشاہی کیطرف متوجہ ہوے
اثناے راہ مین قبل اسکے کہ وہان پہونچین آواز نقارہ اور قرنا وغیرہ ساز و آلات جنگی کی سنی اور گرد و غبار آسمان کی طرف چڑھا ہوا دیکھا
آخر معلوم ہوا کہ وہی وزیر جو میرے باپ کا ملک چھین کے تخت پر بیٹھا تھا اب بارادہ تسخیر ملک چچا کے بڑی فوج لیکر آیا ہی میرا چچا یہ تھوڑی

فوج رکھتا تھا مقابلہ اوس بڑے لشکر کا نکرسکا غنیم نے شہر مین اپنا عمل کرلیا اور فوج اوسکی بآسانی مکانات بادشاہی مین چلی آئی چچا نے تھوڑی دیر تک نہایت جوانمردی سے اونکا مقابلہ کیا آخر دشمن کے ہاتھ سے مارا گیا بعد اسکے ایک دو ساعت مین بھی اونکا سامنا کیا اور غنیم سے لڑتا رہا جب چارون طرف سے گھر گیا زیادہ اس سے تاب استقامت کی اپنے مین نپاکر وہان سے بھاگا اور بسبب خوش قسمتی کے ایک سردار نے اونمین سے میرے حال پر رحم کر مجھکو اوس شہر سے صحیح وسالم باہر نکال دیا مین اپنی حفظ جان کے واسطے تاکہ کوئی مجھے نہ پہچانے چار ابرو کا صفایا کر بطور قلندرون بے نوا کے بنگیا اور بڑی دقت سے پوشیدہ راستون مین ہوکر بعد مدت چچا کے ملک سے نکلا اور بہت شہرون مین آوارہ اور سرگردان پھرا اب رہبری طالع ہمایون سے قلمرو بادشاہ عالیجاہ صاحب عز وتمکین سلطان السلاطین خلیفہ ہارون رشید مین پہونچکر مطمئن خاطر ہوا اور ارادہ کیا کہ بغداد مین جاکر تو اپنے تئین قدمون پر اوس بادشاہ کے کہ جسکی سخاوت اور داد و دہش شہرہ آفاق ہے ڈال دے خلیفہ تیرے حال اور قصہ عجیب کو سنکر مقرر رحم کریگا چنانچہ کئی مہینے کے سفر مین اس شہر کے دروازے پر پونہچا تھا کہ شام ہوگئی چاہا کہ کسی جگہ جاکر شب باش ہون تا ماندگی راہ سے ذرا آرام و آسایش حاصل ہو یہ قصد کرکے چند قدم چلا تھا کہ یہ دوسرا قلندر جو میرے متصل بیٹھا ہے آیا اور مجھسے صاحب سلامت کی مینے اسے جواب سلام کا دیا اور کہا تم بھی اجنبی مثل میرے معلوم ہوتے ہو جواب دیا تم سچ کہتے ہو مین بھی ابھی اس شہر مین پونہچا ہون اس قلندر نے ہنوز اپنے کلام کو تمام نہین کیا کہ تیسرا قلندر ہم دونون کے پاس آیا اور سلام علیک کرکے کہا مین بھی اجنبی ہون اسیدم بغداد مین پونہچا پھر ہم تینون نے بسبب مشابہت وضع اور طریق کے مانند بھائیون کے آپسمین ملکر ارادہ جدا ہونے کا نکیا ہم سب حیران تھے کہ شب کو کہان رہین سواسطے کہ کبھی آگے اس شہر مین آئے نتھے اور نہ کسی جگہ اور اہل شہر سے واقف تھے جہان جاکر رات کو بسر کرین آخر خوش نصیبی اپنی سے ہم تمھارے دروازے پر آئے تمنے ازراہ غریب نوازی اور مسافر پروری کے ایسا ہمکو آرام دیا کہ اوسکا شکر ہم ادا نہین کرسکتے بی بی یہ میرا حال ہے کہ مینے بموجب ارشاد کے ظاہر کیا زبیدہ نے کہا تیرا قصور مینے معاف کیا جدھر تیرا جی چاہے چلا جا اوس قلندر نے گزارش کی امیدوار ہون کہ مجھکو اجازت ہو تا کہ یہان ٹھہرکے حال ان دونون اپنے ہمراہیون اور ان تین شخصون کا جو حاضر ہین سنون بعد اسکے مین چلا جاؤنگا زبیدہ نے اوسکو اجازت دی وہ آداب بجالاکر ایک کنارے بیٹھ گیا یہ قصہ پہلے قلندر کا خلیفہ اور سبکو نہایت عجیب و غریب معلوم ہوا پھر دوسرے قلندر نے اپنے حال کو زبیدہ کی حضور مین اسطرح سے بیان کرنا شروع کیا

قصہ دوسرے قلندر کا

دوسرے قلندر نے مثل پہلے قلندر کے زبیدہ کی حضور مین اپنی سرگذشت کو اسطرح سے کہنا شروع کیا کہ بی بی یہ جو آپکے فرمانے کے حال ضائع ہونے آنکھہ کا اور اوسکے ضمن مین تمام حال اپنا حضور مین گزارش کرتا ہون ایام طفولیت سے میرے باپ نے مجھے ذہن اور رانجطے دینا علم کے پاکر بہت دور دور ملکون سے عالم فاضل اور اوستاد ہر فن کے میری تعلیم کے واسطے جمع کیے مینے تھوڑے دنون مین لکھنا پڑھنا سیکھکے تمام کلام اللہ کو پڑھا اوسکا افضل عبادتون کا ہے حفظ کیا اور سوا اسکے علم تفسیر اور حدیث وغیرہ کو استادون اون علوم سے حاصل کیا پھر فن تاریخ اور لغت اور شاعری اور نثر نویسی سادہ اور رنگین مین تکمیل بہم پہنچائی بعد اوسکے علم حکمت مین ہیأت ہندسہ حساب وغیرہ پڑھکے یکتائی روزگار ہوا پھر آئین ریاست اور فن سپہ گری کے کہ شہزادون کو ضرور ہے حاصل کیے

اور ساتوین خط کی ایسی مشق کی کہ مانند میرے اوس زمانے مین دوسرا کوئی نہین لکھ سکتا تھا مگر باوجود اس کمالات اور خوشنویسی کے کاتب تقدیر نے
خط قسمت میری کا ایسا برا لکھا تھا کہ کچھ کام نہ آیا اور اس نوبت کو پونہچایا کہ جسمین بالفعل ہون بہر تقدیر شہرہ میرے کمال کا والد کی تمام
قلمرو مین ایسا ہوا کہ وہان سے سب ملکون دور دور مین پونہچا سلطان ہند کہ بڑا بادشاہ تھا مشتاق میرے دیکھنے کا ہوا اور ایک ایلچی کو
مع تحائف گران بہا والد کے پاس بھیجکر درخواست میری کی والد اس امر سے خوش ہوے اور سمجھے کہ شہزادون کو سیاحت اور سیر ملکون کی اور
دیکھنا راہ و رسم دربارون سلاطین عالی مقدار کا بھی ضرور ہے اور یہ امر موجب ازدیاد محبت اور دوستی کا ہمارے اور بادشاہ ہند کے ہوگا
غرض باجازت پدر بزرگوار کے مین تھوڑے خادمون اور اسباب کے ساتھ ہمراہ ایلچی کے روانہ ہوا اسواسطے کہ سفر دور و دراز مین بہت اسباب
اور آدمیونکا لے جانا خالی دشواری سے نتھا راہ مین پچاس سوار مسلح قزاقون کے نمود ہوے اور ہم سبکو گھیر لیا میرے ساتھ دس گھوڑے
محمول اسباب ضروری و تحائف کے تھے کہ اپنے باپ کے نام سے واسطے سلطان ہند کے لے چلا تھا اگرچہ ہمارے لوگون نے اول وہلے
مین فی الجملہ مقابلہ اونکا کیا مگر آخر کو مغلوب ہوے تب مینے اون ٹھگون سے کہا کہ ہم وکیل بادشاہ ہند کے ہین ہمین یقین تھا کہ ایسے بادشاہ
جلیل القدر کا نام سنکر ہمسے تعرض نکرینگے اور اس سبب سے ہمارے مال و جان کو اونکے ہاتھ سے ضرر نہ پونہچیگا قزاقون نے بڑی گستاخی
سے جواب دیا ہم سلطان ہند کو کیا چیز سمجھتے ہین نہ تو ہم اوسکے نوکر اور نہ نمکخوار ہین اور نہ اوسکے ملک مین رہتے ہین یہ کہتے ہی اون ٹھگون نے
محاصرہ کرکے چارون طرف سے یکبارگی ہم پر حملہ کیا اگرچہ مینے تابمقدور اپنے حفاظت کی آخر زخمی ہوا اور دیکھا کہ وہ ایلچی اور سب
نوکر چاکر مارے گئے تب مین اپنے گھوڑے کی اعانت سے کہ وہ بھی مارے زخمون کے گھائل تھا وہان سے اپنی جان لیکے بھاگا اور گھوڑا دوڑا کے
قزاقون سے بہت دور نکل گیا گھوڑا بسبب ماندگی راہ اور خستگی تن کے گرکر مر گیا اوسوقت مینے بڑا استقلال کیا اور اپنے تئین مضطر اور
بدحواس نہونے دیا سمجھا کہ ٹھگون نے کہ اسقدر غنیمت اور لوٹ پائی ہے اوسکو چھوڑ میرا تعاقب نکرینگے میری تنہائی اور بیکسی پر بی بی آپ
خیال فرمائین ایک تو منزلون کا تھکا ہوا دوسرے مجروح تیسرے تنہا اور اجنبی محض کہ اوس گانون مین کوئی مجھسے واقف نہین تا میری دستگیری
کرے سوا اسکے یہ ڈر تھا کہ مبادا پھر مجھے قزاق دیکھکے پہچان لین اور مار ڈالین آخر مین اپنا زخم باندھ ایک سمت کو روانہ ہوا اور شام کو نیچے
ایک پہاڑ کے پونہچا اور غار مین پڑکر سو رہا صبح کو غار سے باہر نکلا اور بھوک سے نہایت مضطر اور بیقرار ہوکر جنگلی میوے جو نظر پڑے توڑ کر
کھائے جب طاقت میرے جسم مین آئی وہان سے آگے روانہ ہوا اور اسیطرح سے سرگردان اور پریشان کئی منزلین اس امید پر طے کین کہ کہین صورت
آبادی کی نظر پڑے تا کہ وہان ذرا آرام و آسایش کرون آخر الامر بعد گردش ایک مہینے کے بہت بڑے ایک شہر مین کہ خوب آباد اور خوش آب و ہوا
اور کثیر الزراعۃ تھا پونہچا اور کئی دریا گرد اوسکے جاری تھے اس سبب سے وہ ہمیشہ سرسبز رہتا تھا اوسکی خوش آب و ہوا دیکھکر مین بہت محظوظ
ہوا اور سب سختی اور مصیبتین کہ مجھپر گذری تھین بھول گیا حال میرا اوسوقت اے بی بی یہ تھا کپڑے پھٹے ننگے پانون رنگ سرخ و سفید جلکے مارے دھوپ
کے سیاہ غرض اس صورت سے مین اوس شہر کے اندر گیا تا دریافت کرون کہ بولی اہل شہر کی کیا ہے اور میرا وطن اس جگہ سے کتنی دور ہے یہ ارادہ کرکے
ایک درزی کے پاس گیا اوسنے میری وضع کو دیکھ اپنے پاس بٹھالیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اور کہانسے آئے مینے اوس سے کوئی امر اپنا نہ چھپایا
سب حال ابتدا سے انتہا تک ظاہر کیا درزی نے بغور میری سرگذشت سنی اور جب مین کہہ چکا اوسنے بجای تسلی اور تسکین کے اور زیادہ مجکو ڈراکر

کہا زنہار یہ حال کسی یہان کے باشندون سے نکہنا اور اوسپر اعتماد نیکی کا نرکھنا اسواسطے کہ بادشاہ اس ملک کا تیرے باپکا دشمن ہی اگر وہ تیرے
آنے کا حال یہان سنے گا بیشک تیرے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئے گا مینے یہ حال درزی سے سنکر جانا کہ اوسنے میرے ساتھ بڑی خیرخواہی
کی مین شکر بجالایا اور کہنے لگا کہ تمنے مجکو اس امر سے خوب خبردار کیا مین کسی سے اپنا حال نکہونگا بلکہ پہر مینے کسی وہان کے رہنے والون سے
اپنا حال اور نام اپنے باپ کا نکہا پہر وہ درزی مجکو بہوکا سمجھکر میرے واسطے کچھ کہانے کو لایا اور اپنے گہر کے اندر ایک حجرہ رہنے کے
واسطے دیا اوسمین مین رہنے لگا درزی نے جب دیکہا کہ ماندگی سفر کی مجسے بالکل رفع ہوئی پوچہا کہ تمھین کوئی ہنر یا پیشہ بہی آتا ہی کہ جس سے
تم قوت اپنا پیدا کرو اور کسیکی خبرگیری کے محتاج نہو مینے کہا مین علوم دینی اور صرف نحو اور خوشنویسی و شاعری وغیرہ مین وحید عصر ہون
درزی نے کہا ان سب سے کہ جنکا تمنے نام لیا اس شہر مین ایک نوالہ روٹی کا بھی پیدا نکرسکوگے اس شہر مین علم و فضل کی کچھ قدر نہین
اگر میرا کہنا مانو تو تم قوی اور زورآور معلوم ہوتے ہو ایک جانگہیا بنواکر پہنو اور جنگل سے لکڑی جلانے کی کاٹ لاکے بازار مین اس
شہر کے بیچا کرو تمھین اسقدر پیدا ہوا کریگا کہ بے منت دوسرے کے بخوبی اپنی گذران کروگے چندے محنت مزدوری مین اپنی اوقات
بسر کرو آیندہ شاید خدای تعالے تمہارے حال پر کرم و فضل کرے اور یہ ادبار کہ تمپر چہا رہا ہی اور اوسکے سبب سے اظہار اپنے حسب و نسب
کا نہین کرسکتے شاید دور ہوجائے مین ایک کلہاڑی اور رسّی تمھین منگوا دونگا بہی مین نے اپنے چہپانے اور حاصل کرنے قوت
کے واسطے اس امر ذلیل کو منظور کیا دوسرے دن درزی نے میرے واسطے کلہاڑی رسّی اور گہوٹنا پایجامہ مول لے دیا اور مجکو
اون غریب ہیمہ فروشون کے سپرد کیا کہ جنکی روزی صرف لکڑی بیچنے پر تہی اور انسے کہا اس شخص کو تم اپنے ساتھ جنگل مین لکڑی
کاٹنے کے واسطے لے جایا کرو مین ہر دن ہیمہ فروشون کے ساتھ جنگل مین جاتا اور بڑا گٹھا لکڑیون کا جنگل سے کاٹ لاتا اور اوسکو
بازار مین لیجاکر ایک ٹکڑے سونے کو کہ چلن اوس شہر کا تہا بیچتا اگرچہ جنگل لکڑیون کا اوس شہر سے بہت دور تہا لیکن لکڑی وہان بہت
گران بکتی تہی اسواسطے کہ لوگ وہان آرام طلبی سے اس مشقت کو کمتر اختیار کرتے تہے کہ جنگل مین جاوین اور لکڑیون کو کاٹین اور اپنے سر پر بوجہا
اوسکا رکہہ لاوین غرض تہوڑی مدت مین مینے بہت زر پیدا کیا اور منجملہ اوسکے درزی کو عوض خدمت کے دیا اور اسی محنت مزدوری مین مجھے
ایک برس پورا وہان گذر گیا ایک دن مین کچھ اور آگے اوس جنگل کے بہ نسبت اور دنون کے بڑھ گیا وہ جگہ مجھے بہت اچھی معلوم ہوئی مین
اپنے لکڑیان کاٹنے مین مشغول ہوا جب ایک درخت اوپر سے کاٹ چکا جڑ اوسکی کاٹنے لگا ناگاہ اوس جڑ کے نیچے مجھے ایک کڑا آہنی جو
آہنی دروازے مین لگا ہوا تہا نظر پڑا مینے جلدی سے وہان کی مٹی سرکا اوس دروازے کو کہولا اوس جگہ ایک زینہ چوبی دکہائی دیا اوس
زینے سے کلہاڑی اور رسّی ہاتہہ مین لیے ہوے نیچے اوتر گیا وہان مینے اپنے تئین ایک بڑے عالی شان محل مین پایا اور وہ ایسا
شگفتہ اور روشن نظر پڑا جیسا کہ مکان اوپر زمین کے بنا ہوا ہو پہر مین آگے گیا وہان ایک لنبا برآمدہ جسکے پائے سنگ موسی کے اور پیلپائے
اوپر سے نیچے تک سونے سے مغرق تہے اوسمین ایک بی بی نہایت صاحب جمال باتمکنت نظر پڑی کہ جسکے دیکہتے ہی اور طرف کو دیکہنا موقوف کر
مین اوسکی حضور مین گیا اور آداب مجرا کیا بی بی نے مجسے پوچہا تو کون ہی آدمزاد ہو یا قسم جن سے مینے اپنا سر اوٹہاکے کہا بی بی مین آدمزاد ہون
جنات سے علاقہ نہین رکہتا بی بی نے ایک ٹہنڈی سانس بہرکے کہا کسطرح سے تو اس جگہ مین آیا مجھے پچیس برس سے زیادہ ہوے کہ مین اس جگہ

رہتی ہون مگر سوا تیرے کسی آدم زاد کو یہان نہین دیکھا اوس بی بی کے حسن و جمال اور اوسکی ملایمت مزاج پر ایسا مین فریفتہ ہوا کہ مجھمین طاقت گویائی
کی نرہی آخر اوسکی شیرین کلامی سے تھوڑی دیر کے بعد مجھکو جرأت بات کہنے کی ہوئی مینے اوسکی خدمت مین عرض کیا کہ قبل دریافت ہونے
حال کے صرف تمھارے دیکھنے ہی سے مین خوشحال و مسرور ہوا اور اپنے سب رنج و الم بھول گیا اور چاہتا ہون کہ تمھین اس حال سے مخلصی دون
پھر مینے اپنا حال تمام و کمال ظاہر کیا اور کہا مین تمکو اس قید مین دیکھہ نہین سکتا بی بی نے سانس بھر کے کہا اے شہزادے تو سچ کہتا ہے باوجود
اس سب دولت و اسباب کے مجھے بھی اس جادو کی جگہ مین رہنا خوش نہین آتا تمنے سنا ہوگا کہ ابو تیمور نام ایک بڑا بادشاہ جزیرۂ ابونی کا ہے جہان
آبنوس کی لکڑی پیدا ہوتی ہے مین اوسی بادشاہ کی بیٹی ہون میرے باپنے مجھکو اپنے بھتیجے کے ساتھہ کہ وہ بھی شہزادہ تھا کتخدا کیا اور بہت
تکلف سے میری اوس جزیرے مین شادی کی قبل اسکے کہ مین شوہر کے گھر جاؤن ایک جن مجھے وہان سے لیکر اوڑا مین اوسی ساعت بیہوش ہوگئی
اور کچھہ مجھکو خبر نرہی جب تین پہر کے بعد اپنے ہوش مین آئی مینے اپنے تئین اس مکان مین پایا جبسے مین اس مکان مین رہتی ہون وہ
بمجبوری اوس جن کے پاس میری نشست و برخاست ہے اس دولت و اسباب سے کہ یہان ہے مجھے کچھہ خوشی اور سرور نہین صرف اسباب
زیب و زینت سے تشفی دل کی نہین ہوتی دسوین دن وہ جن یہان آتا اور صرف ایک رات میرے پاس رہتا ہے اسواسطے کہ اوسکی شادی
اور کسیکے ساتھہ ہوئی ہے بی بی کے خوف سے وہ ہمیشہ یہان نہین رہ سکتا اور اس دس روز کے عرصے مین اگر مجھکو کبھی اوس جن کا بلانا
منظور ہوتا ہے تو فقط طلسم کو کہ میری خوابگاہ کے پاس بنا ہوا ہے چھو لیتی ہون بمجرد وہان ہاتھہ لگانے کے وہ یہان حاضر ہوتا ہے
چار روز ہوے کہ وہ یہان سے گیا ہے چھہ دن کے بعد پھر یہان آئیگا اگر تمکو میری صحبت اور یہان کا رہنا منظور ہو تو پانچ دن تک
یہان پر رہو مین تمھاری ضیافت اور خاطرداری موافق تمھارے رتبے کے کرونگی مین یہہ بات سنکر کمال خوش ہوا دلمین چاہتا تھا کہ کسی طرح سے
اوس مکان مین ایسی شہزادی قبول صورت کے پاس رہون میرے قبول کرتے ہی وہ مجھکو حمام مین کہ نہایت خوب و طیار تھا لے گئی اور غسل
کر کے جب مین حمام سے باہر آیا تو اپنے لباس کی جا بہت اچھی پوشاک پر زر رکھی ہوئی پائی مینے اوسکو پہنا اوس لباس فاخرہ کے پہننے سے
اور بھی اچھا اوسکی نظرون مین معلوم ہونے لگا پھر ہم دونون ایک عالیشان دالان مین مسند پر کہ تکیے اوسکے غلاف کمخاب پر زر سے آراستہ
تھے بیٹھے اوسنے میرے آگے طرح طرح کے کھانے نفیس و لذیذ رکھے اور میرے ساتھہ بیٹھکے اونکو کھایا جب شب ہوئی مجھکو اپنی خوابگاہ
مین لیجا کر سلایا دوسرے دن فجر کو پھر اوسنے بڑی طیاری میری ضیافت کے واسطے کی اور سوای اطعمہ و اشربہ لذیذ کے میری خوشی
کو ایک بوتل شراب کہنہ کی بہت نفیس لائی اور کئی گلاس اوسکے مجھکو پلائے اوسکے پیتے ہی مجھے نشا ہوا اوسی نشے مین مینے اوس سے
کہا اے پیاری شہزادی تم ایک مدت سے اس زمین مین بند ہو گویا زندہ گور مین تمھارا مقام ہے اب تم میرے ساتھہ چلو تا تمکو مین مکان
روشن مین کہ زیر آسمان ہے لے چلون تا کہ دنیا کی ہوا کھاؤ اور کیفیت اوسکی اوٹھاؤ اور اس جھوٹی روشنی کو کہ بسبب جادو کے ہے چھوڑ دو
بی بی نے کہا اے شہزادے ایسی باتین واہی نکرو مجھے وہ روشنی دن کی کہ تم کہتے ہو درکار نہین مجھکو یہین رہنے دو نو دن تم یہان رہا کرو
دسوان دن اوس جن کے واسطے چھوڑ دو مینے کہا تم جن سے کمال ڈرتی ہو مین اپنی جان کے واسطے جن سے ذرا نہین ڈرتا اوسکا طلسم
توڑکے جادو کو کہ کچھہ اوسپر لکھا ہوا ہے نیست و نابود کردونگا اوسکو آنے دو دیکھون تو وہ کیسا زورآور و مہیب شکل ہے ایک بار تھپڑ میرا اوسکو

کافی ہی مینے قسم کھائی ہی کہ سب جنون کو جہان سے ہلاک کرون اور سب کے پہلے اس جن کو بی بی کو انجام کار سے خوب واقف تھی مجکو
قسمین دیکر کہنے لگی خبردار ابطلسم کو ہاتھہ نہ لگانا وگرنہ ہم دونون جان سے مارے جاینگے مین جنات کے حالات اور اونکے مقدور سے
خوب واقف ہون مینے شراب کے نشے مین اوسکی بات مطلق نسنی اور طلسم کو ایک لات مارکر توڑ ڈالا بمجرد اس عمل کے وہ محل کمال زور سے
ہلنے لگا قریب تھا کہ گرکے چور چور ہوجائے اور ساتھہ اسکے ایک آواز ہولناک مثل رعد کے گرجنے کے ہوئی اور سب طرف تاریکی چھاگئی مثل برق کے
شعلے نکلنے لگے اس حال عجیب کو دیکھکر نشا میرا جاتا رہا اور مین اپنے ہوش مین آکر سوچا کہ تونے بڑا غضب کیا پھر مینے اوس بی بی سے
پوچھا کہ اب کیا کیا چاہیے اوسنے اپنی جان کا خوف نکرکے میرے واسطے بہت کوڑھی اور افسوس کرکے جواب دیا کہ تم اس آفت کو اپنے سرپر
آپ لائے اب یہان سے بھاگو اور اپنے تئین بچاؤ مین وہان سے ایسا گھبراکر بھاگا کہ اپنی کولہاڑی و رسی کو وہین پر چھوڑ دیا اور
جلدی سے افتان وخیزان اوس سیڑھی تک کہ جسسے اوس مکان مین اوترا تھا پونہچا اور اوسی لمحہ وہ جن بھی غضبناک ہوکر وہان پونہچا
اور اوس بی بی سے نہایت غصے اور قہر مین آکر پوچھا تونے کیون مجکو بلایا اوسنے ترسان اور لرزان ہوکر کہا مینے بسبب ضرورت کے
تھوڑی سی شراب اس بوتل کی کہ جسکو تو دیکھتا ہی پی تھی حالت نشے مین میرا پانون اس طلسم پر نادانستگی سے پڑا اس سبب سے وہ ٹوٹ گیا
اور اوسسے تجھے خبر ہوئی والا مینے عمداً تجکو نہین بلایا یہ جواب سنتے ہی جن نے آگ بگولا ہوکر بی بی سے کہا تو بدکار اور مکار ہی اس
کولہاڑی اور رسی کو یہان کون لایا بی بی نے کہا مینے ابتک اوسکو نہین دیکھا شاید اس جلدی اور شتابی سے کہ تم آئے ہو یہ چیزین تمھارے
ساتھہ لگی ہوئی چلی آئی ہین اور تمنے راہ مین اوسے ندیکھا ہوگا جن نے بی بی کو بہت برا بھلا کہکر خوب مارا جس سے وہ تڑپنے اور واویلا کرنے لگی
آواز دردناک اوسکی گریہ وزاری کی مجھسے سنی نہین جاتی تھی علی الخصوص وہ مار دھاڑ جو اوسپر پڑتی تھی غرض چلانا اوسکا سنکر وہ میری
حالت ہوئی کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا آخر مینے وہ کپڑے کہ بعد حمام کے کل کے دن پہنے تھے اوتارے اور اگلے کپڑے پہنکر اوس سیڑھی سے
اوپر چڑھ آیا اور اپنے تئین بہت لعنت ملامت کرنے لگا کہ افسوس صد افسوس تیری نادانی اور بے عقلی سے اسقدر ظلم اس بی بی پر ہوا ہی
گو وہ پچیس برس سے اوس تہخانے مین قید ہی لیکن کبھی ایسی اذیت اس جن کے ہاتھہ سے اوسپر نہوئی ہوگی پھر مینے اوس آہنی دروازے کو بند کرکے
مٹی سے چھپا دیا اور بوجھا لکڑیون کا کہ مینے آگے جمع کیا تھا سرپر رکھ اوس شہر مین آیا مگر اس اندیشے مین کہ دیکھیے اس حرکت سے مجکو کیا
صدمہ پہونچتا ہی بدحواس تھا بہرکیف جب مین اپنے مکان مین آیا صاحب خانہ یعنی وہ درزی مجھے دیکھہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا
تمھارے کل کے نہ آنے سے مجکو بڑا تردد اور رنج رہا کہ مبادا کہین حال شہزادگی کا تمھاری سنکر یہان کے حاکم نے قید نکیا ہو شکر خدا
کہ صحیح وسلامت پھر آئے مینے اوسکی محبت اور غمخواری پر بہت شکرگزاری کی لیکن وہ حال کہ مجھسے سرزد ہوا تھا اوس سے مطلق نکہا اور اپنے
حجرے مین جاکر ہزارون لعنت ملامت ایسی بیوقوفی پر کرتا رہا کہ اگر مین اوس طلسم کو نہ توڑتا تو وہ شہزادی اس مصیبت مین مبتلا نہوتی اور
نو دن تک بخوبی مین اوسکے ساتھہ رہتا غرض اسی غم مین تھا کہ اوس درزی نے میرے پاس آکر کہا کہ ایک بڈھا کہ جسکو مین جانتا اور پہچانتا
نہین کلہاڑی اور رسی تمھاری ہاتھہ مین لیے ہوے آیا ہی اور کہتا ہی کہ مینے ان دونون چیزون کو راہ مین پایا ہی کوئی تمھارے ہمراہیون
سے کہ جنکے ساتھہ تم لکڑیان کاٹنے جایا کرتے ہو معلوم ہوتا ہی چلکے اپنی چیز کو پہچانکر لے آؤ وہ بے تمھارے نہ دیگا اسبات کے سنتے ہی

میرا چہرہ متغیر ہوگیا اور سر سے پانو تک کانپنے لگا دزدی سبب اسقدر خوف و ہراس کا مجھسے پوچھنے لگا ہنوز مینے اوسکے جواب مین کچھہ نہین
کہا تھا کہ یکبارگی زمین میرے حجرے کی شق ہوگئی اور وہ بڈھا زیادہ منتظر میرے نکلنے کا نہوکے کلہاڑی و رسی لیے ہوئے وہین ظاہر ہوا
اور حقیقت مین وہ بڈھا وہی جن تھا پھر اوسنے کہا مین جن ہون نواسا ابلیس کا جو بادشاہ سب جنات کا ہی اور اوس کلہاڑی و رسی کو
دکھلا کر کہا تیری ہی یا نہین یہ بات کہکر اوسنے مجکو فرصت جواب دینیکی ندی اگرچہ مجھمین خود اوسکی ہیبت ناک صورت سے طاقت جواب
دینے کی نرہی تھی اور بے حواس ہوگیا تھا کمر سے مجھے پکڑ اوس حجرے سے باہر کھینچ لایا اور دفعۃً آسمان کی طرف لیکر مجکو اس شدت سے
اتنی بلندی پر ایک لمحے مین اوڑا لے گیا جسکے چڑھنے مین مہینون گذر جاتے پھر اوسنے وہان سے زمین پر اوتر کے ایک ٹھوکر ماری وہ زمین
پھٹ گئی وہ مجھے لیے ہوئے اوسمین سما گیا ایک ساعت کے بعد مینے اپنے تئین اوس جادو کے محل مین روبرو اوسی شہزادی جزیرۂ ابونی کے
پایا مگر افسوس کہ اوسکو برہنہ خون آلودہ زمین پر بسمل قریب مرنے کے زار زار روتے دیکھا پھر اوس جن نے مجکو شہزادی کا حال دکھلا کر کہا
اوی بیحیا یہی تیرا عاشق ہی اوسنے اپنی سست نظر سے دیکھکر کہا مین تو اسکو نہین جانتی اوسوقت کے سوا اور کبھی اسکو مینے نہین دیکھا جن نے
کہا کیا تو یہ کہتی ہی کہ اسکو کبھی نہین دیکھا یہی شخص باعث تیری خرابی اور ہلاکت کا ہوا شہزادی نے کہا تو چاہتا ہی کہ مین دروغ کہون کہ مینے
دیکھا ہی تاکہ تو اوسکو قتل کرے پھر جن نے اپنی تلوار شہزادی کو دیکے کہا اگر تو نے اسکو آگے نہین دیکھا ہی تو اس تلوار سے اسکا سر کاٹ ڈال
شہزادی نے کہا مجھمین اتنی طاقت کہان ہی کہ تلوار کو اوٹھا سکون اور سوا اسکے کیونکر مین ایک بیگناہ اور بے قصور کو قتل کرون جن نے
کہا تیرے انکار کرنے سے صاف گناہ اور لگاؤ ثابت ہوتا ہی پھر جن نے پھر کے مجھسے کہا تو اسکو جانتا ہی اور اسکو آگے دیکھا ہی مینے اپنے دل
مین کہا ہرگاہ کہ اس شہزادی نے عورت ہوکر اتنی مروت اور پاس میرا کیا اگر مین اس امر کو ظاہر کرون تو سخت نامردی اور بیمروتی ہی مینے بھی
انکار صاف کیا کہ سوا اسوقت کے مینے اس بی بی کو کبھی نہین دیکھا اوسنے کہا اگر تو راست کہتا ہی اس شمشیر سے اسکا سر کاٹ ڈال مین تجھکو
چھوڑ دونگا اور جانونگا کہ تو سچا ہی مینے تلوار کو جن کے ہاتھہ سے لیکر دل مین اپنے تصور کیا کہ بڑے حیف کی بات ہی کہ اس بی بی بیقصور
کو جو میرے ہی گناہ سے مبتلا اس ظلم شدید کی ہوئی مین قتل کرون اور اپنی جان بچاؤن یہ مجھسے کبھی نہوگا گو ہزار جان سے مین اس
جن کے ہاتھہ سے مارا جاؤن بی بی نے میری طرف دیکھا اور میرے بشرے سے میرے دل کی بات دریافت کرکے اشارے سے
کہا مین قریب مرگ کے اور اپنے جینے سے مایوس ہوچکی ہون اپنی جان بچانے کے واسطے مجکو مار ڈال مین اس مین خوش ہون مجکو
اس امر سے بڑا قلق ہوا پھر مینے پیچھے کو ہٹ اور تلوار کو ہاتھہ سے پھینک جن سے کہا مین مردون مین بڑا نامرد ہون کہ اوس انسان کو
جسے مین نہین جانتا اور پہچانتا قتل کرون خصوصًا ایسی بی بی کو کہ گھڑی ساعت ہو رہی ہی مارون اب جو تیرا جی چاہے وہ سلوک
میرے ساتھہ کر مین تیرے قابو اور اختیار مین ہون مگر مجھسے یہ ہرگز نہوگا کہ تیرے کہنے سے مرتکب ایسے ظلم صریح کا ہون جن نے
کہا تم دونون باعث میرے غصے اور غضب کے ہوئے اور تو جانتا ہی کہ مجھمین کسقدر طاقت تیرے قتل کرنے کی ہی یہ کہکے اوس ظالم نے
دونون ہاتھہ اوس شہزادی کے کاٹ ڈالے چنانچہ اوسی وقت وہ شہزادی جان بحق تسلیم ہوئی اسواسطے کہ تمام خون اوسکے بدن کا اگلے زخمون سے نکل گیا تھا
اور اوپر سخت زخم اوسے لگے اوسکے اس حال کو دیکھکر مجھے غش آگیا پھر جب ہوش مین آیا تو اپنے جینے سے بیزار ہوا اوس جن سے کہا اب جلدی سے مجھے بھی قتل کر تاکہ تیرے

ہاتھ سے نجات ہوا اوسنے کہا کہ عالم جنات مین یہ دستور ہے کہ جب کسی عورت پر بدکاری کا شبہہ ہوتا ہے تو اوسے جان سے مار ڈالتے ہین مجکو بسبب شبہے کے کہ تو اجنبی ہے مار نہین سکتا تیری سزا یہی بہت ہے کہ تجکو کتا گدھا سور یا کوئی جانور پرند بنا کے چھوڑ دون اب جس جانور کا قالب تو پسند کرے اوسی قالب مین تجکو مسخ کر ڈالون مینے ان باتون سے ذرا اوسکو ٹھنڈا اور ملایم پاکے کہا اے بڑے قوی جن جیسا کہ تو نے میری جان بخشی کی ہے امیدوار ہون کہ مجکو بصورت انسان کے جسمین مین ہون رہنے دے مجھے کسی جانور کے قالب مین مسخ نکر اگر تو قصور میرا معاف کر کے چھوڑ دیگا مین ہمیشہ تیرا شکرگزار رہونگا جیسا کہ ایک نیک آدمی نے اپنے ہمسایے کا کہ اوسنے اوسکے ساتھ بہت برائی کی تھی قصور معاف کر کے اوسکے ساتھ بڑا سلوک کیا تھا اس بات کو سنکر جن نے پوچھا کہ اون دونون ہمسایون مین کیا معاملہ گذرا تھا مینے اوس سے کہا کہ اگر تمہین صبر اس قصے کے سننے کا ہو تو مین بیان کرون پھر مینے بموجب کہنے جن کے یہ قصہ بیان کرنا شروع کیا

قصہ حاسد اور محسود کا

ایک بڑے شہر مین دو شخص رہتے تھے اور دروازہ ایک کے گھر کا دوسرے کے دروازے سے متصل تھا ایک شخص اونمین سے دوسرے شخص پر حسد کیا کرتا محسود نے اوسکے حسد اور آزار دینے سے چاہا کہ اوس گھر کو چھوڑ کے بہت دور جا رہے تا یہ حسد کہ بسبب نزدیک رہنے کے وہ مجسے رکھتا ہے دور ہو جائے باوجود کہ محسود ہمیشہ حاسد کے ساتھ سلوک کیا کرتا لیکن وہ حسد سے باز نہ آتا یہانتک کہ محسود نے وہ گھر اور اسباب بیچکر دوسرے شہر مین جا ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر اوس شہر سے ایک مکان معقول مول لیا کہ جسمین ایک باغ نفیس اور اندھا کنوان تھا وہ نیکمرد بعد مول لینے گھر کے لباس فقیری کا پہنکر درویش ہو گیا تا کہ آسایش سے گذرے کئی حجرے اپنے گھر مین بنوا کے اونمین فقیرونکو رکھکر ہمیشہ مجلسین اونسے عزیزگون کا کیا کرتا یہ خبر شہر مین مشہور ہوئی پہلے اکثر عوام وہانکے اوسکی ملاقات کو آتے اور اوسکی صحبت سے فیضیاب ہوتے رفتہ رفتہ اوسکا شہرہ سنکر خلق دور سے آنے لگی اور اوسے خدا رسیدہ سمجھکر حاجتین اپنی کہنا اور امید دعاے خیر کی اوسکی ذات بابرکات سے رکھنا شروع کیا یہانتک کہ خبر اوسکی بزرگی اور کرامات کی اوس شہر مین جس سے چھوڑ کے یہان آیا تھا پہونچی حاسد نے سنکر بڑا رنج کیا اور واسطے ہلاک کرنے محسود کے سب کام چھوڑ کر وہان گیا اور خانقاہ مین جا کر اوس درویش سے ملاقات کی وہ اپنے ہمسائے قدیم کو پہچان کر اوسکے ساتھ بتواضع پیش آیا حاسد نے مکر و حیلے سے دلمین سوچ کر محسود سے کہا مجکو ایک بڑی مہم درپیش ہے جسکے سبب مین اس شہر مین آیا ہون اگر آپ فرمائین اوسکو خلوت مین ظاہر کرون تا اور کوئی اوسے نسنے اور اوسوقت اپنے درویشون کو تاکید کرنا کہ کوئی اپنے حجرے سے باہر نہ نکلے وہ درویش باصفا موافق اوسکی خواہش کے عمل مین لایا جب حاسد نے اوس نیکمرد کو تنہا پایا تو اپنے آنیکا سبب جھوٹ موٹ سے بنا کے اوس سے کہنا شروع کیا اور باتون مین مشغول کر ٹہلتا ہوا ادھر ادھر جا کر اوس کنوئین کے پاس لے گیا حاسد نے وہان پہونچتے ہی صوفی کو کنوئین مین دھکیل دیا اوس وقت وہان کوئی نتھا کہ اس شرارت کو دیکھتا الغرض اپنا کام خاطر خواہ کر کے دروازہ خانقاہ کا بند کر وہان سے پوشیدہ بھاگ گیا اور اس امر سے اپنے دل مین نہایت خوش ہوا اور کہا اب ہمیشہ کو اس شخص کی طرف سے جسکی ترقی اور بہبودی کو مین دیکھ نسکتا تھا میری خاطر جمعی ہوئی درحقیقت وہ حاسد اس خیال سے خوش ہوکے مگن تھا لیکن اسواسطے کہ وہ درویش بڑا خوش نصیب تھا پریون نے کہ اوس اندھے کنوئین مین رہتی تھین ہاتھون ہاتھ اوس درویش کو لیا اور بے اسکے کہ کچھ اوسکو صدمہ پہونچے چاہ کے اندر بٹھا دیا درویش صبر و شکر کر کے سوچا کہ اس کنوئین کے گرنے مین بھی کچھ مصلحت میرے واسطے ہوگی پھر اوسنے اوپر جا بجا نظر کی

کوئی اوسکو وہان دکھائی نہ دیا تھوڑی دیر کے بعد اوسنے ایک آواز سُنی کہ کوئی شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ تم اس بزرگ کو جانتے ہو کہ کون ہے دوسری
آواز آئی کہ ہم اسکے حال سے واقف نہین پھر پہلے کہنے والے نے کہا مین تمھین اسکے حال سے آگاہ کرتا ہون یہ انسان کمال صاحب وتاثیر
مخیر ہے اپنا شہر چھوڑ کر یہان بود و باش اختیار کی تھی تا اپنے ہمسایہ کے شر و فساد سے کہ اسکی عداوت اور دشمنی مین رہا کرتا ہے نجات پاوے
اس شہر مین خدا نے اوسے بڑا رشد دیا اس سبب سے اوسکی سب تعظیم اور تکریم کرتے ہین اوسکے حاسد نے یہ خبر سنکر اور زیادہ حسد کیا اور اوسکے مار ڈالنے
کی کر اس شہر مین آیا اور یہان آکے فریب سے اوسکو اس کنوئین مین ڈال دیا اگر ہم اس بزرگ کی مدد نکرتے تو یہ بیشک ہلاک ہوتا بسبب اسکی بزرگی کے
کل بادشاہ اس شہر کا اسکے پاس آکے اپنی بیٹی کے اچھے ہونیکو درخواست دعا کی کریگا دوسرے آواز دینے والے نے پوچھا اوس شہزادی کو کیا بیماری
ہے پہلے صاحب آواز نے جواب دیا تمھین معلوم نہین کہ شہزادی پر میمون جن بیٹا دمدم کا عاشق ہے اوسکے آسیب سے وہ ہمیشہ بیمار اور بیہوش
رہا کرتی ہے اور مجھے طریق اچھا کرنے کا اوس آسیب سے معلوم ہے وہ عمل بہت آسان ہے مین اوسکو بتاتا ہون اس درویش کے گھر مین ایک سیاہ بلی ہے
کہ جسکی دُم کے سرے پر بمقدار درم کے سفید داغ ہے اوس سفید داغ کی جگہ سے یہ درویش سات بال اوکھاڑ کر اپنے پاس رکھے اور بروقت ان
بالون کو آگ مین جلا کر اوسکی دھونی شہزادی کی ناک مین دیوے دھوان ناک مین پہونچتے ہی وہ اچھی ہو جائیگی اور وہ جن پھر کبھی اوسکے
نزدیک نہ آئیگا درویش نے اون سب باتونکو جو کہ فیمابین پریون اور جنات کے ہوئی تھین اپنے ذہن مین خوب یاد کر لیا جب صبح ہوئی اور اوسکی
روشنی مین کنوئین کے اندر سوجھائی دینے لگا درویش نے دونون طرف اوس کنوئین کے کھندا نے کھودے ہوے پائے اونمین پانون رکھتا ہوا
باسانی تمام اوپر چڑھ آیا سب فقیر کہ ڈھونڈھتے پھرتے تھے درویش کو دیکھکر کمال خوش ہوئے وہ مرد کامل حال شرارت مہمان کا کہ کل کے
دن آیا تھا اپنے مریدون سے ظاہر کر پھر اپنے حجرے مین گیا تھوڑی دیر نہین گذری تھی کہ سیاہ بلی جسکا پریون اور جنات نے مذکور کیا تھا
موافق اپنے معمول کے آئی درویش نے اوسکو پکڑ کر سات بال سفید داغ سے کہ اوسکی دُم پر تھا اوکھاڑے اور اپنے پاس رکھ چھوڑے ہنوز آفتاب نے
طلوع نہین کیا تھا کہ بادشاہ شہر کا درویش کے گھر آیا اور دروازے پر خانقاہ کے اپنی سپاہ کو چھوڑ کے کئی سردارون کے ساتھ اندر گیا درویش اوسکا
استقبال کر اپنے حجرے مین لیگیا بادشاہ نے اوس سے کہا اے شیخ از روی کشف کے تجکو میرے آنے کا حال معلوم ہوا ہوگا درویش نے شرما کے
فرمایا شاید تم بسبب بیماری شہزادی کے تشریف لائے ہو اور مجھ نالائق کو اپنے قدوم سے سرفراز فرمایا بادشاہ نے کہا سچ ہے مین اسی واسطے
آیا ہون اگر تمھاری دعا سے شہزادی اچھی ہو جائے تو گویا پھر میری زندگی ہو اوس برگزیدہ شخص نے جواب دیا اگر آپ شہزادی کو یہان پر
بلوا بھیجین تو مین خدا کے فضل و کرم سے اوسکو اچھا کرون بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوا اور شہزادی کو فی الفور مع خواصون اور خواجہ سراؤن
کے بلوا لیا خواصون نے اوسکا مونہ اسطرح سے چھپایا تھا کہ نظر نامحرم کی اوسپر نپڑے درویش نے ایک چادر سے شہزادی کا سر اسطرح سے
گھیرا کہ جس سے دھوان باہر نہ نکل سکے پھر جلدی سے وہ سات سفید بال آگ پر رکھکر اوسکی دھونی شہزادی کو دی بمجرد اس عمل کے میمون
بن دمدم چلایا اور بڑا شور وغل کر کے اوس بادشاہ زادی کو چھوڑ دیا شہزادی بالکل صحیح اور تندرست ہو کے اپنے ہوش و حواس مین آئی
اور جھپ برقع اپنے ہاتھ سے سر پر ڈالکے مونہ اپنا چھپا لیا اور پوچھنے لگی کہ مین یہان کہان اور اس جا پر مجھے کون لایا سلطان نے نہایت خوش ہو کر
شہزادی کو سینے سے لگا لیا اور آنکھین چومین پھر درویش کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور اپنے سردارون سے پوچھا کہ اس درویش کے ساتھ کیا سلوک کرون

سرداروں نے بالاتفاق یک زبان ہو کر کہا ہمارے نزدیک مناسب ہی کہ حضور اس شہزادی کی شادی اس صاحب کمال کے ساتھ کر دین بادشاہ نے کہا میرے دل مین بھی یہی بات تھی پھر اوسنے شادی اوسکی درویش کے ساتھ کر دی بعد تھوڑے عرصے کے وزیر اعظم وہان کا مر گیا بادشاہ نے درویش کو وزیر اول اپنا مقرر کیا پھر بادشاہ بھی مر گیا اور وہ اوس شہزادی کے سوا کوئی وارث نہین رکھتا تھا پس وہ درویش باتفاق سپاہ اور ارکان دولت سے بجاے اپنے خسر کے بادشاہ اور فرمان فرما ہوا ایکدن مع اپنے ارکان دولت کے سوار جاتا تھا ناگہان اوسنے اپنے دشمن کو درمیان ازدحام اور انبوہ کے دیکھا اوس درویش نے کہ اب بادشاہ بالاستقلال ہوا اپنے وزیر سے کان مین کہا کہ فلانے شخص کو بخاطرداری و بدلجمعی تمام کہ کسیطرح کا خوف و خطر نکرے میرے پاس لے آ وزیر نے فوراً اوس شخص کو بادشاہ کی حضور مین حاضر کیا بادشاہ نے اوس اپنے دشمن سے کہا اے دوست مین تجکو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر اوسنے ایک ہزار اشرفی اور بیش قیمت گٹھری پوشاک منگوا کر حاسد کو دین اور ایک پہرا سپاہیون کا اوسکے ہمراہ کیا تا اوس سب اسباب کو بحفاظت تمام اوسکے گھر پونہچا دین اے بی بی جب مین نے اس حکایت کو تمام کیا اپنی مخلصی کے لیے کہا اے جن دیکھ تو اوس بادشاہ بامروت نے کیسا سلوک اپنے دشمن کے ساتھ کیا اور عوض اون عیبون کے جو اوسکے ساتھ کی تھین کچھ نہ کہا ہر چند کہ مین نے اوس سے بہت سماجت کی تا کہ اپنے ارادے سے باز آوے اور مجکو سزا نہ دے مگر اوس خبیث جن نے میرے حال پر رحم نکرکے کہا کہ تجھے جان سے نمارونگا مگر بے سزا دیے بھی نچھوڑونگا اب دیکھ کہ سحر سے تیرے ساتھ کیا کرتا ہون یہ کہکے اوسنے مجکو زور سے پکڑا اور اوس مکان گنبددار سے جو تہخانے کے اندر اوسکے آنے سے کھل گیا تھا لیکر اوپر کو بہت بلند اوڑا جہان سے زمین مانند ایک ٹکڑے ابر سفید کے نظر پڑتی تھی پھر اوس بلندی سے مانند برق کے جلد چوٹی پر ایک پہاڑ کی لے اوترا اور وہان سے ایک مٹھی خاک کی لے کچھ الفاظ اوپر پڑھے جسکے معنے مطلق معلوم نہوے پھر اوسکو میرے اوپر ڈال کر کہا صورت انسان کی چھوڑ اور شکل بندر کی بن جا یہ سحر مجپر کرکے وہ جن غائب ہو گیا اور مین بندر کے لباس مین اپنے تئین دیکھکر نہایت مضطر ہوا اور کچھ نہین جانتا تھا کہ مین کس جا پر ہون اور وہان سے میرے باپ کا ملک کسطرف اور کتنی دور ہی اور اوس مکان سے ناواقف کہان جاؤن اور کیا کرون بہرکیف اوس پہاڑ سے اوترکر ایک ملک مین کہ اوسکی زمین ہموار تھی آیا اور برابر ایک مہینے تک اوسمین سفر کیا آخر کنارے سمندر کے کہ اوسوقت اوسکے پانی مین ذرا جنبش نتھی پونہچا اور قریب کنارے کے ایک جہاز دیکھا چاہا کہ کسیطرح سے اپنے تئین اوسپر پونہچاؤن اسواسطے ایک شاخ کو درخت سے توڑکر گھسیٹتا ہوا کنارے پر لیگیا اور اوسکو دریا مین ڈال اوسپر چڑھ بیٹھا اور دونون ہاتھ سے دو لکڑیان پکڑکے کھینے لگا اور اسیطرح سے جہاز کیطرف روانہ ہوا جب اوسکے نزدیک پونہچا اہل جہاز مجکو اس ہیات غریب مین دیکھ نہایت متعجب ہوئے مین جہاز کے رسے پکڑ اوپر چڑھ گیا چونکہ قوت گویائی کی مجمین نتھی اسی سبب سے اپنا حال کسی سے کہہ نسکتا تھا اور کمال حیرانی اور پریشانی سے ہر ایک کی طرف دیکھتا تھا اور یہ مصیبت جسمین مین اب مبتلا تھا کچھ کم اوس مصیبت سے کہ جسوقت جن کے ہاتھ مین گرفتار تھا نتھی سبب یہ کہ اہل جہاز کہ مبتلا وہم و خیالات کے تھے رہنا میرا جہاز مین بد یمن سمجھتے کہ مبادا نحوست اس میمون نامیمون کی کوئی صدمہ یا آفت ہمارے جہاز پر لائے اس واسطے سب متوجہ میرے دفع کرنے کے ہوے ایک نے کہا ابھی ایک لٹھہ مارکے اوسے مار ڈالتا ہون دوسرے نے کہا نہین مین اسے تیر سے مارونگا

تیسرا بولا مین اسے دریا مین ڈالے دیتا ہون غرض وہ سب درپے میری ہلاکت کے تھے قریب تھا کہ مجکو اونکے ہاتھ سے کچھ صدمہ پہونچے اتنے مین مین
دوڑکر کپتان جہاز کے پاس گیا اور اپنے تئین اوسکے قدمون پر ڈالکر دامن اوسکی قبا کا پکڑ لیا اور بزبان حال اوس سے کہا کہ اب مین تمھارے
دامن کے نیچے آکر چھپا ہون مجھے بچاؤ اور پناہ دو اور بے اختیار میری آنکھون سے اشک رواں ہوے کپتان کو میرے حال پر ترس آیا
اور حمایت کرکے سبکو میری اذیت دینے سے باز رکھا اور کہا خبردار کوئی اس بندر سے نبولے اور اوسے کچھ تکلیف نہ دے پھر اوسنے میری ایسی
محافظت اور خبرداری کی کہ مجکو ذرا تکلیف کسیسے نہ پہونچی گو کہ مین قادر بات کہنے پر نتھا مگر اشارون سے اوسکی شکرگذاری کیا کرتا اور وہ
میرے سب اشارے سمجھکر مجسے بہت راضی اور خوش رہتا ہوا اوسوقت سے موافق جہاز کے ہو گئی اور پچاس دن تک ایک ہی طرح سے چلا کی
یہان تک کہ وہ جہاز ایک بہت بڑے بندر تجارت مین پہونچا جو نہایت آباد تھا اور عمارت اوسکی بہت دلچسپ تھی جہاز نے شہر کے
کنارے پر لنگر کیا وہ شہر بہت بڑا اور دارالریاست ایک بادشاہ عظیم الشان کا تھا بمجرد لنگر کرنے کے بہت لوگ جو دوست اون تاجرون
کے تھے کشتیون پر سوار ہوکر واسطے مبارکباد دینے کے آئے اور چارون طرف سے جہاز کو گھیر لیا ہر ایک شخص اپنے دوست سے ملکے حالات
سفر اور عجائب و غرائب دریا اور شہرونکے پوچھتا اسواسطے کہ وہ جہاز بہت دور دور ملکون اور شہرون مین گیا تھا اور منجملہ اہل شہر کے بعضے
ہمراہ بادشاہی تھے کہ اون تاجرون کو بادشاہ کیطرف سے کہتے تھے بادشاہ ہمارا تمھارے آنے سے بہت خوش ہوا اور فرماتا ہے کہ
جو تم مین سے کوئی شخص لکھنے پڑھنے مین لائق و فائق ہو اس کاغذ پر کہ مسطر کیا ہوا ہمارے پاس ہے لکھے تا اوسکی عبارت اور خوشخطی
کا امتحان کرے اور سبب اسکا یہ ہے کہ یہان کے وزیر اعظم نے قضا کی ہے اور وہ وزیر سوا اے خصائل حمیدہ اور صفات پسندیدہ کے عبارت
خوب لکھتا تھا اور خوشنویس بے عصر کا تھا بادشاہ کہ قدرشناس اور ہنر دوست ہے اوسکے فوت ہونے سے نہایت مغموم رہتا ہے اور قسم
کھائی ہے کہ جو شخص مثل وزیر سابق کے خوش قلم اور رنگین عبارت ہاتھ آئیگا وہی خلعت وزارت پائیگا اور باوجود تلاش بہت کے ابتک سارے
قلمرو مین ایسا کوئی شخص نہین پایا جسکو وہ اپنا وزیر کرے اسواسطے اس کاغذ کو تمھارے پاس بھیجا ہے کہ جو کوئی تم مین سے قدرت لکھنے کی رکھتا ہو اور
اوسے حوصلہ وزارت لینے کا ہو اس کاغذ پر کئی سطرین لکھے جب کہ اس بات کو کہہ چکا مینے آگے بڑھکے اوس کاغذ کو اوسکے ہاتھ سے لیا بجز
سب لوگ جہاز کے خصوصاً وہ تجار جو لکھے پڑھے تھے آپسمین شور و غل کرکے کہنے لگے کہ ابھی یہ میمون اس کاغذ کو یا تو پھاڑ ڈالیگا یا دریا مین پھینک دیگا
مگر جب اونھون نے دیکھا کہ مینے کاغذ کو اچھی طرح سے پکڑا اور اشارہ کیا کہ مین اوسپر لکھونگا سب نے شور و غل کرنا موقوف کیا اور اونکا خوف
تعجب سے بدلگیا اسواسطے کہ اونھون نے اپنی عمر مین کبھی کسی بوزنے کو لکھتے ہوے نہ دیکھا تھا اور میری لیاقت اور قابلیت سے محض ناواقف تھے
چاہا کہ کاغذ میرے ہاتھ سے چھین لین مگر کپتان نے میری حمایت کرکے کہا ٹھہرو اوسکا امتحان کرنے دو اگر اسنے کاغذ کو خراب کیا تو مین تمسے
اقرار کرتا ہون کہ اوسکو سزا اقرار واقعی دونگا اور اگر اوسنے موافق میرے گمان کے خوب لکھا تو بہتر ہے مین اوسے بجاے اپنے فرزند کے پرورش کرونگا
مجکو اوسکے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ کاغذ کو خراب نکریگا مین بہ نسبت اور بوزنون کے اوسے نہایت فہمیدہ اور مہذب پاتا ہون جب مینے دیکھا کہ کوئی
مجسے اب مزاحمت نہین کرتا قلم لیکے مینے فی الفور چار قسم کی چار رباعی خط عربی سے لکھین کہ کوئی تاجر بلکہ کوئی باشندہ بھی اوس شہر کے نہ لکھ سکتا
جب مین لکھ چکا اوس سردار نے جاکر اوس کاغذ کو بادشاہ کی حضور مین گذرانا بادشاہ نے اون سب خطون سے کہ بہت اوس کاغذ مین ظاہر ہوئے تھے اور

امتحان کے لکھے ہوئے تھے میرے خط اور اشعار کو نہایت پسند کیا اور اوسے دیکھکے بہت خوش ہوا اور اپنے امرا میں سے کہا ایک بہت بھاری خلعت
لیجاکر اوس شخص کو جسنے یہ کاغذ لکھا ہی پہناؤ اور گھوڑے پر کہ زین اور ساز اوسکا مرصع ہو ہمارے اصطبل سے لیجاؤ اور اوسے سوار کر کے
لے آؤ وہ سردار اس حکم کے سننے سے مسکرایا بادشاہ اوسکی اس حرکت سے بہت طیش مین آیا اور سزا دینے کے واسطے فرمایا اوسنے عرض کیا خداوند
ہمارا قصور معاف ہو کاتب اس خط کا انسان نہین میمون ہی بادشاہ نے فرمایا کیا یہ سطرین لکھی ہوئی آدمی کی نہین ایک نے اون سردارون سے
عرض کیا کہ خداوند ہم سبنے بچشم خود دیکھا کہ یہ خط بندر نے لکھا ہی بادشاہ کو اس امر سے نہایت تحیر اور تعجب ہوا اور مشتاق میرا ہوا اور
افسرون سے کہا کہ جلد جسطرح سے کہ مینے تمسے کہا ہی ایسے عجیب جانور کو سوار کر کر میری حضور مین لے آؤ وہ سردار جہاز پر پہنچ گئے اور حکم بادشاہ کا
کپتان سے ظاہر کیا اوسنے کہا واسطے بجالانے حکم بادشاہ کے ہم حاضر ہین پھر مجھے ایک قبا کارچوبی کی پہنا کے کنارے پر لے آئے
اور گھوڑے پر مجکو سوار کیا ادھر بادشاہ اپنے سب اہلکارون کے ساتھ منتظر میرے آنے کا بیٹھا اور میرے اعزاز اور اکرام کے واسطے سب قسم
کے آدمی جمع کیے شہر کے چھوٹے بڑے مرد و عورت میرے دیکھنے کے لیے کوٹھون اور راہون مین جمع تھے اسواسطے کہ یہ خبر یعنی بادشاہ
نے ایک بندر کو اپنا وزیر کیا ہی تمام شہر مین منتشر ہو گئی تھی اور لوگ مجھے دیکھکر ہنستے اور شور و غل مچاتے غرض جب مین دیوان خاص مین
پونہچا بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا اور گرد اوسکے تخت کے امیر و وزیر وغیرہ اہالی دولت جمع تھے مین تین بار تسلیمات اور کورنش بجالا کے
مؤدب دست بستہ استادہ ہوا وہان جتنے حاضرین تھے اس حال کو دیکھکر متعجب ہوئے کہ ہمنے آج تک ایسا بندر نہین دیکھا کہ اسطرح آداب بادشاہی
بجالائے اور علی ہذا القیاس بادشاہ کو بھی اس امر سے نہایت تعجب ہوا سب آداب بادشاہی مینے اسطرح سے ادا کیے جیسا کہ آدمی بجالاتا ہی
سوا نطق کے اسواسطے کہ نطق خواص انسان سے ہی مین شرف تکلم سے محروم تھا پھر بادشاہ نے سب اہل دربار کو رخصت کیا صرف مین
اور داروغہ خواجہ سرا اونکا کہ صغیر سن تھا بادشاہ کی حضور مین رہگیا پھر بادشاہ نے دربار سے اپنے مکان مین جاکر خاصہ طلب فرمایا اور مجکو
اشارے سے واسطے کھانا کھانے کے بلایا آداب بجالا کر مین دسترخوان پر بڑے ادب لحاظ سے بیٹھا اور امتیاز سے کھانا شروع کیا جب
کھانے سے فراغت ہوئی اور دسترخوان وہان سے اوٹھایا گیا مینے ایک قلمدان دیکھکر اشارے سے منگوایا جب قلمدان میرے سامنے آیا مینے
اوس مین سے بڑا کاغذ لیکر ایک قصیدہ جلد شکرگزاری مین بادشاہ کی لکھا اور گذرانا بادشاہ نے اوسے پڑھکے بڑا تعجب کیا اور آگے سے
زیادہ خوش ہوا اور بعد اسکے دورہ شراب کا ہوا بادشاہ نے نوکرون کو اشارہ کیا کہ اسے بھی پلاؤ چنانچہ اونھون نے ایک گلاس مجھے دیا مینے
اوسے پیکے کچھ اشعار اور تازہ مضمون بدیہہ لکھکے گذرانے اون اشعار مین مینے اپنا حال مصائب کا اور آرام و چین جو بدولت اوس بادشاہ
قدردان کے مجھے ہوا درج کیا بادشاہ نے اونسے پڑھکے دلمین کہا مثل لیاقت اس بوزنہ کے آج کوئی صاحب کمال آدمی دنیا مین نہین
بعد اسکے بادشاہ نے شطرنج منگوائی اور مجسے باشارہ پوچھا یہ کھیل جانتے ہو اسوقت کھیلنے کو جی چاہتا ہی مینے درجواب اوسکے زمین کو بوسہ
دے کے اپنا ہاتھ سر پر رکھا یعنی مین کھیلنے کو حاضر ہون غرض پہلی بازی کو بادشاہ جیتا اور دوسری تیسری بازی مینے پائی بادشاہ کو دو
بازی کے ہارنے سے ملال ہوا اوسکی تسلی خاطر کیواسطے شعر اس مضمون کا لکھکر گذرانا یعنی دو پہلوان مسلح قوی بازو دن بھر لڑا کیے شام کو باہم
صلح کی اور شبکو ایسی جنگگاہ مین آرام کیا بادشاہ یہ سب ماجرا دیکھکر حیران ہوا اور مصاحبین سے کہا مینے کسی بندر کو ایسا قابل اور حاضر جواب

نہ دیکھا اور نہ سُنا پھر جایا کہ ایسا بندر عجیب اپنی بیٹی ملکہ حسن کو دکھلاوے اوسنے داروغۂ خواجہ سراؤن کو فرمایا تو اپنی بی بی کو یہان پر بلا لا تاکہ وہ بھی
اِس تماشے کو دیکھے داروغہ محل سے اوس شہزادی کو بلا لایا شہزادی وہان سے بادشاہ کی حضور مین مونہ کھولے ہوے آئی اور یہان مجھے دیکھتے ہی
اوسنے جلدی سے اپنے مونہ پر نقاب ڈال لیا اور بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا حضرت خیر ہو آپکو کیا ہو گیا ہی مجھکو نامحرم مردون کے سامنے
بلاتے ہین بادشاہ نے فرمایا مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ تم بیہوشی اور بدحواسی کی باتین کرتی ہو اس جگہ سوا تمھارے خواجہ سراکے اور غیر کوئی نہین تم تو
ہمیشہ بے برقع میری حضور مین آیا کرتی تھین اسوقت کیون برقع ڈالکر آئی ہو اور برخلاف اسکے میری غفلت کا تمکو گمان ہی شہزادی نے
بادشاہ سے عرض کیا آپ خوب دریافت کرین مینے حضور مین غلطی سے نہین کہا مین سچ عرض کرتی ہون اسواسطے کہ یہ میمون درحقیقت انسان
اور بیٹے بادشاہ کا بیٹا ہی جادو کے سبب سے بندر ہو گیا ابلیس کے نواسے نے بعد مار ڈالنے شہزادی جزیرۂ ابونی کے کہ بیٹی بادشاہ ابوتیموریس کی تھی
اِس شہزادے کو جادو سے بوزنہ بنا ڈالا ہی بادشاہ اِس بات کو سُنکر نہایت متعجب ہوا اور مجھسے پوچھا کہ یہ بات سچ ہی مینے اپنا ہاتھ سر پر رکھکے اشارے سے
کہا کہ جو اس شہزادی نے فرمایا درست ہی پھر بادشاہ نے شاہزادی سے پوچھا اے بیٹی تو نے کیونکر دریافت کیا کہ یہ شہزادہ جادو کے سبب سے بوزنہ
بن گیا شہزادی نے جواب دیا آپ کو یاد ہوگا جب میرا دودھ چھڑایا گیا تھا میری خدمت اور تربیت کے واسطے ایک ضعیفہ مقرر کی گئی تھی جادو مین
اوسکو کمال تھا اوسنے مجھکو ستر باب سحر کے تعلیم کیے کہ جس سبب سے مجھین اتنی طاقت ہی کہ تمھارے دار الامارت کو یہان سے اوٹھاکے سمندر مین
ڈالدون مجھکو حال اون لوگون کا کہ جادو کیے گئے ہین خوب منکشف ہی بمجرد دیکھنے کے معلوم کر لیتی ہون کہ یہ شخص مسحور ہی اور اسواسطے
اوس پر جادو ہوا اور کس شخص نے جادو کیا مینے ایک ہی نظر کے دیکھنے سے اوسے پہچان لیا کہ جسکو آپ میمون جانتے ہین شہزادہ ہی بادشاہ
نے کہا اے بیٹی مین تجھے اتنا صاحب کمال نجانتا تھا شہزادی نے کہا خداوندا یہ امور راز کے ہین انکا سیکھنا ہر ایک کو لازم ہی اور مین کبھی اسمین
لاف زنی نہین کرتی بادشاہ نے شہزادی سے کہا تم مین اتنی قدرت ہی کہ اس شہزادے سے اثر جادو کا موقوف کر کے پھر اوسکو بصورت اصلی بنادو
شہزادی نے کہا البتہ مین بنا سکتی ہون بادشاہ نے کہا تم اسکو صورت اصلی مین لاؤ تمین نہایت ممنون ہونگا اور اوسکو اپنا وزیر اعظم کر کے
تیرے ساتھ اوسکی شادی کر دونگا شہزادی نے کہا بہت خوب یہ کہکر شہزادی ملکہ حسن اپنے مکان سے ایک چھری لے آئی اوسپر حروف
عبرانی کندہ تھے اور کہا بادشاہ اور خواجہ سرا اس بوزنے سمیت ایک مکان محفوظ مین پوشیدہ بیٹھین پھر ہم تینون بر آمدے مین کہ چار وطرف
اوس مکان کے بنا ہوا تھا جا کر بیٹھے اور اوسنے درمیان اوس صحن کے ایک بڑا دائرہ زمین پر کھینچا اور پڑھنا عبری در کچھ زبان عبرانی
مین شروع کیا جب پڑھ چکی اور خاطر خواہ دائرہ بنا لیا تب اوس دائرے کے اندر جا کر بعض آیات قرآن کے بتدریج پڑھنا شروع کیا
پڑھتے ہی چارون طرف مثل شب کے اندھیرا ہو گیا اور آثار قیامت کے دکھائی دینے لگے یہ حال دیکھکر ہم سب ڈر گئے اور خوف
ہمارا ساعت بساعت زیادہ ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ ہمنے دیکھا جن بیٹا دختر ابلیس کا یکایک بشکل بڑے شیر ہیبت ناک کے ظاہر
ہوا شہزادی اوسکے مقابل ہو کہنے لگی اے سگ تجھے چاہیے تھا کہ میری خوشامد کرتا نہ کہ میرے ڈرانے کے واسطے ایسی شکل مہیب
بنکر آیا اور تو نے بڑی جرأت کی شیر نے جواب دیا کہ تو نے اوس عہد و پیمان کو کہ درمیان آدم زاد اور عالم جنات کے باندھا گیا تھا
توڑا اوسپر قسمین شدید دی گئی تھین کہ کوئی ایک دوسرے کو ضرر اور ایذا نہ پونہچائے شہزادی نے کہا اے ملعون عہد شکن تو ہی مجھے

چاہیے کہ اسی امر مین تجکو ملامت کرون شیر نے کہا تونے بڑی جرأت کی کہ مجھے تکلیف یہان آنے کی دی یہ کہکے اوسنے اپنے مونہ کو
پھیلایا اور قصد کیا کہ شہزادی کو نگل جائے مگر وہ بہت ہوشیار اور خبردار تھی پیچھے کیطرف جست کرکے ہٹ گئی اور ایک بال اپنے سر کا
اوکھاڑ کر اوسنے دو چار لفظین اوسپر پڑھین وہ بال تلوار تیز بنگیا شہزادی نے اوسی تلوار سے شیر کو دو ٹکڑے کرکے اوس میدان مین
ڈال دیا وہ ٹکڑے شیر کے غائب ہوگئے اور سر اوسکا رہگیا تھا بچھو بنگیا شہزادی اوسوقت سانپ بنکے اوس سے لڑنے لگی بچھو تاب
مقابلے کی نلاکے عقاب بنکے اوڑا پھر اوس سانپ نے بھی عقاب سیاہ بنکے پہلے عقاب کا تعاقب کیا یہان تک کہ وہ دونون عقاب
ہماری نظرون سے غائب ہوگئے تھوڑی دیر کے بعد زمین ہمارے سامنے کی شق ہوگئی اور اوسمین سے دو بلیان سیاہ و سفید نکلین اور بال
دُم کے کھڑے کرکے آپسمین چلانے لگین پھر سیاہ بلی گرگ سیاہ بنکے دوسری بلی کی طرف دوڑی وہ بلی بسبب نہ پانے فرصت کے مجبور ہو کیڑا
بن گئی اور اوس کیڑے نے ایک انار کے اندر کہ اوسیوقت درخت سے کنارے ایک نہر کے گر پڑا تھا اپنے تئین چھپایا وہ انار بڑھنے لگا یہان تک
کہ بتدریج بڑھتے بڑھتے مانند بڑے کدو کے ہوگیا اور ہوا پر اوڑا اور برابر بلندی پر آمدے کے جاکر کبھی آگے کو اور کبھی پیچھے کو حرکت کرتا تھا
چند بار ادھر اودھر جا آخر زمین پر گر کے پھٹ گیا اور بہت ٹکڑے اوسکے ہوگئے وہ گرگ اوسوقت خروس بنکر انار کے دانے چننے لگا
اور بہت جلدی جلدی ایک ایک دانہ نگلنا شروع کیا جب سب دانے انار کے کھا چکا تب وہ پر پھیلا کے ہماری طرف آیا اور بڑے شور
و غل سے آواز کی گویا وہ پوچھتا ہی کہ کوئی دانہ انار کا اور تو باقی نہین رہا اور چارون طرف وہ ڈھونڈھتا پھرتا تھا کہ ناگاہ اوسنے ایک دانہ
کنارے نہر کے پڑا ہوا تھا دیکھا دوڑکر چاہتا تھا کہ اوسکو بھی نگل جاوے اتنے مین وہ دانہ لڑھکتا ہوا نہر مین چلا گیا اور چھوٹی مچھلی بنگیا وہ
مرغ بھی اوس مچھلی کے کھانے کو نہر مین گیا وہ مچھلی اور مرغ دو گھڑی تک اوس نہر کے اندر رہے ہمین کچھ حال انکا معلوم نتھا کہ وہ دونون
کیا ہوے پھر تھوڑی دیر کے بعد ہمنے ایک آواز مہیب چلانے کی سنی اور اوسکے سننے سے ڈرے پھر اوس جن اور شہزادی کو دیکھا کہ دونون
بالکل آگ ہوگئے ہین اور ہر ایک مونہ سے شعلے نکال دوسرے کی طرف پھینکتا ہی اور نزدیک ہوکے ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہی یہان تک
کہ آگ نے سب کو گھیر لیا ہم لرزنے لگے کہ اس آگ سے یہ سب محل ابھی جل جائے گا اسی بین مین سبب ہمارے خوف کا ایک اور ہوا
کہ وہ جن شہزادی کے مقابلے سے اپنے تئین باز رکھکر اوس برآمدے کیطرف آیا جہان ہم سب بیٹھے تھے اور شعلے اپنے مونہ سے
نکالکر ہماری طرف پھینکنے لگا قریب تھا کہ ہم سب جلکے راکھ ہو جاوین اتنے مین شہزادی دوڑکر آئی اور ہمین اوسکے ہاتھ سے
بچاکر اوسکو وہانسے دور بھگایا باوجود حمایت شہزادی کے جن کی شعلہ افشانی اور آتش اندازی کے سبب سے بادشاہ کا مونہ تمتا جھلس گیا
اور داروغہ خواجہ سرا اونکا جل بھن کے راکھ کا ڈھیر ہوگیا اور ایک پارۂ آتش میری طرف آیا اوڑکر میری آنکھ مین لگا جس سے
دہنی آنکھ جاتی رہی ہم دونون یعنی بادشاہ اور مین اس صدمے سے نہایت مضطر تھے کہ آواز فتح اور نصرت کی ہمنے سنی اور وہ محسنہ
اپنی شکل مین بنکے ہمارے پاس آئی اور وہ جن جلکے راکھ کا تودہ ہوگیا پھر شہزادی نے جلدی سے ایک پیالہ پانی کا ایک چھوٹے
غلام کے ہاتھ منگوایا پھر اوس پیالے پر کچھ پڑھکے تھوڑا پانی اوسمین سے مجپر چھڑکا اور کہا اگر تو جادو کے سبب سے میمون ہوگیا ہے
تو تو اپنی اصلی شکل بن اور بصورت انسان کے جیسا کہ آگے تھا ہو جا بمجرد اوسکے کہنے کے مین بشکل انسان بن گیا سوا دہنی آنکھ کے

جو آگ سے جاتی رہی تھی اور کسی عضو میرے مین نقصان تھا مینے چاہا کہ اوس شہزادی کی شکر گزاری کرون مگر اوسنے مجھے فرصت نہ دی اور بادشاہ سے کہا مین اگرچہ جن پر غالب آئی اور فتحیاب ہوئی جیسا کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا مگر ساتھ اس ظفر کے میرا بھی کام تمام ہو چکا کوئی ساعت کی مہمان ہون اور نوبت میری کتخدائی کی جسے کہ آپ نے سوچا تھا نہین پونہچیگی اس آگ نے کہ لڑائی مین فروختہ ہوئی تھی میرے تن بدن کو جلا دیا کوئی دم مین مجکو جلا کر خاک کر دیگی اگر وہ ایک دانہ انار کا بھی مجسے جسوقت کہ مین مرغ بنی ہوئی تھی چھوٹا اور اوسکو بھی نگلجاتی تو پھر کچھ صدمہ نہ مجکو اور نہ تمکو پہونچتا اور اوس جن کا کام اوسی وقت تمام ہو جاتا مگر اوس دانے کے بچنے سے پھر اوسے طاقت میرے ساتھ لڑنے کی ہوئی تب مینے مجبور ہو کے اوس سے لڑائی ساتھ آتش کے کی اور زمین سے آسمان تک ایک عالم آگ کا ہو گیا تھا تب اوس جن کو معلوم ہوا کہ مجکو علم سحر مین کمال درک ہے اور اوس سے اس علم مین کمین غالب ہون آخر مینے اوسکو جلا کر خاک کر ڈالا مگر مین بھی اب اس آگ سے بچ نہین سکتی شہزادی جب سب حال لڑائی کا بیان کر چکی بادشاہ نے با فسردگی تمام اوسکو جواب دیا تم اپنے باپ کا حال بھی دیکھو کہ گو زندہ ہون مگر مونہ میرا جھلس گیا ہے اور تمہارا خواجہ سرا تو بالکل جل کے تمام ہو گیا اور یہ شہزادہ کہ جسکو تم نے جادو سے خلصی دی دہنی آنکھہ سے کانا ہو گیا ہے یہ کہکے بادشاہ اور مین اس حال مین رونے اور جزع فزع کرتے تھے یکایک وہ شہزادی پکارنے لگی کہ جلی جلی پھر وہ ایک آن مین اوس آگ کی تاثیر سے جلکر مثل جن کے تودہ راکھہ کا ہو گئی اے شہریار پھر اوس مقام مین اوس دوسرے قلندر نے ایک آہ بھر کر زبیدہ سے کہا بی بی مین کچھہ اوسوقت کے حال غم و الم کا بیان نہین کر سکتا کہ کسقدر رہم سب پر گذرا مینے اوس ملکہ حسن کو اس حال مین خاکستر دیکھکر اپنے دل مین کہا کاش مین بندر بلکہ سگ تمام عمر بنا رہتا تو بہتر تھا اس سے کہ شہزادی میری محسنہ اسطرح سے ہلاک ہوئی اور ادھر بادشاہ اپنے فرزند کے فوت ہونے سے رونے پیٹنے لگا آخر اوس بادشاہ کو نہایت غم و الم سے غش آگیا اور مجھے بادشاہ کیطرف سے نہایت خوف و ہراس ہوا کہ مبادا اپنی بیٹی کے غم سے وہ بھی کہین ہلاک نہو جائے ماتم سے قیامت برپا ہوئی محل مین بادشاہ کا حال سنکر سب امرا اور خواجہ سرا دوڑے اور بہت تدبیر سے اوسے پھر اپنے ہوش و حواس مین لائے مینے سب حال اونسے بیان کیا پھر وہ سب بادشاہ کو اوٹھا کر اوسکے کمرے خاص مین لیگئے اور سب محلون اور شہر مین یہ خبر مشہور ہو گئی ہر طرف سے سوا صدائے وا ویلا اور آواز وا حسرتا کے اوس شہزادی کے نام پر اور کچھہ نہین سنائی دیتا تھا اور اوسکے ساتھہ غم بادشاہ کا بھی کرتے تھے سات دن تک انھون نے شہزادی کا سوگ اور ماتم کیا اور رسوم ماتم کے موافق رواج اوس ملک کے اس عرصے مین بجا لائے پھر جن کی راکھہ کا ڈھیر انھون نے ہوا پر اوڑا دیا اور شہزادی کی راکھہ کو ایک قیمتی کپڑے کی تھیلی مین بھر کے وہین پر دفن کیا اور اوسپر ایک بہت عالیشان مقبرہ بنایا اور بادشاہ شہزادی کے غم مین ایک مہینے تک بیمار پڑا رہا ہنوز اوسکو آرام نہین ہوا تھا کہ اوسنے مجکو بلا کر کہا اے شہزادے تیرے آنے سے طرح طرح کی مصیبتین مجپر گذرین میری بیٹی تیرے ہی سبب سے فوت ہوئی اور اوس کا داروغہ جلکے مر گیا مین مرتے مرتے بچا یہ سب باعث تیری شومی اور نحوست کا ہے اب کسیطرح سے مین تجکو دیکھہ نہین سکتا اور یہان تیرے رہنے کا روادار نہین اسی وقت تو یہان سے چلا جا اگر تو یہان رہے گا تو باعث میری ہلاکی کا بھی ہوگا حال تیری نحوست کا خوب معلوم ہوا اگر پھر تو میرے قلمرو مین آوے گا تو مین بری طرح سے تیرے پیش آؤنگا غرض اسطرح سے بادشاہ نے غصے مین یہ سب باتین کہین کہ جس کا مین کچھہ

جواب نہ دے سکا اور فی الفور بادشاہ کی حضور سے چلا گیا اور جدھر کو جاتا تھا اودھر کو لوگ قصد بیمار ڈالنے کا کرتے تھے آخر میں نے مجبور ہو کے قبل اسکے کہ شہر سے نکلوں حمام میں جا کے چار ابرو کا صفایا کرا اور لباس قلندری کا پہن وہان سے سفر اختیار کیا اور اپنی زیست پر ہزار ون لعنت ملامت کر کے کہتا تھا کہ افسوس ہے یہ سبب ایسی قبول صورت دو شہزادیان ہلاک ہوئین پھر ملک بہ ملک اور شہر بہ شہر ایک مدت تک پھرا کیا آخر کو سوچا کہ شہر بغداد میں جا کے اپنے درد دکھ کو حضور مین امیر المومنین خلیفہ ہارون رشید کی عرض کرون بادشاہ عالیجاہ میری حقیقت سنکر مقرر رحم فرمائیگا اور اس مصیبت سے نجات دیگا آج شام کیوقت مین یہان پونہچا اور سب سے پہلے ملاقات اس پہلے قلندر سے کہ جسنے ابھی اپنی سرگذشت کو بیان کیا حاصل ہوئی اور میرے حاضر ہونے کا سبب آپ کی حضور مین پہلے قلندر کی زبانی معلوم ہو چکا ہے اوسکا ذکر کرنا ضرور نہیں جب دوسرا قلندر بھی اپنا حال کہہ چکا زبیدہ نے اوس سے فرمایا مینے تیرا قصور معاف کیا جدھر تیرا جی چاہے چلا جا وہ زبیدہ سے اجازت لیکر پہلے قلندر کے پاس بیٹھ گیا پھر تیسرا قلندر اپنا قصہ کہنے پر مستعد ہوا اور سامنے زبیدہ کے حاضر ہو کر اسطرح اپنا حال کہنا شروع کیا

قصہ تیسرے قلندر کا

ای محترم اور مکرم بی بی میرا قصہ نہایت عجیب و غریب ہے ان دونون شہزادون کے قصون سے کہ اونکی آنکھین ضائع ہوئین محض بے اختیاری سے جیسا کہ اونھون نے ظاہر کیا اور میری آنکھ محض اپنے قصور اور نادانی سے پھوٹی چنانچہ آپ کو میرے ذکر کرنے سے معلوم ہوگا میرا نام عجیب ہے اور بیٹا ہون بادشاہ عالی شان کا کہ اوسکا نام کسب تھا جب اللہ نے قضا کی مین بجاے اونکے سریرآرا ہوا اور اوسی شہر مین جسے میرے باپ نے اپنا دار الریاست کیا تھا رہنا اختیار کیا وہ شہر آباد کنارے دریا کے واقع تھا اور اوسکی محافظت کے لیے ڈیڑھ سو جہاز جنگی ہر وقت طیار رہتے تھے اور پچاس جہاز مخصوص تجارت کے واسطے سوا ان جہازون کے اور بہت سلف بجری بیس وغیرہ واسطے سوداگری اور سیر و تماشے دریا کے ہر وقت اوس شہر کے کنارے لنگر کیے کھڑی رہا کرتی تھین اور اوس ولایت کے بہت اچھے اچھے شہر اور جزیرے آباد متعلق تھے پہلے سب کامون کے مینے یہ ارادہ کیا کہ سب شہرون اور جزیرون کو جو میری حکومت سے متعلق ہین جا کر دیکھون اور وہان کے باشندون کی بسبب قضا کرنے والد کے متردد ہین تسلی اور تشفی کراؤن تاکہ وہ اپنے کام ملکداری اور تجارت مین بجمعی مصروف رہین اور اسی طرح سے مین شوق سیکھنے علم جہازرانی کا میرے دل مین پیدا ہوا لہذا مین ایک جہاز پر سوار ہوا اور دنش جہاز اپنے ساتھ لے روانہ ہوا چالیس دن تک ہوا موافق رہی اکتالیسوین دن ہوا غیر موافق بشدت چلنے لگی اور سب جہاز ہمارے طوفان مین ایسے پڑے کہ ہم سب مایوس اپنی زندگانی سے ہوے مگر دوسرے روز صبح کو ہوا کم ہوئی ابر کھلا آفتاب نکلا آسمان گرد و غبار سے صاف ہوا ہم نے باطمینان تمام ایک جزیرے مین اوتر کر دو روز تک واسطے لینے غلہ وغیرہ کے توقف کیا بعد اسکے ہم پھر جہاز پر سوار ہوے اور متر صد تھے کہ دنش روز کے عرصے مین خشکی مین پونہچین گے اس واسطے کہ بسبب طوفان کے ہمنے راہ گم کی تھی اور معلوم نتھا کہ بسبب شدت طوفان اور تاریکی کے ہمارے جہاز کس سمت کو جاتے ہین معلم نے اسواسطے ایک خلاصی کو اوپر مستول کے چڑھایا تا حال سمت کا معلوم کرے وہ ورہنے اور بائین اپنے بجز دریا اور آسمان کے کچھ ندیکھتا تھا مگر بعد غور کے جانب راست اپنے ایک سیاہی بڑی دیکھی یہ خبر سنکے رنگ ناخدا کے چہرے کا متغیر ہو گیا پگڑی اوتار کے پھینک دی سر پیٹنے لگا اور مجھسے کہا کہ خداوند ہم سب ہلاک ہوے

اس بلا سے کوئی بچتا نظر نہین آتا اب کوئی تدبیر نہین کہ ہم اس آفت سے اپنے تئین بچاوین یہ کہکے وہ معلم اسطرح زار زار رونے لگا کہ جیسے کوئی کسیکو جان سے قتل کرتا ہو یہ باتین یاس کی ناخدا سے سنکر سب اہل جہاز سراسیمہ و مضطر ہوے مینے ناخدا سے سبب اس ناامیدی اور اضطراب کا پوچھا اوسنے جواب دیا کہ طوفان ہمارے جہازون کو راہ سے برگشتہ کرکے ایسی جگہ لایا ہی کہ کل کے دن دوپہر کو ہمارا جہاز اوس سیاہی کو پونہچیگا اور وہ سیاہی کالا پہاڑ سنگ مقناطیس کا ہی وہ جلد ہمارے جہازون کو بسبب کیلون آہنی اور دوسری چیزون لوہے کے کہ جہاز مین لگی ہین اپنی طرف کھینچیگا اور جہاز جب پاس اوسکے جائیگا تو اوسکی کشش کے زور سے یہ سب کیلین اور تیر لوہے کے جہازون کے تختون سے جدا ہوکر اوس پہاڑ سے جا چمٹینگے اور جہاز ٹوٹ کے پانی مین اسباب اور آدمیون سمیت غرق ہو جائینگے اسواسطے کہ سنگ مقناطیس مین یہی خاصیت ہی کہ لوہے کو جذب کرتا ہی اور جسقدر کہ لوہا اوسکے نزدیک ہوتا ہی اوسمین قوت جاذبہ زیادہ ہوتی ہی اور جانب اس پہاڑ کی جو دریا کی طرف ہی ہزارون جہاز کی کیلین نکل نکل کے نیچے سے اوپر تک جا چمٹی ہین اسی سبب سے وہ پہاڑ سیاہ نظر پڑتا ہی پھر اوس ناخدا نے کہا وہ پہاڑ بہت اونچا اور سرشیب ہی اور اوسکی چوٹی پر ایک گنبد پیتل کا پیتل کے پیلپاؤن پر استادہ ہی اور اوس گنبد پر ایک گھوڑا تصویر آدمی کی اوسپر سوار اور وہ دونون راکب اور مرکوب بھی پیتل سے بنے ہوے ہین اور ایک تختی سیسے کی کہ اوسپر کچھ حروف طلسم کندہ ہین اوسکے سینے سے لگی ہوئی ہی لوگ کہتے ہین کہ وہی تصویر اصل سبب تباہ ہونے جہازون اور آدمیون کی ہی جو ہین ناخدا یہ کہکے پھر از سر نو گریہ و زاری کرنے لگا اوسکے رونے سے سب جہاز کے لوگ رونے لگے اور مجھے بھی یقین ہوا کہ میری عمر اتنی ہی تھی اور اوس جا مین قضا لے آئی ہی اور ہر ایک شخص اپنے بچاؤ کے خیال مین پڑا کہ کسیطرح سے اپنی جان کو اس آفت سے نکالے آپس مین کہتے تھے کہ جو کوئی ہم مین سے جان بر ہووے وہ سبکا مختار اور وصی ہی غرض کہ دوسرے دن فجر کو جہاز ہمارا اوس پہاڑ سیہ کے مقابل پونہچا وہ منصوبے کہ ہم نے سب کیے تھے بھول گئے اور واویلا کرنے لگے دوپہر کو جیسا کہ ناخدا نے کہا تھا ویسا ہی ہوا یعنی پہاڑ نے ایسا زور سے جہاز کو اپنی طرف کھینچا کہ سب کیلین اور اسباب لوہے کا کہ جہاز کے اندر تھا اوڑ کے پہاڑ سے چمٹ گیا اور تختون کے جدا ہونے سے بڑی آواز مہیب ہوئی فی الفور کیا رہون جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ایسے گہرے پانی مین غرق ہوے کہ کسی اسباب اور اہل جہاز کا پتا نہ لگا مگر خدا نے میرے حال پر رحم کیا کہ فقط اون سب مین ایک مین زندہ رہا اتفاقاً میرے ہاتھ ایک تختہ جہاز کا لگ گیا اوسکے سہارے سے پہاڑ کے نیچے خشکی مین ایسی جگہ پر صحیح و سالم پونہچا جہان قدمون کے نشان مانند زینے کے بنے ہوے تھے وہ راہ پہاڑ پر جانے کی تھی مین اون قدمون کے نشان دیکھکر کمال خوش ہوا اور اون نشانون کے کہین ہر جگہ دہنے بائین ایسی تھی کہ جہان قدم ٹھہر سکے اور گرنے سے بچے مینے خدا کا شکر کیا اور اوسکا نام لے پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا رستہ نہایت تنگ تھا اور ہوا ایسی سخت کہ مجھے دریا کیطرف اوڑائے لیے جاتی تھی بہرکیف مین بخیریت اوس پہاڑ پر چڑھ گیا اور گنبد کے اندر جاکر زمین پر سجدہ خدا کا شکر بجا لایا کہ اوسنے اپنے کرم و فضل سے مجکو مع الخیر یہان تک پونہچایا شب کو اوس گنبد مین سو رہا وہان خواب مین ایک پیر مرد متبرک کو دیکھا کہ وہ مجکو کہتا ہی اے عجب جب تو بیدار ہو تو کوشش کرکے زمین اپنے قدمون کے نیچے کی کھود اوس مین سے تو ایک کمان پیتل کی اور تین تیر سیسے کے کہ فلانی ساعت مین واسطے ضرر پونہچانے آدم نژاد کے بنائے گئے ہین پاویگا اون تینون تیر سے آدمی کی تصویر کو جو گھوڑے

پر سوار ہے مار تاکہ وہ تصویر دریا مین اور گھوڑا تیرے قدمون کے پاس گر پڑے پھر تو اس گھوڑے کو اوسی جا پر جہان سے تو تیر و کمان پا دیگا گاڑ دیجیو جب تو یہ کام کر چکیگا تو دریا کی یہان تک طغیانی ہوگی کہ نیچے اس گنبد کے آپونہچے گا اور جب دریا اس قدر بڑھے گا ایک ڈونگی یعنی کشتی کنارے دریا کے نزدیک تیرے آلگے گی اور اوس کشتی مین ایک ملاح پیتل کا بیٹھا ہوا کشتی کو تیرے پاس لائیگا تو جلدی اوس کشتی مین بیٹھ جائیو وہ تجھے دس دن کے عرصے مین اس دریا سے اور دریا مین پونہچا دیگا وہان سے اپنے ملک کا پہونچنا تجکو بہت آسان ہوگا مگر خبردار کہ سفر بھر مین خدا کا نام نہ لینا جب وہ پیر مرد ان باتون کو کہہ چکا میری آنکھ کھل گئی اور مین اس خواب کی تعبیر سے نہایت خوش ہوا مینے بموجب کہنے اوس بزرگ کے زمین کو کھودا وہان سے تین تیر اور کمان پائی اون تیرون سے اوس تصویر کو مارا تیسرے تیر کے لگنے سے وہ سوار تصویر کا دریا مین گرا اور گھوڑا میرے قدمون کے پاس آپڑا اوسکو مینے اوس جا پر جہان سے کمان و تیر پائے تھے دفن کیا پھر وہ دریا بڑھنے لگا یہان تک کہ نیچے اوس گنبد کے آلگا اور ایک کشتی دور سے میری طرف چلی آتی ہے اور اوسپر ایک آدمی پیتل کا بیٹھا ہوا ہے مینے جناب باری کا شکر کیا کہ میرا خواب سچا اور راست ہوا جب وہ کشتی کنارے آپونہچی مین اوس کشتی مین سوار ہوا اور بموجب اوسکے کہنے کے خدا کا نام نلیا بلکہ کوئی بات اپنے مونہ سے نہین نکالتا تھا پھر وہ پیتل کا آدمی نو دن کے عرصے مین بلا توقف اوس کشتی کو بہت دور لیگیا مین بہت جزیرے اپنے دہنے بائین دیکھکر خوش ہوا اور تصور کیا کہ اب جلد اس مصیبت سے نجات پاؤنگا اس خوشی سے خدا کا شکر بجا لایا بمجرد نام لینے خدا کے وہ کشتی اوس آدمی سمیت غرق ہوگئی اور مین پانی کی سطح پر پیرنے لگا باقی روز تک ایک جزیرے کی طرف جو بہت نزدیک معلوم ہوتا تھا شناوری کیے گیا رات کو اندھیرے مین معلوم نہوتا تھا کہ کدھر جاتا ہون بہتا تیرتا اوسی طرف چلا جاتا تھا آخر تھک گیا اور مجھمین ہاتھ پانون ہلانے کی اصلا تاب و طاقت نرہی اور اپنی زندگی سے ناامید ہوا اوسی حالت یاس مین یکایک ایک ہوا تند و تیز چلی اور دریا شدت سے موج مارنے لگا چنانچہ ایک موج نے کہ مانند پہاڑ کے بڑی تھی میرے تئین اوٹھا کر پایاب مین ڈالدیا مین جلدی سے نکل آیا تاکہ پھر کوئی دوسری لہر بیچ دریا کے نہ پھینکدے الغرض دریا سے نکلتے ہی مینے کپڑے نچوڑ کر سکھائے پھر اونکو پہنکر ادھر اودھر چلنا شروع کیا بہت درخت میوہ دار وہان نظر آئے اوس سے مجکو معلوم ہوا کہ کوئی جزیرہ ویران ہی پھر ریتا و ربالو جب دور تک دیکھی تو مینے جانا کہ آگے یہ جزیرہ سمندر تھا اب خشک ہوگیا یہ خیال کرکے مین سب خوشی جو دریا سے نجات پانے اور درخت میوہ دار دیکھنے مین ہوئی تھی بھول گیا اور اپنے تئین خدا کی رضا پر چھوڑا کہ جو وہ چاہیگا میرے حق مین کریگا تھوڑی دیر نگذری تھی کہ ایک چھوٹا سا جہاز دیکھا کہ سب پالون کو اوڑائے ہوئے اسی جزیرے کیطرف چلا آتا ہی مجھے یقین ہوا کہ وہ لنگر اسی جزیرے مین کریگا مگر معلوم نہین کہ اوسمین لوگ کیسے ہین دوست ہین یا دشمن سوچا کہ اپنے تئین اونکو دکھانا مناسب نہین اسواسطے ایک درخت پر کہ بہت بڑا اور گنجان تھا چڑھگیا اور ارادہ کیا کہ وہان سے چھپکے اون آدمیون کو جو اس جہاز مین ہین دیکھون کہ اونکی صورتین کیسی ہین اسی خیال مین تھا کہ اوس جہاز نے ایک کول مین آکر لنگر کیا اور دس غلام پھاوڑے وغیرہ آلات ہاتھون مین لیکر جہاز سے اوترے تا کسی زمین کو کھودین پھر وہ وسط مین اوس جزیرے کے جاکر ٹھہرے اور ایک جا پر زمین کھودنے لگے یہان تک کہ اونھون نے ایک دروازہ پایا پھر وہ جہاز مین سے جا کے طرح طرح کا اسباب کھانے پینے اور فرش فروش وغیرہ کا بوجھ

باندھ باندھ سرپر اوٹھا لائے اور اوس جاسے جہان کھودا تھا نیچے لیگئے مینے قیاس سے جانا کہ نیچے اسکے بڑا تہ خانہ بنا ہوا ہی پھر
جہاز مین وہ سب غلام جاکر ایک مرد پیر اور ایک امرد لڑکے کو کہ خوبصورت اور چودہ پندرہ برس کی عمر کا معلوم ہوتا تھا اپنے ساتھ
لے آئے اور اوس تہ خانے مین وہ سب کے سب اوتر گئے اور وہان سے پھر کر دروازہ بند کیا اور اوسپر مٹی ڈالکے زمین کو برابر کر دیا اور وہ سب
وہان سے اپنے جہاز پر پھر گئے مگر مین نے دیکھا کہ وہ جوان لڑکا تہ خانے سے پھرا نہین شاید وہ وہین رہا مجکو اس حال سے بڑا تعجب
گذرا پھر وہ سب اوس جزیرے کو چھوڑ کر جدھر سے آئے تھے اودھر ہی کو روانہ ہوے جب مینے دیکھا کہ وہ جہاز بہت دور نکل گیا اور وہان
سے کوئی اہل جہاز نظر نہین پڑتا مین جلدی سے اوس درخت کے نیچے اوترا اور وہان گیا جہان اونھون نے زمین کھودی تھی اور
مٹی اوس جگہ کی سرکائی اوسکے مونہ پر ایک پتھر دو ہاتھ کے مربع مین لگا ہوا تھا جب مینے اوسکو اوٹھایا وہان ایک سیڑھی چھپی ہوئی
دکھائی دی مین اوس زینے سے نیچے اوتر گیا وہان جاکر دیکھا کہ ایک بہت بڑا مکان ہی اوس مین فرش قالین کا بچھا ہوا اور دالان
مین اوسکے تکیے نفیس زردوزی غلاف کے چڑھے ہوئے رکھے ہین اور اوسمین وہ لڑکا بیٹھا ہوا پنکھا اپنے تئین جھل رہا ہی اور دو شمعدان
موم کی وہان روشن اور کھانے پینے کی چیزین وہان سب طرح کی موجود تھین اور گلدستے پھولونکے اوسکے پاس رکھے ہوے
وہ جوان مجھے دیکھکر ڈر گیا مینے اوسکی تسلی کیواسطے کہا کہ صاحب تم خوف ایسے شخص سے کہ جو بادشاہ اور بادشاہ کا بیٹا ہی نکرو
مین کچھ اذیت اور ضرر تم کو نہ پہونچاؤنگا اور تم بڑے صاحب نصیب ہو کہ تمھاری مخلصی کے واسطے اس قبر سے کہ تم کو زندہ دفن
کر گئے ہین آیا ہون مگر پہلے ضرور ہی کہ تم مجھسے سبب اپنے دفن ہونے کا اس زمین مین ظاہر کرو اور مجھسے پوشیدہ کوئی امر نرکھو اسواسطے
کہ مین سب امور تمھارے دیکھ چکا ہون مگر اسقدر مجھے معلوم نہین کہ تم اپنی خوشی سے کیونکر اس جگہ دفن کیے گئے اوس جوان کو
ان باتون سے بہت تسلی ہوئی اور مجکو بیٹھنے کو کہا مین جب اوسکے پاس بیٹھ گیا اوسنے کہنا شروع کیا اے سلطان میرا حال نہایت عجیب
و غریب ہی اوسکو سنکے بہت متحیر ہوگے یعنی میرا باپ جوہری ہی کہ اوسنے اپنی محنت اور ہنرمندی سے بہت دولت پیدا کی اوسکے سیکڑون
غلام اور کوٹھیان ہین اوسنے خاص جہازون مین سوار ہوکر دور دور کی سیر کی اور ملکون ملکون پھرا ہی اور جا بجا اوسکے گماشتے ہین
کہ اوسکی طرف سے خرید و فروخت جواہرات کی کرتے ہین باوجود اس دولت و حشمت کے اولاد نہین رکھتا تھا ایک رات اوسنے خواب مین
دیکھا کہ اوسکے گھر بیٹا ہوگا لیکن عمر اوسکی بہت کم ہوگی اس خواب سے بیدار ہوکر نہایت ملول و رانده و غمگین ہوا پھر کئی دنکے بعد میری
مان نے اوسے خبر دی کہ مین امید سے ہون خواب تمھارا سچا ہوا غرض بعد گذرنے نو مہینے کے مین پیدا ہوا سب اقربا اور عزیزون نے
میرے پیدا ہونے سے بڑی خوشی کی سوا اوسکے کہ بسبب اوس خواب کے نہایت رنج مین تھا آخر اوسنے نجومیون سے میرا حال پوچھا اونھون نے کہا اس
لڑکے کو چودھوین برس خطرہ جان کا ہی اگر اس قسم خطرے سے بچ گیا تو پھر عمر اوسکی بڑی ہی اور بہت برس تک جیگا پھر اونھون نے کہا کہ ہمکو
گردش کواکب سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بسبب عجب بادشاہ کے کہ بیٹا کلسب بادشاہ کا ہی ایک پیتل کا سوار جو مقناطیس کے پہاڑ پر رکھا ہی دریا مین
گر یگا اور بعد پچاس دن کے اس ماجرے سے یہ مولود عجب بادشاہ کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک تو میرا باپ اوس خواب کے سبب سے ملول تھا دوسرے
نجومیون کی اس بات سے سو حصے رنج اوسکا زیادہ ہوا میری حفاظت کے لیے مصروف رہا کرتا جب چودھوان برس مجکو شروع ہوا اوسکے

دوسرے دن نجومیون نے آگے عرض کیا دس دن گذرے ہین کہ سلطان عجیب نے اوس پیتل کے سوار کو جسکا ذکر رہنے کیا تھا اوس پہاڑ کی چوٹی سے
دریا مین ڈال دیا باپ میرا اس خبر کو سنکر نہایت غمگین اور مضطر ہوا چاہتا تھا کہ کسی طرح سے تاثیر میرے ستارۂ بد کی دفع ہو اور مجھے اس خطرے
سے بچاوے پھر اوسنے آگے سے سوچ کے میری محافظت کیواسطے اس خالی جزیرے مین جہان آدمی کا گذر نہین زمین کے نیچے اس گھر کو
بنوا رکھا تھا کہ بعد گرنے اوس تصویر کے پچاس دن تک مجھے اس مکان مین چھپا رکھے جب سنا کہ دس روز گذر گئے ہین کہ وہ امر ظہور مین آیا
اسواسطے اوسنے چالیس دن کے لیے یہان لاکر مجکو رکھا بعد چالیس دن کے وہ پھر آکر مجکو یہان سے لیجائیگا اور اوسکو یقین ہے کہ کسی بشر خصوصاً
بادشاہ عجیب کا ایسی جا پر گذر نہوگا اور کوئی شخص اس چلّے مین مجکو نہ دیکھے اور نہ مین اوسکو دیکھون میرے آنے اور رہنے کا سبب اس تہ خانے مین
یہی کہ مینے ذکر کیا جب وہ جوہری بچہ اپنا حال بیان کر چکا مین دل مین اپنے اون نجومیون کے غیب کی خبر دینے پر ہنسا اور کہا مین اس
بچے بے قصور کو کیون مارنے لگا اور اوسکی تسلی اور دلاسے کیواسطے مینے اوس سے کہا تم کچھ ذرا خوف و ہراس اپنے دل مین نکرو اور خدا پر
خیال رکھو تمھین کسی طرح سے کوئی صدمہ نہ پہنچیگا حسن اتفاق سے خدا نے مجھے تمھاری خدمت اور محافظت کیواسطے یہان لایا ہے اب
کسی طرح کا اندیشہ اور خوف تمکو نہین اسی واسطے میرا جہاز ٹوٹا اور مین ڈوبتا ترا یہان تک پہنچا مین تمکو اس چلّے تک اکیلا نچھوڑونگا اور
اس امر سے کہ نجومیون نے جھوٹ موٹ کہکر تمکو ڈرا رکھا ہے نگہبانی اور خدمت تمھاری کرونگا اور جب یہ مدت خدا کے فضل سے
بخیر و خوبی کٹ جائیگی اور تمھارا باپ جب لینے کو آویگا تو مین بھی سوار ہو کے اوسکے ساتھ تمھارے شہر مین جاؤنگا اور وہان سے
پھر اپنے ملک کو روانہ ہونگا مین یہ احسان تمھارا کبھی نبھولونگا ایسی ایسی باتین کر کے اوسکی وحشت کو دور اور اپنے سے مانوس کیا
اور اوسے اپنا اور اپنے باپ کا نام نہ بتایا کہ مبادا نام سننے سے اوسے خوف پیدا ہو کہ مین ہی اوسکا قاتل ہون اور ہر ایک طرح کی باتین
اور حکایتین کہکر اوسکا جی بہلاتا رہا اور مجھے وہ لڑکا بہت صاحب شعور اور فہمیدہ معلوم ہوا جب رات ہوئی اوسنے اور مینے ملکے
کھانا کھایا اور اقسام ماکول و مشروب وہان اسقدر ذخیرہ تھا کہ سوا میرے اگر اور کئی مہمان وہان رہتے چالیس روز تک اونکو کافی ہوتا
بعد کھانا کھانیکے بھی دیر تک باہم بات چیت کرتے رہے پھر سو رہے جب دوسرے دن فجر کو بیدار ہوا مین سلفچی آفتابہ اوسکے پاس لیگیا
اوسنے مونہ ہاتھ اپنے دھوئے پھر دسترخوان بچھا کے سب طرح کے کھانے اوسپر چنے اور بیٹھکر باتفاق ایک دوسرے کے کھانا کھایا پھر شطرنج
اور چوپڑ سے کھیل کر اوسکا جی بہلایا اور رات کو پھر موافق دن کے دسترخوان پر کھانا رکھا اور کھاپی کے سو رہے اسی طرح سے
دن رات ہم دونون اوس تہ خانے مین رہا کرتے اس عرصے مین ہمارے اور اوسکے درمیان مین نہایت محبت اور الفت پیدا ہوئی
یہان تک کہ مین اوسکو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنے لگا تب مینے دل مین کہا جو کچھ نجومیون نے اوسکے باپ سے کہا تھا کہ یہ لڑکا
عجیب کے ہاتھ سے مارا جائیگا سراسر غلط اور دروغ ہے مین تو اوسکو اس مرتبے مین عزیز رکھتا ہون بے سبب کیونکر اوسے قتل کرونگا غرض
اونتالیس دن تک نہایت چین اور خوشی سے ہم دونون اوس تہ خانے مین رہے چالیسوین دن وہ لڑکا فجر کو بیدار ہوتے ہی کمال
سرور اور انبساط سے کہنے لگا کہ دیکھو اے سلطان آج چالیسوان دن ہے خدا کی عنایت اور تمھاری شفقت سے مین بچ رہا ہون اب بابا
حال حسن سلوک اور خدمت کا کہ تمنے اس مدت مین میرے ساتھ کیا ہے سنکر نہایت ممنون ہوگا اور تمکو تمھارے وطن مین بخیر و خوبی پہنچا دیگا

پھر اوس لڑکے نے مجھسے کہا تھوڑا گرم پانی کرو تو مین نہاؤن اور کپڑے بدل کر تیار رہو رہون آج میرا باپ مجکو لینے آویگا مینے پانی گرم کرا وسکو غسل خانے
مین خوب مل دل کر نہلایا بعد نہانے کے وہ بچھونے پر جاکر لیٹا مینے اوسپر لحاف اوڑھا دیا جب وہ قیلولہ کر چکا مجھسے اوسنے کہا اے سلطان
میرا جی اسوقت خربزہ کھانے کو چاہتا ہی تم ایک خربزہ اور قند لے آؤ تو مین کھاؤن مینے جاکر ایک خربزہ بہت سے خربزون مین سے کہ وہان
رکھے ہوئے تھے چنا اور چینی کی رکابی مین رکھکر روبرو اوسکے لے گیا اور خربزہ تراشنے کے لیے چھری کو پوچھا کہ کہان ہی اوسنے کہا میرے
سرہانے کیطرف طاق پر ہی مین طاق کو بلند دیکھکر اوسکے لینے کو اوچکا اور اوس چھری کو لیکر چاہتا تھا کہ نیچے کو بسہولت آؤن
مگر قضا و قدر سے میرا پانوٗن قالین پر پھسلا اور مین اوس جوہری بچے پر بے اختیار ہو اسطرح سے گرا کہ چھری اوسکے قلب پر لگی اور
فی الفور وہ لڑکا جان بحق تسلیم ہوگیا اس حال سے مینے واویلا کرنا اور مونہ اور چھاتی پیٹنا اور کپڑے پھاڑ زمین پر اپنے تئین دے مارنا
شروع کیا اور کہا افسوس کئی گھڑی باقی رہی تھین کہ یہ دن وسپرے ٹل جاتا فقط اتنے واسطے ہی اس بیچارے نے یہان آکر پناہ
لی تھی اور در حقیقت مین ہی کمبخت اسکا قاتل ہوا اون نجومیون کا کہنا درست تھا پھر مینے مونہ آسمان کیطرف کر دونون ہاتھ اوٹھاکے
کہا خداوندا تو دانا بینا ہی مینے اسے قصداً نہین مارا اور اگر ذرا بھی دیدہ و دانستہ اس امر مین میرا قصور ہو تو اسی وقت میری جان قبض کر
اسیطرح سے دیر تک جوہری بچے کی لاش پر روتا رہا جب دن تھوڑا باقی رہا مینے تصور کیا کہ اب اسکا باپ لینے کو آتا ہوگا آج چالیس دن
پورے گذر گئے کیا مونہ لیکے اسکے باپ سے ملاقات کرون افسوس وہ سب تو محنت اور خدمت اتنی مدت کی برباد ہوئی بلکہ برعکس اوسکے
نیکی برباد گناہ لازم ہوا اب تیرا رہنا یہان مناسب نہین اوسکی لاش کو یونہین چھوڑ کر مین اوس تہ خانے مین سے نکل آیا اور دروازہ بند کرکے
اوپر سے اوس بھاری پتھر کو رکھا اور مٹی سے اوسکو تو پکے زمین برابر کر دی مجبوراً اسکے کہ مینے وہان سے نکل کے دریا کیطرف نظر کی دیکھتا
کیا ہون کہ وہی جہاز جوہری بچے کے لینے کو بادبان اوڑاتے ہوئے چلا آتا ہی مین اپنے دل مین سوچا کہ اگر تو یہان پر ٹھہرا رہتا ہی تو وہ مرد پیر جب
اپنے بیٹے کو موا ہوا دیکھیگا مقرر غلامون سے مجھے قتل کروا ڈالیگا اور مین ہرگز اوسکے غلامون سے عہدہ برا نہوسکونگا اس سے بہتر یہی
کہ تو انسے کنارہ کر اوس تہ خانے کے اوپر ایک بہت بڑا درخت گنجان تھا اوسکے اوپر چڑھکے مینے اپنے تئین اسطرح چھپایا کہ مین ان سب کو
اچھی طرح سے دیکھون اور اونکی باتین سنون اور وہ مجکو دیکھ نسکین پھر اوس جہاز نے اوسی کول مین آکر لنگر کیا اور وہ مرد پیر اپنے غلامون کے
ساتھ جہاز سے اوترکر اوس تہ خانے کے نزدیک خوشی خوشی آیا مگر جب اونھون نے مٹی اوپر کی نرم اور پولی پائی تو اونکے چہرے کا رنگ
خوف سے متغیر ہوگیا خصوصاً اوس مرد پیر کا پھر جب اونھون نے پتھر کو وہان سے سرکا کے زینے کے پاس سے اوس لڑکے کو پکارا وہ سب
جواب نپانے سے زیادہ ملول و متوہم ہوئے پھر اونھون نے تہخانے مین جاکر چارون طرف مکان کے اوسکو ڈھونڈھا پلنگ اوسکے پر اوسیکے
مقتول پایا اسطرح سے کہ چھری اوسکے جگر مین گھسی ہوئی ہی اور مجکو چھری نکالنے کی اوسکے کلیجے سے جرأت نپڑی تھی الغرض اوس لڑکے
کو موا ہوا پاکر سب رونے چلانے اور بیان کر کرکے پیٹنے لگے اوسکے سننے سے مین بھی رونے لگا آخر اوس مرد پیر کو کہ فرزند کی لاش دیکھنے سے غش آگیا تھا
بازو پکڑکے ہوا کھانے کے واسطے اوس تہخانے سے باہر نکالا اور اوسی درخت کے نیچے جسپر مین چھپا ہوا بیٹھا تھا بٹھایا وہ بے نصیب اور بد قسمت
باپ باوجود اتنی احتیاط اور ہوشیاری کے پھر بھی اپنے بیٹے کے سوگ اور ماتم مین مبتلا ہوا پھر جب وہ ہوش مین آیا غلامون نے اوس

جوہری بچے کی لاش کو تہ خانے سے نکالکر غسل دیا اور نئے سفید کپڑون مین کفنا کے مدفون کیا اوس لڑکے کے باپ کو کہ اپنے ہوش مین
آیا تھا اور زار زار روتا تھا قبر پر لائے اونسے پہلے سب کے تین بار قبر مین مٹی دی بعد اوسکے غلامون نے اوس قبر کو مٹی سے توپ کر برابر کر دیا
جب اونھون نے جوہری بچے کی تجہیز و تکفین سے فراغت پائی اوس تہ خانے سے اسباب طعام جو باقی رہا تھا نکالکر جہاز پر لیگئے اور اوسپر سوار ہوکر
اپنے شہر کو روانہ ہوے جب جہاز میری نظر سے غائب ہوا مین درخت سے نیچے اوترا اور بسبب تنہائی کے کہ مین اوس جزیرے مین اکیلا رہگیا تھا
شب کو اوسی تہخانے مین کہ اوسکا دروازہ کھلا ہوا تھا جاکے سو رہتا اور فجر کو نکلکے اوس جزیرے مین واسطے ڈھونڈھنے رزق کے ادھر
پھر اکرتا اور پھل پھلاری کھاکے جیتا غرض ایک مہینے تک مین اسطرح سے ناخوش اور دلگیر اوس جزیرے مین رہا یہانتک کہ اوس دریا کا
پانی کم ہوتے ہوتے پایاب ہوگیا اور وہ جزیرہ بڑا معلوم ہونے لگا آخر رفتہ رفتہ پانی اوس دریا کا اتنا گھٹ گیا کہ ایک نالہ سا جسمین
پانی میری پنڈلیون تک فقط تھا رہگیا پھر مین اوس ٹیکری کو کہ بعد خشک ہوجانے دریا کے نکل آئی تھی بڑی دشواری سے طے کر کے اوس پار
پونہچا اور وہان سے بہت دور تک آگے کو چلا گیا یہانتک کہ مجھے دور سے ایک شی ایسی نظر پڑی کہ جیسے بہت سی آگ جلتی ہو اوسکو
دیکھکر بہت خوش ہوا اور سوچا کہ وہان مقرر آدمی ہونگے آگ خود بخود نہین جلتی پھر جب کہ نزدیک گیا تب مجکو معلوم ہوا کہ اوس آگ
کے مقام پر سرخ تانبے کا قلعہ ہے آفتاب کی شعاع پڑنے سے وہ قلعہ مانند شعلۂ آتش کے دور سے نظر آتا ہے مین اوس قلعے کے نزدیک جاکر
واسطے ستانے کے بیٹھگیا اور چاہا کہ حال اس قلعۂ عالیشان کا دریافت کرون اتنے مین دس جوان حسین اوس قلعے سے نکلے مگر مین
اونھین دیکھکے نہایت متعجب اور حیران ہوا اسواسطے کہ وہ دسون جوان داہنی آنکھ سے کانے تھے اور ایک پیر مرد دراز قامت جسکی صورت
نہایت متبرک تھی ہمراہ اون جوانون کے تھا مین ہنوز اسی تعجب و حیرانی مین تھا کہ اسقدر بہت آدمی ایک آنکھ سے کانے کیونکر ایک جا پر جمع ہوے
اور کسطرح اون سبکی داہنی ہی آنکھ پر صدمہ پونہچا کہ وہ ناگہان میری طرف آئے اور بکشادہ پیشانی مجھسے سلام علیک کر کے پوچھا تمہارا
آنا اس جا پر کیونکر ہوا مینے اونکو جواب دیا کہ میرا قصہ بہت بڑا ہے اگر تم سب صاحب تکلیف بیٹھنے کی کرو تو مین بموجب تمہارے فرمانے کے اپنی
سرگذشت بیان کرون وہ بیٹھگئے پھر مینے سب حال اپنا جب سے کہ اپنے ملک کو چھوڑا تھا اوسوقت تک کا اونسے کہا میرا احوال سنکر وہ
سب نہایت متحیر ہوے بعد اسکے وہ سب جوان مجھے اپنے ساتھ اوس قلعے کے اندر لیگئے اوسکے اندر مینے دالان در دالان بہت سے
لنبے چوڑے دیکھے اور سوا دالانون کے بارہ دری خلوت خانے وغیرہ سب کے سب اسباب و سامان سے سجے ہوے تھے ایک طرف کو اوس
قلعے کے جاکر ایک مکان بہت بڑا عالیشان مدور دیکھا جسکے دور مین دس مکان نیلگون بطور حجرون کے الگ الگ چھوٹے چھوٹے واسطے
شب باشی اور اونکی نشست کے ایسے بنے ہوے تھے کہ ایک آدمی اوسمین بخوبی رہے اور بیچ مین اوس دائرے کے ایک اور دالان سا تھا کہ نسبت
اون حجرون کے قدرے بلند تھا اوسمین وہ مرد پیر جسکا ذکر مینے آگے کیا جاکر بیٹھا اور اون دس حجرون مین کہ گرد اوس دائرے کے تھے
وہ دسون جوان جاکر علحدہ علحدہ بیٹھے انمین سے ایک جوان نے مجھسے کہا اے دوست تو بھی قالین پر کہ بیچ مین اس مکان کے بچھا ہوا ہے جاکر بیٹھ مگر کسی
امر کو جو ہم کرین پوچھیو نہین ورنہ اس امر کو پوچھیو کہ کیونکر ہماری داہنی آنکھ گئی ہر ایک امر کو دیکھکر خاموش ہو رہیو درپے اوسکی دریافت کے
نہو جیو پھر وہ پیر تھوڑی دیر کے بعد وہان سے اوٹھا اور اون دسون جوان کے لیے کھانا لایا اور ہر ایک کو حصہ جدا جدا دیا اور ایک حصہ

مانند اونکے حصون کے مجھے بھی دیا مینے اوسے تنہا کھایا جب ہم سب کھانا کھا چکے اوس مرد پیر نے ایک ایک گلاس شراب کا ہم سب کو دیا پھر اون
سب نے میرے قصے کو بہت عجیب و غریب جانکے اوسکے دوہرانے کیواسطے کہا مینے اپنے حال کو دوبارہ اونکو پھر کہہ سنایا بعد اسکے دیر تک
ادہر اودہر کی باتین آپسمین کرتے رہے جب رات بہت گذری ایک جوان نے بڈھے سے کہا اب وقت ہمارے آرام کرنے کا پونہچا
تم اب تک وہ چیز نہین لائے کہ ہمارا وظیفہ ہی اس بات کو سنکر وہ اوٹھا اور ایک حجرے سے دس طشت نیلے خوان پوشون سے
ڈھکے ہوے لایا اور ایک ایک طشت ایک ایک شمع کے ساتھہ ہر ایک جوان کے آگے رکھا اونھون نے اون تھالیون کو کھولا ہر ایک تھالی
مین راکھہ اور کوئلے کی سیاہی و رسیاہ چراغ تھا اونھون نے اوس راکھہ و رسیاہی کو ملا کر اپنے چہرون پر ملا چنانچہ اونکی شکلین اوس سیاہی کے
ملنے سے عجب طرح کی بھیانک معلوم ہونے لگین پھر وہ سب چلا کر رونے اور مونہ چھاتی اپنی پیٹ کر کہنے لگے دیکھو نتیجہ ہماری بے وقوفی
اور بوالفضولی کا اور اسی طرح سے بڑی رات تک روتے اور پیٹتے رہے جب خاموش ہوے وہی بڈھا ہر ایک کے پاس سیلابچی آفتابہ لیگیا
ہر ایک نے اپنا مونہ اور ہاتھہ دھویا اور کپڑے کہ پھاڑ ڈالے تھے بدل کر اپنے اپنے مکانون مین جا سو رہے یہ حال جوانون کا دیکھکر مجکو
عجب طرح کا اضطراب ہوا چنانچہ کئی بار بے اختیار ہو کے چاہا کہ اپنے عہد کو جو اونسے کیا تھا توڑ کر احوال پوچھون اور اوسکے سبب کو
دریافت کرون مگر مینے اپنے تئین بہت ضبط کیا اور فجر تک اسی خیال اور اندیشے مین مجھے نیند نہ آئی دوسرے دن صبح کے وقت جب
ہم سب اوس قلعے سے ہوا کھانے کو نکلے مینے اونسے کہا صاحبو تم سب مجکو صاحب شعور اور دانشمند دکھائی دیتے ہو مگر رات کو جو مینے
تمھارا حال دیکھا تو بہت تعجب کیا ایسا کام سوا مجنون اور دیوانے کے کسی عاقل سے نہوگا اور مین سخت تردد مین پڑا ہون اگر تمسے اسکے
سبب کو پوچھتا ہون تو خلاف اپنے قول و اقرار کے ہوتا ہی اور اگر نہین پوچھتا ہون تو مجھسے رہا نہین جاتا اب زیادہ اسسے مجھہ مین تاب
ضبط کی نہین سو واسطے پوچھتا ہون کہ تمنے کسواسطے اپنے چہرون کو کالا کیا اور دہنی آنکھہ سے تم سب کسواسطے کانے ہوا اونھون نے اسقدر جواب دیا
کہ ہم اسکا سبب کہہ نہین سکتے اگر تجکو ہمارے ساتھہ رہنا منظور ہی تو ان باتون کے خیال مین نپڑ پھر وہ دن جب گذر گیا اور رات ہوئی ہمنے
کھانا شب کا جدا جدا کھایا اور اوسی بڈھے نے اوسیطرح سے تھالیون کو اونکے آگے رکھا اور وہ مونہ اپنا سیاہ کر بدستور شب گذشتہ کے
سب امرون کو عمل مین لائے مین اس حال کو مکرر دیکھہ نہایت بیقرار ہوا اور اونسے کہا صاحبو یا تو تم مجھے اس امر سے آگاہ کرو یا مجھے کوئی طرح
ایسا بتاؤ تا کہ مین اپنی ولایت کو پونہچون اسواسطے کہ مجھے اتنا صبر نہین کہ مین ساتھہ رہکر تمھین اس حالت مین دیکھا کرون اور اوسکے سبب سے آگاہ
نہون ایک جوان نے اون مین سے مجھے جواب دیا کہ تو ہمارے اس حال کو دیکھکر اتنا نہ گھبرا ہم بسبب تیری دوستی اور بھلائی کے اوسکو ظاہر
نہین کرتے کہ مبادا تیرا حال بھی ہمارا سا ہو جاوے معہذا اگر تو چاہتا ہی کہ ہماری اس بد قسمتی سے آگاہ ہو تو ہمسے کہہ کہ اوسکی تدبیر کرین
مینے کہا ہان البتہ مین مشتاق ہون کہ تمھارے اس حال سے مطلع ہون کہ کیون تم سب کے سب اس پریشان حالی مین ہو اوس جوان نے
کہا پھر تجکو ہم سمجھاتے ہین کہ اس بات کے خیال مین نپڑ اور ہماری نصیحت پر عمل کر والّا مانند ہمارے تو بھی دہنی آنکھہ سے کانا ہو جائیگا
مینے جواب دیا اگر اس امر مین کوئی صدمہ مجپر پونہچے تو مجھے قبول ہی اوس مین تمپر کچھہ الزام نہین بلکہ مین اوسے اپنے قصور اور قسمت سے
تصور کرونگا پھر اوس جوان نے کہا کہ اگر کسی صدمے سے تمھاری دہنی آنکھہ کانی ہو جائیگی اور ہمارے پاس آؤگے تو ہم تمکو اپنے ساتھہ

یہان پر ہرگز نہین رہنے دینگے اسواسطے کہ یہان جگہ فقط دس شخصون کے رہنے کی تھی سو اب وہ معمور ہو چکی ہے گیارھوین کی یہان گنجایش نہین مینے کہا یہ شرط بھی مجکو قبول ہے ہرچہ باداباد اس اسرار سے مجکو آگاہ کرو جب ون سبھون جوانون نے دیکھا کہ مین اپنے ارادے مین نہایت مضبوط اور مستقل ہون تب اونھون نے ایک بھیڑ کو حلال کرکے اوسکا پوست نکالا اور وہی چھری کو جس سے اونھون نے بھیڑ کی کھال نکالی تھی مجھے دے کر کہا اسکو احتیاط سے اپنے پاس رکھہ تیرے یہ کام آویگی اب ہم تجھے اس بھیڑ کی کھال مین بند کرکے میدان مین رکھکے چلے آوینگے ایک بہت بڑی چڑیا جسکو رخ کہتے ہین وہ آکر تجکو اپنا شکار سمجھکے یہان سے جھپٹا مارکے اوپر کو لے اوڑے گی اور پھر تجھے ایک پہاڑ کی چوٹی پر رکھہ ارادہ تیرے کھانے کا کریگی اسواسطے آگے سے تجھے خبردار کیے رکھتے ہین کہ جسوقت تو اپنے تئین زمین پر پائیو فی الفور اوس چھری سے بھیڑ کی کھال چیر کر جلد سے باہر نکل آئیو وہ جانور تجکو دیکھکر ڈرے گا اور وہان سے اوڑ جائیگا پھر تو وہان توقف نکرکے آگے کو جائیو تھوڑی دور پر تجھے ایک قلعہ نہایت عجیب و غریب ملے گا اوس قلعے کے نیچے سے اوپر تک پتھر سونے کے لگے ہین اور جابجا اوس پر زمرد ہیرے وغیرہ جواہرات قیمتی جڑے ہین پھر تو اوسکے دروازے سے کہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے ہوکر اندر قلعے کے بے خوف و خطر چلا جائیو ہم سب بھی اوس قلعے مین باری باری سے تھے مگر جو کچھہ کہ ہم سب نے اوس قلعے مین دیکھا اوسکا حال تجسے نہین کہینگے اور جو واردات کہ ہمپر وہان گذری وہ بھی قابل بیان کے نہین اسواسطے کہ تجکو وہ سب حال آپ معلوم ہوجائیگا مگر اتنی بات کہتے ہین کہ مثل ہمارے تو بھی ہنسی آنکھہ سے کانا اور مبتلا حسرت و افسوس کا جسکو تو دیکھتا ہے ہوجائیگا اور اگر تو ہر ایک کے حال کو ہم مین سے کہ نہایت عجیب و غریب ہے سُنے یا لکھے تو ایک بڑی کتاب یا طومار ہو مگر اوسے ہم ظاہر نہین کرسکتے جب اون سبھون نے یہ کلام تمام کیا مینے چھری اپنے ہاتھہ مین لیکے بھیڑ کی کھال کو اپنے اوپر لپیٹا اور اونھون نے تکلیف کرکے اوسے چارون طرف سے اسطرح سیا کہ میرے سانس لینے کو مانع نہووے اور میدان مین رکھکر اپنے مکان مین چلے گئے تھوڑی دیر نہین گذری تھی کہ رخ جانور آیا اور مجکو بھیڑ سمجھکر اور اپنے پنجون مین پکڑا اوس پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا جب مینے دیکھا کہ اوسنے مجکو زمین پر رکھا فی الفور مین چھری سے اوس کھال کو کاٹ کر باہر نکل آیا رخ مجھے دیکھتے ہی وہان سے اوڑ گیا مین کہ مشتاق اوس قلعے کا تھا اوس پہاڑ پر نہ ٹھہرا دوپہر کے بعد اوس قلعے مین پونہچا اور زیادہ اوس سے کہ اون جوانون یکچشم نے کہا تھا مینے قلعے کو بہت خوبصورت اور اچھا پایا دروازہ اوسکا کھلا ہوا تھا مین وہان سے اندر گیا ایک مکان مربع بہت وسیع دیکھا جسمین ایک دروازہ سونے کا اور ننانوے دروازے صندل اور آبنوس کے تھے اور بے شمار زینے نظر پڑے جنمین سے چڑھکر اون مکانون پر جاتے تھے وہ سو دروازے خزانون اور باغون کے تھے اونمین بے شمار دولت بھری ہوئی تھی پھر سامنے سے ایک دروازہ بارہ دری کا نظر پڑا اوسکے اندر مینے جاکے دیکھا چالیس جوان بیبیان نہایت خوبصورت لباس فاخرہ پہنے بیٹھے اوس بارہ دری مین بیٹھی تھین مجھے دیکھتے ہی اوٹھہ کھڑی ہوئین اور قبل اسکے کہ مین اونکو سلام کرون نہایت بشاشت و انبساط سے بولین آؤ صاحب خیر و عافیت سے ہو اور ایک نے اونمین سے کہا ہم سب بڑی دیر سے منتظر تمھارے تشریف لانے کے تھے الحمدللہ کہ تم مین سب صفات اور خوبیان جیسا کہ ہم چاہتے تھے پائی جاتی ہین اور یقین ہے کہ ہماری صحبت بھی تمکو پسند آویگی اور کسی طرح سے ناگوار خاطر تمھارے نہوگی پھر اونھون نے مجکو باصرار و مبالغہ تمام صدر مکان مین کہ بہ نسبت اونکی نشستگاہ کے ہوتے

قدرے مرتفع تھا بٹھلایا ہر چند مینے وہان کے بیٹھنے سے عذر کیا کہ یہ جگہ میرے مناسب حال اور لائق میرے بیٹھنے کے نہین اون سبنے کہا اس ساعت سے تم ہمارے سبکے خاوند اور مالک ہو ہم تمھاری کنیز اور فرمانبردار ہین اوسوقت کی خوشی اور سرور کا حال جو مجھے اونکے دیکھنے اور فرمانبرداری سے حاصل ہوا تھا کچھ بیان نہین کر سکتا دنیا مین کوئی اس سے زیادہ مرتبہ نہوگا جو میرے لیے حاصل ہوا پھر ایک گرم پانی میرے پانوٗن دھونے کے واسطے لائی اور دوسری خوشبو کا پانی میرے ہاتھون پر ڈالنے لگی اور کسینے پوشاک لاکر پہنائی اور کسینے کھانے اقسام کے لاکر میرے آگے چنے اور کوئی صراحی اور گلاس شراب نفیس کا میرے پلانے کے واسطے ہاتھ مین لیکر کھڑی ہوئی غرض ان سب خدمتون کو باخلاص تمام کرتی تھین اونکو دیکھکر مین ایسا فریفتہ ہوا کہ سب رنج اور مصیبتونکو بھول گیا اور اپنے تئین بادشاہ ہفت اقلیم کا تصور کرنے لگا پھر مینے اون سب بیبیون کے ساتھ خاصہ کھایا اور شراب پی بعد خاصہ کھانیکے اون سبنے گرد بیٹھکر مجھسے حال سفر کا پوچھا مینے اونسے اپنے سب حال کو بیان کرنا شروع کیا یہانتک کہ رات ہوگئی جب مین اپنے حال کو اونسے بیان کر چکا بعضون نے مجھسے بات چیت کرنا شروع کیا اور بعضون نے اوس مکان مین روشنی اس مرتبے مین کی کہ دن معلوم ہونے لگا اور اس خوش اسلوبی اور سلیقے سے شمعین روشن کی تھین جنکو مین دیکھکر کمال خوش ہوا پھر اونھون نے قابین کھانے کی اوٹھاکر میوے اور شیرنی وغیرہ کہ مناسب گزک شراب کے تھین لاکر میز پر رکھین اور طرح طرح کی شرابین اور افشردے شیشون اور کنٹرون مین لاکر چن دیے جب سب چیزین چنی گئین اونھون نے مجکو اوس پر بٹھلایا اور کئی بیبیان میرے ساتھ بیٹھین اور کئی گانے بجانے لگین پھر شراب کو دیر تک پیتے رہے بعضی سازون کے ساتھ اپنی آواز کو ملاکر گانے لگین اور بعضی ناچنے یہان تک کہ آدھی رات اسی لطف اور کیفیت مین گذر گئی اور قبل اسکے کہ گانا بجانا موقوف ہوئے ایک بی بی نے مجھسے کہا آج تم بہت دور سے آئے اور ماندے ہو اب آرام کرو آپکی خوابگاہ طیار ہی مگر قبل اسکے کہ آپ واسطے آرام کرنیکے تشریف لے جائین ہم مین سے ایک کو پسند کرو تا وہ شبکو آپکے کمرے مین جاکر سوئے مین نے کہا یہ غیر ممکن ہی کہ مین ایک کو تم سے کہ سب تم حسن اور دلفریبی مین یکسان ہو ترجیح دون یہ امر موجب میری گستاخی اور باعث رنجیدگی خاطر اورونکا ہوویگا اوس بی بی نے جواب دیا کہ ہم سب بدل خواہان تمھاری خوشی کے ہین ہم مین حسد نہین کہ موجب رنجش ایک دوسرے کا ہو یا پسند کرنے سے باز رکھے تم شوق سے ایک کو ہم چالیسون بیبیون سے ہاتھ پکڑکے اپنے ساتھ لے جاؤ کوئی برا نمانے گی اسواسطے کہ ہم سب باری باری سے شرف اندوز آپکی ہمبستری سے ہونگے کوئی بی بی آج اور کوئی کل اسقدر تقدیم و تاخیر مین کچھ مضایقہ نہین بعد چالیس دن کے ہم سب ایک ایک شبکو تمھاری خدمت مین رہینگی پھر از سر نو دورہ ہوگا اسمین ذرا تامل اور تردد نکرو جلدی سے ایک کو پسند کرو مینے مجبور ہوکے ہاتھ اوس بی بی کیطرف دراز کیا جو مجھسے اوسوقت ہمکلام تھی اوسنے فی الفور اپنے ہاتھ کو مجھے دیا پھر اون سبنے مجھے ایک بہت اچھی خوابگاہ مین لیجاکر اوس بی بی کے ساتھ جسکا ہاتھ مینے پکڑا ہوا گیا تھا چھوڑکر اپنے اپنے کمرے مین جاکر آرام کیا دوسرے دن فجر کو مینے خواب سے بیدار ہوکے قبل اسکے کہ وہ بیبیان میرے کمرے مین آوین جلدی سے اور رنگا رنگ قسم کے لباس اور جواہرات کشتی مین لگے طیار تھے پہنے بعد اسکے اون چالیسون بیبیون نے آکر مجھے سلام کیا اور میری خیر عافیت پوچھی اور مجھے حمام مین لیجاکے نہلایا اور سب خدمت میری کی جب مین حمام سے باہر آیا تو اور پوشاک اوس سے زیادہ تکلف کی پہنائی

اور دیر تک کھانے پر بیٹھا رہا بعد اسکے سیر و تماشون مین آدھی رات مانند شب اول کے گذر گئی جب وقت آرام کرنے کا آیا پھر اونھون نے مجھسے کہا جسے آپ ہم مین سے پسند کرین وہ آپکے ساتھ جاکے سوے مینے ایک کا ہاتھ اونمین سے پکڑ لیا اور خوابگاہ مین جاکر سو رہا پھر فجر کو بعد حمام اور تبدیل پوشاک کے خاصہ کھایا اور اسکے بعد سیر و تماشے مین مشغول ہوا القصہ اوس قلندر نے زبیدہ سے کہا کہ بی بی مین کہانتک آپ کی سمع خراشی کرون اسی وضع سے ہر شب ایک بی بی کو اون چالیس بیبیون سے اپنی خوابگاہ مین لیجاکر سوتا غرض کمال عیش و عشرت کے ساتھ کہ ہر دن عید اور ہر رات شب برات تھی ایک سال کامل اوس قلعے مین رہا جب ایک دن اوس سن کا باقی رہا وہ سب بیبیان یا تو ہر روز فجر کو آکر مجھے سلام کرتین اور کمال خوشدلی سے میری خیر و عافیت پوچھتین اوس دن وہ سب روتی ہوئی آئین اور مجھسے گلے لگ کے کہنے لگین اے شہزادے اب ہم سب تم سے رخصت ہوتے ہین تمھارا خدا حافظ اونکے رونے سے مجھے کمال رقت ہوئی مینے پوچھا سبب تمھارے رونے کا کیا ہے اور کسواسطے مجھسے رخصت ہوتی ہو براے خدا مجکو اس امر سے آگاہ کرو مین کچھ اس امر مین تمھاری مدد کر سکتا ہون یا نہین اونھون نے کہا مرضی خدا کی یون ہی ہے کہ پھر ہم تمکو کبھی نہ دیکھین اور نہ تم ہمین دیکھو اسواسطے کہ بہت آدمی مثل تمھارے یہان آئے اور رہے آخر کو ہمارے اور اونکے درمیان مین جدائی ہوئی اب ہمکو اونکے حال سے کچھ خبر نہین کہ وہ کیا ہوے زندہ ہین یا نہین یہ کہکے وہ پھر رونے لگین مینے گھبرا کے کہا تم کیون نہین حال اپنے غم کا بیان کرتی ہو اونھون نے کہا سوا اس امر کے سمجھے اور ہم کیا کہین کہ یہ وقت ہماری اور تمھاری مفارقت کا ہے اور پھر امید ہمین نہین کہ تمکو دیکھین لیکن اگر تم چاہو اور اپنی بات پر مستقیم ہو تو البتہ ہمکو پھر امید ہے کہ اگر تمکو دیکھین اور یہی صحبت ہمارے اور تمھارے درمیان مین رہے مینے کہا اس بات سے کچھ معلوم نہوا کہ تمھارا مطلب اس کہنے سے کیا ہے خدا کے واسطے صاف صاف اور کھولکر کہو تب ایک نے کہا کہ پہلے سبکے تجھے ہم آگاہ کرتے ہین کہ ہم چالیسون بیٹیان بادشاہونکی ہین سال بھر ہم اس مکان مین واسطے تفریح طبع کے رہتے ہین بعد ایک سن کے ہم چالیس دن کے واسطے بعض امور ضروری کے لیے یہان سے جاتے ہین اور بعد چالیس روز کے پھر اس مکان مین آتے ہین کل کے دن یہ برس پورا ہوا آج کے دن ہم سب تم سے رخصت ہوتی ہین یہ سبب ہمارے رونیکا ہے اور قبل اسکے کہ ہم جاوین سب اسباب اور مکانونکی کنجیان خصوصاً اون سو دروازون کی تمھین سپرد کرینگے تاکہ تم بعد ہمارے جانے کے ہر ایک مکان کی سیر کرکے دل اپنا بہلاؤ مگر ہم تمھین تمھاری جی کی قسم دیتے ہین کہ اس سونے کے دروازے کو نہ کھولنا اگر تم اسے کھولوگے تو پھر ہم تمکو ہرگز نہ دیکھ سکینگے تمسے کہ صبر نہو سکیگا اور خواہ مخواہ اوس دروازے کو بھی تم پیچھے ہمارے کھولوگے یہی امر سبب ہماری اور تمھاری مفارقت کا ہے اسواسطے ہم تمھاری جدائی کے لیے روتے ہین اگر تمھین خدا توفیق دے بعد ہمارے جانے کے اوسے نہ کھولو تو کچھ جاے اندیشہ نہین تمھارا چین بلکہ لطف زندگی کا منحصر اسی مین ہے دیکھو خبردار اس سونے کے دروازے کو زنہار نہ کھولنا اگر تم برخلاف ہمارے کہنے کے عمل مین لاؤگے اپنا ضرر کروگے اور ہمین رنج و ایذا دوگے پھر تمھین مکرر قسم دے کر کہتے ہین کہ ایسا کام نکرنا اب ہماری تسلی کرو تا پھر ہم تمھین آکر یہان بعد چالیس روز کے دیکھین اس سونے کے دروازے کی کنجی کو آپ اپنے پاس رکھتے مگر یہ امر مناسب نہین کہ تم ایسے شہزادے کو اوسکے دینے مین مضایقہ کرین کہ موجب بے اعتباری تمھاری کا ہوگا اونکی یہ باتین سنکر مجھے نہایت رنج ہوا مینے کہا تمھاری مفارقت مین مجھے کمال رنج ہوگا اور تمھاری اس نصیحت سے ممنون اور شاکر ہوا مین مقرر موجب تمھارے کہنے کے عمل کرونگا اور ہرگز سونے کے دروازے کو

تمھاری غیبت مین نہ کھولونگا اور یہ امر تو بہت آسان ہی اگر اس سے زیادہ کوئی امر دشوار ہوتا اوسکو بھی اپنے اوپر اختیار کرتا یہ امر تو سراسر فائدے اور مطلب کا ہی علاوہ اسکے جو امر کہ موجب تمھاری جدائی کا ہو کیونکر مجھسے دیدہ و دانستہ ہو سکیگا بہرکیف ایک ایک کے گلے لگ کر اون سب بیبیون کو رخصت کیا پھر وہ سب اوس قلعے سے چلی گئین اور مین اکیلا رہگیا ایکدم تک اون بیبیون کی صحبت اور اونکی خوش اختلاطی اور گانے بجانے وغیرہ تماشونمین ایسا مشغول رہا کہ نوبت دیکھنے اور عجائب و غرائب کی کہ اوس پر فریب جگہ مین تھے نہین پہونچی تھی حالانکہ وہ سب پیش نظر تھے غرض اونکے بعد جانے کے مجھکو کمال ملال ہوا باوجودکہ فقط چالیس روز کی جدائی تھی مگر مجھکو ایک ایک گھڑی برس کی آخر وحشت تنہائی مین اپنے دل مین سوچا کہ موجب اونکی نصیحت کے فقط دروازہ سونے کا نہ کھولا اور دروازے جنکے کھولنے کی اجازت ہی کھول اونکی سیر کر اور اپنے جی کو مشغول رکھ پھر مینے کنجیون کو کہ کمال خوبصورتی کے ساتھ رکھی ہوئی تھین لیکر پہلا دروازہ کھولا اور جب اوسکے اندر گیا اوسمین میوون کا باغ دیکھا کہ مثل اوسکے کوئی باغ دنیا مین نہوگا ہزارون درخت موزون جا بجا اوس باغ مین موقع اور قرینے سے لگے ہوے تھے اونمین سے ہر ایک طرح طرح کے میوے خوش رنگ و خوش مزہ کہ اکثرون کو اونمین سے مین نہین پہچانتا تھا لٹک رہے تھے اور اون درختون مین پانی عجب طرح سے پہونچتا تھا چھوٹی چھوٹی نہرین پختہ چارون طرف بڑی سے نہر کاٹ کر اس خوش اسلوبی اور کاریگری سے لائے تھے کہ بے تکلف خود بخود ہر ایک درخت کی جڑ مین پانی بقدر حاجت کے پہونچتا کہ اوس سبب سے پتے اور پھول اوسمین پیدا ہوتے اور بعضون مین موجب پیدا ہونے میوے اور نشو و نما کا ہوتا اور بعضے درختونمین فقط اونکے میوے پکنے کے لیے پانی پہونچتا غرض استادون نے اسطرح کی نہرین جا بجا بنائی تھین کہ ہر وقت بقدر حاجت کے سیرابی اور شادابی اوسکے پانی سے اوس باغ مین رہتی اور درخت کبھی نہ مرجھاتے دیر تک اوس باغ کی سیر مینے کی اور ہر ایک امر کو اوسکے کہ نہایت عجیب و غریب تھا بغور و تامل دیکھکر متعجب اور متحیر ہوا آخر اوس دروازے کو بند کرکے دوسرا دروازہ کھولا اوسمین صرف پھولون کا چمن تھا اور پانی نہایت صنعت اور کاریگری سے پہونچتا اور کوئی قسم کا پھول دنیا مین نہوگا کہ اوس باغ مین نتھا گلاب چنبیلی بنفشہ نرگس سوسن گل لالہ گل قرنفل وغیرہ گلہاے بوقلمون و رنگ رنگ شہر شہر کے وہان شگفتہ تھے اور اونکی خوشبوؤن سے وہان کی ہوا معطر ہو رہی تھی لپٹین و مہک اونکی سے دماغ بھر گیا پھر وہ دروازہ بند کرکے تیسرا دروازہ کھولا اوسمین ایک چڑیا خانہ تھا کہ جسمین فرش سنگ مرمر کا اور پنجرے صندل و آبنوس کے لٹکتے تھے بلبل طوطی وغیرہ طیور خوش الحان ایسے کہ خوش آوازی و چہچہانے سے بے اختیار دلکو فرحت اور سرور حاصل ہوتا اور اون طیورون کے دانے پانی کی کلھیان سنگ یشم اور زبرجد وغیرہ سنگ قیمتی کی تھین اور وہ چڑیا خانہ اتنا بڑا تھا کہ سو آدمیون سے اوسکی خبرگیری نہوسکتی مگر اون باغونمین ایک آدمی بھی دکھائی نہین دیتا تھا اور باوجود اسکے ایک تنکا بھی وہان اوندا اور بیکار پڑا ہوا نظر نہ آیا کہ اوسکے دیکھنے سے طبیعت مکدر ہو پھر جب آفتاب قریب غروب کے ہوا تب وہ چڑیان واسطے بسیرا لینے کے اپنے اپنے نشیمن مین جا بیٹھین اور مین اپنے مکان مین آکر سو رہا دوسرے دن پھر فجر کو واسطے کھولنے اور دروازون کے جاکر ایک دروازہ کھولا اوس مین ایک بڑی عمارت پائی کہ جسکے گرد بڑے بڑے مکان وسیع بنے ہوے تھے اور اوس مین چالیس دروازے لگے دیکھے مگر وہ سب دروازے کھلے ہوے تھے اور ہر ایک دروازے سے راہ خزانون مین جانے کی تھی چنانچہ ایک کوٹھا صرف موتیون سے بھرا ہوا تھا ایک ڈھیر مین بڑے موتی مانند

بیضے کبوتر کے تھے دوسرے ڈھیر مین موتی سب برابر پہلے درجے سے کچھ چھوٹے اور اسیطرح سے کئی ڈھیر اور ہر ایک قسم کے موتی جدا جدا تھے اور دوسرے کوٹھے مین ہیرے اور لعل شبچراغ وغیرہ اور تیسرے مین مرد جو تھے مین سونے کی اینٹین پانچوین مین اشرفیان چھٹے مین چاندی کی اینٹین ساتوین مین روپے اور باقیون مین بلور لہسنیا اور طرح طرح کے جواہرات اور معدنیات جیسے مونگا زبرجد یشم غوری وغیرہ غرض ان اشیائے قیمتی سے تمام مکان بھرے ہوے تھے اس دولت بے انتہا کو دیکھکر مین متحیر ہوا اور سوچا کہ اگر سارے جہان کی دولت اور جواہر جمع کیے جاوین تو بھی اس خزانے کے برابر نہین ہو سکتے مین کتنا خوش قسمت اور صاحب نصیب ہون کہ اسقدر خزانے اور چالیس شہزادیان نادر جمال حور تمثال اپنے تصرف مین رکھتا ہون وس قلندر نے کہا کہ بی بی عجائب و غرائب چیزونکا وہان کی تم سے مین کیا بیان کرون کہ جسکے ذکر مین زبان میری قاصر ہے غرض جب اسیطرح کے سیر و تماشے مین انتالیس دن گذر گئے اور اس عرصے مین مین نے ننانوے دروازے کھولے اور ہر ایک شی کو دیکھکے نہایت تعجب کیا وہان فقط ایک دروازہ رہگیا کہ جسکے کھولنے کے لیے مجھے منع کیا تھا چالیسوین دن کہ دوسرے روز اوسکے وہ سب شہزادیان اوس قلعے مین آتین اور مجھسے اونکی ملاقات ہوتی فجر کو اوٹھتے ہی مجھے شیطان نے بہکایا کہ اوس سوین کے دروازے کو بھی کھول و ہمین یقیناً سب سے اچھی کوئی شی عجوبہ ہوگی آخر اوسنے یہانتک مجھے بہکایا کہ مینے اوس دروازے مہلک کو کھولا بمجرد کھولنے اوس دروازے کے ایسی اچھی خوشبو اوسکے اندر سے آئی کہ جسکے سبب سے مجکو غش آگیا پھر اپنے ہوش مین آکے مینے کہا کہ ذرا اسکے اندر جاؤ اور دیکھو بحال جلدی سے بند کرونگا آخر واسطے اپنی تسلی اور تسکین خاطر کے اوسکے اندر گیا اور تھوڑا وہان توقف کیا تاکہ وہ تیزی اور حدت خوشبو کی ہوا مین پھیلکے کچھ کم ہو جائے اور تحمل اوس خوشبو کا ہون اتنے مین اوس دروازے کے اندر ایک مکان بہت بڑا گنبددار دیکھا کہ اوسکی زمین پر زعفران بچھا ہوا تھا اور اوسکے اندر شمعین عنبر اور اگر کی سونے کی تپائیون پر روشن تھین اوسی سبب سے اسقدر خوشبو تیز اور تند وہان سے آتی تھی علاوہ اسکے بہت چاندی کے چراغ خوشبودار تیل کے روشن دیکھے اور منجملہ اون عجائبات کے جو مینے اوس مکان مین دیکھے ایک مشکی گھوڑا بہت خوبصورت بندھا ہوا تھا مین نزدیک جاکر اچھی طرح سے اوسکو دیکھنے لگا زین اور لگام اوسکے مین تیر سونے کے لگے ہوئے تھے آگے اوس گھوڑے کے بہت صاف جو اور تل ایک ظرف مین رکھے ہوے تھے اور ایک ظرف مین گلاب واسطے پینے کے مین اوس گھوڑے کی لگام پکڑ کر اوسے باہر چاندنی مین نکال لایا تاکہ اوسے بھی اچھی طرحسے اوسکو دیکھون پھر مینے اوسپر سوار ہوکے چاہا کہ وہ چلے مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا آخر مینے اوسکو ایک چابک مارا وہ گھوڑا بمجرد لگنے چابک کے بڑی خوفناک آواز سے ہنہنایا اور بعد اسکے اوسنے اپنے پرونکو کہ وہ مینے نہین دیکھے تھے کھولکر آسمانکی طرف اتنا بلند اوڑا کہ زمین دکھائی دینے سے رہگئی مین نے خوف سے گرنے کے اوس گھوڑے کی ایال پکڑ کے گردن سے اوسکی لپٹ گیا پھر اوس گھوڑے نے زمین کی طرف اوترنا شروع کیا آخر کو چھت پر پیتل کی قلعے کے اوترا اتنی فرصت مجھے لینے ندی کہ تا مین اوسکے اوپر سے بسہولت اترون اپنی پیٹھ کو اسقدر جنبش دی کہ مین چت گرا اور دم اپنی کو میری داہنی آنکھ مین مارا کہ وہ پھوٹ گئی یہ سبب میرے کانے ہونے کا ہوا اور اوسوقت مجھے کہنا اون نوجوانون کا یاد آیا پھر وہ گھوڑا اپنے پرون کو پھیلا کے اوڑا اور میری نظر سے غائب ہو گیا مین اوس حالت مصیبت مین اوٹھا اور تمام چھت اوس قلعے کی ہاتھ آنکھ پر رکھے طی کی اسواسطے کہ بسبب درد چشم کے نہایت بیقرار تھا

پھر مین چھت کے نیچے اوترا اور بارہ دری مین جاکر اون دس حجرون کو کہ گرد اوس مکان کے تھے اور اوسکے بیچ والے کو کہ جو اون سے مرتفع تھا دیکھکر پہچانا کہ یہ وہی قلعہ ہے جسمین رخ مجکو پہاڑ پر اوٹھا لے گیا تھا وہ دسون جوان اوسوقت اوس بارہ دری مین تھے مین وہان منتظر اونکے آنے کا تھا کہ وہ بھی اوس پیر مرد کے ساتھہ آئے اونھون نے مطلق میری طرف توجہ نہ کی اور نہ میری آنکھ پھوٹنے سے کچھ تعجب اور افسوس کیا اور کہا ہم تمھین اس حال پر کہ جسمین تم پھر آئے ہو مبارکباد نہین دے سکتے اور ہم باعث تمھاری اس مصیبت کے نہین ہوے مینے کہا تم سچ فرماتے ہو جو کچھہ مجپر گذرا صرف اپنے ہاتھون سے پھر اونھون نے کہا اگر اس مصیبت کا کچھہ چارہ اور علاج ہمین معلوم ہوتا تو ہم تمھارے واسطے مقرر کرتے اور اسی مصیبت مین کہ جسمین تم پڑے ہم سب بھی مبتلا ہین ایک ایک برس تک ہم سب بھی کمال عیش و عشرت سے اوس قلعے مین رہے اگر سونے کا دروازہ بعد جانے اون شہزادیون کے نہ کھولتے تو ہماری یہ حالت نہوتی اور ہمیشہ اوسی عیش و سرور مین رہتے باوجودکہ تم ہم سب سے زیادہ عاقل اور ہوشیار تھے لیکن اس حرکت سے باز نہ رہ سکے اپنے تئین مصیبت مین ڈالا اور اوسی سزا مین مبتلا ہوے ہم تمھین بھی شریک اپنے حال کا کرتے مگر کہ ہم تمسے کہ چکے ہین کہ اس جا پر اب گنجایش اور شخص کی نہین تمھارے حق مین یہی بہتر ہے کہ یہانسے تم بغداد کو جاؤ وہان پر ایسے شخص سے تمھین ملاقات ہوگی کہ جو تمھاری اس مصیبت کو دور کریگا اور اوسکے سبب سے تمھارا یہ سب ادبار مبدل بعیش و عشرت ہو جائیگا مینے اونکی رہنمائی پر راہ بغداد کی لی اور اثناے راہ مین چار ابرو کی صفائی کرکے لباس قلندری کا پہنا بعد مدت دراز کے سفر کرتے کرتے آج شام کے وقت اس شہر مین پونہچا دروازے پر شہر پناہ کے ان دونون قلندرون سے کہ جو وہ بھی مانند میرے تازہ وارد تھے ملاقات ہوئی پھر ہم تینون ملکے واسطے تلاش کرنے مکان کے تاکہ رات کو وہان پر رہ کر فجر کو اور کسیطرف جائین اپنی خوش نصیبی سے اتفاقاً تمھارے دروازے پر آئے اور تم نے ازراہ غریب نوازی اور مسافر پروری کے ہمین اپنے گھر مین جگہ دی اور سب طرح سے سرفراز کیا کہ جسکا شکر ہم ادا نہین کر سکتے جب تیسرے قلندر نے بھی اپنا قصہ تمام کیا زبیدہ نے اوس سے اور اوسکے بھائیون سے کہا کہ تم تینون کا قصور مینے معاف کیا اب تم یہان سے چلے جاؤ تب اونمین سے ایک نے کہا کہ ہم امیدوار ہین کہ ہمین اتنی اجازت ہو کہ یہان ٹھہر کے ان تینون شخصون کا حال بھی کہ جو ہمارے شریک مجلس کے تھے سن لین زبیدہ نے خلیفہ اور جعفر اور مسرور کیطرف کہ اونکے رتبون سے مطلق واقف نتھی متوجہ ہوکر کہا اب تم تینون بھی اپنا اپنا حال کہو وزیر جعفر نے عرض کیا کہ بی بی ہم اپنا حال وقت داخل ہونے اس مکان کے مفصل عرض کر چکے ہین اور اب بھی آپ کی حضور مین عرض کرتے ہین کہ ہم تینون شخص سوداگر موصل کے ہین واسطے بیچنے اپنے اسباب کے بغداد مین آئے تھے اور ایک کاروانسرا مین اوترے ہین آجکی رات ایک سوداگر نے اس شہر کے ہماری دعوت کی تھی اونے ہم سبکو اپنے گھر بلاکر بہت اچھے کھانے کھلائے اور نفیس شراب پلائی بعد اسکے دیر تک گانا اور ناچ اوس محفل مین ہوا کیا یہانتک کہ گانے اور باجونکی آواز سنکر روند کے لوگ دوڑے اور بہت سے آدمی اوس محفل کے گرفتار کرلیے ہم اپنی خوش نصیبی سے بھاگ کر نکل آئے مگر بسبب بڑی رات جانے کے دروازہ سرا کا بند ہوگیا تھا ہم حیران تھے کہ کدھر کو جاوین عین اوس حالت تردد مین ہم ناگہان اس کوچے مین پونہچے اور آواز ہنسنے بولنے کی تمھارے گھر سے سنکر ہمنے دروازہ کھلوایا اور بموجب تمھاری اجازت کے ہم

اسکے اندر داخل ہوے زبیدہ نے اوس حال کو سنکر جانا کہ واقعی یہ تینون آدمی سوداگر موصل کے ہونگے اور جو کہ ظاہر کرتے ہین سچ ہوگا
پھر اون سب سے کہا کہ مینے قصور تمھارا معاف کیا اب تم یہانسے چلے جاؤ زبیدہ نے اسطرح للکار کے یہ حکم دیا کہ جسکے سننے سے خلیفہ جعفر وزیر
مسرور تینون قلندر اور وہ حمال ساتون آدمی بے اسکے کہ کچھ کہین سنین جلد اوس گھر سے نکلگئے اسواسطے کہ ساتون حبشی تلوارین ننگی
لیے ہوے ہاتھون مین مستعد اور منتظر حکم زبیدہ کے کھڑے تھے اونکے نکلتے ہی دروازہ اوس گھر کا بند ہوگیا اور خلیفہ نے
بے اسکے کہ اپنے حال کو ظاہر کرے اون قلندرون سے کہا تم اجنبی تازہ وارد ہو اس شہر کی راہ اور کوچون سے واقف نہین رات کی تاریکی مین
کدھر جاؤگے اونھون نے جواب دیا کہ ہم اسی تردد اور حیرانی مین ہین خلیفہ نے کہا ہمارے پیچھے چلے آؤ ہم تمھاری اعانت کرینگے پھر وزیر
سے کانمین کہا کہ تم اون تینون قلندرون کو اپنے گھر لیجا کر رکھہ کل فجر کو وقت دربار کے اونکو میری حضور مین حاضر کیجیو وزیر جعفر نے حسب
فرمانے خلیفہ کے اون تینون قلندرون کو اپنے ساتھہ لیگیا اور حمال اپنے گھر گیا خلیفہ مسرور کے ساتھہ اپنے محل مین آیا اور جاکر پلنگ پر
لیٹا مگر فجر تک اوسکو نیند نہ آئی اور اونھین باتونکو کہ اوسنے دیکھین اور سنی تھین یاد کرکے متحیر ہوتا تھا اور چاہتا تھا کہ اس حال کو دریافت
کرون زبیدہ کون ہی اور اون دو کتیون کو کیون اسقدر مارا اور امینہ کے بدنمین سیاہ داغ کسواسطے ہین پھر وہ فجر کو اسی فکر اور اندیشے
مین اوٹھکر دربار مین گیا اور تخت پر جاکر بیٹھا اور ساتھہ ہی اوسکے وزیر جعفر بھی حاضر ہوا اور موافق معمول کے آداب بجالایا خلیفہ نے وزیر سے
فرمایا جبتک کہ اون تینون بیبیون اور اون دو کالی کتیون کا حال مین دریافت نکرونگا مجھے چین نپڑیگا جا اور جلد اون تینون بیبیون اور تینون
قلندرون کو میری حضور مین لاکر حاضر کر وزیر کہ اوسے حال شتابی کی خلیفہ کا خوب معلوم تھا اس حکم کے پاتے ہی اون تینون بیبیون کے
گھر گیا اور شب کی واردات سے ذرا اشارہ نکرکے اونسے بآسانی حکم خلیفہ کا ظاہر کیا وہ تینون بیبیان بمجرد سننے حکم بادشاہی کے نقاب
اپنے چہرون پر ڈالکر ہمراہ وزیر کے ہوئین اور اثناے راہ سے اون تینون قلندرون کو بھی بغیر اسکے کہ اونسے کچھہ کہے سنے اپنے ساتھہ لیکر
بادشاہ کی حضور مین حاضر کیا بادشاہ اونکے حاضر ہونے سے خوش ہوا اور اون تینون بیبیون کو آڑ مین پیچھے اپنے کھڑے ہونے کو کہا تاکہ
اونکی عزت اور قدر اوسکے خادمان محل پر ثابت ہو اور اون تینون قلندرون کو موافق اونکی عزت اور رتبے کے نزدیک اپنے جگہ دی
پھر جب وے تینون بیبیان بموجب اشارے خلیفہ کے اوس جا پر بیٹھین خلیفہ نے اونکی طرف پھرکے کہا آجکی رات مین نے سوداگر کے بھیس مین تمسے
ملاقات کی تھی اور ہمارے سبب سے تمھین کچھہ رنج پہونچا تھا چنانچہ اوس سبب سے تم بہ نسبت میری بے ادائی سے پیش آئین اب جو مینے تمکو بلایا ہی
تو تم یہ نسمجھنا کہ شاید اوسی امر کے مواخذے کے لیے تمھین طلب کیا ہی تم ہر صورت اپنی خاطر جمع رکھو مینے اوس امر کو جو گذر گیا اپنے دل سے
فراموش کر ڈالا اور تمھارے آنے سے نہایت خوش ہوا کاشکے یہ تمیز جو خدا نے تمھین دی ہی سب بیبیون بغداد مین ہوتی اور تمھاری یہ بات
مجھے کبھی نہ بھولے گی باوجود کہ ہمسے تمکو کمال رنج حاصل ہوا او ہمنے بڑا قصور تمھارا کیا مگر تمنے باوجود قدرت کے ہم سب سے درگذر کیا اور کل
رات کو مین سوداگر موصل کا تھا اسوقت مین ہارون رشید ساتوان خلیفہ خاندان عالیشان عباس کا اور جانشین اپنے بڑے نبی کا ہون اب جو تمھارے
بلانے کی یہ ہی کہ تم کون ہو اور تم مین سے ایک بی بی نے کسواسطے اون دونون کالی کتیون کو بشدت مار پھر اونکو اپنے گلے لگایا اور
روئی اور کیون سینہ ایک بی بی کا تم مین سے بسبب داغون کے سیاہ ہو رہا ہی اگرچہ خلیفہ نے اس مطلب کو بخوبی اونسے بیان کیا تھا اور اونھون نے بھی

اچھی طرح سے بے تکلف سمجھا مگر وزیر جعفر نے موافق اپنے دستور کے پھر اوس سوال کو اونسے تکرار کر کے کہا زبیدہ نے پہلے سبکے اپنا حال اسطرح کہنا شروع کیا

قصہ زبیدہ کا

زبیدہ نے حضور مین خلیفہ کی اسطرح سے اپنا حال بیان کیا کہ اے امیر المومنین میرا حال عجیب و غریب ہی کبھی حضور نے مثل اوسکے نہ سنا ہوگا یہ دونون کالی کتیان اور مین تین بہنین ایک ماں باپ سے ہین اب اس حقیقت کو حضور سنین کہ کس سبب سے یہ دونون کتیان بنگئین اور یہ دو بیبیان کہ اب میرے ساتھ رہتی ہین میری سوتیلی بہنین ہین اوس بی بی کا نام جسکے سینے پر داغ سیاہ ہین امینہ ہی اور دوسری کا نام صافی اور میرا نام زبیدہ بعد فوت ہونے باپ کے ہم پانچون بہنون نے اوسکے ترکے کو آپسمین برابر تقسیم کرلیا یہ دونون سوتیلی بہنین اپنا حصہ لیکر اپنی ماں کے ساتھ جا کر رہین اور ہم تینون حقیقی بہنین اپنی والدہ کے ساتھ کہ اوسوقت تک بقید حیات تھین رہنے لگین جب اونھون نے قضا کی ایک ایک ہزار ریال ہم تینون بہنون کو اوسکے ترکے سے ملے میری دونون بہنون نے کہ مجھسے بڑی تھین بعد پانے اپنے حصون کے شادی کی اور اپنے شوہرونکے گھر مین جاکے رہین بعد اونکی شادی کے مین تنہا رہنے لگی بعد تھوڑی مدت کے میری بڑی بہن کے شوہر نے اپنا اسباب منقولہ بیچکر اور غیر منقولہ اور جو کہ میری بہن کے پاس تھا اسکو جمع کر کے وہ دونون میان بی بی افریقہ کی طرف گئے اور وہان میری بہن کے شوہر نے اپنی سب دولت بلکہ میری بہن کا بھی زر و زیور کھاپی کے اوڑالا جب وہ نہایت مفلس ہو گیا اوسنے کسی بہانے سے میری بہن کو طلاق دیکر اپنے گھر سے نکال دیا وہ بی بی خراب خستہ ہوا اور اتنے بڑے سفر کو بہت خواری اور مصیبت سے طے کر کے بغداد مین پہنچی اور اس شہر مین کہین آسرا اور پناہ نپا کے نہایت شکستہ اور پریشان حال میرے گھر آئی مین نے اوسکی خاطرداری کر کے اپنے گھر مین رکھا اور اوسکا حال پوچھا کہ کیا ایسا حادثہ درپیش آیا جسکے سبب سے تمھارا یہ حال ہوا اوسنے رو رو کے اپنے شوہر کی بدسلوکی کے حال کو بیان کیا مجھے سنکے بڑا رنج ہوا اور مین بہت روئی پھر اوسکو نہلا دھلا اپنے توشکخانے سے پوشاک نکالکر پہنائی بعد اسکے مینے اوس سے کہا بی بی تم میری بڑی بہن ہو مین تمکو بجاے اپنی ماں کے سمجھتی ہون اور بعد تمھارے جانے کے خدا نے میرے حال پر کرم کیا ریشم کے کیڑون سے مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا اب جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب تمھارا ہی تم بھی یہی کاروبار جو مین کرتی ہون کرو پھر اوسوقت سے مین اور وہ ایک ہی گھر مین بہت آرام اور چین سے رہنے لگین اور اکثر ہم دونون اپنی دوسری بہن کا ذکر کیا کرتے تھے کہ مدت سے کچھ اوسکے حال سے ہمین اطلاع نہین کہ وہ کہان ہی اور کس حال سے رہتی ہی تھوڑے دنونکے بعد وہ منجھلی بہن میری بھی خراب خستہ بڑی کے مانند اپنی بڑی بہن کیسی میرے گھر آئی اوسکے خاوند نے بھی سب مال و دولت اوسکی صرف کر کے اوسے نکال دیا تھا غرض اوسکو بھی مینے اپنے ساتھ رکھا اور بہت اوسکی تسلی اور دلجوئی کی بعد چند مدت کے اون دونون بہنون نے بہانہ اس امر کا کیا کہ ہمارے رہنے سے تمھارے پاس جب تکلیف اور زیرباری تمھاری کا ہی اسواسطے دوسری شادی کے ارادے مین ہین مینے اونسے کہا اگر منظور میری زیرباری کے تم اس امر کا خیال کرتی ہو تو بیفائدہ ہی اسواسطے کہ خدا کے فضل و کرم سے مجھے اسقدر اس کاروبار مین حاصل ہوتا ہی کہ بخوبی ہم تینون بہنون کی اوقات جیسے کہ اب گذرتی ہی عمر بھر گذر جائیگی اور تمھین کسیطرح سے تکلیف نہونے پاوے گی اور اگر درحقیقت تمھارا ارادہ شادی کرنے کا ہی تو مین بہت تعجب کرتی ہون کہ باوجود اس قدر تکلیف اور مصیبت کے کہ تمنے شوہرون کے ہاتھ سے

پائی پھر بھی خواہش کتخدائی کی اپنے دل مین رکھتی ہو اس زمانے مین اچھے شوہر کا ملنا بہت دشوار ہی اس خیال سے درگذرو اور بے شوہر رہکے اپنے
گھر مین عزت اور حرمت سے گذران کرو اسیطرح قباحتین شوہر کرنے کی مینے اونسے بہت کہین اور سمجھائین مگر کچھہ اونھون نے
نہ سنا اور اوسپر عمل نکیا شادی کرنے پر مصر رہکے مجھسے کہا تو ہماری چھوٹی بہن اور ہمسے زیادہ عقل رکھتی ہی لیکن ہم زیادہ اس سے تیرے
گھر مین رہ نہین سکتے اسواسطے کہ تو ہمکو لونڈیون کے موافق اپنے دلمین سمجھتی ہوگی مینے کہا ہمشیر تمھین خیر ہی یہ بات تم کیا کہتی ہو مین تمکو
ویسی ہی اپنا بزرگ سمجھتی ہون جیسا آگے سمجھتی تھی گھر بار اور جو کچھہ کہ میرے پاس ہی وہ سب تمھارا ہی پھر اونکو اپنے گلے سے لگا کر اونکی تسلی
اور تشفی کی اور بدستور پھر آپس مین ملکے رہنے لگے یہانتک کہ بعد گذرنے ایک برس کے اسقدر خدا نے میرے روزگار مین برکت اور ترقی دی
کہ مینے ارادہ تجارت دریا کا کیا کہ یہان سے کچھہ اسباب کو جہاز پر بار کرکے کسی شہر مین لیجایا چاہیے چنانچہ یہ بات اپنے دلمین مصمم کر دونون
بہنون سمیت بغداد سے بوشہر کو آئی اور وہان ایک چھوٹا سا جہاز مول لیکر اسباب تجارت کو کہ بغداد سے اپنے ساتھہ لائی تھی اوسپر بار کیا
اور ازبسکہ ہوا موافق تھی بوشہر سے جلد روانہ ہوئے مین دریاے پارس سے پہنچی اور وہان سے سیدھی راہ ہندوستان کی لی بعد بیس روز کے ہم
ایک جزیرے مین کہ جو نیچے کوہ بلند کے واقع تھا پہنچے اور اوس جزیرے مین ایک بڑا شہر عظیم الشان اور نہایت خوبصورت واقع تھا اوسکے
کنارے پر ہمارے جہاز کا لنگر ہوا مین کہ نہایت کنارے پر اوترنے کی مشتاق تھی قبل اسکے کہ میری بہنین تیار ہوکر میرے ہمراہ ہون تنہا ناؤ پر
سوار ہوکر خشکی مین اوتری اور شہر کے دروازے پر جا کر دیکھا کہ بہت سپاہی واسطے نگہبانی دروازے کے بیٹھے ہین اور بعضے کھڑے
اور سبکے ہاتھون مین سونٹے یا لاٹھی ہی مگر شکلین اونکی ایسی بری اور دہشت ناک کہ جنکے دیکھنے سے مجکو خوف معلوم ہوا اور اونکے
اعضا مین مطلق حرکت نہ تھی اور نہ اونکی پلکین جھپکتی تھین اس سبب سے مجھے کچھہ جرأت آگے جانے کی ہوئی جب نزدیک اون سپاہیون کے
پہنچی تو اون سبکو سر پا تک پتھر کا بنا ہوا پایا پھر مین شہر کے اندر گئی اور اوسکے کوچون مین چارون طرف جا کر سیر کی خلق کو بھی
بالکل پتھر کا بنا ہوا پایا چوک کی دکانین بند دیکھین بخاریون مین مطلق دھوان نتھا اس امر سے مینے قیاس کیا کہ گھر دن کے لوگ بھی
مانند باہر کے پتھر بن گئے ہونگے پھر شہر کے اوسیطرف ایک بڑا میدان دیکھا کہ اوسکے وسط مین ایک بڑا اچھا پھاٹک تھا کہ جسمین سونے کے
پتر لگے تھے اور اوس دروازے کے باہر کہ کھلا تھا ایک پردہ ریشمی پڑا اور ایک ہانڈی واسطے روشنی کے لٹکتی ہی اوس دروازے کی
عظمت و شان سے دریافت ہوا کہ مقرر بادشاہ کے محل کا ہی مینے کسی آدمی کو وہان ندیکھہ تعجب کیا اور نزدیک اوس دروازے کے گئی
کہ شاید کسی سے ملاقات ہو مگر جب پردے کو اوٹھا کر آگے قدم رکھا تو اور بھی زیادہ متعجب ہوئی کہ اوس محل کی ڈیوڑھی مین بہت چوبدارون
کو دیکھا کہ کچھہ تو کھڑے اور کچھہ بیٹھے پتھر کے بنے ہوے تھے پھر مینے دیوان خاص اور دیوان عام مین جاکر یہی حال دیکھا کہ سب چھوٹے
بڑے وہان کے پتھر بنے ہوے ہین وہان سے تیسرے مکان مین گئی اوسے بھی انسان سے خالی پایا پھر جب چوتھے مکان مین گئی وہان
ایک عمارت عالیشان اور خوبصورت دیکھی کہ جسکے دروازے اور زنجیرین ایک ڈال سونے کی تھین مینے قیاس سے دریافت کیا کہ یہ محل مقرر ملکہ کے
رہنے کا ہی اوسکے اندر جاکے دیکھا کہ ایک بڑے دالان مین بہت حبشی خواجہ سرا پتھر کے بنے ہوے ہین وہانسے آگے اوس دالان کے ایک مکان اسباب
قیمتی سے سجا ہی اور اوسمین ایک بی بی بیٹھی تھی پتھر کی بنی ہوئی تاج جواہرات کا سر پر رکھے معلوم ہوا کہ ملکہ یہی ہی اور اوسکے گلے مین مالا مروارید

کہ ہر ایک دانہ اوسکا برابر دانہ سپیاری کے تھا مینے نزدیک جاکر اون موتیونکو دیکھا کہ باوجود اسقدر بڑائی کے بہت شفاف اور نہایت گول
اور غلطان تھے ایسے جواہرات اور سامان مکان عالیشان سے مجکو کمال حیرت ہوئی فرش کمرے کا قالین سے تھا اور مسند تکیے اوسکے کمخاب پر نقش ونگار
کے تھے پھر اوس ملکہ پتھر کی بنی ہوئی کے مکان سے اور مکانون مین کہ بہت عالیشان تھے گئی منجملہ اون سب کے ایک سب سے بڑا وسیع
مکان کہ جسمین سونے کا تخت زمین سے بہت بلند بچھا ہوا تھا اور گرد اوسکے فرش کے جھالر موتیونکی لٹکتی تھی اور بہ نسبت اور عجائبات کے
عجیب تر یہ امر تھا کہ ایک شعاع اور چمک اوس فرش سے نکلتی تھی مینے چاہا کہ اوس چمک کا حال دریافت کرون کہ کس چیز سے نکلتی ہی پھر مینے
اوس تخت پر چڑھ کے دیکھا کہ چھوٹی سی تپائی پر ایک عدد الماس کا بہت بڑا بمقدار بیضۂ شتر مرغ کے بے عیب رکھا ہی اوسی سے وہ شعاع
نکلتی ہی کہ اوس سے آنکھین چوندھیاتی تھین اور بڑی مشکل سے اوسپر نظر ٹھہرتی تھی اور ہر طرف اوس فرش کے تکیے رکھے ہوے تھے اور وہان
ایک شمع روشن تھی اوس سے مجھے معلوم ہوا کہ یہان کوئی شخص زندہ بھی ہی اسواسطے کہ شمعین بے جلائے خود بخود نہین جلتین اور بہت چیزون
کو اوس مکان مین دیکھکر مجکو تعجب ہوا مگر سب سے وہ بہیر عجیب تر تھا اور دروازے اون مکانون کے بعض کھلے تھے اور بعض بھڑے تھے کہ ذرا ڈھکیلنے سے
کھل جاتے مین ہر ایک مکان مین جاتی اور اوسکے اسباب کو دیکھتی یہانتک کہ توشہ خانون اور دفترخانون مین گئی جسمین بے نہایت دولت
اور اسباب رکھا ہوا تھا اون سبکو دیکھکر مین اپنے تئین بھول گئی نہ تو خیال جہاز کا اور نہ اپنی دونون بہنون کا مجکو رہا اسی امر کے درپے ہوئی
کہ کسیطرح سے اونکا حال معلوم ہو کہ یہ سب آدمیون سے خالی کیون ہی اور سب آدمی پتھر کسواسطے ہو گئے اتنے مین رات ہو گئی گھبرا کر
چاہتی تھی کہ جس راہ سے آئی ہون اوسی راہ سے پھر جاؤن مگر بسبب تاریکی شب کے نجا سکی پھر اوسی مکان مین جسمین کہ وہ تخت اور الماس تھا
اور شمع روشن تھی آئی اور ارادہ کیا کہ شب کو یہین سو رہون فجر کو سویرے ہی اوٹھکر اپنے جہاز پر چلی جاؤن گی یہ خیال کر کے اوس فرش پر
بے خوف وخطر لیٹ رہی مگر بسبب وحشت تنہائی اور وہم کے نیند نہ آئی یہانتک کہ آدھی رات گذر گئی اوسوقت مینے ایک آواز سنی
کہ جیسے کوئی شخص قراءت اور خوش الحانی سے قرآن پڑھتا ہی قرآن کے سننے سے مین بہت خوش ہوئی اور وہان سے اوٹھ اور ایک
شمع اپنے ہاتھ مین لے اوسکی روشنی مین روانہ ہوئی اور بعد طی کرنے چند مکانون کے اوسطرف کو جدھر سے آواز آتی تھی وہانپر مینے
ایک مختصر مسجد بنی ہوئی دیکھی اوسکے دیکھنے سے مجکو دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کی پڑھنا ضرور ہوا اور وہان دو بڑی بڑی شمعین مومی روشن
تھین اور نزدیک اونکے جانماز قالین پر ایک جوان حسین بیٹھا ہوا بخضوع وخشوع تمام کلام اللہ پڑھ رہا تھا اوسکو دیکھکر مین خوش
ہوئی اور کمال تعجب کیا کہ لاکھون آدمیون مین فقط یہ جوان بچ رہا پتھر نہین ہو گیا مین سمجھی کہ مقرر اسمین کچھ بھید ہی پھر مینے اوس
محراب مین جاکر جناب صمدیت مین باواز بلند مناجات کی کہ شکر وسپاس اوس خدا کو کہ اوسنے یہ سفر ہمارا مبارک کیا اور بخیر وخوبی ہمین
یہانتک پونہچایا اور اوسکے فضل وکرم سے امیدوار ہون کہ پھر سلامت مجھے اپنے شہر مین پونہچائے اوس جوان نے یہ آواز سنکر
میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے بی بی مجکو اپنے حال سے آگاہ کر کہ تو کون ہی اور کیون ایسے ویران اور مغضوب شہر مین آئی پھر مین اپنے
حال سے تجکو آگاہ کرونگا کہ مین کون ہون اور باشندے اس شہر کے کس واسطے پتھر ہو گئے اور کس سبب سے مین فقط اس
عذاب اور قہر سے خدا کے بچ رہا ہون مینے اوس سے مختصر اپنا حال اس طرح سے بیان کیا کہ بیس دن کے عرصے مین میرا جہاز

میرے ملک سے یہان پرپونہچا اور سبب یہان کے آنے کا مفصل بیان کرکے کہا مین امیدوار ہون کہ موجب وعدے کے اپنے حال سے
مجھے آگاہ کرو کہ ان سب لوگونکو پتھر بنا ہوا دیکھکر نہایت خوف وہراس مین ہون جوان نے کہا بی بی ذرا صبر کرو پھر اوسنے تلاوت کلام اللہ
کی موقوف کر اور قرآن کو زری کے جزو دان مین گردان کے طاق پر رکھا اس عرصے مین مینے فرصت پاکے اوس جوان کو اچھی طرح سے دیکھا مجھ کو
دیکھنے کے اوسکے حسن وجمال پر مین عاشق اور فریفتہ ہوگئی پھر اوسنے مجکو اپنے نزدیک بٹھلایا اور کہا بی بی تمھاری نماز اور مناجات سے
معلوم ہوا کہ تم خدا کو برحق جانتی ہو اور اوسکی پرستش کرتی ہو اوسکی شان تمھاری کو تم سے مین بیان کرتا ہون کہ اس شہر کا بادشاہ میرا باپ
تھا اور اوسکی سلطنت بہت بڑی تھی مگر وہ بادشاہ اور سب باشندے اس قلمرو کے اہل مجوس اور شاگرد پیشہ وغیرہ مذہب آتش پرستی کا رکھتے تھے
اور نار دین کی کہ جو اگلے زمانے مین بادشاہ دیونکا تھا پوجا کیا کرتے تھے اور باوجود کہ میرے مان باپ قوم مجوس سے تھے مگر مین مسلمان ہون اسواسطے
کہ بچپن سے میری دائی نے کہ مذہب حق دین اسلام کا رکھتی تھی مجھے حفظ قرآن کی تعلیم کی اور سمجھایا کہ خدا قابل پرستش کے ایک ہی جبار ہے سوا اوسکے
اور کسیکی عبادت نکیجیو اور مجکو زبان عربی سکھائی اور علم تفسیر کا کہ جو تعلق قرآن سے رکھتا تھا پڑھایا چنانچہ تھوڑی مدت مین مجھے طاقت
معانی کلام اللہ کے سمجھنے کی حاصل ہوئی غرض اوس دائی نے سب سے پوشیدہ مجکو سب روایات دین سے مطلع کیا مین بعد اوسکے قضا کرنیکے
طریقۂ اہل اسلام پر جیسا کہ اوسنے میرے ذہن نشین کیا تھا مستقل اور ہمیشہ آتش پرستون وغیرہ سے ناراض رہا کئی مہینے کے آگے تین
برس تک متواتر اس شہر مین یہ آواز مانند رعد کے غیب سے سنائی دیتی تھی اے رہنے والو اس شہر کے عبادت نار دین کی اور پرستش آتش کی
چھوڑ کر صرف بندگی خدا کی کہ رحیم اور کریم ہے اختیار کرو اس تین سال کے عرصے مین کہ ہر روز بلاناغہ یہ صدا سخت غیب سے یہانکے باشندونکے کانمین
پہونچتی رہی مگر کسی نے اوسپر عمل نکیا اور اپنے طریق کفر کو نچھوڑا بعد تین برس کے پھر ان چڑھے سب لوگ یہانکے مبتلا قہر خدا کے ہوے اور جو جس جگہ اور جس
وضع مین تھا وہین سرکے پتھر بن گیا اور میرا باپ بھی سنگ سیاہ جیسے کہ شاید تمنے محل مین دیکھا ہوگا ہوگیا اور علی ہذا القیاس میری مان کا بھی
کہ ملکہ اس ملک کی تھی یہی حال ہوا اون سب مین فقط مین بافضال یزدانی عذاب شدید سے بچا ہون اور اوس وقت سے مین نسبت آگے کے
زیادہ اوسکی عبادت اور بندگی مین مشغول ہون اور مجھے معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے میری تسلی کے واسطے تمکو ایسی نیکبخت بی بی اسجا پر
بھیجا ہے اوس عنایت کا اوسکی کہا تک شکر بجالاؤن اسواسطے کہ بسبب وحشت تنہائی کے مین یہان نہایت دلگیر رہتا ہون اوسکا حال خصوصا کلام آخر
سنکر مجھے زیادہ محبت اوسکے ساتھ ہوئی اور بے تامل اوس سے کہا سچ ہی یہ ہوگا مجھے اس لیے تمھارے شہر مین لایا تا کہ تمکو اس وحشتناک
جا سے نکال کر لیجاؤن میرا جہاز یہان حاضر ہے اور مین رہنے والی بغداد کی ہون جتنا مال و اسباب کہ جہاز پر اپنے ساتھ لائی ہون اوس سے قدر
اپنے گھر مین چھوڑ آئی ہون وہان تمکو بہت اچھی طرح سے رکھون گی علاوہ اسکے امیر المومنین خلیفہ ہارون رشید نائب ہمارے پیغمبر کا کہ جو بغداد مین
رہتا ہے اور اوسکے حال سے تم بھی مطلع ہوگے تمھارا اعزاز واکرام موافق تمھارے رتبے کے کرے گا اور مجرد پہونچنے تمھارے کے بغداد مین
اوس بادشاہ عالیجاہ کو اطلاع ہوگی اور وہ بلحاظ تمھاری شہزادگی کے لوازم مہمانداری وغیرہ بخوبی عمل مین لائے گا میرا جہاز آپ کی خدمت
مین حاضر ہے اوسپر بخوبی سوار ہوکے تشریف لے چلیے اوس جوان نے بخوشی اس امر کو قبول کیا پھر مین تمام رات وہین رہکر اپنے سفر کا حال
اوس جوان سے کہتی رہی دوسرے دن فجر کو مین اوس محل سے کنارے دریا کے گئی اور دونون بہنون کو بسبب اپنے نجانے کے کمال متردد پایا

مینے اونسے سبب اپنے نہ آنے کا اور قصہ اوس جوان کا بیان کیا پھر موجب تجویز کہنے کے خلاصیون نے اوس اسباب سے جو مین اپنے ساتھ لے گئی تھی جہاز خالی کیا اور زر و جواہر وغیرہ اسباب قیمتی جسقدر کہ مینے محل بادشاہی سے پایا اوس جہاز پر بار کیا اور اوس شہزادے کو اپنے ساتھ لیجا کر جہاز پر بٹھایا اور قصد سارے اسباب اوس سلطنت کے لانے کا نہ کیا اسواسطے کہ اون سب اسباب کے لیے بہت جہاز درکار تھے غرض جب مین اسباب کو خاطر خواہ جہاز پر بار کر کے سوار ہوئی اور بقدر ضرورت کے غلہ اور پانی جہاز پر رکھ چکی تب جہاز کا لنگر اوٹھا پھر اوس شہر ویران سے بغداد کیطرف روانہ ہوئی اثناے راہ مین میری بہنین اوس جوان کو خوبصورت اور خوش سیرت دیکھ دل مین حسد کرنے لگین اور میری اوسکی باہم محبت اور زیادہ باعث اونکے رنج کی ہوئی ایکدن ازراہ فریب کے مجھسے استفسار کیا کہ بہن بعد پہونچنے بغداد کے اس جوان کو کہان رکھو گی اور اوسکے ساتھ کسطرح پیش آؤ گی مینے ازراہ ہنسی کے جواب دیا کہ وہان پہونچکر مین اپنی شادی اوسکے ساتھ کرونگی پھر اوس شہزادے کی خدمت مین مینے کہا کہ بعد وارد ہونے بغداد کے میرا قصد یہ ہے کہ مین اپنے تئین تمہاری کنیزی مین دون اور تا مقدور تمہاری خدمت بجا لاؤن شہزادے نے جواب دیا خوش طبعی کی راہ سے جو تمہارا جی چاہے کہو مین تمہاری بہنون کے روبرو استوار اقرار کرتا ہون کہ مین اس امر سے راضی اور خوش ہون اور مین تمہین سچا اپنی بی بی اور زوجہ سمجھونگا اور لونڈی بنانے کا کیا مذکور ہے مین خود سب طرح سے تمہارا ممنون احسان ہون اور رہونگا ان باتون کو سنکر رنگ چہرے کا میری دونون بہنون کے متغیر ہو گیا اور اوس وقت سے مجھے بنظر عداوت کے دیکھنے لگین یہانتک کہ جہاز ہمارا دریاے پارس کے موہانے پر پونہچا اور بندر بوشہر سے اتنا نزدیک ہو گیا تھا کہ اگر ہوا موافقت کرتی دوسرے دن ہم وہان پہونچتے القصہ مین وہان اک انکو غافل سوتی تھی میری بہنون نے مجھے اوٹھا کے سمندر مین ڈالدیا اور شہزادے کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا افسوس شہزادہ تو مجرد گرنے کے ڈوب گیا اور مین بعد اسکے کہ تہ دریا کو پہونچ گئی تھی اوپر کو اوچھلی اندھیری رات مین پیرنے لگی جو رشتہ حیات کا باقی تھا کنارے پر جا پونہچی اور زمین ہموار پاکے پانی سے نکل خشکی مین آئی اتنے مین فجر ہو گئی مینے اپنے تئین ایک ٹاپو ویران مین پایا کہ جہان سے بندر بوشہر دس کوس کے فاصلے پر تھا جلدی سے مینے اپنے کپڑے سکھا کر پہن لیے اور ادہر اودہر پھرنے سے طرح طرح کے میوے نظر پڑے وہ مینے کھائے اور ایک چشمے سے کہ نہایت صاف اور شفاف تھا پانی پیا اوسوقت مجکو ثابت ہوا کہ میری عمر بہت بڑی ہے جو سمندر مین ڈوبنے سے بچی اور میوے عجیب کھانے کو ملے القصہ پھر مین سایے کے نیچے جا کے لیٹ رہی تھوڑی دیر نہین گذری تھی کہ ایک بہت لنبا سانپ پردار دیکھا کہ پہلے میرے داہنی طرف آیا پھر بائین طرف اور زبان اپنی مونہ سے لٹکا کر میری طرف دیکھنے لگا اوسکے اضطراب سے مجکو معلوم ہوا کہ کچھ اذیت اسکو پونہچی ہے مین اوٹھکر چارون طرف دیکھنے لگی پھر دوسرا ایک سانپ دیکھا کہ اوس سے بڑا پیچھے اوسکے آتا ہے اور دم پہلے سانپ کی پکڑ کے چاہتا ہے کہ نگل جائے مجکو پہلے سانپ کے حال پر رحم آیا ذرا خوف و دہشت نکر کے ایک بڑا پتھر اوٹھا کر اس زور سے دوسرے سانپ کے سر پر مارا کہ سر اوسکا پاش پاش ہو گیا پہلا سانپ اپنے دشمن سے نجات پاکر فی الفور پر کھولکر اوپر کو اوڑا مین اوسکو دیکھ متعجب ہو گئی پھر دوسری جا پر سو گئی جب بیدار ہوئی ایک عورت سبز رنگ خوبصورت کو دیکھا کہ دو کالی کتیون کو پکڑے ہوے میرے سرہانے بیٹھی ہے اوسکے دیکھتے ہی مین کھڑی ہوئی اور اوس عورت سے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے کہا مین وہی سانپ ہون کہ جسکو تمنے دشمن کے ہاتھ سے بچایا تھا اب مینے چاہا کہ عوض اوس نیکی کے کہ جو تمنے میرے ساتھ کی جہان

کرون اور تمھاری خدمت بجا لاؤن اسواسطے مینے اپنی قوم کو پریون سے جمع کر تمھارے جہاز کی راہ لی اور تمھاری ان دونون بہنون کو
کہ عوض نیکی کے اونھون نے تمھارے ساتھہ بدی کی سیاہ کتیان بنا ڈالا اور جسقدر مال اسباب کہ اوس جہاز مین بار تھا اوٹھا کر تمھارے
توشہ خانے مین کہ شہر بغداد مین ہی رکھہ آئی ہون اور وہ جہاز دریا مین ڈبو دیا یہ کہکر اوس پری نے ایک ہاتھہ سے مجکو اور دوسرے سے اون دونون
کتیون کو اوٹھا کے طرفۃ العین مین بیچ بغداد کے میرے گھر پر پہونچا دیا مینے اپنے گھر مین سب زر و جواہر اور اسباب جو اوس جہاز پر بار کیا تھا
بجنسہ پایا اوس پری نے قبل رخصت ہونیکے مجسے کہا مین تجکو بموجب حکم اوس شخص کے کہ اوسکے اختیار مین جنبش اور اضطراب ہی تاکید
کہتی ہون کہ ہنوز یہ سزا تیری بہنون کے حق مین کافی نہین بلکہ ہر رات کو اونکو ایک ایک سو چابک مارا کرنا یہی سزا اونکے گناہونکی ہی خبردار اس حکم
کے خلاف نکرنا اور ہم سب پریان تمھارے تابع ہین جب یاد کرو گی حاضر ہو کر تمھاری مدد کرینگے خداوندا اوسدن سے مین موجب حکم اوس پری
کے ہر شب اون دونون کتیون کو کہ میری سگی بہنین ہین مارتی ہون پھر خون کے جوش سے اونکے رونے پر مجکو رقت آتی ہی اسواسطے
اونکو اپنے گلے سے لگا روتی ہون اور پیار کرکے اونکے آنسو پونچھتی ہون ان دونون کتیون کے مارنے اور پیار کرنیکا یہ سبب ہی
اب باقی حال کو میری بہن امینہ حضور مین عرض کریگی خلیفہ نے زبیدہ سے اس عجیب و غریب قصے کو سنکر اپنے وزیر سے
کہا کہ اب تو امینہ سے پوچھہ کہ تیرے سینے پر داغ سیاہ کیسے ہین اوسنے اپنی سرگذشت کو اسطرح خلیفہ کی حضور مین بیان کرنا شروع کیا

قصہ امینہ کا

امینہ نے خلیفہ کی حضور مین کہا جسقدر حال میری بہن زبیدہ نے بیان کیا اوسکا دوہرانا حضور مین عبث ہی مین فقط اپنا حال عرض کرتی ہون میری مان
ایک گھر مین مجکو لیکر آئی تاکہ اپنا رنڈاپا کاٹے اور میری شادی ایک بڑے آدمی کے بیٹے سے کہ رہنے والا اس شہر کا تھا کر دی ایک برس گذرا تھا
کہ میرے شوہر نے قضا کی اور مین بیوہ ہو گئی مگر سب مال و اسباب اوسکا میرے ہاتھہ لگا چنانچہ قریب نوے ہزار ریال کے نقد میرے پاس تھے
اوسکے منافع سے مین اپنی گذران بعزت و فراغت تمام کیا کرتی تھی اور اسقدر مایہ میری عمر بھر کو کافی تھا جب چھہ مہینے میرے شوہر
کے مرنے کو گذرے تب مینے دس جوڑے پوشاک کے بہت عمدہ اور بھاری اپنے واسطے سلوائے چنانچہ ایک ایک جوڑا ہزار ہزار
ریال مین طیار ہوا پھر جب ایک سال بعد اس غم کے گذرا مینے اون جوڑون کو پہننا شروع کیا ایک دن مین تنہا اپنے مکان مین بیٹھی تھی
کہ میرے ایک نوکر نے آکر کہا ایک بی بی کچھہ آپسے کہنے کو آئی ہی اگر حکم ہو تو ہم اوسے اندر آنے دین مینے کہا آنے دے اوس بی بی نے
کہ بڑی عمر کی تھی آکر مجکو سلام کیا اور بعد زمین بوسی کے مودب کھڑی ہو کر کہنے لگی کہ مینے آپ کی تعریف رحم دلی اور غریب نوازی کی
بہت سنی ہی اسواسطے حضور مین کچھہ عرض کرنیکو حاضر ہوئی میرے پاس ایک لڑکی بے مان باپ کی ہی اور آج کی رات اوسکی کتخدائی ہو گی
ہم اور وہ دونون اس شہر مین اجنبی محض ہین نہ تو کوئی ہمین پہچانتا ہی اور نہ ہم کسیکو پہچانتے ہین وہ جسکے ساتھہ اوس لڑکی کی شادی ہو گی
وہ بڑے آدمی کا بیٹا ہی اوسکے کنبے کے بہت لوگ ہین اور وہ سب ... مینے حال سنا ہی کہ نوشہ کے ساتھہ بہتیری بیبیان زیور اور پوشاکین پہنکر
آوینگی اگر آپ اس شادی مین تشریف لیجاوین موجب بڑی سرفرازی اور عزت کا سمدھیانے کے لوگون مین ہوگا اور کوئی ہمین ذلیل و خوار نہ سمجھے تمھارے
جاہ و جلال کے سامنے کسیکو رتبہ نہین اور سب خیال کرینگے کہ جسکی طرفدار ایسی عزت اور شوکت کی بی بی ہی کیونکر وہ صاحب عزت اور حرمت نہو گا خدا نخواستہ

اگر میری غریبی اور بیکسی پر خیال نہ فرما کے اپنے تشریف لیجانے سے انکار کروگی تو میرے موجب بڑی ذلت اور رسوائی کا ہوگا میرا اس شہر مین کوئی عزیز
نہین اور نہ کوئی ایسی صاحب خلق اور با مروت بی بی جیسی کہ تم ہو اس شہر مین ہے جسکی حضور مین جا کر اپنا درد دکھ کہون اور وہ سنے اور میری
دستگیری کرے یہ کہکے وہ بی بی رونے لگی اوسکے رونے اور بیکسی پر مجھے ترس آیا مینے کہا اے مادر مہربان زیادہ اس سے رو کے مجھے نہ کڑھا مین
تیری لڑکی کی شادی مین ضرور چلونگی پتا مکان کا جسمین برات آویگی مجھے بتلاتے جاؤ تاکہ مین سر شام وہان جاؤن اور اب وہی جگہ تجھسے ملاقات
ہوگی پھر تو یہان آنے کی تکلیف نہ کیجیو وہ ضعیفہ میرے اسطرح کے جواب دینے سے کمال خوش ہوا اور دعائین دیکے کہنے لگی کہ بی بی جیسا
اسوقت تمنے میرا جی خوش کیا ہے حق تعالی ہمیشہ تمھارے دلکو خوش رکھے مگر آپ بے میرے آئے ہوے تکلیف جانے کی نفرمائین مین آج
شام کو پھر حاضر ہونگی میرے ساتھہ تشریف لیچلنا یہ کہکے وہ بڑی بی رخصت ہو کے چلی گئی اوسکے بعد جانے کے مینے بہت اچھا جوڑا دلپسند
پہنا اور بڑے بڑے موتیون کا مالا بازوبند گوشوارے انگوٹھیان چمکتے ہیرے اور جواہرات قیمتی کی پہنین اتنے مین شام ہو گئی اور وہ بڑھی بی
میرے لینے کے واسطے آئی اور میرے ہاتھ کو بوسہ دیکر کہا مان باپ اور سب اقربا نوشہ کے میرے گھر آئے ہین اور بھی اکثر بیبیان سرداران اس شہر
کی اونکے ہمراہ تشریف فرما ہوئین اب مین تمھارے لینے کے واسطے حاضر ہوئی ہون یہ بات سنکر مین اوسکے ہمراہ ہوئی اور پیچھے میرے بہت سی
خواصین اور لونڈیان اچھے اچھے کپڑے پہنے ہوے چلین یہان تک ایک کشادہ گلی صاف اور چھڑکی ہوئی مین پہونچے پھر اوس بڑی بی نے ہمکو
ایک بڑے دروازے پر لیجا کر کھڑا کیا اوس دروازے کے اوپر ایک تختے مین چوب قلم سے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی اوسکو مینے چراغ کی روشنی سے پڑھا یہ
گھر ہمیشہ خوشی اور سرور کا ہے پھر اوس ضعیفہ کے دستک دینے سے وہ دروازہ فوراً کھل گیا اور وہ مجھے اندر ایک بڑے دالان کے کہ عمارت عالیشان
مین واقع تھا لیگئی وہان مینے ایک جوان بی بی نہایت خوبصورت کو دیکھا کہ اوسنے میرا استقبال کیا اور مجکو گلے سے لگایا اور بڑی عزت سے
لیجا کر ایک حجرے مین بٹھلایا وہان ایک تخت جواہر نگار اور اوسپر چھتر مرصع استادہ نظر پڑا پھر اوس جوان بی بی نے مجسے کنایۃً پوچھا
کہ کیا تم واسطے اہتمام کرنے برات کے آئی ہو مین جانتی ہون کہ یہ شادی تمھاری رضا پر موقوف ہے بعد اسکے اوس بی بی نے میری نہایت مدارات
اور خاطرداری کی اور مجھے اپنی شیرین کلامی اور خوش اخلاقی سے متوجہ کرکے بآئین شایستہ کہا بی بی حقیقت اس شادی کی کہ اسمین آپکو تکلیف
دی گئی یہ ہے کہ میرا ایک بھائی ہے جوان نہایت حسین تمھارے حسن و جمال کی تعریف سنکے غائبانہ عاشق ہوا اور کتخدا ہونے کی تمھارے ساتھہ کمال
تمنا اور خواہش رکھتا ہے اگر تم اوس سے انکار کروگی تو موجب اوسکے کمال ملال و دلشکنی کا ہوگا اور مین بقسم تمسے کہتی ہون کہ وہ جوان خوبصورت
قابل تمھاری صحبت کے ہے اور تم سب طرح خاطر جمع رکھو کہ وہ جوان بہت اہل اور خوش مزاج ہے غرض اوس بی بی نے نہایت اپنے بھائی
کی تعریف کی اور اس امر مین کمال مبالغہ کیا اور کہا اگر ذرا ایما آپ کی طرف سے ہو تو مین اس خوشخبری کو جا کے اوس جوان سے کہون میرا بعد
وفات اپنے شوہر کے ہر چند ارادہ دوسری شادی کرنے کا نتھا لیکن ایسے شخص سے انکار کرنا مناسب نجانا مین اس امر پر مسکرا کر چپ ہو رہی
اوس جوان بی بی نے میرے سکوت کرنے اور ہنسنے سے حال رضامندی کا دریافت کر کے ایکبارگی دستک دی اوسکے دستک دیتے ہی
ایک جوان شکیل خوبصورت با شوکت و عظمت دوسرے کمرے سے نکل آیا اوسکے دیکھنے سے مین بہت اپنے دل مین خوش ہوئی اور کہنے لگی تو بڑی
خوش نصیب ہے کہ تیری شادی ایسے شخص کے ساتھہ ہوگی پھر وہ جوان میرے پاس آ کر بیٹھا اور میرا اوسکے باہم گفتگو ہونے لگی مینے اوسکو

بہت دانشمند اور بااخلاق زیادہ اوس سے کہ اوسکی بہن نے کہا تھا پایا پھر اوس بی بی نے ہم دونونکو باہم راضی و رخوشنود پاکے دوسرے
دستک دی ملی وس دستک کی آوازسے قاضی نے آکر ہم دونون کا نکاح پڑھا اور نکاحنامہ لکھکے چار شخصونکی کہ اونکو اپنے ہمراہ لایا تھا اوسپر
گواہی لکھوائی بعد اسکے میرے اوس شوہر نے مجھسے اس امر مین قسم لی کہ نہ تو مین کسی اجنبی کی طرف دیکھون اور نہ کسی سے بات چیت کرون اور
ہمیشہ اپنی عصمت اور فرمانبرداری سے راضی رکھکے کبھی خلاف مرضی نکیا کرون اور اونسنے بھی مجھسے عہد کیا کہ کبھی عذر بیوفائی نسبت میرے
نکریگا غرض جب سب طرحسے شروط نکاح کے طرفین سے ہو چکے مین بہت اچھی طرح سے بوضع امیرانہ بلکہ شاہانہ اپنے شوہر کے گھر مین
رہنے لگی بعد گذرنے ایک مہینے کے مینے واسطے خرید کرنے کچھہ تھان ریشمی کے اپنے شوہر سے اجازت چوک جانے کی مانگی اسواسطے
کہ سب بیبیان امراؤن کی اوسوقت آپ بازار مین جاکر خرید و فروخت اسباب کی کیا کرتی تھین اور اسمین کچھہ عیب نتھا اونسنے فوراً اجازت
دی مین دو کنیز اور اوس بڑی بی کو کہ مجکو بیاہنے سے اوس گھر مین لے گئی تھی اور میری پاس رہتی تھی اپنے ہمراہ لیکر چوک مین بغداد کے
گئی جب مین اوس کوچے کی طرف جہان دکانین بڑے بڑے تاجرون کی تھین پونہچی بڑی بی نے مجھسے کہا بی بی یہان ایک جوان سوداگر
کی دکان ہی کہ جسکو مین جانتی ہون اوسکی دکان مین سب قسم کے تھان قیمتی رہتے ہین ریشمی کپڑا جیسا چاہوگی اوسکی دکان مین ملے گا
تم اوسکی دکان پر چلو کیا ضرور ہی دکان دکان پھرنا مینے کہا اس سے کیا بہتر پھر مین اوسکے ہمراہ ہو سوداگر کی دکان پر کہ جوان اور خوشرو
تھا گئی بڑی بی نے کہا بی بی تم اس سوداگر سے جو کپڑا تمھین درکار ہووے طلب کرو تا وہ تمکو لاکر دکھائے مینے جواب دیا کہ مجھسے میرے
شوہر نے وقت عقد کے عہد لیا ہی کہ کسی اجنبی سے بات نکرونگی مین وہ عہد توڑ نہین سکتی غرض اوس سوداگر نے بڑی بی سے میری
خواہش کا حال دریافت کرکے طرح طرح کے تھان ریشمی نکالکر دکھلائے مینے اونمین سے ایک پسند کیا اور بواسطے بڑی بی کے اوسکی قیمت
تاجرسے پوچھی اونسنے جواب دیا مین اس تھان کو بعوض اشرفیون کے نہ بیچونگا بلکہ عوض اس تھان کے ایک بوسہ اس بی بی سے چاہتا ہون
مینے بڑی بی سے ناخوش ہوکر کہا یہ سوداگر بڑا گستاخ ہی کہ ایسے برے امر کی درخواست کرتا ہی بڑھیا نے جواب دیا بی بی اس تاجر نے
جو تمسے درخواست کی ہی کچھہ بڑی بات نہین ہی تمسے کچھہ گفتگو کرنے کی کہ تمھارے شوہر نے منع کیا ہی نہین درخواست کی وہ تو فقط
اسقدر چاہتا ہی کہ ذرا اپنے رخسارے کا اوسکو بوسہ لینے دو یہ نہایت سہل و آسان ہی مجھے ازبسکہ خواہش لینے اوس تھان کی تھی بیوقوفی سے
بڑی بی کی بات پر مینے عمل کیا پھر وہ بڑھیا اور دونون لونڈیان برابر میرے سامنے کھڑی ہوگئین تا کہ کوئی راہگیر اس حرکت کو ندیکھے تب مینے
اپنے گال کو برقع سے نکالکے اوس سوداگر کی طرف کیا اونسنے بجاے بوسہ لینے کے ایسا کاٹا کہ لہولہان ہوگیا اور مین تلملا گئی اور شدت
درد والم سے مجکو نوبت غش کی پونہچی دیر تک مین بیہوش وہان پڑی رہی وہ سوداگر فرصت پاکے اپنی دکان بند کرکے وہانسے چلدیا بعد دیر کے
جب مین اپنے حواس مین آئی مینے اپنے رخسار کو لہو سے تر پایا مگر پھر اوس بڑھیا اور میری لونڈیون نے جلدی سے میرے گال کو برقع سے
ڈھانک دیا تا وہ لوگ کہ دکان پر اوس تاجر کی جمع ہوگئے تھے اس حال کو ندیکھین اونھونے جانا صرف ناتوانی سے مجکو غش آگیا میرے
ساتھہ کی عورتین یہ حال دیکھکر نہایت گھبرائین مگر میری تسلی کرنے لگین خصوصاً بڑی بی نے کہا کہ بی بی میرا قصور معاف کرو
اسواسطے کہ اس اذیت کا تمھاری باعث مین کمبخت ہوئی اور تم اس نامعقول سوداگر کی دکان پر کہ میرا ہمشہری ہی میرے ہی

سبب آئی تھیں اور فی الحقیقت وہ بڑے امر قبیح کا مرتکب ہوا تم اپنے دل مین کچھ اندیشہ نکرو اب جلد اپنے گھر چلو مین تمھارے زخم
ویسی ایک دوا لگا دونگی کہ تین دن مین بالکل اچھا ہو جائیگا اور ذرا نشان اوسکا نرہیگا مین بسبب غش آنے کے سست اور ناتوان
ایسی ہو گئی تھی کہ بڑی دشواری سے گھر تک پہونچی اور اپنے حجرے مین جا کر در سے پھر بیہوش ہو گئی مگر بڑی بی نے ایسی تدبیر کی
کہ اوسکے سبب سے مین ہوش مین آئی اور جلدی سے اپنے پلنگ پر لیٹ رہی شب کو جب میرا شوہر آیا مجھے سر لپیٹے ہوئے دیکھ اسکا
سبب پوچھا مینے اوسکے بہلانے کے لیے کہا میرے سر مین بشدت درد ہے اور یہ سمجھکر ایسا بہانہ کیا تھا کہ وہ سنکر چپ ہو رہیگا لیکن
اوسنے برخلاف اسکے شمع ہاتھ مین لیے اور میرے رخسار کو زخمی دیکھ جھنجھلا کر پوچھا کہ یہ زخم کیونکر لگا اگرچہ مینے کوئی امر بد نہین کیا تھا مگر بیان
واقعی کو بھی اوس سے نکہہ سکی اسواسطے پھر ایک بہانہ کر کے اوس سے کہا مین تمھارے لیے ریشمی مول لینے بموجب تمھارے حکم کے بازار گئی تھی ناگہان ایک
مزدور گٹھا لکڑیون کا لیے ہوے میرے پاس سے ہو کر گذرا چونکہ گلی تنگ تھی اس سبب سے کھونچا اوسکی لکڑی کا میرے رخسارے پر ذرا سا
لگ گیا میرے شوہر نے برہم ہو کر کہا اگر یہ بات سچ ہے تو مین کل فجر کو حکم کرونگا کہ سب ہیزم فروشون کو پکڑ کر پھانسی دین مین یہ سنکر
ڈری اور افسوس کیا کہ ناحق اسقدر مزدور بے قصور میری جھوٹی بات سے قتل کیے جاوینگے مینے شوہر سے کہا ایسا ظلم اور بے انصافی
زنہار نکرنا مجکو بڑا افسوس آتا ہے کہ تم ایسا حکم دو مین حاضر ہون اگر مینے کچھ برا کام کیا ہو اوسکی مجکو سزا دو پھر میرے شوہر نے کہا سچ
بتا تیرا رخسارہ کیونکر زخمی ہوا مینے کہا ایک کمہار اپنے گدھے کو برتنون سے لادے ہوے لیے جاتا تھا یکایک دھکا اوس گدھے کا
مجھے ایسا لگا کہ مین زمین پر گر پڑی اور ایک ٹکڑا شیشے کا میرے گال مین چبھ گیا میرے شوہر نے کہا اگر یہ کلام راست ہے تو کل قبل طلوع
ہونے آفتاب کے مین وزیر جعفر سے اس امر کو ظاہر کرونگا وہ حکم قتل کرنے سب کمہارون کا کہ اس شہر مین رہتے ہین دیگا مینے اس کلام کو
سنکر کہا خدا کے واسطے ایسا کام نکیجیو وہ سب بے قصور ہین اوسنے کہا کہ پھر تو سچ کہ تیرے گال کے زخمی ہونے کا کیا سبب ہے مینے کہا
راہ مین مجکو یکایک ایسی گھومنی آئی کہ مین زمین پر گر پڑی اور رخسارہ میرا چھل گیا اس امر مین دوسرے کسی کو دخل نہین پھر اوسنے غضب
آ کے کہا تو بڑی کاذب ہے کہانتک تیرا جھوٹ سنون یہ کہکے اوسنے دستک دی تین غلام مجرد سننے دستک کے کمرے کے اندر سے چلے آئے او
اون غلامون کو حکم کیا کہ ایک میرا سر پکڑے اور ایک پانون تیسرا تلوار لے کے حاضر ہو جب وہ تینون غلام حکم اپنے آقا کا بجا لائے میرے
شوہر نے اوس غلام سے کہ اوسکے ہاتھ مین ننگی تلوار تھی کہا اسکو مار کے دو ٹکڑے کر ڈال اور لاش اسکی ندی مین لیجا کر ڈالدے تا مچھلیان
کھا لین یہ سزا اوس شخص کی ہے جو میرا معشوق ہو کر مجھسے ایسی خیانت کرے پھر اوس سے بتاکید کہا کسواسطے تو دیر کرتا ہے جلد قتل کر اوس غلام نے کہا
بی بی آخری تمھارا دم ہے جسکو تمھین یاد کرنا ہو یاد کرلو اور جو کچھ تمھین کہنا سننا ہو کہہ سن لو مینے اوس سے کہا ہان مین کچھ کہا چاہتی ہون
بشرطیکہ ایک لمحے کی فرصت ملے پھر مین مہلت پا کے اپنا سر اوٹھا خاوند سے چاہتی تھی کہ کچھ کہون لیکن بسبب رونے اور ہچکیون کے آواز
مونھہ سے نہ نکل سکی شوہر نے ذرا بھی میرے حال پر رحم نکیا بلکہ اور اسطرح ملامت کی کہ اوسکا جواب مین کچھ ندے سکی پھر مینے چاہا کہ نماز
پڑھکے جناب باری مین توبہ استغفار کرلون مگر اوسنے فرصت اس امر کی ندی اور غلام کو فرمایا جلد اسکی گردن مار غلام چاہتا تھا کہ تلوار مجھے مارے
اتنے مین وہی بڑی بی جسنے میرے شوہر کو دودھ پلایا تھا اندر آئی اور اپنے تئین اوسکے قدمون پر ڈال کر چاہا کہ غصہ اوسکا ٹھنڈا کرے

بہت منت کرکے میرے شوہر سے کہا کہ واسطے میرے دودھ پلانے اور پالنے کے تو اسکا قصور معاف کر اور جو ناحق خون کرتا ہی آخر اوسکے قصاص
یا مواخذہ مین مبتلا ہوتا ہی تو اپنی عزت اور شوکت اس امر سے کیون کھوتا ہی اور اہل عدالت کیا کہینگے غرض بڑھیا نے دیر تک اوسکو ایسے
نشیب و فراز سمجھائے اور میرے بخشوانے مین کمال مبالغہ کیا اور بہت روئی یہانتک کہ اوسکا غصہ کم ہوا چنانچہ اوسنے کہا محض تیرے
کہنے سے مینے اسکی جان بخشی کی مگر کچھہ تنبیہ کرنا اسکو ضرور ہی تا کہ عمر بھر یاد رہے یہ کہکر اوسنے اپنے غلام کو حکم کیا اوسنے چوب بید سے
میرے سینے اور بازوون پر اتنا مارا کہ مین بیہوش ہو گئی اور وہانکا پوست اور گوشت اوڑ گیا پھر بموجب حکم میرے شوہر کے مجکو وہ غلام
اور ایک حویلی مین لیجا کر چھوڑ آیا چار مہینے تک مین اوس مار سے مجروح اور زخمی پڑی رہی وہی ضعیفہ نے میری مرہم پٹی کی اور اوس حالت
مین میری خبر لیتی رہی چنانچہ مین اچھی ہوئی مگر داغ اوسکے جیسے کل رات کو آپنے ملاحظہ فرمائے تھے رہ گئے پھر جب مجھہ مین چلنے پھرنے
کی طاقت آئی تو مینے چاہا کہ اپنے پہلے شوہر کے گھر مین کہ وہ میرے قبضے مین تھا جا کر رہون وہان جاکے اوس گھر کا اثر اور نشان نہ پایا
اسواسطے کہ میرے دوسرے شوہر نے غصے کی حالت مین اوسے بلکہ اوس کوچے کو جسمین وہ گھر تھا کھدوا کر برابر زمین کے کر ڈالا مین فریاد اس
ظلم کی جو میرے شوہر نے مجپر کیا کسی سے نکر سکی بخوف اسکے کہ مبادا پھر وہ زبردستی سے میرے ساتھہ بدسلوکی کرے صبر و شکر کرکے مین اپنی
پیاری بہن زبیدہ کے گھر آئی اور اوس سے اپنی مصیبت کو ظاہر کیا اوسنے میری تسلی کی اور مجھکو اپنے ساتھہ رکھا اور سمجھایا کہ زمانہ ہمسے
ناموافق ہی کسی سے ہمکو وفا نہین تو اپنے دوستون سے نہ اونسے جو ہمارے عاشق ہین اس سے بہتر ہی کہ صبر کرکے میرے پاس بیٹھہ رہ اور پھر شوہر
کرنے کا خیال نکر جبسے مین اپنی بہن زبیدہ کے پاس رہتی ہون پھر میری ہمشیرہ زبیدہ نے حال اوس شہزادے کا جو بسبب حسد اوسکی دونون
بہنون کے سمندر مین ڈوب گیا تھا مجسے ظاہر کیا اور سبب اون دونون کے کتیا ہو جانے کا بھی کہا اور بعد مرنے میری مان کے میری چھوٹی بہن
کو بھی کہ اوسکا نام صافی ہی اپنے ساتھہ رکھا چنانچہ وہ اور مین اب تک اوسی کی خدمت مین رہتے اور پرورش پاتے ہین اور خدا کا شکر بجا لاتے ہین
اور جب سے پھر کبھی ارادہ جدا ہونے کا اپنی بہن زبیدہ سے نکیا اور اب ہم بدولت اوسکے کمال آرام و آسایش سے بسر کرتے اور اپنے گھر کا کام
ہم تینون ملکر آپ کر لیتے ہین کبھی اپنی خوشی سے مین بازار مین جا کر سودا سلف کر لاتی ہون اور کبھی دوسری بہن میری صافی جاتی ہی
چنانچہ کل کے دن مین بازار سے اسباب خرید کرکے ایک حمال کے سر پر کہ خوش مزاج اور حاضر جواب تھا رکھکر لائی تھی اور اوس حمال کو
رات بھر اپنے گھر مین رہنے دیا تا کہ وہ اپنی خوش طبعی اور لطیفہ گوئی سے ہمین خوش کرے شام کیوقت ان تینون قلندرون نے ہمارے
دروازے پر آکے ہمسے مکان کی درخواست کی کہ اوسمین رات بھر رہین اور فجر کو چلے جاوین ہمنے اونکے حال پر ترس کھاکے اونھین اندر بلا لیا
اور شریک طعام و شراب کا کیا اونکے سامنے ہمنے گایا بجایا اور وہ ہمارے روبرو اپنے طور پر گاتے بجاتے رہے اسی بیچ مین سوداگر
موصل کے کہ نہایت معزز اور مکرم معلوم ہوتے تھے ہمارے دروازے پر آئے اور ہمسے مانند قلندرون کے درخواست شب کے رہنے کی کی ہمنے اونکی
درخواست کو بھی منظور کرکے اپنے گھر مین جگہہ دی اور شریک اپنی محفل کا کیا مگر کوئی شخص اون مین سے اپنے قول و اقرار پر قائم نرہا اور ہمین
ناراض اور رنجیدہ کیا اگرچہ ہم قادر تھے کہ اون سبکو جسطرح سزا چاہتے دیتے لیکن ہمنے اسی پر اکتفا کیا کہ ہر شخص اپنا اپنا حال ہمسے کہے چنانچہ
حال ہر ایک کا سنکر ہمنے اون سبکو چھوڑ دیا اور اونکے قصور پر کچھہ مواخذہ نکیا خلیفہ ہارون رشید یہ سب حال سنکر بہت خوش ہوا اور عجائب و غرائب

حال سے بہت تعجب کیا اور جب اسطرف سے اوسکی خاطر جمع ہوئی اوسنے چاہا کہ اب نسبت اون تینون قلندرون کے کہ درحقیقت شہزادے
تھے سلوک کرے اور فکر کتخدائی اون تینون بیبیون کی کہ سب شوہر تھین اپنے دلمین قرار دیکر زبیدہ سے پوچھا کہ بی بی تمھین حال اوس
پری کا معلوم ہی جو پہلے تمھین بصورت سانپ کے نظر پڑی تھی اور اوسنے تمھین یاد کیا تھا کہ ایسا سخت سلوک بہ نسبت اون دونون
کتیون کے جو تمھاری سگی بہنین ہین ہر شب کیا کرنا وہ کہان رہتی ہی اور کچھ اوسنے طریق اپنی ملاقات کا تمکو بتایا تھا اور یہ بھی کچھ
وہ کہتی تھی کہ کب تک یہ تمھاری بہنین کتیون کے قالب مین رہینگی زبیدہ نے جواب دیا کہ مین حضور مین اس بات کو کہنا بھول گئی اوس پری
نے مجکو وقت رخصت کے تھوڑے بال دیکر کہا تھا کہ جسوقت تم مجکو اپنے پاس بلایا چاہو تو ایک بال کو آگ مین جلانا مین اگر کوہ قاف کے اوس طرف
ہونگی تو بھی فوراً تمھارے پاس پونہچونگی خلیفہ نے کہا وہ بال کہان ہین زبیدہ نے جواب دیا کہ اون بالون کو ہمیشہ مین اپنے پاس
بڑی احتیاط سے رکھتی ہون پھر اوسنے اپنے صندوقچے کو کھولکر پڑیا اون بالونکی نکالی اور خلیفہ کے ملاحظے مین لائی خلیفہ نے کہا مین
چاہتا ہون کہ اوس پری کو مین بھی دیکھون اوسکو تم بلاؤ زبیدہ نے کہا بہت اچھا پھر اوسنے اوس پڑیا کو ایکبارگی آگ مین ڈالدیا بمجرد جلنے
بالون اور اوٹھنے دھوین کے دفعۃً وہ محل جنبش کرنے لگا اور ساتھ ہی وہ پری لباس و پوشاک بہت عمدہ پہنے ہوئے خلیفہ کے روبرو حاضر ہوئی
اور خلیفہ سے کہا مین آپ کی حضور مین حاضر ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن اور اوس بی بی یعنی زبیدہ نے میرے ساتھہ بڑا سلوک کیا ہی مین اوسکی
بہت ممنون اور شکرگزار ہون اور مینے اوسکی بہنون کو کہ اوسکے ساتھہ برائی کی تھی کتیان بناڈالین اگر آپ کی مرضی ہو تو مین اونکو
پھر بشکل اصلی بنادے سکتی ہون خلیفہ نے کہا اگر تو اونکو پھر بصورت اصلی بنادے مین تیرا کمال ممنون ہونگا اب وہ اپنے قصور کی سزا
قرار واقعی پا چکین اور سوا اسکے ایک امر کی اور درخواست تجسے رکھتا ہون ایک شخص نے بہ نسبت اپنی زوجہ کے بڑا ظلم و تعدی
کرکے اسقدر مارا ہی کہ اوسکا سینہ اور بازو مارے داغون کے سیاہ ہو رہے ہین اور اوسکا گھر کہ اوسنے اپنے پہلے شوہر سے
میراث پایا تھا کھدوا کر زمین کے برابر کردیا اور سب اثاث البیت اور نقد و جنس اوس بی بی کا ضبط کرلیا مجکو یہ حال سنکے بڑا
افسوس ہوا میری حکومت اور ریاست مین ایسا کون زبردست ہی کہ باعث ایسے ظلم کا ہو یقین ہی کہ تمکو اوس شخص کے حال سے
اطلاع ہوگی پری نے جواب دیا مین ابھی دونون کتیون کو بصورت اصلی بنائے دیتی ہون اور اوس بی بی کے داغون کو بھی اسطرح
اچھا کردونگی کہ پھر ذرا اثر و نشان اون زخمونکا معلوم نہوگا اور اوس شخص کا نام جسنے اوس بی بی کو مارا ہی آپ کو بتادونگی پھر خلیفہ نے
جلد ایسے اون دونون کتیونکو زبیدہ کے گھر سے بلایا اور پری نے ایک پیالہ پانی کا منگواکے اوسپر کچھ الفاظ کہ مطلق نہین سمجھائی
دیتے تھے پڑھے اور اوس پانی سے تھوڑا سا پانی اوپر امینہ اور اون دونون کتیون کے چھڑکا وہ دونون کتیان فی الفور بصورت
انسان کے اپنی اصلی صورت پر کہ نہایت خوبصورت تھین آگئین اور داغ امینہ کے بدن سے بالکل جاتے رہے بازو اور سینہ اوسکا مانند آئینے کے
صاف ہوگیا بعد اسکے اوس پری نے کہا اے امیر المومنین اب مین نام شوہر کا اس بی بی کے کہ جسنے اسکو اتنی اذیت دی ہی بتاتی ہون
وہ شخص رشتے مین آپ سے بہت قریب ہی یعنی وہ شہزادہ امین چھوٹا بیٹا آپکا ہی اس بی بی کے حسن و جمال کو سنکر غائبانہ عاشق ہوا تھا اور
اوسکو بہانے سے اپنے گھر بلا اور قابو مین کر اوسکے ساتھہ شادی بنی کی اور بعد شادی کرنیکے لغزش اوسکے صحن مین دیکھکر

سزا دینے کے لیے مارا اور وہ درحقیقت محض بے قصور تھی کوئی گناہ اور برا کام کہ جو موجب ایسی سزا کا ہو اوس سے سرزد نہین ہوا تھا اتفاقاً اوسنے ایک مرکو کسی طرح سے بیان کیا وہی شک کا موجب اوسکے شوہر کو ہوا اس مقدمے کی یہ حقیقت تھی کہ جسکو مینے آپ کی حضور مین بیان کیا یہ کہکر وہ پری غائب ہو گئی خلیفہ یہ باتین پری سے سنکر نہایت متعجب ہوا اور اپنے بیٹے امین کو کہلا بھیجا کہ مجکو حال مخفی تیرے شادی کرنے کا امینہ کے ساتھ اور سبب اوسکے رخسارے کے زخم کا معلوم ہوا شہزادہ امین اس پیغام کو سنکر خلیفہ کے خوف اور شرم و حیا سے اوسکی حضور مین حاضر نہو سکا پھر خلیفہ نے اوس سے کہلا بھیجا کہ اس بی بی کو کہ نہایت صاحب عصمت و عفت ہی لیجا کر اپنے محل مین عزت اور حرمت سے رکھہ چنانچہ شہزادہ امین امینہ کو بڑے اعزاز و اکرام سے لے گیا اور ہمیشہ پیار اور الفت سے اون دونون نے باہم اپنی اوقات بسر کی اور خلیفہ زبیدہ کو کہ اوسپر فریفتہ اور مفتون تھا اپنے عقد مین لایا اور باقی اون تینون بہنون یعنی صافی اور دو بہنین سگی زبیدہ کی شادی اون تینون قلندرون کے ساتھ کردی اونھون نے بکمال خوشی اون تینون بیبیون کے ساتھ نکاح کیا پھر خلیفہ نے ہر ایک کے لیے محل عالیشان شہر بغداد مین بنوا دیے اور اونکو مشیر اور مدار المہام امور سلطنت کا کیا اور پہلے سب کے قاضی کو بلوا کر نکاح سبکے بڑی دھوم سے پڑھوائے اور اون تینون قلندرون کی مصیبت کو مبدل عشرت و استراحت سے کیا چنانچہ وہ تینون قلندر بدولت اوس بادشاہ رحم دل قدر شناس کے بقیۃ العمر کمال آرام و خوبی تمام سے بسر کرکے اوسکی شکرگزاری و ثنا خوانی مین رہے

قصہ سندباد جہازی کا

جب ملکہ شہرزاد شہریار بادشاہ ہند کو قصہ تین قلندرون اور زبیدہ کا تمام سنا چکی بادشاہ نے بہت پسند کیا پھر اوس نے کہا کہ عہد سلطنت مین اوس خلیفہ کے جسکا ذکر قصہ سابق مین ہو چکا ایک غریب مزدور ہندباد نام شہر بغداد مین رہتا تھا ایک دن گرمی کے موسم مین جس وقت نہایت تپش اور حرارت تھی بھاری بوجھہ سر پر اوٹھائے ایک جانب سے شہر کی دوسری جانب کو لیے جاتا تھا جو مسافت بعید طے کرنا پڑی اثناے راہ مین تھک گیا اور واسطے دم لینے کے اپنا بوجھہ ایک کوچے مین کہ اوسکا فرش گلاب سے چھڑکا ہوا تھا اور ٹھنڈی ہوا اوسمین آتی تھی اوتارا اور متصل ایک بڑے عالیشان مکان کے کہ وہان دروازون سے ہوا سرد اور خوشبو اقسام عطریات کی آتی تھی بیٹھہ گیا اور ایک طرف سے اوس محل کے راگون کی خوش آوازی اور سازون کی صداے دلکش آتی اور دوسری طرف سے نغمے بلبلون ہزار داستان اور جانوران خوش الحان کے کہ پیدا اس زمین بغداد کے تھے سنائی دیتے اور خوشبو اقسام طعام اور رنگا رنگ کھانون لذیذ اور نفیس کی بھی اوسکے مشام مین پہونچتی ان سب امور سے اوسکو معلوم ہوا کہ شاید اس مکان مین یہان بڑی ضیافت کا ہو رہا ہے اوسنے مشتاق ہوکے چاہا کہ سب حال دریافت کرے تا معلوم ہو کہ یہ محل کسکا اور اسمین کون بڑا امیر رہتا ہے اور اوس مزدور کا گذر سوا اوس دن کے اوس جا پر نہین ہوا تھا کہ اوسکے مکین سے آگاہ ہوتا آخر اوسنے خادمان محل سے کہ پوشاکین نفیس پہنے ہوے دروازے پر کھڑے تھے پوچھا کہ مالک اس گھر کا کون ہے اونھون نے جواب دیا تعجب ہے کہ تو شہر بغداد کا رہنے والا اتنا نہین جانتا کہ یہ گھر سندباد کا ہے اوسنے تمام دریاون جہان کا سفر کیا اسی سبب سے وہ جہازی مشہور ہوا اوسکو خدا نے لاکھون کروڑ زر کا مقدور دیا ہے مزدور نے حال تمول و امارت سندباد کا سنکر نہایت تعجب کیا اور آسمان کیطرف دیکھہ کر آواز بلند کہا اے قادر پیدا کرنے والے تمام عالم کے کیا فرق ہے سندباد مین اور مجھہ مین کہ ہندباد ہون اور تمام دن بڑی محنت اور مشقت سے روٹی تیرے حکم کی اپنے اہل و عیال

کے لیے پیدا کرتا ہون اور سندباد اس تکلفات اور عیش و عشرت سے اپنی زندگانی بسر کرتا ہی اوسنے کیا ایسا کام کیا کہ جس سبب سے اوسکا نصیب ایسا بڑھا اور مینے کیا ایسا قصور کیا کہ جو موجب میری نکبت اور بدطالعی کا ہوا پھر اوسنے جھنجھلا کر ایک ٹھوکر زمین پر ماری اور مایوس ہو کر سر نگون اپنی بدطالعی پر افسوس کرنے لگا اتنے مین ایک خدمتگار اوس محل کا اوسکے پاس آیا اور بازو اوسکا پکڑ کے کہا میرے ساتھ چل ہمارے آقا نے تجکو بلایا ہی هندباد ڈر گیا کہ شاید سندباد میری تقریر سنکر خفا ہوا اب مجکو سزا دینے اور چشم نمائی کرنیکے واسطے بلاتا ہی وہ گھبرا کے عذر کرنے لگا کہ میرا بوجھا یہان گلی مین پڑا ہی کیونکر اوسے چھوڑ کر جاؤن خدمتگار نے اوسکی تشفی کی کہ تو ڈر نہین اور اپنے بوجھ کیطرف سے دلجمعی رکھ ہم سب اوسکی حفاظت کرینگے آخر اصرار سے خدمتگار کے هندباد مجبور ہو کر اوسکے ہمراہ ہوا خدمتگار اوسے ایک بڑے وسیع دالان مین لیگیا اوسمین گرد دسترخوان کے بہت آدمی بیٹھے تھے اوس دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے چنے ہوے دیکھے اور صدر مین اوس حلقے کے ایک آدمی متبرک صورت کہ سفید ریش اوسکی چھاتی تک لٹکتی تھی بیٹھا تھا اور جانب پشت ایک گروہ خدمتگارونکا دست بستہ کھڑا ہوا هندباد بسبب کثرت مصاحبون اور خادمونکی اور افراط کھانون کی دیکھکر ڈر گیا اور جھک کر سندباد کو سلام کیا سندباد نے اوسکے پھٹے میلے کپڑون پر خیال نکرکے جواب سلام کا دیا اور پاس بلا کر اپنی داہنی طرف پر بٹھایا اور اچھے اچھے کھانے اپنے ہاتھ سے اوٹھا کر اوسکے آگے رکھے اور بہت نفیس شراب کہ بکثرت وہان رکھی ہوئی تھی اوسکو پلائی سندباد نے جب دیکھا کہ اوسکے سب مصاحب کھانا کھا چکے هندباد سے موافق دستور عرب کے کہ مقام اتحاد مین ایک دوسرے کو اخی کہکے خطاب کرتے ہین کہا کہ اخی تمھارا کیا نام ہی اوسنے کہا کہ صاحب میرا نام هندباد ہی سندباد نے کہا مین اور یہ سب اہل محفل تمکو دیکھکر کمال خوش ہوے اب مین چاہتا ہون کہ تمھارے مونھ سے اون باتونکو جو تمنے گلی مین بیٹھکر کہی تھی سنون اور وجہ اس خواہش کی سندباد کو یہ تھی کہ اوسنے دریچہ سے اون باتونکو هندباد سے سنا اور اسی لیے اوسکو بلوا بھیجا تھا هندباد نے شرما کے جواب دیا اوسوقت مین بسبب خستگی اور ماندگی کے اپنے ہوش و حواس مین نتھا شاید کچھ کلام نامناسب میری زبان سے نکلے ہون بلا عادہ کرنا اوسکا محض بے ادبی ہی امیدوار ہون کہ بے ادبی اور گستاخی میری معاف ہو سندباد نے کہا مین ایسا بے انصاف نہین کہ اون باتونکا مواخذہ کرون بلکہ عوض ملامت اور سرزنش کرنیکے میرے تئین تیرے حال پر رحم آیا اور تیری صورت دیکھ اور شکایت سنکر مجکو بڑی رقت ہوئی مگر بھائی تونے غلط سمجھکر شکایتین کین سو اس واسطے کہ تو جانتا ہوگا کہ مجکو بے مشقت یہ سب فراغت اور دولت حاصل ہوئی سو یہ خبر نہی مینے بہت بڑی مصیبتین اور آفتین دریا اور خشکی کی اوٹھائین تب خدا نے مجکو اس رتبے کو پہونچایا پھر سندباد نے خطاب اون سب جماعت کی طرف کر کے کہا صاحبو مجھپر ایسے عجیب و غریب حادثے سالہا سال گذرے ہین کہ جسکو سنکر نہایت متحیر ہوگے سات سفر دریا کے مینے واسطے حصول دولت کے کیے اور ہر ایک سفر مین بڑی بڑی بلاؤن مین مبتلا ہوا اگر اجازت ہو تو مین اوسکو تمھارے روبرو بیان کرون تاکہ میری مصیبتون کا حال معلوم ہو پھر سندباد نے قبل اسکے کہ اپنے حال کو کہنا شروع کرے اپنے نوکرون سے کہا کہ هندباد کے بوجھ کو جو کوچے مین پڑا ہی جہان کہین وہ کہے وہان پر پہونچا دو حکم کرتے ہی اوسکے اونھون نے وہ بوجھ اوسکے مالک کے گھر پہونچا دیا سندباد نے اپنے پہلے سفر کا حال اس طرح سے بیان کرنا شروع کیا

بیان سندباد جہازی کے پہلے سفر کا

سندباد نے کہا مین نے جو دولت اور املاک اپنے باپ کے ترکے سے پائی تھی عالم شباب مین عیاشی کرکے سب خرچ کر ڈالی بعد اسکے

اپنی حماقت اور بیوقوفی پر مطلع ہو کر کمال نادم اور خجل ہوا اور بہت اسباب و املاک کے ضائع کرنے سے نہایت افسوس کیا یہ قول دانشمندونکا
کہ محتاجی سے گور مین جانا بہتر ہی یاد کرتا اور اپنے حال پر اوسکو درست پاتا اور میرے باپ کا بھی یہی قول تھا آخر الامر مینے بقیہ میراث کہ میرے
اسراف کرنے سے باقی رہگیا تھا جمع کر کے سبکو بیچا اور تجار دریائون کے پاس جاکر اپنے حال کا مشورہ کیا اونہون نے مجکو صلاح نیک دی
مینے جلد اوس نقد سے اسباب تجارت کا خرید کیا اور ہمراہ اون تاجرونکے بندر بانسرہ کو گیا اور وہان سے باتفاق اون سب کے جہاز کرایہ
کر کے سوار ہوا اور جہاز کا وہانسے لنگر اوٹھا دریاے پارس سے کہ دہنی طرف عرب کے اور بائین طرف ملک پارس کے ہی ہند کی طرف جانب
مشرق چلے اوس دریا کا تخمیناً ستر میل عرض اور دو ہزار پانسو میل طرف جزیرے دقواق کے طول تھا اور ایک جانب مشرق ملحق
دریاے شور سے اور دوسری جانب دریاے اباسین سے ملی ہوئی مین اوائل مین کتنے دنون تک مبتلا امراض دریا کا رہا پھر مین اون بیماریون سے
اچھا ہوا اور بالکل مجکو صحت حاصل ہوئی اثناے راہ مین گذر کئی جزیرون مین پڑا اور ہمنے اپنے اسباب کو جا بجا بیچا اور تبدیل کیا
ایک دن ہمارا جہاز سب پالون پر جاتا تھا ناگہان ایک جزیرہ پانی پر سرسبز اور بہت خوبصورت نظر آیا کپتان نے اوسے دیکھکر خلاصیونکو
حکم دیا کہ سب پالین جہاز کی اوتار ڈالو اور ہم سب کو اجازت دی کہ جسکے جی مین آئے اس جزیرے مین جائے چنانچہ کئی تاجر اور مین جہاز مین
بیٹھے بیٹھے تنگ آگئے تھے اوس جزیرے کے دیکھنے کے مشتاق ہوا اپنا اپنا کھانا لیکر جہاز سے اوتر اوسمین گئے اوس جزیرے نے کئی بار
جنبش کی جہاز کے آدمیون نے اوس جزیرے مین زلزلہ سمجھکر ہمین بلایا کہ جلد تم جہاز پر چڑھ آؤ اگر ذرا دیر کی تو تم سب ہلاک ہو جاؤگے اسواسطے
کہ جسے ہمنے جزیرہ تصور کیا تھا وہ پیٹھ بڑی مچھلی سمندر کی ہی ہم سب اس حال سے مضطر ہوے جو ہم مین چست و چالاک تھے وہ جلدی سے
کشتیون پر کود کر سوار ہوے اور کتنے دریا مین پیر کر جہاز پر چڑھ گئے مگر مین تنہا پیٹھ پر اوس مچھلی کے رہ گیا یہان تک کہ وہ مچھلی غوطہ مارکے
اندر دریا کے چلی گئی مین وسمین اوس لکڑی کو کہ جسے جلانے کے لیے لایا تھا ہاتھ مین پکڑے ہوئے سطح پانی پر رہ گیا تھوڑی دیر کے
بعد کپتان باد مراد پاکر کہ اوسکا موسم تھا اون آدمیون سمیت جو جہاز پر پہونچ گئے تھے وہانسے لنگر جہاز کا اوٹھا روانہ ہوا مین تمام دن
اور تمام رات پانی مین بہا کیا دوسرے روز فجر کو نہایت تھک گیا اور ذرا طاقت میرے ہاتھ پانون مین نہ رہی قریب تھا کہ غرق ہو جاؤن
ناگہان ایک لہر نے مجکو اوٹھا کر کنارے پر ڈال دیا مگر جو کرارہ وہان کا پست و بلند تھا درختون کی جڑ پکڑ کے بڑی مشکل و دشواری
سے خشکی مین پونہچا اور بے دم ہو کے وہان مثل مردے کے گرا یہانتک کہ آفتاب نے طلوع کیا مین بھوکھ کی بیتابی سے واسطے تلاش
کرنے ساگ پات اور میوے کے گھٹنیون چلا وہان بسبب خوش طالعی کے ایک چشمہ خوشگوار پر پونہچا میوے جو درختون سے ٹوٹ کر گرد اوس
چشمے کے پڑے تھے خوب پیٹ بھر کر کھائے اور چشمے سے پانی پیا تھوڑی دیر کے بعد مجھہ مین طاقت چلنے پھرنے کی آئی اوس جزیرے
مین ادھر اودھر پھرنے لگا آخر مینے ایک میدان مین جاکر دور سے گھوڑا چرتے دیکھا مین اودھر کو روانہ ہوا یہ نہین معلوم تھا کہ وہان کے
جانے سے میرے واسطے اچھا ہوگا یا برا بہر کیف وہان پہونچکر گھوڑے کو میخ سے بندھا ہوا دیکھا مین اوسکی خوبصورتی دیکھ رہا تھا
کہ پہلے آواز آدمی کی زمین کے اندر سے گوش زد ہوئی پھر آدمی جلد باہر نکل میرے پاس آیا اور پوچھا تو کون ہی مینے اپنی مصیبت و تباہی کا حال ظاہر
کیا وہ میرا حال سنکے مجکو کھینچکر تہ خانے مین جہان اور بہت آدمی تھے لیگیا وہ سب مجکو دیکھکر متعجب ہوے جیسا کہ مین اونکو دیکھ متحیر ہوا پھر مینے کھانا کہ اونھون نے

تواضع کیا تھا کھایا اور اون سے پوچھا کہ تم سب آدمی اس ویرانے مین کیون آئے اور بیٹھے کیا کرتے ہو اونھون نے جواب دیا ہم سائیس ہین مہاراج کے
جو اس جزیرے کا حاکم ہی ہر سال انھین دنون ہم گھوڑیان مہاراج کی لیکر واسطے لینے تخم گھوڑون دریائی کے اس جا پر آتے ہین اور گھوڑیون
کو کنارے دریا کے باندھ دیتے ہین جب دریائی گھوڑا دریا سے نکلکر گھوڑی کے ساتھ جفتی کر کے چاہتا ہی کہ اوسکو ہلاک کر ڈالے
تب ہم تہ خانے سے نکل کر شور و غل کرتے ہین وہ گھوڑا ہماری آواز سنکر ڈر کے پھر سمندر مین بھاگ جاتا ہی اور جب گھوڑی گابھن ہو جاتی ہی
تب ہم اوسکو لیکر شہر مین جاتے ہین اوسکے بچے کو بچھیرا دریائی ہر ایک شخص کہتا ہی وہ بچہ خاص سواری مین مہاراج کی رہتا ہی کل کے دن ہم سب
بستی کو یہان سے جائینگے مینے کہا مین بھی تمھارے ساتھ یہان سے چلونگا اسواسطے کہ وہ لوگ بہت دور رہتے تھے وہان پہونچنا بغیر
رہنمائی کے دشوار تھا وہ لوگ مجھسے بات چیت کر رہے تھے کہ گھوڑا دریا سے نکلا اور گھوڑی کے ساتھ جفتی کر کے چاہتا تھا کہ اوسے ہلاک
کرے دفعۃً اونھون نے شور و غل ایسا مچایا کہ پھر وہ بھاگ کر دریا مین جا رہا دوسرے دن وے سب گھوڑیون کو لیکر شہر مین آئے مین بھی اونکے ساتھ
شہر کو گیا جب وے لوگ مجکو مہاراج کے روبرو لیگئے اوسنے میرا حال پوچھا تو کون ہی اور کیونکر وہان وارد ہوا مینے سب اپنی حقیقت کہی وہ
سنکر میرے حال پر بہت افسوس کیا اور اپنے اہلکارون سے فرمایا اس شخص کو اچھی طرح سے رکھو کسی امر کی اوسکو تکلیف نہو پاوے چنانچہ اونھون نے
بموجب اوسکے فرمانے کے مجھے بہت آرام و آسایش سے رکھا مین کہ تجارت پیشہ تھا اکثر صحبت و نشست و برخاست سوداگرون سے رکھتا تھا
اور ہر ایک تازہ وارد اجنبی سے جو اوس بندر مین آتا حال بغداد کا اس ارادے سے پوچھا کرتا تا کہ کسی ایسے شخص سے ملاقات ہو کہ اوسکے ساتھ
بغداد کو پھر جاؤن شہر مہاراج کا وسیع بندر اور بہت خوبصورت تھا ہر روز جہاز ملکون کے وہان آیا کرتے تھے اور مین اکثر ہند کے لوگون سے ملاقات
کر کے اپنے تئین خوش رکھا کرتا اس ضمن مین حاکمون اور سرداران ملکون سے کہ خراج گذار مہاراج کے تھے اور اکثر وہان آتے جاتے ملاقات میری ہوئی
وہ سب ہمارے ملک کا طور طریق و رویہ پوچھا کرتے اور مین وہان کے ملکون کا حال اور عجائب و غرائب مر وہان کے اون سے پوچھتا چنانچہ مہاراج کی
قلمرو مین ایک جزیرہ کسیل نام تھا مینے سنا کہ وہان تمام رات آواز نقارے کی آیا کرتی ہی اہل جہاز سے معلوم ہوا کہ اوس جزیرے مین دجال کہ آخر
زمانے مین خروج کریگا رہتا ہی مین اوس جزیرے کا مشتاق ہو کر دیکھنے گیا سفر مین مینے سو سو دو دو سو ہاتھ کی مچھلی دیکھی جنکے دیکھنے سے ڈر
معلوم ہوتا تھا لیکن وہ ایسی وحشی اور خائف تھین کہ فقط تختے کی آواز سے بھاگ جاتین اور ایک قسم کی مچھلی اور دیکھی کہ اوسکا مونہ
مانند الو کے تھا اور طول مین زیادہ ایک ہاتھ سے نتھی ایک دن مین لنگرگاہ مین اوس شہر کے کھڑا تھا کہ ایک جہاز کا وہان لنگر ہوا اور سب
تاجر اپنے اسباب کی گٹھریان جہاز سے اوتار کر شہر مین واسطے بیچنے کے لانے لگے ناگہان میری نظر ایک گٹھری پر پڑی کہ اوسپر میرا نام لکھا تھا
مینے اوسے پہچانا کہ یہ وہی گٹھریان ہین جنکو مین نے بانسرہ مین جہاز پر بار کیا تھا پھر مین کپتان کے پاس کہ مجکو ڈوبا جانتا تھا گیا اور اوس
سے پوچھا کہ وہ گٹھریان کس سوداگر کی ہین اوسنے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ ایک سوداگر بغدادی سندباد نام بانسرہ سے سوار ہوا تھا
جب ہم نزدیک ایک جزیرے کے پونہچے اور بہت سوداگر اوسکو جزیرہ سمجھکر اوسپر گئے حقیقت مین وہ جزیرہ نتھا ایک مچھلی
بڑی سمندر کی سطح پر پانی کے سوتی تھی جب اونھون نے اوسکی پشت پر واسطے کھانا پکانے کے آگ جلائی اوسنے
پہلے آگ کی گرمی سے جنبش کی پھر دریا مین غوطہ مار کے چلی گئی بہت سے آدمی کہ اوسکی پشت پر تھے کچھ نیسوئیون پر

اور کچھ تیرے جہاز پر آ پہونچے مگر ایک سوداگر کہ اوسکا نام سندباد تھا جہاز پر نہ پہونچ سکا اور دریا مین ڈوب گیا یہ گٹھریان اوسکی ہین اب اونکو اس جزیرے مین بیچونگا اصل اور نفع اوسکا جو کچھ حاصل ہوگا بعد پہونچنے بغداد کے اوسکے وارثون کو دونگا مینے کپتان سے کہا وہ سندباد جسکو تم موا جانتے ہو مین ہون اور یہ گٹھریان میری ہین کپتان نے اس بات کو سنکر کہا سبحان اللہ کیونکر مین تیرا اعتبار کرون کہ تو سندباد ہی اسواسطے کہ آدمیون نے دروغ بولنا اور فریب کرنا اختیار کیا ہی مینے بچشم خود دیکھا تھا کہ وہ دریا مین ڈوب گیا اور بہت آدمی انہی جہازیون میں سے اوسکے گواہ ہین اب تونے اپنے تئین جعلی سندباد قرار دیا ہی ہر مین تو آدمی اچھا اور نیکبخت معلوم ہوتا ہی مگر یہ تجکو کیا ہوا کہ فریب سے دوسرے کا مال اپنا کہنے لگا مینے کہا ذرا تامل کرکے میری بات سنو اونسنے کہا کہ تو کیا کہتا ہی تب مینے سب اپنا حال کہ جسطرح دریا سے زندہ بچکر نکلا تھا اور جس کیفیت سے اس جزیرے مین آکر مہاراج سے ملاقات کی تھی کپتان سے ظاہر کیا پہلے تو اونسنے سنکر تعجب کیا پھر جب بغور تامل مجکو دیکھا تو پہچانا اور دوسرے تاجرون نے بھی جو اوسکے جہاز پر تھے مجھے پہچان کر گواہی دی کہ سندباد یہی ہی پھر مجکو زندہ دیکھکر مبارکباد دینے لگے اور کپتان نے مجھے گلے لگاکر کہا شکر خدا کا کہ تونے ایسے بڑے صدمے سے نجات پائی تجھے زندہ اور صحیح و سالم پاکے مین نہایت خوش ہوا فی الحقیقت یہ تیرا مال ہی اپنی گٹھریون کو شمار کرلے تجھے اونکے بیچنے اور بدلنے کا اختیار ہی مینے اوسکی اونکی دیانت اور امانت کی بہت تعریف کرکے کہا اس مال سے تھوڑا سا تم بھی لو مگر اونسنے نہ لیا سب کا سب میرے حوالے کیا پھر مینے اون گٹھریون سے جو جنس کہ بہت اچھی اور قیمتی تھی انتخاب کرکے مہاراج کی خدمت مین گذرانی مہاراج نے پوچھا کہ تونے اس اسباب کو کہان سے پایا مینے اوس سے حال اپنی گٹھریون کے پانے کا مفصل عرض کیا وہ سنکر نہایت خوش ہوا اور میرے اسباب کو کہ بطریق ہدیہ و نذر کے گذرانا تھا قبول کیا اور اوسکے عوض مجکو اوس اجناس کی قیمت سے بہت زیادہ عطا کیا پھر مین اوس سے رخصت ہوکر اپنے قدیم جہاز پر سوار ہوا اور باقی جنس اپنی وس ملک کی اجناس سے کہ صندل کافور آبنوس جائپھل لونگ مرچ سیاہ پیپل وغیرہ کرانہ تھا تبدیل کیا اور وہانسے روانہ ہوکے اور جزیرہ مین گیا آخر کو بندر بانسرہ مین پہونچکر مین جہاز پر سے اوترا پھر وہان سے خشکی کے رستے یہان آیا اوس سفر مین مجھے ایک لاکھ ریال نفع مین پیدا ہوے اپنے اقربا اور دوستون سے ملاقات کرکے خوش ہوا بہت لونڈی غلام اور بڑی حویلی وغیرہ اشیا امارت اور ریاست کے مول لیکر بکمال عیش و آرام سے رہنے لگا یہانتک کہ وہ سب شدائد سفر کے بھول گیا سندباد نے اپنا حال یہانتک بیان کرکے قوالون اور مطربون کو گانے بجانے کے واسطے حکم کیا اسواسطے کہ بسبب بیان کے گانا بجانا موقوف تھا پھر وہ لوگ مشغول کھانے پینے کے ہوے اور رات ہوگئی جب وقت برخاست کا ہوا سندباد نے ایک تھیلی سو ریال کی منگواکر ہندباد مزدور کو دیکر کہا اسوقت تم اپنے گھر جاؤ دوسرے دن اسیوقت میرا حال سننے کے واسطے پھر یہان آنا ہندباد سندباد کی محبت اور شفقت و رسبب پانے ایک سو ریال کے کہ کبھی آنکھ سے نہین دیکھے تھے نہایت خوش ہوا اوسکی شکرگزاری کرکے اپنے گھر آیا اور وہ حال اپنی بی بی اور بچون سے ظاہر کیا وہ سب خدا کی رزاقی کا شکر و سپاس بجالائے کہ بھانے سندباد کے اونسنے ہماری غریبی اور محتاجی پر نظر کی دوسرے دن ہندباد اچھی پوشاک پہنکر پھر سندباد کے گھر آیا وہ ہندباد کو دیکھکر خوش ہوا اور اوس سے مسکراکر خیر و عافیت پوچھی پھر جب سب رفیق اور مہمان سندباد کے جمع ہوے دسترخوان کھانونکا موافق معمول کے چنا گیا اور وہ سب کھانے کو اوسپر بیٹھے جب

کھانے سے اونکو فراغت ہوئی سندباد نے کہا صاحبو ذرا متوجہ ہو کر میرے دوسرے سفر کا حال سنو اس سفر کا حال پہلے سفر کی مثل قابل سننے کے ہی وہ لوگ خاموش ہوکے اوسکی طرف متوجہ ہوے سندباد نے اسطرح سے حال اپنے دوسرے سفر کا اون سے بیان کرنا شروع کیا

بیان سندباد جہازی کے دوسرے سفر کا

صاحبو مینے بعد اوٹھانے ایسی مصیبت کے کہ سفر پہلے مین مجھپر پڑی اپنے دل مین عہد کیا تھا کہ پھر کبھی تمام عمر سفر کا نام نلونگا اور اپنی اوقات چین اور آرام سے شہر بغداد مین بسر کرون مگر بسبب بیکار بیٹھے رہنے کے مین بہت اوداس رہنے لگا آخر اوکتا کر چاہا کہ پھر سفر کرکے نئے شہرونکی سیر کرون اور سفر دریا مین عجائب و غرائب زمانے کے دیکھون یہ ارادہ مصمم کرکے مینے اجناس تجارت جس جس قسم کی مناسب اور فائدہ مند سمجھین خریدکین اور اون تاجرون کے ساتھہ کہ اونکی دیانت اور امانت پر اعتماد تھا ہمراہ ہوا ایک اچھے جہاز پر سوار ہوا اور ہم سب نے اپنے تئین خداے جل شانہ کی حفظ و امان مین سونپ کر جہاز کا لنگر اوٹھایا اثناے راہ مین جزیرونکی سیر کرتے اور اسباب تجارت کو بیچتے بدلتے جاتے تھے کہ ایک دن ہم ایک جزیرے مین کہ بہت اچھا سبز درختون میوہ دار سے بھرا ہوا تھا جہاز سے اوتر گئے مگر وہ جگہ بالکل ویران تھی نشان آدم زاد کا اوسمین دکھائی نہین دیتا میرے ساتھہ کے سب لوگ میوون کو توڑکر جمع کرتے تھے اور مین چھوٹے سے چشمے کے سایے مین کہ درختون کے بیچ جاری تھا بیٹھہ گیا اور کھانا کہ ساتھہ اپنے لیگیا تھا کھانے لگا اور بعد کھانا کھانے کے شراب پی کر اوس چشمے پر غافل سو رہا اور اتنی دیر تک وہان سویا کیا کہ اوسکا اندازہ مین نہین کر سکتا آخر جب بیدار ہوا جہاز وہان سے کھل کر بہت دور نکل گیا تھا اپنے ہمراہیون کیسکو وہان نپایا وہ سب جہاز پر چڑھہ گئے تھے جہاز کہ سب اوسکی پال کھلی ہوئی تھی ایک لمحے مین میری نظر سے غائب ہوگیا میلی وسوقت کے اضطراب کا حال اپنے بیان نہین کرسکتا کہ اوس ویران مکان مین کیا حالت مجھپر گذری قریب تھا کہ فرط غم سے میری جان فنا ہو جاتی ہاے ہاے کرکے رونے لگا اور اپنا سر پیٹکر زمین پر گر پڑا اور دیر تک دریاے غم مین ڈوبا ہوا ہزار ون لعنت ملامت اپنے تئین کرتا رہا کہ مصیبتین سفر پہلے کی تیرے حق مین کیا کم تھین کہ دوسرے سفر کو تونے اختیار کیا پھر ازسرنو بلا مین پڑا مگر وہ سب ملامت اوسوقت محض بے فائدہ تھی آخر خدا کو یاد کرکے زمین سے اوٹھا اور سخت متحیر تھا کہ کیا کرون اور کہان جاؤن پھر ایک بلند درخت پر چڑھکے چارون طرف دیکھا کہ شاید کہین جگہ امن اور رات کی رات رہجانے کی ملے لیکن سوا پانی اور آسمان کے ہر چہار طرف کچھہ اور دکھائی نہین دیتا تھا بعد دیر کے خشکی مین ایک چیز بہت بلند و سفید دور سے مجھے دکھائی دی مین درخت سے اوترا اور باقی کھانا کہ میرے پاس بچ رہا تھا لیکر اوس شی سفید کیطرف جو وہان سے بہت دور تھی اور کچھہ تجویز مین نہین آتی تھی روانہ ہوا نزدیک اوسکے پہونچکر دیکھا کہ وہ بطور گنبد کے گول اور بڑی ایک شی ہی اور چھونے سے بہت چکنا اور پھسلتا معلوم ہوا پھر مین گرد اوس گنبد کے پھرا کہ شاید کوئی دروازہ اوسمین نظر پڑے مگر وہ چارون طرف سے بند تھا اور دور اوسکا قریب پچاس قدم کے نظر آیا اتنے مین آفتاب قریب غروب کے ہوا اور ہر چہار طرف دفعتہ تاریکی معلوم ہونے لگی جیسے بدلی ہر چہار طرف سے گھر آئے مین وہ تاریکی دیکھکر سخت حیران ہوا اور زیادہ تر اوس سے ایک چڑیا کو کہ بہت بڑی تھی دیکھکر مجکو حیرت ہوئی میری جان کو اوسنے بڑی تھی وسنے کچھہ مجکو جہازیونکا کہنا یاد پڑا کہ ایک چڑیا رخ نامے بہت بڑی ہوتی ہی ہندی مین اوسکو گرور کہتے ہین مینے قیاس کیا یہ گول سفید شی گنبد نما اوسکا انڈا ہی آخر وہی جیسا میرا قیاس صحیح ہوا وہ چڑیا انڈا سینے کیواسطے وہان

آتی تھی ور وہ گنبد اوسکا انڈا تھا ایک پنجہ اوسکا میرے پاس آکر پڑا پہر ایک ناخن اوسکا مانند بہت بڑے درخت کی جڑ کے تھا مینے اپنے تئین اوسکے ناخن مین پگڑی سے خوب مضبوط کرکے باندھا اور یہ خیال کیا کہ کل فجر کو جسوقت یہ رُخ یہانسے اوڑیگا مجکو اس جزیرے ویران سے نکالکر اور کسی طرف لیجائیگا غرض دوسرے دن فجر کو وہ رُخ وہانسے اوڑا اور اسقدر بلند ہوا کہ جہانسے زمین مطلقاً مجھے دکھائی نہین دیتی تھی پھر وہ ایک ہی لمحے مین کسی صحرا کیطرف جاکر اوترا مین جلد اپنے تئین اوسکے پانون سے کھولکر الگ ہوا اسیر جدا ہوتے ہی وہ ایک اژدہے پر کہ بہت بڑا تھا جا گرا اور اوسکو اپنی چونچ مین پکڑکے لے اوڑا وہ جگہ جسمین کہ رُخ نے مجھے چھوڑا بہت گہرا اور عمیق درہ کوہ کا تھا اور چارون طرف اوسکے بہت بڑے بڑے پہاڑ تھے بسبب نشیب و فراز کے کسی بشر کا مقدور نتھا کہ اوسپر چڑھ سکے یہ جگہ اول سے زیادہ مہلک اور بدتر تھی بہرکیف اوس صحرا مین مینے چارون طرف الماس کے ٹکڑے پھیلے ہوے دیکھے بعضے ٹکڑے اتنے بڑے تھے کہ اوسکو دیکھکر مین حیران ہوا اور وہ بڑے ٹکڑے الماس کے وہان سے جمع کرکے کپڑون مین باندھے مگر اژدہے بکثرت وہان دیکھکر سب خوشی جو بسبب پانے ہیرون کے حاصل ہوئی تھی بھول گیا اور وہ سانپ اسقدر بڑے تھے کہ چھوٹا اون سبکا بہت بڑے ہاتھی کو ثبوت تمام نگلجاوے دن بھر سانپ رُخ کے خوف سے کہ اونکا دشمن جانی ہے غارون مین پہاڑون کے چھپے رہتے فقط رات کو نکلکر پھرتے مین دن بھر اوس جنگل مین پھرا کرتا اور جہان اچھی جگہ پاتا وہین بیٹھکر سستاتا جب آفتاب غروب ہوا تب مین ایک چھوٹے سے غار مین جاکر چھپا اور مونہ کو اوسکے پتھرون سے مضبوط بند کیا تاکہ سانپ اوسمین جا نسکین فقط واسطے روشنی جانے کے ذرا سا سوراخ رہنے دیا اور کھانا نکال کے کھانے لگا اتنے مین سانپون نے نکلنا اور بولنا شروع کیا اونکی خوفناک آوازین سنکر مین ڈرکے کانپا غرض رات بھر مجکو خوف و دہشت سے نیند نہ آئی جاگ کر اپنی ہوشیاری اور حفاظت کرتا رہا یہانتک کہ دن ہوا اور وہ سب سانپ غارون مین گھس گئے مین اوس جگہ سے جہان چھپا ہوا تھا نکل آیا اسقدر اون سانپون کی دہشت میرے دلمین سما گئی تھی کہ ہیرون کو دیکھکر خوش نہوا تمام رات ڈر کے مارے میری آنکھ نہین لگی تھی کچھ تھوڑا سا کھانا کھاکر مین سونے کے خیال مین لیٹ رہا بمجرد میری آنکھ لگنے کے ایک چیز بہدک کرکے میرے نزدیک آپڑی اوسکی آواز سے مین جاگ اوٹھا جب اوسکو بغور دیکھا تو ایک بڑا سا لوتھڑا تازے گوشت کا نظر آیا پھر تھوڑے عرصے مین چارون طرف پہاڑونکے اوپر سے بڑے بڑے ٹکڑے گوشت کے اوس جا پر گرنے لگے اونھین دیکھکر حیران ہوا پھر تھوڑی دیر کے بعد مجھے زبانی جہازیونکے سُنی ہوئی یہ بات یاد آئی کہ ایک جا پر ہیرے کی کھان ہے اور سوداگر پہاڑون پر جاکر اس حیلے سے ہیرونکو لاتے ہین مجکو اوس نقل کا اوسوقت یقین ہوا وہ حیلہ یہ ہے کہ سوداگر اون پہاڑون پر جبکہ گدھ اوس درے کے ہین اپنے موسم مین جاتے ہین کہ جبمین گدھ اور کرگس انڈے بچے دیتے اور بڑے بڑے ٹکڑے گوشت کے نیچے کو پھینکتے ہین اور اون ٹکڑون مین بسبب لس ہونے کے پارہ ہاے الماس لگ جاتے ہین تب بڑے بڑے گدھ اوس پایہ کے وہ ٹکڑے گوشت کے اونکا ن سے اوٹھا پہاڑ کی چوٹی پر اپنے آشیانون مین لیجاکے بچونکو کھلاتے ہین اور سوداگر بمجرد لانے کے اون گدھونکو اونکے آشیانون سے اوڑا کر وہ ٹکڑے گوشت کے لے لیا کرتے ہین اس حیلے سے ریزہ ہاے الماس وس درہ پہاڑ سے ہاتھ لگتے ہین اور نہ وہ درہ کوہ کا ایسا عمیق اور بے ڈھب تھا کہ ہر چند مینے غور و فکر کی کہ کسیطرح سے اوسکے اور طرف کو نکل جاؤن مگر کہین راہ نکلنے کی نپائی مین اوس درہ کوہ کو اپنی قبر سمجھے ہوے تھا مگر وہ لوتھڑا گوشت کا دیکھکر میرے دل کی تسلی ہوئی اور تصور کیا

کہ شاید کسی حیلے سے تو اپنے تئین یہان سے نکال سکے پھر مینے اپنے چمڑے کے توشہ دان مین کہ روٹی اور کھانا رکھا کرتا تھا بڑے بڑے
ٹکڑے الماس کے چن کر بھرے بعد اسکے مینے ایک بڑا ٹکڑا گوشت کا اپنے تمام بدن مین لپیٹ دستار سے مضبوط باندھا اور اوس
توشہ دان کو جسمین ہیرے بھرے تھے بحفاظت و ہوشیاری تمام کمر سے باندھ اپنے تئین زمین پر ڈال دیا تھوڑی دیر نہین گذری تھی
کہ گدون نے پہاڑ پر سے اوسپار اوترنا شروع کیا اور ایک بہت بڑے گدنے اوس پارۂ گوشت کو جسے مینے اپنے جسم مین لپیٹا تھا
اپنے پنجون مین پکڑ کے اوڑا اور پہاڑ کی چوٹی پر لیجا کر اپنے آشیانے مین رکھا سوداگرون نے شور و غل مچانا شروع کیا وہ گد ڈر کر وہان سے
اوڑ گیا اون تاجرون مین سے ایک تاجر وہان آیا اور مجکو دیکھکر بے اسکے کہ مجسے پوچھے کہ کون ہون اور کیونکر اس جا پر آیا قضیہ
کرنے لگا مینے اوس سے کہا جب تم دریافت کروگے کہ مین اس جا پر کیونکر آیا میرے حال پر بہت رحم کروگے تم اپنی دلجمعی رکھو
اور جسقدر میرے پاس ہیرے ہین وہ سب اپنے سمجھو اونکی قیمت کو تمھارے ہیرے کب پہونچ سکتے ہین مین اونکو دریے انتخاب
کرلایا ہون وہ سب اس چمڑے کی تھیلی مین موجود ہین دیکھہ لو یہ کہکے وہ تھیلی اونھین دکھائی اتنے مین تمام تاجر وہان آکے گرد میرے
جمع ہوگئے اونسے بھی مینے بعینہ یہی حال ظاہر کیا اور وہ حیلہ کہ جس سے مینے اپنے تئین وہان پہنچایا تھا کہہ سنایا اوسکو سنکر اونھون نے
بہت تعجب کیا پھر مجھے اپنے ہمراہ کرکے وہان لیگئے جہان وہ سب رہتے تھے اور میرے ہیرے دیکھکر زیادہ متعجب ہوے اور کہنے لگے
کہ اتنے بڑے ہیرے آجتک ہمنے کہین نہین دیکھے آخر مینے اوس تاجر سے کہ جسکے مکان مین آیا تھا کہا اسمین سے جسقدر چاہو ہیرے
پسند کرکے لے لو مجکو اس امر مین ذرا افسوس نہین اوسنے کہا مجھے درکار نہین مین نہ لونگا مگر جب مینے بہت مبالغہ کیا اوسنے اونمین سے
ایک بڑا ہیرا اور کئی چھوٹے چھوٹے لے لیے اور کہا یہ میری تمام عمر کو کافی ہین پھر مجھے نوبت دوسرے سفر کی نہ پڑے گی وہان معمول
تھا کہ ہر ایک سوداگر ایک ایک دو دو آشیانے گدون کے اپنے واسطے ہیرے تلاش کرنیکو مقرر کرلیتا تھا دوسرے کے آشیانے مین نہ
جاتا اور سروکار اوس سے نرکھتا پھر اوس رات کو مین اون سب تاجرون کے ساتھہ سو رہا اور اپنے حال کو دوبارہ ظاہر کیا اور ایسی آفتون
اور خطرناک جگھون سے بچ کے اسقدر خوش ہوا کہ جسکا بیان نہین کرسکتا تصور کرتا تھا کہ آیا خواب دیکھتا ہون یا بیداری مین اوس
جزیرے اور ورے سے نکلنے کا اتفاق ہوا دوسرے دن اونھین سب تاجرون کے ہمراہ اون پہاڑون سے جہان بہت بڑے بڑے سانپ تھے
جزیرۂ روحہ مین آیا جو طالع اچھے رکھتے تھے اثناے راہ مین ان اژدہون سے کچھہ ہمین ضرر نہین پونہچا جزیرۂ روحہ مین ایک درخت نے
کافور نکلتا ہی اوسکی ایک شاخ چھری سے شگافتہ کردیتے ہین اوسمین سے عرق بہکر ایک ظرف مین جمع ہو جم جاتا ہی وہی جما ہوا کافور
کہلاتا ہی پھر وہ شاخ مرجھا کر خشک ہو جاتی ہی اور وہ درخت اتنا بڑا ہی کہ سو آدمی اوسکے سایے مین بخوبی بیٹھہ رہین اور اوس جزیرے
مین گینڈا ہاتھی سے چھوٹا اور بھینسے سے بڑا پیدا ہوتا ہی اوسکی ناک پر ایک سینگ ایک ہاتھہ کے برابر مخروطی ہوتا ہی ٹھوس ہوتا ہی اور
اوس سینگ کے اوپر سفید خط مشابہ تصویر انسان کے دکھائی دیتے ہین وہ گینڈا اکثر ہاتھی کے شکم مین سینگ چبھو کر اوسکو سر پر اوٹھا لیتا ہی
مگر بسبب لہو اور چربی کے کہ ہاتھی کے شکم سے بہکر اوسکی آنکھون پر پڑتی ہی اندھا ہو جاتا ہی پھر اوسی حالت مین رخ آکر اوس گینڈے
کو ہاتھی سمیت پنجون مین پکڑ لے جاتا ہی اور اپنے بچونکو اوسکا گوشت کھلاتا ہی پھر مین جزیرۂ روحہ سے اور بہت جزیرون مین گیا اور

اون جزیرون مین اپنے ہیرون کے ساتھہ اسباب تجارت کا کہ بہت قیمتی اور بیدا اون ملکو نمین تھا بدلا اور اسی طرح بہت شہر اور بندر مین ہوتے ہوئے بانسرہ مین اور وہان سے بغداد کو پونہچا اور فقیرون محتاجون بغداد کو بہت دولت اپنی کہ بمحنت اور مشقت سے حاصل کی تھی بطور خیرات کے دی جب سندباد اپنے دوسرے سفر کا حال بیان کر چکا اوسنے ایک سو ریال ہندباد کو دیکر رخصت کیا اور کہا کل پھر اسی وقت آکر میرے تیسرے سفر کا حال سُننا چنانچہ ہندباد اور سب مہمان سندباد سے رخصت ہو کر گئے اور دوسرے دن پھر سب وہان وقت معین پر حاضر ہوئے اور ہندباد حمال بھی اپنی مصیبت اور مشقت کو بھول کر وہان پونہچا سبھون نے سندباد کے ساتھہ دسترخوان پر بیٹھہ چاشت کا کھانا کھایا اور جب کھانے سے فراغت ہوئی سندباد نے کہا صاحبو ذرا دھیان کر کے میرے تیسرے سفر کا حال سنو پھر اوسنے اسطرح سے بیان کرنا شروع کیا

بیان سندباد جہازی کے تیسرے سفر کا

مین اون مصیبتون کو جو اپنے اون دونون سفر مین اوٹھائی تھین بسبب عیش و عشرت کے بھول گیا یہانتک کہ پھر طیاری سفر کی کر کے بغداد سے روانہ ہوا اور مال تجارت اس شہر سے خرید کر کے بانسرہ کو لے گیا اور وہان باتفاق اور تاجرون کے جہاز پر سوار ہوا ایک بڑا سفر کیا اور کئی جزیرون مین اسباب بیچکر بہت فائدہ اوٹھایا ایکدن بحکم قضا و قدر جہاز ہمارا طوفان مین پڑا جسکے سبب سے ہمنے راہ مقصود گم کی بعد کتنے دنون کے ایک جزیرے مین پونہچے وہان پر ہمنے بضرورت جہاز کو لنگر کیا اور پالین جہاز کی وتارین کپتان چارونطرف جزیرے کے دیکھنے لگا اور آنکھون مین آنسو بھر لاکے ہم سب اہل جہاز سے کہا نزدیک اس جزیرے کے جزیرے جنگلی آدمیون کے ہین جنکے بدن پر سُرخ بال ہین اور وہ آدمی اہل جہاز کے واسطے وبال ہین اگرچہ وہ ہمسے قد و قامت مین بہت چھوٹے ہین مگر ہم اونسے مقابلہ نہین کر سکتے اسواسطے کہ جماعت اونکی بہت ہی اگر ہم ایک کو اونمین سے مار ڈالین تو وہ مانند مور و ملخ کے چارونطرف سے جمع ہو کر ہم سب کو ہلاک کرین ہم سب اہل جہاز اسبات کو کپتان سے سُنکر بہت ڈرے اور گھبرائے تھوڑی دیر کے بعد ہمنے اوسی امر کو مشاہدہ کیا جو کپتان نے کہا تھا ایک جماعت کثیر بن مانسون کی جنکا بدن سُرخ بالون سے چھپا ہوا اور قد اونکا بقدر سوا گز کے تھا ہماری طرف دوڑے اور دریا مین اپنے تئین ڈالکر پیرنے لگے یہانتک کہ جہاز کو چارونطرف سے گھیر لیا اور کچھہ ہمسے بولے مگر ہم اونکے کلام کو کچھہ نہین سمجھتے تھے پھر وہ جہاز کے کنارون اور رسیون پر اس چالاکی سے چڑھہ آئے کہ اصلا اونکے پانون سیون پر لگتے نظر نہین آتے تھے اوسوقت کی بیقراری کو ہماری خیال کیا چاہیے کہ کسیطرح سے ہم اپنی محافظت اون جنگلیون سے نکر سکے اور نہ طاقت اونکے دفع کی ہم مین تھی آخر اونھون نے پالون کو باندھدیا اور لنگر کے رستے کاٹ کر جہاز کو کنارے پر کھینچ لائے اور ہم سب کو جہاز سے اوتار اور جزیرے مین جہانسے وہ آئے تھے گھیر کر لے گئے سب اہل جہاز اوس جزیرے سے بہت ڈرتے ہین نزدیک اوسکے نہین آتے مگر ہم سب بسبب شومی طالع اور بد قسمتی اپنی کے اونکے ہاتھہ مین گرفتار ہوئے ہمنے اوس جزیرے مین میوے اور بقولات بکثرت پائے اونھین کو ہم کھا کے جیتے تھے اور جانتے تھے کہ ہم سب آخر کو ذبح کیے جائینگے پھر وہ جنگلی ہمکو گھیر کر ایک بڑے مکان بلند مین کہ جسکا دروازہ بھڑا ہوا تھا لیگئے وہان ہمنے ایک بڑا ڈھیر آدمیونکی ہڈیونکا اور کئی بڑے بڑے سیخچے آہنی کباب بھوننے کے رکھے ہوئے دیکھے مجرد اسکے دیکھنے کے اور ماندگی راہ سے ہم سب بیہوش ہو زمین پر گر پڑے دیر تک خوف سے بیحواس ہا[illegible]

پڑے رہے یہانتک کہ رات ہوئی اور ہم واویلا کرنے لگے یکایک دروازہ اندر کمرے کا کھلا اوسکی آواز اس شدت سے ہوئی کہ ہم سب ڈر گئے
اور اوٹھ بیٹھے بعد ایک لمحے کے اندر سے ایک آدمی سیاہ فام مہیب شکل گھر مونہا مانند درخت نارجیل کے لنبا باہر نکلا جسکی فقط
ایک آنکھ پیشانی پر مانند انگارے کے سرخ اور دہکتی ہی تھی اور آگے کے دانت اوسکے تیز اور دراز مونہ سے باہر نکلے ہوے تھے اور نیچے کا
ہونٹھ اوسکا سینے پر لٹکتا تھا کان اوسکے مانند کان ہاتھی کے چوڑے اوسکے مونڈھون کو ڈھانکے ہوے تھے اور ناخن اوسکے ایسے
گول اور ٹیڑھے تھے جیسے ناخن شکاری چڑیون کے ہوتے ہین ہم سب اوس دیو کو اس شکل سے دیکھکر بیغش مین آئے اور دیر تک مانند
مردون کے گرے پڑے رہے جب ہوش مین آئے تو اوس دیو کو دیکھا کہ ڈیوڑھی مین آکر کھڑا ہوا ہمین تجویز تا ہی پھر اچھی طرح سے دیکھکر
آگے آیا اور ہر ایک کو ہمسے اوٹھا اور گھما کے دیکھنے لگا جیسے قصائی بکریون بھیڑیون کا سر پکڑ کے فربھی و لاغری کو اونکی تجویز کرتا ہے
پہلے سبکے اوسنے مجکو پکڑ کے دیکھا مگر جو مجھہ مین لاغری سے فقط پوست و استخوان پایا اسواسطے مجکو چھوڑ دیا اور اسیطرح سے ہر ایک کو دیکھتا
اور ٹٹولتا رہا پھر نوبت کپتان کی آئی کہ وہ بہ نسبت سبکے فربہ تھا ایک ہاتھ سے اوسے پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اوسنے سیخ آہنی کو اوسکے
اوسکے بدن اسفل سے مانند طائر کباب کے داخل کی بعد اسکے بہت سی آگ جلا کر اوسے کباب کیا اور بجاے طعام شب کے اوسکو کھایا اور
ڈیوڑھی مین جا کر سو رہا اس زور سے خراٹے لیتا تھا جیسے بادل گرجتا ہو دوسرے دن صبح تک سوتا رہا ہم سب رات بھر خوف سے حالت
جانکنی مین رہے پھر وہ دن چڑھے بیدار ہوا اور وہان سے اوٹھکر باہر گیا اور ہمین وہین چھوڑ دیا جب ہمنے جانا کہ وہ بہت دور وہانسے نکل گیا ہے
پھر بدستور رونا اور واویلا کرنا شروع کیا وہ مکان اندر باہر ہمارے رونے کی آواز سے بھر گیا باوجود کہ ہم سب مجموع بہت لوگ تھے اور
دیو ہمارا دشمن تنہا تھا مگر کوئی تدبیر خیال مین کسی کے نہین گذرتی تھی کہ اپنے تئین اوسکے ہاتھ سے بچائین آخر کو ہم سب نے اپنے تئین خدا کو سونپا اور مشیت
ایزدی پر راضی ہو کر دن اوس جزیرے مین چل پھر بسر کیا اور میوے اور گھانس پات اوس جزیرے سے توڑ کر کھاتے رہے جب رات ہوئی تو ہمنے
چاہا کہ کسی اور جگہ پر جسمین سر ہی سے پناہ ملے رہین آخر سوا اوس مکان منحوس کے اور کوئی جگہ امن کی نپائی اوسی محل مین آکے بیٹھ رہے
رات کو موافق اپنے معمول کے وہ دیو اوس مکان مین پھر آیا اور ہمارے ہمراہیون مین سے ایک شخص کو کہ سب سے فربہ تھا کباب کر کے کھایا اور ڈیوڑھی
مین سو رہا دوسرے دن فجر کو جب وہ بیدار ہو کر باہر گیا میرے ساتھیون نے ارادہ کیا کہ دریا مین جاکر ڈوب مرین تاکہ ایسے برے مرنے سے نجات پاوین
مگر ایکنے اوس گروہ سے کہا مسلمان کو نچاہیے کہ اپنے تئین اپنے ہاتھ سے ہلاک کرے کچھ ایسی تدبیر کرو کہ اوس دیو کے ہاتھ سے ہم سب کو
نجات حاصل ہو اوسکے کہنے پر وہ سب اپنے اوس ارادے سے کہ دریا مین ڈوب مرین باز آئے کچھ کچھ اپنے دل مین فکر کرنے لگے یہانتک کہ مینے
ایک امر کو اپنے دل مین قرار دیکر اونسے ظاہر کیا کہ صاحبو تم دیکھتے ہو کنارے پر دریا شور کے بہت لکڑیان تختے اور رسیان پڑی ہین ہم سب
پانچ چار کشتیان چھوٹی چھوٹی بنا کر کسی جگہ مخفی مین باندھ رکھین فرصت کے وقت اونپر سوار ہو اس جگہ سے اور کسی طرف کو نکل جاوین
شاید اس حیلے سے نجات پاوین اور اگر بالفرض ہم دریا مین ڈوب جاوین تو بہتر ہے اس سے کہ ہم اس دیو کی غذا ہون غرض میری
اس تدبیر کو سب نے پسند کیا اور ہم سب نے ملکر جلدی سے چند کشتیان اتنی بڑی بنائین کہ جسمین تین تین آدمیون کی گنجایش ہو
پھر شام کو ہم سب اوسی محل مین گئے اور اوس دیو نے آکر ہم مین سے اور ایک کو پکڑ کے حسب معمول نوش ک

جب ہمنے اوسکے خراٹون کی آواز سنی تو آدمیون نے ہم مین سے جو چالاک اور دلیر تھے اور دسوین مین نے ایک ایک سیخ لوہے کی اوٹھا کر
آگ پر رکھی جب وے سیخین سرخ ہوگئین تو انکو اوٹھا کر متواتر اوس دیو کی آنکھہ پر رکھنا شروع کیا یہانتک کہ اوسکو اندھا کر ڈالا دیو درد سے
بہت چلایا اور شور و غل مچا کے دہنے بائین اپنے ہاتھون کو پھیلایا تا کہ اگر ہم مین سے کسیکو پائے تو اوس غصے مین کچا چبا جائے مگر ہم سب
اوس سے دور دور بھاگتے پھرتے تھے اور ایسی جا پر جا کر ٹھہرتے کہ جہان اوسکے قدم جا نسکتے آخر جب وہ ہمکو نپایا تب دروازے سے
نکلکر مارے درد کے بیل کیطرح چلانے لگا ہم سب وہان سے چھوڑکر کنارے دریا کے بھاگ آئے اور اون کشتیون پر جنھین آگے سے طیار
کر رکھا تھا سوار ہوئے اور منتظر تھے کہ دن ہوتے ہی وہان سے اون کشتیون کو دریا مین لیجا کر کھیوینگے صبح ہوتے اوس دیو کو
دو آدمی کہ وہ بھی اوسکی جنس سے تھے ہاتھہ پکڑکر دریا کے کنارے لائے اور سوا اون دونون دیوون کے اور کئی دیو اوسکے آگے آگے
دوڑے چلے آتے تھے اونھین دیکھتے ہی ہم سب اون کشتیون کو دریا مین ڈالکر زور زور سے کھینے اور ڈانڈ مارنے لگے اون دیوون
نے ہمکو اپنے قابو سے باہر پا کے بڑے بڑے پتھر کشتیون کی طرف پھینکنا شروع کیے یہانتک کہ پتھر مار مار کے سب کشتیان توڑ دین
فقط ایک کشتی کہ جسپر مین اور دو اور میرے ہمراہی سوار تھے بچ رہی ہم اوسکو زور سے کھیکر اتنی دور نکل گئے جہان اونکے پتھر نہین
پہونچ سکتے تھے پھر جب ہماری کشتی کھلی ہوئی دریا مین پہونچی بسبب شدت ہوا اور تلاطم موجون کے زیر و زبر ہونے لگی ایک دن
اور رات اسی حالت مین رہے آخر دوسرے دن فجر کو ایک اور جزیرے مین پہونچے پھر ہم تینون آدمی خوشی سے اوس جزیرے مین گئے
اور وہان کے میوے کھا کے اپنے تئین آسودہ اور توانا کیا اور رات کو کنارے دریاے شور کے سو رہے یکایک سانپ کی کھڑکھڑاہٹ
سے کہ وہ مانند درخت نارجیل کے لنبا تھا میری آنکھہ کھل گئی وہ آتے ہی ایک کو ہمارے ساتھیون سے پکڑ کے اسطرح کھانے لگا کہ پہلے
اوس شخص کو خوب توڑا اور مروڑا بعد اسکے اوسکو زمین پر گرا پھر توڑ کر نگل گیا یہ دیکھکر بہت ڈرا اور دوسرے ساتھی کے ہمراہ وہان سے بہت بھاگ
دور جا کر ٹھہرا او سپر بھی آواز ہڈیون کی اوس شخص کی جسکو وہ سموچا نگل گیا تھا اور پھر اوگلتا تھا سنائی پڑتی تھی بہرکیف وہ رات بڑے
خوف اور مصیبت مین کٹی دلکو مینے کہا ای خدا کل ہم ہزار دقت اوس دیو کے ہاتھہ سے چھوٹے اور آج اس اژدہے کے چنگل مین پڑے القصہ
اوس دن کو بڑے اندیشے اور فکر مین بسر کیا اور شام کو کچھہ میوے جنگلی اوس جزیرے کے کھا کر ایک درخت بلند پر کہ اوسکو ہمنے دیکھہ رکھا تھا
چڑھ گئے تھوڑی دیر کے بعد ہمنے اوس سانپ کے بولنے کی آواز نیچے اوس درخت کے سنی پھر دیکھا کہ اوسکی جڑ پر پہونچ کے میرے ہمراہی کو کہ بہت دور
درخت پر نہ چڑھ سکا تھا پکڑ کے نگل گیا اور وہان سے چلدیا مین اوس درخت پر فجر تک رہا پھر دن چڑھے وہان سے نیچے اوترا اور مجھے
یقین ہوا کہ آج کی رات اس اژدہے سے جانبر نہونگا مین بھی اوسکی نظر پر چڑھ چکا ہون مقرر مجھکو کھا جاویگا پھر اپنی زندگانی سے مایوس ہو کر
دریا کیطرف جانیکا ارادہ کیا کہ وہان جا کے ڈوب مرون لیکن جان ہر حالت مین عزیز ہے ڈوبنے سے باز رہا اور اپنے تئین خدا کی حفظ و امان مین
چھوڑا پھر مینے اوس اژدہے سے اپنے بچنے کی تدبیر سوچکر بہت سی لکڑیان اور کانٹے جمع کیے اور بوجھے باندھکر گرد اوس درخت کے رکھے اور
کچھہ بطور ٹٹی بنا کر درخت کے اوپر باندھے تا مین ٹٹیون کی آڑ مین معلوم نہون جب رات ہوئی مین درخت پر جا کے چھپ رہا اور وہ سانپ آ کے چارون طرف
کے پھرا لیکن کسی طرف کانٹون کے سبب سے جو مینے بطور فصیل قلعے کے بنائی تھی راہ نپائی تمام رات وہ میری گھات مین

لگا رہا جیسا کہ بلی چوہے کی گھات مین لگی رہتی ہی آخر دن ہوتے ہی وہان سے چلا گیا اور مین بسبب جاگنے تمام رات کے اور اوسکی گرم پھنکارون
سے اس مرتبے مین مضمحل اور سست ہو گیا کہ مرنے کو ایسی زندگی پر ترجیح دیتا تھا آخر اسطرحکے جینے سے تنگ ہو کر دریا کی طرف
ڈوب مرنے کے ارادے سے گیا لیکن چونکہ فضل آلہی شامل حال تھا بمجرد اوسکے کہ اپنے تئین دریا مین ڈالون ایک جہاز دور سے دکھائی دیا کہ چلا آتا ہی
مینے زور سے پکارا اور اپنی دستار کو سر پر سے اوتار کے گھمایا تا کہ جہاز کے لوگ مجھے دیکھین یہانتک کہ کپتان نے دیکھا یا میری آواز سنی
پنسوئی کو بھیجا مین اوسپر چڑھکر جہاز پر گیا کپتان اور جہازی مجھکو دیکھکر متعجب ہوے اور پوچھنے لگے کہ کیونکر اس ویران جزیرے مین تیرا
اتفاق آنے کا ہوا ایک بڈھے نے کہ سب سے عمر اوسکی بڑی تھی مجھسے کہا لوگ کہتے ہین کہ اس جزیرے مین دیو مردم خوار رہتے ہین آدمی کا
گوشت اونکی غذا ہی کچا کباب کرکے کھاتے ہین اور سوا اون دیوون کے بڑے بڑے سانپ اوس جزیرے کے گرد و پیش ہین کہ دن کو
غارون مین چھپے رہکے رات کو نکلتے ہین اور آدم زاد کو نگلتے ہین غرض اونھون نے میرے زندہ رہنے سے ان خطرون مین بہت تعجب
کیا اور مجھے بھوک سے بہت سست اور ناتوان پاکے کھانا کھلایا اور کپتان نے میرے کپڑون کو پھٹا شکستہ دیکھکر ایک جوڑا اپنے
پہننے کا دیا مینے ہوش و حواس مین آکے اونسے اپنی سب مصیبتونکا بیان جسطرح اون دیوون اور سانپون سے مخلصی پائی تھی مفصل ظاہر کیا
پھر ہم وہان سے کئی جزیرون مین گئے آخر کو سلہٹ مین آئے جہان صندل کی لکڑی پیدا ہوتی ہی اور بہت دوا اون مین پڑ کے اکثر
امراض کھوتی ہی کپتان نے اوس شہر مین جہاز کو لنگر کیا اور سب تاجرون نے اپنا اسباب بیچنے اور تبدیل کرنے کے واسطے جہاز سے
نیچے اوتارا ایکدن کپتان نے مجھسے کہا بھائی ایک سوداگر کا اسباب بہت مدت سے میرے جہاز پر بطور امانت کے باری اور وہ مدت
ہوئی کہ مر گیا اب تک تو مین اوسکے اسباب کو جابجا بیچتا چلا آیا ہون اور چاہتا ہون کہ اوسکے وطن مین پہونچکر اصل اور نفع دونون ورثہ
کو اوسکے حوالے کرون اب اوسکے مال کی گٹھریان کسی جگہ جہاز مین رکھی ہوئی ہین آج کی تاریخ سے وہ سب گٹھریان تیرے سپرد
کرتا ہون اوس سوداگر کے وارثون سے تیرا حق السعی دلوا دونگا مینے اوس کپتان کی بہت شکرگزاری بجا لا کر کہا تمنے میرے حال پر
بڑا رحم کیا کہ میرے واسطے ایک شغل ٹھہرایا پھر اوسنے اپنے محرر کو حکم کیا کہ وہ مال اس شخص کے سپرد کر محرر نے کپتان سے پوچھا کہ اوس سوداگر کا
جسکا یہ مال ہی کیا نام تھا تاکہ اوسکے نام سے یہ مال لکھکر اس شخصکو حوالے کرون کپتان نے کہا یہ مال سندباد جہازی سوداگر کا ہی مین اپنا نام سنکر
سکتے مین آ گیا اور کپتان کا مونہ دیکھنے لگا اور مینے اوسکو پہچانا کہ یہ دوسرے سفر مین ہمارے جہاز کا کپتان تھا اوسنے مجھکو فلانے جزیرے مین چشمے پر سوتا
چھوڑ کر جہاز وہان سے کھولدیا میرے آنے کا انتظار نکیا اور اوسوقت سے مجھے موا ہوا تصور کرتا ہی اگرچہ مدت اتنی نہین گذری تھی مگر رنگ اور ہیئت میرے
چہرے کی بسبب اوٹھانے مصائب کے متغیر ہو گئی کچھ عجب نہین جو اوسنے مجھے نہ پہچانا مینے کپتان سے کہا مقرر یہ مال اوسی سوداگر کا ہی جسکا نام سندباد جہازی
تھا اوسنے کہا ہان اوسی کا ہی بود و باش اوسکی بغداد مین تھی اور بانسرہ سے ہمارے جہاز پر اسباب تجارت کا لیکر سوار ہوا تھا ایکدن ہمنے ایک جزیرے
کے کنارے تازہ اور میٹھا پانی لینے کے واسطے اپنے جہاز کو لنگر کیا وہ تاجر ہمراہ دوسرے تاجرون کے اوس جزیرے مین گیا مگر معلوم نہین کہ کیا اوسپر آفت
ہوئی کہ وہ سوداگر جہاز پر نہ پہونچ سکا بخلاف اور تاجرون کے کہ وہ سب آکر جہاز پر سوار ہوے مینے چار گھڑی تک اوسکے آنے کا انتظار کیا جب وہ نہ آیا
اور ہوا موافق چلی مین مجبور ہو کر وہان سے جہاز کا لنگر اوٹھا کے روانہ ہوا مینے اوس کپتان سے کہا کیا تمکو یقیناً معلوم ہی کہ وہ تاجر مر گیا

ہم اوسکو مواجانتے ہین تب مینے کپتان سے کہا کہ ذرا آنکھہ کھول بغور میری طرف تو دیکھو کہ مین ہی سندباد جہازی ہون کنارے ایک
چشمے پانی کے سوگیا تھا مجکو کسی نے بیدار نکیا اور جب خود جاگا دیکھا کہ جہاز وہان سے چلا گیا اس بات کو کپتان نے سنکر بغور و تامل میری طرف
دیکھا اور مجھے اچھی طرح سے پہچانکر خدا کا شکر بجالایا اور مجھے اپنے گلے سے لگاکر کہا بھائی تم مقرر سندباد جہازی ہو اور یہ سب مال تمہارا ہی
جسکی خبرگیری مینے آجتک کی اور ہر ایک جا پر اوسکو بیچا کھوچا اب مین تجکو منافع سمیت سونپتا ہون مینے اپنا مال تمام کمال مع نفع کپتان
سے پایا پھر ہم جزیرہ سلمٹ سے اور جزیرون مین گئے جہان سے ہمنے لونگ دار چینی وغیرہ جنس کرانے کی خریدی اور وہان سے ہمنے
بہت دور تک سفر کیا ایک جا پر ہمنے کچھوے اتنے بڑے دیکھے جنکا طول و عرض بیچاس ہاتھہ کا تھا اور مچھلیان عجیب قسم کی دیکھین کہ مانند
گاے کے دودھ دیتی تھین او نکا چمڑا ایسا سخت تھا کہ جسکی سپر بناتے تھے اور ایک ہی کو صورت اور رنگ مین مشابہ شتر کے دیکھا بعد
سفر دراز کے ہم بانسرہ مین پونہچے اور وہان سے بغداد کو آئے اس سفر مین اسقدر دولت مجھے حاصل ہوئی کہ جسکا حساب نہین اپنے وطن مین
صحیح و سالم اور متمتع اور غانم ہو پہنچکے خدا کا شکر بجالایا اور شکر اس نعمت فراوان اور سلامتی جان مین مینے بہت مال محتاجون اور مستحقون
کو دیے اور املاک بہت مول لی سندباد نے بعد تمام کرنے حال اپنے تیسرے سفر کے سو ریال ہندباد کو دیے اور دوسرے دن موافق معمول کے
پھر اوسکی دعوت کی تاکہ چوتھے سفر کا اوسکے حال سنے ہندباد اور دوسرے مہمان سندباد کے اوس دن رخصت ہوکے دوسرے
دن کھانے کے وقت پھر سب حاضر ہوے اور بعد تناول کرنے کے سندباد نے اپنے چوتھے سفر کا حال اسطرح بیان کرنا شروع کیا

بیان سندباد جہازی کے چوتھے سفر کا

صاحبو کثرت عیش و عشرت سے وہ سب خوف و خطر تینون سفر کے میرے دلسے جاتے رہے پھر سب آفتین اور مصیبتین بھول کے اشتیاق
جمع کرنے مال و اسباب اور سیر کرنے عجائبات کا آیا اور طیاری سفر چوتھے کی کر کے وہ اسباب تجارت جسکی خواہش اور قدر دور دور
ملکو مین تھی اور اونھین کیطرف جانے کا ارادہ کیا تھا خرید کر کے پارس کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ مین کتنے شہر طے کرتا ہوا ایک بندر مین پونہچا
جہانسے پھر جہاز پر سوار ہوا اور وہانسے جہاز ہمارا جزائر تیرہ فرمہ وغیرہ بنادر شرقی کیطرف جا نکلا ایک دن دفعۃً ایسا جھونکا ہوا کا جہاز کو
لگا کہ کپتان نے مجبور ہو جہاز کے بردوان نیچے کر دیے اور خلاصیون سے کہا یہ طوفان ہے خبردار اور ہوشیار رہو ہر چند کہ اونھون نے کمال
ہوشیاری کی لیکن کچھہ مفید نہوئی جہاز کی پالین بالکل طوفان سے پھٹکے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئین اور جہاز قابو سے ناخدا کے جاتا رہا یہانتک
کہ بالو پر چڑھکر بسبب بوجھہ کے پاش پاش ہوگیا سب لوگ جہاز کے مع مال و اسباب بالکل ڈوب گئے مگر مین اور چند سوداگر
تختون کے سہارے سے بہتے ہوے ایک جزیرے مین جو وہان سے قریب تھا جا لگے کنارے سے اوٹھکر اوس جزیرے مین
گئے اور بسبب کھانے جنگلی پھلون کے فی الجملہ ہم مین طاقت آئی رات کو پھر وہین آکر جہان اوترون نے دریا کی ہین ڈالی تھا پڑکر سو رہے
اور اپنی بدنصیبی پر روئے دوسرے دن صبحکو وہانسے اوٹھکے اوس جزیرے مین گئے اور ادھر اودھر متحیر اور پریشان پھرنے لگے یکایک
بہت سے حبشیون نے آکے ہم سبکو گھیر لیا اور آپس مین ہم سبکو بانٹ کر مانند بھیڑ بکریون کے اپنے گھرون مین ہانک لے گئے مجھے
اور میرے ہمراہیون کو ایک مکان علیحدہ مین رکھا اور آگے ہمارے کچھہ ترکاری کی قسم سے رکھدا اشارے کرتے تھے تاکہ ہم او

کھاوین میرے ساتھیون نے بے سمجھے بوجھے اوسکو خوب کھایا بمجرد کھانے اون چیزون کے نشے مین متوالے اور بیہوش وحواس
ہوگئے پھر وہ حبشی برنج کو روغن نارجیل مین پکاکر ہمین کھلانے لگے تاکہ ہم فربہ ہوجائین اور وہ ہمین ذبح کرکے کھاوین اس امر کو
بھی ہمارے ساتھی نہ سمجھکے نہایت ذوق سے پیٹ بھر کر کھاتے تھے اور مین اوسکو بقدر سد رمق کے کھاتا جس مین نہ مرون
اور نہ موٹا ہون پہلے وہ حبشی اون آدمیون کو جنھین پکڑتے تھے ایسی چیزین نشی کھلاتے تھے تاکہ وہ مست لایعقل ہوجاوین
اور اپنے بھلے برے کو کچھ نہ سمجھین پھر واسطے فربہ کرنے کے برنج کو روغن نارجیل مین ملاکر کھلاتے اور آپسمین ایک دوسرے کی ضیافت
کرکے آدمیون کو کھاتے چنانچہ ہمارے ساتھیون کو کہ اوس غذا کے کھانے سے خوب موٹے اور فربہ ہوے تھے موافق اپنے
دستور کے ذبح کرکے پکا کھاگئے اسواسطے کہ وہ سب ایسے بیہوش اور مدہوش بسبب کھلانے سبزی وغیرہ بقولات نشی کے ہوگئے تھے
کہ اونھین کچھ خیال اپنی مآل اندیشی کا نرہا تھا اور مین انجام اس امر کو کسواسطے یہ حبشی ہمین غذا روغندار کھلاتے ہین خوب جانتا تھا
کچھ تو غم اور اندیشے سے اپنی جان کے اور کچھ بہ تقلیل غذا سے نہایت لاغر اور خشک ہوگیا تھا بجز پوست واستخوان کے کچھ مجھ مین نتھا
اسواسطے اونھون نے مجھے چھوڑ دیا تاکہ مین فی الجملہ تازہ اور موٹا ہون غرض مین اوس جزیرے مین مطلق العنان اور بے قید پھرا کرتا
یہانتک کہ ایکدن مین فرصت پاکے اوس جزیرے سے چلدیا ایک بڈھے نے مجھے جاتے دیکھکر بہت بلایا مین پھر اون مگر مینے
اوسکی طرف التفات نکیا اور اپنی جان لے کے بھاگا اوس دن سوا اوس بڈھے کے اور کوئی اوسجا پر نتھا اور وہ سب حبشی کہ باہر
گئے ہوے تھے شام کو اپنے گھرون مین موافق اپنے معمول کے آئے اسواسطے اونکو میری تلاش کرنے مین بڑا توقف ہوا جبتک
وہ سب وقت شام کے اپنے گھر مین آئین مین بہت دور نکل گیا تھا گھڑی دو گھڑی واسطے کچھ کھالینے اور سستانے کے راہ مین ٹھہر جاتا
اور تازہ دم ہوکر پھر بھاگتا اسیطرح سے سات دن تک بھاگا جب بھوکا ہوتا نارجیل کو توڑکر پانی اوسکا پیتا اوسکے پینے سے مجھے
کچھ بھوک اور پیاس لگتی غرض آٹھوین دن مین کنارے دریاے شور کے پونہچا وہان مینے سفید رنگ آدمیون کو مانند اپنی صورت کے
دیکھا کہ کالی مرچین جو اوس جا پر کثرت سے پیدا ہوتی ہین چن رہے ہین اونکو دیکھکر مین بہت خوش ہوا اور شگون نیک سمجھکر اون
آدمیون کی طرف بیخوف وخطر گیا وہ بھی دیکھکر میرے پاس آئے اور عربی زبان مین مجھسے پوچھا کہ تو کہانسے آتا ہے اپنے دیس کی
بولی سنکر مین نہایت خوش ہوا پھر اونسے اپنا حال جہاز کے ٹوٹنے اور حبشیون کے جزیرے مین گرفتار ہونیکا ظاہر کیا اونھون نے
کہا وہ حبشی تو آدمیونکو کھاتے ہین تو کیونکر اونکے ہاتھ سے بچا مینے اونسے اپنے بھاگنے اور بھوکے رہنے کا حال جیسا کہ تمنے سنا ہے کہا
اونھون نے میرے زندہ بچ آنے سے بہت تعجب کیا اور جبتک کہ وہ لوگ اوس جزیرے سے مرچ سیاہ چنا کیے مین اونکے ساتھ وہان پر رہا یہانتک کہ وہ
مجکو اپنے ساتھ لیکر جہاز پر سوار ہوے اور جلد سے وہ جہاز اوس جزیرے مین جہان سے وہ آئے تھے پونہچا وہ سب لوگ مجھے وہانکے بادشاہ کی
حضور مین کہ بہت خوش مزاج اور رحم دل تھا لیگئے اونسے میرے مصائب کا حال سنکر بہت تعجب کیا اور مجھے اچھی پوشاک دی اور میری خبر لیتا رہا
وہ جزیرہ بہت بڑا اور آباد تھا اوسمین بہت چیزین قابل تجارت کے پیدا ہوتی تھین وہانسے سوداگر اون چیزونکو اور شہرون مین واسطے تجارت کے
لیجاتے اور دوسرے ملکون کا اسباب اس جزیرے مین بیچنے اور بدلنے کے لیے لاتے سوداگرون کی آمد ورفت دیکھکر م

خوش ہوا اور اپنے ملک مین پھر مجھے جانے کی امید بڑی وہان کے بادشاہ نے رفتہ رفتہ مجھکو اپنا مصاحب کیا اور بہت آرام آسایش سے
رکھتا تھا یہانتک کہ مین اون لوگون سے ایسا ہل مل گیا کہ مجھکو وہ سب اپنے دیس کا سمجھنے لگے مین وہان کے بادشاہ اور لوگون کو گھوڑون پر
بے زین و لگام سوار ہوتے دیکھکر نہایت متحیر ہوا ایکدن مینے بادشاہ سے پوچھا کسواسطے آپ اور یہانکے باشندے گھوڑے پر زین و لگام
باندھکے سوار نہین ہوتے اوسنے جواب دیا ہم لوگ اون چیزون سے واقف نہین اور ہم آجتک نہین جانتے ہین کہ زین و لگام کیسی ہوتی ہے
پھر مینے ایک کاریگر کو لکڑی کا نمونہ دکھاکر کہا کہ تو واسطے ہمکو کاٹھی بنادے چنانچہ وہ بموجب نمونے کے لکڑی کو کاٹ کر کاٹھی بنالایا
بعد اسکے مینے اوسکو چمڑے سے منڈھکے اوسپر بھاری کمخواب و اطلس کو لگایا پھر لوہار کو رکابین اور لگام بنانے کو کہا جب وہ سب
چیزین میری خاطر خواہ بن چکین مین اوس ساز کو ایک گھوڑے پر لگاکر بادشاہ کی حضور مین لیگیا وہ اوسپر سوار ہوکر نہایت خوش اور
محظوظ ہوا مجھے اس خدمت کے انعام مین خلعت اور نقد و جنس بہت سا دیکر سرفراز کیا اور آگے سے زیادہ دوست اور عزیز رکھنے لگا
پھر مینے بہت سے زین اور لگامین اوسکے اقربا اور وزیرون اور امیرون کو بنوا دین اون سب نے عوض اوسکے مجھے ہزارون روپئے اور اسباب قیمتی
دیکر میری بڑی شکرگزاری کی اور سب لوگ اوس شہر کے میری بڑی عزت اور حرمت کرنے لگے ایکدن بادشاہ نے مجھسے تنہائی مین کہا
تجھے بہت عزیز رکھتا ہون اور میرے ارکان دولت اور سب شہر کے رہنے والے تیری عقل و دانشمندی سے کمال خوش ہین اور سکو تجھسے
محبت قلبی ہے مین ایک امر کو تجھسے کہا چاہتا ہون اوس سے تو انکار نکیجیو مینے عرض کیا جو کچھ آپ میرے حق مین تجویز فرمائینگے وہ سراسر میرے واسطے
مفید اور بہتر ہوگا مین کیون آپکے فرمانے سے انکار کرونگا بادشاہ نے کہا مین چاہتا ہون کہ تیری شادی کردون تاکہ تو بہت آرام و آسایش
سے رہے اور قصد جانے کا اس شہر سے نکرے مینے طوعاً و کرہاً بادشاہ کے فرمانے کو قبول کیا اوسنے اپنے خاندان کی ایک بی بی سے کہ تھی
کہ نہایت قبول صورت اور صاحب تمکنت تھی میری شادی کردی بعد انجام سب رسوم کے مین اپنی بی بی کے گھر مین رہنے لگا اور کمال
عیش و عشرت سے ایک مدت اوسکے ساتھ بسر کی باوجودیکہ مین بغداد مین اہل و عیال رکھتا تھا اور کمال تمنا بغداد مین پھر جانے کی میرے
دل مین رہا کرتی تھی لیکن اس بی بی کی محبت اور الفت مین ایسا مبتلا اور پابند ہوا کہ محبت وطن کی اور اگلے اپنے جورو لڑکونکو بھول گیا
بعد ایک مدت کے میرے ایک ہمسایے کی بی بی کہ اوسکے ساتھ مجھکو کمال محبت ہوگئی تھی بیمار ہوئی اور بعد چند روز کے مر گئی مین واسطے
تعزیت اور ماتم پرسی کے اوس دوست کے پاس گیا اوسے کمال محزون اور مغموم پاکر موافق دستور اپنے ملک کے اوسکی تسلی اور تشفی
کرنے لگا کہ خدا تمکو سلامت رکھے اور تم بہت مدت تک زندہ رہو اوسنے جواب دیا یہ جو تم مجھکو دعا دیتے ہو میرے حال کے خلاف ہی اسواسطے
کہ مین اب آدھ گھڑی کا مہمان ہون مینے جواب دیا کہ یہ کیا فرماتے ہو ایسا بدشگون کلام اپنے موہنہ سے نہ نکالو خدا کرے تم مدت تک
زندہ رہو اور مین تمھاری محبت اور دوستی سے سالہا سال متمتع رہون اوسنے کہا ہماری عمر تمام ہو چکی اب تمکو خدا سلامت رکھے
آج کے دن مین اپنی بی بی کے ساتھ زندہ مدفون ہونگا میرے اگلے بزرگون نے ایسا دستور اس جزیرے مین مقرر کیا ہی کہ اگر جورو مرے
تو اوسکے ساتھ زندہ شوہر کو دفن کرین اور اگر شوہر پہلے مرے تو اوسکے ساتھ اوسکے قبیلے کو گاڑین اب مجھکو کوئی بچا نہین سکتا
[illegible] باشندے اس رسم پر قائم اور راضی ہین کوئی اس آئین کے خلاف نہین کر سکتا اس رسم بد کو سنکر میرے ہوش جاتے رہے

اور عجیب طرح کے اندیشون مین دور دراز مین پڑا ہنوز مینے اپنی جگہ سے حرکت نہین کی تھی کہ اوس ہمسایے کے سب دوست قربا اور ہمسایے میت کی تجہیز اور تکفین کے واسطے جمع ہوے اونھون نے اوس لاش کو بہت اچھے کپڑے اور سب زیور پہنائے اور جیسا کہ شب عروسی مین دولہن کی زینت کرتے ہین اوسیطرح میت کی آرایش وزینت کر کے اوسے کھلے ہوے جنازے پر رکھا اور آگے اوسکے جلوس کو روانہ کر کے مدفن کی طرف لیچلے اور پیچھے جنازے کے شوہر اوسکا ماتمی لباس پہنکر روانہ ہوا پیچھے اوسکے اور سب لوگ چلے اور راہ ایک بڑے پہاڑ کی لی اور نیچے اوس پہاڑ کے پہونچکر اونھون نے ایک غار کے مونہ سے ایک بھاری پتھر سرکایا اور اوس میت کو مع اوسکے اسباب کے اوس مین ڈال دیا بعد اسکے وہ شوہر بھی سب سے رخصت ہو کر ایک گھڑا پانی کا اور سات روٹیان لیکر جنازے پر بیٹھا اور اوسے بھی مانند اوسکے قبیلے کے اوس غار مین جنازے سمیت ڈالا وہ پہاڑ بہت چوڑا تھا دوسری جانب اوسکی دریاے شور سے ملی ہوئی تھی اور وہ غار بہت گہرا اور لنبا تھا غرض جب اونکی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی اوس پتھر کو پھر اوس غار کے مونہ پر رکھکر سب لوگ وہان سے چلے آئے صاحبو مین اس رسم کو دیکھہ نہایت گھبرایا اور ڈرا مگر وہان کے رہنے والے اس دستور کو بہت پسندیدہ سمجھتے تھے ایکدن مین نے وہان کے بادشاہ سے کہا خداوند مینے یہان کی رسم کو دیکھکر بہت تعجب کیا اور گھبرایا کہ زندے کو مردے کے ساتھہ دفن کرتے ہین مین بہت ملکون مین پھرا ہون مینے کسی ملک مین ایسا ظلم کا آئین نہین دیکھا اور نہ سنا بادشاہ نے جواب دیا کہ سندباد یہانکا طریق اور رویہ یہی ہے ہم اسکو کسی طرح سے موقوف نہین کر سکتے مین بھی اپنی ذات سے پابند اسی رسم کا ہون اگر ملکہ اس شہر کی خدانخواستہ مر جائے تو مین بھی زندہ اوسکے ساتھہ دفن کیا جاؤن تب مینے کہا خداوند یہ حکم پردیسیون اور غریب الوطنون پر جاری ہے بادشاہ نے مسکرا کر کہا البتہ اونپر بھی یہی حکم جاری ہوگا وہ لوگ اس آئین سے کسیطرح خارج نہین ہو سکتے اس جواب کو سنکر مین نہایت سرد ہوا جب سے اسی خوف و اندیشے مین رہتا تھا کہ مبادا میری قبیلہ بھی مر جائے تو پھر اوسکے ساتھہ مین زندہ دفن کیا جاؤن بہر کیف صبر کر کے اپنے حال کو خدا کی مرضی پر چھوڑا بعد تھوڑے دنون کے اتفاقاً میری بی بی سخت بیمار ہوئی اور بعد چند روز کے مر گئی اوسوقت جو کچھ کہ میرے دل پر غم و الم سے گذرتا تھا اوسے مین بیان نہین کر سکتا اپنے دل مین کہتا تھا اس زندہ گاڑے جانے سے تو بہتر تھا کہ مجھے حبشی آدم خوار کھا جاتے اتنے مین بادشاہ اپنے ارکان دولت اور جلوس سمیت میرے گھر پر آیا اور شہر کے سب عزت دار بھی جمع ہوے تا با عزاز تمام مجکو اور میری بی بی کو اول منزل پر پہنچا دین پھر میری بی بی کو لباس اور زیور پہنا کے جنازے پر رکھا اور بڑے تجمل اور جلوس کے ساتھہ دفن کرنے لے چلے اور پیچھے اوسکی لاش کے مین بھی حسب دستور وہان کے روتا ہوا چلا اور جب اوس پہاڑ پر کہ قبرگاہ اوس شہر کے لوگونکا تھا پہونچے اپنی رہائی کے واسطے بادشاہ سے زمین بوس ہو کر بکمال عجز والحاح سے عرض کیا کہ خداوند مین اجنبی اور غیر ملک کا رہنے والا ہون میرے حال پر رحم فرماؤ مین متحمل ایسے آئین سخت کا نہین سوا اسکے مین اپنے شہر مین جورو لڑکے رکھتا ہون صاحبو اوسکو ذرا رحم میرے حال پر نہ آیا اور مطلق میرے کہنے پر التفات نکی اور بلا توقف لاش کو اوس غار مین ڈالا اور بعد اوسکے مجھے بھی دوسرے جنازے پر رکھہ ایک گھڑے پانی اور سات روٹیون کے ساتھہ اوس سردابے مین اوتار دیا اور بعد اسکے پتھر بدستور پھر غار کے مونہ پر رکھا مینے روشنی سے درے کی کہ اوپر سے اوس غار کے اندر پڑتی تھی دیکھا کہ عمق اوس تہخانے کا قریب پچاس ہاتھہ کے تھا غار مین جاتے ہی مردونکی بد

اور سڑاہن چارون طرفسے اِس شدت سے میرے دماغ مین پونہچی کہ مین لاشون سڑی گلی مین ٹھہر نہ سکا اپنے جنازےسے اوٹھا اور ناک کو
بند کر وہان سے بہت دور بھاگ گیا اور زمین پر گر کے دیر تک لوٹتا اور اپنی بدنصیبی پر افسوس کرتا رہا اور مینے کہا خدا بندے کے حق مین ہر ایک
بات بہتر سمجھکے کرتا ہے شاید میرے حق مین یہی مرا بہتر تھا جو ظہور مین آیا اور وہان اپنے تئین بہت سی لعنت اور ملامت کرتا تھا کہ مجکو
باوجود اوٹھانے آفات اور صدمات تین سفر کے پھر بھی عبرت نہوئی تجکو چاہیے تھا کہ اپنی اگلی مال و دولت پر جسقدر خدا نے دی تھی
قناعت کر کے اپنے اہل و عیال مین رہتا اور پھر نام سفر کا نہ لیتا اِس حالت مین کبھی اوٹھکے واویلا کرتا اور کبھی مونہ اور سر اپنا پیٹتا پھر جب
مجھے بھوک لگی مین ناک اور دم بند کر کے اپنے جنازے پر سے گھڑا پانی کا اور سات روٹیان اوٹھا لایا اور کئی دن تک اوسکو کھایا جب وہ
روٹیان اور پانی ہو چکا تب مین مہیا اور آمادہ مرنے کا ہوا اتنے مین مینے آواز پتھر اوٹھانے کی سنی اونھون نے ایک مردہ مرد کے ساتھ ایک
عورت زندہ اوسمین ڈالدی اور پتھر پھر اوس غار کے مونہ پر رکھدیا مینے آکر ایک مردے کے پانوءن کی ہڈی اوٹھا کے زور سے اوس عورت کے
سر پر ماری کہ وہ چکرا کر گر پڑی اور فقط اوسکی روٹیان اور پانی لینے کے واسطے مرتکب ایسے امر قبیح کا ہوا پھر چند روز تک اون روٹیون کو
مینے کھایا جب وہ کھانا ہو چکا خدا کی قدرت سے ایک عورت مردہ اور اوسکا شوہر زندہ پھر اوس غار مین ڈالا گیا اوس مرد کو بھی مین
اوسیطرحسے مار کر اوسکا کھانا پانی اوٹھا لیگیا پھر تو میری خوش نصیبی سے اوس شہر مین ایسی وبا اور مری پڑی کہ روز مرتے اور اونکے ساتھ
زندے اوس غار مین دفن ہوتے اور مین اون زندون کو مار کر اونکی روٹیان اور پانی لیکر کھاتا پیتا اور اوس غار مین رہا کرتا یہانتک کہ ایکدن
مین ایک عورت کو مار کے اوسکے کھانے اور پانی کو لیتا تھا یکایک کسی شی کی ایک آواز سانس لینے کی سنی مین اوسی طرف اندھیرے مین
کہ دن رات یکسان وہان پہ معلوم ہوتا تھا روانہ ہوا اور وہ شی دم لیتی ہوئی اور دھب دھب کرتی ہوئی ایک جانب کو دوڑی اوسکی آواز پر
مین بھی دوڑتا چلا گیا یہانتک کہ مینے ایک روشنی تارے کی صورت دور سے چمکتی ہوئی دیکھی کبھی تو میری نظر سے گم ہو جاتی اور کبھی محسوس
ہوتی آخر دوسری طرف غار کے مینے ایک سوراخ اسقدر پایا کہ بے تکلف اوسمین ہو کر وہانسے باہر نکلا اور اپنے تئین کنارے دریا کے دیکھا
اوسوقت مجکو کمال خوشی حاصل ہوئی جب مین اچھی طرح اپنے ہوش و حواس مین آیا تو مینے خیال کیا کہ وہ چیز جو غار مین سانس لیتی تھی اور اوسکے پیچھے
لگا ہوا مین یہانتک پونہچا مقرر کوئی جانور دریائی ہوگا کہ سوراخ سے ہو کر واسطے کھانے مردون کے اوس غار مین جایا کرتا ہی پھر مینے خوب
خیال کیا تو اوس پہاڑ کو مابین دریا اور اوس شہر کے پایا مگر وہ جگہ جہان سوراخ تھا کسیکو معلوم نتھی اس واسطے کہ کنارہ اوس پہاڑ کا
اسقدر بلند تھا کہ کوئی اوسپر چڑھ نہین سکتا تھا غرض مینے اوس غار سے کہ حقیقت مین میری گور تھی نجات پا کر دریا کنارے سجدے
شکر کے جناب کبریائی مین کیے کہ اوسنے میرے حال پر ایسا کرم اور فضل کیا پھر مین اوس غار مین جاکے سب روٹیان کہ جمع کی تھین باہر نکال لایا
اور بڑی خواہش اور اشتہا سے کھائین اسواسطے کہ اوس غار کے اندر حالت مایوسی مین مطلق اشتہا نہین ہوتی تھی بقدر سد رمق کہ جسمین
مر نہ جاؤن کچھہ تھوڑا سا کھا لیا کرتا تھا پھر اوس غار مین جاکے جنازون سے ہیرے وغیرہ جواہرات اور اسباب قیمتی جو اوس اندھیارے
گھپ مین میرے ہاتھہ لگے اوٹھا کر کنارے دریا کے لایا اور اونکو گٹھریون مین رکھہ رسیون سے مردے اور زندون کے جنازے
جس سے اوس غار مین اوتارتے تھے خوب مضبوط کر کے باندھا اور کنارے اوس دریا کے بارش سے بے خوف رہنے لگا

اس واسطے کہ وہ دن مینہ برسنے کے تھے دو تین دن کے بعد محض افضال آلہی سے ایک جہاز دیکھا کہ اوس دریا سے میرے نزدیک
ہوکر جاتا ہے مینے اپنی دستار کو گھمایا اور بہت زور سے پکارا اہل جہاز نے آواز سنکے پنسوئی کو میرے لینے کے واسطے بھیجا خلاصی
مجکو اپنی پنسوئی پر چڑھا کر لے گئے اور پوچھا کہ کیا شامت تیری تھی کہ تو اس جگہ مین آیا تھا مینے اونکو جواب دیا کہ دو دن ہوے کہ مین
جس جہاز پر سوار تھا وہ یہان پہونچکے دریا مین ڈوب گیا فقط مین ہی بچ رہا ہون میری بات کو سچ جانکر مجکو میری گٹھریون سمیت
جہاز پر لے گئے جب جہاز پر پونہچا مینے کپتان سے حال تباہ ہونے جہاز کا کہا اور کچھ جواہرات قیمتی اوسکو دینے لگا مگر اوسنے نلیے
پھر ہم اوس جزیرے سے روانہ ہوکے اور کئی جزیرون مین گئے یہانتک کہ جزیرۂ نیل مین جو جزیرۂ سراندیپ سے دس دن کی راہ
پر تھا پونہچے اور وہان سے جزیرۂ کلی مین آکر جہاز سے اوترے جسمین سیسے کی کھان ہے اور اوسمین کافور اور ہند کی بہت چیزین قسم
نیشکر وغیرہ سے پیدا ہوتی ہین حاکم جزیرۂ کلی کا بڑا بادشاہ تھا جسکی حکومت جزیرۂ نیل تک تھی اور اوس جزیرے کا عرض مقدار مسافت
دو دن کے تھا اور وہان کے باشندے وحوش سیرت آدمی کا گوشت کھاتے تھے اوس جزیرے مین اپنے اسباب کو بیچ اور وہانکی
جنس خرید جہاز کو روانہ کیا اور کئی جزیرون اور بنادر سے ہوتے ہوے امن و عافیت سے شہر بغداد مین پونہچے اور اسقدر دولت
اور جواہر میرے ہاتھ لگا کہ جسکا بیان اور اظہار نہین کر سکتا پھر واسطے بجالانے شکر و سپاس ایزدی کے کہ اوسنے مجکو ایسے مقامات
مہلکہ سے بچا کر اپنے وطن مالوف مین پونہچایا بہت روپے اشرفیان خیرات کین اور کئی مسجدین اور لنگر خانے واسطے غربا کے بنوائے
اور اپنے اقربا اور دوستون مین ہنسی خوشی سے رہنے لگا شب و روز میری اوقات ضیافتون اور ناچ و رنگ مین بسر ہوتی تھی
پھر سندباد نے اپنے قصے کو تمام کر کے ایک سو ریال ہندباد کو دلوا کے رخصت کیا اور ہندباد اس سفر کا حال سن کر بہ نسبت
حال اور سفرون کے نہایت متعجب ہوا اور مصاحب سندباد کے بھی تعجب مین آئے پھر وہ سب رخصت ہوکے
دوسرے دن سندباد کے گھر آکر اوسکے ہمراہ کھانے کے شریک ہوے اور بعد فراغت طعام کے حال پانچوین سفر کا سننے لگے

بیان سندباد جہازی کے پانچوین سفر کا

سندباد نے کہا دوستو پھر مین بسبب آرام اور چین کے سب رنج و الم اور مصائب کو جو مجپر گذرے تھے بھول گیا اور بعد چندے پھر سفر دریا کا عازم
ہوکے اسباب تجارت کو خرید کر اور گاڑیون پر لاد اوس بندر کیطرف کہ میرے شہر سے نزدیک تھا روانہ کیا مگر جو کوئی جہاز اور کپتان خاطر خواہ میرے
نملا اسواسطے مینے ایک جہاز کو آپ بنوایا جب بن چکا مین اسباب کو اوسپر بار کرکے سوار ہوا جو اسقدر میرا اسباب نتھا کہ جہاز کے بار کو کافی
ہوتا اسواسطے مینے اور سوداگرون کو کہ ہر قوم و ملک کے تھے اوسپر مع اونکے اسباب کے چڑھایا اور وہان سے روانہ ہوا بسبب اتفاق نیک ہوا کے
جلد ہم کنارے سے نکلکر دریاے شور مین پونہچے اور بعد کتنے دنون کے جہاز ہمارا پہلے پہل ایک جزیرے ویران مین پونہچا ہم سب اوترکر اوس جزیرے پر
گئے وہان ہمنے ایک بیضہ رخ کا بہت بڑا کہ اوسکا مذکور مین پیشتر کر چکا ہون دیکھا اوس انڈے سے بچہ قریب تھا کہ نکلے چنانچہ چونچ
کیطرف سے انڈے کو کھٹک کے کچھ نکلا تھا اون سوداگرون نے جو میرے ہمراہ تھے اوس بیضے کو کلہاڑیون سے توڑا ہرچند
کہ مینے اونکو منع کیا کہ تم زنہار اس انڈے کو نچھونا مگر اونھون نے میرا کہنا نمانا رخ کے بچے کو کاٹ ٹکڑے کر کھا گئے اونکے کھا

دو ٹکڑے بڑے ابر کے ہوا مین ہمکو دور سے دکھائی دیے کپتان کہ اوسکو مینے اپنے جہاز پر نوکر رکھا تھا اس حال کو دیکھکر گھبرایا اور ہم سبکو پکار کے کہا جلد جہاز پر آکے سوار ہو مان باپ اِن بچے کے جسے تمنے کھایا ہی آ پہونچے ہمنے جلد جلد سوار ہو کر جہاز کو وہان سے کھول دیا وہ جوڑا رُخ کا ایسا شور و غل کرتا ہوا آیا کہ جنکی آواز سنکے ہم ڈر گئے پھر وہ اپنے بیضے کو ٹوٹا دیکھہ اور بچے کو اوسمین نپا کے نہایت غضبناک ہوے اور جدہر سے آئے تھے اودہر گئے تھوڑی دیر تک وہ غائب رہے اس عرصے مین ہمنے جہاز کو وہان سے کھولکر سب پالین اوسکی کھول دین تا دور نکل جائین اور رُخ کے ضرر و ایذا سے بچین مگر اونھون نے ہمین آلیا بڑے بڑے پہاڑ کے ٹکڑے اپنے پنجون مین پکڑے ہمارے جہاز کے مقابل ہوا مین تھرانے لگے چنانچہ ایک نے ایک پتھر کو ہمارے جہاز کی طرف پھینکا ناخدا نے ساتھ اوسکے جہاز کو گھما دیا پھر وہ پتھر دریا مین نزدیک ہمارے جہاز کے اس زور سے گرا کہ تمام دریا تہ و بالا ہو گیا اور زمین سمندر کی دکھائی دینے لگی لیکن دوسرے نے ایسا تاک کر پتھر مارا کہ عین جہاز پر لگا اوسکے صدمے سے جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا سب آدمی اور خلاصی بالکل دریا مین ڈوب گئے مگر مین تھوڑی دیر تک دریا کے اندر رہا پھر پانی کی سطح پر اوٹھا اور حسن اتفاق سے ایک تختے کو کہ میرے پاس بہا جاتا تھا مینے پکڑ لیا اور ایک ہاتھ سے پیرنے لگا جب وہ ہاتھ تھک جاتا تو مین دوسرے ہاتھ سے شناوری کرتا یہانتک کہ اعانت ہوا اور دھارے سے بہتا بہتا کنارے پر جا لگا باوجودیکہ وہ کنارہ بہت بلند اور نہایت پھسلنا تھا مگر مین بڑی مشکل سے اوسپر چڑھکر خشکی مین پہونچا اور گھانس پر واسطے ستانے کے بیٹھہ گیا جب کہ فی الجملہ مجھہ مین تاب و طاقت آئی تو اوٹھکر اوس جزیرے کی سیر کرنے لگا وہان جابجا باغ میوے کے تھے اور بکثرت اچھے اچھے درخت میوہ دار لگے ہوے کچھہ تو میوے خام اور سبز تھے اور کچھہ پختہ و رنگین اور پانی کے چشمے مصفا شیرین ہر ایک جا پر جاری جنسے اون درختون کی جڑون مین پانی پہونچتا تھا مینے اچھے اچھے پختہ میوے توڑکر کھائے اور اون چشمون سے پانی پیا یہانتک کہ رات ہو گئی اور مین ایک جا پر سونے کے ارادے لیٹ رہا مگر مارے خوف کے مجھے رات بھر نیند نہ آئی دیر تک اپنی تباہی و پریشانی پر رو کے کبھی اپنے تئین ملامت کرتا کہ کیون اپنے گھر سے پھر تو سفر کو نکلا خدا نے تجکو بہت کچھہ کھانے کو دیا تھا اور بکمال عیش و عشرت سے تیری اوقات بسر ہوتی تھی کبھی اپنی مخلصی کی تدبیر اوس جزیرۂ خالی سے سوچتا یہانتک کہ صبح ہو گئی اور دن نکل آیا تب مین اون منصوبون کو چھوڑکر اوٹھہ کھڑا ہوا اور پھر اون درختون میوہ دار کی سیر کرنے لگا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک بڈھے کو جسکا نیچے کا دھڑ جھولا مارے ہوے تھا دیکھا کہ کنارے ایک چھوٹے چشمے کے بیٹھا ہوا ہی پہلے مینے قیاس کیا کہ شاید اسکا بھی جہاز مثل میرے تباہ ہو گیا ہی نزدیک اوسکے جا کر مینے اوس سے صاحب سلامت کی وہ درجواب سلام کے کچھہ نہ بولا صرف سر سے اشارہ کیا پھر مینے اوس سے پوچھا تم یہان بیٹھے کیا کرتے ہو اوسنے اشارے سے کہا کہ مجھے اپنے کاندھے پر سوار کرکے اس چشمے سے اوس پار اوتار دے مینے جانا شاید وہ چاہتا ہی کہ مجھپر سوار ہو کر میوے توڑے یا یہ اوسکو منظور ہی کہ مین اپنے کاندھے پر چڑھا کر اوسے نہر کے پار اوتار دون غرض یہ سمجھکر مینے اوسکو اپنی گردن پر چڑھا لیا اور اوسطرف چشمے کے لیجا کے ٹھہرا اور چاہا کہ وہ میرے اوپر سے اوترے جب یہ بات مجھے یاد پڑتی ہی تو بے اختیار ہو کے مین ہنستا ہون سو واسطے کہ اوس بڈھے نے جسے مین نہایت کم زور سمجھا تھا سے اپنے پانوٗن کو میری گردن مین لپیٹ کر اس زور سے میرا گلا گھونٹا کہ قریب تھا دم میرا نکل جائے اور پانون اوسکا

چمڑے کے مانند لٹکتا ہوا تھا غرض اس صدمے سے مین بیہوش ہوکر گر پڑا تب اوسنے ذرا ذرا اپنے پانوؤن کے تسمون کو ڈھیلا کیا جس سے دم میرا آنے جانے لگا اور مین اپنے ہوش و حواس مین آیا پھر اوسنے ایک پانوؤن اپنا میرے شکم مین گڑو کر دوسرے سے مجھے لات ماری اور مجھکو زور سے اوٹھایا اور اون درختون کے نیچے مجکو لیے پھرنے لگا اور اشارہ کرتا تھا کہ مین میودن کو جمع کرون اور کھاؤن غرض تمام دن تسمہ پیر مجپر سوار رہا جب رات ہوئی مینے چاہا کہ سوؤن وہ زمین پر اپنے تئین جھکا کر تسمون کو میری گردن سے جدا نہین کرتا تھا تمام رات اسیطرح سے رکھا جب فجر ہوئی مجکو بیدار کر کے پھر مجپر سوار ہو بیٹھا اور ہر وقت مجکو ایڑین مار کر اوس جزیرے کے اندر لیے پھرتا تھا جہان پناہ اسطرح کی گرفتاری کو جسمین مین مبتلا ہوا تھا ذرا خیال فرماؤ کسطرح سے مجکو اوس تسمہ پیر سے دن رات نجات اور مخلصی نتھی اتفاقا ایکدن مینے بہت سے کدو خشک اندر سے خالی زمین پر پڑے ہوئے دیکھے ایک کو کہ بہت بڑا اور خوبصورت تھا اوٹھا لیا اور اندر سے اوسکو خوب صاف کر کے کئی خوشے انگور کے اوسمین نچوڑے جب وہ بھر گیا تو مینے اوسے ایک جا پر رکھدیا پھر کئی دن کے بعد مین اوسجگہ پر اوس تسمہ پیر کے ساتھ گیا اور اوس عرق کو چکھا تو بہت اچھی شراب بن گئی تھی اوسکو مین روز تھوڑی سی پیا کرتا اور اوسکے نشے مین اوس محنت مشقت کو جو وہ بڈھا مجسے لیا کرتا تھا بھول جاتا اور میرا جی نہایت خوش رہتا اور کبھی کبھی مزے مین آکے گاتا اور ناچتا جب اوس تسمہ پیر نے دیکھا کہ اوس عرق پینے سے مجکو نشہ اور سرور حاصل ہوتا ہے تو اشارے سے اوس شراب کو مانگا تا مین اوسکو بھی پلاؤن آخر مینے وہ کدو اوسکے حوالے کیا اوسنے پہلے تھوڑی پی پھر جب اوسے سرور معلوم ہوا کدو کو منھ سے لگا بالکل پی گیا اوسقدر شراب اوسکے بیہوش کرنیکو کافی تھی پھر تو وہ نشے مین اوسکے گانے اور میری گردن پر ڈگمگانے اور جھومنے لگا یہانتک کہ متوالا ہو گیا اور گردن اوسکی جھک گئی اور تسمے پانوؤن کے ڈھیلے ہو گئے اور بالکل اپنے ہوش و حواس مین نہ رہا تب مینے اپنی گردن سے اوسے زمین پر لیکر ٹپک دیا اور ایک بڑا پتھر اوٹھا کر اوسکو مارا یہانتک کہ وہ مر گیا مینے اوس سے مخلصی پاکے نہایت خوشی کی اور کنارے دریا کے گیا اتفاقا کچھ لوگ واسطے لینے آب شیرین کے اپنے جہاز سے اوترے تھے اور جہاز کو اوس جا پر لنگر کیا تھا انھون نے مجکو دیکھا اور حال سنکے نہایت تعجب کیا اور کہا کیا تو اوس بڈھے دریائی کے ہاتھ مین پڑا تھا اوسنے بہت آدمیونکو گلا گھوٹ کر مار ڈالا ہے کوئی اوسکے ہاتھ سے جیتا نہین بچا تو بڑا خوش قسمت تھا کہ اوس ظالم کے ہاتھ سے بچ گیا اور یہ جزیرہ مشہور ہے کوئی اسمین کا ڈر کا نہین جاتا پھر اونھون نے مجھے اپنے جہاز پر سوار کر لیا کپتان اوس جہاز کا بہت اخلاق سے میرے ساتھ پیش آیا اور اوس سفر مین میان میرے اور ایک سوداگر کے نہایت محبت اور دوستی ہوگئی وہ مجکو اپنے ساتھ لیکر ایک اور جزیرے مین اوترا پھر اوسنے مجکو ایک ٹوکرا دیکر ایک گروہ کے ہمراہ کر دیا اور کہا خبردار ان آدمیون سے جدا نہونا نہین تو جیتے نہ بچوگے اور جو کچھ کہ یہ سب کرین تم بھی وہی کرنا اون سب آدمیون نے بھی ایک ایک ٹوکرا اوٹھا لیا اور مجھے اپنے ساتھ لے کر واسطے لانے نارجیل کے جنگل کیطرف گئے وہان بہت سے درخت ناریل کے ایسے لمبے اور چکنے تھے کہ چڑھنا اونپر دشوار تھا ہم سب چاہتے تھے کہ ناریل سے ٹوکرون کو بھر لاتے مین وہان بیشمار بندر دیکھے وہ سب بسبب ہمارے خوف کے اون درختون پر چالاکی سے چڑھ گئے پھر میرے ہمراہی پتھر جمع کر کے زور سے بندرون کو مارنے لگے مین بھی مانند اون سب کے پتھر درختون پر پھینکنے لگا یہانتک کہ وہ سب بندر غصے مین ناریل توڑ کر اوپر سے ہمکو مارنے لگے تھوڑی دیر کے

وہ سب جگہ ناریل سے بھر گئی ہمنے اپنے ٹوکرون کو اونسے بھر لیا مینے جو دیکھا تو بسبب کثرت بندرون کے اوس جنگل مین اور کوئی تدبیر بہتر اس سے نظر نہ آئی جو اون سوداگرون سے واسطے حاصل کرنے ناریل کے وقوع مین آئی تھی پھر مین اون سب کے ساتھ شہر مین آکے اوس سوداگر پاس جسنے مجھے جنگل مین بھیجا تھا گیا اور اون سب ناریل کو اوسکے ملاحظے مین لایا اوسنے قیمت اوسکی دیکے کہا روز تم ناریل کو لایا کرو اور اوسکی قیمت کو جمع کرتے رہو چند عرصے مین اسقدر مایہ تمکو حاصل ہوگا کہ بخوبی تم اپنے وطن کو پہونچ جاؤگے مینے اوسکی بہت شکرگزاری کی اور چند روز مین ناریل بیچکر بہت مایہ بہم پونہچایا وہ جہاز جسپر مین اور دوسرے سوداگر اس شہر مین واسطے خرید کرنے ناریل کے آئے تھے کھل گیا اسواسطے مین منتظر دوسرے جہاز کا تھا یہانتک کہ اور جہاز وہان پونہچا مینے کرایہ کرکے اپنے ناریل کو اوس شہر مین نہین بیچے تھے اوس پر بار کیے اور وقت روانگی جہاز کے مین اوس سوداگر سے کہ میرا محسن تھا اور بسبب امور ضروری کے اوس جہاز پر سواری اختیار نہین کی تھی رخصت ہوکر اوس پر سوار ہوا اور وہان سے ہم جزیرے مین آئے جہان مرچ سیاہ پیدا ہوتی تھی پھر وہان سے جزیرۂ قمری مین گئے جہان بہت اچھی لکڑی آبنوس اور صندل کی پیدا ہوتی ہے وہان کے لوگ شراب کا پینا حرام سمجھتے اور سب برے کامون سے مجتنب اور کنارہ کش رہتے ہین اون دونون جزیرون مین مینے اپنے ناریل مرچ سیاہ اور صندل کی لکڑی سے بدلے اور وہان پر باتفاق اور سوداگرون کے دریا سے موتی نکلوانیکے واسطے مشغول ہوا اور بہت غوطہ خورون کو مقرر کرکے موتی نکلوائے جو فضل آلہی شامل حال میرے تھا بہ نسبت اور تاجرون کے میری باری مین بہت بڑے اور گول موتی نکلے پھر وہان سے ہم بندر بانسرہ کو اور بانسرہ سے بغداد مین آئے وہان مینے مرچ سیاہ اور صندل اور موتیون کو گران قیمت بیچا اور فائدہ کثیر اوٹھایا اور دسوان حصہ اوسکا خیرات کیا جیسا کہ ہر ایک سفر کی منفعت مین دسوان حصہ خیرات کیا کرتا تھا پھر مین واسطے رفع کرنے ماندگی اور کوفت سفر کے مشغول آرام و آسایش اور عیش و عشرت کے ہوا سندباد نے اپنے اس قصے کو تمام کرکے سو ریال ہندباد کو دیے اور اسکو اور اپنے مہمانون کو رخصت کیا دوسرے دن وہ سب سندباد کے گھر آئے اور بعد کھانا کھانیکے سندباد نے چھٹے سفر کا حال کہنا شروع کیا

بیان سندباد جہازی کے چھٹے سفر کا

سندباد نے اپنے مصاحبون اور ہندباد سے کہا تم خیال کرو کہ کسطرح سے مجکو خدا نے دولت دی اور آفتون سے بچایا باوجودکہ کئی بار اگلے سفرون مین میری نوبت ہلاکت کی پونہچی مگر اپنی خوش نصیبی سے محفوظ رہا جب مین اون سب حالتون کو یاد کرتا ہون نہایت تعجب کرکے شکر و سپاس خدا کا بجا لاتا ہون آخر بعد گذرنے ایک برس کے پھر مینے ارادہ سفر دریاے مواج اور متلاطم کا کیا ہر چند میرے اقربا اور دوست مجکو سفر کرنے سے منع کرتے تھے مگر مینے اونکا کہنا نمانا اور اول سفر خشکی کا کیا بعد اسکے کئی شہرون پرس مین گیا اور وہانسے ایک بندر مین پہونچکر ایک اچھے جہاز پر سوار ہوا جسکے کپتان کا ارادہ بہت دور سفر کرنے کا تھا یہانتک کہ بعد بہت سفر کرنے کے اتفاقاً کپتان اور ناخدا نے راہ گم کی وہ نہین جانتے تھے کہ جہاز اونکا کس سمت کو جاتا ہے ایکدن کپتان نے دفعتہً اپنی کتاب پھینک کے رونے لگا اور دستار کو سر سے اوتارا اور ریش کبھی ڈاڑھی نوچتا اور کبھی سر پیٹتا ہم سب نے ڈرکر اوس سے پوچھا کہ سبب رونے کا کیا ہے اوسنے کہا کیا پوچھتے ہو ہم سب بڑی ہی مصیبت مین [illegible]سطے کہ دھارا دریا کا ہمارے جہاز کو بے اختیار کھینچے لیے جاتا ہے باؤ گھڑی کے عرصے مین ہم سب ہلاک ہوجاوینگے پھر اوسنے حکم دیا کہ

پالیں جہاز کی اوتاری جاوین او اوتارتے اوتار طوفان کے زور سے رسیان ٹوٹ گئیں اور جہاز نے پہاڑ سے لگ کر ایسی ٹھوکر کھائی کہ مانند
شیشے کے چکنا چور ہوگیا ہمنے اتنی فرصت پائی کہ کھانے پینے کی چیز کو جہاز سے خشکی مین اوتارا اور اسباب تجارت کا وہین پر چھوڑا
کپتان نے کہا جو ہونا تھا سو ہوا اب تم ایک دوسرے سے رخصت ہو کر اپنی قبر کھود واور مرنے پر طیار ہو اسواسطے کہ کوئی اس
مہلک جاسے جیتا نہین بچا ہم اس کلام کو کپتان سے سنکر ایک دوسرے کے گلے لگ کر اپنی بدقسمتی پر رونے لگے چارونطرف اوس پہاڑ کے
نیچے بہت جہاز ٹوٹے ہوئے پڑے تھے اور بھی جابجا آدمیون کی ہڈیون کے ڈھیر جہانتک کہ نظر کام کرتی تھی دکھائی دیتے تھے
اونکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ہزارون اہل جہاز اس جا پر بے اختیاری سے جانبر نہو سکے یہین سب مرکے رہگئے اور طرح طرح کے
اسباب تجارت کنارے اوس پہاڑ کے پڑے ہوئے تھے اوسکے دیکھتے ہی بالکل ہم سب اپنے جینے سے مایوس ہوئے اوس جا پر کئی
بڑے بڑے دریا ملکر ایک غار مین کہ نہایت تنگ و تاریک تھا بہتے او راوس پہاڑ مین کان لعل و بلور اور قیمتی پتھرون کی تھی اور اوس
پہاڑ سے رال ٹپک کر دریا مین پڑتی مچھلیاں اوسکو نگل کے تھوڑی دیر کے بعد پھر اوس رال کو قے کر ڈالتین پھر وہ رال بہکر کنارے
کو آلگتی وہی اصل عنبر ہے اور سوا اوسکے وہان درخت عود کے بہت جیسے کہ جزیرہ قمری مین نظر پڑے تھے دکھائی دیے اور اوس
دریا مین قریب اوسی پہاڑ کے ایسا بڑا بھنور تھا کہ دور سے جہازون کو وہان کھینچ لایا کرتا اور علاوہ کشش و جذب بھنور کے اوس
دریا کے دھارے کا ایسا زور تھا کہ جہاز کا نکلنا وہانسے امر محال نظر آتا اور ہوا سامنے کی بسبب بلندی پہاڑ کے جہاز کو نہین لگتی تھی
تا اوس دھارے سے اوسکو پیچھے بہا کر لیجاتی غرض جہاز بے اختیار ہوا اور یا مین اوس پہاڑ کے پہونچ ٹوٹ جاتا بلندی اوس پہاڑ کی
ایسی تھی کہ کوئی حیوان و انسان اوسپر چڑھ نہین سکتا کہ دوسری طرف کو نکلجائے ہم سب اوس پہاڑ کے نیچے اپنی زندگی سے مایوس
ہو کر رہنے لگے اور سب کھانے کی چیزین جنکو جہاز سے اوتار لائے تھے برابر آپس مین تقسیم کر لین اور جو کوئی کہ ہم مین سے مرتا ہم سب
اوسکو وہان دفن کرتے گاڑنے کی خدمت کو مینے اختیار کیا تھا جو کچھ کھانا کہ اوس میت سے بچ رہتا وہ سب مجکو ملتا اس سبب سے
میرے پاس اسباب کھانیکا بہت رہتا تھا غرض سب میرے ساتھی اوس جا پر مرگئے اور مینے سب کو دفن کیا اور پھر اپنے لیے بھی قبر کو آگے سے
کھود کر طیار کر رکھا تا کہ قریب مرنیکے مین اوسمین پڑ رہون اور بسبب تنہا رہ جانے کے عجب طرح کی وحشت مجھ پر طاری تھی کہ جسکا
بیان نہین ہو سکتا ہزارون ملامت اپنے تئین کرتا تھا کہ باوجود اتنے صدمے اوٹھانے کے تجکو عبرت نہوئی مال کی طمع مین پھر سفر اختیار
کیا اور اب ایسی بلا مین مبتلا ہوا کہ اوس سے مخلصی محال ہے اب تو یہان مرکے رہ جائیگا وہ دولت جو تونے پانچ سفر مین پیدا کی ہے کون کھائیگا
اور تیرے کس کام آئیگی غرض دن رات اسی سوچ اور فکر مین رہتا لیکن جو فضل الہی میرے شامل حال تھا ایکدن مینے جاکر بغور و تامل دیکھا اور
سوچا کہ سب دریا ملکر اس غار مین جاتے ہین یقین ہے کہ یہ پانی دریا کا آخر کسی سرزمین پر بہکر نکلا ہے اور وہان سے پیچھے اس پہاڑ کے دریا ہوکر
اور ملکون مین بہا آخر اس امر کو خوب سوچکر اپنے دل مین کہنے لگا کہ اب تو کسی طرح سے اپنے تئین اس پانی مین ڈال اگر بخیریت
اور کسی طرف کو نکل گیا تو سبحان اللہ والا یہان غار کے اندر پڑا رہجائیگا آخر مرنا اول مرنا اس امر کو اپنے دل مین ٹھہرا کر
مضبوط مضبوط تختے جہازون کے اور رسیان کہ وہان کنارے دریا کے بے شمار پڑی تھین اوٹھا کر ایک مختصر ڈونگا

اور بڑے بڑے لعل بلور عنبر اور زر نقد وغیرہ اسباب قیمتی سنہرے سب پہلے کو کنارے سے اوسی دریا کے جمع کر گٹھریون مین باندھا اور نو نو طرف
اوس ناؤ کے برابر وزن کر اون گٹھریون کو رکھا اور دو ڈانڈ لیکے اوسپر سوار ہوا اور توکل بخدا کر کے اوس کشتی کو غار مین جو شکل گنبد کے تھا
بہاؤ کے اندر چھوڑا اور وہان سے اوسکو کھینا شروع کیا اندھیرے مین دھارا پانی کا آپسے خود بخود بہائے لیے جاتا تھا کبھی مین اوسکو کھیتا
اور کبھی تھک کے سستانے لگتا کہین تو وہ غار بہت بلند تھا اور کہین ایسا پست کہ سطح اوسکی میرے سر کو لگتی اور بقیہ خورش کو مینے
اپنے ساتھ اوس کشتی پر رکھ لیا تھا جو انجام مسافت سے کچھ خبر نہین تھی اسواسطے اوسمین سے بہت تھوڑا تھوڑا کھاتا اور فقط
سد رمق پر اکتفا کرتا آخر کو نیند نے ایسا غلبہ کیا کہ مین اوس ناؤ پر غافل سو گیا اندازہ اوسکا نہین کر سکتا پھر جب میری آنکھ کھلی اور بیدار ہوا
تو مینے اپنی کشتی کو کنارے دریا کے کہ نیچے ایک شہر کے بہتا تھا بندھا ہوا پایا اور گرد اپنی کشتی کے ہجوم حبشیون کا دیکھا مینے اونسے
صاحب سلامت کی اور سب طرح کا حال پوچھا اونھون نے جواب دیا مگر مین اونکی زبان مطلق نسمجھا غرض مین وہان کے پہونچنے سے بہت خوش
ہوا اور اپنے دلمین کہنے لگا کہ خداوندا کیا مین خواب دیکھتا ہون یا واقع مین مین ایسی جگہ مین پہونچا پھر سب آثار بیداری کے دیکھکر مجھے
ثابت ہوا کہ خواب نہین دیکھتا ہون تب پکار کے عربی زبان مین شکر و سپاس خداے کریم کا بجا لا کر کہنے لگا کہ حق تعالی ہر حال و ہر آن مین
اپنے بندے کی اعانت کرتا ہی بندے کو چاہیے کہ فکر کرے تو اپنی آنکھ کو بند کر اور اوسکی عنایت پر اپنے تئین چھوڑ دے وہ تیرے رنج کو راحت
سے بدل کر دیگا منجملہ اون حبشیون کے ایک شخص کہ زبان عربی سمجھتا تھا میرے پاس آکے کہنے لگا بھائی ہمکو دیکھکر متعجب نہو ہم رہنے والے
اس بستی کے ہین آج ہم واسطے سینچنے اپنی زراعت کے اس دریا سے آئے تھے مگر ہمنے دیکھا کہ پانی دریا کا کسی شی سے رک گیا اور ایک
کشتی اوسکے مونہ پر اڑی کھڑی ہی اسواسطے ہم مین سے ایک شخص پیر گیا اور کشتی کو وہانسے نکال لا کر یہان باندھ دیا اور منتظر تیرے
بیدار ہونے کے تھے اب تو اپنا حال کہہ کہ کیونکر اس دریا مین آیا اور کہانسے آتا ہی پہلے مینے اونسے کچھ کھانے کو مانگا اور کہا مین بھوکا ہون
کچھ کھالون تو اپنا حال بیان کرون اونھون نے کئی قسم کا کھانا مجکو دیا مینے اوسے کھا کر اپنا حال اول سے آخر تک اونسے ظاہر کیا
وہ سنکر نہایت متعجب ہوے اور اونکے مترجم نے مجھسے کہا ہم سبکو تیرا حال عجیب سنکر کمال حیرت ہوئی اب ہم تجکو اپنے بادشاہ کی حضور مین
لے چلتے ہین تو یہ حقیقت اوسکی حضور مین کہنا مینے اونسے کہا مین حاضر ہون جو تم کہوگے مین بجا لاؤنگا پھر اونھون نے ایک گھوڑے پر
مجکو سوار کیا اور اوس کشتی کو مع گٹھری لعل وغیرہ کے اوٹھا کر میرے پیچھے ہو لیے پھر مجکو شہر سراندیپ مین کہ وہ جزیرہ اسی نام سے مشہور تھا
لے گئے اور وہان کے بادشاہ کی حضور مین حاضر کیا مین اوس بادشاہ ہند کو تخت پر بیٹھے ہوے دیکھ ہندیون کی طرح آداب تسلیم
بجا لایا پھر تخت کی زمین بوسی کی بادشاہ نے مجکو اپنے نزدیک بٹھلا کر میرا نام پوچھا مینے عرض کیا نام میرا سندباد جہازی ہی اور مین
سوداگری پیشہ رہنے والا شہر بغداد کا ہون پھر اوسنے کہا تو کیونکر میرے ملک مین آیا اور کہانسے آتا ہی مینے اپنے حال کو مفصل اوسکی حضور
مین بیان کیا وہ سنکر نہایت خوش ہوا اور فرمایا اس سب حال کو آب زر سے لکھین اور کتابون تواریخ مین جو ہمارے ملک کی ہین اوسکو داخل کرین
پھر وہ گٹھریان بھی اوسکی حضور مین کھولی گئین وہ صندل کی لکڑی اور عنبر اور لعل اور زمرد وغیرہ دیکھکر بہت متحیر ہوا اور کہا ایسے
جواہرات میرے خزانے مین بھی نہین ہین پھر اوسنے اون جواہرات کو ایک ایک کر کے دیکھا مینے اوسکی حضور مین عرض کیا کہ خداوند مین اور

میرا مال سب حضور کا ہی جسقدر اسمین سے پسند ہو حاضر ہی اوسنے مسکرا کر کہا ان سب جواہرات کو خدا نے تجکو دیا ہی تجھے چاہیے کہ تو انسے تمتع
ہون بلکہ اوسنے اور جواہرات مجکو دیے تاکہ میرے پاس اوسکی یادگاری وطن مین رہے مین اوسکی اس عنایت پر آداب بجالایا پھر بادشاہ نے مجھے اپنے
ایک افسر کو سونپ کر کہا اس شخص کو بہت آرام و آسایش سے رکھو کسیطرح کی تکلیف اسکو نہ پہونچے اور آدمی واسطے اسکی خدمت کے مقرر کرو
جسقدر خرچ اسکو درکار ہو ہماری سرکار سے ملے اوس افسر نے مع گٹھریون کے مجکو لیجا کر ایک اچھے مکان مین اوتارا مگر مین روز بادشاہ کے
دربار مین حاضر ہوا کرتا اور ہر وقت فرصت کے اوس شہر کو اور اون مکان اور چیزونکو جو قابل دیکھنے کے تھین جا کر دیکھتا جزیرہ سرانذیپ کا
خط استوا کے نیچے واقع ہوا اسواسطے دن اور رات وہان ہمیشہ برابر ہی طول اوسکا اسی میل دیکھا اور اسیقدر عرض نظر آیا اوس
شہر کے چارونطرف بڑے بڑے پہاڑ ہین بطور دیسے کے وہ شہر واقع ہی اور اعظم جبال دنیا کے ہی کوہ ہین سمندر وہانسے تین دن کی راہ پر
دیکھا لعل وغیرہ جواہرات کی اوسپر کھان ہی اور کورنڈ کہ ہیرا اور دوسرے سخت جواہرات کو کاٹتا اور تراشتا ہی اوس جزیرے مین بہت دیکھا
کھجور وغیرہ میوون کے وہان درخت بہت نظر پڑے اور موتی وہان کے دریا مین بہت ہین اور وہ پہاڑ جسپر آدم علیہ السلام بعد بہشت
سے نکالے جانے کے رہتے تھے جا کر مینے دیکھا اور اوس پہاڑ پر چڑھکر وہان کی سیر و زیارت کی پھر جب اوس جزیرے کی سیر کر چکا
تو بادشاہ سے عرض کیا مین امیدوار ہون کہ مجکو اب اجازت وطن جانے کی ہو اوسنے مجکو بہت کچھ قسم نقد اور تحائف سے دیکر رخصت
کیا جب وہانسے روانہ ہونے لگا اوسنے ایک خط شوقیہ اور بہت سوغات قیمتی اور اچھے اچھے تحفے اوس ملک کے دیکر کہا کہ تم اسکو میری طرف سے
اپنے بادشاہ خلیفہ ہارون رشید کی حضور مین گذراننا مینے بخوشی تمام اوس خط اور تحفون کو لیکر اوس سے اقرار کیا کہ مین بخوبی تمام خلیفہ
کی حضور مین گذران کر حال آپکی عنایت کا بھی جو بہ نسبت میرے مبذول فرمائی ہی گذارش کرونگا اور قبل اسکے کہ مین جہاز پر سوار ہون
بادشاہ سرانذیپ نے کپتان اور سوداگرون سے جو اوس جہاز پر تھے میرے واسطے بہت سفارش کی کہ اس شخص کو بحفاظت اور بآرام تمام
شہر مین پہونچانا نامہ بادشاہ سرانذیپ کا خلیفہ کے نام پر کسی جانور کی کھال پر لکھا ہوا تھا اوس ملک مین وہ بقیمت گران ہاتھ آتی ہی
اسواسطے کہ بہت نادر اور کمیاب ہی رنگ اوس چمڑیکا زرد تھا اور لاجورد سے لکھا ہوا مضمون اوس نامے کا ہندی زبان مین اسطرح تحریر ہوا
یہ نامہ بادشاہ ہند کی طرف سے جسکی سواری کے آگے ایک ہزار فیل کا ہجوم ہوتا ہی اور اوسنے ایسا محل سکونت کیواسطے
اختیار کیا جسکی چھت مین لاکھ لعل جڑے ہوے چمکتے ہین اور اپنے خزانے مین بیس ہزار تاج ہیرون سے مرصع رکھتا ہی
خلیفہ ہارون رشید کے نام پر یہ تحفے ہم تمکو اسطرح بھیجتے ہین جیسے بھائی بھائی کو یا دوست دوست کو بطور ہدیے کے
اپنی دوستی اظہار کرنے کو بھیجے اور ہم چاہتے ہین کہ تم ہم سے راضی اور خوش ہو اور ہمین اپنا دوست صادق اور محب خالص
سمجھو ہم تمکو سلام بھیجتے اور خیر و عافیت تمھاری پوچھتے ہین فقط اور منجملہ تحفونکے پہلا تحفہ ایک پیالہ یون گرہ کے دل کا تھا
لعل سے بنا ہوا اور گرد اوسکے جھالر موتیون بیش بہا کی لگی ہوئی ہر ایک موتی اوسکا بوزن آدھے درہم کے تھا دوسرا تحفہ
کھال ایک قسم کے سانپ کی تھی کہ فلس اوسکے چوڑے برابر ریال کے تھے خواص اوسکا یہ تھا کہ جو کوئی اوسپر سووے یا لیٹے کبھی
بیمار نہو تیسرا تحفہ بقدر پچاس ہزار درہم کے نفیس و نادر لکڑی عود کی تھی چوتھا تحفہ تیس دانے کافور کے پستے کے برابر پانچوان تحفہ

ایک کنیز نہایت حسین اور دلفریب جسکی پوشاک مین جواہرات قیمتی ٹکے تھے الغرض بسبب میری خوش طالعی کے وہ جہاز امن و عافیت سے ہوا موافق پاکے جلد بندر بانسرہ کو پونہچا اور وہانسے بغداد مین آیا پہلے سب کامون کے مین نامہ اور تحفے بادشاہ سراندیپ کے لیکر در دولت پر خلیفہ ہارون رشید کے حاضر ہوا اور اوس لونڈی کو بھی اپنے اقربا کے ساتھ کرکے باحتیاط تمام لیگیا اور اپنے حاضر ہونیکی خبر خلیفہ سے کہلا بھیجی خلیفہ نے مجکو یاد فرمایا حضار دولت مجکو دست بدست بادشاہ کے روبرو لیگئے مینے بعد زمین بوس ہونے کے نامہ اور سوغات بادشاہ سراندیپ کی گذرانی جب اوسنے مضمون خط کو پڑھا مجسے پوچھا کیا حقیقت مین وہ بادشاہ اتنا ہی بڑا ہی جیسا وہ اپنے خط مین لکھتا ہی مینے بعد زمین بوس ہونے کے دوسری بار عرض کیا کہ امیر المومنین اوسنے کچھ مبالغے کی راہ سے اپنے خط مین اپنی بڑائی نہین لکھی مین اوسکی شوکت اور عظمت بچشم خود دیکھکر آیا ہون سب سے زیادہ عجیب و غریب اوسکا محل رہنے کا نظر آیا جب وہ سوار ہوتا ہی آگے اوسکے دو دستہ اوسکے وزیر اور امیر اور سب قربا ہاتھیون پر سوار ہو صف باندھکر چلتے ہین اور آگے تخت کے افسر برچھے طلائی ہاتھہ مین لیے ہوے اور ایک شخص ستون سونے کا لیکر پیچھے اوسکے ہوا کرتا اور اوس ستون کے سر پہ ایک نیم مرد آدھی گرہ کا لنبا اور پون گرہ کا موٹا چمکتا نظر آتا اور ایک ہزار جوان لباس ریشمی وغیرہ سنہری روپہلی پہنے ہوے ہاتھیون پر سوار اوسکی جلو مین رہتے ہین اور ہاتھیون کے اسباب اور ہودے ایسے قیمتی کہ اونکا بیان نہین ہوسکتا اور جب اوسکا ہاتھی روانہ ہوتا تو ایک سردار آگے ہاتھی کے باواز بلند بار بار یہ صدا کیا کرتا یہ بڑا بادشاہ زبردست ہندوستان کا ہی جسکے محل مین ایک لاکھہ لعل جڑے ہین اور بیس ہزار تاج ہیرے کے رکھتا ہی اور رتبے مین اس تاجور سے سب سلطان اور مہاراج کم ہین جب اگلا سردار یہ صدا کر چکتا تو دوسرا سردار کہ پیچھے اس تخت کے ہوتا یون پکارکے کہتا یہ بادشاہ باوجود اس بڑائی اور اقتدار کے مقرر مریگا مقرر مریگا پھر اگلا کہتا سلام اوسکو کرو کہ ہمیشہ زندہ رہیگا اور کبھی نہ مریگا وہ بادشاہ ایسا عادل ہی کہ اوسکے شہر اور ملک مین کوئی قاضی اور مفتی نہین اوسکی رعایا ایسی باہم رہتی ہی کہ کوئی کسی پر ظلم و زیادتی نہین کرتا محبت اور الفت سے آپس مین زندگانی کرتے ہین اسواسطے حاجت عدالت اور قاضیونکی وہان ہرگز نہین خلیفہ نے اس حال کو سنکر کہا تیرے کہنے اور خط کے مضمون سے وہ بادشاہ نہایت عاقل اور دانشمند معلوم ہوتا ہی اور مقتضا عقل و دانش کا یہی ہی کہ ایسا عادل اور منصف واقع ہوا پھر خلیفہ نے مجکو خلعت دیکر رخصت کیا سندباد نے اپنے چھٹے سفر کا حال بیان کرکے حسب معمول سو یال ہندباد کو دیے دوسرے دن اوسکے مصاحب اور ہندباد کھانیکے وقت حاضر ہوے اور بعد فراغت کھانیکے سندباد نے اپنے ساتوین سفر کا حال کہ وہ سفر اخیر اوسکا تھا اس طور کہنا شروع کیا

بیان سندباد جہازی کے ساتوین سفر کا

صاحبو مینے بعد چھٹے سفر کے عہد کیا کہ پھر کبھی سفر دریا کا نکرون اور عمر بھی میری اتنی بہت ہوئی تھی جسکے سبب سے چاہتا تھا کہ پھر سفر کا نام نہ لون آرام سے اپنے گھر مین بیٹھون بلکہ قسم کھائی تھی کہ پھر اپنے تئین سفر کی مصیبت مین نہ ڈالون غرض اسی ارادے سے آرام و آسایش سے اپنے گھر رہنے لگا ایکدن اپنے دوستون کے ساتھہ بیٹھا کھانا کھارہا تھا ناگاہ ایک نوکر نے آکر کہا کہ ایک سردار خلیفہ کا آپسے کچھہ کہنے آیا ہی یہ سنتے ہی مین کھانے پر سے اوٹھکر اوس سردار کے پاس گیا اوسنے کہا خلیفہ نے تجکو بلایا ہی مین فوراً خلیفہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور آداب بجا لاکر زمین بوسی کی خلیفہ نے کہا سندباد مین تجسے ایک کام رکھتا ہون میری طرف سے پھر بادشاہ

سرانديپ کے پاس جا لو يہ نامہ اور تحائف اوسے ليجا کر پونہچا مين چاہتا ہون کہ عوض تحفون کے تحفے جو بہتر اِس شہر مين ہين اوراوسکے نامے کا
جواب بھيجون اور جيساکہ وہ باخلاق پيش آيا ہی مين بھی اوس کا عوض کرون خليفہ کا فرمانا ميرے تئين نہايت شاق گذرا غرض مينے
عرض کيا کہ جو امر ارشاد ہوگا مين اوسکو بسر و چشم بجالاؤنگا مگر اب سفر کی مصيبتون سے ايسا تنگ آيا ہون کہ زيادہ اِس سے طاقت
سفر کرنے کی اپنے مين نہين پاتا اور مينے عہد کيا اور قسم کھائی ہی کہ پھر سفر کے ارادے بغداد سے نہ نکلون اور اپنے چھون سفر کی
مصيبتين اوسکی حضور مين کہہ سنائين خليفہ نے اونکو سُنکر نہايت تعجب کيا اور کہا فی الواقع سب يہ حال جو تونے بيان کيے عجيب و غريب
ہين ليکن باوجود اِس سب کے ايکبار پھر ميری خاطر کے واسطے جزيرۂ سرانديپ تک جانا ضرور ہی بعد اِس سفر کے پھر تو اور سفر
نکيجيو جب مينے ديکھا کہ خليفہ اِس مرتبے مين مبالغہ اور اصرار کرتا ہی چار و ناچار مينے جانا جزيرۂ سرانديپ کا قبول کيا اوسنے
ايک ہزار ريال مجھے راہ خرچ ديکر کہا جلد طياری اپنے جانے کی اوسطرف کو کر مينے کئی دن کے عرصے مين طياری کی اور رخصت
لينے خليفہ کی حضور مين گيا اوسنے جواب نامہ بادشاہ سرانديپ کا اپنے ہاتھ سے لکھکر مع تحفون کے مجھے ديا مين تحفے اور خط
ليکر بندر بانسرہ کو گيا اور وہانسے جہاز پر سوار ہو تھوڑے عرصے مين مع الخير جزيرۂ سرانديپ مين پونہچا اور ارکان دولت سے
وہان کے ملاقات کرا اونکے ذريعے سے بادشاہ کو اپنے آنے کی اطلاع کی پھر وہ سنتے ہی جب حکم بادشاہ کے مجکو حضور مين لے گئے مين
حسب معمول آداب تسليمات بجالا کر تخت کے آگے زمين بوس ہوا اوس بادشاہ نے ديکھتے ہی مجھے پہچانا اور بہت خوش ہوا اور کہا
سندباد تو خير و عافيت سے ہی مينے آداب بجالا کے عرض کيا مين حضور کو ہميشہ ياد کيا کرتا تھا آج کا دن نہايت مبارک ہی کہ مينے
حضور کو ديکھا پھر مينے اوسکی تعريف و توصيف اور شکرگزاری بہت کر کے خط اور تحفجات خليفہ کے گذرانے اوس نے اونکو بہت
خوش ہو کے ليا خليفہ نے ايک فرش طلاکار ہزار ريال کی طياری کا اوسکے ليے بھيجا تھا اور سوا اسکے پچاس قبائين بہت اچھے کپڑونکی
جو بنی ہوئی الکزندريہ کير و غيرہ ملکونکی تھين اور کئی فرش قرمزی رنگ جنکے اوپر بہت اچھا کام کيا ہوا تھا اور ايک پيالہ عقيق کا ايک
انگشت کی مقدار پر موٹا اور اوسکے کنارے پر تصوير آدمی کی اِس وضع سے کندہ تھی کہ وہ اپنے زانو زمين پر رکھے تير کمان سے چلاکر
شير کو مارتا ہی اور اسکے ايک تخت گران قيمت جو حضرت سليمان کا تھا اور خليفہ نے بہت اوسکی قيمت دی تھی اور مضمون خط خليفہ کا يہ تھا
عنوان خط خليفہ کا عبداللہ ہارون رشيد کی طرف سے جو فضل خدا تعالی سے خليفہ اور جانشين اپنے اسلاف اشراف کا ہی سلام پونہچے
بادشاہ صاحب اقبال ذوی الاقتدار کو بطفيل سرار رہنماؤن راہ مستقيم کے ہمنے پايا تمہارا نامہ ساتھ کمال خوشی کے اب ہم بھيجتے ہين جواب اوسکا
مع بعض تحفون کے يقين ہی کہ وہ خط تمہاری نظر سے گذريگا اور اوسکے مضمون سے محبت کا حال کہ جو ہمکو بہ نسبت تمہارے ہی معلوم ہوگا
فقط بادشاہ سرانديپ کا يہ مضمون پڑھکے نہايت مسرور ہوا بعد اسکے مينے رخصت پھر آنے کی اوس بادشاہ سے طلب کی وہ ازراہ
شفقت اور عنايت کے جلد رخصت نہين کرتا تھا آخر بسبب ميرے اصرار کے اوسنے خلعت اور انعام مجکو ديکر رخصت کيا مينے جہاز پر
سوار ہو سيدھا رستہ بغداد کا ليا مگر ميری قسمت مين کچھ تکليف لکھی تھی اسواسطے بغداد کو مين جلد جيسا کہ خدا سے چاہتا تھا پہونچ نہ سکا
روانگی جہاز کو تين چار دن گذرے تھے يکايک ہمين قزاقون نے آگھير ليا ہم اونسے مقابلہ نکر سکے آخر اونھون نے ہمارا جہاز لوٹ ليا [illegible]

پکڑ کے اپنا غلام کیا اور جن شخصون نے اونسے مقابلہ کیا وہ سب اونکے ہاتھہ سے مارے گئے پھر اونھون نے ہمارے کپڑے اوتار کے ہمین برہنہ کیا اور ایک جوڑا موٹا گزی کا جیسے غلامون کو پہناتے ہین دیا اور دور دراز جزیرے مین لیجا کر ہم سبکو بیچ ڈالا مجکو ایک بڑے مالدار تاجر نے مول لیا اور اپنے گھر لیجا کر مانند اپنے غلامون کے لباس پہنایا اور کھانے کو دیا وہ کہ میرے حال سے واقف نتھا ایکدن پوچھنے لگا کہ تجکو کچھہ کام آتا ہی مینے جواب دیا اہل حرفہ سے نہین ہون مین تجارت پیشہ تھا قزاقون نے مجکو مع ہمراہیون کے کہ سب تاجر تھے لوٹ لیا اور سبکو غلام بناکر بیچ ڈالا پھر اوس تاجر نے کہا تجکو تیر لگانا آتا ہی مینے کہا ایام طفولیت مین مشق تیر اندازی کی البتہ کی تھی اور اوسکو بھولا نہین تاجر نے یہ کلام سنکر مجکو تیر و کمان دے اپنے ساتھہ ہاتھی پر سوار کر لیا اور ایک بڑے جنگل مین کہ شہر سے کئی گھڑی کی راہ پر تھا لیگیا اور بہت دور اوس جنگل مین جاکر مجکو ایک جگہ اوتار دیا اور ایک بڑا درخت دکھا کر کہا اسپر تو چڑھ جاکے بیٹھ اور جو ہاتھی کہ ادھر سے گذرے اوسکو تو تیر سے مار ہاتھی اس جنگل مین بہت ہین اگر کوئی ہاتھی تیرے ہاتھہ سے مارا جاے تو مجکو آکر خبر کیجیو یہ کہکر اوس نے مجھے کھانے کو دیا اور شہر کیطرف پھر چلا گیا مینے اوس درخت پر چڑھ کے رات بھر نگہبانی کی شبکو کوئی ہاتھی وہان میری نظر نہ پڑا مگر دوسرے دن فجر کو وقت طلوع ہونے آفتاب کے بہت ہاتھی وہان آئے مینے بہت تیر اونکو مارے ایک ہاتھی زخمی ہوکر گرا اور باقی بھاگ گئے مین میدان کو خالی پاکر شہر مین گیا اور اوس سوداگر سے جاکر کہا کہ ایک ہاتھی میرے تیر لگنے کے زخم سے گرا ہی وہ سنکر مجھسے بہت خوش ہوا اور مجکو بہت اچھی غذا اور میری بہت تعریف کی دوسرے دن پھر ہم دونون اوس جنگل مین گئے اور مینے اوس ہاتھی کو کھود کر گاڑ دیا اوس تاجر نے کہا جب یہ ہاتھی زمین مین سڑ جائیگا تو دانت اوسکے نکال کر لے آئیو وہ بہت نفع کی چیز ہی دو مہینے تک مین یہی کام کرتا رہا اور ایک ہاتھی کو تیر سے مارتا کبھی اوس درخت سے اوترتا اور کبھی وقت ضرورت کے اوسپر چڑھ جاتا ایک روز فجر کے وقت مین درخت پر چڑھا ہوا منتظر ہاتھیون کے ورود کا تھا دفعتًا ایک فوج کی فوج ہاتھیون کی اوس جنگل مین آئی اور اوس درخت کو کہ جسپر مین تھا گھیر کے ہیبت آواز مین کرنے لگے اونکی کثرت سے زمین اوس صحرا کی چھپ گئی اور اونکے پاؤن کی دھمک سے ہلنے لگی وہ مجھے دیکھ کے اپنی خرطومون کو اوس درخت کی جڑ مین لپیٹ کر کھینچتے تھے اور قصد اوکھاڑنے کا کرتے مین یہ حال دیکھکر نہایت ڈرا اور میرے تئین ایسا رعشہ ہوا کہ تیر و کمان دونون ہاتھہ سے چھوٹ کے زمین پر گر پڑے مین اپنے جینے سے مایوس ہوکر اوسکی شاخون مین لپٹ رہا یہانتک کہ ایک بڑے ہاتھی نے آکر اپنی سونڈ کو اوس درخت مین لپیٹ کر ایسا زور کیا کہ اوس درخت کو جڑ سے اوکھاڑ زمین پر ڈالدیا مین درخت کے ساتھہ زمین پر آرہا اوس بڑے ہاتھی نے مجکو اوٹھا کر اپنی پشت پر بٹھا لیا مین خوف سے مانند مردے کے اوسکی پیٹھہ پر پڑ گیا پھر وہ بڑا ہاتھی سب کے آگے ہوا اور سب ہاتھی پیچھے اوسکے قطار باندھ کر چلے چلتے چلتے مجھے وہ ایک مکان مین لے گیا اور اپنی پیٹھ سے اوتار زمین پر بٹھا دیا اور وہان سے سب ہاتھیون کے ساتھہ وہ چلا گیا مین تھوڑی دیر تک وہان پر بیٹھا رہا جب دیکھا کہ کوئی ہاتھی وہان پر اب نہین ہی تو مین مطمئن ہوکر اوٹھا اتنے مین ایک بہت چوڑا گڑھا ہاتھی کی ہڈیون اور دانتون سے بھرا ہوا نظر آیا اوسکو دیکھکر مین اپنے دل مین سمجھا اور متعجب ہوا کہ یہ فیل بہت عقلمند ہین جب انھین ثابت ہوا کہ فقط مین دانتون کے واسطے اونکو جان سے مارتا ہون اسواسطے اونھون نے مجکو اپنی غار پر لاکر دکھلا دیا کہ یہان بہت دانت ہین جتنے چاہے لے اور آیندہ قصد ہمارے مارنے کا نکر مین نے زیادہ اس سے اوس جا پر [illegible] شہر کی طرف روانہ ہوا ایک رات دن مین اپنے آقا کے پاس پہنچا درمیان راہ کے کہین ہاتھی نظر نہ پڑے اوس سے اور بھی تعجب

کہ وہ مجکو اوس گڑھے پر چھوڑ کر اور کسی جنگل مین چلے گئے ہین تا کہ مین بدلجمعی اونکے دانتون سے متمتع ہوون اور آیندہ اونکو ضرر
نہ پونہچاؤن غرض جب میرے آقا نے مجھے دور سے دیکھا خوش ہو کر بآواز بلند کہنے لگا ای غریب سندباد تو کہان تھا مین تیرے لیے
نہایت متردد ہوون تجھے ڈھونڈھتا ہوا اوس جنگل مین گیا وہان جا کے اوس درخت کو جسپر تو رہا کرتا تھا دیکھا کہ جڑ سے اوکھڑا
پڑا ہی اور تیر و کمان تیری زمین پر پڑی ہوئی دیکھی ہر چند کہ تیری تلاش کی کہین نپایا تجھسے ناامید ہو کے بیٹھ رہا تھا اب تو اپنا حال کہہ
کہ تجپر کیا واردات گذری اور کیونکر اب تک زندہ رہا مینے سب حال اپنا ظاہر کیا وہ تاجر اوس گڑھے کا حال سنکر بہت خوش ہوا
اور میرے ساتھ وہان جا کر فیل دندان جسقدر اوٹھا سکا اپنی سواری کے ہاتھی پر لادلایا اور مجھسے کہا بھائی آجسے تو میرا غلام نہین
مینے تجکو آزاد کیا تو میرے ساتھ بڑے سلوک سے پیش آیا اب مین بہت مالدار ہو جاؤنگا خدا تجکو خوش رکھے اور تیری عمر و دولت مین
برکت دے مینے اب تک ایک امر کو جسے اظہار کرتا ہون تجھسے پوشیدہ رکھا تھا وہ امر یہ ہی کہ ہاتھیون نے اس جنگل کے میرے بہت غلام
جو واسطے حاصل کرنے فیل دندان کے جاتے تھے جان سے مارے کوئی غلام فی الفور اور کوئی بعد دو تین دن کے اونکے صدمے سے
مارا جاتا تھا مگر خدا نے تجکو اونکے ضرر سے محفوظ رکھا اور فقط تیرے حال پر اپنا رحم اور کرم کیا یہ دلیل ہی کہ تیری عمر بہت بڑی ہوگی
اور بہت فراغت کے ساتھ تو اس دنیا مین رہیگا اور آگے مین بغیر ضائع کرنے بہت جانون کے فیل دندان سے متمتع نہین ہوتا تھا
اور میرے آدمی بہت اوسکی تلاش مین ضائع ہوے اب بدولت تیرے مین اور اس شہر کے سب لوگ بسبب پانے کھان ہاتھی دانت
کے متمول اور مالدار ہو جاوینگے اور تو یہ خیال نکر کہ مینے فقط تجھے غلامی سے آزاد کیا بلکہ مین تیرے ساتھ بہت سلوک سے پیش آؤنگا
اور اس امر مین سب اہل شہر سے بھی تجکو بہت کچھ دلواؤنگا مینے یہ سنکر اوس سے کہا خدا تمکو بہت سلامت رکھے کہ تمنے مجھے آزاد کیا اور
اس امر سے کمال ممنون فرمایا مین درحقیقت نہایت خوش تھا کہ اس شہر مین تمنے مجھے خرید کیا اب مین تمھاری اور سب اہل شہر کی
عنایت سے امیدوار ہون کہ کسیطرح سے مجکو میرے وطن کیطرف رخصت فرماؤ اوس تاجر نے کہا تو خاطر جمع رکھ عنقریب موسم جہاز آنے کا
پہونچتا ہی واسطے فیل دندان لادنے کے حسب معمول مقرر جہاز آئینگے ہم تجکو بہت خرچ دیکے اونپر سوار کر تیرے وطن کیطرف رخصت کرینگے
مینے اوسکی اور زیادہ شکر گزاری کی اور دعائین دین پھر مین اوس شہر مین منتظر موسم جہاز کا ہو کے اوسکے گھر مین رہا اور کئی بار اس عرصے
مین جا کر فیل دندان اوس گڑھے سے لا کر اوسکا گھر بھر دیا جب اوس تاجر کو فیل دندان سے سیری حاصل ہوئی اوسنے اور تاجرونکو اوس
گڑھے سے اطلاع کی وہ بھی جا کر خاطر خواہ فیل دندان اوٹھا لائے یہان تک کہ موسم جہاز کا پونہچا اور بہت جہاز اطراف سے اوس شہر
مین آئے میرے آقا نے مجکو جہاز پر سوار کر کے آدھے فیل دندان جو اوسکے گھر مین جمع تھے مجکو دیے اور میرے نام سے اوس جہاز پر
بار کیے اور کھانے پینے کی چیزین بہت سی میرے ساتھ کر دین اور اوس ملک کے بہت تحفے اور نادر چیزین دیکر رخصت کیا چنانچہ
مین اس عنایات چند در چند سے اور زیادہ اوسکا شکر بجالایا اور جہاز پر اوس شہر سے روانہ ہوا اور اوس تاجر کے سلوک کبھی اپنے
دل سے نہ بھولا اثنائے راہ مین کئی جزیرون سے ہوتے ہوے جزیرہ تیرا فرمہ مین گیا اور وہان سے خشکی کے رستے بندر بانسرہ کو
پونہچا اور راہ مین فیل دندان بیچکر ملکون کی تحفہ تحفہ چیزین مول لین اور کاروان کے ہمراہ ہو کر بہت دنون مین بغداد کو ...

اگرچہ سفر خشکی مین مینے تکلیف اور تصدیع بہت اوٹھائی لیکن صدمے طوفان اور قزاق اور سانپ وغیرہ سے جو مینے اگلے سفرون مین اوٹھائے تھے محفوظ رہا اور بغداد مین پہونچتے ہی اول خلیفہ کی حضور مین حاضر ہوا اور سب حال خط اور تحفون کے پونہچانے کا بادشاہ سراندیپ کو ظاہر کیا خلیفہ نے سنکر فرمایا کہ تیری طرف سے مجکو ہمیشہ تعلق خاطر کا رہا کیا اور تیرے واسطے خدا سے دعا مانگتا تھا کہ تجکو بخیر و خوبی یہان پونہچائے جب مینے قصہ فیلون کا اوس سے کہا اوسنے سنکر بہت تعجب کیا اور اوس حال کو مانند حال اور سفرون کے تصور کر کے ایک منشی کو فرمایا کہ میری سب سرگذشت سنہرے حرفون سے لکھکر خزانے مین داخل کرے پھر اوسنے مجکو خلعت اور بخشش دیکر رخصت کیا صاحبو جب سے مین اپنے اہل و عیال اور اقربا اور دوستون مین رہنے لگا سندباد نے حال اپنے ساتوین سفر کا کہ سفر اخیر اوسکا تھا بیان کر کے ہندباد سے کہا اے دوست تو نے کسیکو سنا ہی کہ ایسے مصائب مین جو مینے اوٹھائے ہین مبتلا ہوا اور پھر اون سب آفتون کے جھیلنے کے بعد اس آرام و آسایش سے اپنی زندگانی بسر کی ہندباد نے یہ کلام سنکر اوسکے ہاتھہ کو بوسہ دیا اور کہا حق یون ہی کہ جسقدر تمنے ان سفرون مین محنت اور جانبازی کی ہی کسی بشر کا مقدور نہین کہ کر سکے تمہارے حال مصائب سے جو اس دولت کے حاصل کرنے مین تمنے اوٹھائے ہین میری قرار واقعی تسلی ہوئی اب مین اپنے اس حال محتاجی کو بہت غنیمت جانتا ہون گو محنت اور مزدوری سے نان خشک مجکو حاصل ہوتی ہی لیکن اپنے اہل و عیال مین رہکر آفات اور بلاؤن سے جو تمنے بیان کین محفوظ ہون یہ چین و آرام کہ اب تم کرتے ہو بہ نسبت اون شدائد کے کچھہ نہین بلکہ تم مستحق اور سزاوار اس سے زیادہ عیش و عشرت کے ہو اور تمہارا صرف بیہودہ اور بیجا نہین حق تعالی تمھین اسیطرح سے خوش و خرم آخر دم تک رکھے میرا قیاس غلطی پر تھا جو مینے شکایت زمانے کی کی در اصل تمہارا گلہ کیا پھر سندباد نے ایک سو ریال ہندباد کو دیکر کہا کہ تم آج سے مزدوری کرنا چھوڑ دو اور میری رفاقت مین رہا کرو تمہارے اہل و عیال کی خبر گیری مین اپنی زندگی تک بخوبی کیا کرونگا چنانچہ ہندباد نے تمام عمر اپنی سندباد کی رفاقت مین ہنسی خوشی بخوبی بسر کی ✤ قصہ سندباد جہازی اور ہندباد حمال کا تمام ہوا

قصہ تین سیب اور مارے جانے ایک بی بی کا دھوکے مین

ملکہ شہرزاد نے شہریار بادشاہ ہندوستان سے عرض کیا کہ خلیفہ ہارون رشید جسکا ذکر مینے قصہ سابق مین حضور کے روبرو کیا اکثر رات کو تنہا بھیس بدلکر شہر بغداد مین پھرا کرتا چنانچہ اوسنے ایک دن اپنے وزیر جعفر سے فرمایا کہ آجکی رات مین اس شہر مین گشت کرونگا تا دریافت ہو کہ میری رعیت کا کیا حال ہی اور تھانے دار اونکی نگہبانی اور محافظت کیونکر کرتے ہین اگر اونکو خائن اور غافل پاؤنگا تو معزول کر کے اون کو بجائے اونکے مقرر کرونگا اور جو اپنے کام پر مستعد ہونگے اونکو انعام دونگا وزیر جعفر بموجب حکم خلیفہ کے وقت معین پر رات کو حاضر ہوا خلیفہ اوس وزیر اور مسرور داروغہ خواجہ سراؤن کو ہمراہ اپنے لے کر شہر کیطرف گیا اور تینون نے ایسا بھیس اور روپ بدلا کہ ہرگز پہچانے نہین جاتے تھے پھر وہ کئی بازار اور کوچون سے ہو ایک تنگ گلی مین وارد ہوے وہان اونھون نے چاندنی مین ایک شخص طویل القامت سفید ریش کو دیکھا کہ جال سر پر اور ٹوکرا ناریل کے پتون کا کاندھے پر دھرے ہوے لاٹھی ٹیکتا چلا جاتا ہی خلیفہ نے کہا یہ شخص بہت غریب معلوم ہوتا ہی اوس سے اوسکا حال چلکے پوچھیے وزیر جعفر نے آگے بڑھکے اوس سے پوچھا تو کون ہی اوسنے جواب دیا خداوند مین ماہی گیر ہون کہ اس پیشے مین عمر گذرتی ہی آج دوپہر سے مین مچھلیان پکڑنے گیا تھا جب سے اب تک ایک مچھلی میرے ہاتھہ نہ لگی خالی ہاتھہ گھر کو

پھرے جاتا ہون ایک وہم اور کئی چھوٹے چھوٹے لڑکے میرے ہین حیران ہون کہ آج کہانسے اونکو کھانا دونگا خلیفہ کو اوسکا حال سنکر
رحم آیا اور اوسسے کہا دریا پر پھر چلکر ایکبار اور تو جال کو ڈال کچھ نکلے یا نہ نکلے ایک سو ریال تجکو ملینگے وہ ماہی گیر اس بات کو سنکر تمام
دنکی محنت اور مشقت اپنی بھول گیا اور خلیفہ کے سخن پر اعتماد کرکے اون تینون کے ساتھ جاکر دریاے ٹگرس کے کنارے جال کو کھولا اور اپنے
دل مین سوچنے لگا کہ یہ تینون شخص نہایت اشراف اور دانشمند نظر آتے ہین مجھسے جھوٹ نبولینگے یقین ہی کہ اپنے وعدے کو وفا کرین
اور میرے واسطے ایک ریال بھی اون سو ریال مین جو وعدہ کیے ہین کافی ہی یہ سوچکر اوسنے جال کو دریا مین پھینکا اور بعد تھوڑی دیر کے
اوسکو کھینچا اتفاقاً اوس جال مین ایک صندوق بند بہت بھاری نکلا خلیفہ نے سو ریال اوس ماہی گیر کو وزیر سے دلواکر جلدی رخصت
کیا اور مسرور بموجب حکم اپنے آقا کے اوس صندوق کو اپنے مونڈھے پر رکھکر لے چلا خلیفہ کو کمال اشتیاق ہوا کہ اوس صندوق کو
کھولکر دیکھے کہ اوس مین کیا چیز ہی جلد اوسکو اپنے محل کیطرف لیگیا اور وہان پہونچکر اوس صندوق کو کھولا اوسمین کوئی چیز ناریل کی
چٹائی مین سرخ ڈورے سے سی ہوئی دیکھی بسبب جلدی اور بے صبری کرنے خلیفہ کے اونھین فرصت ٹانکے کھولنے کی نملی چھری سے
لیکر اون ٹانکون کو کاٹ ڈالا اوس چٹائی کے اندر اوسنے ایک لفافہ کہ پرانے کپڑے مین لپٹا ہوا اور اوسپر ایک رسی بندھی ہوئی تھی
پایا جب اوسکو کھولا تو دیکھکر نہایت متحیر اور متعجب ہوا اوس لفافے کے اندر لاش ایک بی بی کی کہ سفید زیادہ برف سے تھی ٹکڑے ٹکڑے دیکھی
خلیفہ اوسکو دیکھکر وزیر پر نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا تو ایسی خبرداری اور حفاظت میری رعیت کی کیا کرتا ہی تیرے عہد وزارت مین
اس شہر کے اندر ایسے ظالم اور بدکردار لوگ ہین جو میری رعیت کو اس سنگدلی سے مارکر دریا مین ڈالدین تعجب کا مقام ہی روز قیامت ایسے
مقتولون کے خون کا مجھسے مواخذہ ہوگا اگر تو جلد تلاش کرکے قصاص قاتل سے اس بی بی کا نلیگا تو مین قسم خدا کی عوض اوس خونی
کے تجھے اور چالیس شخصون کو تیرے اقرباے قریبہ سے پھانسی دیکر قتل کرونگا وزیر اعظم نے عرض کی خداوند غلام کو کچھ مہلت ملے تاکہ قاتل
اس بی بی کا تلاش کیا جاوے خلیفہ نے فرمایا کہ تین دنکی تجکو مہلت دیجاتی ہی اس عرصے مین اوسکو پیدا کر وزیر جعفر کمال مغموم اور اندوہناک
اپنے گھر مین آیا اور دل مین اپنے کہنے لگا کہ اتنے بڑے شہر آباد بغداد مین دستیاب ہونا قاتل کا بہت دشوار ہی اور بالفرض اگر اوس خونی کو
مینے پایا تو گواہون کو اوسکے کہان سے پیدا کرونگا اور یقین ہی کہ وہ قاتل کبکا اس شہر سے چلا گیا ہوگا اور اگر اپنی مخلصی کے لیے
کسی مجرم خونی کو جو جیل خانے مین قید ہو بادشاہ کی حضور مین حاضر کرکے اوسے قاتل اس بی بی کا ظاہر کرون ہو سکتا ہی مگر مرا دل
نہین چاہتا کہ مرتکب ایسے امر مکروہ کا ہون گناہ دوسرے کا اور شخص پر رکھون پھر اوسنے تھانہ دارون اور برقندازونکو حکم کیا کہ جلد
اوس خونی کو جسنے اس بی بی کو قتل کیا ہی تین دن مین تلاش کرکے پیدا کرین اگر پیدا نہ کرینگے تو میری جان جائیگی وہ سب اوسے وزیر اپنی جان کے
خوف سے جا بجا اطراف شہر کے دوڑے پھرے اور خانہ بخانہ اوس خونی کی تلاش کرنے لگے باوجود جستجو کے کہین اوسکا سراغ نہ لگا یہانتک
کہ تین دن گذرے اور سرداران بادشاہی وزیر کو پکڑکے لیگئے بادشاہ نے اوس سے پوچھا کیون تونے قاتل کو پیدا کیا وزیر نے رو کے کہا خداوند باوجود
بڑی تلاش و جستجو کے ابتک کہین اوسکا ٹھکانا نہین لگا بادشاہ نے خفا ہوکر حکم کیا کہ وزیر اعظم اور چالیس اوسکے اقربا کو جو قوم برمکی
سے ہون لیجاکر میرے محل کے دروازے پر گردن مارو حکم دینے کے پاتے ہی اکتالیس لکڑیان پھانسیونکی کھڑی ہوگئین اور چالیس

پکارتے تھے اور تمام شہر مین ڈھنڈھورا پھرنے لگا کہ حکم سے خلیفہ کے وزیر جعفر اور چالیس اوسکے اقربا پھانسی دیے جاتے ہین جسکو دیکھنا منظور ہو آکر دیکھے ایک
گھڑی مین تمام شہر مین خبر مشہور ہوگئی کہ اِس سبب سے وزیر گردن مارا جاتا ہے پھر جب وزیر اور چالیس اوسکے اقربا کو لاکر پھانسی کے تلے بٹھلایا اور گلے
گردنو مین رسیان ڈالین ایک خلقت وہان پر جمع ہوئی اور از بسکہ وزیر کو بسبب اوسکی نیک نہادی اور خوش خلقی کے سب خلق بغداد کی دل سے عزیز
اور دوست رکھتی تھی اِس حال مین اوسے دیکھکر واویلا اور گریہ و زاری کرنے لگی اور شہر بغداد کے آدمیون پر موقوف نہین تمام قلمرو خلیفہ کے سب لوگ
اوس وزیر کے عدل و انصاف سے نہایت راضی اور شاکر تھے مگر کوئی بادشاہ کو اِس حکم سے باز نہین رکھ سکتا تھا القصہ قریب تھا کہ جلاد وزیر اور اون
چالیسون آدمیونکو پھانسی دے اتنے مین ایک جوان خوبصورت و خوش ظاہر نے بھیڑ کو چیر کر اپنے تئین وزیر جعفر کے پاس پہنچایا اور اوسکے ہاتھونکو
بوسہ دیکر کہا کہ قاتل اوس بی بی کا مین ہون جسنے اوسکو قتل کیا ہے وزیر اگرچہ اوس جوان کی باتین سنکر فی الجملہ خوش ہوا مگر جوانی پر اوس جوان کی
بہت کڑھا اور افسوس کیا اور اوس سے پوچھہ رہا تھا کہ ایک مرد دراز قد کہن سال نے آگے وزیر سے کہا اوس جوان نے جو کچھہ کہ ظاہر کیا سب جھوٹ ہے
بلکہ مینے اوس بی بی کو جو اِس صندوق مین ہے مارا ہے مین سزاوار قصاص کا ہون اور یہ جوان بے قصور محض ہے یہ کہکر اوس پیر نے جوان کو مخاطب ہوکر
کہا اے فرزند تو کیون گھبرا کر اقرار اوسکے مارنے کا کرتا ہے اور کس واسطے اپنے تئین قتلگاہ مین لایا مین تو بہت سن دنیا مین رہا ہون مجھے اپنے عوض
مین مارا جانے دے اوس جوان نے وزیر سے کہا یہ پیر جھوٹ کہتا ہے قاتل اوسکا فقط مین ہون غرض وزیر اوس نزاع کو جو درمیان جوان اور بڈھے کے
ہوتی تھی سنکر نہایت حیران ہوا اور بمجبوری دونون کو خلیفہ کی حضور مین لیگیا اور عرض کیا کہ خداوندا یہ دونون شخص اقرار اوس بی بی کے مارنیکا
کرتے ہین اون دونون نے خلیفہ کے سامنے بھی وہی ظاہر کیا خلیفہ نے اقرار اون دونون کا سنکر حکم دیا کہ وزیر وغیرہ کو چھوڑ دو اور اون دونون کو عوض
خون اوس بی بی کے گردن مارو وزیر نے نجات پاکے عرض کیا خداوندا دو کا مارنا بعوض ایک خون کے خلاف انصاف کے ہے اتنے مین اوس جوان نے
قسم خدا کی کھا کر کہا کہ اِس بی بی کو مینے مارا ہے چار دن گذرے ہین کہ مینے اوسکو قتل کر کر صندوق مین بند کر کے دریا مین ڈال دیا تھا اگر مین اِس امر مین
خلاف کہتا ہون تو روز قیامت کے اندھا اور روسیاہ اوٹھون خلیفہ کو جب اوس جوان کے اِس طرح کے اقرار کرنے سے یقین ہوا کہ قاتل
اِس بی بی کا یہی ہے اور وہ مرد پیر بھی خاموش ہو رہا کچھہ نبولا تب جوان سے پوچھا کہ تو نے کس واسطے اِس بیرحمی اور سنگدلی سے اِس بی بی کو مارا
اور کیون اب اوسکے قصاص مین آپ قتل ہونے کے واسطے حاضر ہوا اور تو نے ذرا خوف اور ڈر خدا و حاکم کا نکیا جوان نے کہا خداوندا جو امر
کہ میرے اور اوس بی بی کے درمیان گذرے ہین سب لکھے جائین تا موجب عبرت اور دستور العمل خلائق کا ہو اگر حکم ہو تو مین اِس قصے کو
حضور مین ظاہر کرون خلیفہ نے فرمایا اچھا بیان کر پھر اوس جوان نے اپنے اور اوس بی بی کے حال کو اِس طرح سے بیان کرنا شروع کیا

قصہ اوس مقتول بی بی اور اوس جوان کا کہ اوسکا شوہر تھا

جوان نے کہا خداوندا یہ بی بی مقتول میری زوجہ ہے اور اِس مرد پیر کی بیٹی ہے اور یہی مرد پیر میرا چچا ہے ہنوز یہ بی بی بارہ برس کی نہین ہوئی تھی
کہ اِس پیر نے اوسکی شادی میرے ساتھہ کر دی گیارہ برس کے عرصے مین کہ اوسکے عقد کو گذرے ہین تین بیٹے میرے اوس سے پیدا ہوے
چنانچہ وہ تینون لڑکے اب تک زندہ ہین یہ بی بی میری نہایت مطیع اور پاکدامن تھی اور ہمیشہ میری رضا اور خوشنودی کو ملحوظ رکھتی اور
[illegible] اوسکو عزیز رکھتا اور ہر وقت اوسکی خاطرداری و دلجوئی مین رہتا عرصہ ایک مہینے کا گذرتا ہے کہ وہ بیمار ہوئی مینے تا بمقدور اپنے

اوسکے علاج مین سعی اور کوشش کی بعد ایک مہینے کے اوسنے صحت پائی اور واسطے غسل صحت کے ارادہ حمام مین جانے کا کیا اور قبل اسکے کہ وہ گھر سے نہانے کو جائے اوسنے مجھسے کہا میرا جی سیب کھانے کو چاہتا ہی کہین سے اوسکو تلاش کر کے میرے واسطے لا اگر سیب نملے گا تو پھر مین بیمار پڑ جاؤنگی مینے کہا بی بی تم خاطر جمع رکھو جسطرح سے بنے گا مین سیب تلاش کر کے لاؤنگا یہ بات اوس سے کہکر مین فی الفور بازار کو گیا اور ہر ایک دکان مین میوہ فروشون کی تلاش سیب کی کرنے لگا ہر چند عوض ہر دانے کے ایک ریال دینے کو راضی ہوا اوسپر بھی کوئی سیب میرے ہاتھہ نہ لگا آخر مایوس ہو کر گھر آیا وہ بی بی جب حمام سے غسل کر کے گھر آئی اور اوسنے سیب کو نپایا نہایت رنجیدہ خاطر ہوئی رات بھر اوسے نیند نہ آئی اوسکے ملول ہونے سے مجھے کمال رنج ہوا اور شکستہ خاطر اوسے دیکھ سکا فجر ہوتے ہی شہر کے باغون مین جا کر سیب کی تلاش کی وہان بھی کہین نپایا آخر ایک بڈھے مالی نے کہا اندنون سوا باغ بادشاہی کے جو شہر بانسرہ مین ہی کہین سیب تمکو نملے گا مینے اپنی بی بی کی خاطر سے قصد بانسرے کا کیا اور اپنے اوپر محنت اسقدر سفر دور و دراز کی اختیار کر کے وہان پہنچا اور تلاش کرتے کرتے تین سیب فی دانہ ایک ریال دے کر مول لیے اور پندرہ دن کے عرصے مین اپنے گھر آیا اور وہ تینون سیب اپنی بی بی کو دیے وہ دیکھکر بہت خوش ہوئی اور اونکو سونگھنے لگی اور نیچے پلنگ کے نزدیک اپنے رکھدیے اور سبب ضعف و ناتوانی کے اوسی طرح سے لیٹی رہی مین بعد سفر کرنے کے اپنی دکان پر کہ چوک کے بزازے مین تھی جا کر بیٹھا تھوڑے عرصے کے بعد مینے ایک غلام حبشی دراز قامت کو دیکھا کہ میری دکان کے آگے سے ایک سیب ہاتھہ مین لیے ہوئے اوچھالتا جاتا ہی مینے اوس سیب کو پہچانا کہ یہ تو اونھین تینون سیبون مین سے ہی جنکو مین بانسرہ سے لایا تھا وگرنہ ان دنون غیر موسم مین اس حبشی نے کہان سے پایا مجھے خوب معلوم ہی کہ بغداد شہر مین کہین سیب کا نام نشان نہین غرض سیب کو حبشی کے ہاتھہ مین دیکھتے ہی میرے دلمین ایسی خلش ہوئی کہ مین تحمل نکر سکا آخر اوس حبشی سے بلا کر پوچھا کہ تونے اس سیب کو کہان سے پایا اوسنے مسکرا کر جواب دیا کہ یہ تحفہ میری معشوقہ کا ہی آج مین اوسے دیکھنے کو گیا تھا اوسکے پاس تین سیب رکھے ہوئے تھے مینے اوس سے پوچھا کہ یہ سیب کہان سے آئے اوسنے کہا میرا شوہر دو ہفتے کا سفر کر کے انھین میرے واسطے لایا ہی پھر مینے اور اوس بی بی نے ملکے کھانے کو کھایا اور رخصت کے وقت مینے ایک سیب کو وہان سے اوٹھا لیا ان باتون کو اوس حبشی سے سنکر میرے ہوش جاتے رہے اور فوراً دکان بند کر کے جلدی سے گھر مین گیا اور اپنی بی بی کے کمرے مین جا کر دیکھا کہ صرف دو ہی سیب اوسکے پاس رکھے ہین اوس سے مینے پوچھا کہ تیسرا سیب کیا ہوا اوس بی بی نے اپنے مونہ کو پھیر کے اوس طرف کو نظر کی جہان وہ تینون سیب رکھے ہوئے تھے فقط دو ہی سیب کو دیکھکر نہایت بے دماغی اور بے پروائی سے جواب دیا مجکو معلوم نہین کہ تیسرا سیب یہان سے کیا ہوا اوسکے اس طرح کے جواب دینے سے مجکو ثابت ہوا کہ اوس حبشی نے سچ کہا ہی اس امر کے تصور کرتے ہی مجھے جنون اور غیرت نے اس مرتبے مین لیا کہ بے اختیار ہو کر چھری اپنی کمر سے نکال اوسکے حلقوم پر پھیر دی پھر اوسکے سر کو کاٹ کر اوسکے بدن کے چار ٹکڑے کیے اور اوسکی لاش کو کپڑے مین باندھ کے چٹائی مین لپیٹا اور اوپر لال ڈورے سے باندھ اور رات کے وقت اوسکو صندوق مین رکھہ دریائے ٹگرس پر لے گیا اور گہرے پانی مین ڈبو دیا گھر مین آ کر دیکھا کہ دو چھوٹے لڑکے میرے سوتے ہین اور بڑا لڑکا گھر سے باہر دروازے پر بیٹھا رو رہا ہی مینے اوس سے پوچھا کہ تو کیون روتا ہی اوسنے جواب دیا کہ مینے [illegible]

ایک سیب کو کہ اون تینون سیبون سے جنکو تم میری مان کے واسطے لائے تھے بے اطلاع اوسکے اوٹھالیا اور دیرتک اوس سے اپنے
چھوٹے بھائیون کے ساتھ اس کوچے مین کھیلا کیا ایک غلام حبشی کہ ادہر سے جاتا تھا سیب کو میرے ہاتھ سے چھین کے لے بھاگا
مینے اوسکے پیچھے دوڑ کر سیب کو ہر چند مانگا اور رو کر کہا کہ میرا باپ دو ہفتے کا سفر کرکے میری مان بیمار کے واسطے لایا ہی مگر اوسنے
مجکو نہ دیا تب مین دور تک اوسکے پیچھے دوڑا گیا اوس غلام نے پھر کر مجکو مارا اور جلدی ایک راہ سے ہو دوسری طرف بھاگ گیا اور میری
نظر سے گم ہوا جب سے اب تک مین اوسی غلام کی تلاش مین پھرتا تھا ابھی تھک کے دروازے پر بیٹھا کہ تمکو اودھر سے آتے دیکھا
اور تمھارے ڈر سے رونے لگا خدا کے واسطے باباجان تم اس سیب کے کھوئے جانے سے میری مان کو کچھ نہ کہنا نہین تو اوسکو
زیادہ رنج والم ہوگا پھر میرا لڑکا یہ کہکر بہت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اوسکے کلام کو سنکر میری عجب حالت ہوئی کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا
دیر تک سکتے کی حالت مین رہا جب ذرا افاقہ ہوا تو اپنے تئین ہزارون نفرین اور ملامت کرکے کہنے لگا کہ ای کمبخت تو نے عبث
اپنی ایسی معشوقہ اور پارسا بی بی کو بیقصور قتل کیا اور اوس نامعقول غلام کی باتین جھوٹی جو لڑکے کی زبانی سنکر مجسے از راہ فریب کے
کہی تھین مینے سچ جانکر بڑا غضب کیا اسی سوچ اور اندیشے مین بیٹھا افسوس کر رہا تھا کہ میرا چچا واسطے دیکھنے اپنی بیٹی کے آیا مینے
اوس سے اس حال کو ظاہر کیا اوسنے بے اسکے کہ مجکو ملامت یا اوسکے خون کا مواخذہ کرے میرے غم کا شریک ہو کر گریہ وزاری
کرنے لگا تین دن تک مین نے اور اوسنے اوس بی بی کی ماتم داری کی پھر یہ سمجھکر کہ بسبب مارے جانے اپنی پیاری دختر کے جسکو بہت
چاہتا تھا مبتلا غم والم کا ہوا اور علی ہذا القیاس مین کمبخت بھی کہ جو اوس غلام کاذب کے کلام کو باور کرکے مرتکب ایسے گناہ کبیرہ
اور خانہ بربادی اپنی کا ہوا گرفتار انواع رنج وملال کا ہون اسلیے مینے آکر آپ کی حضور مین اقرار اپنے جرم کا کیا امیدوار ہون
کہ مجکو حکم قتل کا فرمائیے تاکہ اوسکے قصاص مین مارا جاؤن کہ اب جینا میرا ہیچ ہی اس بد زندگانی اپنی پر مرنے کو ہزار درجے ترجیح
دیتا ہون خلیفہ اس قصے کو زبانی اوس جوان کے سنکر نہایت متعجب ہوا اور اوسکی غریبی وبیکسی پر بہت رحم کیا اور کہا جرم اوس
شخص کا جسنے قصدا نہین کیا خدا اور خلق کے نزدیک قابل عفو کے ہی بلکہ قابل قتل کے وہ غلام ہی جو موجب مارے جانے اس بی بی
کا ہوا خلیفہ نے وزیر سے کہا تین دن کی تجکو مہلت دیتا ہون اس عرصے مین اوس غلام حبشی کو پیدا کر ورنہ بجاے اوسکے تو مارا جائیگا
وہ وزیر کہ خدا خدا کرکے ایک عذاب سے چھوٹا تھا پھر دوسرے عذاب مین از سر نو مبتلا ہوا بادشاہ سے رخصت ہو کر روتا ہوا اپنے
گھر گیا اور تصور کیا کہ فقط تین دن تک میری زندگی ہی چوتھے روز مقرر مارا جاؤنگا اسواسطے کہ اس شہر بغداد مین ہزارون لاکھون
غلام حبشی ہین کیونکر اوس غلام کا جسکو بادشاہ نے طلب کیا ہی ٹھکانا لگے گا مگر خدا کی رحمت اور عنایت سے مایوس ہونا نہ چاہیے
جسطرح سے کہ اوسنے اس بی بی کے قاتل کو ظاہر کیا کیا عجب ہی کہ اوس غلام کو بھی پیدا کر دے غرض دو روز تلاش مین اوس غلام
کی گذر گئے وہ ہاتھ نہ لگا تیسرے دن سب لوگ وزیر کے گھر کے گرد اوسکے جمع ہو کر رونے پیٹنے لگے اور بادشاہ کے ظلم
سے شکایت کرتے وزیر جعفر اپنے مارے جانے پر طیار ہو کر ہر ایک اپنے اہل خانہ اور دوستون سے رخصت ہونے لگا اور وہ سب بھی
گلے لگ کر رو رو کر رخصت ہوتے تھے اتنے مین بادشاہ نے ایک سردار کو حکم کیا کہ تین دن گذر گئے اگر وزیر نے اوس غلام حبشی کو پیدا کیا

تو لانے والا اوسکو میری حضور مین حاضر کرو وزیر موجب حکم بادشاہ کے گھر سے باہر نکل ہمراہ پہرے کے جو اوسے لینے کو آیا تھا ہوا جب محل
برامد ہو کر ارادہ جانے کا کیا ایکبارگی اوسکی لڑکی کو کہ پانچ چھہ برس کی تھی وہ وزیر اوسے بہت پیار کرتا تھا یکایک سامنے آئی وزیر نے پہرے کے لوگون سے
کہا ذرا مجکو اجازت دو کہ مین اس لڑکی کو پیار کر لون یہ کہکے وہ اوس لڑکی کو گود مین لیکر پیار کرنے لگا اتفاقاً اوسکے سینے مین کچھ چیز گول سی
اوسکو محسوس ہوئی پوچھا کہ ای فرزند تمہارے پاس کیا چیز ہی اوسنے کہا بابا یہ سیب ہی جسپر ہمارے بادشاہ کا نام لکھا ہوا ہی مینے اپنے
غلام حبشی سے جسکا نام ریحان ہی دو ریال کو مول لیا وزیر جعفر نام سیب اور غلام حبشی کا سنکر متحیر ہوا اور جلد سے اپنا ہاتھ اوسکی بغل
مین ڈالکر وہ سیب نکال لیا اور اوس غلام حبشی کو کہ اوسیکے گھر مین موجود تھا بلا کر پوچھا کہ سچ بتا تو نے اس سیب کو کہان سے پایا اوسنے کہا خدا کی
مین قسم آپکی حضور مین عرض کرتا ہون کہ اس سیب کو نہ تو آپکے گھر سے مینے چرایا ہی اور نہ بادشاہ کے باغ سے کئی دن ہوے کہ مینے ایک
کوچے مین تین یا چار چھوٹے چھوٹے لڑکون کو کھیلتے دیکھا ایک لڑکے کے ہاتھ سے کہ جو سب سے بڑا اور اوس سیب کو اپنے ہاتھ مین لیے ہوے
تھا چھین کر لے بھاگا وہ لڑکا روتا ہوا میرے پیچھے دوڑا اور کہنے لگا کہ یہ سیب میرا نہین میری ماں کا ہی اور وہ بیمار ہی میرا باپ اوسکے واسطے بصرے سے
لیکر لایا اونمین سے ایک سیب کو مینے کھیلنے کے واسطے بے اطلاع اپنی ماں کے لے لیا تھا ہر چند کہ وہ لڑکا بہت رویا مگر مینے اوسکو نہ دیا
اور اپنے گھر مین لاکر اوسے دو ریال کو اپنی چھوٹی بیگم کے ہاتھ بیچا وزیر جعفر نے اوس غلام کی بدذاتی پر بہت تعجب کیا اور اوسکو بادشاہ کی حضور
مین لایا اوس غلام نے جسطرح سے کہ وزیر کے روبرو تقریر کی تھی بعینہ خلیفہ کی حضور مین بھی کی بادشاہ کے نزدیک سراسر قصور اوس غلام
حبشی کا ثابت ہوا اور اوسکی باتین سنکر بے اختیار ہو بادشاہ ہنس پڑا پھر اپنے تئین سنبھال کے وزیر سے فرمایا کہ تیرے غلام کے سبب سے یہ بڑا
حادثہ ظہور واقع ہوا وہ سزاوار ایسی سزا کا ہی جو باعث عبرت اورون کا ہو وزیر نے عرض کیا حضور سچ فرماتے ہین میرے
نزدیک بھی یہی امر ثابت ہی کہ قصور اس غلام کا قابل عفو اور درگذر کے نہین مگر مجکو قصہ نورالدین علی اور بدرالدین حسن کا جو وزیر بادشاہ
مصر کے تھے یاد ہی اگر حضور کی مرضی ہو تو مین اوسکو بیان کرون قصہ عجیب غریب ہی سننے سے اوسکے اگر حضور خوش ہوین تو
امیدوار ہون کہ قصور میرے غلام کا معاف ہو بادشاہ نے فرمایا اچھا تو اوس قصے کو بیان کر مگر جانتا ہون کہ تیرا قصہ عجیب تیرے
قصے سیبون سے نہوگا اور تو اپنے غلام کو سزا پانے سے بچا نسکے گا پھر وزیر جعفر نے وہ قصہ اسطرح سے بیان کرنا شروع کیا

قصہ نورالدین علی اور بدرالدین حسن کا

وزیر جعفر نے خلیفہ ہارون رشید کی حضور مین کہا اگلے زمانے مین مصر کا ایک بادشاہ تھا نہایت قوی اور رحیم دل شفیق سخی جسکی شوکت اور دبدبے سے
سلاطین اطراف کے ڈرتے تھے اور وہ غریب نواز اور قدردان اور رتبہ افزا اہل علم و فضل کا تھا اوس بادشاہ کا ایک وزیر تھا دانشمند عاقل تیز فہم اہل
شعر شاعری وغیرہ علوم مین خوب کامل اور اوس وزیر کے دو بیٹے تھے نہایت خوبصورت اور ہر ایک امر مین قدم بقدم اپنے پدر بزرگوار کے بڑے بیٹے
کا نام شمس الدین محمد تھا اور چھوٹے کا نام نورالدین علی کہ جو کمال خوش صفات تھا جب وزیر نے قضا کی بادشاہ نے اوسکے دونون بیٹون کو
بلواکے خلعت وزارت کا عنایت فرمایا اور کہا کہ تمہارے باپ کے مرنے سے مجکو کمال رنج والم ہوا اب چاہیے کہ تم دونون بھائی بجاے اپنے
باپ کے امور وزارت کو سرانجام دو وہ دونون بھائی بادشاہ سے رخصت ہو کر گھر آئے اور ایک مہینے تک اپنے باپ کی

رہتے تھے جب کبھی بادشاہ کی حضور میں حاضر ہوکر کاروبار وزارت اور عدالت میں مصروف رہتے اور جب بادشاہ ارادہ شکار کا کرتا باری باری سے ایک بھائی کو اپنے
ساتھ لے جاتا اور دوسرے کو واسطے انجام امور سلطنت کے شہر میں چھوڑ جاتا ایک دن شام کے وقت کہ صبح کو بڑا بھائی بادشاہ کے ساتھ
شکارگاہ کو جانے والا تھا وہ دونوں بھائی بعد فراغت طعام شب کے آپس میں باتیں اختلاط کی کرنے لگے اثنائے گفتگو میں بڑے بھائی نے
چھوٹے سے کہا میں چاہتا ہوں کہ جس طرح سے تم اور ہم دونوں باتفاق ایک جا رہتے ہیں ایک ہی دن اپنی شادیاں دونوں بہنوں کے ساتھ کہ ہمارے
ہمسر اور ہم رتبے کی بیٹیاں ہوں کریں اس امر میں تمھاری کیا صلاح ہے اور کیا کہتے ہو نورالدین علی نے جواب دیا بھائی صاحب میں تابع
تمھاری مرضی کا ہوں جو امر آپنے فرمایا مجکو بدل قبول اور ہمارے واسطے بہت بہتر ہے تب شمس الدین محمد نے کہا سوا اسکے تمھارے ہونے کے اور بھی
کچھ میری خاطر میں گذرتا ہے وہ یہ ہے کہ بعد نکاح کے ہم دونوں کی بیبیاں ایک ہی رات کو حاملہ ہوں اور بعد گذرنے نو مہینے کے ایک ہی
دن میں وہ دونوں جنیں یعنی وہ وضع حمل کا کریں اور تمھارے گھر بیٹا ہو اور میرے گھر بیٹی پھر جب سن بلوغ کو پہنچیں ہم دونوں بھائی ان دونوں کی
شادی ایک دوسرے کے ساتھ کر دیں نورالدین علی نے کہا یہ امر بھی جو آپنے تصور کیا بہت خوب ہے میں بھی اس بات سے دل سے راضی ہوں
خدا اسکو راست لاوے اور یقین ہے کہ میرا بیٹا بھی موافقت اور الفت میں تمھاری بیٹی کے ساتھ قاصر نہوگا دوسرے نے کہا اسمیں کچھ
شک و شبہہ نہیں مگر ایک شرط ہے کہ تو اپنے بیٹے کی طرف سے اقرار کر کہ سوا اخراجات معمولی شادی کے تین ہزار ریال نقد اور تین اچھے
آباد پرگنے جاگیر میں اور تین لونڈیاں واسطے کار خدمت اپنی دولھن کے دے چھوٹے بھائی نے کہا میں اس شرط کو قبول نہیں
کرتا اسواسطے کہ ہم تم دونوں بھائی ہم رتبہ ہیں تم جانتے ہو کہ مرد کا رتبہ عورت سے زیادہ ہوتا ہے تمکو چاہیے کہ تم اپنی لڑکی کو بہت سا
جہیز دو نہ کہ تم الٹے ہمسے شرط لینے کی کرو جو کچھ کہ تمکو کرنا لازم ہے دوسرے کے سر پڑتے ہو اگرچہ نورالدین نے اس بات کو خوش طبعی
سے کہا تھا مگر بڑے بھائی کو کہ بدمزاج تھا بہت تلخ معلوم ہوئی نہایت خفگی سے جواب دیا کہ تو اپنے بیٹے کو میری بیٹی پر ترجیح اور بزرگی
دیتا ہے تجھسے یہ امر بہت بعید معلوم ہوا میں تو جانتا تھا کہ تو میری لڑکی کی کمال عزت و حرمت کرے گا برخلاف اوسکے تو نے
اوسکو بہ نسبت اپنے لڑکے کے نہایت کم رتبہ سمجھا اور تو نے جو اپنے تئیں میرا ہمسر اور ہم رتبہ سمجھا یہ بھی بیجا ہے میں اپنی لڑکی کی شادی
تیرے بیٹے کے ساتھ ہرگز نہ کرونگا اگرچہ تو اب کتنا ہی کچھ دے یہ جھگڑا اون دونوں بھائیوں کا اونکے بیٹا بیٹی کی شادی میں قبل اسکے
کہ وہ دونوں کتخدا ہوویں اور اونکے قبیلے حاملہ ہوکر بیٹی بیٹا جنیں واقع ہوا اور اوس قضیے نے بہت طول کھینچا یہانتک کہ بڑے بھائی نے
چھوٹے بھائی کو ڈراکر کہا فجر ہوتے میں بادشاہ کی حضور میں جاکر تجھے اس گستاخی کی سزا دلواؤنگا تاکہ تجکو عبرت ہو اور کوئی چھوٹا بھائی
بڑے بھائی سے ایسی گستاخی اور بے ادبی جیسی کہ تو نے میرے ساتھ کی ہے آیندہ کو نکرے یہ کہکر وہ اپنے مکان میں چلا گیا اور چھوٹا بھائی جاکر
اپنی خوابگاہ میں سو رہا شمس الدین محمد فجر کو دوسرے دن اوٹھکر بادشاہ کے دردولت پر حاضر ہوا اور وہاں سے بادشاہ کے ساتھ شکارگاہ کو کہ قریب
اہرام کے تھی گیا چھوٹا بھائی خفگی اور ملامت کے سبب سے رات بھر سویا نہیں غصے میں تڑپتا اور تلملاتا رہا اور ارادہ کیا کہ اب بھائی کے
ساتھ نہ رہونگا اوس نے مجھے بہت فضیحت کیا فجر ہوتے اوس نے ایک خچر مضبوط کو بہم پہنچایا اور کچھ زر و جواہر نقد اور کھانے کو
... وقت کوچ کے اپنے لوگوں سے بہانہ کرکے کہا کہ میں دو تین دن کے واسطے کہیں جاتا ہوں پھر وہاں سے روانہ ہوا جب

شہر کیرو سے باہر نکلا تو اوسنے قصد عرب کا کیا درمیان راہ کے خچر اوسکا ماندہ ہوگیا اوسنے اوسکو چھوڑ پیادہ پا چلنے کا قصد کیا اتفاقاً حبشی سے ایک سوار بانسرہ کو جاتا تھا نور الدین کو پیادہ پا دیکھکر اپنے پیچھے سوار کر لیا اور جب وہ سوار بانسرہ کو پونہچا نور الدین نے اوتر کر اوسکی بڑی شکرگزاری کی اور اوس سے رخصت ہوکے واسطے ڈھونڈھنے مکان سکونت کے وہانسے آگے کو بڑھا راہ مین ایک شخص امیر فرنگی تبہ کو دیکھا کہ بڑے تجمل اور شوکت سے سواری اوسکی جاتی ہے اور شہر کے لوگون نے اوٹھکر بہت جھک کر سلام کیا اور صف بستہ کھڑے رہے یہانتک کہ سواری اوسکی بازار سے گذر گئی نور الدین علی نے بھی اوسکو دیکھکر سب لوگون کے ساتھہ سلام کیا وہ سواری وزیر اعظم بادشاہ بانسرہ کی تھی کہ واسطے ملاحظۂ حال نیک و بد اہل شہر کے آیا تھا وزیر نور الدین علی کو دور سے دیکھا اور اوسکے بشرے سے نجابت کو مشاہدہ کرکے متحیر ہوا اور جب سواری اوسکی نزدیک نور الدین کے پونہچی اوسنے مسافرون کی وضع پر پایا اوسکے پاس ٹھہر کے پوچھا کہ تو کون ہے اور کدھر سے آتا ہے نور الدین علی نے کہا خداوند مین مصری ہون اور کیرو میرا مولد ہے کسی امر مین اپنے عزیز سے خفا ہوکر جلا وطنی اختیار کیا اب ارادہ رکھتا ہون کہ اپنے وطن کو پھر کبھی نجاؤن اور عمر بھر شہر بشہر اور ملک بملک پھرا کرون وزیر نے کہ معمر اور بہت بزرگ تھا اس حال کو نور الدین علی سے سنکر فرمایا ای فرزند اس ارادے کو اپنے دلسے دور کر اس پھرنے مین سوا اذیت اور ذلت کے کچھہ حاصل نہین تم میرے ساتھہ چلو ایسا سلوک تمھارے ساتھہ کرونگا کہ اوس رنج و الم کو بالکل بھول جاؤگے نور الدین علی وزیر کے ساتھہ گیا اور اوسکے پاس رہنے لگا وزیر اوسکے رتبے اور قابلیت کو دیکھکر بڑی اوسکی عزت اور حرمت کرتا تھا یہانتک کہ ایک دن اوس سے تنہائی مین کہا کہ ای فرزند مین بسبب کبر سنی کے آفتاب لب بام ہو رہا ہون امید بہت جینے کی نہین مجکو خدا نے فقط ایک لڑکی حسین و شکیل دی ہے اب وہ قابل شادی کے ہوئی بہت امیر اور سردار اس شہر کے اپنے لڑکون کے واسطے درخواست اوسکی رکھتے ہین مگر مینے ابتک کسیکی بات کو منظور نہین کیا اب تجکو کہ دلسے پیار کرتا ہون مینے اوسکے لائق پایا اگر تو اس امر کو منظور کرے تو مین تجھے اپنا داماد کرون اور بادشاہ کی اجازت سے اس امر کو انجام دون اور عوض اپنے تجکو وزیر اس ملک بانسرہ کا کردون اور سب اپنی املاک تجکو بخشون تا اس امر سے میری دلجمعی ہو نور الدین علی نے اوسکے جواب مین وزیر کی شکرگزاری کرکے کہا آپ میرے بزرگ ہین آپکا فرمانا مجکو قبول ہے وزیر نے اوسکی رضا پاکر شادی کی تیاری کی اور اہل شہر کو بتقریب ضیافت اس شادی کے جمع کیا جب سب ارکان دولت مجلس مین حاضر ہوئے نور الدین علی نے وزیر سے کہا اب تک مینے اپنے حسب و نسب کو چھپایا تھا مین اوسکو ظاہر کرتا ہون باپ میرا وزیر بادشاہ مصر کا تھا مین اوسکا چھوٹا بیٹا ہون اور ایک بڑا بھائی میرا ہے بعد قضا کرنے والد کے بادشاہ نے ہم دونون بھائیون کو بجاے اونکے وزیر کیا چنانچہ ہم دونون امور وزارت کو انتظام دیا کرتے تھے لیکن ایک روز میرے اور میرے بھائی کے درمیان کچھہ تکرار آگئی مین خفا ہوکر ادھر کو چلا آیا وزیر بانسرہ اس امر کو سنکر بہت خوش ہوا کہ یہ شخص بھی وزیرزادہ ہے پھر اوسنے اہل مجلس سے کہا کہ صاحبو ایک امر مین تم سب سے صلاح پوچھتا ہون وہ یہ ہے کہ ایک بھائی میرا وزیر بادشاہ مصر کا ہے اوسنے اپنے بیٹے کو یہان بھیجدیا اور مصر مین شادی اوسکی نکی اور اوس بیٹے کے سوا اور کوئی اولاد اوسکے نہین اور منظور اوسکو یہ ہے مین اوسکی شادی اپنی لڑکی کے ساتھہ کرکے اوس بھتیجے کو اپنے پاس رکھون مجکو تو یہ امر موجب بقا اور ازدیاد اتحاد ہم دونون بھائیون کا معلوم ہوتا ہے تم سب صاحب اسمین کیا کہتے ہو سب نے بالاتفاق کہا کہ یہ امر بہت مناسب ہے خدا مبارک کرے اور اون

غرض جب وے سب اوس بات پر راضی ہوئے وزیر نے سبکو کھانا کھلوایا اور بعد کھانے کے ہر ایک کے آگے شیرینی کہ رسم اوس ملک کی تھی رکھی اور قاضی نے اگر موجب حکم اوس شخص کے جو سب سے بڑا تھا نکاح پڑھا بعد اسکے وہ سب لوگ رخصت ہو کر وزیر کے گھر سے گئے وزیر نے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ نورالدین علی کو حمام مین لیجا کر نہلاؤ اور قسم قسم پوشاک اور جواہرات سے کہ نوشہ کو دن عقد کے پہناتے ہین کشتیون مین لگا کے حمام مین بھیجا نورالدین علی نے بعد غسل کرنیکے چاہا کہ اپنے اگلے لباس کو پہنے مگر وزیر کے آدمیون نے وہی پوشاک اور جواہرات پہنا طرح طرح کی خوشبوئین لگائین نورالدین علی پوشاک و لباس پہن کے وزیر کی خدمت مین کہ اوسکا خسر تھا حاضر ہوا اور وزیر نے کمال خوشی سے اوسکو اپنے پاس بٹھا کر پوچھا کہ تم نے سب حال کو اپنے مجھسے کہا کہ مصر کے وزیر کے بیٹے ہو اور خود بھی وزیر اوسکے تھے مگر اس امر کو تب نہین ظاہر کیا کسواسطے تم اپنے وطن اور اہل عیال کو چھوڑ کر یہان آگئے اب ہمارا اور تمھارا واسطہ ایک ہے اور کسیطرح مغایرت نہین اسواسطے اوس حال کو بھی مجھسے ظاہر نہین کرتے نورالدین علی نے مفصل حال نزاع اور ناخوشی کا جو اون دونون بھائیون مین واقع ہوا تھا وزیر سے کہا وزیر سنکر بہت ہنسا اور کہا فقط اتنی بات کے واسطے تم دونون بھائیون مین نزاع واقع ہوئی یہ امر تو محض خیالی اور وہمی تھا کہان تمھارا بیٹا اور تمھارے بڑے بھائی کی بیٹی تھی کہ جسکی شادی کی شرطون پر اسقدر طول ہوا کہ تمنے اپنے وطن کو چھوڑا مگر تمنے تو فقط ہنسی اور مزاح کی راہ سے ایک بات کہی تھی سراسر زیادتی اور تعدی تمھارے بڑے بھائی کی طرف سے معلوم ہوتی ہے اس امر خفیف کے واسطے تمکو جلا وطن ہونا مناسب نتھا مگر جو میری تقدیر مین تھا کہ تم ایسا شخص جلیل القدر عالی رتبہ میرا داماد ہو اسواسطے تمھارے دل مین یون آیا اور اس شہر مین آئے بہر کیف زیادہ اس سے دیر نکرو اب تم اپنی دولہن کے پاس جاؤ وہ تمھاری منتظر ہوگی کل مین تمکو بادشاہ کی حضور مین لیجاؤنگا یقین ہے کہ بعد ملازمت کے وہ تجکو سرفراز فرمائے اور موجب خوشنودی ہم دونون کا ہو نورالدین علی اپنے خسر سے رخصت ہو کر جہان عروس کا پلنگ لگا ہوا تھا گیا حسن اتفاق سے اوسی دن اور اوسی ساعت شمس الدین محمد بڑا بھائی نورالدین علی کا بھی مصر مین کتخدا ہوا جسکا بیان اب کیا جاتا ہے بعد اسکے کہ نورالدین علی نے گھر سے نکل کر پھر ارادہ وہان آنیکا نکیا اور شمس الدین محمد اوسکا بڑا بھائی ایک مہینے تک بادشاہ کے ساتھ شکارگاہ مین تھا اور بعد مراجعت کے وزیر نورالدین علی کے مکان مین گیا اوسکے آدمیون سے معلوم ہوا کہ وہ اوسی روز کہ بادشاہ شکارگاہ کو گیا تھا یہان سے ایک خچر پر سوار ہو کر کسیطرف کو چلا گیا ہے اور جب سے دکھائی نہین دیتا اور جاتے وقت اوسنے دو تین دن مین پھر آنے کا وعدہ کیا تھا شمس الدین محمد کو اس امر سے بڑا رنج ہوا اور اوسنے دریافت کیا کہ بسبب میرے سخت کہنے اور ملامت کرنے کے مقرر ہے کہ کسی طرف کو وہ نکل گیا اوسنے چارون طرف آدمی اوسکی تلاش کے واسطے دوڑائے وہ دمشق اور حلب تک اوسکو ڈھونڈھ آئے کہین اوسکا ٹھکانا اور پتا نہ لگا اسواسطے کہ وہ بانسرے مین تھا پھر اور دور دور ملکون مین بھی اوسکی تلاش کی وہان بھی نملا آخر شمس الدین محمد نے خیال شادی کا کیا یہان تک کہ اوسنے شادی اپنی ایک امیر کبیر کی لڑکی کے ساتھ اوسی دن کہ جسدن کتخدائی نورالدین علی کی وزیر بانسرے کی بیٹی کے ساتھ ہوئی تھی کی اور عجب تر یہ کہ بعد گذرنے نو مہینے کے شمس الدین محمد کے گھر کیرو مین لڑکی اور اوسیدن نورالدین علی کے گھر بانسرے مین بیٹا پیدا ہوا جسکا نام بدرالدین حسن رکھا وزیر بانسرہ نواسے کے ہونے سے کمال خوش ہوا چھٹی بڑی دھوم سے کی اکرام خلق کو بہت سا دیا اور بعد چند مدت کے ارادہ کیا کہ اپنے داماد نورالدین علی کو بادشاہ کی حضور مین لیجا کر اوسکو خلعت

اپنی قائم مقامی کا دلوائے تا حین حیات اوسکے داماد وزیر اعظم ہوا اور جب وہ نورالدین علی کو لیکے کتخدا کرنے کے بادشاہ کی حضور مین
لے گیا تھا بادشاہ نے اوسکو قابل اور لائق پاکر اور بھی سب آدمیون سے اوسکی تعریف سُنکر بہت خوشی کی تھی اسواسطے بالفعل بموجب
درخواست اپنے قدیم وزیر کے نورالدین کو خلعت وزارت اعلی کا دیا دوسرے روز وزیر نے اپنے داماد کو دیکھا کہ بخوبی اوسنے امور وزارت
اور عدالت کو انجام دیا نہایت خوش اور مطمئن خاطر ہوا اور نورالدین علی امور سرکار مین ہمیشہ مصروف رہنے لگا اور ہر ایک کو اپنی خوش انتظامی
اور ملنساری سے ایسا خوش اور راضی رکھتا تھا کہ اعلی و ادنی اوسکے حق مین دعاے خیر کیا کرتے اور ہر روز بلاناغہ عدالت کچہری مین جایا کرتا
یہانتک کہ جب بدرالدین حسن چار برس کا ہوا خسر نورالدین علی نے بسبب ضعف پیری کے اس جہان فانی سے رحلت کی نورالدین علی نے اوسکی
تجہیز و تکفین اور فاتحہ درود موافق اوسکی شان و شوکت کے جیسا کہ چاہیے تھا بخوبی عمل مین لایا اور جب بدرالدین حسن سات برس کا
ہوا نورالدین علی نے اوسکی تعلیم کیواسطے اوستادونکو مقرر کیا جو بدرالدین حسن ذہین اور تیز فہم تھا چند روز کے عرصے مین اوسنے
کلام اللہ حفظ کیا اور بارہ برس کے سن مین سب علمون کو پڑھکر فراغت کی شکل و شباہت اوسکی ایسی خوب تھی کہ ہر کوئی اوسکو
دیکھکر خوش ہوتا اور دعا دیتا پھر جب وہ آداب بادشاہی اور امور وزارت سے بھی خوب ماہر ہوا نورالدین علی اوسکو بادشاہ کی حضور مین
لیگیا اوسنے حاضر ہوکر آداب بادشاہی اس سلیقے سے کیا کہ بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اوسکے حال پر کمال عنایت فرمائی باپ بیٹے کی
سعادتمندی اور قابلیت سے بہت خوش رہتا اور ہمیشہ اوسکی تربیت اور پرداخت مین بدل توجہ کرتا مگر جب ایسا وقت پہونچا کہ اوسکی جوانی
اور کارگزاری سے متمتع اور بہرہ ور ہو اتفاقاً نورالدین علی بیمار شدید ہوا اور رفتہ رفتہ قریب مرگ ہو گیا اخیر وقت مین اپنے بیٹے بدرالدین حسن
کو بلا کر وصیت کی کہ دنیا محض ناپایدار اور قابل چھوڑ دینے کے ہی پیر قضا کرنے پر نہ رونا اور صبر و شکر کرنا جیسا کہ تمہارے مذہب مین
واقع ہی اور تمنے اپنے اوستادون سے پڑھا ہو اور سب باتین بخوبی جانتے اور سمجھتے ہو اب مین چند امر سے آگاہ اور کتنے امر کی وصیت
تمکو کرتا ہون یقین ہی کہ موافق میری وصیت کے بعد میرے عمل مین لاؤگے پہلے سب کے یہ امر ہی کہ تم جانو کہ مین رہنے والا
مصر کا ہون میرا باپ وزیر اعظم وہانکے بادشاہ کا تھا اور مین اور میرا بڑا بھائی شمس الدین محمد کہ شاید اب تک بقید حیات ہی اور ہم دونون
وزیر اوسی بادشاہ کے تھے کچھ ایسا سبب ہوا کہ مین اپنے بھائی شمس الدین محمد سے جدا ہو کر بذات خود یہان آیا اور اس شہر مین
بود و باش اختیار کی اور اس مرتبہ وزارت کو پہونچا پھر اوسنے جیبی قلمدان کو کھول کر ایک کاغذ کہ جس کو ہمیشہ اپنے پاس
رکھا کرتا تھا نکال کر بدرالدین حسن کو دیا اور کہا کہ وقت فرصت کے اسکو پڑھنا تمکو حال مفصل معلوم ہوگا منجملہ اور باتون کے
تم تاریخ میری کتخدائی اور اپنے تولد ہونے کی اوس مین پاؤگے تم اس کاغذ کو بڑی احتیاط سے رکھنا بدرالدین حسن باپ کو حالت
نزع مین دیکھکر کمال مغموم اور اندوہناک ہوا اور اوس کاغذ کو لے کر اپنے باپ کی خدمت مین اقرار کیا کہ مین اسکو کبھی اپنے سے
جدا نکرونگا پھر نورالدین علی کو غش ایسا آگیا کہ معلوم ہوا اوسنے قضا کی مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ افاقے
مین آیا اور اپنے فرزند بدرالدین حسن کو پانچ نصیحتین دلپذیر فرمائین اول یہ کہ تم ہر ایک شخص کس و ناکس سے دوستی
نکرنا اور کسی سے اپنا بھید اور دل کی بات نکہنا دوسری یہ کہ کسی شخص پر زور و تعدی نکریو تاکہ وہ تمھارے

اپنے دل میں کینہ و دشمنی نہ رکھے اور تم سمجھو کہ یہ دنیا جگہ دینے لینے کی ہی جیسا کہ تم دوسرے کے ساتھ نیکی یا بدی کروگے ویسے تم بھی سب لوگون سے پاؤگے تیسری یہ کہ تم ایسی بات نکہو جس سے تمکو پشیمانی حاصل ہو اور بہت کلام نکیا کرنا اسواسطے کہ بسیار گو ہمیشہ ندامت کھینچتا ہی اور کم گو اکثر آفات سے محفوظ رہتا ہی ان باتونکو اپنا دستور العمل رکھنا اور حکیمون نے کہا ہی کہ خاموشی موجب بقاے عزت اور حفاظت جان کی ہوتی ہی جو آدمی کہ کم بولتا ہی کبھی خجالت نہین اوٹھاتا اور جو بہت زائد کہتا ہی ہمیشہ رنج والم مین رہتا ہی چوتھی یہ کہ کبھی شراب نپینا کہ وہ موجب نقصان عقل کا ہوتا ہی پانچوین یہ کہ ہمیشہ ہر ایک امر مین کفایت کرنا اسواسطے کہ اگر تم اسراف خرچ مین کروگے تو جلد محتاج ہوجاؤگے اور غرض میری یہ ہی کہ نہ اتنی سخاوت کرو کہ مفلس ہو جاؤ اور نہ اتنا بخل کہ موجب تمہاری مذمت اور حقارت کا ہو امر اوسط کو لحاظ رکھنا اسواسطے کہ جبتک تمہارے پاس دولت رہیگی تو سب تمہارے دوستدار تمکو گھیرے رہینگے اور حالت تہیدستی مین کوئی تمکو نہ پوچھیگا اور کوئی تمہارے پاس آویگا غرض مرتے دم تک نورالدین علی بدرالدین حسن اپنے فرزند کو نصیحت کرتا رہا اور جب وس نیکذات ستودہ صفات نے قضا کی بدرالدین حسن اوسکے خلف الرشید نے بڑی عزت اور حرمت سے تجہیز و تکفین کا سامان کیا ملکہ شہرزاد نے بادشاہ شہریار سے کہا کہ جب وزیر جعفر نے یہان تک اس قصے کو کہا خلیفہ ہارون رشید سنکر نہایت خوش ہوا پھر وزیر جعفر نے یہان سے اس قصے کو اسطرح سے بیان کرنا شروع کیا کہ بعد قضا کرنے نورالدین علی کے سب لوگ بدرالدین حسن کو بانسرائی کہنے لگے اسواسطے کہ وہ اوس شہر مین پیدا ہوا تھا بدرالدین حسن موافق دستور اوس ملک کے ایک مہینے تک اپنے باپ کے سوگ و ماتم مین ایسا بیٹھا کہ کسی سے ملاقات نہین کرتا تھا اور واسطے سلام مجرے بادشاہ کے بھی نہین گیا اور ایک مہینا علاوہ دستور ماتم کے رنج و غم مین گھر سے باہر نہ نکلا بادشاہ اوسکی اس حرکت اور بے اعتنائی سے نہایت ناخوش ہوا بجاے اوسکے اور کسی شخص کو اپنا وزیر کرکے اوسی سے کار وزارت کا لیا کرتا تھا ایک دن اپنے وزیر کو بلاکر وزیر متوفی کی اراضی اور حویلیان وغیرہ اثاث البیت ضبط کرنے کو حکم دیا اور کہا کہ بدرالدین حسن کو قید کرکے میری حضور مین جلد حاضر کر وزیر بموجب حکم سلطانی کے فوج لیکر وزیر سابق کے گھر روانہ ہوا ایک غلام غلامون بدرالدین حسن سے اس حال کو دیکھکر راہ سے دوڑا اور بدرالدین حسن کے گھر گھبرایا ہوا پہونچکر اوسکے قدمون پر گر پڑا اور اوسکے قبا کے دامن کو بوسہ دیکر کہا کہ خداوند جلد اپنے تئین بچاؤ بدرالدین حسن نے اوسکے سر کو اپنے پانؤن سے اوٹھاکر کہا کیون خیر تو ہی اوسنے جواب دیا کہ اب فرصت کہنے سننے کی نہین بادشاہ نے برہم ہوکر آپ کی گرفتاری اور ضبط کرنے اسباب گھر کے لیے فوج بھیجی ہی بدرالدین حسن اوس نمک حلال خیرخواہ غلام کی بات سنکر گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ اتنی فرصت ہی کہ مین زر نقد اور جواہرات کو اپنے ساتھ لون اوسنے کہا اسوقت اور کسی چیز اور لینے دینے کا خیال نفرمائیے اور ذرا دیر نکیجیے فقط اپنے تئین بچائیے وزیر آپکے قریب مکان کے پہونچ چکا ایک ساعت مین یہان آیا چاہتا ہی بدرالدین حسن اس بات کو سنکر اپنے مکان سے اوٹھا اور جوتی پانؤن مین پہن جامے کے دامن سے مونہ اپنا چھپایا تا کوئی اوسکو نہ پہچانے اور خدا پر توکل کرکے ایکطرف کو روانہ ہوا مگر اتنی ہوشیاری کی کہ محل کے دوسرے دروازے سے نکل کر بلا توقف گورستان کی طرف چلا جو جاتے جاتے بسبب ہوجانے شام کے اندھیرا ہوگیا تھا وہ اپنے باپ کے مقبرے مین کہ بڑی ایک عمارت عالیشان تھی اور نورالدین علی نے اپنے حین حیات مین بنوایا تھا گیا وہان اتفاقاً جب ایک یہودی تاجر سے ملاقات ہوئی وہ یہودی بدرالدین حسن کو

پہنچا نگر تحفہ گیا اور بہ تعظیم و تکریم سے اوسکو سلام کیا اور بعد سلام کرنے اور چومنے اوسکے ہاتھہ کے متعجب ہو کر کہنے لگا کہ صاحب تم رات کے وقت تنہا کدھر کو جاتے ہو وہ کونسا ایسا امر ہی کہ جسکے واسطے اسقدر تکلیف و تصدیع اپنے اوپر اختیار کی بدر الدین حسن نے جواب دیا مینے اپنے باپ کو خواب مین دیکھا کہ میری طرف خفگی سے نظر کرتا ہی اور اوسکو بہ نسبت اپنے نہایت ناخوش پایا یہانتک کہ مین ڈر کے جاگ اوٹھا اور وہان سے تنہا اوسکے مقبرے کی طرف دوڑ کر آیا اوس یہودی نے چندان اوسکی بات کو باور نکر کے کہا کہ تمہارا باپ بڑا صاحب اقبال اور میرا خداوند نعمت تھا کئی جہاز اوسکے اسباب تجارت سے بھرے ہوے جا بجا گئے ہین اور ابھی کوئی یہان نہین پہنچا اب تم مالک اوسکے سب مال و اسباب اور جہازون کے ہوا گر سب اسباب پہلے جہاز کا جو اس شہر مین پہنچے میرے ہاتھہ بیچو تو مین اسوقت آپکو نقد ایک ہزار ریال دیتا ہون اور ایک توڑا ہزار ریال کا اوسکے آگے رکھدیا بدر الدین حسن نے اس حالت مین کہ بجز ایک بینی اور دو گوش کے کچھہ نہ رکھتا تھا اوس معاملے کو بہت غنیمت اور افضال الٰہی سے سمجھا اور خوش ہو کر اوس امر کو قبول کیا پھر یہودی نے کہا صاحب آپنے اپنا اسباب جہاز کا جو اس شہر مین پہنچے بخوشی خاطر میرے ہاتھہ بعوض ایک ہزار ریال کے بیچا بدر الدین حسن نے جواب مین اوسکے کہا مینے اوسکو برضا و رغبت تیرے ہاتھہ فروخت کیا یہودی نے توڑا ہزار ریال کا اوسکے ہاتھہ مین دیکر کہا خداوند اگرچہ مجھے تئین آپ کے فرمانے کا اعتماد اور وثوق ہی لیکن اگر اقرار نامہ اسکا لکھہ دیجیے تو اورون کے نزدیک سند ہو بدر الدین حسن نے کہا بہت اچھا پھر اوس یہودی نے اپنی کمر سے قلم دوات نکال کر آگے رکھدی اور ایک پرزہ کاغذ کا دیا بدر الدین حسن نے اوسمین لکھا کہ بدر الدین حسن بصرائی نے اپنا پہلے جہاز اپنے کو کہ اس بندر مین پہنچے بعوض ہزار ریال کے اسحاق یہودی کے ہاتھہ بیچا اور نیچے اوسکے اپنے دستخط کرکے اوس یہودی کے حوالے کیا یہودی اوس فروخت نامے کو لیکر روانہ ہوا اور بدر الدین حسن بعد جانے اسحاق یہودی کے سیدھا اپنے باپ کی قبر پر گیا اور رو کے کہنے لگا ہنوز غم و الم مرنے میرے پیارے باپ کا میرے دل سے نہین گیا تھا کہ بادشاہ ظالم نے میرے گھر بار کو ضبط کر لیا اور میرے پکڑنے کے لیے حکم کیا اب مین بھاگ کے یہان آیا ہون تا مین اوسکے ہاتھہ سے نجات پاؤن دیر تک اسطرح کی باتین رو رو کر کرتا رہا آخر کو وہان پڑ کے اوسی حالت اندوہ مین سو گیا تھوڑی دیر اوسکے سونے کو نہین گذری تھی کہ ایک جن کہ اوسکو وہان پر رہا کرتا اور شب کو واسطے سیر کے اوس مقبرے سے نکل جاتا بدر الدین حسن کو وہان پڑے ہوے دیکھکر اوسکے حسن و جمال پر نہایت فریفتہ ہوا اور کہنے لگا یہ فرشتہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی خدا نے اسکو فردوس برین سے واسطے روشن کرنے دنیا کے بھیجا ہی اسواسطے کہ مینے اب تک اور کسی آدم زاد کو ایسا حسین و شکیل دنیا مین نہین پایا پھر جب اوسکو دل بھر کے دیکھہ چکا وہانسے اوڑ کر عالم ہوا مین ایک پری سے دو چار ہوا اور ایک نے دوسرے سے صاحب سلامت کی بعد اسکے اوس جن نے اوس پری سے کہا کہ میرے ساتھہ زمین پر اوتر تا کہ مین تجھے ایک خوبصورت جوان کو کہ فلانے مقبرے مین سوتا ہی دکھاؤن اوسکے دیکھنے سے تو کمال خوش ہوگی وہ پری راضی ہوئی پھر وہ دونون ایک لمحے مین وہان آپہنچے جن نے بدر الدین حسن کے تئین پری کو دکھا کر کہا سچ بتا تونے کہین ایسا جوان حسین دیکھا ہی پری نے بغور و تامل دیکھکر کہا فی الحقیقت یہ جوان نہایت خوبصورت ہی مگر مین ابھی کیرو سے ایک تماشا عجیب تر اس سے دیکھے ہوے آتی ہون اگر تو سننا چاہے تو مین اوسکو بیان کرون جن نے جا

اس قصے کو سنائے گی تو مجکو نہایت ممنون کریگی پری نے اوس حال کو اسطرح سے بیان کرنا شروع کیا کہ بادشاہ مصر کا ایک وزیر تھا
شمس الدین محمد نام اور اوسکی ایک بیٹی ہی بیس برس کی کمال خوبصورت بادشاہ نے تعریف اوسکے حسن کی سنکر وزیر کو پیغام اپنی شادی کا
اوسکے ساتھہ دیا وزیر نے اس امر کو قبول نکیا اور بجاے خوشی کے ترنج ہوا اور بادشاہ کو جواب دیا کہ مین اس سعادت اور شرف سے
جو آپ فرمایا چاہتے ہین محروم ہون اور اوسکے قبول کرنے مین معذور اس امر سے بندہ کو معاف فرمائیے اسواسطے کہ آپ کو بھی معلوم
ہوگا کہ میرا ایک بھائی ہی نور الدین علی نام آگے وہ بھی مثل میرے وزیر حضور کا تھا ایک مدت سے وہ کہین چلا گیا ہی اس عرصے
تک اوسکی کچھہ خبر مجکو معلوم نتھی مگر پانچ چار روز کا عرصہ گذرتا ہی کہ مینے سنا وہ وزیر بادشاہ بانسرہ کا ہوا تھا اب وہ ایک بیٹا چھوڑکر
مرگیا اور ہم دونون بھائیون کے درمیان آگے سے عہد ہو چکا کہ ہم دونون کی اولاد مین باہم وصلت ہوگی مجکو یقین ہی کہ اوسنے
مرتے وقت وصیت اس امر مین اپنے بیٹے سے کی ہوگی اب ضرور ہی کہ اوسکی وصیت کو مین بجالاؤن خدا کے واسطے اس امر سے
غلام کو معاف رکھیے اس شہر مین مثل میرے بہت بڑے بڑے امیر خوبصورت لڑکیان رکھتے ہین اون سے اس امر کی درخواست
کیجیے بادشاہ اس انکار سے شمس الدین محمد وزیر پر نہایت خفا اور ناخوش ہوا اور فرمایا کہ تو مجکو ایسا ذلیل و ناچیز سمجھا کہ مجپر اور کو
ترجیح دیتا ہی عوض تیری اس بےادبی کے دیکھہ تو کیسی تجکو مین سزا دیتا ہون اور مینے قسم کھائی ہی کہ تیری بیٹی کی شادی اپنے
غلام کے ساتھہ جو نہایت بدصورت اور کریہ منظر ہو کرونگا یہ کہکر بادشاہ نے وزیر کو رخصت کیا وہ نہایت غمگین اپنے گھر گیا اوسی دن
بادشاہ نے ایک اپنے غلام کو کہ سائیسون مین ملازم اور نہایت بدصورت عظیم البطن کبڑا تھا اور پانون اوسکے ٹیڑھے مثل ام الصبیان
کے ڈرونے تھے شادی کے واسطے مقرر کر وزیر کو کہلا بھیجا کہ اپنی بیٹی کی سب طیاری شادی کی کر اور قاضی کو گواہون سمیت
واسطے پڑھانے نکاح کے بلا کر مہیا اور آمادہ رکھہ وزیر طوعا و کرہا بادشاہ کا حکم بجالایا رات کے وقت سب غلام شہر مصر کے جمع
ہوے اور مشعلین اپنے ہاتھہ مین لیکر حمام کے دروازے پر واسطے آنے اوس کوزہ پشت سائیس کے منتظر بیٹھے تاکہ اوسکو حمام
مین نہلا اور نوشہ بناکر وزیر کے گھر واسطے بیاہنے کے جاوین اب وہ سب اوسکو دولھا بنا رہے ہین اور مینے جاکر دیکھا کہ وزیرزادی
کو بھی نہلا دھلا کر واسطے اوس کبڑے کے دولھن بنایا ہی مگر افسوس کہ وہ وزیرزادی ایسی خوبصورت اور شکیل ایسے غلام نامعقول
کے ساتھہ بیاہی جاوے جب پری اس حال کو بیان کر چکی جن نے کہا کیا خوب بات ہی کہ اوس وزیرزادی کی جو اس مرتبہ حسین ہی اس جوان کے ساتھہ
شادی ہو پری نے کہا مین بھی یہی چاہتی ہون کہ بادشاہ کے ظلم سے اوسکو بچا اور کبڑے کے تئین دھوکا دیکر اوسکی جگہ اس جوان کو بٹھایا
چاہیے اور انتقام بادشاہ کے بیجا غصے کا لیجیے تاکہ اوس عروس اور اوسکے باپ کو اس عار و ننگ سے نجات ہو اور اوس کبڑے ذلیل
کی وصلت سے اوسکے حسب و نسب مین داغ اور عیب نہ لگے جن نے پری سے کہا تو بھی اگر میرے شریک اس کام مین ہووے تو ہو سکتا ہی مین ابھی
اس جوان کو قبل اسکے کہ بیدار ہو یہان سے اوٹھا کر لیے جاتا ہون غرض جن اور پری باہم آمادہ اس کام کے ہوے چنانچہ جن نے
بدرالدین حسن کو آہستہ سے اوٹھا کر متصل حمام کے جہان وہ کبڑا غلامون کے ہمراہ ہو کر نہانے آیا تھا لے گیا جب بدرالدین حسن بیدار ہوا
ایک مجمع مین پایا ڈر کے چاہتا تھا کہ چلائے اور غل مچائے مگر جن نے مونڈھے پر اوسکے ہاتھہ رکھکر سمجھایا کہ خبردار

یون نہین ہم بجو رہ اور ایک مشعل کو ہاتھہ مین لیکر اون کی جماعت کے شامل ہوا اور وزیر کے محل مین جہان یہ سب واسطے شادی کرنے کے جاتے ہین
تو بھی چلا چل اور دہنی طرف اوس کبڑے کے جسکا حال ابھی تجکو معلوم ہوگا ہو کر بیخوف وہراس اندر محفل کے جا اور مٹھی بھر بھر کے ریال
اپنی تھیلی سے نکالکر گانے والونکو اور رقاصون کو جو ہمراہ نوشہ کے جاوینگے دیجیو اور بعد داخل ہونے محفل کے لونڈیون اور خواصونکو بھی
کہ وہ گرد و پیش دولھن کے ہونگی بہت انعام کریو خبردار اپنی تھیلی مین کچھہ نرکھیو اور جو مین کہتا ہون اوسکے موافق عمل مین لائیو اور ذرا کسی سے
ڈریو نہین بدرالدین حسن ان سب باتون کو کہ جن نے کہی تھین ذہن نشین اپنے کرکے حمام کے دروازے پر گیا اور سب کے پہلے اوسنے ایک
مشعل اپنے ہاتھہ مین لیکر مشعل اور غلامون کی روشن کرلی اور اوس گروہ مین اسطرح سے ملگیا کہ کبڑے کے ساتھہ والون مین معلوم ہونے لگا
اور ساتھہ اون سب کے پیچھے اوس کبڑے کے کہ حمام سے نہا کر نکلا اور بادشاہی گھوڑے پر سوار ہو کے چلا تھا روانہ ہوا اور جب گانے
اور ناچنے والون کے نزدیک پونہچا اوسنے مٹھی بھر بھر کے ریال اونکو دینا شروع کیا سبھون نے اوسی دم دہشت سے بدرالدین حسن
کیطرف نظر التفات سے دیکھنا شروع کیا اور اوسکے حسن جمال کو دیکھکر نہایت متحیر اور متعجب ہوے غرض وہ اوس طرح سے دیتا لیتا
وزیر شمس الدین محمد اپنے چچا کے دروازے تک پونہچا چوبدارون نے سب غلامون کو اندر جانے ندیا بدرالدین حسن کو بھی مشعل اوسکے دروازے
پر روکا مگر گانے ناچنے والون نے کہ جنکو مطلق روک ٹوک تھی اپنے لینے اور پانیکے واسطے بدرالدین حسن کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ اس شخص
کو کیون روکتے ہو یہ تو غلام نہین بلکہ شخص اجنبی ہی واسطے تماشا دیکھنے برات کے شہر سے آیا ہی یہ کہکر اون سبھون نے بدرالدین حسن کا
ہاتھہ پکڑ اپنے حلقے مین کھینچ لیا اور ساتھہ اپنے اندر محل کے لیگئے اور مشعل اوسکے ہاتھہ سے لے اور محفل کے اندر لیجا دہنی طرف نوشہ
کبڑے کے جو تخت پر برابر عروس کے بیٹھا تھا بٹھلا دیا اگرچہ وہ دولھن نہایت خوبصورت تھی مگر بسبب تشویش کے پژمردہ دکھائی دیتی تھی
پھر جب دولھا اور دولھن ایک جا ہوے خاتونین مصر کی اور خواصین اور لونڈیان مومی شمع لیے ہوے آئین اور اوس کبڑے کی صورت بد
اور مکروہ کو دیکھکر بالاتفاق کہنے لگین کہ ہم اپنی عروس کو اس جوان یعنی بدرالدین حسن کو دینگے نہ اس کبڑے بدصورت کو اور بادشاہ کی
تجویز کو کہ جسنے چاہا تھا کہ خوبصورت کو ساتھہ بدصورت کے وصلت کرے کچھہ خیال مین اپنے نہ لائین اور اسی گفتگو مین ایسا شور
و غل کیا کہ گانا بجانا وہان موقوف ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد ڈومنیان گانے بجانے اور دولھن کو پوشاک پہنانے لگین اب یہان سے مولف
کتاب کا لکھتا ہی اوپر اہل دانش کے پوشیدہ نرہے کہ اصل کتاب الف لیلہ عربی مین اس مقام پر کہ نوبت ایک سو دو رات کی پونہچی تھی اور دو راتین
اونمین سے علاوہ سو رات کے صرف اسی اگ رنگ اور سامان کے بیان مین کمال فصاحت سے نظم تھین اسواسطے مترجم زبان انگریزی نے
اونکو ترک کیا لہذا اس کتاب مین بھی کہ زبان انگریزی سے اردو مین ترجمہ کی گئی ہی مضمون اون شبونکا چھوڑ دیا گیا غرض ڈومنیون نے
سات جوڑے سات طرح کے وزیر شمس الدین محمد کی بیٹی کو ہر ایک اگ کے ساتھہ پہنائے جب وہ موافق رسم ورواج اوس دیس کے
جوڑے بدل چکی تب اپنی جاسے اوٹھکر بالاتفاق اور بیبیون کے کبڑے دولھہ کے پاس سے ہو اور ایک نظر اوسکو دیکھہ بدرالدین حسن کے پاس جاکے
بیٹھی بدرالدین حسن بموجب تعلیم اوس جن کے اون خواصون اور ڈومنیون کو جو دولھن کے ساتھہ آئی تھین مٹھی بھر بھر کے ریال تھیلی
سے نکال دینے لگا وہ خوش ہو کر ایک دوسرے کو دھکا دے کر چننے مین مصروف ہوئین اور اوسکو جھک جھک کر سلا

اور دایائین سب نے گیلی اور آپس مین ایک دوسرے سے اشارہ کنایہ کرتی تھین کہ یہ دولھن قابل ہی جوان حسین کے البتہ ہی نہ اوس بدشکل کبڑے کی اور سب خادمان
محل بھی یہی گفتگو کرتی تھین مگر کبڑا اونکی باتون کو کچھ سنتا تھا اور کچھ نہین اسواسطے کہ اونھون نے ہزارون نقال اور بازیون سے اوسکو مشغول
کر رکھا تھا پھر جب رسم تبدیل جوڑونکی ہوچکی اور گانا بجانا موقوف ہوا تب اونھون نے اشارہ بدرالدین حسن کو کیا کہ کھڑا ہو اوسکے کھڑے ہوتے ہی
سب خاتونین اور محل کے لوگ اوس جگہ سے چلے گئے اور عروس حجلہ عروسی مین گئی تب خواصون نے پوشاک اوتار کر شب خوابی کے کپڑے
اوسکو پہنائے اوس جگہ سوا کبڑے اور بدرالدین حسن اور خواصون کے کوئی نرہا کبڑے نے بنظر گرم اور غصے کے بدرالدین حسن کیطرف
دیکھکر کہا تو کیون یہان ٹھہرا ہی اور یہانسے چلا نہین جاتا بدرالدین حسن اوسکے کلام سنکر گھبرایا اور ارادہ وہانسے نکل جانے کا کیا کہ جن
اور پری نے اوس سے کہا تو کہان جاتا ہی ٹھہر کبڑے کو ہم یہان سے نکالے دیتے ہین تو دولھن کے پاس جا اور اوس سے کہہ کہ شوہر تیرا مین ہون بادشاہ نے
ہنسی اور تمسخر کی راہ سے کبڑے کو دولھا بنا کر محل مین تیرے بھیجا تھا تم کچھ کھانا اوسکے واسطے اصطبل مین بھجوا دو اور عروس کو اپنے ساتھ لیجا
دولھن تمکو دیکھکر بہت خوش ہوگی اور تم کبڑے سے مطلق نہ ڈرو ہم اوسکو ابھی دفع کرتے ہین غرض جب پری نے بدرالدین حسن کو اسطرح سے
تعلیم اور تقویت دل کیا اور جرأت دلوائی وہ اوس جا پر ٹھہرا اور کبڑا اوس جگہ سے بھاگا اسواسطے کہ جن نے بلی بنکے ایسی تیز نظر سے اوسکی طرف
دیکھا اور غرانا شروع کیا جیسے شکار کو دیکھکر شیر بولتا ہی کبڑا اوسے ڈانٹ کر دونون ہاتھون کو ایک دوسرے پر زور سے ملنے لگا تا وہ
بلی ڈرکر بھاگ جائے مگر وہ بلی اوسکی طرف گھورنے لگی اور آنکھین ایسی لال اور سرخ کین جیسے آگ کے انگارے اور آگے سے زیادہ غرانے
اور چلانے لگی اور اسقدر پھولی اور بڑی ہوئی کہ مانند گدھے کے ہوگئی تب وہ کبڑا دیکھکر ڈرا اور قصد بھاگنے کا کیا اتنے مین وہ جن بہت بڑا
بھینسا بنکے ڈکارنے لگا اور اسطرح سے شور وغل کرکے کہا ای کبڑے کہان بھاگ کر جائیگا کھڑا رہ کبڑا نہایت خوف سے زمین پر گر پڑا اور
مونہ اپنا جامے کے دامن سے چھپا لیا تا کہ اوس بھینسے کی شکل مہیب نظر نہ پڑے اور گڑگڑا کر کہنے لگا کہ ای سلطان جاموش مجھے کیا حکم ہوتا ہی
بھینسے نے جواب دیا کہ تیرا اتنا بڑا مقدور کہ تو میری بی بی کے ساتھ شادی کرنے کو آیا ہی کبڑے نے جواب دیا خداوند مجھسے قصور ہوا
امیدوار عفو کا ہون مجکو معلوم نتھا کہ یہ بی بی معشوقہ تمھاری ہی بھینسے نے کہا تو یہانسے تا طلوع ہونے آفتاب کے نجائیو چپکا یہان پڑا رہ دن
ہوتے ہی اس جگہ سے چلا جائیو اور پھر کے اسطرف کو ندیکھیو نہین تو دونون سینگون کو تیرے شکم مین مارکے تجکو جان سے مار ڈالونگا پھر وہ جن
بھینسے کی شکل چھوڑکے آدمی بن گیا اور اوس کبڑے کی ٹانگین پکڑ کر اوٹھا اور سر تلے کر دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا اور کہا اگر تو نے صبح ہونے تک
ذرا حرکت کی اور اس وضع پر کھڑا نرہا تجکو اسی دیوار کے ساتھ رگڑ ڈالونگا بعد اسکے جن اور پری دونون وہانسے چلے گئے اور بدرالدین حسن
بکمال جمعی اور اطمینان سونے کے واسطے حجرۂ عروسی مین گیا اوسوقت ایک خاتون پیر دولھن کو کسی جا پر باہر دروازے کے لے گئی اور نوشہ کو بطور
نصیحت کے کہا میان اپنی عروس کے ساتھ موافق دستور خلق کے سلوک کرنا یہ کہکر باہر سے دولھن کو لے آئی دروازہ حجرے کا بند کرا اوسمین قفل لگا
چلی گئی وہ عروس بجای کبڑے کے بدرالدین حسن کو پاکر نہایت خوش ہوئی اور پوچھا کہ ای دوست کیا تم میرے شوہر کے ہمراہیون مین سے ہو
بدرالدین حسن نے جواب دیا مین جنس کبڑے سے نہین بلکہ مین ہی تمھارا شوہر ہون بادشاہ نے پہلے چاہا تھا کہ اپنی شادی تمھارے ساتھ کرے
مگر تمھارے باپ نے اوسے قبول نکیا بادشاہ نے خفا ہو وزیر کے ساتھ ظاہر مین ہنسی کی راہ سے کبڑے کو تجویز کیا کہ اوسکے ساتھ

تمہاری شادی ہو مگر درحقیقت مجھکو کہ تمہارا ہمجنس ہون واسطے کتخدائی کے تمہارے ساتھ بھیجا ہی تمنے شاید دیکھا ہوگا کہ تمہارے محل کے سب لوگ اوس کبڑے سے ہنستے اور اوسے مسخرا بناتے تھے مینے اب اوسکو پھر اصطبل مین بھیجدیا ہی تم خاطر جمع رکھو کہ وہ پھر تمہین دکھائی نہ دیگا وزیرزادی کہ نہایت ملول اور مغموم ہو رہی تھی ان باتونکو سنکر اور اپنے شوہر کو خوبصورت پاکر کمال خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ مین کمال فکر اور اندیشے مین تھی کہ تمام عمر میری رنج واندوہ مین اوس کبڑے کے ساتھ کٹیگی مگر شکر خدا کا کہ مجھکو اوس سے بچاکر تمہارے ساتھ شادی کی یہ کہکے وہ بدرالدین حسن کے ساتھ سورہی بدرالدین حسن بھی اوسکے حسن و جمال کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اپنی پوشاک اوس تھیلی سمیت جسکو اوسنے یہودی سے پائی تھی ایک چوکی پر اوتار کر رکھدی باوجود اسقدر صرف کے وہ تھیلی اوسیطرح اشرفیون سے بھری رہی اور یہ سبب جن کے جادو کا تھا پھر دستار بھی سر سے اوتار شہزادی کے تاج کو پہن لیا اور فقط ایک تنگ پائجامہ اور مرزائی پہنکر اپنی عروس کے ساتھ سویا جب تھوڑی سی رات باقی رہی اوس جن کی ملاقات پھر اوس پری کے ساتھ ہوئی جن نے پری سے کہا قبل اسکے کہ فجر ہو تو اوس جوان کو وہان سے سوتے ہوے اوٹھا لیجا کر اور کسی ملک مین پونہچادے چنانچہ پری نے اوسی طرح چپکے بدرالدین حسن کو دولھن کی آغوش سے اوٹھاکر دمشق کی جامع مسجد کے دروازے پر لیجاکے لٹادیا اور آپ جن کے ساتھ وہان سے چلی گئی جب لوگ فجر کی اذان سنکر اوس مسجد مین واسطے پڑھنے نماز صبح کے حاضر ہوے بدرالدین حسن کو ساتھ قمیص و ازار کے زمین پر پڑے ہوے دیکھ نہایت متحیر ہوے کسینے کہا کہ یہ شخص اپنی بی بی سے روٹھ آیا ہی اتنی فرصت نپائی کہ کپڑے پہنتا دوسرے نے کہا شاید یہ شخص تمام رات اپنے دوستون آشنا ؤنمین شراب پیتا رہا اب بدمست ہوکے یہان آپڑا ہی اور غافل ہوکے سو گیا تیسرا اور کچھہ کہتا تھا مگر کسیکو تحقیق معلوم نہوا کہ وہ کیونکر وہان پر آیا آخرکو وہ کچھہ تو لوگون کے شور وغل سے اور کچھہ ٹھنڈی ہوا چلنے سے بیدار ہوا اور لوگون کو گرد اپنے جمع دیکھکر متحیر ہوا اور اپنے تئین دروازے پر مسجد کے جسکو کبھی نہین دیکھا تھا پایا حیران ہوا اوسنے آنکھہ کھولکر اونسے پوچھا کہ صاحبو خدا کے واسطے مجھے بتاؤ کہ مین کون ہون اور تم کیون میرے گرد جمع ہوکے کیا گفتگو کر رہے ہو ایک شخص نے اوس مجمع سے کہا ای جوان ہمنے ابھی تجھکو یہان پر دیکھا ہی اور کیا تو نہین جانتا کہ یہ دروازہ جامع مسجد دمشق کا ہی بدرالدین حسن نے کہا سبحان اللہ شب کو مین قاہرہ مین سویا تھا فجر کو کیونکر دمشق مین آگیا اس بات کو سنکر بعضون نے کہا کہ یہ شخص واجب الرحم ہی کہ ایسا حسین جوان سودائی ہو ایسی بہکی بہکی باتین کرے اون مین سے ایک بڈھے نے کہا ای فرزند تم کیا کہتے ہو یہ امر محال ہی کہ شب کو تم قاہرہ مین ہو اور صبح کو دمشق مین بدرالدین حسن نے کہا مین سچ کہتا ہون کہ کل فجر کے وقت مین شہر بصرے مین تھا اس بات کے سنتے ہی سب آدمی ٹھٹھا مارکے ہنسنے اور غل مچاکے کہنے لگے کہ یہ شخص احمق یا مجنون یا اسمین کچھہ بھید ہی افسوس اسکی جوانی پر کہ ایسا اچھا آدمی مجنون اور سودائی ہو جاوے پھر ایک نے کہا یہ امر کیونکر ممکن ہی جو تم کہتے ہو کہ ایک آدمی کل بصرے مین ہو اور اوسی رات کو قاہرہ مین اور اوسکی فجر کو دمشق مین معلوم ہوا کہ تم ہنوز سوتے ہو اور یہ خواب مین تمہاری گفتگو ہی بدرالدین حسن نے جواب دیا یہ بات راست ہی کہ کل کی رات میری شادی قاہرہ مین ہوئی تھی یہ سنکر اور بھی لوگ ٹھٹھے مارنے لگے پھر اوسی شخص نے کہا تونے مقرر خواب دیکھا کہ اب تک وہی خیال تیرے دماغ مین ہی بدرالدین حسن نے کہا نہین صاحب مینے خواب مین نہین دیکھا واقع مین کل میری شب عروسی تھی سات دفع میری دولھن کو میرے روبرو سات طرح

لباس مین لائے تھے اور اوسجا پر ایک کوزہ پشت بدصورت بھی تھا اونھون نے چاہا کہ اوسکی شادی وس عروس کے ساتھہ کرین ان ہون کہ میرا جامہ پگڑی اور تھیلی اشرفیونکی جو کیرو مین میرے ساتھہ تھی کیا ہوئی اگرچہ وہ اسطرح سے ان باتونکو ظاہر کرتا تھا کہ موجب یقین کے ہوئے مگر کسی کو اوسکے کہنے کا یقین نہین آتا تھا اور ہنستے تھے آخر بدرالدین حسن جب اپنے حال کو کہ واقعی تھا کہہ چکا وہان سے اوٹھکر شہر کیطرف گیا اور آدمی اوسکے پیچھے پکارتے جاتے تھے کہ یہ شخص احمق دیوانہ ہے اس شور وغل کو سنکر بہت آدمی گھر کیون سے اور بہت اپنے دروازونمین کھڑے ہو کے اوسکو دیکھتے اور ہنستے تھے اور بعضے اون شور وغل کرنے والون کے ساتھہ ہو کر چلاتے تھے کہ دیوانہ سودائی ہے مگر سبب اوسکی دیوانگی کا کسیکو معلوم تھا یہانتک کہ وہ جوان شریف النفس گھبرا کر ایک حلوائی کی دکان پر گیا اور اندر دکان کے جا کر چھپا اپنا اونسے چھڑایا یہ حلوائی آگے سردار عرب کے قزاقون کا تھا کہ قافلون کو لوٹا کرتے تھے اب اوسنے ایک مدت سے قزاقی کو چھوڑ بود و باش اپنی دمشق مین مقرر کی تھی اگرچہ اوسکے حسن رویہ اور خوش معاملگی سے شہر کے لوگ اوس سے بہت راضی تھے مگر ساتھہ اسکے اکثر لوگ ہنوز اوس سے ڈرتے تھے لہذا اوسکے خوف سے بھاگ گئے تب اوسنے بدرالدین حسن سے پوچھا تو کون ہے اور یہان تیرا آنا کیونکر ہوا اوسنے اپنا سب حال مفصل بیان کیا کہ مین وزیرزادہ بانسرہ کا ہون بعد انتقال والد کے بادشاہ بانسرے نے گھر ضبط کر کے ارادہ میرے قید کرنے کا کیا مین اس خبر کو سنکر چھپکے بھاگا اور اپنے باپ کی قبر پر آیا اور وہان سو گیا جب بیدار ہوا تو مینے اپنے تئین کیرو مین پایا اور وہان ایک بی بی کے ساتھہ میری شادی ہوئی اور شب کو اوسکے ساتھہ سویا آج فجر کو مینے اپنے تئین اس شہر کے دروازے پر زمین مین پڑا ہوا پایا مین اس امر عجیب سے کچھہ آگاہ نہین کہ کیونکر اتنے تھوڑے عرصے مین ان شہرون دور و دراز مین پونہچا اوس حلوائی نے اوسکا حال سنکر کہا تیرا قصہ نہایت عجیب و غریب ہے خبردار اس حال کو کسی سے نکہیو میرے کوئی اولاد نہین مین تجکو اپنا متبنی کیا چاہتا ہون بشرطیکہ تو بھی راضی ہو اور اوس امر کا آدمیون کے روبرو اقرار کرے پھر تو شوق سے اس شہر مین بدلجمعی تمام آمد و رفت کیجیو میرا بیٹا جانکر کوئی تجسے تعرض نکریگا اگرچہ متبنی ہونا حلوائی کا بدرالدین حسن کے حق مین فروتر رتبہ تھا مگر اوس وقت اوسنے اس امر کو نہایت غنیمت جانکر قبول کیا پھر حلوائی نے اوسے اچھے کپڑے پہنا کر لوگون کو اپنے گھر مین جمع کیا اور بدرالدین حسن نے اپنے تئین فرزند اوس حلوائی کا قرار دیکے اقرار کیا پھر وہ حلوائی اوسکو گواہون سمیت کوتوال کے پاس لیگیا بدرالدین حسن نے اوسکے روبرو بھی اقرار کیا کہ مین اس حلوائی کا فرزند ہون بعد اس اقرار کے بدرالدین حسن اوسکے گھر مین رہنے لگا اور دمشق مین معروف بہ حسن ہو کر کاروبار حلوائی کا سیکھتا اب حال عروس یعنی وزیرزادی کا سننا چاہیے کہ یہان پر کیا گذرا فجر کے وقت جب شمس الدین محمد کی لڑکی بیدار ہوئی تو اوسنے بدرالدین حسن کو چھپر کھٹ پر نپایا جانا شاید واسطے بول و براز کے اوٹھکر باہر گیا ہے جلدی سے پھر آوے گا وہ دولھن منتظر پھر آنے بدرالدین حسن کی بیٹھی تھی کہ شمس الدین محمد وزیر نہایت مغموم اور اندوہگین اس ننگ و عار سے جو بادشاہ نے نسبت اوسکی دختر کے تجویز کیا تھا وہان پر آیا اور ساتھہ کمال افسردگی کے اپنی لڑکی کا نام لیکر پکارا دولھن نے جلدی سے اوٹھکر دروازے کو کھولا اور ساتھہ شگفتہ پیشانی کے اوسکے ہاتھونکو بوسہ دیا وزیر نے اوسکو خوش پاکے بہت تعجب کیا اسواسطے کہ وہ جانتا تھا کہ وہ لڑکی بھی اس ننگ و عار سے مثل میرے رنج و غم مین ہوگی اور کہا اے کمبخت بے نصیب تو میرے آگے اظہار سرور اور بشاشت کا کرتی ہے بعد اس فضیحتی اور رسوائی کے جو تیرے اور میرے حق مین

ہوئی عروس نے اپنے باپ سے کہا مجکو آپ اسقدر کیون ملامت فرماتے ہین یہان پر وہ کبڑا بدصورت نہین اور مین اوسکے ساتھہ بیاہی نہین گئی
وہ تو یہان سے کب کا بھاگ گیا اور بجاے اوسکے اور ایک جوان حسین دلربا کے ساتھہ میرا نکاح ہوا درحقیقت وہی میرا شوہر ہے وزیر شمس الدین محمد
نے کہا تو کیا کہہ رہی ہے کیا سچ مچ رات کو تیرے ساتھہ وہ کبڑا نہین سویا دولہن نے کہا نہین بلکہ وہ شخص جو میرے ساتھہ سویا تھا ایکی
بڑی بڑی آنکھین اور ابرو سیاہ ہین وزیر اوسکے کلام کو باور نکرکے غصے ہوا اور کہا تو نے مجھسے شرارت کی راہ اتنا خلاف ظاہر کیا ہے
شوہر وہی کبڑا ہے اوسنے کہا مین اوس کبڑے پر لعنت بھیجتی ہون اور مین ہرگز اوسکے ساتھہ ہمبستر نہین ہوئی میرا شوہر رفع حاجت کے واسطے
باہر گیا ہے ابھی آتا ہوگا اوسے دیکھہ لینا وہ کیسا ہے شمس الدین محمد باہر نکل کے اوسکو ڈھونڈھنے لگا اوسکو تو نپایا مگر ایک طرف دیکھا
کہ وہ کبڑا دیوار کے ساتھہ لگا ہوا الٹا کھڑا ہے یعنی پانوٗن اوسکے اوپر ہین اور سر نیچے جیسا وہ جن اوسے کھڑا کر گیا تھا اوسی ہیئت سے وہ
معکوس کھڑا تھا وزیر نے اوسے اوس شکل سے دیکھکر پوچھا کہ تجکو اس طرح سے کسنے یہان کھڑا کیا ہے کبڑے نے وزیر کی آواز کو بھی
جواب دیا کہ خوب آپ نے میرے ساتھہ ہنسی کی کہ جنکی بی بی کے ساتھہ میری شادی ٹھیرائی وہ بی بی تو ایک بدصورت جن کی معشوقہ
ہے وزیر سمجھا کہ یہ بڑبڑا رہا ہے اوسکی باتونپر اصلا التفات نکرکے کہا ذرا سیدھا ہو کے کھڑا ہو اوس کبڑے نے جواب دیا بدون طلوع ہوئے آفتاب کے
مین مطلق حرکت نہین کرسکتا اسواسطے کہ رات کو مین عجب مصیبت اور مخمصے مین مبتلا ہوا تھا پہلے تو ایک کالی بلی میرے روبرو آئی اور اوسی ساعت وہ ایک
بڑا بھینسا بنگئی اور جو کچھہ کہ اوسنے مجھسے کہا تھا مین اوسے بھولا نہین تم مجھے اسی حالت مین چھوڑکے اپنے کام کو جاؤ وزیر نے اوس کبڑے کو پکڑکے
سیدھا کھڑا کر دیا مگر سیدھے ہوتے ہی وہ کبڑا ایسا بھاگا کہ ذرا دم نہ لیا اور پیچھے پھرکے دیکھا دوڑتا ہوا بادشاہ کی حضور مین جا حاضر ہوا اور اوسنے
اپنے حال کو جیسا کہ جن نے اوسکے ساتھہ سلوک کیا تھا ظاہر کیا بادشاہ اوسکے قصے کو سنکر بہت ہنسا اور وزیر شمس الدین محمد اس امر کو دیکھکے
نہایت متعجب ہوا اور اپنی بیٹی کے پاس آکر کہا تو سچ کہتی ہے وزیرزادی نے کہا میرے ان سب باتون کے اور ایک امر بھی گواہ اپنی صداقت پر رکھتی ہون وہ
یہ ہے کہ اس کرسی پر میرے شوہر کے کپڑے رکھے ہین انکو بغور ملاحظہ کیجیے شاید اونمین کوئی امر ایسا ظاہر ہو کہ جس سے تمہارے دل کا بالکل شک دفع ہو
جاتا ہے پھر اوسنے بدرالدین حسن کی دستار اوٹھاکر وزیر کو دی وزیر نے جب اوسکو چارون طرف سے پھراکر دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ بندش دستار
وزارت کی ہے اور موصل کی وضع پر پھر اوسمین ایک چیز بطور تعویذ کے کپڑے مین لپٹی ہوئی پائی اوسے اوسنے کھولا تو اوسمین ایک کاغذ لکھا ہوا
دیکھا جو نورالدین علی وزیر نے وقت اپنی رحلت کے بدرالدین حسن کو لکھدیا تھا اور وہ اپنے باپ کی نشانی کو تعویذ بناکر اپنی دستار مین رکھتا تھا
شمس الدین محمد نے دیکھتے ہی اپنے بھائی نورالدین علی کے دستخط پہچانے اور سوا اوسکے ایک تھیلی بھری ریالون سے پائی اور اوس تھیلی
کے اندر سے ایک نیا کاغذ کا جو لکھا ہوا اسحاق یہودی کے ہاتھہ کا تھا نظر پڑا اوسمین مرقوم تھا کہ ہزار ریال بیچ وجہ قیمت اسباب جہاز کے
نورالدین علی وزیر مصر کے ہین بدرالدین حسن کو کہ اوسکا بیٹا اور وارث ہے دیتا ہون وزیر شمس الدین یہ مضمون پڑھکے بیہوش ہو گیا اور کاغذ
ہاتھہ سے گر پڑا پھر جب ہوش مین آیا تو اپنی لڑکی سے کہا تمہاری خوشی و مسرت حق بجانب ہے شوہر تمہارا چچیرا بھائی ہوا اور تمہیں مین
تمہارا مہر جو اوسنے تمکو دیا شکر خدا کا کہ سب امر مطابق خاطر خواہ ظہور مین آئے پھر اپنے بھائی کے خط کو اوٹھاکر کئی بار پڑھا اور رویا اور اوسکا مضمون
یہ تھا کہ مین فلانی تاریخ مین کیرو سے بصرے مین آیا اور فلانی تاریخ میری شادی ہوئی اور بعد اوسکے فلانے دن اور فلانی ساعت بدرالدین ح

میرا بیٹا پیدا ہوا شمس الدین محمد نے جب ان تاریخون کو اپنی تاریخون سے مطابق کیا تو تاریخ شادی اپنی اور اپنے بھائی کی ایک ہی پائی اور
جس دن بدرالدین حسن پیدا ہوا تھا اوسی دن اور تاریخ مین شمس الدین محمد کے گھر لڑکی پیدا ہوئی تھی اس امر کو شمس الدین محمد دریافت کرکے نہایت
متعجب ہوا کہ کیونکر یہ سب باتین ٹھیک اور مطابق پائی گئین اور ان مخفی باتونکو دریافت کرکے سب رنج والم اوسکے مبدل بحال خوشی و خرمی کے
ہوے اور وہ خط اور دستار لیجاکر بادشاہ کے ملاحظے مین لایا وہ بھی دیکھکر متعجب و خوش ہوا کہ حق حقدار کو پونہچا اور حکم کیا کہ اس سب حال
کو لکھکر ہمارے کتب تواریخ مین داخل کرین اور وزیر شمس الدین محمد منتظر اپنے بھتیجے کے آنیکا رہا تا بمجرد اوسکے آنیکے اوسے اپنے سینے سے
لگاکر پیار کرے ایک ہفتے تک اوسکا انتظار کیا جب وہ اس عرصے تک نہ آیا تب اوسنے تمام کیرو مین اوسکی تلاش کی کہین اوسکو نپایا
اس امر سے وزیر نہایت رنجیدہ اور ملول خاطر ہوا اور سوچنے لگا کہ وہ کہان گیا اور اوسپر کیا ہوا کہ دستیاب نہین ہوتا پھر اوسنے اوس مکان
کے اسباب کو جسمین نکاح اور زفاف اوسکی لڑکی کا ہوا تھا لکھا اور جو چیزین کہ وہان رکھی گئی تھین اون سب کو قلمبند کیا اور بدرالدین کی
پوشاک و دستار کو گٹھری مین احتیاط سے باندھکر ایک کوٹھری مین مقفل کیا اور بعد کئی دن کے وزیر کی بیٹی نے اپنے تئین حاملہ پایا اور بعد
نو مہینے کے لڑکا جنی اوس لڑکے کیواسطے دائی کھلائی وغیرہ لوگ مقرر ہوے اور نانا نے اوس لڑکے کا نام عجیب رکھا جب عجیب سات برس کا ہوا
وزیر نے اوس لڑکے کا گھر مین پڑھوانا مناسب نجان کے اوسکو ایک مکتب خانے مین جسکا اوستاد بہت بزرگ تھا سپرد کیا اور دو غلام
واسطے عجیب کے مقرر کیے کہ ہر وقت مکتب خانے مین اوسکی خدمت مین حاضر رہا کرین عجیب اکثر اوقات بعد پڑھنے لکھنے کے اوس مکتب کے
لڑکون سے کھیلا کرتا جو وہ لڑکے رتبے مین عجیب سے کم تھے اسواسطے وہ نسبت حسب شان سے اپنے اوستاد کے اوسکی نہایت تعظیم و تکریم
کیا کرتے اس سبب سے عجیب کو نہایت عجب و غرور پیدا ہوا اور اون لڑکونکو برا بھلا کہا کرتا اور اکثر اوقات اونکو مارتا اسواسطے وہ لڑکے اوسکی
صحبت سے عاجز اور تنگ ہوے اور شکایت اس امر کی اپنے اوستاد سے کی اوستاد نے اونکو سمجھایا کہ اوسکی بات کا برا نمانو تحمل کیا کرو مین
اوسکو سمجھا دونگا اور غائبانہ اوستاد نے عجیب کو ان حرکتون سے بہت منع کیا مگر جب عجیب نے روز بروز بہ نسبت اون لڑکون کے زیادتی اور ایذا رسانی
بہت شروع کی اور وہ لڑکے نہایت اذیت اوس سے پانے لگے تب اوستاد نے اون لڑکونسے کہا عجیب میرے سمجھانے سے بھی نہین سمجھتا روز بروز
شوخ اور ناہموار ہوتا جاتا ہے مین تمکو اب ایک بات سکھاتا ہون جسکے سبب سے پھر تمھارے ساتھ بدسلوکی نکریگا بلکہ شرم سے مکتب کا آنا چھوڑ دیگا
وہ امر یہ ہے کہ کل جب تم سب اور وہ واسطے کھیلنے کے جمع ہو تو تم سب اوسکو گھیرنا اور ایک شخص تم مین سے کہے کہ آج ہم یہ کھیل کھیلتے ہین کہ ہر ایک
لڑکا اپنا نام اور اپنے مان باپ کا نام پکارکر سبکو بتائے اور جو نہ بتائے تو ہم سب جانینگے کہ وہ حرام کا جنا ہے اور قابل ہمارے ساتھ کھیلنے کے
نہین غرض دوسرے دن جب وہ سب مکتب کے لڑکے جمع ہوے اونھون نے بموجب تعلیم اپنے اوستاد کے وہی کھیل کھیلنا شروع کیا اور گرد عجیب کے ہوکر ایک نے
کہا آؤ ہم سب باری باری سے اپنا اور اپنے مان باپ کا نام بتاتے جائین اور جو نہ بتا سکے گا اوس سے ہم نہ کھیلا کرینگے اون سب لڑکون نے
کہا بہت اچھا ہم سب اس امر مین راضی ہین اور عجیب بھی اوسپر راضی ہوا پھر ایک لڑکے نے ہر ایک لڑکے سے اوسکا اور اوسکے مان باپ کا نام پوچھنا
شروع کیا اور ہر ایک لڑکا اوسکے جواب مین بے تامل نام بتانے لگا سبھون نے ٹھیک اپنے مان باپ کا نام بتایا سواے عجیب کے
کہ جسوقت اوس سے سوال کیا گیا کہ اپنا اور اپنے مان باپ کا نام بتا اوسنے کہا میرا نام عجیب ہے اور میری مان کا نام حسنا اور باپ کا

نام شمس الدین محمد جو وزیر اس بادشاہ کا ہی اوسکی اس بات کو سنکر سب لڑکے بول اوٹھے کہ عجب تو کیا کہتا ہی یہ نام تیرے باپ کا نہین بلکہ تیرے نانا کا ہی عجب نے اونکو دشنام دیکر کہا کیا شمس الدین محمد میرا باپ نہین اون سبھون نے ٹھٹھا مار کر کہا کہ وہ تیرا باپ نہین نانا ہی جو تجکو اپنے باپ کا نام معلوم نہین اور تو بتا نہ سکا تجکو لازم ہی کہ آج سے تو ہمارے ساتھ نہ کھیلا کر یہ کہکر وہ سب اوس جگہ سے اوٹھ کھڑے ہوے اور اوسکو طعنہ مارنے اور آپسمین ہنسنے لگے عجب اس امر سے نہایت منفعل اور شرمندہ ہوکر رونے لگا اوستاد جو وہانسے نزدیک اور اون سب باتونکو سنتا تھا فی الفور عجب کے پاس چلا آیا اور کہا عجب سچ ہی شمس الدین محمد تیرا باپ نہین تیرا نانا یعنی تیری مان کا باپ ہی اور تیرے باپ کا نام ہمین بھی معلوم نہین اسقدر ہمین معلوم ہی کہ بادشاہ نے چاہا تھا کہ تیری مان کی شادی ایک کبڑے سائیس کے ساتھ کر دے مگر کسی جن نے اوسکو نکال دیا اور آپ تیری مان کے پاس رہا یہ بات البتہ تیرے حق مین سخت ہی اب تو اپنے مکتب کے لڑکون کے ساتھ بدسلوکی سے پیش نہ آنا۔ عجب اس بات کو سنکر فی الفور مکتب سے روتا ہوا اپنی مان کے پاس گیا مان نے سبب رونے کا پوچھا وہ بسبب شدت رونے اور ہچکیون کے کچھہ کہہ نسکا آخر جب وہ اپنے مین آیا اوسنے مان سے کہا خدا کے واسطے مجکو بتا کہ میرا باپ کون ہی اوسکی مان نے جواب دیا کہ بیٹا تیرا باپ شمس الدین محمد ہی جو تجھے روز پیار کیا کرتا ہی عجب نے کہا کہ تو مجسے جھوٹ بولتی ہی وہ میرا باپ نہین بلکہ تیرا باپ ہی میرے باپ کا نام بتا کہ مین کسکا بیٹا ہون اوسکی مان اپنی شب عروسی کو یاد کرکے اور بسبب گم ہوجانے اپنے شوہر کے رونے لگی یہ دونون مان بیٹے باہم رو رہے تھے کہ وزیر شمس الدین محمد آیا اور اون سے سبب اونکے رونے کا پوچھا عجب کی مان نے سب حال عجب کے شرمندہ ہونے کا مکتب کے لڑکونکے سوال سے مفصل بیان کیا وزیر بھی اس بات کو سنکر اونکے ساتھ رونے لگا اور نہایت ملول خاطر ہوکر اپنے دل مین کہا کہ بڑے افسوس اور حیف کی بات ہی کہ میری لڑکی کی رسوائی کا حال تمام شہر مین منتشر ہی اور ادنی سے اعلی تک سب اوسے جانتے ہین وہ اسیطرح سے روتا ہوا بادشاہ کی حضور مین گیا اور اوسکے قدمون پر گر کے عرض کیا غلام امیدوار ہی کہ مجکو چند روز کی رخصت ملے تا کہ مین جا بجا خصوصاً بانسرہ مین جاکر تلاش بدرالدین حسن کی جو میرا بھتیجا ہی کرون اسواسطے کہ غلام مین تحمل اور برداشت سننے طعن و تشنیع اہل شہر کی نہین کہ جیسا وہ بکتے ہین کہ میری بیٹی نے جن سے لڑکا جنا ہی بادشاہ کو بھی وزیر کا حال سنکر افسوس ہوا اور اوسکی درخواست کو منظور کیا جا بجا پروانے راہداری کے اور خطوط بادشاہون اور فرمانروایون کے نام اس مضمون کے لکھوا کر اوسکے ہمراہ کیے کہ جسکے شہر یا ولایت مین بدرالدین حسن نامے بھتیجا شمس الدین محمد وزیر میرے کا ہو چاہیے اوسکو اس وزیر کے حوالے کر دین اور جس امر مین کہ اوسے کسیطرح کی حاجت پڑے اوسکی مدد اور اعانت کرین یہ سب امور موجب خوشی میری کے ہونگے شمس الدین محمد بادشاہ کی اس عنایت پر شکر بجا لایا اور دوبارہ اوسکے قدمبوس ہوکر رخصت ہوا اور بعد طیاری سفر کے اپنی بیٹی اور نواسے کو ساتھ لیکر اوس شہر سے چلا اور بیس دن کے عرصے مین دمشق کو پونہچا اور کنارے ندی کے کہ نیچے اوس شہر کے بہتی تھی خیمون کو استادہ کرکے اوترا اور دو مقام کرکے اوسنے اپنے ہمراہیون کو اجازت دی کہ اس شہر مین جاوین اور جو کچھہ اونکو منظور ہو خرید و فروخت کرین چنانچہ اکثر لوگ تحفے اور نفائس مصر کے لائے تھے اور خوب وہان اوسکو بیچا اور وہانکی اچھی اچھی چیزین مول لین اور وزیر بدرالدین حسن کو تلاش کرنے لگا ایک روز عجب بھی واسطے سیر کرنے شہر دمشق کے اپنے اتالیق کے ساتھ کہ خواجہ سرا تھا گیا شہر کے لوگ عجب اور اوسکی شان و شوکت کو دیکھکر بہت خوش ہوے گرد اوسکی سواری کے جمع ہوکر

واسطے دیکھنے کے پھرتے تھے یہانتک کہ وہ خواجہ سرا اور عجیب اتفاقاً سیر شہر دمشق کی کرتے کرتے بدرالدین حسن کی دکان پر وارد ہوے اور اوس دکان پر واسطے دم لینے کے ٹھہر گئے اسواسطے کہ ہجوم اور کثرت آدمیون سے گھبرا گئے تھے اوس حلوائی نے کہ بدرالدین حسن کو اپنا بیٹا کیا تھا قضا کی تھی اور قبل فوت ہونے کے اوسنے سب اسباب و زر نقد اور جنس اپنے کا مالک بدرالدین حسن کو کیا تھا اور بدرالدین کو حلوے کے فن مین بہت شہرت اور عزت تھی اور اقسام شیرینی پکانے کا کمال بہم پہونچا تھا غرض بدرالدین نے اپنی دکان کے آگے بھیڑ کو دیکھا اور اوس انبوہ مین نظر اوسکی عجیب اور اوس خواجہ سرا پر جو اوسکے ساتھ تھا پڑی بمجرد دیکھنے عجیب کے اوسکے دلمین عطوفت پدری نے جوش کیا اور بے اختیار ہوکر اوسکو دیکھنے لگا مگر سبب محبت کا نہین جانتا تھا اگرچہ اور لوگ بھی اوس شہر کے نظر محبت سے اوسکو دیکھتے تھے لیکن محبت اور الفت بدرالدین کی بسبب جوشش خون کے زیادہ تھی یہانتک کہ بدرالدین اپنے سب کامون اور دکانداری کو بھول گیا اور عجیب کے پاس جاکر منت و سماجت سے کہا ذرا آپ میری دکان پر توقف فرماکر کچھ تناول کیجیے تاکہ مین اچھی طرح سے تمکو دیکھون یہ کہتے ہی اوسکی آنکھون سے آنسو گر پڑے عجیب کے دل مین بھی بدرالدین حسن کے دیکھنے اور اوسکے ساتھ باتین کرنے سے محبت پیدا ہوئی اور بے اختیار چاہا کہ اوسکی دکان پر بیٹھ اوس سے بات چیت کرے مگر اوسکے اتالیق نے کہا تم وزیرزادے ہو تمھین مناسب نہین کہ حلوائی کی دکان پر بیٹھکے کچھ کھاؤ بدرالدین نے کہا عجیب سے آپ اس غلام حبشی کج خلق کا کہنا نمانیے اور اوسکی بات کو نہ سنیے اور علاوہ اسکے اوس خواجہ سرا کی بھی اوسنے خوشامد بہت کی اور اوسکے حق مین ایک لطیفہ ایسا کہا جسکو سنکر وہ بہت خوش ہوا اور اوسکی بات کو مان گیا وہ لطیفہ یہ ہے کہ اگرچہ باہر سے تم سیاہ ہو مگر اندر سے نہایت سفید ہو اور کہا کہ مین شاعر ہون تمھاری تعریف ایسی کرونگا کہ جو خلق مین مشہور ہوگی اور بہت سے اشعار حبشیون کی تعریف مین اوسنے پڑھے وہ حبشی سنکر بہت خوش ہوا اور عجیب کو اوسکی دکان پر لیجاکر بیٹھایا بدرالدین حسن اوسے اپنی دکان پر بیٹھا دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہا مین ملائی کو بہت خوب جماتا ہون کہ سوا میری مان کے جسنے مجکو جمانا سکھایا ہے دنیا مین اور کوئی مثل میرے ایسی ملائی جما نہین سکتا یقین ہے کہ تم اوسے کھاکر بہت محظوظ ہوگے دور سے لوگ اس ملائی کو بکمال اشتیاق میری دکان سے منگواتے ہین یہ کہکر اوسنے کڑھاؤ سے ملائی نکال اور اوسپر عرق انار اور شکر ڈال آگے عجیب کے رکھی عجیب نے کھاکے بہت پسند کی بعد اسکے اوس خواجہ سرا کو کھلائی اوسنے بھی کھاکے اوسکی بڑی تعریف کی اور خوش ہوا پھر جب وہ دونون ملائی کھاچکے بدرالدین حسن عجیب کو بار بار دیکھتا اور دلمین اپنے حسرت کرتا کہ کاش اوس نازنین دلربا بی بی سے جس سے ایسی جلدی مفارقت ہوئی میرا بھی ایک بیٹا مثل اسکے پیدا ہوتا یہ تصور کرتا اور روتا پھر بدرالدین حسن نے عجیب سے پوچھا کہ تمھارا آنا اس شہر دمشق مین کیونکر ہوا ہنوز عجیب نے اوسکے سوال کا کچھ جواب نہین دیا تھا کہ اوس خواجہ سرا نے کہا بڑی دیر ہوئی ہے جلدی چلو عجیب کہتے ہی غلام کے بدرالدین کی دکان سے اوٹھ طرف خیمہ گاہ وزیر کے روانہ ہوا بدرالدین حسن کہ ہنوز عجیب کے دیکھنے سے سیر اور آسودہ نہین ہوا تھا اپنی دکان کو بند کرکے انکے پیچھے روانہ ہوا یہانتک کہ اونکے ساتھ دوڑتا ہوا شہر کے دروازے تک پہونچا خواجہ سرا اوسے اپنے ساتھ آتے دیکھ نہایت متحیر ہوا اور غصے ہوکر پوچھا تو کیون ہمارے ساتھ لگا چلا آتا ہے بدرالدین نے بہانہ کرکے خواجہ سرا سے کہا تم ناخوش نہو اس طرف میرا کچھ کام ہے اسواسطے ادھر سے ہوکر وہان جاتا ہون اس کہنے سے اوس خواجہ سرا کی تسکین ہوئی اور عجیب کی طرف متوجہ ہوکر کہا اسی واسطے

مین روادار نہین ہوتا تھا کہ تم بازار مین حلوائی کی دکان پر بیٹھو اور کچھ کھاؤ اب پچھتاتا ہون کہ کیون مینے تمکو پروانگی اوسکی دکان کے بیٹھنے کی دی اسقدر مونہ لگائے سے حلوائی ہمارے پیچھے لگا ہوا چلا آتا ہی عجب نے اوسکو جواب دیا وہ اپنے کام کو جاتا ہی اور راہ مین حق چلنے کا سبکو ہی یہ ہمین نہین پہونچتا کہ اوسکو راہ چلنے سے منع کرین پھر بے اسکے کہ اپنے پیچھے دیکھین جلدی اپنے ڈیرون کی طرف روانہ ہوے جب قریب اپنی فرودگاہ کے پہونچے عجب نے پھر کے دیکھا کہ حلوائی پیچھے اوسکے لگا چلا آتا ہی ڈرا کہ مبادا اسکے آنے سے کہین میرے نانا کو خبر ہو کہ مینے اوسکی دکان پر بیٹھکر مٹھائی کھائی ہی یہ امر موجب کمال ناخوشی کا اوسکے ہوگا اسواسطے اوسنے ایک بڑا سا پتھر زمین سے اوٹھا کر بدرالدین حسن کی پیشانی پر مارا کہ پیشانی لہولہان ہوگئی اور پھر جلد اپنے خواجہ سرا کے خیمہ مین گھس گیا خواجہ سرا نے بدرالدین حسن کو کہ سنکر وہان سے پھیرا اور وہ شہر کو خون آلودہ پھر گیا اور اپنے تئین اوسنے بہت ملامت کی کہ کیون اپنی دکان چھوڑ کر ایسون کے پیچھے گیا تھا وہ اگر مجھے بدگمان نہوتا تو مجھکو اس بیرحمی سے نہ مارتا بہر کیف وہ اپنے گھر مین آیا اور زخم کو دھو کر پٹی باندھی اور بدستور دکان پر بیٹھا کرتا اور اوسکا چچا یعنی وزیر شمس الدین محمد وہانسے بعد تین مقام کے اور شہرونمین مثل امس بنا حلب ماردین موصل سنجر دیار بکر وغیرہ کے گیا اور ہر ایک شہر مین اپنے بھتیجے کی تلاش کرتا ہوا بصرہ مین آیا اور وہان کے بادشاہ سے ملاقات کی بادشاہ نے اوسکے حال پر بہت مہربانی کر کے سبب آنے کا بصرے مین استفسار کیا شمس الدین محمد نے عرض کیا مین واسطے ڈھونڈھنے بدرالدین حسن کے جو بیٹا نورالدین علی میرے بھائی کا ہی یہان آیا ہون اگر آپ کو کچھ اوسکا حال معلوم ہو مجھے فرمایئے بادشاہ نے کہا کہ نورالدین علی وزیر نے مدت ہوئی کہ قضا کی اور اوسکا بیٹا بدرالدین حسن دو مہینے کے بعد اوسکے مرنے کے یہان سے دفعتہً غائب ہوگیا اور مفقود الخبر ہی اور باوجود تلاش بہت سے کیے اوسکا پتا نشان ابتک نہین ملا مگر اوسکی مان ہمارے وزیر کی بی بی ابتک زندہ ہی شمس الدین محمد نے اپنی بھاوج کی ملاقات کے واسطے اور اوسکو مصر مین لیجانے کی بادشاہ سے اجازت لی اور دوسرے دن اوسکا مسکن دریافت کر مع اپنی لڑکی اور نواسے کے وہان گیا وہ بیوہ نورالدین علی کی اوسوقت تک اپنے شوہر کے گھر مین جو نہایت آراستہ اور اوسکے پیلپائے سنگ مرمر کے تھے رہتی تھی شمس الدین محمد نے پہلے اوس گھر کے دروازے پر جاکے نام کو نورالدین علی کے کہ تختے پر سنہرے حرفون سے لکھا ہوا تھا چوما بعد اسکے اون آدمیون سے جو اوس گھر مین رہتے تھے اپنی بھاوج کو پوچھا کہ وہ کہان ہی انھون نے کہا وہ اکثر مدفن نورالدین علی پر رہتی ہی اور تصور اپنے بیٹے بدرالدین حسن کو کہ ایک مدت سے غائب ہی اور اوسکے نزدیک زندہ نہین ہی کرکے روتی اور ہزارون مصیبتین سہتی ہی غرض شمس الدین محمد نے اوس گھر کے اندر جاکر بھاوج سے تمام و کمال حال شادی وغیرہ کا ظاہر کیا اور اپنی لڑکی اور عجب کو اوس بیوہ سے ملوایا وہ بیوہ کہ ملاقات سے بدرالدین حسن کی بالکل مایوس تھی اس حال کو سنکر اور اپنی بہو اور پوتے کو دیکھکے خوش ہوئی اور اوسوقت اوسے یقین ہوا کہ بدرالدین حسن اوسکا فرزند ہی پھر وہ اوٹھکر بہو اور پوتے کو اپنی چھاتی سے لگایا اور پیار کیا اور عجب کے نقشے اور شکل کو مشابہ اپنے بیٹے بدرالدین حسن کے پاکر کمال خوش ہوئی اور بہت اوسکو اپنے گلے سے لگا کر بدرالدین حسن کو یاد کر کے رونے لگی شمس الدین محمد نے کہا بی بی یہ وقت رونیکا نہین بلکہ خوشی کرنے کا ہی اب تم اس غم و الم کو اپنے دل سے دور کرو اور میرے ساتھ مصر کو چلو بادشاہ نے مجھے اجازت دی ہی کہ مین تمکو اپنے ساتھ لیجاؤن اور مین خدا کے فضل و کرم سے امیدوار ہون کہ بدرالدین حسن تمہارا فرزند ہمکو ملے گا اور میری دختر کی شادی کا حال اوسکے سا

جیسا کہ گذرا ہی اس قابل ہی کہ لکھکر داخل تواریخ کیا جائے بیوہ نور الدین علی کی اوس سب حال کو بہ تفصیل سنکر خوش ہوئی اور فی الفور سفر کی طیاری کی شمس الدین محمد وقت روانگی کے پھر ملازمت بادشاہ سے مشرف ہو کے رخصت ہوا بادشاہ بانسرہ نے واسطے خوشنودی [illegible] کے اوسکو بعنایت خلعت و انعام مرخص فرمایا شمس الدین محمد مع اپنے اہل و عیال کے بانسرے سے پھر دمشق کی طرف روانہ ہوا اور اوس شہر مین پہونچکر باہر شہر کے اوترا اور واسطے مول لینے تحفون نادر دمشق کے کہ واسطے نذر اور پیشکش بادشاہ کے اوسکو ضرور تھے تین روز تک مقام کیا اور واسطے دیکھنے نفائس اور اسباب قیمتی کے جو سوداگر اوسکے خیمے مین لاتے تھے مشغول ہوا عجب نے اپنے نانا کو مصروف خرید و فروخت مین پاکر حبشی خواجہ سرا سے کہ اوسکا اتالیق اور محافظ تھا کہا مجکو شہر مین لے چل تاکہ اچھی طرح سے سیر کرون اس واسطے کہ اوس دفعہ اتنی فرصت نہوئی کہ خاطر خواہ شہر کو دیکھتا اور بھی حال اوس حلوائی کا جو میرے پتھر سے زخمی ہوا تھا دریافت کرین کہ اوسکا کیا حال ہی خواجہ سرا اوسکی درخواست کو منظور کرکے بعد اجازت لینے اوسکی مان شہر کی طرف لیگیا اور فردوسی دروازے سے جو متصل خیمہ گاہ وزیر شمس الدین محمد کے تھا ہوکر چوک مین اوس شہر کے جہان اسباب قیمتی بکتا تھا لایا اور سیر و تماشا کرتے ہوے وقت نماز عصر کے بدر الدین حسن کی دکان پر آئے عجب نے بدر الدین حسن کو ملائی جمانے مین مصروف پاکر سلام کیا اور کہا تم مجکو پہچانتے ہو اور کچھ تمکو یاد ہی کہ آگے تمنے مجکو کہین دیکھا تھا بدر الدین نے اس کلام کو عجب سے سنکر اوسکی طرف دیکھا اور مجرد دیکھنے کے محبت پدری نے اوسکے دل مین جوش مارا اور وہی حال جیسا کہ پہلی دفعہ اوسکے دیکھنے سے ہوا تھا اوسپر طاری ہوا اور عالم تحیر مین بے اسکے کہ کچھ کہے یا سنے کھڑا رہگیا بعد تھوڑی دیر کے جب اپنے حواس مین آیا کمال منت و سماجت سے کہا صاحب اپنے اتالیق سمیت ایک ساعت میری دکان پر ٹھہرو ذرا ملائی کھاؤ افسوس کہ مینے آپ کو نہین دیکھا کہ کس وقت آپ شہر کی طرف گئے تھے نہین تو مین آپ کو مقرر ٹھہراتا عجب نے کہا ایک شرط سے ہم تمہاری دکان پر بیٹھتے ہین کہ تم ہمارا پیچھا نکرنا جیسا کہ آگے کیا تھا اور ہم کل بھی تمہاری دکان پر آوینگے بلکہ جب تک ہمارا نانا وزیر یہان واسطے خریدنے سوغاتون کے متوقف ہی ہم روز ایکبار تمہارے پاس آیا کرینگے بدر الدین نے کہا جیسا کہ آپ فرماتے ہین اوسیطرح سے مین بجا لاؤنگا پھر عجب اور اوسکا خواجہ سرا دونون اوسکی دکان پر بیٹھ گئے بدر الدین نے ملائی کے پیالے اونکے آگے رکھے عجب نے بدر الدین کو بھی اپنے ساتھ بٹھلا لیا اونھون نے باتفاق ایک دوسرے کے ملائی خوب کھائی اور قبل کھانے کے عجب نے اوس سے معانقہ کرکے باتین اختلاط کی کرکے تاکید کی کہ خبردار اظہار اپنی محبت کا ظاہر مین ہمارے ساتھ اور ارادہ جانے کا ہمارے پیچھے نکرنا بدر الدین نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے مین آپ کے کہنے کے خلاف نکرونگا بدر الدین نے ملائی نہ کھائی بلکہ اپنے مہمانون کی خاطرداری مین رہا جب عجب نے کھانے سے فراغت کی بدر الدین اوسکے ہاتھ دھولا کر سفید رومال ہاتھ پوچھنے کو لایا بعد اسکے اوسنے ایک چینی کے پیالے مین شربت بنایا اور اوسمے ڈالکر عجب کو دیا اور کہا کہ صاحب شربت گلاب کا نہایت لذیذ اور لطیف ہی سوا میری دکان کے ایسا شربت تمام شہر مین طیار نہین ہوتا عجب اوسکو پی کر نہایت خوش ہوا پھر بدر الدین نے ایک پیالہ اوس شربت کا خواجہ سرا کو دیا وہ اوس پیالے کو ایک دم مین پی گیا پھر عجب اور خواجہ سرا بدر الدین حسن کی شکرگزاری کرکے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوے اور شمس الدین محمد کے خیمے مین پہونچکر عجب خواجہ سرا سمیت اپنی دادی کے خیمے مین گیا دادی اوسکو گلے سے لگاکے روئی اور کہا خدا مجھے وہ دن دکھائے کہ اسیطرح تمہارے باپ کو دیکھون اور اوسکو بھی اپنے

لگے سے لگاؤن پھر اوسکی دادی نے واسطے کھانے طعام شب کے میز پر بٹھایا اور عجب کو بھی اپنے ساتھ بٹھلایا اور اوس سے ادھر اودھر کی باتین پوچھنا
شروع کین عجب احوال اپنے سیر و تماشے کا کہ شہر مین خواجہ سرا کے ساتھ جا کر دیکھہ آیا تھا اوس سے کہنے لگا یہان تک کہ اوسکی دادی نے اوسکو
کھانے کو کہا عجب نے عذر کیا کہ اسوقت میرا جی کھانے کیطرف راغب نہین پھر اوسنے ایک ٹکڑا ملائی کا اوسمین سے اور خواجہ سرا کو دیا اگرچہ ملائی
کہ اوسکی دادی نے اپنے ہاتھ سے بہت خوب جمائی تھی مگر جو وہ پیٹ بھر بدرالدین کی دکان سے کھا آئے تھے عجب نے اوسے اور خواجہ سرا نے اصلا اوسکی طرف التفات
اور توجہ نکی مگر دادی کی خاطر سے آگے اپنے رکھہ لیا بیوہ نورالدین علی نے اونکے نکھانے سے بہت تعجب کیا اور پوچھا کہ تم اس چیز کو کہ مینے اپنے
ہاتھ سے بنائی اور طیار کی ہی کیون نہین کھاتے اس قسم کی ملائی سوا میرے اور میرے بیٹے بدرالدین کے جو تمھارا باپ ہی اور مینے اوسے بنانا سکھایا جہان
مین اور کوئی بنا نہین سکتا عجب نے جواب دیا کہ اگر تقصیر معاف ہو تو عرض کرون اس شہر مین ایک حلوائی ہی مینے اوسکی دکان پر بیٹھکر ملائی کھائی
ہی اوس سے تمھاری ملائی بہتر نہین یہ بات سنکر اوسکی دادی اوس خواجہ سرا سے بہت ناخوش ہوئی اور کہا کیون ری شعبان تو کیسی محافظت میرے
بچے کی کرتا ہی کہ اوسنے ایک حلوائی کی دکان پر بیٹھکر فقیرون کے مانند کھانا کھایا شعبان نے جواب دیا ہم صرف اوسکی دکان پر ستانے کے واسطے
ایک لمحہ بیٹھہ گئے تھے ہمنے اوسکی دکان پر کھایا پیا نہین عجب نے برخلاف اوسکے کہا کہ ہم اوسکی دکان پر گئے تھے اور ملائی بھی وہان بیٹھکر
کھائی تھی یہ سنکر وہ بی بی زیادہ تر شعبان پر غصے ہوئی اور حالت خشم مین شمس الدین محمد وزیر کے خیمے مین آکر شعبان غلام کی شکایت کی
شمس الدین محمد اپنی بھاوج کے خیمے مین آیا اور شعبان پر نہایت خفا ہوا اور اوس سے کہا کیا یہ بات سچ ہی شعبان نے انکار کیا مگر عجب نے اپنے
نانا سے کہا ہم دونون نے اوس حلوائی کی دکان پر بیٹھکر ملائی خوب سی کھائی اسیواسطے ہمین رغبت شب کو کھانے کی اپنی دادی کے ساتھ
نہوئی اور سوا کھانے ملائی کے اوس حلوائی نے ہمکو ایک ایک پیالہ شربت کا بھی پلایا تھا شمس الدین محمد نے شعبان سے کہا کیون رے
تو مجھسے انکار کرتا تھا کہ ہم اوس حلوائی کی دکان پر نہین گئے اور نہ وہان بیٹھکر کچھہ کھایا پیا شعبان نے پھر بھی خوف سے وزیر کے انکار کیا
اور جھوٹی قسم کھائی کہ ہمنے اوسکی دکان پر بیٹھکے ملائی نہین کھائی وزیر شمس الدین محمد نے برہم ہوکر اوسکو خوب سزا دی یہانتک کہ اوس
غریب شعبان نے بعد زد و کوب بہت سے دکان پر ملائی کھانے کا اقرار کیا اور کہا اوس حلوائی کی ملائی نسبت عجب کی دادی کی
ملائی کے بہت اچھی اور لذیذ تھی عجب کی دادی نے ناخوش ہوکے کہا تو خلاف کہتا ہی کبھی اوس حلوائی کی ملائی میری ملائی سے اچھی نہوگی
پھر نورالدین علی کی بی بی نے شعبان کو کہا تو جا کر اوس حلوائی کی ملائی میرے واسطے مول لے آ چنانچہ شعبان بدرالدین کی دکان پر گیا
اور اوسکو قیمت ایک پیالے ملائی کی دیکر کہا تو مجکو ملائی دے کہ میری بی بی نے منگوائی ہی بدرالدین نے اوسکو ایک قفلی ملائی کی دیکر کہا
یہ ملائی خوب بنی ہی مثل اسکے کوئی شخص سوا میرے اور میری مان کے دنیا بھر مین جما نہین سکتا شعبان نے اوس ملائی کو لاکر نورالدین علی
کی بیوہ کو دی وہ ایک ٹکڑا اوس سے کھاتے ہی غش مین آئی شمس الدین محمد یہ حال کو دیکھکر نہایت مضطرب ہوا اور پانی کو اوسکے مونہہ پر
چھڑکا غرض جب وہ بی بی اپنے ہوش مین آئی کہنے لگی کہ یہ ملائی مقرر میرے پیارے بیٹے بدرالدین حسن کے ہاتھہ کی بنی ہوئی ہی
شمس الدین محمد کو جب متحقق ہوا کہ بنانے والا اسکا بدرالدین حسن ہی وہ نہایت خوش اور مطمئن ہوا مگر بظاہر اپنی بھاوج سے اوسنے کہا
کہ کیا دنیا مین ایسا بنانے والا ملائی کا سوا تمھارے بیٹے کے اور کوئی نہین اوس بی بی نے کہا البتہ اس ملائی کو سوا بدرالدین کے کسی اور نے

نہین بنایا اور اپنے کو اوڑ جبر کر دیا مین اوسے بلواتا ہون تم اور تمھاری بہو جنھون نے اوسکو دیکھا ہی اچھی طرح سے پہچانو اگر واقعی وہی ہو
تو پھر ہم اوسکو لیکر جلدی سے گہر کو جائینگے یہ کہکر شمس الدین محمد وہان سے اپنے خیمے مین آیا اور پچاس سپاہیونکو حکم کیا کہ تم ایک ایک لاٹھی
اپنے ہاتھ مین لو اور شعبان کے ہمراہ ہو کر ایک حلوائی کی دکان پر کہ اس شہر مین ہی جاؤ اور جب تم وہان پونہچو تو جو چیز کہ اوسکی دکان مین
پاؤ اوسے توڑ ڈالو اگر وہ تمسے اس بات کا سبب پوچھے تو کچھ نکہنا بلکہ اوس سے تم سوال کرنا کہ جس ملائی کو شعبان تیری دکان سے مول لیگیا تھا
تو نے ہی اوسکو بنایا تھا اگر وہ کہے کہ مینے ہی بنایا تھا تو تم بے تامل اوسکو باندھکر میرے پاس لے آنا مگر خبردار اوسکو مارنا نہین اور نہ کسیطرح کی
اذیت پونہچانا جلد جاؤ دیر نکرو وہ پچاس سپاہی بموجب حکم وزیر شمس الدین محمد کے شعبان حبشی کے ساتھ بدرالدین حسن کی دکان پر گئے
اور سب برتن قسم دیگچی پلیٹ طباق تھالی وغیرہ سے کہ اوسکی دکان پر تھے توڑ کے چور چور کر ڈالے اور ملائی شربت وغیرہ اقسام شیرینی کو
لیکر پھینک پھینک دیا بدرالدین حسن اس حال کو دیکھکر نہایت پریشان ہوا اور نہایت تحمل اور سکون کے ساتھ اون لوگون سے استفسار کیا کہ صاحبو
تمھارا ایسا کیا قصور کیا کہ جسکے واسطے تم میرے ساتھ ایسی بدسلوکی کرتے ہو اونھون نے کہا وہ ملائی جو اس خواجہ سرا کے ہاتھ بیچی اوسکو
تو نے بنایا تھا یا نہین بدرالدین حسن نے کہا ہان مین نے ہی اوسکو اپنے ہاتھ سے بنایا تھا اور مین عہد کرتا ہون کہ سوا میرے اس شہر مین اور کوئی ایسی
ملائی بنا نہین سکتا اس بات کے سنتے ہی اونھون نے اوسکو چارون طرف سے گھیر کے قید کر لیا اور داد و فریاد کرتے کرتے اوسکی پگڑی سے اوسکے ہاتھ باندھے
بازار کے لوگ یہ حال دیکھکے جمع ہو گئے اور چاہا کہ شمس الدین محمد کے آدمیون سے اوسکو چھین لین مگر اونکا کچھ قابو نہ چل سکا غرض بدرالدین کو
وزیر کے خیمے مین لے گئے شمس الدین محمد اوسوقت بادشاہ دمشق کی حضور مین گیا تھا تاکہ اوسے آگاہ کرے کہ جس شخص کی مجکو تلاش تھی
مینے اوسکو پایا مگر امیدوار ہون کہ سب تھانہ دارون کو حکم ہو کہ کوئی میرے مقدمے مین دخل نکرے بلکہ عند الحاجت میری مدد کرین جب
شمس الدین محمد دربار سے اپنے خیمے مین آیا سپاہیون نے بدرالدین کو وزیر کی حضور مین لاکر کھڑا کیا بدرالدین نے رو کے وزیر سے
پوچھا خداوند مینے ایسا کیا قصور کیا ہی جسکے عوض آپ نے میری دکان لٹوائی اور مجکو اس بے غرتی سے پکڑ بلوایا وزیر نے جواب دیا کہ تو وہی
شخص ہی جسنے ملائی کو اپنے ہاتھ سے بنا کر میرے غلام کے ہاتھ بیچا تھا بدرالدین حسن نے کہا البتہ وہ شخص مین ہی ہون شمس الدین محمد نے
کہا یہی تیرا قصور ہی اور اسیواسطے مینے تجھے پکڑ بلوایا ابھی تیری کچھ سزا نہین ہوئی اس سے زیادہ تجکو سزا دونگا بلکہ نوبت تیری جان تک
پونہچیگی کہ تو نے ایسی بری ملائی میرے واسطے بھیجی بدرالدین نے کہا جو کوئی کہ ملائی بری بنا دے تو اوسکا بڑا گناہ ہوتا ہی وزیر نے کہا البتہ
وہ شخص بڑا گناہ گار ہی اس عرصے مین وزیر اور بدرالدین سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اوسکی مان اور قبیلے نے اپنے خیمہ سے اوسکو دیکھکر پہچانا
کہ بدرالدین حسن یہی ہی پھر اون دونون بیبیون کو اوسے دیکھکر غش آگیا اور جب افاقے مین آئین تب اونھون نے چاہا کہ دوڑ کر بدرالدین کو
لپٹ جاوین مگر وزیر شمس الدین محمد نے اون بیبیون سے عہد لے لیا تھا کہ جب تک مین نکہون تم اوسکے پاس نجانا اور اوسے اپنے تئین
ندکھانا اور نہ آگاہ کرنا غرض وہ بیبیان صبر کرکے خاموش ہو رہین اور وزیر شمس الدین محمد اوسی شب کو طیاری کوچ کی کرکے صبح کو دمشق سے
روانہ طرف مصر کے ہوا اور بدرالدین حسن کو ایک صندوق مین بند کرکے اونٹ پر لادا اور ساتھ اپنے اوسکو اسطرح سے لے چلا شام کو
اوسے واسطے رفع حوائج کے صندوق سے نکالتے اور پھر اوسکو صندوق مین بند کرکے رکھتے یہانتک کہ وزیر کیرو مین پہونچکر ٹھہرے

شہر کے ایک جگہ پر اوترا اور اوسکو اپنے روبرو صندوق سے نکلوا کر بٹھلایا اور سامنے اوسکے ایک نجار کو حکم دیا کہ ایک لکڑی بطو سولی کے جلد طیار کر بدرالدین نے وزیر سے پوچھا کہ کسکے واسطے سولی طیار ہوتی ہی وزیر نے جواب دیا جب کل شہر میں داخل ہونگا تجکو اوسی لکڑی پر بٹھا کر تمام شہر میں پھراؤنگا اور آگے تیرے منادی یہ پکار کے کہتا جاوے گا کہ یہ سزا اوس شخص کی ہی جو ملائی میں مرچ سیاہ نہ ڈالے بدرالدین نے یہ سنکر واویلا کیا اور کہا اوے برحال میرے کہ بسبب نڈالنے مرچ سیاہ کے ملائی مین کل مین اس رسوائی اور تفضیح کے ساتھ مارا جاؤنگا ملکہ شہرزاد نے شہریار سے کہا خلیفہ ہارون رشید باوجود خودداری اور ثقاہت کے وزیر جعفر سے یہ حال سنکر ہنسی کو ضبط نکرسکا اور وزیر شمس الدین محمد کے ڈرانے اور دھمکانے سے بدرالدین حسن کے تئین کہ وہ کہتا تھا بسبب نڈالنے مرچ سیاہ کے ملائی مین کل کے دن تو قتل اور تشہیر کیا جائیگا بہت ہنسا اور ٹھٹھا مارا بدرالدین نے کہا ای خدا کہین ایسا بھی ہوا ہی اور کسینے سنا ہی کہ کوئی شخص بسبب اتنے قصور کے لوٹ لیا جائے اور قید ہوکر سولی دیا جائے اسقدر ظلم و تعدی اتنی بات پر کہ ملائی مین سیاہ مرچ کیون ڈالی طریقۂ اہل اسلام سے بہت بعید ہی اسطرح کی باتین کرکے روتا اور کہتا ایسی ملائی بنانے پر لعنت ہی کاش مین دنیا مین پیدا نہوتا یا اسی وقت خدا ایسا کرے کہ مین مرجاؤن تا اسطرح کی رسوائی اور ذلت کے مارے جانے سے چھوٹون یہ بیان کرکے بدرالدین حسن رو رہا تھا کہ لکڑی سولی کی بنکے حاضر کی گئی اور اوسکے سرے پر سلاخ لوہے کی لگائی جسکو دیکھ بدرالدین حسن بہت گھبرایا اور کہنے لگا نہ تو مینے کسیکی چوری کی اور نہ کسیکو قتل کیا اور نہ مین اسلام سے مرتد ہوا صرف اتنے امر کے واسطے کہ ملائی مین مینے سیاہ مرچ نہین ڈالی مجکو دار پر کھینچینگے پھر جب شام ہوئی وزیر شمس الدین محمد نے حکم کیا کہ بدرالدین کو اوسی صندوق مین جس مین بند ہوا کرتا ہی قید کرو اور اوسکی طرف خطاب کرکے کہا آجکی رات تو اوس محبس مین رہیگا کل کے دن تجکو مین شہر مین پہونچکر قتل کرونگا چنانچہ بدرالدین حسن کو صندوق مین بند کیا اور اوسی شتر پر کہ جسپر اوسکو لاکر دمشق سے لائے تھے رکھا اور وزیر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور حکم کیا کہ اوس اونٹ کو گھوڑے کے آگے آگے لیچلو چنانچہ اسیطرح سے ساتھ بڑے تجمل اور شوکت کے کیروین پہونچا اور اپنے گھر مین داخل ہوکے کہا اس صندوق کو اوتارو مگر اوسے کھولو نہین جب سب اسباب اوتار لیا وزیر شمس الدین محمد نے اپنی بیٹی سے کنارے لیجا کر کہا شکر خدا کا ہی کہ تمھارا شوہر ملا آج شب کو تم اپنا حجلۂ عروسی اوسیطرح سے طیار کرو اور سجو جیسا کہ شادی کی رات کو آراستہ کیا تھا اور ہر ایک چیز کو اوس حجرے مین اوسیطرح سے رکھو جسطرح کہ اوس رات کو رکھی گئی تھی اگر جو امر کہ تمسے فروگذاشت ہوگا تو مین اوسکو یاد دلادونگا اسواسطے مینے اسباب اوس رات کے قلم بند کر رکھے ہین الغرض وزیرزادی نے اوس حجرے کو جسمین بیاہ کی رات اپنے شوہر کے پاس گئی تھی اوسیطرح سے طیار کیا اور ہر ایک چیز کو اوسی دستور سے اوسمین رکھا جیسا کہ برات کی رات کو رکھا گیا تھا اوسیطرح سے تخت بچھایا گیا اور موم کی بتیان جلائی گئین جب وہ حجرہ مثل سابق کے آراستہ ہوا وزیر شمس الدین محمد نے آپ جا کر لباس بدرالدین حسن کا جسے برات کی شب کو پہنے تھا اوس بالونکی تھیلی کے ساتھ کرسی پر اوسی وضع سے رکھا جیسا کہ اوسکو وہ اوتار کے عروس کے ساتھ ہمخواب ہوا تھا بعد اوسکے وزیر نے اپنی لڑکی سے کہا اب تو کپڑے شب خوابی کے پہنکر مثل اوس رات کے پلنگ پر جاکر سو اور جب بدرالدین حسن اس حجرے مین آوے اور تجھے بیدار کرے تو تجھ تو اوسکے آنے سے تعجب نکرنا بلکہ اوسکو اپنے پاس سلانا اور فجر کو جو حال کہ شب کو درمیان تیرے اور اوسکے گذرے اوسکو اپنی خوشدامن سے اور مجھسے بیان کرنا اتنے مین دن نکل آیا ملکہ شہرزاد نے اس قصے کو یہین تک چھوڑ کے موقوف کیا پھر جب رات ہوئی بادشاہ شہریار کو تمام رات اشتیاق

مین باقی قصے بدرالدین حسن کے نیند نہ آئی اور موافق معمول کے پچھلی رات کو آپ ملکہ شہرزاد کو جگایا اور فرمایا کہ پھر انجام اس قصے کا کیا ہوا
ملکہ شہرزاد نے اسطرح سے خاتمہ اس قصے کا بیان کیا کہ وزیر شمس الدین محمد نے حکم کیا کہ سوا دو تین خواصون کے کوئی اوس حجرۂ عروسی مین نرہے
پھر جب شب آئی اور قریب پہر رات کے گذری وزیر نے بدرالدین حسن کو صندوق سمیت اوس حجرے کے پاس بھجوایا اور صندوق سے نکالکر
اوسکو مرزائی اور پاجامہ پہنوایا اور حجرے کے اندر چھوڑ کے اوسے بند کرنے کو کہدیا بدرالدین حسن غم واندیشے مین ڈوبا ہوا اسوقت مین
ایسا غافل ہوکے سو گیا تھا کہ وزیر کے نوکرون نے صندوق سے اوسکو نکال کے ننگا کیا اور قبل اسکے کہ وہ بیدار ہو اوسکو اوس
مکان مین لے گئے اور بدرالدین حسن کو اتنی فرصت نہ دی کہ وہ دریافت کرے کہ مین کہان اور کس حال مین تھا اور اب کہان ہون پھر جب وہ بعد
داخل ہونے مکان عروسی کے بیدار ہوا تو اوسنے اپنے تئین تنہا اوس مکان مین پایا اور چارون طرف اوسکے سامان شادی اور اسباب کتخدائی
کا دیکھکر اپنی شب عروسی یاد پڑی اور دریافت کیا کہ یہ مکان تو اوسی بی بی کا ہے جسمین مینے کبڑے بادشاہی سائیس کو دیکھا تھا عالم
تحیر مین ہوگیا اور اسکے اندر اپنے کپڑون کو دیکھا کہ اوسی طرح سے رکھے ہوے ہین جسطرح سے کہ اوسنے اپنی شب عروسی کو اوتار کر رکھے تھے
اس امر سے اور زیادہ حیران ہوکے کہنے لگا خداوندا یہ کیا معاملہ ہے آیا یہ سب امور بیداری مین دیکھتا ہون یا خواب مین اتنے مین وزیرزادی نے
بہانہ کرکے اپنے سر کو مسہری سے نکالکر اور منہ کو بدرالدین حسن کی طرف کرکے نہایت پیار سے کہا اے میرے صاحب تم دروازے پر کھڑے
کیا کرتے ہو پلنگ پر آرام کرو جب بیدار ہوکر تمکو مینے پلنگ پر نہ پایا نہایت متحیر ہوئی اور بڑی دیر سے جاگتی اور تمہارے آنے کی منتظر تھی
بدرالدین حسن اس بات کو اوس بی بی سے سنکر خوش ہوا اور وہ غم والم جو وزیر شمس الدین محمد کی تہدید سے اوسکو ہوا تھا ساتھ سرور کے
بدل گیا اور اوس بی بی کو ویسا ہی خوبصورت اور دلفریب پایا جیسا کہ شب عروسی مین دیکھا تھا پھر اندر اوس حجرے کے گیا اور دلمین
سوچنے لگا کہ کیونکر وہ زمانہ جسکو عرصہ دس برس کا گذر گیا ایک رات کو طے ہو سکتا ہے پھر اوس جا پر جہان اوسکے کپڑے اور تھیلی روپون کی
رکھی ہوئی تھی گیا اور جب ہر ایک چیز کو بعینہ پایا جس مین ذرا فرق تھا پکار کے کہنے لگا خداوندا یہ کیا معاملہ ہے کہ جسے مین کچھ تصور اور
قیاس نہین کر سکتا اوس بی بی نے دوسری بار کہا صاحب پلنگ پر آکے آرام کرو کھڑے کیا سوچ رہے ہو اس بات کو اوس بی بی
کی سنکر پلنگ کے پاس کھڑا ہوا اور کہا بی بی سچ بتاؤ کہ میرے اور تمہارے مفارقت پر کسقدر زمانہ گذرا ہوگا اوسنے جواب دیا مجکو تمہارے
اس سوال سے نہایت تعجب ہوا صاحب ابھی تو تم سوتے ہوے پلنگ پر سے اوٹھ کے گئے تھے بدرالدین حسن نے کہا بی بی تم کیا کہتی ہو
یہ سچ ہے کہ ایک شب مین اس جا پر تمہارے ساتھ سویا تھا لیکن اسکو عرصہ دس برس کا ہوا اور جب سے مین دمشق مین تھا مین کچھ دریافت نہین
کر سکتا کہ آیا یہ وہی رات ہے کہ جس رات مین میری شادی تمہارے ساتھ ہوئی تھی یا نہین اگر حقیقت مین یہ وہی شب ہے تو دس برس تک کیون
مین تمسے جدا رہا اب تم مجھے بتاؤ کہ کون سے امر کو سچ جانون یا یہ کہ مین اوس دس برس کی مفارقت کو خواب خیال تصور کرون
وزیرزادی نے جواب دیا شاید تمہارے دماغ مین کچھ خلل واقع ہوا ہے کہ تم کہتے ہو مین دمشق مین تھا بدرالدین اس بات کو سنکر غصہ ہوا
اور اوسنے کہا یہ امر نہایت ہنسی کا ہے اسواسطے کہ مینے اپنے تئین دمشق کے دروازے پر ساتھ اسی قمیص اور ازار کے پایا تھا اور
وہان کے لوگ مجھے دیکھ کے ہنستے اور ٹھٹھا مارتے تھے یہانتک کہ مین اونکے ہاتھ سے بھاگا اور ایک حلوائی کی دکان مین

جا کے چھپا اور اوسنے مجھے بیٹا اپنا بنایا پھر اوسنے مجھکو اپنا کام اور پیشہ سکھایا اور مرنے کے وقت مجھکو اپنے مال کا مالک اور مختار کیا مجھ
بعد اوسکے قضا کرنے کے اوسی کی دکان پر جو حلوائی کی تھی بیٹھکے دس برس تک اپنی اوقات بسر کی ایک امیر کسی طرف سے اوس شہر مین
وارد ہوا اوسکا ایک لڑکا تھا نہایت حسین اور خوبصورت جسکے دیکھنے سے میرے تئین کمال محبت اور الفت پیدا ہوئی وہ ایک دن
مع اپنے خواجہ سرا کے میری دکان پر آیا اور ملائی لی اور وہین بیٹھکے کھائی بعد اسکے وہ لڑکا اپنے باپ کے خیمے مین گیا امیر نے
لڑکے سے سنکر تھوڑی ملائی اوسی خواجہ سرا کے ہاتھ میری دکان سے منگوائی اور بعد منگوانے ملائی کے مجھکو پکڑ بلوایا اور سیاہ مرچ
کے نڈالنے سے میری دکان کو لٹوایا اور مجھے صندوق مین بند کیا اور دمشق سے اونٹ پر رکھ اپنے گھر مین لایا اوسکے بعد مجھسے کہا
کہ تو کل دار پر کھینچا جائیگا مین اپنے قتل کی خبر سنکر نہایت غم والم مین مبتلا ہو کر صندوق مین غافل سو گیا پھر جب مین بیدار ہوا تو اپنے تئین
تمھارے پاس پایا وزیرزادی نے سنکر کہا معلوم ہوتا ہی کہ تمنے کوئی بڑا گناہ کیا تھا کہ جسکے سبب سے تمپر یہ تینون گذرین اور یہ سزا سخت
تمھارے حق مین تجویز کی گئی بدرالدین نے کہا بی بی مینے تو کوئی ایسا جرم نہین کیا تھا یہ سزا اتنے ہی لیے میرے واسطے تجویز ہوئی کہ مینے
کسواسطے ملائی کو بے سیاہ مرچ کے ڈالے ہوے جمایا اور بیچا وزیرزادی اس بات کو سنکر بہت ہنسی اور کہنے لگی کہ نہین تمنے سوا اسکے
اور کوئی بڑا قصور کیا ہوگا بدرالدین نے کہا بجز ملائی بنانے کے اور کوئی مینے قصور کسیکا نہین کیا فقط اسیواسطے میری دکان کا اسباب
توڑا اور غارت کیا اور مشکین باندھکر مجھکو صندوق مین بند کیا جس مین مین دن رات رہا کرتا تھا کل مجھے باہر نکال کے میرے روبرو نجار کو
حکم کیا کہ لکڑی سولی کی بنا اور اوسپر سلاخ لوہے کی لگا کے جلد لا مگر شکر خدا کا ہی کہ وہ سب باتین محض خواب و خیال تھین شہریار بادشاہ اس
امر سے کہ بدرالدین نے اون سب باتونکو جو واقعی تھین خواب و خیال سمجھا بہت ہنسا اور اوسنے کہا یہ قصہ نہایت عجیب و مضحک ہی اور مجھے
یقین ہی کہ شمس الدین محمد اور اوسکی بھاوج کل کے دن بدرالدین کی ان باتونکو سنکر بہت خوش ہونگے دوسرے دن ملکہ شہرزاد نے
آخر شب کو بادشاہ شہریار سے اس طرح اس قصے کو کہنا شروع کیا کہ خداوندا اوس شب کو بدرالدین تمام رات اسی شبہے مین رہا کہ آیا مین خواب
مین اپنی بی بی کے پاس ہون یا بیداری مین کبھی پلنگ پر سے اوٹھکے گرد کمرے کے گھومتا اور اسباب کو پہچانکے کہتا کہ یہ کمرا وہی ہی جسمین میری
شادی ہوئی تھی اور یہ وہی بی بی ہی کہ جسکی شادی بادشاہ نے اوس کبڑے سائیس اصطبل بادشاہی کے ساتھ تجویز کی تھی اب مین اوسکے ساتھ
سوتا ہون الغرض بدرالدین انھین خیالون مین تھا کہ فجر ہوتے ہی وزیر شمس الدین محمد نے آکر دروازے پر حجرے کے دستک دی اور اندر جاکے اوس سے صاحب سلامت
کی بدرالدین حسن نے وزیر کو پہچان کر کہا آپ ہی نے میرے واسطے سولی طیار کرنے کو نجار کے تئین فرمایا تھا جسکے خوف و دہشت سے ابتک مین
کانپ رہا ہون اور صرف اتنے ہی قصور کے واسطے کہ مینے ملائی مین سیاہ مرچ نہین ڈالی یہ سزا میرے حق مین تجویز آپنے فرمائی تھی وزیر شمس الدین محمد
نے بعد ہنسنے کے جواب دیا مینے ہی تیری شادی اپنی بیٹی کے ساتھ جسکا نکاح بادشاہ نے ساتھ اپنے کبڑے سائیس کے تجویز کیا تھا کی تھی
اور تو میرا بھتیجا ہی پھر اوس کتاب کو جو نورالدین علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اوسکو دکھائی اور کہا کہ فقط تیری ہی تلاش کرنے کے واسطے
مین کیرو سے بانسرے اور دمشق کو گیا تھا پھر وزیر شمس الدین محمد نے بدرالدین حسن کو اپنی چھاتی سے لگا کے بہت پیار کیا اور کہا ان
سب امور کو کہ جو مینے بنسبت تمھارے کیے تھے معاف کرو ان باتون سے غرض میری یہ تھی کہ تمکو اس حیلے سے صحیح و سالم

اپنے گھر مین لاؤن اور تمھین تمھارے اہل و عیال سے ملاؤن اگر یہ حیلہ نکرتا تو خوف تھا کہ فرط خوشی سے تمھارے مزاج مین کچھہ خلل جسے
شادی مرگ کہتے ہین واقع نہو جائے اسواسطے تمھین اس خوف و دہشت مین رکھا اور ڈرایا اب جبتک کہ تم اپنی پوشاک پہنو تمھاری
مان کو جو تمھاری جدائی اور فراق مین نہایت مضطر اور بیقرار ہو رہی ہی خبر کرون اور یہی تمھارے فرزند کو کہ جسے تمنے دمشق مین اپنی کا بنا
بٹھلا کر کمال محبت اور الفت سے ملائی کھلائی تھی لاؤن اب حال سرور اور خوشی کا جو بدرالدین حسن اور اوسکی مان کو دیدار ایک دوسرے
سے حاصل ہوئی تھی کہنے اور لکھنے مین نہین سماتا غرض مان گلے ملکے بدرالدین کے بہت روئی اور جو کچھہ مصیبتین کہ اوسکی جدائی
مین اوسپر گذری تھین اپنے فرزند بدرالدین حسن سے بیان کین اور ایک طرف اوسکا فرزند عجب خورد سال دوڑ کر اوسکے سینے سے
لپٹ گیا اور بدرالدین حسن نے اوسے پہچان کر کہا کہ یہ وہ ہی جسکو مینے دمشق مین دیکھا تھا اور دل کو میرے اوس سے نہایت الفت تھی
پھر گلے سے لگاکے بہت پیار کیا اور وزیر شمس الدین محمد اوسے وہین چھوڑ کر بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا اور اپنے سفر کا حال
مفصل عرض کیا بادشاہ اس قصۂ عجیب کو سنکر کمال خوش ہوا اور حکم کیا کہ اس حال سب کو لکھہ کے ہماری کتب تواریخ مین درج کرو پھر
شمس الدین محمد نے بعد مراجعت کے دربار سے بہت بڑی دعوت کی اور دسترخوان پر اپنے سب اہل و عیال کو بٹھا کر اونکے ساتھہ کمال
خوشی سے خاصہ کھایا غرض وہ دن اوسکا کمال خوشی و مسرت مین کٹا وزیر جعفر نے بعد تمام کرنے قصے بدرالدین حسن کے خلیفہ ہارون رشید
کی حضور مین عرض کیا کہ غلام امیدوار ہی کہ حضور ریحان حبشی کے قصور کو معاف کرین چنانچہ خلیفہ نے قصور اوسکا معاف کیا اور اوس
جوان کو جسنے اپنی بی بی کو دھوکے سے مارا تھا تسلی فرماکے ایک اپنی لونڈی کے ساتھہ اوسکا نکاح کر دیا اور اوسے
بہت انعام و اکرام دیکے تازیست لائق اوسکے درماہہ مقرر فرمایا چنانچہ وہ جوان اپنی زندگی تک بخوبی تمام خلیفہ کے
سایۂ عنایت مین خوش و خرم رہا ملکہ شہرزاد نے بادشاہ کی حضور مین عرض کیا کہ خداوندا اب تو دن
نکل آیا کل کی رات اگر میری جان بخشی ہوگی تو مین اس سے بہتر قصہ آپکی حضور مین
کہونگی بادشاہ اس بات کا کچھہ جواب ندے کر خوابگاہ سے اوٹھا اور اپنے
امور اور کاروبار معمولی مین مشغول ہوا مگر اپنے دل مین سوچا کہ اوسنے
وعدہ کیا ہی کہ کل کی رات اس سے بہتر اور عجیب قصہ
کہے گی اوسکو قتل نکیا چاہیے اور نہ
آج بھی جان بخشی کر کے
اوسکے قصے کو
سن لیا چاہیے

تمام ہوئی جلد پہلی الف لیلہ کی



ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه

جلد دوسری ترجمہ الف لیلیٰ کی

در مطبع مصطفائی محمد مصطفیٰ خان ۱۳۰ طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ درزی کاشغری اور کبڑے کا جو ملازم بادشاہی تھا

دوسرے روز ملکۂ شہرزادہ نے آخر شب شہریار بادشاہ ہند سے اجازت پاکر موجب خواست دنیازاد اپنی چھوٹی بہن کے اس قصے کو اسطرح کہنا شروع کیا کہ اگلے زمانے مین ایک درزی کاشغر کا جو متصل ملک تاتار کے ہے اپنی دکان پر بیٹھکر کپڑے سیا کرتا چنانچہ ایک روز وہ بیٹھا ہوا قریب شام کے سی رہا تھا ناگہان ایک شخص کوزہ پشت طبلہ لیکر آیا اور اوسکی دکان کے تلے بیٹھکر گانے لگا درزی اوسکا گانا سنکر بہت خوش ہوا جب وقت اوسکے گھر جانے کا قریب پونہچا اوسنے کبڑے سے کہا اگر تمھارا جی چاہے میرے گھر کہ یہان سے قریب ہی چل کر گاؤ بجاؤ کبڑا راضی ہوکر اوسکے گھر گیا جب درزی مونہ ہاتھ دھوکر بیٹھا اپنی بی بی سے کہ خوبصورت تھی اور اوسکو نہایت پیار کرتا تھا کہنے لگا آج مین تمھارے گانا سنانے کے واسطے اس شخص کو کہ خوب گاتا بجاتا ہی لایا ہون کھانا اگر طیار ہو تو لاؤ اوسکی بی بی نے دسترخوان بچھاکر کھانا آگے لاکر رکھا اور میان بی بی باہم بیٹھکر کھانے لگے اور اوس کبڑے کو بھی شریک کھانے کا کیا اتفاقاً اوس روز درزی کے گھر مچھلی پکی تھی اور کھانے کے شمول مین مچھلی بھی کبڑے کو دی جو وہ بہت لذیذ تھی کبڑے نے بدون نکالنے کانٹون کے اس بے احتیاطی سے کھایا کہ ایک کانٹا اوسکے حلق مین چبھ گیا وہ اس امر سے بہت مضطر ہوا اور بظاہر دم اوسکا بند ہوگیا ہر چند درزی اور اوسکے قبیلے نے بہت تدبیرین کین مگر کوئی بن نہ پڑی آخر درزی اوسکے حال کو دیکھکے ڈرا اور گھبرایا کہ اگر کوتوال شہر کو خبر ہوگی تو مجکو عوض اسکے خون کے گرفتار کریگا ضرور ہی کہ آگے سے اسکا دفعیہ کیا چاہیے یہ سوچ کر اوس کبڑے کو حکیم یہودی کے پاس جو اوسکے گھر کے نزدیک تھا اوٹھا کر لیگیا دروازہ حکیم کا بند پاکر کبڑے کو لٹا سیڑھی کی راہ سے اوپر چڑھگیا اور دروازے پر دستک دی لونڈی حکیم کی آواز سنکر نکلی درزی نے پانچ روپے اوسکو دیکر کہا کہ تو جلد جاکر اپنے آقا سے خبر کرتا بیمار کو آکر دیکھے اور اوس کی تدبیر کرے جب لونڈی اندر گھر کے حکیم کو کہ بالاخانے پر رہتا تھا خبر کرنے گئی درزی کبڑے کو مردہ سمجھکر اوپر لے گیا اور دروازے کے سہارے کھڑا کرکے آپ چپکے سے

چل دیا حکیم لونڈی سے حال سنکر زر کے لالچ سے بے روشنی دروازے کی طرف دوڑا اور کنڈی کھولکر چاہتا تھا کہ دروازہ کھولے اپنے
اوسنے اور بیمار کو دیکھے بمجرد کھولنے دروازے کے وہ کبڑا زینے سے لنڈھکتا ہوا نیچے آپڑا حکیم اندھیرے مین آواز سنکر حیران ہوا کہ کیا چیز
تھی جو دروازے سے تلے کو گر پڑی پھر جب روشنی منگوا کر تلے اوترا کبڑے کو موا ہوا دیکھ واویلا کرنے لگا اور یہ تصور کرکے کہ میرے سبب سے
یہ بیمار مرگیا حضرت موسیٰ وغیرہ کو شفیع کرکے توبہ استغفار کرنے لگا پھر یہ سوچا کہ اگر کوئی رہگذر اس گلی سے گذرے اور اس لاش کو میرے
دروازے پر پڑی دیکھکر حاکم سے خبر کرے تو مین بڑی مصیبت مین پڑونگا اس سے بہتر ہی کہ لاش کو جلد یہان سے اوٹھاؤن غرض حکیم اوس
کبڑے کو اندر گھر کے لیگیا اور میان بی بی نے آپس مین مشورہ کر اپنے بری الذمہ ہونے کو کبڑے کے دونون بازوون مین رسی باندھ آتشدان
مین ایک مسلمان کے جو پچھواڑے اوسکے رہتا تھا ڈال دیا وہ مسلمان مودی بادشاہ کا تھا اکثر روغن غلہ وغیرہ اپنے گھر جمع رکھا کرتا تھا
چارون طرف سے چوہے اوسکے گھر جمع ہوکر جنس اوسکی کھاجایا کرتے اتفاقاً وہ مودی آدھی رات کو جب اپنے گھر آیا لالٹین کی روشنی
سے کہ اوسکے ہاتھ مین تھی کبڑے کو بخاری مین کھڑا دیکھکر تصور چور کا کیا اور کہنے لگا کہ تو ہی میری جنس چرا کر لیجایا کرتا ہی مین اتنک
دھوکے مین تھا کہ چوہے کھاجایا کرتے ہین پھر کھینٹ اوسکو مارنے لگا دو چار لاٹھی کے پڑنے سے وہ کبڑا زمین پر گر پڑا مودی نے
نزدیک جاکر اوسکو مردہ پایا اس حرکت سے بہت نادم ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ تو نے بڑا غضب کیا کہ چور کا خون کیا فجر کو تو اسکے
عوض جان سے مارا جائیگا کاش میری ساری جنس برباد ہوتی اور مرتکب ایسے بڑے گناہ کا نہوتا اس اندیشے سے ایسا بیخود ہوا کہ اپنے
ہوش و حواس مین نہ رہا پھر جب ہوش مین آیا اپنی حفظ کے واسطے اوسکو کاندھے پر رکھ بازار مین لیگیا اور اندھیرے مین ایک دکان سے
لگا کر کھڑا کر دیا اور اپنے گھر آکر سو رہا تھوڑی دیر کے بعد ایک فرنگی سوداگر کہ بڑا آدمی و داروغہ مکانات بادشاہی کا تھا کسی [illegible]
کے گھر سے نکل واسطے غسل کے حمام مین جانے لگا بازار مین قریب اوس دکان کے جس مین لاش کبڑے کی لگی ہوئی کھڑی تھی پہونچا بسبب
تاریکی کے ایسا نزدیک ہوکر چلا کہ اوسکی پیٹھ سے جسم کبڑے کا لگ گیا فرنگی چور سمجھکر خوب اوسکو لاتین لگیں اور مار چور چور کرکے
پکارا روند کے سپاہی نام چور کا سنکر دوڑتے آئے اور اونھون نے فرنگی کو دیکھکر کہ ایک مسلمان کو مارتا ہی اوس سے کہا تو کیون اس مسلمان
کو مارتا ہی فرنگی نے جواب دیا کہ یہ چور ہی چاہتا تھا کہ میرا گلا دبائے غرض ایک سپاہی نے فرنگی کا ہاتھ پکڑکر کبڑے سے جدا کیا اور چاہا کہ
اوسکو زمین سے اوٹھائے بمجرد ہاتھ لگانے کے اوسکو مردہ پایا سپاہی روند کے فرنگی کو اس جرم پر کہ خون کیا گرفتار کرکے کوتوال شہر کے
پاس لیگئے کوتوال فجر کے وقت اوس سوداگر فرنگی کو کبڑے کی لاش سمیت قاضی کی حضور مین لیگیا قاضی نے بعد دریافت حال مجرم کو مع لاش
بادشاہ کی حضور مین لیجا کر عرض کیا کہ اس سوداگر نے اوسکو چور تصور کرکے اسقدر مارا کہ وہ مرگیا بادشاہ نے فرمایا موافق حکم شرع شریف کے جو حکم ہو
مین اس مقدمے مین دخل نہین دیتا قاضی نے فتوی دیا کہ اسکو بعوض کبڑے کے چوراہے مین لیجا کر پھانسی دو بمجرد حکم کرنے قاضی کے لکڑی پھانسی کی چوراہے
مین کھڑی ہوئی اور تمام شہر مین ڈھنڈھورا پیٹا گیا کہ بعوض خون ایک کبڑے کے فلانا سوداگر پھانسی دیا جاتا ہی جسکو دیکھنا ہو آکر دیکھے پھر جب مجرم کو
جلاد نے چاہا کہ اوسکے گلے مین تسمہ ڈالکر کھینچے مودی بادشاہ کا اس خبر کو سنکر دوڑا اور لوگون کو ہٹا کر مقتل مین پہونچا اور پکار کر کہا کہ اے
جلاد قاتل اس کبڑے کا مین ہون یہ شخص نہین جسکو پھانسی دیا چاہتا ہی اوسکا قصور نہین اور مین نہین چاہتا کہ دوسرا خون بھی میرے سبب سے ہو کیونکہ

جو مجھسے ہوا کیا کم ہے اور سارا حال اپنا اور کبڑے کے مارنے کا قاضی کے روبرو بھی ظاہر کیا قاضی نے جلاد سے کہا سوداگر کو چھوڑ دے اور اوس یہودی کو جو خود خون کرنے کا اقرار کرتا ہے پھانسی دے جلاد نے سوداگر کو چھوڑ یہودی کے گلے مین رسی ڈالکر چاہتا تھا کہ کھینچے یکایک آواز حکیم یہودی کی سنی کہ کہتا ہے ای جلاد ٹھہر اسکو بعوض خون کبڑے کے قتل نکر مینے اوسکو مارا ہے پھر اوس حکیم نے سب ماجرا قاضی کے روبرو ظاہر کیا کہ اس کبڑے کو واسطے علاج کے لائے تھے وہ باہر کی طرف دروازے سے لگا بیٹھا تھا میرے دروازہ کھولتے ہی وہ زینے پر سے لڑھک کر تلے گرا اور مر گیا حقیقت مین قاتل اسکا مین ہون یہودی نہین قاضی نے جلاد سے کہا یہودی کو چھوڑ دے بجاے اوسکے حکیم کو پھانسی دے جلاد نے جب رسی گلے مین حکیم کے باندھی اور قصد کھینچنے کا کیا درزی نے یہ دیکھکر جلاد سے کہا خون کبڑے کا مجھسے ہوا حکیم بے قصور ہے یہ کبڑا واسطے گانے بجانے کے میرے گھر آیا تھا مینے اوسکو مچھلی کھانے کو دی تھی ایک کانٹا مچھلی کا اوسکے گلے مین چبھ گیا جسکے سبب سے اوسپر بیہوشی طاری ہوئی مین اوسکو واسطے علاج کے اس حکیم کے گھر لے گیا تھا مگر اوسکو وہان پر مردہ پاکر اوسکے دروازے سے کھڑا کر کے چھوڑ آیا تھا در حقیقت خون اس کبڑے کا میرے سبب سے ہوا حکیم بے قصور محض ہے قاضی اور خلق کلام یہودی اور حکیم اور درزی کا سنکر نہایت متعجب ہوے آخر قاضی نے سوچکر جلاد سے کہا کہ حکیم کو چھوڑ دے عوض اسکے اس درزی کو کہ خود اقرار کرتا ہے پھانسی دے ایک شخص کو بعوض خون کبڑے کے مارنا ضرور ہے جلاد حکیم کو چھوڑ کر چاہتا تھا کہ درزی کو قتل کرے اتنے مین پہرہ بادشاہی وہان پر آیا اور قاضی کو مع فرنگی اور یہودی اور حکیم اور درزی اور لاش کبڑے کے بادشاہ کے پاس لے گیا اور سبب اسکا یہ ہوا کہ وہ کبڑا خاص مسخرہ بادشاہ کا تھا روز فجر کو حاضر ہوکر بادشاہ کو اپنے مسخرے پن سے خوش کیا کرتا اوس روز بادشاہ نے اوسکو حاضر نپاکر استفسار کیا کہ کیا سبب ہے کہ آج کبڑا اب تک حاضر نہین ہوا حضار دولت نے عرض کیا کہ کل قریب شام کے شراب پیکر واسطے سیر و تماشے کے شہر کی طرف گیا تھا فجر کو لاش اوسکی پائی گئی قاضی نے حکم واسطے پھانسی دینے اوسکے قاتل کے کہ کوئی سوداگر تھا دیا وقت قتل کرنیکے دوسرے ایک شخص نے آکر اقرار اوسکے خون کا کیا کہ قاتل اس کبڑے کا مین ہون مجھی کو گردن مارو اور بعد اوسکے تیسرا چوتھا شخص آیا اور اقرار اوسکے مارنیکا قاضی کے روبرو کرتا گیا اب قاضی نے حکم پھانسی کا چوتھے شخص کے حق مین کیا ہے کہ وہ پھانسی دیا جاے بادشاہ نے اس حال عجیب و غریب کو سنکر حکم کیا کہ جلد جاؤ اور قاضی سے کہو کہ اون چارون شخصون کو کبڑے کی لاش سمیت میرے پاس حاضر کرے اوس غریب کبڑے کو آخری وقت دیکھ لون الغرض قاضی نے اون سبکو لاکر بادشاہ کی حضور مین حاضر کیا اور چارون کے اقرار اظہار بھی مفصل عرض کیے بادشاہ نے اس حال کو بتفصیل لکھوا کر اون چارون شخصون سے کہا تمنے اس قصے سے کوئی قصہ عجیب تر اگر دیکھا یا سنا ہو میری حضور مین ظاہر کرو اگر اس سے تمھارے قصے عجیب ہونگے تو مین تمکو چھوڑ دونگا والا تم چارون کو بعوض اس کبڑے کے گردن مارونگا پہلے سبکے سوداگر فرنگی نے آداب بجا لا کر عرض کیا کہ غلام اس سے عجیب تر قصہ جانتا ہے اگر جان بخشی میری ہو مین اوسکو عرض کرون بادشاہ نے قبول کیا

قصہ زبانی سوداگر فرنگی کے جو بادشاہ کاشغر کی حضور مین کہا گیا

سوداگر نے قبل اسکے کہ اوس قصے کو شروع کرے عرض کیا فدوی باشندہ کبیر و دار السلطنت مصر کا ہے باپ میرا پیشہ دلالی کا کیا کرتا تھا اور اسی پیشے مین اوسنے بہت دولت پیدا کی تھی جب اوسنے قضا کی بہت مال و اسباب اوسکا میرے ہاتھ لگا اوسکے بعد مینے بھی یہی پیشہ اختیار کیا ایکدن مین بازار مین غلہ فروشون کے جہان سب قسم کا غلہ بکتا تھا اور سوداگر جمع ہوکر خرید و فروخت کرتے تھے

کیا تھا وہان ایک جوان نہایت خوبصورت پوشاک عمدہ پہنے ہوئے سوار اوس منڈی مین آیا اور مجھسے صاحب سلامت کر کے نمونہ تل کا مجھکو دکھلایا اور پوچھا کہ اس قسم کے تل کتنے من بکتے ہین مین اوسکے نمونے کو خوب سا دیکھکر بولا کہ قیمت اسکی فی من سو درہم ہے اوس جوان نے کہا کہ اگر کوئی خریدار اسکا ہووے تو اوسکو میرے پاس کہ فتح دروازے کے متصل ایک سرا مین رہتا ہون لے آنا اور اس قیمت کو سب کا سب تلوا دینا مین اپنے گھر جا کر تمھارے آنیکا منتظر رہونگا یہ کہکر وہ جوان چلا گیا مینے وہ نمونہ اور سوداگرون کو دکھلایا وہ سب فی من ایک سو دس درہم دینے پر راضی ہوئے مین اپنے دلمین بہت خوش ہوا کہ فی من دس درہم میرا حق ہے غرض سودا اوسکا پکا کر کے جوان کے گھر گیا اوسنے مجھے اپنے گودام مین لیجا کر وہ تل کا دکھایا اوسکو تلوایا ایک سو پچاس من نکلے اونکو گدھون پر لدوا قیمت اوسکی سولہ ہزار پانسو درہم اوس جوان کو گن کر حوالے کیے جوان نے ایکہزار پانسو درہم مجکو دے کر کہا کہ یہ حق تمھارا ہے اسواسطے کہ مینے اپنے مال کو فی من ایک سو پر بیچنے کا تم سے اقرار کیا تھا اب کہ فی من دس درہم زیادہ بکا اسکو تم لو اور پندرہ ہزار بھی اپنے پاس امانت رکھو جب مجکو درکار ہوئےگے لے لونگا یہ کہکر اپنے گھر کو چلا گیا اور کچھ اندیشہ نکیا بعد ایک مہینے کے اوس جوان نے آکر مجھسے پوچھا کہ ہماری امانت تمھارے پاس موجود ہے مینے کہا طیار ہے اگر کہو تو اسی وقت لا کر دون مینے اوس سے کہا آپ اپنے مرکب سے اوتریے اور کچھہ کھانا تناول فرمائیے تمھارے کھانا کھانے تک ہم بھی حاضر ہو جاینگے اوس جوان نے جواب دیا مجکو ایک کام ضروری درپیش ہے توقف نہین کرسکتا مگر جب پھرونگا تو اوسکو لے لونگا تم اوسکو طیار کر رکھنا یہ کہ جب اوسکے وعدے کے منتظر رہا اور وہ اوس وعدے پر نہ آیا بلکہ ایک مہینے تک مینے اوسکو نہ دیکھا اور پھر مین ایک مدت تک اوسکی امانت کے خیال مین متفکر رہا اونے بھی کچھ اندیشہ نکیا غرض بعد تین مہینے کے پھر ایک روز وہ جوان مجکو نظر پڑا مین جلد سے اوسکے پاس گیا اور کہا کہ آپ اوتریے اور اپنی امانت لیجیے اوسنے کچھ خیال نکیا اور کہا صاحب اتنی جلدی کیون کرتے ہو میری خاطر جمع ہے درہم بہت اچھی جگہہ ہین مین آکر لے لونگا اور خدا حافظ کہکر چلا گیا مین ایک ہفتے تک پھر اوسکا منتظر رہا اور اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر اتنے عرصے مین کچھ کاروبار ان درہمون سے کرتا تو اب تک بہت سا فائدہ مجکو حاصل ہوتا غرض اسیطرح سے ایک برس گذر گیا بعد ایک سال کے وہ سوداگر امیرانہ پوشاک پہنے ہوئے میرے گھر آیا مینے اوس سے کہا آپ اوتر کر میرے گھر قدم رنجہ فرمائیے اوس جوان نے کہا بہت اچھا مین چلتا ہون لیکن اس شرط سے کہ کچھ تکلف میرے واسطے نکرنا مینے کہا جیسی آپ کی مرضی ہوگی بجا لاؤنگا غرض وہ جوان اوترا اور میرے گھر آیا مینے جلدی سے ماحضر حاضر کیا جب سب کھانا دسترخوان پر رکھا گیا جوان نے بائین ہاتھ سے کھانا شروع کیا مین دیکھکر بہت متعجب ہوا کہ وہ مطلق دہنے ہاتھ سے کچھ کام نہین کرتا مینے خیال کیا کہ یہ جوان نہایت خوش خلق ہے اگر ہم کچھ اس سے پوچھینگے تو ناخوش ہوگا جب کھانا کھا چکے اور دسترخوان خدمتگار بڑھا کر اوس جگہہ کو صاف کرنے لگے ہم وہان سے اوٹھکر دوسرے دالان مین جا بیٹھے اور مینے کچھ قسم پان اور الاچی سے اوسکو تواضع کرتا وہ اوسکو بائین ہاتھ سے لیتا آخر کو مینے کہا اگر تم ناخوش نہو تو مین کچھ تمسے پوچھون جوان نے کہا بہت اچھا تب مینے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ آپ سب کام بائین ہاتھ سے کرتے ہین اور دہنے ہاتھ کو ذرا نہین لگاتے یہان تک کہ کھانا بھی آپ بائین ہاتھ سے تناول فرماتے ہین جوان نے یہ بات سنکر ایک آہ سرد کھینچی اور دہنا بازو اپنی قبا کے نیچے سے جسکو ہمیشہ چھپا رکھتا تھا نکال کر دکھلایا معلوم ہوا کہ دہنا ہاتھ اوسکا بالکل کٹا ہوا ہے مینے پوچھا کہ ہاتھ آپ کا کیون کر کٹا وہ جوان یہ سنتے ہی

بے اختیار رویا اور بعد تھوڑی دیر کے اپنی سرگذشت کو اسطرح کہنا شروع کیا کہ مین باشندہ شہر بغداد کا ہون اور باپ میرا آدمی دولتمند
وہان کا تھا مین تعریف مصر کی تاجرون سے سنکر نہایت مشتاق اوس ملک کا ہوا خصوصاً اشتیاق کیرو کا کہ دارالسلطنۃ مصر کی ہے
زیادہ دل مین سمایا اور بارہا ارادہ وہان کے جانے کا کیا لیکن میرا باپ جب تک زندہ رہا مجکو اجازت وہان جانے کی نہ دی پھر جب وہ
مر گیا اور مین اپنے کامونکا مالک اور مختار ہوا مینے قصد کیرو جانے کا کیا اور بہت سی تحفہ چیزین بغداد اور موصل کی خرید کرکے ادھر کو
روانہ ہوا جب مین کیرو کو پونہچا ایک سرا مین کہ جو مشہور بہ خان مسرور تھی اترا بعد اسکے ایک گھر کرایے کا رہنے کو لیا اور ایک گدام
بھی گٹھریان کپڑے اور اسباب تجارت کے رکھنے کو اور بعد فراغت کرنے سب کامون کے اپنے مکان مین مخصوص جو میرے رہنے کا تھا
گیا اور اپنے آدمیون سے کہا کہ بازار سے کچھ کھانا مول لاؤ چنانچہ اونھون نے جلد ہر ایک قسم کا کھانا لا کے میرے آگے رکھا مین
بقدر اشتہا کے اوس کھانے سے کھا کر واسطے دیکھنے قلعہ اور مسجد وغیرہ مکانون کے جو مشہور اور قابل دیکھنے کے تھے گیا اور خوب سی
اونکی سیر کی پھر دوسرے دن مینے نفیس کپڑے پہنکر اپنی گٹھریون سے دو دو تین تین تھان قیمتی لے چوک کی طرف چلا تا کہ معلوم ہو
کہ یہان یہ جنس کس قیمت کو بکے گی غرض جب مین چوک مین پونہچا دلالون نے کہ میری خبر آنے کی سن چکے تھے آکر مجکو گھیر لیا اور مینے
نمونے ہر ایک جنس کے جو میرے پاس تھے اونکو دیے اونھون نے وہ نمونے چوک کے بزازون کو دکھلا کر بیچنا شروع کیا روز مین آتا اور
تھوڑا تھوڑا میرا مال بکتا مگر میرے مکان سے چوک بہت دور تھا اسواسطے کرایہ دینے سے مزدورون اور گاڑی والون کو بہت تنگ
آیا دلالون نے یہ حال دیکھکر مجھسے کہا اگر ہمارے کہنے پر تمہین اعتماد ہو تو ہم تمکو ایسی راہ بتائین کہ مزدوری دینے سے چھوٹ جاؤ تم
اپنا مال یہان کے سوداگرون کو بیچنے کیواسطے تقسیم کر دو وہ جلد تمکو بیچ دینگے اور تم ہفتے مین پیر اور جمعرات کو فقط یہان آیا کرو
اس عرصے مین جسقدر مال تمہارا بکے گا قیمت اوسکی سمجھ کے لے لیا کرنا اسمین البتہ تمکو فائدہ ہوگا اور نقصان کرایہ اور بار برداری سے
بچوگے یہ سوداگر بھی اسمین کچھ فائدہ اوٹھاوینگے اور تم فراغت سے اس فرصت مین سیر شہر اور مکانات خصوصاً دریائے نیل کی
بخوبی کیا کیجیو مین اونکے کہنے پر عمل کرکے اونکو اپنے گھر لیگیا سب جنس ایکبارگی چوک لیجا کر وہانکے دوکاندارونکو کہ معتبر تھے واسطے بیچنے
کے بانٹ دی اور اونھون نے موافق دستور کے رسید مال کی جسقدر کہ لیا تھا دستخط اور گواہون سمیت لکھدی اور مینے بھی لکھدیا کہ ایک
مہینے تک قیمت تمسے طلب نکرونگا مین یہ بندوبست کرکے نہایت فارغ البال اور خوش ہوا اور مینے کتنے ایک شخصون سے جو میرے ہمسن
اور ہمعمر تھے دوستی پیدا کی اور بعد گذرنے ایک مہینے کے اون سوداگرون سے تقاضا شروع کیا اور ہفتے مین دو روز چوک جا کر قیمت اپنے
اسباب کی اونسے وصول کرتا تھوڑے سے عرصے مین بہت روپے مجکو وصول ہوے اور مینے اوسکو سراے خان مسرور مین جہان مین رہتا تھا
باحتیاط صندوقون مین جمع کرکے رکھا اور اکثر صبح کے وقت ہمراہ اونکے جو اس عرصے مین دوست ہو گئے تھے سیر کو جایا کرتا اور اہل شہر
کو چوک مین جمع دیکھا اور اونکی گفتگو سنکر نہایت خوش ہوتا مین پیر کے دن بدرالدین نامے سوداگر کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بی بی زیور اور
لباس فاخرہ پہنے ہوے کئی ایک لونڈیون کے ساتھ کہ وہانکا دستور تھا اور وہ لونڈیان بھی حسین اور اچھے کپڑے پہنے ہوے تھین اوس دکان پر آکر نزدیک
میرے بیٹھ گئی مین اوسکی خوش حرکتون سے نہایت خوش ہوا اور چاہا کہ مین اوسکی صورت کو بے حجاب برقع کے دیکھون اوسنے میرے اشتیاق کو

سمجھکر جالی برقع کی ایسے ناز و انداز سے اوٹھائی کہ مین اوسکی صورت اور آنکھون سحر آمیز کو دیکھتے ہی جان و دل سے فریفتہ اور عاشق زار ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد اوس بی بی نے بدرالدین سوداگر سے جسکی دکان تھی خیر و عافیت پوچھی اور تھان زربافت کا مانگا بدرالدین نے ایک تھان اوسکا کہ قیمتی ایک ہزار ایک سو درہم کا تھا نکال کر دکھایا بی بی نے اوسے پسند کیا اور کہا کہ اگر کل تک کی مہلت ہو تو مین اس تھان کو آج اپنے گھر لے جاؤن اور اوسکی قیمت کل بھیجدون بدرالدین نے کہا آپ اس تھان کو بے تامل اپنے گھر لیجائیے اور قیمت اوسکی جب چاہیے تب بھیجدیجیے لیکن یہ تھان اس جوان کا ہی جسکو تم دکان پر بیٹھے دیکھتی ہو آج کا دن مقرر کیا ہی کہ قیمت اوسکے مال کی جو ہفتے مین آج تک بکے اوسکے حوالے کر دی جاے اوس بی بی نے کہا ایک دن کی مہلت ہو کل کے دن ضرور تمھارے درہم بھیجدونگی سوداگر نے کہا بی بی آج ہی ہمکو درہم درکار ہین یہ سنتے ہی وہ بی بی خفا ہوئی اور تھان اپنی بغل سے نکال کر بدرالدین کے آگے پھینک دیا اور کہا تم سب سوداگر بڑے بیمروت ہو اپنے سوا کسیکو معتبر نہین سمجھتے یہ کہکر غصے سے اوٹھکر روانہ ہوئی جب مینے دیکھا کہ وہ بی بی دور نکل گئی پکارا کہ ادھر آؤ مینے ایک راہ نکالی ہی کہ جسمین سوداگر کے وہ بی بی پھر آئی اور تاڑ گئی کہ وہ مال میرا ہی مینے اوس تھان کو بی بی کے حوالے کر کے سوداگر سے کہا ایک سو درہم اپنے نفع مین منجملہ قیمت اس تھان کے میرے حساب مین مجرا لو اور ہزار درہم کی رسید مین تمکو لکھدیتا ہون چنانچہ رسید اپنے دستخط سے مینے لکھکر اوسکو دیدی اور بی بی سے کہا اسکو آپ لیجائین قیمت اسکی بھیجیے یا نہ بھیجیے آپکی نذر ہی غرض اوس بی بی نے وہ تھان خوش ہو کر لے لیا اور مجھسے بہت خوش ہوئی اور دعا دی کہ خدا تمکو بہت صاحب مقدور کرے اور سلامت رکھے ان باتون کے سننے سے مجھے جرأت پڑی یہان تک کہ مینے اوس سے کہا ذرا اپنی صورت مجھے دکھاتی جاؤ اوس بی بی نے میری طرف پھر کر جالی کا ٹکڑا کہ مانند نقاب کے اوس چہرۂ نازنین پر پڑا ہوا تھا اوٹھا لیا مین اوسکی صورت کو دیکھ آگے سے زیادہ فریفتہ ہوا اور ایک سکتہ سی ہو گئی اور مانند تصویر بے جان کے کھڑا رہگیا لیکن اوسنے جلدی سے پھر منہ اپنا نقاب سے چھپا لیا تا کہ کوئی دیکھ نہ لے اور بعد اسکے وہ تھان زربافت کا اوٹھا اور مجھکو اوسی حال مین چھوڑ اپنے گھر کو روانہ ہوئی مین وہین تڑپا کیا جب ذرا ہوش آیا تو مینے اوس سوداگر سے پوچھا کہ یہ بی بی کون ہی اوسنے کہا وہ ایک امیر کی بیٹی ہی اوسکا باپ بہت دولت چھوڑ کر مر گیا پھر مین اوسی حال سے سراے خان مسرور مین جہان رہتا تھا گیا اور بے کھائے پیے سو گیا رات بھر اوسکے تصور مین رہا دوسرے دن سویرے پھر اوسکے دیکھنے کی امید مین بدرالدین کی دکان پر گیا ایک ساعت بھی نگذری تھی کہ وہ ہی بی بی اپنی لونڈیون کے حلقے مین وہان پہنچی اور میری طرف متوجہ ہو کر کہا دیکھو مین اپنی بات مین کیسی سچی ہون موافق وعدے کے آج مینے اوسکو وفا کیا مینے کہا صاحب میری سب طرح آپ کی طرف سے خاطر جمع تھی آپ نے کسواسطے تکلیف فرمائی اوسنے کہا یہ سب سچ ہی لیکن خوش معاملگی اسکو چاہتی ہی یہ کہکے تھیلی گیارہ سو درہم کی میرے آگے رکھ پاس میرے بیٹھ گئی مینے تھوڑا حال اپنا تعشق اور بے قراری کا مابین گفتگو کے فرصت پا کر ظاہر کیا وہ سنکے جلدی سے اوٹھکر روانہ ہوئی مینے جانا کہ میرے اظہار سے اوسکو ملال ہوا بہر کیف مین اوسکو دیکھتا رہا یہانتک کہ وہ میری نظر سے غائب ہو گئی تب مین اوس سوداگر سے رخصت ہوا ایک سمت کو بے جانے بوجھے روانہ ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک شخص نے پیچھے سے آکے میری پشت پر ہاتھ رکھا مینے پھر کر دیکھا اور پہچانا کہ وہ ایک جوان لونڈی اوس بی بی کی ہی جسپر فریفتہ ہون مین اوسکو دیکھکر خوش ہو گیا اوس کنیز نے آہستہ سے میرے کان مین کہا

کہ میری بی بی بلاتی ہی تاکہ تمسے کچھہ باتین کرے مین جلد ایسے اوسکے ساتھہ ہولیا اور تھوڑی دور جاکر بی بی کو پایا کہ صراف کی دکان پر بیٹھی تھی میری راہ دیکھتی ہی اوسنے مجھے دیکھتے ہی اپنے پاس بٹھالیا اور کہا بہت مضطر اور بیقرار ہو میرا بھی تیری محبت مین یہی حال ہی لیکن دانائی سے بعید تھا کہ مین وہان اوس سوداگر کے روبرو کچھہ اس قسم کی باتین کرتی غرض بعد گفت و شنید بہت کے بی بی نے کہا تم میرے گھر چلو یا مین تمھارے گھر چلون مینے کہا مین اس شہر مین اجنبی و مسافر ایک سرا مین اوترا ہون وہ جگہ آپ کے لائق نہین کہ تکلیف فرماؤ اگر آپ کے گھر کا نشان معلوم ہو وہان مین حاضر ہون اوس بی بی نے اس بات کو منظور کرکے کہا بہت اچھا کل بدھ کے دن بعد نماز ظہر کے میرے گھر کہ فلانی گلی مین ہی آنا اور اوس گلی مین پوچھیو کہ فلانے امیر کا محل کہان ہی اوسی جگہہ تم مجکو پاؤگے مین پتا اوسکے مکان کا اچھی طرح سے دریافت کرکے رخصت ہوا اور وہ دن کاٹنا مجھے دشوار ہوگیا جب دوسرا دن ہوا مینے بہت سویرے فجر کو اوٹھکر اچھے کپڑے اور قبا پہنی اور ایک تھیلی پچاس اشرفی کی جیب مین رکھکر مع مالک سواری کے سوار ہوا جب اوس گلی مین جسکا اوسنے نشان دیا تھا پہنچا اوس امیر کا گھر آدمیون سے پوچھا پوچھتے ہی ایک نے ٹھیک پتا دیا مین اپنی سواری سے اوترا اور کرایہ سواری کا دیکے وہان سے اوسکو رخصت کیا اور کہدیا دوسرے دن فجر کو سواری سمیت آئیو اور مجکو سرای مسرور مین لیجائیو پھر مینے اوس گھر کے دروازے پر دستک دی مجرد اسکے دو غلامون نے کہ چھوٹے چھوٹے اور بہت سفید کپڑے پہنے ہوے گویا میرے آنے کے منتظر تھے آکر دروازہ کھولا اور کہنے لگے کہ اندر آئیے صاحب ہماری بی بی دو دن سے تمھارے انتظار مین بیقرار ہین مین اندر گیا وہان ایک بارہ دری دیکھی کہ بلند مقدار سات زینے کے تھی اور چارون طرف اوسکے جالی کا کام بنا تھا اور رنگے اوسکے بہت اچھا ایک پائین باغ اور سوا اسکے جستہ جستہ درخت موزون شاخدار کہ سبب زینت اور آرایش اوس مکان کے تھے اور تیزی و گرمی آفتاب کی بھی بسبب اونکے وہان آنہ سکتی تھی وہان نظر آئے اور بہت درخت میوہ دار کہ اقسام میوون سے پھلے اور لدے ہوے تھے اور اوپر طرح طرح کی چڑیان خوش آواز بولتی تھین اور ساتھ اونکی آوازون کے پانی کی آواز کہ بڑے بلند چشمون سے درمیان چمن کے گرتا تھا نہایت خوش آیند تھی اور وہ چشمے دیکھنے مین نہایت خوبصورت مربع تھے اور چار طرف اونکے چادرونہ اژدہے کی صورت کے بنے ہوے تھے جنکی راہ سے پانی نہایت صاف اور شفاف مانند بلور کے جاری تھا غرض وہ دونون غلام مجکو اپنے ساتھہ ایک مکان مین لیگئے کہ نہایت خوب اور پرتکلف اور طرح طرح کے اسباب سے آراستہ تھا وہان ایک چھوکرا آگے دوڑتا ہوا میری خبر کرنے کے واسطے اپنی بی بی کے پاس گیا اور دوسرا میرے پاس اوس مکان کے دکھلانے کو رہا تھوڑی دیر گذری تھی کہ وہ بی بی خرامان میرے پاس آئی سر سے پانون تک زیور اور جواہر قیمتی سے آراستہ تھی مین اوسوقت کی خوشی کا حال بیان نہین کرسکتا القصہ ہم ایک دوسرے کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور ایک دالان مین ہم دونون بیٹھکر باتین کرنے لگے اتنے مین کھانا طیار ہوا ہم دونون بعد کھانے کے پھر اونھین باتون مین مشغول ہوے پھر اونھون نے شراب لطیف اور میوے خشک و تر لا حاضر کیے کچھہ کنیزین بہت خوش آوازی سے گانے لگین اور کچھہ اپنی اپنی خدمتون مین کھڑی رہین اور وہ بی بی بھی گاکے اور کبھی ادا و ناز سے مجھے اور زیادہ اپنے اوپر فریفتہ کرتی قصہ کوتاہ تمام رات اسی لطف و کیفیت مین گذری جب صبح ہوئی مینے چپکے سے وہ تھیلی اشرفیون کی اوسکے تکیے کے غلاف مین کہ سرہانے پڑا تھا رکھدی اور اوٹھکر اوس سے کہا مین اب رخصت ہوتا ہون خدا حافظ قبل اسکے کہ روانہ ہون اوس بی بی نے مجھسے پوچھا اب کب آئیگے مینے کہا پھر وقت شام آؤنگا وہ بہت خوش ہوکر مجکو دروازے تک پہونچا گئی اور چلنے کے وقت قسم دی کہ ضرور اپنے وعدے کو

وفا کر نا مین پڑا نے سے باہر نکل اونٹ پر کہ آگے سے اوس آدمی نے لا کر حاضر کر رکھا تھا سوار ہوا اور سرائے سرور مین آیا اور ساربان سے کہا تو قریب شام کے پھر اونٹ کو لیکر حاضر ہوجیو اور طرح طرح کی روٹی مع حلوان فربہ کے ایک آدمی کے ساتھ کر کے بی بی کی خدمت مین بھیجی اور وقت معین پر اونٹ والا سواری لے آیا اور مینے دوسری تھیلی پچاس اشرفی کی کمر مین رکھ لی اور موافق پہلے روز کے شب باش وہان ہوا اور فجر کو چلنے کے وقت تھیلی اشرفیون کی تکیے مین رکھ آیا اور اوسی طرح سے ایک مدت تک وہان جاتا اور اوس بی بی کے پاس رہتا اور چلنے کے وقت ایک تھیلی پچاس اشرفیونکی وہان دھر آتا یہان تک کہ تھوڑے عرصے مین جو کچھ کہ نقد و جنس میرے پاس تھا سبکا سب صرف ہوگیا جب کچھ نرہا جانا بی بی کے گھر کا موقوف کیا اور ایک دن صبح کو واسطے سیر کے طرف قلعۂ بادشاہی کے گیا وہان دیکھا کہ ایک جگہ بہت آدمی جمع ہین مین بھیڑ مین گھس گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ ایک جوان گھوڑے پر سوار اور ایک تھیلی اشرفیون کی اوسکے زین کے چرنے مین لٹکی ہی اور سبز ڈورا اوس تھیلی کا نیچے تک لٹکا ہوا اتفاقاً ایک شخص لکڑیونکا بوجھ لیے ہوے اوس سوار کے نزدیک گذرا سوار نے بخوف اس بات کے کہ مبادا لکڑیونکا کھونچا لگے اپنے گھوڑے کو بھیڑ کیطرف سے پھیرا ناگہان وہ ڈورا تھیلی کا میرے ہاتھ مین آپڑا مینے اوسکو کھینچکر تھیلی اپنی کمر مین رکھ لی سوار نے جو تھیلی کو زین مین لٹکا ہوا نہ پایا مجھکو کہ پاس اوسکے کھڑا تھا ایسا ایک ہوا تلوار کا مارا کہ مین گر پڑا لوگ مجھے مظلوم سمجھکر سوار کو ملامت کرنے لگے کہ تونے اس جوان کو بے قصور کیون مارا اور اوس جوان کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر چاہتے تھے کہ اوس سے مواخذہ کرین سوار نے کہا تمکو خبر نہین یہ شخص چور ہی میری اشرفیونکی تھیلی اسنے چرائی ہی وہ آدمی اسی گفتگو مین تھے کہ میری بدنصیبی سے فوجدار پولس کی آپونہچی اور فوجدار نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہی سوار نے اپنی اشرفیونکے جانے کا حال ظاہر کیا صاحب پولس نے پوچھا تمھارا گمان کس شخص پر ہی اوسنے مجکو بتایا پولسدار نے مجھسے پوچھا مینے انکار کیا پولسدار نے کہا وہ انکار کرتا ہی سوار نے کہا مجکو اسی شخص کے لینے کا یقین ہی تب پولسدار نے اپنے آدمیون کو کہا اس جوان کا جھاڑا لو جب پولس کے لوگون نے میرا جھاڑا لیا تو وہ تھیلی کمر سے نکلی پولسدار نے اول سوار سے پوچھا اگر یہ تھیلی تیری ہی تو بتا کہ اسمین کتنی اشرفیان ہین اور کیا سکہ ہی اوسنے کہا بیس اشرفی فلانے سکے کی ہین تب پولسدار نے اوسکو کھولکر دیکھا اور گنا تو بیس اشرفیان اوسی سکے کی پائین جیسا کہ سوار نے کہا تھا پولسدار وہ تھیلی اشرفیونکی سوار کو دیکر مجکو قاضی کے پاس پکڑ لے گیا قاضی نے حکم کیا کہ دہنا ہاتھ اسکا کاٹ ڈالو فوراً ہاتھ میرا کاٹا گیا پھر قاضی نے کہا یہ سزا اسکی چوری کی تھی اسکے جھوٹ بولنے کے لیے ایک پانون بھی اسکا کاٹو تب مین بہت گھبرایا اور اوس سوار کو کہ جو وہان حاضر تھا اپنا شفیع کیا سوار نے میری جان پر رحم کر کے قاضی سے کہہ سن پانون کاٹنے سے بچایا اور اوس سوار نے جوانمردی کی راہ سے وہ تھیلی مجکو دیکر کہا مین جانتا ہون کہ تو چور نہین ایسی ہی کوئی ضرورت تجکو پیش آئی ہی کہ مرتکب ایسے جرم کا ہوا یہ کہکر وہ سوار تو چلا گیا اور وہ لوگ کہ وہان جمع تھے ترس کھا کر مجکو اپنے گھر لیگئے اور ایک گلاس شراب کا مجکو پلایا اور خون بند ہونے کو زخم میرا پٹی سے خوب مضبوط باندھا جب مین سرائے مسرور کو گیا کہ کسیکو نپایا کہ ایسے وقت مین میرا شریک ہو ناچار ہو خیال کیا کہ اوس بی بی کے گھر جاؤن پھر یہ سوچا کہ اگر میرے اس حال سے خبردار ہوگی تو وہ بھی نفرت بیزار ہوگی لیکن جو نہایت مضطر تھا اور کسیکو یار و مددگار اپنا نپایا ناچار وہین کا قصد کیا جب بھیڑ چھٹ گئی مینے اپنے تئین اوس راہ سے پونہچایا بسبب شدت درد کے نہایت بیتاب تھا اوسکے گھر مین جا کے پلنگ پر لیٹ گیا اور دہنا بازو کٹا ہوا اپنی قبا کے دامن سے

چھپالیا تھوڑی دیر کے بعد اوس بی بی کو میرے آنے کی خبر ہوئی وہ سنتے ہی دوڑی آئی اور مجکو تڑپتے اور بیقرار دیکھہ بولی ہی میری جان میرے پیارے
تمھارا کیا حال ہی مینے حقیقت حال کو بیان نکرکے کہا میری اسوقت دردسر سے نہایت بے چین ہون یہ سنکر نہایت ملول اور مغموم ہوکے پلنگ کے
بیٹھہ گئی اور کہنے لگی مجسے بہانہ نکرو سچ کہو کہ تمپر کیا مصیبت گذری ہی تو کل تم بھلے چنگے تھے آج یہ کیا تمھارا حال ہو گیا کوئی سبب اور ہی
کہ تم اوسکو چھپاتے ہو خدا کے واسطے مجکو بتاؤ مین اوسکے جواب مین کچھہ کہہ نسکا سوا اسکے کہ رونے لگا تب اوسنے کہا اگر تم اپنا حال نہین بتاتے
تو مین جانتی ہون کہ تمھارا پیار اور الفت میرے ساتھہ سب جھوٹا تھا مینے کہا بی بی مین اپنی مصیبت کو کیا تم سے بیان کرون مجسے کہی نہین جاتی
غرض جب وقت شام کا ہوا اور دسترخوان کھانے کا آراستہ کیا گیا اور اوسنے مجکو کھانے کے واسطے طلب کیا مینے دیکھا کہ سوا بائین ہاتھ
کے کھانا دشوار ہی مینے عذر کیا اور کہا میرا جی اسوقت کھانے کو نہین چاہتا اوسنے کہا افسوس تم اپنا حال نہین کہتے اور تم دردسر بتاتے ہو
تب اوسنے ایک گلاس شراب کا بھر کر مجکو دیا کہ اسکو پیو اسکے سبب سے تم مین طاقت ہوگی مین اوس گلاس کو اپنے بائین ہاتھہ سے لے کر
پی گیا وہ گلاس میرے اشکون سے بھرا مینے یہ حال دیکھکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اوس بی بی نے پوچھا میرے صاحب تم کیون ایسی
ٹھنڈی سانسین بھر کے زار و نزار رو رہے ہو مینے کہا مجھے اس امر مین معاف رکھو میرے دہنے ہاتھہ مین ورم ہی اور شدت سے درد کرتا ہی
اوسنے کہا مجکو دکھاؤ مین چپ ہو رہا اور شراب جو باقی اوس گلاس مین تھی وہ بھی پی لی چہ گلاس بڑا تھا اور شراب اوسمین بہت تھی اوس کے
پینے سے مجکو درد اور ماندگی مین غفلت معلوم ہوئی اوسی غفلت مین سو گیا جب اوس بی بی نے مجکو خواب مین غافل پایا چاہا کہ دریافت
کرے کہ میرے دہنے ہاتھہ پر کیا مصیبت گذری دامن قبا کا اوٹھایا اور میرے ہاتھہ کو کٹا ہوا دیکھکر تعجب کیا اور اوسیطرح قبا کے دامن سے چھپا دیا اور
یہ حال دیکھہ نہایت غمگین اور دلگیر ہوئی جب مین جاگا تو اوسکو نہایت مغموم پایا مجسے کچھہ ہاتھہ کے حال سے نہ کہا اور نہ پوچھا کہ مبادا اس مین
مجکو رنج ہو مگر اپنے آدمیون سے جلدی مرغ کے چوزون کا گاڑھا شوربا طیار کرنے کو کہا چنانچہ اونھون نے شوربا خوب طیار کر کے مجکو پلوایا کہ ہم
طاقت اعادہ کرے جب مین شوربا پی چکا تو اوس سے رخصت ہو کر چلا اوسنے میرا دامن پکڑ لیا اور مجکو جانے سے باز رکھکر کہا مین تمکو اس حال مین
یہان سے نہ جانے دونگی تم اگرچہ کچھہ مجسے اپنا حال نہین کہتے ہو لیکن معلوم ہوتا ہی کہ سبب اس مصیبت کا مین ہی کمبخت ہون اور مجھے معلوم ہوا
کہ اس غم سے مین جلد ہی مرونگی قبل اپنے مرنے کے اوس امر کو جو مینے تجویز کیا ہی بجا لانا ضرور ہی یہ کہکر اپنے آدمیون سے فرمایا کہ اس محلے کے
کوتوال اور کئی گواہون کو بلالاؤ جب وہ آئے روبرو اونکے اپنی ساری دولت اور املاک مجکو ہبہ کر دی اور اونکو دے لے کے رخصت کیا
اور بعد اوسکے ایک بڑا صندوق کھولا جسمین سب وہ تھیلیان جسکو مین اول روز سے آخر دن تک لیگیا بجنسہ امانت رکھی ہوئی تھین کہا
یہ سب تھیلیان تمھاری لائی ہوئی اسمین موجود ہین مینے اونکو ہاتھہ بھی نہین لگایا یہ کہکر صندوق کو بند کر کے کنجی اوسکی میرے حوالے کی بھروہ
بی بی اوسی دن سے بیمار ہوئی اور دو تین ہفتے کے بعد مر گئی مین اوسکی ماتمداری کے بعد سب اسباب لے کے بغداد مین کہ میرا وطن ہی آیا چنانچہ
وہ تل جو تمھاری معرفت ابھی بکے اوسیکے مال سے تھے جب اوس جوان بغدادی نے اس قصے کو کہکر مجسے کہا کہ بعد سننے اس حال کے
تمکو عذر میرے بائین ہاتھہ سے کھانے کا معلوم ہوا اور مین بہت ممنون ہون کہ تمنے اس قصے کے سننے کیواسطے اتنی اوقات اپنی
ضائع کی اور تکلیف اوٹھائی تمھاری خوش خلقی اور ملنساری سے بہت مجکو خوشی حاصل ہوئی اور یہ درہم باقی قیمت کنجد کے جو تمھارے پاس امانت

تواضع کیے اوسکو قبول کرو اور مجکو تمسے ایک کام یہ ہی کہ مینے خرید و فروخت اور آنا جانا شہرونکا بالکل موقوف کر دیا ہی لیکن اگر تم شریک ہو تو پھر مین قصد تجارت کا کرون ورنہ کچھ کہ سال مین پیدا ہو گا حساب کر کے ہم تم آدھون آدھ بانٹ لینگے سوداگر نصرانی کہتا ہی کہ مینے اوس شخص جوان سے کہا کہ مین بہت ممنون اور شکرگزار تمھاری اس عنایت سے ہوا کہ تم نے یہ درہم سب مجکو دے ڈالے اور سوا اسکے مجھے اپنا شریک کرتے ہو مینے اسکو دل سے قبول کیا اور میں امر تجارت مین اپنی سعی اور کوشش کرونگا جیسا کہ اپنے کام مین کرتا غرض ایک تاریخ اچھی سمجھکر واسطے روانگی کے ہمنے مقرر کی جب وہ روز آیا ہمنے بغداد سے کوچ کیا شہر سیر اور موصل مین آئے اور وہان سے پارس کو گئے اور اسیطرح سے شہرون مین سیر کرتے ہوے آپکی دار السلطنت مین پونہچے تھوڑے دنون کے بعد اوس جوان نے مجھسے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ پھر پارس کو جاؤن اور وہان بیٹھ رہون ہمنے بیٹھ کر کے حساب کتاب اصل اور منافع تجارت کا کیا منافع نصف نصف آپسمین بانٹ لیا اور باہم ایک دوسرے سے اس معاملے مین راضی و شاکر ہے وہ جوان پارس کو گیا اور مینے آپکے شہر مین بود و باش اختیار کی اور آپ کی سرکار مین خدمت بجالایا یہ قصہ جو مینے آپ کی حضور مین کہا کیا قصے اس کبڑے سے عجیب نہین بادشاہ کاشغر کا اوس سوداگر نصرانی پر بہت غصے ہوا اور کہا ای بیحیا تو کیا کہتا ہی کہ تونے قصہ اپنا مثل قصے ہمارے کبڑے کے عجیب بنایا تو اپنے تئین خوش کرتا ہی کہ حلال و حرام ان فاسق کا مانند حال اس کج نہ پشت مسخرے کے ہی مین تم چارون کو عوض اس کبڑے کے پھانسی دونگا یہ بات بادشاہ کی سنکر مودی نے اپنے تئین بادشاہ کے قدمون پر ڈال کے عرض کیا حضور غصہ نفرمائین اور میرا قصہ سنین اگر میرا قصہ عجیب و غریب قصے اس کج نہ پشت سے ہو تو امیدوار ہون کہ چارونکا قصور معاف ہو بادشاہ نے فرمایا اچھا اگر تیرا قصہ اسکے قصے سے عجیب ہوگا تو مین چارونکا جرم معاف کرونگا

قصہ زبانی مودی بادشاہ کے

مودی نے کہا خداوند مین کل کے دن ایک بڑے آدمی کی لڑکی کے نکاح مین تھا اور اوسکی محفل مین بہت لوگ شہر کے اور اہل حرفہ جمع تھے جب سب رسوم شادی کی ہو چکین اور سامان ضیافت کا دسترخوان پر ایک بڑے مکان مین چنا گیا اور ہم سب دسترخوان پر جا بیٹھے اور ہر ایک نے اپنی اپنی پسند کا کھانا کھانا شروع کیا اون سب کھانون مین کہ طرح طرح کے تھے ایک قاب لہسن کے دم پخت کی بہت اچھی مزے دار بھی رکھی تھی ہر شخص اوسمین سے تھوڑا بڑے شوق اور خواہش سے لے کر چکھتا مگر ایک شخص ہم سے کہ نزدیک اوس قاب کے بیٹھا تھا اوسنے ہرگز اوسکی طرف التفات نکی ہمنے اوس سے کہا تم کیون نہین اس قاب سے کھاتے ہو اوسنے جواب دیا تم زیادہ مبالغہ مجسے اسکے کھانے کے واسطے نکرو اس واسطے کہ مینے آگے اسکو ایکبار کھایا تھا اوسکے سبب سے ایسی مصیبت مین پڑا کہ اب تک اوسکو مین نہین بھولا تب ہم سب مہمانون نے اوس جوان سے باصرار پوچھا کہ تم کیون ایسے طعام بامزہ سے پرہیز کرتے ہو اوسنے کچھ جواب ہمکو ندیا پھر صاحب خانہ نے کہا صاحب یہ دم پخت بہت تکلف سے پکا ہی اور سب اسکو برغبت کھاتے ہین تم کیون نہین تناول فرماتے جیسا کہ تمنے مجکو اپنی تشریف لانے سے مشرف کیا امیدوار ہون کہ اوسیطرح سے اسکے کھانے سے بھی مجکو ممنون فرماو اوس جوان نے کہ باشندہ بغداد کا تھا صاحب خانہ سے کہا مین آپکی مرضی سے باہر نہین اگر آپکی یہی مرضی ہے مجھے انکار نہین لیکن امیدوار ہون کہ بعد کھانے اس دم پخت کے چالیس بار میرا ہاتھ اشنان اور چالیس بار فلانی گھانس کی راکھ سے اور ہ دفعہ صابون سے دھلوانا اور سوا اس تکلف کے مینے اس طعام خاص کے نکھانے کے واسطے بڑی قسم کھائی ہی جسے توڑ نہین سکتا صاحب خانہ

کہا ہم سب کی خاطر تمکو کرنا ضرور ہی پھر اوسنے ایک طشتری مین دم پخت سے تھوڑا نکال کر اونکے آگے رکھا اور اپنے آدمیون کو حکم کیا کہ کہی لوٹے مین خمیر اندہ اشنان کا اور رکھو فلانی گھانس کی راکھ اور بہت سا صابون طیار رکھیو تاکہ یہ جوان جتنی بار چاہے ہاتھ اپنا دہوئے پہر اوس جوان سے کہا اب کچھ اسمین سے کہائیے نہین تو اشنان کا پانی وغیرہ میرا ضایع اور خراب ہوگا اوس سوداگر نے مجبور اور ناچار ہوکر ڈرتے ڈرتے ایک لقمہ اوس دم پخت سے اوٹھایا اور نہایت کراہت اور نفرت سے مونہ مین رکھکر کھانے لگا ہم سبکو اس ادا سے اوسکی نہایت تعجب ہوا اور زیادہ تر اس امر سے کہ سوا انگوٹھے کے اوسنے فقط چار انگلیون سے کھایا اگرچہ ہم اوسکے اور کھانے بھی اوسنے اسیطرح سے کھائے تھے لیکن کسی نے خیال نکیا تھا صاحب خانہ نے اوس سے کہا شاید تم اپنے ہاتھ کا انگوٹھا نہین رکھتے ہو جوان نے کہا ہان سچ ہے مجہپر آگے ایسی ایک واردات بندے پر گذری تھی کہ جسکے سبب سے چارون انگوٹھے ہاتھ اور پانوکے میرے کاٹے گئے اگر تم سب صاحب سنوگے تو نہایت تعجب کروگے اب مجھے اجازت دو کہ مین اپنے ہاتھون کو دہوؤن یہ کہکر اوٹھا اور ایک سو چالیس بار ہاتھونکو دہوکے پھر آ بیٹھا اور اپنا قصہ اسطرح سے کہنا شروع کیا

قصہ جوان نر انگشت بریدہ کا

صاحبو میرا باپ رہنے والا بغداد کا تھا خلیفہ ہارون رشید کے عہد سلطنت مین مین بھی وہین پیدا ہوا اور وہ منجملہ سوداگرون مالدار کے گنا جاتا تھا مگر مسرف اور عیش دوست تھا اسواسطے اکثر امور اوسکے غیر منتظم تھے اور بعد وفات اوسکے بہت قرض لوگونکا چڑھا کہ مجکو اوسکے ادا کرنے مین بہت دقت ہوئی غرض رفتہ رفتہ مینے سب قرض اپنے باپکا ادا کیا اوسکے بعد خدا کے فضل سے اسقدر مجکو مقدور ہوا کہ جسکے سبب سے مجکو فی الجملہ فراغت حاصل ہوئی اور دکان مین بیٹھکر سادہ کپڑا بیچا کرتا اتفاقا ایکدن مین اپنی دکان کو صبح کیوقت کھولکر بیٹھا تھا کہ ایک بی بی خچر پر سوار ایک خواجہ سرا آگے اور دو کنیزین پیچھے اوسکے میری دکان پر آکر کھڑی ہوئی خواجہ سرا نے ہاتھ اوس بی بی کا تھام سواری سے اوتارا اور چاروطرف دیکھکر کہا بی بی آپ بہت سویرے آئین ابھی کوئی دکان بھی نہین کھلی اور آپ کہانتک انتظار کرینگی اوس بی بی نے چاروطرف نظر کر دیکھا کہ فی الحقیقت دکان پر سوا ایک سوداگر کے کوئی نہین آیا وہ میری دکان پر آئی اور صاحب سلامت کرکے اجازت بیٹھنے کی طلب کی تاکہ توقف کرے مینے جواب صاحب سلامت کا دیکر کہا آئیے بیٹھیے بندے کو سرفراز کیجیے غرض وہ بی بی میری دکان مین آکر بیٹھ گئی اور دیکھا کہ چوک مین خواجہ سرا اور میرے سوا کوئی نہین ہوا کھانے کیواسطے اپنے چہرے سے ذرا نقاب کو اوٹھایا مینے کہ اپنی عمر بھر مین ایسی صورت دلفریب دیکھی تھی دیکھتے ہی وہین عاشق ہوگیا اور اوسی کو دیکھا کیا پھر تو اوسنے اچھی طرح سے نقاب اوٹھا کر اپنے تئین دکھایا یہانتک کہ لوگ اور دکاندار وہان جمع ہوئے اوسوقت اون لوگونکا لحاظ کرکے نقاب سے پھر اپنا چہرہ چھپا لیا اور مجھسے کہا مجکو تھان زربفت کے بہت بھاری درکار ہین اگر تیری دکان مین ہون تو دکھلا مینے کہا میری دکان مین ایسے تھان نہین مگر آپ کی خاطر مین اس قسم کے تھان اور دکاندارون کے پاس سے کہ مجکو معتبر جانتے ہین لا دونگا اور قیمت بھی میرے سبب سے زیادہ نکرینگے اور آپکو اس جستجو اور گفتگو مین دکاندارون سے کچھ تکلیف نہوگی وہ بی بی اس بات پر راضی ہوئی اور اسی امر مین دیر تک میرا اوسکے باتچیت ہیجا ہی رہی مین حسن کے اوسکی سخن فہمی اور خوش کلامی پر زیادہ تر مفتون ہوا الغرض مین اون تھانونکی تلاش مین حسب فرمایش اوس بی بی کے تھے اوٹھکر باہر گیا اور ڈہونڈکر لے آیا اوسنے کئی تھان پسند کرکے اونمین سے رکھ لیے اور اونکی قیمت پوچھی مینے کہا قیمت اونکی پانچہزار درہم ہین اوسنے کہا بہتر جب مینے وہ تھان بقچے مین باندھکر خواجہ سرا کے حوالے کیے وہ بی بی مجھسے رخصت ہوکر روانہ ہوئی مینے کہ اوسکی محبت مین خود رفتہ تھا نہ اون تھانونکی

قیمت اوس سے مانگی اور نہ پوچھا کہ وہ بی بی کہان رہتی ہے چلے جانے کے بعد مجکو بڑی تشویش ہوئی کہ مین اسقدر زر کہان سے ان بزازون کو دونگا
پھر کیف مین انکے پاس گیا اور کہا مین اس بی بی کو خوب جانتا ہون اندیشے کی جگہ نہین اونکی تسلی کرکے شام کو اپنے گھر آیا رات بہر
اوسکی محبت اور فکر مین اداکرنے زر کے مجکو نیند نہ پڑی فجر کو ہر ایک دکاندار کے گھر جا کر مہلت ایک ہفتے کی مانگی اونھون نے منظور کی
آٹھوین دن فجر ہوتے ہر ایک نے تقاضا شروع کیا پھر مینے منت و سماجت کرکے اون سے تھوڑی اور مہلت چاہی اونھون نے اپنی خوبی اور
نیکذاتی سے تقاضا موقوف کیا اوسکے دوسرے دن علی الصباح اوسی بی بی کو دیکھا کہ اوسی خچر پر اور اونھین اپنے نوکرون کے ساتھ میری
دکان کیطرف چلی آتی ہے اور ٹھیک اوسی وقت کہ پہلے دن آئی تھی میری دکان پر آکر کہنے لگی کہ مینے تمہارا بڑا انتظار کیا اگر روپے تمہارے
لیجاتے تو آخر مین آپ اونکو لیکر آئی اسکو لیکر صراف سے پرکھوا لو خواجہ سرا کہ جسکے پاس تھیلیان زر کی تھین مجھے لیے ہوئے صراف کے پاس گیا
اور درہمون کو پرکھوا دیا سب کے سب اچھے تھے اور وہان سے اپنی دکان پر آگئے جبتک چوک کی اور دکانین کھلین اوس بی بی سے باتین کرتا رہا
اوس بی بی نے اس انداز سے گفتگو کی جس سے معلوم ہوا کہ وہ نہایت خوش فہم اور زیرک ہے اور درمیان بول چال کے جس انداز سے کہ پہلے ملاقات
کی تھی اوسی انداز کو ملحوظ رکھا پھر جب دکانداروں نے آکر دکانین کھولین مینے ہر ایک کے دام چکا دیے وہ سب کے سب میری خوش معاملگی سے بہت راضی
ہوئے اور آگے سے زیادہ معتبر مجھے سمجھا پھر اوس بی بی نے ہزار تھان زرباف کے اور طلب کیے مینے وہ بھی اونسے لاکر اوس بی بی کو دیے وہ
سبکو لیکر چلی گئی پھر بھی مینے نہ دریافت کیا کہ وہ بی بی کون ہے اور کہان سے آئی اور جانے کے بعد مجکو پھر از سر نو اس امر مین
تردد ہوا کہ دیکھیے اب اسکا انجام کیا ہوتا ہے اور اپنے دل مین سوچتا تھا کہ شاید اس بی بی نے یا تو میرا امتحان کیا قیمت اونکی بھجوا دیگی یا قصد
میری فضیحت اور بربادی کا رکھتی ہے اسواسطے کہ دکانداروں نے مال کو صرف میرے اعتماد پر دیا تھا مگر جب اوسکی صورت یاد پڑتی یہ سب فکر بھول جاتا
جب ایک مہینا گذرا اور کچھہ اوس بی بی کا پتا نہ لگا اور سوداگرون کو اپنے مال کیواسطے بیقراری شروع ہوئی مین اونکی تسلی کے واسطے
جو کچھہ کہ میری دکان مین تھا جلدی جلدی بیچتا اور کچھہ کچھہ اونکو پہونچاتا یہانتک کہ ایکدن صبح کے وقت دیکھا کہ وہ بی بی اوسی سواری
پر سوار اور اونھین خادمون کے ساتھہ پھر چلی آتی ہے مین اوسے دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر جب وہ میری دکان پر آکے بیٹھی اور اشرفیان بمقدار
قیمت اوس مال کے دے کر کئی ایک سوال مجھسے کیے منجملہ اونکے ایک سوال یہ تھا کہ تمہاری شادی ہوئی ہے مینے کہا ابھی نہین پھر اوس بی بی نے
اپنے خواجہ سرا سے کچھہ اشارہ کیا وہ مسکرا کر مجکو کنارے لیگیا اور میرے کان مین چپکے سے کہا کہ مین جانتا ہون کہ تم میری بی بی پر عاشق ہو مگر
تعجب ہے کہ تمنے اب تک کچھہ عشق ظاہر کرکے درخواست کسی امر کی اوس سے نہین کی اور حقیقت مین وہ بھی تمہاری محبت کا دم بھرتی ہے یہ نجانو
کہ یہان فقط تھانون کیواسطے آیا کرتی ہے تمہاری محبت کی کشش اوسے یہان لے آتی ہے اور اسی لیے اونے تمہاری شادی کا حال پوچھا تمنے اسپر بھی
یہ رمز و اشارہ نسمجھا اور کچھہ درخواست اوس سے نکی مینے خواجہ سرا سے کہا فی الحقیقت مین تمہاری بی بی پر اوسی روز سے کہ پہلے دیکھا تھا مرتا ہون
مگر مجکو یہ کب امید تھی کہ ایسا ارادہ مجھسے رکھینگی مین تمہارا احسان کبھی نہ بھولونگا اگر اس کام مین میری مدد کروگے خواجہ سرا یہ سنتے ہی اوٹھکر بی بی کے
پاس گیا اور کہا مینے سب طرح سے خاطر جمع کر لی تب وہ بی بی اپنی دونون کنیزونکو کچھہ اشارہ کرکے اوٹھہ کھڑی ہوئی اور مجھسے یہ کہا کہ مین
خواجہ سرا کو تمہارے پاس بھیجون گی جو وہ کہے تم اوسپر عمل کیجیو مینے بعد اوسکے جانے کے سوداگرون کے پاس جا کر ہر ایک کو قیمت

تھا تو نکی دید بانی در منتظر خواجہ سرا کا رہا وہ کئی ایکدن کے بعد آیا مینے بڑے اشتیاق اور اخلاص سے خیر و عافیت اوس بی بی کی پوچھی اونے
جواب دیا کہ تمنے صاحب نصیب اور خوش قسمت ہو وہ تمکو دلسے چاہتی ہی اگر اوسکا بس چلے تو ابھی تمھارے پاس چلی آوے اور تمھارے یہان رہا کرے
مینے کہا وہ بی بی بڑی عمدہ اور صاحب رتبہ معلوم ہوتی ہی خواجہ سرانے کہا کیا تم نہین جانتے اوسکو زبیدہ خاتون نے خلیفہ ہارون رشید کی بی بی نے
اپنا مصاحب کیا ہی اور اوسے بہت پیار کرتی ہی اور بچپن سے اوسکو پالا اور اب سب کار و بار کی وہان یہ بی بی مختار ہی زبیدہ خاتون نے کئی بار شادی کیواسطے
اوسکو فرمایا اب اونے تمھارا ذکر کیا کہ وہ سوداگر مجھے پسند آیا ہی بشرطیکہ آپکی رضا ہو زبیدہ خاتون نے بھی اس بات کو قبول کیا لیکن وہ ایک نظر
تمکو دیکھا چاہتی ہی دیکھکر حکم شادی کا دیگی اب تم اوسکے محل مین چلو مین خاص تمھارے لینے کے واسطے آیا ہون تمھاری مرضی سمین کیا ہی مینے
کہا مین چلنے کے واسطے حاضر ہون جسوقت چاہو مجھے اپنے ساتھہ لے چلو اونے کہا بہت اچھا لیکن تم جانتے ہو کہ کوئی مرد خلیفہ کے محل مین
نہین جاسکتا مگر کسی تدبیر سے تمھین وہان ہم لیجائینگے اور جیسا کہ اوس بی بی نے مجھسے کہا ہی اوسکے موافق ہمکو اور تمکو چاہیے کہ عمل مین لاوین آج
شام کیوقت تم اوس مسجد مین جو زبیدہ خاتون نے کنارے فلانی ندی کے تعمیر کی ہی جاکر میرے آنے کے منتظر رہنا مینے کہا بہت اچھا غرض
جبوقت غروب آفتاب کا پونہچا مین اوس مسجد مین جاکر انتظار خواجہ سرا کا کرنے لگا بعد نماز مغرب کے مینے دیکھا کہ ایک چھوٹی کشتی جسکے سب
ملاح خواجہ سرا ہین اوس ندی پاسے کنارے کی طرف آتی ہی جب وہ کشتی مسجد کے نیچے پونہچی وہ سب اوترے بہت سے صندوق اوسپر بار کیے ہوے تھے
اوس مین سے ایک لمبا چوڑا صندوق اپنے ساتھہ لائے اور اوسکو مسجد مین رکھکر چلے گئے مگر ایک خواجہ سرا وہان رہگیا اتنے مین وہ بی بی بھی
آئی مین اوسکے پاس گیا اور کہا کہ جو تم فرماؤگی مجکو سب قبول ہی اونے کہا اسوقت مجکو فرصت بات کرنے کی نہین جھٹ ایک صندوق کو کھولا
اور مجھسے کہا تم اسکے اندر جاکر لیٹ رہو اسمین تمھارا اور میرا دونون کا بچاؤ ہی مینے بموجب اوسکے فرمانے کے عمل کیا اونے جلدی سے اوس
صندوق کو بند کرکے قفل لگادیا تب اوس خواجہ سرانے کہ اوسکا معتمد اور محرم راز تھا اون خواجہ سراؤنکو پکارا اور کہا اس صندوق کو اس کشتی پر
رکھو وہ اوس صندوق کو جسمین مین تھا اوٹھاکر کشتی پر لے گئے اور اوس بی بی نے سوار ہوکر کشتی کو زبیدہ خاتون کے محل کیطرف روانہ کیا
مینے انجام کار سے ڈرکر اپنے تئین بڑی ملامت کی اور اس حرکت سے نہایت پشیمان ہوا وہ کشتی ٹھیک خلیفہ ہارون رشید کے محل کے دروازے پر
جالگی سب صندوقونکو کشتی سے اوتارکر خواجہ سراؤن کے جمعدار کے گھر لے گئے جسکے پاس سب صندوقونکی کنجیان تھین اور کوئی چیز بلا تلاشی
اور حکم اوس جمعدار کے محل مین نہین جانے پاتی تھی وہ جمعدار اوسوقت سوتا تھا جب اوسکو بیدار کیا وہ نہایت خفا اور بد دماغ ہوا چنانچہ
درمیان اوس بی بی اور جمعدار کے بہت تکرار ہوئی وہ کہتا تھا کہ یہ سب صندوق بے میرے دیکھے اور تلاشی لیے ہوے محل کے اندر نہ جانے پاوینگے
اور اوس بی بی نے خواجہ سراؤنکو حکم دیا تھا کہ ان صندوقونکو اوٹھا اوٹھا بے تلاشی جمعدار کے اندر محل کے اسیوقت لیجاوین کہ مبادا جمعدار
پیچھے میرے ضد سے صندوقونکو کھولکر دیکھے اور پردہ فاش ہو مگر خواجہ سراؤن نے کہ فرمانبردار جمعدار کے تھے صندوقونکو اوٹھاکے اوسکے پاس
تلاشی کے واسطے لیجانا شروع کیا اتفاقاً پہلے اوسی صندوق کو جسمین مین تھا اوٹھاکر اوسکے آگے رکھا مین کہ سبب گفتگو اور تکرار سنتا تھا
اس حال کو دریافت کرکے بہت ڈرا کہ مجرد کھلنے اس صندوق کے مین مقرر جان سے مارا جاؤنگا میرا وقت پورا ہوا مگر اوس بی بی
نے نہ تو کنجی اوس صندوق کی داروغہ کو دی اور نہ اوسے ہاتھہ لگانے دیا اور اوس سے کہا کہ تم خوب جانتے ہو کہ مین کوئی چیز

بے حکم زبیدہ خاتون کے محل مین نہین لیے جاتی اس صندوق مین بہت اسباب قیمتی امانت رکھا ہوا سوداگر کا ہی جو ابھی اس شہر مین پہنچے ہین
اور کئی قرابے آب زمزم کے اگر ایک شیشہ بھی تمھارے کھولنے بند کرنے مین ٹوٹ گیا تو سب چیزین ناقص اور خراب ہو جاینگی اسکی جواب دہی تمکو
دینی ہوگی اور زبیدہ خاتون تمکو قرار واقعی اس گستاخی کی سزا دے گی داروغہ نے ڈر کر مزاحمت نکی اور صندوق اوٹھوا دیے خواجہ سرا ہاتھون ہاتھ
سب اوٹھا کر اوس بی بی کے مکان مین لے گئے مگر عجب اتفاق کہ بہزار دقت اوس داروغہ کی تلاشی نہ لینے سے میری نجات ہوئی تھی
یہان آکر زیادہ مجھپر مصیبت پڑی یعنی دفعۃً خلیفہ خود اوس بی بی کے مکان پر آگیا اور بہت صندوقونکو دیکھکر اصرار کیا کہ مجکو ان صندوقونکو
دکھلا کہ کیا اسباب ہی ہرچند اوس بی بی نے بہت حیلہ کیا مگر کوئی تدبیر پیش نگئی آخر مجبور ہو کر ایک ایک صندوق کو کھولکر دکھانے لگی جب سب
دکھلا چکی فقط ایک ہی کہ جسمین مین کمبخت تھا باقی رہگیا خلیفہ نے کہا جلد تو اسکو بھی کھولکر دکھلادے صاحبو اوس وقت کا حال میرا نہ پوچھو کہ
کیا مجھپر گذرا آخر اوس بی بی چالاک نے عرض کیا کہ آپ اس صندوق کے کھلوانے مین زیادہ اصرار نفرمائین اور قصد دیکھنے اوسکے اسباب کا نکرین اسواسطے
کہ اوسمین اسباب ہی کہ سوا زبیدہ خاتون کے مین نہین دکھا سکتی خلیفہ نے کہا کیا مضائقہ اسکو نہ کھول اور وہانسے خلیفہ اور طرف کو چلا گیا پھر خواجہ سراؤنکو
حکم کیا کہ ان صندوقونکو جلد یہانسے لے جاؤ خواجہ سرا جلدی اون سبکو اوٹھا کر اوس بی بی کے مکان مین لیے گئے اور وہان سے نکل آئے جبکہ اوس
مکان مین کوئی نرہا تب اوس بی بی نے صندوق کو جسمین مین تھا کھولکر کہا کہ جلدی نکل مین نکل آیا پھر مجکو ایک زینہ دکھا کر کہا کہ اسپر تو چڑھ جا
اوپر اسکے ایک کمرہ ہی وہان بیٹھ مین ابھی آتی ہون مین جب اوپر کو چڑھ گیا اوسنے جلدی سے دروازہ اوسکا بند کر مقفل کر دیا ایک گھڑی
نگذری تھی کہ خلیفہ اوسکا نہین پھر آکر اوسی صندوق پر جسمین مین آگے بند تھا بیٹھ گیا اور اوس بی بی سے حال شہر کا کہ تو نے کیا دیکھا اور سنا ہی
دیر تک پوچھا کیا اور وہ بی بی دیر تک خلیفہ سے باتین کرتی رہی اوسکے بعد خلیفہ وہانسے اوٹھکر اپنی خوابگاہ مین گیا وہ بی بی بھی خلیفہ سے
رخصت لیکر اوس مکان مین جہان مین تھا آئی اور مجسے ہزارون عذر کیے کہ یہ سب مصیبت اور صدمے میرے سبب سے تمکو پہنچے لیکن مجکو خوف
تمسے زیادہ تھا کچھ تو اپنی ذات کا اور کچھ تمھارا لیکن خاطر جمع رکھو کہ اب کسی طرحکا خوف وہراس نہین بعد اسکے مینے اور اوسنے باہم
بیٹھکر کھانا کھایا اور تا دیر باہم گفتگو کرتے رہے پھر اوسنے کہا کہ اب تم آرام کرو کل فجر کو کسی وقت تمھاری ملاقات زبیدہ خاتون سے جو میری
خاوند ہین اچھی طرح ہو جائیگی اور شب کو کہ خلیفہ یہان آرام فرماتے ہین ملاقات ممکن نہین مین بڑے آرام و چین سے اوس مکان پر تکلف مین رہا اور
اپنے دلمین خوش ہوتا تھا کہ مینے بہت اچھی بی بی پائی کہ جو حسن اور ہوشیاری مین اپنا مثل نہین رکھتی پھر فجر کو وہ بی بی مجھے اپنے ساتھ واسطے
ملاقات زبیدہ کے لے گئی اور سب مراتب اور آداب مجھے سکھائے اگر زبیدہ یہ پوچھے تو تم اوسکا یہ جواب دیجیو اگر یہ کہے تو تم یہ کہیو الغرض
زبیدہ کے کمرے مین کہ نہایت وسیع اور اسباب اور سامان بادشاہی سے مرتب اور سجا ہوا تھا لیجا کے ایک جگہ پر کھڑا کیا اور کہا وہ
اپنی خوابگاہ سے نکل کے یہان بیٹھین گی اور آپ چلی گئی پہلے بیس عورتین جوان کمسن نہایت حسین اور اچھی اچھی پوشاک اور زیور پہنے ہوے
آئین اور سامنے تخت کے جو واسطے بیٹھنے خاتون کے بچھا ہوا تھا دو صف باندھکر کھڑی ہوئین بعد اسکے بیس عورتین اور جوان خوبصورت
مثل جماعت پہلی کے وہانسے نکلین اور اونکے بیچ مین زبیدہ خاتون بڑے جاہ و حشمت سے برآمد ہوئی جواہرات ایسے پہنے ہوے تھی کہ نگاہ بشر کی اوپر
ٹھہر نسکتی تھی اور وہ بوجھ سے پوشاک اور زیور کے آہستہ آہستہ چلتی جب وہ آکر تخت مرصع پر بیٹھی اور وہ مصاحبین اور خواصین اپنے اپنے قرینے

اوس رتبے سے کھڑی ہوئین وہ بی بی کہ جو پروردہ زبیدہ کی اور میری معشوقہ تھی آگے دہنی طرف زبیدہ کے نہایت ناز و انداز سے آ کھڑی ہوئی اوسوقت ایک خوجے نے مجکو اشارہ کیا مین آگے تخت کے جا کے واسطے بجالانے تسلیمات کے اتنا جھکا کہ سر میرا قالین پر جہان اوسکے پانون تھے لگ گیا اور دیر تک اسطرح سے جھکا رہا یہانتک کہ خود خاتون نے سر اوٹھانے کے واسطے فرمایا اور میرا نام اور حسب نسب پوچھا مینے اوسکے جواب مین جو مناسب تھا عرض کیا مجکو دیکھ اور بات چیت میری سنکر بہت خوش ہوئی فرمایا کہ مین چاہتی ہون کہ اپنی لڑکی کے ساتھ تیری شادی کرون اور واسطے طیاری اسباب و سامان شادی کے حکم دیتی ہون آج کے دسوین دن تمہاری اوس سے نکاح کی کردی جائیگی اور اس عرصے مین خلیفہ سے بھی اجازت اس امر کی لے لونگی اوس روز تک تم یہین پر بہت ہوشیاری سے رہو غرض مین دس دن تک اوسی زنانے مکان مین رہا اس دس دن کے درمیان مین وہ بی بی اکثر میرے پاس آتی اور پھر چلی جاتی لیکن اوسکے فرمانے سے مین وہان بہت آرام و عزت اور حرمت سے رہا اس عرصے مین زبیدہ نے اجازت خلیفہ سے بھی لی اور بہت نقد و جنس اوس بی بی کو دیا اور ہر روز گانا اور ناچنا وہان ہوتا تھا جب نو دن اسیطرح سے گذر گئے دسوین دن طیاری ضیافت کی ہوئی اور رسمین شادی کی ہونے لگین اوس دن ہم دونون دولھا دولہن نے حمام کرکے لباس فاخرہ پہنا شام کو خواصون نے میرے واسطے طرح طرح کے کھانے چنے اون سب کھانون مین ایک قاب پلاؤ سیر کی بھی تھی جسکو تم سب صاحبون نے بزور کھلایا مینے اوسے لذیذ پاکے بہ نسبت اور کھانون کے برغبت تمام کھایا مگر اپنی شامت اور بدبختی سے مونہہ ہاتھ کو خوب نہین دھویا کاہلی سے فقط ہاتھ کو رومال سے پوچھ ڈالا پھر جب رات ہوئی وہان بڑی روشنی کرکے خواصون نے گانا بجانا شروع کیا ایک طرف گانا بجاتا تھا اور ایک طرف ناچ اور نقلین ہو رہی تھین جب رسمین نکاح کی ہو چکین خواصین ہم دونون کو حجرہ عروسی مین لے گئین مینے خلوت صحیحہ پاکر ارادہ ہم آغوشی کا کیا عروس دفعۃً مجھسے کمال ناخوش اور بد دماغ ہوئی اور ایسا شور و غل مچایا کہ سب خواصین اوس حجرے مین واسطے دریافت کرنے حال کے دوڑی آئین مین یہ حال دیکھکر نہایت متحیر اور ششدر ہوا اوسکے رعب سے کچھ سبب اس ناخوشی کا پوچھ نسکتا تھا آخر خواصون نے عروس سے پوچھا کہ بی بی خیر ہے کیا صدمہ تمکو پونہچا اتنے ہی عرصے مین تم ایسی مضطر ہو کر چلائین کچھہ فرماؤ تا ہم اوسکی تدبیر کرین وہ بی بی کہ کمال غصے مین تھی بولی کہ اس نامعقول بے امتیاز کو ابھی میرے سامنے سے دور کرو مینے ڈرتے ڈرتے کہا بی بی ایسا کیا مجسے قصور ہوا کہ دفعۃً مجپر ایسی غصے ہوئین اوسنے نہایت خفگی سے کہا تو بڑا بد اور حرامزادہ ہے کہ تو نے پلاؤ لہسن کا کھایا اور ہاتھ نہ دھوے تو نہین جانتا کہ مجکو برداشت صحبت ایسے شخص کی جو اس قدر مین کثیف ہو نہین یا تبک میرا اوسکی بدبو سے دماغ پھٹا جاتا ہے پھر اپنی خواصون سے کہا اسکو زمین پر لٹاؤ اور چابک مجکو دو اوسنے فی الفور مجکو زمین پر گراکے بعضون نے ہاتھ پکڑے اور بعضون نے پاؤن اور میری دولہن نے اپنے ہاتھ سے بیرحمی اور سنگدلی سے مجکو مارا کہ تھک گئی بعد اسکے اپنی خواصون سے کہا اسکو پولس مین لیجاؤ اور پولسوالے سے کہو کہ اسکے ہاتھ کو جس سے اسنے پلاؤ سیر کھایا تھا کاٹ ڈالے مینے اپنے دل مین کہا اے خدا اتنے ذرا سے قصور پر اسقدر مارا گیا اور اب ہاتھ کاٹا جاتا ہے کاش وہ باورچی جس نے اوس کو پکایا تھا اور وہ لونڈی جو میرے آگے اوسکو لائی تھی دریا مین ڈوب کے مرجاتی غرض ہر ایک خواص کو میرے اس حال زار پر بہت ترس آیا حکم ہاتھ کاٹنے کا اوس سے سنکر سبھون نے ہاتھ باندھ کے اوس سے کہا ہماری اچھی بہن ہماری اچھی بی بی اب بہت غصہ نکرو یہ سچ ہے کہ اس آدمی سے بڑا قصور ہوا اور نہایت بے امتیازی کی حقیقت مین تمہارے رتبے اور نفاست مزاج سے واقف تھا بہر کیف اس قصور سے اوسکے درگذر کرو وہ اپنی سزا کو پہونچ گیا

اوسنے کہا اتنی تنبیہ سے میری تسلی نہین ہوئی مین چاہتی ہون کہ اوسکو سکھاؤن کہ کیونکر نفاست سے رہتے ہین جب تک کہ کوئی نشان سخت اوسکو ندونگی اوسکو ہرگز یاد نرہیگا کہ پلاؤ سیر کو کھانا اور ہاتھہ اچھی طرح سے نہ دھونا اونھون نے پھر میرے واسطے شفاعت کی اوسوقت وہ چپ ہو رہی اور کچھہ نہ کہا پھر اوس مکان سے اوٹھکر چلی گئی وہ سب خاصین بھی پیچھے پیچھے اوسکے ہولین مجھے اس حالت مین تنہا وہین چھوڑ دیا دس دن تک وہین رہا اوسکے خوف سے کوئی خواص اور خادمہ میرے پاس نہین آتی تھی مگر ایک بوڑھی لونڈی کہ وہ کبھی کبھی کچھہ میرے کھانے کے واسطے لاتی ایکدن مینے اوس سے حال اپنی دولھن کا پوچھا کہ وہ کیا کرتی ہے اوسنے کہا کہ وہ بہت بیمار ہے بسبب اوس بدبو کے کہ جو تیرے ہاتھہ سے اوسکے دماغ مین پہنچی تھی اے صاحب کسواسطے تمنے بعد کھانے پلاؤ سیر کے ہوشیاری سے ہاتھہ نہ دھوئے مینے کہا تب مجھسے قصور ہوا اللہ ری نزاکت ان بیبیون کی اور کینہ کشی اونکی کہ اتنی تھوڑی بات پر کیا کچھہ نکیا اور مین باوجود جور و جفا کے کہ جو مجھپر ہوئے ابتک اپنی بی بی کو ویسا ہی چاہتا ہون اور اوسکے دیکھنے کی بیقراری مجھپر طاری ہے ایکدن اوس کنیز پیر نے کہا اب تیری بی بی کو صحت ہوئی آج وہ واسطے غسل صحت کے حمام کو گئی ہے اور اوسنے مجھسے تیرا نام لے کر کہا ہے کہ کل کے دن اوسکے دیکھنے کو آؤنگی چاہیے کہ اب اپنے دل کو تسلی دے اور اوسکی موافقت مزاج کی کر وہ بی بی کمال پیاری اور مصاحب اور ہمنشین زبیدہ خاتون کی ہے غرض دوسرے روز وہ میرے دیکھنے کو آئی اور کہا کہ مین صرف واسطے سزا دینے تیرے کے آئی ہون پھر اوسنے اپنی لونڈی سے مجکو بندھوا کر پچھڑوایا اور نہایت بیرحمی سے اُسترا ہاتھہ مین پکڑ دونون انگوٹھے ہاتھہ کے اور دونون پانون کے اپنے ہاتھہ سے کاٹ ڈالے ایک عورت نے دوڑ کر کسی درخت کی جڑ پیس کر زخمون پر واسطے بند ہونے خون کے لگا دی لیکن باوجود اسکے شدت درد سے مجھے غش آگیا جب قدرے ہوش مین آیا اونھون نے مجھے تھوڑی سی شراب پلائی جسکے پینے سے مجھہ مین کچھہ توانائی اور طاقت آئی اپنی بی بی سے کہا آج کے دن سے اگر پھر کبھی اس منحوس پلاؤ سیر کے مجکو اتفاق کھانے کا ہوگا تو قسم کھا کر تمسے عہد کرتا ہون کہ عوض ایکبار ہاتھہ دھونے کے ایک سو بیس بار اشنان اور اوس گھانس کی راکھہ اور صابون سے دھوؤنگا یہ سنکے میری بی بی نے کہا ہان اس صورت مین مین بھول جاؤنگی اون سب ذلتون کو جو مجھپر گذری ہین اور تجکو اپنا خاوند جانکر تیرے ساتھہ رہا کرونگی اوس سوداگر بغدادی نے اون سب مہمانون سے جو مجلس شادی مین جمع تھے کہا صاحبو اس کمبخت پلاؤ سیر کے کھانیسے یہ سبب تھا انکار کرنے کا الغرض اون خواصون نے روغن بلسان میرے زخمون مین لگایا جو وہ روغن اصل اور دواخانہ خلیفہ سے لایا گیا تھا اوسکے لگانے سے تھوڑے دنون مین اچھا ہوگیا اوسکے بعد مین اور میری بی بی ایسی خوشی و خرمی سے باہم رہنے سہنے لگے کہ گویا کبھی مینے پلاؤ سیر نہین کھایا تھا مگر چہ اندر محل خلیفہ کے رہتا تھا اور اکثر چھپایا اور بند کیا جاتا اسواسطے اوداس اور برخاستہ خاطر وہان کے رہنے سے ہوا لیکن بخوف ناخوشی اپنی بی بی کے اس بات کو زبان پر نہ لا سکتا تھا آخر اوسنے اس امر کو سمجھہ بوجھہ کر زبیدہ خاتون سے درخواست رہنے کی علیحدہ مکان مین کی زبیدہ خاتون کہ از بس میری بی بی کو پیار کرتی تھی روادار اوسکی مفارقت کی نہو کر چپ ہو رہی جب ایک مہینا پورا گذرا مینے اپنی بی بی کو دیکھا کہ اپنے مکان کی طرف چلی آتی ہے اور کئی خواجہ سرا توڑے اشرفیون کے لیے ہوے پیچھے پیچھے اوسکے ہین جب وہ اون توڑون کو رکھکے چلے گئے میری بی بی نے کہا تمھاری تکلیف کے سبب سے خاتون نے اجازت جدا رہنے کی دی اور پچاس ہزار اشرفیان عنایت فرمائین تاکہ ہم عزت اور حرمت سے اس شہر مین رہین دس ہزار اشرفیان مجکو دے کر

کہا کہ کوئی مکان لائق ہمارے رہنے اور عزت کے مول لو ہمنے جلدی سے ایک مکان بہت اچھا خرید کیا اور اوسکو اسباب اور سامان سے سجا کر وہان جا رہے اور بہت سے لونڈی غلام مول لیکر نفیس پوشاکین ہم دونون نے پہنین اور بہت عیش و عشرت مین رہنے لگے مگر افسوس کہ زمانے نے وفا نہ کی ایک برس کے بعد میری بی بی بیمار ہو کر تھوڑے دنون مین جان بحق تسلیم ہوئی مین دوسری بی بی کے ساتھہ عقد کر کے بغداد مین اوسی طرح سے رہنے لگا اتفاقاً اوس بی بی نے بھی قضا کی پھر تیسری کا اتفاق ہوا پھر تیسری کے بعد چوتھی کا اور سب نے اسی طرح سے قضا کی تب وہ مکان منحوس سمجھکر بیچ ڈالا اور اسباب تجارت کا مول لے کر پارس کو گیا اور وہان سے سمرقند کو پھر وہان سے یہان آکر اپنی بود و باش اختیار کی اوس یہودی نے بادشاہ کاشغر سے عرض کی کہ خداوندا یہ وہ قصہ ہے جو تاجر بغدادی نے روبرو جماعت کے جس مین مین کل کے دن تھا بیان کیا بادشاہ نے فرمایا یہ حکایت البتہ تھوڑی سی عجیب ہے لیکن ہمارے کبڑے کے حال کو نہین پہونچتی استنے مین حکیم یہودی نے عرض کیا کہ خداوند غلام کے قصے کو سنکر حضور بہت خوش ہون گے بادشاہ نے فرمایا اگر تیرا قصہ کبڑے سے عجیب ہوگا تو امید اپنی مخلصی کی رکھیو

قصہ حکیم یہودی کی زبان سے بادشاہ کاشغر کی حضور مین

حکیم یہودی نے بادشاہ کی جناب مین بعد بجا لانے آداب کے عرض کیا خداوند مین پیشہ طبابت کا شہر دمشق مین کیا کرتا تھا اور سبب اوس کی دانائی کے اوس شہر مین میری بڑی عزت و توقیر تھی ایکدن حاکم شہر نے مجکو بلوا کر فرمایا کہ ایک بیمار کا جا کر علاج کرو پھر مجکو وہ حاکم خود ایک حجرے مین لیگیا وہان پر ایک جوان حسین لیٹا ہوا درد سے بیقرار تھا مینے صاحب سلامت اوس سے کی اوسنے جواب میرے سلام کا نہ دیا لیکن آنکھون سے اشارہ کیا کہ مین تمہارے آنے سے بہت ممنون ہوا تب مینے اوس سے کہا اپنا ہاتھہ مجکو دو تا نبض تمہاری دیکھون اوس جوان نے دہنے ہاتھہ کے بدلے جیسا کہ دستور ہے بایان ہاتھہ اپنا پیش کیا مین بہت متعجب ہوا اور سمجھا کہ شاید وہ اس دستور سے محض ناواقف ہے کہ نبض دہنے ہاتھہ کی حکیم دیکھا کرتے ہین بہرکیف مینے اوسکی نبض دیکھکر نسخہ لکھا اور رخصت ہوا اور ہر روز متواتر اوسکے دیکھنے کو نو روز تک جایا کیا اور وہ ہر روز بائین ہاتھہ کی نبض دکھایا کیا دسوین دن مینے اوسکو اچھا پاکر کہا اب آپکو صحت ہوئی میرے آنے کی کچھہ ضرورت نہین آپ غسل صحت کیجیے پھر حاکم دمشق نے مجکو اسکے صلے مین خلعت بھاری دے کر اپنے دار الشفا کا طبیب مقرر کیا اور اپنے محل کا علاج بھی مجھی سے متعلق رکھا اور جگہ میرے کھانا کھانے کیواسطے مقرر کی وہ جوان جو میرے علاج سے اچھا ہوا تھا جب مجکو دیکھتا بڑی محبت سے پیش آتا چنانچہ حمام مین بھی مجکو اپنے ساتھہ لیگیا وقت کپڑے اوتارنے کے مینے دہنا ہاتھہ اوسکا کٹا دیکھا اور اسی سبب سے اوسکو بیماری تھی اور مجسے چھپاتا تھا اوسکے دیکھنے سے مجھکو بڑا افسوس معلوم ہوا اوسنے مجکو متاسف دیکھکر کہا فقط میرا دہنا ہاتھہ کٹا ہوا دیکھکر تعجب و افسوس نکرو میری سرگذشت عجیب و غریب ہے بعد فراغت حمام کے جب مین کھانے پر بیٹھون گا تب تم سے اوسکو بیان کرونگا پھر مجسے پوچھا کہ اگر سیر کرنا باغ کا مضر میرے واسطے نہو تو مین سیر باغ کی کرون مینے کہا سیر باغ کی تمہارے واسطے بہت مفید ہے اوس جوان نے کہا اگر تمہارا بھی جی چاہتا ہو تو واسطے سیر اس باغ کے چلو کہ مین تم سے اثنائے سیر مین اپنا حال کہونگا مینے کہا کیا مضایقہ پھر اوسنے اپنے آدمیون سے کہا کھانا طیار رکھو اور ہم دونون اوس باغ کو گئے دو تین بار اوس باغچے مین گشت کر کے قالین پر کہ نیچے درخت سایہ دار کے بچھا تھا بیٹھہ گئے اور اوس جوان نے اپنا قصہ اسطرح سے بیان کرنا شروع کیا میری پیدایش شہر موصل کی ہے اور مین

خاندان عالیشان اوس شہر سے ہون میرے دادا کے دس بیٹے تھے میرا باپ سب سے بڑا تھا اور سوا میرے باپ کے نو چچا میرے لاولد تھے اور مین فقط اپنے باپ کا اکیلا بیٹا تھا اور میرے باپ نے میری تعلیم و تربیت کے لیے بہت کوشش کی اور ہر ایک علم و ہنر جو ہر ایک شخص کو اوسکی زندگانی اور معیشت مین کام آوے مجکو سکھلائے جب مین بڑا ہوا تو ہر ایک صحبت مین بیٹھنے اوٹھنے لگا ایکدن جمعے کے روز میرا باپ اور سب چچا واسطے پڑھنے جمعے کی نماز کے جامع مسجد موصل مین گئے پھر جب سب نماز پڑھکے اپنے اپنے کام مین جا کر مصروف ہوے میرا باپ اور سب چچا وہان پر بیٹھکر ذکر ہر ایک شہر کی خوبی اور آبادی کا کرنے لگے ایک نے میرے چچاؤن سے کہا کوئی ملک مصر کی جو کنارے دریاے نیل کے واقع ہی برابری نہین کرتا مین کہ اونکے ساتھ تھا تعریف مصر کی سنکر اتنا مشتاق ہوا کہ اگر مین اپنے بس اور اختیار مین ہوتا تو اوسیدم مصر کو چلا جاتا اگرچہ میرے سب چچا ترجیح دیتے تھے بغداد اور اوسکے دریا کو مگر میرے باپ نے تعریف مصر کی بہت کر کے کہا جسنے مصر کو نہین دیکھا عجائب غرائب دنیا سے وہ بیخبر ہی زمین اوسکی سب سونا واقع ہوئی اور وہ ایسی زرخیز ہی کہ سب باشندے اوسکے غنی اور مالدار ہین اور وہانکی عورتین نہایت حسین اور خوش سلیقہ دریاے نیل نہایت خوش آیند پانی اوسکا شیرین اور ہاضم اوسکے سیلاب سے ہمیشہ زمین اوسکے گرد و پیش کی سبز اور شاداب ہی اور اوس ملک کی زمین ایسی نرم و ملایم قابل زراعت ہی کہ ذرا بھی مشقت اوسکے بونے مین نہین ہوتی بخلاف زمین اور ملکون کے کسی شاعر نے شعر اوسکی تعریف مین کہا جسکا مضمون یہ واقع ہوا مصر وہان کے باشندون سے بزبان حال کہتا ہی تمہارا دریا بہت زرینہ اور تمہاری منفعت کے واسطے ہر روز سفر مین ہی افسوس ہی کہ تم اوسکو چھوڑکر اور کہین جاؤ اور میرے باپ نے کہا دونون طرف نیل کے زراعت اور درخت میوہ دار سے گلزار اور ہمیشہ بہار رہتے ہین اور طرح طرح کے سبزے اور بقولات اور سب طرح کے جانور چرند اور پرند کی وہان پیدایش ہی اور بہت شہر آباد اور نہرین شیرین اور آدمی قابل اور علی ہذا القیاس ہزارون چیزین تفریح انسانکی وہان پر ہین وہانکے پانی اور سبزے کو اگر تشبیہ دین اسطور پر کہ گویا زمرد کے ٹکڑے سفید چاندی کے ظرف مین جڑے ہین تو بجا ہی اور کیرو جو دار السلطنہ مصر کا ہی نہایت وسیع اور آباد نوادر عالم کے جسمین موجود عمارت اوس شہر کی اندر باہر سے نہایت زیبا اور دلپسند اگر اہرام مصر کے دیکھو تو نہایت تعجب کرو وہ مثل ستون کے نہایت مرتفع کنارے دریاے نیل کے واقع ہی کہ حکیمون نے قبل طوفان نوح کے حفظ علوم کے لیے بنایا تھا اور انپر علوم یونانی حکمت کو کندہ کیا تھا تا طوفان سے ضائع نہون باوجود اسقدر زمانے کے ابتک اوسی طرح سے قائم و برقرار ہین اونکے دیکھنے سے انسانکی عقل باختہ ہوتی ہی کہ کس استحکام اور خوبصورتی سے طرح طرح کے پتھر اونمین لگے ہین اور ایسے اتنے بلند کہ سر اونکا بدلی مین چھپ جاتا ہی کوئی اونکو دیکھے تو اوسکو معلوم ہو جس بادشاہ نے اونکو بنوایا وہ البتہ سب سلاطین اور حکام دنیا پر غالب ہوگا اور یہ عمارتین اور مقدر دلالت کرتے ہین اونکی رفعت شان و شوکت پر کہ باوجود گذرنے اسقدر زمانے دراز کے وہ ابتک صدمات زمانے سے محفوظ ہین اور آیندہ بھی مدت دراز تک باقی رہین گے اور مینے بہت شہر مثل مصر کے مانند دلیہ و ستہ اور انگلزندریہ کے دیکھے جسمین بہت اہل ملت رہتے ہین ہزارون قسم غلے اور بیوپار اور بہتر چیزونکی واسطے معیشت اور آسایش بنی آدم کے پیدایش ہی اور مینے بہت عمر اپنی ان شہرون اور ملکون مین عزت اور حرمت سے بسر کی پھر جوان نے کہا میرے باپ کی یہ سب باتین سنکر میرے چچاؤن نے کچھ جواب ندیا بلکہ اونھون نے بھی اوس تعریف کا اقرار کیا اور مجکو اوس وقت سے ایسا اشتیاق مصر کے دیکھنے کا ہوا کہ دن رات بیقرار رہا کرتا تھا خدا سے دعا مانگتا کہ کوئی سبب ایسا ہو کہ مصر کو جا کر

دیکھوں اتفاقات حسنہ سے میرے چچا بھی مشتاق مصر کے ہوئے اور میرے باپ سے کہا کہ تم بھی قصد مصر کا کرو کہ تا ہم تم ملکے باہم وہانکو چلین میرے باپ نے اونکو
منظور کیا بعد اوسکے میرے چچاؤن نے کہ سوداگر اور بہت دولت رکھتے تھے وہ اسباب جو مصر مین بہت نفع سے بکتا تھا بہت سا خرید کیا
اور جب مینے حال طیاری کا اونکی سنا اپنے باپ پاس روتا ہوا گیا اور کہا کہ میرے تئین بھی اجازت جانے کی اونکے ساتھہ دو تا مین بھی مال تجارت کا
خاص اپنے واسطے خرید کرون میرے باپ نے کہا کہ ابھی تم خردسال ہو اس سفر مین تمکو بہت تکلیف ہوگی تمہارا جانا مصر مین صلاح نہین اس بات سے
میری خواہش کچھہ کم نہوئی تب مینے اپنے چچاؤن سے کہا کہ تم اس امر مین میرے باپ سے سفارش کرو غرض اونکے کہنے سے میرا باپ راضی ہوا کہ خیر دمشق تک
ہمارے ساتھہ چلے وہان سے جب ہم قصد مصر کے جانے کا کرینگے اوسکو رخصت موصل کیطرف کر دینگے پھر والد نے کہا دمشق بھی بہت اچھا
شہر اور آب وہوا وہانکی نہایت خوب ہے مین راضی ہوا کہ وہین تک مجکو لیے چلیے اگرچہ مین بالکل مشتاق مصر کے دیکھنے کا تھا لیکن جو
رضامندی باپ کی بھی ضرور تھی دمشق تک بھی جانا غنیمت جانا غرض موصل سے اپنے باپ اور چچاؤنکے ساتھہ موسم بہار کو روانہ
ہوا اور وہان سے ایرلش کو گیا پھر وہان سے حلب کو وہان تھوڑے دن رہ کے ہم سب دمشق کو پہونچے دیکھنے سے اوس شہر کے مین نہایت
خوش ہوا اور ہم سب ایک سرا مین اوترے اور اوس شہر کو نہایت وسیع اور آباد پایا رہنے والے سب مہذب اور با اخلاق تھے کئی روز تک سیر
وگلگشت وہانکے باغات کی کہ ہر ایک مانند فردوس کے تھا کی اور اوس شہر کی شہر پناہ نہایت مستحکم اور دلچسپ تھی اور مینے اس مثل مشہور کو کہ دمشق
خوبی و لطافت سے گویا فردوس کی جان ہے سچ جانا اور میرے چچاؤن نے بعد توقف چند روز کے قصد آگے جانے کا مصمم کر میرا اسباب
بڑے نفع سے بیچا کہ مجکو فی صد پانچ روپیہ فائدے مین حاصل ہوئے غرض اوس منافع کثیر سے مین بہت متمتع ہوا آخر میرے باپ اور چچا مجھے
دمشق مین چھوڑ کر آگے کو روانہ ہوے اور اونکے بعد جانے کے مینے اپنے روزمرہ کے اخراجات مین ایسی کفایت کی کہ بفائدہ ایک حبہ صرف
نہوتا اوسکے بعد ایک بڑی حویلی اپنے رہنے کے واسطے کرایے کو لی اوس حویلی مین کہ نہایت نفیس اور سنگ مرمر کی تھی اور لعل و زر نگار سے
اندر باہر اوسکے نقش و نگار بنے ہوے ایک پائین باغ تھا جسمین بہت فوارے جاری تھے مینے اوس مکان کو شیشہ آلات وغیرہ اسباب
اور سامان سے کہ شایان میرے حال کے تھا تھوڑے سے خرچ مین سجا اور آراستہ کیا مالک اوس گھر کے پہلے عبدالرحیم نامے ایک
شخص شرفائے دمشق سے تھے اب وسکو کوئی جوہری مالدار مول لیکر کرایہ چلاتا تھا مینے اوسکو دو اشرفی کو کرایہ لیا اور میرے خدم اور
حشم بہت تھے بطور امیرون کے اوسمین رہتا اور کبھی کبھی وہان کے شرفا کی کہ جنسے تعارف اور شناسائی ہوگئی تھی دعوت کرتا
اور کبھی وہ میری ضیافت کرتے اسیطرح مین غیبت مین باپ اور چچاؤن کے شہر دمشق مین مصروف آسایش رہا کرتا اور لوگ میرے
پاس آتے جاتے اور میرا کاروبار کیا کرتے ایک دن مین دروازے پر اپنے گھر کے ہوا کھانے کے واسطے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بی بی بہت اچھی
پوشاک پہنے ہوے نہایت خوبصورت میرے پاس آئی اور کہا کیا تم کپڑا بیچتے ہو یہ کہکر اندر گھر کے چلی گئی جب مینے اوسکو دیکھا کہ وہ
اندر حویلی کے جا چکی مین وہان سے اوٹھا اور اندر جاکر دروازہ بند کر لیا اور اوس بی بی کو ایک دالان مین لے گیا اور بٹھا کے
کہا بی بی صاحب اچھے اچھے تھان آپ کی پسند کے لائق میرے پاس ہین مگر افسوس ہے کہ اسوقت موجود نہین اوس بی بی
نے سنکر نقاب کو اپنے چہرے سے اولٹ لیا مین اوسکی صورت کہ ازبس حسین اور دلربا تھی دیکھتے ہی حواس باختہ ہوگیا

وہ بی بی بولی کہ مین تمھانون کی خرید کے واسطے نہین آئی ہون تیری ملاقات منظور تھی چاہتی ہون کہ شام تک ہون اگر تمکو ناگوار نہو اسوقت
مین صرف کچھہ کھایا چاہتی ہون مینے کہا کہ میرے نصیب اوسوقت اپنے آدمیونکو حکم کیا کہ جلد سب طرح کے میوے اور کچھہ شیشے
شراب نفیس کے لاؤ اونھون نے سب کو فوراً مہیا کیا پھر ہم دونون بیٹھکر بڑے لطف اور کیفیت سے کھایا پیا کیے اور آدھی رات کمال عیش و عشرت
مین کٹی بعد نصف شب کے ہم دونون سو رہے جب فجر ہوئی مینے دس اشرفیان نکالکر اوس بی بی کے ہاتھہ مین رکھین اوسنے اون اشرفیون
کو نلیا اور جلدی مجکو پھیر دین اور کہا کہ مین اشرفیان لینے کو تیرے پاس نہین آئی تھی پھر جب مینے بہت تکرار کی اوسنے کہا کہ اگر یہ اوہم
رکھوگے تو پھر مین تمھارے گھر کبھی نہ آؤنگی اور اولٹی دس اشرفیان اپنی تھیلی سے نکال میرے ہاتھہ مین رکھین اور بزور مجکو دین مینے مجبور ہوکر
لے لین اور کہا کہ بعد تین دن کے پھر شام کے وقت آؤنگی یہ کہکر رخصت ہوئی اور مینے اوسکی جدائی مین یہ تصور کیا کہ میرے دلکو سینے سے
نکال کر لیگئی اور بعد تین روز کے وہ بی بی اوسیوقت پھر آئی مینے اوسکا بڑے اشتیاق سے استقبال کیا اور گھر مین لیگیا اور وہ شام اور
تمام رات ہماری ویسی لطف اور کیفیت مین گذری جیسا کہ اگلی شام اور رات گذری تھی دوسرے دن وقت رخصت کے مجسے پھر
اقرار کیا کہ تیسرے دن پھر آؤنگی اور دس اشرفیان پھر مجکو دے کر چلی گئی غرض تیسری ملاقات مین جب شراب کے نشے نے اوسپر خوب
زور کیا مجسے کہنے لگی کہ میری جان تو مجکو کیسا جانتا ہے مین خوبصورت ہون یا نہین مینے کہا یہ سوال تمھارا عبث ہے تمنے میری محبت و پیار
کو بنسبت اپنے خوب ملاحظہ کیا مین جان و دل سے تمھارے اوپر فدا ہون تم میری شاہزادی اور ملکہ ہو اسکے پوچھنے سے کیا حاصل اوسنے کہا
اب تو تم یہ کہتے ہو لیکن جب دوسری بی بی کو جو مجسے جان پہچان رکھتی ہے دیکھوگے تو یہ باتین بھول جاؤگے وہ مجسے سن و سال مین چھوٹی
اور نہایت نازنین صاحب جمال ہے مین اوسکو اپنے ساتھہ لاؤنگی وہ مجکو چاہتی ہے اور تمھارے دیکھنے کا اوسکو بڑا اشتیاق پیدا ہوا ہے اجازت
تمھاری ملے تو اوسکو نہین لا سکتی مینے کہا بی بی تمھین اختیار ہے جب چاہو اوسکو لے آؤ لیکن مجکو دوسری بی بی کے دیکھنے سے کیا غرض
و مطلب مین تو اپنے دل کو تمھارے اوپر فدا اور تصدق کر چکا ہون اب ممکن نہین کہ کسیطرح سے اسمین فرق آئے اوس بی بی نے
کہا خبردار اسی قول و اقرار پر رہنا مین تمھارے دلکو آزماتی ہون جب یہ گفتگو ہوچکی تب وہ بی بی مجسے رخصت ہوئی اور اوس روز پچاس
اشرفیان مجکو دین اور بزور مجکو لینا پڑین اور چلنے کے وقت کہنے لگی یاد رکھو کہ دو روز کے بعد ایک نیا مہمان تمھارے گھر آوے گا
اوسکی ضیافت کی طیاری کر رکھنا اور مین اوسیوقت جو میرے آنے کا معمول ہے آؤنگی مینے جسدن کہ اوسنے وعدہ اوسکے لے آنیکا
کیا تھا اوس مکان کو جھڑوا اور فرش و فروش سے طیار کر رکھا اور طرح طرح کے کھانے اور میوے وغیرہ مہیا کیے آخر قریب شام وہ دونون
بیبیان آئین اور اندر جاکر دونون نے نقاب کو مونھہ سے اوٹھا لیا فی الحقیقت دوسری حسن مین پہلی سے ہر ایک امر مین زیادہ تھی اگر ایک نظر
میری پہلی پر پڑتی تو کئی بار دوسری پر اسواسطے کہ حسن و سرگرمی اوسمین ایسی تھی کہ خواہ مخواہ دل اوسکی طرف کھنچتا اور مائل تھا اور اوسکی جب
نظر الفت مجپر پڑتی مین بیقرار ہو جاتا غرض مینے دونونکی شکر گزاری کی دوسری بی بی نے کہا مجکو چاہیے کہ تمھارا شکر بجا لاؤن کہ تمنے مجکو اجازت
اپنے گھر آنے کی دی بعد اس گفتگو کے مینے اون دونون بیبیون کو کھانے پر بٹھا کے آپ بھی سامنے نئے مہمان کے جا بیٹھا اور وہ خوف سے پہلی بی بی کے
نظر اور تبسم میری طرف نکر سکتی تھی مگر اوسنے شیرین حرکتون سے میرے دلکو اپنے اوپر فریفتہ کیا اور جب اوسنے جانا کہ مین بھی اوسکی طرف مائل ہون تب اوسنے

زیرلب اشارون سے بہت باتین پیار کی مجسے کین وہ پہلی بی بی اس حال کو جانگئی پہلے ہنس کے کہنے لگی کہ تم میری دوستدار بی بی پر آنکھ ڈالتے ہو اپنی قسم اور پیمان کو جو تمنے ابھی کیا تھا بھول گئے مینے بھی اوسیطرح ہنسکر کہا کہ تم ناحق متہم کرتی ہو مجکو کیا مناسب ہی کہ تمھارے خلاف اس بی بی کی طرف کہ تم اوسکو مہربانی کی راہ سے میرے گھر لائی ہو اور وہ بی بی تمھاری دوستدار ہی آنکھ اوٹھاکے دیکھون اس بات مین عیب میری ذات کا تم دونون کے نزدیک ہی جب ہم سب خوب شراب کے نشے مین چور ہوئے نئی بی بی اور مین چوری سے ایک دوسرے کو دیکھتے اور رمز واشارے کرتے پہلی بی بی کو اس سے ایسا حسد اور کینہ ہوا کہ نہایت غصے مین آکے اوٹھ کھڑی ہوئی اور یہ کہکے کہ مین ابھی آتی ہون میرے گھر سے چلی گئی اور تھوڑی دیر کے بعد دوسری بی بی کہ میرے پاس بیٹھی تھی رنگ اوسکے چہرے کا بدل گیا اور حالت نزع کی سی ہوگئی مینے گردن مین ہاتھ ڈال کے اوسے سنبھالا کہ مبادا کرسی سے گر نہ پڑے اتنے مین وہ جان بحق تسلیم ہوگئی مینے گھبراکر اپنے آدمیونکو پکارا کہ اوسکو تھامین اور باہر نکل کے پوچھا کہ وہ پہلی بی بی کدھر گئی میرے آدمیون نے کہا کہ دروازے سے باہر نکل اور فلانی گلی سے ہو چلی گئی ہی تب مجکو معلوم ہوا کہ مقرر اوسی کی بدذاتی سے یہ امر ہوا پچھلے گلاس مین کچھ زہر قاتل ملاکر اوسکو پلا گئی مین اس واردات ناگہانی سے نہایت سراسیمہ ہوا اور دل مین ڈرا اور کہا کہ دیکھیے کیا مصیبت اس حادثے سے مجپر پڑے پھر یہ سوچا کہ آیندہ جو کچھ کہ ہو سو ہو اب اس بی بی کی لاش کو جلد ہی سے دفن کر دیا چاہیے تب مینے اپنے آدمیون سے کہا کہ ایک جگہ سے پتھر سنگ مرمر کا جو تمام صحن مین اوس حویلی کے اوسی کا فرش تھا اوٹھا آہستہ قبر کھودو اونھون نے بموجب میرے کہنے کے چاندنی مین قبر طیار کی تب مینے اوس بی بی کی لاش کو اوس مین دفن کرکے پھر وہی پتھر اوس جگہ رکھہ برابر فرش کے کر دیا بعد اس کے مینے لباس سفر کا پہنا اور زر نقد کو اپنے ساتھہ لیا باقی اسباب حجرونمین مقفل کیا اور مہر اپنی اوسپر لگاکے باہر کے دروازے پر بھی قفل لگا دیا اور جوہری کے پاس جو مالک اوس حویلی کا تھا گیا اور ایک برس کا کرایہ پیشگی اوسکو دیکر کہا کہ یہ کنجی اوس حویلی کی سب اپنے پاس امانت رکھنا مجکو کچھ ابھی ضرورت درپیش آئی ہی کہ مین اپنے چچاؤن کے پاس شہر کیرو کو چند مدت کیواسطے جاتا ہون یہ کہکر اوس سے رخصت ہوا اور گھوڑے پر سوار ہوبے اسکے کہ کوئی مجسے دمشق مین مانع اور مزاحم ہو کیرو کی طرف چلا چند روز کے بعد شہر کیرو مین پہونچکے اپنے چچاؤن سے ملاقات کی وہ دیکھکر مجھے حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ تم کیونکر اس شہر مین آئے مینے کہا تمھاری انتظاری مینے وہان بہت کی جب تم نہ آئے اور نہ کچھ خبر خیر و عافیت کی تمھاری مینے اس عرصہ دراز مین پائی گھبراکر چلا آیا اونھون نے بہت مہربانی میرے حال پر فرمائی اور اقرار کیا کہ ہم سب تمھاری سفارش تمھارے باپ سے کرینگے اسواسطے کہ وہ تمھارے آنے سے یہان بہت ناخوش ہوگا کہ بے میری اجازت کے کیون آئے پھر اوسی سرا مین جہان وہ سب تھے مین بھی شب باش ہوا اور عجائب و غرائب شہر کیرو کے جو قابل دیکھنے کے تھے اچھی طرح سے دیکھے پھر جب میرے باپ اور چچاؤن نے سب اپنا اسباب بیچکر شہر موصل کے جانیکی طیاری کی مین کہ ہنوز خوب کیرو دیکھہ نہین چکا تھا اونھون سے چھپ کے اور جگہ کہ اونکی سرا سے دور تھی جا رہا اور جب تک کہ وہ وہان سے نگئے مین اپنے مکان سے نہ نکلا اور اونھون نے بہت مجکو وہان ڈھونڈھا لیکن نپایا سب نے تصور کیا کہ شاید وہ شرمندگی اور ندامت سے کہ بے اجازت اپنے باپ کے یہان آیا تھا پھر دمشق کو پھر گیا ہم وہان پہونچکر اوسکو اپنے ساتھہ گھر لے جائینگے یہ سوچکر وہ وہان سے چلے مین اون کے جانے کے بعد شہر کیرو مین تین برس تک رہا اور ہر برس کرایہ حویلی کا دمشق مین اوس جوہری کے پاس بھیجا کیا اور لکھہ بھیجتا تھا کہ اسباب

بہت خبرداری سے رکھنا مین جلد وہان آؤنگا لیکن برابر وہان پر رہا مگر کوئی واردات شہر کیرو مین مجھپر ایسی نہین ہوئی کہ قابل اظہار کے ہو
مگر جو مصیبت کہ دمشق مین مجھپر پڑی اوسکو سنکر بہت حیران ہوگے غرض جب مین شہر کیرو سے پھر دمشق مین آیا تو پہلے اوسی جوہری کے پاس
چلا گیا وہ مجکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور میرے ساتھ اوس حویلی تک آیا اور مینے قفل اور مہر جسکو قفل پر لگایا تھا بدستور پایا اور بعد چلے جانے
جوہری کے جھاڑنے اور صفا کرنے مین اوس مکان کے خدمتگار نے ایک مالا طلائی زنجیر کیطور جس مین دس دانے گول موتیون کے پروئے ہوئے تھے پایا وہ
اوسکو میرے پاس لے آیا مینے اوس مالے کو پہچانا کہ وہ ہی مالا ہے جسکو اوس بی بی کے گلے مین جو زہر سے موئی پڑا ہوا دیکھا تھا اور گھبراہٹ
مین مجھے کچھ اوسکی یاد نتھی غرض وہ مالا دیکھکر مین اوس بی بی کو یاد کرکے بہت رویا اور کپڑے مین لپیٹ کر گلے مین ڈال لیا بعد دور ہونے
ماندگی سفر کے بدستور دمشق مین رہنے لگا یہانتک کہ نقد جسقدر کہ پاس تھا سب خرچ ہوگیا اور اسباب بیچنے کی نوبت پہونچی تب
مینے پہلے قصد مالا بیچنے کا کیا مگر جو مجکو شناخت موتی اور اوسکی قیمت کے اندازکرنے کا شعور کم تھا اس لیے مین ایسی مصیبت مین
پڑا کہ تم جسکو سنکے بہت متاسف ہوگے چوک مین لیگیا اور وہان ایک دلال کے ہاتھ مین اوس مالے کو دیکر کہا اسکو بیچتا ہون اوس دلال
نے کہا ایسی قسم جواہر کی مینے کبھی دیکھی نہین اسکا ہر ایک موتی قیمتی اور نایاب ہے پھر وہ دلال مجکو دکان پر جوہری کی کہ جسکے گھر مین بیٹھتا تھا
بٹھا گیا کہ صاحب ذرا آپ یہان توقف کرین مین اس قسم کو بازار مین دکھلا اور اوسکے خریدار کو بہم پہونچا حال قیمت کا جو کچھ کہ فیصل پاتی ہے
ابھی آپسے آکر کہتا ہون تھوڑی دیر کے بعد اوس دلال نے آکر چپکے سے کہا صاحب قیمت اس مالے کی دو ہزار اشرفی ہے مگر اب کوئی پچاس اشرفی
سے زیادہ نہین دیتا مینے کہا جس قیمت کو کہ اب بکے بیچکر قیمت اوسکی مجھے لادے وہ دلال اوس سوداگر کے پاس جو پچاس اشرفی دیتا تھا
گیا اور کہا مالک اس قیمت پر راضی ہے وہ سوداگر بجز دیکھنے اس حال کے اوس دلال کو پکڑکر کوتوال کے پاس لے گیا اور اوس مالے کو دکھلا کر کہا
کہ یہ مالا چوری گیا تھا اب چور اپنے تئین سوداگر قرار دیکر اسکو بیچنے آیا اور وہ چوک مین موجود ہے دو ہزار اشرفی کا مالا پچاس اشرفی پر
دینا قبول کیا سستا بیچتا اسکا دلیل چوری کی صریح ہے کوتوال نے برقنداز دوڑائے کہا اوسے باندھکے خوب مار کیون اسقدر سستا بیچتا ہے
کوتوال نے مجکو پکڑ بلواکر پوچھا کہ یہ مالا تیرا ہے مینے کہا ہان میرا ہے آخر کوتوال ظالم نے مجکو اسقدر مارا کہ خوف سے مینے اقرار چوری کا کیا
پھر واسطے کہنے کے دہنا ہاتھہ میرا کاٹ ڈالا اور مالا مجسے چھین لیا تین دن تک مین اوسی گھر مین کہ جسمین رہتا تھا درد سے پڑا تڑپا کیا آدمی
حاکم کے خوف سے مجھے چھوڑکر چلے گئے بعد تین دن کے اس حالت سے کیا دیکھتا ہون کہ بہت سے آدمی پولس کے میرے گھر گھس آئے اور اونکے ساتھ میرا گھر والا
اور وہ سوداگر جسنے مجھپر مالے کی چوری لگائی تھی اونھون نے آکے مجکو ایک رسی مین باندھ لیا اور بہت سی گالیان دیکر کہنے لگے
یہ مالا حاکم اس شہر کا ہے تین برس ہوئے ہین کہ وہ کھویا گیا تھا اور اوسیوقت سے اوس حاکم کی صاحبزادی بھی غائب ہے مجکو یہ بات سنکر
درد اور غم ہاتھہ کے کاٹے جانے کا بھول گیا اور بہت اندیشون دور و دراز مین پڑا کہ یہ مصیبت پہلے سے زیادہ ہے پھر اپنے
دلکو تسلی دی کہ خیر ہرچہ بادا باد حاکم یا تو میرا قصور معاف کریگا یا ہلاک کر ڈالے گا مین اس مین بھی راضی ہون کہ اس مصیبت سے
نجات پاؤنگا بہرکیف اونھون نے مجکو حاکم کے سامنے لیجاکر حاضر کیا حاکم نے مجکو نظر رحمت سے دیکھکر چھوڑوا دیا اور لوگونسے پوچھا
کہ یہ وہی جوان ہے کہ جسنے مالا بیچنے کو بھیجا تھا سبنے کہا یہ وہی ہے حاکم نے کہا یہ جوان چور نہین ناحق اسپر ظلم ہوا اور حکم کیا کہ

جس سوداگر نے اوس جوان پر چوری کی تہمت کی تھی لیجا کر گردن ماردو وہ فی الفور قتل کیا گیا اسکے بعد حاکم نے سب حاضرین کو رخصت
کرکے تنہائی مین مجسے فرمایا کہ ای فرزند بے خوف وخطر مجسے بیان کر کہ یہ مالا تیرے ہاتھہ کیونکر لگا اور اس اظہار مین کوئی بات
نہ اوٹھا رکھنا مینے اون دونون بیبیونکا حال اور کیفیت حسد اور غدر پہلی کی اور مرنا زہر سے میرے ہاتھون پر دوسری کا مفصل بیان کیا حاکم
نے سنکر فرمایا مشیت ایزدی سے کسیکو چارہ وگزیر نہین ہی اوسپر راضی اور شاکر ہون پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہا ای فرزند تیری مصیبت سے
جو ناحق تجپر ہوئی مجکو بڑا رنج والم ہوا اب مین اپنا حال بیان کرتا ہون وہ دونون بیبیان میری بیٹیان تہین یہ پہلی بی بی کہ پہلے تمہارے
گھر گئی بڑی بیٹی اور دوسری چھوٹی بیٹی مینے بڑی کی شادی شہر کیرو مین اپنے بھائی کے بیٹے کے ساتھہ کی تھی اتفاقًا اوسکا شوہر مرگیا
اور وہ لڑکی مصر مین کئی برس رہی اور سیکڑون بدذاتیان اور شرارتین سیکھکر وہان سے پھر میرے گھر آئی اور وہ دوسری بی بی جو اوس سے
چھوٹی تھی اور تمہارے ہاتھون پر جسکی جان نکلی وہ بہت صاحب شعور اور نیکبخت تھی کبھی مجکو اوسکے سبب سے رنج نہ پونہچا بڑی بہن اوسکو
بھی بدراہ کر کے اپنے ساتھہ باہر لیجایا کرتی تھی اوسکے مرنے کو ایکدن گذرا تھا کہ مینے کھاتے وقت اوسکو پوچھا وہ کہان ہی کل سے مین
اوسکو نہین دیکھتا بڑی بہن اوسکی یہ سنکر رونے لگی مین سمجھہ گیا کہ کچھہ مصیبت اوسپر پڑی تب مینے اوس سے باصرار کہا کہ جو کچھہ تجکو اوسکا
حال معلوم ہی کہہ اوسنے ایک آہ ٹھنڈی بھر کے کہا کہ مین اسکے سوا اور کچھہ نہین کہہ سکتی میری بہن کل کے دن اچھی پوشاک اور موتیون کا
مالا پہنکر باہر کہین گئی تھی جب سے پھر وہ غائب ہی مینے یہ سنکر اس شہر مین اوسکو بہت تلاش کیا مگر کچھہ اوس بے نصیب کی خبر نپائی
بعد کتنی مدت کے اوسکی بڑی بہن اوس کام سے جو اوسکے ساتھہ کیا تھا پشیمان ہوئی اور دن رات اوسکے واسطے رویا کرتی اور کھانا
پینا چھوڑ دیا یہانتک کہ بیمار ہوئی اور کئی دن کے بعد مرگئی پھر اوس حاکم نے فرمایا کہ ای میرے فرزند ہم تم دونون بے نصیب ہین اب بیشتر
رنج نکرو اور اپنا غم دل سے بھلا مین تیسری لڑکی سے تیری شادی کر دونگا وہ لڑکی اون دونون سے چھوٹی اور خوبصورت ہی تم اوسکو دیکھکر
بہت خوش ہوگے اور اوس سے راضی ہوگے میرے گھر کو اپنا گھر سمجھو میرے بعد وہ اور تم میرے وارث ہو مینے کہا خداوند مین سب طرح حضور کا فرمانبردار
ہون اور آپکی عنایت اور خداوندی کا کسی طرح سے شکر ادا نہین کر سکتا اوسنے کہا اب زیادہ دیر نکرو پھر گواہ بلوا کر بغیر رسمون ظاہری کے
اپنی لڑکی کو اوسنے میرے ساتھہ بیاہ دیا اور جو اوس مفتری کذاب کے قتل کرنے سے اوسکی تسلی قرار واقعی نہین ہوئی تھی اوسنے اوسکی دولت
واملاک مجکو دلوادی تمنے بھی وقت ملاقات کے حال توجہ اور عنایت اس حاکم کا نسبت میرے دریافت کیا ہوگا کل ایک آدمی میرے چچا اون کے
پاس سے مجھے تلاش کرنے یہان آیا اور خط اونکا مجکو دیا جسمین حال میرے باپ کے مرنے اور مجکو بلا بھیجنے کا تھا کہ اپنے باپ کے مال و دولت کا آکر
وارث ہو مگر اب کہ میری شادی یہان کے حاکم کی لڑکی سے ہوئی تھی اور جانا وہان سے موصل کو دشوار تھا اسواسطے اپنے چچاؤنکو
مینے لکھہ بھیجا کہ میرا آنا کسی طرح سے نہین ہو سکتا اور مین یہان آپکی دعا سے بہت خوش ہون اپنے باپ کا ترکہ مینے اپنی طرف سے تمکو دیا اور
جو آپنے حکیم سے یہانتک اپنے حال کو کہکر کہا اب یقین ہی کہ بعد سننے اس حال کے تمکو عذر میرے دہنے ہاتھہ نہ دینے کا نبض دکھاتے وقت بخوبی معلوم ہوا ہوگا
جب یہ قصہ تمام ہوا اوس حکیم یہودی نے بادشاہ کاشغر سے کہا یہ قصہ جوان سوداگر موصلی کا ہی جسکو آپکی حضور مین ظاہر کیا اور مین اوسوقت دمشق
مین تھا اور اوس حاکم کی زندگی تک دمشق مین اوسکے پاس رہا کیا جب اوسنے قضا کی مین وہان سے برخاستہ خاطر ہو کر ملک پارس مین گیا اور سبب رہنے کے

شہرون کی سیر کرکے ہندوستان مین وارد ہوا اور وہان سے آپ کی دارالریاستہ مین پونہچا اور طبابت کو کہ میرا پیشہ قدیم تھا اختیار کیا
بادشاہ کاشغر نے کہا اگرچہ یہ قصہ تونے کہا عجیب ہی لیکن مثل قصے اوس کبڑے کے نہین تم سب اپنی خاطر جمع نکرو کہ اسکے سبب سے
مخلصی پاؤگے یاد رکھو کہ مین تم چارون کو عوض خون اس کبڑے کے قتل کرونگا پھر وہ درزی اوٹھکر بادشاہ کی حضور مین آیا اور اپنے تئین
اوسکے قدمون پر ڈالکر کہا اب مین ایک سرگذشت کو عرض کرتا ہون یقین ہی کہ اوسکے سننے سے حضور کمال خوش ہونگے

قصہ درزی کی زبانی روبرو بادشاہ کاشغر کے

درزی نے آداب بجا لاکر بادشاہ کاشغر کی حضور مین یہ قصہ اس طرح بیان کیا کہ ایک سوداگر نے اس شہر مین اپنے دوستونکی دعوت کی اور
مجکو بھی اوس ضیافت مین بلایا پس دون فجر کے وقت بموجب اوسکی طلب کے مین اوسکے گھر گیا قریب بیس آدمی کے وہان مینے فراہم دیکھے مگر
صاحبخانہ اوسوقت تک وہان نتھا ہم سب اوسکے آنے کے منتظر تھے اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ وہ ایک جوان لنگ کو جو بہت حسین اور
پوشاک فاخرہ پہنے ہوے تھا اپنے ساتھ لیے آتا ہی ہم سب صاحبخانہ کو دیکھکر اوٹھ کھڑے ہوے وہ اوس جوان کو اپنے ساتھ لایا تھا انہین
جہان ہم سب بیٹھے ہوے تھے کہیں صدر کی جگہ بٹھلانے لگا اور وہ جوان وہان بیٹھا چاہتا تھا کہ ایک حجام اوسکو نظر پڑا وہ اوسکو وہان بیٹھے دیکھ
پیچھلے پانون پھرا اور مجلس سے نکل ارادہ چلے جانے کا کیا صاحبخانہ جوان کی اس ادا سے بہت متحیر ہوا اور کہا اے میرے صاحب تم کہان جاتے ہو
مینے تمکو تکلیف دی تھی کہ میرے گھر تشریف فرما ہوکر کھانا تناول کیجیے چنانچہ کھانا طیار ہی یہ سنکر اوسکو ہمراہ اور احباب کے کھائے بغیر کھانا
کھلائے مین تمکو جانے نہ دونگا اوس جوان اجنبی نے کہا صاحب مین تمھارے گھر اپنے تئین ہلاک کرنیکے واسطے نہین آیا برائے خدا مجکو یہان
سے جانے دو مین صورت نحس اس حجام کی کہ یہان حاضر ہی دیکھ نہین سکتا درزی نے کہا ہم سب اوس جوان کی باتین سنکر متحیر ہوے کہ یہ اسقدر
کیون اس حجام سے ناراض ہی چنانچہ واسطے دریافت کرنے اس حال کے گرد اوسکے ہوے اور اوس سے کہا کہ واسطے سننے حال اس حجام کے ہم مشتاق
ہین اوسنے کہا صاحبو میرے لنگڑے ہونیکا سبب یہی حجام شوم ہی اور مین بہت مصیبتونمین اسکے سبب سے مبتلا ہوا اسواسطے مینے عہد کیا کہ
جہان کہین یہ نائی ہوگا اوس جگہ مین نہ ٹھہرونگا بلکہ اوس شہر کو چھوڑ دونگا صاحبو مینے رہنا بغداد کا جو میرا وطن خاص تھا اسی کے سبب سے چھوڑا اور جلا
وطن ہوکے اس شہر مین رہنے لگا مگر افسوس یہان بھی یہ دشمن موجود ہی لہذا مین یہان ٹھہر نہین سکتا مجکو معاف کرو کہ مین گھر جاکر اسیوقت
اور شہر کو چلا جاؤن تا اسکے ہاتھ سے محفوظ رہون یہ کہکر ہم سب سے رخصت ہوا اور چاہتا تھا کہ بے اجازت صاحبخانہ کے چلا جائے مگر صاحبخانہ
نے دوڑکر اوسے ٹھہرایا اور مکان علٰحدہ مین بڑی توقیر سے کھانا کھلایا اور عطر و پان اوسکو دیکر کہا مین کمال ممنون اور شکرگزار تمھارا ہونگا اگر
تم اس حجام کی بدسلوکی کا حال جو تمسے اوسنے کی ہی ظاہر کرو اور ہم سب نے بھی شریک صاحبخانہ کے ہوکے اسی امر کی اوس جوان سے درخواست کی اور وہ حجام
بھی جوان کی باتین سنتا جاتا اور چپکا سر جھکائے زمین کیطرف دیکھ رہا تھا آخر وہ جوان اوسکی طرف پشت کرکے بیٹھا اور واسطے اس حال کے بیان کرنا شروع کیا

قصہ جوان لنگ کا زبانی درزی کے

میرا باپ شہر بغداد مین رہتا تھا اور بہت عزت و حرمت سے اوسکی وہان بسر ہوتی تھی اور مین ایک ہی اوسکا فرزند تھا جب اوسنے
رحلت پائی مین لکھ پڑھکر کار تجارت سے بخوبی واقف ہوگیا تھا اوسنے اپنی زندگی مین سب مال و دولت کو مجھے ہبہ کیا تھا

مین بعد انتقال والد کے بہت سمجھ بوجھ کر زر کو صرف کیا کرتا ایسے ایسے چلن سے ہر ایک وہان کے باشندے مجکو نہایت دوست اور عزیز رکھتے اور مین باوجود
جوان اور بالغ ہونے کے عشق اور محبت عورتون سے کچھ واقف نتھا اور نہایت شرم و حیا مجکو تھی کہ کبھی بیبیون کی صحبت مین
نجاتا اور اونسے بہت پرہیز رکھتا اتفاقاً ایک روز مین ایک طرف جاتا تھا اور دوسری طرف سے بہت سی عورتین آتی تھین مین اپنے تئین
اونسے بچانے کیواسطے ایک تنگ کوچے مین جاکر تخت پر جو متصل ایک دروازے کے بچھا ہوا تھا بیٹھ گیا اور یہ خیال کیا کہ جب وہ عورتین
چلی جائینگی تو مین وہانسے اپنے گھر چلا جاؤنگا اتفاقاً وہان ایک کھڑکی میری نظر کے سامنے تھی اوسکے نیچے اور اوس کھڑکی کے کتنے درخت پھولون کے
لگے تھے مین وہ پھول کھلے ہوے وہانسے بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اتنے مین وہ کھڑکی کھلی اور ایک بی بی جوان پندرہ سولہ برس کی عمر جسپر مین
ہزار جان سے عاشق ہو گیا نظر پڑی وہ مجکو دیکھکر مسکرائی اور آنکھین مجھسے لڑا کر چمن مین گئی اور درختون مین پھولون کے پانی دیا پھر اودھر سے
پھر کر دوسری بار مجکو ناز و کرشمے سے دیکھہ اوس کھڑکی مین چلی گئی اور اوسے بند کر لیا صاحبو جسقدر مین عورتونسے پرہیز کرتا تھا اوسیقدر
مین اوسپر فریفتہ ہوا اور غش کھا کر اوسی تخت پر گر پڑا جب بعد دیر کے ہوش مین آیا دیکھا کہ قاضی شہر کا بڑی دھوم سے آیا اور اوسی گھر مین چلا گیا
مینے قیاس کیا کہ یہ اوس بی بی کا باپ ہی مین وہانسے اپنے گھر اوسی حال مین آیا اور تپ محرقہ مین مبتلا ہو کے بچھونے پر ایسا گرا کہ ذرا
مجھہ مین ہوش و حواس نرہے میرے گھر کے لوگ یہ حال دیکھکر نہایت سراسیمہ اور متردد ہوے اور میرے عزیز و اقربا جو مجکو بہت پیار کرتے تھے
یہ حال سنکر مجھے دیکھنے دوڑے آئے اور نہایت مضطر ہو کر پوچھنے لگے میان تمھارا کیا حال ہے اور تمکو دفعتہ کیا ہو گیا مینے ازراہ ہوشیاری کے
اوس راز کو کسی سے نکہا اور خاموشی اختیار کی میرے چپ رہنے سے اونکو زیادہ قلق ہوا اور حکیم لوگ جو دوا دیتے تھے کوئی مفید نپڑتی اور کوئی
تدبیر فائدہ نہ بخشتی تھوڑے دنون مین میری تاب و طاقت سلب ہو گئی اور صاحب فراش ہو گیا کئی دن کے بعد ایک بڑی بی کہ میرے گھر کے لوگون
سے تعارف رکھتی تھی اس حال کو سنکر میرے دیکھنے کو آئی اور بہت غور سے مجکو نیچے سے اوپر تک دیکھا ظاہر مین کوئی بیماری مجھہ مین
نپائی تب سوچ کر اونسے میرے گھر کے لوگون سے کہا تم سب یہانسے سرک جاؤ مین تنہائی مین اسکو پھر دیکھونگی جب سب لوگ چلے گئے
اوس بی بی نے مجکو پھر تلے سے اوپر تک خوب بغور دیکھکر کان مین میرے کہا میان مینے تمھاری بیماری کو خوب دیکھا کوئی بیماری
بظاہر تمھارے بدن مین نہین پاتی مگر یہ کہ کسی بی بی خوبصورت کو دیکھہ عاشق ہوے ہو شرم سے اوسکا اظہار نہین کرتے اگر مجکو تمھاری
معشوقہ کا نام و نشان معلوم ہو تو مین تمھاری اس امر مین مدد کرون اب سچ بتاؤ وہ کون سی بی بی ہے جسپر تم فریفتہ ہوے ہو مین
تا بمقدور اپنے تمھارے مطلب کے واسطے کوشش کرونگی یہ کہکر وہ منتظر میرے جواب کی ہوئی اور بہت سا مجھے تنگ کیا تا مین کچھ
اوس سے کہون مگر مین نہین چاہتا تھا کہ اوس سے بسبب شرم کے اپنا حال ظاہر کرون اسواسطے مینے اوسکی طرف دیکھکر ایک آہ سرد کی اور
کچھ نہ کہا اونسے کہا میرے صاحب اتنی بھی شرم نچاہیے مین تو کہتی ہون کہ تمھارے کام مین مین بدل کوشش کرونگی پھر کسواسطے اپنے
دل کی بات مجھسے نہین کہتے عالم جوانی مین اکثر ایسے معاملے پڑتے ہین آخر تدبیر احباب سے اونکے مطلب حاصل ہوتے ہین غرض اوس نیک بی بی نے
اس قسم کی باتین بہت کہین یہانتک کہ مین اوس سے کھلا اور اپنی بیماری کا سبب ظاہر کیا اور اوس سے اسیقدر آرزو کی کہ اگر تمھارے سبب سے پھر ایکبار
اوسکا دیکھنا میسر ہو اور میری محبت کا حال اوس تک ظاہر ہو تو البتہ صورت زندگانی کی متصور ہے اوس پیر زال نے کہا اے فرزند وہ بی بی جسکو تمنے

ذکر کیا ہی بیٹی یہ قاضی شہر کی ہی اور عجب نہین کہ تم اوسکو دیکھکر عاشق ہوے وہ ایسی ہی نازنین اور غریب بی بی بغداد کی بیبیون مین ہی لیکن وہ اور اوسکا
باپ جسکو تمنے دیکھا تھا دونون نہایت متکبر اور درشت مزاج ہین اور وہ قاضی اپنی لڑکیون کو کبھی گھر سے باہر نکلنے نہین دیتا اور اونکو حکم کیا ہی
کہ جسوقت تمکو ضرورت باہر نکلنے کی ہو تو تم زنہار مردون کی طرف نہ دیکھنا چنانچہ جب وہ کبھی باہر نکلتی ہین تو اونکی آنکھونپر پٹی کپڑے کی
باندھی جاتی ہی اور مانند اندھون کے اونکو کنیزین ہاتھ پکڑ کر گلی کوچون مین لے جاتی ہین حال اوس بی بی اور اوسکے باپ کا یہ ہی جو مینے کہا
کاش تم اور ہی کسی بی بی پر عاشق ہوتے غرض اوس بی بی نے بہت آسمان و زمین ملا کر کہا کہ یہ سب باتین جو مینے کہین سچ ہین اور یہ
اندیشہ و خیال جو مین کرتی ہون از راہ دور اندیشی کے ہی مگر تم خاطر جمع رکھو دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی اب تو مین جاتی ہون یہ کہکر وہ پیرن چلی گئی
دو تین دن کے بعد وہ پھر آئی اور مجھسے کہنے لگی میان مین آگے سے کہتی تھی کہ وہ لڑکی جسپر تم مرتے ہو بڑی ناک چڑھی ہی ہر چند مینے بہت سا
کہا اوسنے ذرا خیال نکیا جب تک تمہاری بیماری کا حال اوس سے کہا کی چپکی سنا کی پھر جب ذکر ملاقات کا درمیان مین آیا بہت غصے ہوکر بنظر گرم
میری طرف دیکھا اور کہا تمنے بڑی گستاخی اور جرأت کی کہ ایسی بات مجھسے کہی اگر پھر کبھی ایسی بات تمسے مینے سنی تو مین تمہاری صورت
سے بیزار ہونگی اوسنے یہ باتین کہکر میری بہت تسلی کی کہ تم خاطر جمع رکھو مایوس نہو جب تک کہ تمہارا مطلب حاصل نہوگا مجکو چین نہ پڑیگا
باوجود اوسکی تشفی کرنے کے صاحبو مین مایوس ہوکر قریب مرگ ہوا اور آگے سے زیادہ میری حالت تباہ ہوئی مگر جب کبھی وہ بڑی بی آتی
تو اوسکو اپنا محرم راز جانکر ایک گونہ میری تسلی ہوتی ایک دن وہ آئی اور میرے پاس بہت بیبیون کو بیٹھا دیکھکر میرے کان مین چپکے سے کہا
اب مین تمہارے واسطے خوشخبری لائی ہون یہ بات سنتے ہی مجھ مین طاقت اور توانائی آگئی جھٹ پٹ اوٹھ بیٹھا پھر اوس بڑی بی نے
کہا کل کے دن کہ پیر تھا مین اوس بی بی کے پاس گئی تھی اوسوقت مینے اوسے بہت خوش پاکر اپنے تئین مغموم بنایا اور رونے لگی اوس بی بی نے
میرا یہ حال دیکھکر پوچھا میری اچھی ماں خیر تو ہی آج تم اسطرح سے غمزدہ کیون ہو مینے کہا کیا کہون بڑا افسوس ہی کہ ابھی مین اوس جوان کے پاس سے جسکا
ذکر آگے کیا تھا آتی ہون اوسمین اب کچھ حالت نہین اب تب ہو رہا ہی یہ حال اوسکا تمہاری محبت مین ہوا اب وہ واجب الرحم ہی اور تم بڑی سنگدل
اور بیرحم ہو اوس نازنین نے جواب دیا مین تو اوس شخص کو جانتی نہین کہ کون ہی اور کہان رہتا ہی ناحق اوسکے مرنے اور جان دینے کی مجھپر تہمت
رکھتی ہو مینے کہا بی بی تم بھول گئین مینے اوس دن تمسے کہا تھا کہ یہ وہ جوان ہی جو تمہارے دروازے کے سامنے بیٹھا تھا اور تم جب کھڑکی
کھولکے اپنے پھولون کو پانی دینے کے واسطے باہر آئین تھین اوسوقت وہ تمکو دیکھکر عاشق زار ہوگیا اور اوس گھڑی سے تمہاری گرمی
محبت مین مانند شمع کے دن رات گھلا کیا اب اوسمین کچھ حال نہین باقی اوس دفعہ تمسے جو اوسکا حال مینے بیان کیا تھا تم سنکر مجھپر بہت
ناخوش ہوئین مینے وہ سب حال اوس سے بیان کیا اوس گھڑی سے اور بھی اوسکا حال تباہ ہی اگر تمہاری نظر مہربانی کی اوسپر ہو تو شاید اوسکی جان
بچ جائے ورنہ کام تو اوسکا تمام ہو چکا ہی پھر جب مین یہ حال اوس سے کہہ چکی اور اپنی صورت زیادہ آگے سے ماتم زدون کی بنائی اور آنکھون مین
آنسو بھر لائی تب اوس محبوبہ نے کہا کہ بی بی تم سچ کہتی ہو میرے عشق مین اوس جوان کا یہ حال ہوا پھر وہ بولی کہ اگر فقط میرے دیکھنے اور مجھسے باتین کرنے سے
اوس جوان کی زیست ہو تو مجکو اوس مین کچھ دریغ نہین تب مینے کہا اسقدر مہربانی اوسکے حق مین کافی ہی اوسنے ایک سانس ٹھنڈی بھر کر
جاکر اوس سے کہو کہ وہ مجھے پھر دیکھ سکتا ہی اگر اوسکی اس مین خوشی ہی لیکن بجز گفتگو کرنے کے اور امید مجھسے نرکھے جبتک کہ مین

اوسنے کتخدا انہون اور باپ میرا راضی ہونگے اوس بی بی کی بہت تعریف و توصیف کی اور بلائین اوسکی لیکر کہا سبحان اللہ تم کیا منصف مزاج
اور باخدا اچھی آدمی ہو خدا تمکو سلامت رکھے اب مین جاکر اوسکو یہ خوشخبری دیتی ہون پھر اوس محبوبہ نے کہا جمعہ کے دن کہ میرا باپ واسطے نماز پڑھنے
کے جامع مسجد مین جاتا ہی وہ جوان اوسوقت تنہا آوے مین اوسکو اندر بلالونگی اور ایک گھڑی پیشتر باپ کے آنے سے اوسکو رخصت کردونگی
اس عرصے مین مجکو دیکھے اور بات چیت بخوبی مجسے کرے الغرض جب اوس بڑی بی نے آکر یہ مژدہ مجسے کہا صاحبو مین اوسوقت کی
خوشی کا حال بیان نہین کرسکتا کہ کسقدر مجکو حاصل ہوئی اور فورا مجھہ مین تاب و طاقت آگئی مینے اوس بڑی بی کی شکرگزاری کرکے
ایک توڑا ہزار اشرفی کا اوسکو دیا اور رخصت کیا اور دن جمعے کے فجر کو اوٹھہ کر مینے چاہا کہ بعد اصلاح اور حمام پوشاک نفیس پہن اور
عطر ملکر قاضی کے گھر جاؤن اور اوس معشوقہ سے بعد ملاقات کے بات چیت اپنی شادی کی کرون اور اوسکو راضی پاکر درخواست اوسکی کتخدائی
کی اپنے ساتھہ قاضی سے کرون یہ سوچکر مینے اپنے ایک غلام سے کہا کہ جلد ایک حجام ہوشیار چالاک کو بلالا تا میری اصلاح بنائے اتفاقاً
وہ ناشدنی غلام اسی کمبخت حجام کو جو یہان بیٹھا ہی بلالایا اوسنے آتے ہی بعد سلام علیک کے کہا آپکے بشرے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کے
دشمن بہت بیمار تھے مینے کہا ہان مینے بڑی بیماری سے ابھی صحت پائی ہی حجام نے کہا حق تعالی آپکو ہمیشہ سب آفتون سے محفوظ
رکھے اور فضل و عنایت اوسکی شامل حال تمہارے رہے مینے کہا مین اوسی کے فضل و کرم کا امیدوار ہون پھر اوسنے کہا آپ فرمائیے
کہ آپ کی حجامت بناؤن یا فصد کھولون مینے کہا کیا تو نے نہین سنا کہ مجکو صحت حاصل ہوئی حاجت فصد کی کیا ہی تو جلد میری حجامت اور خط بنا بہت
باتون سے دیر نکر مجکو ٹھیک دوپہر کو کہین ضرور جانا ہی یہ حجام اوسپر بھی بہت دیر تک بکا کیا اور اپنے ہتھیار نکھولے اور استرا ابھی تیز اور درست
نکیا بلکہ کسوت سے ایک بہت اچھا اصطرلاب نکالا اور دالان سے اوٹھکر صحن مین گیا اور قدمونکو آہستہ رکھتا ہوا ارتفاع آفتاب کو اصطرلاب
سے سمجھہ پھر دالان مین آیا اور کہا کہ خوش ہوجیے اس جمعے کے دن آٹھوین تاریخ صفر سنہ چھہ سو پچاس سن ہجری مطابق
سات ہزار تین سو بیس سال اسکندری مین قران اور اتصال مریخ اور مشتری کا ہوتا ہی اس سے بہتر کوئی اور ساعت موثر اتنی کیواسطے
نہین دوسری گھڑی مین یہ اتصال برعکس پہلے کے نہایت بد اور نحس آپکے حق مین ہی اور اتصالات کو آپ سے بھی اسوقت مجکو معلوم
ہوا کہ آجکے دن آپکے دشمنو پر بڑی مصیبت پڑیگی مگر جان کی خیر ہی اور وہ بدی کہ تمکو آج پہونچے گی زندگی تک اوسکا رہنا معلوم ہوتا ہی
لیکن مجکو اگر اپنے ساتھہ رکھیے یقین ہی کہ مین اون مصائب مین تمہارے کام آؤن پھر اوسنے جو اونسے یہان تک بیان کرکے کہا صاحبو ذرا میری
پریشانی اور اضطراب پر خیال فرماؤ کہ کسقدر اس حجام نے اپنی بیہودہ گوئی سے مجھ ایسے عاشق زار کو ایسی معشوقہ جلیل القدر کی ملاقات
سے کہ جہان پرندہ بھی پر نہین مار سکتا باز رکھا مین سکے اون مزخرفات کو سنکر نہایت غصے مین آیا پھر اپنے کو ضبط کرکے اوس سے کہا
کہ آیا مینے تجکو مشورے کے لیے یا واسطے دریافت کرنے ساعت سعد و نحس گھڑی کے بلایا ہی تجکو واسطے حجامت کے طلب کیا ہی یا تو اپنا کام کر یا چلتا پھرتا
نظر آ مین دوسرا حجام بلالونگا وہ مونہ مین کف بھر لاکر بولا اتنا غصہ آپ کیون کرتے ہین تم نہین جانتے مجھہ ایسا حجام کبھی آپ کو
نہ ملے گا مجھہ مین بہت کمال ہین جنکا تھوڑا سا حال آپکی خدمت مین بیان کرتا ہون طبابت نجوم صرف نحو بلاغت فصاحت منطق
اور تمام علوم ریاضی خصوص ہندسہ ہیئت علم حساب ستارہ شناسی ان سب علومین مجکو تکمیل ہی اور سوا اسکے علم تاریخ دانی سلاطین ...

بلکہ تمام عالم کی مجکو اچھی طرح سے معلوم اور علوم حکمت کے سب یاد اور سب میری زبان ہین اور حافظہ ایسا ہی کہ سب شگون عربی اور علوم جو سینہ بسینہ
چلے آتے ہین آگاہ ہون غرض کوئی علم اور کتاب دنیا مین نہین کہ جسکو مین خوب نہین جانتا آپکے باپ پر خدا رحمت کرے جنکو مین اکثر یاد کرکے
روتا ہون میری لیاقت خوب جانتے تھے اور قدر میری اونکے سامنے بہت تھی اور کبھی مجکو اپنے سے جدا نکرتے تھے حقیقت مین
اونکے پاس نمک سے چاہتا ہون کہ آپکے ساتھ یہ کرون حسن خدمت سے پیش آؤن اور ان امور مین جو تمہارے مد نظر ہین شریک ہو کر کسی
طرحکی آفت تم پر نہ آنے دون یہ باتین مزخرفات اوسکی سنکر باوجود غصے کے بے اختیار ہنس پڑا اور کہا کب تک اسی تکی تو بک بک کریگا
اور کب میری حجامت بنائیگا اوسنے جواب دیا سبحان اللہ آپنے برعکس سب لوگون کے کہ مجکو کم گو کہتے ہین خطاب زیادہ گوئی کا دیا او
بکی کہا میرے چھہ بھائی ہین اونکے نام سنیے بڑے کا نام بکبک ہے دوسرے کا نام بکبارہ تیسرے کا نام بوبک ہے چوتھے کا نام الکوز پانچوین کا الشار چھٹے
کا شاکبک یہ سب البتہ بڑے بکی اور بکواسی ہین اور مین اون سب مین چھوٹا اور بہت کم سخن ہون درزی نے کہا اوس جوان نے حجامت کے
خطاب کیا صاحب ذرا انصاف کرو کہ باوجود اس بکبک کے اپنے تئین چپکا اور کم گو تصور کرتا ہی تب مینے اپنے دوسرے غلام سے کہا کہ میرے گھر کا خرچ
اوٹھاتا تھا کہا تین اشرفی اسکو دیکر رخصت کرے آج مین حجامت نہ بنواؤنگا اوس حجام نے سنکر کہا صاحب کیا فرماتے ہین مین آپ سے تو
یہان نہین آیا ہون جب طلب کیے آیا ہون و قسم ہے مجکو جو تمہاری بغیر حجامت بنائے یہان سے جاؤن اگر تم میری قدر و منزلت نہین کرتے
اسمین کچھ گناہ نہین تمہارا پدر بزرگوار میری لیاقت اور قابلیت سے خوب آگاہ تھا اگرچہ وہ مرحوم کبھی اپنی فصد کھلوانے کو مجھے طلب کرتا تو اپنے
پہلو مین مجکو بٹھاتا اور اپنے ساتھ مجکو کھانا کھلواتا اور میری باتین حکمت آمیز اور کلام فرحت انگیز کو سنکر نہایت خوش ہوتا کمال قدردانی
اور سخن فہمی سے فرماتا کہ مثل تیرے قابل دنیا مین نہین تب مین اوسکے جواب مین عرض کرتا کہ بندہ تو اس لائق نہین مگر آپ محض از راہ قدردانی
اور بندہ نوازی کے ایسا میرے حق مین فرماتے ہین چنانچہ ایکدن میری باتون سے آپکے والد ماجد ایسے واقعی خوش ہوئے کہ سو اشرفی اور ایک
بھاری خلعت مجکو عنایت کیا ایکبار اونکی فصد کھولنے سے مین مالامال ہو گیا چنانچہ ابتک اونکو یاد کرتا ہون یہ قصہ بھی کہکر وہ
حجام خاموش نہوا فوراً دوسری کہانی باندھی اور بکنا شروع کیا یہانتک کہ آدھا گھنٹا گذر گیا اور اوسکی باتین مہمل سنتے سنتے مین عاجز
آیا اور بہت حیران پریشان ہو کر سوچا کہ اس ظالم ناخداترس نائی سے غصہ اور درشتی پیش نہین جائیگی بملایمت پیش آیا چاہیے تب مینے
کہا کہ اب اپنی حکمت کی باتونکو تمام کیجیے اور میری حجامت جلدی سے بنا دیجیے مجکو ایک بڑا کام درپیش ہی جیسا کہ تمسے کئی بار کہہ چکا ہون نابکار یہ سنکر
ہنسا اور کہا مجکو معلوم ہوا کہ تمکو کوئی بڑی مہم درپیش ہے لیکن اوس مہم سے مجھے بھی آگاہ کیجیے اور مجکو اپنے ساتھ رکھیے بلکہ مناسب ہے کہ
مجھسے آپ مشورہ لیکر کار بند ہون جیسا کہ تمہارے باپ دادا میرے پاس آکر پہلے ہر امر مین صلاح پوچھا کرتے بعد اوسکے اوسمین دست انداز
ہوتے مجکو اپنا فرمانبردار اور نوکر سمجھیے اور دلکی بات بے وسواس مجھسے کہیے مینے کہا ای عزیز تو بکتے بکتے میرا مغز چاٹ گیا اور اپنے
مزخرفات سے میرے بہت کام حرج کیے یہ کہکے مین اوٹھہ کھڑا ہوا اور غصے مین اپنا ایک پانون اوٹھا کر زور سے زمین پر مارا حجام جیسا
مجھے خشمناک دیکھکر کہنے لگا کہ آپ ناخوش نہو جیے اب مین تمہاری جلدی اصلاح بنائے دیتا ہون پھر اوسنے میرا سر بھگو کر مونڈنا شروع
کیا پھر تھوڑی سی تراشی کرکے ٹھہر گیا اور کہا ان خیالات فاسد کو جو آپکے دلمین گذرتے ہین دور کیجیے اور میری کمسنی و ہمہ دانی کا خیال نفرمایئے

میںنے اوسکو کہا چل اپنا کام کر زیادہ نہ بک پھر اوسنے کہا کیا آپ کو کوئی بڑا ضروری امر درپیش ہی جسکے سبب سے اتنی گھبراہٹ ہی میںنے
کہا آگے تجھسے مین کہہ چکا ہون پھر بار بار کیون پوچھتا ہی تجکو حجامت بنانے سے کام ہی اور قصون سے کیا مطلب پھر اوس موذی نے
کہا صاحب اتنا گرم نہو مجھے یہ ڈر ہی کہ آپ بے سمجھے بوجھے اس کام مین قدم رکھین اور خطا پائین اسواسطے کہ عاقلون نے کہا ہی جو کوئی
بے تامل کام کرنے پر آتا ہی آخر کو ندامت اوٹھاتا ہی اس لیے آپ سے عرض کرتا ہون کہ وہ کام کیا ہی مجکو اوس سے آگاہ کیجیے کہ اوسکے
واسطے آپ بہت جلدی اور بیقراری کرتے ہین تین ساعت ابھی دوپہر مین باقی ہین اسقدر شتابی کیا ہی میںنے کہا جو اپنے وعدے
مین صادق القول کہلاتے ہین وہ آگے وقت معین کے اپنے تئین وہان پونہچاتے ہین تو اس بات کا خیال نکر حجامت میری
جلدی بنا دے تب اوسنے میری تسلی کے واسطے اصطرلاب کو رکھ اوسترا اوٹھا لیا اور میرا آدھا سر مونڈ کر اوٹھ کھڑا ہوا اور آفتاب
کی طرف دیکھکر کہا ابھی دوپہر مین تین گھڑی کامل باقی ہین میںنے کہا مین نجوم کا قائل نہین میرے نزدیک سب اعمال اوسکے جھوٹے ہین
اور جل بھن کے بہت باتین سخت و سست اوسکو کہین تب اوسنے کہا ای میرے صاحب اتنی گرمی اور غیظ نفرمایئے ذرا ٹھنڈے
ہو جیے اور اپنے تئین سنبھالیے اس غصے سے ڈرتا ہون کہ مبادا کہین آپ کی بیماری پھر عود نکرے مین ایک لحظے مین آپ کی حجامت
بنا دونگا یہ کہکر اوسنے اصطرلاب کو اپنی کسوت مین رکھا اور استرے کو اوٹھا چمڑے پر کہ کمر مین باندھے ہوے تھا تیز کیا اور پھر سر
مونڈنے لگا اوس پر بھی وہ کمبخت چپ نتھا اگر ایک بال مونڈتا تو دس باتین کرتا آخر کو کہنے لگا اگر مجکو ہمراہ لیجیے اور اپنے کار ضروری سے
آگاہ کیجیے تو آپ کو بہت باتین اوس امر مین تعلیم کرونگا میںنے ناچار ہوکے اوس ناشدنی حجام کے دھوکا دینے کے لیے کہا بعضے دوستون
نے میری صحت کی تقریب مین دعوت کی ہی اور وہ منتظر میرے آنے کے ہین حجام نام ضیافت کا سنکر اوچھل پڑا اور کہنے لگا کہ
خدا آپ کو سلامت رکھے آپنے اسوقت مجھے خوب یاد دلایا میںنے کل کے دن پانچ چار اپنے دوستونکی دعوت کی تھی اور آج مین اوسکو بھول گیا
تھا اب تک کچھ طیاری کھانے کی اونکے لیے نہین کی میںنے کہا مضایقہ نہین آج اگرچہ مین مدعو ہوچکا ہون لیکن میرا دسترخوان انواع
کے اقسام کے کھانون سے طیار ہی مین سب کھانا تجکو لوا دونگا اور شراب بھی بہت اچھی تجکو ملیگی بشرطیکہ میری حجامت جلدی بنا دے اور جسطرح والی تیری
باتین سنکر تجکو انعام و اکرام سے خوش کیا تھا یقین جان کہ مین تیرے خاموش رہنے مین اوس سے زیادہ تجکو دونگا وہ حجام اس بات کو سنکر بہت
راضی اور خوش ہوا اور کہا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے مین اون کھانون کو دیکھ لون کہ وہ میرے دوستونکو کافی ہونگے یا نہین میںنے کہا ایک حلوان
ہی اور چھ مرغ آختہ اور بارہ مرغ خانگی اور وہ سب کھانے اتنے آدمیون کو کفایت کرینگے پھر میںنے اپنے غلام سے کہا وہ کھانے اور چار شیشے
شراب کے اس حجام کو دیجیو اوسنے کہا بہت خوب پھر اوس حجام نے کہا کچھ میوے اور ظروف بھی عنایت ہون میںنے اوسکی بھی پروانگی دی
وہ نحس لئیم حجامت کو چھوڑ ہر ایک چیز دیکھنے لگا غرض اوس حجام ملعون نے ایسے بہانے سے آدھی گھڑی میری اور بھی ضائع کی اور ذرا بھی متوجہ
حجامت بنانے مین نہوا پھر میرے غصہ کرنے پر حجامت بنانے لگا تھوڑی دیر کے بعد استرے کو رکھکر کہنے لگا افسوس ہی اگر آپکے والد ماجد
جیتے رہتے تو مین کبھی محتاج نہوتا مگر شکر خدا کا کہ آپنے بھی میری عزت کی میںنے سو تمھارے اور تمھارے باپ کے آجتک کسی سے کچھ نہین لیا اور حال
میرا مانند زنبور کے ہی کہ حجامون مین لا کی کیا کرتا تھا یا مانند سلے کے کہ جو بھونے چنے گلیون مین بیچا پھرتا تھا یا مثل سانور یا غلہ فروش کے

یا مثل شاہترہ فروش کے یا مانند ابو بکری کے کہ راستون مین پانی چھڑکتا تھا تا خاک نہ اوڑے یا مانند قاسم کے کہ خلیفہ کا پاسبان تھا
یہ سب ہمیشہ اچھی طرح سے رہتے اور ناچا گایا کرتے سب لوگ بغداد کے اونکو ضیافتین کھلاتے اور اون سب مین ایک بڑی خوبی
یہ تھی کہ بہت کم سخن تھے مانند اس غلام کے جو آپ کی حضور مین بول رہا ہے اب مین ایک کبت اور ناچ زنٹوٹ دلاک کا گاتا ہون
آپ اوسکو سنیے پھر اوس حجام نے ناعون کے گانا اور ناچنا مثل زنٹوٹ کے شروع کیا ہر چند مینے غصے ہوکے اوس سے کہا اپنا مسخرا پن
موقوف کر مگر وہ کب سنتا تھا یہانتک کہ اوسنے وہ نقل پوری کی پھر اوسکے بعد کہنے لگا کہ اب مین اون سب کو جنکا حال مینے ذکر کیا جا کر
مدعو کرتا ہون اور آپ بھی اگر میری نصیحت سنیے تو اپنے دوستونکو چھوڑ کر اسی ضیافت مین شریک ہون گرنہ آپکے دوست بکبک کرکے بہت پی جینگے
اور آپ کے دشمنونکو پھر ہمارے ڈالینگے اور اونکی صحبت اور اختلاط کے عوض بندے کے گھر تشریف لے چلیے مین باوجود غصے کے
اوسکی حماقت اور مسخرے پن پر ہنس دیا اور کہا مجکو تیری دعوت بدل قبول ہے کسی فرصت کے وقت تیرے گھر جا کر مسخرا پن
تیرا دیکھونگا مگر آج مین معذور ہون کسی طرح سے وہان جا نہین سکتا تو جلدی حجامت میری پوری کر کے اپنے گھر جا کہ تیرے
دوست وہان آکر منتظر ہون گے اوسنے پھر لجاجت سے کہا کہ مینے جو عرض کیا ہے اوس سے انکار نکیجیے اور ضرور چلیے میرے گھر کی مجلس
کا تماشا دیکھکر آپ بہت خوش اور محظوظ ہونگے اور یقین ہے کہ ایسا لطف اور کیفیت اونکی صحبت سے حاصل ہوگی کہ آپ اپنے سب
دوستونکو بھول جائینگے مینے اوس سے کہا اتنا صرفہ اور بیہودہ کیون بکتا ہے مین تیری ضیافت مین آج کسی طرح سے جا نہین سکتا
پھر اوس حجام نے کہا خیر اگر آپ میرے گھر نہین چلتے تو مجکو اپنے ساتھ لے چلیے مین اب یہ سب کھانے کہ آپنے عنایت کیے ہین اپنے گھر لیجاتا ہون
اور اپنے مہمانون کو کھلا کر جلدی پھر آتا ہون میرے اخلاق مقتضی اس بات کے نہین ہین کہ تمکو اکیلا جانے دون
اس مین آپ خوش ہون یا ناخوش اس بات کو اوسکی سنکر مین بہت قلق ہوا اور کہا اے خدا مین اس حجام کے ہاتھ سے کس مصیبت
مین پڑا تمام دن میرا اسی کی بق بق زق زق مین کٹا پھر اوس ظالم سے کہا خدا کے واسطے میری حجامت پوری کر کے اپنے گھر اپنے
دوستون کے پاس جا وہان کھا پی اور اونکو کھلا مجکو نجات دے مین تنہا جاؤنگا مین نہین چاہتا کہ اور کسیکو اپنے ساتھ لیجاؤن
جہان کہین کہ میرا ارادہ جانیکا ہے وہان کسی دوسرے کا دخل نہین میرا ہی جانا بہت دشوار ہے ہوگا اوس حجام نے کہا کیا خوب آپ مجھے
ہنسی کرتے ہین صاحب جب آپکے دوستون نے آپ کی دعوت کی ہے تو میرے جانے کے لیے آپکے ساتھ وہان کون مانع ہے اور وہ مجھ ایسے
آدمی سے بہت خوش ہونگے اسواسطے کہ مین علم مجالس اور آداب صحبت کے خوب جانتا ہون میرے لطیفون سے اونکو نہایت خوشی حاصل ہوگی
آپ جو چاہیے سو فرمائیے مین مقرر آپکے ساتھ جاؤنگا جوان نے اوس جماعت سے کہا صاحبو اوسکی ان باتون سے مین نہایت گھبرایا کہ دیکھیے کس طرح
اس حجام موذی سے مجکو نجات ہوگی پھر سوچا کہ بدون آشتی و نرمی کے اوس سے رہائی متصور نہین تھی اتنے مین پہلی اذان نماز جمعے کی ہوئی مین چپ چاپ ہو کے بیٹھا
اوسکی اچھی بری بات کا کچھ جواب نہ دیا یہانتک کہ اوس لعین نے میری بڑی منت سماجت سے پوری حجامت کی تب مینے کہا میرے آدمی سے
وہ سب کھانا لے کر اپنے گھر جا اور اوسکو کھا پی کے جلدی سے پھر آ کہ مین تیرا منتظر رہونگا جب حجام اپنے گھر گیا مین فرصت پا کے جلدی
نہا دھو کپڑے پہن منتظر سننے دوسری اذان کے بیٹھا تا دوسری اذان کے ہوتے ہی قبل آنے اوس حجام کے منزل مقصود کو چل دون مگر وہ

تمھاری مرضی ہو تو مین اپنی لڑکی حیات النفس کی تمھارے ساتھہ شادی کر دون شہزادی بدورا بھی اس امر پر راضی ہے اور تم میرے داماد ہوکر
اس ملک کی بادشاہت کرو قمرالزمان نے جواب دیا مجکو ارادہ اپنے ملک مین جانے کا تھا اور شہزادی حیات النفس ایسی حسینہ ہے جسکی
وصلت سے مجکو کچھہ تامل ہو غرض اوس روز سے قمرالزمان تخت پر بیٹھکر وہان کی سلطنت کرنیلگا اور شہزادی حیات النفس کے ساتھہ
اوسکی شادی بڑی دھوم سے ہوئی اور وہ دونون شہزادیان پیار والفت سے باہم رہنے لگین اور قمرالزمان سب امور مین اون
دونون کے ساتھہ برابر سلوک ہوتا اور پیار و محبت رکھتا اور باری باری سے اون دونون کے محل مین جاکر رہا کرتا یہانتک کہ ایک ہی برس مین
اون دونون شہزادیون سے دو بیٹے نہایت خوبصورت اور حسین پیدا ہوے قمرالزمان نے اونکے پیدا ہونے مین بڑی خوشی کی اور لاکھون روپے
انعام اور خیرات مین صرف کیے اور اوس لڑکے کا نام جو پہلے بدورا سے ہوا تھا امجد اور دوسرے کا جو حیات النفس کے بطن سے پیدا ہوا اسعد
رکھا اور وہ دونون شہزادے ساتھہ ایک ہی جگہ مین پرورش پانے لگے جب قابل تربیت اور تعلیم کے ہوے اونکے واسطے اتالیق
اور ہر علم اور فن کے اوستاد اور معلم مقرر کیے اون دونون کے درمیان کمال محبت اور الفت تھی اور جسقدر کہ اونکی عمر بڑھتی باہم دونون
مین الفت بھی بڑھتی جاتی جب وہ دونون سن شعور کو پہونچے قمرالزمان نے ہر ایک کیواسطے مکان اور شاگرد پیشہ جدا جدا مقرر کیے
مگر اونھون نے عرض کیا کہ ہم دونون بھائی ایک ہی محل مین ساتھہ رہا کرینگے ہمکو جدائی ایک دوسرے کی ایک گھڑی گوارا نہین قمرالزمان نے
کہا بابا تمکو اختیار ہے تمھاری خوشی سے میرے دلکو قرار ہے چنانچہ وہ دونون شہزادے ایک ہی محل مین رہنے لگے جب وہ دونون انیس
برس کے ہوے اور امور سلطنت اور فن سپہ گری وغیرہ مین خوب مہارت پیدا کی قمرالزمان نے تجویز کیا کہ جب مین شکار کو جایا کرون
میرے پیچھے باری باری سے یہ دونون شہزادے دربار عام مین اجلاس کرکے بجاے میرے انفصال مقدمات اور تجویز امور سلطنت
کی کیا کرین چنانچہ بموجب اسی تجویز کے باری باری سے وہ باپ کی جگہ تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا کرتے جو وہ دونون شہزادے قد و قامت
اور حسن و صباحت مین یکسان اور برابر تھے وہ دونون شہزادیان سوتیلے کو زیادہ مثل اپنے فرزند کے پیار کرتین یعنی بدورا شہزادی اسعد
کو کہ بیٹا حیات النفس کا تھا چاہتی اور حیات النفس امجد کو کہ بیٹا بدورا کا تھا پیار کرتی اور ہر ایک شہزادہ جمیع امور مین تعلق زیادہ تر
اپنی سوتیلی مان سے رکھا کرتا اور یہ پیار والفت سوتیلی ماؤن کا اپنے سوتیلے بیٹون سے باعث حسد اور کینے سگی ماؤن کا ہوا
اور ہر ایک شہزادی نے چاہا کہ مین اپنے بیٹے کا دل سوتیلی مان سے پھیر دون ظاہر مین بالمشافہہ کچھہ شہزادون سے کہہ نہ سکتی تھین
اسواسطے اون دونون نے چاہا کہ ہم بذریعہ اس حال کو اپنے اپنے سوتیلے بیٹے سے ظاہر کرین چنانچہ ایک دن شہزادہ امجد بیٹا
بدورا کا غیبت مین قمرالزمان کے دربار مین اجلاس کرکے گھر پھرا آتا تھا راہ مین ایک خواجہ سرا نے کنارے لیجا کر ایک خط شہزادی
حیات النفس کا اوسکو دیا اوسنے خط پڑھتے ہی غصے مین اوس خواجہ سرا کو ایسا ایک ہاتھہ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا اور اوسی حالت
غیظ و غضب مین اپنی مان بدورا کے پاس جاکر اوس خط کو دکھلایا وہ بھی اوسکو پڑھکر نہایت خفا ہوئی اور کہا بیٹا میری سوت نے جو اوسنے
لکھا محض اتہام اور بہتان ہے پھر اوسنے اپنے محل مین جاکر اس حال کو اپنے بھائی اسعد سے کہا اور اوس خط کو دکھلایا وہ بھی بعد دریافت
کرنے مضمون خط کے کمال برہم ہوا دوسرے روز شہزادہ اسعد نے دربار مین جاکر اجلاس فرمایا اور بعد برخاست کے اپنے گھر جاتا تھا کہ

اثنائے راہ مین ایک بڑھیا نے خط بدورا کا اوسکو دیا شہزادہ اسد بھی اوسکو پڑھکر ایسا غضب مین آیا کہ اوس ضعیفہ کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور اپنی حقیقی مان کے پاس جا کر خط دکھلایا وہ پڑھتے ہی خط کے اسد پر غصے ہوئی اور کہا تو بھی مثل امجد کے دیوانہ ہو گیا ناحق ایک خون کیا میرے آگے سے چلا جا خبردار پھر کبھی میرے سامنے نہ آئیو اسد مان کی باتین خشم آلود سنکر طیش کھا اپنے مکان مین آیا وہ خط امجد کو دکھلایا غرض وہ دونون شہزادے بسبب اس امر کے مبتلا غم و الم کے ہوئے اور دونون مائین اونکی اپنے فرزندون سے بدگمان اور ناراض ہوئین کہ قصد اونکے ہلاک کر ڈالنے کا کیا وہ دونون عورتین آپس مین وہ دونون بھائیون کے قتل کرنے پر آمادہ ہوئین تیسرے روز قمرالزمان شکارگاہ سے پھر آ کے محل مین گیا دونون بیبیون کو ایک جگہ باہم مغموم اور روتے پا کر متحیر ہوا اور پوچھا خیر تو ہے کیون اسطرح سے افسردہ اور دلگیر ہو بدورا نے کہا تمھارے دونون بیٹون نے ہم دونون کو اسقدر فضیحت اور رسوا کیا کہ کوئی مرتبہ اوٹھا نہین رکھا اس سے زیادہ ہم تم سے کچھ اور نہین کہہ سکتے قمرالزمان مکر و فریب کی باتین بدورا کی سنکر نہایت خشمگین اور غضبناک ہوا اور چاہتا تھا کہ دونون بیٹون کو بلوا کر اپنے ہاتھ سے قتل کرے مگر شاہ ارمنش کے سمجھانے سے آپ قتل نہ کیا اور جندر نامے ایک اپنے سردار کو بلا کر کہا اسیوقت ان دونون نابکارون کو شہر سے باہر لیجا کر کسی جنگل مین قتل کر اور نشان اونکے قتل کرنے کا لا کر مجکو دکھلا جندر اون دونون بیگناہ شہزادون کو راتون رات شہر سے باہر لے گیا اور نخر کو گھوڑے سے اوترا اون دونون کو حکم بادشاہی سے آگاہ کیا اونھون نے کہا ہم بے قصور ہین اگر مرضی بادشاہ کی یہی ہے تو بسم اللہ ہمکو قتل کر امجد نے کہا پہلے مجکو مار تا مین اپنے بھائی اسد کو مارے جاتے نہ دیکھون اور اسد نے بھی یہی خواست کی تب جندر نے دونون کو باہم ملا کر چادر سے باندھا اور تلوار نکال کر چاہتا تھا کہ ہاتھ تلوار کا ایسا مارے کہ دونون کے ایک ہی بار مین سر کٹ کر گر پڑین بمجرد نکالنے تلوار کے گھوڑا اوسکا کہ نہایت بیش قیمت اور تمام ساز اوسکا مرصع تھا تلوار کی چمک سے بھڑکا اور باگ تڑا کر جنگل کی طرف بھاگا جندر سوچا کہ قتل کرنا اون دونون کا سہل ہے پہلے گھوڑے کو پکڑ لاؤن ایسا نہو کہ ہاتھ سے نکل جائے غرض تلوار کو اوسی جگہ ڈال آپ گھوڑے کے پیچھے دوڑا گھوڑے کو کہ جنگل کی ٹھنڈی ہوا لگی اور زیادہ دوڑنے لگا اوسکے ہنہنانے سے ایک شیر جنگل مین سوتا ہوا جاگ کر باہر میدان کے نکلا اور جندر کیطرف دوڑا اور اوسکو پچھاڑ کر چاہتا تھا کہ چیر پھاڑ ڈالے اب وہ دونون بھائیون کا حال سنا چاہیے وہ دونون غریب چادر سے بندھے ہوئے منتظر اپنے قتل ہونے کے تھے بعد تھوڑی دیر کے اسد نے امجد سے کہا بھائی دیر ہوئی جندر گھوڑا لے کر اودھر سے نہین پھرا ایسا نہو کہ کسی آفت مین مبتلا ہوا ہو اوسکی مدد ہمکو کرنا ضرور ہے یہ کہکر اون دونون نے چادر کو کھول ڈالا امجد تلوار اوسکی لیکر اتفاقاً اوسی جنگل کیطرف جہان شیر نے اوسکو پچھاڑا تھا دوڑا اور یہ حال دیکھکر شیر کو بڑی بہادری و دلاوری سے للکارا شیر جندر کو چھوڑ کر امجد کیطرف دوڑا اوس شیر دل نے لپک کر ایسا ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ شیر دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا بعد اسکے امجد نے تلوار کو رکھ جندر کو کہ جو خوف سے بیہوش گر پڑا تھا زمین سے اوٹھا کر گرد اوسکے بدن اور کپڑون سے پونچھی اور اسد اوسکے گھوڑے کو پکڑ لایا بعد اسکے امجد نے تلوار پونچھکر جندر کے حوالے کی اور کہا اب تم حکم ہمارے باپ کا بجا لاؤ ہم حاضر ہین جندر نے شیر کو دیکھا کہ دو ٹکڑے ہوئے پڑا ہے امجد کی قوت بازو پر ہزار آفرین و تحسین کی اور اسد کی جو گھوڑا اوسکا پکڑ لایا تھا شکر گزاری کی پھر ہر ایک کے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اے شہزادو تم نے میری جان ایسے دشمن قوی سے بچائی اور میرے مرکب کو پکڑ لائے

بدذات حجام اپنے گھر سے خبر میری روانگی کی لیے رہا تھا یہانتک کہ فراغت کر اور نہا کے گلی مین کہ میرے گھر سے ملی ہوئی تھی چھپ رہا جب
مین بن ٹھن کے اپنی معشوقہ کے گھر کی طرف روانہ ہوا وہ چپکے سے میرے پیچھے ہو لیا جب مین قاضی کے گھر پہونچا پیچھے کے دیکھا کیا ہون
کہ وہ شریر بھی چلا آتا ہے اوسکو دیکھ کے مینے لاحول پڑھی اور نہایت غصے ہوا مگر اوس جگہ کہنے سننے کا کچھ موقع نپایا قاضی کے گھر کا دروازہ
آدھا کھلا ہوا تھا جب دروازے پر پہونچا وہ بڑھی بی کہ میری منتظر تھی مجکو دیکھ کے دوڑی آئی اور مجکو اوس معشوقہ کے پاس لے گئی ہم دونون
کمال ذوق شوق سے باتین کر رہے تھے کہ دفعتہً ہمنے شور و غل آدمیونکا سنا وہ معشوقہ اور مین دونون اوٹھکر کھڑکی سے دیکھنے لگے اول قاضی کو دیکھا
کہ نماز جمعے کی پڑھکے اپنے گھر آیا اور محل مین داخل ہوا بعد اسکے اوس حجام کو دیکھا کہ مقابل اوس کھڑکی کے اوسی تخت پر جسپر مینے بیٹھکر
پہلے پہل اوس بی بی کو دیکھا تھا بیٹھا ہے تب مجکو دو طرحکا خوف پیدا ہوا ایک تو قاضی کے پہونچنے کا دوسرے اوس حجام ملعون کے آنیکا غرض
اوس بی بی نے مجھے ہراسان دیکھکر تشفی کی اور دوراندیشی کی راہ سے ایک جگہ سوچ رکھی کہ وقت ضرورت کے کام آوے باوجود اوسکے کمبخت اوس
حجام کے سبب سے مجپر ایسی مصیبت گذری کہ بیان سے باہر ہے جسوقت قاضی اپنے محل مین داخل ہوا اور حسب اتفاق اپنے ایک غلام کو کہ اوسنے کچھ شوخی
کی تھی خوب مارا اوس غلام نے ایسا شور و غل اور واویلا کیا کہ گلی تک اوسکی آواز پہونچی وہ حجام شوم یہ سمجھا کہ قاضی کو حال میرے جانیکا اوس
لڑکی کے پاس معلوم ہوا اور یہ فریاد و فغان میری ہے یہ تصور کرکے وہ حجام بہت چلا کے رویا اور اپنے کپڑے پھاڑکر سر پر خاک اڑائی اور
محلے کے لوگون کو اپنی مدد کیواسطے پکارا کہ وہ سب دوڑے آئے اور پوچھنے لگے کہ خیر تو ہے اوسنے رو کر جواب دیا کہ میرے آقا اور خداوند نعمت
کو مارتے ہین صرف اسیقدر کہکے میرے گھر دوڑا گیا اور اسیطرح وہان بھی کہا میرے اقربا اور نوکر چاکر یہ بات سنکر سب کے سب لاٹھیان لے
قاضی کے گھر پر دوڑ پڑے اور نہایت غصے سے قاضی کا دروازہ توڑنے لگے قاضی نے آواز اونکی سنکر ایک غلام کو فرمایا کہ باہر جاکر دیکھ یہ کون لوگ
ہین اور شور و ہنگامہ اونکا کس واسطے ہے وہ غلام اونکو دیکھکر بہت ڈرا اور اندر جاکر قاضی سے کہا خداوند قریب دس ہزار آدمی آپکے دروازے پر
کھڑے نہایت غصے سے دروازہ توڑنے کا قصد کرتے ہین قاضی نے آپ دروازے پر آکے اونسے پوچھا کہ سبب اس ہنگامے اور شورش
کا کیا ہے میرے آدمی کہ نہایت طیش مین تھے کچھ پاس عزت اور حرمت قاضی کا نکرکے بولے کہ اے ملعون ابھی کسواسطے ہمارے خاوند کو تونے
مار ڈالا اوسنے تیرا کیا کیا تھا قاضی نے کہا مینے تمھارے آقا کو جسکی مینے شکل بھی نہین دیکھی کب مارا اور اوسنے میرا کیا قصور کیا تھا
مین دروازہ کھولتا ہون تم اوسکو ڈھونڈھ لو حجام نے غریب قاضی کو گالیان دیکر کہا تیری بیٹی میرے میان پر عاشق ہے اوسنے
اپنی ملاقات کیواسطے اوسکو دوپہر کو بلایا تھا تونے دریافت کرکے اوسکو خوب مارا پیٹا اگر اپنا بھلا چاہتا ہے تو میرے میان کو چھوڑ دے
نہین تو ہم سب تیرے گھر مین جاکے اوسکو نکال لاوینگے اور تیری اسمین بڑی رسوائی اور فضیحتی ہوگی قاضی نے کہا اگر تو سچا ہے تو اپنے میان کو میرے محل سے
ڈھونڈھکر نکال لا قاضی کے کہتے ہی یہ حجام اور میرے اقربا غصے مین اوسکے گھر گھس گئے اور ہر ایک کونے مین ڈھونڈھنے لگے مین بنظر ذلت اور
قاضی کے خوف سے ایک صندوق مین کہ خالی وہان پر رکھا تھا جا چھپا اور کنڈی بند کرلی وہ ملعون سب جگہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اوس حجرے مین
جسمین وہ صندوق تھا آیا اور صندوق کو تھوڑا سا کھولکر دریافت کیا کہ اسمین مین چھپا ہون جھٹ اوسکو اپنے سر پر اوٹھا لیا اور زینے کی راہ اوس مکان بلند سے
تلے اوترکر صحن مین آیا اور وہان سے باہر کے دروازے کی طرف جو کوچے کیطرف تھا لے چلا اتفاقاً کنڈی صندوق کی کھل گئی

اوسوقت مین صندوق سے نکل اور منہ اپنا چھپا کوچے کیطرف بھاگا اوس گھبراہٹ مین کہ پیچھے میرے بہت آدمیونکی بھیڑ ہے وہ حجام موذی دوڑا آتا تھا
ایک نالی کے پھاندنے مین ایسا گرا کہ میرا پانون ٹوٹ گیا اور پھر بھی آدمیون کے ہاتھہ سے کہ پیچھے میرے ہنستے ٹھٹھا مارتے دوڑے آتے تھے
بھاگا جاتا تھا جب دیکھا کہ بہت نزدیک پہونچ گئے ہین تب ایک دو مٹھی روپیے اونکی طرف پھینک دیتا وہ اونکے چننے مین مشغول ہوتے
مین لنگڑاتا لنگڑاتا آگے کو نکل جاتا پھر جب وہ دوڑکر میرے پاس پہونچتے پھر اسی حیلے سے اونکو باز رکھتا اور اپنے قریب پہونچنے نہین دیتا
پھر جب مین دور نکل گیا لوگون نے تھک کر پیچھا میرا نکیا مگر کمبخت حجام مانند سایے کے پیچھے میرے لگا چلا جاتا تھا اور پکار کر کہتا
کہ صاحب ٹھہرو نہین ورنہ دیکھو میری نمک حلالی اور عرق ریزی کو کس طرح آپکو قاضی کے ہاتھہ سے بچایا مینے آگے عرض کیا تھا
کہ اگر مجکو آپ ساتھہ اپنے نہ لیجائینگے تو دشمن آپکے بڑی مصیبت مین پڑینگے یہ سب فضیحتی اور رسوائی حماقت ہی کے سبب سے تمہاری
ہوئی اب بھی سمجھے اور مجھسے نہ بھاگیے غرض اسیطرح سے وہ کمبخت حجام تمام راہ سبکو چوک مین کہتا ہوا پیچھے میرے لگا چلا آتا تھا
اور مجھے رسوا کرتا یہانتک کہ تمام شہر کے رہنے والے میری رسوائی پر مطلع ہوے اوس ملعون پر ایسا مجھے غصہ آتا تھا کہ ٹھہر جاون
اور پکڑکر اوسکا گلا دباؤن مگر پھر اوس مین بھی اپنی فضیحتی اور رسوائی سمجھتا تھا اسواسطے مین وہ راہ چھوڑکر اور طرف کو بھاگا
اور پھر بھی اوس حجام نے میرا پیچھا نچھوڑا اور بکتا چلا جاتا تھا لوگ اوسکی باتین سنکر میرا تماشا دیکھتے اور انگشت نما کرتے غرض عجب
طرح کی رسوائی اور فضیحتی مین اسکے ہاتھہ سے مین پڑا تھا کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا آخر مین ناچار ہوکے ایک سرا مین کہ صاحب اوسکا اپنے
دروازے پر کھڑا ہوا اکھار رہا تھا اور مجھسے جان پہچان رکھتا تھا چلا گیا اور صاحب اوس سرا سے کہا کہ واسطے خدا کے مجکو اس موذی
آدمی سے کہ میرے پیچھے لگا چلا آتا ہے بچاؤ تب اوسنے اوس حجام کو للکارا اور بہت سی گالیان دین اور گھرکیان اوس ملعون کو دیکر میرے تعاقب سے باز رکھا
تب مینے اوس حجام نابکار سے نجات پائی اور ذرا دم کو راست کیا پھر اوسنے مجھسے پوچھا کہ صاحب بھلا یہ کیا حال ہے مینے کہا ذرا مجکو ستانے دو
کہ تا مین اپنے ہوش و حواس مین آکر اپنا حال مفصل کہون اوسنے مجکو برے حال مین دیکھکر کہا صاحب آرام و آسایش تمہین اپنے گھر مین ہوگی بہتر ہے
کہ گھر جاؤ مینے کہا یہ سچ ہے لیکن یہ ظالم حجام وہان بھی مجکو نچھوڑیگا اور میری اوسکی اذیت سے جانبری نہوگی اور ما سوا اسکے اس بدذات کے ہاتھہ سے
اتنی رسوائی نہین اٹھائی کہ مین پھر اس شہر کے رہنے والونکو اپنا منہ دکھاؤن بہرکیف چندے روز اوس سرا مین رہا جب درد سے مجکو آرام ہوا تب مینے
خرچ بہت لیکر بغداد کو چھوڑا اور اس شہر مین آیا اور مجکو یقین تھا کہ پھر اس بدنصیب حجام سے اس شہر مین جو بغداد سے بہت دور ہے
دوچار نہونگا مگر خوبی قسمت کہ یہان بھی شکل نحس اسکی نظر پڑی صاحبو تم اون سب مصیبتونکو کہ اسکے ہاتھہ سے مجپر پڑین خیال کرو کہ
حجام ایسا موذی اور بدذات ہے وہ معشوقہ کہ میرے ساتھہ شادی کرنیکو راضی تھی اس طرح ہاتھہ سے گئی اور لنگڑا ہوا اور اسکے سبب سے شہر اور اقربا اور
دوست سب چھوٹے یہ کہکے وہ لنگڑا جوان اوٹھکر چلا گیا صاحب خانہ نے اوسکے ہمراہ دروازے تک جاکے بہت سی معذرت کی درزی نے کہا جب وہ
جوان چلا گیا ہم سب نے اوسکا اور اوس حجام کا حال سنکر بہت تعجب کیا اور بعد اوسکے اوس حجام کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر یہ سب باتین کہ جوان نے
کہین سچ ہین تو تو بڑا بدذات اور واجب الاحتراز ہے اوس حجام نے سر اوٹھاکر کہ اوسوقت تک برابر سرنگون نیچے کو دیکھہ رہا تھا کہا صاحبو کہ
اس جوان نے اپنا حال کہا وہ سب سچ ہے سر مو اوس مین فرق نہین اب مین تمکو منصف ٹھہراتا ہون کہ دیکھو اور تجویز کرو اگر مین اوسکی مدد نکرتا

تو ایسی جگہ خوفناک سے کیونکر جانبر ہوتا خیر ایسی پر گذری کہ لنگڑا ہوا اور جان سے مارا گیا صاحب جب اوسکی آواز رونے اور چلانے کی سنی
مینے اوسکی مخلصی کے واسطے یہ سب جانفشانی کی اوسکے عوض میری شکایت کرتا ہی طرفہ یہ کہ مجھکو بکّی مقرر کیا اور یہ تہمت میرے حق مین
نہایت بد ہی سات بھائیونمین مین کم گو مشہور ہون اب تمہارے سامنے اپنا قصہ اور اون چھہ کا بیان کرتا ہون تاکہ تمکو صدق میری بات کی معلوم ہو

قصہ حجام کاروبرو درزی اور جماعت کے جو مہمان سوداگر کے تھے

عہد خلافت مین مستنصر باللہ کے جو داد و دہش مین محتاجون کی مشہور تھا دس قزاق اطراف اور گرد و نواح شہر بغداد کے رہزنی کرتے اور
ایک مدت سے اونکی تعدی و ظلم سہتے وہانکے باشندے شاکی اور نالان تھے خلیفہ حال اون قزاقون کا سنکر بہت غضب مین آیا اور کوتوال کو فرمایا
کہ جلد اون دسون قزاقون کو گرفتار کر کے عید اضحی کے روز کہ دن قربانی کا اور عنقریب ہی حاضر کر اگر اوس دن اونکو حاضر نکریگا تو تیری گردن
مارونگا کوتوال کہ بہت ہوشیار اور کارکردہ تھا فوراً اپنے سپاہیونکو اونکی گرفتاری کے لیے بھیجا تا عید قربان کے دن اون سبکو حضور مین خلیفہ
کی حاضر کرین اتفاقاً نوین تاریخ ذی الحجہ کے کہ روز عرفہ کا ہی قزاقونکو پکڑ کر کشتی پر سوار کیا اور عید کے دن علی الصباح اون قزاقون کو معمولی آدمی
سمجھکر مین بھی اس امید پر کہ یہ سب مجکو اپنے ساتھ لیجاوینگے سب کے سنے اوس کشتی پر سوار ہو لیا اور اوس کشتی کو کھیکے کر کے خلیفہ
کے محل کی طرف لے چلے اوس وقت مجکو حقیقت حال کی معلوم ہوئی کہ وہ سب قزاق ہین اسواسطے قتل ہونے کے پکڑے آئے ہین جب ہم سب اوس
کشتی سے کنارے پر اوترے سپاہیون نے آکر ہم سبکو محاصرہ کر لیا اور ایک ایک کی مشکین باندھکر خلیفہ کی حضور مین لیگئے اور مین بھی مانند قزاقون کے
باندھا گیا اور کچھ زبان سے نہ بولا کہ مین قزاق نہین مجکو کیون باندھکر لیے جاتے ہو غرض اون سپاہیون کی بےوقوفی اور حماقت سے بیچ اس
مصیبت مین پڑا جب ہم سب خلیفہ کے سامنے حاضر کیے گئے اوسنے جلاد کو فرمایا کہ ان دسون ٹھگون کی گردن مارے اوسنے ہم سبکو برابر
باندھکر بٹھایا کہ تا مارنے مین اوسکو آسانی ہو میری بھی قسمت مین یہی تھا جلادنے مجکو آخر صف کے بٹھلایا پھر سرے سے اوسنے گردن مارنا شروع کیا جب دس
سرکاٹ چکا میرے پاس آیا اور ٹھہر گیا خلیفہ اوسکو ٹھہرا دیکھکر خفا ہوا کہ کیون ایک کو چھوڑ دیا جلاد نے عرض کیا کہ مینے بموجب حکم کے
دس آدمیونکو قتل کیا اب سب لاشین اور دس سر اون کو حضور گن لین بادشاہ نے دس مقتول کو دیکھکر میری طرف بغور نظر کی اور فرمایا کہ یہ
مرد پیر تو قزاق نہین کیون ان بدبختون کے شامل ہوکر مقتل مین آیا مینے عرض کیا خداوند مین ٹھگون کو بھلے آدمی سمجھکر اون کے
ساتھ کشتی مین بیٹھ لیا خلیفہ میرا حال سنکر بہت ہنسا اور میرے چپ رہنے پر تعجب کیا تب مینے کہا غلام نے بخلاف اپنے
چھہ بھائیون کے خاموشی اختیار کی ہے جسکے سبب سے مین بہت معزز رہتا ہون بادشاہ میری خاموشی کا حال سنکر بہت
خوش ہوا اور فرمانے لگا اب کہو کہ تمہارے اور بھائی اس صفت مین مثل تمہارے ہین یا نہین مینے کہا اون مین اصلا
یہ صفت نہین وہ سب بکّی ہین اور خلقت مین بھی میرے اور اون کے بہت فرق ہے ایک کبڑا ہے دوسرا پوپلا تیسرا کانا
چوتھا اندھا پانچوان بوچا یعنی دونون کان اوسکے کٹے ہوے ہین چھٹا خرگوش کی طرح چلتا ہے اون کے حالات اور
سرگذشت اگر حضور سنین تو اون کے عیبون کو پہچانین اور دریافت کرین امیدوار اجازت کا ہون تا اون سب کا حال
جدا جدا بیان کرون مینے اس بات کو خیال کر کے کہ شاید بادشاہ اجازت کرنے کی مجھے یاد رہے بے اسکے کہ کچھ بولے کہنا شروع کردیا

قصہ حجام کے پہلے بھائی کا جو کبڑا تھا

خداوند میرا بڑا بھائی جسکا نام بکبک ہی کبڑا تھا اور پیشہ درزی کا کیا کرتا جب وہ پیشہ خیاطی کا سیکھ چکا تب اوسنے ایک دکان خیاطی کی کرایہ لی اتفاقاً وہ دکان متصل اور مقابل ایک پن چکی کے واقع تھی ہنوز اوسکا کام بخوبی نہ چلتا تھا اور وہ اپنی گذران بڑی مشکل اور دشواری سے کیا کرتا اور پن چکی والا اوسکے بہت خوش مرفہ حال تھا اور بی بی اوسکی نہایت خوبصورت تھی ایکدن میرا بھائی اپنی دکان پر بیٹھا کام کر رہا تھا کہ نظر اوسکی پن چکی والے کی بی بی پر جو کہ کھڑکی میں بیٹھی ہوئی تھی پڑی وہ اوسپر عاشق ہو گیا اور عورت نے کہ صاحب عصمت تھی مرد اجنبی کو دیکھ کھڑکی بند کر لی اور اصلا التفات نکیا اور اوس احمق نے اوسکے عشق میں مبتلا ہو کر کام کرنا چھوڑ دیا اور اس امید پر کہ شاید پھر نظر پڑے کھڑکی کی طرف منہ کرکے بیٹھ رہا اوس دن وہ عورت پھر اوسکی نظر نہ پڑی مگر دوسرے روز فجر کو پھر کھڑکی کھول کر حسب اتفاق معمول کے ادھر ادھر دیکھنے لگی اور درزی کی طرف دیکھکر سمجھ گئی کہ وہ مجھکو نظر بد سے دیکھتا ہے دل میں بہت ناخوش ہوئی مگر ظاہر اوسکی طرف دیکھکر مسکرائی درزی بھی اوسکو دیکھکر ہنسا اور اشارہ بدکاری کا کیا وہ شرما کے کھڑکی سے اوٹھکر چلی گئی وہ درزی اس واسطے سمجھا کہ عورت مجھکو چاہتی ہے یہ خیال کرکے وہ بہت خوش ہوا اور عورت نے چاہا کہ اوسکو سزا دے اور زیر بار کرے اسواسطے اوسنے کئی گز پارچہ قیمتی لونڈی کے ہاتھ اوسکے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ جلد میرے واسطے پیرہن موافق اس نمونے کے طیار کر دے میرا بھائی سمجھا کہ وہ عورت بھی مجھکو چاہتی ہے کہ فرمایش سینے کی مجھسے کی غرضکہ بڑی محنت کرکے شام تک سی کر طیار کیا دوسرے روز جب لونڈی وہ پیرہن لینے آئی اوسنے پیرہن دیکر کہا بعد سلام کے اپنی بی بی کہیو کہ اپنا سب کپڑا مجھسے سلوایا کریں میں بہت جلدی اور صفائی سے سی دیا کرونگا وہ لونڈی اوس کپڑے کو لیکر اپنے گھر چلی تھوڑی دور جاکر وہ عیار پھر آئی اور کہا میں یہ پیغام دینا بھول گئی تھی میری بی بی نے تمسے پوچھا ہے کہ تمھاری شب کیونکر گذری میں تمام شب تیرے خیال میں بیقرار رہی تمام رات پھر مجھکو نیند نہیں آئی وہ سادہ لوح اس بات کے سنتے ہی بہت خوش ہوا اور یقین ہو گیا کہ وہ بھی مجھپر عاشق ہے اور اوس لونڈی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ میں تمھارے عشق میں جاں بلب ہوں مطلق نہیں سویا وہ لونڈی اوس سے رخصت ہوئی اور بعد پاؤ گھڑی کے پھر آکر پیغام پہونچایا کہ میری بی بی اوس پیرہن کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور اوسکو پہنکر دیکھا بہت ٹھیک اوسکے بدن پر آیا اب اوسنے ایک ٹکڑا ساٹن کا دیا ہے کہ اسکا پیرہن کے واسطے جلدی شلوار سی کر بھیجدیجیے تاکہ میں اوسکو اس پیرہن کے ساتھ پہنوں میرا بھائی اوس ٹکڑے کو بھی لیکر جلد جلدی قطع کرکے سینے لگا اوسوقت اوسکی معشوقہ نے کھڑکی میں آکر اپنے تئیں اوسکو دکھایا تا زیادہ اوسکو اشتیاق ہو اور کام اوسکا جلد طیار ہو جائے یہانتک کہ وہ شلوار طیار ہو گئی اور وہ لونڈی آکر اوسے لے گئی اور کچھ مزدوری پیرہن اور شلوار کی نہ دی وہ ناتوان عاشق کو سبب تہیدستی اوسکے کچھ غذا میسر نہوئی شام کو بھوک سے نہایت مضطر ہوا آخر کچھ قرض دام کرکے کھانے کی تدبیر کی دوسرے دن فجر کو پھر وہ جوان لونڈی اوسکے پاس آئی اور کہا میرا میاں تجھے بلاتا ہے اسواسطے کہ میری بی بی نے وہ کپڑے جو سیے ہوے اوسکو دکھلائے ہیں اور تیرے کام کی تعریف کی ہے وہ بھی چاہتا ہے کہ اپنے کپڑے تجھسے سلوائے اور میری بی بی چاہتی ہے کہ اسی بہانے تیری آمد و رفت گھر میں ہو جائے اور تم دونوں کے درمیان آشنائی ہم پہنچے اور بھی سبب تمھارے حصول مطلب کا ہو میرا بھائی اسکو غنیمت جانکر لونڈی کے ساتھ پن چکی والے کے گھر گیا اوسنے اوسکی بڑی خاطر کرکے ایک تھان کپڑے کا دیا کہ مجھے بیس عدد قمیص اس تھان میں سے بنا دو اگر کچھ اوس میں سے بچ رہے تو اوسکو مجھے پھیر دیجیو میرا بھائی پانچ سات دن کے عرصے میں بیس عدد

قمیص اور تہبند اون میں سے اوسکو سینے دیئے پھر اونسے ایک تھان کپڑے کا اور دیا کہ کئی شلوار اسمین سے سی دے وہ اوسکو بھی سی کر لے گیا جبکہ وہ لالا اوسکی چالاکی سے
نہایت خوش ہوا اور کہا بھائی اس سب کی سلوائی کیا ہوئی پھر حساب کر کے کئی درہم اوسکو دینے لگا لونڈی نے کہ اوس جگہ حاضر تھی اشارے
سے میرے بھائی کو منع کیا کہ اگر تو اسکی مزدوری لیگا تو تو اپنے مقصد کو نہ پونہچیگا میرے احمق بھائی نے اس بات کو سمجھکر باوجود
ضرورت اور حاجت شدید کے کچھ نہ لیا بلکہ قیمت سوت کی بھی نہ مانگی اور صاحب خانہ سے رخصت ہو کر میرے پاس آیا اور کہا کہ لوگو
نے مجھے سلوائی ابتک کچھ نہین دی ہی تو مجھے کچھ قرض دے میننے کئی پیسے دیئے اونسے اون پیسون کو کئی دن تک کھایا اور صرفے
کے واسطے فقط شوربے پر کفایت کرتا ایک دن میرا بھائی اوس عورت کے گھر گیا اوسکا شوہر چکی چلانے مین مشغول تھا
اوسے دیکھکے جانا کہ اپنی مزدوری لینے آیا ہی اپنے جیب مین ہاتھ ڈالا کہ کئی درہم نکالے کہ اوسکی مزدوری دیدیوے پھر اوس لونڈی
نے میرے بھائی کو اشارے سے منع کیا کہ زنہار نہ لیجیو میرے بھائی نے اوس چکی والے سے کہا مین اس واسطے نہین آیا صرف
تمہاری خیر و عافیت پوچھنی منظور تھی چکی والے نے اوسکا شکر کر کے پھر ایک قبا سینے کی فرمایش کی وہ اوسکو بھی دوسرے ہی دن
طیار کر کے لے گیا پھر چکی والے نے چاہا کہ اوسکو اجرت دے لیکن بسبب اشارے لونڈی کے کہ وہ قطامہ ہر وقت حاضر رہتی تھی
میرے بھائی نے کچھ نہ لیا اور کہا ای ہمسایے اتنی کیا جلدی ہی اور وقت سمجھا جائیگا یہ کہکے وہ غریب ابلہ کہ مصیبت عشق اور مفلسی
مین مبتلا تھا اور مارے بھوک کے جی جان نکلتی تھی دکان پر پھر گیا اور چکی والے کی جورو کو کہ عفیفہ اور شریر تھی میرے بھائی کو سوا
مزدوری ندینے کے سزا دینا منظور ہوا اور چاہا کہ مزہ نیت فاسد کا اوسے چکھاوے ایکروز اپنے خاوند کو میرے بھائی کے
بد ارادے سے مطلع کیا خاوند یہ حال سنتے ہی غصے مین آیا اور میرے بھائی سے درپے انتقام کے ہوا چنانچہ ایک روز میرے بھائی کی
شام کیوقت دعوت کی اور اوسکو اپنے گھر بلوایا جب رات کو وے سب باہم بیٹھکے کھانا کھا چکے چکی والے نے اوس سے کہا بھائی جان رات بہت گئی ہی اب کہان
جاؤگے یہین رات کو آرام کرو یہ کہکے ایک ٹوٹی جگہ اوسکو بتادی کہ یہان پڑ سو اور آپ جا کے اپنی بی بی کے ساتھ سویا پھر آدھی رات کیوقت میرے
بھائی کے پاس آکر اوسکو سوتے سے اوٹھایا اور کہا ای ہمسایے آجکی رات میرا خچر ماندہ ہو گیا ہی اور مین آٹا پیسنے کی ضرورت مین ہون اگر تم مہربانی سے
اس چکی کو تھوڑی دیر تک چلاؤ تو بہت خوب ہی میرے بھائی نے کہا مین اسی خدمت کیواسطے حاضر ہون بشرطیکہ تم مجکو طریق چکی چلانے کا بتادو مین
اس وقت نہین جانتا چکی والے نے رسی چکی کی میرے بھائی کی کمر مین مثل خچر کے باندھی اور کہا تم اب اس چکر کے گرد دوڑو تا چکی تمہارے دوڑنے سے
چلے اور ایک چابک اوسکی پیٹھ پر مارا اور چلایا کہ چلتے کیون ہو چکی والے نے کہا ای بھائی اس سے تم چالاک و چست ہو کے گھومو گے اور سستی نکرو گے
اسواسطے کہ جب خچر چلنے مین کچھ سستی کرتا ہی تو مین اوسکو اسیطرح سے چابک مارتا ہون تو وہ چالاک و تیز ہو جاتا ہی یکبیک یہ معاملہ دیکھکر
بہت حیران ہوا اور پانچ سات چکر خوب چالاکی سے کیے آخر تھکے بیٹھ گیا تب اوسنے ایک پر جن چابک خوب زور سے اوسکو مارے اور کہا جلدی
گھومو ای بیچارے ہاتھ سے بیٹھو مت اور دم نلو اگر سستی کرو گے اور ٹھہر ٹھہر کے گھومو گے تمہیں ایسا خراب کرونگا غرض اوس چکی والے سنگدل نے رات بھر
اوسکے ساتھ یہی معاملہ کیا اور جب فجر ہوئی تو وہ اوس بیچارے کو اوسی طرح سے بندھا ہوا چھوڑ کر اپنی بی بی کے حجرے مین چلا گیا
تاکہ تھوڑی دیر اسی حالت مین رہے اتنے مین وہ لونڈی آئی اور اوسکو کھول کے کہا کہ میری بی بی دونون کے رنج و الم مین ہین

تملواس حال مین دیکھ سکے اور ہم دونون اس معاملے مین اپنے میان کے شریک نہین بکبک نے اوسکا جواب کچھ نہ دیا اسواسطے کہ اوسنے برا فند اوٹھایا تھا جسکے سبب سے اوسکو طاقت بولنے کی نتھی تھوڑی دیر کے بعد جب اوسمین توانائی آئی وہان سے اوٹھکر اپنے گھر آیا خلیفہ نے میرے بھائی کا حال سنکر کہا انعام عید کا لے کے اپنے گھر جا مینے عرض کیا خداوند جب تک مین اپنے سب بھائیون کا حال حضور مین بیان نکرلونگا نہ انعام لونگا اور نہ رخصت ہونگا خلیفہ چپ ہورہا مینے قصہ اپنے دوسرے بھائی کا کہنا شروع کردیا

قصہ حجام کے دوسرے بھائی کا جسکا نام بکبارہ تھا

حجام نے خلیفہ کی حضور مین عرض کیا خداوند میرا دوسرا بھائی جو بلا بکبارہ نام ایکدن پھرتا ہوا کسی کوچے مین شہر کے جا نکلا ایک بڑھیا نے اوسکی صورت دیکھکر پہلے اوس سے صاحب سلامت کی بعد اوسکے کہا مین تیرے فائدے کی ایک بات کہا چاہتی ہون بشرطیکہ تو اوسکو سنے اور اوسپر عمل کرے میرے بھائی نے جواب سلام کا دیکر کہا خدا آپکو سلامت رکھے وہ کیا بات ہے فرماؤ مین اوسکو بسر وچشم بجالاؤنگا بڑھیا نے کہا تو میرے ساتھ ایک محل مین چل مالک اوس محل کی ایک بی بی جوان نہایت حسین اور خوش طبع ہے وہ تیرے ساتھ بڑا سلوک کریگی جسکے سبب سے تو بڑا آدمی ہوجائیگا مگر ایک شرط سے کہ وہ بی بی جو صاحبزادی ہنسوڑ کھلنڈری ہے تجسے ہنسے گی اور اوسکی مصاحبین اور خواصین بھی تیرے ساتھ کھیلین کودینگی تو کچھ برا نمانیو اور نہ خفا ہوجیو بکبارہ اوس شرط کو قبول کرکے بڑھیا کے ساتھ ہوا پھر وہ اوسکے ہمراہ ہوکر ایک بہت عالیشان محل کے اندر گیا چوبدارون اور دربانون نے بڑھیا کے کہنے سے اوسکو روکا نہین جب کئی ڈیوڑھیان اوسنے طے کین پھر بوڑھیا نے اوس سے اوسی شرط کو کہا کہ وہ بی بی نہایت خوش خلق اور ہنسوڑ ہے زود رنج اور ترش رو اوسکو خوش نہین آتا خبردار اوسکے اور اوسکی خواصون کے ہنسنے سے ناخوش ہو اور برا نمانا وہ تجکو نہال کردیگی بکبارہ نے اوسکا بہت احسان مانا اور کہا تمنے خوب کیا کہ آگے سے مجکو جتا دیا دیکھو تو مین کسطرح سے اوسکو راضی رکھتا ہون پھر وہ عورت اوسکو محل کے اندر لیگئی میرے بھائی نے اوس محل کی وسعت اور اوسکی طیاری دیکھکر نہایت تعجب کیا اور آگے محل کے ایک پائین باغ بھی بہت خوب تھا غرض اوس بڑھیا نے اوسکو ایک دالان مین لیجاکر کہا کہ تو یہین بیٹھا رہ مین تیری خبر آنے کی اوس بی بی سے کرتی ہون میرے بھائی نے کہ کبھی اس لطافت اور خوبی کا مکان خواب مین بھی ندیکھا تھا ہر ایک چیز کو دیکھکر خوش ہوتا تھا اتنے مین اوسنے آواز خواصون کی سنی کہ اوسکی طرف چلی آتی ہین جب نزدیک اوسکے پہونچین اوسکی صورت مضحک کو دیکھکر سبکی سب کھلکھلا کر ہنسنے لگین اور اون خواصون کے حلقے مین ایک نوجوان بی بی کو کہ بہت حسین اور صاحب جمال پوشاک شاہانہ اور جواہرات گران بہا پہنے ہوے تھی دیکھا اوسکی شان و شوکت اور جاہ و جلال سے اوسکو دریافت ہوا کہ سردار اور مالک یہی ہے اور بہت خواصون کو کہ جوان اور حسین اور بھاری بھاری جوڑے اور زیور پہنے ہوے گرد و پیش اوسکے تھین دیکھکر ششدر رہا جب وہ بی بی نزدیک دالان کے پہونچی میرے بھائی نے جھککر اوسکو مجرا کیا اوس بی بی نے اوسے بیٹھنے کو فرمایا اور مسکراکے کہا ہم تمھین دیکھکر بہت خوش ہوے اور جو کچھ کہ تمھارے مرغوب ہو کہو کہ ہم تمکو دین بکبارہ نے عرض کیا غلام سوا حاضرباشی کے کچھ نہین چاہتا اوس بی بی نے فرمایا مین بھی یہی چاہتی ہون کہ دو چار گھڑی باہم ملکے بیٹھین بولین یہ کہکے اوسنے حکم کیا کہ کھانا لاؤ خواصون نے فی الفور سب چیزین کھانے کی لاکر اوسکے آگے رکھین اور میرے بھائی کو بھی اجازت بیٹھنے کی دی خواصون نے اوسکو دوسری طرف دسترخوان کے بٹھایا جہان سے وہ بی بی مقابل تھی جب اوسنے مونہ اپنا کھانے

کے واسطے کھولا تو بی بی نے دیکھا کہ ایک دانت اوسکے مونہ مین نہین اوسنے اپنی خواصونکو اشارہ کیا وہ سب یکھکر ہنسین اور بکبارہ کہ گھڑی گھڑی سر اپنا اوٹھا کے اوس بی بی کی طرف دیکھتا اور اوسکو ہنستا پاکر تصور کرتا کہ میری صحبت سے وہ خوش ہو کر ہنستی ہے بہت اپنے دلمین خوش ہوتا پھر اوس بی بی نے واسطے بے تکلف ہوجانے بکبارہ کے خواصونکو اشارہ کیا کہ ہٹ جاؤ تاکہ یہ شخص اچھی طرح سے کھانا کھائے اور مجسے باتین کرے پھر نہایت مہربانی سے اچھے اچھے کھانے اور طرح طرح کے میوے اپنے ہاتھونسے اوٹھا اوسے دیے اور ہنس ہنس اوس سے باتین کرنے لگی جب کھانے سے فراغت ہوئی گانیوں ساز کو لیکر گانے بجانے لگین اور بعضی ناچنے اور میرا بھائی بھی مزے مین آکر اون سب کے ساتھ ناچنے لگا فقط وہ بی بی بیٹھی ہوئی سب کا تماشا دیکھتی تھی جب وے خوب سا ناچین گائین اور دم لینے کے لیے ذرا بیٹھ گئین اوس بی بی نے ایک گلاس شراب کا بھر کے پہلے آپ پیا اور ایک گلاس میرے بھائی کو دیا میرے بھائی نے گلاس لیکر اوسکے ہاتھ چومے پھر اوس گلاس کو پیا اور واسطے شکر گزاری کے کہ اوسنے اپنے ہاتھ سے گلاس اوسکو عنایت کیا تھا آداب بجا لاکر سامنے اوسکے باادب کھڑا ہوا اوس بی بی نے اپنے پہلو مین اوسکو حکم بیٹھنے کا کیا وہ سلام کرکے بیٹھ گیا اور وہ بی بی کمال ناز و انداز سے ہاتھ اپنا اوسکے گلے مین ڈالکر آہستہ آہستہ طمانچہ مونہ مین اوسکے مارنے لگی میرا بھائی یہ خوش ادائیاں اوسکی دیکھکے خوشی سے پھولا نہ سماتا اور خیال کرتا کہ دنیا مین مجسے کوئی زیادہ صاحب نصیب نہین اور شراب کے نشے مین چاہتا تھا کہ وہی معاملہ اوس بی بی نازنین کے ساتھ کرے لیکن بسبب عب خواصونکے کہ ہر وقت اوسکو اپنی نظر و نہین کھتی تھین جرأت نہین پاتا وہ بی بی پھر زور زور سے طمانچے مارنے لگی تب وہ ناخوش ہو کے وہاں سے اوٹھا اور دور اوس بی بی سے جا بیٹھا اوس بڑھیا نے کہ میرے بھائی کو وہان لے گئی تھی یہ حال دیکھ اوسے اشارونسے آگاہ کیا کہ تو خطا کرتا ہے اور اوس نصیحت اور شرط کو بھول گیا وہ ابلہ اوسکے اشارےکو سمجھکر پھر اوس بی بی کے پاس آیا اور بہانہ کرکے ایسا ظاہر کیا کہ وہ غصے ہو کے اوسکے پاس سے نہین اوٹھ گیا تھا تب اوس بی بی نے مسکرا کے اپنا ہاتھ بڑھا اوسکو اپنی طرف کھینچا اور نزدیک اپنے بیٹھا کر بہت مہربانی ظاہر مین اوسکے ساتھ کی اور خواصونے اوسکے خوش کرنے کے واسطے طرح طرح کے کھیل اور بازیان کین آخر اون سبھون نے میرے بھائی کو مسخرہ اور نقل مجلس کا بنا کوئی اوسکی ناک اور کوئی کان پکڑ کر کھینچتی اور کوئی اوسکو طمانچے مارتی تب میرے بھائی نے اون سب باتون کو سہکر اوس بڑھیا کی طرف دیکھا اور کہا تم سچ کہتی تھین کہ تو ایسی اچھی بی بی پاویگا کہ کبھی ویسی خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی اور تو دیکھ کہ مین اوسکی خاطر کے لیے کیا کیا جفائین اوٹھاتا ہون بڑھیا نے کہا ابھی کیا ہوا ہے آگے کیا کیا مزے تجکو یہ بی بی دکھاویگی پھر اوس جوان بی بی نے کہا تو زود رنج اور تنک مزاج معلوم ہوتا ہے دیکھ تو تھوڑے مزاح کے واسطے کسقدر تلطف تیرے حال پر مین کرتی ہون مگر تو اوسکو بھولکر جلد خفا ہوجاتا ہے کہ ہم اوس سے منغص ہوتے ہین تب میرے بھائی نے کہا خداوند مین سب طرح سے حاضر ہون جسمین آپ کی خوشی ہو وہ کیجیے کبھی عذر آپکے فرمانے سے نکرونگا جب اوس شخص ان بی بی نے دلمین سمجھا کہ یہ احمق اب قرار واقعی دم مین آیا اور سب امرونکا تحمل ہوگا اوسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ اگر تو ہماری خوشی چاہتا ہے تو ہمارے مثل ہوجا یہ کہکے اپنی کنیزون سے کہا جلد ہی عطر اور گلاب لاؤ وہ کنیز دوڑی گئین ایک شیشی عطر کی لائی اور دوسری گلاب اوس بی بی نے عطر لیکر اپنے ہاتھ سے میرے بھائی کے خوب سا لگایا اور گلاب اوسکے مونہ پر چھڑکا میرا بھائی اوس بی بی کا ایسا لطف دیکھکر خوشی سے آپ مین نہین سماتا تھا پھر اوس بی بی نے اپنی خواصونکو واسطے گانے بجانے کے فرمایا وہ گانے بجانے لگین اور دوسری ایک کنیز کو بلا کر کہا

کہ اسکو لیجا اور جس طرح سے کہ تجھکو معلوم ہی اسکو بنا سنوار کر میرے پاس لے آ یکبارہ یہ سنکے جلدی سے اوٹھ کھڑا ہوا اور اوس بڑھیا سے کہ وہ بھی
اوس کنیز کے ساتھ تھی پوچھا اوس بی بی نے میرے حق مین کیا حکم کیا اوسنے میرے بھائی کے کان مین کہا وہ بی بی چاہتی ہی کہ تجکو عورت
بنائے اور اوس حال مین تجکو دیکھے اب یہ کنیز تیرے ابروونکو نقش و نگار کریگی اور تیری مونچھین مونڈ کر تجھے لباس عورتونکا پہنائیگی میرے
بھائی نے کہا نقش و نگار جتنا ہو میرے ابرو پر کرو مین پھر اوسکو پانی سے دھو ڈالونگا مگر مونچھون کے مونڈنے مین قباحت ہی مین معلوم ہونگا اوس بڑھیا
نے کہا خبردار ذرا اسمین تکرار نکیجیو انکار کرنے مین اس دولت سے کہ عنقریب تجھے حاصل ہوگی محروم رہیگا ہماری بی بی تجھپر مرتی ہی دل
مین اوسکے اب یہی بات آئی کہ تجکو مالامال کر دے تو ان چند موے ناکارہ مونچھون کے واسطے اسمین قباحت نہ لائیو اور اوس بی بی کو کہ تیری
معشوقہ ہی تھوڑی سی بات مین ناخوش نکریو یکبارہ آخر کو راضی ہوا اور کہا جو چاہو سو کرو تب وہ کنیز اوسکو ایک حجرے مین لیگئی اور اوسکے
ابروونکو سرخ رنگ کر اوسپر نقش و نگار کیے پھر اوسکی مونچھین مونڈ ڈالین اور قصد داڑھی مونڈنے کا کیا میرے بھائی نے اوس سے تکرار کی
کہ داڑھی میری نہ مونڈ اوسنے کہا اگر تجکو نہ منظور تھا تو مونچھین کیون مونڈوائین اور لباس عورت کا داڑھی کے ساتھ کیونکر زیبا ہوگا اور
بپاس خاطر ایسی بی بی حسین کے کہ اس شہر بغداد مین اپنا نظیر نہین رکھتی داڑھی سے ہاتھ اوٹھانا کتنا بڑا کام ہی اور اوس بڑھیا نے بھی شریک
اوس کنیز کے ہوکے میرے بھائی کو سمجھا بجھا کر داڑھی مونڈوانے پر راضی کیا یہانتک کہ میرے بھائی نے کہا اگر تمھاری یہی مرضی ہی تو بسم اللہ
داڑھی بھی تمھاری نذر ہی تب اوس کنیز نے داڑھی مونڈ عورت کے کپڑے اوسے پہنا اور بناؤ سنگار اوسکا کر اوس بی بی کی حضور لیگئی وہ میرے
بھائی کو اس ہیئت مین دیکھ ہنستے ہنستے لوٹ گئی اور لونڈیان گرد اوسکے تالیان بجانے لگین میرا بھائی اونکے حلقے مین کھڑا تھا اوس بی بی نے
کہا تو نے میری بڑی ہی خاطر کی بلکہ مجکو گنہگار کیا کہ میری خاطر کے واسطے یہ سب باتین اختیار کین اب ایک بات اور ہی کہ اوسکے کرنے سے میری
پوری خوشی ہوگی یعنی بے تکلف ہوکر میرے روبرو ناچ وہ ہاتھ اوٹھا اور ناک پر اونگلی رکھ ناچنے لگا اوسکے ناچنے سے وہ بی بی اور سب
خواصین ملکر اوسکے ساتھ ناچنے لگین اور ہنستے ہنستے دیوانی ہوگئین جب سب ناچ چکین سبھونے اوس غریب کو ہاتھ اور پانون سے اپنے خوب مارا اور ایک
دوسرے کو اوسپر ڈھکیلنے لگین اوس بڑھیا نے اونکو اس حرکت سے باز رکھا اور اوسکی بظاہر حمایت کی اور خواصونکو جھڑکا یہانتک کہ میرے بھائی کو اونکی
حرکتون سے ناخوش نہونے دیا اور آہستہ اوسکے کان مین کہا کہ جو کچھ ہونا تھا اب سب ہوچکا خاطر اپنی جمع رکھ عنقریب صلہ اسکا تجکو ملیگا مگر
ایک بات فقط کرنے کو رہی ہی یعنی ہماری بی بی جس وقت شراب پیتی ہی اوسکے نشے مین کسیکو اپنے نزدیک نہین آنے دیتی مگر اوسکو جو ننگا ہوکے
فقط ایک شلوار پہنے ہو اوسکے پاس جاوے اور اوسکے پکڑنے کا قصد کرے لیکن وہ اوس سے آگے آگے بھاگتی ہی کبھی دالان مین اور کبھی ایک
حجرے سے دوسرے حجرے مین یہانتک کہ وہ بی بی تھک کر کھڑی ہو جاتی ہی اور وہ شخص اوسکو پکڑ لیتا ہی اب وہ تیرے آگے سے ہوکر بھاگیگی
تو برہنہ ہوکر اوسکے پیچھے دوڑ کر پکڑ لیجیو میرے بھائی نے بڑھیا سے یہ بات سنکر سب کپڑے اپنے اوتار فقط ایک شلوار پہنے رہا اور مستعد دوڑنے کا ہوا
تب وہ بی بی بھی بناوٹ سے مستعد دوڑنے کی ہوئی اور اوسکو دھوکا دیکر موافق بیس قدم کے اوسکے آگے ہوکر دوڑی میرا بھائی بھی اوسکے
پیچھے دوڑا اور وہ سب خواصین بھی اوسکے ساتھ ساتھ تالیان بجاتی ہوئی ہنستی تھین وہ بی بی دو تین دفعہ گرد دالان کے گھوم ایک حجرے
مین کہ بہت تاریک تھا چلی گئی میرا بھائی بھی اوسی طرح پیچھے اوسکے دوڑ کر اوس مکان تاریک مین گیا وہ بی بی تو اوس مکان سے اور راہ مین

ہوکر اپنے محل مین نکل آئی مگر میرا بھائی کہ اوس راہ سے واقف نتھا اوسی اندھیرے مکانمین دوڑتا رہا یہانتک کہ کچھہ اوسکو وہان نہ سوجھتا تھا کہ مین کدھر جاتا ہون اور وہ بی بی کہان ہی آخر ایک طرف کچھہ روشنی دیکھکر اوسکی طرف دوڑا اور اوس مکان کے دروازے سے باہر نکل گیا اور نکلتے ہی اوسکے وہ دروازہ فوراً بند ہوا تب میرے بھائی نے اپنے تئین چمارون کی گلی مین پایا چمار اوسکو برہنہ اور داڑھی مونچھہ مونڈا اور بھوین ننگین اوسکی دیکھکر بہت متحیر ہوے اور تالیان بجانے لگے اور بعضون نے پیچھے دوڑکر تسمون سے اوسکو مارنا شروع کیا پھر گدھے پر کہ کہین سے پکڑ لائے تھے اوسے سوار کرکر شہر کی طرف لے گئے اتفاقاً بسبب اوسکی شامت کے وہ سب شور و غل کرتے ہوے ایک کوچے سے کہ متصل مکان قاضی کے تھا اوسکو لیکر نکلے قاضی نے اوس شور و غل کو سنکر اپنے آدمیونکو بھیج اون سب چمارون اور میرے بھائی کو پکڑ بلوایا اور حال پوچھا چمارون نے کہا خداوند ہمنے اس شخص کو باین ہیئت فلانے کوچے مین جو زنانی ڈیوڑھی سے وزیر اعظم کی لگا ہوا ہی پایا یہ وہان سے چلا آتا تھا قاضی نے اس حال کو سنکر فرمایا کہ ایک سو تازیانے اسکے پانون پر مارکے شہر بدر کرو اور پھر اس شہر مین کبھی نہ آنے پائے اوس حجام نے خلیفہ مستنصر باللہ سے کہا کہ یہ قصہ جسے آپکی حضور مینے عرض کیا میرے دوسرے بھائی کا تھا پھر اوسنے جلدی سے قصہ اپنے تیسرے بھائی کا کہنا اسطرح شروع کیا

قصہ حجام کے تیسرے بھائی کا جسکا نام بوبک اور اندھا تھا

خداوند میرا تیسرا بھائی بالکل آنکھون سے اندھا تھا اور اوسکو بوبک کہتے تھے اور قسمت اوسکی بری تھی دروازے دروازے شہر کے بھیک مانگا کرتا اور اپنا معمول یہ رکھا تھا کہ ہمیشہ گلیونمین اکیلا پھرتا رہنمائی کے واسطے دوسرے آدمی کو اپنے ساتھہ کبھی نہ رکھتا اور دروازہ کھٹکھٹا کر چپکا کھڑا رہتا اور کچھہ مونہہ سے نہ بولتا یہان تک کہ صاحب خانہ دروازہ کھولکر بھیک اوسکو دیتا ایکدن اتفاقات سے ایک دروازے کو جاکے کھٹکھٹایا صاحب خانہ نے کہ اکیلا گھر مین تھا آواز دی کون ہی میرے بھائی نے جواب نہ دیا دوسری بار دروازے کو پھر کھٹکھٹایا صاحب خانہ نے پھر پوچھا کہ کون ہی پھر بھی وہ نہ بولا تب گھر والے نے دروازہ آکر کھولا اور میرے بھائی سے کہا تو کیا مانگتا ہی اوسنے کہا فقیر محتاج ہون خدا کی راہ پر کچھہ خیرات دو اوسنے کہا کہ مجکو تو آنکھون سے اندھا معلوم ہوتا ہی میرے بھائی نے کہا سچ ہی پھر اوسنے کہا ہاتھہ پھیلا میرے بھائی نے یہ سمجھکر کہ کچھہ دیوے گا ہاتھہ کو آگے بڑھایا وہ ہاتھہ اوسکا پکڑ زینے سے کھینچتا ہوا بالاخانے پر لے گیا بوبک اور گھرون پر قیاس کرکے سمجھا کہ شاید مجکو کچھہ کھانا کھلائیگا مگر اوس گھر والے نے اوپر لیجاکر میرے بھائی کا ہاتھہ چھوڑ دیا اور اپنی جگہہ پر بیٹھہ کر اوس سے پوچھا کہ تو کیا مانگتا ہی اوسنے دعا دے کر کہا فقیر محتاج ہون خیرات مانگتا ہون اوسنے کہا میری بھی تیرے واسطے دعا ہی کہ خدا تجکو بینا کر دے تب میرے بھائی نے کہا اتنی بات دروازے ہی پر کہنی تھی کہ تا مین تکلیف چڑھنے کی زینے سے نہ اوٹھاتا تب اوسنے کہا مینے تو دوبارہ تجسے پوچھا کہ تو کون ہی اور کیا مانگتا ہی تو کچھہ نہ بولا یہان تک کہ تونے مجکو تکلیف اوترنے کی دی پھر میرے بھائی نے کہا میان آخر کچھہ بھی مجکو دوگے اوسنے کہا میرے پاس کچھہ نہین تب میرے بھائی نے کہا میرا ہاتھہ پکڑکے نیچے اوتار دو اوسنے کہا زینہ تیرے سامنے ہی تو آپ اوتر جا میرے بھائی نے ناچار ہوکر زینے سے اوترنا شروع کیا آدھی دور سے اوسکا پانون پھسلا اور نیچے کو گرا اوسکے سر اور کمر مین خوب چوٹ لگی اور بڑا صدمہ اوٹھایا اور وہان سے اوٹھکر گھر والے کو برا بھلا کہتا ہوا آگے

چلا اتفاقاً راہ مین وہ اندھے اور نہ میرے بھائی کے دوست تھے ملے اوسکی آواز پہچانکر کھڑے ہوگئے اور اوس سے پوچھا کہ آج تجکو بھیک مین کیا ملا میرے
بھائی نے اون سے سارا قصہ اپنے گرنے اور چوٹ لگنے کا اور بیمروتی اوس گھر والے کی بیان کرکے کہا آج مجکو تمام دن کچھ نہین ملا پھر میرے
بھائی نے اون دونون اندھون کو قسم دے کر کہا تم میرے گھر چلو اور کچھ نقد اپنے کیسے سے نکال ونکو دیا کہ میرے واسطے کچھ کھانے کو
مول لاؤ اور جاننا چاہیے کہ وہ شخص جو میرے بھائی کو بالاخانے پر لیگیا تھا ایک چور تھا نہایت فیلسوف اور کینہ کش بوبک کی باتین
سنکر پیچھے اوتر اوسکے پیچھے ہولیا اور اون اندھون کی بے علمی مین اونکے ساتھ لگا ہوا گھر کے اندر جہان میرا بھائی رہتا تھا گیا بوبک نے
گھر کے اندر بیٹھکر اپنے ہمراہیون سے کہا خوب دیکھ بھال کے دروازہ باہر کا بند کرو تا کوئی غیر شخص ہم مین نرہے چور یہ بات سنکر بہت سٹپٹایا
اور چارون طرف دیکھکر ایک رسی موٹی کہ چھت مین بندھی تھی دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑکر لٹک رہا وہ تینون اندھے دروازہ بند کر اپنی
لاٹھیون سے چارون طرف کونے کھترے ٹٹول ٹٹال اور دیکھ بھالکر ایک جگہ بیٹھ گئے وہ چور بھی رسی کو چھوڑ میرے بھائی کے پاس چپکا آ بیٹھا
میرا بھائی جب سمجھا کہ کوئی غیر یہان نہین ہے باتین بھید کی اونسے شروع کین کہ تم دونون نے مجکو امین سمجھکر اپنا زر میرے پاس رکھا تھا مینے
تمہاری امانت جسطرح سے ہوسکا ایک ایسی جگہ مین رکھہ سکتا ہون تم اوسکو گن کر لے لو بوبک اوس گدڑی کو جسمین دس ہزار درہم تھیلون مین رکھہ
سی دیے تھے اوٹھا لایا اور اونکے آگے رکھہ دیے اونھون نے کہا ہمکو تمہاری راستی اور دیانت پر بڑا یقین ہے تولنے اور گننے کی کچھ حاجت
نہین ہے دونون تھیلون کو اپنے ہاتھون سے ٹٹول کے پھر اوسی طرح گدڑی مین کر جس جگہ مین کہ پہلے تھی رکھہ آئے اوسکے بعد میرے بھائی
نے کہا مجھے بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو میرے واسطے بازار سے مول لاؤ ایک اندھے نے کہا اوسکی کچھ ضرورت نہین ہے اسواسطے کہ کل فلانے
امیر نے مجکو خوان کھانے کا بھیجا تھا اوسمین سے کچھ خرچ ہوا ہے اور بہت سا باقی ہے وہ کھانا ہم تینون کو بخوبی کافی ہوگا یہ کہکر اونے
اپنی جھولی سے روٹیان پنیر سمیت نکال کر رکھین پھر میوے نکالے اور اون تینون نے باہم بیٹھکر کھانا شروع کیا وہ چور بھی داہنی
طرف میرے بھائی کے بیٹھا تھا آگے بڑھکے اچھی اچھی چیزین اوٹھا کے کھانے لگا لیکن باوجود اس سب احتیاط کے کہ چور کرتا تھا بوبک آواز
چبانے کی اوسکے مونہ سے سنکر چونکا اور دل مین کہنے لگا کہ ہم سب لٹے پڑے اسلیے کہ یہان کوئی اجنبی معلوم ہوتا ہے یہ کہتے ہی جھٹ چور کا
ہاتھ پکڑ لیا اور اوسپر چڑھ بیٹھکر پکارا کہ چور چور اور خوب سے مکے اوسے لگائے اور اون دونون اندھون نے بھی اوسے مارا اور شور غل کیا چور بھی
تابمقدور اپنے تئین مار سے بچاتا اور آپ بھی دیکھ دیکھ اون تینون کو باری باری سے مارتا اور غل مچاتا کہ لوگو دوڑو چور مجکو مارے ڈالتے ہین
ہمسایے آواز سنکر چارون طرف سے دوڑ پڑے اور دروازے کو توڑکر اندر آئے اور پوچھا کہ کیا ماجرا ہے میرے بھائی نے کہا صاحبو جسکو مین
پکڑے ہوے ہون چور ہے واسطے چرانے ہمارے درہمون کے جو ہمنے بھیک مانگ کر جمع کیے ہین آیا ہے چور نے جماعت آدمیون کی دیکھ
دونون آنکھین بند کر اپنے تئین بھی مکر سے اندھا بنا لیا اور کہا کہ صاحبو یہ اندھا جھوٹا ہے قسم خدا کی مین بھی ایک ان کے ہمراہیون اور
رفیقون سے ہون میرا حصہ مجکو نہین دیتے اور ان تینون نے مجھے خوب مارا اور چور ٹھہرایا ہے خدا کے واسطے تم سب میرا انصاف
کرو ہمسایے کے لوگ انفصال کرنا اونکے قضیے کا دشوار سمجھکر چارون کو کوتوال کے پاس لیگئے جب وہ چارون حاکم کی حضور
مین گھر سے کیے گئے چور نے کہ اپنے تئین مکر سے اندھا بنایا تھا قبل اسکے کہ اون سے سوال کیا جائے بولا خداوند آپ کی حضور

مین جو بادشاہ کی طرف سے واسطے انصاف و عدل کرنیکے مقرر ہو عرض کرتا ہون ہم چارون برابر مجرم ہین اگر قسم کی راہ سے پوچھے جاو
تو کوئی ہم مین سے اقرار راستی کا نکریگا اگر آپ چاہتے ہین کہ ہم چارون کا جرم آپ پر منکشف ہو تو ایک ایک کو جدا جدا مارنے کو حکم فرمائیے
تا خوف سے مار کے ہر ایک حقیقت حال کو اپنی زبان سے اقرار کرے پہلے مجھے شروع کیجیے میرے بھائی نے چاہا کہ کچھ بولے اور کہے لوگون نے
اوسکو کچھ کہنے نہ دیا اور مار چور پر پڑنے لگی جب بیس تیس کوڑے کے اوسپر پڑے تب تڑپنے لگا پہلے ایک آنکھ کھولی پھر دوسری کھولکر
حاکم سے عرض کیا خداوند اب معاف فرمائیے مر جاؤنگا حاکم دونون آنکھین اوسکی چنگی بھلی دیکھکے بہت حیران ہوا اور بولا کہ اے حرامزادے
بدذات یہ کیا مکر و فریب تو نے کیا تھا اوسنے عرض کی کہ اگر آپ مار سے مجکو نجات دین اور میرا قصور معاف کرین تو مین اس بھید کو آپ سے
کہون قاضی نے اپنے آدمیون سے کہا اب اسکو نہ مارو مینے اسکا قصور معاف کیا تب چور نے کہا اے خداوند سچ یون ہی کہ مین اور یہ تینون
میرے ساتھی جنکو آپ اور سب لوگ اندھا جانتے ہین سب بینا اور صاحب بصارت ہین ہم چارون نے اپنے تئین اندھا بنایا ہی کہ بے تکلف
جسکے گھر مین چاہین چلے جائین اور مین آپ سے راست راست اقرار کرتا ہون کہ ہم چارون آدمیون نے اس بہانے سے آجتک دس ہزار درہم نقد جمع
کیے ہین آج مین انکے پاس دو ہزار پانسو درہم اپنا حصہ مانگنے کے لیے آیا تھا اونھون نے اس خوف سے کہ مبادا اگر مین ہمارا افشائے راز کرے اوسکے
دینے مین انکار کیا جب مینے اپنا حق لینے مین جھگڑے سے اصرار کیا ان تینون نے ملکے مجکو خوب مارا اسکے گواہ بھی سب لوگ ہین اب مین امیدوار ہون کہ آپ از راہ عدل
و انصاف کے دو ہزار پانسو درہم کہ میرا حق ہی ان تینون سے دلوا دیجیے اور اگر آپ چاہتے ہین کہ میرے ساتھی بھی سچ آپ کی حضور مین کہین
تو اونکو بھی مارنے کا حکم کیجیے پھر دیکھیے کہ سب مار کے سبب اپنی آنکھین کھولکر حق بات کہینگے میرے بھائی اور اون دونون اندھون نے چاہا کہ قاضی سے
اوسکا مکر و فریب ظاہر کرین قاضی نے نہ سنا اور کہا کہ تم بڑے شریر ہو اپنے تئین مکر سے اندھا بنایا ہی تا کہ لوگ تمکو اندھا جانکر بہت خیرات
دین میرے بھائی نے کہا خداوند یہ جو شخص ہے نسبت ہمارے کہتا کہ ہم بینا ہین جھوٹ ہی ہم تینون خدا کی قسم کھا کے کہتے ہین کہ ہمین بینائی نہین
غرض ہر چند کہ میرے بھائی نے کہا سنا مگر کچھ مفید نہ پڑا اور قاضی نے حکم کیا کہ سو سو کوڑے ان تینون کو مارین تینون پر مار پڑنے لگی
قاضی نے دیکھا کہ اسقدر ان پر مار پڑی اور انھون نے مطلق آنکھین نہ کھولین معلوم ہوتا ہی کہ بڑے سرکش و متمرد ہین اور چور نے وقت
پاکے کہا اے میرے رفیقو کیون اپنی جان دیتے ہو اگر آنکھین اپنی کھولو گے تو البتہ مار سے بچوگے اور تمہارا قصور معاف ہوگا پھر اوس چور نے
قاضی سے کہا کہ خداوند یہ تینون بڑے متمرد اور سخت جان ہین اگر آپ مارتے مارتے انکو مار ڈالینگے تب بھی آنکھین اپنی نکھولینگے اب یہ
حد سے زیادہ اپنی سزا کو پہونچ چکے بہتر یہ ہی کہ انکا قصور معاف ہو آپ ایک آدمی کو اپنے میرے ساتھ کیجیے کہ دس ہزار درہم جو اونھون نے
چھپائے ہین لا کے آپ کی حضور مین حاضر کرون قاضی نے اس مقدمے کی کنہ کو نہ پہونچکر موجب کہنے چور کے ایک پیادے کو اوسکے ہمراہ کردیا
وہ جا کے دس توڑے درہمون کے وہان سے اوٹھا لایا قاضی نے دو ہزار پانسو درہم گنوا کے چور کو دیے اور باقی آپ لیے اور اون تینون
اندھون کو مار پیٹ کے شہر بدر کر دیا حجام نے خلیفہ کی حضور مین عرض کیا خداوند جب مینے خبر پائی تو ڈھونڈھتا ہوا بوبک کے پاس گیا اور اوسکو خفی
پھر شہر مین لایا اور اوسکی بے قصوری قاضی کی حضور مین گواہون سے ثابت کی تب قاضی نے اوس چور کو خوب سزا دی مگر ڈھائی ہزار
درہم اوس سے واپس نلیے بخوف اسکے کہ مبادا اس چور کی بدذاتی اور مکر و فریب سے مجپر کسیطرح کی آفت نہ پڑے حجام نے اس قصے کو

تمام کرکے خلیفہ سے کہا یہ سرگذشت میرے تیسرے بھائی اندھے کی ہی خلیفہ اس قصے کو سنکر بہت ہنسا نسبت اون قصونکے جو آگے سنے تھے یہانتک
کہ مجکو انعام دے کر رخصت فرمایا مگر مینے قبل اسکے کہ وہ مجکو کچھ عنایت کرے مینے اپنے چوتھے بھائی کا قصہ اسطرح سے بیان کرنا شروع کیا

قصہ حجام کے چوتھے بھائی کا جو کانا تھا اور نام اوسکا الکوز

خداوند میرے چوتھے بھائی کا نام الکوز تھا اور اوسکی ایک آنکھ کانی تھی اور جسطرح اوسنے وہ آنکھ کھوئی تھی غلام آپکی حضور میں بیان کرتا ہے وہ میرا بھائی پیشہ قسائی کا کرتا تھا اور اوسکو بکری بھیڑ کی پہچان خوب تھی اور مینڈھوں کو لڑائی خوب سکھا جانتا تھا اس سبب سے شہر کے جتنے بڑے آدمی تھے سبکو اوسکا حال خوب معلوم تھا مینڈھوں کی لڑائی کا تماشا دیکھنے اوسکے گھر آتے اور وہ اچھے اچھے مینڈھے کہ قابل لڑائی کے تھے پالتا اور اپنے گھر رکھتا اور سوا اسکے اپنی دکان پر اچھا فربہ گوشت بیچا کرتا ایکدن وہ اپنی دکان پر بیٹھا تھا کہ ایک بڈھا دراز قد سفید ریش وہان آیا اور بقدر چھ سیر کے گوشت مول لیا اور قیمت اوسکی دیکر چلا گیا میرے بھائی نے وہ درہم کہ سفید اور خوبصورت اور نئی ضرب کے تھے دیکھکر جدا ایک صندوقچے میں رکھ دیے وہ بڈھا پانچ مہینے تک روز اوسیقدر گوشت اوسکی دکان سے لیجاتا اور اسی قسم کے درہم میرے بھائی کو دے جاتا وہ اونکو ایک ہی جا میں رکھتا جاتا پانچ مہینے کے بعد الکوز نے چاہا کہ اون میں سے روپیون بھیڑین مول لے جب اوسنے صندوقچہ اونکے لینے کیواسطے کھولا تو اون درہمون کی جگہ سفید کاغذ کی ٹکلیان پائین وہ نہیں کچھ بہت حیران اور اپنا سر پیٹنے اور شور وغل مچانے لگا پھر اپنے ہمسایونکو بلا اونسے یہ حال کہا اور وہ کاغذ کی ٹکلیان دکھلائین وہ دیکھکر زیادہ متعجب ہوئے میرا بھائی اوسوقت رو رو کے دعا مانگتا تھا کہ خدا کرے اسوقت وہ بڈھا مکار آجائے یہ کہہ رہا تھا کہ وہ پیر مرد دور سے دکھائی دیا میرا بھائی اوسکو دیکھتے ہی دوڑا اور جا کر اوسے پکڑا اور آدمیوں کے بیچ میں اوسے کھینچ لایا کہ مسلمانو انصاف کرو یہ آدمی نے دیکھو کیسی دغابازی کی پھر سب اہل بازار اور ہمسایون نے جو وہان ایک جماعت کثیر جمع ہو گئی تھی حال اوسکے فریب کا بیان کیا پیرمرد نے یہ سنکر میرے بھائی سے کہا تیرے حق میں یہی بہتر ہے کہ مجکو چھوڑ دے اور کچھ نہ کہہ بلکہ عوض اسقدر ملامت اور بے عزتی کے جو تو نے میری کی مجھسے عذر کر اور عفو چاہ والا مین تجکو اس سے زیادہ فضیحت اور رسوا کرونگا میں نہیں چاہتا ہوں ایسے مکروہ امر کو اپنی زبان پر لاؤں میرے بھائی نے کہا تو کیا بکتا ہے میں کچھ دغا فریب اپنے کام میں نہیں کرتا جس سے میں ہرگز نہیں ڈرتا بڈھے نے کہا تو نہیں مانتا تا ابھی درپے ہوکہ میں تیری دغابازی کو ظاہر کروں یہ کہکے اوس بڈھے نے کہا سنو مسلمانو یہ قسائی بجاے گوشت بھیڑ بکری کے آدمی کا گوشت اپنی دکان میں رکھکے بیچا کرتا ہے میرے بھائی نے کہا بڈھا پے میں تو جھوٹ بولنے سے نہیں ڈرتا اوسنے کہا میں کاذب نہیں تیری دکان پر ایک آدمی کا گلا کٹا ہوا مانند بھیڑ کے نہیں لٹکتا ہے جسکا جی چاہے دکان پر جاکے دیکھ لے اوسکو میرا جھوٹ سچ معلوم ہو جاویگا میرے بھائی نے قبل کھولنے صندوقچے کے جس میں بجاے درہم کے کاغذ کی ٹکلیان تھیں ایک بھیڑ ذبح اور صاف کرکے اپنی دکان پر حسب معمول لٹکائی تھی الکوز اس بات کو سنکر بہت غصے ہوا اور بڈھے سے کہا کہ تو بڑا جھوٹا ہے تجکو مجپر تہمت لگانے سے کیا حاصل غرض وہ سب لوگ دس بیس کو لیکے میرے بھائی کی دکان پر آئے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو دونی سزا اوسکو دیں وہان آکر دیکھا کہ فی الواقع ایک آدمی گلا کٹا ہوا میرے بھائی کی دکان پر لٹک رہا ہے وہ بڈھا جادوگر تھا اوسنے سب لوگوں کی نظربندی کر دی تھی جیسا کہ اوسنے کاغذ کی ٹکلیان درہم کر دکھائی تھیں ویسے بکری بھیڑ کو آدمی کر دکھایا لیکن

کیسکے یہ امر خیال مین آیا پھر ایک شخص نے اوس جماعت سے غصے مین آکر میرے بھائی کو خوب مارا اور کہا اے بد ذات تو ہمکو آدمی کا گوشت کھلایا کرتا ہے
اوس بڈھے نے بھی میرے بھائی کو خوب مارا یہانتک کہ ایک آنکھ اوسکی پھوٹ گئی اوسپر بھی اونکی تسلی نہوئی اوسکو قاضی کے پاس پکڑ کر لے گئے
اور اوس آدمی مذبوح کو بھی جو جادو اور نظر بندی سے دکھائی دیتا تھا اوسکے ساتھ قاضی کو لیجا کر دکھلایا قاضی اوسکو دیکھکر نہایت غصے مین آیا
اور حکم دیا کہ پانسو تازیانے الکوز کو مار کر اونٹ پر چڑھاؤ اور بعد تشہیر کے شہر بدر کرو ہر چند اوس غریب نے قاضی سے اوس بڈھے کی دغابازی کا حال
کہا کہ وہ درہمون کی جگہ کاغذ کی ٹکلیان دیتا ہے مگر قاضی نے غصے مین اوسکی شنوائی نکی جسوقت یہ واردات میرے چوتھے بھائی الکوز پر
گذری تھی مین بغداد مین تھا وہ اپنے تئین کسی ویرانے مین چھپا کر مخفی رہنے لگا یہانتک کہ اوسکی پیٹھ کے زخم کہ مار کے سبب سے پڑ گئے تھے
اچھے ہو گئے اور اوسمین طاقت چلنے کی ہوئی تب اوسنے قصد اور شہر کا کیا رات کو راہون غیر مشہور مین چلتا جب ایک شہر مین کہ اوسمین
کوئی نہین پہچانتا تھا پہنچا چند روز بے حال سے وہان کاٹے ایکدن اوس شہر مین چلا جاتا تھا کہ آواز گھوڑون کے سم کی سنی پیچھے
پھر کے دیکھا کہ بہت سے سوار اوسکے پیچھے چلے آتے ہین اونکو دیکھکر ڈرا کہ شاید میری ہی گرفتاری کیواسطے انکا قصد ہے اوسنے اپنے تئین افتان
وخیزان ایک پھاٹک تک پہونچایا اور سوارون کے ڈر سے اندر جاکر اوس دروازے کو بند کر لیا اور وہان سے ایک بڑے مکان کے اندر چاہتا تھا کہ جاوے
دو پیادون نے آکر اوسے پکڑا اور کہا شکر خدا کا کہ آپ خود میان تشریف لائے ہین تین دن سے ہم تمہاری ہی تلاش مین تھے اور اسی ارادہ مین تین راتین ہمکو تلاش
اور جستجو مین گذرین میرا بھائی یہ باتین اونکی سنکر بہت حیران اور پریشان ہوا اور اون پیادون سے کہا تمہارا کیا مطلب ہے مجھسے کیا چاہتے ہو
تمنے اور کسکے دھوکے اور شبہے سے مجھے پکڑا ہے تب اونھون نے کہا ہم تجھے خوب جانتے ہین تو اور تیرے ساتھی سب کے سب چور اور راہزن
ہین ہمے معلوم ہوا کہ تونے ہمارے میان کا جو کچھ مال و اسباب تھا چرا کر اوسکو فقیر کر دیا اوسپر بھی اکتفا نکر کے اب تو اوسکی جان لینے کے واسطے
آیا ہم دیکھین چھری بھی تیرے پاس ہے یا نہین کل رات کو جو تیرے پیچھے ہم دوڑے تھے تو تیرے ہاتھ مین ایک چھری دیکھی تھی یہ کہکے
اوسکے کپڑون مین ڈھونڈھنے لگے اتفاقاً میرے بھائی کے پاس ایک چھری تھی وہ پیادون نے چھین لی اور کہنے لگے کہ اب ہمکو زیادہ تر
یقین ہوا کہ تو چور ہے تب میرے بھائی نے اونسے کہا کیا ممکن نہین کہ ایک شخص چھری رکھتا ہو اور چور نہو میری مصیبت سنو یقین ہے کہ
اوسکو سنکر تم میرے حال پر رحم کروگے میرے بھائی کا حال سنکر وہ دونون اوسکو لپٹ گئے اور اوسکے کپڑے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالے اور اوسکے شانون پر نشان مار کے دیکھکے کہنے لگے تو اپنے تئین بھلا آدمی کہتا ہے تیرے بدن پر نشان مار کے ہین مقرر تو چور
ہے پھر خوب اوسکو مار پیٹا تب میرے بھائی نے کہا اے خدا کیا مینے ایسا بڑا گناہ کیا ہے جسکے عوض مین ایکدفعہ آگے بے قصور مارا گیا اب
دوسری بار ناحق مارا جاتا ہون اون دونون پیادون نے میرے بھائی کے کہنے پر خیال نکیا اور اوسکو پکڑ کر قاضی کے پاس لے گئے قاضی نے اوسکو
چور تصور کر کے کہا اے نامعقول لوگون کے گھر مین نقب دیتا ہے اور انھین کے خون کرنے کو چھری ہاتھ مین لیتا ہے الکوز نے کہا اے خداوند
مجھسا کوئی بیگناہ اور بے قصور دنیا مین نہین اور مینے کچھ برا کام نہین کیا اگر میرا حال سنئیے تو معلوم ہو کہ کوئی مجھسا واجب الرحم نہوگا تب اون
دونون پیادون مین سے ایک نے کہا قاضی صاحب آپ باتین کیا ایسے کی سنئیے گا جو لوگونکے گھرونکے دروازے توڑ کر اسباب
اونکا چرا لیجاتا ہے اور شہر کے رہنے والے اسکے ہاتھ سے مارے جاتے ہین اگر ہمارے کہنے پر آپ کو اعتماد نہو تو اوسکے بازو کو

ملاحظہ فرمائیے کہ کتنے نشان مار کے رکھتا ہے یہ کہکے اونھون نے میرے بھائی کی پیٹھ کو ننگی کر کے قاضی کو دکھلائی تب قاضی نے حکم کیا کہ ایک چابک اسکی پیٹھ پر دس زور سے مار کر اونٹ پر سوار کروا ور تمام شہر مین پھیروا اور ایک آدمی اوسکے آگے پکارتا جائے کہ یہ سزا اوس کسی کی ہے جو کوئی لوگون کے گھر مین جا کر چوری کرے غرض اوسکو مارا اور تشہیر کر کے شہر بدر کیا اور تاکید کی کہ پھر اس شہر مین آنے نپاوے بعضے آدمیون نے جو اوسکو دوسری بلد اس مصیبت مین دیکھا مجھ سے آکر اوسکے حال کو بیان کیا مین سنتے ہی وہان گیا اور اوسکو ڈھونڈھکر مخفی بغداد مین لایا اور اپنے مقدور کے موافق اوسکی خبر گیری کی خلیفہ مستنصر باللہ حال سنکر بہت ہنسا اور الکوز کی بدقسمتی پر بہت ترس کھایا اور رحم کیا پھر چاہا کہ مجھے انعام دیکر رخصت کرے لیکن مین نے فرصت خلیفہ کو نہ دیکر عرض کیا کہ خداوند جہان آپ نے خاوندی کی راہ سے اتنی تکلیف فرمائی ہے میرے اور دو بھائی کا بھی حال سن لیجیے یقین ہے کہ حضور اون دونون کا بھی حال عجیب و غریب سنکر نہایت محظوظ ہونگے اور ہم ساتون بھائیونکا کامل احوال واقعہ ہو جاویگا

قصہ حجام کے پانچوین بھائی کا جسکا نام النسیجر تھا

میرے پانچوین بھائی کا نام النسیجر جو وہ میرے باپ کے ساتھ رہا کرتا اور بالکل مجہول و ننگا تھا نہایت بیحیائی سے شام کو کچھ بھیک مانگ لاتا اور اوسکو کھاتا اور دوسرا دن کرتا اور میرے باپ کی بڑی عمر تھی آخر کار اوسنے قضا کی سات سو درہم جو اوسنے ترکہ چھوڑے تھے ہم ساتون بھائیون نے سو سو درہم آپسمین بانٹ لیے النسیجر نے بھی سو درہم اپنے حصے مین پائے اوسکو کبھی عمر بھر اسقدر درہم میسر نہوے تھے اتنے درہم پاکر متوجہ ہوا کہ اس سے کیونکر تجارت کیجیے اور پہلے کیا جنس مول لیجیے آخر فکر کرتے کرتے اوسنے سو درہمون کے شیشہ آلات قسم گلاس وغیرہ کے مول لیے اور ایک بڑے ٹوکرے مین بھر کے ایک دوکان مین بیچنے کے ارادے سے رکھے اور آپ دیوار سے لگ کر بیٹھا اور ایک بندی کو جو قرب اوس دوکان کے بیٹھا اپنا کام کر رہا تھا مخاطب کر کے میرے بھائی نے منصوبے خیالی باندھکے کہنا شروع کیا کہ مین اس مال کو متفرق دو سو کو اور پھر اوس دو سو سے ظروف شیشے کے لیکر اونکو چار سو کو بیچونگا اور اسیطرح سے چند روز مین ہیر پھیر کرتے چار ہزار درہم ہو جاوینگے تب مین ظروف شیشے کی خرید و فروخت موقوف کر کے جوہری بنونگا اچھے اچھے ہیرے اور موتی وغیرہ جواہرات قیمتی خرید کر کے تجارت کرونگا اور جب بہت دولت خاطر خواہ تجارت سے میرے ہاتھ لگیگی تب مین ایک حویلی عالیشان اور کئی خواجہ سرا اور اچھے اچھے گھوڑے مول لیکر بطور امیر کبیر کے رہا کرونگا رفتہ رفتہ میرے تمول کا حال تمام عالم مین مشہور ہوگا اور اچھے اچھے گانے ناچنے والے قسم مرد اور عورت کے جو اس شہر مین مشہور ہین سب میرے گھر آیا کرینگے اور جب میری سوداگری بڑھتے بڑھتے ایک لاکھ درہم کو پہنچیگی تب مین بہت دولت اور کثرت اسباب سے اپنے تئین برابر بادشاہ کے تصور کر کے درخواست اپنی شادی کی وزیر اعظم کی لڑکی سے کرونگا اور اوسکو پیغام دونگا کہ مین نے سنا ہے تیری لڑکی نہایت خوبصورت نازک خوش بیان عاقل اور سب صفات پسندیدہ رکھتی ہے اوسکی شادی میرے ساتھ کر دے اگر وزیر اعظم نے قبول کر کے اوسکی شادی کر دی تو خیر مین شب عروسی کو اوسکی دختر کو ایک ہزار اشرفی دونگا اگر اوسنے نخوت کی راہ سے کچھ انکار کیا اگرچہ یقین ہے کہ ایسا نہوگا تو مین اوسکے گھر پر چڑھکے اوسکی لڑکی کو بزور اوسکے سامنے سے نکال لاؤنگا بہرکیف جب میری شادی وزیر اعظم کی لڑکی کے ساتھ ہوگی تو مین دس خواجہ سرا جوان حبشی مول لونگا اور اچھی پوشاک مثل شہزادون کے پہنونگا اور اچھے مرصع ساز و یراق کے گھوڑے پر سوار ہوکر بڑی شوکت و حشمت کے ساتھ کچھ غلام آگے اور کچھ پیچھے وزیر اعظم کے گھر کیطرف روانہ

ہونگا جب مین اوسکے محل مین پوہنچون گا سب آدمی وہان کے کیا بڑے کیا چھوٹے میری طرف حیرت سے دیکھینگے اور بڑی عزت اور حرمت کے ساتھ میرا استقبال کر کے اندر محل کے لیجائینگے اور جب مین اپنے گھوڑے سے اوترکر اوپر جانے کا قصد کرونگا میرے سب نوکر چاکر اور عہدہ دار وغیرہ دو طرفہ صف باندھکر کھڑے ہون گے وزیر اعظم مجھے اپنا داماد جانکر اپنی جگہ پر بٹھاویگا اور آپ میرے سامنے ہو بیٹھیگا تب مین آدمیون کو اشارے سے کہونگا کہ دو توڑے ہزار ہزار اشرفی کے لاؤ وہ فوراً حاضر کرینگے مین ایک توڑا وزیر اعظم کو دیکے کہونگا کہ یہ ہزار اشرفی مہر معجل عروس کا ہی پھر دوسرا توڑا اشرفیون کا اوسکو دیکے کہونگا کہ یہ فقط اپنی سخاوت اور سیر چشمی کی راہ سے دیتا ہون میری اس دادودہش پر سب لوگ دور و نزدیک کے آپسمین چرچا کرینگے تب مین وہان سے سوار ہوکر اوسی شکوہ اور جلوس کے ساتھ اپنے گھر آؤنگا پھر میری بی بی واسطے شکرگزاری کے کہ اوسکے باپ کی ملاقات کو گیا تھا ایک سردار کو میرے پاس بھیجے گی مین اوسکو ایک بھاری خلعت اور بہت سا انعام دیکر رخصت کرونگا اور اگر میری بی بی کچھ ہدیہ میرے واسطے بھیجے گی تو مین اوسکو قبول نکرونگا اور مین بارہا نئی پوشاک بدلکر بیٹھونگا اور جب قصد شب باشی کا اپنی بی بی کے ساتھ کرونگا تو بڑی عظمت اور جلال سے بیٹھکر مینے بائین نظر نکرونگا اور جب میری بی بی لباس پوشاک اور زیور پہن کر مانند شب چہاردہم کے میرے سامنے آویگی مین اوسکی طرف آنکھ اوٹھاکے نہ دیکھونگا تب اوسکی خواصین گرد و پیش اوسکے حاضر ہونگی مجھسے کہینگی ای خداوند اپنی بی بی کیطرف کہ وہ تمھاری کمترین کنیز آگے تمھارے کھڑی ہی اوسکو اجازت بیٹھنے کی دو اور ذرا متوجہ ہو مین اونکی بات کا کچھ جواب نہ دونگا وہ سب میری نخوت اور بے پروائی سے نہایت متحیر ہونگی اور دیر تک کھڑی مجھسے عرض کیا کرینگی بڑی دیر کے بعد مین سر اوٹھاکے بنظر بے التفاتی کے ذرا سا اوسکی طرف دیکھ پھر اوسی طرح چپکا بیٹھ رہونگا وہ خواصین سمجھین گی کہ شاید میری بی بی اچھا لباس نہین پہنے ہی اس لیے مین اوسکی طرف التفات نہین کرتا پھر سب اوسکو واسطے تبدیل پوشاک کے اوسی کمرے مین لیجائینگی اور مین بھی اپنے کمرے مین جاکر اچھی سے اچھی پوشاک بھاری تبدیل کرکے وہان آ بیٹھونگا پھر جب عروس کو میرے پاس سلانے کو لائینگی مین اصلا التفات اوسکی طرف نکرونگا اور پیٹھ پھیر کر اوسکی طرف سے سو رہونگا اور اوس سے بات نکرونگا فجر کو اوٹھکر وہ اپنی ماں سے جو بی بی وزیر اعظم کی ہی جاکر میرے غرور اور بے التفاتی کی شکایت کریگی اوسکی ماں میرے دیکھنے کو آویگی اور میرے ہاتھ چوم کے کہے گی صاحب اسقدر بے پروائی میری لڑکی سے نکرو وہ ہمیشہ تمھاری اطاعت و فرمان برداری مین رہیگی اور وہ دل و جان سے تمھین پیار کریگی غرض میری خوشدامن بھی بڑی عجز وزاری سے اپنی لڑکی کی مجھسے سپارش کریگی لیکن مین اوس سے بھی خودداری کے ساتھ چپکا بیٹھا رہونگا تب وہ میرے قدمون کو چوم کے کہے گی کہ ای صاحب تمھین مناسب نہین کہ اسقدر میری لڑکی سے دور رہو اور مینے اوسکو کبھی اپنی آنکھون سے جدا نہین کیا اور تمھین نے اوسکی صورت دیکھی ہی ڈرتی ہون کہ مبادا تمھاری بی التفاتی سے اوسکے دل پر کچھ صدمہ پہونچے تمکو لازم ہی کہ اوسکی طرف دیکھو اور اوس سے بات چیت کرو وہ بہت دانشمند اور خوش سلیقہ ہی تمھین ہمیشہ خوش رکھیگی جب سب اوسکی منت و سماجت کچھ میرے دل مین اثر نکریگی تب میری خوشدامن ایک گلاس شراب بھر کر میری بی بی کو دیکر کہے گی کہ یہ گلاس جا اپنے میان کو دے یقین ہی کہ وہ زیادہ اس سے سنگدلی کو کام نفرمائے اور البتہ اسکو تیرے ہاتھ سے ناز مین سے قبول کریگا میری بی بی گلاس میرے سامنے لے آکے دیر تک رعب سے میرے کانپا اور تھرایا کریگی آخر وہ کہے گی میری جان میرے پیارے میرے سرتاج مین میان تمکو قسم اوسی خدا کی جسنے تمکو اس رتبے کو پونہچایا ہی

گلاس کو اس اپنی کمترین کنیز کے ہاتھہ سے لو اور نوش فرماؤ مین اوسکی اس بات پر خیال نکرونگا اور نہ اوس سے بولونگا تب وہ آگے سے زیادہ روتی ہوئی آگے کو بڑھکر گلاس میرے مونہہ کے پاس لاکر بہت منت کریگی کہ تامین اوسکو پیون مین اوسکی اس گستاخی سے ناخوش ہوکر ایک طمانچہ اوسکے مونہہ پر اور ایک ٹھوکر اپنے پانوٴن کی ایسی مارونگا کہ دالان سے نیچے جا پڑیگی میرا بھائی اوس خیال و درو ہم کی باتون مین ایسا مستغرق اور ڈوبا ہوا تھا کہ اپنی بی بی کو نفس الامر مین ہان کھڑا جانکر ٹھوکر ماری وہ ٹھوکر شیشے کے ٹوکرے مین اس زور سے لگی کہ وہ ٹوکرا اولٹ کر دکان سے نیچے آرہا اور سب برتن ٹوٹ کر چکنا چور ہوگئے درزی کہ اوسکے ہمسایے مین سے خرافات اوسکے بیٹھا سنتا تھا اوسکے ٹوکرے کو اولٹا اور ظروف کو ٹوٹا دیکھکر بہت ہنسا اور میرے بھائی کو کہا اے ظالم کمبخت یہ سزا اوسکی ہے کہ تو نے ایسی بی بی حسین صاحب جمال کے ساتھہ ایسی بدسلوکی کی اگر مین تیرا مستحق سجاے وزیر اعظم کے ہوتا تو ایک سو چابک تجھے لگاتا اور تمام شہر مین تجکو تشہیر اور رسوا کرتا اور میرا بھائی بھی ٹوکرے کو اولٹا ہوا دیکھہ اپنے ہوش مین آیا اور سمجھا کہ یہ سب میرے غرور کی شامت سے ہوا پھر مضطرب ہوکر کپڑے پھاڑنے اور چلا کر رونے لگا یہانتک کہ اوسکے شور وغل سے محلے کے لوگ اور خلق کہ جمعے کی نماز پڑھنے کو جاتے تھے اوسکا حال دیکھکر کھڑے ہوگئے اور پوچھنے لگے کہ سبب اس ہنگامے کا کیا ہے اور چونکہ دن جمعے کا تھا وہان بسبب اوس روز کے زیادہ بھیڑ ہوئی بعضے سنکر اوسکی حماقت پر ہنستے چنانچہ ایک امیر کی بی بی اپنے خچر پر کہ زین اور ساز زرباف اوسکا مرصع تھا سوار اودھر سے گذری اور وہان ٹھہر کر لوگون سے پوچھنے لگی کہ کون شخص رو رہا ہے اور اوسپر کیا مصیبت گذری ہمسایون نے یہ بات سنا کے عرض کیا کہ یہ غریب آدمی بہت تھوڑا مال رکھتا تھا ایک ٹوکرا شیشے کے برتنون کا مول لے کے یہان بیچنے کو لایا تاکہ اسمین نفع لے ٹوکرا نیچے دکان کے گر پڑا اور سب برتن ٹوٹ گئے اوس بی بی نے بھیجکے ایک خواجہ سرا کو کہ اوسکے ساتھہ تھا فرمایا وہ تھیلی جو تیرے پاس ہے اس غریب آدمی کو دے خواجہ سرا نے ایک تھیلی جسمین پانسو اشرفیان تھین میرے بھائی کو دین النسچر نے خوش ہوکے ہزارون دعا خیر اوس بی بی کے حق مین کین اور دکان بند کرکے اپنے گھر گیا اور اپنی خوش نصیبی پر بہت نازان تھا کہ دفعۃً زر خطیر بے دردسر ملا اسی خیال مین تھا کہ یکایک کسی نے اوسکے دروازے پر دستک دی اوسنے دروازہ کھولکر ایک عورت کو دیکھا کہ کہتی ہے بیٹا میری نماز کا وقت جاتا ہے ایک لوٹا پانی کا دے تا مین وضو کرکے جلد نماز پڑھون میرے بھائی نے اوس عورت کو دیکھا کہ ایک پیرزن فرتوت ہے اگرچہ اوسکو نہین جانتا تھا لیکن ایک کوزہ پانی کا دیا اور کہا نماز یہان پڑھ لے پھر اپنی جگہہ پر آبیٹھا اور اپنے اوسی خیال مین مشغول ہوا اور اشرفیان ایک ہمیانی مین بھر کر اپنی کمر سے باندھین اتنے عرصے مین اوس بڑھیا نے نماز پڑھ لی اور وظیفے سے فراغت کرکے میرے بھائی کے قدمون پر اتنا جھکی کہ پیشانی اوسکی زمین سے لگ گئی جیسا کہ کوئی خدا کی بندگی کے واسطے جھکتا ہے پھر سر اپنا اوٹھا اوسکو بہت دعائین دین اور کلمات شکریہ بیان کیے مگر جو کپڑے پرانے پھٹے پہنے ہوے تھی میرے بھائی نے اوسکی عاجزی پر رحم کرکے سمجھا کہ کچھہ سوال کرتی ہے دو اشرفیان نکال کر اوسکو دین اوسنے اشرفیان پھیر دین میرا بھائی اس حرکت سے اوسکی خفا ہوا تب اوس بڑھیا نے کہا میان کیا تمنے مجکو کنگال سمجھا تم اپنی اشرفیان اپنے پاس رکھو مین انکی محتاج نہین میری ایک جوان بی بی نہایت حسین و متمول مجکو بہت دیتی لیتی ہے اوسکے سبب سے مین محتاج کسی چیز کی نہین میرے بھائی نے نادانی سے اوسکے فریب کو نسمجھا کہ کیون دو اشرفیان اوسنے پھیر دین بڑھیا سے کہا ہم اوس جوان بی بی کو کسیطرح سے دیکھہ سکتے ہین اوسنے کہا البتہ بلکہ شادی اوسکے ساتھہ کر سکتے ہو میان اپنی اشرفیان رکھہ لو اور میرے

ساتھ چلو ایکبارگی بہت دولت اور نہایت خوبصورت بی بی تمھارے ہاتھ لگے گی اوسنے ہمیانی کمر سے باندھی اور اوس بڑھیا کے ساتھ ہو لیا آگے بڑھیا پیچھے وہ اور میرا بھائی دونون روانہ ہوئے یہان تک کہ ایک بڑے گھر کے دروازے پر پہونچے بڑھیا نے دروازے پر دستک دی فوراً ایک ان لونڈی گرجستانی آکر دروازے کو کھول دیا بڑھیا نے پہلے میرے بھائی کو جانے کے واسطے کہا پھر آپ اندر جاکے اوسکو بڑے ایک مکان عالیشان مین لے گئی وہ مکان ہر ایک طرح کے اسباب و سامان سے مرتب اور آراستہ تھا میرے بھائی نے جانا کہ وہ جوان بی بی اس گھر کی مالک ہے پھر وہ بڑھیا اوسکو ایک اچھی جگہ مین بٹھا کر اوس بی بی کے پاس خبر کرنے گئی میرا بھائی بسبب گرمی کے دستار اپنے سر سے اوتار فراغت سے ہو بیٹھا تھوڑی دیر کے بعد وہ بی بی میرے بھائی کے پاس آئی وہ اوسکے حسن و جمال اور پوشاک اور زیور کو دیکھ عاشق ہو گیا اور اوٹھکر بڑے آداب سے سلام کیا اوس بی بی نے اوسکو پھر وہین بیٹھے رہنے دیا اور آپ اوسکے پہلو مین بیٹھی اور اوسکو دیکھ بہت مسرور ہوئی اور کہنے لگی کہ یہ جگہ قابل ہمارے بیٹھنے کے نہین ہے پھر میرے بھائی کا ہاتھ پکڑا اور ایک کمرے مین لے گئی اور دیر تک پیار اور الفت کی باتین وہان اوس سے کرتی رہی پھر وہ بی بی اوس سے کہکے کہ مین ابھی آتی ہون دوسرے مکان مین چلی گئی وہ اوسکے آنے کا منتظر بیٹھا تھا دفعتہ ایک بڑا زور آور حبشی ہاتھ مین تلوار لیے ہوئے آیا اور تیز نظر سے میرے بھائی کو دیکھکر کہا کہ تیرا یہان کیا کام ہے النشجر اوسے دیکھکر ڈر گیا اور اوسکے مونہہ سے کچھ جواب نہ نکلا اوس حبشی نے اوسے برہنہ کرا اور اوسکی ہمیانی کمر سے کھول لی کئی ہاتھ تلوار کے مارے اور تمام بدن اوسکا ٹکڑے ٹکڑے کیا وہ غریب بدقسمت زخمی ہو کے زمین پر گر پڑا اگرچہ کچھ حس و حرکت اوسمین نہ تھی مگر کچھ ہوش و حواس باقی تھے پھر جب غلام حبشی سمجھا کہ مین اسکا کام تمام کر چکا ہون نمک طلب کیا وہی گرجستانی لونڈی ایک طباق مین نمک لیا ہوا لیکر حاضر ہوئی اون دونون نے سب زخمون پر اوسکے خوب نمک ملا اگرچہ اس نمک پاشی سے اوسے نہایت اذیت ہوئی لیکن اوسنے ذرا بھی جنبش نکی مانند مردون کے پڑا رہا بعد چلے جانے حبشی اور اوس لونڈی کے وہ بڑھیا کہ میرے بھائی کو اوس دام مین لائی تھی آئی اور اوسکو گھسیٹ کے ایک چہ بچے مین ڈال دیا اوسنے اپنے تئین ایک تہ خانے مین پایا کہ جہان اور بہت لاشین پڑی ہوئی تھین اگرچہ وقت پھینکنے کے شدت درد و الم سے قریب مرگ ہو گیا تھا لیکن تھوڑی دیر کے بعد ذرا اوسکے ہوش و حواس درست ہوئے اگرچہ بظاہر زخمون پر نمک کا ملنا غضب تھا مگر وہی سبب اوسکی زندگی کا ہوا اور اتنی طاقت اوسمین آئی کہ اوٹھ بیٹھا اور بعد دو روز کے وہ شب کو اوس مکان کا دروازہ کھولکر باہر نکلا اور ایک مکان مین چھپ رہا جب صبح ہوئی فجر کو دیکھا کہ بڑھیا ملعونہ گلی کی طرف کا دروازہ کھول دوسرے تلاش کرنے شکار کے گئی وہ بھی اوس مقتل سے بھاگ کر میرے پاس آیا اور اون مصیبتون کا حال کہ اس تھوڑے زمانے مین اوسپر گذری تھین بیان کیا اور بعد ایک مہینے کے بالکل زخم اوسکے دوا سے کہ روز لگایا کرتا تھا اچھے ہو گئے تب اوسنے چاہا کہ اوس بڑھیا سے اپنا بدلا لیوے اسلیے اوسنے ایک بڑی لنبی تھیلی جسمین پانسو اشرفیان سما وین بہم پہونچائی اور بجائے اشرفیون کے اوسمین شیشے کے ٹکڑے بھر کر اپنی کمر مین باندھی اور بڑھیا کا بھیس کیا اور ایک تلوار اپنے کپڑون مین چھپا فجر کو اوسکی تلاش مین نکلا اتفاقاً ایک کوچے مین وہی بڑھیا مکارہ کہ واسطے ڈھونڈنے اور فریب دینے کسی بندۂ خدا کے پھرتی تھی اوسکو ملی اوسنے اپنی آواز مانند بڈھی عورتون کے بدلکر پہلے حسب عادت سلام کی پھر کہا کہ بی بی مہربانی کی راہ سے ایک گھڑی کے واسطے ترازو زر تولنے کی کہین سے مجھکو عاریت لا دو اسلیے کہ مین ملک پارس کی رہنے والی ہون

ابھی اس شہر مین آئی پانسو اشرفیان نقد میرے پاس ہین چاہتی ہون کہ اونکو تول و جانچ لون کہ پوری ہین یا کچھ کم اوس مکارہ نے جواب دیا کہ بی بی تم اس شہر مین جیسا کوئی معتبر نپاؤگی میرے ساتھ چلی آؤ مین اپنے بیٹے کے گھر کہ صرافی کا کام کرتا ہے تمکو لیے چلونگی وہ بخوبی تمھاری اشرفیان تول دیگا تمکو ذرا بھی تکلیف کرنی نہ پڑے گی جلدی چلو ایسا نہو کہ وہ اپنی دکان پر چلا جائے وہ بڑھیا مردم فریب میرے بھائی کو اوسی گھر مین لیگئی جسمین پہلے لے گئی تھی اور اوسی ترکیب لونڈی نے آکر دروازہ کھولا پھر اوسکو اندر لیجاکر ایک جا پر بٹھلایا اور کہا ذرا تم توقف کرو مین اپنے بیٹے کو جاکر بلا لاتی ہون تھوڑی دیر کے بعد اوسکا جعلی بیٹا یعنی وہ حبشی حرامزادہ بدکردار پہونچا اور پکارا کہ بڑی بی صاحب میرے ساتھ چلیے غرض وہ حبشی میرے بھائی کو اوسیطرف جہان اوسکو تلوار سے مارا تھا لے چلا النسچر نے اوٹھکر اوس حبشی کے پیچھے روانہ ہوا اثنائے راہ مین حبشی کو تنہا اور غافل پاکر اپنے کپڑون سے تلوار نکال ایسی ایک اوسکی گردن پر ماری کہ سر اوسکا کٹ کے نیچے آ پڑا تب اوسنے ایک ہاتھ سے اوسکا سر اور دوسرے ہاتھ سے اوسکی لاش کھینچکر اوسی تہخانے مین پھینک دیا پھر وہ لونڈی جسکا یہی کام تھا ایک طباق مین نمک پسا ہوا فوراً لیکر آئی اور اوسکو ننگی تلوار ہاتھ مین لیے ہوے برقع سے باہر جسمین اپنی شکل چھپائے ہوے تھا دیکھکر نمک کی رکابی پھینک کر بھاگی میرے بھائی نے دوڑکر اوسکا سر تن سے جدا کر ڈالا پھر وہ بڑی بی آہٹ سنکر دوڑی آئی کہ دیکھون کیا ہو رہا ہے یہ دیکھکر چاہتی تھی کہ وہان سے بھاگے میرے بھائی نے اوسے پکڑ کر کہا ای مردار تو مجکو نہین پہچانتی مین کون ہون اوسنے کانپ کر کہا کہ صاحب مین تمکو نہین پہچانتی کہ تم کون ہو اور کبھی تمکو مینے آگے نہین دیکھا تب میرے بھائی نے کہا مین وہی ہون کہ تو نے جسکے گھر مین فلانے روز جاکر پانی وضو کیواسطے اور جگہ نماز ریائی پڑھنے کے لیے مانگی تھی سو اوسکو بھول گئی تب وہ بڑھیا اوسکے قدمون پر واسطے عفو تقصیر کے گری میرے بھائی نے اوسکے چار ٹکڑے کر ڈالے اب اوس گھر مین وہ جوان بی بی تنہا رہ گئی اوسے کچھ معلوم نتھا کہ باہر اون تینون اوسکے رفیقون پر کیا گذرا پھر میرا بھائی اوسکو تلاش کرنے لگا مجھے ایک اور مکان مین پایا وہ بی بی اوسے دیکھکر بہت ہی ڈری اور قریب تھا کہ غش آجاوے میرے بھائی نے اوس بی بی سے کچھ تعرض نکیا اور اوسکو تسلی و تشفی دیکر پوچھا کہ بی بی تم کسطرح سے ان ظالمون کے درمیان مین جنکا اب مینے کام تمام کر ڈالا ہے رہتی تھین اوسنے کہا مین ایک بڑے معتبر سوداگر کی بی بی تھی یہ بڑھیا جسکو مین مطلق نہ جانتی تھی کبھی کبھی میرے گھر مین آتی تھی ایکدن اوسنے مجھسے کہا بی بی میرے گھر شادی ہے اگر آپ اپنی تشریف لیجانے سے وہان مجکو سرفراز کریگی مین نہایت ممنون ہونگی اور اس امر مین اوسنے بڑا مبالغہ اور اصرار کیا یہانتک کہ مین راضی ہوئی اور بہت بھاری زیور اور پوشاک پہن اور ایک سو اشرفی اپنے ساتھ لے اوس بڑھیا کے ساتھ چلی وہ مجکو اسی گھر مین لے آئی مینے یہان اس حبشی کو دیکھا پھر اوسنے بزور مجکو اپنے پاس رکھا اور گھر جانے ندیا اسکو تین برس ہوے کہ مین اسی بلا مین پھنسی ہوئی ہون اور اس کام سے جو یہ حبشی کیا کرتا تھا مین بہت ناراض اور ناخوش تھی میرے بھائی نے پوچھا کہ یہان کسقدر دولت ہوگی اوسنے جواب دیا کہ اسقدر یہان زر ہے کہ کبھی تو محتاج نہوگا تب وہ اوسکو ایک بڑے دالان مین لیگئی اور بہت صندوق بھرے ہوے زرنقد کے اوسکو دکھلائے وہ دیکھکر بہت متعجب ہوا پھر اوس بی بی نے کہا کہ جا اور بہت سے آدمی ان صندوقون کے اوٹھانے کے واسطے لا اور ان سبکو یہانسے اوٹھا لیچل میرا بھائی یہ سنتے ہی باہر کا دروازہ بند کر دوڑا گیا اور دس مزدور بڑی تلاش سے بہم پہونچا کر اپنے ساتھ وہان لے آیا پہلے دروازہ کھلا دیکھکر تعجب کیا پھر اوس مکان مین جاکر دیکھا کہ نہ تو وہ صندوق ہین

اور نہ وہ بی بی تب میرا بھائی سوچا کہ وہ بی بی میری غیبت مین صندوق سمیت غائب ہو گئی پھر دل مین خیال کیا کہ خالی ہاتھ جانا خوب نہین مزدورون سے وہ سب اسباب کہ تخمیناً کم پانسو اشرفی سے جو اوسکی تانت چھین لی تھین تھا اوٹھوا لے چلا اتفاقاً میرے بھائی نے وقت جانے کے غفلت سے اوس حویلی کی آمد و رفت کا دروازہ باہر کیطرف سے نہ بند کیا تھا اور نہ قفل دیا اسلیے وہانکے ہمسایون نے اوس گھر کو آدمی اور اسباب سے خالی اور مزدورون کے سر پر اسباب لیجاتے ہوے دیکھ کر کوتوال کو جا کر خبر کی النسپچر بیچارہ یکرات اپنے گھر مین آرام سے سویا اور فجر کو اوٹھکر چاہتا تھا کہ باہر گھر کے نکلے دفعتہً بیس سپاہی تھانے کے آئے اور اوسکو گرفتار کر لیا ہر چند اوسنے منت و سماجت اونسے بہت کی کہ ذرا توقف کرو اور ٹھہرو بلکہ کچھ رشوت بھی دینے لگا تا اوسکو چھوڑ دین مگر اونھون نے اوسکے کہنے سننے پر کچھ خیال نکیا اور باندھکر زور اوسکو قاضی کے پاس لے گئے قاضی نے اوس سے پوچھا کہ مجکو بتا کہ اس سب اسباب کو تونے کہانسے پایا اوسنے کہا مین ابھی راست راست اسحال کو آپکی حضور مین عرض کرتا ہون مگر ایک امید ہے کہ میرے حال پر نظر عنایت کی کر کے اقرار کیجیے کہ کسی طرح کا تعرض پھر میرے ساتھ نہو قاضی نے فرمایا ایسا ہی ہوگا تب میرے بھائی نے ابتدا سے انتہا تک تمام سرگذشت قاضی سے بیان کی اور کوئی بات کہنے سے اوٹھا نہین رکھی قاضی نے یہ سب سنکر اپنے آدمیونکو اوسکے گھر بھیجکر سب اسباب اوٹھوا منگوایا اور اپنے گھر مین داخل کیا ایک ذرہ اوسکو ندیا بلکہ حکم کیا کہ النسپچر کو شہر بدر کر دو وہ پھر اپنی زندگی بھر اس شہر مین آنے نپاوے اس لیے کہ مبادا قابو پا کر قاضی کے ظلم اور ناانصافی کا حال خلیفہ سے کہے النسپچر نے بموجب حکم قاضی کے اوس شہر کو چھوڑ دوسرے شہر مین جانے کا قصد کیا راہ مین قزاقون نے اوسکو لوٹا اور کچھ اوسکے پاس نچھوڑا مین یہ حال سنکے کچھ کپڑے ساتھ لے اوسکی تلاش کرنے کو روانہ ہوا آخر اوسے ڈھونڈھ نکالا اور نقد اور کپڑے موافق اپنے مقدور کے اوسکو دے کر مخفی شہر مین لے آیا اور ہمیشہ اوسکی خبر مثل اور بھائیون کے لیا کرتا ہون

قصہ حجام کے چھٹے بھائی کا جسکا نام شاہ کبک تھا اور لب خرگوش کیطرح اوسکے تھے

یہ قصہ میرے چھٹے بھائی کا ہے اور اب اوسکا فقط ذکر نا باقی رہا نام اوسکا شاہ کبک تھا اور اوسکے ہونٹھ چرے ہوے مانند ہونٹھ خرگوش کے تھے اور مانند خرگوش کے چلتا تھا پہلے اوسنے ایک سو درہم سے کہ مثل دوسرے بھائیون کے ترکہ پدری سے حصے مین ملے تھے بہت کچھ پیدا کیا آخر کو بسبب برگشتگی قسمت کے اصل اور منافع جو کچھ کہ حاصل کیا تھا کھو کے محتاج نان شبینہ کا ہو گیا پھر اوسنے یہ طریق اختیار کیا کہ دربانون اور خدمتگارون کو رشوت دیکر بڑے آدمیون کے گھر واسطے سوال کرنے کے جایا کرتا اور اونکی سفارش اوٹھوا تا تا اونکے کہنے سننے سے اغنیا اوسکے حال پر ترحم کر کے بہت خیرات دیا کرین اتفاقاً ایکدن اوسکا گذر ایک بڑے مکان کیطرف ہوا جہان بہت سے نوکر چاکر حاضر تھے وہ ایک نوکر کے پاس گیا اور پوچھا کہ یہ محل کسکا ہے اوسنے جواب دیا شاید اے مرد مسافر تیرا ملک یہان سے دور ہے اسواسطے کہ یہ مکان اور نام مکین کا آفتاب نصف النہار سے زیادہ مشہور ہے بہر کیف یہ گھر برمکی کا ہے میرا بھائی حال سخاوت اور جود برمکی سے خوب واقف تھا تب اوسنے اون پیادون سے سوال کیا اونھون نے کہا اندر جا کے ہمارے آقا سے مانگ وہ تجکو بے نیاز کر دیگا اور کوئی تجکو روکے گا نہین میرا بھائی اونسے پیادونکا بہت شکر بجا لا کر محل کے اندر گیا اور بعد تلاش کے اوس مکان مین جہان برمکی تھا پہونچا وہ مکان وسیع اور بہت پر تکلف اور ہر ایک چیز نفیس سے آراستہ اور سجا ہوا تھا اور اوس سے متصل ایک پائین باغ نظر آیا جسکی روش پر رنگ برنگ کے پتھر بطور فرش کے لگے اور پچی کیے

ہوئے تھے اور چارون طرف اوس مکان کے برآمدے کھلے ہوے دیکھے کہ زرنگار پردے گرد اوسکے لٹکتے تھے تا طپش اور گرمی
آفتاب کی اندر نجائے اور ایک سمت کو کچھہ پردے اوٹھے ہوے تھے تا ٹھنڈی ہوا مکانون کے اندر پونہچے میرا بھائی ایسے مکان عالیشان
کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور یقین جانا کہ اس جگہ سے خاطر خواہ متمتع ہونگا پھر اوس مکان کے اندر گیا وہان ایک دالان دیکھا کہ عمدہ اور نفیس
اسباب سے آراستہ زرنگار اور طلا سے جابجا اوسمین منبّت کا کام ہی اور اندر اوسکے ایک پیر مرد باریش سفید مسند پر بیٹھے دیکھا اور اوسکی
وضع سے معلوم کیا کہ صاحب خانہ اور مالک اس گھر کا یہی ہی اور حقیقت مین برمکی وہی تھا اوسنے دیکھنے کے ساتھہ ہی میرے بھائی سے خیر و عافیت
پوچھی اور کہا تو کیا چاہتا ہی میرے بھائی نے آداب بجالا کر اوسکی حضور مین التماس کیا کہ خداوند مین ایک غریب محتاج آدمی ہون تم ایسے
صاحب دولت و اقبال کے پاس اپنی حاجت لایا ہون برمکی نے میرے بھائی کے جواب سے نہایت خوش ہوکر دونون ہاتھہ اپنے سینے پر
رکھے اور جسقدر کہ اوسکی شکستگی حال کی دیکھی اوسی درجہ شفقت فرماکر کہا کہ بھائی تعجب ہی کہ باوجود بغداد مین ہمارے رہنے کے تم ایسے
پریشان حال رہو میرا بھائی اوسکی گفتگوے لطف آمیز سے سمجھا کہ وہ مجھے بہت کچھہ عنایت فرمائیگا پھر اوسنے بہت سی دعا خیر برمکی
کو دین برمکی نے میرے بھائی کی تسلی کرکے کہا ہم ایسا سلوک تیرے ساتھہ کرینگے کہ تو ہماری رفاقت کبھی نچھوڑیگا پھر میرے بھائی نے کہا
کہ قسم کھاکے آپ کے حضور مین عرض کرتا ہون کہ آج مینے ابتک کچھہ نہین کھایا برمکی نے کہا کہ کیا سچ کہتے ہو کہ تمنے اب تک
آج کچھہ ناشتہ بھی نہین کیا بڑا افسوس ہی کہ تم غریب آدمی بھوک سے پریشان ہو پھر پکار کے کہا ارے لڑکے جلد سیلاچی آفتابہ لا اور ہاتھہ ہمارے
دُھلوا ہنوز نہ کوئی چھوکرا حاضر ہوا اور نہ سیلاچی آفتابہ آیا مگر برمکی اپنے ہاتھون کو ملکر دھونے لگا جیسا کوئی اونپر پانی ڈالتا ہی
اور میرے بھائی سے کہا کہ تم بھی آگے آؤ اور اپنے ہاتھہ ہمارے ساتھہ دھوؤ میرا بھائی سوچا کہ برمکی کے مزاج مین مزاح ہی وہ بھی آگے بڑھکے
جھوٹ موٹ ہاتھہ اپنے دھونے لگا پھر اوسنے کہا خاطر جمع رکھو ابھی کھانا ابھی آتا ہی یہ کہکر پھر وہ ہاتھہ بڑھا لقمہ اپنے مونہہ مین لیگیا اور مونہہ
چلانے لگا جیسا کہ کوئی فی الحقیقہ مونہہ مین لقمہ ڈالکر چباتا ہی باوجودیکہ وہان کھانے کا نام و نشان بھی نتھا اور میرے بھائی سے کہا اے میرے مہمان
تو بھی کھا اور کچھہ شرم نکر اپنا گھر سمجھہ تو بہت بھوکا معلوم ہوتا ہی میرے بھائی نے بھوک کی جھنجھلاہٹ سے کہا حضرت مجھے معاف رکھیے اس حرکت لغو
سے کچھہ سیری اور تسلی بھوک کو نہین ہوتی برمکی نے کہا کیا تمھین یہ شیرمال خوش ذائقہ اچھی نہین لگتی اوسنے کہا مین نہ کچھہ شیرمال
دیکھتا ہون اور نہ گوشت پھر برمکی کی خاطر سے تصور مین کھانے لگا تھوڑی دیر بعد برمکی نے کہا چھوکرے دوسری قاب لا
اور میرے بھائی کو کہا اس نئی قاب سے چکھو اور اوسکا مزا دریافت کرکے مجھسے کہو کہ تمنے ایسے مزے کا بٹیر اور کبک کا گوشت کبھی کھایا ہوگا پھر اوسنے
چینی بطے کے کباب میٹھے چاشنی دار جسمین کے شہد انگور خشک نخود بریان انجیر خشک کے ساتھہ پکے ہون طلب کیے اور مانند اور کھانون
کے خیال اور تصور مین وہ بھی حاضر کیے گئے برمکی نے میرے بھائی سے کہا دیکھو کیا فربہ اور اچھی بط ہی ایک بازو اور ران اوسکی
تم لو اور اوس سے شغل کرو ابھی بہت کھانے طرح طرح کے آنیکو ہین اسطرح سے برمکی ہر ایک قسم کے کھانے کو منگواتا اور خیالی کھانا کھاتا
اور کھلواتا مگر میرا بھائی بھوک سے مرتا تھا یہانتک کہ ایک حلوان کا دم پخت منگوا کے بہت اوسکی فربہی کی تعریف کی اور مثل اور کھانونکے
اوسکو بھی اوسی طرح سے کھایا پھر کہا کہ ایک قسم کا کھانا ایسا لطیف اور لذیذ ہی کہ تم سوا یہان کے اور کہین نپاؤگے یہ کہکے جھوٹ موٹ تھوڑا سا

میرا بھائی آگے بڑھا اور مونہ کھول کے خیال مین اوس نوالے کو برمکی کے ہاتھہ سے لے کر چبایا اور نگل گیا اور بعد اوسکے تعریف و توصیف کی برمکی نے کہا کیون مین کہتا تھا کہ کھاؤ گے تو معلوم کروگے شاہ کبک نے کہا فی الحقیقۃ ایسا کھانا خوش ذائقہ اور لذیذ اپنی تمام عمر مین مینے نہین کھایا پھر اوس قسم کا دم پخت حاضر کیا گیا برمکی نے کہا یہ بھی مزے مین کم وہ پخت حلوان سے نہین ہے میرے بھائی نے کہا سبحان اللہ یہ غذا بھی عجیب لذیذ اور لطف سے کھاتی ہی اس مین خوشبو عنبر لونگ جوز جاوتری زنجبیل اور شیرین ترکاریون کی آتی ہی اور وہ سب انداز اوس مین ملائی گئی ہین کہ بو ایک کی دوسرے پر غالب نہین برمکی نے کہا اسکا لطف تمنے پایا اسکو اچھی طرح سے کھاؤ اوسکے بعد حکم کیا کہ کھانون کو بڑھا کر میوے حاضر کرو خدمتگارون نے جھٹ پٹ قابین کھانون کی اوٹھا لیں میوون کی خیال مین لگا کے عرض کیا کہ میوے حاضر ہین برمکی نے میرے بھائی سے کہا یہ بادام تازے توڑے گئے پھر وہ دونون جھوٹ موٹ اونکو توڑ توڑ چھلکے پھینک کے مغز بادام کا کھانے لگے اوسکے بعد کہا یہ سب تازے میوے ہین خوب کھاؤ میرے بھائی نے کہا خداوند عجیب لطف کے کھانے اور میوے ہین جنکو کھاتے کھاتے گلا درد کرنے لگا اور سیری حاصل ہوئی برمکی نے منسکر ایک پیالہ شراب کا کہ وہ خیالی تھا میرے بھائی کے ہاتھہ مین دیا اوسنے پہلے بہت عذر کیا کہ ہمارے مذہب مین حرام ہی اور مینے کبھی اسکو پیا نہین آخر برمکی کے اصرار و مبالغے سے پی گیا اوسکے بعد میرے بھائی نے کہا خداوند اسکے پینے سے کچھ مجھمین طاقت نہ آئی برمکی نے کہا میرے شرابخانے مین ایک قسم کی شراب ہی کہ اوسکے پینے سے بڑی طاقت آجائیگی پھر خیالی اوسنے ایک قسم کی شراب منگوا کر پہلے ایک گلاس آپ پیا اور ایک گلاس بھر کر میرے بھائی کو دیا اوسنے پیکے اپنے تئین نشے مین ظاہر کیا اور مانند متوالون کے ایک دو بار ہاتھہ اوٹھا برمکی کو مارا تیسری دفعے مین برمکی نے اپنے بچانے کے لیے اوسکا ہاتھہ پکڑ لیا اور کہا کہ تو دیوانہ ہو گیا ہی پھر میرے بھائی نے اپنے تئین ہوشمین لا کر کہا خداوندا آپ نے غلام کو اپنے گھر بلا کر سرفراز کیا اور طرح طرح کی نعمتین کھلائین اور بزور اوسکو شراب پلائی اور اوسنے اوسکے نشے مین ہوکے بڑی گستاخی اور بے ادبی آپ کی خدمت مین کی اسی واسطے غلام اوسکو نہین پیتا تھا کہ مبادا اوسکے نشے مین کسیطرح کی بے ادبی ہو جائے اب امیدوار ہون کہ بے ادبی غلام کی معاف ہو جب میرا بھائی یہ عذر کر چکا برمکی نے بجاے غصے اور خفگی کے ہنس دیا اور کہا کہ مین ایک مدت سے تلاش مین ایسے آدمی کے تھا کہ جیسا تو ہی لیکن مین اس قصور کو کہ تونے کیا معاف نکرونگا مگر ایک شرط سے کہ تو میرا گھر چھوڑ کر اور کہین نجا اور مین اسوقت سے تجکو بنظر محبت کے دیکھا کرونگا اور ہم اب سچ مچ کا کھانا منگواتے ہین یہ کہکے دستک دی فوراً سب خدمتگار دوڑے آئے اوسنے حکم دیا کہ جلدی دسترخوان بچھا کر کھانا لاؤ بجرد اوسکے فرمانے کے کھانے جو خیال مین آگے منگوائے تھے اوسیطرح چنے گئے میرے بھائی نے وہ سب کھانے بڑی رغبت اور خواہش سے سیر ہوکے کھائے پھر جب کھانا اوٹھایا گیا اونھون نے شراب حاضر کی اور کئی کنیزین حسین اچھی پوشاک پہنے ہوے گانے بجانے کے ساز سمیت حاضر ہوئین اور خوب گائین بجائین میرا بھائی برمکی کی خوش اخلاقی اور عالی ہمتی سے بہت راضی ہوا اور بہت اوسکی تعریف کر کے دعائین دین پھر برمکی نے اپنے جامے خانے سے پوشاک منگوا کر میرے بھائی کو دی اوسنے اپنے کثیف کپڑے اوتار کر اوسکو پہنا بعد چند روز کے برمکی نے شاہ کبک کو ہر ایک امر مین لائق اور ہوشیار پاکر اپنے گھر کے سب کارخانے اوسکے سپرد کیے اوسنے بیس برس تک نہایت خوش و خرم اور فارغ البال برمکی کی خدمت گذاری مین حاضر رہ کر اوسکے ہر ایک امر مین اپنے سے راضی اور خوشنود رکھا آخر الامر وہ برمکی نہایت کبرسنی سے جان بحق تسلیم ہوا جو کوئی وارث نرکھتا تھا

سب نقد اور املاک اوسکی ضبط سرکار بادشاہی مین ہوئی اوسکے ساتھہ جو کچھہ کہ میرے بھائی نے برمکی کی بدولت پیدا کیا وہ بھی ضبط ہوگیا میرا بھائی بھی جیسا پہلے تھا محتاج ہوکر ایک قافلے کے ساتھہ کہ واسطے حج کرنے کے مکے کو جاتا تھا ہولیا اثناے راہ مین چورون نے اوس قافلے کو لوٹا مال و دولت اون سبکا غارت کرکے اونکو اپنا غلام کیا چنانچہ میرا بھائی بھی ایک بدوی کا غلام ہوگیا وہ بدوی ہمیشہ اوس سے فدیہ مانگا کرتا یعنی اوس سے کہتا کہ اسقدر درہم اپنے عوض مجکو دیکر آزاد ہوجا جب اوس سے کچھہ نپاتا تو خوب اوسکو ماتا اور ضرب ورشلاق کرتا ایکدن میرے بھائی نے اوس سے کہا تم مجھے ناحق واسطے زر کے مارتے ہو میرے پاس کچھہ نہین اور کسیطرح سے بہم پونہچا نہین سکتا اوس بدوی نے ناخوش ہوکر غصے سے چھری نکال میرے بھائی کے دونون ہونٹھہ چیر ڈالے اور پھر بھی اوس سے محنت شاقہ لیا کرتا اور اوس بدوی کی بی بی خوبصورت تھی جب لوٹنے کو کسی طرف کی راہ لیتا میرے بھائی کو واسطے محافظت گھر کے اپنی بی بی پاس چھوڑ جاتا وہ بی بی تنہائی مین بہت تسلی اور خاطرداری میرے بھائی کی کرتی چنانچہ میرے بھائی کو معلوم ہوا کہ وہ مجکو چاہتی اور ارادہ فاسد رکھتی ہے وہ خوف سے اوس بدوی کے اوس سے الگ ہتا اور اپنے تئین بچاتا لیکن جب وہ بی بی اوسکو دیکھتی تو ہنسکے آنکھون سے اشارے کنائے کرتی مگر شاہ کبک دیکھہ انکھہ نیچی کر لیتا ایکدن اوس بی بی نے بھولے سے اپنے شوہر کے روبرو وہی داو حرکت شاہ کبک کے ساتھہ کی شوہر اوسکا اس حال کو دیکھکر اوسوقت طرح دے گیا اور دلمین کہا کہ شاید میرے پیچھے یہ دونون مرتکب امر ناشایستہ کے ہوتے ہین اس خیال سے وہ نہایت طیش اور غصے مین آیا آخر نہایت سنگدلی اور بیرحمی سے شاہ کبک کو اونٹ پر پیچھے اپنے سوار کرکے ایک بلند غیر آباد پہاڑ کی چوٹی پر لیجا کر چھوڑ دیا اور آپ اوتر آیا اور یہ خیال کیا کہ دو تین دن کے بعد خود بخود بے آب و دانے بھوکے وہان مر کے رہ جاویگا اتفاقاً اوس پہاڑ سے راہ بغداد کو گئی تھی اکثر آیندہ و روند میرے بھائی کو وہان تنہا اور محتاج دیکھکر للہ کچھہ کھانا دیتے یہانتک کہ بعضے مسافرون نے کہ اودھر سے آئے تھے مجسے اوسکا حال بیان کیا کہ فلانے پہاڑ پر تیرا بھائی بہت تباہی مین ہے اوسکی خبر پاکے فوراً اودھر روانہ ہوا اور اوس پہاڑ پر جاکر اپنے مقدور کے موافق اوسکی امداد کی اور اوسکو اپنے شہر مین لے گیا خلیفہ مستنصر باللہ اس حکایت کو سنکر بہت خوش ہوا اور بہت سا انعام و اکرام مجھے دیکر وہان سے رخصت اور خطاب خاموش آدمی کا دیا اور کہا کہ پھر تو اس شہر مین آئیو چندے میں نے اور شہر مین اپنی بود و باش کی جب مینے سنا کہ خلیفہ مستنصر باللہ نے وفات پائی تو پھر مین شہر بغداد مین آیا اتنے عرصے مین کسی بھائی کو اپنے وہان زندہ نہ پایا اور پھر یہان اس لنگڑے جوان کی بڑی خدمت بجالایا جیسا کہ تمنے بھی اوسکی زبانی سنا مگر افسوس کہ اوسنے بدلے ایسی خدمت و جانفشانی کے میری کچھہ قدر نکی بلکہ برخلاف اوسکے مجھے بدنام کیا اور ہجو میری کی اور بجاے خطاب خاموش مردم کے خطاب پرگوئی کا مجھے دیا مگر باوجود اس سب بدسلوکی کے اوسکی ہمیشہ جستجو مین رہتا ہون ہر ایک شہر مین جاتا اور اس لنگڑے کو تلاش کرتا یہانتک کہ آج اوس سے دوچار ہوا اور اوس نے فاش میرے حق مین جو کچھہ کہ کہا تم بھی اوسکے گواہ ہو درزی نے بادشاہ کاشغر کی حضور مین عرض کیا خداوند جب سب قصے اوس حجام کے ہم سب نے سنے تو ہمین یقین کلی ہوا کہ جو کچھہ اوس جوان نے بیہودہ گوئی اور بکواس سے اوس حجام کے کہا سب راست و برحق ہے بجانب اوس جوان کے ہی بعد اوسکے مینے اور دوسرے مہمانون نے سب کھانے جو صاحب خانہ نے ہمارے واسطے طیار کیے تھے کھائے اور اس مین وقت نماز عصر کا پونہچا مین مجلس ضیافت سے رخصت ہوکر اپنی دکان پر آیا اور قریب شام کے چاہتا تھا کہ دکان کو بند کرکے اپنے گھر جاؤن اتنے مین یہ کبڑا نیم مست شراب کے نشے مین میری دکان کے سامنے بیٹھکر طبلہ بجا

گانے لگا مینے چاہا کہ اب سے اپنے گھر لیجاؤن اور جو کھانا میری بی بی نے طیار کیا ہو مین ساتھ اسکے بیٹھ کر کھاؤن پھر اوسکے بعد ایسکا گانا بجانا
سنون یہ سوچ کر مین اوسے اپنے گھر لے گیا میری بی بی نے اوس وقت مچھلی پکائی تھی جو اوسنے ایک قاب مین میرے سامنے رکھی مینے آدھی اوسمین سے
اوس کبڑے کو دی اوسنے بے اسکے کہ اچھی طرح سے اوسکے کانٹے دور کرے ایکبارگی کھانا شروع کیا مچھلی کے کھاتے ہی یہ کبڑا بیہوش ہو کے
گر پڑا ہر چند کہ مینے بہت کچھ تدبیر کی کہ اوسکو افاقہ ہو مگر کچھ مفید نہ پڑا آخر بخوف بدنامی اور مواخذے حاکم کے ڈر کر چاہا کہ کسی طرح سے اسکو
اپنے گھر سے نکالیے اسواسطے اوسکو اپنے کاندھے پر اوٹھا حکیم یہودی کے گھر لے گیا پھر وہانسے تو حضور نے سارا قصہ اوسکی زبانی
مفصل سنا ہی ہے پھر اوس حکیم نے اپنے بری ہونے کیواسطے اوسکو مودی کی نجاری مین لڑھکا دیا پھر اوس مودی نے اوسکو بازار مین لیجا کر
دیوار کے ساتھ لگا کر استادہ کیا پھر اوس سوداگر نے اوسکو چور سمجھکر دو چار دھولین لگائین یہانتک کہ وہ نیچے گر پڑا اوس سوداگر نے جانا کہ وہ میرے
ہاتھ سے مر گیا خداوندا یہ وہ قصہ ہے جسکو آپ کی حضور مین اپنی رہائی کے واسطے عرض کیا اب آپ از راہ انصاف کے جو کچھ میرے حق مین تجویز
فرمائیے مین اوسمین راضی اور حاضر ہون خواہ قتل فرمائیے یا جان بخشی کیجیے بادشاہ کاشغر حکایت درزی کی سنکر بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ
اس درزی اور اسکے ہمراہیون کو چھوڑ دو وہ سب بے قصور ہین اور مین وے ان لنگڑے کی سرگذشت اوس حجام کے ساتھ اور حکایت چھوٹے
بھائی حجام کی سنکر نہایت مطمئن ہوا اور حقیقت مین اس درزی کی حکایت نسبت حکایت کبڑے کے بہت عجیب و غریب ہے مگر مین چاہتا ہون
کہ قبل دفن کرنے لاش اس کبڑے کے اور رخصت کرنے ان چارون شخصون کے اوس حجام کو جو سبب انکی رہائی کا ہوا ہے دیکھون اور جو وہ
ابھی اس شہر مین ہے ملنا اوسکا کچھ دشوار نہین پھر اوس بادشاہ نے ایک اپنے خدمتگار کو فرمایا کہ اس درزی کے ساتھ جاکر اوس حجام کو جلد میری
حضور مین حاضر کرو وہ دونون حجام کی تلاش مین گئے تھوڑی دیر کے بعد وہ سب اوسکو تلاش کر بادشاہ کاشغر کی حضور مین لائے عمر اوس حجام کی
نوے برس کی تھی اور اوسکی ریش اور ابرو مانند برف کے سفید اور ناک اوسکی لنبی اور کان اوسکے کبرسنی سے لٹک پڑے تھے بادشاہ اوسکی
مسخری صورت دیکھ بے اختیار ہنس پڑا اور کہا کہ مینے سنا ہے تجکو بہت عجیب و غریب قصے یاد ہین چاہتا ہون کہ اون مین سے ایک قصہ میرے روبرو
بیان کر حجام نے آداب بجا لا کے عرض کیا کہ خداوند جو کچھ ارشاد ہو مین اوسکے بجا لانے مین حاضر ہون لیکن پہلے اوسکے میرا ایک سوال ہے
امیدوار ہون کہ اوسکے اظہار کی مجھے اجازت ہو بادشاہ نے کہا وہ سوال کیا ہے حجام نے کہا سب جمع ہونے اس نصرانی و یہودی و مودی
و درزی آدمی اور اس کبڑے کا جسکو مین یہان لیٹا ہوا دیکھتا ہون کیا ہے بادشاہ نے فرمایا تجکو اس سوال کرنے سے کیا مطلب اوسنے کہا تا آپکو معلوم
ہو جاوے کہ مین بہت کم سخن ہون بادشاہ کاشغر نے اپنی خوش اخلاقی سے سارا قصہ کبڑے کا اور اون چارون آدمیون کا جو اوسکے خون مین متہم ہوئے تھے
مفصل بیان فرمایا اوس حجام نے اوس قصے کو اول سے آخر تک سنکر اپنے سر کو اسطرح ہلایا کہ تا سب کوئی سمجھین کہ اوسنے اس قصے مین کچھ بات
نکالی اور دریافت کی ہے مگر اوسکو ظاہر نہین کر سکتا پھر اوسنے کہا فی الواقع یہ قصہ نہایت عجیب و غریب ہے مین چاہتا ہون کہ نزدیک سے
جاکر اوس کبڑے کو اچھی طرح دیکھون پھر وہ اوس کبڑے کے نزدیک جاکر زمین پر بیٹھ گیا اور اوسکے سر کو اپنی دونون زانون کے درمیان مین
رکھا اور بڑی فکر اور غور سے دیکھ بھال ٹھٹھا مار کے ہنسا یہانتک کہ ہنستے ہنستے اپنے پیچھے کو گر پڑا اور کچھ پاس و لحاظ بادشاہ کا
نکیا پھر اوٹھکر دیر تک ہنسا کیا اور کہا کہ یہ قصہ کبڑے کا ایسا عجیب و غریب ہے کہ لوگ واسطے یادگاری کے اوسکو سونے کے پانی سے لکھین

اوس حجام کی باتون پر سب لوگ متحیر ہوکر آپس مین کہنے لگے کہ یہ حجام یا تو مجنون ہی یا بسبب کبر سنی کے کم عقل ہوگیا بادشاہ کاشغر نے بھی متحیر ہوکر اوس سے پوچھا کہ اے مرد خاموش سبب تیرے اسطرح کے ہنسنے کا کیا ہی حجام نے جواب دیا آپ کی خوش اخلاقی اور رحم دلی کی قسم کھا کے عرض کرتا ہون کہ یہ کبڑا آدمی مرا نہین ابھی کچھہ جان اوس مین ہی اگر مین اس بات کو آپ کی حضور مین درجۂ اثبات مین نہ پونہچاؤن تو دیوانہ یا احمق ہون یہ کہکر اوسنے ایک صندوقچہ دوا اون کا کہ جسکو ہمیشہ اپنے ساتھہ رکھا کرتا تھا کھولا اور اوسمین سے ایک شیشی روغن بلسان کی نکالی اور وہ روغن لیکر دیر تک کبڑے کی گردن مین مالش کرتا رہا پھر ایک اوزار سے اوس کبڑے کا جبڑا کھولکر موچنے کو اوسکے گلے مین لیگیا اور اوس سے پکڑکے مچھلی کا کانٹا اوس کبڑے کے تالو سے نکالا اور وہ کانٹا سبکو جو وہان حاضر تھے دکھلایا تھوڑی دیر کے بعد وہ کبڑا چھینکا اور ہاتھہ پاؤن اپنے پھیلائے اور آنکھین کھول دین سوا اسکے اور کتنی علامات اوسکے جینے کی سبکو معلوم ہوئین بادشاہ کاشغر اور سب آدمی کبڑے کے جی اوٹھنے سے کہ جو ایک رات اور دن بے حس حرکت پڑا رہا تھا نہایت متحیر اور مسرور ہوے اور اوس حجام کی دانائی اور حکمت کا اقرار کیا پھر بادشاہ نے فرمایا کہ واسطے یادگار کے یہ سب حال کبڑے کا اور ساری حکایتین حجام کی دفتر مین لکھی اور میرے خزانے مین رکھی جاوین اور سوا اسکے حکم کیا کہ درزی اور حکیم یہودی اور مودی اور سوداگر نصرانی کو کہ اونہون نے کبڑے کے مقدمے مین بہت اذیت اور پریشانی اوٹھائی ہی خلعت بھاری پہنا کر رخصت کرو اور درماہہ بہت واسطے اوس حجام کے مقرر کرکے فرمایا کہ وہ میری خدمت مین حاضر رہا کرے شہرزاد دختر وزیر اعظم کی قصہ کبڑے کا تمام کرکے خاموش ہوئی تب دنیازاد اوسکی چھوٹی بہن نے اوس سے کہا کہ اے ملکہ تمنے کیا اچھا قصہ کبڑے کا کہا مینے تو جانا تھا کہ وہ غریب کبڑا سچ مچ مرگیا تھا مگر صد آفرین اوس حجام کو کہ جسنے اپنے شعور اور حکمت سے اوسکو پھر زندہ کیا شہریار بادشاہ ہندوستان نے بھی حجام کے بھائیون اور اوس جوان لنگ کا قصہ سنکر نہایت خوش ہوا شہرزاد نے اپنی بہن دنیازاد سے کہا اگر میرا بادشاہ اور ... میری جان بخشی کریگا تو مین داستان عشق ابوالحسن بن بکا اور شمس النہار معشوقۂ خلیفہ ہارون رشید کی کہ وہ بھی کم قصے کبڑے سے نہین کہونگی بادشاہ ہند نے واسطے سننے قصے ابوالحسن کے شہرزاد کا مارنا موقوف کیا اور موافق معمول کے کونسل گھر مین جا کر اجلاس فرمایا پھر دوسری رات قریب صبح کے دنیازاد نے حسب معمول شہرزاد سے کہا کہ بہن موجب اپنے اقرار کے اوس قصے کو شروع کرو چنانچہ شہرزاد نے اوسکو اس طرح آغاز کیا

داستان ابوالحسن بن بکا شہزادۂ ایران اور شمس النہار معشوقۂ خلیفہ ہارون رشید کی

خلیفہ ہارون رشید کے عہد مین بیچ شہر بغداد کے ابوالحسن بن طاہر نامے ایک عطار تھا صاحب دولت کہ سیرت اوسکی مثل اوسکی صورت کے نہایت خوش اور پسندیدہ تھی وہان کے سب امرا اور اشراف اوسکو بہت اچھا جانتے تھے یہانتک کہ خلیفہ کے نزدیک بھی اوسکی مانند عزت ثابت تھی اور اکثر عورتین خلیفہ کی اوسی عطار سے ہر ایک امر مین معاملہ اور سروکار رکھتی تھین اور وہ عطار بھی خاطر خواہ اونکی فرمایشونکو جلد بہم پونہچاتا چنانچہ اون بیبیونکی پوشاک اور زیور و جواہرات وغیرہ ضروریات سب اوسکی معرفت خرید و فروخت ہوا کرتے تھے بسبب خوش اخلاقی اور توجہ خلیفہ کے جتنے سردار زادے اوس شہر کے تھے سبکی آمد و رفت اوسکی دکان پر رہتی اور ہر ایک اوس عطار سے محبت اور دوستی رکھتا چنانچہ اون سبھون مین ایک جوان ابوالحسن بن بکا نامے کہ نسل سلاطین پارس سے تھا بمرتبۂ کمال خصوصیت اور الفت ابن طاہر سے رکھتا اور پہرون اوسکے پاس بیٹھا رہتا اور وہ عطار بھی بہ نسبت اورون کے نہایت تعظیم اور خاطرداری اوس شہزادے کی کیا کرتا اور وہ شہزادہ نہایت حسین اور صاحب جمال تھا

جو کوئی اوسکو عورت ہو یا مرد دیکھتا فریفتہ اوسکا ہوتا سوائے حسن ظاہری کے اور بہت سے کمال قسم علم موسیقی اور شاعری وغیرہ سے اوسمین تھے اور اگر وہ کبھی کوئی ساز بجاتا یا کچھہ گاتا تا ایک خلقت اوسکے سننے کیواسطے جمع ہوکے وجد مین محو ہوجاتی ایکدن یہی شہزادہ موافق معمول کے ابن طاہر کی دکان پر بیٹھا تھا کہ ایک بی بی جوان کو دیکھا خچر ابلق پر سوار اور دس لونڈیان حسین جوان آگے پیچھے اوسکے چلی آتی ہین اور نقاب سب کے مونہہ پر پڑی ہوئی اور اوس بی بی کی کمر مین ایک گلابی رنگ کا پٹکا پر تکلف بندھا تھا جسکے گرد چار انگشت کی چوڑی لیس ٹکی ہوئی اور اوسمین بہت سے اور بہت بڑے بڑے موتی جڑے ہوئے اور اوس بی بی کے حسن جمال کا یہان سے قیاس کیا چاہیئے کہ اوسکی خواصین اور لونڈیان حسن جمال مین ماہ چہاردہم سے سبقت لے گئی تھین آلغرض اوس بی بی نے واسطے کسی کام ضرور کے اوس عطار کی دکان پر قدم رنجہ فرمایا ابن طاہر اوسکو دیکھکر دوڑا اور استقبال کرکے اپنی دکان پر بٹھلایا اور شہزادے پارس نے موقع پاکر ایک تپائی کمخواب سے منڈھی ہوئی لیجاکر اوسکے پانون کے نیچے رکھی اور بڑے لحاظ سے سلام کرکے قالین کو کہ پا انداز اوس بی بی کے تھا بوسہ دیا پھر جب اوس بی بی نے وہان اپنا گھر سمجھکر نقاب چہرے سے اوٹھائی بمجرد دیکھنے اوسکی شکل دلفریب کے تیر عشق کا شہزادے کے دل مین پار ہوگیا اور اودھر سے وہ بی بی بھی شہزادے کو دیکھکر بہزار دل سے فریفتہ ہوئی غرض وہ دونون شہباز اوج حسن کے ایک دوسرے کے عشق مین مبتلا اور گرفتار ہوئے اوس بی بی نے شہزادے کا کھڑا رہنا گوارا نہ سمجھکر بیٹھنے کے واسطے اشارہ کیا شہزادہ اوسکا حکم بجالاکے پائین اوس کے بیٹھ گیا لیکن مانند تصویر کے ایک ٹک اوسکو دیکھ رہا تھا وہ بی بی اوسکے اضطراب اور بیقراری کو سمجھہ جلد اوٹھہ کھڑی ہوئی اور ابن طاہر سے سرگوشی کرکے اول سبب اپنے آنے کا ظاہر کیا پھر اسکے نام و نشان اوس جوان کا پوچھا ابن طاہر نے کہا بی بی اس جوان کا نام ابوالحسن علی بن بکار اور نسل سے سلاطین پارس کے ہے بادشاہ اخیر اسہی کا باپ دادا تھا اور اکثر شہزادیان اون بادشاہون کی اس خلیفہ کے خاندان مین بیاہی گئی ہین وہ بی بی اوسکی عالی خاندانی کا حال سنکر نہایت خوش ہوئی اور ابن طاہر سے کہا مین تمھاری نہایت ممنون اور شکرگزار ہونگی اگر تمھارے سبب سے درمیان میرے اور اس شہزادے کے جان پہچان ہوجاوے مین اپنے گھر جاتی ہون فلانی خواص کو واسطے بلانے کے تمھارے پاس بھیجونگی تم اس جوان کو ضرور اپنے ساتھہ لانا مین چاہتی ہون کہ یہ جوان میرے مکان اور باغ کی سیر کرے تا دل اسکا خوش ہو چلتے وقت پھر شاہزادے کے لے آنے کے لیئے تاکید کی اور قسم دلائی ابن طاہر نے کہ ذکی اور تیز فہم تھا اوس بی بی کے مقصد کو سمجھکر کہا کہ مین مقرر اوسکو لے آؤنگا پھر جب وہ بی بی رخصت ہوکر روانہ ہوئی شہزادہ عالم تحیر مین اوسکو دیکھا کیا جب نظر سے اوسکی سواری غائب ہوئی اوس راہ کو دیوانون کی طرح تکتا رہگیا ابن طاہر نے اوس شہزادے کو بہت سمجھایا کہ صاحب خیر ہے لوگ تمکو اس حال مین دیکھکے ہنسینگے اس خیال سے باز آؤ اور اپنے دل کو اودھر مت لگاؤ اوس جوان نے کہا اگر تم میرے حال پر مطلع ہو یقین ہے کہ مجکو معذور رکھوگے مین اوس بی بی کے عشق مین از خود رفتہ ہون برائے خدا بتاؤ کہ یہ بی بی کون ہے اور مکان اسکا کہان ہے ابن طاہر نے کہا میرے صاحب یہ بی بی شمس النہار محبوبہ اول خلیفہ کی ہے شہزادے نے کہا شمس النہار نام اسکا رکھنا بہت بجا ہوا کہ وہ مثل آفتاب کے ہے ابن طاہر نے کہا خلیفہ اوسکو نہایت پیار کرتا ہے اور مجکو حکم دیا کہ جس امر کی یہ بی بی تمسے فرمایش کرے فی الفور سر انجام اوسکا کر دیجیو اور ہر امر مین اوسکی خوشنودی مقدم جانیو پھر ابن طاہر شہزادے کو بہت نشیب فراز دکھا کر چاہتا تھا کہ اوسکو شمس النہار کے عشق سے باز رکھے مگر وہ عشق شمس النہار کے ایسا مبتلا ہوا تھا کہ نصیحت کسیکی اوسکو اثر نہ کرتی غرض وہ

دونون اسی گفتگو مین تھے کہ شمس النہار نے اپنے گھر پہونچکر خواص کو واسطے بلانے کے بھیجا اوس کنیز نے ابن طاہر کے کان مین کہا کہ جلدی چلو
کہ ہماری بی بی نے تمھین اور شہزادے کو بلایا ہی ابن طاہر سنتے ہی اوسکے ساتھہ روانہ ہوا وہ خواص دونون کو خلیفہ کے محل مین لیگئی اور
اوس محل کے ایک طرف کو مکان خاص شمس النہار کے رہنے کا تھا اوسنے دونون کو ایک چھوٹے سے دروازے سے لیجاکر ایک جگہ بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے
ایک حبشی نے آکر دسترخوان بچھایا اور اوسپر طرح طرح کے کھانے چنے جنکی خوشبو اور بوباس سے دماغ معطر ہو گیا اور وہ خواص اونکو دسترخوان پر
لے گئی بعد اوسکے کہ اونھون نے کھانے سے فراغت کی ایک خواص نے گلاس شراب کے حاضر کیے اور باری باری اون دونون کو پلائے بعد اوسکے
سیلابچی آفتابہ نکالا کر اونکے ہاتھہ دھلوائے اوسکے بعد شیشیان اقسام عطر کی حاضر کین اونھون نے خوب سا عطر اپنے کپڑون مین لگایا
پھر وہ کنیز معتمد آئی اور اونکو وہان سے اوٹھا کر ایک بارہ دری مین کہ نہایت خوب اور آراستہ تھی لیگئی وہ بارہ دری مثل ایک گنبد کے تھی
جسکے ایک طرف ستون سنگ مرمر سفید کے تھے اور نیچے ستونون کے طرح طرح کی شکلین حیوانات چرند اور پرند کی خوش اسلوبی سے بنی ہوئی
تھین اور فرش اوس بارہ دری کا ٹکڑے قالین زرنگار سے تھا کہ جسپر بیل اور بوٹے رنگ برنگ کے کڑھے تھے اور درمیان دو ستون کے نیچے
کیطرف چھوٹی چھوٹی الماریان خوبصورت بنی تھین جنمین ظروف چینی بلور سنگ موسی سنگ سماق وغیرہ معدنیات کے رکھے تھے اور اون
ظروف پر تمام سونے کی تحریر اور نقش و نگار کھینچے ہوے اور اوپر کی طرف درمیان دو دو ستونون کے دروازے اونپر خوبصورت برآمدے تھے اور
اون دروازون سے چارون طرف باغ نظر آتا تھا اور اوس سب باغ کی روشون پر رنگین پتھر کا فرش بنا ہوا کہ مانند قالین گلزار کے
دکھائی دیتا اور دونون طرف بارہ دری کے دو چشمے تھے جن سے سیکڑون فوارے چھوٹتے اور اوس باغ مین درختون میوہ دار پر ہزارون طیور
خوش آواز مانند بلبل ہزار داستان کے چہکتے ہے شاہزادہ پارس اور ابن طاہر تماشا اوس سیر مکان روح افزا اور باغ خلد آسا کا بیٹھے دیکھتے تھے
خصوصاً شہزادہ کہ کبھی اوسنے ایسا مکان اور اسباب نہ دیکھا تھا دیکھکر متحیر ہوا اتنے مین ایک گروہ عورتون پری تمثال اور خواصون حور مثال کا
کہ نہایت حسین اور پر تکلف لباس اور پوشاک پہنے ہوئے تھا آکر بارہ دری کی چوکیون طلائی نقرئی پر جو وہان بچھی تھین بیٹھہ گیا اور وہ عورتین اپنے
سازون کو نکال اور طیار کر منتظر حکم کی تھین کہ بمجرد اشارے کے بجانے اور گانے لگین پھر وہ دونون بھی ایک برآمدے کے نیچے جہان سے اونکو
دیکھتے تھے بیٹھہ گئے پھر اپنے دہنی طرف ایک تخت جواہر نگار دیکھا کہ بڑے تکلف سے بچھا ہوا ہی اوسکی طیاری کو دیکھکر حیران ہوا اور
ابن طاہر نے بعد غور کے دریافت کر کے شاہزادہ پارس سے کہا کہ یہ جگہ بیٹھنے شمس النہار کی ہی اگرچہ یہ سب مکان اور اسباب خلیفہ کی ملک سے باہر نہین
لیکن خلیفہ نے واسطے شمس النہار کے بنایا ہی اور جو محبت بادشاہ کو بہ نسبت اور خواصون کے اوسکے ساتھہ ہی وہ بیان نہین ہو سکتی اوسکو اجازت
ہی کہ جسوقت جہان کہین کہ چاہے بے پوچھے چلی جائے اور بادشاہ بدون خبر کیے ہوے اوسکے پاس نہین آتا تم اندیشہ نکرو یقین ہی کہ شمس النہار اب
جلد آتی ہوگی اور تمکو گانا بجانا اپنی خواصون کا سنا کر بہت خوش کریگی ابن طاہر یہی باتین شہزادے سے کر رہا تھا کہ ایک خواص نے آکر اوس گروہ کو
واسطے بجانے سازون کے حکم پہنچایا وہ سب یکبارگی اپنے اپنے ساز بجانے لگین کبھی خالی ساز بجاتین اور کبھی بانسلی کی آواز کے ساتھہ آواز
ملا کر گاتین شہزادہ اونکا گانا بجانا اور غزلین عاشقانہ سنکر بیہوش ہو گیا اتنے مین خبر آمد آمد شمس النہار کی ہوئی اور شہزادہ بھی ہوش مین آکر منتظر
اوسکے دیکھنے کا ہو بیٹھا اول وہ معتمد خواص کئی حبشیون کو اپنے ساتھہ لائی اونھون نے اوس تخت جواہر نگار کو اوٹھا نزدیک ابن طاہر اور

شہزادے کے لاکر بچھایا اوسکے بعد کچھ اور حبشنین آکر صف باندھکر کھڑی ہوئین پھر بیس گانے والیان آگے تخت کے کھڑی ہوکر گانے بجانے لگین اور دس خواصین ہاتھ مین حسینیان و مورچھل دالانے مین جہان سے وہ دس حبشنین کہاریان آئی تھین جاکر منتظر کھڑی ہوئین اتنے مین وہ معشوقہ لونڈیون کے حلقے مین ہوکر ادھر متوجہ ہوئی اگرچہ وہ سب ہمرنگ تھین مگر اوس نازنین کا حسن و تجمل سب سے زیادہ تھا وہ اپنے دونون ہاتھون کو دو خواصون کے کندھون پر رکھے اور جواہرات سر سے پاتک بانکپن سے پہنے ہوے خرامان چلی آتی تھی اور اوس عرصے تک کہ شمس النہار آوے شہزادہ اوسی کیطرف دیکھتا اور ابن طاہر سے اپنی بیتابی اور بیقراری کو بیان کرتا تھا ابن طاہر کو اتنی فرصت نہ ملی کہ اوسکی باتون کا جواب دے کہ وہ نازنین آکر اوس تخت جواہرنگار پر بیٹھ گئی اور اشارے سے اون دونون کو سلام کیا اون دونون نے بھی جواب اوسکے سلام کا اشارے سے دیا پھر شمس النہار نے اون عورتون کو کہ گاتی بجاتی تھین حکم کیا کہ آگے آوین وہ سب اپنی جگہ سے اوٹھکر ادھر متوجہ ہوئین اتنے مین حبشنون نے اونکی نشست کی چوکیان وہان سے اوٹھا لاکر برآمدے کے پاس جہان شہزادہ اور ابن طاہر بیٹھے تھے بچھا دین وہ سب صف باندھکر قرینے سے بیٹھ گئین پھر شمس النہار نے ایک کو اونمین سے اشعار عاشقانہ گانے کی فرمایش کی چنانچہ اوسنے وہی اشعار گائے شمس النہار نے سب مضمون کو مطابق اپنے اور شہزادے کے قیاس کیا شہزادہ ضبط اپنے تئین نکرکے اوٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھکے اوس عورت سے کہ بانسلی بجاتی تھی کہا ذرا میرا ساتھ دے پھر وہ اشعار عاشقانہ دردآمیز بانسلی کی آواز کے ساتھ دیر تک گایا کیا جب گا چکا تب شمس النہار اوسیطرح سے بانسلی کی آواز پر گائی اور سوز عشق شہزادیکا ایک سے سو حصے زیادہ کیا شہزادے نے دوسری بار گانا شروع کیا اس بار پہلی دفعہ سے خوب گایا غرض شعلہ عشق کا راگ کی ہوا سے ایسا اون دونون کے دل مین بھڑکا کہ وہ دونون بے اختیار ہوگئے شمس النہار اپنے تخت سے اوٹھکر بارہ دری کی طرف چلی اور شہزادہ بھی وہان سے اوسکے پاس پہونچا اور وہ دونون عالم بے اختیاری مین ایک دوسرے کے گلے لگ گئے اور فرط سرور سے بیہوش ہوکر قریب تھا کہ زمین پر گرین لیکن خواصون نے دوڑکر دونون کو سنبھالا اور بارہ دری مین لیجاکر دونون پر بید مشک چھڑکا شمس النہار نے ہوش مین آتے ہی ابن طاہر کو پوچھا کہ وہ کہان ہے ابن طاہر تنہا بیٹھا اس حال کو دیکھکر نہایت متفکر اور ششدر تھا کہ دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے اگر خلیفہ اس حال کو سن پاوے تو ہم تینون کو ہلاک کر ڈالے اسی خیال مین تھا کہ شہزادے نے سنکر کہا شمس النہار یاد کرتی ہے فوراً اوسکے پاس حاضر ہوا شمس النہار نے کہا مین کمال تیری ممنون ہوئی اور اوسنے دونونکو مضطر اور بیقرار پاکر کہا مین حیران ہون کہ باوجود وصال کے تم دونونکو نہایت بیقرار پاتا ہون شمس النہار نے کہا عاشقون کو نہ وصل مین آرام ہے اور نہ ہجر مین نہ تو وہ تاب وصل کی رکھتے ہین اور نہ طاقت جدائی کی شمس النہار نے ایک خواص کو اشارے سے فرمایا اوسنے خاصہ قرینے سے دسترخوان پر چنکے عرض کیا کہ حاضر ہے شمس النہار اور شہزادے نے ابن طاہر سمیت کھانا تناول کیا اور بعد کھانا کھانے کے شمس النہار ایک گلاس شراب کا لیکر خوب گائی پھر اوسکو پیا اور دوسرا گلاس شہزادے کو دیا اوسنے بھی اوسی انداز سے خوب گاکر نوش کیا عین اس حالت مین ایک خواص نے شمس النہار سے آہستہ کہا کہ بی بی سرور افسر خواجہ سرا اونکے واسطے پہونچانے پیغام خلیفہ کے دروازے پر حاضر ہے شہزادہ اور ابن طاہر دونون کنیز سے یہ بات سنتے ہی خوف سے کانپنے لگے اور چہرے پر اونکے ہوائیان اوڑنے لگین شمس النہار نے اونکو مطمئن کیا اور اوس لونڈی سے کہا تو جاکر سرور کو باتون مین لگا مین جب تک تخلیہ کرکے اونکو بلاؤن وہ لونڈی ادھر گئی ادھر شمس النہار نے حکم کیا کہ سب دروازے بارہ دری کے بند کرو اور پردے سائبان کے کہ باغ کی طرف ہین سب چھوڑ دو شہزادے

اور ابن طاہر کو ایک طرف بارہ دری کے بٹھا کر کہا تم بدلجمعی یہان پر بیٹھو اور اوس طرف کے دروازے کو بند کر دیا تاکہ باہر سے معلوم نہو پھر فرمایا
کہ وہ سب گانے والیان موافق اپنے معمول کے گاوین بجاوین اور بعد سب بندوبست کے آپ تخت پر بیٹھی اور اوس لونڈی سے کہا کہ اب سرور
کو اپنے ساتھ لے آ مسرور اور بیس حبشی خواجہ سرا جنکے گلون مین سنہری پٹے پڑے ہوے اور اون مین تلوارین حمائل کی ہوئین چلیمن پیچھے
اوسکے چلے آتے تھے دور سے شمس النہار کو آداب بجالائے پھر جب بہت قریب آئے اوسوقت وہ اپنے تخت سے اوٹھکر مسرور کیطرف آئی اور
پوچھا کیا خبر ہے اوسنے کہا خلیفہ کیطرف سے یہ پیغام لایا ہون کہ خلیفہ فرماتے ہین مین بے دیکھے تمہارے نہین رہ سکتا تمہارے محل مین ارادہ آنیکا
رکھتا ہون شمس النہار یہ پیغام زبانی مسرور کے سنکر سجدہ شکر بجالائی اور کہا میری طرف سے خلیفہ کی حضور مین عرض کیجیو کہ لونڈی کو آپ نے
سرفراز فرمایا لونڈی حاضر ہے جسوقت حضرت کا جی چاہے قدم رنجہ فرمائین یہ کہکر اپنے خادمون کو حکم دیا کہ جلد فرش فروش اور سب طیاری
کہ وقت تشریف لانے خلیفہ کے ہوتی ہے کرو اور مسرور سے کہا تھوڑی دیر مین یہ سب طیاری ہوئی جاتی ہے ذرا حضرت تامل کر کے آوین ایسا نہو کہ جلدی
مین کوئی امر فروگذاشت ہوجائے کہ وہ موجب میری ندامت کا ہو یہ کہکر مسرور اور اوسکے ہمراہیون کو رخصت کیا اور آپ باچشم تر شہزادے کے
نزدیک گئی ابن طاہر اوسکو روتے ہوے دیکھکر بہت ڈرا کہ شاید افشا راز ہوا کہ جسلیے یہ روتی ہے اور ادھر شاہزادہ عین وصل مین یہ خلل دیکھکر
مضطر ہوگیا وہ بھی اونکو سراسیمہ دیکھکر رونے لگا اتنے مین اوس کنیز معتمد نے آکر کہا بی بی بیٹھی کیا ہو ایک گروہ خواجہ سراؤن کا
چلا آتا ہے اور خلیفہ بھی کوئی دم مین تشریف فرما ہوتے ہین شمس النہار نے ایک آہ کھینچکر کہا ای سپہر بے مہر کیسا تو سنگدل ہے کیسی جلدی
تو نے ہمکو ایک دوسرے سے جدا کیا پھر اوس لونڈی سے کہا ان دونون کو اوس مکان مین جو باغ کے کونے مین ملحق دریا کے ہے اوسی گھر مین لیجاکر
بیٹھا اور باہر سے قفل لگادے قابو پاکر دوسرے دروازے سے اونکو پوشیدہ باہر کر دیجیو پھر شہزادے کو گلے سے لگاکر رخصت کیا اور آپ طرف
استقبال خلیفہ کے متوجہ ہوئی وہ لونڈی دونون کو اوس مکان مین لیجاکر چھوڑ آئی اور اونکی بہت تسلی کی کہ تمکو یہان کسیطرح کا خوف و خطر
نہین مین رات کو موقع پاکے تمکو یہان سے باہر لیجاؤنگی جب یہ کہکر وہ لونڈی چلی گئی وہ دونون اوسکے کہنے اور تسلی دینے کو بھولکر نہایت ادا سن
ہوے چارون طرف اوس مکان کے پھرتے تھے کہ شاید کہین سے راہ مخلصی کی پاوین مگر کسیطرف سے راہ نکلنے کی اونکو نہ ملی دفعتہ سوار اور پیادون کو جاتے دیکھا گئے آگے
خلیفہ کے چلے آتے تھے دیکھکر زیادہ بدحواس ہوے پھر بہت روشنی دیکھی کہ ایک طرف سے باغ مین چلی آتی ہے گھبراکر اوس روشنی کو دیکھنے لگے کہ سو
خواجہ سرا امرد ہمسن ہم لباس معین پوشش موم سفید کی ہر ایک نے ہاتھہ مین لیے آتے ہین اور اونکے پیچھے سو سے زیادہ خواجہ سرا جوان مسلح برابر صف
باندھے ہوے وہ اسباب محافظت خلیفہ کے ہین اور اونکا معمول تھا کہ جب خلیفہ کسی بی بی کے گھر رات کو جاتا تو وہ اوسکے ساتھہ رہتے پھر دیکھا
کہ اون سب کے بعد خلیفہ اور دہنی طرف اوسکے مسرور اور بائین طرف صیف نامے سردار خواجہ سراؤنکا چلا آتا ہے شمس النہار خلیفہ کے استقبال کے واسطے
اخیر روش پر جاکر منتظر کھڑی ہوئی اور بیس خوصین صاحب جمال جنکے گلون مین مروارید کے مالے اور کانون مین بالے جن مین بڑے بڑے ہیرے
پڑے ہوے اور اسیطرح سے اور زیور اقسام جواہرات کے پہنے ہوے پیچھے شمس النہار کے نہایت ادب اور لحاظ سے کھڑی باجے بجا
اور گانا گارہی تھین اور جب دیکھا کہ خلیفہ قریب پونہچا شمس النہار نے اپنے تئین اوسکے قدمون پر ڈالا خلیفہ شمس النہار کو دیکھکر خوش
ہوا اور کہا بی بی سر اپنا اوٹھاؤ اور نزدیک میرے آؤ مین تمہارے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا شمس النہار اپنا سر اوٹھا کر مودب

خلیفہ کی حضور مین بیٹھی اور ایک گائن کو واسطے گانے کے اشارہ کیا اوسنے دو چیزین گائین جسمین کمال سوز و گداز تھا خلیفہ سمجھا کہ اوسنے بموجب فرمایش شمس النہار کے اسطرح کا گانا گایا اور یہ سب سوز و گداز میرے ہی واسطے ہی اور حقیقت مین وہ سوز و گداز واسطے شہزادے کے تھا پھر درد اوسکا ضبط نکر سکی قریب تھا کہ گر پڑے خواصون نے دوڑکر تھامبا اور اندر بارہ دری کے لے گئین ادھر ابن طاہر نے شہزادے کا حال متغیر پایا یہانتک کہ وہ بھی غش مین آگئے گر پڑا ابن طاہر نے اوسکو سنبھالا اتنے مین وہی معتمد کنیز اونکے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اب تمھارا رہنا یہان پر صلاح نہین مین رنگ مجلس کا اچھا نہین پاتی ابن طاہر نے کہا دیکھہ شہزادے کا یہ حال ہی کیونکر ہم یہانسے جاسکتے ہین وہ کنیز شہزادے کو بیہوش دیکھہ دوڑی گئی اور پانی لاکر اوسپر چھڑکا جب وہ ہوش مین آیا ابن طاہر نے کہا ہم دونون قریب ہی کہٹے چلو اب یہانسے نکل جانا بہتر ہی چنانچہ کنیز اور ابن طاہر دونون شہزادے کو پکڑکر باہر کے دروازے تک لے گئے اور وہان کنارے نہر کے کہ دریا سے لگی تھی پہنچے وہان اوس کنیز نے دستک دی بمجرد اوسکی دستک دینے کے ایک کشتی موجود ہوئی ایک آدمی اوسکو کھیتا ہوا اونکے پاس لایا وہ دونون اوسمین سوار ہوے اور وہ وہین کنارے پر ٹھہر گئی اور ملاح کشتی کو وہانسے جلد کھیکر دریا مین لے گیا ابن طاہر شہزادے کو تشفی اور دلاسا دیتا اور کہتا کہ ہمکو بہت دور جانا ہی چاہیے کہ تم اپنے تئین سنبھالو اور ہمت باندھو ایسا نہو کہ کہین چوکی کے آدمی راہ مین دوچار ہوکر ہمکو گرفتار کرین یہانتک کہ وہ دونون کشتی سے اوترے ابن طاہر نے شہزادے کو نہایت سست پایا اور طاقت چلنے کی اوسمین نہ دیکھکر نہایت گھبرایا اور متردد ہوا کہ اب کیا کیا چاہیے اتنے مین اوسے یاد آیا کہ یہان میرا ایک دوست رہتا ہی اوسکے گھر تک جسطرح ہو پہنچنا چاہیے غرض شہزادے کو کھینچ کھانچ وہان تک لے گیا اوسکا دوست اونسے دیکھتے ہی دوڑا اور اپنے گھر کے اندر دونون کو لیجا کر بٹھلایا اور پوچھا کہ اسوقت تم کہانسے آتے ہو ابن طاہر نے کہا ایک قرضدار میرا اس شہر سے روپوش ہوا چاہتا تھا اس خبر کو سنکر مینے اوسکی تلاش کی راہ لی اس بزرگ سے جسکو تم میرے ساتھ دیکھتے ہو راہ مین ملاقات ہوئی عند الاستفسار معلوم ہوا کہ یہ بزرگ اوس میرے قرضدار سے بخوبی واقف اور پتا دینے کو موجود ہی اور نہایت مہربانی سے اس لیے میرے ساتھ ہوا اگرچہ اس بزرگ کی عنایت و رہنمائی مین شک نہین مگر بسبب بعض وجوہ کے وہ میرا قرضدار ہاتھ نہ لگا آخر ہم وہان سے پھرے ہوے آتے ہین اتفاقا یہ بزرگ راہ مین علیل ہوگیا اسواسطے مجبور ہوکر تمھارے گھر آئے اور چاہتے ہین کہ فجر تک یہان رہین ابن طاہر کے دوست نے یہ حال سنکر بہت تاسف کیا اور باوجود عدم تعارف کے شہزادے کی بہت سی غمخواری و پاسداری کی اور دوا علاج کے درپے ہوا ابن طاہر نے کہا کہ دوا کی حاجت نہین یہ عارضہ اکثر انکو ہوجایا کرتا ہی اور خود بخود اچھے ہوجاتے ہین فقط ہمکو آسایش منظور ہی تب اوسکے دوست نے ایک مکان وسیع ہوادار مین دونون کو لیجا کر سلایا شہزادے نے بعد سونے کے خواب مین دیکھا کہ شمس النہار خلیفہ کے آگے بیہوش پڑی ہی یہ حال خواب مین دیکھکر جاگ اوٹھا اور بہت بیقرار ہوا ابن طاہر اس خیال مین تھا کہ کہین جلد رات کٹے کہ ہم خیر و عافیت سے اپنے گھر پہونچین گھر کے لوگ ہمارے واسطے پریشان خاطر ہونگے اسواسطے کہ معمول ابن طاہر کا نہ تھا کہ باہر کہین شب باش ہو آخر ابن طاہر فجر ہوتے اپنے دوست سے رخصت ہو شہزادے کو لیے ہوے اپنے گھر پہنچا اور وقت فرصت کے وہ سب حال اپنے متعلقون سے کہا اور ہزارون شکر رب اپنے کے کیے کہ ایسی جاے خطرناک سے بچالایا دو تین روز تک شہزادہ ابن طاہر کے گھر مین رہا بعد اسکے اقربا اوسکے آکر وہانسے اوٹھا لے گئے شہزادے نے وقت رخصت کے ابن طاہر سے کہا میری طرف سے غافل نرہنا اور شمس النہار کے حال سے مجکو اطلاع کیا کرنا جب سے اوسکو خواب مین

بیہوش دیکھا ہی مین جیتے جی مرا جاتا ہون اوسنے کہا میرے صاحب بیہوشی اوسکی خدانخواستہ کوئی امر مکروہ نہین ہی مجھکو یقین ہی کہ وہ کنیز ابھی آکے سب
حال ظاہر کریگی ابن طاہر دو روز کے بعد شہزادے کے دیکھنے کو گیا اور اوسکو بدستور آہ و زاری مین پایا اور دوست اوسکے جمع اور حکیم تدبیر کر رہے
تھے اوسوقت تک کسیکا علاج مفید نہ پڑا تھا اوسی طرح سے شہزادے کو بیہوشی تھی مگر ابن طاہر کی آواز سنکر اوسنے آنکھین کھولین اور اوسکو دیکھکر
مسکرایا اوسکا ہنسنا دو سبب سے تھا ایک تو اوسکو دیکھکر خوش ہوا اور دوسرے حکیمون کے معالجے پر کہ بدون تشخیص مرض کے سب
اپنی اوقات ضائع کرتے ہین پھر سب اپنے دوستون اور طبیبون کو رخصت کر دیا اور فقط ابن طاہر کو نزدیک اپنے بلا کر کہا عشق دن بدن
ترقی مین ہی اور جدائی شمس النہار کی ساعت بساعت میرے درپے مضمحل کرنے کے سبب قریب ہی سبب میری حالت کو دیکھکر روتے اور افسوس
کرتے ہین دوستون کے جمع رہنے سے اور بھی پریشان رہتا ہون اخلاق سے کسیکو کچھ کہہ نہین سکتا ایک فقط تمہارے دیکھنے سے تسلی
ہوتی ہی مگر تم مجھسے کوئی امر جو معلوم ہوا ہو چھپاؤ نہین کیا خبر شمس النہار کی لائے ہو اور کیونکر اوسکی کنیز کو تمنے پایا اور اوسنے تمسے آکے کیا
کہا ابن طاہر نے جواب دیا کہ اب تک وہ نہین آئی اور کچھ احوال وہان کا معلوم نہین یہ سنکر شاہزادہ رونے لگا ابن طاہر نے کہا شاہزادے
خدا کے واسطے رونا موقوف کرو مبادا کہ بار بار کے رونے سے اگر یہ راز لوگون پر منکشف ہو جائے تو پھر بڑی قباحت ہو شاہزادے
نے کہا آہ و نالہ کرنے سے تو مینے اپنے دلکو بہت ضبط کیا ہی لیکن اشکون سے مجبور ہون کہ بے اختیاری سے جاری ہین ابن طاہر نے اوسکی بہت
تسلی کی کہ شمس النہار اچھی طرح سے ہی تم کچھ اور خیال اوسکے حق مین نکرو اوسنے قابو کسی کے بھیجنے کا نہین پایا آج شام تک یقین ہی کہ کوئی
وہانسے آوے غرض ابن طاہر اسی طرح سے اوسکی تشفی کرکے رخصت ہوا جب وہ اپنے گھر پہونچا اوسنے شمس النہار کی کنیز کو اپنے گھر بیٹھا پایا
بعد صاحب سلامت کے اوسنے اوسکی بی بی کی خیر و عافیت پوچھی کنیز نے کہا پہلے تم اپنا حال بیان کرو کہ ہم تمہارے واسطے نہایت
متفکر ہین اسواسطے کہ وقت رخصت کے ہمنے شہزادے کا حال سقیم دیکھا تھا ابن طاہر نے سب راہ کا حال اور شہزادے کی بیقراری کا اوس
سے ظاہر کیا کنیز نے حال شہزادے کا سنکر کہا یہی حال میری بی بی کا ہی جب مین تمکو رخصت کرکے محل مین گئی مینے اونکو غش مین پایا اور
کسی تدبیر سے افاقے مین نہ آئین اور خلیفہ بھی اونکے پاس بیٹھا ہوا حیران تھا اور ہر ایک خواص سے خصوصاً مجھسے پوچھتا تھا کہ تمکو کچھ
سبب اس بیماری کا معلوم ہی ہم سب نے راز کو چھپایا اور کہا کہ ہمین کچھ معلوم نہین پھر ہم سب روتے دھوتے رہے آخر آدھی رات کو وہ ہوش مین آئین اوسوقت
خلیفہ نے پوچھا کہ شمس النہار تیرا ایسا حال کیون ہو گیا تھا اوسنے کہا خداوند آپ نے لونڈی کو اسوقت سرفراز فرمایا مگر مین عجب بدبخت ہون کہ میری
یہ حالت ہو گئی کچھ خدمت حضور کی نکر سکی بلکہ میرا حال دیکھکر حضور کو تردد اور بے چینی ہوئی بادشاہ نے کہا مجھے تیرا محبت کرنا خوب ثابت ہی
اور خبردار کوئی ایسا امر نہو کہ پھر یہ حال ہو جائے آجکی رات تو اسی جگہ رہیو اور محل مین قصد جانے کا نکیجیو کہ مبادا حرکت سے کچھ تکلیف تجکو ہو غرض
جب خلیفہ وہان سے گیا میری بی بی نے مجھے اشارے سے نزدیک اپنے بلا کر تمہارا حال پوچھا مینے اوسکی دلجمعی کی کہ وہ یہانسے بخوبی گئے اور
مینے حال شہزادے کے غش آنے کا اوس سے نہ کہا باوجود میری احتیاط کے اوسنے رو کے کہا ای شاہزادے مجکو تیرا حال نہین معلوم کہ کیا گذرا ہی
یہ کہکر پھر غش مین آکر میری گودی مین لیٹ گئی میری ہمراہیون نے کہ وہان حاضر تھین دوڑ کر اوسپر بید مشک چھڑکا پھر جب ہوش مین آئی
مینے کہا بی بی کیا تم اپنی جان دوگی اور ہم سبکو بھی اپنے ساتھ مارو گی تمکو قسم اوسی شہزادے کی ہی جسکی محبت مین تمہارا یہ حال ہوا

ذرا اپنی جان پر رحم کرو اور رونے سے کام مین اپنا جی بہلاؤ تب بی بی نے آنکھ کھولکر مجسے کہا مین تیری خدمتگزاری اور نصیحت کرنے سے بہت ممنون ہوئی لیکن کیا کرون کہ مین اپنے اختیار مین نہین پھر اوسنے سب خواصون کو رخصت کر دیا فقط مجھے اپنے پاس رہنے کو فرمایا اور تمام رات شہزادے کا نام لیکر رویا کی اور خلیفہ کے آنے اور خلل انداز ہونے کی شکایت کرتی رہی صبح کے وقت مین اوسے گود مین اوٹھا کر اوسکے خاص رہنے کے مکان مین لے گئی وہان بموجب حکم خلیفہ کے حکیم شمس النہار کے دیکھنے اور معالجہ کرنے کے واسطے حاضر تھے تھوڑی دیر کے بعد آپ بھی خلیفہ آیا دوا اور تدبیر اوسکی شروع ہوئی مگر کسی نے فائدہ نہ بخشا بلکہ اور موجب زیادتی مرض کا ہوا رات کو ذرا اوسنے آرام کیا فجر ہوتے مجکو فرمایا کہ تمھارے پاس جاکر شہزادے کی خبر لاؤن ابن طاہر نے کہا تو جلد جاکے اپنی بی بی سے کہ شہزادہ اچھی طرح ہی لیکن تمھارا حال بے چینی کا سنکر اوسکو نہایت بیقراری ہوئی ہی اور اوسکو سمجھا کہ مبادا خلیفہ کے سامنے کوئی راز کی بات بے اختیاری مین تجھسے نکل نجائے کہ ہم سب پر مصیبت اور آفت لائے ابن طاہر اوس کنیز معتمد کو رخصت کرکے شہزادے کے پاس گیا اور اوس سے کہا شمس النہار نے اپنی کنیز کو تمھاری خیر و عافیت کے واسطے بھیجا تھا اور جو زبانی کنیز کے سنا تھا مفصل شہزادے سے بیان کیا یہانتک کہ شام ہوگئی شہزادے نے ابن طاہر کو تمام رات وہین رکھا صبح کو ابن طاہر اپنے گھر آیا تھوڑی دیر نگذری تھی کہ وہ کنیز اوسکے پاس آئی اور بعد صاحب سلامت کے کہا کہ میری بی بی نے یہ خط شہزادے کو لکھا ہی ابن طاہر نے اوس کنیز اور خط کو شہزادے کے پاس لیجا کر کہا کہ شمس النہار نے تمکو خط لکھا ہی اور لونڈی کو تمھاری خیر و عافیت کے واسطے بھیجا شاہزادہ یہ حال سنکر اوٹھہ بیٹھا اور لونڈی کو سامنے بلایا خط کو اوس سے لیکر آنکھون سے لگایا اور چوما پھر کھولکر اوسکو پڑھا مضمون اوس خط کا اول سے آخر تک سوز و گداز عاشقانہ تھا شہزادے نے مکرر اوسکو پڑھا اور اوسکا جواب لکھکر اوس کنیز کو دیا اور اوسکو رخصت کیا ابن طاہر بھی شہزادے کے پاس سے اپنے گھر کو آیا اور سوچا کہ روز بروز ان دونون کا حال عشق مین ایک دوسرے کے ابتر ہوتا جاتا ہی اور ہر روز کنیز کا آنا اور پیغام کا لانا اور میرا شہزادے کے پاس جانا میرے حق مین خوب نہین وہ دونون عشق مین اپنی جان پر کھیلتے ہین لیکن اگر یہ راز افشا ہو خلیفہ کے کان تک پہونچے تو اوسوقت مین جان سے مارا جاؤنگا اور میرے اہل و عیال پر بڑی مصیبت آئیگی اور عزت میری خاک مین مل جائیگی اس سے بہتر ہی کہ تو اس شہر کو چھوڑکر اور شہر مین جا رہ ایک روز ابن طاہر اسی اندیشے مین اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جوہری دوست دلی اوسکا اوسکے دیکھنے کو آیا اور وہ جوہری اکثر کنیز شمس النہار کو اوسکے پاس آتے اور اوسکو شہزادے کے گھر جاتے ہوے دیکھکر خوب جانتا تھا کہ اسکا کیا سبب ہی خصوصاً ابن طاہر کو اوسوقت نہایت متفکر پاکر تصور کیا کہ کوئی امر عظیم اسکو واقع ہوا ہی جسکے سبب سے اسقدر فکر لاحق ہوئی آخر اوس جوہری نے ابن طاہر سے پوچھا کہ شمس النہار کی کنیز تمھارے پاس کیون آیا جایا کرتی ہی ابن طاہر اوسکے سوال سے ہراسان ہوا اور کہا کسی سہل امر کے واسطے آتی ہی جوہری نے کہا وہ امر سہل کیواسطے نہین آتی بلکہ کوئی امر عظیم ہی تب ابن طاہر نے جانا کہ اوسکی تسلی اس جواب سے نہین ہوئی اور وہ مصر ہی کہ بیان واقعی اوس سے کرون چنانچہ ابن طاہر نے قول و قرار لے کے اوس سے کہا شمس النہار ابو الحسن بن بکا شہزادہ پارس پر اور شہزادہ اوسپر عاشق ہی اور وہ دونون جلیل القدر ہین اور پیغام ہر ایک کا میری معرفت پہونچتا ہی مبادا اگر یہ راز خلیفہ کو معلوم ہو جائے تو خدا جانے میرا کیا حال ہو سو مین اب اپنا اسباب لیکر یہان سے نکل کر بصرے کے جانے کا قصد رکھتا ہون تا اس آفت سے محفوظ رہون اور سبب اس مصیبت کا دوستی شمس النہار اور شہزادے کی ہی خدا سے یہ دعا مانگتا ہون

کا اونکی غیرت اور حرمت بچے جوہری نے یہ حال سنکر بہت تعجب کیا اور اوس سے رخصت ہو کے چلا گیا پھر بعد دو روز کے اوس جوہری کا گذر ابن طاہر
کی دکان کیطرف ہوا اوسنے دکان کو بند پا کے جانا کہ شاید وہ باہر کو گیا جوہری نے اوسکے چلے جانے سے شہزادے کے حال پر
بہت افسوس کیا اور اپنے دل مین کہا اس شہر مین فقط اوسکا ایک دوست غمخوار اور محرم راز تھا سو وہ اب یہانسے چلا گیا اوسکے نہونے سے
دو چند مصیبت شہزادے پر گذرے گی بہتر یہ ہے کہ اب تو اوسکی عوض اعانت اور غمخواری شہزادے کی کرے یہ تصور کر کے اوس جوہری نے شہزادے سے
ملاقات کی اوسنے جوہری کو پہچانا اور اوسکی خاطر کیواسطے اوٹھہ بیٹھا اور خیر و عافیت پوچھی اور کہا کہ مجھسے کچھ کہنے آئے ہو یا کچھ کام ہے
جوہری نے کہا اے شہزادے اگرچہ مجکو آپکی خدمت مین بندگی کم ہے لیکن مین چاہتا ہون کہ آپ کی حضور مین حاضر رہون اور خدمت حضور کی
بجا لاؤن بالفعل ایک امر عظیم ہے کہ اوسکو عرض کیا چاہتا ہون شہزادے نے کہا کہ اچھا کہو تب جوہری نے کہا مین امیدوار ہون کہ مجکو اپنا
خادم خاص سمجھو اور کسیطرح کا میری طرف سے اندیشہ نفرماؤ ابن طاہر سے زیادہ خیر خواہ اور رازدار مجکو پاؤگے اور جو خدمتگذاری ابن طاہر
سے نسبت آپکے وقوع مین آئی اوسکے اطلاع کرنے سے غلام کو خوب معلوم ہے ابھی مین اوسکی دکان کیطرف سے آتا ہون کان اوسکی
بند دیکھہ کے معلوم ہوا کہ وہ شہر باہر کو گیا اگر آپ کو اوسکے جانے کا سبب معلوم ہو تو بتائیے کہ وہ کیون یہانسے چلا گیا شہزادہ یہ باتین
جوہری کی سنکر زرد ہو گیا اور اوس سے کہا کیا تو سچ کہتا ہے کہ ابن طاہر اس شہر سے چلا گیا فقط اوسکے سبب سے میری تسلی ہوتی تھی اور اوسنے
میرے واسطے بہت تکلیفین اوٹھائین غرض شہزادے نے اوسکے جانے کا حال سنکر بڑا تاسف اور قلق کیا پھر اپنے آدمی کو کہا کہ ابن طاہر کے
گھر جا کے اوسکے آدمیون سے تحقیق کر کے آ کہ ابن طاہر کہان گیا اوس آدمی نے جا کر دریافت کیا کہ ابن طاہر بعد دو روز ہوئے کہین باہر کو گیا پھر اوسنے
شہزادے سے آ کر یہ خبر کہی اور یہ بھی اوسکے کان مین ظاہر کیا کہ ایک خادمہ کسیکی آپکے پاس کچھ کہنے کو آیا چاہتی ہے پہلے اوسکو ایک مکان مین
بٹھا کر آیا ہون شہزادے نے کہا جلد اوسکو لے آ اور اپنے دل مین کہا کہ بیشک وہ کنیز شمس النہار کی ہے القصہ وہ شہزادے کی حضور مین آئی اور
وہ جوہری اوسکو دیکھکر اوٹھہ گیا پھر وہ کنیز شہزادے سے بات چیت کر کے رخصت ہوئی اور اوسنے شہزادے کو آگے سے اچھا پایا جب
وہ کنیز جا چکی وہ جوہری شہزادے کے پاس آ کے اپنی جگہ پر بیٹھہ گیا اور مسکرا کے پوچھنے لگا کہ شہزادے تمکو بڑی راہ و رسم خلیفہ کے محل سے
معلوم ہوتی ہے وہ جھنجلا کر بولا کہ تو نے کیونکر اس بات کو جانا اور تجکو کیا معلوم کہ یہ لونڈی کسکی ہے جوہری نے کہا مین خوب جانتا ہون
کہ یہ کنیز شمس النہار معشوقہ خلیفہ کی ہے اور مین اوس سے اور اوسکی بی بی سے خوب واقف ہون وہ اکثر واسطے خرید کرنے جواہرات کے میری دکان پر
تشریف لاتی ہین اور یہ کنیز اونکی محرم راز ہے اور اکثر مینے اوسکو ابن طاہر کے پاس آتے جاتے دیکھا یہ سنتے ہی شہزادے کو یقین ہوا کہ جوہری بھی
اس راز سے واقف ہے نہایت ہراسان ہوا ایک ساعت ساکت رہا پھر اوس جوہری سے کہا کہ جو کچھ تم اس بھید سے واقف ہو سب مجھسے کہو
اور کوئی امر اوسمین اوٹھا نرکھو جوہری نے وقت پا کر اول سے آخر تک سب حال مفصل بیان کیا اور کہا کہ حضرت میرا سبب آنے کا آپ کی
حضور مین یہی ہے اور مجکو آپکے حال پر بہت رحم آیا اور چاہا کہ آج حاضر ہو کے اس خاص امر مین آپ کی خدمتگذاری اور غمخواری جیسی کہ
ابن طاہر سے عمل مین آئی ہے بجا لاؤن اور تمہارے کام مین اپنی عزت بلکہ جان بھی دریغ نکرونگا اور اوسکا افشا مجھسے کبھی نہوگا اس سے
آپ بہت خاطر جمع رکھیں اور مین اسپر قسم اپنے خدا اور ایمان کی کھاتا ہون اور آپ بے تامل خوش ہون کہ مجھہ ایسا رفیق آپ کو

بجاے رفیق پہلے کے جو آپ کے ہاتھہ سے گیا ملا بہرکیف وہ شخص جوہری کی باتون سے شہزادے کو بہت تسلی ہوئی اور اوس سے کھلا اور اپنے دل کی باتین اوس سے کہنے لگا مگر ساتھہ اسکے یہ بھی کہا کہ کنیز شمس النہار کی تمکو یہان دیکھکر کہتی تھی کہ اس شخص نے ابن طاہر کو صلاح بغداد سے جانے کی دی اور تم سے وہ کنیز بہت بدگمان ہی اس صورت مین کیونکر تمھین واسطہ اس امر خاص مین کیا جائے اسواسطے کہ اوسنے تمھارا حال اپنی بی بی سے کہکے اوسے بھی تمھاری طرفسے بدگمان کیا ہوگا جوہری نے کہا اسکا حال اس طرح ہی کہ جب ابن طاہر نے مجسے اس شہر بانسر کے جانیکا مشورہ کیا تب مینے البتہ اوسکو منع نکیا اور مینے جانا کہ یہ شخص عاقل و دانا ہی اپنی عزت اور حرمت کے لیے خاص وطن چھوڑکے جاتا ہی اور اس بات کی کچھہ اصل نہین کہ مینے اوسکو صلاح یہانسے جانے کی دی جیسا کہ وہ کنیز کہتی ہی تب شہزادے نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ کنیز نے حسد کی راہ سے تمھین اس بات مین متہم کیا میرے دل مین تمھاری طرفسے کچھہ نہین مگر تمھین لازم ہی کہ جیسا تمنے مجکو اپنی طرفسے مطمئن کیا ہی اوس کنیز کو بھی ملالو اور اوسکی خاطر جمعی کرو تا تمھاری شکایت کہین نکرے پھر دیر تک وہ دونون صلاح اور مشورہ کرتے رہے کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ جس سے پھر ملاقات شمس النہار اور شہزادے کی ہوسکے بعد اوسکے وہ جوہری شہزادے سے رخصت ہوکر اپنے گھر کو روانہ ہوا اور شہزادے نے وقت رخصت کرنے اوس کنیز کے اوسی سے کہا تھا کہ اب کی بار کوئی خط اور اپنی بی بی کے ہاتھہ سے لکھواکر میرے واسطے لائیو کنیز نے جاکر اپنی بی بی سے حال چلے جانے ابن طاہر کا اور طلب کرنے شہزادے کا دوسرے خط کو دستخط خاص سے بیان کیا شمس النہار نے فی الفور ایک خط شوقیہ فرادیہ مشتمل تاسف و اندوہ کا ابن طاہر کے جانے سے لکھہ لونڈی کو فرمایا کہ جلد شہزادے کو پہونچا وہ کنیز خط لیکر شہزادے کے گھر دوڑی جاتی تھی اتفاقاً وہ خط اوسکے ہاتھہ سے راہ مین گرپڑا اور جوہری نے اوسکو پڑا پایا اور یہی امر سبب آشتی کا درمیان جوہری اور اوس کنیز کے ہوا یعنی وہ کنیز خط ڈھونڈھتی ہوئی اوس جا پر آئی جہان جوہری اوسکو اوٹھاکے کھڑا ٹہر رہا تھا کنیز نے جوہری کے ہاتھہ مین خط دیکھکر کہا صاحب یہ خط میرے ہاتھہ سے یہان گرپڑا تھا تمنے اوسکو پایا امیدوار ہون کہ میرا خط مجکو دو اوس جوہری نے اوسکی بات پر کچھہ التفات نکیا اور چپکا اپنے گھر چلا گیا وہ کنیز بھی پیچھے اوسکے لگی ہوئی چلی گئی اور گھر مین جاکر پھر اوس سے کہا کہ صاحب تمھارے کسی کام کا نہین اور اوسکے دینے مین تمھارا ضرر کیا ہی اور تمکو یہ بھی معلوم نہین کہ اسکو کسنے لکھا کسکے نام پر ہی جوہری نے قبل جواب دینے کے اوسے بیٹھنے کو اشارہ کیا اور کہا مجکو معلوم ہی یہ خط شمس النہار نے فلانے شہزادے کو لکھا کنیز اس بات کو سنکر ڈر گئی جوہری نے کہا مین تجکو اس خط کو راہ مین دے دیتا مگر مجکو تجسے کچھہ پوچھنا ہی سچ کہہ کہ کیا تو نے شہزادے سے کہا ہی کہ مینے ابن طاہر کو صلاح بغداد سے جانے کی دی اور مین چاہتا ہون کہ بجاے ابن طاہر کے شہزادے کی اس کام مین ہمرازی اور غمخواری کرون تو غلط سمجھی ہی البتہ ہی کہ پہلے مینے ہی خبر ابن طاہر کے جانے کی شہزادے سے جاکر کہی تھی اور وہ اول مین مجکو بیگانہ سمجھکر کچھہ بھید کی بات نہ کہتا تھا آخر میری خیرخواہی اور غمخواری دیکھکر سب اپنا حال مجسے کہا اور راضی ہوا کہ مین اس امر مین اوسکو مشورہ دون اور مین تجسے بھی چاہتا ہون کہ تو بھی اس بات پر راضی ہو کہ بجاے ابن طاہر کے مجکو سمجھہ اور اس بات پر اپنی بی بی کو بھی راضی کر تاکہ وہ بھی مجکو معتمد اور رازدار جانے اگر جان بھی میری شہزادے اور شمس النہار کے کام آوے تو دریغ نکرونگا اور مال اور آبرو تو کیا چیز ہی اوس کنیز نے جوہری کی باتین سنکر کہا مین تم سے راضی ہوئی کہ تم شہزادے کے کام مین بجاے ابن طاہر کے رہو اور جو کچھہ کہ مینے تمھارے حق مین شہزادے سے کہا تھا اوسکو معاف کرو

اور حقیقت مین شہزادہ اور شمس النہار بہت خوش قسمت ہین کہ بعد ابن طاہر کے تم ایسا اونکا رفیق اور محرم راز ہوا اور مین اپنی بی بی سے بھی تمھاری
تعریف کرکے تمسے اچھی کرونگی اور تم اوسکی طرف سے بھی اس امر خاص مین مقرر ہوگے تب جوہری نے خط اپنی بغل سے نکالکر اوسکو دیا اور کہا یہ جاکر
شہزادے کو دے اور جو جواب اس خط کا لکھے مجھے بھی اسی راہ سے دکھلاتی جائیو اور جو ہمارے اور تیرے درمیان مین عہد و پیمان ہوا ہے
وہ سب شہزادے سے کہنا پھر وہ کنیز اوس خط کو شہزادے کے پاس لے گئی اور اوسنے پڑھکے فوراً جواب اوسکا لکھا اور کنیز کو دیا وہ کنیز
پہلے جوہری کے پاس لے گئی اوسنے پڑھکے پھر اوسے حوالے کیا اور وہ کنیز جوہری سے رخصت ہوکر شمس النہار کے پاس گئی اور جواب
خط کا دیا اور جوہری کی سپارش کی دوسرے دن فجر کو پھر وہ جوہری کے پاس آئی اور کہا مینے سب باتین تمھاری طرف سے ذہن نشین اپنی بی بی
کے کیے وہ سنکے تمسے بہت خوش اور راضی ہوئی تم بجاے ابن طاہر کے درمیان میرے اور شہزادے کے ہو صورت اوسکی یہ ہوئی کہ میری بی بی
منتظر بیٹھی تھی کہ مینے جاکر خط شہزادے کا اوسکو دیا وہ اوسکو پڑھکر بہت [illegible] تب مینے موقع پاکے کہا خداوند سچ ہے کہ تمکو ابن طاہر کے چلے جانے
سے بڑا رنج والم ہوا لیکن مینے بجاے ابن طاہر کے ایک دوسرا شخص پیدا کیا ہے کہ نہایت معتبر اور رازدار بلکہ بہ نسبت اوسکے زیادہ صاحب تجربہ ہے
یہ کہکے مینے تمھارا ذکر کیا اور شہزادے سے جو تمھین راہ و رسم تھی وہ بھی سب کہی وہ سن کے مطمئن ہوئی اور کہا کہ مین بھی چاہتی ہون کہ اوسکو
دیکھون اور اوسکی زبانی سب یہ باتین جو تونے کہین مین آپ سنون اور اوسکی شکرگزاری کرون کہ ایسے آدمی جو بے سابقہ معرفت کے لوگونکی
خدمتگزاری مین دل سے مصروف ہون دنیا مین بہت کم ہین اور اوسکی لیاقت کا بھی امتحان کرون کہ اس کام کے لائق ہے یا نہین ضرور تو فجر
کو جاکر اوسے یہان لے آ اب اگر تم چاہتے ہو میرے ساتھ محل مین چلو اوس کنیز کی بات سنکر جوہری نے بڑا اندیشہ کیا اور کہا تمھاری
بی بی بے تامل ابن طاہر پر قیاس کرکے مجکو وہان پر بلاتی ہین یہ سمجھین کہ ابن طاہر کو خلیفہ تک جانتے تھے اور سب چھوٹے بڑے محل کے
اوسے پہچانتے کوئی اوسکو کسی وقت محل کے آنے جانے سے مانع و مزاحم نہین ہوتا تھا مین کہ ابھی اجنبی سمجھتا ہون کیونکر قصد محل
مین جانے کا کرون اگر بتدریج اتفاق وہان کے جانے کا ہو تو مضایقہ نہین پھر اوس کنیز نے جوہری کو بہت سمجھایا اور جرأت دلوائی
کہ صاحب یہ جو تمنے کہا سچ ہے لیکن شمس النہار نے کہ بہت ہوشیار اور صاحب اختیار ہے کچھ تو سمجھکر بلوایا ہوگا تم کچھ اندیشہ نکرو بے تامل
میرے ساتھ چلو کسیطرح کا خوف و خطرہ نہین اور مین ذمہ کرتی ہون کہ تمکو صحیح و سالم پھر تمھارے گھر پہونچا دونگی غرض ہر چند اوس
کنیز نے اوسکی تسلی کی مگر وہ جوہری جانے پر راضی نہوا آخر وہ کنیز شمس النہار پاس پھر گئی اور حال جوہری کے ڈرنے کا اوس سے ظاہر کیا
شمس النہار نے سوچکر کہا کہ وہ سچ کہتا ہے مین خود پوشیدہ اوسکے گھر جاکر اوسکو دیکھونگی تو جاکر اوسکو میرے آنے کی خبر کر پھر وہ کنیز
جوہری کے پاس آئی اور اپنی بی بی کے ارادے پر اوسے آگاہ کیا اور کہا کہ اب تم گھر سے کہین نجانا مین ابھی اونکو لے آتی ہون غرض
تھوڑی دیر کے بعد شمس النہار اوس کنیز کے ساتھ آپ جوہری کے گھر گئی جوہری آداب بجالاکر اوسکو بڑی تعظیم و تکریم سے اندر لیگیا
جہان کوئی نتھا لے گیا شمس النہار نے وہان بیٹھکے برقع اپنے مونہہ سے اوٹھایا جوہری اوسکے حسن کو دیکھکر دنگ ہو گیا اور اپنے دل مین کہا
کہ کیونکر نہ وہ شہزادہ ایسی صورت پر جسے حور و پری دیکھکر فریفتہ ہو جاوین عاشق ہو پھر شمس النہار سب ماجرا تب کہ سنکر بولی کہ خدا حافظ مین اب
جاتی ہون اور تم میرے اور شہزادے کے بیچ مین مثل ابن طاہر کے واسطہ رہنا مین تمکو دیکھکر خوش اور مطمئن ہوئی شکر خدا کا کہ اوسنے بعد ابن طاہر کے تم سے نو

عاشقون کی تسلی اور تسکین کے واسطے تم ایسے شخص کو عنایت کیا یہ کہکے وہ محل کو چلی گئی اور جوہری شہزادے کے پاس آیا شہزادے نے اوسے
دور سے دیکھتے ہی کہا مین تمھارے ہی انتظار مین تھا وہ کنیز اوس خط اپنی بی بی کے پاس سے لائی تھی گو میری تسلی اوس سے بھی ہوئی
مگر شمس النہار اپنی عنایت سے کوئی صورت ملاقات کی ٹھہرائے تو البتہ موجب تسکین اطمینان کا ہو افسوس اگر ابن طاہر ہوتا تو اب تک کوئی صورت
وصل کی نکالتا اسواسطے کہ اوسکی ملاقات شمس النہار سے بے واسطہ ہوتی تھی اب اوسکے نہونے سے ہمکو سب طرح سے یاس ہے جوہری نے
اوسکی یہ سب باتین سنکر کہا جو مینے آپ کیواسطے دلسوزی اور غمخواری کرکے ایک راہ پیدا کی ہے دوسرے آدمی کا مقدور نہین کہ بجا لائے اگر ذرا
صبر کرکے اوسکو سنیئے گا تو موجب تمھاری تشفی کا ہوگا تب شہزادہ اپنی زبان بند کرکے بالکل جوہری کی طرف متوجہ ہوا جوہری نے سب باتین
یعنی اول سے آنا کنیز کا لینے سے اور آنا شمس النہار کا اوسکے گھر اور جو باتین کہ اوسنے کی تھین شہزادے سے تفصیل کہین اور کہا کہ
گھبراؤ نہین ایک دو دن کے عرصے مین تمھاری ملاقات شمس النہار سے ٹھہری جاتی ہے لیکن تمھارا اور میرا اوسکے محل مین جانا کسیطرح
مناسب نہین مین اوسکو یہین بلواؤنگا اور کوئی مکان محفوظ ٹھہرا کر تم دونون کی ملاقات وہین پر ٹھہراؤنگا شہزادہ جوہری کا کلام
سنکر نہایت مسرور ہوا اور کہا کہ اب مجکو یقین ہے کہ تمھاری بدولت اپنے مطلب کو پہونچونگا جو کچھ مجھسے کہوگے اوسکے بجا لانے مین حاضر ہون
جوہری شہزادے سے رخصت ہوکر اپنے گھر آیا دوسرے دن فجر کو خادمہ شمس النہار کی اوسکے گھر موجود ہوئی جوہری نے اوسکو دیکھکر
کہا خوب ہوا تم آئین مین منتظر تھا اوسنے کہا کیون خیر تو ہے جوہری نے کہا شہزادہ شمس النہار کیواسطے نہایت بیقرار ہے جسطرح سے بن سکے
تو اپنی بی بی کو یہان لا خادمہ نے کہا بہت اچھا جسوقت کہو اوسوقت مین اونکو یہان لے آؤن اسواسطے کہ وہ بھی شہزادے کی ملاقات
کیواسطے تڑپ رہی ہین مگر تمھارا یہ گھر بہت چھوٹا ہے قابل اون دونون کے رہنے کے نہین جوہری نے کہا سوا اس گھر کے ایک گھر میرا اور
ہے نہایت وسیع قابل رہنے امیرون کے تو چلکر اوسکو دیکھ اور پسند کرلے اوس خادمہ نے کہا بہت اچھا پھر وہ دونون اوس گھر مین گئے اور اوسکو
دیکھکر خادمہ نے پسند کیا اور کہا مین اپنی بی بی کے پاس جاکر یہ سب احوال کہتی ہون اگر وہ راضی آنے پر ہوتی ہے تو فوراً مین تمکو اوسکی اطلاع کرتی
ہون تھوڑی دیر کے بعد وہ کنیز جوہری کے پاس پھر آئی اور کہنے لگی کہ میری بی بی نے وعدہ شام کے وقت اوس مکان مین آنے کا کیا ہے اور یہ
کہکے ایک تھیلی اشرفیون کی جوہری کے ہاتھ مین دی اور کہا کہ میری بی بی نے فرمایا ہے کہ اسکا کچھ مختصر کھانا اور شراب وغیرہ جو درکار ہو
تیار رکھنا اتنا کہکر وہ کنیز جوہری سے رخصت ہو چلی گئی پھر اوس جوہری نے اپنے دوستون سے کچھ ظروف طلائی اور کچھ نقرئی اور قالین
و مسند تکیے زردوزی وغیرہ اسباب جو درکار تھا عاریت منگواکے اوس مکان کو آراستہ کیا جب وہ خاطر خواہ اپنے اوسکو آراستہ کرچکا اور سب
چیزین کھانے پینے کی بھی لاکر مہیا کین شہزادے کے پاس گیا شہزادہ پوشاک فاخرہ تبدیل کرکے تنہا اوسکے ساتھ ہوا جوہری اوسکو
ایسے کوچون سے کہ کوئی نہ دیکھے اوس گھر مین لے گیا شہزادہ وہان پر بیٹھکر انتظار مین شمس النہار کے جوہری سے بات چیت کررہا تھا
کہ شمس النہار بھی بعد نماز مغرب کے ساتھ اوس کنیز معتمد اور دو اور کنیزون کے وہان پونہچی وہ دونون عاشق ایک دوسرے کو دیکھ اسقدر
خوش ہوے کہ جسکا کچھ بیان نہین ہوسکتا پہلے وہ دونون عالم تحیر مین ایک دوسرے کو دیکھا کیے اوسکے بعد اون دونون نے ایک دوسرے سے اپنا حال
اس درد سے بیان کیا کہ وہ جوہری اور وہ تینون خادمہ اوسکو سنکر بے اختیار رونے لگے آخر جوہری نے اوٹھکر اون دونون کے آنسو پونچھے

اور دستر خوان پر لیجا کر بٹھلایا دونون کچھ تھوڑا تھوڑا کھا کر اوٹھ کھڑے ہوے اور پھر اوسی مکان مین جہان پہلے بیٹھے تھے جا کر استراحت فرمائی شمس النہار نے جوہری سے پوچھا کہ یہان کوئی بانسلی بجانے کی ہی جوہری نے کہا آگے سے اس قسم کی چیزین مہیا کر رکھی تھین ایک بانسلی شمس النہار کو لادی وہ اوسکو دیر تک بجا کے راگ اور اشعار عشقیہ گایا کی پھر شہزادے نے اوس بانسلی کو لیکر شمس النہار کے جوش مین لانے کو خوب سا بجایا اور اشعار کہ اوسی وقت فی البدیہہ بنائے تھے اوسمین گائے مین اسی حالت گانے بجانے مین آواز شور ہنگامے کی سنی اور ساتھ اوسکے ایک غلام جوہری کا کہ باہر تھا بھاگ کے گھر مین چلا آیا اور کہا بہت آدمی دروازے پر جمع ہین اور قریب ہی کہ دروازہ توڑ کر اندر چلے آئین مینے اون سے پوچھا کہ تم کون ہو اوسکے جواب مین مجکو مارنا شروع کر دیا اسواسطے مین اندر بھاگ آیا وہ جوہری یہ خبر سنکر نہایت متردد ہوا اور چاہا کہ آپ باہر جا کر اس خبر کو دریافت کرے جب وہ باہر نکلا دیکھتا کیا ہی کہ ایک سو سوار ہاتھون مین تلوارین لیے دروازے پر اوس مکان کے کھڑے ہین پھر تو اوسکو نہ طاقت وہان ٹھہرنے کی ہوئی اور نہ قابو اندر آنے کا لاچار حمایت اپنے مہمانون کی کرے آخر ایک ہمسایے کے گھر کی دیوار پر چڑھ کے اوسکی حویلی کے اندر کود پڑا اور کہا بھائی یہ حال ہی مجکو بچاؤ غرض وہ جوہری ہمسایے کی حویلی مین جا چھپا اور آدھی رات تک آواز دار و گیر کی اوس حویلی سے سنا کیا جب دیکھا کہ اب آواز کسی کی نہین آتی اپنے ہمسایہ سے تلوار لیکر اوس حویلی مین گیا اوسکو آدمیون اور اسباب سے خالی پا کر ایک آدمی کی آواز سنی کہ وہ کہتا ہی تو کون ہی لٹنے اپنے غلام کی آواز پہچانی اور اوس سے پوچھا کہ غلانے تو ان لوگون سے کیونکر بچا اوس غلام نے کہا مین ایک کونے مین اس گھر کے چھپ رہا تھا بعد ہنگامے کے مین پھر نکل آیا اور جانا یہ جو پھر کے لوگ نہین تھے بلکہ ڈاکو تھے کتنے ایک روز گذرے ہین کہ انھون نے اس شہر کے فلانے محلے مین ڈاکا ڈالا تھا کتنے اور گھرون کو لوٹ لے گئے ہین غرض جوہری نے خیال کیا کہ اسکی بات کا امتحان کیا چاہیے اگر وہ ڈکیت ہونگے تو سب اسباب گھر کا لوٹ لے گئے ہونگے پھر جب اندر دالان کے گیا تو نہ اسباب دیکھا اور نہ شمس النہار اور شہزادے کو تب وہ بہت رویا اور پیٹا کہ اپنے ہمسایونکو اسباب کے جانے سے کیا جواب دونگا شمس النہار اور شہزادے پر معلوم نہین کہ کیا گذرا اوسکے غلام نے اوسکی تسلی کی اور کہا شمس النہار کو بھی شہزادے سمیت ڈاکو لے گئے ہین وہ وہان سے اپنے گھر کو گئی ہوگی اور شاید شہزادہ بھی اسیطرح سے اپنے مکان کو پہونچا ہوا اور جن دوستون کا اسباب تم مانگ لائے تھے وہ اس خبر کو سنکر معذور رکھینگے اسواسطے کہ ان ڈاکوونکا حال سب شہروالون کو معلوم ہی کہ اکثر گھر بڑے آدمیون کے ڈاکا ڈال کر لوٹ لیگئے پھر اوس جوہری نے اپنے دل مین کہا کہ ابن طاہر نے بڑی ہوشیاری اور مآل اندیشی کی کہ اپنا قدم اس مقدمے سے نکالکر بہانے سے چلا گیا اور مینے اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ان باتون مین پھنسایا اب دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی اون دونون کی بدولت لٹ تو گیا آئندہ جان بھی بچتی ہی یا نہین اتنے مین فجر ہو گئی اور اوس ڈاکے کی خبر تمام شہر مین مشہور ہوئی جوہری کے ہمسایے اور دوست سب وہان جمع ہوئے اور اس حادثۂ ناگہانی پر بہت افسوس کرنے لگے اور موافق دستور زمانے کے اوسکو سمجھایا اور تسلی کی ایک گونہ دوستون کی طرف سے اوسکی خاطر جمع ہوئی مگر اب اندیشہ اون دونون مہمانون کیطرف سے اوسکو رہا کہ آیا وہ اپنے گھر پہونچے ہین یا نہین جب جوہری اکیلا ہوا غلام نے کھانا اوسکے آگے رکھا مگر اوس سے کچھ کھایا نگیا دوپہر کے وقت ایک غلام نے اوسکے آکر کہا کہ ایک آدمی آپکو باہر کھڑا بلاتا ہی جوہری نے باہر نکل کر اوس سے پوچھا تو کون ہی اور کس لیے آیا اوسنے کہا اگرچہ تم مجھے نہین جانتے ہو لیکن مین تم سے خوب واقف

ہون میرا ایک بڑا کام تمسے متعلق ہی اسواسطے آیا ہون جوہری نے چاہا کہ اوسے اندر گھر کے لیجائے اور دریافت کرے کہ وہ کیا کام ہی اوس اجنبی نے کہا یہان نہین تم اپنے دوسرے گھر مین چلو جوہری نے کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ میرا دوسرا گھر بھی ہی اوسنے کہا مین اوس گھر کو خوب جانتا ہون تم میرے ساتھہ چلے آؤ اور کچھہ اندیشہ نکرو مین کچھہ تمسے کہا چاہتا ہون کہ وہ موجب تمھاری خوشی کا ہوگا جوہری یہ بات سنکر اوسکے ساتھہ ہوا وہ اجنبی ایسی راہ سے اوسے لے گیا کہ کوئی اوس سے واقف نتھا اور کہا کہ اسی راہ سے چور تیرا گھر لوٹنے کو آئے تھے وہان ٹھہر کر اوسنے جوہری سے کہا ذرا اور آگے چلو کہ وہان اوس امر کو لونگا غرض وہ دونون وہان سے آگے کو اتنی دور گئے کہ جاتے جاتے شام ہوگئی وہ جوہری بہت تھک گیا اور شام کے ہونے سے نہایت ڈرا یہان تک کہ کنارے دریاے ٹگرس کے پونہچے اور وہان سے کشتی پر سوار ہو اوس پار دریا کے گئے وہ اجنبی جوہری کو ایک لمبی گلی مین جسکو اوسنے کبھی نہ دیکھا تھا لے گیا اور اسیطرح سے کتنے کوچون مین لیجا کر ایک دروازے پر کھڑا ہوا جب وہ دروازہ کھلا تو اجنبی نے جوہری سے کہا اندر چل جب وہ دونون اوس گھر کے اندر گئے وہ دروازہ اندر کی طرف سے بند کیا گیا اور ایک بھاری قفل اوسمین لگا پھر وہ آدمی جوہری کو ایک کمرے مین لیگیا جس مین دس اور شخص اجنبی بیٹھے تھے اونھون نے جوہری کی تعظیم کی اور اپنے پاس بٹھایا وہ جوہری چار و ناچار وہان بیٹھا اتنے مین کھانا حاضر آیا اور کھانا مانگا اون سبھون نے ہاتھہ دھوئے اور جوہری کے بھی ہاتھہ دھلوائے جب وہ سب کھانا کھا چکے تو اونھون نے جوہری سے پوچھا کہ کبھی تو نے آگے بھی ہمکو دیکھا تھا اوسنے کہا مینے کبھی تمکو آگے نہین دیکھا اور نہ کبھی اسطرف آیا اور نہ یہ گلیان دیکھین تب اونھون نے کہا ہمسے شب کا ماجرا جو تجھپر گذرا راست براست کہہ جوہری نے یہ بات سنکر بہت تعجب کیا اور کہا صاحبو شاید تمنے کسی سے یہ بات سنی ہی اونھون نے کہا البتہ ہمسے اوس جوان اور بی بی نے جو کل شام کو تمھارے گھر مہمان تھے اس حال کو ظاہر کیا تھا لیکن چاہتے ہین کہ تیری زبان سے سنین جوہری کو اوسوقت یقین ہوا کہ فی الحقیقت یہ سب وہی ڈاکو اور چور ہین جنھون نے میرا گھر لوٹا تب اوسنے کہا صاحبو جو کچھہ ہوا سو ہوا مگر مین جوان اور بی بی کیواسطے نہایت متفکر اور پریشان ہون اگر تمکو کچھہ حال اونکا معلوم ہو تو کہو اونھون نے کہا تو اون دونون کیواسطے کچھہ اندیشہ نکر کہ وہ دونون خیر و عافیت سے اچھی جگہہ مین ہین بیشک اونھون نے وہ مکان اوسکو باہر سے دکھلائے کہ اون مین وہ دونون جدا جدا ہین اور انھین دونون سے تمھارا بھی حال ہمین معلوم ہوا کہ تم اونکے حال سے خوب مطلع ہو اور اونکے متعلقین سے بھی ہمنے اونکو اچھی طرح سے اور عزت حرمت سے رکھا اور کسی طرح کی اونکو تکلیف اب تک نہین ہونے دی بلکہ برخلاف اپنی وضع کے ہمنے اون دونون کی خدمت کی اور کوئی ہم مین سے روادار اونکی اذیت اور تصدیع کا نہین اور تم بھی ہمسے سب طرح خاطر جمع رکھو کہ کسیطرح سے تمکو تکلیف ہمسے نہ پونہچے گی یہ سنکے جوہری کو تسلی ہوئی اور اون دونون کا حال اچھا سنکر نہایت خوش ہوا اور اون سب چورون کی شکرگذاری کی اور کہا اے حضرت اگرچہ مین تمسے واقف نہین لیکن جو تم مجکو جانتے ہو اور میرا پاس جیسا کہ چاہیے تمنے کیا اوسکا ہزار زبان سے شکر بجالاتا ہون اور بڑے نصیب میرے کہ تمسے محسنون کی زیارت اور ملاقات مجکو میسر ہوئی پھر اوسنے سب حال تعشق شاہزادے اور شمس النہار کا اول سے آخر تک بیان کیا وہ سب ماجرا سنکر متعجب ہوے اور کہا کہ تم راست کہتے ہو کہ یہ جوان ابو الحسن بن بکا شہزادہ پارس کا اور یہ بی بی معشوقہ خلیفہ کی ہی جوہری نے بحلف کہا کہ جو مینے ظاہر کیا ہی وہ برابر فرق اوسمین نہین

اور ان دونوں کی صورت اور وضع بھی گواہ اونکی شایستگی کی ہے بعد اسکے اونکو یقین ہوا کہ جو کچھ جوہری نے کہا راست ہے وہ سب جب رات کے بعد ایک نے جا کے
شہزادے اور شمس النہار کے قدموں پر گر کے اپنا عفو تقصیرات چاہا اور کہنے لگے کہ اگر ہمکو آگے سے یہ حال معلوم ہوتا تو ہم ہرگز مرتکب اس
امر کے نہوتے محض نادانستگی اور بے علمی میں ہمسے یہ تقصیر ہوئی اور پھر جوہری سے کہنے لگے کہ ہمکو کمال افسوس ہوا اور ہم سب بہت
نادم ہیں یہ سب اسباب تمہارا جسکو ہم تمہارے گھر سے لوٹ لائے ہیں اس کا نا معلوم سو اسطے کہ ابھی بیچ کچھ کچھ ہمارے ہمراہی رات کو
اندھیرے میں لیگئے ہیں مگر ظروف طلا و نقرہ وغیرہ اسباب قیمتی موجود ہی چنانچہ وہ سب اسباب ایک جا جمع کرکے اوسکے حوالے کیا اور
چوروں نے جوہری اور شہزادے اور شمس النہار سے عہد و پیمان بحلف لیا کہ ہمارا راز کسی سے افشا نہ کیجیے گا چنانچہ اونھوں نے بقسم عہد
کیا پھر وہ چور اون تینوں کو اسباب سمیت لیے ہوئے ٹگریس کے کنارے آئے اور ایک کشتی پر سوار کرکے اس پار دریا کے پونہچے یہ تینوں
آدمی جب کنارے پر اوترے تو انھوں نے آواز روند کے سواروں اور گھوڑوں کی سنی اور دیکھا کہ وہ روند انکی طرف چلی آتی ہے یہاں تک
کہ اونھوں نے ان تینوں کو گرفتار کر لیا اور اودھر چور اپنی کشتی زور سے کھیکے دور نکل گئے روند کے سردار نے اونسے پوچھا کہ تم کون ہو
اور کہاں سے آتے ہو جیلے وہ تینوں مارے خوف کے کچھ کہہ نہ سکے پھر آخر کو جوہری نے کہا کہ صاحب ہم تینوں آدمی معتمدوں اس شہر کے
ہیں آدمی جو کشتی میں سوار جاتے ہیں ان سب کا کام ڈاکا مارنا ہی چنانچہ کل رات کو ہمارے گھر ڈاکا ڈالکر سب اسباب لوٹ اور ہمکو بھی پکڑ لیگئے
تھے اب ہم ہزار دقت اور دشواری اونسے مخلصی پاکے اپنے گھر کو جاتے تھے اونھوں نے ہمارے اس پار پونہچانے کے واسطے یہاں کا قصد کیا
تھا اور جو اسباب ہمارا لوٹ لے گئے تھے وہ ہمکو پھیر دیا وہ بھی ہمارے ساتھ ہی پھر وہ سب گٹھریاں اسباب کی جوہری نے اوس سردار کو دکھلائیں
اوسنے جوہری کو سچا جان کر کچھ نہ کہا اور چھوڑ دیا پھر شمس النہار اور شہزادے کی طرف متوجہ ہوا کہ بتاؤ تم کون ہو اور اس بی بی کو کون
لایا ہے اور کون سے محلے میں اس شہر کے تم رہتے ہو شہزادہ تو کچھ جواب دے سکا مگر شمس النہار نے اوس افسر کو ایک طرف لیجا کر کچھ حال
کہا وہ سنتے ہی اپنے گھوڑے سے اوتر پڑا اور اوسکو آداب بجا لایا اور دو کشتیاں منگوائیں ایک کشتی پر شمس النہار کو سوار کیا اور دوسری پر
جوہری اور شہزادے کو اسباب سمیت اور دو آدمی اپنے اون دونوں کشتیوں پر بٹھا کر حکم کیا کہ انکو اچھی طرح سے انکے گھر پونہچاؤ اور وہ دونوں
کشتیاں دو طرف کو روانہ ہوئیں اثنائے راہ میں شہزادے نے اون پیادوں سے کہا کہ تم ہم دونوں کو جوہری کے گھر کہ فلانے محلے میں
رہتا ہے پونہچا دو مگر جو وہ پیادے شہزادے سے کچھ خوش نتھے اونھوں نے علی الرغم اوس کشتی کو جیل خانے کیطرف پونہچایا اور انکو اوتار
انکو قید خانے میں رکھیں صبح کو خلیفہ کی حضور میں لیجاویں یہ حال شہزادہ اور جوہری دریافت کرکے نہایت مضطرب ہوئے غرض جب اونکو
اوتار کر قید خانے میں لے گئے داروغہ محبس نے اونسے حال پوچھا جوہری نے سب حال کہا کہ افسر روند نے رہائی دی تھی اور حکم کیا تھا کہ انکو
گھر پونہچا دو لیکن پیادوں نے کہ جسے کچھ نہ پایا تھا ہمارے خراب کرنے کیواسطے یہاں لے آئے ہیں داروغہ نے جوہری کی بات تصدیق کرکے
دو پیادے اپنے اونکے ساتھ کر دیئے کہ جلد ان دونوں کو انکے گھر پونہچا آؤ جو وہاں سے شہزادے کا گھر نسبت گھر جوہری کے نزدیک تھا اونھوں نے
اوسکو پونہچا دیا اور وہ دونوں خصوصاً شہزادہ نہایت سست و ماندہ ہو گیا تھا طاقت چلنے کی نتھی اسواسطے شہزادے کے آدمی وہان دونوں کو
اسباب سمیت اوتار کر لیگئے شہزادے نے اپنے آدمیوں کو حکم کیا کہ جوہری کا اسباب اٹھا کر اوسکے گھر پونہچا دو جوہری نے اپنے گھر آیا جوہری

کے اہل و عیال کہ اوسکے واسطے رو رہے تھے اوسکو صحیح او رسالم دیکھکر بہت خوش ہوے جوہری دو روز تک بسبب ماندگی کے اپنے گھر سے باہر
نہ نکلا تیسرے دن واسطے ہوا کھانے اور تفریح طبع کے اپنے ایک دوست کی دکان پر گیا وہان سے پھر آتا تھا اتنے مین ایک عورت کو
دیکھا کہ اوسے اشارے سے بلاتی ہے آخر بعد غور کے معلوم ہوا کہ وہی کنیز شمس النہار کی ہے راہ بھر اوس سے مارے خوف کے کہ کوئی دیکھیگا
بات نہ کی چپکا روانہ ہوا اور وہ کنیز بھی پیچھے اوسکے لگی چلی گئی یہان تک کہ ایک مسجد ویران مین وہ دونون گئے اوس لونڈی نے بعد سلام
کے جوہری سے پوچھا کہو تم چورون سے کیونکر بچے اوسنے کہا پہلے تم اپنا اور دونون لونڈیون کا حال کہ ساتھ شمس النہار کے آئی تھین
کہو تو پھر مین اپنا حال بھی کہونگا اوس کنیز نے کہا جسوقت چور تمھارے گھر مین گھس پڑے تو مینے جانا خلیفہ نے حال شمس النہار کا
دریافت کرکے اپنے لوگ واسطے اوسکے قتل کرنے کے بھیجے ہین مین جان کے خوف سے کوٹھے پر اوس گھر کے چڑھ گئی وہ دونون کنیزین
بھی مجکو دیکھکر چھت پر چلی آئین پھر ہم تینون کوٹھے کوٹھے طے کرتے ہوے ایک مکان مین پہونچے کہ صاحب اوس مکان کا بہت خوب اور بامروت
تھا ہمین ترسان اور لرزان دیکھکر اپنے گھر مین رہنے کو جگہ دی رات بھر ہم وہان رہے صبح کو ہم وہانسے اپنے گھر مین پہونچے خواصین محل
کی بی بی کو نہ دیکھکر بہت پریشان ہوئین اور ہمسے پوچھنے لگین کہ ہماری بی بی کہان ہے ہمنے اونکی تسلی کے واسطے کہا کہ بی بی ہماری اپنی
کسی دوست بی بی کے گھر شب کو رہگئی ہین اور ہمکو رخصت کر دیا ہے کہ پھر صبح کو تم وہان حاضر ہو جیو یہ سنکر وہ چپ ہو رہین باقی رات ہمکو
بڑی مصیبت سے کٹی اور تمام دن بھی اسی اندیشے مین گذرا کہ ہماری بی بی پر کیا واردات گذری کہ اب تک اونکا کچھ پتا نہین لگتا جب شام ہوئی
مینے گھبرا کر دروازے کو کہ دریا کیطرف تھا کھولا اور ملاح سے کہ کشتی اوسکی وہان لگی ہوئی تھی کہا کہ تو ذرا کشتی اپنی اوس پار لیجا کر ایک
بی بی کو تلاش کر اگر تجکو ملے تو سوار کرکے جلد یہان اوسکو لے آ ملاح اوسیوقت کشتی کھولکر اوس پار لیگیا آدھی رات کے وقت آواز
کچھ اوس دروازے سے میرے کان مین پہونچی مینے دوڑکر اوس دروازے کو کھولا دیکھتی کیا ہون کہ اوس کشتی مین دو جوان اور ایک
بی بی سوار ہے جب نزدیک گئی تو مینے اپنی بی بی کو پہچانا لیکن اوسمین اتنی طاقت نہ تھی کہ کشتی سے اوترے تب مین اور دو خادمہ اوسکو کشتی
سے اوتار کر محل مین لائی اور پلنگ پر اوسے لٹایا جب ذرا اپنے ہوش مین آئی مجکو اشارے سے اپنے نزدیک بلاکے کان مین کہا کہ جلد ایک
تھیلی ہزار اشرفی کی ان دونون پیادون کو دےکر رخصت کر مینے جب اونکے حکم کے بجا لائی سو اب فضل الٰہی سے اچھی ہین اور سب اپنا حال مصیبت
کا جب سے کہ چور اونکو اور شہزادے کو تمھارے گھر سے پکڑ لے گئے تھے اپنے گھر پہونچنے تک تفصیل مجھسے بیان کیا پھر جوہری نے بھی اپنا
تمام حال اور شہزادے کا جو کچھ کہ گذرا تھا کہا اوس خادمہ نے اس حال کو جوہری سے سنکر دو تھیلیان دو ہزار اشرفی کی جوہری کو دیکر کہا
کہ میری بی بی کو تمھارے اسباب کے ضائع ہونے اور تمھین تکلیف پہونچنے سے نہایت تاسف ہوا کہ فقط ہمارے واسطے یہ مصیبت تم پر پڑی
اس لیے یہ دو توڑے تمکو بھیجے ہین اور بہت سی تمھاری تسلی اور تشفی کہلا بھیجی ہے جوہری نے اون توڑونکو لیکر شمس النہار اور اوس کنیز کی
بہت شکرگذاری کی اور اوسکو رخصت کرکے اپنے گھر آیا دوسرے دن اوسنے سب اسباب کہ عاریت لایا تھا اپنے دوستونکو پہونچا دیا اور جو ضائع
ہوگیا تھا وہ طیار کروا دیا اور جو زر کہ بچ رہا تھا اوس سے اور ایک مکان عالیشان بدلجمعی تمام بنانا شروع کیا اور وقت شام کے شہزادے کو
دیکھنے گیا اوسکے خادمون سے حال پوچھا اونھون نے کہا جب سے تم انکو یہان لائے ہو تب سے اونھون نے کچھ کھایا پیا نہین ہے

اور نہ کبھی بات کی ہو نہ کسیکی بات کا جواب دیتے ہین تم چلکر اونکو دیکھو پھر جوہری کو شہزادے کے پاس لیگئے اوسنے شہزادے کو دیکھا کہ اپنے
بچھونے پر ساکت آنکھین بند کیے ہوئے پڑا ہی اوسکو اس حال مین دیکھکر جوہری کو نہایت قلق ہوا پھر اوسنے پہلے سلام کیا اور ہاتھ اوسکا
اپنے ہاتھ مین لے تسلی کی اور کہا کہ صاحب تم اپنی جان کیون ہلاک کرتے ہو شہزادے نے آواز اوسکی سنکر دریافت کیا کہ جوہری ہی اپنی
آنکھین کھولین اور ہاتھ جوہری کا پکڑ کے نہایت پیار و الفت سے دبایا اور آہستہ سے کہا تمنے مجکو نہایت ممنون کیا کہ میرے دیکھنے کو آئے
اور مجکو تمھاری تکلیف پر کہ ہمارے واسطے اوٹھائی بڑا تاسف ہی جوہری نے کہا یہ سب آپکے سر پر سے تصدق ہی اور جو کچھ کہ مجپر آپکی
رضاجوئی مین گذرا عین سعادت مجکو حاصل ہوئی اور مجھے سب پر مقدم آپکی صحت ہی آپ کچھ کھاتے پیتے نہین کم زوری سے عجب حال ہو گیا
ہی خدا کیواسطے میرے روبرو کچھ تھوڑا بہت تناول فرمائیے پھر جوہری نے خاصہ منگوا شہزادے کو کھلوایا اور شہزادے نے تھوڑا
کھانا اوسکی خاطر سے کھا کر ہاتھ دھویا اور تخلیے مین شمس النہار کا حال پوچھنا شروع کیا جوہری نے جو کچھ کہ اوس کنیز سے سنا تھا سب
بیان کرکے کہا کہ وہ اچھی ہی کل اپنی کنیز کو تمھاری خیر و عافیت کے واسطے بھیجا تھا اس عرصے مین کئی بار جوہری نے چاہا کہ شہزادے سے
رخصت ہو کر اپنے گھر جاوے مگر شہزادے نے اوسکو نچھوڑا یہانتک کہ آدھی رات باتون مین گذر گئی اوسوقت بزور اوس سے رخصت ہو کے
گھر گیا اور پھر صبح کو شہزادے کو دیکھنے آیا شہزادے کو کہ اوسکے سبب سے نہایت تقویت اور خوشی ہوتی تھی اوسکو دیکھکر اوٹھ بیٹھا پھر
تھوڑی دیر کے بعد چاہا کہ عوض جوہری کے نقصان کا دیوے مگر اوسنے نہ لیا اور کہا کہ شمس النہار نے مجکو کچھ بھیجدیا ہی جس سے مینے
سب اسباب اپنے دوستونکا درست کرکے دے دیا شاہزادہ مجبور ہو چپ رہا جب ویسے پھر کے دن آیا جوہری نے کہا مین رخصت ہوتا ہون
کہ مبادا کنیز شمس النہار کی کچھ پیغام لائی ہو شہزادے نے مجبور ہو کر طوعاً و کرہاً اوسکو رخصت کیا جوہری رخصت ہو کر اپنے گھر آیا تھوڑی دیر نگذری تھی
کہ وہ کنیز اوسکے پاس روتی ہوئی آئی جوہری نے اوسکو گریان و ترسان دیکھکر پوچھا خیر تو ہی آج روتی کیون ہی اوسنے کہا خیر کیا ہی ہم اور
تم اور شاہزادہ سب کے سب مارے پڑے اگر تمکو شاہزادے کی اور اپنی سلامتی درکار ہی تو جلد یہان سے اور کسی شہر کو چلے جاؤ
جوہری نے پوچھا کیا ایسا امر درپیش آیا کہ تو اسقدر ہراسان اور ہمکو بھاگنے کو کہتی ہی تب اوس کنیز نے کہا کہ کل مین تو تمھارے پاس
آئی ہوئی تھی کہ بی بی میری ایک لونڈی پر اون دو سے جو اوسکے ساتھ اوس شب کو تمھارے گھر آئی تھین کسی قصور پر ناخوش ہوئین اور اوسکی
تنبیہ کرنے کے واسطے حکم کیا چنانچہ وہ لونڈی خوب مار کھا کر اپنی جان کا خوف کھا کر اوس محل سے بھاگ گئی اور خواجہ سرا کے پاس
جو اوس محل کی محافظت کے واسطے خلیفہ کی طرف سے مقرر ہی جا بیٹھی اور سب احوال و سوالات کا اوس سے کہدیا دوسرے دن دوسری لونڈی
بھی بی بی کے خوف سے بھاگ خلیفہ کے محل مین گئی خدا جانے اوسنے خلیفہ سے کیا کہا کہ اوسنے بیس خواجہ سرا بھیج شمس النہار کو پکڑ بلوایا اب
معلوم نہین اوسکو مار ڈالا یا کیا کیا مین یہ حال دیکھکر تمھارے پاس اطلاع کرنے دوڑی آئی جوہری نے جب حال اوس لونڈی کی زبانی
سنا ہوش و حواس باختہ ہو روتا ہوا شاہزادے کے پاس گیا شاہزادہ اوسکو اس حال مین دیکھ بہت گھبرایا اور اوسکو نزدیک اپنے بلوا کر
پوچھا اوسنے جو کچھ کہ اوس کنیز سے سنا تھا شہزادے سے کہا شہزادہ پہلے تو سنتے ہی غش مین آیا پھر بعد افاقے کے جوہری سے پوچھا
کہ اب کیا صلاح ہی اوسنے کہا اسکے سوا اور کیا صلاح ہی کہ آپ بھی سوار ہو کر شہر انبار کیطرف روانہ ہون نہین تو کوئی گھڑی مین

دوڑ خلیفہ کی آکر مجھکو اور تمکو گرفتار کر لیجائیگی اور خلیفہ نہایت فضیحت اور رسوائی سے ہم دونونکو قتل کریگا شہزادے نے فی الفور کئی گھوڑے چالاک
اصطبل سے طیار کرکے منگوائے اور کئی خدمتگار اور سپاہی ساتھ لیے اور توشکخانے سے کچھ اشرفیان اور زیور جوہری کی کمر مین بندھوا
اور اپنی ماں سے رخصت ہوا اور ایکطرف جوہری بمعیت انکے ہوا تمام اوس دن اور رات بے اسکے کہ کہین راہ مین توقف کرے چلا گیا جب وقت فجر آن
ہوا سبب ماندگی آدمیون اور گھوڑون کے پہر دن چڑھے واسطے ستانے کے گھوڑے سے اوترکر درختونکے سایے مین ٹھہر گیا ہنوز دم
لینے کی نوبت نہین پہونچی تھی کہ قزاقون نے آکر اوسکو لوٹا اور سب آدمی ہمراہی شہزادے کے کہ اونھون نے اون چورون کا مقابلہ کیا تھا
بالکل جان سے مارے گئے اور شہزادہ اور جوہری کہ دونون اونسے بالحاح پیش آئے تھے کچھ نہ کہا اور بعد لینے گھوڑون اور رخت و جنس کے اون
دونون کے بدن کے کپڑے بھی اوتروا کر چلتے پھرتے نظر آئے جب وے دور نکل گئے شہزادے نے جوہری سے کہا مجھسا دنیا مین کوئی کم بخت
اور بدنصیب نہوگا ہر دم اور ہر ساعت ایک نئی مصیبت مین گرفتار ہوتا ہون اگر ہمارے مذہب مین اپنے تئین ہلاک کرنا منع نہوتا تو مین اپنے تئین ہلاک
کرتا جوہری نے کہا راضی رضاے الٰہی پر ہو کے دم نمارا چاہیے اسی مین کچھ بہتری تھی کہ جو ظہور مین آیا بندے کو کیا چارہ کہ سوائے مشیت
ایزدی کے نیک ہو یا بد دم مارے یہان توقف کرنا مناسب نہین بہرکیف یہانسے کسی اور مکان مین جاکر ٹھہرا چاہیے کہ جہان فی الجملہ آرام راحت
کرسکین شہزادے نے کہا مین تو یہانسے اب نہین اوٹھتا شمس النہار کی یاد مین اسی جگہہ مرکے رہ جاونگا بغیر اوسکے مجکو زندگی ایک دم خوش نہین آتی
جوہری نے بہت کہہ سنکر اوسکو وہانسے اوٹھایا اور آگے کو چلا بعد طے کرنے کئی فرسنگ کے اونکو ایک مسجد ملی وہ اوسکو کھلا پاکر اندر گئے
اور بقیہ شب کو وہان کاٹا فجر کو ایک شخص اوس مسجد مین آیا اور نماز پڑھکے چاہتا تھا کہ باہر جاوے کہ اوسنے شہزادے اور جوہری کو ایک گوشے
مین مسجد کے بیٹھے ہوے دیکھا وہ اونکے نزدیک گیا اور بعد سلام علیک کے کہا مجکو تم اجنبی معلوم ہوتے ہو جوہری نے کہا تمہارا قیاس
ٹھیک ہے کل رات کو ہم بغداد سے آتے تھے راہ مین قزاقون نے ہمین لوٹا اور کچھہ ہمارے پاس نہین چھوڑا چنانچہ ہمارے حال سے تم قیاس
کرو اوس شخص نے کہا اگر تم دونون میرے گھر تکلیف کرکے چلو تو مطلب ہے تمہاری اعانت و مدد خاطر خواہ کرون اونھون نے یہ سمجھکر کہ
شاید خلیفہ نے ہماری گرفتاری کیواسطے اشتہار دیا ہو اور یہ شخص ہمکو پہچانکر اس بہانے سے اپنے گھر لیجائے اوسکے گھر جانے مین تامل کیا
اوسنے کہا سبب تامل کا کیا ہے کسواسطے میرے ساتھ نہین چلتے جوہری نے کہا ہم دونون ننگے ہین ہمین شرم آتی ہے کہ ننگے آدمیون کے
درمیان برہنہ جاوین تب اوس شخص نے اپنے گھر سے دو چادرین لاکر اون دونونکو دین اور اونکو بہت بھوکا سمجھکر ایک کنیز کے ہاتھہ
اونکے واسطے کھانا بھیجدیا اونھون نے بدقت کچھ کھایا خصوصاً شہزادہ کہ نہایت سست تھا کچھ نہ کھا سکا اور اوسیطرح سے بے حال
پڑا رہا جوہری شہزادے کا متغیر حال دیکھکر ڈرا اور اوسکی زندگانی سے مایوس ہوا اونکا میزبان دنکو دو تین بار اونکو آکر دیکھ جایا کرتا آخرش
جوہری نے اوس سے کہا کہ میرا ساتھی بہت علیل ہے تم خدا اوسکے حال سے غافل نہونا پھر بھی جلد آنا اگر اسکا حال دگرگون ہو تو
تمکو ہماری مدد کرنا ضرور ہے جب وہ شخص وہان سے چلا گیا تب شہزادے نے جوہری سے کہا میرا آخری وقت ہے اور تم میرے حال
کے گواہ رہنا کہ مین شمس النہار کے عشق مین ہنوز ثابت قدم ہون جو اوسکی محبت مین مجھپر گذرا مین اوسکو عین راحت سمجھا مجکو اب کچھہ
افسوس نہین بجز اسکے کہ مین اپنی مادر مہربان کی آغوش مین کہ مجکو بہت پیار کرتی ہے نہ مرا اب میری یہ وصیت ہے کہ جب میری آنکھہ بند

ہوجائے اور مین داعی حق کو لبیک کہون تو میری لاش کو یہان اس میزبان کے گھر امانت چھوڑ کر بغداد مین میری مان کے پاس جانا اور اوسے
اطلاع کرنا کہ تیرے فرزند نے فلانی جگہ وفات پائی اور وقت مرنے کے یہ وصیت کی ہے کہ میری مان اگر میرا تابوت بغداد کو لیجاوے
اور اپنے سامنے غسل دلوا کر مجکو اپنے نزدیک دفن کرے اور میرے واسطے دعا مغفرت کی مانگے یہ کہکر شہزادے نے رحلت کی جوہری بعد
انتقال شہزادے کے بہت رویا پیٹا دوسرے دن واسطے بجالانے اوسکی وصیت کے لاش شہزادے کو اوس میزبان کے گھر مین امانت رکھہ
اور ایک قافلے کے ساتھہ ہو بغداد مین پونہچا پہلے اپنے گھر مین جاکر کپڑے بدلے پھر شہزادے کے گھر جاکر حال قضا کرنے شہزادے کا
اور وصیت کو اوسکی مان سے ظاہر کیا وہ نیکبخت بی بی بعد شیون اور ماتم اور سننے اوسکے حال کے کہ اوسپر قزاقون کے ہاتھہ سے گذرا تھا
واسطے لانے تابوت شہزادے کے روانہ ہوئی دوسرے روز جوہری کہ شہزادے کے غم مین اکثر رویا کرتا تھا اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا تھا
کہ ایک عورت سیاہ پوش کو دیکھا کہ اوسکی طرف چلی آتی ہے جب وہ عورت نزدیک پہونچی جوہری نے اوسکو پہچانا کہ یہ وہی لونڈی ہے جو شمس النہار
کے پاس سے آیا جایا کرتی تھی اوسکو اپنے گھر لے گیا اور حال قضا کرنے شہزادے کا عشق مین شمس النہار کے اور جانا اوسکی مان کا لاش لانے کو
بموجب وصیت کے ظاہر کیا اور ہاے واے کرکے رونے لگا وہ کنیز بھی شہزادے کی خبر سنکر بہت روئی اوس لونڈی نے حال مرنے شمس النہار
کا عشق مین شہزادے کے کہ جوہری کو معلوم نہ تھا کہا پھر وہ دونون شمس النہار کے واسطے رونے لگے جوہری نے بعد رونے کے پوچھا
کہ خلیفہ نے حال شمس النہار کا اون دونون لونڈیون سے سنکر کیا سلوک اوسکے ساتھہ کیا کنیز نے کہا عجب اتفاق ہے کہ جب خلیفہ نے
خواجہ سراؤن کو بھیجکر اوسکو بلوایا اوسکو روتے اور تڑپتے دیکھکر غصہ اوسکا جاتا رہا بلکہ برخلاف غیظ و غضب کے اوسکو اپنے گلے
سے لگا کر بہت پیار کیا اور اوسکی تسلی کی اور خلعت فاخرہ مع جواہرات بیش قیمت کے دیکر اوسکو بڑی عزت اور حرمت سے رخصت کیا
پھر اوس بی بی نے اپنے محل مین آکر مجسے کہا کہ مین تیری نمک حلالی اور رازداری سے بہت راضی ہوئی اور مین اب کوئی دم کی مہمان
ہون مین اوسکا حال دیکھہ اور کلام سنکے بہت روئی اور اوسکی تسلی کیواسطے کہا کہ بی بی ایسی بات منہ سے نہ نکالو خدا تمکو سلامت رکھے
ہم سب تمپر سے صدقے اور قربان ہوکر مرجائین اوسی روز شام کے وقت خلیفہ طائفہ گائنون کا لیکر شمس النہار کے محل مین آیا اور بموجب
حکم خلیفہ کے گانا بجانا شروع ہوا خلیفہ شمس النہار کو اپنی بغل مین لیکر بارہ دری مین بیٹھا گانے کی تاثیر سے غش مین آئی پھر کئی ساعت کے
بعد خلیفہ کی آغوش مین جان بحق تسلیم ہوگئی خلیفہ سمجھا کہ شاید غش مین ہے اوسنے اور ہم سب خواصون نے بہت تدبیرین کین اور پھر سانس نہ لی
خلیفہ کو جب یقین ہوا کہ وہ تمام ہوگئی اوسکے واسطے بہت رویا اور حکم کیا کہ سب ساز گانے بجانے کے توڑ ڈالو وہ عشرتکدہ ایک دم مین
ماتمکدہ ہوگیا اور چارون طرف سے صداے واویلا اور واحسرتا کی بجاے راگ تانون اور سرون کے بلند ہوئی خلیفہ فرط غم سے وہان ٹھہر نسکا
اوٹھکر اپنے محل مین گیا اور مین تمام رات اپنی بی بی کی لاش کے پاس بیٹھی رہی پھر مینے اپنے ہاتھہ سے اوسکو نہلا کر کفنایا فجر کو خلیفہ
نے حکم کیا کہ شمس النہار کو اوس بڑے مقبرے مین جو آگے اوسنے خلیفہ سے اپنے واسطے مانگ لیا تھا دفن کرو چنانچہ تابوت اوسکا بڑے
تجمل سے وہان لیجاکر دفن کیا اب میرے نزدیک صلاح یہ ہے کہ جسوقت تابوت شہزادے کا شہر بغداد مین پہنچے وہ بھی شمس النہار کے پاس
دفن کیا جائے اسواسطے کہ اگر زندگی مین اونکو وصل میسر نہوا تو بعد مرنے کے وہ ایک جا پر رہین جوہری نے کہا اسکا مقدور ہو کہ بدون

اجازت خلیفہ کے اوسکو اوس مقبرے سے منتقل کر سکے اوس کنیز نے کہا یہ کچھ مشکل نہین ہی اسواسطے کہ خلیفہ نے شمس النہار کی سب خواصون کا دریا ہے
مقرر کر کے اوس مقبرے مین متعین کر دیا ہی اور فرمایا کہ تم جیسے اوسکی زندگی مین اوسکی حضور مین حاضر رہتی تھین ویسے ہی اوسکی قبر پر مجاور رہو
اور مجکو سب پر سردار کیا ہی اور سب طرح سے مجکو اوس مقبرے پر اختیار دیا ہی اور سوا اسکے خلیفہ کو بھی ان دونون کی محبت سے بخوبی اطلاع ہی
باوجود دریافت اس حال کے زبانی اون دونون لونڈیون کے کچھ نکہا بلکہ آگے سے زیادہ ساتھ شمس النہار کے محبت اور الفت پیش آیا آخر کار
جب جنازہ اوس شہزادے کا بغداد مین پونہچا جوہری نے اوس لونڈی کو اطلاع کی وہ اوسکو اوس مقبرے مین لیگئی ہزارہا عورت
مردنے اوسکے جنازے کے ساتھ ہو کر اوسپر نماز پڑھی پھر اوس کنیز نے مقبرہ شمس النہار مین اجازت شہزادے کی مان سے لیکر پہلو مین شمس النہار کے
مدفون کیا جب سے ایکجہان کے آدمی کیا اوس شہر کے اور کیا دور و نزدیک کے فرقہ اہل اسلام اون دونون عاشق صادق کا حال سنکر اوس
مقبرے مین آتے اور اونکے واسطے دعا مغفرت کی مانگتے اور نذر و نیاز چڑھاتے ہین جب ملکہ شہرزاد نے یہ قصہ شمس النہار اور ابوالحسن بن بکار
شہزادۂ ایران کا تمام کیا دنیازاد نے اوسکی بہت تعریف کر کے کہا بہن کیا اچھا تمنے یہ قصہ کہا اب کوئی اور قصہ کہنا شروع کرو اوسنے
جواب دیا کہ اگر بادشاہ کل تک میری جان بخشی فرمائے گا مین کل فجر کو قصہ شہزادۂ قمر الزمان کا کہنا شروع کرونگی کہ وہ اس سے بھی عجیب و غریب ہی
شہریار نے قصۂ قمر الزمان کے سننے کا مشتاق ہو کر اوسکا قتل کرنا موقوف رکھا کہ اس داستان کو بھی کہ نہایت عجیب ہی سن لینا چاہیے

قصہ تعشق شہزادہ قمر الزمان بن شاہزمان بادشاہ جزیرہ چلیدرن خالدان کا ساتھ بدور نام بیٹی غیور کے کہ بادشاہ چین کا تھا

دریائے پارس سے بیس دن کی راہ جہاز پر ایک جزیرہ مشہور بنام چلیدرن خالدان کے ہی اور اوس جزیرے مین کئی لاکھ آباد اور بہت شہر معمور ہین اگلے
زمانے مین وہانکا ایک بادشاہ شاہزمان نام تھا اوسکی چار بیبیان منکوحہ اور سات خواصین تھین خدا نے مال و دولت و جاہ و نعمت اوسکو
بہت دیا تھا اور اوسکو کسیطرح کی فکر بجز اولاد کے کہ وارث تخت و تاج کا ہو نہ تھی ہمیشہ اسی غم و غصے مین اوسکی گذرتی تھی اور اکثر کہا
کرتا تھا کہ بڑے افسوس کی بات ہی کہ بعد میرے کوئی وارث نہین کہ میرے قائم مقام ہو ایک دن اوس بادشاہ عالیجاہ نے اپنے وزیر اعظم سے
شکایت کی کہ عمر میری بہت گذر چلی اور اب تک کوئی فرزند نہین ہوا کہ بعد میرے تخت نشین ہو وزیر نے عرض کیا کہ بندے کو یہ مناسب ہے کہ کسی حالت
مین خدا کی عنایت سے مایوس ہو آپ بصدق دل اس امر مین اپنے خالق سے دعا مانگین اور شہر کے گوشہ نشین علما بدون کو اس دعا مین شریک بنا
کرین غریبون محتاجون کو خیرات دین شاید اون سب کی دعا سے حق تعالی تم پر رحم کرے بادشاہ نے بموجب کہنے وزیر کے خیرات کرنا
شروع کیا اور جتنے عابد زاہد اوسکے ملک کے تھے سبکو بلوا کر اون سے استمداد کی بارے ببرکت دعا اولیاؤن کے ایک بی بی کو بادشاہ کی حمل ہوا
اور بعد نو مہینے کے خدا نے اوسکو بیٹا دیا اوسنے اوسکے شکرانے مین لاکھون روپے اور اشرفیان محتاجون کو دین اور انعام و اکرام اور خلعت
فاخرہ اپنے ملازمین و ارکان دولت کو عنایت فرمائے یہانتک داد و دہش کی کہ اوسکی قلمرو مین کوئی محتاج نرہا سب غنی و مالدار ہو گئے اور جو
وہ لڑکا نہایت حسین اور صاحب جمال پیدا ہوا تھا اسواسطے اوسکا نام قمر الزمان رکھا جب مولود قابل تربیت کے ہوا اوسکے واسطے
معلم اتالیق اور استاد ہر فن کے مقرر کیے تھوڑی مدت مین وہ شہزادہ سب علوم و فنون مین لائق و فائق ہوا جب وہ پندرہ برس کے

سن کو پہونچا بادشاہ نے چاہا کہ اوسکی شادی کرے چنانچہ ایکدن قمرالزمان کو اپنی حضور مین بلوا کر کہا مین چاہتا ہون کہ تمھاری شادی کتخدائی کی کرون اسمین تمھاری کیا مرضی ہی شہزادہ نام شادی کا سنکر دلمین بہت ناراض ہوا اور دیر تک عالم تحیر مین خاموش کھڑا رہا بادشاہ نے کہا بابا تمنے میری بات کا کچھ جواب ندیا اوسنے عرض کیا کہ خلاف رائے حضرت کے ظاہر کرنا سراسر بے ادبی اور گستاخی ہی غلام کو شادی سے معاف فرمائیے اسواسطے کہ مینے مکر عورتون کے کتابون مین بہت دیکھے ہین اگر بعد گذرنے مدت دراز اور تجربہ کاری کے اس امر کو میرے واسطے تجویز کرتے تو جا تھا بادشاہ اس جواب سے شہزادے کے بہت ناخوش ہوا اور فرمایا کہ ایکبرس کی تجکو مہلت دیجاتی ہی اسمین سمجھ بوجھکر جواب باصواب میرے سوال کا دیجیو چنانچہ بعد گذرنے ایکسال کے بادشاہ نے شہزادے سے پھر وہی سوال شادی کا کیا شہزادہ پھر بھی انکار سے پیش آیا اور مذمتین اور برائیان عورتون کی بہت بیان کین بادشاہ نے ناخوش ہوکر چاہا کہ شہزادے کو کچھ تنبیہ کرے مگر بسبب عرض کرنے وزیر کے ایکبرس کی اور مہلت دی کہ شاید اس عرصے مین سمجھے شہزادے نے بعد اوسکے بھی انکار صاف کیا آخر بادشاہ نے محل مین جاکر شہزادے کی مان سے یہ حال ظاہر کرکے فرمایا تم شہزادے کو اپنے طور پر سمجھاؤ اور اوسکو بہلاؤ کہ شادی کرنے پر راضی ہو ورنہ مین اوسکو اس نافرمانی کی سزا واقعی دونگا فاطمہ نے کہ شہزادے کی مان کا نام تھا قمرالزمان کو بلوا اور نشیب فراز سمجھا کر کتخدائی کی ترغیب دی اور کہا میان قطع نظر سب باتون کے تمکو نافرمانی کرنا بادشاہ کی کسی حال مین مناسب نہین خوشی اور رضامندی اونکی ہر حال مین مقدم ہی اور کونسا ایسا سبب ہی کہ جس سے تم شادی سے کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور طریق بزرگون کا ہی اور ہر بشر کو اس سے ہرگز گریز نہین انکار کرتے ہو قمرالزمان نے وہی عذر کہ جو باپ سے کیا تھا مان سے بھی ظاہر کیا اور مذمت عورات کی بیان کی فاطمہ نے کہا سب عورتین بدکار نہین ہوتین اکثر پارسا صاحب عصمت ہین اگر تمنے مکر عورتون کے کتابون مین دیکھے ہین مینے بھی وہین کتابون مین بدکرداری اور بیوفائی مردونکی پڑھی ہی اس سے لازم نہین کہ سب مرد برے ہون لہذا سب عورات کو بھی برا جاننا بعید انصاف ہے غرض دیر تک مان نے اوسکو سمجھایا مگر اوسنے ہرگز اقبال شادی کرنیکا نہین کیا اور اسی ردوبدل مین کئی سال گذر گئے اور شہزادہ شادی کرنے پر راضی نہوا بادشاہ نے دق ہوکر فرمایا کہ اسکو فلانے مکان مین کہ نہایت کہنہ اور تنگ و تاریک ہی لیجاکر قید کرو اور بعد قید کرنے کے دو چار جوڑے کپڑے کے اور چند جلدین کتاب کی اوسکو بھیجدین اور ایک غلام کو واسطے اوسکی خدمت کے مقرر کرکے تاکید کی کہ شہزادے کے پاس کوئی جانے نپاوے ذرات اوسی ویرانے مین قید اور دروازہ اوسکا بند رہے جب قمرالزمان اوس مکان مین قید ہوا اوسنے اس ردوبدل سے کہ امر کتخدائی مین اپنے باپ سے رکھتا تھا نجات پاکر قید کو اپنے حق مین بہت غنیمت سمجھا شام تک باطمینان تمام کتاب دیکھا کیا اور رات کو پلنگ پر جاکر سو رہا اتفاقاً اوس محبس مین ایک کنواں تھا اور اوسمین ایک پری میمونہ نام بیٹی دمرش شاہ بادشاہ جنات کی رہتی تھی آدھی رات کو میمونہ اوس کنوئین سے باہر نکل چاہتی تھی کہ موافق اپنے معمول کے واسطے سیر اور تماشے عجائب و غرائب دنیا کے عالم بالا کو پرواز کرے دفعتہً روشنی قمرالزمان کے حجرے کی دیکھکر متعجب ہوئی اور اوس دروازے سے جسکو غلام باہر کیطرف سے مقفل کرکے اوس سے لگ کر سو رہا تھا سحر کے زور سے اندر حجرے کے گئی وہان ایک پلنگ طلائی بچھا ہوا اور بچھونا اوسکا تکلف کا دیکھکر زیادہ تر متعجب ہوئی علی الخصوص جب نظر پری کی شہزادہ قمرالزمان پر پڑی اوسکے حسن و جمال کو دیکھکر ہزار جان سے مفتون ہوئی قمرالزمان کا آدھا چہرہ اور کچھ بدن دوپٹے سے چھپا

ہوا تھا اوسنے کپڑا اوٹھا اوسکو سراپا دیکھا اور وجد مین آکر اوسکے رخسارے اور پیشانی کو آہستہ سے بوسہ دیا اور پھر مونہ اوسکا اوسیطرح ڈھانک کر
باہر نکل آئی اور شہزادے کے تصور مین وہ آسمان کیطرف پرواز کرگئی درمیان اوڑنے کے ہوا مین کسی جن کے آواز پرون کی سنی وہین ٹھہر کر پکاری
کون جاتا ہی ادھر آ دہنش نام جن بیٹا شاہ مرشاہ کا کہ کسیطرف کو اوڑا جاتا تھا میمون کی آواز سنکر فوراً حاضر ہوا پری نے اوس سے پوچھا سچ کہہ
کہ اسوقت تو کدہر سے آتا اور کدھر جاتا ہی اور اس رات کو تونے عجائبات عالم سے کیا کیا دیکھا جن نے کہا صاحبزادی اسوقت مین حد ملک چین سے
کہ وہان سے سب دست جزائر جہان کے نظر آتے ہین اوڑا آتا ہون بادشاہ چین کا نام غیور ہی اور اوسکی ایک لڑکی ایسی حسین خوبصورت نظر آئی
کہ مثل اوسکے نہ تو ہماری جنس مین اور نہ آدم زاد مین خلق ہوئی اور نہ ہوگی موے مشکین اوسکے پاؤن تک لٹکتے ہین جب اون بالونکو تاب
دیتی ہی مانند خوشون انگور کے معلوم ہوتے ہین اور اوسکے بالونمین پیشانی اوسکی اسطرح سے چمکتی ہی جیسے شفاف جلا کیا ہوا آئینہ آنکھین
نہایت سیاہ اور آبدار بینی متوسط دہن تنگ اور ہونٹھ شنگرف گون دانت مانند دو لڑی موتیون کے آواز شیرین دلکش کلام فصیح سینہ اوسکا سفید
اور شفاف تر سنگ یشم سے اور خوش طبع لطیفہ گو بادشاہ نے اوسکے واسطے سات درجے کا محل بنایا ہی کروڑہا روپے اوسکی تعمیر و طیاری
مین صرف کیے اول درجہ بلور کا دوسرا مس کا تیسرا فولاد کا چوتھا سرب کا پانچوان سنگ کسوٹی کا چھٹا چاندی کا ساتوان سونے خالص کا اور
ہر چہار طرف اوس محل کے پائین باغ ہین جن مین ہر قسم کے پھول اور طرح طرح کے درخت میوہ دار اور جابجا فوارے اور آبشار اور کنارے
اونکے درخت موزون پر شاخ و برگ جنکے سبب سے حرارت آفتاب کی نفوذ نہین کرتی سب بادشاہ اور بادشاہزادے ملکون کے اوس
شہزادی کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر درخواست اوسکی شادی کی کرتے ہین اوسکا باپ امر شادی کا اوسی کی رضا اور خوشنودی پر رکھتا ہی لیکن یہ
عجیب قرینہ وہان نظر آیا کہ اوس شہزادی کو شادی سے نہایت نفرت ہی ہر چند ماں باپ نے اوسکو بہت سمجھایا لیکن وہ ہرگز قبول نہین کرتی
اور کہتی ہی اگر تم اس امر مین بہت اصرار کروگے مین اپنے تئین خنجر مارکر ہلاک کرونگی اسیواسطے بادشاہ نے اوسکو ایک مکان مین قید
کر رکھا ہی اور دس عورتین پیر زال اوسکی خدمت مین رہتی ہین اور اون سب پر سردار اوس شہزادی کی دائی ہی جسنے اوسکو دودھ پلایا نہ وہ کہین
نکل سکتی ہی اور نہ کوئی اوسکے پاس جا سکتا ہی اور بادشاہ نے اوس شہزادی کو مجنون اور دیوانہ سمجھکر اپنے ملک مین اشتہار دیا ہی جو کوئی
طبیب نجومی ساحر شہزادی کو اچھا کرے بیاہ اوسکی شادی اوسکے ساتھ کردونگا پھر دہنش جن نے میمون پری سے کہا بی بی مجکو اوس شہزادی
کو مقید دیکھکر بڑا افسوس آتا ہی کہ باوجود اس حسن و جمال خداداد کے باین مجبوری قید ہو میمون پری نے سب حال اور تعریف شہزادی چین کی سنکر
جن سے کہا اے نالائق تونے اسقدر مبالغہ تعریف مین ایک چھچھوری لڑکی کے کیا اگر تو شہزادے کو جسے مینے دیکھا ہی اور پیار کرتی ہون دیکھے تو جانے
کہ حسن و جمال اسکو کہتے ہین اور یقین ہی کہ تو بھی اوسکو دیکھکر شہزادی چین کو بھول جائیگا دہنش نے پوچھا بی بی وہ شہزادہ کہان ہی پری نے
جواب دیا کہ یہانسے قریب ہی اور اوسنے بھی بسبب انکار کرنے شادی کے قید سہی اوسکے ماں باپ نے چاہا تھا کہ اوسکو کتخدا کرین مگر
اوسنے اون کے کہنے کو نمانا جب سے وہ ایک مکان کہنہ و ویران مین جہان مین رہتی ہون مقید ہی دہنش نے کہا اگر مین اوس شہزادے
کو دیکھون تو دریافت کرون آیا وہ دونون حسن مین برابر ہین یا کم و بیش مگر مجکو یقین ہی کہ وہ شہزادی چین کہین اوس سے زیادہ حسین ہوگی
پری نے کہا کیون جھک مارتا اور بیہودہ بکتا ہی وہ لڑکی میرے شہزادے کے حسن کے پاسنگ کو بھی نہین پہونچتی غرض اوس جن بد یعنی مین

دیر تک تکرار رہی آخر جن نے کہا بی بی تمکو کیونکر یقین ہو کہ مین سچا ہون یا جھوٹا اگر کہو تو مین اوسکو اوٹھا لاکر تمکو دکھلاؤن تا تمکو میرے کہنے کا یقین ہو اور اوسکے بعد مین تمھارے شہزادے کو دیکھون اور اون دونون مین فرق کرون پری نے کہا اسکا مضایقہ نہین تو اوسکو میرے شہزادے کے پہلو مین لٹا کر دیکھ کہ کون اون دونون مین خوبصورت زیادہ ہی جن اکبارگی وہان سے اوڑا اور شہزادی چین کو سوتے مین اوٹھا لایا پھر اونھین دونون جن اور پری نے اوسکو شہزادہ قمرالزمان کی بغل مین لٹایا بعد اوسکے بھی اون دونون مین دیر تک بڑی حجت اور تکرار رہی ہر ایک اپنے دعوی پر ثابت تھا آخر پری نے کہا تیری شہزادی البتہ حسین ہی مگر میرے شہزادے کے حسن کو نہین پہونچتی اون دونون نے کہا تیسرے کسی شخص کو جو مبصر اور نقاد حسن کا ہو ہم اس امر مین ثالث بدین چنانچہ پری نے ایک ٹھوکر زمین پر ماری فی الفور زمین شق ہو گئی اور ایک جن کبڑا لنگڑا کانا جسکے سر پر چھہ سینگ تھے اور ہاتھ پاؤن اوسکے ٹیڑھے کسکس نام اوس جگہ سے نکل آیا اوس جن نے بعد بجا لانے آداب کے ایک انو پر کھڑے ہو کے پری سے عرض کیا کہ غلام کو کیون یاد فرمایا ہے پری نے کہا میرے اور دہنش کے درمیان ایک مقدمہ تکرار ہی اوسکی تجویز تیرے اوپر موقوف رکھی اب تو ان دونون کو جو اس پلنگ پر سوتے ہین بغور و تامل دیکھ کہ کونسا حسین زیادہ ہی کسکس نے اون دونون شہزادے اور شہزادی کو بغور دیکھا اور سر پا تک ایک ایک نظر کی لیکن ازبسکہ وہ دو بادشاہ ملک حسن جمال کے ایسے خوبصورتی مین برابر و یکسان تھے کہ وہ جن ثالث کسیکو ترجیح نہ دے سکا آخر بعد تامل کے پری سے کہا اگر یہ دونون باری باری سے بیدار ہو کر قصد جگانے ایک دوسرے کا اور اظہار اپنی الفت اور محبت کا نسبت ایک دوسرے کے کرین تو زیادہ تر حال انکے حسن کا منکشف ہوگا اسواسطے کہ کوئی ایک وضع مین اچھا معلوم ہوتا ہی اور وہی دوسری وضع اور حالت مین خوب نظر نہین آتا حسن کامل یہی ہی کہ ہر ایک وضع اور حال مین اچھا اور خوب دکھائی دے پری اور جن نے کسکس کی اس بات کو پسند کیا پہلے میمون پری نے اپنے تئین شکل پسو کے بنا کے ایک جست کی اور قمرالزمان کے گلے مین ایسا زور سے کاٹا کہ وہ نیند سے جاگ پڑا اور اپنا ہاتھ گردن پر مارا تا پسو کو پکڑ لیوے لیکن اوسکو پکڑ نہ سکا پھر وہ پسو اپنی شکل اصلی مین آکر قمرالزمان کی نظر سے غائب ہو گیا اور وہ تینون یعنی میمون پری اور دہنش اور کسکس جن ایک جگہ باہم کھڑے ہو کر اون دونون کو دیکھنے لگے قمرالزمان نے آنکھہ کھولکر شہزادی چین کو دیکھا کہ اوسکی بغل مین سوتی ہی وہ دیکھتے ہی اوسپر ہزار دل سے عاشق ہو گیا اور باوجود پرہیز کرنیکے اکبارگی گرفتار محبت شہزادی چین کا ہو کر عالم بے اختیاری مین کبھی اوسکے رخسارے اور کبھی پیشانی اور کبھی آنکھ چومتا اور وہ شہزادی بسبب افسون دہنش کے ایسی غافل سوتی تھی کہ ذرا اوسکو اس حال سے خبر نہوئی قمرالزمان نے تصور کیا شاید یہ ہی بی بی ہی کہ میرے ماں باپ نے جسکے ساتھہ میری شادی تجویز کی تھی کاش اگر مجھے پہلے سے اوسکو دکھا دیتے تو مین ہرگز انکار شادی نکرتا دل مین اپنے بہت نادم اور پشیمان بسبب نافرمانی ماں باپ کے ہوتا ہر چند بسبب فرط پیار کے چاہا کہ اوسکو بیدار کرے لیکن بسبب سحر جن کے وہ ہرگز نجاگی تب اوسنے اوس معشوقہ کی انگشتری کہ زمرد کی تھی اوتار کے اپنی انگشتری ہیرے کی اوسکی انگلی مین پہنا دی اور اوسکی آپ پہن لی بعد اپنی جگہ مین جا کر لیٹ رہا اور بسبب افسون پری کے فوراً نیند مین غافل ہو گیا بعد اسکے دہنش جن نے اپنے تئین مچھر بنا کر شہزادی چین کے [illegible] کاٹا وہ اوسکے صدمے سے جاگ پڑی اور اپنے تئین ساتھہ ایک جوان حسین اور خوبصورت کے ہم آغوش پا کر نہایت تعجب مین آئی اور

باوجود انکار کرنے شادی کے ہزار جان سے اوسپر فریفتہ اور مفتون ہوگئی اور دل مین تصور کیا کہ شاید میرے باپ نے اسی جوان کے
ساتھ شادی ٹھہرائی تھی لیکن مینے بہت برا کیا کہ بے سمجھے بوجھے اس بات سے انکار اور اوسکو ناخوش اور ناراض کیا اور عجب نہیں کہ وہ
غافل سوتا ہی مجھسے بات چیت نہین کرتا بعد دیر کے جب نہ رہ سکی قمر الزمان کا بازو پکڑکر خوب ہلایا تاکہ بیدار ہو مگر بسبب بیہوشی جن کے
نہ جاگا آخر شہزادی ناچار ہوکر کمال محبت اور پیار سے اوسکے ہاتھ چومنے لگی اور دیکھا کہ میری انگوٹھی اوسکی انگلی مین ہی اور
اوسکی مین پہنے ہون اسی امر سے اوسکو یقین ہوا کہ میری شادی اسی جوان کے ساتھ ہوئی ہی پھر گلے سے لگا کر اوسکو خوب پیار کیا اور بسبب
افسون کے اپنی جگہ مین لیٹ کر سو رہی میمون پری نے دہنش سے کہا دیکھا تمنے کہ میرا شاہزادہ حسن مین بیش ہی تیری شاہزادی سے
اب تو جلد شہزادی کو جہان سے لایا تھا وہین پر پہونچا دے اور کسکس جن کو رخصت کر آپ کنوئین مین جاکر آرام کیا فجر کے وقت
قمر الزمان بیدار ہو کر سب طرف نگاہ کرکے دیکھا اوس بی بی کو نہ پایا آخر تصور کیا کہ شاید میرے باپ نے اوسکو بلا لیا بیقرار ہو کر غلام کو
کہ نگہبان اوسکا تھا پکارا وہ حاضر ہو کر شہزادے کی خدمت وضو مین مصروف ہوا شہزادے نے بعد پڑھنے نماز اور تلاوت کلام اللہ کے
غلام سے پوچھا سچ بتا وہ بی بی کہ رات کو میرے پاس سوتی تھی یہان پر کیونکر آئی اور اب کہان ہی غلام نے عرض کیا خداوند مینے اوس
بی بی کو نہین دیکھا اور کیونکر بی بی حجرے کے اندر کہ جسکا دروازہ باہر کیطرف سے بند اور مقفل تھا جا سکتی ہی شاید آپنے خواب مین
اوس بی بی کو دیکھا ہوگا قمر الزمان نے خفا ہو کر خوب مارا اور کہا کہ تو مجکو بی بی کے حال سے آگاہ نہین کرتا تو سخت بدذات ہی جبتک
کہ تجکو سزا قرار واقعی نہ دونگا تو ظاہر نکریگا آخر غلام کو رسی سے باندھکر کنوئین مین لٹکایا غلام سوچا شہزادہ کہ مجنون اور سودائی ہی
مجکو مار ڈالے کہا اب تو کسی حیلے سے اپنے تئین بچا غلام نے پکار کر کہا اگر میری جان بخشی ہو تو مین اوس بی بی کا حال بتا دون قمر الزمان
نے اوسکو کنوئین سے نکالکر چھوڑ دیا اور کہا کہ جلد بتا غلام نے کہا ذرا دم لے لون تو بتا دون پیشاب کے بہانے سے باہر حجرے کے
نکل اور جلدی سے دروازہ اوسکا بند کر وہانسے بھاگ بادشاہ کے پاس آیا اور سارا حال شہزادے کا اور اپنے مار کھانے اور کنوئین مین
لٹکائے جانے کا بادشاہ سے ظاہر کرکے کہا حضور خیال کرین کہ حجرہ شہزادے کا باہر سے بند اور غلام دروازے کے ساتھ لگ کر سویا تھا
وہ بی بی جسکو شہزادہ مجھسے پوچھتا ہی کدھر سے گئی حضور جلد خبر شہزادے کی لین بادشاہ غلام سے اس حال کو سنکر متحیر ہوا اور وزیر کو
فرمایا کہ جلد جا اور حال شہزادے کا دریافت کرکے مجھسے ظاہر کر وزیر فی الفور شہزادے کی حضور مین حاضر ہوا اور بعد بجا لانے آداب کے
اوسکے پاس بیٹھکر کہا بادشاہ آپکا حال غلام سے سنکر نہایت متردد اور پریشان خاطر ہوئے مجکو واسطے دریافت کرنے حال حضور کے
اور اوس بی بی کے جسکو آپنے خواب مین دیکھا تھا بھیجا ہی شہزادے نے کہا وہ غلام بڑا حرامزادہ ہی مجکو حال بی بی کا جو رات کو
میری بغل مین سوتی تھی نہین بتایا برائے خدا تم کہو کہ وہ معشوقہ جسکو میرے باپ نے میرے پاس رات کو بھیجا تھا اور اوسکے ساتھ میری
شادی تجویز کی کہان ہی مین بے دیکھے اوسکے نہایت بیچین اور بیقرار ہون اگر بادشاہ آگے سے مجھے اوس بی بی کو دکھلاتے تو مین
کاہے کو ایسی پیاری بی بی سے انکار کرتا اور اونکی خفگی مین پڑتا وزیر نے سنکر شہزادے سے کہا صاحب آپ کیا فرماتے ہین بی بی
آپکے کمرے مین جو باہر سے بند تھا کیونکر گئی آپ نے شاید خواب و خیال مین اوسکو دیکھا ہوگا شہزادے نے ناخوش ہوکر وزیر کی

داڑھی پکڑلی اور خوب مارا وزیر نے اپنی جان بچانے کے واسطے کہا کہ غلام کو خبر نہین شاید بادشاہ نے کسی بی بی کو آپکی حضور مین بھیجا ہوگا
اب مجھے اجازت ہو کہ مین بادشاہ سے عرض کرکے اوس بی بی کو آپ کے پاس بھجوادون شہزادے نے وزیر سے کہا کہ تجھے راہ پر آیا جلد
جاکر میری نازنین معشوقہ کو بھجوادے وزیر باہر نکل کر بھاگا اور بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوکر ظاہر کیا کہ خداوندا جو حال کہ اوس غلام نے آگے
عرض کیا تھا وہ سب سچ ہے شہزادے نے مجکو بھی مارا اور کہتا ہے کہ جلد اوس بی بی کو کہ جو رات کو میرے پاس آئی تھی حاضر کر بادشاہ اس
حال کو سنکر نہایت ملول و دلگیر ہوا اور آپ واسطے دریافت کرنے حال اوس شہزادے اور بی بی خیالی کے گیا جب وہان پہنچا شہزادے
کو بھلا چنگا اور ہوش و حواس مین دیکھکر خوش ہوا اور اپنے گلے سے لگاکر پوچھا میان وہ کون بی بی تھی جو رات کو تمھارے پاس آکر سوئی
مجکو اوسکی مطلق خبر نہین کمال حیرانی یہی ہے کہ باوجود بند ہونے مکان کے جسمین تم رات کو آرام کرتے تھے گذر بی بی کا کدھر سے ہوا
بظاہر آنا بی بی کا تمھارے پاس غیر متصور ہے شاید تمنے اوسکو خواب مین دیکھا ہو شہزادے نے عرض کیا مینے اوس بی بی کو خواب مین
نہین دیکھا بلکہ بیداری مین گواہ اس امر کا جو آپ کی حضور مین عرض کرتا ہون تبدیل انگشتری کا ہے پھر شہزادے نے انگشتری شہزادی چین
کی اوتار کر دکھائی کہ مینے اپنی انگشتری لیکر اوسکی اونگلی مین پہنادی اور اوسکی آپ پہن لی تھی اب اس انگوٹھی کو آپ ملاحظہ فرمائین کہ اگر وہ بی بی
خواب مین آتی تو یہ بدلنا انگشتری کا کیونکر متصور تھا اور مین نہ دیوانہ ہون اور نہ مجنون اپنے ہوش و حواس مین ہون خدا کے واسطے اوس نازنین
کو میرے پاس بھجوا دیجیے کہ بے دیکھے اوسکے مجکو آرام نہین اگر آپ پہلے سے اوس بی بی کو ایک نظر مجھے دکھلا دیتے تو مین انکار شادی کے نہ
کرتا مجکو نہین معلوم تھا کہ آپ نے میری شادی اس بی بی کے ساتھ تجویز کی تھی بادشاہ انگوٹھی دیکھکر سوچا کہ یہ انگوٹھی شہزادی کی ہے عجیب یہ
قطع کی ہے ہمارے تمام قلمرو مین اس ساخت و وضع کی انگوٹھی نہین بنتی اور سوا اسکے نگ اسکا بڑا قیمتی ہے اس امر سے ثابت ہوا کہ شہزادے کا کلام
لغو نہین مگر حیرانی یہ ہے کہ ہو نہین سکتا ایسی بی بی خوبصورت صاحب جمال بند مکان مین شہزادے کے پاس کیونکر گئی یہ عجب طرح کا عقدہ ہے کہ حل
نہین ہو سکتا پھر قمرالزمان کو اوس مکان سے لیجاکر محل مین رکھا اور بظاہر اوسکی تسلی و تشفی کی کہ اوس بی بی کو ہم تلاش کرکے تمھاری
شادی اوسکے ساتھ کیے دیتے ہین تم خاطر جمع رکھو اور آپ دن رات شہزادے کے پاس رہنے لگا وزیر نے عرض کیا میرے نزدیک مناسب
ہے کہ حضور بدستور امور مملکت مین مصروف رہین تاکہ اسیطرح کا فتور سلطنت مین نہ پڑے اور شہزادے کو قلعے مین جو یہ خرد کے جو لب دریا کے
ہر روز جہاز چار و طرف سے وہان پر آتے جاتے ہین اور ملکون کا حال معلوم ہوا کرتا ہے بھیجدیجیے شہزادے کا جی وہان بہلے گا اور وہ قلعہ
چندان دور نہین بادشاہ نے عقل وزیر کی پسند کرکے شہزادہ قمرالزمان کو اوس قلعہ مین رکھا اور آپ بھی اکثر اوقات اوسمین جایا کرتا یہان تو
قمرالزمان کا یہ حال تھا کہ جو بیان کیا گیا اب ادھر کا حال سنو کہ جب غش مین مینے شہزادی چین کو لیجاکر اوس جگہ مین جہان پر اوسکے باپ نے
شہزادی کو قید کیا تھا پلنگ پر لٹا دیا صبح کو بیدار ہوتے اپنے دہنے بائین قمرالزمان کو ڈھونڈھنے لگی اوسنے ننا کی پیرال کو جو
اوسکی محافظ تھی گھبراکر پکارا اور پوچھا وہ جوان حسین جو شب کو میرے پاس سوتا تھا کہان ہے مین اوسکے دیکھنے کے واسطے نہایت مشتاق و بیقرار
ہون جلد اوسکو میرے پاس لا پیرال یہ کلام شہزادی سے سنکر نہایت متحیر ہوئی اور عرض کیا کہ شہزادی تمکو خبر ہے کیا کہتی ہو جس مکان مین
تم سوتی تھین پرندہ وہان پر نہین جا سکتا تھا آدمی کا کیا دخل ہے کہ جاوے اور کوئی جوان تمھاری آغوش مین سوئے شاید تمنے خواب مین دیکھا ہوگا

وہی خیال اب تک تمھارے دماغ مین ہی ارے خدا ایسی باتین نکرو بادشاہ سنکر ہم سبکی گردن ماریگا شہزادی نے کہ عشق شہزادہ قمرالزمان
کے از خود رفتہ ہورہی تھی جھنجھلاکر دائی کے سر کے بال پکڑ اوسکو خوب مارا دائی اپنے تئین چھڑا کر بھاگی اور بادشاہ اور ملکہ سے حال جنون
شہزادی اور اپنے مار کھانے کا ظاہر کیا وہ دونون سراسیمہ ہوکر شہزادی کے پاس گئے اور اوس سے کہا کہ بی بی تمنے کیا خواب پریشان رات
کو دیکھا ہی جسکے سبب سے تم مضطر اور بیقرار ہو شہزادی نے شرما اور آنکھین نیچی کر کے اپنے مان باپ سے ظاہر کیا کہ تم میری شادی
کے واسطے باعث تھے اور مین انکار کرتی تھی رات کو مینے ایک جوان خوبصورت کو اپنے ساتھ سوتے دیکھا اوسپر مین ہزار جان سے
عاشق ہوگئی ہون جلد میری شادی اوسکے ساتھ کردو ورنہ مین اپنے تئین ہلاک کرونگی اگر تم آگے سے اس جوان کو مجھے دکھلاتے اور کہتے
کہ اسکے ساتھ تیری شادی تجویز کی ہی تو مین شادی سے انکار نکرتی اگر تمکو میرے کہنے پر اعتماد نہو تو دیکھو کہ اوس جوان نے اپنی انگشتری مجکو
پہنا دی ہی اور میری آپ پہن لی مان باپ نے شہزادی کی انگوٹھی دیکھکر دریافت کیا کہ فی الحقیقہ یہ انگوٹھی بہت قیمتی دوسرے شخص کی
ہی شہزادی کی نہین پھر اون دونون نے بہت فکر کی کہ تبدیل انگوٹھی کی کیونکر ہوئی اور وہ جوان ایسے مکان قید و بند مین کسطرح سے آیا اور
شہزادی کے پاس سو یا مگر کچھ حقیقت حال سے اونکو اطلاع نہوئی آخر شہزادی کو مجنون اور آسیب زدہ قرار دے کر سونے کی بیڑیان اوسکے
پانون مین ڈالدین اور حکم کیا کہ سوا اسکی دائی کے کوئی متنفس اس مکان مین جہان شہزادی رہتی ہی نہ جانے پائے اور کئی پہرے گرد اوس مکان کے
بٹھلادیے اور وہان سے نہایت افسردہ خاطر اور دلگیر اپنے محل مین آیا دوسرے دن فجر کے وقت اوسنے سب سرداروں اور ارکان دولت
وغیرہ وضیع اور شریف شہر کو بلاکر کہا کہ جو کوئی اس شہزادی کو اچھا کرے اور وہ اپنے ہوش و حواس مین آئے مین شہزادی کی شادی اوسکے
ساتھ کرونگا اور بعد میرے وہی مالک تخت و تاج کا ہوگا اور اسی خبر کو اپنی تمام قلمرو مین مشتہر کیا اور اگر کوئی بعد تدبیر کرنیکے شہزادی
کو اچھا نکر سکے گا اوسکی گردن مارونگا باوجود اس شرط کے بہت لوگون نے بطمع شادی کے علاج شہزادی کا کیا مگر کسی سے اوسکو صحت
حاصل نہوئی بادشاہ نے اونکے سر کٹوا کر شہر پناہ کے دروازون پر لٹکوا دیے کئی برس کے عرصے مین قریب ڈیڑھ سو آدمی کے قسم حکیمون
نجومیون عاملون وغیرہ سے جنھون نے علاج شہزادی کا کیا اور مفید نہ پڑا جان سے مارے گئے اوس دائی کا جسنے شہزادی کو دودھ
پلایا تھا اور قید مین وہی شہزادی کی محافظ تھی ایک لڑکا تھا مرزبان نام اور اوس بھائی رضاعی نے شہزادی کے ساتھ پرورش پائی تھی
اور بچپن سے اوسکے ساتھ پیار و الفت بہت رکھتا تھا جب وہ دونون سیانے ہوے اونکے درمیان مین جدائی ہوئی مرزبان کو لڑکائی
سے شوق نجوم اور رمل کا تھا مدت تک ان علمون کو ملک چین مین سیکھا بعد اسکے اور علوم سیکھنے کے واسطے اور ملکون مین سیر کرتا پھرتا
جب وہ بعد ایک مدت دراز اور سیکھنے علمون کے سفر سے مراجعت کرکے اوس شہر مین کہ اوسکا وطن تھا پونہچا شہر پناہ کے دروازون
پر سر آدمیون کے لٹکتے دیکھکر بہت متحیر ہوا اور اپنے گھر آکر شہزادی کا حال پوچھا اوسکے گھر والون نے کہا وہ تو مدت سے بیمار اور مجنون
ہوگئی ہی بادشاہ نے اوسکو ایک مکان مین پا بزنجیر کرکے قید کر رکھا فقط تمھاری مان اوسکے پاس آتی جاتی ہی اور بادشاہ نے اشتہار
دیا کہ جو کوئی کہ شہزادی کو اچھا کرے گا اوسی کے ساتھ شادی شہزادی کی کرونگا اور اگر اچھا نکریگا تو اوسکی گردن مارونگا اس خبر کے
سننے سے ہر قسم کے آدمی قریب ڈیڑھ سو کے آئے اور علاج اوسکا شروع کیا مگر جب اونکی تدبیر سے صحت نہوئی تب اون سبکو قتل کر کے

سر اونکے دروازون پر شہر پناہ کے لٹکوا دیے ہین باقی حال تمکو اپنی مان سے مفصل معلوم ہوگا غرض جب دائی نے حال اپنے بیٹے کا
سنا رخصت لیکر گھر کو آئی بیٹے کو کہ جو بعد ایک مدت دراز کے آیا تھا دیکھکر خوش ہوئی بعد تھوڑی دیر کے شہزادی کا حال ظاہر کیا
مرزبان نے کہا کسیطرح سے میری ملاقات مخفی شہزادی سے ہو سکتی ہی تاکہ مین بھی اوسکو دیکھون اور امراض اوسکے تشخیص کرون دائی
نے جواب دیا اسکا حال دریافت کرکے مین کل کہونگی یہ کہکر وہ شہزادی کے پاس گئی دوسرے روز اوس خواجہ سرا سے جسکا چوکی پہرا
شہزادی کے مکان مین تھا کہا بھائی تمکو شاید معلوم ہوگا میری ایک لڑکی ہی کہ جسکو مینے اس شہزادی کیساتھ دودھ پلایا تھا کئی برس
سے مینے اوسکی شادی کردی تھی اب وہ مہمان میرے گھر آئی ہی شہزادی کو اوسکے آنے کا حال سنکر اوسکے دیکھنے کا کمال اشتیاق ہوا اگر تمہاری
مرضی اور اجازت ہو تو آج رات کو وہ شہزادی سے آکر ملاقات کر جاوے مگر وہ کسی کے سامنے نہین ہوتی خواجہ سرا نے کہا بہت اچھا
پہر رات گئے بادشاہ واسطے آرام کرنے کے محل مین جاتے ہین تو اوس وقت اوسکو لے آئیو مین دروازہ کھلا رکھونگا مجکو شہزادی
کی خاطر بہت عزیز ہی دائی اجازت پاکر مرزبان کو زنانے کپڑے پہنا شہزادی کے مکان مین لے گئی اور قبل اسکے کہ مرزبان روبرو شہزادی
کے جاوے اوسکی مان نے شہزادی سے خبر آنے مرزبان کی اور درخواست اوسکے آنے کی واسطے ملاقات کے ظاہر کی شہزادی
مرزبان کا حال سنکر بہت خوش ہوئی اور کہا کہ جلد اوسکو لا جب مرزبان حاضر ہوا شہزادی کی حضور مین آداب بجالایا اور ادب سے
اوسکے آگے کھڑا ہوا شہزادی نے کہا بھائی مرزبان اور آگے آ تا تجکو اچھی طرح سے دیکھون اور اپنے چہرے سے نقاب اوتار کر
کہا بھائی بہن مین پردہ کیا ہی مرزبان آگے جاکر پھر آداب بجالایا شہزادی نے فرمایا کہ اس وقت مین تجکو دیکھکر کمال خوش ہوئی تیرے
دیکھنے کو میرا جی بہت چاہتا تھا مرزبان نے عرض کیا کہ غلام کو آپ نے اس پرسش سے سرفراز کیا مین ہمیشہ حضور کی یاد اور دعاے
دولت مین رہا کرتا تھا خدا نے پھر آپ کے قدم دکھلائے یہ کہکر وہ اپنی کتاب رمل وغیرہ کی کھولکر چاہتا تھا کہ حال شہزادی اور اوسکی
بیماری کا دیکھے شہزادی نے کتاب اور اون سب سامان حاضرات کو دیکھکر مرزبان سے کہا بھائی مرزبان کیا تو مجکو سودائی
یا آسیب زدہ تصور کرتا ہی مین چنگی بھلی اپنے ہوش و حواس مین ہون لوگون نے کہ میرے دل کے حال سے واقف نہین مجکو دیوانہ
مجنون بنا رکھا ہی نہ تو آج تک کسیکو میرا حال معلوم ہوا اور نہ کسی نے اوسکی تدبیر کی پھر اوس شہزادی نے سارا حال جوان حسین کے
سونیکا اور اوسکے ساتھ اور عاشق ہونے اپنے کا اوسپر اور بدلنا انگوٹھیون کا ایک دوسرے کے ساتھ مفصل بیان کیا اور کہا اوسی
جوان کے فراق مین میرا یہ حال ہوا اور میری صحت اوسی کے ملنے پر موقوف ہی کوئی میرے اضطراب کو دیکھکر دیوانہ کہتا ہی اور کوئی
آسیب زدہ حقیقت مین نہ مین دیوانی سودائن ہون اور نہ کسی جن و پری کا مجپر آسیب مرزبان یہ سب حال شہزادی سے سنکر دیر تک عالم تحیر مین
چپ کھڑا رہا پھر بعد دیر کے عرض کیا کہ شہزادی مجکو تمہارے کہنے کا یقین اور تمہارا حال کماحقہ معلوم ہوا تم خاطر جمع رکھو تھوڑے
روز اور صبر کرو مین واسطے تلاش کرنے اوس جوان کے جاتا ہون اگر مرضی خدا کی ہی تو مین جلد ڈھونڈھکر اوسکو تمہارے پاس لاتا ہون
اور بدون لائے اوسکے منہ اپنا نہ دکھلاؤنگا اور جب میرے آنے کی خبر اس شہر مین سننا یقین کرنا کہ تمہارا مطلب حاصل کر آیا ہونگا یہ کہکر
شہزادی سے رخصت ہوا اور طیاری کرکے واسطے کام شہزادی کے پھر از سر نو سفر اختیار کیا اور شہر بشہر اور ملک بملک اور جزیرہ بجزیرہ گیا

جہان جاتا وہین یہ شہرہ حسن جمال بدور کا اور اوسکی بیماری کا سنتا بدور نام اوسی شہزادی چین کا تھا اور وہ اوسی نام سے تمام ملک چین
مشہور تھی آخر مرزبان سفر کرتا ہوا بعد چار مہینے کے ایک شہر مین کہ بہت آباد اور لب دریا تھا پونہچا اور نام قمر الزمان اور اوسکی بیماری کا
کہ مثل شہزادی چین کے تھی سنا دل مین خوش ہوکر وہان کے باشندون سے پوچھا کہ یہ شہزادہ کس ملک مین رہتا ہے لوگون نے کہا قمر الزمان
کے جزیرے مین جانے کی دو راہ ہین ایک خشکی کی اور ایک دریا کی راہ تری کی نسبت خشکی کے بہت نزدیک ہے مرزبان نے
اوسیکو اختیار کر کے ایک جہاز پر سوداگر کے کہ اوسی طرف کو جاتا تھا سوار ہوا جو ہوا موافق اور با مراد تھی جہاز جلد اوس جزیرے مین
جہان قمر الزمان تھا پونہچا مگر جب قلعے کے متصل آیا بحکم قضا و قدر وہ جہاز پہاڑ سے ٹکر کھا کر ٹوٹ گیا اور سب لوگ مع اسباب جہاز کے
ڈوب گئے مگر مرزبان کہ علم شناوری مین اوستاد تھا آسرے سے ایک تختے کے پیرتا ہوا قلعے کے تلے جہان قمر الزمان کا اوسکے باپ نے
رکھا تھا پونہچا اتفاقاً اوسوقت شاہزمان بھی بیٹھا دریا کی طرف دیکھ رہا تھا مرزبان کو ڈوبتے اور پیرتے دیکھکر وزیر کو حکم کیا کہ جلد
اس آدمی کو دریا سے نکلوا خبردار ڈوبنے نپاوے ملاح حکم پاکر مرزبان کو ہاتھون ہاتھ دریا سے نکال بادشاہ کی حضور مین لے گئے
بادشاہ نے اوسکے قیافے سے تصور کیا کہ یہ شخص دانشمند اور تجربہ کار سیاح معلوم ہوتا ہے شہزادے کے حال سے اطلاع کر کے اوسسے
علاج اوسکا کیا چاہیے پھر بادشاہ سارا حال قمر الزمان کا مرزبان سے کہکر شہزادے کے مکان مین لیگیا مرزبان کو حال سننے
اور دیکھنے شہزادے اور تبدیلی انگشتری سے ثابت ہوا کہ یہ وہی جوان حسین ہے کہ جسپر شہزادی چین کی عاشق ہوئی ہے اور اس
شہزادے کا کہ اوس شہزادی پر فریفتہ ہے اوسکے فراق مین یہ حال ہوگیا ان سب باتون کو تصور کر اور خیال مین رکھ بادشاہ سے عرض کیا
کہ مین ایک گھڑی کے واسطے چاہتا ہون کہ تنہائی مین شہزادے سے کچھ بات چیت کر دن بادشاہ مرزبان کو تنہا شہزادے کے پاس
چھوڑکر دوسرے مکان مین جا بیٹھا قمر الزمان نے تنہائی مین اوس سے پوچھا تم کون ہو اور کہان سے آئے مرزبان نے جواب دیا
مین رہنے والا ملک چین کا ہون اوس بی بی سے جو تمھاری بغل مین سوئی تھی اور اوسپر تم عاشق ہوے ہو اور انگشتری جسکی تمنے بدلی
ہے مین خوب واقف اور آگاہ ہون وہ بیٹی بادشاہ جلیل القدر ملک چین کی ہے اور اوس بادشاہ کو لوگ غیور کہتے ہین اور شہزادی کا نام
بدور اور وہ بھی تمھارے عشق مین مبتلا اور فراق مین تمھارے دن رات بیچین رہتی ہے چنانچہ اوس شہزادی نے مجھسے کہ اوسکا محرم راز
اور خانہ زاد ہون اوس رات کا حال جسمین وہ تمھارے پاس آئی تھی مفصل بیان کیا مگر اوسکے باپ نے اوسکو دیوانہ سودائی سمجھکر
اوسکو قید مین رکھا ہے اور اپنے ممالک محروسہ مین اشتہار دیا جو شخص اس شہزادی کو اچھا کرے اوسی کے ساتھ شادی شہزادی کی کرونگا
اور وہی بعد میرے مالک ملک کا ہوگا اور اگر بعد تدبیر اور علاج کرنے کے اچھا نکر سکیگا اوسکی گردن مارونگا چنانچہ اوسوقت سے
اب تک قریب ایکسو پچاس آدمی کے کہ اونھون نے دعوی اوسکے اچھا کرنے کا کیا اور نکر سکے جان سے مارے گئے اور سر اون کے
دروازون مین شہر کے لٹکائے گئے ہین تم البتہ اوس شہزادی کو کہ تمھارے ہی فراق مین بیمار ہے اچھا کروگے اور موافق شرط کے
اوسکا باپ شادی اوسکی تمھارے ساتھ کریگا اب تمکو چاہیے کہ قبل اختیار کرنے اس سفر دور و دراز کے تندرست اور قوی
ہوجاؤ تا تحمل سفر چین کا کہ یہان سے بہت دور ہے کر سکو مرزبان کی ان باتون نے تاثیر عجیب غریب قمر الزمان کے دل مین

بدبختی کا اوسوقت بامیدہ وصال اپنے محبوب کے قوی دل ہوکر بستر ناتوانی سے تندرست اوٹھہ کھڑا ہوا اور پوشاک منگوا کر پہنی اور کھانا برغبت تمام اپنے باپ کے ساتھہ ہنسی خوشی سے تناول فرمایا اور ہر ایک سے ہنسنے بولنے لگا بادشاہ قمرالزمان کو صحیح اور خوش دل پاکر نہایت مسرور ہوا اور اوسکو گلے سے لگا کر بہت پیار کیا اور اوس قلعے سے نکالکر اپنے محل مین لیگیا اور دعوت خاص و دعوت عام کی کرکے اپنے متوسل اور ملازمین کو بعنایت خلعتہای فاخرہ اور انعام واکرام کے سرفراز فرمایا اور غریبون اور محتاجون کو خیرات سے مالامال کردیا قیدیونکو چھوڑے اور نقدی دے کر چھوڑدیا غرض باشندے اوس ملک کے جسقدر شہزادے کی بیماری سے غمگین اور دلگیر تھے اوس سے زیادہ خوشنود اور شادمان ہوئے قمرالزمان کہ فراق مین شہزادی چین کے ایک مدت تک خواب و خور اور تبدیل پوشاک سے آشنا تھا بعد حمام اور بدلنے پوشاک شاہانہ کے خوب سویا اور پھر بیدار ہو کے خاصہ خوب تناول فرمایا تھوڑے دنون مین بسبب کھانے غذاؤن لطیف و مقوی کے اوسمین خوب طاقت آئی اور رنگ و روپ اوسکا خوب نکلا الغرض جب اوسنے اپنے مین اتنی توانائی پائی کہ سفر ملک چین کا کرسکے مرزبان سے کہا کہ اب تم مجکو چین مین لیچلو زیادہ اس سے مجھہ مین طاقت اور صبر جدائی شہزادی چین کا نہین اور سوا اسکے وہ بھی الم مہجوری سے جسمین مبتلا ہے رہائی پائے اوسکا رنج بعینہ میرا رنج ہے مگر مین اس امر مین متحیر ہون باپ میرا کہ مجپر عاشق ہے اور ایک گھڑی کی مفارقت میری اوسکو گوارا نہین کیونکر روادار ایسے سفر دور دراز کا ہوگا یہ کہکر قمرالزمان رونے لگا مرزبان نے عرض کیا کہ آپ سچ فرماتے ہین مگر ایک صورت آپ کے نکلنے کی یہان سے ہے آپ واسطے دو چار روز کے اجازت شکار کی بادشاہ سے طلب کرین یقین ہے کہ وہ بلحاظ تفریح طبیعت کے پروانگی شکار کی دینگے اوسوقت آپ تھوڑے لوگون کے ساتھہ مجکو ہمراہ لیکر فلانی سمت کو روانہ ہون اور دو گھوڑے نہایت چالاک و تیز رفتار کوتل اپنے ساتھہ رکھیے ہم دو تین منزل تک بہ بہانے شکار کے یہان سے جائینگے پھر پوشیدہ سب سے اون گھوڑون پر سوار ہوکر راہ منزل مقصود کی لینگے شہزادے کو صلاح مرزبان کی پسند آئی دوسرے روز قمرالزمان نے موقع پاکے اجازت شکار کھیلنے کی بادشاہ سے لی اور طیاری سفر کی کرا اور مرزبان کو ہمراہ لے روانہ ہوا بعد طے کرنے چند فرسخ راہ کے شام کیوقت ایک کاروان سرا مین اوترا اور بعد فراغت طعام کے آرام فرمایا جب آدھی رات گذری مرزبان نے شہزادے قمرالزمان کو جگاکر کہا کہ اب تم لباس اپنا اوتار کر لباس اپنے سائیس کا پہنو شہزادے نے جلدی سے تبدیل لباس کیا اور وہ دونون گھوڑون تیز رفتار پر سوار ہوا اور ایک تیسرا گھوڑا کوتل اپنے ساتھہ لے اور سب نوکرون کو سرا مین سوتا چھوڑ روانہ ہوئے صبح ہوتے وہ دونون ایک جنگل مین دوراہے پر پہونچے مرزبان وہان گھوڑے پر سے اوترا اور تیسرے گھوڑے کو جو کوتل تھا ذبح کر خون اوسکے سے لباس بیتکلف شہزادے کا پھاڑ کر رنگا اور اوسی دوراہے مین ڈالدیا شہزادے نے مرزبان سے پوچھا کہ یہ امر کیون کیا مرزبان نے جواب دیا اسواسطے کہ وہ لوگ جنکو آپ سرا مین سوتے چھوڑ آئے ہین آپ کو نپاکر تلاش کرینگے اور جب ڈھونڈھتے ہوئے وہ سب یہان پر پہونچینگے آپ کے کپڑے خون آلودہ دیکھکر جانینگے کہ کوئی جانور درندہ دشمنون کو مار کر کھا گیا ہے اور مجکو تصور کرینگے کہ بادشاہ کے خوف سے کسیطرف کو بھاگ گیا آخر مایوس ہو کر یہین سے پھر جائینگے پیچھا ہمارا نکرینگے اسطرح ہم اونکے ہاتھ سے فرصت

لے گی اور بے خوف و خطر راہ کو طی کرینگے اور جبتک کہ وہ بادشاہ سے خبر کرین ہم بہت دور نکل جاوینگے الغرض بارہ دن قمرالزمان اور مرزبان
اشرفیان اور جواہرات جو ہمراہ لے لیے تھے صرف کرتے ہوے کبھی خشکی کے رستے اور کبھی تری کی مسافت طی کرتے ہوے چلے جاتے تھے یہانتک
کہ وہ مع الخیر دارالریاست ملک چین مین پونہچے اور ایک سراے مین اوترکر تین روز تک اسواسطے دفع کرنے ماندگی سفر کے آرام کیا مرزبان نے
اس عرصے مین لباس نجومیون اور حکیمون کا موافق قد شہزادے کے بنوایا پھر بعد تین دن کے حمام مین جاکر دونون نہائے بعد اسکے مرزبان نے
لباس نجومیونکا شہزادیکو پہناکر کہا کہ اب تم اوس مکان مین جہان حکیم وغیرہ واسطے اچھا کرنے شہزادی کے جاکر اظہار کرتے ہین اوترو اور مین
واسطے خبر کرنے شہزادی کے جاتا ہون یہ کہکر وہ اپنے گھر آیا اور اپنی مان سے ملاقات کرکے کہا کہ اسی وقت تو جاکر شہزادی سے میری خبر آنے کی
کر تا کہ وہ اس خبر سے خوش اور مطمئن ہو قمرالزمان نے وہان کا سب حال دریافت کرکے لباس نجومی کا پہنا اور بادشاہ کے محل کے نیچے جاکر پکارنا شروع کیا
کہ مین واسطے اچھا کرنے شہزادی چین کے بہت دور سے اس امید پر آیا ہون کہ اگر شہزادی میری تدبیر اور علاج سے اچھی ہو تو بادشاہ بموجب اپنے
قول و اقرار کے شہزادی کی شادی میرے ساتھ کرے اور اگر اوسکو اچھا نکر سکون تو بادشاہ میرے واسطے حکم قتل کا دے بادشاہ کے ملازمین اور شاگرد پیشہ
نے قمرالزمان کو کمسن اور حسین دیکھکر بہت افسوس کیا اور کہا اے جوان اپنی جوانی پر رحم کر بہت آدمی اسی ہوس مین قتل ہوے اور سر اونکے دروازۂ شہر کے
لٹکائے گئے شہزادی کو کہ آج تک کسی نے اوسکا مرض تک تشخیص نہین کیا تو اچھا نکر سکیگا مفت مین تیری جان جائیگی قمرالزمان اونکے سمجھانے سے
باز نہ آیا اور وہی صدا پھر کی آخر مجبور ہوکر اوسکو وزیر کے پاس لیگئے اور وزیراعظم نے اوسکو بادشاہ کی حضور مین حاضر کیا قمرالزمان جاتے
ساتھ پہلو مین بادشاہ کے بیٹھ گیا بادشاہ اوسکی ادا سے ناخوش نہوا بلکہ اوسکی جوانی پر افسوس کیا کہ یہ بھی مثل اورون کے جان سے مارا جائیگا
بادشاہ نے وہی قول اور پیمان اگلا قمرالزمان سے لکھواکر شہزادی کے مکانمین بھجوادیا خواجہ سرا نے قمرالزمان کو ایک دالان مین متصل حجرہ شہزادی
کے بٹھلایا اور آپ اسواسطے خبر کرنے کے حضور مین شہزادی کے گیا اور عرض کیا کہ ایک نوجوان نہایت حسین واسطے اچھا کرنیکے آیا ہے حکم ہو تو
اوسکو آپکی حضور مین حاضر کرون شہزادی نے فرمایا جلد اوسکو لا خواجہ سرا نے قمرالزمان کے پاس آکر کہا کہ حضور مین شہزادی کے چلو اور جو تدبیر تمنے
اپنے نزدیک واسطے اوسکے اچھا کرنیکے ٹھہرائی ہے عمل مین لاؤ قمرالزمان نے جواب دیا کہ مین یہین سے شہزادی کو اچھا کرونگا اوسکے حجرے
مین جانے کی حاجت نہین یہ کہکر شہزادے نے قلم دوات نکالا اور سارا قصہ اوس رات کا کہ جسمین شہزادی اوسکے ساتھ سوئی تھی لکھ
انگشتری اوسمین ملفوف کر بند کیا خواجہ سرا کے ہاتھ دیا اور کہا اے دوست یہ خط لیجاکر اپنی شہزادی کو دے جب خواجہ سرا نے خط کو شہزادی
بدورا کے حوالے کیا وہ بمجرد کھولنے اور پڑھنے خط اور دیکھنے اپنی انگشتری کے زنجیر کو کہ اوسکے پانون مین پڑی تھی توڑکر دروازے کی طرف
دوڑی اور قمرالزمان کو دیکھتے ہی پہچانا کہ یہ وہی جوان ہے جسکو مینے اوس رات کو دیکھا تھا اور انگوٹھی میری اپنی انگوٹھی [illegible] تھی اور
اسی کو دیکھکر مین عاشق اور بیقرار ہوئی اور اسیکے فراق مین میرا یہ حال ہوا قمرالزمان نے بھی شہزادی کو پہچانا کہ یہ وہی بی بی ہے جو میری بغل مین سوئی تھی
اور مین اسیکے عشق مین مبتلا ہوکر مجنون اور از خود رفتہ ہوا پھر وہ دونون دوڑکر ایک دوسرے سے بغلگیر ہوے اور خوشی کا رونا روئے اور اس
وصل غیر مترقب سے حیران رہے پھر دائی نے اون دونون کو وہان سے لاکر حجرے مین بٹھلایا شہزادی بدورا نے اپنی انگشتری پھر
قمرالزمان کو دے کر کہا کہ تم اس انگشتری کو اپنے ہی پاس رکھو اور تمہاری انگشتری مین مانند حرز جان کے اپنے پاس رکھونگی خواجہ سرا یہ حال

دیکھکر بادشاہ کی حضور مین دوڑا گیا اور عرض کیا کہ خداوند نعمت نے نجومی اور طبیب واسطے اچھا کرنے شہزادی کے آئے تھے سبکو عقل سے بہرہ
تھا اس نجومی جوان نے بدون دیکھنے شہزادی اور آلات نجوم وغیرہ کے اوسکو اچھا کیا اب وہ شہزادی خدا کے فضل و کرم سے اپنے
ہوش و حواس مین ہی بادشاہ یہ خوشخبری سنکر شہزادی کے مکان مین گیا اور اوسکو بحال دیکھکر اپنے سینے سے لگایا بعد اوسکے قمر الزمان سے
معانقہ کرکے شہزادی بدورا کا ہاتھ قمر الزمان کے ہاتھ مین پکڑا دیا اور کہا مینے جو شرط کی تھی وسکو ایفا کیا اب بتاؤ کہ تم کون ہو اور
کس ملک سے یہان آئے اور حسب و نسب تمھارا کیا ہی قمر الزمان نے بعد بجا لانے آداب و ادای شکر کے ظاہر کیا کہ مین نہ نجومی ہون اور
نہ ساحر فقط اپنے مطلب کے واسطے بھیس نجومی کا بنایا تھا اور مین شہزادہ پیدایشی ہون فرزند بادشاہ جلیل القدر کا بطن سے ملکہ کے نام میرا
قمر الزمان اور نام باپ میرے کا شاہزمان مالک وسکا جزیرہ کلان مشہور بہ جلیدرن خالدان ہی بعد اسکے اپنی سرگذشت اور حال دیکھنے شہزادی
بدورا کا اور تعشق ایک دوسرے کا ایک ہی وقت مین اور بدلنا انگشتری کا مفصل بادشاہ چین سے بیان کیا بادشاہ اس قصہ عجیب کو سنکر نہایت
متحیر ہوا اور کہا کہ یہ قصہ عجیب و غریب اس لائق ہی کہ سونے سے لکھواکر خزانے مین رکھا جائے پھر اپنے ارکان دولت کو حکم کیا کہ جلد طیاری
شادی کی ہو تھوڑے عرصے مین سارا اسباب اور سامان کتخدائی کا موافق وہانکی رسم کے طیار اور مہیا کیا گیا بادشاہ چین نے بڑی دھوم سے
شادی کی اور اوسکی تمام قلمرو مین خوشی اس شادی کی پھیلی قمر الزمان شہزادہ اور بدورا شہزادی وصل ظاہری اور باطنی ایک دوسرے سے
بہرہ ور اور کامیاب ہوے پھر بادشاہ نے حال جرزبان کی جان فشانی اور محنت و مشقت کا کہ واسطے شہزادی بدورا کے کی تھی سنکے
برابر رتبہ اوسکا کیا درمیان اس خوشی و خرمی کے قمر الزمان نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ باپ اوسکا حالت نزع مین کہتا ہی کہ ہای
افسوس میرا فرزند قمر الزمان مجھسے جدا ہوا اور اوسکا جدا ہونا سبب میری ہلاکت کا ہی شہزادہ یہ خواب پریشان دیکھکر چونک پڑا
اور رونے لگا اوسکا رونا سنکر شہزادی بدورا بھی جاگ اوٹھی اور گھبراکر پوچھنے لگی کہ صاحب خیر تو ہی ایسے مضطر ہوکر کیون سوتے ہو
قمر الزمان نے خواب کا حال بیان کیا شہزادی نے بفراست دریافت کیا کہ اوسکی مرضی باپ کے پاس جانے کی ہی اوسنے اوسوقت
اوسکی تسلی کی دوسرے دن موقع پاکر اپنے باپ سے اس حال کو ظاہر کیا اور اجازت اس کی رخصت واسطے اپنے اور قمر الزمان کے طلب کی
بادشاہ طوعاً و کرہاً راضی ہوا اور درستی اسباب سفر کی جلد کرکے اون دونونکو رخصت کیا اور قمر الزمان سے تاکید کی کہ بعد ایک برس کے
ضرور تم اس ملک مین پھر آنا گھوڑے ہاتھی وغیرہ اسباب بیشمار اور جواہرات لاکھون کا دیکر بیٹی اور داماد کو رخصت کیا اور آپ بھی کئی منزل تک اونکے ساتھ گیا
اب یہان سے حال مصیبتونکا جو قمر الزمان پر گذرین بیان کیا جاتا ہی آی شہریار قمر الزمان کو بعد طی کرنے چند منزل اور گذرنے ایک مہینے
کے اثنای راہ مین ایک بڑا میدان ملا اوس روز اوسنے بسبب ماندگی سفر اور حرارت ہوا کے اپنے مین تاب چلنے کی نپاکر شہزادی بدورا سے کہا اگر کہو تو آج
اسی جا پر درختون کے سایے کے نیچے مقام کرین اسواسطے کہ بسبب متواتر کوچ کے فوج وغیرہ ہمراہی کی تھک گئی ہی بدورا نے جواب دیا کہ مین بھی چاہتی ہون
کہ مقام ہوتا بہیر بنگاہ کہ پیچھے ہی سب پہونچ جاے اور آج کے دن ستا لین قمر الزمان نے سردارون کو حکم کیا کہ آج اسی میدان مین تردد فراشون نے
موافق حکم کے جلدی خیمے سراپچے جابجا استادہ کردیے اور لشکر بھی قرینے سے اوترا بدورا کہ گرمی سے نہایت بیچین تھی اپنے خیمے مین
کہ گھنے درختون کے سایے کے نیچے استادہ تھا پلنگ پر جاکر سو رہی قمر الزمان بھی تھوڑی دیر کے بعد اوسی خیمے مین آیا شہزادی کو

سوتے دیکھکر چپکے سے آپ بھی ایکطرف کو لیٹ رہا بمجرد لیٹنے کے نظر اوسکی کمربند پر بدور کے پڑی جسمین جواہر بہت بیش بہا قیمتی لعل
وغیرہ سے جڑے ہوئے تھے اور شہزادی نے وقت استراحت کے اوسکو اپنی کمر سے کھولکر وہین پر رکھدیا تھا اور ساتھ اوسکے ایک تعویذ
بندھا ہوا دیکھا اور ٹٹولنے سے معلوم ہوا کہ کوئی چیز سخت سی ہوئی اوسمین ہے جب اوسکو کھولا ایک تختی لعل کی جسمین کچھ تصویرین اور نقوش کندہ
تھے پائی قمرالزمان نے تصور کیا کہ یہ تختی بہت بیش قیمت ہوگی شہزادی نے بے پروائی سے اوسکو اوتار کر ڈال دیا ہے نہ تو احتیاطاً کمربند کو کسی
صندوق مین رکھا اور نہ کسی خواص کو سونپا بہرکیف قمرالزمان نے اوسکو اپنے زیر نظر رکھا حقیقت اوس تختی کی یہ ہے کہ وہ ملکہ چین نے
شہزادی بدور کو دی تھی اور وہ ایک طلسم تھا کہ قمرالزمان کو اوسکی کیفیت سے اطلاع نہ تھی اوسنے چاہا کہ اوسکے نقوش کو اچھی طرح سے دیکھے
خیمہ سے باہر لیجا کر روشنی مین اوسکے حروف ملاحظہ کرنے لگا اتفاقاً کوئی جانور پرندہ شکاری اوس طلسم کو ٹکڑا گوشت کا تصور کرکے جھپٹا اور
قمرالزمان کے ہاتھ سے لے گیا شہزادہ اس امر سے نہایت متردد ہوا اور دل مین تصور کیا کہ ایسی نادر چیز میری پیاری شہزادی کی جسکی ہے جو
ضائع ہو کسیطرح سے اسکو اس جانور سے چھین لینا چاہیے وہ چڑیا اوس طلسم کو لیے ہوے ایک میدان مین کہ تھوڑے فاصلے پر تھا جا بیٹھی
قمرالزمان نے اوسکا پیچھا کیا جب وہ نزدیک جاتا چڑیا اوڑکر اوس سے دور جا بیٹھتی اسیطرح سے وہ پیچھے اوسکے لگا ہوا چلا جاتا تھا پھر وہ
جانور طلسم کی تختی کو نگل گیا اور بہت دور اوڑکر جا بیٹھا پھر قمرالزمان نے تعاقب اوسکا کیا یہانتک کہ وہ اپنے لشکر سے بہت دور نکل گیا
قریب شام کے چڑیا کو ایک خارستان مین گھیر کر قصد کیا کہ پکڑے جب نزدیک اوسکے پہونچا وہ اوڑکر ایک بڑے بلند درخت کی پھننگ پر
جا بیٹھی اوس وقت قمرالزمان اوس سے مایوس ہوکر دلمین کہنے لگا کہ یہ جانور اب کسیطرح سے ہاتھ نہ لگیگا مجبور ہوکر قصد اپنے خیمہ گاہ کا کیا
پھر پھرنے کے یہ خیال مین آیا کہ بہت حیف کی بات ہے کہ بدون پانے طلسم کے منہ اپنا شہزادی کو دکھلاؤن اسی اندیشے اور فکر
مین بھوکا پیاسا جنگل مین تلے اوس درخت کے جسپر چڑیا بیٹھی تھی سو رہا فجر کو وہ چڑیا اوس درخت سے اوڑکر ایک سمت کو روانہ ہوئی
شہزادہ بھی اوسکے پیچھے چلا وہ روز بھی اوسکے تعاقب مین بیفائدہ دوڑتے گذرا شام کیوقت شدت سے بھوک کی جنگلی میوے کھاکر ذرا بھلا
آسودہ ہوا غرض دس دن تک اسی طرح سے چڑیا کا پیچھا کیا شام کو وہ جانور کسی بلند درخت پر بیٹھکر بسیرا لیتا اور قمرالزمان نیچے اوس درخت
کے سو رہتا غرض گیارھوین روز وہ دونون ایک شہر مین پہونچے اور وہ چڑیا بسبب بلندی اور آرائش عمارت کے اوسکی نظر سے غائب ہوگئی
اور شہزادہ طلسم کے پانے سے مایوس ہوکر چاہتا تھا کوئی شخص ملے کہ اوسکی مدد اس غم و تنہائی مین کرے اسی خیال مین شہر کے اندر گیا
اور شہر آباد تھا گیا اور دیر تک اوس شہر کے کوچون گلیون مین پھرا لیکن کسی شخص سے کہ اوسکے حال پر توجہ اور التفات کرتا ملاقات نہوئی اور نہ تمام
اور نیک و بد اوسکو معلوم ہوا آخر وہان سے دریا کے کنارے آکر سیر کرنے لگا یہانتک کہ ایک باغ مین جسکا دروازہ کھلا ہوا تھا گیا اوسکے باغبان
نے قمرالزمان کو اجنبی اور مسلمان جانکر جلد دروازہ باغ کا اندر کیطرف سے بند کر لیا قمرالزمان نے متعجب ہوکر اوس مالی سے پوچھا تو نے
دروازے کو کسواسطے بند کیا اوسنے جواب دیا کہ مینے تمکو مسافر اور مسلمان سمجھکر دروازے کو بند کر لیا اسواسطے کہ اس شہر کے سب باشندے
بت پرست اور مسلمانون سے کمال عداوت رکھتے ہین اگر کسی مسلمان کو پاتے ہین اوسکا اذیت دینا اونکے مذہب مین بہت ثواب ہے مجھے تعجب ہے
کہ تم اس شہر مین بہت پھرے مگر کسی نے تم سے تعرض نہین کیا اور نہ اذیت پہونچائی شکر خدا کا کہ تم اون بت پرستون سے محفوظ رہے قمرالزمان اوسکی باتین سنکر

اس غمخواری اور مسافر نوازی سے جو حسبۃً للہ اوسکے حق مین کی تھی نہایت شکرگزاری کی پھر باغبان نے کہا تم تھکے ماندے ہو کچھ کھا کے آرام کرو چنانچہ اوسنے اپنے جھوپڑے مین شہزادے کو لیجا کر کھانا کھلایا قمرالزمان نے آسودہ ہو سارا حال اپنا باغبان سے ظاہر کیا اور روکر کہا کہ اب کیونکر پھر اوس شہزادی سے جو میری پیاری بی بی ہے ملونگا اور اوسکو لیکر اپنے باپ کے ملک مین پہونچ سکونگا اور کچھ معلوم نہین کہ وہ شہزادی ابتک اوسی میدان مین ٹہری ہے یا وہان سے کوچ کرکے آگے کو روانہ ہوئی گیارہ روز مجکو اوس سے چھوٹے ہوئے باغبان نے جواب دیا کہ یہان سے ایک برس کی راہ پر ملک مسلمانون کا ہے اور اون ملکون کے بادشاہ سب مسلمان ہین مگر سب ملکون اور شہرون سے نزدیک شہر ابونی کنارے دریا کے ہے اور وہان سے لوگ بہت جلد اور آرام سے جزیرۂ چلیدرن خالدان مین پہونچتے ہین برس دن مین ایک سوداگر شہر ابونی سے اس شہر مین آتا ہے یہان کا مال و اسباب خرید کرکے شہر ابونی کو لیجاتا ہے پھر وہان سے جزیرۂ چلیدرن خالدان کو اگرچہ تم آگے اس شہر مین وارد ہوتے تو اوس سوداگر کے جہاز پر مین تمکو سوار کردیتا تم بخوبی اپنے ملک کو پہونچ جاتے اب بعد ایک برس وہ جہاز یہان آئیگا جبتک تم میرے جھوپڑے کو اپنا گھر بے تکلف سمجھکر رہو قمرالزمان اوس شہر اجنبی مین نہ کسی سے تعارف رکھتا تھا اور نہ کوئی اوسکے حال سے آگاہ باغبان کا مکان اور اوسکی رفاقت کو بہت غنیمت جانا اور اوسکے ساتھ رہکر جہاز کے آنے کا انتظار کرنیلگا دنکو باغبان کے ساتھ باغ کے کام مین مشغول رہتا اور تنہائی مین بدورا شہزادی کو یاد کرکے رویا کرتا اب ہم اس جا سے حال شہزادی کا جو خیمے مین سو گئی تھی لکھنا شروع کرتے ہین جب وہ شہزادی بیدار ہوئی قمرالزمان کو غائب پاکر بہت حیرت مین آئی پھر اوسنے اپنے کمربند کو دیکھا کہ تھیلی کھلی ہے اور تختی طلسم کی اوس مین نہین بدورا نے خیال کیا کہ شاید شہزادہ طلسم کو واسطے امتحان کرنے کے لیگیا رات تک اوسکے آنے کی منتظر رہی جب رات کو بھی نہ آیا بدورا اوسکے نہ آنے سے کمال مضطر اور بے چین ہوئی اور ہزارون لعنت و نفرین اوس طلسم اور اوسکے بنانیوالے پر کین اگر پاس ادب کا نہوتا تو ملکہ جینو کو بھی جس نے ایسی چیز مہلک اوسے دی تھی کچھ کہتی اگرچہ شہزادی سبب جانے قمرالزمان کے کمال مضطر اور بیقرار ہوئی لیکن سر رشتہ عقل و شعور کا جو ہر حال مین رہنما انسان کا ہے اوسے ہاتھ سے نہ دیا اور بکمال جرأت اور دلیری کو کام فرمایا سوائے بدورا اور اوسکی چند خواصون کے کوئی دوسرا اوسکے اہل لشکر سے حال غائب ہوجانے قمرالزمان سے مطلع نہ تھا اسواسطے کہ وہ حسب ماندگی راہ اور تپش آفتاب کے اپنے خیمون مین غافل سو رہے تھے بدورا نے تصور کیا کہ اگر اہل سپاہ وغیرہ اس حال سے آگاہ ہون تو شاید قصد غدر اور نمک حرامی کا کرین لہذا اوسنے اپنے دل کو سخت کرکے اور تسلی دے سب خواصونکو حکم کیا کہ خبردار تم سے نہ کوئی ماجرا گم ہوجانے شہزادے کا کسی اہل فوج اور شاگرد پیشہ سے کرے اور نہ کوئی ایسی حرکت عمل مین لائے کہ جس سے یہ حال کسیکو معلوم ہو یہ کہکر آپ لباس شاہانہ قمرالزمان کا پہنکر ایسا اپنے تئین مثل شہزادے کے بنایا کہ کوئی اوسکو پہچان نسکا اور حکم کیا کہ علی الصباح اسباب لاد پھاند کر جلد یہان سے آگے کو کوچ کرین جب سب آمادہ روانگی کے ہوے اوسنے ایک خواص کو کہا کہ میری پالکی مین بجاے میرے سوار ہولے اور آپ گھوڑے پر سوار ہوکر اوس میدان منحوس سے آگے کو روانہ ہوئی بعد کئی مہینے کے سفر خشکی اور دریا کا کرکے چاہتی تھی کہ جزیرۂ خالدان کو کہ وطن اوسکے شوہر کا ہے جاے سر راہ بیچ دار الملک جزیرہ ابونی کا اوسکو ملا اوسکے ملازم جہاز سے اوتر کر واسطے تلاش کرنے مکان فرودگاہ شہزادی کے شہر مین گئے زبانی اون لوگون کے بادشاہ ابونی کو جسکا نام ارمنس تھا معلوم ہوا کہ جہاز مین

قمرالزمان شہزادے کے پہونچکر لنگرگاہ مین لنگر کیا اور وہ شہزادہ بہت دور سے سفر کیے آتا ہی اور جلد یہان سے اوسکا جہاز کھل جائیگا آج شب کی شب چاہتا ہی کہ کسی مکان مین اس شہر کے شب باش ہو بادشاہ ابونی بمجرد سننے اس خبر کے واسطے ملاقات کرنے شہزادے کے دریا کی طرف روانہ ہوا اثنای راہ مین شہزادی بدورا سے کہ بھیس مین قمرالزمان کے شہر کیطرف واسطے شب باش ہونے کے جاتی تھی ملاقات ہوئی بادشاہ ابونی نے اوس شہزادی کو بیٹا اور کسی بادشاہ کا جو اوسکا بڑا دوست تھا تصور کرکے اوسکی بڑی خاطر اور مدارات کی اور اپنے محل مین لیجا کر تین رات دن اوسکی اور اوسکے سارے عملے کی بڑے تکلف اور دھوم سے دعوت کی بعد تین دن کے شہزادی نے قصد جانے کا کیا بادشاہ ابونی کہ اوسکے حسن اور دانشمندی پر از بس فریفتہ اور گرویدہ ہوا تھا چاہا کہ اوسکو اپنے پاس رکھے اور آگے کو جانے نہ دے اس راز کو پوشیدہ کرکے ظاہر مین اوس سے کہا کہ صاحب مین اب پیر اور ضعیف ہوا اور کوئی بیٹا نہین رکھتا ہون جو بعد میرے وارث تخت و تاج کا ہو فقط ایک لڑکی رکھتا ہون اور وہ نہایت صاحب جمال اور ہوشیار ہی چاہتا ہون کہ کسی ایسے شہزادے سے کہ وہ بھی مثل اوسکے حسین اور عقلمند ہو جیسے تم مین یہ صفتین پائی جاتی ہین اوسکی شادی کر دون اور داماد کو تخت سلطنت پر بٹھا کر کنارہ کرون لہذا اس امر کی تم سے چشمداشت رکھتا ہون کہ تم جانا موقوف کرو اور میری شہزادی کے ساتھ اپنی شادی کرکے مالک اس ملک کے ہو بادشاہ ابونی نے قمرالزمان جعلی سے بہت اصرار و مبالغہ کیا شہزادی بدورا کہ کمال دانشمند تھی اپنے دل مین سوچی کہ اگر مین مرد ہوتی تو کچھ مضایقہ نتھا شادی اونکی لڑکی کے ساتھ کر لیتی لیکن اس حال مین کہ عورت ہون اور بنا بر مصلحت کے بھیس مرد کا اختیار کیا ہی اوسکے ساتھ شادی کرون اول شب یہ راز سب پر کھل جائیگا اور سبب بڑی رسوائی اور تفضیح کا یگانون بیگانون مین ہوگا اور اگر انکار کرتی ہون مبادا بادشاہ کہ اس مقدمے مین مبالغہ اور الحاح کرتا ہی ناخوش ہوکر مجھکو لوٹ لے اور جان سے مارے یا ہمیشہ قید رکھے اور ابتک شہزادہ قمرالزمان کا حال کچھ معلوم نہین کہ کہان ہی آخر خوب سوچکر شادی کرنے پر راضی ہوئی اور بادشاہ کی خدمت مین بہت شکرگزاری کی اور کہا کہ ایک دن کی مجھکو مہلت ملے تا مین اس امر مین اپنے سردارون اور رفیقون سے پہلے مشورہ کرون بادشاہ نے کہا بہت اچھا دوسرے روز قمرالزمان جعلی نے اپنے نوکرون کی غرض سے حال درخواست بادشاہ ابونی کا ظاہر کرکے کہا کہ شہزادی بدورا بھی اس امر مین راضی ہی تم سب اس امر مین کیا کہتے ہو سبھون نے عرض کیا جسمین آپ کی خوشی اور مصلحت ہو اوسمین ہم سب بھی راضی ہین بادشاہ ابونی حال رضامندی شہزادی اور اوسکے سردارونکا سنکر بہت خوش ہوا اور بڑی دھوم سے اوسکی شادی اپنی بیٹی کے ساتھ کر دی اور بعد سب رسوم شادی کے بادشاہ نے اپنے تخت سے اوتر داماد کو تخت سلطنت پر بٹھلا دیا اور وزیرون امیرون نے نذرین دین اور اوسکو امور سلطنت مین بالکل مختار کیا اور خبر شادی اور تخت پر بیٹھنے شہزادہ قمرالزمان کی تمام جزیرہ ابونی مین مشہور ہوئی پھر جب رات آئی خواصین شہزادی حیات النفس کو کہ نام شہزادی ابونی کا تھا اور شہزادی بدورا کو جیسے مرسوم چلے آتے تھے حجلہ عروسی مین لے گئین اور اونھین تنہا چھوڑ کر وہان سے سب چلی آئین شہزادی بدورا آدھی رات تک نماز پڑھا کی اور بعد سو جانے حیات النفس کے آپ بھی چپکے سے جا کر سو رہی فجر کو بدورا بعد غسل اور تبدیل پوشاک کے تخت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگی اور بادشاہ ابونی اسواسطے دریافت کرنے حال شب کے حجرۂ عروسی مین گیا اور شاہزادی حیات النفس سے حال شب کا پوچھا عروس نے شرم سے سر اپنا نیچے کر لیا اور کچھ جواب نہ کہا

بادشاہ نے اوسکے بشرے سے معلوم کیا کہ وہ مطلق الالم نہیں ہی پھر بادشاہ نے اوسکی تسلی کر کے کہا شاید بسبب ماندگی سفر آجکی رات
اتفاق مجامعت کا نہوا کچھ جگہ اندیشے کی نہیں غرض تیسری شب بھی مثل شب اول کے گذری بادشاہ نے جا کر دیکھا کہ شہزادی حیات النفس
افسردہ خاطر ہی اوس سے دریافت کیا کہ آج کی شب بھی غنچہ مقصود ناشگفتہ رہا بادشاہ اس سبب سے کمال ناخوش اور آزردہ خاطر ہوا اور
شہزادی ابونی سے کہا کہ اگر آجکی رات کہ تیسری شب ہوگی ایسی ہی بے التفاتی شہزادہ قمرالزمان سے عمل میں آوے گی میں اوسکو قتل کر ڈالونگا
تم اوس سے کسی طور پر کہہ دیجیو غرض تیسری شب کو بھی بدورا نے چاہا کہ بعد نماز اور وظیفے کے پلنگ پر جا کر سو رہے تب [illegible]
اور بدورا سے جسکو اپنا شوہر سمجھتی تھی کہا آج تیسری رات ہی کہ تمنے میری طرف ذرا التفات نکیا بلکہ نوبت بات چیت و اختلاط کی بھی نہین
آئی اسکا کیا سبب ہی جو مین تمکو دل سے پیار کرتی ہون نہین چاہتی کہ میرے سبب سے تمکو کسیطرح کا صدمہ پہونچے کل میرا باپ
ناخوش ہوکر تمھارے حق مین ایسا کہتا تھا شہزادی بدورا عروس کی باتین سنکر نہایت مضطر اور بیقرار ہوکر ساکت ہوئی اور دل مین
سوچی کہ اگر اپنا راز اظہار کرتی ہون بادشاہ ابونی مجکو بیشک ہلاک کر ڈالیگا اور جانیگا کہ اسنے میرے ساتھ فریب کیا اور اگر نہین ظاہر
کرتی تو بھی اوسکے غضب سے نجات نہین بہرحال اب مرگ اور رسوائی کا سامنا ہی حیات النفس نے کہا ای شہزادے میری بات کا کچھ تمنے
جواب ندیا اور رنگ تمھارے چہرے کا کیون متغیر ہوگیا اور کیون ششدر ہوے یہ کہکر دلھن نے بدورا سے لپٹ کر کہا کہ صاحب تم اپنے دل کی
بات کیون نہین کہتے مجکو کسی طرح سے رنج تمھارا گوارا نہین بدورا کے اشک بے اختیار جاری ہوے اور قریب تھا کہ اوسکو غش آجاے
لیکن اوسنے خدا کو یاد کر کے اپنے تئین سنبھالا اور آنسو پوچھکر کہا ای نازنین پیاری شہزادی مجھے اپنے قصور کا اقرار ہی جو سزا کہ مجکو دو اوسکا
مین سزاوار ہون مگر بہرحال امید عفو کی تمسے رکھتا ہون اب میری عزت اور جان تمھارے ہاتھ ہی مجبوری مین اپنا حال تمسے ظاہر کرتا ہون
اوسکو سنکر چاہو عفو کرو چاہو قتل تب اوسنے اپنا سینہ کھولکر دکھلایا کہ مین مثل تمھارے شہزادی بیٹی بادشاہ چین کی ہون اور سب حال اپنا ظاہر
کرکے ہاتھ باندھکر کہا کہ جبتک شہزادہ قمرالزمان میرا شوہر نہ پہونچے میرا راز کسی پر فاش نہو اور امید خدا سے ہی کہ وہ بھی عنقریب پہونچ جاے
بعد اوسکے آنیکے تم اوسکی بی بی ہوجیو اور مین تم دونون کی خدمتگذار رہونگی حیات النفس کو یہ قصہ عجیب سنکر بسبب حیرت کے نہایت تعجب
ہوا آخر اوسنے اوسکی دلجمعی کی کہ اب تم کسیطرح کا اندیشہ اور فکر دل مین نہ لاؤ باطمینان تمام تخت پر بیٹھکر حکمرانی کرو مین بات بنا کر اپنے ماں باپ
اور اقربا کی تسلی کر دونگی اور وہان کا دستور تھا کہ جب زفاف کی سنکر چھوٹا بڑا خوشی کرتا اور کچھ کچھ رسمین اس امر خاص مین مقرر تھین کہ بروقت
ہونے زفاف کے عمل مین لاتے غرض اوسوقت دونون شہزادیان ایک دوسرے سے لپٹ کر سو رہین اور شہزادی ابونی واسطے آگاہ کرنے
اپنی خواصون کے کہ جو جو باتین مخصوص زفاف کی تھین سب بجا لاکر کہ عروسین اوسوقت کرتی ہین کیے چنانچہ سبکو اوسکے زفاف پر یقین ہوا
اور فجر اپنے ماں باپ کو اشارے کنایے سے اوس امر کو ظاہر کیا اور بدورا بعد حمام کرنے اور تبدیل لباس کے دربار عام مین جا کر بدستور کام انتظام و
مملکت مین مشغول ہوئی اور اسیطرح سے بامید وصال قمرالزمان کے رات دن بسر کرنے لگی اور ادہر قمرالزمان باغبان کے گھر بت پرستون کے شہر مین بکر
کام باغبانی کا کیا کرتا تھا ایک دن فجر کو باغبان نے اوس سے کہا کہ آج بت پرستون کی بڑی عید ہی آجکے روز نہ آپ کام کرتے اور نہ دوسرے سے کام خدمت
لیتے ہین وہ ادہر ایک جگہ بطور میلے کے جابجا جمع ہوتا ہی اور طرح طرح کے تماشے کرتے ہین اس روز مسلمان بھی پرہیز نہین کرتے

آج تمکو بھی چھٹی ہی اگر تمھارا بھی جی چاہے اس شہر مین جاکر تماشا میلے کا دیکھو کوئی تم سے تعرض نکریگا اور مینے سنا ہی کہ جہاز شہر ابونی
کا بھی اس شہر مین پونہچا ہے اب مین واسطے ملاقات اپنے دوستون کے جاتا ہون اور اون سے دریافت کرتا آؤنگا کہ کب تک یہ جہاز
اودھر کو جائیگا تا مین تیرے واسطے غلہ اور میوے فصلی اوسپر بار کردن یہ کہکر وہ باغبان دریا کی طرف روانہ ہوا اور قمرالزمان بجاے
سیر و تماشے کے شہزادی بدورا کو یاد کرکے رونے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز دو چڑیون کی سُنی کہ نزدیک اوسکے ایک درخت پر بیٹھی اور
آپسمین لڑنے لگین یہانتک کہ ایک اونمین سے مرکر نیچے درخت کے گر پڑی اور دوسری وہان سے اوڑکر غائب ہو گئی پھر بعد ایک لحظے کے
دیکھا کہ دو چڑیان بڑی دو طرف سے آکر وہین پر نیچے اوتریں ایک سر طرف اوس چڑیا موئی ہوئی کے اور دوسری پانون کی طرف
کھڑی ہوکر سر ہلانے لگین گویا وہ دونون اوسکے حال پر افسوس اور غم کرتی ہین بعد اسکے اون دونون نے اپنی منقار اور پنجون سے گڑھا
کھود کر اوسکے جسم کو دفن کیا اور وہان سے اوڑ گئین اور بعد ایک دم کے وہی دونون چڑیان اوس چڑیا کو جسنے اوس پہلی چڑیا کو جان سے مارا تھا
پکڑ لائین اور اوسکے پر نوچ اور اعضا کو ٹکڑے کر ڈال کے چلی گئین قمرالزمان اس حال کو دیکھ کمال متحیر ہوا اور نزدیک اوس چڑیا مقتول کے
جاکر خوب غور سے نظر کی ایک چیز سرخ اوسکی انتڑیون مین نظر پڑی جب اوسکو دھوکر دیکھا تو وہی تختی طلسم کی تھی جو سبب مصیبتون کی
ہوئی تھی قمرالزمان اوسکو پاکر نہایت خوش ہوا اور تصور کیا کہ اب شہزادی بدورا مجکو جلد ملیگی دوسرے روز اوسکے فجر کو باغبان نے اوس سے
کہا کہ فلانا درخت خشک ہوگیا ہی اوسکو جڑ سے کاٹ ڈال قمرالزمان نے اوسکو اوپر سے کاٹا بعد اسکے جڑ اوسکی کھود کر نکالنے لگا دفعۃً کلھاڑی اوسکی
پتھر کی چٹان پر پڑی اوسنے مٹی وہان کی سرکا کر اوس پتھر کو اوٹھایا اوسکے تلے سے ایک زینہ دس تھاک کا پایا اوس زینے سے نیچے اوتر گیا وہان اوسنے
ایک مکان گنبددار چودہ قدم مربع مین دیکھا کہ گرد اوسکے پچاس دیگین مس کی مع سرپوش کے رکھی تھین اور ہر ایک مین سونے کی راکھ بھری ہوئی قمرالزمان
ایسے بڑے خزانے کو دیکھکر خوش ہوا اور باغبان سے جاکر اطلاع کی باغبان نے سُنکر کہا کہ میان یہ خزانہ تمکو مبارک ہووے اسمین میرا حق نہین اسواسطے
کہ اسی برس سے مین اس باغ کی خدمت کرتا ہون اور آگے اوسکے میرا باپ دادا تھا نہ تو یہ دولت اونکو ملی اور نہ مجکو اور میان تین دن کے بعد جہاز ابونی
کا یہان سے جائیگا تم جلد اپنی طیاری کرو اور اوس خزانے کو اوسپر بار کرکے روانہ ابونی کے ہو مگر ایک کام کرو کہ آدھی دیگون کو خالی کرکے
اوپر اونکے زیتون کہ میرے پاس بہت ہی بھرو تا لوگ سمجھین کہ اسمین زیتون ہی اس حیلے سے تم اور تمھارا خزانہ محفوظ رہیگا قمرالزمان نے
باغبان سے باصرار کہا کہ اگر تم سب خزانہ نہین لیتے تو آدھا تم لو اور آدھا مجکو دو باغبان نے کہا تیری خاطر سے مین قبول کرتا ہون والا مجکو کچھ
خواہش خزانے اور دولت کی نہین قمرالزمان نے ہر ایک دیگ کی راکھ آدھی بانٹ دی اور آدھی اوپر کی راکھ واسطے حصے باغبان اوسکے
گھر مین پھیر کرتا گیا اور سب آدھی دیگون کو زیتون سے بھرا بعد اسکے خیال کیا کہ ایسا نہو کہین پھر یہ طلسم میرے پاس سے جاتا رہے
ایک خم کی تہ مین اوسکو رکھدیا چاہیے چنانچہ اوسنے ایک دیگ سب خالی کرکے اوس طلسم کو اوسکی تہ مین رکھدیا بعد اسکے سونے کی راکھ
اور اوپر سے زیتون بھرا اوسپر نشان کردیا تا جلد پہچانی جاوے جب دیگون کے بند کرنے سے اوسکو فراغت ہوئی اتفاقاً وہ باغبان
بسبب کبر سنی کے بیمار ہوگیا اور تیسرے روز اوسکی نوبت نزاع کی پونہچی اوسی روز فجر کو کپتان جہاز کا موجب وعدے کے کہ باغبان سے
کیا تھا خلاصیون سمیت اوس باغ مین پونہچا اور قمرالزمان سے پوچھا کہ وہ کون شخص ہی جو ہمارے جہاز پر سوار ہوگا قمرالزمان

نے کہا کہ مین ہون تیری ہی واسطے باغبان نے تجسے کہا تھا میرا اسباب اور پچاس رنگین زیتون کی کہ خاص میرا مال ہے لیجاکر جہاز پر چڑھا دیو
تیرے پیچھے سے مین بھی آتا ہون خلاصیون نے اسباب قمر الزمان کا اور پچاسون خمین لیجاکر جہاز پر بار کین کپتان نے وقت جانے کے
قمر الزمان کو بہت تاکید سے کہا کہ جلد جہاز پر آنا دیر نکرنا ہوا جہاز کے موافق ہے فقط تمہارے پہونچنے کے منتظر رہینگے آخر بعد جانے
کپتان کے قمر الزمان باغبان کے پاس رخصت ہونے گیا باغبان نے کہ وقت اوسکا اخیر تھا قمر الزمان سے وصیت تجہیز تکفین کی کرکے قضا کی
شہزادہ بمجبوری بذات خود اوسکے غسل اور دفن کرنے مین مشغول ہوا بعد فراغت کے اوسنے باغ مین قفل لگا کنجی مالک باغ کو دیدی
اور جلد روانہ طرف دریا کے ہوا وہان جاکر دیکھا کہ جہاز کھل گیا آخر اس امر سے نہایت ملول اور مایوس ہو کر دل مین سمجھا کہ ایک برس یہان
مجکو توقف کرنا ہوا پھر دریا کنارے سے اوسی باغ مین آیا اور اوسکو ایک برس کی میعاد پر اجارہ لیا اور سونے کی راکھ جو گھڑے مین باغبان نے
پائی تھی اور اوسکا کوئی وارث نتھا پچاس خمین بہم پہونچاکر اونمین بھرا اور اوپر زیتون بھر کر ہر ایک کا مونہ بند کیا اس نیت کہ جہاز پر
وقت سوار ہونے کے انکو بھی اپنے ساتھ لیجاؤنگا اور اوسی باغ مین پھر محنت و مشقت کرتا اور انتظار مین جہاز ابونی کے رہتا آخر جہاز ہمین
ہوا موافق پاکر بدون ہرج مرج کے مدت قلیل مین جزیرہ ابونی کو پونہچا بدورا خبر پہونچنے جہاز کی سنکر باین خیال کہ شاید قمر الزمان اوس پر
آیا ہو آپ جہاز پر گئی اور ظاہر مشہور کیا کہ مجکو خرید اسباب نفیس کی منظور ہے اسواسطے قبل اسکے کہ سوداگر اسباب جہاز سے اتارین جا
ہون الغرض جہاز پر جاکر کپتان سے پوچھا کہ تمہارا آنا کدھر سے ہوا اور اوسپر کون کون تاجر ہین اوسنے جواب دیا کہ اس جہاز مین سوا ے
اون تاجرون کے جو ہمیشہ خرید و فروخت کے واسطے اس جزیرے کو آتے جاتے ہین اور کوئی سوار نہین اور وہ سب اسباب اور اجناس ملکون کے
قسم پارچہ سادہ اور بوٹے دار جواہرات مشک عنبر کافور گرانہ دوائیات زیتون وغیرہ سے لائے ہین بدورا کہ زیتون کو نہایت عزیز رکھتی تھی
اوسکا نام سنتے ہی کپتان سے کہنے لگی کہ جسقدر زیتون کہ اسجہاز پر بار ہے مین اوس سب کو خرید کرونگا جلد اوسکو جہاز پر سے اتارو اور سوداگرون
کہو کہ سوا زیتون کے اور سب اسباب بیچنے کے واسطے میرے پاس لاوین کپتان نے کہا پچاس خم زیتون کے مالک ایک سوداگر کی ہین وہ سوداگر پیچھے رہگیا ہر چند کہ
ہمنے اوسکا انتظار کیا وہ نہ پہونچ سکا اور بسبب اتفاق ہونے ہوا کے ہم زیادہ توقف ملک بت پرستون مین جہان وہ سوداگر رہگیا
نکر سکے بدورا نے کہا کچھ مضائقہ نہین تم اون خمونکو بیچے اوتارو جو قیمت کہ اونکی ہوگی ہم تجکو دے دینگے تو مالک کے حوالے کردیجیو
پچاسون خم زیتون کی حاضر کی گئین بدورا نے پوچھا اس سب کی اس شہر مین کیا قیمت ہوگی کپتان نے کہا وہ سوداگر بہت کم مایہ ہے آپ
ایکہزار درم عنایت کرین وہ بہت خوش ہو کر اوسکو لے لیگا بدورا نے کہا یہان پر زیتون نایاب ہے قیمت اوسکی بہت ہوگی مین ایکہزار دینار
دونگا مجھے یہ منظور نہین کہ غریب کا نقصان ہو تم اشرفیون کو اپنے پاس امانت رکھنا بروقت ملاقات کے اوس سوداگر کو سپرد کردینا غرض اوسیوقت
شہزادی بدورا ہزار دینار کپتان کو دلوا اور پچاسون خمین زیتون کی اوٹھوا اپنے محل مین لیے گئی اور ایک خم کھلوا کر تھوڑا زیتون کسی برتن
مین نکلوایا تا اوسکو ملاحظہ کرے اوسمین سونیکی راکھ ملی ہوئی دیکھ نہایت متعجب ہوئی جب دوسری تیسری خم کھلوا کر دیکھی سب مین راکھ سونے کی
پائی حکم کیا کہ سب خمونکو خالی کرین آدھی خمین نیچے سونے کی راکھ سے اور آدھی اوپر زیتون سے بھری پائین ایک خم کی تہ مین اوس طلسم کو جسے
قمر الزمان نے رکھا تھا دیکھکر بیہوش ہو کر گر پڑی حیات النفس شہزادی ابونی اور اوسکی خواصون نے دوڑ کر اوسے سنبھالا اور گلاب

اور عرق بید مشک چھڑک کر اوسکو ہوش و حواس مین لائین بدور نے ہوش مین آکر اوس تختی طلسم کو چوما اور آنکھون سے لگایا اور ہر دو دایون
خواصون کے جو اس بھید سے واقف تھین کچھہ کہنا مناسب جانکر چپ ہو رہی تنہائی مین شہزادی حیات النفس سے کہنے لگی کہ جو تمنے حال
طلسم کا مجھسے سنا تھا وہ یہی طلسم ہی جسکو مین دیکھکر بیہوش ہوگئی تھی اور یہی کمبخت طلسم سبب جدائی کا درمیان میرے اور میرے پیارے
شوہر قمر الزمان کے ہوا اب یقین پڑتا ہی کہ بہت جلد ملاقات ہماری قمر الزمان سے ہوگی دوسرے روز فجر کو بدور نے محل سے آمد
جہاز کے کپتان کو بلوا بھیجا اور کہا احوال اوس سوداگر کا جسکی پچاس خم زیتون کی ہین اور تو اوسکو شہر بت پرستون کے چھوڑ آیا ہی مفصل
بیان کر کہ وہ کہان رہتا اور کیا پیشہ کرتا ہی کپتان نے کہا کہ وہ سوداگر کسی کے باغ مین رہتا ہی اور ایک پیر باغبان اوسکے دوستی کی بمعرفت
مینے اوسکے اسباب اور خمون کو جہاز پر بار کیا اور اوس باغ مین مینے اوسکو چھوڑا مین خود اوس باغ مین اوسکے لینے کو گیا تھا اوسنے
اپنا اسباب اور خمون زیتون کو بھیجکر مجھسے کہا کہ تم میرا اسباب لیکر جہاز پر چلو مین بھی باغبان سے کہ میرا محسن ہی اور دو تین روز سے
اوسکو بیماری لاحق ہوئی رخصت ہو جلد آکر سوار ہوتا ہون مگر نہین معلوم کہ کیا ایسا سبب ہوا کہ باوجود انتظار کرنے دو پہر کے
جہاز پر نہ آسکا اور مینے بمجبوری جہاز کو کھول دیا شہزادی بدور نے اس حال کو سنکر سارا مال سوداگرون اور کپتان کا اوس جہاز پر تھا
اور واسطے بیچنے کے شہر ابونی مین ہر ایک کے مکان پر لے گئے تھے قرق کر کے کپتان سے کہا وہ سوداگر جسکو تو شہر بت پرستون
مین چھوڑ آیا ہی میرا قرضدار ہی تو جلد جا کر اوسکو لا جبتک تو اوسکو میرے پاس لاکر حاضر نکریگا مین تیرا اسباب نچ کا اور نہ سوداگرون کا
چھوڑونگا اور اگر اوسکو جلد لائیگا اسباب کو چھوڑ دونگا اور سوا اسکے بہت سلوک تیرے ساتھ کرونگا کپتان چار و ناچار جہاز لیکر
ملک بت پرستون کی طرف روانہ ہوا اور بسبب موافقت ہوا کے بہت جلد پہونچکر وہان پر لنگر کیا اور ایک پنسوئی پر سوار ہوکر شہر مین
گیا اور اوس باغ کے دروازے پر جا کر دستک دی شہزادہ قمر الزمان کہ اپنے تنہا رہ جانے اور جدائی بدور سے کئی دن تک سویا تھا
ہزارون نفرین اوس گھڑی کو کرتا جس گھڑی اوسنے طلسم کو نکال کر دیکھا تھا اور اوسکے سبب اس مصیبت مین پڑا اوسوقت اتفاقاً کپڑے
اوتار کر چاہتا تھا کہ آرام کرے اتنے مین آواز دستک کی سنی اور اوسی حال سے دروازہ کھولنے گیا بمجرد کھولنے دروازے کے کپتان نے خلاصی اوسکو پکڑ
پنسوئی پر لے گئے اور جلد پنسوئی کو کھیکر جہاز پر سوار ہوئے اور اوسیوقت جہاز کا لنگر اوٹھا جزیرہ ابونی کی راہ لی قمر الزمان اس حال کو دیکھکر
متحیر ہوا اور کپتان سے پوچھا کہ تم مجکو باغ سے پکڑ کر قید کیے کیون لیے جاتے ہو کپتان نے کہا تو قرضدار بادشاہ ابونی کا ہی اوسکے حکم سے
تجکو پکڑ کر لیے جاتے ہین قمر الزمان نے کہا مینے اوس بادشاہ کی نہ صورت دیکھی اور نہ اوسکے ملک مین کبھی گیا ہون کپتان نے کہا اس حال کو اوسی سے
کہنا تم کچھ اندیشہ نکرو وہ بادشاہ نہایت منصف اور ستودہ صفات ہی تیرے پر ہرگز ظلم نہین کریگا غرض وہ جہاز جیسا جلد گیا تھا ویسا ہی جلد شہر ابونی
مین پہونچا کپتان نے اپنی مخلصی کیواسطے اوسی ساعت قمر الزمان کو جہاز سے اوتار بادشاہ ابونی کی حضور مین حاضر کیا شہزادی بدور واسطے استراحت
کرنے کے پلنگ پر جاتی تھی بمجرد سننے خبر مراجعت کپتان اور آنے قمر الزمان کے محل سے باہر نکل آئی اور قمر الزمان کو جسکے واسطے ہزار رنج پایا تھا دیکھکر
اوس کثیف کپڑون مین کہ کسی خلاصی نے اوسکو دیے تھے پہچانا چاہتی تھی کہ دوڑکر اوسکے گلے لگ جائے پھر کچھ تامل کر کے شہر کی [illegible]
اس شہر کے جو میرے اور اوس کے حال سے واقف نہین ہین [illegible] اور قمر الزمان کو نظر حقارت سے دیکھینگے بنا بر مصلحت [illegible]

اوسکو ایک سردار کے سپرد کر کے فرمایا اسکو جلد حمام کروا اور پوشاک پہنوا کر چار گھڑی رات رہے میرے پاس لانا علی الصباح اوس سردار نے قمرالزمان کو حمام مین لیجا کے پوشاک فاخرہ پہنائی اور ایک مکان عالیشان مین لیجا کر رکھا اور اوسی فجر کو بدورا نے کپتان اور سوداگر کا اسباب چھوڑ دیا اور سوا اسکے ایک ہزار دینار انعام اور خلعت فاخرہ سے کپتان کو سرفراز کر کے رخصت کیا بعد اسکے قمرالزمان کو خدمت خزانے اور حاضر باشی کی دے کر ہر وقت اپنے ساتھ رکھنے لگی اور کئی دن کے عرصے مین راہ و رسم اوس شہر اور امور سلطنت سے مطلع اور آگاہ کیا دیکھا کہ اوسکو اب یہان کے باشندون سے کسی طرح کی وحشت اور مغایرت باقی نہین ہی ایک روز وقت شب کے قمرالزمان کو محل تنہائی مین وہ طلسم دیا اور کہا کہ بہت دن ہوے کہ ایک نجومی نے اس طلسم کو میری نذر گذرانا تھا تم کہ ہر ایک علم مین دخل رکھتے ہو اوسکو اچھی طرح سے دیکھکر خواص اوسکے مجکو بتاؤ قمرالزمان نے اوسوقت تک شہزادی بدورا کو جو مردانے بھیس مین تھی بادشاہ ابونی کا سمجھا تھا اور وہ شہزادی ابتدا مین چند روز تک مشہور شہزادہ قمرالزمان رہی اور بعد کتخدا ہونے کے شہزادی حیات النفس کے ساتھ اور اجلاس فرمانے تخت کے مشہور بادشاہ ارمنش اگلے بادشاہ کے نام رہی اوسکا خبر تھا ہوئی القصہ قمرالزمان نے اوس طلسم کو دیکھکر پہچانا اور بہت متحیر ہو کر کہا خداوند اسکے خواص نہایت برے اور زبون ہین جسکے سبب سے مین غم و الم مین پڑ کر قریب بمرگ ہوا تھا اور اسی کے سبب سے مین اپنی معشوقہ بی بی سے جدا ہوا اور یہ طلسم اوسی نازنین کا ہی جسکے فراق مین مین نہ زندہ ہون اور نہ مردہ اگر اوسکا قصہ حضور مفصل سنین گے تو البتہ میرے حال زار پر رحم فرمائینگے بدورا نے فرمایا مین اس حال کو دوسرے وقت سنونگا تم ذرا یہان پر توقف کرو وہ شہزادی وہان سے اوٹھکر گوشے مین گئی اور لباس مردانہ اوتار پوشاک زنانی موافق اپنے معمول قدیم کے پہنی اور وہی کمر بند جسکو روز جدائی کے کمر سے باندھا تھا باندھکر قمرالزمان کے پاس آئی قمرالزمان فی الفور اپنی معشوقہ کو پہچانکر دوڑا اور اوس سے لپٹ گیا اور کہا قربان ایسے بادشاہ کے جسکے بدولت مین اپنی محبوبہ سے ملا بدورا نے کہا اب تم اوس بادشاہ کو نہ دیکھوگے وہ بادشاہ مین ہی تھی پھر بدورا نے اپنے حال کو آغاز سے انجام تک قمرالزمان سے ظاہر کیا اور قمرالزمان نے اپنے حال کو اوس سے کہا دونون نے حال ایک دوسرے کا سنکر خوابگاہ مین آرام کیا بعد اسکے شہزادی بدورا نے لباس زنانہ پہن کر بادشاہ ارمنش کو اپنے محل مین بلوا بھیجا اوس بادشاہ نے محل مین ایک بی بی حسین صاحب جمال کو دیکھکر تعجب کیا اور پوچھا کہ یہ بی بی کون ہی اور کہان سے آئی اور میرا داماد بادشاہ کہان ہی بدورا نے مسکرا کے جواب دیا کل کے دن تک مین بادشاہ ملک ابونی کی تھی آج مین بدورا نام شہزادی چین بی بی شہزادہ قمرالزمان کی جو بیٹا شاہزمان والی جزیرہ چیلدرن خالدان کا ہی ہونگی اگر آپ ذرا متوجہ ہو کر ہم دونون کے حال سنینگے تو بہت تعجب کرینگے چنانچہ بدورا نے سارا حال اپنا اور قمرالزمان کا مفصل بیان کر کے کہا ہمارے مذہب مین چار بیبیون کے ساتھ اکٹھا شادی کرنا جائز ہی مگر پہلی بی بی کو نہایت شاق اور ناگوار گذرتا ہی کہ شوہر اوسکا دوسری شادی کرے مین کہ پہلی بی بی اوسکی ہون بدل میری اجازت ہی کہ شادی شہزادی حیات النفس کی شہزادہ قمرالزمان میرے شوہر کے ساتھ ہو شاہ ارمنش حال بدورا اور قمرالزمان کا سنکر نہایت متعجب ہوا اور قمرالزمان سے کہا ای فرزند آج تک ہم بدورا شہزادی کو اپنا داماد جانتے تھے یہ حال معلوم نتھا کہ وہ حقیقت مین شہزادی چین کی اور تمھاری بی بی ہی اب مین تمکو سچا بے اوس کے جانتا ہون اگر

جالکر راضی ہوگیا اور گلاب چھڑکا اونکو شراب پلانے لگا جب اونہون نے دیکھا کہ وہ خوب چھا لی چکے کھانا بڑھا کر اوس جگہ کو صاف کیا اور سب
چیزون کو اٹھا دیا جب کھانے سے فراغت ہوئی بہادر نے ہر ایک جا شمعین روشن کین اور پلنگ واسطے آرام کرنیکے بچھا کر کے صاف
کر گیا اور شہزادہ امجد اور وہ بی بی واسطے سونے کے پلنگ پر گئے بہادر فرصت پاکر بسبب ماندگی اور کوفت کے دوسرے
کمرے مین سو رہا اور آواز اوسکے خراٹون کی اوس بی بی کینہ کش نے سنکے امجد سے کہا اگر تم اس تلوار سے جو پلنگ کے پاس
رکھی ہوئی ہی جاکر اس غلام کا سر کاٹ ڈالو تو مین جانون کہ تم مجکو پیار کرتے ہو امجد کو اوسکا کہنا بہت برا معلوم ہوا اور سمجھا کہ شراب کے
نشے مین بدمست ہو کر ایسی باتین کرتی ہی یہ تصور کر کے اوس بی بی سے کہا غلام نے ایسا کوئی قصور نہین کیا کہ جسکے عوض مین اوسکو
قتل کرون تمھارا اس قدر اصرار نہایت مجکو برا معلوم ہوا اوس ظالم سفاک عورت نے کہا میری خوشی یہی ہی کہ وہ بدذات غلام جان سے مارا جائے اگر تم نہین مارتے
تو مین مارتی ہون یہ کہکر اوٹھی اور تلوار علم کر کے بہادر کیطرف چلی امجد کو یقین ہوا کہ یہ بدذات عورت مقرر اوس بیگناہ کو جاکر جان سے
مارے گی اوسکو سمجھاکر اس ناپاک بیباک کو مارا چاہیے دھوکا دیکر اوس سے کہا اگر تمھاری مرضی اور خوشی اسی مین ہی تو تلوار مجکو دو
تا مین آپ غلام کو اپنے ہاتھ سے مارون اور تم میرے پیچھے چپکی چلی آؤ ایسا نہو آہٹ سے پانو کی وہ جاگ اوٹھے غرض وہ دونون جب
اوس مکان مین جہان بہادر سوتا تھا گئے امجد نے بجائے قتل کرنے بہادر کے اوس بی بی کو ایک تلوار کا ایسا مارا کہ اوسکا سر کٹ کر بہادر
پر گر پڑا بہادر اس صدمے سے بیدار ہو کر دیکھا کہ امجد تلوار خون آلودہ ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اور دھڑ اوس بی بی کا الگ ہے سر پڑا ہی
آخر بہادر نے گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہی تمنے کیون اس بی بی کو مارا امجد نے سارا حال بیان کر کے کہا مین تمھارے بچانے کیواسطے
اس بی بی بدذات ناسپاس کو مارا اسکے سوا اور کچھ تدبیر نتھی بہادر اس حال کو سنکر کہا صد آفرین تمکو کہ مجھ بیگناہ کو اس غضبناک رنڈی سے
بچایا مین شکر اوسکا ادا نہین کر سکتا اور قبل اسکے کہ دن ہو بہادر نے کہا ابھی رات اندھیری مین اسکی لاش کو ڈال آیا چاہیے امجد نے
کہا مین لیجاکر اسکو دریا مین ڈال آتا ہون بہادر نے کہا تم اس شہر کے طریقے سے واقف نہین مین اسکو لیے جاتا ہون اگر آگے صبح کے
مین اسکی لاش کو پھینک کر آیا تو خیر ورنہ جانا کہ مین گرفتار ہوگیا اسواسطے مین تمکو آگے سے یہ حویلی اور سارا اسباب اوسکا
لکھے دیتا ہون تا بعد میرے کوئی تمسے دعوی نکرے پھر اوسنے جلد ہی سند گھر وغیرہ کی لکھکر حوالے امجد کے کر دی بعد اسکے اوس عورت کے
سر اور دھڑ کو چادر مین باندھ دریا پر لیچلا راہ مین ادھر سے رونڈ پھرانے کی آتی تھی بہادر سے دوچار ہو کر اوس گٹھری کو کھلوایا اوسمین عورت
مقتول کو دیکھکر بہادر کو گرفتار کیا تھانہ دار نے باوجودیکہ بہادر کو پہچانا کہ یہ تو داروغہ اصطبل خاص بادشاہی کا ہی
بے اطلاع بادشاہ کے اسکو قصاص مین اسطرح بہت کے مارنا مناسب نہین سمجھ بہادر کے تئین لیجاکر اپنے گھر مین قید رکھا اور فجر کو اوسکے تئین
لاش سمیت بادشاہ کی حضور مین لے گیا بادشاہ مجرد دریافت کرنے حال غرین کے بہادر کو دشنام دیکر کہنے لگا کہ اشقی میری رعیت کو
جان سے مار کر اونکے مال و اسباب کو لوٹ لیا کرتا ہی ابھی اسکو لیجا کر قتل گاہ مین قتل کرو کوتوال نے سولی چار سو بازار مین استادہ کی اور
منادی سے یہ ندا پھروائی کہ فلانے شخص نے ایک بی بی کا خون کیا ہی آج وہ دوپہر کو اوسکے قصاص مین دار پر کھینچا جائیگا
امجد شاہزادہ بہادر کے پھر آنے سے نہایت مشوش اور بیقرار تھا آواز منادی کی سنکر اوسکو یقین ہوا کہ مقرر بہادر

پکڑا گیا اور قتل کیا جاتا ہی اب وہ شخص مرگ کی مقتضی نہیں کہ مین اپنے تئین بچاؤن اور بہادر میرمجلس مارا جائے فی الفور وہ اوس گھر سے نکل مقتل
مین گیا اور کوتوال سے کہ بہادر کو واسطے قتل کرنے کے لایا تھا کہا یہ شخص بے گناہ ہی اور اس بی بی کو مینے مارا ہی جبکہ اس عورت نے
قصد قتل کرنے بہادر بے قصور کا کیا مینے اوسکو بچا کر عورت کو مارا اور سارا حال اپنا اور بی بی کا کوتوال سے ظاہر کیا کوتوال اس حال کو
سنکر امجد اور بہادر کو بادشاہ کی حضور مین لے گیا بادشاہ نے چاہا کہ اس حال کو خود امجد کی زبان سے سنے امجد نے بادشاہ کی حضور اپنا اور
گم ہو جانے شہزادے اسد اپنے بھائی کا حال اوس شہر مین اور ملاقات کا اوس عورت سے بالکل بیان کیا بادشاہ نے اوسکے حال کو سنکر
اور اوسکے حسن بیان اور لیاقت کو دریافت کرکے فرمایا کہ مینے خون اس عورت مردار کا معاف کیا اور بہادر کو بھی کہ محض بے قصور
تھا چھوڑ دیا اور امجد شہزادے کو اپنا وزیر کیا تا قمرالزمان کے ظلم اور راہ کے مصائب اور اپنے بھائی کے گم ہونے سے اوسکو تسلی ہو
اور سوائے اس عنایت کے سب طرح سے اوسکی خاطرداری اور دلجوئی کرکے بادشاہ نے فرمایا تم اپنے بھائی کی تلاش کرو جسکے گھر مین ہو
تم اوسکو لے آؤ مین اوسکے چھپانے والے کو سزا اقرار واقعی دونگا شہزادہ امجد بعد بجا لانے شکر اوس بادشاہ مجوس کے کاروبار وزارت
مین مشغول ہوا اور اپنے بھائی اسد کی تلاش مین بھی مصروف رہتا چنانچہ شہر مین منادی کی کہ جو کوئی اوسکے بھائی اسد کو ڈھونڈھ لاویگا
یا اوسکی خبر لاویگا اوسکو بہت انعام دونگا سوائے اسکے اوسنے بہت جاسوس ظاہر اور مخفی واسطے تلاش کرنے اسد کے مقرر کیے
مگر کہین اوسکا سراغ نپایا وہ غریب اوسی تہ خانے مین قید تھا پٹتا اور کیوانا لڑکیان اوس بڈھے کی مارتین اور ایک ٹکڑا روٹی کا
اور کوزے مین پانی اوسکے آگے رکھکر چلی جاتین اسی عرصے مین عید آتش پرستون کی نزدیک پونہچی اور جہاز جو کوہ آتشین کو ہر سال
جایا کرتا تھا بسرداری بہرام نام کپتان کے وہان پونہچا اوس بڈھے نے اسد کو واسطے قربانی کوہ آتشین کے بہرام کو حوالہ کیا اور کہا
اس مسلمان کو بڑی احتیاط سے لیجانا اور جہاز پر رکھنا اور جب جہاز وہان سے روانہ ہونے لگا بہرام نے اسد کو ایک صندوق مین بند کیا
اور اوپر اسباب اسطرح سے رکھا کہ ہوا اسد کو پونہچا کرے اور اوس صندوق کو جہاز پر چڑھایا امجد کو قبل روانگی جہاز کے معلوم ہوا تھا کہ قبل
عید مجوسیون کے ایک جہاز اس شہر مین آتا ہی اور کپتان اوسکا ایک مسلمان کو واسطے ڈالنے کوہ آتشین مین اس شہر سے لیجاتا ہی اوسنے خیال کیا کہ مین
ابکی اس کام کیواسطے اسد کو گرفتار کرکے پوشیدہ جہاز پر نہ چڑھایا ہو خود آپ جہاز پر گیا اور حکم کیا کہ خلاصی و سوداگر اس جہاز کے الگ ہون
اور اپنے آدمیونکو حکم کیا کہ تم اس جہاز مین اسد کو تلاش کرو اونہون نے اسد کو تلے اوپر جہاز کے ڈھونڈھا کہین اوسکو نپایا آخر امجد نے
بعد تلاشی کے اوس جہاز کو چھوڑ دیا جب وہ جہاز اس بندر سے نکلکر بیچ دریا مین گیا بہرام نے اسد کو صندوق سے نکالکر پاؤن مین زنجیر
ڈالی کہ خبر قتل کی سنکر اپنے تئین دریا مین نہ ڈالدے اور بعد کتنے دنون کے ہوا مخالف جہاز کے ہو گئی اور ایک طوفان عظیم اوس جہاز کو
غیر سمت منزل مقصود کے لے گیا اثنائے راہ مین کپتان کو زمین نظر پڑی اوسنے پہچانا کہ یہ سرزمین بندر دارالملک ملکہ مرجینا کی ہی
بہرام اسکے دیکھنے سے نہایت خوفزدہ اور ہراسان ہوا اسواسطے کہ وہ مسلمان نہایت عداوت آتش پرستون سے رکھتے تھے کبھی آتش پرست کو اپنے
ملک مین رہنے نہ دیتے اور نہ کوئی جہاز اونکا اونکی سرزمین مین جاتا پایا بہرام نے جہاز کو اوسکے بندر مین لا کر اہل جہاز سے کہا اگر مرجینا کے لوگ
اس جہاز پر آکر حال اس مسلمان کے لیجانے کا کوہ آتشین کو دیکھینگے تو مرجینا ہمارے جہاز کو لوٹ کر سب کے واسطے حکم قتل کا دیگی

اسیے بہتر ہی کہ اس مسلمان کی زنجیر کٹوا کر کپڑے غلامونکی وضع پر پہنا دین تا بروقت کہا جائے یہ ہمارا غلام ہی اور اوسکو اپنے ساتھ لیجا کر
خوشامد کے تحفے اوسکی نذر گذرانین تا یہ مسلمان بھی ہماری شکایت نکرے اور راز فاش نہوا ور حیلے سے اپنے تئین بچایا چاہیے اور جب تک ہوا
توقف کرین گے جب ہوا موافق ہوگی جہاز یہان سے کوہ آتشین کو لیجائینگے سب لوگون نے صلاح بہرام کی پسند کی بہرام نے اسد کے پانو
کی زنجیر کٹوا اور کپڑے سفید اوسکو غلامونکی طرح پہنا اپنے جہاز کا منشی کیا اور اچھا کھانا اوسکو کھلانے لگا اور ظاہر مین اوسکو اپنے
ملا کر کہا کہ اس زندان سے نکل کے ہم تجھے تیرے ملک کو پہونچا دینگے تو خاطر جمع رکھ اور تیرے ساتھ بڑا سلوک کیا جائیگا مگر خبردار
کوئی امر بدسلوکی کا جو اوسکے پہلے تیرے ساتھ کیا ہی اور حال زنجیر ڈالنے کا کسی سے نکہنا اور اگر کہیگا تو جان سے مارا جائیگا غرض
بہرام نے اسد کو خوب سکھا پڑھا اور خوشامد اوسکی کر اپنی ہمجھی کر لی اسد نے بھی اوس حال قید و بند سے اس حال کو غنیمت جانکر لباس
غلامونکا پہن لیا اور موافق رائے بہرام کے ظاہر کیا کہ مین کسی سے حال اپنا ظاہر نکرونگا تم سب طرح سے خاطر جمع رکھو الغرض جب وہ جہاز
مرجینا کے لنگرگاہ مین لنگر کیا مرجینا نے اپنے باغ سے کہ متصل لنگرگاہ کے تھا جہاز کو دیکھکر اوسکے کپتان کو بلوا بھیجا اور آپ بھی واسطے تماشے اور سیر
کرنے حال جہاز اور راہ جہاز کے قریب اوس لنگرگاہ کے گئی بہرام اسد کو ساتھ لیکر مرجینا کی حضور مین حاضر ہوا اور بعد بجا لانے آداب کی کہا کہ
بسبب شدت طوفان اور مخالفت ہوا کے جہاز بچانے کو آپکے بندر مین لنگر کیا اور ہم لوگ تجار ہین پیشہ خرید و فروخت غلامونکا کرتے ہین
سب غلام ہمارے بک گئے یہ ایک غلام ہمنے واسطے لکھنے حساب کتاب جہاز کے رکھ لیا سو وہ منشی اس جہاز کا ہی یہ کہکر تحفے نفیس جو کشتیون مین
لگا کر لیگیا تھا اوسکی نظر گذرانے مرجینا نے اسد کو دیکھ اور اوسکے حسن و جمال پر عاشق ہو بہرام سے کہا مین تیرے تحفے نہ لونگی یہ
غلام مجھے دے جو قیمت کہے گا مین دونگی پھر اسد کو اپنے ساتھ لیے ہوئے باغ مین گلگشت کرنے لگی اور درمیان چہل قدمی کے اسد سے
پوچھا تیرا کیا نام ہی اسد نے رو کر جواب دیا کہ ملکہ میرا کونسا نام پوچھتی ہین میرے دو نام ہین پہلا نام میرا شہزادہ اسد ہی اور اب میرا نام قربانی
آتش اس جہاز کے لوگون نے رکھا ہی یعنی مجکو آتش پرستون نے اپنے عید کے دن واسطے قربانی آتش کے مقرر کیا ہی مرجینا یہ حال سنکر اسد کے
حال پر بہت متاسف ہوئی اور بہرام کو بلوا کر بہت لعنت ملامت کی اور کہا ای ملعون تو شہزادے کو واسطے قربانی آتش کے لیے جاتا ہی اور
مجھے فریب دیکر اوسکو غلام ظاہر کرتا ہی تیرے حق مین یہی بہتر ہی کہ ابھی تو اپنے جہاز کو کھولکر یہان سے لیجا ورنہ تیرے جہاز کو لوٹ کر جلا دونگی او
میرے آگے سے دور ہو بہرام وہان سے گھبرایا اور روتا ہوا جہاز پر آیا اور بادجود موقوف نہونے طوفان کے بمجبوری اپنے جہاز کے لنگر اوٹھانے مین
مشغول ہوا اور ملکہ مرجینا اسد کا ہاتھ پکڑ محل مین لے گئی اور حال اوسکا اول سے آخر تک سنکے بہت تسلی اور تشفی کی اور کہا کل مین
تمکو حمام بھجوا کر پوشاک فاخرہ پہناؤنگی اور اپنا وزیر کرونگی یہ کہکر خاصہ منگوایا اور شہزادہ اسد کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھلوایا بعد
کھانا کھانے کے شہزادہ اسد کئی گلاس شراب کے پی کر نشے مین بیہوش ہوگیا پھر جب دسترخوان اوٹھا اسد واسطے ہوا کھانے
کے باغ مین گیا اور دیر تک اوسکی روشون پر ٹہلا کیا آخر حوض پر کہ درمیان اوس باغ کے تھا بیٹھ کر منہ دھویا اور پھر کہ چارون
طرف وس حوض کے لگا ہوا تھا لیٹ رہا بعد ایک گھڑی کے غافل ہوکر سو رہا بہرام نے مرجینا کے خوف سے لنگر اوٹھانے کی فکر مین تھا
ہوا کو موافق پاکر خلاصیون سے کہا اب رات ہوگئی ہی اور تم میٹھا پانی کہ جہاز پر ہو چکا ہی کسی چشمے یا تالاب سے بھر لاؤ مین

اور فجر کو بہت سویرے جہاز کو یہان سے کھولونگا خلاصی مشکون کو شہپوئی پر رکھ پانی کی تلاش کیواسطے گئے راہ مین اونکو یاد آیا کہ ملکہ کے
باغ مین ایک حوض آب شیرین کا ہی اور دیوار اوس باغ کی نصف قد آدم ہی وہین سے پانی لایا چاہیے پھر وہ سب مشکین لیکر اوس حوض
پر گئے وہان ایک آدمی سوتا پایا اور دیکھکر پہچانا کہ اسد ہی وہ سب اوسکے پانے سے بہت خوش ہوے پہلے پانی حوض سے بھر کر شہپوئی
پر لے گئے بعد اوسکے اسد کو اوٹھا کر شہپوئی پر سوار کیا اور جلد جہاز پر لیکر پہونچے بہرام نے اسد کو پھر پاکے کمال خوشی کی اور قریب
تھا کہ فرط خوشی سے شادی مرگ ہو اور دو گھڑی کے تڑکے جہاز کو کھول کر طرف کوہ آتشین کے روانہ ہوا ملکہ نے اسد کو نہ دیکھکر
جانا کہ شاید واسطے قضاے حاجت کے کسیطرف گیا ہوگا جب بڑا عرصہ گذرا اور وہ نہ آیا تب مضطر ہوکر خواصون وغیرہ کو تلاش کرنے ہر چہار
طرف بھیجا ہر چند اونھون نے تلاش کیا لیکن کہین اوسکو نہ پایا یہانتک کہ رات ہو گئی مرجینا اسد کے فراق مین بیتاب ہو کے آپ مشعلون کی روشنی مین
شہزادے کو تلاش کرنے نکلی دروازہ باغ کا کھلا پاکر ہمراہ خواصون کے باغ مین گئی ایک شخص نے جوتا اسد کا پہچانا دوسرے شخص نے
کہا پانی حوض کا بہت کم معلوم ہوتا ہی ملکہ نے دریافت کیا کہ شاید آدمی بہرام کے آکر شہزادے کو لے گئے اور پانی حوض کا بھی وہین
لوگون نے لے لیا ملکہ نے ایک شخص واسطے دریافت کرنے حال کے دریا کنارے بھیجا کہ دیکھے بہرام کا جہاز ہی یا کھل گیا اوس آدمی کو کنارے
کے لوگون سے دریافت ہوا کہ بہرام قریب شام اپنے جہاز کو یہان سے کھول کر لیگیا لیکن پہر رات گئے جہاز کنارے پر لیجا کر مشکین لی
کو واسطے بار کرنے پانی کے باغ کیطرف بھیجا تھا ملکہ مرجینا نے اس حال کو دریافت کرکے جانا کہ مقرر بہرام کے آدمی شہزادے کو باغ سے
لیگئے ہین اوسنے اپنے جہازون جنگی کے سردارون کو کہ ہر وقت طیار رہتے تھے حکم کیا کہ جلد وہ جہاز طیار ہو کر لنگرگاہ مین لاوین
مین فجر کو آپ سوار ہونگی بموجب حکم کے کپتان جہازونکی بحر لیکر لنگرگاہ مین حاضر ہوا اور سب افسر سپاہی خلاصی وغیرہ مع اسباب
و سامان سفر اور جنگ کے جہازون پر سوار ہوکر منتظر ملکہ کے تھے چنانچہ علی الصباح وہ بھی آکر سوار ہوئی اور میر بحر کو حکم کیا کہ جلد
لیجاکر بہرام کے جہاز کو گرفتار کر چنانچہ میر بحر واسطے تعاقب بہرام کے روانہ ہوا تیسرے دن اوس جہاز کو چارون طرف سے گھیر لیا بہرام
دریافت کر گیا کہ اسد کے واسطے مرجینا کے جہازون نے میرے جہاز کو گرفتار کیا ہی اپنے جان و مال سے مایوس ہو کر شہزادہ اسد کو خوب مارا
کہ اسی کی شومی قدم سے ہم مصیبت میں طوفان کے پڑے علاوہ اوسکے اب جہاز ہمارا اوس ملکہ کے بحر سے گرفتار ہوا اسکو جہاز مین
رکھنا مناسب نہین تب اوسنے زنجیر اوسکے پانون کی کاٹکر اوسکو دریا مین ڈال دیا شہزادہ اسد کہ شناوری خوب جانتا تھا تیرنے لگا یہان تک
کہ کنارے پر پہونچا اور شکر جناب احدیت کا بجا لایا اسواسطے کہ حق تعالے نے ایسے دریاے خونخوار سے اوسکی جان بچائی اور آتش پرستون
کے ہاتھ سے نجات بخشی خشکی مین جاکر اپنے کپڑے سکھائے پھر وہ کپڑے پہن اور توکل بخدا کرکے ایک سمت کو روانہ ہوا اوس دن ایک گانو
مین پہونچا اوسکو خالی پایا اس عرصے مین جنگلی میوون کو کھایا کرتا پھر اوس گانوؤن سے اونسے ایک شہر دور سے دیکھا جب اوسکے کنارے
پونہچا پہچانا کہ یہ وہی شہر شوم آتش پرستون کا ہی جسمین ایک مدت اوسنے اذیت پائی تھی اگرچہ شہر کو دیکھ بظاہر خوش ہوا مگر ڈرتا بھی
کہ مبادا پھر کہین آتش پرستون کے ہاتھ مین پڑے اسواسطے ایسے وقت اوس شہر کے اندر داخل ہوا کہ سب دکانین بند ہو گئی
تھین اور لوگ شہر کے اپنے گھرون مین جا چکے تھے القصہ ایک قبرستان مین مسلمانون کے جو شہر سے باہر تھا جاکر کسی حظیرے مین سو رہا

اور حال بہرام کا یہ ہوا کہ جب اوسنے کھسیانے ہو کر غصے سے شہزادہ اسد کو دریا میں ڈال دیا تھوڑی دیر کے بعد جہاز مرجینا کے اوسکے جہاز سے
مل گئے مرجینا خود اوسکے جہاز پر چڑھ گئی اور بہرام سے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے جسکو تو غلام کہتا تھا اور تو اوسکو میرے باغ سے نکال کر
لے گیا ہے بہرام نے عرض کیا کہ ملکہ وہ شخص میرے جہاز میں نہیں اگر یہاں پر ہو تو میں تقصیروار حضور کا ہوں مرجینا نے اول اسد کو
اوس میں تلاش کیا جب اوسکو نہ پایا غصے ہو کر حکم کیا کہ اسباب جہاز کا لوٹ لو اور بہرام کو مع اہل جہاز کے خشکی میں لیجا کر قید کرو میں سب کو
قتل کرونگی جب بہرام اور اوسکے رفقا کو گرفتار کر کے خشکی میں لے گئے بہرام وقت رات کے کنارے پر فریب سے بھاگ کر شہر میں
آتش پرستوں کے گیا اور شب کو باہر شہر کے پہونچا جو اوسوقت دروازہ شہر کا بند ہو گیا تھا ناچار اوسنے بھی قصد کسی گورستان میں
شب کو رہنے کا کیا اتفاقاً اوسی مقبرے اور حظیرے میں جہاں اسد غافل سوتا تھا واسطے شب باشی کے گیا اوسمین ایک آدمی کو سوتے
دیکھا اسد شہزادہ بسبب شور و غل آدمیوں کے جاگ پڑا اور منہ پھیر کر دیکھنے لگا کہ کون ہیں بہرام نے اوسکو پہچانکر کہا آپ ہیں جو
ہماری خرابی کے ہوے اگر اس سال قربانی سے بچے تو دوسرے برس ہرگز نہ بچوگے یہ کہکے بیچارے اسد کو پکڑ باندھ لیا اور فجر کو
اوسی بڈھے کے گھر جا کر سارا حال بتایا اور اسد کا بیان کیا اوس پیر شریر نے اسد کو پا بزنجیر کرا اور پھر اوسی تہ خانے میں رکھا اپنی لڑکیوں سے
وہی وصیت مار پیٹ کیواسطے غریب اسد کے کی جب بوستنا کو اپنے نزدیک آتے دیکھا اسد مارے خوف کے لرزنے لگا اور دلمیں کہا کہ ایک
برس تک اور اس عذاب الیم میں مبتلا رہونگا اس سے تو مرنا ہزار درجہ اچھا ہے مگر خدا کی قدرت سے اوسکے رونے نے ایسا اثر بوستنا کے
دلمیں کیا کہ وہ بھی اوسکے ساتھ رونے لگی اور کہا کہ اب تم میری طرف سے خاطر جمع رکھو میں تمہارے ساتھ بدسلوکی سے پیش نہ آونگی
میں مسلمان ہوئی ہوں مینے آتش پرستی اور گناہوں سے توبہ کی اور خدا سے دعا مانگتی ہوں کہ کوئی صورت مخلصی کی تمہاری مجھکو معلوم ہو
تا اوسمیں بدل کوشش کروں غرض بوستنا کی باتوں سے اسد کی کمال تسلی ہوئی مگر کیوانا کی طرف سے اوسکو ڈر رہا چنانچہ اوسنے
بوستنا سے کہا خدا نے تمکو میرے حال پر مہربان کیا لیکن کیوانا میرے ساتھ وہی بدسلوکی کرے گی بوستنا نے جواب دیا کہ تم اوسکی طرف
سے بھی خاطر جمع رکھو میں ہر وقت آیا کرونگی پھر اوس روز سے بوستنا اوسکو کھانے لطیف اور شربت نفیس کھانے پلانے لگی اور ہر طرح اوسکی
تسلی کیا کرتی ایکدن بوستنا اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی تھی کہ اوسنے آواز ڈھنڈورے کی سنی ایک شخص باآواز بلند کہتا ہے وزیر اعظم امجد
آپ بنفس نفیس واسطے تلاش کرنے شہزادہ اسد اپنے بھائی کے یہ اقرار کرتا ہوا نکلا ہے کہ جو کوئی اسد کو میرے پاس لائیگا میں اوسکو انعام بہت
دونگا کہ کئی پشت تک اوسکے لوگ تونگر رہینگے اور جو کوئی کہ اوسکو چھپا کر اپنے گھر میں رکھیگا بعد اسکے اوسکا حال معلوم ہوگا وہ اور اوسکے
زن و فرزند جان سے مارے جاینگے اور گھر اوسکا کھدوا کر اوسپر ہل چلایا جائیگا بوستنا یہ خبر سنکر اسد کے پاس دوڑی گئی اور
اس حال کو اوسنے ظاہر کیا اور اوسکی زنجیر پانوں کی کاٹ کر اپنے ساتھ لے آئی اور کوچے میں پکار کر کہا اسد یہ ہے امجد اسد کا نام
سنتے ہی اوس گھر کے دروازے پر گیا اور اسد کو پہچانکر گلے سے لگایا اور ایک گھوڑے پر اوسکے ساتھ کوتل رہتے تھے سوار کر بادشاہ
کی حضور میں لے گیا بوستنا بھی ہمراہ اسد کے چلی گئی اسد نے امجد سے اوسکا حال بیان کر کے اوسکو محل میں رکھا اور اوسی وقت
اوس مردپیر کا گھر کھدوا کر میدان کر دیا بادشاہ نے اوسکو اور بہرام وغیرہ لعین کے اقربا کو پکڑ بلوا کر سب کی گردن مارنے کا حکم کیا

اونھون نے بادشاہ کے قدمون پر گر کے شفاعت چاہی بادشاہ نے کہا تمھارا قصور کبھی معاف ہوگا جب تک تم سب دین آتش پرستی
کا چھوڑ کر مسلمان نہوگے وہ سب وس طریق سے تائب ہوے اور اسلام لائے امجد نے بسبب یافت کرنے نقصان کثیر کے بہرام
کو دونا اوسکا دیا بہرام نے حال جوانمردی و سخاوت امجد اور اسد کا دیکھکر عرض کیا کہ مین اگلے برس جزیرۂ ابونی مین گیا تھا سنیے
قمرالزمان تمھارے باپ کو تمھارے فراق مین نہایت مغموم اور بیقرار پایا عجب نہین کہ وہ تمھارے غم مین اپنے تئین ہلاک کرے
مناسب ہے کہ تم دونون بھائی ابونی کو جا کر اپنے باپ کی خبر لو مین تمکو جہاز پر سوار کر کے بہت جلد آرام سے پونہچا دونگا وہ دونون
شہزادے اسپر راضی ہوے اور وہان کے بادشاہ سے رخصت مانگی اوسنے بخوشی تمام اونکو اجازت دی جب جہاز اور سب اسباب
اور سامان سفر کا طیار ہوا وہ دونون شہزادے بادشاہ سے رخصت ہونے کے واسطے گئے بادشاہ نے ہر ایک کو اپنے گلے سے لگایا
اور بہت زر نقد اور جواہر وغیرہ اسباب و رسامان اونکو دے کر اونکی ہمراہی کیواسطے قصد سوار ہونے کا کیا ناگاہ خبردار نے خبر کی
کہ فلانی طرف سے ایک بڑی فوج سوار و پیادون کی چلی آتی ہے بادشاہ نے متحیر ہو کر کہا ایسا کونسا غنیم ہے کہ دفعۃً بیخبری میرے شہر پر
چڑھ آیا امجد نے بادشاہ کو متفکر پا کر یہ عرض کیا آپ کچھ اندیشہ نفرمائیے مین جا کر اوسکا حال دریافت کرتا ہون غرض امجد لشکر جنگی
لیکر اوس فوج کیطرف روانہ ہوا اور ہر کارونکو بھیجکر دریافت کیا کہ ملکہ کسی ملک کی فوج لیکر اس شہر کیطرف آتی ہے امجد نے جا کر اوسے
ملاقات کی اور پوچھا کہ بنظر دوستی و اتحاد کے آئی ہو یا بارادہ جنگ کے اگر دشمن ہو تو سبب عداوت و نزاع کا ہم سے کیا ہے اوسنے کہا نہین بقصد
لڑنے کے ادھر کو نہین آئی مین اپنے غلام اسد نام کی تلاش مین آئی ہون بہرام نام کپتان باشندہ اس شہر کا میرے شہر سے اوسکو چرا لایا ہے
مین تمھارے بادشاہ سے انصاف چاہتی ہون اگر اسد تمھارے شہر مین ہو تو میرے حوالے کرو اور میرا نام مرجینا ہے امجد کہ آگے اوسکا حال
سن چکا تھا کہنے لگا کہ مین بھائی تمھارے غلام کا ہون میرا نام امجد ہے ایک برس تک وہ اس شہر مین قید رہا تم میرے ساتھ چلکر ہمارے
بادشاہ سے ملاقات کرو وہ تمھارا نہایت مشتاق ہے اسد کو تمھارے حوالے کریگا ملکہ مرجینا فوج کو باہر شہر کے چھوڑ کر جریدہ فقط مصاحبون کے
ساتھ ہمراہ امجد کے بادشاہ کی ملاقات کو گئی بادشاہ نے بڑی عزت و توقیر سے ملاقات کی اور شہزادہ اسد بھی اوسسے آکر ملا ملکہ
مرجینا اوسکو دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور بادشاہ سے حال جو اوسپر بیتا ہے اسد کا بیان کر رہی تھی کہ دوسرے ہر کارے نے آکر خبر دی کہ دوسری طرف
سے ایک اور بڑا لشکر اس شہر کیطرف چلا آتا ہے بادشاہ دوسرے گرد فوج کی مانند ابر کے دیکھکر گھبرایا اور امجد سے پوچھا صاحب کونسا غنیم ہم پر
چڑھ آیا ہے ذرا جا کر دریافت کرو امجد نے اپنی فوج طیار شہر کے باہر چارون طرف متعین کر کے خود دوسرے لشکر کیطرف روانہ ہوا قریب پہونچکے
سردار سے فوج ہراول کے پوچھا تمھارے بادشاہ کے آنے کا سبب اس شہر مین کیا ہے مجھے اپنے بادشاہ کی حضور مین لے چلو امجد
اوس سردار کے ساتھ ہو کر بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا اور بعد بجالانے آداب و تسلیم کے پوچھا کہ ہمارے بادشاہ سے تمکو کیا طلب ہے
کہ بے اطلاع اسقدر فوج لیکر اس شہر مین قصد جانے کا رکھتے ہو بادشاہ نے جواب دیا میرا نام غیور ہے اور مین بادشاہ چین ہون اپنی بیٹی کا
جسکا نام بدور ہے حال دریافت کرنے یہان آیا ہون کئی برس سے اوسکی شادی شہزادہ قمرالزمان خلف شاہ زمان والی جزیرۂ
چیلدرن خالدان کے ساتھ کر دی ہے اور شہزادہ ایک دن اوس سے رخصت لے کر واسطے دیکھنے اپنے باپ کے گیا تھا اور اپنی بی بی کو

بھی ساتھ لے گیا کئی برس گذر گئے کہ مجھکو اونکی خبر کچھ معلوم نہین ہوئی اونھین کی تلاش کرتا ہوا یہانتک پہنچا مجھکو سوا اسکے
اور کچھ ارادہ لڑنے بھڑنے کا نہین امجد کو اس حال سے جب اطلاع ہوئی کہ یہ بادشاہ اوسکا نانا ہی اوسکی قدمبوسی کی اور کہا آپ خاطر جمع
رکھین مین آپکا نواسا ہون اور بیٹا شہزادہ قمر الزمان کا وہ بالفعل بادشاہ اور فرمانروا جزیرہ ابونی کا ہی اور وہان میری بدورا شہزادی چین
کی جسکی تلاش کیواسطے آپ یہانتک تشریف لائے ہین وہ دونون جزیرہ ابونی مین بہت اچھی طرح ہین بادشاہ چین نے یہ حال
سنکے امجد کو اپنے گلے سے لگا کر بہت پیار کیا اور حال سفر اور مصیبت کا جو امجد اور اسد پر گذرا تھا سنکے بہت تاسف کیا اور امجد کی
تسلی کی کہ مین وہان جاکر دونون بھائیونکی تمھارے باپ سے صلح کرا دونگا غرض امجد اپنے نانا سے رخصت ہو کر اپنے بادشاہ کی حضور مین
حاضر ہوا اور سبب آنے بادشاہ چین کا بیان کیا وہ اس حال کو سنکر نہایت متحیر ہوا کہ اتنا بڑا شہریار اپنی ولایت کو چھوڑ کر واسطے تلاش کرنے
اپنی بیٹی کے میری دار الریاست تک آیا چنانچہ اوسنے بپاس خاطر امجد کے اپنے اہلکارونکو واسطے اوسکی ضیافت اور مہمانداری کے
حکم دیا اور قصد کیا کہ خود اوسکی ملاقات کے واسطے جائے کہ اس عرصے مین اوسکو خبر پہونچی کہ تیسری جانب سے اور ایک لشکر بھاری چلا آتا ہی
بادشاہ نے توقف کر کے امجد کو فرمایا کہ تم جاکر اس تیسرے لشکر کا بھی حال دریافت کر آؤ کہ یہ کون ہی اور کیون آیا امجد اپنے بھائی اسد کو
لیکر اوسطرف کو روانہ ہوا جب وہ دونون بھائی نزدیک اوسکے پہونچے تو دریافت کیا کہ لشکر قمر الزمان بادشاہ جزیرہ ابونی یعنی
اونکے باپ کا ہی کہ اونکی تلاش کو نکلا اسواسطے کہ جب وہ غم مین اپنے لڑکونکے [illegible] فریب سے اپنی بیبیونکے غصے مین آکر حکم قتل کرنے کا
کیا تھا اور اوسکو یقین ہوا کہ وہ دونون جان سے مارے گئے قریب ہلاکت کے ہوا امیر جندار نے اوسکی تسلی کیواسطے احوال اونکے زندہ چھوڑ دینے
کا بیان کیا قمر الزمان نے اپنے بیٹون کا حال زندہ رہنے کا سنکر جناب احدیت مین سجدہ شکر کا کیا اور فقیرون اور محتاجون کو لاکھون
روپے اور جوڑے دیکر واسطے ڈھونڈھنے کے شہر ابونی سے نکلا اتفاقات سے شہر بشہر پھرتا ہوا اوس شہر مین بھی ادہر ہو آنکلا
قمر الزمان نے اون دونون شہزادونکو دیکھکر پہچانا اور گلے سے لگا کر شادی کا رونا دیر تک رویا کیا بعد اسکے شہزادہ امجد نے حال
آنے بادشاہ چین کا آج ہی کے روز قمر الزمان سے ظاہر کیا وہ کمال خوش ہو کر اون دونون شہزادونکے ساتھ ہو کر چاہتا تھا کہ واسطے
ملاقات بادشاہ چین کے جائے کہ اتنے مین خبر پہونچی کہ ایک چوتھا لشکر چوتھی طرف سے آتا ہی قمر الزمان نے امجد اور اسد سے کہا کہ پہلے اس لشکر
کو دیکھ لیا چاہیے کہ کسکا ہی اور کس بادشاہ نے ادھر کا قصد کیا پھر وہ تینون بادشاہ اوسطرف کو گئے امجد نے آگے بڑھکر پوچھا کہ یہ
لشکر کس بادشاہ کا ہی اور ملک مین آتش پرستون کے کیون آیا وزیر اعظم نے جو سبکے آگے تھا جواب دیا کہ یہ بادشاہ شاہزمان والی جزیرہ
خالدان کا ہی مدت ہوئی کہ وہ اپنے ملک سے واسطے تلاش کرنے قمر الزمان اپنے بیٹے کے نکلا ہی اگر تمکو کچھ حال اوس شہزادے کا معلوم ہو
تو از راہ مہربانی کے اونکے حال سے ہمکو آگاہ کرو امجد نے وزیر سے کہا مین ابھی آکر تمھارے سوال کا جواب باصواب دیتا ہون تم ذرا
یہین پر ٹھہر جاؤ یہ کہکر اوسنے اس حال کو قمر الزمان سے جاکر کہا قمر الزمان اپنے باپ کے آنے کا حال سنکر بیہوش ہو گیا پھر جب اپنے
ہوش مین آیا جاکر اپنے باپ کے قدمون پر گر پڑا وہ دونون باپ بیٹے گلے لگ کر دیر تک رویا کیے بعد اسکے شاہزمان نے کہا
بابا تم بے خبر کیے مجکو تنہا چھوڑ کر چلے گئے اور اس عرصے مین کبھی اپنی خیر و عافیت کی مجکو نہ بھیجی تا موجب میری تسلی و تشفی کا ہوتا

قمرالزمان کو سخت ندامت ہوئی اور بہت عذر و معذرت باپ کی خدمت مین کیا اور شہزادہ امجد اور اسد کو اپنے باپ سے ملوایا شاہ زمان نے دونون پوتون کو اپنے گلے سے لگا کر بہت پیار کیا پھر کیفیت تینون بادشاہون اور ملکہ مرجبنا نے تین دن تک اوس شہر مین مقام کیا وہان کے بادشاہ نے چار دن کی دعوت بڑی دھوم دھام سے کرکے بعد دینے تحفے کے ہر ایک کو رخصت کیا اور شادی شہزادہ امجد کی بوستان کے ساتھ جسنے اوسکی بڑی خدمت کی اور وہی سبب ملنے دونون بھائیونکا ہوئی تھی کردی اور کتخدائی اسد کی ملکہ مرجبنا سے کہ جو اوسپر عاشق اور اپنے ملک کو چھوڑکر صرف اوسی کیواسطے آئی تھی بڑی دھوم سے کی بعد اسکے وہ تینون بادشاہ اور ملکہ مرجبنا اپنے شوہر اسد کے ساتھ اپنے اپنے ملکون کو بھیجے گئے جو بادشاہ ملک آتش پرستونکا نہایت پیر اور ضعیف تھا اور شہزادہ امجد کو نہایت عزیز اور دوست رکھتا اوسکو اپنا قائم مقام کیا یعنی اوسکو بادشاہ اوس ملک کا کرکے آپ گوشہ نشین ہوا اور وہان کے باشندون نے آتش پرستی کو چھوڑکر خدا پرستی اختیار کی اور عدل و انصاف اور جود و سخا سے بادشاہ امجد کے سبب خوش و خرم رہنے لگے اور خود بخود دین مجوس کا چھوڑ دیا ملکہ شہرزاد جب قصہ قمرالزمان شہزادہ جزیرہ خالدان و بدور شہزادی چین کا کہہ چکی اوسکی چھوٹی بہن دنیازاد نے موافق اپنے معمول کے آخر شب کو فجر ہوتے کہا بہن آپ نے کیا اچھا اور عجیب قصہ کہا امیدوار ہون کہ اب کوئی داستان دلچسپ کہنا شروع کرو اسواسطے کہ تمہارے قصے عجیب و غریب کے سننے سے سوا دل لگنے کے بہت فائدے اور تجربے ہمکو حاصل ہوئے ملکہ نے جواب دیا کہ اگر کل کے دن بادشاہ عالیجاہ میری جان بخشی کریگا تو مین کل آخر شب کو قصہ نورالدین اور کنیز پارسی کا کہ سب سے عجیب و غریب ہے کہنا شروع کرونگی بادشاہ شہریار مشتاق سننے قصے نورالدین کا ہوکر اوس روز بھی ملکہ کے ہلاک کرنے سے درگذرا اور بدستور خوابگاہ سے اوٹھکر بعد حوائج ضروری کے دربار عام و خاص مین تشریف فرما ہوا

قصہ نورالدین بن خاقان وزیر اعظم حاکم شہر بانسرہ اور کنیز پارسی کا

دوسرے روز شہرزاد نے وہ قصہ اسطرح سے کہنا شروع کیا خداوند شہر بانسرہ قدیم سے متعلق مملکت خلفائے عباسیہ کے تھا اور حاکم اوسکا زینبی نام خلیفہ ہارون رشید اور وہ حاکم دونون ایک بھائی کی اولاد تھے اسواسطے وہ دونون آپسمین چچیرے بھائی تھے زینبی کے دو وزیر تھے پہلے کا نام خاقان اور دوسرے کا سوبی خاقان کو بسبب حسن اخلاق اور داد و دہش کے سب وضیع و شریف اوس شہر کے معزز اور دوست رکھتے تھے اور اوسکی تعریف و توصیف باشندون بانسرہ وغیرہ کے ورد زبان تھی وزیر دوسرا جسکا نام سوبی تھا نہایت بدخلق اور بخیل تھا اسواسطے کوئی اہل شہر اوس سے خوش نرہتا وزیر دوم وزیر اول سے عداوت قلبی رکھتا اور ہمیشہ اوسکی برائی اور غیبت بادشاہ کی حضور مین کیا کرتا ایک روز بادشاہ نے خاقان وزیر سے فرمایش کی کہ میرے واسطے ایک لونڈی حسین خوش سلیقہ گانے بجانے والی مول لے سوبی نے کہا ایسی لونڈی دس ہزار اشرفی سے کم نہ آویگی بادشاہ نے خفا ہوکے اوسکو جواب دیا کہ دس ہزار اشرفی تیرے نزدیک بہت ہے میرے نزدیک کچھ حقیقت نہین رکھتی اوسیوقت دس ہزار اشرفی خاقان وزیر کو واسطے مول لینے لونڈی کے دلوادین خاقان نے گھر آکر دلالونکو بلوا بھیجا اور فرمایش کی کہ لونڈی حسین گانے بجانے والی تلاش کرین اوسیوقت سے دلال لونڈی کو تلاش کرنے لگے کئی دن کے بعد ایک دلال نے وزیر سے آکر عرض کیا کہ ایک تاجر پارس کا کل ایک لونڈی موافق آپکی فرمایش کے لایا ہے وزیر کہ اوسوقت بادشاہ کی حضور مین جاتا تھا دلال سے کہا تو اوس سوداگر کو لونڈی سمیت لے آنا مین دربار سے پھرکر اوسکو دیکھونگا اور پسند کرونگا دلال نے لونڈی کو دوسرے روز وزیر کے گھر حاضر کیا وزیر دربار سے آکے لونڈی کو دیکھکے بہت خوش ہوا

اور سب امور مین جو بادشاہ نے فرمائے تھے کامل بلکہ نادر پایا پھر سوداگر سے قیمت اوسکی پوچھی سوداگر نے عرض کیا کہ خداوند قیمت
اسکی بہت ہوگی کیونکہ میرے ہاتھ اسکو دس ہزار اشرفی سے کم نہ پہونچیگا مینے بہت کچھہ اسکی تربیت اور تعلیم مین صرف کیا اور بچپن سے اسکو گانا بجانا
سکھلایا یہ کنیز ہر ایک ساز کو خوب بجاتی اور بہت خوب گاتی ہی اور لکھنے اور شعر گوئی مین بھی بہت دخل ہی اور سب کتابین تواریخ
وغیرہ کی بھی اوسنے پڑھی ہین میرے نزدیک نظیر اپنا ان سب اوصاف مین نہین رکھتی اور عند الامتحان حال اوسکی قابلیت خصوصا گانے
بجانے کا حضور مین معلوم ہوگا وزیر نے قبل اسکے کہ اوسکے گانے بجانے یا اور ہنرون کا امتحان کرے فقط اوسکے حسن وجمال کو دیکھکر دس ہزار
اشرفی اوسکو گنوا دین وقت رخصت کے سوداگر نے عرض کیا کہ خداوند یہ لونڈی بہت سفر دور و دراز کرکے اس شہر مین کل پہونچی ہی اگر
آپ ایک ہفتہ بادشاہ کے پاس لیجانے مین توقف فرمائین تو مناسب ہی تا اس عرصے مین دو بار حمام کرے اور ماندگی راہ کی اوس سے
دفع ہو اوس وقت آپ اسکے حسن وجمال کو چار حصے زیادہ پائیے گا بلکہ اوسکو پہچان نسکیے گا ابھی اوسکے چہرے کا رنگ سیاہ ہو رہا ہی خاقان نے
کہا تو سچ کہتا ہی مین اوسکو ایک ہفتے کے بعد حضور مین بادشاہ کی لیجاؤنگا یہ کہکر اوسنے لونڈی کو محل مین لیجا اپنی بی بی کے سپرد کیا
اور کہا کہ اسکو بہت احتیاط سے رکھنا مینے اسکو بموجب فرمایش بادشاہ کے مول لیا ہی بعد دو تین حمام اور تبدیل پوشاک کے جو موجب
رہ رفتگی یہان کے ہی اوسکو بادشاہ کی حضور مین گذرانونگا اور اوس کنیز کو بھی جسکا نام حسن افروز رکھا تھا آگاہ کیا کہ مینے تجکو بادشاہ
کیواسطے مول لیا ہی بعد پانچ سات روز کے کہ تیری ماندگی راہ کی رفع ہو اور اس عرصے مین تو حمام متواتر کرے تو تجکو بادشاہ کی حضور مین
لیجاؤنگا خبردار تو اپنے تئین یہان پر بڑی احتیاط سے رکھیو کسی مرد کے روبرو نہونا بادشاہ کے نزدیک تیری بڑی توقیر اور عزت
ہوگی میرا ایک فرزند نوجوان ہی اپنی ماں کے پاس رہا کرتا ہی اور دن کو اکثر اس محل مین آ گذرتا ہی اوس سے اپنے تئین بچائیو حسن افروز نے
وزیر کی خدمت مین عرض کیا خوب ہوا کہ آپ نے مجکو آگے سے آگاہ کیا اب آپ خاطر جمع رکھین بموجب فرمانے کے مین ان سب
مراتب کو محفوظ اور ملحوظ رکھونگی وزیر کے بعد فہمایش حسن افروز کے محل سے برآمد ہوا نور الدین بیٹا خاقان کا کہ نہایت حسین اور
طرحدار خوش خو خوش اخلاق سخی سوا اسکے لطیفہ گو نکتہ سنج تھا خاصہ کھانے حسب معمول محل مین وزیر کے گیا وہ جوان بمجرد دیکھنے
حسن افروز کے اوسپر مفتون اور فریفتہ ہوا اور باوجود معلوم کرنے اس امر کے کہ اوسکے باپ نے اس کنیز کو مخصوص واسطے بادشاہ کے
مول لیا ہی وہ متمنی اس امر کا ہوا کہ کسی طرح سے یہ کنیز میرے تصرف مین آوے علاوہ اسکے حسن افروز بھی نور الدین کے حسن وجمال کو دیکھہ
دل سے چاہنے اور پیار کرنے لگی اور آرزو مند اس امر کی ہوئی کہ خدا کوئی ایسی صورت کرے کہ مین اسی جوان کے پاس رہون بادشاہ تک
نجاؤن اوس روز سے اکثر نور الدین محل مین آتا اور ماں کی نظر بچا کر نظرون مین اوس کنیز سے اشارے کنایے کرتا اور وہ دونون ایک
دوسرے کو دیکھکر کمال خوش ہوتے وزیر کی بی بی جب اس امر پر مطلع ہوئی کہ نور الدین بہ نسبت آگے کے اکثر محل مین آکر حسن افروز کو گھورا کرتا ہی
اور وہ بھی اسکی نظر بچا کے اوسکے دیکھنے سے باز نہین آتی ایک دن اوس نیکبخت بی بی نے نور الدین سے در پردہ کہا اور سمجھایا کہ میان اب تم خدا کے
فضل وکرم سے جوان ہوے ہو تمکو نچاہیے کہ محل مین عورتون پاس آکر بہت بیٹھا کرو کھانا کھا کر چلے جایا کرو غرض دو چار روز کے بعد وزیر کی
بی بی نے اپنا حمام خاص گرم کرنے کو حکم کیا اور خواصون کے ساتھہ حسن افروز کو بھیجدیا اور اون کو تاکید کی کہ اسکو گھسکے

خوب نہلاؤ اور بعد حمام کرنے کے یہ جوڑا پوشاک کا جو مینے واسطے اوسکے درست کیا ہی پہنا کر میرے پاس لے آؤ اور اوسکو اپنے درمیان اور نظرون مین رکھنا حسن افروز نے بعد حمام کرنے اور پہننے پوشاک زعفرانی کے کہ نہایت پرتکلف تھی محل مین آکر وزیر کی بی بی کو سلام کیا وزیر کی بی بی نے بسبب حسن و جمال زیادہ ہو جانیکے اوسکو نہ پہچانا اور متعجب ہوئی کہ یہ کون بی بی ہی جسنے مجکو سلام کیا حسن افروز نے وزیر کی بی بی سے عرض کیا کہ مین اس پوشاک مین جو آپنے عنایت کی ہی کیسی معلوم ہوتی ہون تمھاری خواصون نے بعد نہلانے اور جوڑا پہنانے کے مجکو شکل سے پہچانا اور کہا اگے سے تم کہین اچھی معلوم ہوتی ہو کہ ہم تمکو پہچان نہ سکے شاید ان سبنے خوشامد کی راہ سے کہا یا قصد بنانے میرے کا کیا وزیر کی بی بی نے کہا میری خواصون نے نہ تو یہ کلام خوشامد سے کہا اور نہ تجسے ہنسی کی اونھون نے سچ کہا مینے خود تجکو اس لباس اور زیور مین بدشواری پہچانا گویا ہزار درجے حسن کو تو حمام سے لائی اگر اب تک حمام گرم رہا ہو تو مین بھی جاکر اوسمین نہاؤن بہت روز سے مینے حمام نہین کیا حسن افروز نے کہا بی بی حمام تب مزے مین ہی وزیر کی بی بی نے ارادہ حمام جانے کا کیا اور قبل اسکے کہ وہ اپنی خواصون کے ساتھ جاوے دو لڑکیون کو حسن افروز کے پیچھے بٹھا کر فرمایا کہ جبتک مین نہ آؤن تم دروازے پر اس حجرے کے رہنا اگر نورالدین بعد سیر جانے کے محل مین آوے اور قصد جانیکا حسن افروز کے حجرے مین کرے تم اوسکو نہ جانے دینا اور روکنا اتفاقاً نورالدین بعد جانے اپنی مان کے محل مین گیا اور محل کو خالی پاکر سیدھا حسن افروز کیطرف متوجہ ہوا ہر چند اون لڑکیون نے اوسکو وہان کے جانے سے منع کیا اوسنے نمانا اور اون دونون کے بازو پکڑ باہر اوس مکان کے چھوڑ آیا اور حسن افروز کے مکان مین جاکر دروازہ اندر سے بند کر لیا اور بمجرد دیکھنے حسن افروز کے دل اوسکا لوٹ پوٹ ہو گیا اور وہ دونون مشتاق جیسا کہ ہوتے وقت کے تھے شربت وصل ایک دوسرے کے شیرین کام ہوئے وہ دونون لڑکیان روتی ہوئین حمام مین گئین اور وزیر کی بی بی سے نورالدین کے آنے کا اور زبردستی اونکو باہر نکلنے کا سب حال کہا اوس بی بی نے یہ حال سنکر حمام موقوف کیا اور جلد متوجہ محل کی ہوئی ہنوز وہ بی بی محل مین نہ پہونچی تھی کہ نورالدین حسن افروز کے محل سے نکل کر چلا گیا حسن افروز وزیر کی بی بی کو مضطر اور گریان دیکھکر نہایت متحیر ہوئی آگے بڑھ کے پوچھا بی بی خیر تو ہی تم بدون حمام کرنے کے محل مین روتی ہوئی کیون آئین وزیر کی بی بی نے جواب دیا کہ تو مجسے اسکا سبب پوچھتی ہی کیا تو نہین جانتی ہی کہ نورالدین میرے پیچھے اکیلا تیرے پاس آیا تھا حسن افروز نے کہا بی بی میں کیا جانون یہی حقیقت تمھارے اور اوسکے واسطے ہوئی وہ اکیلا اگر میرے پاس آیا تو کیا ہوا اوس بی بی نے کہا وزیر نے آگے سے کیا تجکو آگاہ نہین کیا کہ تجکو واسطے بادشاہ کے مول لیا ہی اپنے تئین نورالدین سے بچائیو حسن افروز نے کہا مجکو اونکا فرمانا خوب یاد ہی بھولی نہین مگر نورالدین اسوقت مجھے اطلاع کرنے آیا تھا کہ میرے باپ نے تجکو مجھے دے ڈالا اب وہ تجکو بادشاہ کی حضور مین نہین گذرانے گا بھلا اس صورت مین مین کیونکر تمھارے صاحبزادے سے اپنے تئین بچاتی اور اوس سے کنارہ کرتی علاوہ ان سب باتون کے میرا دل بھی اوسکو پیار کرتا ہی بادشاہ کی حضور مین جانے کی مجکو تمنا اور آرزو نہین چاہتی ہون کہ زندگی بھر نورالدین سے جدا نہون وزیر کی بی بی نے کہا خدا کرے تیرا کہنا سچ ہو اور یہ امر موجب ہی خوشی کا لیکن نورالدین کی مکاری مین شک نہین عجب کیا کہ فریب دیا ہو تاکہ تجکو اپنے سے راضی کرے اور یہ کیونکر ممکن ہی کہ اوسکے باپ نے بالمشافہ اس بات کو اوس سے کہا ہو بلکہ مجکو یہ خوف ہی کہ وہ جسوقت اس بات کو سنیگا فوراً اوسکو مار ڈالیگا اسواسطے مین روتی ہون کیکہ

وہ بی بی پھر رونے لگی اتنے مین وزیر آیا اور اپنی بی بی کو روتا دیکھکر سبب پوچھا اوسنے مجبور ہوکر کہا مین کمبخت واسطے نہانے کے حمام مین
گئی تھی پیچھے میرے تمھارے بیٹے نورالدین نے محل مین آکر حسن افروز سے تنہائی مین ملاقات کی اور اوس سے کہا کہ تمنے حسن افروز کو اوسکے
دے ڈالا اور بادشاہ کا گذرانا موقوف کیا مجکو یقین نہین آتا کہ نورالدین نے اوسکو اکیلا پاکر درگذر کی ہو اسواسطے کہ اوسکی آنکھ حسن افروز
پر پڑتی تھی اور وہ بھی اوسکو نظر محبت سے دیکھتی تھی اسواسطے مین ڈرتی ہون کہ اسکا انجام کیا ہوگا وزیر یہ حال سنکر اپنی چھاتی اور سر پیٹنے لگا کہ
اس کمبخت ناشدنی بیٹے نے یہ کیا غضب کیا بادشاہ کی امانت مین خیانت کی اور اپنے باپ کو فضیحت و رسوا کیا بادشاہ اس
خبر کو سنکر مجھے اور اوسکو جان سے ہلاک کر ڈالے گا اوسکی بی بی نے کہا صاحب اتنا غم والم کیون کرتے ہو میرا سب زیور بیچکر دس ہزار
اشرفی کی ایک لونڈی واسطے بادشاہ کے خرید کر لو اب جو ہونا تھا سو ہوا وزیر نے کہا تم خیال کرتی ہو شاید مین نقصان زر کے واسطے جھینکتا ہون
مین اپنی عزت و حرمت کو ڈرتا اور مرتا ہون سوی وزیر جو میرا دشمن ہے یہ خبر سنکر بادشاہ سے اس امر کو ظاہر کریگا کہ لونڈی جو حضور بادشاہ کیواسطے
مول لیکر اپنے بیٹے کو دیدی اوسکی بی بی نے کہا مجکو حال دشمنی سوی کا خوب معلوم ہے لیکن کسی کے گھر کا حال کیا کسی کو معلوم ہوتا ہے اور بالفرض اگر کبھی
بادشاہ لونڈی کے مول لینے کا حال تم سے پوچھے تو عرض کرنا کہ فی الحقیقۃ ایک لونڈی حضور کے واسطے مول لی تھی مگر بعد امتحان کے معلوم ہوا کہ
قابل حضور کے نہین بادشاہ سنکر تمھاری بات کا اعتماد کریگا اس صورت مین سوی وزیر کی برائی تمھارے حق مین کچھ پیش نہ جائیگی اور دلالونکو تاکید کرو
کہ دوسری لونڈی کی تلاش کرین غرض اوسوقت بی بی کے سمجھانے سے وزیر کی فی الجملہ تسلی ہوئی اور غصہ اوسکا نورالدین کی طرف سے
کم ہوگیا اور خوف سے نورالدین باپ سے چھپکر محل مین آتا رات کو مخفی سو رہتا فجر کو سویرے قبل بیدار ہونے وزیر کے محل سے چلا جاتا اگرچہ اوسکی
مان کو اوسکی طرف سے ہمیشہ تشویش رہتی تھی کہ مبادا اوسکو تنہائی مین پاکر غصے سے مار ڈالے اسواسطے اوسنے وزیر کا اس امر مین استمزاج کیا
وزیر نے کہا مین جب اوسکو پاؤنگا مقرر مار ڈالونگا اوس کمبخت بی بی نے کہا صاحب ایک ہی تمھارا لڑکا ہے اب تک سوا اس حرکت کے کوئی امر خلاف مرضی
اوس سے نہین ہوا اور وہ حرکت بھی عالم جوانی مین اوس سے ہوگئی معاف کرو اور اگر تمھاری تسلی نہین ہوتی فجر کو وہ محل سے
سویرے خوف زدہ نکل جایا کرتا ہے تم اوسوقت پکڑ کر قصد مارنے کا کرنا مین چھڑا لونگی اوسکو چشم نمائی ہوجائیگی اور تمھارا دل بھی
غصے سے خالی ہوجائیگا اور حسن افروز کو اب دے ڈالو وزیر نے اس امر کو قبول کیا فجر کو جس وقت نورالدین کے
جانیکا محل سے ہوا ایک گھڑی آگے وزیر دروازے کی آڑ مین کھڑا ہو رہا بمجرد نکلنے نورالدین کے وزیر نے اوسکو پکڑ کر پچھاڑا اور
پیش قبض نکالکر چاہتا تھا کہ اوسکو مارے اتنے مین نورالدین کی مان یہ شور و غل سنکے دوڑی آئی اور وزیر کا ہاتھ جس سے
پیش قبض پکڑے ہوئے تھا پکڑ لیا اور کہا خدا کے واسطے نورالدین کو چھوڑ دے وزیر نے کہا نہین مین اس نالائق کو مقرر مار ڈالونگا
تب اوسکی مان نے کہا تو پہلے مجھے مار بعد اسکے اوسکو قتل کر تجکو باپ ہوکے مناسب نہین کہ اپنے ہاتھ کو بیٹے کے خون آلودہ کرے
نورالدین نے بھی فرصت پاکے نہایت زاری و عاجزی سے کہا تمکو اوسی خالق کی قسم ہے جسنے تمھین پیدا کیا اور پھر دن قیامت کے
تم اوسکی حضور مین بامید بخشش کھڑے ہوگے میری جان بخشو اور میرے گناہ کو معاف کرو خاقان نے ترس کھاکے پیش قبض ہاتھ سے ڈال دی
اور نورالدین کو چھوڑ دیا نورالدین زمین سے اوٹھکر اپنے باپ کے قدمون پر عفو تقصیرات کو گرا وزیر نے اپنے ہاتھ سے سر اوسکا

اوٹھایا اور کہا تو اپنی مان کا شکر بجا لا کہ مینے تجکو اوسکی خاطر بخشا اور جا مینے حسن افروز کو بھی تجھے دیا لیکن اس شرط سے کہ اوسکو
بیاہتا بی بی کے رکھیو اور نہ سمجھیو اور کبھی اوسکے بیچنے کا قصد نکیجیو نور الدین اس امر سے نہایت خوش ہوا اپنے باپ اور مان کا شکر بجا لایا
اور اوس شرط پر اوسنے قسم کھائی اور نہایت الفت اور پیار سے وہ دونون رہنے لگے وزیر بھی اونکی محبت و اتحاد سے بہت خوش تھا
بعد ایک برس کے اتفاقاً خاقان وزیر حمام کو گیا بعد حمام کرنے کے ایسی اوسے ضرورت درپیش ہوئی کہ بدون توقف کرنے اور خشک ہونے
عرق کے حمام سے جلد باہر نکل آیا ٹھنڈھی ہوا لگنے سے مبتلا تپ و درد سر ہوا ایسا ہوا کہ چند روز مین صاحب فراش ہو گیا وقت
آخر نور الدین سے کہ ہر وقت اوسکی بیمار داری مین حاضر رہتا تھا کہا بیٹے تجکو حسن افروز کیواسطے آگے بھی کہا تھا اور اب بھی تجکو وصیت
کرتا ہون کہ اوسکو بہت عزیز رکھیو اور کسیطرح کی بدسلوکی اوسکے ساتھہ نکیجیو یہ کہکے خاقان جان بحق ہوا خلقت شہر کی اوسکی
موت کی خبر سنکر گریہ و زاری کرنے لگی اور سب اوسکی تجہیز و تکفین مین شریک ہوئی اور بڑے تجمل سے اوسکا جنازہ اوٹھا کر لیجا کر دفن کیا نور الدین
کو باپ کے مرنے سے بڑا غم ہوا چالیس روز تک اوسکی ماتم داری کی کسیکو بسبب اندوہ کے اپنے گھر آنیکی اجازت ندی بعد فاتحہ چہلم کے
ایک شخص کہ جو اوسکا بہت دوست تھا اوسکے واسطے فاتحہ خوانی کے آیا اور نور الدین نے اوس سے ملاقات کی وہ اکثر آکر اوسکو تسلی و تشفی
دیتا یہان تک کہ نور الدین اوسکی صحبت سے باپ کے مرنے کا غم بھول گیا بعد اسکے اور دوستون قدیم اپنے کو بھی بلوا کر اونکی ضیافتین
کرنے لگا تھوڑے دنون مین ہر ایک کو داد و دہش سے مالا مال کر دیا اور سب کہ اپنے باپ کا آشنا پرستی اور عیاشی مین صرف کر ڈالا
جو زیور خاص حسن افروز کا تھا اوسکو بھی بیچکر صرف کیا ایک دن حسن افروز نے سمجھایا کہ صاحب جو کچھہ نقد و اثاث البیت تمہارا باپ
چھوڑ گیا تھا تمنے سب مفت برون اور خوشامدی گویون کو دیڈالا اور کھلا دیا اب بھی سمجھو اور اپنا رویہ و طریق درست کرو جسلئے کہ سب
تم اپنے باپ کے رتبے کو پہنچو نور الدین نے اوسکے جواب دیا کہ میرے باپ نے جو کچھہ اندوختہ کیا تھا کیا اوسے اپنے ساتھہ لے گیا اور مین کیا لیجاونگا
پس سوا اسکے کہ اپنے دل کی ہوس نکالون پھر دو چار دن کے بعد اوسکا دیوان حاضر ہوا اور حساب جمع خرچ کا اوسے دکھایا کہ ملاحظہ فرمائیے
اس عرصہ قلیل مین آپنے کتنی دولت صرف کی اور آپکے اخراجات مقرر اور ایک وتیرہ پر نہین ہین اسواسطے اب مین مقدور برداشت
کرنے اخراجات روزمرہ سرکار کا نہین رکھتا حساب و کتاب اپنا سمجھکر غلام کو رخصت کیجیے اور اسیطرحسے اکثر نوکر چاکر باپ کے وقت کے
کہ خیر خواہ اور نمکحلال تھے نوکری چھوڑ کر بیٹھ رہے ہر چند اون سب نے اوسکو سمجھایا مگر وہ خواب غفلت سے ہرگز بیدار نہوا اوسکے دوستون نے
میدان خالی پاکے آگے سے زیادہ دست طمع کا دراز کیا ہر روز ایک شخص آتا اور نور الدین سے کہتا کہ خداوند آج میرا گذر فلانے باغ اور مکان
سرکاری مین ہوا تھا مین وہ مکان و باغ کی طیاری دیکھکر بہت خوش ہوا اور مجھے بہت اچھا دکھائی دیا اگر مجھے عنایت ہو تو مین
اوس مین جا رہون نور الدین نے فی الفور ہبہ نامہ اپنی مہر لگا کے اوسکے حوالے کیا اور اسیطرح سے کسی نے گھوڑے کی اور کسی نے ہاتھی وغیرہ کی تعریف کی
اوسنے فوراً اوسکو بخشدیا جب سوائے مکان رہنے کے ملک مین کچھہ نرہا وہ سب دوست اوس سے کنارہ کرکے اپنے گھر بیٹھ رہے اگر کسیکو اون مین سے
اپنے دل بہلانیکیواسطے بلوا بھیجتا تو وہ آتا اور تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہو چلا جاتا اگر وہ اوس دوست کو ٹھہراتا تو وہ بہانہ کرکے کہتا کہ صاحب
کل سے میری بی بی بیمار ہے اوسکی دوا مین مصروف رہتا ہون اور اسیطرحسے ہر ایک حیلے بہانے کرکے چلدیتا اور اوسکے پاس بیٹھنے کے روادار

نہ ہوتے یہ حال کو نورالدین دیکھکر متحیر ہوا اور حسن افروز سے جاکر تکلیف اور بے خرچی اپنی خصوصاً بیمروتی دوستونکی ظاہر کی اوسنے کہا صاحب مینے
یہ سب باتین پیشتر تمھاری خدمت مین عرض کیے تھے مگر تمنے ذرا میرے کہنے پر التفات نکیا آخر کو ایکدن تیسرے فاقے حسن افروز نے آنکھون مین آنسو بھر لاکے
کہا میان اب تمھاری فلاح مین اسمین دیکھتی ہون کہ میرے تئین بیچو اور چند روز اپنی اوقات بسر کرو شاید حق تعالے تمپر فضل کرے اور کوئی
صورت فلاح کی ظاہر ہو نورالدین نے کہا یہ تو مجھسے نہوگا کہ تجھے بیچون مگر بعضے دوست میرے ایسے ہین کہ اونسے توقع اعانت کی مجھے ہے یقین
کہ اس حال مین مجھسے چشم پوشی نکرینگے حسن افروز نے کہا صاحب یہ بخیر ہے اور صرف تمھارا گمان ہے کوئی دوست و آشنا اسوقت مین تمھارے
کام نہ آویگا اور سب وقت پر نکل جائینگے نورالدین نے کہا ایسا نکہو مین تجھسے اونکا حال زیادہ جانتا ہون بچپن سے میرے اور اونکے دوستی ہے
اور ہزارون سلوک مینے اونکے ساتھ کیے ہین کل فجر کے وقت مین اونکے پاس جاکر قرض طلب کرونگا غالب ہے کہ وہ مجھے قرض دینے مین
دریغ نکرینگے غرض دوسرے دن فجر کے وقت نورالدین اوس دوست کے گھر کہ اوسپر نہایت اعتماد رکھتا تھا اور وہ سب ایکہی محلے مین رہتے تھے
گیا پہلے اوس دوست کے گھر جو بہ نسبت اورون کے متمول تھا جاکے دروازے پر دستک دی ایک لونڈی نے اندر سے آکے قبل اسکے کہ دروازہ کھولے
پوچھا تو کون ہے نورالدین نے کہا مین نورالدین بیٹا وزیر خاقان کا ہون میری خبر اپنے میان سے کر لونڈی نے نورالدین کا نام سنکر جلدی سے
دروازہ کھولدیا اور اوسکو دیوانخانے مین اچھی جگہ بٹھاکر اپنے میان سے جا خبر کی کہ نورالدین آپ کی ملاقات کو آئے ہین اوس دوست نے
مونہ بنایا اور خفا ہوکے لونڈی سے کہا جاکے کہدے کہ میان گھر مین نہین اور پوچھ کہ اونکو تم کیون بلاتے ہو نورالدین باہر سب باتین اوسکی
سنتا تھا لونڈی نے آکر وہ جواب اوسکے میان نے کہا تھا نورالدین سے ظاہر کیا مگر جو لونڈی آگے سے میان کے ہونیکی خبر نورالدین سے کہچکی تھی
اب خلاف بکنے سے او نہایت خجالت سے بموجب تعلیم اپنے آقا کے کہا نورالدین اس امر سے نہایت متعجب ہوا اور دل مین کہنے لگا ابھی کل میری خوشامد
کرتا تھا اور آج میرے ساتھ اسطرح کی بیمروتی سے پیش آیا آخر نہایت شکستہ خاطر ہوکے اوس دوست کے گھر سے پھرکے دوسرے دوست کے
گھر جو پہلے دوست کے مرتبے سے کچھ کم تھا گیا وہان بھی یہی جواب پایا اسیطرح سے دسون بیسون دوستون کے گھر باری باری گیا اور
ایکہی روش پر پایا نورالدین بیمروتی سے اپنے دوستونکی نہایت گھبرایا اور ایسی سستی و دروغ اونکی پر بڑا افسوس کیا اور سمجھا کہ فی الحقیقت
قابو چی اور خود غرض نکلے لینے کیوقت مجکو گھیرے رہتے اور میری جوتیان سیدھی کرتے تھے اب مجکو مفلس جانکر روادار خاطر کا
نہین میرا نام سنتے ہی منہ چھپا لیا کہ مبادا ہمسے کچھ مانگے یا سوال کرے میرا حال بعینہ اوس درخت کا ہے کہ جبتک میوے سے پھلا رہا چارون
طرف سے لوگ بطمع میوے کے اوسکے پاس آیا کیے اور جب میوہ اوسمین نرہا پھر کوئی اوسکے نزدیک نگیا الغرض دوستون سے مایوس ہوکر اپنے گھر
آیا اور حسن افروز سے آبدیدہ ہوکر یہ سب حال ظاہر کیا اوسنے کہا صاحب تمکو اونکا حال اب معلوم ہوا اور مین آگے سے جانتی تھی اور تمکو
بارہا مینے سمجھایا اب میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی صلاح نہین کہ تم اپنے سب لونڈی غلام اور سب اسباب گھر کا جو باقی ہے بیچو اور
اوسکو تھوڑا تھوڑا صرف کرکے منتظر افضال الٰہی کے رہو شاید پھر تمپر خدا فضل کرے نورالدین نے بموجب کہنے حسن افروز کے سب لونڈی غلام
بیچکر کئی دن خرچ کیا پھر جب وہ ہوچکا تب اسباب جو باقی رہگیا تھا بیچکر صرف مین لایا جب کچھ نرہا اور نہایت درجے تکلیف گذرنے لگی تو اوسنے
حسن افروز سے صلاح کی حسن افروز کہ نہایت دانا اور غمخوار نورالدین کی تھی اوسکی تکلیف گوارا نکرکے آبدیدہ ہوئی اور کہا صاحب

تمھین خوب یاد ہوگا کہ تمھارے باپ نے مجھے دس ہزار اشرفی کو مول لیا تھا اگرچہ اب وہ قیمت میری کوئی نہ دیگا مگر آدھی تو البتہ دینگے تم مجھے نخاس
مین جہان لونڈی غلام بکتے ہین لیجا کر بیچ ڈالو اور وہ روپیہ تم اپنے صرف مین لاؤ پھر جب تمھین خدا اتنا مقدور دیگا تو مجھے خرید کر لیجیو نورالدین نے
رو کر کہا کہ مین اول تجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون دوسرے باپ نے مجھسے قسم لی تھی کہ تجکو کبھی نہ بیچون کیونکر مین خلاف اوسکے
کر سکتا ہون اوسنے کہا یہ تم سچ کہتے ہو مین بھی تمکو جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہون لیکن شرعاً حالت اضطرار مین حرام بھی حلال
ہوتا ہے اب تمھارے اوپر ایسا ہی وقت پڑا ہے اسوقت مین تم اوس شرط کا خیال نکرو بے تامل مجھے بیچکر اپنے تئین ہلاکت سے بچاؤ
نورالدین مجبور ہوکے حسن افروز کو نخاس مین لیگیا اور حاجی حسن نام دلال کو بلا کر کہا تمھاری معرفت میرے باپ نے اس لونڈی کو
دس ہزار اشرفی دیکر مول لیا تھا اب مین اسکو بیچتا ہون تم سوداگرون کو اوسے دکھاؤ دیکھو تو اوسکی قیمت کیا لگاتے ہین حاجی حسن نے
کہا بہت خوب پھر اوسنے حسن افروز کو ایک مکان مین بٹھلا اور اوسکو باہر سے مقفل کر اون تجار کے پاس گیا جنکا کام صرف خرید و فروخت
لونڈی غلام کا تھا اور اونھون نے طرح طرح کی لونڈیان قسم قسم کی یعنی فرنگی ترکی آفریقی حبشی وغیرہ بہت سی خرید کی تھین اوسنے جا کر اونسے کہا
کہ صاحبو تمنے بہت سی طرح طرح کی لونڈیان مول لی ہین مگر ایک لونڈی پارس کی بکتی ہے کہ مثل اوسکے حسن اور قابلیت مین کمتر ہونگی اور کیا تمنے نہین سنا کہ
قدما نے یہ مثل کہی ہے کہ ہر گول چیز سپاری نہین اور ہر چپٹی چیز انجیر نہین اور ہر سرخ رنگ گوشت نہین اور ہر سفید بیضے اچھے نہین ہوتے ہین اب تم میرے
ساتھ آؤ اور اوسے آ کر دیکھو اور اوسکی قیمت تجویز کرو غرض وہ سب سوداگر حسن افروز کے مشتاق ہوکر حاجی حسن کے ساتھ گئے اوسنے دروازہ کو
کھولکر حسن افروز کو دکھلایا وہ سب اوسکے حسن و جمال کو دیکھکر متعجب ہوے اور کہنے لگے فی الواقع ہمنے ایسی لونڈی اپنی عمر بھر کبھی کسی شہر اور ملک
مین نہین دیکھی ہم سب ملکے چار ہزار اشرفی تک اسکی قیمت دے سکتے ہین اسکے سوا ہم مین مقدور دینے کا نہین یہ کہکے وے سب باہر آئے اور حاجی حسن نے
پھر اوس حجرہ کو جسمین حسن افروز تھی مقفل کر دیا اتنے مین معین بن ساوی وزیر دوم کی وہان نکلی اوسنے ہجوم تاجرونکا دیکھکر پوچھا کہ کیون
یہان جمع ہین حاجی حسن نے کہا ایک لونڈی کی خرید کرنے کو یہ سب آئے ہین اور چار ہزار اشرفی تک قیمت لگائی مگر مالک اس قیمت پر اتنک اپنی
نہین بیچتا یہ سنکے وہ بھی مشتاق اوسکا ہوا اور دلال سے کہا مجھے بھی اوسے دکھلا مین ہی اوسکو لونگا غرض حاجی حسن نے وزیر کو حسن افروز کے تئین دکھلا
اوسنے اوسے پسند کرکے کہا چار ہزار اشرفی مین بھی اس لونڈی کی دیتا ہون مجھے دلوادو حاجی حسن نے کہا مین مالک سے جا کر پوچھتا ہون
اگر وہ راضی ہو تو آپ بے تکلف اسکو مول لے لیجیے وزیر نے سب تاجرونکو باشارہ منع کیا کہ خبردار اس سے زیادہ قیمت نہ بڑھانا اور تم خیال اس لونڈی کے
لینے کا نکرنا مین اسکو لونگا وہ سب تاجر بخوف وزیر کے چپ ہو رہے اور کسی نے دم نمارا حاجی حسن نے نورالدین کے پاس آکر کہا بڑا افسوس ہے کہ تمھاری لونڈی
مفت بکی جاتی ہے نورالدین نے پوچھا کیونکر اوسنے کہا سوداگرون نے پہلے اوسے آکر دیکھا اور پسند کیا چار ہزار اشرفی تک وہ دیتے تھے اور
مین بازار مین پکارتا تھا کہ چار ہزار اشرفی کو پارس کی لونڈی مفت جاتی ہے بامید کہ کوئی کچھ اور بڑھے پانچ چھ ہزار اشرفی تک دیوے
اتنے مین وزیر سوار ہوکر اوس راہ سے گذرا وہ تاجرونکو اکٹھا دیکھکر اور میری پکارنے کی آواز سنکر وہان کھڑا ہو گیا اور کنیز کو جا کر دیکھا اور اوسے
پسند کرکے مجھسے کہتا ہے کہ چار ہزار اشرفی اسکی مین دیتا ہون تو مجھے دلوادو اور سب تاجرونکو منع کر دیا کہ خبردار کوئی اس سے زیادہ نہ لگاوے
بلکہ قصد اوسکے لینے کا نکرے چنانچہ سب تاجر اوسکے خوف سے چپ ہین اور کچھ نہین بولتے نورالدین نے کہا سو ہمارے خاندان کا دشمن ہے مجھے اوسکے ہاتھ کیسے کر

بیچنا نہین منظور تب حاجی حسن نے کہا آپ چل کے سوداگرون مین کھڑے ہوکر باآواز بلند کہیے کہ مین اس کنیز پر خفا ہوا تھا اور اوس خفگی مین قسم کھائی
تھی کہ مین تجھے بازار مین لیجاکر بیچونگا سو اب مینے اپنی قسم کو پورا کیا اور در حقیقت مجھے اوسکا بیچنا منظور نہین فقط حیلہ منظور تھا سوسی بھی
اس بات کو سنکر چپ ہو رہیگا اب تم طیار ہو اور مستعد رہو کہ جسوقت مین حسن افروز کا ہاتھ پکڑ کر سوسی کے ہاتھ مین دینے کا قصد کرون تم اوس
اوسکو دو چار طمانچے مار اور سوسی کے ہاتھ سے چھین اپنے گھر لیے چلے جانا نورالدین نے حاجی حسن کی صلاح کو پسند کیا پھر حاجی حسن نے
حجرہ حسن افروز کا کھول اور اوسکو بھی سب مراتب سمجھا کر کہا اگر کچھہ خرخشہ واقع ہو تو ڈریو نہین یہ کہکے اوسکو باہر نکال لایا اور اوسکا ہاتھ وزیر سوسی کے
ہاتھ مین کہ منتظر کھڑا تھا پکڑا دیا اور کہا کہ صاحب یہ کنیز تمہاری ہو چکی وزیر سوسی چاہتا تھا کہ ہاتھ کنیز کا پکڑے کہ نورالدین نے جلد دوڑ
ہاتھ حسن افروز کا پکڑ اپنی طرف کھینچ لیا اور ایک طمانچہ سہل سا اوسکے مار کے کہا تیری بد مزاجی اور نافرمانی کے سبب سے مینے قسم کھائی تھی کہ تجھے
بازار مین واسطے بیچنے کے لیجاؤنگا اب وہ قسم ہو چکی اپنے گھر چل آیندہ کو اگر پھر کوئی تقصیر کریگی تو سمجھا جاویگا یہ کہکے اوسے لیکر اپنے
گھر کیطرف چلا وزیر سوسی نے اوسکی اس حرکت سے نہایت برہم ہوکے اوسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا اور ہاتھ بڑھا کے چاہتا تھا کہ اوسے
چابک مارے کہ نورالدین نے حسن افروز کا ہاتھ چھوڑا اور آگے بڑھ وزیر کے گھوڑے کی لگام پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ وزیر گھوڑے سے نیچے آرہا
پھر اون دونون مین خوب کشتی ہوئی چونکہ وزیر بوڑھا اور ضعیف تھا اور نورالدین جوان اوسنے وزیر کو اوٹھا کے دے مارا اور خوب پیٹا سوداگر
اور مردم بازاری کہ وزیر سوسی بسبب اوسکی بد مزاجی کے دل سے ازبسکہ ناراض تھے اوسکے مغلوب اور نورالدین کے غالب ہونے سے بہت
خوش ہوے اور کسی نے دخل اون دونون مین نکیا بلکہ جب وزیر کے غلامون نے چاہا کہ اپنے آقا کی حمایت کرکے نورالدین کو ماریں لوگون
نے کہا اونسے تم نہین جانتے کہ اگر یہ وزیر ہے تو وہ وزیر زادہ تم اونمین دخل ندو کیونکہ اگر کل وہ دونون آپسمین ملجاوین تو تمہارے
حق مین خوب نہوگا غرض نورالدین نے تاڑی خانے مین کہ بازار کی طرف واقع تھا وزیر سوسی کو ایسی مار دی کہ کئی جگہ سے اوسکے خون
نکل آیا اور کپڑے اوسکے لہو سے تر بتر ہوگئے اور کیچڑ اور خاک مین بھر گئے بعد کہ نورالدین نے اوسے خوب سا پیٹا حسن افروز کا ہاتھ
پکڑ اپنے گھر کی راہ لی بعد جانے نورالدین کے وزیر کے نوکر چاکر اوسکو اوسی حال سے بادشاہ کی حضور مین لیگئے بادشاہ اوسے اوس حالت مین
دیکھہ نہایت متحیر ہوا اور پوچھا کہ تیرا یہ کیا حال ہے کسنے تجھکو مارا اوسنے عرض کیا خداوندا مین بازار سے گذر کرتا تھا جو کہ مین نے سوداگرونکا
دیکھکر کھڑا ہو گیا معلوم ہوا کہ لوگ واسطے مول لینے کنیز بازار مین آئے ہین چونکہ مجکو بھی کھانا پکانے کیواسطے ایک لونڈی درکار تھی بقصد
خریداری کے مینے اوسکو دیکھا کہ وہ نہایت خوبصورت تھی مینے چاہا کہ جس قیمت کو ہو خرید کرکے اوسکو نذر حضور کی کرون اسواسطے
کہ وہ قابل خدمت حضور کے ہے جو سوداگر چار ہزار اشرفی تک دیتے تھے مینے دلال سے کہا اسقدر مین بھی دونگا مجھی کو دلوادے چنانچہ
دلال نے لونڈی اوسی قیمت پر لاکر میرے حوالے کی اتنے مین نورالدین خاقان کا بیٹا آیا اور لونڈی کو میرے ہاتھ سے چھین کے لیگیا اور کہا
کہ مین لونڈی محبوبی کو مفت دونگا مگر تیرے ہاتھ نہ بیچونگا ہر چند مینے کہا کہ مین اسکو اپنے واسطے نہین لیتا ہون بادشاہ کی نذر کرونگا
اسمین میرا اور اوسکا جھگڑا ہوا اوس نالائق نے میرا یہ حال کیا اور حضور کو یاد ہوگا کہ آگے آپنے دس ہزار اشرفی خاقان کو واسطے خرید
کرنے لونڈی کے اپنے خزانے سے عنایت کی تھین اوسنے یہ لونڈی وہی دس ہزار اشرفی سے مول لیکر اپنے بیٹے کو دی اور اتنک

نہ لایا تین چار سال ہوئے ہین کہ یہ لونڈی نورالدین کے پاس ہی اور بعد اپنے باپ کے جو کچھ کہ نقد و جنس اوسکے گھر مین تھا عیاشی اور آوارگی کر اس تھوڑی مدت مین صرف کر ڈالا اب نہایت مفلس ہو کر اوس لونڈی کو بازار مین بیچنے لایا بادشاہ یہ حال سنکر نہایت غضب مین آیا اور وزیر سوی کو رخصت کر کے ایک سردار کو حکم کیا کہ اسیوقت چالیس سپاہی اپنے ساتھ لیکے نورالدین اور اوس لونڈی کو جلد حاضر کر اور اوسکا گھر کھود کے زمین کے برابر کر دے ہنوز وہ سردار فوج سپاہیون کے جمع اور طیار کرنے مین تھا کہ سنجر نامے ایک ملازم بادشاہی کہ آگے وہ غلام خاقان کا تھا اور اوسی کے سبب سے نوکر بادشاہ کا ہو کر حضور مین حاضر رہا کرتا تھا بسبب حقوق خاقان کے اس حکم کو جو نورالدین کے حق مین ہوا تھا سنکر نہایت مضطرب ہوا اور کسی حیلے سے دوڑ کے نورالدین کے دروازے پر دستک دی نورالدین کہ بسبب افلاس کے نوکر چاکر نہین رکھتا تھا خود جاکر دروازہ کھولا سنجر نے بعد سلام کے اوسکو حکم بادشاہی اور وزیر کی بدگوئی سے آگاہ کیا اور کہا کہ صاحبزادے تم اسیوقت اوس لونڈی سمیت اس شہر سے نکل جاؤ اگر ذرا بھی توقف کروگے تو گرفتار ہو جاؤگے اور بیشک بادشاہ تمھین ہلاک کر ڈالیگا مین اس سے زیادہ یہان نہین ٹھہر سکتا کہ مبادا ملازم بادشاہی یہان مجھے دیکھ لین غرض سنجر نے وقت رخصت کے چالیس اشرفیان جیب سے نکالکر نورالدین کو دین اور عذر کیا کہ اسی قدر بالفعل میرے پاس موجود تھین اگر ذرا بھی فرصت ملتی تو اور بھی بہم پہنچا دیتا یہ کہکے وہ روانہ ہوا اور نورالدین نے اندر جاکے حسن افروز سے یہ سب حال بیان کیا اور اوسکو اپنے ہمراہ لیکے پچھواڑے کی دیوار پھاند اوسیوقت شہر سے نکل گیا اور سیدھی راہ دریا کی کہ وہان سے نزدیک تھا لی حسن اتفاق سے ایک جہاز کو آمادہ روانگی پایا جلدی سے اوسپر سوار ہو لیا اور کپتان بعد ایک ساعت کے لنگر اوسکا اوٹھا کر روانہ بغداد کا ہوا جو ہوا موافق تھی یکبارگی سب بادبان اوسکی کھولدین نورالدین بسبب روانہ ہونے جہاز کے بغداد کی طرف نہایت خوش ہوا اور ادھر ملازم بادشاہی واسطے گرفتار کرنے نورالدین کے روانہ ہوے اور گھر پہونچ کے دروازے کو پہلے کھٹکھٹایا جب کسی نے جواب نہ دیا اوسکو توڑ کر اندر گئے وہان کسیکو نپاکر ہمسایون سے پوچھا کہ نورالدین کہان ہی اون سب نے کہ دل سے خیرخواہ نورالدین کے تھے جواب دیا کہ ہمین کچھ اوسکے حال سے خبر نہین آخر سردار نے بعد تلاش بسیار کے گھر اوسکا کھدوا کے برابر کر دیا اور بادشاہ سے جاکے عرض کیا کہ نورالدین ہاتھ نہ لگا قبل پہونچنے غلام کے معلوم نہین کدھر کو نکل گیا بادشاہ نے اوسکو فرمایا کہ پھر جاکر خانہ بخانہ تلاش کرکے منادی کرو کہ جو کوئی نورالدین کو پکڑ کے بادشاہ کی حضور مین حاضر کریگا ہزار اشرفی انعام پاویگا اور اگر کوئی اوسے اپنے گھر چھپا رکھیگا اور معلوم ہوگا تو وہ بھی اوسی کے ساتھ جان سے مارا جاویگا اور گھر اوسکا ضبط ہو جائیگا اب حال نورالدین کے بغداد مین پہونچنے کا سنیے جب وہ جہاز بغداد کے پاس پہونچا تو کپتان نے اہل جہاز کو کہا صاحبو یہ شہر نہایت عجیب و غریب ہی سب ملک کے آدمی اور ہر فن کے کامل اور استاد یہان جمع ہین اور ہر ایک طرح کے نفائس اور میوے یہان ملتے اور تھوڑے سے سبب سے یہان آدمی امیر اور امیر فقیر ہو جاتا ہی کہ ہر شخص خصوصاً وہ جو بہت سمجھ بوجھ رکھتا ہو اس شہر مین رہے پھر جب جہاز نے وہان پہونچکر لنگر کیا سوداگر وغیرہ لوگ جہاز سے اوتر کے اپنے اپنے ٹھکانے گئے نورالدین پانچ اشرفی اون چالیس مین سے کہ سنجر نے دی تھین کرایہ جہاز کا دیکر حسن افروز کو لیکے اوترا جو کبھی بغداد مین آیا نہ تھا اور گلی کوچے اوس شہر سے محض ناواقف تھا دونون واسطے تلاش مکان کے دیر تک پھرے آخر کو ایک باغ کے دروازے پر جو کنارے دریا کے تھا پہونچے اور چشمے کے کنارے بیٹھکر ہاتھ پاؤن اپنے دھوئے اور پانی پیکے ایک صحنچی مین باغ کی باہم باتین کرتے ہوے

سو گئے جاننا چاہیے کہ وہ باغ خلیفہ ہارون رشید کا تھا وسط مین اوس باغ کے ایک بارہ دری تھی جسمین اندر اور باہر نقش و نگار اور تصویرین
ہر ایک قسم کی بنی ہوئی تھین اور اوسمین اسّی دروازے تھے ہر دروازے کی پیشانی پر چھتے بائین لوا اگیر یان بلور کی اور اوسمین شمعین مومی
چڑھی ہوئین ہر وقت طیار رہا کرتین جب کبھی خلیفہ شب کو اوس باغ مین جاتا چارون طرف اوس بارہ دری کے روشنی کرتے اور وہ روشنی
بسبب بلندی مکان کے سارے شہر مین دکھائی دیتی اور داروغہ اوس باغ کا شیخ ابراہیم تھا بے اوسکی اجازت کے کوئی اوس باغ مین نجانے
پاتا اور نہ کوئی اون مکانون مین جو باغ سے متعلق تھے نشست برخاست کرسکتا اتفاقاً وہ داروغہ اوسوقت باغ مین تھا قریب شام کے
جب داروغہ پونہچ کنارے باغ کے تو شخصونکو دیکھا کہ مونہ پر مین دوپٹہ ڈالے ہوے بے تکلف سوے ہین اور اونکو دیکھکر داروغہ نہایت
ناخوش ہوا اور چاہا کہ اونکو تنبیہ کرے اور اس گستاخی کی سزا دے پھر نزدیک جاکر واسطے اونکے مارنے کے لکڑی اوٹھائی پھر کچھ سوچکر ہاتھ
اپنا تھام لیا اور دل مین کہنے لگا کہ بدون دریافت کرنے حال کے انکو مارنا مناسب نہین شاید کہ وہ مسافر غریب الوطن یہان کی راہ و رسم
اور خلیفہ کے حکم سے آگاہ نہون بہتر یہ ہی کہ پہلے انکا حال دریافت کرلین یہ سوچ کے پاس جاکے دوپٹہ اونکے مونہ سے اوٹھایا دیکھا کہ ایک جوان حسین
اور دوسری ایک بی بی خوبصورت پری پیکر ہی مگر دونون غافل سوتے ہین اور نورالدین کے پانونکو آہستہ سے ہلا کے بیدار کیا نورالدین نے
بیدار ہو کے ایک مرد پیر باریش سفید دیکھا کہ اوسکے پانون کیطرف کھڑا ہے دیکھتے ہی اوٹھ کے شیخ ابراہیم سے دست بوسی کی اور دعا دیکے
کہا کہ اے پدر بزرگوار کیا ارشاد ہوتا ہے شیخ ابراہیم نے پوچھا کہ اے فرزند تو کون ہے اور کہان سے آیا نورالدین نے کہا مین مسافر تازہ وارد ہون
کبھی اس شہر مین نہین آیا امیدوار ہون آج کی رات یہان رہنے کی اجازت ہو کل فجر ہوتے یہان سے چلا جاونگا شیخ ابراہیم کا غصہ بالکل
جاتا رہا اور اون دونون کے حسن و جمال کو دیکھہ نہایت ملائم ہو کر کہنے لگا کہ میان یہان تمھین اتنی تکلیف ہوگی میرے ساتھہ چلو مین بہت
اچھی جگہ رات کے رہنے کو تمھین دونگا جہان سے تمام باغ دکھائی دیتا ہی نورالدین نے کہا کیا یہ باغ آپکا ہی شیخ ابراہیم نے مسکرا کے جواب دیا ہان مین نے
اپنے باپ کے ترکے سے پایا ہی پھر داروغہ دونون کو اندر باغ کے لے گیا اور باغ کے دروازے کو اندر سے قفل لگا کے اونھین ایسی جا پر
بٹھلایا جہان سے وہ تمام باغ کی سیر کرتے تھے بعد اسکے شیخ ابراہیم اونکو اپنے ساتھہ واسطے سیر سارے باغ اور مکانون کے لیگیا اور بعد
سیر کرنے کے نورالدین نے جیب سے دو اشرفی نکالکر شیخ ابراہیم کو دین اور کہا کچھہ کھانا ہمارے واسطے آپ منگوائیے شیخ ابراہیم اشرفیونکو دیکھکر
بہت خوش ہوا اور اونکو اپنی جیب مین رکھکر خیال کیا کہ خوب ہوا کہ مینے اس شخص کے ساتھہ بدسلوکی نہین کی دو اسمین کھانا اچھا طیار ہو سکیگا
بلکہ کچھہ بچ رہیگا وہ میرے کام آویگا پھر دونونکو وہین چھوڑکر آپ کھانے کی تدبیر مین گیا اوسکے جانے کے بعد نورالدین اور حسن افروز بارہ دری
کیطرف گئے اور نیچے کی طیاری اور سامان دیکھکر چاہا کہ اوپر چڑھکے بھی دیکھین مگر دروازہ اوسکا مقفل تھا جب شیخ ابراہیم کھانا لایا نورالدین نے
اوسکی بڑی خوشامد اور تعریف کرکے کہا آپنے ازراہ مسافر نوازی کے سارے باغ کو ہمین دکھلایا مگر اس بارہ دری کو ہمنے نہین دیکھا چاہتے ہین
کہ اوسے بھی دیکھین شیخ ابراہیم نے کہا بہت اچھا پھر وہ کنجی سے بارہ دری کا دروازہ کھولا اونکو اوسمین لے گیا نورالدین اوس مکان کو
دیکھکر نہایت مسرور ہوا اور داروغہ سے کہا اگر تمھاری مرضی ہو اور اجازت ہو تو ہم دونون یہین پر تمھارے ساتھہ کھانا کھا کے
سو رہین اوسنے خیال کیا کہ اگر خلیفہ کا ارادہ ہے کہ آج شب کو باغ مین ہوتا آگے سے کوئی شخص مجھے اطلاع کرنے ضرور آتا یہ سوچکر

باطمینان تمام اپنے مہمانونکو اجازت دی کہ بہت اچھا یہین کھانا کھاکے آرام کرنا پھر شیخ ابراہیم نے وہ اسباب جو اونکے کھانے کیواسطے
لایا تھا دسترخوان پر سلیقے سے چنا نورالدین اور حسن افروز نے شیخ ابراہیم کے ساتھ ملکے کھانا کھایا بعد اوسکے ہاتھ دھو کے
نورالدین نے ایک دروازہ بارہ دری کا کھول کر حسن افروز سے کہا کہ یہان بیٹھکے سیر چاندنی کی کرکہ کیا لطف ہی پھر دونون کھڑکی سے
سیر باغ کی چاندنی مین کر رہے تھے کہ شیخ ابراہیم دسترخوان کو اوٹھاکر اون دونون مہمانونکے پاس آیا اور کہا اگر اور کسی چیز کی تمہاری رغبت
اور خواہش ہو تو کہو اوسکو بھی تمہارے واسطے لاکر حاضر کرون نورالدین نے کہا کسی طرح شراب مل سکتی ہی شیخ ابراہیم سمجھا کہ وہ شربت
چاہتا ہی یہ خیال کرکے کہا ای فرزند شربت مین لا سکتا ہون اوسکو بعد کھانا کھانے کے نہین پیتے نورالدین نے کہا تم سچ کہتے ہو لیکن مینے
شربت کی درخواست نہین کی بلکہ شراب انگوری چاہتا ہون شیخ ابراہیم نے اوسکے مطلب کو سمجھکر کہا ہمکو خدا نے اوسکے پینے اور رکھنے سے
منع کیا ہی خصوصاً مینے کہ چار بار حج بیت اللہ کا کیا ہی کبھی اوسکی شکل نہین دیکھی کہ کیسی ہوتی ہی اور نہ کبھی اوسکو اپنے ہاتھ سے چھوا نورالدین نے
کہا اگر تم چاہو تو بدون چھوے ہوے اوسکو لا سکتے ہو شیخ ابراہیم نے پوچھا ایسی کون سی تدبیر ہی نورالدین نے کہا ایک گدھا باغ کی خندق
مین بندھا ہی مین اوسکو تمہارے پاس کی دو اشرفی رومال مین باندھ اوسکے پالانمین رکھے دیتا ہون تم اوسے ہانکتے ہوے میخانہ تک لیجاؤ اور شراب
بیچنے والے کو تمہارے اشارہ کرنیکے شراب فروش اوسے لیگا اور دو سبوچے شراب کے اوس گدھے پر رکھدیگا تم اوس گدھے کو ہانک کر یہان لے آنا پھر یہان
ہم سبوچے اوتار لینگے تمکو ذرا بھی تکلیف کرنی نہوگی شیخ ابراہیم اس بات کو سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہ تدبیر بہت خوب ہی کہ اسمین تمہارا کام بھی ہوجائیگا
اور مین اوسکے دیکھنے اور چھونے سے محفوظ رہونگا شیخ ابراہیم نے ویسا ہی کیا جلدی سے شراب کو گدھے پر لے آیا مگر جلدی مین باغ کا دروازہ
بند کرنا بھول گیا اور اسی طرح کھلا ہوا رہنے دیا غرض جب بارہ دری کے نزدیک پہنچا نورالدین دونون سبوچونکو کہ شراب نفیس سے بھرے ہوے
تھے اوٹھاکے اندر لیگیا اور بہت شکر گذار شیخ ابراہیم کا ہوا اور کہا کہ آپنے ہمارے واسطے بڑی تکلیف اوٹھائی اب ایک امر اور باقی ہی
شیخ ابراہیم نے پوچھا وہ کیا ہی نورالدین نے کہا کہ گلاس اور کچھ میوے نقل کیواسطے چاہیین شیخ ابراہیم نے ایک دسترخوان پر تکلف لاکے بچھایا اور
دو تھالیان قسم قسم کی ظروف چینی تازے میووں کی اوسپر رکھکے کہا اور جو کچھ کہ تمکو درکار ہو لا دیا جائے نورالدین نے کہا اب کچھ نہین چاہیے پھر
شیخ ابراہیم وہان سے ہٹ گئے اور مکانمین کہ متصل بارہ دری کے تھا اس خوف سے جا بیٹھا کہ کہین مجھے بھی اپنے ساتھ شریک نکرین نورالدین اور حسن افروز نے
پینا شراب کا شروع کر دیا جب وہ دونون سرور مین آئے نورالدین نے حسن افروز سے کہا ہم اس دنیا مین بڑے صاحب نصیب ہین کہ بعد اس مصیبت کے بھی ہمکو
خدا نے ایسی اچھی جگہ عنایت کی اور اسباب خوشی کے دیے پھر اور زیادہ سرور مین آکے دونون گانے لگے شیخ اونکے گانے کو سنکر نہایت
محظوظ ہوا اور دریچہ سے اون دونون کو دیکھنا شروع کیا اتنے مین نورالدین نے اوسے دیکھکر کہا ای شیخ ابراہیم تم بہت اچھے آدمی ہو میری زبان
نہین کہ تمہاری تعریف بیان کرون کیا خوب ہو کہ اگر تم بھی شریک جلسے کے ہو کر ہمین زیادہ ممنون اپنا کرو شیخ ابراہیم نے مسکراکے جواب دیا
کہ مین یون ہی تم دونون کو دیکھکے خوش و رشاد ہوتا ہون یہ کہکے پھر غائب ہو گیا حسن افروز نے نورالدین سے کہا اگر تمہاری مرضی ہو تو مین شیخ ابراہیم
کو شراب پلاؤن اوس نے کہا اس سے کیا بہتر ہی کہ وہ بھی ہمارا شریک ہو لطف اس صحبت کا اوٹھائے حسن افروز نے کہا تم اوسکو بلاکے اپنے پاس بٹھلاؤ
بعد تھوڑی دیر کے پیالہ شراب کا اوسکی تواضع کرو اگر پی لے تو واہ واہ اور اگر انکار کرے تو اوس گلاس کو تم پی کے پلنگ پر لیٹ جاؤ بہانہ سے سو جاؤ

پھر دیکھو تو مین کچھ نہ پی سے شراب پلاتی ہون نور الدین نے کہا بہت اچھا یہ کہکے شیخ ابراہیم کو پکارا شیخ ابراہیم ہنوز نیچے بیٹھا تھا کہ پھر آیا نور الدین نے
کہا صاحب ہم تمہین تکلیف پینے کی نہین دینگے تم ذرا ہمارے ساتھ آکے بیٹھو شیخ ابراہیم نور الدین کی خاطر سے آکر زینے کے پاس فرش پر
بیٹھ گیا نور الدین نے کہا یہ تو بہت نامناسب ہی کہ تم ہمارے بزرگ ہوکے ہمسے نیچے بیٹھو یہ امر ہمکو گوارا نہین وہان سے اوٹھکر ہمارے برابر
ہم پہلو اس بی بی کے بیٹھیے وہ تمہارے بیٹھنے سے نہایت خوش ہوگی شیخ ابراہیم دلمین باغ باغ ہوا کہ ایسی پری پیکر کے پاس بیٹھنا
کب کسیکو میسر ہی مگر بظاہر ذرا ناک بھون چڑھا کر حسن افروز کیطرف بیٹھ گیا پھر نور الدین نے حسن افروز کو اشارہ گانے کا کیا وہ ایسا گائی کہ
شیخ ابراہیم کو حال آگیا جب حسن افروز گا چکی نور الدین نے پیالی بھر کے شیخ ابراہیم کو تواضع کی اور کہا کہ واسطے صحبت ہم دونو کے اسکو پیو شیخ ابراہیم
نے کہا اس سے معاف رکھو اسکا سبب تمسے مین بیان کر چکا ہون پھر نور الدین نے زیادہ تکرار نکی اوسے آپ پی گیا حسن افروز نے ایک سیب اوٹھا کر
دو ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا شیخ ابراہیم کو دے کے کہا اگر ہمارے شریک پینے کے نہین ہو تو بھلا سیب کے کھانے مین کچھ گناہ نہین ہی
شریک ہو شیخ ابراہیم اوس پری پیکر کے ہاتھ سے سیب کے لینے کا انکار نکر سکا اور اوسے لیکر نوش کیا پھر حسن افروز گانے لگی نور الدین نے اسی اثنا مین
لیٹ کے بظاہر بہانے سے سونے لگا حسن افروز نے نور الدین کیطرف اشارہ کرکے شیخ ابراہیم سے کہا دیکھو صاحب انکی عجب عادت ہی کہ جب کبھی ایک
یا دو گلاس شراب کے پیتے ہین مجھے تنہا چھوڑ کر الگ جا کے سو رہتے ہین تم ذرا مہربانی کی راہ سے میرے ساتھ بیٹھے رہو جبتک کہ یہ جاگین تھوڑی دیر کے
بعد حسن افروز نے شیخ کو سحر آمیز باتون سے اپنا رام کر لیا اور جانا کہ اب وہ انکار نکریگا اور نشے مین حسن اور گانے کے خوب بیہوش ہو چکا ہی
کمال ناز و انداز سے ہاتھ بڑھا کے گلاس شراب کا اوسے دیا اور مسکرا کے کہا کہ اسکا گناہ مجھپر شیخ تجھے میرے سر کی قسم اسکو پی اور دیکھ اسمین کیا لطف
اور مزا ہی شیخ ابراہیم کہ آگے سے اوسکے ناز و ادا اور گانے پر محو اور از خود رفتہ ہو رہا تھا بظاہر تھوڑا سا عذر کرکے ہاتھ مین گلاس
لے پی گیا اور وہ آدھا سیب جو باقی تھا اوٹھا کر اوسے بھی نوش کیا پھر حسن افروز نے دوسرا پیالہ شراب کا اوسے اور دیا تو اوسنے اوسکو بھی پی لیا
اور اسیطرح چار پیالے پے در پے اوسکے ہاتھ سے پیے پھر نور الدین کہ بہانہ کیے سوتا تھا اوٹھکے اپنی جگہ مین آ بیٹھا اور اوس پیر کو دیکھا کہ نشے
مین شراب کے ہنس رہا ہی پھر اوسنے شیخ ابراہیم سے کہا تم تو کہتے تھے مین شراب کبھی نچھوونگا اب کیونکر تمنے اسکو پیا اوسنے کہا اس بی بی کی خاطر سے
پی جب اسکا گناہ مجھپر ہی پھر تو شیخ مزے مین آکے اپنے ہاتھ سے گلاس بھر بھر کے پینے لگا اور خوب نشے مین سرشار ہوا اور تینون
شخص آدھی رات تک شراب بیٹھے پیا کیے حسن افروز نے شیخ ابراہیم سے کہا یہان تاریکی بہت ہی اگر کہو تو کچھ شمعین روشن کر دیجائین شیخ ابراہیم
نشے مین چور تھا بولا بہت اچھا تمہی روشن کرو مگر خبردار پانچ چار شمع سے زیادہ نجلانا حسن افروز نے اوٹھکر سب شمعونکو کہ قریب اوسکے گرد بارہ دری کے
تھین روشن کر دین بعد اسکے نور الدین نے شیخ سے کہ حسن افروز کی باتون مین محو تھا پوچھا اگر کہو تو وہ شمعین بھی جو دیوار گیرون مین کہ در و دیوار پر
لگی ہین روشن کیجاوین کہ باہر کیطرف روشنی ہو شیخ ابراہیم نے اوسے بھی اجازت دی کہ تین چار سے زیادہ نہ جلانا نور الدین نے ایک
سرے سے دوسرے سرے تک بالکل سب شمعین روشن کر دین شیخ ابراہیم نشے مین حسن افروز کی باتون مین ایسا مشغول تھا کہ اوسے
کچھ نیک و بد کا خیال نرہا ہارون رشید نے ہنوز آرام نہین کیا تھا اور اپنے محل مین کہ لب دریا تھا فقط بیٹھنے کا قصد کیا
کہ یکایک نظر اوسکی اوس روشنی پر پڑی جو بارہ دری مین نور الدین اور حسن افروز نے با اجازت شیخ ابراہیم کے کی تھی نہایت متحیر ہوا اور

وزیر جعفر سے بلا کر پوچھا کہ کیسی روشنی ہی ظاہراً باغ کی بارہ دری مین کسی نے شمعین روشن کین ہین پہلی اس روشنی کو دیکھہ متحیر ہوا اگر اوسوقت
بات بنا کر بادشاہ سے عرض کیا کہ شیخ ابراہیم داروغۂ باغ سلطانی نے آگے منت مانی تھی کہ بعد بر آنے میری مراد کے روشنی در صلحا کی
ضیافت کرونگا شاید اوسنے روشنی کی ہو بادشاہ نے اوسکی بات کو باور نکر کے واسطے دریافت کرنے حال روشنی کے اپنی پوشاک اوتاری
اور شہریونکی طرح کے کپڑے پہن وزیر اور مسرور سردار خواجہ سراؤنکو اپنے ساتھہ لے اوس باغ کی طرف روانہ ہوا جب کوچے شہر کے
طی کرکے متصل باغ کے پونہچا دروازہ باغ کا کھلا ہوا پایا زیادہ تر متعجب ہوا آخر شیخ ابراہیم کی غفلت پر حمل کرکے وزیر سے پوچھا اسوقت
باغ کا دروازہ کیون کھلا ہی اوسنے ڈر کے جواب دیا کہ غلام کو کچھہ سبب اسکا معلوم نہین پھر خلیفہ اندر باغ کے گیا وزیر اور مسرور کو ایک جگہہ مین
بٹھا خود آپ آہستہ بارہ دری کے نیچے ہوا تا جا کر دیکھے کہ وہان کون ہی اور کسنے اوسمین روشنی کی پھر وہ آہستہ آہستہ بارہ دری تک پہونچ کے
اوپر زینے کے چڑھگیا اور دروازے سے آڑ مین کھڑے ہو کر دیکھا کہ اوس بارہ دری مین ایک بی بی نہایت حسین اور ایک جوان شکیل دونون بیٹھے ہین
اور شیخ ابراہیم گلاس شراب کا اوس بی بی کو دیکر کہتا ہی کہ اے نازنین بی بی مینے تمہارا اچھی طرح سے گانا بجانا نہین سنا کچھہ اسوقت گاؤ
اور بجاؤ پھر مین بھی اپنا گانا سناؤنگا یہ کہکے شیخ ابراہیم گانے لگا خلیفہ یہ حال دیکھکر نہایت حیران ہوا اور اپنے دل مین سوچا کہ
شیخ ابراہیم تو نہایت متقی اور پرہیزگار تھا اسپر کیا بلا نازل ہوئی کہ شراب کے نشے مین مخمور اور گا رہا ہی بادشاہ نے وزیر کو اشارے سے بلا کر
چپکے سے پوچھا دیکھہ یہ کون لوگ ہین اور شیخ ابراہیم کا کیا حال ہی وزیر نے ڈرتے ڈرتے دبے پیر آگے دیکھا کہ وہ تینون نہایت دلجمعی سے
مے نوشی مین مشغول ہین پھر وہان سے اوتر بادشاہ سے آگے عرض کیا کہ غلام اون دونون بی بی اور جوان کو نہین پہچانتا اور شیخ ابراہیم کو باوجود
پیری اور پرہیزگاری کے کیا ہو گیا غلام سخت حیران ہی کچھہ عرض نہین کر سکتا بادشاہ نے وزیر سے کہا اگر اس بی بی نے کچھہ اچھا گایا تو
مین کچھہ نکہونگا والا مین تمہینکو ایسی سزا دونگا کہ اورونکو عبرت ہو یہ کہکے وزیر سے کہا تو بھی میرے ساتھہ سن پھر دروازے کے پاس
چھپ کے وہ دونون سننے لگے شیخ ابراہیم نے بی بی سے فرمایش کی اور کہا کہ کچھہ ایسا گاؤ کہ مین جسے سنکر نہایت خوش ہون
اوسنے کہا اگر کوئی ساز قسم بانسلی وغیرہ سے ہوتا تو تم اوسکو سنکر البتہ محظوظ ہوتے اگر کہین مل سکے تو لاؤ شیخ ابراہیم نے کہا تم بانسلی بجانا
جانتی ہو اوسنے کہا البتہ کچھہ بجانا جانتی ہون اوسکو سنوگے تو معلوم کروگے شیخ ابراہیم فی الفور ایک حجرہ کھولکر بانسلی نکال لایا حسن افروز
نے اوسے لے کے بجانا شروع کیا خلیفہ نے سنتے ہی وزیر سے کہا سبحان اللہ یہ بی بی کیا خوب بانسلی بجاتی ہی مینے اسکا قصور معاف
کیا اور اوسکے سبب سے انہی ان کا بھی قصور بخشا مگر غفلت پر تجھے مقرر پھانسی دونگا وزیر نے کہا کاشکے وہ برا بجاتی بادشاہ نے کہا یہ
دعا کیون مانگتا ہی اوسنے کہا اگر وہ برا بجاتی تو مقرر وہ دونون جانسے مارے جاتے تو اونکے ساتھہ مارا جانا خالی لطف سے تھا بادشاہ اس
لطیفے سے نہایت خوش ہوا حسن افروز نے عجیب و غریب طرح سے ایسا نئی کو بجایا کہ خلیفہ نے کہا یہ بی بی اس فن مین کامل اور استاد بیجوڑ
اوس بانسلی کی آواز کے ساتھہ گانے لگی بادشاہ اوسکے بجانے پر اگرچہ ایک حصہ محو تھا اوسکی اوسے ہزار درجے محو ہوا اور بے اختیار واہ واہ اور سبحان اللہ
کہنے لگا وہانسے اوتر باغ کے ایک گوشے مین جا کے وزیر سے کہا نہ مینے آج تک ایسا گانا سنا اور نہ ایسی نی کا بجانا اسحاق کہ اس فن مین
جگت استاد ہی اس بی بی کے سامنے طفل مکتب ادنی رہیگا استعدادی خلیفہ کی از بس علم موسیقی مین دخل رکھتا تھا او مقامات راگ کے خوب سمجھتا اور بوجھتا

وزیر سے کہنے لگا مین چاہتا ہون کسی طرح سے اندر جا کے پہر اوسکا گانا بجانا سنون کہ دل تڑپ رہا ہی مگر کوئی راہ خیال مین نہین گذرتی کہ بے تکلفی سے اوسکو سنون وزیر نے کہا خداوندا اگر حضور اندر جائینگے تو شیخ ابراہیم پہچان کر خوف سے مرجائیگا اور یہ دونون عورت مرد بھی حضور کے رعب مین آکے گانا بجانا بھول جائینگے پہر لطف حضور کے سننے کا نرہیگا بادشاہ نے کہا مین نہین چاہتا ہون کہ اوس مرد پیر کو میرے سبب سے کسی طرح کا صدمہ پہونچے جسنے اتنے برس میری خدمت کی اور یہ دونون شخص بھی بے لطف ہوجائین تو یہ بہی منظور نہین کہ میرے ساتہ آنے سے اونکا ..... خلیفہ اسی خیال مین تہا کہ کوئی سبب اور ذریعہ اندر جانے کا ہاتہ لگے اتفاقاً ایک ماہی گیر کو دیکہا کہ اوسنے اوس رات کو دروازہ باغ کا کہلا ہوا پاکے پانچ چار مچھلیاں نہر سے باغ کے جو نکر سنی وہان کاٹ کر لائے تہے پکڑی ہین خلیفہ نے اوسکے پاس جا کر دو مچھلیاں بڑی بڑی چن کے لے لین ماہی گیر بادشاہ کو باوجودیکہ بھیس بدلے ہوے تہا دیکہکر کانپنے لگا اور قدمون پر خلیفہ کے گر پڑا بادشاہ نے کہا ڈر نہین اپنے کپڑے مجہے اوتار دے اور میرے کپڑے پہن کر اپنے گہر کو چپکے چلا جا اوسنے اس امر کو غنیمت جانکے اپنے کپڑے اوتار دیے اور بادشاہ کے کپڑے پہن اپنے گہر کو چلا گیا خلیفہ اوسکے کپڑے پہن اور دونون مچھلیون کو ہاتہ مین لیکے پہلے وزیر اور سرور کے پاس کہڑا ہوا وزیر نے اوسے مطلق نہ پہچانا سمجہا کہ کوئی ماہی گیر ہی کہ انعام لینے آیا ہی اوس لگیر مین اوسسے جہڑک کر کہا دور ہو یہان سے چلا جا بادشاہ کہلکہلا کر ہنس پڑا اور وزیر بادشاہ کو پہچانکر ڈر گیا اور ہاتہ باندہکے عرض کیا کہ غلام کا قصور معاف ہو غلام نے نہین پہچانا کہ خداوند ماہی گیر کے بہیس مین آکر کہڑے ہوے ہین اور غلام پر موقوف نہین کوئی حضور کو اس بہیس مین نہ پہچان سکیگا اب بے تکلف بارہ دری مین جا اور گانا سنیے خلیفہ پہر اوسیطرح سے مچھلیان ہاتہ مین لیے ہوے بارہ دری کے دروازے کے پاس کہڑا ہوا اور دروازے کو کہٹکہٹایا نورالدین کہ سب سے پہلے آواز اوسکی سنی تہی شیخ ابراہیم سے کہا شیخ ابراہیم نے پوچہا کون ہی خلیفہ نے پٹ دروازے کا کہول کر ایک پانون آگے بڑہایا تاکہ پہچانا نجاوے اور کہا مین کریم ماہی فروش ہون مینے سنا تہا کہ آج کی رات تمنے اپنے دوستونکی دعوت کی ہی اور اچھے اچھے کہانے پکوائے ہین اسوقت دو مچھلیاں نہایت نفیس اور خوب پکڑ کے آپکی حضور مین لایا ہون اگر درکار ہو تو حاضر ہین نورالدین اور حسن افروز مچھلی کا نام سنکے نہایت خوش ہوے حسن افروز نے شیخ ابراہیم سے کہا اسے اندر بلالو تو ہم اسکی مچھلیان دیکہین کہ کیسی اور کس جنس کی ہین شیخ ابراہیم نے کہ بہت شراب پی جانے سے نشے مین سرشار تہا مونہ اپنا دروازے کی طرف پہیرا اور بادشاہ کو ماہی گیر سمجہکر کہا آو میر اس کے چور اندر آو تا مین بہی دیکہون خلیفہ بے تامل مچھلیان لیے ہوے اندر بارہ دری کے گیا حسن افروز نے اونہین دیکہکے کہا کہ یہ بہت اچہی مچھلیان ہین انکو مول لیکر جلدی طیار کرو شیخ ابراہیم نے خلیفہ سے کہ جسے کریم ماہی گیر جانتا تہا کہا اے کریم جلد ان مچھلیون کو صاف کر کے ہمارے باورچیخانے مین لیجا وہان سب مصالح جو تجہے درکار ہو موجود ہی لیجا اور جلدی بہون کر کے حاضر کر ماہی گیر نے کہا بہت خوب یہ کہکر وہ نیچے بارہ دری کے آیا اور وزیر جعفر سے کہا اسکو صاف کر کے جلد ہی طیار کر لا وزیر نے کہا بہت اچہا بے مجہے بہی بڑا سلیقہ ہی اکثر مینے اپنے ہاتہ سے مچھلی پکائی اور کباب اوسکے بہونے ہین پہر خلیفہ وزیر اور سرور تینون نے شیخ ابراہیم کے باورچیخانے مین جا مصالح اور روغن جو کچہہ درکار تہا لے کر مچھلیونکو صاف کیا اور ماہی تو بریچہ بہونا اور کچہہ کباب لگائے پہر خلیفہ ایک قاب مین اوسکو رکہکر بارہ دری مین لے گیا اور اونکے آگے وہ رکہہ کے ایک لیمو بہی رکہدیا کہ جسکو ذوق ترشی سے ہو لیمو کا ٹکڑا اوسکی ترشی سے کہاوے

پھر اون تینون آدمیون نے اوس مچھلی کو کھایا اور پسند کیا خصوصاً نورالدین اور حسن افروز نے اور نورالدین نے ماہی گیر سے کہ وہ مین حاضر تھا کہا
تو نے ایسی خوب مچھلی پکائی ہے کہ مینے کبھی ایسی خوش ذائقے کی مچھلی نہین کھائی پھر اوسنے اپنی بغل سے تھیلی اشرفیونکی جو بنجر نے وقت رخصت
دی تھی اور چوبیس اشرفیان اوسمین سے باقی تھین سب کی سب خلیفہ کو دین اور کہا کہ اگر میرے پاس اور ہوتین تو تجھے دیتا اور اگر
تو میری فراغت کی حالت مین آتا تو اسقدر دیتا کہ تمام عمر کو مستغنی ہو جاتا بہرکیف اس حالت مین کہ مین ہون اس تھوڑے کو بہت جان
خلیفہ نے اوس تھیلی کو نورالدین کے ہاتھ سے لیکر دیکھا تو چوبیس اشرفیان ہین اوسکا شکر بجا لا کے کہا کہ مینے ایسا سخی جوان مرد
نہین دیکھا خدا آپ کو سلامت رکھے مگر میری ایک تمنا ہے نورالدین نے کہا وہ کیا خلیفہ نے کہا مینے یہان ایک بانسلی رکھی ہوئی دیکھی ہے
اوس سے قیاس کرتا ہون کہ شاید یہ بی بی اوسکو بجا جانتی ہو جو مجھے اسکے سننے کا بڑا شوق ہے اگر آپ فرمائیے تو اوسے وہ ذرا بجاوے تا مین
سنکے تمھین دعا دے چلا جاؤن نورالدین نے حسن افروز سے کہا ذرا تو بانسلی بجا کر اس ماہی گیر کو سنا دے بھلا یہ بھی کیا یاد کریگا حسن افروز نے تھوڑی سی
شراب پی اور اوسپر گزک کباب ماہی کی تناول کر کے نہایت مزے مین تھی بانسلی اوٹھا کر بجانے اور آواز ملا کر گانے لگی پھر ایسا گائی کہ
دونونکی آواز مین فرق معلوم نہین ہوتا تھا خلیفہ نے سنکے نہایت عش عش اور وجد کیا پھر اوسنے فقط بانسلی بجائی وہ سنکے بھی خلیفہ
ایسا مسرور اور مست ہوا کہ عالم بے اختیاری مین کہنے لگا سبحان اللہ کیا آواز ہے اور کیا ہاتھ اور کیا حلق اور کیا کمال بجانے کا نہ تو ایسا
کوئی گانے والا اور نہ ایسا کوئی بجانے والا جہان مین ہوگا اور نہ کسی کی سماعت مین ایسا گانا بجانا آیا نورالدین نے موافق اپنے معمول کے
کہ جو کوئی اوسکی چیز کی تعریف کرتا فی الفور وہی کو وہ چیز بخش دیتا کہا اے ماہی گیر مجھے معلوم ہوا کہ تو گانا بجانا خوب سمجھتا ہے مینے اسکو تجھے دے ڈالا
اور اوٹھکے اپنی قبا کہ اوتار رکھی تھی پہن لی اور خلیفہ سے جسکو وہ ماہی گیر سمجھا تھا رخصت ہوے اور کہا اسکو یعنی حسن افروز کو اچھی طرح جیسے کہ اوسنے رکھیو ہان
چلدیا حسن افروز اوسکی اس سخاوت کو دیکھکر نہایت حیران ہوئی کہ جس شخص نے ذرا تعریف کرنے پر اپنی معشوقہ کو اس حال غربت اور
تنہائی مین ایک ماہی گیر کو دیدیا اوسکے آگے دولت ہفت اقلیم کی کیا چیز ہے اپنی آنکھون مین آنسو بھر لا کے کہا صاحب تم کہان جاؤ ذرا بیٹھے
میرا گانا بجانا کہ آخری ہے سنو وہ اوسکے کہنے سے بیٹھ گیا پھر حسن افروز نے بانسلی ہاتھ مین لیکے اور اوسکی طرف مونہ کر کے وہ اشعار کہ اوسنے
اوسکی بیوفائی اور فراق مین بنائے تھے گانا شروع کیا اور چاہتی تھی کہ کچھ متاثر ہوتا پھر مجھے ماہی گیر سے لے جب گا بجا چکی
تب بانسلی رکھکے رومال اپنے مونہ اور آنکھون پر رکھ لیا تا کہ اوسکا رونا معلوم نہو نورالدین نے اوسکے رونے پر کچھ خیال نکیا اور چپکا بیٹھا رہا
خلیفہ اس سب معاملے اور حالات کو دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور نورالدین سے کہا صاحب مجھے معلوم ہوا کہ حسن افروز تمھاری کنیز ہے اور تم اوسکے آقا
نورالدین نے کہا کہ ہم جو کچھ کہ تو نے کہا سچ ہے اور تو اتنے امر کو دیکھکر متعجب ہے اگر تو سارا قصہ کہ جو سب مجھپر گذرا ہے سنے تو اور بھی زیادہ متحیر ہو
خلیفہ نے کہا صاحب نہایت ممنون اور شکر گذار کرو جو مجھے اسکے حال سے مطلع فرماؤ نورالدین نے انکار ماہی گیر کے کہنے سے سب
سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا خلیفہ نے سب حال سنکر اوس سے کہا اب تم کدھر جانیکا ارادہ رکھتے ہو نورالدین نے کہا جہان خدا لیجاے
ماہی گیر نے کہا اگر مجھپر تمھین اعتماد ہو تو تم کہین نجاؤ بصرہ کو پھر جاؤ اور مین ایک مختصر خط لکھ دیتا ہون تم زینبی بادشاہ کو میری طرف سے دیجیو
وہ بعد پڑھنے اوس خط کے تمپر نہایت مہربانی اور شفقت کریگا اور پھر کوئی تمسے کسی طرح کی کاوش اور خلش نکر سکیگا اور وہ تخت سے

اوترکر تجھے تخت پر بٹھائے گا اور اپنا تاج بادشاہت کا تیرے سر پر رکھے گا نورالدین ماہی گیر کی اون باتون پر بہت ہنسا اور کہا کجا ماہی گیر
اور کجا زینبی بادشاہ بانسرے کا جو کچھ کہ کہا تونے کچھ قیاس مین نہین آتا خلیفہ نے کہا ظاہر مین ایسا ہی کہ تو مجھے ماہی گیر سمجھکر کہتا ہے
لیکن لڑکائی مین ہم اور وہ ایک کتب مین ایک اُستاد سے لکھے پڑھے ہین اور میرے اوسکے اوسوقت سے اسدم تک عاشق و معشوق سے زیادہ دوستی
اور الفت ہی کئی بار اونسنے مجھے بلوا بھیجا اور کہا کہ ہم تمہارے ملک کی بادشاہی کرین یا تو میرا وزیر اعظم ہو مینے اوس سے قبول نکیا اور اپنی قسمت پر
راضی اور شاکر رہا لیکن کئی آدمیون کی کہ مینے سپارش کی تھی فی الفور اونکے ساتھہ زیادہ اوس سے کہ مینے لکھا تھا بسلوک اور مہربانی
پیش آیا نورالدین یہ سنکر ماہی گیر سے راضی ہوا پھر خلیفہ نے کاغذ و قلم وغیرہ کہ اوس بارہ دری مین سب اسباب لکھنے کا موجود تھا لیکر پہلے
پیشانی خط پر باریک حرفون مین نام خدا کا بطور طغرے کے کہ وہی نشان خط خلیفہ کا تھا لکھا اوسکے بعد یون تحریر کیا کہ خلیفہ ہارون رشید
کیطرف سے بادشاہ بانسرہ کو معلوم ہو **عنوان خط کا** ہارون رشید خلف مہدی کا بھیجا ہے اس خط کو محمد زینبی اپنے بنی عم کے
پاس بمجرد پڑھنے اس خط کے نورالدین خلف خاقان وزیر اعظم کو جسے مینے یہ خط دیا ہے تخت سلطنت پر بٹھانا اور آپ اوس سے اوتر تاج شاہی
کا اوسکے سر پر رکھنا اس حکم کی تعمیل مین سر مو فرق اور اہمال نہو پھر خلیفہ نے اوس خط کو تہ کر کے اپنی مہر اوسپر کی اور اوسکے مضمون سے
نورالدین کو آگاہ نکیا تھیلی مین ڈال کے اوسے دیا کہ جہاز وہان تک جانے کا طیار ہوگا اسی وقت اوسپر چڑھ کے اپنے تئین جلد بانسرے کو
پونہچا نورالدین خط کو لے اور اوس سے رخصت ہو روانہ ہوا حسن افروز اوسکی ہمراہی کے واسطے روتی ہوئی دروازے تک گئی اور اوسکو
رخصت کر ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی پھر اپنی جگہ پر آبیٹھی شیخ ابراہیم چپکے چپکے نشے مین سب باتین سنتا تھا جب نورالدین وہانسے
چلا گیا تب اوسنے خلیفہ کیطرف جسکو کریم ماہی گیر جانتا تھا دیکھکر کہا کہ تو یہان دو مچھلیون سے زیادہ نہین لایا جنکی قیمت دو چار پیسے
سے زیادہ نہین اور عوض اوسکے ایک تھیلی اشرفیون کی اور ایک لونڈی خوبصورت پائی تو یہ خیال کرتا ہوگا کہ تو ان دونون کو لیکے
گھر لیجاوے سو بخیر ہی آدھی لونڈی میری ہی اور آدھی تیری اور تھیلی لا مجھے دے اگر اوسمین چاندی کے درہم ہین تو ایک اوسمین سے
تجھے دونگا اور باقی سب مین لونگا اور اگر سونے کی اشرفیان ہین تو اون سب کو مین لیکر کچھ پیسے تجکو اپنے پاس سے دیدونگا
جب خلیفہ نے پیشتر مچھلیون کو بھون کر بارہ دری مین قصد جانیکا کیا تھا تو اوسنے وزیر جعفر کو فرمایا تھا کہ جلدی محل مین جاکر ایک جوڑا
میری پوشاک کا اور چار پانچ خدمتگار اپنے ساتھ کے لا یہان ٹھہرا رہ جسوقت مین بارہ دری کی کھڑکی کے دروازے پر ہاتھ مارون اوسکی آواز
سنتے ہی فی الفور تو میری پوشاک اور سب خدمتگارون سمیت بارہ دری مین حاضر ہو چنانچہ وزیر موجب حکم خلیفہ کے محل سے پوشاک و
خدمتگارونکو لیکے آکر بارہ دری کے زینے کے پاس لگا ہوا منتظر آواز دروازے کے بیٹھا رہا تھا اب سے پھر قصہ خلیفہ اور شیخ ابراہیم کا کہا جاتا ہے
خلیفہ یعنی ماہی گیر نے شیخ ابراہیم کو جواب دیا کہ مجھے تھیلی کا حال معلوم نہین ہی کہ اوسمین اشرفی ہین یا روپے بہر کیف جو اوسمین ہوگا
آدھون آدھ ہم تم خوشی سے بانٹ لینگے مگر لونڈی کو مین بے شرکت غیر کے اپنے گھر لیجاؤنگا اسمین تم خوش ہو یا ناخوش شیخ ابراہیم
اس جرأت اور گستاخی پر ماہی گیر کے بہت غصے ہوکے اوٹھا برا کہنے لگا اور ایک رکابی چینی کی دسترخوان سے اوٹھا کھینچ ماہی گیر کے سر پر
ماری خلیفہ نے اپنے سر کو سرکا لیا اور رکابی دیوار سے لگکر سیکڑون ٹکڑے ہوگئی شیخ ابراہیم اوس رکابی کے نکلنے سے ماہی گیر کے سر پر

زیادہ خفا ہوا ایک شمع کو بارہ دری سے باہر نکالا اور سپاہیون نے کریم ماہی گیر کے لکڑی تلاش کرنے لگا اتنے مین خلیفہ نے نیچے کی راہ سے بارہ دری مین آکر ہاتھ ایک دروازے پر مارا اوسکے سنتے ہی جعفر مسرور اور چارون خدمتگار دوڑ کے بارہ دری کے اندر جا ہوے خلیفہ نے لباس کریم ماہی گیر کا بدن سے اوتارا اور لباس شاہی پہنا پھر تخت پر جو اوس بارہ دری مین رہا کرتا تھا بیٹھ گیا داہنی طرف وزیر بائین طرف مسرور اور پیچھے تخت کے چارون خدمتگار دست بستہ کھڑے ہوگئے اتنے مین شیخ ابراہیم ڈھونڈھکر ایک ٹوٹی سی لکڑی ہاتھ مین لیے ہوے سپاہیون نے ماہی گیر کے بارہ دری مین آیا اور ادھر اودھر اوسکو ڈھونڈھنے لگا یکایک نظر اوسکی خلیفہ پر پڑی کہ تخت پر لباس شاہی پہنے ہوے بیٹھا ہے وزیر مسرور اور خدمتگار دست بستہ بائین کھڑے ہین حیران ہوا کہ الٰہی مین خواب دیکھتا ہون یا جاگتا خلیفہ نے اوسکا اضطرار دیکھکر کہا شیخ ابراہیم تو کسے ڈھونڈھتا ہے شیخ ابراہیم کہ خلیفہ کو کریم ماہی گیر سمجھے ہوے تھا اوسکے قدمون پر گر پڑا اور اپنا مونہ اور داڑھی زمین پر ملکر کہنے لگا کہ ای خداوند تمہارا غلام تقصیروار اور امیدوار عفو اور رحم کا ہے اتنے مین خلیفہ نے تخت سے اوتر کر فرمایا کہ مینے تجھے بخشا اور قصور تیرا معاف کیا حسن افروز کی اس حال کو دیکھکر تسلی ہوئی اور سمجھی کہ یہ باغ اور بارہ دری اس بادشاہ کی ہے جسنے اپنے تئین بھیس مین ماہی گیر کے ظاہر کیا تھا اور شیخ ابراہیم کی نہین اوسنے دروغ کہا تھا کہ یہ بارہ دری وغیرہ سب میری ہے خلیفہ نے حسن افروز سے کہا میرے ساتھ چل اور تونے مجھے دریافت کیا ہوگا کہ مین کون ہون مینے کسیکو مثل نورالدین کے جوانمرد نہین پایا کہ تجھ ایسی معشوقہ کو ایک بات پر مجھے دے ڈالا اور مینے اوسکو بادشاہ بصرے کا کرکے بھیجا ہے بعد اسکے کہ اوسکا بندوبست اور تسلط وہان قرار واقعی ہو جائے تجکو بھی اوسکے پاس بھیجدونگا جب تک میرے محل مین چلکر ایک مکان مین توقف کر حسن افروز نہایت مسرور اور مطمئن ہوئی اور اوسے یقین ہوا کہ اب نورالدین رتبہ سلطنت کو پہنچے گا پھر خلیفہ نے اوسے اپنے ساتھ محل مین لیجا کے زبیدہ خاتون کو سپرد کیا کہ اسے بہت اچھی طرح رکھنا یہ بی بی صاحب جمال امانت نورالدین کی ہے اب یہان سے نورالدین کا حال سننا چاہیے کہ وہ خط ماہی گیر کا کہ درحقیقت وہ خط خلیفہ ہارون رشید کا تھا لیکر بادشاہ بصرے کو پہنچا وہان اپنے رستے مین اور نہ کسی قریہ کو پایا سیدھا دربار بادشاہی مین چلا گیا اوس وقت بادشاہ عدالت گھر مین خلق کا انصاف کر رہا تھا کہ وہ بھی پہنچا نزدیک بادشاہ کے پہنچا اور خط کو اوسے دیا اوسنے خط کو لیکے تین بار چوما اور چاہا کہ تخت سے اوتر کر تعمیل احکام مندرجہ خط کی کرے اتنے مین سوی وزیر کہ دشمن نورالدین کا تھا حاضر ہوا بادشاہ نے اوس خط کو اوسے دیا وہ اوسکو پڑھکے نہایت مضطر ہوا پھر مکر سے اوس خط کو روشنی کی طرف لیجا پڑھنے لگا اور وہان لیجا کے پیشانی خط کو جسمین نام خدا اور نشان خط خلیفہ کا تھا کترکے نگل گیا اور پھر بادشاہ کو آکر خط دیا اور کہا کہ حضور کا ارادہ کیا ہے بادشاہ نے کہا موافق اوسکے مضمون کے عمل کرنا ضرور ہے سوی نے کہا یہ خط جعلی معلوم ہوتا ہے اور اگر بالفرض خلیفہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اوسنے میری اور آپکی نالش خلیفہ کی حضور مین کی ہوگی خلیفہ نے اوسکی سپارش مین لکھا ہوگا اور کچھ تعرض نہوگا کہ جو اوسمین لکھا ہے سب عمل کیا جائے جو مینے عرض کیا ہے اوسکو آپ سچ جانیے اور کچھ دلمین پیش نکیجیے خدا نخواستہ اگر کچھ قباحت عائد ہوگی اوسکا ذمہ میرا ہے زینبی موافق کہنے وزیر کے عمل کرکے نورالدین کو سوی کے حوالے کیا سوی نے کہ اوسکے خون کا پیاسا تھا اپنے گھر لیجا خوب زدوکوب کی کہ قریب بیہوشی کے ہوگیا بعد اوسکے ایک تنگ و تاریک اور متعفن جگہ مین قید کیا اور موکلون کو اوسپر مقرر کرکے کہا کہ

سوا روٹی اور پانی ایک وقت کے اور کچھ نہ دینا بعد تھوڑی دیر کے جب نورالدین کو اوس قید مین فی الجملہ ہوش آیا تو اپنے تئین اوس تاریکی اور بدبو جگہ مین پایا کہ دم اوسکا رکنے لگا اور اپنی قسمت پر نفرین کر کے کہنے لگا کہ اوس ماہی گیر نے میرے ساتھ خوب سلوک کیا اور مینے بھی اپنی حماقت اور نادانی سے اوسکی بات مان لی کہ خط اوسکا لے کے یہان آیا اور عذاب مین پڑا بہر کیف چھ روز تک نورالدین اوس جگہ تنگ و تار مین قید رہا ساتوین روز وزیر سوی نے چاہا کہ وہ قتل کیا جاوے مگر جو اپنے گھر مین اوسکے قتل کرنیکا مقدور نہ رکھتا تھا یہ ڈھب نکالا یعنی کئی اپنے غلامون کے سر پر کشتیان اسباب نفیس کی رکھکے بادشاہ پاس لے گیا اور کہا یہ ہدیے بادشاہ نے آپکے لیے با سبب تخت و تاج کے بھیجا ہی بادشاہ نے سوی سے کہا کیا وہ بدبخت ابتک جیتا ہی مین جانتا تھا کہ تونے اوسے ابتک مار ڈالا ہوگا اوسنے کہا مجکو حکم نہین کہ اپنے گھر کسیکو قتل کرون بادشاہ نے کہا ابھی جاکر اوسکو جان سے مار ڈال اونے کہا حضور کے انصاف و عدالت گستری سے جو میرے حق مین برائی بہت اوسنی اور شنیدہ ہوا لیکن مین چاہتا ہون کہ جسطرح نورالدین نے سر بازار آگے میرے تئین مجھے مارا اور ذلیل کیا اسی طرح اوسے بھی دربار شاہی مین کہ جب سب لوگ جمع ہون گردن مارا جاوے و منادی شہر مین اوسکے قتل کے لیے کیجاوے بادشاہ نے اوسکی عرض کو منظور کیا جب شہر مین ڈھنڈھورا پھیر دیا گیا کہ کل کے دن فلانے وقت نورالدین بعوض بے ادبی کے جو سوی وزیر کے ساتھ آگے کی تھی گردن مارا جائیگا جسے دیکھنا منظور ہو آ کر دربار بادشاہی مین دیکھے پھر سوی آپ بیس غلامونکو کہ ہر ایک ظالم اور بے رحم تھا ساتھ لیکے قیدخانے مین گیا اور بڑی لت سے نورالدین کو نکالکر گھوڑے اندھے بے زین پر اوسے سوار کیا نورالدین نے یہ دیکھکے کہا کہ مینے کتابون مین پڑھا ہی کہ جو کوئی کسی پر ناحق ظلم کرتا ہی عنقریب وہ اوسی ظلم مین گرفتار ہوتا ہی وزیر یہ بات سنکر نہایت ناخوش ہوا اور کہا ای ملاون بےحیا طعن کرتا ہی مینے تیری اس گستاخی کو معاف کیا اسلیے کہ کوئی ساعت مین تو گردن مارا جاتا ہی اور سر تیرا کاٹ کر سارے شہر مین پھرایا جائیگا اور مینے بھی کتابون مین دیکھا ہی کہ وہ شخص بڑا صاحب نصیب اور خوش قسمت ہی کہ اپنے دشمن کو موا ہوا دیکھے پھر اوسکے غلامون نے نورالدین کو دربار بادشاہی مین لیجا کے ایک میدان مین کہ محاذی محل بادشاہ کے تھا قتل کرنیکو جلاد کے حوالے کیا اور چارون طرف سے غلامون اور سپاہیون نے اوسے حلقے مین کر لیا اور جلاد نے آگے نورالدین سے کہا صاحب مجھے معاف کرنا مین فرمانبردار ہون اور اسی کام کا نوکر اور بادشاہ نے مجھے تمھارے قتل کے واسطے حکم کیا ہی تمھین اسوقت جو کچھ کہنا سننا اور کھانا پینا ہو کہہ سن لو اور کھا پی لو نورالدین نے ایسے وقت ہولناک مین کسیکو اپنا یار اور یاور نہ پایا اور جو کہنے میں دیکھکر پیاس اور پانی پینے کو مانگا لوگون نے دوڑ کر ایک پیالہ پانی کا اوسے دیا وہ پیتا تھا کہ سوی وزیر جلاد پر خفا ہوا کہ اتنی دیر اوسکی گردن مارنے مین کیون کی جلد اوسے مار سب خلقت بیرحمی وزیر کی دیکھکر اوسپر نفرین کرنے لگی جلاد وزیر کے خفا ہونے سے جلد تلوار کو میان سے نکال کر چاہتا تھا کہ گردن مارے اتنے مین بادشاہ نے کھڑکی سے پکار کے جلاد کو کہا کہ اوسے ذرا ٹھہر جا اسلیے کہ اونے بلندی سے دیکھا کہ ایک بڑی فوج سوارونکی اوسکی طرف دوڑی چلی آتی ہی وزیر سے کہا دیکھ یہ فوج کہان سے آتی ہی وزیر نے بادشاہ کو بہلا کے کہا کچھ حقیقت گرد جو آپ دیکھتے ہین شہر کے آدمیون کی ہی اکثر سوار اور پیادہ واسطے تماشا دیکھنے ابکارکے چلے آتے ہین فوج نہین ہی جلاد کو حکم دیجیے کہ اس موذی کو قتل کرے بادشاہ نے کہا نہین جبتک مجھے اونکا احوال نہین معلوم ہوگا حکم قتل کا اوسکے نکرونگا اب یہان معلوم کیا چاہیے کہ خلیفہ نورالدین کے حال کو بھول گیا لیکن اوسکے خیال سے یہ عدہ جو حسن افروز سے

کیا تھا کہ ہم واسطے نورالدین کے بانسرے کو خزانہ اور فوج بھیجدینگے جاتا رہا اور اوسکو کئی دن گذر گئے ایکدن وہ محل مین جہان اوسکی خواصین اور حسن افروز تھی گیا اور وہان کچھ آواز گانے کی سُنی کہ کوئی بی بی اشعار فراقیہ بڑے سوز و گداز سے گا رہی ہی اوسکو ٹھہر کے سننے لگا اور متاثر ہو کے سرار خواجہ سرا سے جو اوسکے ساتھ تھا پوچھا کہ یہ کون بی بی گا رہی ہی اوسنے کہا یہ ہی کنیز اوس جوان کی ہی جسکو حضرت نے بانسرے کو بادشاہ کرکے بجائے محمد زینبی کے بھیجا ہی خلیفہ کو اوسوقت حال نورالدین کا یاد پڑا اور کہنے لگا کہ بڑا افسوس ہی کہ مجھے حال غریب نورالدین کا یاد نرہا اوسیوقت جعفر وزیر اعظم کو بلاکے کہا مین سند اور فرمان بادشاہی کا واسطے نورالدین کے بانسرے کو بھیجنا بھول گیا تھا اور اب وقت توقف کا نہین ہی جلدی تو اپنی فوج کو لیکر بانسرے کو روانہ ہو اور وہان جاکے دیکھ اگر نورالدین کو مار ڈالا ہو تو فی الفور وزیر سوی کو قتل کر اور اگر اوسکو جیتا پاوے تو اوسے زینبی اور وزیر سوی سمیت جلد میری حضور مین لے آ وزیر اعظم فوراً مع فوج بانسرے کو روانہ ہوا اور جسوقت کہ نورالدین کو جلادنے چاہا تھا کہ گردن مارے بحسب اتفاق اوسیوقت پہونچا بھیڑ اوسے دیکھکر دہنے بائین ہو گئی اور اوسکو راہ دیدی وہ اپنی فوج سمیت سوار گھوڑے پر زینبی تک دربار بادشاہی مین پہنچا بادشاہ وزیر اعظم کو دیکھکر اوسکے استقبال کیواسطے نیچے تک آیا اور ملاقات کی وزیر اعظم نے پہلے حال نورالدین کا پوچھا کہ وہ جیتا ہی یا نہین اگر جیتا ہی تو اوسکو حاضر کیجیے لوگ بموجب حکم بادشاہ کے اوسی حال سے اوسکو وزیر اعظم کے روبرو لے گئے وزیر اعظم نے اوسیوقت اوسکے ہاتھ پانون کھلوا دیے اور اوسی رسی سے وزیر سوی کو باندھا پھر وزیر اعظم نے اوس دن بانسرے مین توقف کیا اور دوسرے دن نورالدین اور زینبی بادشاہ اور وزیر سوی کو اپنے ساتھ لیکر بغداد کیطرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر اون تینونکو خلیفہ کی حضور مین حاضر کیا اور احوال دشمنی سوی کا نورالدین کے ساتھ اور بدسلوکی کا جو نورالدین کے ساتھ کی تھی اور حال اوسکے مارے جانیکا اگر وہ ایک ساعت اور بانسرے کو نہ پہونچتا مفصل بادشاہ سے بیان کیا خلیفہ نے نورالدین کے حال پر بہت تاسف کرکے کہا کہ سوی کو تو اپنے ہاتھ سے گردن مار نورالدین نے عرض کیا کہ خداوند اگرچہ یہ میرا اور میرے باپ کا دشمن ہی لیکن غلام اپنے ہاتھ کو اسکے خون سے آلودہ نہین کرتا خلیفہ نے اوسکی جوانمردی پر آفرین کی اور جلاد کو حکم کیا کہ اوسکی گردن مارے چنانچہ فی الفور وہ اپنے سزاے اعمال کو پہونچا پھر خلیفہ نے چاہا کہ نورالدین کو بانسرے کا پادشاہ کرکے بھیجدے مگر اوسنے عرض کیا کہ خداوندا اوس ذلت و رسوائی پر غلام نے قسم کھائی ہی کہ پھر اوس شہر مین اپنے جیتے جی نجاؤن اب غلام چاہتا ہی کہ حضور کی خدمت مین حاضر رہا کرے خلیفہ نے اوسے اپنے مصاحبون خاص مین داخل کرکے ایک بڑا مکان دیا اور بڑی جاگیر اوسکی مقرر کی کہ وہ ساتھ اپنی سخاوت اور داد و دہش کے حسن افروز کے ساتھ کمال عیش و عشرت سے بخوبی بسر کرنے لگا اور خلیفہ نے زینبی بادشاہ پر بسبب نہ بجالانے حکم کے بہت عتاب فرمایا پھر بشفاعت وزیر اعظم کے اوسے بحال کرکے بانسرے کو رخصت کیا شہرزاد جب یہ قصہ یہانتک کہہ چکی دنیازاد دوسرے قصے کی طالب ہوئی شہرزاد نے تب شہریار کے روبرو اسطرح قصہ کہنا شروع کیا

قصہ بدر بادشاہ ایران اور جواہر شہزادی مملکت سمندال کا

خداوند ملک ایران کا نہایت وسیع اور طول عرض مین بہت بڑا تھا اگلے بادشاہونکو اوس مملکت کے شاہنشاہ کہتے تھے اور دوسرے بادشاہ اوسکے تابع اور فرمان بردار باج گذار رہا کرتے منجملہ بادشاہون ایران کے ایک بادشاہ بڑا خزانہ اور فوج رکھتا تھا اور بہت سن تک اوسنے بادشاہی کی

کسیطرح اوسکو دنیا کا غم سوا بے اولادی کے نتھا اور باوجود کہ اوسکی ایک سو بیبیان جدا جدا محل مین رہتی تھین اور ہر ایک کے ساتھ سیکڑون خواصین
اور لونڈیان اوسکے واسطے خدمت کے مقرر تھین مگر کسی سے لڑکا نہین ہوتا تھا اور سوا اسکے دور دور سے سوداگر لوگ اچھی لونڈیان اوسکے واسطے لاتے اور وہ بقیمت
گران اونھین مول لیکر اپنی خدمت مین لاتا کہ شاید اونسے کچھ اولاد ہو اور ایسے بزرگون اور فقیرون سے جو اوسکے ہم مذہب تھے اس امر مین
امداد چاہتا کہ وقت خاص مین میرے واسطے دعا کرین تا برکت دعا اونکی سے حق تعالی مجکو فرزند عطا کرے اور ہزارون روپے اور اشرفیان
غریبون اور محتاجون کو ہر روز خیرات کرتا کہ شاید اسی سبب سے مجپر فضل الہی ہو اور اپنے غم غلط کرنے کیواسطے دانشمندون سے
حکایتین عجیب اور قصے غریب سنا کرتا ایک روز ایک سردار خواجہ سراؤن نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ایک سوداگر بہت دور سے ایک لونڈی
لایا اور چاہتا ہی اوسکو حضور کی نذر کرے بادشاہ نے فرمایا اچھا اوس سوداگر سے کہو کہ لونڈی کو لاکر حاضر کرے دوسرے دن تاجر حسب طلب
لونڈی کو لیکر در دولت پر حاضر ہوا اور بادشاہ کی حضور مین آداب کورنش موافق دستور کے بجا لایا بادشاہ نے اوس سے پوچھا کہ تم کس
ملک سے آئے ہو اور وہ لونڈی کیسی ہی تاجر نے عرض کیا کہ خداوند غلام بہت دور سے آیا ہی اور لونڈی ایسی صاحب جمال لایا ہی کہ مثل اپنا نہین
رکھتی بادشاہ نے فرمایا کہ وہ لونڈی کہان ہی اوسنے کہا کہ مینے اوسے فلانے خواجہ سرا کو حضور کے سپرد کیا ہی اوسے حکم ہو تو حاضر کرے
بادشاہ نے اوس خواجہ سرا سے لونڈی کو بلا کر دیکھا اور قد موزون اور خوش رفتاری اوسکی بہت پسند کی اور خال و خط پر بھی نہایت فریفتہ
ہوا اور خاص خلوت سرا مین مع اوس سوداگر کے اوسکو لیگیا پھر جب اوس لونڈی کے چہرے سے برقع سرخ ساٹھن کا جسپر زر دوزی کا کام تھا سوداگر
نے اوٹھایا بادشاہ اوسکی صورت زیبا اور آنکھین شہلا دیکھکر بیخود ہو گیا اور بعد ہوش و حواس آنیکے سوداگر سے اوسکی قیمت پوچھی سوداگر نے
کہا خداوند مینے اوسے ایک ہزار اشرفی کو مول لیا تھا اور اسیقدر تین برس تک اسکے کھلانے پہنانے مین صرف کیے انجام اسکو نذر حضور کی کرتا ہی
بادشاہ نے کہا مین تیرا ممنون ہوا لیکن میرا دستور نہین کہ کسی سے تحفہ یا ہدیہ مفت لون بلکہ دو چند سہ چند قیمت سوداگرونکو جو میرے واسطے کچھ لاتے ہین
دیتا ہون الغرض بادشاہ نے دس ہزار اشرفیان اوس سوداگر کو عنایت کین چنانچہ سوداگر اوسیوقت اوس توڑا اشرفیونکے لیکر بادشاہ کو آداب بجا لایا اور رخصت
ہوا بادشاہ نے ازراہ مزید عنایت چلتے وقت اوسکو ایک قبا زربفت گران قیمت کی سرفراز فرمایا پھر بادشاہ نے کئی خواصین اور لونڈیان واسطے
خدمت کے اور کئی خواجہ سرا اوس پری چہرے کو اوس کنیزک کے متعین کیے فرمایا کہ اسے حمام مین لیجاؤ اور اچھی پوشاک پہناؤ اونھون نے حمام کے بعد
لباس فاخرہ اور زیور الماس وغیرہ جواہرات بیش قیمت اور مالا موتیون کی پہنا کر مثل عروس کے آراستہ کیا اور وہ سب اوسکے حسن و جمال کو دیکھکر حیران
ہوے اور بادشاہ سے عرض کیا کہ چار پانچ روز تک اسکو مہلت دی جاے تا کہ ماندگی سفر سے آسایش پاے اور غذا نفیس تناول کرے پھر اگر اسکو ملاحظہ
کیجیے گا یقین ہی کہ وہ پہچانی نجاے گی رنگ و روپ اوسکا بہ نسبت آج کے دہ چند ہو جائیگا بادشاہ باوجود کمال اشتیاق اونکے کہنے پر عمل فرما کے تا بہ روز
اوسکی ملاقات مین توقف کیا جاننا چاہیے کہ دار السلطنت ایران کا اوسوقت مین ایک جزیرہ تھا اور خاص مسکن بادشاہی کنارے دریاے شور کے
ہوتا وہ لونڈی اکثر اوس مکان سے جو رہنے کے واسطے ملا تھا دریا کو دیکھا کرتی اور اون لہرون کا جو محل کی دیوار سے لگ کر ٹکراتی تھین تماشا دیکھتی
غرض سیر دن لونڈی دریچہ سے جدہر طرف دریاے شور کے تھا کھولکر کرسی پر بیٹھی اور بادشاہ کو خبر ہوئی کہ وہ اب حسب طلب حضور مہیا اور آمادہ ملاقات
بادشاہ کی ہی بادشاہ اوس مکان مین گیا لونڈی نے جانا شاید کوئی میری خواصون آئی ہی یا یہ خیال ہو منہ اپنا پھیر کر بادشاہ کی طرف دیکھا

مگر ذرا التفات اور تعظیم بادشاہ کی نہ کی بادشاہ اوسکے حسن اور خوش اندامی کو دیکھکر متحیر ہوا اور اوسکی بے التفاتی اور عدم تعظیم کو حمل
بے تعلیمی پر کیا اور سمجھا کہ بعد تعلیم اور تربیت کے آداب بادشاہی سے واقف ہو جاویگی پھر جب بادشاہ نزدیک اوسکے گیا تو بھی اوسکو ویسے ہی خاموش پایا مگر بادشاہ
کو اختلاط اور ہم آغوشی سے مانع ہوئی بہر حال بادشاہ نے عین اختلاط اور گرمجوشی مین کہا میری جان تو کس ملک کی رہنے والی ہے
اور تیرے ماں باپ کون ہین اور انکا نام کیا ہی جنسے تجھ ایسی پری پیکر پیدا ہوئی باوجودکہ ہزارون بیبیان اور خوبصورت ہین صاحب جمال میرے محل مین ہین
مگر مثل تیرے حسن و خوبی مین ایک نہین اور جسقدر مجکو پیار والفت تیرے ساتھ ہی دوسرے پر نہین آتا وہ بی بی ان سب باتونکو سنا کی زبان سے
کچھہ نہ بولی بادشاہ نے تھوڑی دیر کے بعد اوس سے کہا اے معشوقہ تو نے میری ایک بات کا جواب نہ دیا جس سے مین مسرور ہوتا اور نہ تو نے اپنی
آنکھہ اوٹھا کے میری طرف دیکھا تا میری آنکھین تیرے دیکھنے سے خوش ہوتین اور تجھے کس لیے خاموشی اور کس واسطے افسردہ دلی ہی جلد بتا کہ
اس سبب سے مجھے نہایت بے کلی ہے اگر شہر یاران باپ کو اپنے یاد کرکے کڑھتی ہو تو اونکا بہم پہونچنا دشوار ہی سوا اونکے دنیا کی سب
نعمتین تمھارے واسطے مہیا اور موجود ہین ہرچند اس قسم کی باتین بہت کین لیکن نہ تو وہ بولی اور نہ آنکھہ اوٹھا کر اوسنے دیکھا جیکی زمین کیطرف
دیکھتی رہی مگر بادشاہ اوسکی اس ادا سے کچھہ ناخوش نہین ہوا اور دلمین سمجھا کہ آئندہ جب ہل مل جائیگی تو آپ بولے گی پھر اوسنے دستک دی
بمجرد اسکے خواصین اور خواجہ سرا حاضر ہوے بادشاہ نے خاصہ طلب کیا اونھون نے فی الفور رکھا طرح طرح کے چن دیے بادشاہ اوسکو نعمت خانے
مین لیجا کر باہم کھانا نوش فرمانے لگے اور اپنے ہاتھہ سے اچھے اچھے کھانے اوسکے آگے رکھتے جاتے تھے اور وہ بی بی اوسی انداز و ادا سے کھانا
کھاتی پھر بادشاہ نے اوسکے خوش کرنیکے واسطے طرح طرح کے تماشے دکھلائے اور شب کو اوسکے آگے ناچ کا حکم کیا کہ دل اوسکا بہلے اور خاطر
اوسکی شگفتہ ہو باوجود ان سب باتون کے وہ بی بی اوسی حال پر خاموش رہی آخرالامر بادشاہ نے اون خواصون اور خادمون سے کہ جو اوسکی خدمت
مین تھین پوچھا کہ اس بی بی کو کبھی تم نے ہنستے بولتے دیکھا ہی اون سب نے کہا کہ ہمنے بھی کبھی اسکو باتین کرتے نہین سنا اور نہ ہنستے دیکھا
جب سے کہ آئی خاموش ہی الغرض بادشاہ نے شب کو اوسکے ساتھہ آرام فرمایا اور جب صبح ہوئی تو نہایت اوسکی ملاقات سے محظوظ اور خوش
ہوا کہ کبھی کسی بی بی سے ایسا خوش نہین ہوا تھا اور آگے سے زیادہ اوسے پیار کرنے لگا اور ارادہ کیا کہ سوا اوسکے کسی بی بی کے پاس اب نجاوے
پھر سب اپنی بیبیون کو بلایا اور ہر ایک کو بہت بہت مال و اسباب دیکے رخصت فرمایا اور اجازت دی کہ جسکا جس سے جی چاہے نکاح کر لے
مگر چند خواصین کہ ہم سن اور ہم قد اوسکے تھین اسواسطے اوسکی خدمت کے رکھہ لین ایک برس تک بادشاہ بسبب خاموش رہنے اور ناشگفتہ رہنے اوسکے
کے نہایت فکر مند رہا ایکدن اوس بی بی سے کہا اے میری ملکہ افسوس ہی کہ مجھے تیرے دل کا حال کچھہ معلوم نہین ہوتا کہ آیا تو مجھسے خوش ہی یا ناخوش
اور مین تو دن رات تیری خاطرداری اور دلجوئی سے غافل نہین رہتا مینے تیری خوشنودی کے لیے اپنی سب بیبیونکو چھوڑ دیا اگر خدانخواستہ
تیری زبان گونگی نکلی تو بڑا غضب ہی ایسے معشوق مین ایسا بڑا عیب واقع ہوا اور اگر صاحب نطق ہی تو برائے خدا مجھسے کچھہ بول اور
بات کر کہ زیادہ اس سے مجھہ مین تاب و طاقت تیری خاموشی اور اوداس رہنے کی نہین اور عرصہ ایک برس سے مین روز و شب جناب باری مین بہت دعا
ہون کہ تیرے بطن سے ایک فرزند عنایت کرے تاکہ وہ بعد میرے وارث تخت و تاج کا ہو اسواسطے کہ ہر روز میری عمر گھٹتی اور ضعف
و ناتوانی غالب ہوتی جاتی ہی خدا کے واسطے اگر گونگی نہین تو مجھسے کچھہ بات کر نہین تو مین اپنے تئین ہلاک کرتا ہون اوس بی بی نے

یہ بات سنکر اوسکی طرف دیکھا اور مسکرائی بادشاہ نے اوسکی اس ادا سے نہایت محظوظ اور مسرور ہو کے یہ جانا کہ اب یہ بولے گی بدل و جان اوسکی طرف متوجہ ہوا وہ نازنین تھوڑی دیر کے بعد بولی کہ بہت باتین آپ کی حضور مین کہا چاہتی ہون مگر مین نہین جانتی کہ پہلے کونسی بات شروع کرون بہرکیف آپ کی شکرگزاری پہلے سب کے کرتی ہون کہ آپنے مجھپر اس عرصے مین اسقدر عنایت فرمائی کہ جس سے مین آپکی نہایت ممنون اور شکرگزار ہون حق تعالی حضور کو جزاے خیر دے اور صد سال سلامت اور دشمنون تمھارے کو مغلوب رکھے اور ہمیشہ آپ خوش و خرم رہین اب خوش خبری دیتی ہون کہ مین تمسے حاملہ ہوئی امید خدا سے ہی کہ تمکو بیٹا عنایت کرے امیدوار ہون کہ اتنے عرصے مین جو مجھسے آپ کی حضور مین گستاخی اور بے ادبی بسبب بات نکرنے کے اور تمھاری طرف آنکھ اوٹھاکر ندیکھنے کے ہوئی معاف ہو اوسکا سبب یہ تھا کہ اب تک میرا دل تمھین پیار نکرتا تھا لیکن اسوقت سے تمھین مین جان و دل سے چاہتی ہون بادشاہ ایران یہ باتین دلاویز اوسکی سنکے نہایت خوش ہوا اور اوس سے لپٹ گیا اور کہا میری آنکھین اب روشن ہوئین تمھارے کلام کرنے سے خصوصاً مژدہ حمل کا سنکر اتنا خوش اور باغ باغ ہوا کہ جسکا بیان نہین کرسکتا یہ کہکے اوٹھ کھڑا ہوا اور کہا اب مین جاکے خوشخبری سب سے ظاہر کرتا ہون پھر باہر آکے وزیر اعظم سے اس ثمر دلکو کہکر فرمایا کہ ایک لاکھ اشرفیان مستحقون اور محتاجون کو کہ اہل اسلام سے ہین ابھی تقسیم کرا دو جنکی جو حاجت و مراد ہو بر لا پھر محل مین آکے اوس بی بی سے کہا کہ مجھے معاف کرنا مینے یہ خوش خبری تم سے سنکر اپنے وزیرون امیرون سے کہی اب تم سے بہت باتین پوچھا چاہتا ہون اول یہ کہ ایک برس تک باوجود میرے ساتھ کھانا کھانے اور رات کو سونے کے خاموش کیون رہین اوس بی بی نے کہا سبب اس خاموشی اور افسردگی کا یہ تھا کہ خدا نے مجھے اب کنیز فرمان بردار کیا اور اپنے ملک سے اتنا دور و دراز پھینکا کہ پھر امید وہان جانے کی نہین اور سوا اسکے اپنے مان باپ بھائی اقربا اور دوستون سے جدا ہوئی اور محبت مان باپ اور شہر کی ہر انسان کو ضرور ہوتی ہی خصوصاً آزادی اور فارغ البالی مین اور جب انسان دوسرے کا مطیع ہوا اوس ہزار درجے موت اوسکے حق مین بہتر ہی یہ سبب باعث میری افسردگی اور خاموشی کے تھے بادشاہ نے فرمایا بی بی جو تمنے کہا سچ ہی لیکن جبکہ کوئی شخص نہایت حسین اور صاحب جمال ہو اور اوسکا عشق بادشاہ کے دلمین سمائے تو جائے رنج و ملال کی نہین اوسنے کہا یہ سب امر جو آپنے میری تسلی اور تسکین کے واسطے ارشاد کیے بجا ہین مگر پھر لونڈی لونڈی ہی یہ سب دولت و حشمت اور قرب بادشاہ کا اس سبب سے اوسکو بری نہین کرتا بادشاہ نے کہا کہ بی بی تمھاری گفتگو سے معلوم ہوتا ہی کہ تم کسی بڑے عمدہ خاندان کی ہو خدا کے واسطے جلد مجھے اپنے حال سے آگاہ کرو اور میرے اضطرار کو زیادہ نہ بڑھاؤ تمھارے مان باپ جنسے تم اس حسن و جمال کے ساتھ پیدا ہوئین کون ہین اور اپنے بھائیون بہنون اور اقربا سے مجھکو آگاہ کرو کہ کون کون ہین اور اونکی بود و باش کہان ہی اوسنے کہا حضرت میرا نام گلنار دریائی ہی میرا باپ بہت بڑا بادشاہ دریائے آشین سے تھا اوسنے وقت وفات کے مملکت اپنے بیٹے ملک صالح کو جو میرا حقیقی بھائی ہی اور میری مان ملکہ کو سونپی تھی اور میری مان شہزادی بیٹی دوسرے ایک بڑے بادشاہ اوس دریا کی تھی ہم تینون شخص اپنی مملکت مین بہت آرام و آسایش سے رہتے تھے ناگاہ ایک غنیم کہ ہماری گھات مین تھا خبر انتقال میرے والد کی سنکر فوج لیکے ہمپر چڑھ آیا اور اپنا عمل دخل کرلیا میرا بھائی اوس غنیم سے مقابلہ نکرسکا ناچار ہوکے مجھے اور میری مان کو لیکر وہان سے مخفی نکل گیا اور قلب مکان مین جا چھپا

بعد چند روز کے میرے بھائی نے مجھے کنارے لیجا کے کہا ہم تو اب اس مصیبت مین مبتلا ہین اگر تقدیر یاور ہو تو منظور ہی کہ کچھہ تدبیر کرکے دشمن کو اپنے ملک سے نکالین اور پھر اوسپر مسلط ہوون اور قبل اس امر کے تیری کہین شادی کردون لیکن میری نظر مین کوئی شہزادہ دریائی اس کام کے واسطے نہین ٹھہرتا چاہتا ہون کہ تیری کتخدائی کسی بادشاہ روی زمین کے ساتھہ کردون کہ وہان تو نہایت آرام و عزت سے رہے اور جو کچھہ قسم جہیز وغیرہ سے درکار ہوگا مین ابھی اتنا مقدور رکھتا ہون کہ بخوبی اوسے بہم پونہچا سکون مین اپنے بھائی سے اس بات کو سنکر نہایت ناخوش اور غضبناک ہوئی اور اوس سے کہا کہ سنو بھائی مین اور تم دونون ایک مان اور باپ سے کہ نسل دریائی رکھتے ہین پیدا ہوے اور آجتک کوئی شہزادی دریائی بادشاہون روی زمین سے کتخدا نہین ہوئی مجھے یہ امر کب منظور ہی کہ میری وصلت اونکے ساتھہ ہو مین یہی چاہتی ہون کہ تمھارے شریک حال کے رہون خدانخواستہ اگر کچھہ اور صورت درہم ہو مین تمھارے ساتھہ مرنے کو حاضر ہون میرے بھائی نے کہا کہ یہ امر دوسرا ہی مگر بی بی جو تمنے انکار وصلت سلاطین روی زمین سے کیا اسکا کیا سبب ہی کیا سب سلاطین خشکی کے کمینے اور نالائق ہین سو ایسا نہین ہی جو تم تصور کرتی ہو بلکہ اکثر اونکے شریف اور صحیح النسب ہین غرض بھائی نے اس امر مین بہت اصرار کیا اور وہ مجھے سخت ناگوار ہوا اور دلمین نہایت ناخوش ہوئی اوسوقت خاموش ہو رہی پھر جب میرا بھائی میرے پاس سے اوٹھہ کے اور کام مین مصروف ہوا مینے فرصت پاکے نہایت طیش اور غصے مین آ قعر دریا سے سطح آب پر راہ جزیرۂ مہتاب کی لی اور اوس جزیرے مین پہونچکے ایسی ایک جگہ جہان کسی متنفس کا گذر نہو جاکر بسبب ماندگی راہ کے غافل پڑکے سو رہی ہر چند کہ بظاہر بہت احتیاط کیا تھا کہ کسیکا ہاتھہ مجھہ تک نہ پونہچے مگر کچھہ مفید نہ پڑا ایک شخص کہ فی الجملہ ممتاز تھا مجھے سوتے دیکھکر اپنے نوکرون کے ساتھہ وہان آیا اور مجھے وہان سے اوٹھاکے اپنے ساتھہ لیگیا اور اوسنے پیار و الفت مجھسے بہت کرکے چاہا کہ مین اوسکی خواہش کو منظور کرون مگر مینے ہرگز اوسکی طرف التفات نکیا اور نہ آنکھہ اوٹھاکے اوسے دیکھا جب اوسنے دریافت کیا کہ یہ آہستگی سے رام نہوگی تب اوسنے بزور و جبر چاہا کہ مجھے اپنے قابو مین لائے مینے اوسکو اس گستاخی کی ایسی سزا دی کہ وہ نہایت نادم و منفعل ہوا آخر اوسنے مایوس ہو کے مجھے اس تاجر کے ہاتھ کہ جسنے مجھے آپکی حضور مین لایا تھا بیچ ڈالا اور یہ سوداگر نہایت بامروت اور شریف النفس تھا کبھی مجکو اوس سے اذیت نہین پونہچی اور کبھی بات چیت بھی کرنے کی نوبت میرے اور اوسکے نہین آئی پھر اوس شہزادی گلنار نے بادشاہ ایران سے کہا کہ اگر آپ اسقدر میرے ساتھہ محبت اور الفت نکرتے واللہ کہ مین کبھی یہان راضی نہوتی اور اگر تم ذرا زور و ظلم مجھپر روا رکھتے تو مین اوس دروازے سے کہ جو دریا کی طرف ہی دریا مین کود کر اپنے بھائی مان اور اقربا کے پاس جا رہتی مگر اندیشہ اس بات کا تھا کہ اگر میری مان اور بھائی کو معلوم ہوتا کہ مین فلانے بادشاہ کی لونڈی ہوئی ہون تو نہایت غیرت اور عار سے مجھے فی الفور مار ڈالتے اگ مجھسے کوئی فرزند پیدا ہو جائے تو وہ البتہ باعث میرے یہان سے نجانے کا ہوگا ہر حال مین مجھے گو بظاہر تم اپنی لونڈی جانتا مگر عزت میری مثل شہزادی کے کیا کرنا جب گلنار نے اپنا سب حال بادشاہ سے کہا بادشاہ نے اوسے گلے لگاکے فرمایا کہ مینے تمسے عجیب و غریب باتین سنین ہین کہ کچھہ قیاس مین نہین آتین مین چاہتا ہون کہ اونکو تمسے دریافت کرکے اپنے دل کی تشفی کرون مگر پہلے سب سے مین شکر گزاری تمھاری کرتا ہون اس امر مین کہ میری محبت اور الفت خوب تمھارے دلمین ثابت ہوئی اور بڑا سبب میری تسلی کا یہ ہوا کہ تم اپنے ملک کی شاہزادی ہو آج سے تمھارا خطاب ملکہ ملکت ایران کا ہوا جیسا کہ مین بادشاہ ایران کا

کہلاتا ہون اور کل اپنے شہر مین منادی تمھارے حال کی پھیرونگا اور جابجا اشتہار لکھواؤنگا کہ تم آگے شہزادی ملک صندل کی تھین
اب تم ملکہ قلمرو ایران کی ہوئین اور ہمیشہ تمھین معزز اور مکرم رکھونگا اور تمھین بجاے اپنی پہلی بی بی کے جانا کرونگا اور آگے سے زیادہ محبت
اور الفت سے پیش آؤنگا اور تم بھی سوا میرے اور کسیسے الفت اور پیار نرکھنا اب تم مجھے آگاہ کرو کہ تم لوگ کیونکر دریا کے اندر رہ سکتے ہو
اور پانی سے ہلاک نہین ہوتے آگے لوگون سے سنتا تھا کہ کچھ لوگ دریا کے اندر رہتے ہین مگر اوسکو فقط قصہ اور افسانہ جانا کرتا تھا اور
چندان یقین نہین تھا مگر اب مجھے خوب معلوم ہوا یہانتک کہ تم دریائی پری ہو مگر حیران اسمین ہون کہ دریائی آدمی کیونکر اوسمین رہتے
اور کاروبار کرتے اور چلتے پھرتے ہین شہزادی نے کہا پانی کتنا ہی عمیق ہو مگر ہماری نظر کو مانع نہین ہم اشیاے دور کو دیکھہ سکتے ہین
دن اور رات دریا مین ایسی ہی جیسا کہ ہم روے زمین پر سب چیزونکو دور و نزدیک دیکھہ سکتے ہین اسیطرحسے دریا مین بھی دیکھتے ہین چاند
ہمیشہ دریا مین ہے روشنی بخشا کرتا ہی اور ہم ستارون اور درختون کو بے تکلف وہان سے دیکھتے ہین اور جسطرح خشکی مین ملک اور ولایات
ہین اسیطرحسے دریا مین بھی ملک ایک ایک بادشاہ کا جدا جدا ہی بلکہ تین حصے زیادہ دریا مین نسبت روے زمین کے وسعت ہی اور تمھین بہت ولایتین
ہین اور ہر ایک ولایت مین کتنے بڑے بڑے شہر آباد اور جیسا کہ لوگ یہان مذہب و ملت جدا رکھتے ہین یہی صورت وہان بھی ہی اور عمارات
اور محل بادشاہون کے پانی کے نہایت خوبصورت اور عالیشان سنگ مرمر رنگارنگ سے بنائے جاتے ہین اور اون مکانون مین بلور سیپ و مونگا اور جواہرات
بوقلمون لگاتے ہین اور دریا مین یہ سب اقسام نسبت خشکی کے بہت ہین اور موتی و مونگا تو وہان کچھہ حساب اور شمار نہین اتنے بڑے بڑے
ہوتے ہین جسکا ہم قیاس اور اندازہ نہین کرسکتے اور وہان کی عمارات کو عوام الناس بناتے ہین اور وہان آمد و رفت کیواسطے کوئی کچھہ
محتاج گاڑی اور سواری کا نہین ہی بلکہ لوگ مسافت دور و دراز بہت آسانی سے طی کرتے ہین بادشاہ لوگ گھوڑے دریائی واسطے
تماشے کے اپنے اصطبل مین رکھتے ہین جب کہین سیر و تماشے کو جاتے ہین تو تفریحاً اونکو واسطے سواری کے منگاتے ہین پھر وہ گھوڑے
اس خوبی کے ساتھہ پانی کے اندر جاتے ہین کہ سوار کو ذرا جنبش نہین معلوم ہوتی اور گاڑیان بھی صرف واسطے تجمل کے سیپ کی نہایت
مستحکم اور خوش وضع بناتے ہین اور اوسپر تخت رکھکے بادشاہ لوگ سوار ہوتے ہین اور کا شاید وہ گاڑی جسطرف کو مقصود ہوتا ہی
برق و باد کے روان ہوتی ہی اسلیے وہان کوچبان مطلق نہین اور تھوڑے عرصے مین ایک شہر سے دوسرے شہر کو اوسپر سیر کرتے پھرتے
ہین اور وہان کی عورتین نسبت یہان کے نہایت خدمت مین چست چالاک ہوتی ہین اب مین نے بھائی مان اور دوسری بیبیون
کے واسطے جو میرے قریب ہین نہایت مشتاق اور بیقرار ہون اگر تمھارا حکم ہو تو مین اون سبکو یہان بلاؤن تاکہ اونکے دیکھنے سے مجکو اور میرے
دیکھنے سے اونکو تسلی ہو جسطرحسے کہ مین اونکے واسطے بے چین ہون وہ سب بھی میرے واسطے بیقرار ہونگے اور جب مین اپنا احوال
اونسے کہکے اونکو آگاہ کرونگی کہ اب مین بی بی اور زوجہ ایسے بڑے بادشاہ ایران کی ہون تو وہ نہایت خوش ہونگے بادشاہ نے
کہا بی بی تم میری جان اور پیاری بی بی ہو اونکو شوق سے بلاؤ اونکی ضیافت اور پاسداری کرنے مین جسطرحسے کہ تمھاری مرضی ہو
مین بجان و دل حاضر ہون مگر مجھے حیرت ہی کہ تم کیونکر اون سبکو باوجود نجاننے حال سکونت ہر ایک کے اپنے ارادے اور مافی الضمیر
سے آگاہ کروگی اور بعد اونکے آنے کے مجھے کسطرحسے چاہیے کہ اونسے ملون اور طریق اونکے استقبال اور خاطرداری کا کیا ہی

جسکے بجالانے سے وہ راضی اور خوش ہون گلنار نے کہا صاحب کچھ تمہارے استقبال کی اونکے لیے حاجت نہین ایکدم مین وہ
سب کے سب یہان پہنچ جائینگے تم اتنی تکلیف کرو کہ اس مکان سے اوٹھکر دوسرے مکان مین جاکر ایک گھڑی کیواسطے بیٹھو اور دروازہ بند کرکے
اوسکی درز سے تمام تماشا اونکے آنیکا دیکھو بادشاہ بموجب اوسکے کہنے کے وہان سے اوٹھکر دوسرے مکان مین گیا اور دروازہ بند کرکے
درز کی راہ سے دیکھنے لگا ملکہ گلنار نے اپنی ایک خواص سے انگیٹھی آگ کی منگوائی اور کہا کہ تو باہر جاکے دروازہ بند کرلے اور جب تک
کہ مین بلاؤن میرے پاس نہ آنا اوس خواص نے باہر جاکر دروازہ بند کرلیا جب شہزادی تنہا ہوئی اوسنے چھوٹا سا ایک صندوقچہ کھولکر ایک
ٹکڑا صندل کی لکڑی کا نکالا اور اوسے آگ پر رکھا جب اوسمین سے دھوان نکلا اور بلند ہوا شہزادی گلنار نے کچھ افسون پڑھنا شروع کیا
اون الفاظ کو بادشاہ کچھ سمجھ نہ سکا اور مشتاق ہوکے اودھری کو دیکھنے لگا بمجرد تمام ہونے افسون کے دریا بڑھنے اور بلند ہونے لگا
یہان تک کہ اوس مکان کی سطح سے برابر ہوگیا پھر تھوڑی دیر مین دریا شق ہوگیا اور اوسمین سے ایک جوان خوش خلقت نمود ہوا
جسکی مونچھین مانند دریا کے سبز تھین اوسکے بعد ایک بادشاہزادی کہ کچھ عمر مین ڈھلتی ہوئی تھی ظاہر ہوئی اور پیچھے اون دونون کے
پانچ بیبیان جوان ہم حسن ہمسن اوس پہلی بی بی کے نکلین شہزادی گلنار نے آگے بڑھکے اونکا استقبال کیا اور اوسنے اون کو
اور اونھون نے اسے پہچانا پھر وہ سب سطح آب پر رفتار کرکے کنارے پونہچے اور ہر ایک اوس دریچہ سے شہزادی گلنار کے
حجرے مین آئے اور وہان سے دالان مین پھر سلطان صالح اور اوسکی مان اور دوسری بیبیون نے باری باری سے ملکہ گلنار کو اپنی چھاتی سے
لگایا اور آنکھون مین اشک بھر لائے اور اوسنے ہر ایک کو بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھلایا پھر اوسکی مان نے کہا بی بی ہم تمہارے
دیکھنے سے کمال خوش ہوے اور جو رنج و الم ہمنے جدائی مین اوٹھائے وہ بیان سے باہر ہین اور مینے تمہارے بھائی سے
حال تمہاری ناخوشی اور روٹھ جانے کا سنا تھا اب بیان کرو کہ تمپر بعد وہان سے چلے آنے کے کیا گذرا اور کیونکر اس جا پر پہونچنا ہوا
گلنار نے اپنے تئین ان کے قدمون پر ڈالا اور پھر سر اوٹھاکے کہا کہ فی الواقع مجھسے بڑا قصور ہوا آپ عفو کرو اور یقین ہے کہ تم محبت سے جو میرے
ساتھ تمھین ہے اوسکو بخشوگی اور مین بعد اوٹھانے بڑی بڑی مصیبتون کے یہانتک پونہچی اب مجھے معلوم ہوا کہ شرافت اور نجابت مین
سلاطین دریا اور روے زمین کے برابر ہین پھر اوسکے بھائی ملک صالح نے کہا کہ ہمشیر تم اپنے ملک کو پھر چلو وہان ہم تم بدستور محبت و الفت سے
رہینگے اور اوسکی مان نے بھی اوسکے لیجانے مین اصرار کیا گلنار نے اون سبھون کو جواب دیا کہ مین کیونکر اب وہان جاسکتی ہون اس بادشاہ کی
مین بہت زیر بار احسان کی ہوئی اول تو اوسنے مجھے دس ہزار اشرفی کو مول لیا دوسرے اپنی سب بیبیون سے میری خاطر کیواسطے ہاتھ اوٹھایا
اور مجھے اپنے ملک کا ملکہ اور اپنی بیاہتا بی بی کیا اور علاوہ چار مہینے کا اوس سے مین حمل رکھتی ہون بادشاہ پاس کہ نزدیک اونکے
بیٹھا ہوا یہ سب باتین سنتا تھا اوسکے پھیر لیجانے کی باتین سنکر بہت گھبرایا اور دلمین کہا بڑا غضب ہے اگر شہزادی گلنار بھائی اور مان
کے ساتھ اپنے ملک کو پھر چلی جاویگی تو میری زیست دشوار ہوگی اس عرصے مین شہزادی گلنار نے اپنی خواصونکو بلواکے خاصہ مانگا
اونھون نے فی الفور دسترخوان کو آراستہ کرکے خاصہ چنا پھر شہزادی گلنار نے اون سب کو دسترخوان پر بٹھلایا اور کھانا کھانے کی
تکلیف دی اونھون نے کہا کیا مناسب ہے کہ بدون بادشاہ ایران کے جسکے مکان مین ہم آئے ہین کھانا کھاوین یہ امر اخلاق سے بعید ہے

غرض ونہون نے کھانا کھانے مین تامل کیا اور دفعتہً اون سب کے چہرے سرخ ہوگئے اور مونہ اور نتھنون سے شعلے آگ کے نکلنے لگے بادشاہ پارس
یہ حال دیکھ کے بہت گھبرایا اتنے مین گلنار اون لوگون سے اجازت لیکے بادشاہ ایران کے پاس آئی اور کہا بدون تمہارے وہ لوگ
کھانا نہین کھاتے مناسب ہی کہ آپ بھی وہان چلیے اور سب سے ملاقات کر کے باہم بیٹھ کے کھانا کھائیے ہر چند کہ میری مان اور بھائی
مجھے ترغیب دیتے ہین کہ مین اونکے ساتھ اپنے ملک کو پھر جاؤن مگر مین ممنون تمہارے احسان کی ایسی نہین ہون کہ تمھین چھوڑ کے
قصد وہان جانے کا کرون اس امر سے خاطر جمع رکھو بادشاہ نے کہا ای ملکہ مین تمہاری ان باتون سے نہایت مسرور اور ممنون ہوا اور میری
تمہاری طرف سے خاطر جمع ہوئی کہ تمکو میرے ساتھ بدل الفت ہی اور تم مجھے چھوڑ کر اپنے ملک کو پھر نجاؤگی اور مین بھی تمہاری
مان اور بھائی کی ملاقات کا نہایت مشتاق ہون اب جاکے اونسے ملاقات کرونگا اور اونکے ساتھ ملکے کھانا کھاؤنگا مگر اونکے مونہ ناک
اور آنکھون سے شعلے آگ کے نکلتے دیکھکر مین بہت ہراسان ہون گلنار نے کہا اس امر سے آپ کچھ اندیشہ نکیجیے اسواسطے کہ شعلونکا اونکے مونہ سے
نکلنا دلیل ہی اس امر پر کہ وہ تنہا بے شمول آپکے کھانا کھانے سے ناراض ہین بادشاہ یہ حال گلنار سے سنکر مطمئن ہوا اور دل اپنا
مضبوط کر کے اوسکے ساتھ اوس مکان مین گیا اور ملکہ گلنار نے بادشاہ کو اپنے مان بھائی اور اقربا سے ملوایا اون سب نے واسطے
تعظیم بادشاہ کے اپنے سر زمین کو لگایا بادشاہ نے دوڑ کر اونکے سر زمین سے اوٹھائے اور باری باری ہر ایک کے ساتھ معانقہ کیا پھر سب
ملکر باہم بیٹھے ملک صالح برادر گلنار نے بادشاہ سے کہا ہم کمال خوشی سے آپکی حضور مین ظاہر کرتے ہین کہ ہماری ہمشیر گلنار بعد
اوٹھانے بہت مصیبتون کے آپکے سایۂ عنایت مین آئی اور بہت تمسے راضی اور خوش ہی اور ہم بھی آپکے احسانونکو سنکر جو اوسکے
حال پر آپنے فرمائے نہایت راضی اور خوش ہوے حق تعالی آپکو اور اوسکو یہ وصلت مبارک کرے بادشاہ نے بھی جو مناسب تھا درجواب
اوسکے کہا پھر اون سبکو دستر خوان پر بٹھلا کھانے کی تکلیف کی اور پہلو مین اپنے ملکہ گلنار کو بٹھلایا سب نے خوب جی بھر کھانا کھاکے
فراغت کی بادشاہ سب سے باتون مین مشغول ہوا یہان تک کہ رات ہوئی تب بادشاہ نے اونکو اور مکان مین کہ اونکی شبخوابی کے واسطے آگے
سے طیار کر رکھا تھا رخصت کر کے آپ اپنے خلوتخانے مین گیا اور گلنار کے ساتھ آرام کیا فجر کو اون سب مہمانون کی بڑی
دھوم سے دعوت کی اور اسیطرح سے ایک مدت تک اون سبکو اپنے ملک مین رکھکے ہر روز ایک نئی وضع سے ضیافت کرتا یہانتک کہ گلنار کو
پورے دن حمل کے ہوگئے اور درد زہ شروع ہوا اور اوسکے دوسرے دن لڑکا عالم ظہور مین آیا مان نے گلنار کی بڑی خوشی کی اور جب
رسم و دستور کے جوڑہ بہت بھاری اور قیمتی واسطے بادشاہ کے اور لوازم چھٹی کے جو اوس ملک اور اوسوقت مین مروج تھے طیار کر کے
گذرانے اور چونکہ شہزادہ نہایت حسین اور صاحب جمال پیدا ہوا تھا اسلیے اوسکا نام بدر رکھا اور واسطے شکر گزاری جناب باری کے
کہ بعنایت ایسے عطیۂ کبری اور موہبت عظمی کے اوسے سرفراز کیا بڑی داد و دہش کی اور غریبون محتاجونکو لاکھون روپے اور جوڑے بانٹے اور تمام
وزیرون امیرون اور ارکان دولت کو خلعت فاخرہ عنایت کیے اور سپاہ اور شاگرد پیشہ کو بھی انعام و اکرام سے سرفرازی بخشی اور شہر مین حکم دیا
کہ سب نے اپنے گھرون مین خوشی کرین اور ناچ اور رنگ دیکھین کتنے دن تک وضیع و شریف کی بڑی دہوم سے ضیافت اور طرح طرح کے کھانے پکوا کے تواضع کی جب ملکہ گلنار
ایام نفاس سے نکلی اور غسل کرکے پوشاک پہنی بادشاہ ایران اور اوسکے مان بھائی اون پانچون شہزادیون کے ساتھ شہزادہ بدر کو دیکھنے کے لیے

اوسکے محل مین گئے اور دیکھکے سب خوش ہوئے پھر ملک صالح نے اوس بچے کو دائی کی گود سے لیکر اپنے گلے لگایا اور بہت سا پیار کرکے اوس کمرے مین ادھر اودھر ٹہلنے لگا یہان تک کہ اوس دالان سے جو کہ طرف دریا کے تھا نکلکر شہزادے سمیت دریا مین کود پڑا بادشاہ ایران اس حال کو دیکھکر نہایت گھبرایا اور رو اویلا کرنے لگا اور اوسے یقین ہوا کہ پھر شاہزادہ بدر کو نہ دیکھیگا ملکہ گلنار نے منسکر بادشاہ کی تشفی کی کہ اس امر سے ذرا خوف نہ کیجیے یہ شہزادہ جیسا تمہارا فرزند ہے ویسے میرا دیکھو مین تو ذرا بھی اوسکے واسطے اندیشہ نہین کرتی تم خاطر جمع رکھو کسیطرح کا اوسکو ڈر اور خطرہ نہین ابھی اوسکو تم صحیح اور سالم دیکھوگے اسلیے میرا بھائی اوسکو دریا کے اندر لیگیا ہے کہ تا آوے زیر دریا اور سطح زمین پر سیر کرنا اور چلنا پھرنا مساوی ہو جیسا کہ ہم لوگون کا خاصہ ہے اور اسیطرح سے ملکہ گلنار کی مان اور دوسری بہنون نے بادشاہ کی تسلی کی تھوڑی دیر کے بعد دریا مین ایک جنبش معلوم ہوئی اور ملک صالح دریا کی لہر سے شہزادہ بدر کو لیے ہوئے باہر نکلا اور ہوا پر اوڑھکے اوسی دالان سے اندر محل کے آیا بادشاہ شہزادہ بدر کو اپنے مامون کی آغوش مین آرام سے سوتے ہوے دیکھکر نہایت متعجب ہوا ملک صالح نے بادشاہ سے پوچھا کہ آپکو کچھ خوف اور اندیشہ تو نہین ہوا تھا جسوقت کہ مین اپنے بھانجے بدر کو دریا مین لے گیا بادشاہ نے کہا کچھ نہ پوچھو جو میری حالت خوف سے ہوئی تھی اب اسکو اچھی طرح دیکھکر میری از سر نو زندگی ہوئی ملک صالح نے کہا کہ کچھ خطرہ اندیشے کی نہ تھی اسلیے کہ قبل جانے کے دریا مین مینے اسم اعظم کندہ حضرت سلیمان کی انگوٹھی کا پڑھ لیا تھا ہمارے درمیان مین یہ رسم جاری ہے کہ جب کوئی بچہ ہماری نسل سے روئے زمین پر متولد ہوتا ہے تو ہم برکت سے اسم اعظم کی اوسکو دریا مین واسطے سیر کے لیجاتے ہین جیسا کہ تمنے مشاہدہ کیا ملک صالح نے یہ کہکے شہزادہ بدر کو دائی کی گود مین دیا اور ایک چھوٹا سا صندوقچہ کہ اوس جلدی مین دریا کے اندر سے اپنے ساتھ لے آیا تھا کھولا اور اوسمین سے تین سو عدد الماس کے کہ ہر ایک برابر بیضہ کبوتر کے تھا اور اسیقدر بڑے بڑے لعل و زمرد کہ ہر ایک بمقدار چھ مثقال کے تول مین تھے اور تیس مالے مروارید کے کہ ہر ایک مالا دس دس لڑی کا تھا صندوقچہ سمیت بادشاہ ایران کو بطریق تحفے کے گذرانے اور کہا کہ ہمین اپنی ہمشیرہ گلنار کا حال کچھ معلوم نہ تھا کہ کس سرزمین مین ہے اور کس بادشاہ عالی مقدار کے ساتھ اوسکی کتخدائی ہوئی ہے اسلیے ہم خالی ہاتھ یہان آئے تھے اور یہان تمہاری حشمت اور جاہ و جلال کو دیکھکے نہایت خجل اور شرمندہ تھے کہ کیا ایسی چیز تمہاری خدمت مین گذرانین کہ عوض اوس یادگار ہماری شکرگزاری کا ہو اسلیے جلد ہی قدرے قلیل جواہر کہ تمہارے لائق نہین ہین اپنے ملک سے لاکے آپکی حضور مین گذرانے امیدوار ہون کہ یہ ہدیہ محقر اور تحفہ ناچیز ہماری خوشی خاطر کے لیے قبول کیجیے بادشاہ ایران اون جواہرات کو دیکھکر نہایت متحیر اور متعجب ہوا کہ ایک ایک عدد جواہر بھی اس کلان اور رنگ ڈھنگ کے روے زمین پر میسر نہین چہ جائکہ یکمشت اون عدد پھر بہت خوشی سے اونے قبول کرکے سر آنکھون سے لگایا اور ملک صالح سے بہت شکرگزاری کی اور کہا کہ مین تمہاری خوبیون اور حسن اخلاق سے خصوصاً اس وصلت اور قرابت سے نہایت مسرور ہون اور ایسے بڑے جواہرات قیمتی تمنے مجھے دیے ہین اور اوسکو حقیر کہتے ہو صاحب یہ صندوقچہ قیمت کئی سلطنت کا ہوگا پھر بادشاہ ایران نے گلنار سے کہا بی بی تمہارے بھائی نے اسقدر جواہرات بطریق ہدیے کے مجھے دیے مین چاہتا ہون تھوڑے اونکی خاطر کیواسطے لے لون اور باقی واپس کرون مگر وہ اوسمین اصرار اور مبالغہ بہت سا کرتے ہین تم میری طرف سے اونہین سمجھاؤ ہمشیرہ ملک صالح نے کہا اے بادشاہ اگرچہ اسقدر جواہر روے زمین پر بسبب کمیابی کے کچھ حقیقت

رکھتے ہین مگر دریا مین کہ کان ہر ایک جواہر کی ہی کچھہ حقیقت نہین رکھتے آپ اس امر مین کچھہ خیال نکرین اور سبکو قبول فرمائین بادشاہ
سنکر خاموش ہو رہا اور پھر اس امر مین کچھہ کہا سنا نہین بعد کتنے دنون کے ملک صالح نے بادشاہ ایران سے کہا کہ ہم سب آپکی حضور مین
اتنے خوش ہین کہ اور جگہ اسقدر آرام اور خوشی سے رہنا ممکن نتھا لیکن چو بہت عرصہ ہمین یہان آئے ہوا ہی وہان کا حال ہمین کچھہ
معلوم نہین اور غیبت مین اکثر امور ریاست کے درہم برہم ہونیکا احتمال ہی اسواسطے آپکی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ اگر مرضی
ہو تو ہم سب آپسے اور گلنار اور بدر سے رخصت ہوکر اپنے ملک کو جائین بادشاہ نے مجبوری اونکی رخصت قبول کی اور کہا اگرچہ ہم بدرجۂ
ناچاری تمھین رخصت کرتے ہین لیکن گلنار اور بدر کو نہ بھولنا اور کبھی کبھی اونکے دیکھنے کے واسطے تکلیف کیا کرنا اور مجھے بھی
اپنی ملاقات سے ممنون کرتے رہنا ملک صالح رخصت ہوکے ملک سمندال کو گیا اور یہان بادشاہ اور گلنار جون جون شہزادہ بدر
بڑہتا تھا اوسے دیکھہ خوش ہوتے تھے اور گاہے گاہے ملک صالح اور گلنار کی مان بھی اوسکے دیکھنے کو آجاتے جب بدر قابل تربیت کے
ہوا تھوڑے عرصے مین لکھہ پڑھکے سب علوم اور فن حاصل کیے اور پندرہ برسکے سن مین جب نہایت فہمیدہ اور دانشمند ہوا بادشاہ
ایران نے اوسے اپنا قائم مقام اور ولیعہد کرکے انفصال مقدمات خلق کا اوسے سونپا اوسنے عدل اور انصاف کرکے خلق کو اپنے سے
کمال راضی کیا ہر ایک کے مطلب کو بغور سنتا اور جواب اوسکا معقول دیتا اور کسی سے بغرور و نخوت پیش نہ آتا جب بادشاہ نے شہزادہ کو ہر ایک امر
مین لائق اور فہمیدہ پایا تاج بادشاہی اپنے سر سے اوتار کر اوسکے سر پر رکھا اور بجاے اپنے اوسے تخت نشین کیا اور اوسکے ہاتھونکو بوسہ دیا
اور یہ امر دلیل ہی اس بات پر کہ جمیع مہمات امور سلطنت کے انھین ہاتھون سے بخوبی انجام پاوینگے اور بادشاہ پائین تخت کے کہ جگہ وزیرون
اور امیرونکی تھی بیٹھا پھر سب وزیر اور امیر کہ ناظم امور فوج اور ملک کے تھے حاضر ہوکے بادشاہ نو کو نذرین گذرانتے گئے اور حسب دستور
اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کیواسطے ہر ایک نے حلف و پیمان کیا جب ان سب امور سے فراغت ہوئی وزیر اعظم واسطے انفصال کے
مہمات سلطنت اوسکی حضور مین لایا اسنے اونکو ایسی خوبی سے انجام دیا کہ سب دیکھکر حیران ہوے اور تھوڑے عرصے مین اوس بادشاہ جدید نے
نظم و نسق سلطنت کا ایسا کیا کہ ہر ایک کے پسند آیا اور اوسکی عقل و دانش خداداد پر ہزارون تحسین و آفرین کی جب اوسے امور دربار سے فراغت
کر چکا باپ کے ساتھہ محل مین اپنی مان گلنار کے پاس گیا ملکہ گلنار تاج سلطنت کا اوسکے سر پر دیکھہ دوڑی اور اپنے گلے لگایا اور بہت خوش ہوئی
ایک برس کے عرصے مین کاغذات ملک کے دیکھہ دخل اور خارج ملک اور حسن و قبح ہر ایک امر سے آگاہ ہوا دو سال کے عرصے مین اوسکے باپ نے
سب طرح اوسکی طرف سے اپنی خاطر جمع کر باہر شہر کے بود و باش اختیار کی اور اکثر اوقات سیر و شکار مین مشغول رہنے لگا اور ملک بملک
شہر بشہر جاتا اور نیک و بد پر مطلع ہوکے اوسکا تدارک کرتا القصہ اسی انتظام مین باپ بادشاہ بدر کا بیمار ہوا اور روز بروز اوسکی علالت
بڑہتی گئی آخر جب اپنی زندگانی سے مایوس ہوا وزیر اور امیر ممالک کے جمع کیے اور پھر اونسے واسطے اطاعت بادشاہ بدر کے تجدید عہد
پیمان لیے اور اس عالم فانی سے رحلت فرمائی اس حادثے سے سلطان بدر اور ملکہ گلنار نے بہت جزع و فزع کرکے اوسکو بڑے تجمل
سے دفن کیا بدر نے حسب دستور ایک مہینے کامل گوشہ نشین ہوکے کسی متنفس سے ملاقات نکی اور اپنے باپ کے غم مین دن رات
رویا کیا اس عرصے مین مان اور ملک صالح بھائی گلنار کا اپنے اقربا کے ساتھہ وہان پہونچکر شریک اس ماتم کے ہوے جب سوم

ماتم داری سے اون سبنے فراغت پائی ملک صالح نے ایک وزاپنی ہمشیرہ گلنار سے کہا تعجب ہی کہ تمکو اب تک کچھ فکر و خیال
بدر کی کتخدائی کا نہین اگر تمھاری مرضی ہو تو مین کوئی شہزادی اپنے ملکون مین جو ہم جمال اور مقابل بدر کے ہو تلاش کرون ملکہ گلنار نے
جواب دیا کہ اب تک نہ مجھے اس بات کا کچھ خیال تھا اس لیے کہ مین نے کچھ رغبت اور خواہش بدر کی اسطرف نہین پائی تھی اور مین
بہت خوش ہونگی اگر کوئی شہزادی صاحب جمال ویسائی تمھارے خیال مین ہو تو مجھے اوس سے آگاہ کرنا تا مین دریافت کرکے تمھین اوسکی سلسلہ جنبانی
کے واسطے اجازت دون اور مجکو تمھاری محبت اور شفقت سے یقین ہی کہ تم کوئی ایسی شہزادی اوسکے واسطے ڈھونڈھوگے کہ بدر جسے
دیکھکر بدل عاشق ہو جائے ملک صالح نے کہا مین تمسے ایک شہزادی کا حال بیان کرونگا جسوقت کہ بدر غافل ہو سو جائیگا گلنار نے
دیر سے بدر کو خاموش پاکے جانا کہ وہ غافل سوتا ہی اور بدر نے ذکر شہزادی کا سنکر اپنے تئین سوتا بنایا اور بالکل اپنا دھیان انکی باتونپر
رکھا تا سب باتین اونکی سنے گلنار نے ملک صالح سے کہا بھائی اب تم بے وسواس فکر اوس شہزادی کا کرو کہ بدر غافل سوتا ہی ملک صالح نے
کہا اس امر مین بہت احتیاط ضرور ہی کہ مبادا بدر میرا بھانجا کہین ذکر اوسکا نہ سن لے اور غائبانہ عاشق ہوکے اوسکے واسطے آوارہ ہو جائے
اور حال اوسکے باپ کا تمھین معلوم ہی کہ وہ فرط غرور اور نخوت سے کسی بادشاہ اور بادشاہزادے دریائی اور خشکی کو اپنے مقابل نہین سمجھتا خدا جانے
بعد درخواست کے قبول کرے یا نکرے مگر بدر اوسکے عشق مین اپنے تئین ہلاک کریگا فقط تمسے اوسکا اور اوسکے باپکا نام
مین بیان کرتا ہون اوس شہزادی کا نام جواہر ہی اور اوسکے باپ کا نام سلطان سمندال گلنار نے پوچھا کیا بھائی صاحب اب تک
جواہر شہزادی کہین بیاہی نہین گئی مینے اوسکو آگے بہت روز ہوئے قبل اپنے یہان آنے کے دیکھا تھا اوسوقت وہ آٹھ مہینے کی تھی
اور فی الحقیقت اوسوقت مین اوسکے حسن کا شہرہ تھا جو کوئی اوسے دیکھتا خوش ہوتا اب تو عالم جوانی مین اوسکا کچھ اور ہی عالم ہوگا
اس دنیا مین وہ مثل اپنے نہین رکھتی ہوگی اور وہ البتہ میرے فرزند بدر سے بڑی ہی اور مین حیران ہون کہ تمھین اوسکی خواستگاری مین
کیا دقت اور دشواری معلوم ہوتی ہی ملک صالح نے کہا سلطان سمندال ایسا مغرور ہی کہ کسی بادشاہ کو اپنے خیال مین نہین لاتا اور نہ
مثل اپنے سمجھتا ہی مجھے نہین معلوم ہوتا کہ وہ اس وصلت کو منظور کرے بہرکیف مین اوسکی دختر کی درخواست اپنے بھانجے کیواسطے
کرونگا مگر خبردار بدر اس حال کو سننے نپائے اور جواہر کے حال سے مطلع نہو جب تک مین اوسکے باپ کو راضی نکرلون ڈرتا ہون
کہ مبادا وہ سنکر اوسپر غائبانہ عاشق ہوکے اپنے تئین ہلاک کرے اور مین جواہر کو اوسکے لیے بہم نہ پہنچا سکون وہ دونون بہن بھائی
دیر تک مذکور کیا کیے آخر کو یہ قرار پایا کہ ملک صالح اپنے ملک کو جلد ہی جاوے اور ملک سمندال سے جواہر کی درخواست واسطے بدر کے
کرے گلنار اور ملک صالح کو یقین کلی تھا کہ بدر غافل سوتا ہی وہ دونون اسی طرح سے اوسکو سوتا ہوا چھوڑ کر اپنے مکان کو چلے گئے
اور بدر نے چپکے چپکے وہ سب گفتگو ملک صالح کی جو گلنار سے کی تھی سنی اور تصویر جواہر شہزادی کی کہ اونھون نے نکالکر دیکھی تھی دیکھکر
اوسپر عاشق زار ہو گیا اور اوس شب جواہر کے خیال مین بیقرار ہوکے لوٹا کیا فجر کو اوسی خیال مین اوٹھا اور کھانا پینا بولنا چالنا مطلق چھوڑ دیا
جب ملک صالح اپنی بہن گلنار کے پاس بارادہ اپنے ملک کے بدر سے رخصت ہونیکو واسطے آیا اوسکا حال متغیر پاکے پوچھا اوسنے اپنے عاشق ہونیکا
حال جواہر شہزادی سمندال پر پوشیدہ کرکے کہا ماموں جان میرا دل یہان بہت گھبراتا ہی مجھے آپ اپنے ساتھ لے چلیے اور آپ بھی قصد اپنے ملک

جانیکا نہ کبھی میرا ارادہ ہی کہ دو تین دن کے لیے واسطے شکار کھیلنے کے آپکے ساتھ کسی طرف کو جاؤں اور دلمین قصد کیا کہ اس بہانے سے
اپنے ماموں کے ساتھ ہو کر واسطے تلاش جواہر شہزادی کے یہاں سے نکل جاؤں اس امر کو اپنی والدہ گلنار سے مخفی رکھا اسواسطے
کہ وہ ہرگز میری جدائی کی روادار نہین ہوگی اور سفر سے مجھے باز رکھے گی بظاہر گلنار سے اجازت شکار کی مانگی اور اسباب و سامان
شکار کھیلنے کا ہمراہ لے ملک صالح کے ساتھ ایکطرف روانہ ہوا اور مطلق اسرار کو ملک صالح سے نکہا یہانتک کہ ایکدن بسبب
شدت حرارت آفتاب کے وہ تلاش مین شکار کے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور اوسوقت کوئی افسر اور نوکر بدر کے پاس نتھا
وہ ماندہ ہو کے اپنے گھوڑے سے اوترا اور اوسکو کسی درخت سے باندھ کر کنارے ایک ندی کے درختوں کے سایہ مین گھانس سبز پر بیٹھ گیا اور آہین
مار مار رونے لگا دیر تک اسی حال مین وہان بے اسکے کہ کچھ کہے سُنے بیٹھا رہا ملک صالح اوسے دیکھ کے گھبرایا اور ہر ایک سے اوسکا حال
پوچھا کوئی کہہ نسکا کہ وہ کہان ہی پھر وہ آپ اوسکی تلاش کو نکلا اور دور سے اوسکو دیکھا کہ نہایت سوز و گداز عشق سے زار زار رو رہا ہی
تب اوسے یقین ہوا کہ بیشک اوسنے حال جواہر کا مجھسے سُنا اور اوسی کے عشق مین گرفتار ہوا ہی پھر وہ گھوڑے سے اوترا اور اوسکو ایک درخت سے
باندھ آہستہ اوسکی آڑ مین کھڑے ہو کے سُنا کہ وہ ان باتون کو کہہ رہا تھا اے میری نازنین شہزادی ملک سمندال کی تمھاری تصویر کو
دیکھکر میرا یہ حال ہوا اور مجھے یقین ہی کہ تم دنیا کی سب شہزادیون بلکہ آفتاب و ماہتاب سے بھی حسن و جمال مین فائق ہو مینے اپنے دلکو تمھاری
نذر کیا مگر حیران ہون کہ تمھین کہان جا کر تلاش کرون ملک صالح کو زیادہ اس سے طاقت سننے کی نہی پھر آگے جا کے اوسکے پاس بیٹھکر کہا مجھے بیشک
معلوم ہوا کہ تمنے سب باتین شہزادی جواہر کی جو میرے اور تمھاری ماں کے درمیان مین کل ہوئی تھین سُنی ہین ہماری احتیاط کچھ کام نہ آئی بدر نے
کہا کہ ماموں صاحب مینے آپکی سب باتین سنین اور جو امر کہ شدنی تھا ہوا اب اگر تمکو میری بہبودی درکار ہی تو میری شادی کی درخواست اوسکے باپ
سے کرکے راضی کرو ملک صالح نے اوسکی تسلی کی کہ تم اب اپنے شہر کو جاؤ مین اس امر کے واسطے ملک سمندال کو جاتا ہون بدر نے کہا تمکو میرے
ساتھ کچھ محبت معلوم نہین ہوتی کہ مجھے اس حال مین اکیلے چھوڑے جاتے ہو اگر مجھے بدل پیار کرتے ہو تو اپنے ساتھ اودھر کو لیچلو ملک صالح
نے کہا بدون اطلاع اور اجازت ملکہ گلنار تمھاری ماں کے کیونکر مین تمھین لیجا سکتا ہون بدر نے کہا تم خوب جانتے ہو کہ میری ماں مجھے
خوشی سے کاہے کو اجازت جانے کی دیگی مقتضا محبت کا کہ میرے ساتھ رکھتے ہو یہ ہی کہ فی الفور ملک سمندال کیطرف اوس کام کے واسطے
روانہ ہوا اور مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو ملک صالح نے بپاس خاطر بدر کے اپنی اونگلی سے ایک انگشتری جسپر اسم اعظم کندہ تھا اوتار کر اوسے دی
اور کہا اسکو تو اپنی اونگلی مین پہن لے اور کچھ ذرا دریاے عمیق سے خوف نکیجیو جب سلطان بدر نے اوسکو پہن لیا ملک صالح نے اوس سے کہا اب
جو کچھ کہ مین کہون تو بھی اوسکو بے تامل کہیو پھر وہ دونون گھوڑون پر سے اوترے اور کنارے دریا کے پہونچکر فوراً وہ دونون اوسمین آئے اور منازل
دریائی طی کرنے لگے تھوڑے عرصے مین وہ دونون مملکت دریائی مین پہونچے اور ملک صالح سلطان بدر کو اپنی ماں کے پاس لیگیا بدر نے
اپنی نانی کو دیکھکر اوسکی دست بوسی کی اور ہر ایک دوسرے کو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر ملکہ نے اوسکی خیر و عافیت پوچھکر حال
ملکہ گلنار کا استفسار کیا بدر نے اپنی ماں کی خیر و عافیت ظاہر کرکے اوسکو تسلی دی پھر اوسنے دوسری شہزادیون سے جو اوسکے
اقربا سے تھین بدر کو ملوایا بدر اون سے باتون مین مشغول ہوا ملک صالح نے فرصت پاکے اپنی ماں سے خلوت مین حال

عاشق ہونے بدر کا جواہر شہزادی ملک سمندال پر اور اوسکے اضطراب و بیقراری کا اوسکے دیکھنے کے لیے بیان کیا اور کہا مین
ملک سمندال کو جاتا ہون اور وہان دختر ملک سمندال کی درخواست واسطے بدر کے کرتا ہون اگرچہ ملک صالح اس مقدمے مین مختص ہو
تھا اور اوسنے حتی الامکان بہت احتیاط کی تھی کہ شہزادی جواہر کا حال بدر کو نہ معلوم ہو مگر اوسکی مان نے اوسے بہت ملامت کی اور کہا
تجکو حال غرور اور بدمزاجی ملک سمندال کا کیا معلوم نتھا کہ تونے مذکور اوسکی بیٹی کا بدر کی کتخدائی کیواسطے کیا اور بدر کو اوسکے عشق مین
ڈالا ملک صالح نے کہا مین دیکھتا ہون کہ اگر بدر اس تقریر مین جواہر کا عاشق اور شیدا ہو رہا اور خدانخواستہ کوئی صورت کتخدائی کی شہزادی
سمندال کے ساتھہ نہوئی تو وہ بیشک اپنے تئین ہلاک کریگا اور مین تا بمقدور اپنے اس امر مین کوشش کرتا ہون تمھارے نزدیک بھی صلاح ہی کہ ملک
سمندال مین جاکر اس امر کی درخواست اوس سے کرون اور پہلے کچھہ اوسکی حضور مین جواہرات گذرانون مجھے تو اعتماد پڑتا ہی کہ وہ ایسے بڑے بادشاہ
روے زمین سے اپنی لڑکی کے دینے مین تامل نکریگا اوسکی مان نے کہا کیا مضایقہ مگر خوف اوسکی بدمزاجی و غرور کا ہی ذرا سمجھہ بوجھکر اوس سے اس
امر مین گفتگو کیجیو اور بدر بادشاہ ایران کو یہان میرے پاس چھوڑ جاؤ تا ماندگی راہ سے ستاوے اور آسایش کرے پھر اوس ملکہ نے اپنے پاس سے
جواہر قسم قسم کے ہیرے اور لعل و زمرد اور سلک مروارید کلان نکالے اور ایک صندوقچے مین رکھہ ملک صالح کو دیے کہ یہ تحفہ پہلے ملک کو گذرانیو بعد اسکے
اوس سے درخواست نسبت کی کیجیو ملک صالح نے وہ صندوقچہ اپنے ساتھ لیا اور اپنی فوج سے کئی ایک افسر اور سپاہیونکو انتخاب کر اور اپنی مان
اور بھانجے سے رخصت ہو روانہ ہوا اور جلد دار الملک سمندال مین اپنے تئین پونہچایا اور بادشاہ سمندال کے پاس گیا بادشاہ سمندال
نے اوسکی بڑی تعظیم کی اور تخت سے اوٹھہ ملک صالح سے معانقہ کیا اور اپنے پہلو مین بٹھلایا ملک صالح حسب دستور اپنے رتبے کو لحاظ کرکے
آداب بادشاہی بجا لایا اور اوسکے پاس بیٹھہ گیا پھر بادشاہ سمندال نے خیر و عافیت اوسکی پوچھہ کر کہا اگر کوئی کام تمھارا اس سلطنت سے
متعلق ہو تو مین اوسکو بسر و چشم بجا لاؤن ملک صالح نے کہا میرے حاضر ہونیکا سبب تمھاری حضور مین صرف ملاقات ہی کہ مدت سے تمھین نہین
دیکھا تھا اور سوا اسکے ایک مطلب اور ہی اگر آپ بدل متوجہ ہوکے اوسے سنین تو مین عرض کرون پھر اوسنے صندوقچہ جواہر کو اپنے
خدمتگار کے ہاتھہ سے لیکر گذرانا کہ آپکی عنایت سے متوقع ہون کہ اس ہدیہ دوستانہ کو قبول فرمائیے بادشاہ سمندال نے بپاس خاطر ملک صالح
کے اوسے قبول کیا پھر اوسنے بعد تمہید شایستہ کے شاہد مطلب کو منصۂ اظہار پر اسطرح جلوہ گر فرمایا کہ مین باعتماد آپکے لطف و عنایات
اور بسبب یکجہتی و اتحاد کہ ہمیشہ سے درمیان ان دونون پادشاہون کے مربوط ہی بے تکلف اپنا گھر سمجھکر یہان واسطے اظہار اس مطلب کے
آیا ہون آپکی ضمیر منیر پر کہ آئینۂ جہان نما ہی مخفی نہوگا کہ ہماری ہمشیرہ شہزادی گلنار ایک بڑے بادشاہ ولایت ایران کے ساتھہ
کہ سلاطین عظیم الشان بسیط ارض سے ہی منسوب ہوئی تھی اوسکے بطن سے ایک فرزند اوس فرمانروا کے گھر پیدا ہوا اور از بسکہ حسین
اور صاحب جمال ہی وہ اپنا مثال و نظیر اس عالم مین نہین رکھتا اور زیور علم و دانشوری سے بھی ایسا آراستہ ہی کہ حکماے عصر کو اوسکے
آگے کچھہ رتبہ نہین اوسکے باپ نے سن چہاردہ سالگی مین اوسے اپنا ولی عہد کیا اور زمام انتظام ملک کی اوسکے ہاتھہ مین دی چنانچہ
بعد رحلت اپنے باپ کے وہ شہزادہ فرمانروا اوس ملک کا ہی اب جو وہ خدا کے فضل و کرم سے قابل شادی کے ہوا اسلیے
آپکی خدمت مین ملتمس ہون کہ اوس بادشاہ عالی جاہ کو اپنی فرزندی مین لیکر شہزادی جواہر کے ساتھہ کہ آپ کی دختر نیک اختر ہی

کتنی افزایش ہے کہ ہر آئینہ ظہور اس امر کا موجب ازدیاد محبت ان دونون سلطنت کا ہوگا بادشاہ سمندال اس پیغام سے نہایت برہم ہو کہنے لگا کہ ای ملک صالح آج تک مین تمھین بڑا عاقل اور دانشمند جانتا تھا آج خیال تمھارا کدھر گیا اور عقل دور بین کیا ہوئی کہ ایسا سخن نامناسب میرے مونہ پر لانے اور میری لڑکی کا نام اس بے تکلفی سے میرے سامنے لیا مگر تم میرے رتبے سے کیا واقف نہین ان دونون سلطنتون مین زمین آسمان کا فرق ہے مگر تمھاری موت تمھین یہان لائی ہے ملک صالح کہ نہایت پچتایا اور سمجھا کہ شاید مینے اپنی آفت کے واسطے شاہزادی جواہر کی درخواست کی ہے یہ بادشاہ یہی سمجھا پھر اوسنے کہا آپ شاید یہ سمجھے کہ درخواست مینے اپنے بیٹے کی ہے ای بادشاہ باشوکت وجاہ مین یہ امر واسطے بدر بادشاہ ایران کے جو میرا ہمشیرزادہ ہے عرض کرتا ہون بادشاہ سمندال نے برہم ہوکے کہا کہ تمنے مجھے آگے سے زیادہ گالی دی اور بد کہا پھر تو نہایت غیظ مین آیا اور کہا ای ملعون تونے میری دختر کو بدر کا نام لیکے برابر کیا تیرا باپ کون تھا اور تیری ہمشیرہ کیا بلا ہے اور تیرا بھانجا کیا چیز ہے اوسکا باپ تھا مگر ایک حشرات الارض اور وہ بھی علی ہذا القیاس پھر اپنے لوگون سے کہا اس شخص کا سر کاٹ کر پھینک دو اوسکے افسرون نے چاہا کہ مار ڈالین ملک صالح فرصت پاکے اپنے اقربا اور افسرون کہ قریب ایک ہزار کے مسلح اور مستعد کھڑے تھے اور بھی اوسوقت اوسکی ماں کی فوج بھیجی ہوئی وہان پہونچگئی تھی جا ملا اونھون نے اوسے مضطرب دیکھکے کہا خیر تو ہے چین آپ اُس کا حکم دیجیے پھر دیکھیے کہ ہم کیا کرتے ہین ملک صالح کو اوس فوج کے آجانے سے نہایت تقویت ہوئی اور اونکو ہمراہ لیکر چڑھ گیا تھوڑے افسر اور لوگ جو وہان شاہ سمندال کے تھے اونھین بھگا دیا اور شاہ سمندال کو قید کرلیا اور تھوڑے لوگ وہان چھوڑ آپ مع اقربا او محل مین گیا تا اوسکی لڑکی کو پکڑ لیجاوے جواہر نے آگے اوسکے پہونچنے کے یہ خبر سنتے ہی چند خواصون کے ساتھ دریا سے نکل راہ جزیرہ کی لی اور وہان ایک قلب جنگل مین جا چھپی بعضے خدمتگارون نے ابتدائے حال مین غصہ شاہ سمندال کا دیکھ خبر حکم مار ڈالنے ملک صالح کی اوسکی مان سے جاکر کہی ملکہ کو یہ خبر سنکر نہایت تشویش پیدا ہوئی اور بدر بھی کہ اوسوقت ملکہ کے پاس حاضر تھا اس خبر سے نہایت اپنے دل مین پشیمان ہوا کہ افسوس میرے سبب سے یہ سب آفت ملک صالح پر پڑی اور اوسکی مان میرے آنیکو یہان پر شوم اور نحس جانیگی اب تیرا رہنا کسیطرح سے صلاح نہین یہ امر تصور کرکے دفعتہً دریا سے نکل راہ ایران کی لی مگر جو براہ سے آگاہ نہ تھا گذر اوسکا اوس جزیرہ مین جہان جواہر شاہزادی جاکر چھپی تھی ہوا اور وہ ماندہ ہوکے نیچے ایک بڑے درخت کے گرد اوسکے اور بہت درخت تھے بیٹھ گیا اور چاہا کہ یہان تھوڑی دیر بیٹھکے ذرا دم لون اتنے مین آواز آدمیونکی سنائی دی کہ آپسمین کچھ باتین کرتے ہین ہر چند اوسنے چاہا کہ کان رکھکے سنون لیکن بسبب مسافت کے کچھ اچھی طرح سے سن نسکا آخر اوٹھکر چپکے دبے پاؤن وہان گیا جہان سے آواز آتی تھی وہان جواہر شہزادی کو بیٹھے ہوئے دیکھکر مفتون اور فریفتہ ہوا اور جانا کہ یہ بیشک شہزادی جواہر ہے کہ اپنے باپ کو مغلوب اور گرفتار دیکھکے یہان آچھپی ہے پھر بدر نے اوسکے روبرو جاکر کہا شکر خدا کا جسنے تمھارے دیدار سے مجھے مشرف کیا آپ مجھے ایسے وقت مین اپنا رفیق کیجیے تا مین تمھاری حضور مین حاضر رہکے آپکی سب طرح سے اعانت اور خدمت بجالاؤن اور تمھارے نام و نشان سے واقف ہون اوسنے کہا صاحب تم سچ فرماتے ہو ضرور ہے کہ ایک شخص مثل تمھارے ایسی مصیبت مین میرا رفیق ہو اور میرا نام جواہر ہے اور بیٹی شاہ سمندال کی ہون اپنے محل مین آرام تمام سے تھی ناگہان ایک شور و غل سنا اور ساتھی اوسکے آدمیون نے آکر خبر دی کہ ملک صالح نے جسکا سبب مین نہین جانتی ایکبارگی آکر میرے باپ کو

قید کرلیا اور اوسکے لوگونکو مارکے نکال دیا مینے یہ حال سنکر اپنے تئین یہان آکر چھپایا بدر نے بھی بے اسکے کہ کچھہ تامل کرے اپنا
حال اوس سے ظاہر کیا اور کہا میرا نام بدر ہے بادشاہ ایران کا بیٹا ہون اور ملک صالح میرا ماموں ہے اور اوسنے اوسے قید نہین کیا مگر اس
واسطے کہ وہ مجھے اپنا داماد کرے اور تمھارے ساتھ میری شادی کردے جب تمھارے باپ نے اس امر سے انکار کرکے ملک صالح کا ہلاک
کرنا چاہا دفعتہً اوسکی فوج پہونچ گئی اور تمھارے باپ کو قید کرلیا اب تم خاطر جمع رکھو مین اس امر کی اصلاح بخوبی کردونگا
ملک صالح کو فقط یہی منظور ہے کہ تمھارا باپ تمھاری شادی میرے ساتھ کردے سوا اسکے اور کچھہ نہین چاہتا جسوقت تمھارا باپ اس امر مین راضی ہوگا
پھر وہ کسی طرح سے مزاحمت اوس سے نکریگا شہزادی جواہر بدر کو دیکھکر مفتون اوسکے حسن وجمال کی ہوئی مگر جب اوسنے دریافت کیا کہ باعث
اس سب مصیبت کا جو مجھپر اور میرے باپ پر پڑی یہی شخص ہے اس امر کو تصور کرکے اوسے اپنا دشمن جانا اور بظاہر اوس سے کلمات محبت
اور آشتی کے کیے اور کہا اے بدر بادشاہ ایران پسر ملکہ گلنار مین تجھے دیکھکے کمال خوش ہوئی اور فی الحقیقہ تو سزاوار ہے اس امر
کا کہ تیری شادی میرے ساتھ ہو مگر میرے باپ نے اس امر مین انکار کیا بڑی غلطی کی اور وہ تجھے دیکھتا تو یقین ہے کہ کبھی اس مصلحت سے انکار
نکرتا اور بیحال خوشی تیرے ساتھ میری شادی کردیتا یہ کہکے جواہر نے اپنا ہاتھ واسطے ازدیاد محبت کے آگے کو بڑھایا بدر نے اس امر سے نہایت
خوش ہوکے اپنا ہاتھ بھی بڑھا کر چاہا کہ اوسکا ہاتھ پکڑکے بوسہ دے شہزادی جواہر نے فی الفور اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور بدر کے مونہ پر
تھوک دیا تاکہ کچھہ تری اور پانی واسطے سحر کرنیکے پیدا ہو اور کہا اے کم بخت اپنی شکل آدمی کی چھوڑ اور چڑیا سرخ پشت و پانون کی بن جا
سلطان بدر جادو کے اثر سے قالب انسانی کو چھوڑ شکل چڑیا کے جیسا کہ اوسنے کہا تھا بن گیا پھر جواہر نے ایک خواص سے کہا کہ اس جانور کو
جزیرۂ خشک بے آب مین لیجا کے چھوڑ دے وہ جزیرہ فقط ایک پہاڑ تھا جسمین اصلا پانی کا نشان نہین وہ خواص اوس چڑیا کو پکڑ کر لیچلی
اثناے راہ مین اوسے سلطان بدر پر بہت رحم آیا اپنے دلمین کہا یہ شہزادہ ناز و نعمت مین پالا ہے اوس جزیرۂ بے آب و دانہ مین بھوک پیاس سے
مر کر رہ جائیگا اور یہ شہزادی کہ نہایت رحیم و کریم ہے گو اسوقت غیظ مین آکر ایسی بدسلوکی اور ظلم سے پیش آئی اور بعد فرو ہونے غصے کے
پچتائیگی بہتر یہ ہے کہ اسے ایسی جگہ چھوڑا چاہیے کہ وہ سواے اپنی اجل معینہ کے نہ مرے وہ خواص اوسے ایک جزیرۂ آبادان مین لیجا کے
چھوڑ آئی جہان بڑی آبادی و طرح طرح کے اشجار میوہ دار اور جابجا چشمے پانی کے تھے اب یہان سے حال ملک صالح کا سنا چاہیے
اوسکے افسرون نے ہر چند تلاش شہزادی جواہر کی بادشاہ سمندال کے محل مین کی کہین اوسکو نپایا آخر ملک صالح نے حکم کیا کہ بادشاہ
سمندال کو اوسی مکان مین بقید شدید مقید رکھو اور ایک افسر واسطے خبرگیری اوس بادشاہ کے مقرر کرکے آپ اپنی مان کے پاس آیا اور
سب حال بیان کیا پھر جب اوسکو دریافت ہوا کہ بدر بادشاہ ایران کا یہان سے کسی طرف چلا گیا اور کتنے دنون سے ناپید ہے
گھبرا کے اوسکا حال ملکہ سے پوچھنے لگا ملکہ نے کہا جس روز مین نے تمھاری مغلوبی کی خبر سنکر یہان سے مدد اور فوج دریائی بھیجی تھی
اوسی روز سے بدر گم ہے اوسکا کچھہ حال معلوم نہین شاید تمھاری مغلوبی کی خبر سننے سے گھبرایا اور اپنے بچانیکو کسیطرف چلا گیا
ملک صالح یہ خبر سنکر نہایت مغموم اور شرمندہ ہوا کہ مینے جسکی خوشی کیواسطے یہ سب مصیبت اوٹھائی وہی شخص اب ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا
ملکہ گلنار کو کیا مونہ دکھاؤنگا پھر اوسنے دور دور چارون طرف اپنے افسرونکو اوسکی تلاش کے واسطے بھیجا مگر کہین اوسکا ٹھکانا نہ لگا

اور نشان نپایا تب ملک صالح نہایت دلگیر ہوکے امور سلطنت کو تفویض اپنی مان کی کرکے پھر آپ ملک سمندال کو گیا اوسی روز گلنار اپنے
دار الملک سے نزدیک اپنی مان کے پونہچی وجہ آنے کی یہ کہ جس دن گلنار کا فرزند بدر شکار کو گیا تھا اور رات کو پھر نہ آیا فی الجملہ
بیقراری و اضطراری تھی اور سمجھی کہ شاید کسی شکار کا تعاقب کر کے دور نکل گیا ہوگا اسواسطے اوسکے پھر آنے مین توقف ہوا مگر جب
وہ کئی دن تک غائب رہا اور اپنے گھر کو مراجعت شکار سے نکی نہایت ملول اور مضطرب ہوئی اور اون افسرون سے جو شکار مین شریک
بادشاہ بدر اور ملک صالح کے تھے اونکا حال پوچھا اونھون نے کہا اون دونون نے ایک شکار کے پیچھے اتنا تعاقب کیا کہ ہماری نظر سے غائب ہوگئے
ہرچند ہمنے کئی روز تک جنگل جنگل اور پہاڑ پہاڑ تلاش کی کہین اونکو نپایا اور ہمین نظر پڑے مگر اون دونون کے گھوڑے سواری کے
البتہ ہمارے ہاتھ لگے وہ دونون درخت سے بندھے ہوے تھے ملکہ گلنار نے اپنی خاطر کو تسلی دے کر دلمین کہا کہ ماموں بھانجے دونون
شاید مملکت دریائی مین گئے ہونگے پھر اون افسرونکو حکم کیا کہ تم اب وس جگہ جاکر خوب تلاش کرو پھر ملکہ گلنار نے قصد ملک دریا کا
کرکے بے اطلاع خواصون کے اپنے تئین دریا مین ڈالا اور واسطے رفع کرنے شبہہ کے کہ شاید ملک صالح بادشاہ ایران کو اپنے ساتھ
وہان لے گیا ہو تھوڑے عرصے مین اپنی مان کے گھر پونہچی اول محلے مین مان اوسے دیکھکر بہت خوش ہوئی پھر اوس سے کہا کہ شاید تمنے
واسطے دریافت کرنے خبر بادشاہ ایران اپنے فرزند کے یہان آنے کی تکلیف کی ہے اوسکی خبر تم سے کیا کہون سواے رنج و الم کے کچھ اور
حاصل نہین پہلے جب بدر اپنے ماموں کے ساتھ یہان آیا تھا تو مین اوسے دیکھکر کمال مسرور ہوئی تھی مگر جب اوسکے ماموں نے ملک
سمندال مین جا بادشاہ سمندال سے درخواست شادی جواہر شاہزادی کی اوسکے واسطے کی بادشاہ سمندال نے اس بات سے نہایت
برہم ہوکے ارادہ ملک صالح کے قتل کا کیا اوسکے آدمیون نے مجھسے آکر یہ سب کہا مینے فوراً اور فوج اوسکے پاس بھیجدی چنانچہ
اوس لشکر کے سبب سے ملک صالح اوسپر غالب ہوا مگر بدر ماموں کی مغلوبی کا حال سنکر یہان سے کسیطرف کو بے اطلاع ہمارے چلا گیا ہے
اور اوسکا ماموں بادشاہ سمندال کو قید کر کے میرے پاس آیا تھا جب اپنے بھانجے کی خبر گم ہوجانے کی سنی پھر ولایت سمندال کو
اوسکے تلاش کے لیے گیا ملکہ گلنار اپنے بیٹے بدر کے گم ہونے کا حال سنکر بہت روئی اور ملک صالح کو بہت ملامت کی اوسکی مان
نے کہا فی الواقع اوس سے بڑی خطا اور غلطی واقع ہوئی کہ اوسنے جواہر کے مذکور کرنے مین کچھ احتیاط نکی تا بادشاہ بدر اوسکو نہ سنتا
لیکن مجھے یقین پڑتا ہی کہ بادشاہ بدر جلد تمکو آکر ملیگا تم خاطر جمع رکھو اور اوسکے ملک کی حفاظت جاکے کرو تمھارا ہونا اوسکی غیبت
مین ضرور ہی ملکہ گلنار نے بموجب فرمانے اپنی مان کے عمل کیا اور فی الفور اوس سے رخصت ہوکے دار السلطنت ایران مین پہونچی
اور آدمی بھیج اون افسرون کو جنھین واسطے تلاش کرنے بدر کے پھر بھیجا تھا بلوالیا اور کہا کہ مجھے حال اوس جگہ کا جہان بادشاہ
ایران کا ہی معلوم ہوا وہ جلد یہان آیا چاہتا ہی پھر ملکہ گلنار نے حکم کیا کہ تم اس خبر کو تمام شہر اور ملک ایران مین مشتہر کرو
وزیر اعظم اور اہل دفتر وہان کے اس خبر کو سنکر نہایت خوش ہوے اور بدلجمعی تمام اپنے اپنے کام کرنے لگے یہان سے پھر حال
بدر بادشاہ کا لکھا جاتا ہی جب خواص جواہر کی بادشاہ ایران کو کہ قالب چڑیا مین جادو سے بنا ہوا تھا لیجا کر جزیرہ آباد مین چھوڑ آئی
وہ بادشاہ اپنے تئین تنہا اور قالب حیوان مین پاکے نہایت متحیر ہوا کچھ نجانتا تھا کہ مین کہان ہون اور ولایت ایران کی

کسطرف ہے مگر اپنے بال و پر کی قوت پر اتنا اعتماد رکھتا تھا کہ کتنے دریاؤنکو طی کر کے اپنی مملکت کو پونہچونگا لیکن جو مصیبت اور انتظار اوسے مین پہونچنی مقدر تھی تقدیر مانع آئی کہ وہ وہان سے اپنے ملک کو پرواز کرے بہر حال وہ بادشاہ مانند اور چڑیون کے اوس جزیرے کے کھیتون پر بیٹھکر چرا چگتا اور شب کو درختون بلند پر جا بیٹھتا بعد کئی دن کے ایک چڑی مار اپنا جال لیے ہوے اوسکی طرف گذرا جہان وہ بادشاہ ایران کا اپنی ہمجنس چڑیون مین بیٹھا ہوا کھیت مین چر رہا تھا اور اوس چڑیا کو نئی وضع کا دیکھکر نہایت حیران ہوا اور دل مین کہا میری عمر اسی پیشے مین گذری لیکن آجتک ایسی چڑیا خوبصورت اور خوش رنگ نہین دیکھی الغرض اوسنے جال کو بچھا کر اوسے ساتھ چڑیون کے پکڑا اور عجیب و غریب و خوبصورت پاکے اوسکو علحدہ سب چڑیون سے ایک پنجرے مین شہر کیطرف لیگیا جب وہ چوک مین پونہچا شہر کے لوگ اوس چڑیا کو نئی شکل کا دیکھکر گرد اوس چڑی مار کے جمع ہوے چنانچہ ایک شخص نے اونمین سے اوسکا مول پوچھا شکاری نے اوسکے جواب مین کہا میان تم اس چڑیا کو لیکر کیا کروگے اوسنے کہا ہم اسکے کباب کر کے کھائین گے شکاری نے کہا تم کہانتک اسکی قیمت دے سکوگے بہت ایک روپیہ یا ایک اشرفی دوگے مین یہانتک بھی اسے نہ بیچونگا مینے اتنی عمر مین ایسا جانور خوبصورت نہین دیکھا مین اسے بادشاہ کی حضور مین گذرانونگا یقین ہے کہ وہ اسے دیکھکر بہت خوش ہوگا اور مجھے بہت کچھ انعام دیگا یہ کہکے شکاری بادشاہ کی ڈیوڑھی پر گیا اتفاقاً بادشاہ اوس جزیرے کا بالاخانے پر بیٹھا ہوا سیر بازار کی کر رہا تھا اور وہان سے سب چیزین اوسے نظر آتی تھین یکایک نظر اوسکی اوس چڑیا پر پڑی جو کبھی اسطرح کا خوبصورت جانور نہ دیکھا تھا اوسے دیکھکر نہایت خوش ہوا اور ایک خواجہ سرا سے کہا جا کے اس چڑیا کو مول لے آ خواجہ سرا نے آکر اوس چڑی مار سے اوسکی قیمت پوچھی اوسنے کہا مین اسے بادشاہ کی نذر گذراننے کیواسطے بہت دور سے لایا ہون خواجہ سرا نے جواب دیا مین بھی بادشاہ کے بموجب فرمانے کے اسے لینے آیا ہون تب اوس شکاری نے پنجرہ اوس چڑیا کا اوسکے حوالے کیا وہ خواجہ سرا پنجرہ بادشاہ کی حضور مین لیگیا اور زبانی شکاری کے عرض کیا بادشاہ نے دس اشرفیان اوسے دلوا کر رخصت کیا اور حکم دیا کہ اس چڑیا کو سونے کے پنجرے مین رکھو اور کلھیان دانے پانی کی جواہرات سے لگاؤ اوس وقت بادشاہ کہین سوار ہو کے چلا گیا جب وہان سے پھر آیا تو وہ پنجرہ اپنے آگے منگوایا اور اوس چڑیا کو پنجرے سے نکال کر اپنے ہاتھہ پر بٹھالیا اور خواجہ سرا سے پوچھا کہ اسنے دانا پانی کچھہ کھایا پیا اوسنے عرض کیا دانہ پانی بالکل موجود ہے ذرا بھی اوسمین سے کھایا پیا نہین بادشاہ نے منگا کے ہر ایک قسم کے کھانے دسترخوان پر چنوا دیے اور اوس چڑیا کو دسترخوان پر لیجا کے بٹھا دیا وہ چڑیا بادشاہ کے ہاتھہ سے کود کے دسترخوان پر جا بیٹھی اور ہر ایک کابی سے کود کود کے کھانے لگی بادشاہ اوسے دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور ایک خواجہ سرا سے کہا ملکہ کو بلا لا تا وہ بھی اس چڑیا کا تماشا دیکھے خواجہ سرا نے ملکہ کو بادشاہ کیطرف سے پیغام پونہچایا وہ فوراً اپنے محل سے بادشاہ کے پاس آئی اور اوس چڑیا کو دیکھتے ہی اپنا مونہ دامن سے چھپا لیا بادشاہ نے ملکہ کی اس حرکت سے نہایت متعجب ہو کے پوچھا کہ بی بی یہان کون نامحرم ہے جس سے تمنے اپنا مونہ چھپایا فقط مین اور تمہاری خواصین یا یہ ایک خواجہ سرا اس مکان مین ہین انکے سوا یہان دوسرا کوئی نہین ملکہ نے کہا یہ جانور جسے تم ایک چڑیا سمجھے ہو چڑیا نہین ہے وہ بدر بادشاہ ایران کا ہے بیٹا ملکہ گلنار کا جو شہزادی ملکون دریائی سے مشہور ہے اور بھانجا ملک صالح اور نواسہ ملکہ فراشہ کا جو فلانے ملک دریائی کے فرمان فرما ہین اور اسے جادو سے جواہر شہزادی ملک سمندال نے غصے مین چڑیا بنا ڈالا ہے چونکہ مجھکو خدا نے نامحرم سے پردہ کرنیکو فرمایا ہے اسواسطے مینے اپنا مونہ اوسے دیکھکے چھپایا بادشاہ نے

یہ سب حال سنکر بدر کے حال پر بڑا قلق کیا اور ملکہ سے کہا کسیطرح یہ بادشاہ پھر اپنی صورت اصلی پر آسکتا ہی اوسنے کہا یہ کتنی بڑی بات ہی آپ ذرا دوسرے حجرہ مین اس چڑیا سمیت تکلیف کیجیے مین اسکو ایکدم مین اوسکی اصلی صورت مین لائے دیتی ہون بادشاہ اوس چڑیا کو لیے ہوے دوسرے مکان مین کہ اوس سے لگا ہوا تھا گئے ملکہ نے ایک پیالے پانی پر کچھ کلمات پڑھنے شروع کیے کہ بادشاہ اونکو مطلق نہین سمجھتا تھا یہان تک کہ اون کلمات کے اثر سے وہ پانی کھولنے لگا تب ملکہ نے تھوڑا سا پانی لیکر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے بموجب کہنے ملکہ کے اوس چڑیا پر وہ پانی چھڑک کے یہ لفظین کہین کہ ببرکت ان کلمات کے جو ملکہ نے اسوقت پڑھے ہین خداے آفرینندۂ ارض و سما کے حکم سے جو مردے کو زندہ کرتا ہی اور تمام عالم کو اوسنے بنایا ہی یہ قالب اپنی چھوڑ کر اپنے قالب اصلی مین آ بمجرد تمام کرنے اس کلام کے بدر بادشاہ ملک ایران کا اپنی اصلی صورت مین آگیا وہ بادشاہ بجاے چڑیا کے ایک جوان حسین جسکے چہرے سے آثار بادشاہت کے نمایان تھے دیکھکر بہت متعجب اور خوش ہوا اور بدر بادشاہ نے اپنے تئین صورت انسانی مین دیکھ اوس بادشاہ کے قدمون پر ڈالا اور خدا کا شکر و سپاس ادا کیا اور بعد سر اوٹھانیکے اوس بادشاہ کے ہاتھونکو بوسہ دیا اور بہت سی شکرگزاری کی بادشاہ نے اوسے اپنے گلے سے لگایا اور بڑی تسلی اور تشفی کی بدر بادشاہ نے اوسی طرح سے اوس ملکہ کی بڑی شکرگزاری اور دعاے خیر اوسکے حق مین کی جسنے ایسی آفت سے اوسے مخلصی دی مگر وہ ملکہ اپنے مکان کو چلی گئی تھی پھر اوس بادشاہ نے بدر کو واسطے تناول طعام شب کے دسترخوان پر اپنے ساتھ بٹھلایا اور سبب جواہر شہزادی سمندال کے جادو کرنے کا استفسار کیا بدر نے سب حال اوس سے بیان کیا اور اپنا تعشق کو بھی جو جواہر شہزادی کے ساتھ رکھتا تھا کہا بادشاہ جزیرے نے یہ سب حقیقت سنکر کمال حیرت سے کہا جو کچھ ہونا تھا سو ہوا اب تمھاری کیا مرضی ہی مجھسے بیان کرو تا مین اوسے بجا لاؤن بادشاہ بدر نے کہا آپکے حسن سلوک مقتضی اس بات کے ہین کہ تمام عمر خدمت مین حاضر رہون کہین نجاؤن لیکن چونکہ ایک مدت مدید گذری کہ مین اپنے ملک سے نکلا ہون اسلیے منظور ہی کہ اب اپنی مملکت کو جاؤن اور وہان کا انتظام کرون اور علاوہ اسکے ڈرتا ہون کہ مبادا ملکہ گلنار میری ماں مفارقت میری سے اپنے تئین ہلاک نکرے جاکے اوسکو تسلی دون اسلیے امیدوار ہون کہ ایک جہاز مجھے عنایت ہو تا اوسپر سوار ہوکے برہنمائی اور حفاظت فوج عالی کے مخفوظ اپنے ملک کو پہنچون بادشاہ جزیرے نے اپنے اہلکارونکو حکم کیا کہ جلد ایک جہاز تیز رفتار ساز و سامان سمیت طیار کرو چنانچہ فی الفور جہاز طیار ہوا اور بادشاہ بدر نے رخصت بادشاہ جزیرے سے لیکے جہاز پر سوار ہو ولایت ایران کی راہ لی دس روز تک ہوا اوس جہاز کے نہایت موافق رہی اور بہت مسافت بآرام تمام طی ہوگئی گیارھوین دن ہوا مخالف شروع ہوئی یہانتک کہ ایک طوفان عظیم ایسا پیدا ہوا کہ جہاز کو راہ سے بے راہ کیا اور شدت ہوا سے سب مستول و رسیان اوس جہاز کی ٹوٹ گئین اور ایک پہاڑ سے ٹکر کھاکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اکثر اہل جہاز ڈوب گئے تھوڑے لوگون نے بسبب بقیہ عمر کے دریا سہارے تختے یا لکڑیکے جو اونکے ہاتھ لگ گئی تھی ارادہ کنارے جانے کا کیا اور یہین بدر بھی ایک ٹوٹے ہوے تختے پر دریا کی لہرون اور دھارونمین بہتا بہتا کنارے کو پہنچا کہ وہان سے ایک شہر قریب تھا اوسنے تھاہ وہان پاکے تختے کو چھوڑ کشان کشان اپنے تئین خشکی مین پہنچایا اور پانی سے نکلکر چاہتا تھا کہ کسی طرف کو جاے یکایک گھوڑے گدہے بیل خچر وغیرہ چارون طرف سے دوڑے اور شور و غل مچاکر اوسکو دریا سے باہر آنے کو مانع ہوے اور شہر کی طرف جانے

بازرکھا بدر نے جسطرح کہ ہوسکا اون چار پلیون کو اپنے سے دفع کرکے ایک کھو مین پہاڑ کی جا چھپا اور دم لے کے اپنے کپڑے جو پھٹ گئے تھے سیئے
جب اوسمین فی الطاقت آئی تب اوسنے شہر کے اندر قصد جانے کا کیا شہر کے دروازے پر پھر سب اوس قسم کے جانورون نے جمع ہوکر اوسے روکا وہ جانور گویا
اشارہ کرتے تھے کہ یہ شہر بہت برا ہی اسمین جانے سے مصیبت اور آفت مین پڑیگا بادشاہ بدر بہر کیف شہر کے اندر گیا اور اوس شہر کو
نہایت اچھا اور وسیع اور صاف و پاک اوسکے کوچے پائے مگر کسی آدمی کو ندیکھا وہ اس امر سے بہت متحیر ہوا اور سمجھا کہ شہر کا آدمیون سے خالی ہونا
اور جانورونکا جمع ہوکے مسافر کو شہر کے جانے سے باز رکھنا خالی کسی بھید سے نہین کچھ نہ کچھ اسمین اسرار ہی پھر وہ جرأت اور دلیری کرکے
آگے گیا تو اوسنے دکانون کو بے دکانداروں کے کھلا ہوا پایا اور اسیطرح سے تمام شہر مین پھرا کہین آدمی کو ندیکھا پھر بازار مین آکے
ایک دکان پر اچھے اچھے میوے رکھے دیکھے اور وہان ایک مرد پیر کو بیٹھا ہوا پایا اور دیکھا کہ وہ میوے صاف کرکے دکان مین رکھتا جاتا ہی
بدر نے اوس سے صاحب سلامت کی اوسنے سر اوٹھاکے بدر کو دیکھا اور حسن و جمال اور وضع شاہانہ ملاحظہ کرکے متعجب ہوا کہ یہ جوان کیونکر
اس شہر مین پہونچا پھر اوسنے جواب سلام کا دیکے اوس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کدھر سے آئے بدر نے مختصر حال اپنا بیان کرکے اوسے
آگاہ کیا اوس بڈھے نے پوچھا تمنے اس شہر مین کسی آدمی کو دیکھا بدر نے کہا سوا تمھارے اب تک کسی متنفس کو مینے نہین دیکھا اور تعجب ہی
کہ ایسا نفیس شہر آدمیون سے خالی ہو اور کوئی اوسمین بود و باش نکرے بڈھے نے بدر سے کہا جلد اندر چلا آ اور باہر نکھڑا رہ مبادا کسی مصیبت
مین گرفتار ہو جاوے مین اس شہر کا حال اور سبب تیرے اندر بلانے کا کہونگا بدر بموجب کہنے اوس پیر مرد کے اندر دکان کے جاکر
اوسکے پاس بیٹھ گیا بڈھے نے بدر کو پہلے بھوکا پیاسا دیکھکر کھانا کھلایا پھر بدر سے یہ کہا کہ اس بستی کا نام شہر جادو ہی اور حاکم اسکی
ایک شہزادی خوبصورت ہی کہ مثل اپنا روے زمین پر نہین رکھتی اور علم سحر اور جادوگری مین بھی بے نظیر وہ سب جانور جو تمھین دریا
اور دروازے پر اس شہر کے جمع ہو شہر مین آنے سے روکتے تھے ہر ایک مانند میرے اور تمھارے آدمی تھا اس ملکہ نے اپنے جادو سے
اونکو جانور بنا رکھا ہی اگر کوئی جوان حسین مانند تمھارے بدقسمتی سے اس شہر مین آنکلا تو اوس شہزادی کے جاسوس دیکھکر بعضونکو
برغبت اور بعضونکو بجبر اوسکے پاس لیجاتے ہین وہ شہزادی اول بظاہر اوسکی ایسی خاطر اور دلداری کرتی ہی کہ اوس شخص کے ذہن مین گویا وہ
اوسپر مرتی ہی آخر ناخوش ہوکے اوس نو وارد کا رشتہ الفت توڑ دیتی ہی اور جانور یا خر یا جادو سے بناکے چھوڑ دیتی ہی اور وہ جانور ہوکے
اپنے جنس کے ساتھ دریا کنارے گھانس چرکے اپنی گذران کرتے ہین اگر کوئی مسافر بھولے سے یا کوئی آفت رسیدہ دریا کے کنارے
اوترنے کا یا شہر مین جانیکا کرتا ہی تو وہ جانور اوسکے حال پر رحم کرکے قلق کی راہ سے اوسے شور و غل کرکے مانع ہوتے ہین مگر زبان گویائی
کی وہ بیچارے نہین رکھتے جس سے مفصل حال اوسکے ظلم اور اپنی مظلومی کا بیان کرین مگر زبان حال اوس سے کہتے ہین کہ خبردار اس شہر
مین نجانا نہین تو تیرا بھی حال ہوگا جو ہمارا حال ہی مگر مسافر اونکے مطلب کو نہین سمجھتا اور اوس ملکہ کے ہاتھ مین پڑکر آخر جانور بنجاتا ہی
اور حیوان بنکے جامہ آدمیت سے کھو جاتا ہی بدر بڈھے سے یہ حال سنکر اپنے دل مین بہت گھبرایا اور کہا کہ ایک جادو والے سے ابھی نجات پائی تھی
اب دوسرے جادوگر کے ہاتھ مین پڑا مین عجب بدقسمت ہون پھر سب اپنا حال اوس مرد پیر سے کہا مرد پیر کو اوسکے حال پر
ترحم آیا اور اوسکی تشفی کی کہ اگرچہ حال یہان کا اور یہان کی ملکہ کا ایسا ہی جیسا مینے کہا مگر تیری قسمت اچھی تھی کہ میرے پاس

تو آیا اور دوسرے کسی سے تو نملا اب تو اس دکان کے اندر رہا کر اور جو مین تجھے کہون اوسکو عمل مین لا اور یہان کسی سے سروکار نرکھہ مجھے یہان کے باشندے چھوٹے بڑے سب جانتے ہین تو مصائب سے محفوظ رہیگا بادشاہ بدر اوس مرد پیر کی بہت شکر گزاری کرکے اوس دکان پر بیٹھا اور جو کوئی کہ اوسکو وہان بیٹھا ہوا دیکھتا تو اوسکی جوانی اور خوبصورتی پر تاسف کرتا اور حیران ہوتا کہ یہ جوان کیونکر اس ملکہ کے ہاتھہ سے ابتک بچا اکثر لوگ بدر کو اوس مرد پیر کا غلام جانتے اور وہ مرد پیر لوگون سے کہتا کہ صاحبو یہ جوان میرے بھائی کا فرزند ہی غلام نہین باپ اسکا مر گیا مینے بسبب بے اولادی کے اوسے اپنا فرزند کیا اور اپنے ملک سے اسے بلا بھیجا تا میرے پاس رہا کرے وہ سب یہ حال سنکر مرد پیر کو مبارکبادی دیتے اور یہہ کہتے کہ جتنا ہم اس امر سے خوش ہوئے اتنا ہی ہمکو رنج ہوتا ہی جب ہم خیال کرتے ہین کہ ملکہ آتش ان کو دیکھتے ہی اپنے ساتھہ لے جاویگی بعد چند روز کے اوسے اپنے ساتھہ رکھہ کے وہی سلوک اسکے ساتھہ کریگی جیسا اورون کے ساتھہ کیا ہی اور تم اس حال کو اچھی طرح جانتے ہو وہ مرد پیر اونکی شکر گزاری کرتا کہ جو حق دوستی کا ہی تمنے ادا کیا مگر مجھے یقین ہی کہ جب ملکہ آتش ان کے خبر آنے کی اس شہر مین سنے گی اور مجھسے اوسے طلب کریگی تو مین اوسکی خدمت مین عرض کرونگا کہ یہ میرا بھتیجا ہی مین اسے اپنی فرزندی مین لایا ہون ملکہ میری خاطر سے کچھہ تعرض نکریگی غرض بادشاہ بدر ایک مہینے تک اوس مرد پیر کے ساتھہ نہایت چین و آرام سے رہا اور کسی طرحکی اوسے اذیت اور بے آرامی نہین پہنچی ایکدن موافق معمول کے بدر اوس پیر مرد کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا یکایک سواری ملکہ کی پیر مرد کی دکان کے آگے سے جاتی ہوئی دیکھی پہلے فوج سپاہ پرے کے آگے آگے جاتی تھی اوسکی نظر پڑی وہ اوٹھکے اندر دکان کے گیا اور اوس پیر مرد سے پوچھا یہ سواری اس طمطراق کے ساتھہ کسکی آتی ہی اوسنے کہا یہ سواری اوسی ملکہ کی ہی جسکا حال مینے تمسے آگے کہا تھا مگر تم کچھہ ڈرو نہین اپنی جگہ پر بیٹھے رہو پھر بدر نے دیکھا کہ اوس ملکہ کے اردلی کے سپاہی ہزار جوان سب لباس ارغوانی پہنے اور تلوارین علم ہاتھہ مین لیے ہوے جاتے تھے اور اونمین کوئی افسر تھا کہ سامنے مرد پیر کے آکے اوسسے سلام علیک نکرتا اور پیچھے اونکے اوسی قدر ایک جماعت خواجہ سراؤن کی کہ بھاری کمخاب کی قبائین پہنے ہوے اچھے ساز و یراق سے گھوڑون پر سوار نکلے جب محاذی دکان کے آئے تو اونکے افسرون نے بھی اوس مرد پیر سے صاحب سلامت بڑے تپاک سے کی اور اونکے بعد ایک گروہ عورتون کا کہ سب جوان ہم سن اور ہم حسن پوشاک عمدہ اور زیور مرصع پہنے ہوے برچھیان ہاتھون مین پیادہ پا آہستہ آہستہ قدم بقدم جاتا تھا اور اونکے حلقے مین ملکہ لب اسپ گلگون پر سوار کہ جسکا زین اور ساز سب سونے کا اور جا بجا بڑے بڑے ٹکڑے الماس کے جڑے ہوے تھے بڑے تجمل اور شوکت سے چلی آتی تھی اون سب عورتون نے بھی اوس پیر مرد کو جھک جھک کر سلام کیا جب سواری ملکہ کی مقابل دکان کے آئی بمجرد دیکھنے بادشاہ بدر کے اوسپر عاشق اور فریفتہ ہو گھوڑے کی باگ روکی اور کھڑے ہوکے عبد اللہ اوس پیر مرد کا نام پکارا اور پوچھا کہ یہ جوان حسین نازنین کیا تمھارا غلام ہی اور کب سے تمھارے پاس آیا ہی عبد اللہ نے قبل اسکے کہ اوسکی بات کا جواب دے اپنے سر کو اوسکے آگے زمین پر رکھا اور چوما پھر اوٹھہ کے اور ہاتھہ باندھ کے عرض کیا کہ خداوند یہ جوان میرے بھائی کا بیٹا ہی بہت روز ہوے ہین کہ باپ اسکا مر گیا ہی مینے بسبب لاولدی کے اسے اپنا فرزند کیا اور اپنے پاس بلا کے رکھا کہ زندگی مین جب میری تسلی اور تشفی کا ہو اور بعد میرے میرا وارث بنے ملکہ بادشاہ بدر کو دیکھہ کے نہایت مشتاق ہوئی اور چاہا کہ کسیطرح اسکو عبد اللہ سے

لیکن وصل سے اوسکے کامیاب ہو یہ دلمین خیال کرکے کہا میرے اچھے باپ تمھی ان کو مجھے دو مین قسم آگ اور روشنی کی کھاتی ہون کہ اسے بہت اچھی طرح سے رکھونگی اور کسی طرح اسکو اذیت او رنج ندونگی اور مجھے تیری محبت اور الفت سے یقین ہے کہ اس امر مین تو انکار نکریگا اور مین ہمیشہ کو تیری ممنون احسان کی رہونگی عبد اللہ نے کہا آپ نے مجھے اور میرے بھتیجے کو اس عنایت سے سرفراز کیا لیکن چونکہ وہ اصلا آداب بادشاہی سے واقف نہین ہے اس لیے مین حضور کی خدمت مین بھیجنے سے تامل کرتا ہون پھر ملکہ نے کہا اس امر کا تم کچھ خیال نکرو ایک دن مین سب امور سے واقف ہو جائیگا اور قسم ہے مجھے آتش اور روشنی کی کہ جب تک کہ تو اسکو ان کو مجھے ندیگا مین اس مکان سے اصلا حرکت نکرونگی اور یہ امور موجب تمھاری تکلیف اور بے آرامی کے ہونگے اور مین بحلف اقرار کرتی ہون کہ تو اسکو ان کے دینے مین کبھی نہ پچھتاویگا عبد اللہ نے اوسکے غضب اور قہر سے ڈر کے کہا بہت اچھا مین راضی ہون مگر ایکدن کی مہلت ملے کل وہ آپ کی حضور مین حاضر ہوگا ملکہ لیب یہ سنکر راضی ہوکے اپنی فوج اور نوکرون سمیت وہان سے گئی عبد اللہ نے بعد اوسکے جانے کے بادشاہ بدر سے کہا اس ملکہ نے تمھارے واسطے اس مرتبے مین مبالغہ اور اصرار کیا جیسا تم نے دیکھا اب تمکو کسی طرح سے اپنے پاس مین نہین رکھ سکتا اگر زیادہ اس سے مین تکرار کرتا خدا جانے غصے سے میرے اور تمھارے حق مین کیسی سلوکی سے پیش آتی اور جو اوسنے آتش کی کہ اوسے اپنا معبود اور سجود جانتی ہے قسم کھائی یقین ہے کہ تمھارے ساتھہ کسیطرح کی برائی نکریگی اور بہت اچھی طرح سے رکھیگی اور مین تمھاری ہمیشہ خبر لیا کرونگا اور اوسکے دربار کے سب لوگ مجھے نہایت راہ و رسم رکھتے ہین وہ سب بھی تا مقدور اپنے تمھاری مدد کرینگے غرض ان باتون سے عبد اللہ کی بدر کی فی الجملہ تسلی ہوئی اور اپنے مقسوم پر راضی ہو کہا جو میری قسمت مین برائی اور بھلائی لوح میری لکھی ہوئی ہے ضرور وہ سب ظہور مین آویگی یا تو اسی ملکہ کے ہاتھہ سے میری موت ہے یا یہی سبب میرے حصول مطلب کا ہوگی اب بہر تقدیر ملکہ لیب کے اختیار مین اپنے تئین دیا چاہیے عبد اللہ نے کہا تم ذرا اندیشہ نکرو ملکہ لیب باوجود زور بادشاہی اور قوت سحر سازی کے کسی طرح سے میرے خلاف مرضی نہین کر سکتی اور اگر کریگی تو کچھہ پیش نجاویگا اور جیسا کہ پاس و لحاظ میرا اوسکو ہے تمھارا بھی ویسا ہی کریگی مگر قبل جانے کے یہ بات میری یاد رکھو ملکہ ناپاک آخر کو ارادہ بدسلوکی کا تمھارے ساتھہ مقرر کریگی اوسوقت چاہیے کہ تم ہوشیاری سے رہیو اور جو امر کہ خلاف معمول اوس سے دیکھیو فی الفور اوسکی اطلاع مجھے کیجیو الغرض دوسرے دن وہ جادوگرنی عبد اللہ کی دکان کے پاس آکر اپنی اوسی شوکت و حشمت اور جلو سواری کے ساتھہ کھڑی ہوئی اور وہان کھڑے ہوکے عبد اللہ سے کہا تمھارے بھتیجے کے اشتیاق مین کہ جسکے دینے کے واسطے مجھے تمنے اقرار کیا تھا تمام شب مجکو نیند نہین آئی اور اسی خیال مین ہی کہ کسیطرح دن ہو کہ مین اوسکو لاؤن اور مجھے یقین ہے کہ تم اپنی بات کے سچے ہو کبھی جھوٹ نہین کہتے اپنے وعدے کو مقرر وفا کروگے عبد اللہ نے پہلے اوسکی تعظیم کے واسطے اپنا سر زمین سے لگایا پھر اوٹھہ کر نزدیک ملکہ کے گیا تا کوئی اور اوسکی بات کو نسنے اور اوسکے گھوڑے کے سر کے پاس کھڑا ہوکے بڑے عجز و الحاح سے عرض کیا کہ کل کے دن جو کچھ کہ مینے آپکی حضور مین اپنے برادر زادے کے حق مین عرض کیا ہے اوسکو فراموش نفرمائیگا آج مین اوسکو آپکی حضور مین سپرد کرتا ہون مگر امید یہ ہے کہ اوسے کسیطرح اذیت اور تکلیف نہو کہ وہ بعینہ موجب میرے رنج و الم کا ہوگا اور جو حضور نے اوسکے امر مین کل کے دن ارشاد کیا اوسکے خلاف عمل مین نہ آوے اور اوسکو میرا فرزند

تو آیا اور دوسرے کسی سے تو نملا اب تو اِس دکان کے اندر رہا کر اور جو مین تجھے کہون اوسکو عمل مین لا اور یہان کسی سے سروکار نرکھہ
مجھے یہان کے باشندے چھوٹے بڑے سب جانتے ہین تو مصائب سے محفوظ رہیگا بادشاہ بدر اوس مرد پیر کی بہت شکرگزاری
کرکے اوس دکان پر بیٹھا اور جو کوئی کہ اوسکو وہان بیٹھا ہوا دیکھتا تو اوسکی جوانی اور خوبصورتی پر تاسف کرتا اور حیران ہوتا کہ یہ جوان
کیونکر اس ملکہ کے ہاتھہ سے ابتک بچا اکثر لوگ بدر کو اوس مرد پیر کا غلام جانتے اور وہ مرد پیر لوگون سے کہتا کہ صاحبو یہ جوان میرے
بھائی کا فرزند ہی غلام نہین باپ اسکا مر گیا مینے بسبب بے اولادی کے اوسے اپنا فرزند کیا اور اپنے ملک سے اسے بلا بھیجا تا میرے پاس
رہا کرے وہ سب جوان سنکر مرد پیر کو مبارکبادی دیتے اور پھر کہتے کہ جتنا ہم اس امر سے خوش ہوے اتنا ہی ہمکو رنج ہوتا ہی جب ہم خیال
کرتے ہین کہ ملکہ لاب ان کو دیکھتے ہی اپنے ساتھہ لے جاویگی بعد چند روز کے اوسے اپنے ساتھہ رکھکے وہی سلوک اسکے ساتھہ کریگی
جیسا اورون کے ساتھہ کیا ہی اور تم اس حال کو اچھی طرح جانتے ہو وہ مرد پیر اونکی شکرگزاری کرتا کہ جو حق دوستی کا ہی تمنے ادا کیا مگر مجھے
یقین ہی کہ جب ملکہ لاب ان کے خبر آنے کی اس شہر مین سنے گی اور مجھے اوسے طلب کریگی تو مین اوسکی خدمت مین عرض کرونگا کہ میرا بھتیجا
ہی مین اسے اپنی فرزندی مین لایا ہون ملکہ میری خاطر سے کچھہ تعرض نکریگی غرض بادشاہ بدر ایک مہینے تک اوس مرد پیر کے ساتھہ نہایت
چین و آرام سے رہا اور کسی طرح کی اوسے اذیت اور بے آرامی نہین پہونچی ایک دن موافق معمول کے بدر اوس پیر مرد کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا
یکایک سواری ملکہ کی پیر مرد کی دکان کے آگے سے جاتی ہوئی دیکھی پہلے فوج سپاہ پرے آگے آگے جاتی تھی اوسکی نظر پڑی وہ اوٹھکے
اندر دکان کے گیا اور اوس پیر مرد سے پوچھا یہ سواری اس طمطراق کے ساتھہ کسکی آتی ہی اوسنے کہا یہ سواری اوسی ملکہ کی ہی جسکا حال مینے
تمسے آگے کہا تھا مگر تم کچھہ ڈرو نہین اپنی جگہ پر بیٹھے رہو پھر بدر نے دیکھا کہ اوس ملکہ کے اردلی کے سپاہی ہزار جوان سب لباس عنابی پہنے
اور تلوارین علم ہاتھہ مین لیے ہوے جاتے تھے اور اونمین کوئی افسر تھا کہ سامنے مرد پیر کے آکے اوسے سلام علیک نکرتا اور پیچھے
اونکے اوسی قدر ایک جماعت خواجہ سراؤن کی کہ بھاری کمخاب کی قبائین پہنے ہوے اچھے ساز و یراق سے گھوڑون پر سوار نکلے جب
محاذی دکان کے آئے تو اونکے افسرون نے بھی اوس مرد پیر سے صاحب سلامت بڑے تپاک سے کی اور اونکے بعد ایک گروہ عورتون کا
کہ سب جوان ہم سن اور ہم حسن پوشاک عمدہ اور زیور مرصع پہنے ہوے برچھیان ہاتھون مین پیادہ پا آہستہ آہستہ قدم بقدم جاتا تھا
اور اونکے حلقے مین ملکہ لاب اسپ گلگون پر سوار کہ جسکا زین اور ساز سب مرصع کا اور جابجا بڑے بڑے ٹکڑے الماس کے جڑے ہوے تھے
بڑے تجمل اور شوکت سے چلی آتی تھی اون سب عورتون نے بھی اوس پیر مرد کو جھک جھک کر سلام کیا جب سواری ملکہ کی مقابل
دکان کے آئی بمجرد دیکھنے بادشاہ بدر کے اوسپر عاشق اور فریفتہ ہو گھوڑے کی باگ روکی اور کھڑے ہوکے عبداللہ اوس پیر مرد کا
نام پکارا اور پوچھا کہ یہ جوان حسین نازنین کیا تمھارا غلام ہی اور کب سے تمھارے پاس آیا ہی عبداللہ نے قبل اسکے کہ اوسکی بات کا جواب
دے اپنے سر کو اوسکے آگے زمین پر رکھا اور چوما پھر اوٹھہ کے اور ہاتھہ باندھ کے عرض کیا کہ خداوندا یہ جوان میرے بھائی کا بیٹا ہی
بہت روز ہوے ہین کہ باپ اسکا مر گیا ہی مینے بسبب لاولدی کے اپنا فرزند کیا اور اپنے پاس بلا کے رکھا کہ زندگی مین موجب
میری تسلی اور تشفی کا ہو اور بعد میرے میرا وارث بنے ملکہ بادشاہ بدر کو دیکھہ کے نہایت مشتاق ہوئی اور چاہا کہ کسی طرح اوسکو عبداللہ

لیکن وصل سے اوسکے کامیاب ہو یہ ملین خیال کرکے کہا میرے اچھے باپ تم ان کو مجھے دو مین قسم آگ اور روشنی کی کہاتی ہون کہ ایسے
بہت اچھی طرح سے رکھونگی اور کسی طرح اسکو اذیت اور رنج نہ دونگی اور مجھے تیری محبت اور الفت سے یقین ہے کہ اس امر مین تو انکار
نکریگا اور مین ہمیشہ کو تیری ممنون احسان کی رہونگی عبد اللہ نے کہا آپ نے مجھے اور میرے بھتیجے کو اس عنایت سے سرفراز کیا
لیکن چونکہ وہ اصلا آداب بادشاہی سے واقف نہین ہے اسلیے مین حضور کی خدمت مین بھیجنے سے تامل کرتا ہون پھر ملکہ نے کہا اس
امر کا تم کچھ خیال نکرو ایک دن مین سب امور سے واقف ہو جائیگا اور قسم ہے مجھے آتش اور روشنی کی کہ جب تک کہ تو اوسکو ان مجھے
ندیگا مین اس مکان سے اصلا حرکت نکرونگی اور یہ امور موجب تمھاری تکلیف اور بے آرامی کے ہونگے اور مین بحلف اقرار کرتی ہون
کہ تو اوسکو ان کے دینے مین کبھی نہ پچھتائیگا عبد اللہ نے اوسکے غضب اور قہر سے ڈر کے کہا بہت اچھا مین راضی ہون مگر ایکدن
کی مہلت ملے کل وہ آپ کی حضور مین حاضر ہوگا ملکہ لیب اس پر راضی ہوکے اپنی فوج اور نوکرون سمیت وہان سے گئی عبد اللہ نے
بعد اوسکے جانے کے بادشاہ بدر سے کہا اس ملکہ نے تمھارے واسطے اس مرتبے مین مبالغہ اور اصرار کیا جیسا تمنے دیکھا اب
تمکو کسی طرح سے اپنے پاس مین نہین رکھ سکتا اگر زیادہ اس مین تکرار کرتا خدا جانے غصے سے میرے اور تمھارے حق مین
کس بد سلوکی سے پیش آتی اور جو اوسنے آتش کی کہ اوسے اپنا معبود اور مسجود جانتی ہے قسم کھائی یقین ہے کہ تمھارے ساتھ کسیطرح کی
برائی نکریگی اور بہت اچھی طرح سے رکھیگی اور مین تمھاری ہمیشہ خبر لیا کرونگا اور اوسکے دربار کے سب لوگ مجھسے نہایت راہ و رسم
رکھتے ہین وہ سب بھی تا مقدور اپنے تمھاری مدد کرینگے غرض ان باتون سے عبد اللہ کی بدر کی فی الجملہ تسلی ہوئی اور اپنے مقسوم پر راضی ہو
کہا جو میری قسمت مین برائی اور بھلائی لوح جبین پر لکھی ہوئی ہے ضرور وہ سب ظہور مین آویگی یا تو اسی ملکہ کے ہاتھ سے میری موت
ہے یا یہی سبب میرے حصول مطلب کا ہوگی اب بہر تقدیر ملکہ لیب کے اختیار مین اپنے تئین دیا چاہیے عبد اللہ نے کہا تم ذرا اندیشہ نکرو
ملکہ لیب با وجود زور بادشاہی اور قوت سحر سازی کے کسی طرح سے میرے خلاف مرضی نہین کر سکتی اور اگر کریگی تو کچھ پیش نجاویگا اور
جیسا کہ پاس اور لحاظ میرا اوسکو ہے تمھارا بھی ویسا ہی کریگی مگر قبل جانے کے یہ بات میری یاد رکھو ملکہ ناپاک آخر کو ارادہ بدسلوکی کا
تمھارے ساتھ مقرر کریگی اوسوقت چاہیے کہ تم ہوشیاری سے رہیو اور جو امر کہ خلاف معمول اوس سے دیکھیو فی الفور اوسکی اطلاع مجھے
کیجیو الغرض دوسرے دن وہ جادوگرنی عبد اللہ کی دکان کے پاس آکر اپنی اوسی شوکت و حشمت اور جلو سواری کے ساتھ نکلی اور وہان
کھڑے ہوکے عبد اللہ سے کہا تمھارے بھتیجے کے اشتیاق مین کہ جسکے دینے کے واسطے مجھسے تمنے اقرار کیا تھا تمام شب مجکو نیند نہین آئی
اور اسی خیال مین تھی کہ کسیطرح دن ہو کہ مین اوسکو لاؤن اور مجھے یقین ہے کہ تم اپنی بات کے سچے ہو کبھی جھوٹ نہین کہتے اپنے وعدے
کو مقرر وفا کروگے عبد اللہ نے پہلے اوسکی تعظیم کے واسطے اپنا سر زمین سے لگایا پھر اوٹھکر نزدیک ملکہ کے گیا تا کوئی اور اوسکی بات کو نسنے
اور اوسکے گھوڑے کے سر کے پاس کھڑا ہوکے بڑے عجز و الحاح سے عرض کیا کہ کل کے دن جو کچھ کہ مینے آپکی حضور مین اپنے برادر زادے کے حق مین
عرض کیا ہے اوسکو فراموش نفرمائیگا آج مین اوسکو آپکی حضور مین سپرد کرتا ہون مگر امید یہ ہے کہ اوسے کسیطرح اذیت اور تکلیف نہو کہ
وہ بعینہ موجب میرے رنج و الم کا ہوگا اور جو حضور نے اوسکے امر مین کل کے دن ارشاد کیا اوسکے خلاف عمل مین نآوے اور اوسکو میرا فرزند

تو آیا اور دوسرے کسی سے تو نملا اب تو اس دکان کے اندر رہا کر اور جو مین تجھے کہون اوسکو عمل مین لا اور یہان کسی سے سروکار نرکھہ مجھے یہان کے باشندے چھوٹے بڑے سب جانتے ہین تو سب مصائب سے محفوظ رہیگا بادشاہ بدر اوس مرد پیر کی بہت شکرگزاری کرکے اوس دکان پر بیٹھا اور جو کوئی کہ اوسکو وہان بیٹھا ہوا دیکھتا تو اوسکی جوانی اور خوبصورتی پر تاسف کرتا اور حیران ہوتا کہ یہ جوان کیونکر اس ملکہ کے ہاتھ سے ابتک بچا اکثر لوگ بدر کو اوس مرد پیر کا غلام جانتے اور وہ مرد پیر لوگون سے کہتا کہ صاحبو یہ جوان میرے بھائی کا فرزند ہے غلام نہین باپ اسکا مر گیا مینے بسبب بے اولادی کے اوسے اپنا فرزند کیا اور اپنے ملک سے اسے بلا بھیجا تا میرے پاس رہا کرے وہ سب حال سنکر مرد پیر کو مبارکبادی دیتے اور یہہ کہتے کہ جتنا ہم اس امر سے خوش ہوے اتنا ہی ہمکو رنج ہوتا ہے جب ہم خیال کرتے ہین کہ ملکہ اس جوان کو دیکھتے ہی اپنے ساتھہ لے جاویگی بعد چند روز کے اوسے اپنے ساتھہ رکھکے وہی سلوک اسکے ساتھہ کریگی جیسا اورون کے ساتھہ کیا ہے اور تم اس حال کو اچھی طرح جانتے ہو وہ مرد پیر اونکی شکرگزاری کرتا کہ جو حق دوستی کا ہے تمنے ادا کیا مگر مجھے یقین ہے کہ جب ملکہ اس جوان کے خبر آنے کی اس شہر مین سنے گی اور مجھسے اوسے طلب کریگی تو مین اوسکی خدمت مین عرض کرونگا کہ میرا بھتیجا ہے مین اسے اپنی فرزندی مین لایا ہون ملکہ میری خاطر سے کچھہ تعرض نکریگی غرض بادشاہ بدر ایک مہینے تک اوس مرد پیر کے ساتھہ نہایت چین و آرام سے رہا اور کسیطرحکی اوسے اذیت اور بے آرامی نہین پہونچی ایک دن موافق معمول کے بدر اوس پیر مرد کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا یکایک سواری ملکہ کی پیر مرد کی دکان کے آگے سے جاتی ہوئی دیکھی پہلے فوج سپاہ پرکہ آگے آگے جاتی تھی اوسکی نظر پڑی وہ اوٹھکے اندر دکان کے گیا اور اوس پیر مرد سے پوچھا یہ سواری اس طمطراق کے ساتھہ کسکی آتی ہے اوسنے کہا یہ سواری اوسی ملکہ کی ہے جسکا حال مینے تمسے آگے کہا تھا مگر تم کچھہ ڈرو نہین اپنی جگہ پر بیٹھے رہو پھر بدر نے دیکھا کہ اوس ملکہ کے اردلی کے سپاہی ہزار جوان سب لباس عنابی پہنے اور تلوارین علم ہاتھہ مین لیے ہوے جاتے تھے اور اونمین کوئی افسر تھا کہ سامنے مرد پیر کے آکے اوسے سلام علیک نکرتا اور پیچھے اونکے اوسی قدر ایک جماعت خواجہ سراؤن کی کہ بھاری کمخاب کی قبائین پہنے ہوے اچھے ساز و یراق سے گھوڑون پر سوار نکلے جب محاذی دکان کے آئے تو اونکے افسرون نے بھی اوس مرد پیر سے صاحب سلامت بڑے تپاک سے کی اور اونکے بعد ایک گروہ عورتون کا کہ سب جوان ہم سن اور ہم حسن پوشاک عمدہ اور زیور مرصع پہنے ہوے برچھیان ہاتھون مین پیادہ پا آہستہ آہستہ قدم بقدم جاتا تھا اور اونکے حلقے مین ملکہ لب اسپ گلگون پر سوار کہ جسکا زین اور ساز سب سونے کا اور جا بجا بڑے بڑے ٹکڑے الماس کے جڑے ہوے تھے بڑے تجمل اور شوکت سے چلی آتی تھی اون سب عورتون نے بھی اوس پیر مرد کو جھک جھک کر سلام کیا جب سواری ملکہ کی مقابل دکان کے آئی بمجرد دیکھنے بادشاہ بدر کے اوسپر عاشق اور فریفتہ ہو گھوڑے کی باگ روکی اور کھڑے ہو کے عبد اللہ اوس پیر مرد کا نام پکارا اور پوچھا کہ یہ جوان حسین نازنین کیا تمھارا غلام ہے اور کب سے تمھارے پاس آیا ہے عبد اللہ نے قبل اسکے کہ اوسکی بات کا جواب دے اپنے سر کو اوسکے آگے زمین پر رکھا اور پھر اوٹھکے اور ہاتھہ باندھکے عرض کیا کہ خداوندا یہ جوان میرے بھائی کا بیٹا ہے بہت روز ہوے ہین کہ باپ اسکا مر گیا ہے مینے بسبب لاولدی کے اسے اپنا فرزند کیا اور اپنے پاس بلا کے رکھا کہ زندگی مین موجب میری تسلی اور تشفی کا ہو اور بعد میرے میرا وارث بنے ملکہ بادشاہ بدر کو دیکھکے نہایت مشتاق ہوئی اور چاہا کہ کسیطرح اسکو عبد اللہ سے

لیکن وصل سے اوسکے کامیاب ہو نہ ملین خیال کر کے کہا میرے اچھے باپ اس جوان کو مجھے دو مین قسم آگ اور روشنی کی کھاتی ہون ایسے بہت اچھی طرح سے رکھونگی اور کسی طرح اسکو اذیت اور رنج ندونگی اور مجھے تیری محبت اور الفت سے یقین ہے کہ اس امر مین تو انکار نکریگا اور مین ہمیشہ کو تیری ممنون احسان کی رہونگی عبداللہ نے کہا آپ نے مجھے اور میرے بھتیجے کو اس عنایت سے سرفراز کیا لیکن جو وہ اصلا آداب بادشاہی سے واقف نہین ہے اس لیے میں حضور کی خدمت مین بھیجنے سے تامل کرتا ہون پھر ملکہ نے کہا اس امر کا تم کچھ خیال نکرو ایک دن مین سب امور سے واقف ہو جائیگا اور قسم ہے مجھے آتش اور روشنی کی کہ جب تک کہ تو اس جوان کو مجھے ندیگا مین اس مکان سے اصلا حرکت نکرونگی اور یہ امور موجب تمہاری تکلیف اور بے آرامی کے ہونگے اور مین بحلف اقرار کرتی ہون کہ تو اس جوان کے دینے مین کبھی نہ پچھتاویگا عبداللہ نے اوسکے غضب اور قہر سے ڈر کے کہا بہت اچھا مین راضی ہون مگر ایک دن کی مہلت ملے کل وہ آپ کی حضور مین حاضر ہوگا ملکہ لیب اسپر راضی ہوکے اپنی فوج اور نوکرون سمیت وہان سے گئی عبداللہ نے بعد اوسکے جانے کے بادشاہ بدر سے کہا اس ملکہ نے تمہارے واسطے اس مرتبے مین مبالغہ اور اصرار کیا جیسا تمنے دیکھا اب تمکو کسی طرح سے اپنے پاس مین نہین رکھ سکتا اگر زیادہ اس سے مین تکرار کرتا خدا جانے غصے سے میرے اور تمہارے حق مین کس بدسلوکی سے پیش آتی اور جو اوسنے آتش کی کہ اوسے اپنا معبود اور سجود جانتی ہے قسم کھائی یقین ہے کہ تمہارے ساتھ کسیطرح کی برائی نکریگی اور بہت اچھی طرح سے رکھیگی اور مین تمہاری ہمیشہ خبر لیا کرونگا اور اوسکے دربار کے سب لوگ مجھسے نہایت راہ ورسم رکھتے ہین وہ سب بھی تا مقدور اپنے تمہاری مدد کرینگے غرض ان باتون سے عبداللہ کی بدر کی فی الجملہ تسلی ہوئی اور اپنے مقسوم پر راضی ہو کہا جو میری قسمت مین برائی اور بھلائی لوح جبین پر لکھی ہوئی ہے ضرور وہ سب ظہور مین آویگی یا تو اسی ملکہ کے ہاتھ سے میری موت ہے یا یہی سبب میرے حصول مطلب کا ہوگی اب بہر تقدیر ملکہ لیب کے اختیار مین اپنے تئین دیا چاہیے عبداللہ نے کہا تم ذرا اندیشہ نکرو ملکہ لیب باوجود دبدبہ بادشاہی اور قوت سحر سازی کے کسی طرح سے میرے خلاف مرضی نہین کر سکتی اور اگر کریگی تو کچھ پیش نجاویگا اور جیسا کہ پاس و لحاظ میرا اوسکو ہے تمہارا بھی ویسا ہی کریگی مگر قبل جانے کے یہ بات میری یاد رکھو ملکہ ناپاک آخر کو ارادہ بدسلوکی کا تمہارے ساتھ مقرر کریگی اوسوقت چاہیے کہ تم ہوشیاری سے رہیو اور جو امر کہ خلاف معمول اوس سے دیکھیو فی الفور اوسکی اطلاع مجھے کیجیو الغرض دوسرے دن وہ جادوگرنی عبداللہ کی دکان کے پاس آکر اپنی اوسی شوکت و حشمت اور جلو سواری کے ساتھ نکلی اور وہان کھڑے ہوکے عبداللہ سے کہا تمہارے بھتیجے کے اشتیاق مین کہ جسکے دینے کے واسطے مجھسے تمنے اقرار کیا تھا تمام شب مجکو نیند نہین آئی اور اسی خیال مین تھی کہ کسیطرح دن ہو کہ مین اوسکو لاؤن اور مجھے یقین ہے کہ تم اپنی بات کے سچے ہو کبھی جھوٹ نہین کہتے اپنے وعدے کو مقرر وفا کرینگے عبداللہ نے پہلے اوسکی تعظیم کے واسطے اپنا سر زمین سے لگایا پھر اوٹھکر نزدیک ملکہ کے گیا تا کوئی اور اوسکی بات کو نسنے اور اوسکے گھوڑے کے سر کے پاس کھڑا ہوکے بڑے عجز و الحاح سے عرض کیا کہ کل کے دن جو کچھ کہ مینے آپکی حضور مین اپنے برادرزادے کے حق مین عرض کیا ہے اوسکو فراموش نفرمائیگا آج مین اوسکو آپکی حضور مین سپرد کرتا ہون مگر امید یہ ہے کہ اوسے کسیطرح اذیت اور تکلیف نہو کہ وہ بعینہ موجب میرے رنج و الم کا ہوگا اور جو حضور نے اوسکے امر مین کل کے دن ارشاد کیا اوسکے خلاف عمل مین آوے اور اوسکو میرا فرزند

سمجھکر ہمیشہ مورد الطاف اور مشمول عنایات اپنی کار کھنا اگر برخلاف اسکے کسیطرح کی اذیت اوسکو دیجیگا گویا وہ اذیت مجکو ہوگی ملکہ کہا کل مینے بڑی قسم اس امر مین کھائی کبھی سواد ارا اوسکی اذیت کی نہونگی تم دونون اس سے خاطر جمع رکھو پھر عبد اللہ نے ہاتھہ بدر کا پکڑ کے ملکہ لبیب کے ہاتھہ مین دے دیا اور کہا مین جرأت کرکے مکرر اوسکی سپارش آپکی حضور مین کرتا ہون اسکو کبھی کبھی میرے پاس آنے کی اجازت دیا کیجیے گا ملکہ نے اوسے قبول کرکے عبد اللہ کی شکرگزاری کی اور ایک توڑا اشرفیونکا کہ اپنے ہمراہ لائی تھی عبد اللہ کو دیا ہر چند اوسنے لینے مین اوسکے عذر کیا مگر جب ملکہ نے بہت اسمین تکرار اور حجت کی مجبوری سے لے کے آداب بجالایا پھر ملکہ نے حکم کیا کہ ایک گھوڑا بہت اچھے ساز کا جلد حاضر کرو اوسکے اہلکارون نے فوراً گھوڑا بڑے تکلف کے زین اور ساز کا لاکر موجود کیا ملکہ نے بدر کو فرمایا کہ اسپر سوار ہو وہ گھوڑے پر سوار ہوا ملکہ نے عبد اللہ سے پوچھا کہ تمھارے بھتیجے کا کیا نام ہی اوسنے کہا اوسکا نام بدر ہی ملکہ نے کہا بڑی غلطی کی اوسے شمس کہنا مناسب تھا غرض بدر گھوڑے پر سوار ہوکے ملکہ کے پیچھے ہولیا ملکہ اوسے آگے بلا اور اپنے بائین طرف کرکے محل کو روانہ ہوئی اثناے راہ مین شہر کے لوگ بدر کو دیکھتے اور خوش ہوتے اور ملکہ کی طرف بنظر کراہت دیکھتے اور آپسمین اوس ملکہ کے ظلم اور بدخصلتی پر نفرین کرتے کوئی کہتا کہ اسنے نیا شکار پایا ہی آخر کو اسکے ساتھہ بھی وہی سلوک کریگی کہ جو اورون کے ساتھہ کیا ہی حق تعالی اس جوان پر رحم کرے اور اس ظالم کے ہاتھہ سے اسے نجات دے دوسرا کہتا تھا کہ اگر یہ جوان خوش نصیب ہوتا تو اس موذی اور ستمگر کے چنگل مین نہ پڑتا بادشاہ بدر نے ان باتونکو سنکر یقین جانا کہ جو کچھہ عبد اللہ نے اسکا حال مجھسے بیان کیا وہ سچ ہی پھر ملکہ محل مین جاکے بدر بادشاہ کا ہاتھہ پکڑ اپنی خواصون اور خواجہ سراؤن سمیت خاص محل مین گئی جسکا بالکل اسباب اور سامان سونیکا اور مرصع جواہرات سے تھا اور سب اپنے مکانات اور باغ مین اوسکے واسطے سیر لے گئی بدر بادشاہ ہر ایک مکان اور چیز دیکھکر خوشامد کی راہ سے تعریف کرتا اور اوسکی فصاحت اور بلاغت اور طرز نشست و برخاست سے سب محل کے لوگونے جانا کہ یہ بھتیجا عبد اللہ کا نہین معلوم ہوتا بلکہ کوئی عمدہ شخص یا شہزادہ کسی سرزمین کا ہی بہرکیف وقت کھانا کھانے کا پہنچا لونڈیونے آکر ملکہ سے کہا خاصہ طیار ہی ملکہ اور بدر بادشاہ کھانا کھانے کے کمرے مین آکر دسترخوان پر بیٹھے اور ہر ایک طباق طلائی سے کھانا کھانے لگے بعد تناول طعام کے ملکہ نے ایک گلاس اچھی نفیس شراب کا بھروا کر سلامتی بدر کے لیے پیا اور بدر نے بھی ایک گلاس واسطے سلامتی ملکہ کے نوش کیا جب دور گلاس کا اسطرح سے شروع ہوا تو گانے والی خواصین اپنے ساز اوٹھا کے گانے بجانے لگین دیر تک یہی شغل رہا جب رات بہت گئی اور وہ دونون نشے سے شراب کے سرشار ہوے بموجب اشارے ملکہ کے سب خواصین اور خواجہ سرا وہان سے چلے گئے پھر اون دونون نے پلنگ پر کہ بڑے تکلف سے لگا ہوا تھا جاکر آرام کیا فجر کو بیدار ہوکر دونون حمام مین گئے اور نفیس پوشاکین تبدیل کین اور کھانا فجر کا تناول کیا اوسکے بعد دیر تک سیر باغ کی اور باہم اختلاط کرتے رہے یہانتک کہ شب ہوگئی اور حسب معمول بعد فراغت کھانے اور دور شراب کے آرام کیا اسی طرح سے چالیس دن تک اوس ملکہ نے بدر بادشاہ کے ساتھہ بڑے عیش و عشرت سے بسر کی اب اوسنے چاہا کہ اسکے ساتھہ بھی وہی سلوک کرے جو اورونکے ساتھہ کیا چنانچہ ایک شب کہ وہ دونون موافق معمول کے چھپر کھٹ پر سوتے تھے آدھی رات کو ملکہ بیدار ہوئی اور بدر بادشاہ کو کہ جاگتا تھا سوتا جانکر پلنگ سے چپکے اوٹھی بدر سوچا کہ یہ مقرر کسی نئی بات کیواسطے اوٹھی ہی

اپنے تئیں اوسنے بھی سوتا بناکر پڑا ہوا اوسکی طرف متوجہ ہوکے دیکھنے لگا ملکہ نے ایک صندوقچہ کھولا اور اوسمین سے ایک چھوٹا سا بکس سرخ
مٹی سے بھرا ہوا نکالا اور ایک جانب اوس کمرے کے جادو سے ایک چشمہ صاف پانی کا پیدا کیا بدر اوسکو دیکھکر متحیر ہوا اور ڈر سے
لرزنے لگا اور اپنے تئیں ایسا بے حس و حرکت بنایا کہ تا ملکہ نجانے کہ بیدار ہے پھر اوسنے ایک کوزہ پانی کا اوس چشمے سے بھر لیا اور اوس
پانی کو ایک تن مین کہ تھوڑا سا میدہ اوسمین تھا ڈال کر گوندھا اور دیر تک اوسے اپنے ہاتھ سے خمیر کرتی رہی بعد اسکے کئی ایک دوائین
چھوٹی چھوٹی ڈبیون سے نکالکر اوس خمیر مین ملائین اور اوسکی ایک ٹکیہ بطور کلچے کے بنائی اور آگ بہم پہونچا کے بہت سے کوئلے سلگائے
اور اوس کلچے کو ایک آہنی توے پر رکھا اون کوئلون پر لگایا جب وہ روٹی پک چکی تب اوسنے اوس توے کو اور دوسری چیزون کو جہان سے
نکالا تھا وہین رکھدیا اور وہ چشمہ بھی اوسکے کچھ افسون پڑھنے سے غائب ہوگیا اور اوس کلچے کو احتیاط سے کسی حجرے مین رکھکے
آپ پھر آکر بدر کے ساتھ سو رہی بدر نے وہ سب حال دیکھکر جانا کہ اسمین کچھ فریب ہے اور جو مدت چالیس دن کی گذر گئی ہے میرے ہی
واسطے مقرر اوسنے تدبیر کی ہے یہ حال عبداللہ سے کہا چاہیے غرض جب فجر ہوئی وہ دونون حمام مین گئے اور تبدیل لباس کا کیا بدر نے
ملکہ سے کہا مین اس عرصے مین عجائب و غرائب مکانات اور باغات دیکھکر اور عنایات و الطاف ملکہ کی اپنے اوپر پاکے عبداللہ چچا کا
دیکھنا بھول گیا اگر آپ از راہ مہربانی کے اجازت دین تو مین کھڑے کھڑے اوس بزرگوار محسن کو دیکھ آؤن ملکہ نے کہا سچ ہے مینے بھی
مدت سے اوسے نہین دیکھا اور اوسکا کچھ حال معلوم نہین تم جاکر جلد ہی دیکھ آؤ پھر اوسنے ایک گھوڑا سونے کے زین یراق کا اوسکے واسطے سواری کے
دیکر رخصت کیا جب بدر عبداللہ کے گھر پہونچا عبداللہ اوسے دیکھکر بہت خوش ہوا اور بعد استفسار خیر و عافیت کے پوچھا کہ کہو تمنے
اوس ساحرہ کو اپنے حق مین کیسا پایا بدر نے جواب دیا کہ اب تک اوسنے مجکو معشوقون کیطرح رکھا کسیطرح سے اذیت نہین دی ہے مگر شب کے حال سے
میرے دلمین کچھ شبہہ گذرتا ہے کہ اوسنے مجھے غافل سوتا سمجھکر ایسا ایسا کارخانہ کیا اور کلچہ پکا کے رکھا مین اب تک تمھاری نصیحت کو بھولا
ہوا تھا مگر رات کے معاملے سے مجھے تنبہ ہوا مین گھبرا کے تمھارے پاس آیا تم کچھ ایسی تدبیر بتاؤ تا کہ مین اوسکے فریب سے کسی مصیبت
مین نہ پڑ جاؤن عبداللہ نے مسکرا کے کہا ہر چند اوس مکار عورت نے تمھاری فکر کی ہے اور تمکو جانور بنانا منظور کیا مگر خوب ہے کہ تمنے
مجھے آگے سے خبردار کر دیا اب تم کچھ خوف نکرو مین اسکی تدبیر بتاتا ہون کہ اوس سے محفوظ رہوگے پھر عبداللہ نے دو کلچے اوسے
دیکر کہا انکو اپنے پاس رکھو جب رات کو وہ عورت اپنے کلچے کا ٹکڑا تمھین کھانیکو دے تو تم اوسے ہرگز نکھائیو اور چالاکی سے اپنی
آستین مین چھپا لینا اور اس کلچے کا ٹکڑا جو مینے دیا ہے کھائیو اور جب جانے گی کہ تمنے اوسکا کلچہ کھا لیا تو تمکو قصد جانور بنانیکا
کریگی مگر تمپر کچھ اثر اوسکے افسون کا نہین ہوگا پھر تم اوسی کا کلچہ اوسے بزور کھلائیو وہ البتہ اوسکو کھائے گی پھر تم تھوڑا پانی اپنے ہاتھ
مین لیکر اوسکے چہرے پر چھڑک کے کہیو اپنے قالب فانی کو چھوڑ اور دوسرے قالب مین آ اوسی وقت وہ اوس قالب مین جس جانور کا نام لوگے ہو جائیگی
پھر تم اوسوقت میرے پاس اوسے لے آئیو جو مناسب ہوگا اوسوقت تمسے کہونگا بدر عبداللہ کی اس تدبیر بتانے سے نہایت شاکر ہوا اور ملکہ
کے پاس پھر آیا ملکہ اوسکی منتظر باغ مین بیٹھی تھی اوسے دیکھکر کہنے لگی اے بدر تمنے بہت دیر کی مین تمھارے دیکھنے کے واسطے نہایت
مضطر اور بیقرار تھی بدر نے کہا مین تمسے زیادہ بیقرار رہا میرا دل چاہتا تھا کہ جلد مراجعت کرون اور تمھین دیکھون مگر چچا کی ملاقات

اور بات چیت کرنے مین کچھ دیر ہوگئی ہر چند اوسنے میرے واسطے شفقت کی راہ سے کھانا پکوایا تھا لیکن مینے دیکھا کہ کھانا کھانے مین وہان و دیر ہوگی اوسکی خاطر کے لیے فقط کلیجے پر اکتفا کرکے اوسے اپنے ساتھ لیے آیا چنانچہ ایک کلیچہ کہ سفید رومال مین لپٹا ہوا تھا دکھاکے کہا کہ بی بی آمین سے کچھ تم بھی کھاؤ ملکہ نے کہا مین اسے بسر و چشم کھاؤن گی چچا تمھارا میرا بڑا دوست ہی اوسکے گھر کے کھانیکا کچھ مضایقہ نہین مگر پہلے تم ذرا میرا کلیچہ کہ مینے تمھارے پیچھے بنایا تھا کھالو بدر نے کہا بہت اچھا تمنے جو اس کلیجے کو تکلیف کرکے بنایا ہے یقیناً بہت اچھا ہوگا مین تمھاری اس عنایت کا شکر بیان نہین کرسکتا پھر اوسنے ٹکڑا اوس کلیجے کا لیکر اپنی آستین مین رکھ لیا اور ٹکڑا دوسرے کلیجے کا جو عبد اللہ نے اوسے دیا تھا توڑکر کھایا اور بڑی تعریف کی کہ بی بی اس ذائقے کا مینے اپنی عمر بھر کلیچہ نہین کھایا جب اوس لعین ساحرہ نے جانا کہ بدر نے میرا بنایا کلیچہ کھایا فی الفور پانی اوسکے مونہ پر چھڑک کے کہا اپنی صورت اصلی کو چھوڑ ایک کانے لنگڑے بدصورت گھوڑے کی صورت بنجا اوس افسون نے کچھ اثر بدر پر نکیا جیسا تھا ویسا ہی بنا رہا ملکہ نے بہت تعجب کیا کہ اس کلیجے اور میرے افسون نے کچھ تاثیر اسپر نہ کی آخر بدر نے کہا بی بی ہمنے تمھارا کلیچہ کھایا نہایت مزے کا تھا اب تم ہمارے کلیجے سے کھاؤ پس وہی کلیچہ کہ اوسی ساحرہ کا بنایا ہوا تھا دیا ملکہ کو بدر پر اعتماد تھا اور جانتی تھی کہ یہ وہ کلیچہ ہی جو عبد اللہ کے پاس سے لایا تھا بے وسواس کے کھایا بدر نے فی الفور چلو پانی اوسکے مونہ پر چھڑک کے کہا اپنا اصلی قالب چھوڑ اور گھوڑی کے قالب مین آ بمجرد اسکے سننے کے وہ ملکہ خوبصورت گھوڑی بن گئی اور اپنے تئین مسخ پاکے نہایت مغموم ہوئی اور رونے لگی اور اپنے سر کو بدر کے پانون پر ڈالا تاکہ اوسے اوسپر رحم آوے مگر بدر کو اتنی طاقت اور وقوف نتھا کہ پھر اوس ملکہ کو اوسکی اپنی صورت اصلی پر کرے آخر گھوڑی کو کھینچکر اصطبل مین لیگیا اور سائیس کو اوسے دیکے کہا زین لگام اوسکو دے کے لا سائیس جو لگام اوسکے مونہ مین دیتا تھا کوئی اوسکے مونہ کے موافق نہین ہوتی تھی بدر نے دو گھوڑے طیار کیے اور ایک پر آپ سوار ہوا اور دوسرے پر سائیس کو سوار ہونے کا حکم کیا اور کہا کہ اس گھوڑی کو کھینچکر عبد اللہ کے گھر لے آ جب وہ دونون اوس مادیان کو لیے ہوے عبد اللہ کے گھر پہونچے عبد اللہ نے دور سے دیکھکر دریافت کیا کہ بدر اوسپر غالب آیا اور اوس جادوگرنی کو گھوڑی بناکر لایا ہے اوسے اس حال مین دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا ای ملعونہ شقیہ حق تعالی نے تجھے سزا تیرے اعمال کی دی بدر گھوڑے سے اوترکر عبد اللہ کی دکان پر گیا عبد اللہ نے اوٹھ اوسے گلے لگایا اور اوسکی بڑی تعریف اور تحسین کی پھر بدر نے سارا احوال جو اوسکے اور اوس ملکہ کے درمیان مین گذرا تھا عبد اللہ سے ظاہر کرکے کہا اب کوئی لگام اس مادیان کے موافق مونہ کے بہم نہین پہونچتی عبد اللہ نے اپنے گھوڑون کی لگامون سے ایک لگام نکالکر اوسکے مونہ مین دی اور وہ اوسکے مونہ مین ٹھیک آگئی پھر عبد اللہ نے بادشاہ بدر سے کہا تم اب شہر مین ایک ساعت توقف نکرو اس گھوڑی پر سوار ہوکے اپنے ملک کو روانہ ہو اور خبردار اس لگام کو اوسکے مونہ سے کبھی نہ اوتارو بدر بادشاہ بموجب کہنے عبد اللہ کے اوس مادیان پر کہ حقیقت مین ملکہ لیب ساحرہ تھی سوار ہوا اور ایک عرصے سے خیر باد کہکے اپنے ملک کی راہ لی اور اوس شہر سے نکلا اور اوس لعین ساحرہ سے نجات پاکے اور اوسے اپنا مغلوب و مقہور دیکھ کمال خوش ہوا اور منزلین طی کرتا ہوا اپنے ملک کی طرف جاتا تھا دفعتہً تین روز کے بعد کسی بڑے شہر مین پہونچکر ایک بڈھے سے دوچار ہوا اوسکے دیکھنے مین وہ آدمی معقول معلوم ہوتا تھا اور پیادہ پا اپنے گھر کی اوسنے راہ لی تھی

اوسنے بدر سے بعد صاحب سلامت کے پوچھا تم کدھر سے آتے ہو بادشاہ بدر اوسکے جواب دینے کیواسطے ٹھہر گیا پھر تو اوس بڑھیا نے اوسے باتون مین لگا لیا یہانتک کہ ایک زن فرتوت بڑی عمر کی بدر کو سوار اوس مادیان پر دیکھہ کر کھڑی ہوئی اور نہایت جزع اور فزع سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی جب بدر کو اوس مرد پیر کی باتون سے فراغت حاصل ہوئی تب پیرزن سے سبب رونے کا پوچھا اوس پیرزن نے کہا میرے بیٹے کی گھوڑی جو مر گئی ہی ایسی ہی تھی جسپر تم سوار ہو اگر تم اس مادیان کو میرے ہاتھہ بیچو تو نہایت احسان ہی اور جو تم اوسکی قیمت مانگوگے مین دونگی بدر بادشاہ نے اوس پیرزن سے کہا ای مادر مہربان بڑا افسوس ہی کہ اس مادیان کو مین بیچ نہین سکتا اور میری طاقت سے بعید ہی کہ مین اسکو تمھین دون پیرزن نے کہا خدا کیواسطے تو اسکے دینے مین انکار نکر اگر تو نہ دیگا اسکے غم مین مین اور میرا بیٹا دونون مر جاوینگے بدر نے کہا اسکی قیمت بڑی ہی تم اوسکو نہین دے سکوگی بڑھیا نے کہا جو تم کہوگے مین فی الفور دونگی بدر نے یہ سمجھہ کے کہا کہ بڑھیا نہایت فرومایہ پھٹے پورانے کپڑے پہنے ہوے ہی اسے مقدور تھوڑی قیمت دینے کا نہین ہوگا بڑی قیمت کہانسے دے سکے گی ایسی قیمت گران کہا چاہیے کہ اوس سے ہو چلی جاوے بدر نے کہا قیمت اس مادیان کی ایکہزار اشرفی ہی اگر اسقدر قیمت اسکی مجھے دے تو یہ مادیان تیری ہی پیرزن نے یہ قیمت سنتے ہی اپنی کمر سے تھیلی کھولکر ہزار اشرفی بدر کو گن دین اور کہا یہ اشرفیان گن لیجیے اور مادیان اوتروا دیجیے نا ہزار اشرفی سے کچھہ کم ہونگی تو اپنے گھر سے کہ نزدیک ہی جلدی تجھے لا دونگی بدر وہ تھیلی اشرفیون سے بھری ہوئی دیکھکر متعجب ہوا اور کہنے لگا ای مادر مہربان مجھے یہ مادیان بیچنا کسیطرح سے منظور نہین مینے اسکی قیمت ہزار اشرفی جو کہی تجھسے ہنسی کی تھی وہ مرد پیر جو وہان کھڑا ہوا سب باتین سنتا تھا اوس سے کہا صاحب تم اس مادیان کو پیرزن کے ہاتھہ بیچ چکے ہو اب کچھہ جگہہ عذر کی نہین کیا تم اس شہر کا دستور نہین جانتے کہ جو کوئی معاملات مین فرق پر لاتا ہی وہ شخص جان سے مارا جاتا ہی اب تمھین لازم ہی کہ ہزار اشرفی اس پیرزن سے لیکے گھوڑی اوسکے حوالے کرو اسواسطے کہ اوسنے وہی قیمت تمھین دی جو تمنے اپنے مونہہ سے مانگی اب تم ناحق اس امر مین گفتگو کرتے ہو اگر یہ حال حاکم کو معلوم ہوگا تو تمھین سزا دیگا بدر بادشاہ نہایت ملول اوس مادیان سے اوتر پڑا اور پیرزن جلدی سے اوسکی لگام پکڑ کنارے نہر کے کہ اوس کوچے مین بہتی تھی لیگئی اور زین اور لگام اوتار کر ایک چلو پانی اوس نہر سے لے اوس مادیان پر چھڑکا اور کہا ای لڑکی میری اس شکل کو جو تیرے لائق نہین چھوڑ اور اپنی اصلی شکل مین آ بمجرد اس کہنے کے وہ مادیان ملکہ لیب بنگئی اور اوسکی نظر پڑی بدر بادشاہ اسے خوف کے غش مین آکر چاہتا تھا کہ زمین پر گرے کہ اوس پیرمرد نے تھام لیا اوس پیرزن نے کہ مان ملکہ لیب کی تھی اور اوسے سب اسرار سحر کے سکھائے تھے اپنے گلے سے لگایا اور نہایت خوش ہوئی اس اثنا مین مغرب کیطرف سے ایک جن نہایت ہیبت ناک پیدا ہوا اور ایک ہاتھہ سے بدر بادشاہ کو اور دوسرے ہاتھہ سے اوس پیرزن اور ملکہ لیب کو اوٹھا کر لے اوڑا اور ایکدم مین ان تینون کو ملکہ لیب کے محل مین کہ بیچ شہر جادو کے تھا پہنچا دیا ملکہ لیب نے وہان پہنچکر بدر بادشاہ کو ملامت کرنا نہایت غیظ و غضب سے شروع کیا اور کہا ای کمبخت میری خدمت کا نتیجہ اور شکرگذاری یہی تھی کہ تو نے اور تیرے چچا نے میرے ساتھہ کی دیکھہ تو اب مین تجھے اس بدسلوکی کی کیسی سزا دیتی ہون یہ کہہ ایک چلو پانی اوسپر چھڑک کے کہا اپنی شکل چھوڑ اور ناپاک شکل الو کی بنجا بدر بادشاہ فی الفور الو کی صورت بنگیا پھر ملکہ لیب نے اپنی ایک خواص کو حکم کیا کہ اس جانور کو ایک قفس مین کرکے دانہ پانی کچھہ اسے نہ دیجیو اوس خواص نے اوسے پنجرے مین رکھہ لیا ملکہ سے مخفی دانہ پانی اوسکو دیا کرتی اور وہ خواص مستدام عبداللہ پیر کی تھی پوشیدہ

اوسکو اس حال سے خبر کہلا بھیجی کہ ملکہ ہماری درپے قتل تمھارے اور تمھارے برادر زادے کے ہے تم اپنی احتیاط کرو اور اوسکے ہاتھ سے
اپنے تئین اور اوسکے تئین بچاؤ عبداللہ نے جانا کہ مقدمہ نے طول کھینچا اور عذر معذرت سے کام گذر گیا اب تم اوسکی تدبیر
کچھ کرو یہ خیال کرکے اوسنے ایک آواز اسطرح سے کی کہ بمجرد اوس آواز کے ایک جن نہایت شریر برق نام جسکے چار بازو پردار تھے حاضر
ہوا اور عبداللہ سے عرض کیا مجھے کسواسطے یاد فرمایا عبداللہ نے کہا ہے برق سن لے تو جان بدر بادشاہ ایران کی بچا اور اوس خواص کو جسکے
سپرد وہ بادشاہ بوم کے قالب مین ہے لیکر اسی وقت بیچ ملک ایران کے محل گلنار مین پونہچا تا وہ خواص بدر بادشاہ کی گرفتاری کا حال
اوسکی مان گلنار سے کہے اور اوسکی مدد کیواسطے وہان حاضر رہیو جو وہ کہے سو کیجیو برق یہ حکم عبداللہ کا سنکر فی الفور ملکہ لیب کے
محل مین جا اور اوس خواص کو عبداللہ کے حکم سے آگاہ کر اوسے لے آسمان کو اوڑا اور طرفۃ العین مین بیچ ملک ایران کی پونہچایا اور گلنار
کے محل کی چھت پر اوسکو کہ پیسے لگی ہوئی تھی لیجا کر استادہ کیا اور خواص نے زینے کی راہ سے نیچے جاکے ملکہ گلنار اور ملکہ فراشی کو کہ دونون
باہم اپنے درد دکھ کی باتین کر رہی تھین بڑے آداب سے سلام کیا اور بدر کی گرفتاری کا حال ملکہ لیب کے ہاتھ مین عرض مین لائی گلنار
بدر کا حال سنکر بہت خوش ہوئی اور اوٹھ کر اوس خواص کو گلے سے لگایا اور اوسکی خبر پونہچانے سے بہت ممنون ہوئی اور اوسی وقت اپنے اہلکارون
کو حکم دیا کہ تم نقارے اور شادیانے بجواکے تمام شہر مین اشتہار کرو کہ بدر بادشاہ جلد یہان پونہچا چاہتا ہے پھر اوسنے خوشبو اور عنبر آگ پر رکھکے
اپنے بھائی ملک صالح کو مملکت دریائی سے طلب کیا جب وہ پونہچا تو ملکہ گلنار نے کہا بھائی تمھارا بھانجا بدر ملک جادو مین ملکہ لیب کے ہاتھ مین قید
ہوا اب یہان میرا اور تمھارا کام ہے کہ اوس ملک مین جاکے اوسے قید سے رہائی دلواؤن ملک صالح نے اپنی دریائی فوج کو حکم دیا کہ تم جلد اپنے
تئین دریا کی راہ ملک جادو مین پونہچاؤ مین قبل پونہچنے تمھارے اپنے تئین وہان پونہچاؤنگا بعد اوسکے فوج جنات کی بہتیری اپنے ساتھ
لیکے ملکہ گلنار اور ملکہ فراشی اور دوسری شہزادیون سمیت کہ دریائی تھین تخت پر سوار ہوا اور ایک دم مین بیچ ملک جادو کے پونہچا اور وہان جاتے ہی
ساتھ ملکہ لیب اور دوسرے آتش پرستون کو ایکبارگی قتل اور نیست و نابود کیا اور ملکہ گلنار نے اوس خواص کو جو بدر کی خبر پونہچانے کیواسطے ملک
ایران مین گئی تھی فرمایا کہ جلد وہ قفس جسمین بدر بادشاہ میرا فرزند ہے لا وہ خواص فوراً پنجرہ اوٹھا لائی ملکہ گلنار نے بدر کو اوسمین سے باہر نکالا
اور پانی اوسپر چھڑک کے کہا اس قالب اجنبی کو چھوڑ اور اپنے اصلی قالب مین آ اوسیوقت بدر اپنی شکل اصلی مین آیا ملکہ نے اوسے اپنے سینے سے لگایا اور
بہت خوش ہوئی پھر بدر اپنے ہوش و حواس مین آکے اپنے ماموں ملک صالح اور ملکہ فراشی اپنی نانی سے اوسیطرح ہر ایک سے پہچان پہچان کے گلے ملتا گیا
پھر ملکہ گلنار وہان سے عبداللہ پیر کے گھر آئی اور اوس سے ملاقات کر کے بڑی شکر گذاری کی کہ تم نے میرے لڑکے کی بڑی مدد اور خبر گیری کر کے
ہم سبکو نہایت ممنون کیا اب جو خدمت اور کام تمہارے موافق ہو کہو کہ ہم اوسکو بخوشی بجا لائین عبداللہ نے کہا میرے نزدیک مناسب ہے کہ تم بدر
بادشاہ اپنے بیٹے کی شادی اس بی بی سے جسے مینے تمھارے پاس بھیجا تھا کر دو کہ وہ بی بی نہایت حسین اور دانشمند ہے ملکہ گلنار نے اوسے قبول منظور
کر کے اوس بی بی کو لباس فاخرہ شاہانہ پہنا کے بدر بادشاہ کی شادی اوسکے ساتھ کر دی بدر بادشاہ نے کہا آپکا فرمانا اور عبداللہ پیر کا کہنا
منظور اور بسر و چشم بجا لایا مگر مین حقیقت مین شادی جوہر شہزادی ملک سمندل سے کرونگا اوسکی مان نے مسکرا کے کہا کہ بہت اچھا اوسکی بھی تدبیر کیجاویگی
یہ کہکے اوسنے فوج دریائی اور فوج جنات کو جو حاضر تھی حکم کیا کہ تم سب جاکر شہرون دریائی اور خشکی مین تلاش کرو کہ اگر کوئی شہزادی حسین

اور سلیقے مین موافق بادشاہ بدر بحیر فرزند کے ہوتی مجھے خبر کیجئے تا مین اوسکی شادی کی درخواست بدر کیواسطے کرون بدر نے کہا یہ سب تلاش بیفائدہ ہے تم جانتی ہو کہ مین شہزادی سمندال پر عاشق ہون اور مثل اوسکے کوئی شہزادی روے زمین پر نہین اور بظاہر وہ جو میرے ساتھہ بدسلوکی سے پیش آئی محض اپنے مان باپ کے قید ہونے سے اب اگر ملک سمندال کو قید سے چھوڑکر آپ درخواست اوسکی میرے واسطے کیجیے گا تو وہ کبھی انکار نکرے گا ملکہ گلنار نے کہا ای میرے فرزند ملک سمندال کو ملک صالح تمھارے ماموں نے قید کر رکھا ہے اگر وہ اوسے قید سے چھوڑکر مہمان طلب کرے تو اوس سے حال قبول یا انکار کا دریافت کیا جائے پھر بدر بسبب جلال ملک صالح کے اوس سے ملک سمندال کی رہائی کی گفتگو زبان پر لایا ملک صالح نے بھانجے کی خاطر سے ایک انگیٹھی آتش سے بھری ہوئی منگوائی اور کچھہ چیز اوسمین ڈال افسون کو پڑھا بجرد اوٹھنے دھوئین کے زمین مین جنبش ہوئی اور ملک سمندال فسرن ساتھہ کہ اوسیمین تھے حاضر ہوا بدر شاہ ایران نے اپنے تئین ملک سمندال کے قدمون پر ڈالا اور پھر دونون زانو پر اوسکے روبرو زمین پر کھڑے ہوکے کہا جس شخص کو اوسکے ملک صالح نے درخواست کی تھی وہ شخص مین ہون بادشاہ پارس کا اب امیدوار ہون کہ میرے حال پر مہربانی فرمائیے اور مجھے یقین ہی کہ تم روادار میرے ہلاک ہونے کے نہوگے جو کچھہ ہوا سو ہوا اب مجھے بسبب قبول کرنے اس وصلت کے سرفراز کیجیے ملک سمندال نے جلدی سے بدر بادشاہ ایران کا زمین سے اوٹھاکر اوسے اپنے گلے لگایا اور کہا اگر تمھارا حال محبت کا جواہر کے ساتھہ ایسا ہی کہ بے اوسکی وصلت کے ہلاک ہو جاؤگے تو مین راضی ہون اور اب جواہر کو مینے بخوشی تمھین دیا وہ اب تمھاری ہی اور وہ میری تابع مرضی کی ہی کبھی اوسنے میرے خلاف مرضی کے نہین کیا پھر ملک سمندال نے اپنے ایک افسر کو کہ حسب اجازت ملک صالح کے اوسکے ہمراہ رہتا تھا حکم کیا جلد جا اور شہزادی جواہر کو جہان کہین ہو ڈھونڈ کر لے آ وہ افسر موجب حکم ملک سمندال کے جاکر شہزادی جواہر کو اوسکی خواصون سمیت ڈھونڈ ھکر لے آیا بادشاہ سمندال نے اوسے اپنے گلے لگاکے کہا ای فرزند مینے تیری شادی بادشاہ ایران سے جو سامنے موجود ہی کردی اس بادشاہ کے سنجیدہ اور فہمیدہ ہونے مین کچھہ شک نہین سب شہزادیون سے تیری عزت اور حرمت زیادہ کریگا اور ہمکو اور تجھے اپنے سے راضی اور خوشنود رکھیگا شہزادی جواہر نے ملک سمندال سے کہا آپنے جو کچھہ فرمایا بدل و جان اسکو قبول کیا لیکن مین مترصد ہون کہ بادشاہ فارس میرا قصور جو غصے مین مجھسے اوسکی خدمت مین سرزد ہوا معاف کرے ملک سمندال نے بادشاہ پارس سے اوسکو معاف کردینے کو کہا پھر رسوم اوس شادی کے بڑے دھوم اور تکلفات سے اوسی شہر جادو مین ہوے اور جتنے عاشق کہ ملکہ لیب کے جادو کے سبب چارپائے بنے ہوے آوارہ اور پریشان پھرتے تھے بمجرد اوسکے مارے جانے کے سب اپنی اصلی شکل وصورت مین آئے اور واسطے شکرگزاری بدر بادشاہ ایران اور ملکہ گلنار اور ملک صالح کے حاضر ہوے اور اون سے رخصت ہوکر اپنے اپنے ملکون کو گئے پھر ملک صالح اور ملک سمندال نے اپنے ملک و کشور دریا کی راہ لی اور بادشاہ ایران ملکہ گلنار اور ملکہ فراشتی اور دوسری شہزادیون کے ساتھہ مع شہزادی جواہر وغیرہ کے روانہ ملک ایران کا ہوا اور بعد کتنے روز کے ملک صالح کشور ایران مین آیا اور ملکہ فراشتی اور دوسری شہزادیون کو کہ اوسکے اقربا اور رشتے دارون سے تھین ساتھہ لیکر اپنی ولایت دریا کی طرف روانہ ہوا

تمام ہوئی جلد دوسری ترجمۂ الف لیلہ کی



ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه

جلد تیسری ترجمہ الف لیلی

در مطبع مصطفائی مصطفیٰ محمد خان طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ غانم اور فتنہ کا

ملکہ شہرزاد نے پادشاہ شہریار سے عرض کیا کہ حضور اگلے زمانے مین ایک سوداگر ابو ایوب نام رہنے والا دمشق کا تھا دولت کثیر اوسکے پاس تھی اور ایک بیٹا تھا نہایت شکیل صاحب شعور پہلے اوسکو غانم کہتے تھے پھر لقب اوسکا بندہ عشق ہوا اور الکنب نام اوسکی ایک لڑکی تھی حسین اور صاحب جمال جو کوئی اوسکو دیکھتا بے اختیار عاشق زار ہو جاتا اتفاقاً وہ سوداگر بہت دولت چھوڑ کے مرگیا چنانچہ سو گٹھریان مال نفیس کی اوسکے گدام گھر مین بندھی ہوئی رکھی تھین کہ اوسمین بھاری بھاری تھان کمخاب اور گلبدن وغیرہ کے تھے اور ہر ایک بستے پر برائے بغداد بخط جلی لکھا ہوا تھا اور اوس زمانے مین حاکم شہر دمشق کا محمد زبیبی بیٹا سلیمان کا تھا اور دمشق کو دار الملک سیرالکا کہتے تھے اور زبیبی خراج گذار بنی عم ہارون رشید خلیفہ بغداد کا تھا بعد وفات اوس سوداگر کے ایکدن غانم نے اپنی مان سے استفسار کیا کہ مینے ہر ایک بستے پر بڑے حرفون سے لکھی ہوئی لفظ برائے بغداد کی دیکھی ہے اسکے کیا معنی ہین اوسکی مان نے کہا کہ تمہارے باپ کا دستور تھا کہ جب مال کسی شہر مین لیجانے کا قصد کرتا تو اوسکو باندھکے ہر ایک گٹھری پر نام اوس شہر کا لکھدیتا تو وقت بار کرنے کے شبہہ نہ پڑے اور اندنون اس مال کی گٹھریان باندھکر وہ آمادہ سفر بغداد کا تھا اجل نے اوسے فرصت ندی دفعۃً جان بحق تسلیم ہوا یہ کہکے وہ بی بی اوسے یاد کرکے رونے لگی غانم اپنی مان کو اس حال مین دیکھ نہ سکا مگر مغموم ہوکے اوسوقت چپ ہو رہا دوسرے وقت اوسکو خوش پاکر کہا کہ افسوس میرا باپ اس اسباب کو بغداد مین لیجانے نپایا اب مین چاہتا ہون کہ اس جنس کو بغداد مین لیجاکے بیچون اور بہت فائدہ حاصل کرون اوسکی مان نے اس بات کو سنکر بہت رنج کیا کہ وہ اوسکو بہت پیار کرتی تھی کہا کہ بیٹا تم صغیر سن ہو کس طرح متحمل اتنے بڑے سفر کے ہوگے ایک تو مین تمہارے باپ کے مرنے سے مبتلا غم والم کی ہون دوسرے اب تم بھی چاہتے ہو کہ اپنی مفارقت سے مجھے رنج مین ڈالو میرے نزدیک مناسب ہی کہ یہ اسباب دمشق کے تاجرون کو دیدو اور تھوڑے نفع پر اکتفا کرکے اس سفر دور و دراز سے محفوظ رہو غانم نے مان کا سمجھانا مطلق نہ سنا اور سفر بغداد کو اپنے دل مین مصمم کرکے جانے پر اصرار کیا اور نخاس مین جاکر کئی غلام حبشی بقدر اپنی حاجت کے خریدے اور ایک سو شتر کرایہ کیے اور سب اسباب سفر کا تیار کرکے ہمراہ پانچ چھ

سوداگر وہی کہ بغداد کو جاتے تھے ہولیا اور وہ اپنے غلاموں اور بہت لوگوں کے ساتھ مثل ایک بڑے قافلے کے روانہ ہوا راہ میں بسبب
جمعیت کثیر کے بدوؤں کے ہاتھ سے کہ وہ بھی قوم عرب ہیں اور مسافروں کو قابو پاکے لوٹا کرتے ہیں محفوظ رہا مگر بسبب سفر دور و دراز کے البتہ وہ سب
ماندے ہوگئے تھے کہ دفعتہً شہر بغداد کو دور سے دیکھتے ہی نہایت خوش ہوئے اور سب خستگی راہ کی بھول گئے اور شہر بغداد میں داخل ہوکے ایک بڑی
سرائے آباد میں وہ سب سوداگر جا اوترے مگر غانم نے اونکے بیچ میں رہنا پسند نکیا شب کی شب ایک جا محفوظ میں رہا صبح کو اوسنے ایک بڑا عمدہ
گھر کو اسباب نفیس سے سجا ہوا اور اوسمیں پائیں باغ نہروں اور درختوں میوہ دار سے مرتب تھا کرائے کو لیکے چند روز تک اوس مکان میں
آرام کیا جب ماندگی سفر کی دور ہوئی اچھی پوشاک پہنکے تاجروں کی مجلس میں جہاں سب اپنے اسباب کے بیچنے کے لیے جمع ہوئے تھے گیا اور کئی
تھان ابریشمی اور زربفت کے بطور نمونہ غلاموں کے ہاتھ اپنے ساتھ لیتا گیا وہاں جا کے تاجروں سے ملاقات کی وہ بڑی خاطر داری
اور عزت سے پیش آئے نمونے دیکھکر پسند کیے سب اسباب اوسکا نمونوں سے ملاکر بموجب بیجک کے خرید لیا غرض غانم نے چند روز میں سب اسباب کو فائدہ کثیر پر
بیچ ڈالا فقط ایک گٹھری اپنے مصرف کیواسطے توشخانے میں رہنے دی ایک دن اپنے گھر سے نکل بازار کی طرف گیا وہاں سب کانوں کو بند پاکے
متحیر ہوا اور لوگوں سے اوسکا سبب پوچھا اونھوں نے کہا کہ فلان سوداگر بہت بڑا آدمی تھا آج مرگیا ہی اوسکی تجہیز و تکفین کیواسطے یہاں کے سب سوداگر گئے ہیں
غانم نے پوچھا کہ اس میت کی نماز کون سی مسجد میں پڑھینگے اور وہاں سے کس گورستان میں لیجاینگے لوگوں نے اوسے پتا بتایا غانم غلام کو رخصت
کرکے آپ اوس مسجد کیطرف روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر سنا کہ نماز پڑھا کے میت کو واسطے دفن کے لیے جاتے ہیں غانم بھی اوس جنازے کے ساتھ ہولیا اور گورستان
میں کہ شہر سے بہت دور تھا جا پونہچا اوس میت کی قبر سنگین بطور گنبد کے آگے سے بنی ہوئی طیار تھی اور بسبب قلت جگہ کے گرداگرد خیمے استادہ کیے تھے
میت کو اندر گنبد کے لے گئے اور سب سوداگر وغیرہ اون خیموں میں ٹھہرے قرآن خوان وہاں سورتیں کلام اللہ کی پڑھنے لگے بعد دفن کے اقربا میت اور
دوسرے سوداگر وہاں حلقہ کرکے واسطے فاتحہ خوانی کے بیٹھے اس عرصے میں رات ہوگئی غانم نے بسبب شب ہونے اور مسافت بعید کے قصد وہاں سے گھر جانیکا کیا
اتنے میں موافق دستور بغداد کے کھانا حاضری کا حاضر کیا گیا اس انداز سے معلوم ہوا کہ وہ خیمے فقط دھوپ کے بچاؤ کیواسطے نہیں استادہ ہوئے ہیں بلکہ یہ لوگ شب کو
ان خیموں میں رہینگے دوسرے دن شہر میں جاوینگے غانم اس امر سے نہایت متفکر ہوا اور اپنے دل میں سوچا کہ میں اجنبی ہوں اگر رات کو سب کے ساتھ یہاں پر
رہجاؤں مبادا شب کو چور آکے میرے گھر میں چوری کریں یا میرے غلام فرصت پاکے سب جمع نقد کو لے کے کسی طرف بھاگ جاویں تو میں کہاں اونکو تلاش کرتا
پھرونگا اسلیے اوسنے تھوڑا سا کھایا اور لوگوں کی نظر بچا اپنے گھر کی راہ لی جلدی میں وہ ڈرتا جاتا تھا اور یہ اکثر واقع ہوتا ہی کہ جو شخص کسی امر میں جلدی کرتا ہی
اکثر خطا پاتا ہی اتفاقاً وہ تاریکی میں بھول کے اور ہی راہ میں پڑ رہا گھومتے گھومتے آدھی رات کو شہر کے دروازے پر پونہچا مگر دروازہ شہر کا اوسکی
بدنصیبی سے بند ہوگیا تھا اب اوسکو ضرور ہوا کہ کوئی مکان تلاش کرے تا رات اوسمیں کاٹے اور فجر کو اپنے گھر جاوے غرض بعد تلاش کے ایک گورستان
شہر کے کنارے ملا چاروں طرف بلند دیواروں سے گھرا ہوا بیچ میں ایک ناریل کا درخت لگا تھا اوسنے اندر جا دروازے کو بند کرلیا اور ایک ہموار جگہ ڈھونڈھ
کھائیں واسطے سونے کے لیٹ رہا مگر بسبب وحشت گورستان کے اوسے نیند نہ آئی گھبرا کے اوٹھ کھڑا ہوا اور دروازے کے سامنے ٹہلنے لگا دور سے ایک روشنی نظر پڑی
کہ اسی طرف کو چلی آتی تھی خوف کے مارے اوس درخت پر چڑھ گیا اور اوسکے پتوں میں چھپکے بیٹھ رہا اتنے میں دیکھا کہ تین شخص لباس غلاموں کا پہنے ہوئے گورستان
میں آئے ایک کے ہاتھ میں لالٹین روشن اور دو اوسکے کئی قدم کے پیچھے ایک صندوق اپنے کندھوں پر اوٹھائے ہوئے اندر گورستان کے پونہچے اور صندوق اتار ایک نے اونمیں سے

کہا کہ بھائیو اگر میری بات سنا چاہتے ہو تو اس صندوق کو اسی طرح سے چھوڑ کر شہر کو چلو دوسرے نے کہا ہماری بی بی نے ایسا نہین فرمایا اگر ہم ایسا کرین تو بہت پچھتائینگے اسلیے کہ اونہون نے اس صندوق کے گاڑنے کیواسطے تاکید فرمائی ہی تیسرے نے کہا تو سچ کہتا ہی پھر اون غلامون نے زمین کو پھاوڑے سے کھودنا شروع کیا یہانتک کہ گہرا گڑھا کھودا اور صندوق کو اوسمین دفن کر چلے گئے غانم نے درخت پر سب باتین اون غلامون کی جو آپسمین کرتے تھے سنکر قیاس کیا کہ شاید اس صندوق مین دولت ہی کسی امیر نے پریشان ہو کر یہان گڑوائی ہی بعد جانے غلامون کے اس حال کو دریافت کیا چاہیے الغرض بعد اونکے جانیکے مطمئن خاطر ہو درخت سے اوترا اور ہاتھون سے مٹی اوس جگہ کی جہان صندوق مدفون تھا سرکائی صندوق کو دیکھا کہ اوسمین قفل لگا ہوا ہی متحیر ہوا کہ اس قفل کو کیونکر توڑون کہ اسکے اندر کا حال معلوم ہو پھر اوسنے سوچکر کئی ٹکڑے پتھر کے وہانسے اوٹھا ایک پتھر کو نیچے اور دوسرے کو اوپر رکھکے ایسا زور کیا کہ وہ قفل بآسانی کھل گیا اوسنے صندوق کا پٹ اوٹھایا بجائے زر کے ایک جوان بی بی کو دیکھا کہ اوسمین پڑی ہوئی ہی نہایت خوبصورت رنگ اوسکے چہرے کا دمکتا ہوا جانا یہ سوتی ہی پھر خیال کیا کہ اگر سوتی ہوتی تو کھڑکھڑاہٹ سے قفل کے جاگتی پھر بازو بند اور کان کے بالون کو دیکھا کہ ہیرے کے ہین اور مالا مروارید بڑے بڑے موتیون کا اوسکے گلے مین اور لباس پوشاک شاہانہ پہنے ہی اس سے جانا کہ یہ بی بی خلیفہ کے محل کی ہی اور اوسکے حسن و جمال کو دیکھکر بمقتضائے بشریت کے عاشق ہو گیا مگر جرأت بات اور استفسار حال کی کہ یہ کیون اس صندوق مین بیحس و حرکت اور خاموش پڑی ہی اپنے مین نپائی پہلے اوسنے دروازہ آمد و رفت قبرستان کا جو وہ غلام کھلا ہوا چھوڑ گئے تھے جاکر بند کیا پھر اوس بی بی کو صندوق سے باہر نکالکر ایک ہموار زمین پر رکھا جب اوسکو ہوا لگی فی الحال اوسمین طاقت آئی اور جنبش کرنے لگی اور آدھی آنکھین کھولکر بے اسکے کہ غانم کو دیکھے ایسے انداز سے پکاری کہ جسکے سننے سے غانم نہایت خوش ہوا ارے زہرہ البستان شاہسفرم مرکان گلسہ بوس نور النہار سو ہی نزہت الزمان تم سب کہان ہو یہ سب نام اوسکی خواصون کے تھے کہ جو اوسکی خدمت مین دن رات حاضر رہتین اور اونکو ہمیشہ وہ پکارا کرتی تھی جب دیکھا کہ کوئی میرا جواب نہین دیتی حیران ہوئی اور اچھی طرح آنکھ کھولی تو اپنے تئین قبرستان مین پڑا ہوا دیکھا اس امر سے نہایت اندوہگین ہوکے باواز بلند بولی کیا یہ مردہ اسواسطے زندگی کے یہان آیا ہی یا دن قیامت کا آپہنچا مین یہ کیا اپنا حال متغیر سبب سے دیکھتی ہون غانم نے کہ ابتک اوس بی بی کے روبرو نہوا تھا اور کچھ اوس سے بات کی تھی سامنے ہوکر کہا کہ مین شخص اجنبی ہون قضا و قدر فقط تمہاری ہی زیست کیواسطے مجھے یہان لائی ہی اب جو ارشاد ہو مین بجالاؤن اوس بی بی نے اوس سے پوچھا کہ مین کیونکر اس گورستان مین آئی اور کون مجھے یہان لایا غانم نے تین غلامونکے صندوق کا لانا اور اوسکو یہان دفن کرنا سب بیان کیا اوس بی بی نے دیکھتے ہی غانم کے اپنا منہ ڈھانپ لیا غانم اوسکی اس وضع سے نہایت رنجیدہ ہوا بی بی نے کہا شکر پروردگار کا کہ میری زیست کیواسطے ایسے لایق شخص کو یہان بھیجا اب تو اول باعث اس امر خیر کا ہوا ہی چاہیے کہ انجام اسکا بھی تجھسے خوب ہو صبح ہوتے ہی شہر مین جاکر ایک خچر کرایے کر لا مین اسی صندوق مین لیٹی ہون تو اسے مقفل کرکے خچر پر رکھ اور اپنے گھر مین مجھے لیچل اور مین تو پیادہ پا چیرے سے چل سکتی مگر اس پوشاک سے شہر مین چھپ سکونگی اور مین تیرے گھر پہونچکر سب قصہ اپنا کہونگی تو سنکے اپنے دل مین انصاف کریگا کہ مین ظالم اور ناسپاس نہین غانم صندوق گڑھے سے نکال مٹی سے صاف کر سامنے لایا وہ بی بی اوسمین جا لیٹی غانم نے اوس صندوق کو اس وضع سے بند کیا کہ ہوا نہ رکے گورستان سے نکل دروازے اوسکے بند کرکے شہر کی طرف روانہ ہوا دروازہ شہر کا کھلا ہوا دیکھکر جلدی شہر مین گیا ایک خچر کو کرایہ کر پھر اوس گورستان مین آیا اور خچر والے سے کہا کہ مین ایک خچر کرایہ کرکے اس صندوق کو گورستان تک لایا تھا بہت چاہا کہ وہ خچروالا رات کو یہان مقام کرے فجر کو میرا اسباب گھر تو پہنچا دے تو اوسنے نمانا اسباب چھوڑکر چلا گیا اب تو اس صندوق کو شہر مین میرے گھر تو پہنچا دے پھر اون دونون نے اوس صندوق کو اوٹھاکے خچر کی پیٹھ پر رکھا اور رسّے چارون طرف سے باندھکر شہر کیطرف

روانہ ہوے غانم تمام راہ نہایت خوف و ہراس مین جاتا تھا کہ مبادا اگر یہ راز کھلے تو خدا جانے کس مصیبت مین پڑون جب وہ اپنے گھر خیریت سے صندوق کو لیکر پونہچا مطمئن ہوکر خچر والے کو رخصت کیا اور اپنے ایک غلام سے کہا کہ گھر کا دروازہ بند کر اوسنے جاکر بند کر لیا پھر بی بی کو صندوق سے نکالکر کمرے مین لیگیا اور پوچھا کہ اب تم کیسی ہو اور مزاج تمھارا خوش ہے بی بی نے جواب دیا کہ مین اچھی ہون اور تمھاری اس خدمت سے نہایت ممنون ہوئی پھر غانم ایک غلام کو اپنے ساتھ لیکے بازار گیا کہ اوسکے واسطے اپنے ہاتھ سے اسباب کھانیکا خرید کرکے لاوے پہلے طباخ کی دکان پر جاکے اقسام اقسام کے کھانے مول لیے پھر میوے والے کی دکان سے اچھے اچھے میوے خرید کیے اور روٹی اقسام اقسام کی کہ خلیفہ کے واسطے جاتی تھی اور بہت نفیس شراب میوے لی پھر گھر کو آیا اور اپنے ہاتھ سے اون سبکو دسترخوان پر چنکر کہا کہ اب تم اسکو تناول کرو اوسنے کہا کہ جبتک تم میرے ساتھ بیٹھکر نہ کھاؤ گے مجھے کھانا حرام ہے غانم مجبور ہوکر کھانے پر بیٹھ گیا اور جب اوسنے اپنے برقع کو اوتارکر ایک کنارے رکھدیا غانم نے ایکطرف اوس برقع کے بڑے حرفون مین ریشم سے کڑھا ہوا دیکھا اور پڑھا اوسپر لکھا تھا کہ مین تیری ہون اور تو میرا ہے اے فرزند نبی چچاکے اور فرزند نبی چچا سے مراد ہارون رشید ہے کہ وہ اولاد عباس چچا نبی سے تھا غانم اوسکو پڑھکر بہت گھبرایا اور کہا اے خدا بی بی تم اپنا نام و نشان بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس سے علاقہ رکھتی ہو اوسنے کہا میرا نام فتنہ ہے جب مین پیدا ہوئی تھی تو میرا نام یہی رکھا گیا تھا اونھون نے آگے سے قیاس کیا تھا کہ نظر میری سو جب ہزار مصیبت کی ہوگی اور کوئی بغداد مین نہین ہے کہ وہ مجھے نجانتا ہو مین معشوقہ خلیفہ ہارون رشید کی ہون بچپن سے اوسکے محل مین آئی تھی اور سب باتونکی تعلیم اور تربیت جو ہماری جنس کو درکار اور ضرور ہے مینے محل مین خلیفہ کے پائی اور تھوڑے زمانے مین یہ نسبت اورون کے مین تمام امر سے واقف اور ماہر ہوئی خلیفہ میری لیاقت اور حسن کو ملاحظہ فرماکے مجھے دل سے پیار کرنے لگا اور ایک مکان اپنے نزدیک مجھے رہنے کو دیا اور بیس لونڈیان اور بیس خواجہ سرا میری خدمت اور محافظت کیواسطے مقرر کیے اور اسقدر دولت دی کہ مین مثل شہزادیون کے اپنی گذران کرنے لگی زبیدہ خاتون کہ بی بی بیاہتا اور اقربا ہے خلیفہ سے ہے اس حال کو دریافت کرکے مجھسے رشک کرنے لگی اور درپے میری ہلاکت کے ہوئی مگر بسبب میرے ہوشیار اور خبردار رہنے کے قابو اوسکا چل نہین سکتا تھا آخر رفتہ رفتہ شاید میری کسی کنیز کو طمع سے بہکایا تو وہ نمک حرام مجھے کچھ کھلا کے میرا کام تمام کرے چنانچہ اوسنے قابو پاکر غیبت مین خلیفہ کے جب وہ واسطے دفع کرنے کسی غنیم کے مع فوج گیا تھا اوسی لونڈی سے مجھے اول شب شربت مین کوئی دوا بیہوشی کی پلوائی جسکے پینے سے مین اپنے ہوش و حواس مین نہ رہی تب اوسنے مجھے صندوق مین بند کرکر زندہ دفن کروا دیا آخر رشتہ حیات کا باقی تھا خدا نے تجکو اوس گورستان مین پونہچایا اور تیرے دل مین ڈالا کہ تو نے صندوق کو کھلوالا اور مجھے اپنے گھر مین لایا اگر اس بات کو زبیدہ سنیگی تو البتہ جان سے تجھے مروا ڈالیگی اب جبتک خلیفہ باہر ہے البتہ مین تمھارے گھر مین ہون اور وہ بعد داخل ہونے شہر کے میرے نہونے کی خبر سنکر نہایت بیقرار ہوگا اور میری تلاش کے لیے تا مقدور کوتاہی نکریگا اگر اوسے خبر ہوگی کہ مین تیرے گھر مین تھی اوسیوقت مجھے بلوا لیگا اور تجھے قتل کریگا غانم یہ تقریر فتنہ کی سنکے نہایت گھبرایا اور کہا بی بی تم تو سچ حال اپنا کہتی ہو لیکن مگر میرا بچنا نہایت دشوار ہے فتنہ نے کہا کوئی کسیکے گھر کی خبر نہین جانتا جبتک کہ اوسکے گھر والے خبر فاش نکرین غانم نے کہا یہ سچ ہے مگر میرے غلام یہان کسی سے ربط اور اتحاد نہین رکھتے کہ جنسے کچھ بات چیت کیا کرین اونسے مظنہ افشاے راز کا ہو علاوہ اسکے سب یہی جانتے ہین کہ مرد جوان صاحب مقدور ہے بی بی یا لونڈی جسکے نہین رہ سکتا اگر احیاناً کوئی میرا غلام تمکو کبھی دیکھ لیگا تو گمان کریگا کہ تم بھی اسی قسم سے ہو اور تا مقدور فتنہ کو کسی اپنے غلام کے روبرو نہین کرتا یہی گفتگو کر رہے تھے کہ کسینے اوسکے دروازے کو کھٹکھٹایا غانم اوٹھا کہ جاکے دریافت کرے کہ کون ہے اتنے مین اوسکے ایک غلام نے آکے خبر دی کہ نان بائی آپکے واسطے کھانا مقرری لایا ہے غانم خوان کھانیکا غلام کے ہاتھ سے آپ گھر مین لیگیا اور فتنہ کو کھلا کے کہا کہ بی بی اب تم ذرا آرام کرو مین ابھی پھر

حاضر ہوتا ہون یہ کہکے وہ بازار کو گیا اور دو لونڈیان نفیس اور کپڑے کہ قابل پوشاک معشوقہ خلیفہ کے تھے خرید کرکے لایا اور دونون لونڈیونکو فتنہ کی خدمت مین دیا فتنہ اس امر سے بہت خوش ہوئی اور کہا تمنے مجھے زیادہ تر ممنون اور زیر بار احسان کیا اب مین خدا سے دعا مانگتی ہون کہ خدا پھر میرے دن پھیرے اور مجھے اپنے مال و دولت پر اختیار ہووے تو اسکا عوض تمسے کرون اور سرخرو ہون پھر فتنہ نے اثناے گفتگو مین کہا اے خداوند غانم نے کہا خدا کیواسطے اتنی بڑی تعظیم میری نکیجیے بلکہ مجھے اپنا غلام سمجھیے فتنہ نے کہا کہ یہ تم کیا کہتے ہو اس سے اگر زیادہ تمھاری تعظیم و تکریم کرون تو بجا ہی اسواسطے کہ بظاہر تم سبب میری دوبارہ زندگی کا ہو مجھسے کفران نعمت کیونکر ایسے محسن کے حق مین ہوسکے کہ اوسکو اپنا غلام سمجھون غانم اس تقریر حق شناسی سے نہایت مسرور اور ممنون ہوا اگرچہ محبت دونونکو آپس مین کمال تھی مگر غانم کو بھی خوب معلوم تھا کہ جو چیز خاص آقا اور خداوند کیواسطے ہی نوکر پر حرام ہی جب شام ہوئی اوسنے شمعون کو اوس مکان مین روشن کرکے دسترخوان بچھا میوے چنے اور شراب موافق معمول شہر بغداد کے رکھی کہ وہان کے لوگ دن کو گوشت اور روٹی وغیرہ کھاتے تھے اور شب کو فقط شراب اور میوون پر قناعت کرتے پھر اون دونونے دسترخوان پر بیٹھکے میوے کھانے شروع کیے اور دو تین گلاس شراب کے پی مزے مین آ گانے لگے پہلے غانم نے اشعار حسب حال اپنے شوق اور عشق کے فی البدیہہ کہکے بالحان خوش سنائے پھر فتنہ نے بھی کچھ گیت اوسی مضمون کے بناکر بہت خوش آوازی اور دلفریبی کے ساتھہ گائے جب رات بہت آئی غانم فتنہ سے رخصت ہوکے دوسرے مکان مین سو رہا اور فتنہ نے اوسی جگہ آرام کیا دونون کنیزین نو خرید فتنہ کی خدمت کیواسطے حاضر رہوین ایک مدت تک وہ دونون اسی طرح پر رہے سواے بات چیت کے اور کوئی امر پیش نہ آیا خوف سے خلیفہ کے شب کو بیگانہ وار تنہا سوتا اور دن کو غانم فتنہ کو اکیلا چھوڑکر کہین گھر سے باہر نجاتا مگر جب وہ آرام کرتی یا کوئی ایسا ہی امر اہم درپیش ہوتا بمجبوری کبھی دو گھڑی کیواسطے جاتا اور جسقدر غانم جان و دل سے فتنہ پر فریفتہ تھا ویسی ہی فتنہ بھی اوسے پیار کرتی اور اوس ہلاکت سے بچکر غانم کے گھر مین پاک و صاف بے لوث کسی امر کے رہا کرتی اب بغداد مین ہرچند کوئی سواے ایک لونڈی کے اس امر سے آگاہ نتھا اور وہ تینون غلام بھی کہ جو صندوق کو قبرستان مین گاڑ آئے تھے نہین جانتے تھے کہ اوسمین کیا ہی مگر زبیدہ خلیفہ کے ڈر سے ایک لحظہ آرام نکرتی تھی اور اپنے اس جرم سنگین پر ہمیشہ نادم اور پشیمان ہوکر سوچتی تھی کہ میرا شوہر فتنہ کو نسبت اور خواصون کے نہایت چاہتا ہی جب وہ سفر سے آکے مجھسے حال پوچھیگا مین کیا جواب دونگی کوئی تدبیر ایسی سوچتی تھی کہ اوسکا اس جرم سے دامن پاک ہو اور ہارون رشید کے مواخذے سے نجات پائے اسی فکر اندیشے مین اوسنے ایک بڑھیا کو کہ اوسکی دایہ تھی اور ایام طفولیت مین کھلایا تھا بلوا بھیجا اور اوس سے کہا کہ اے امان جان مین تمسے اکثر اپنے دل کا درد دکھہ کہا کرتی ہون اور تم اوسمین مجھے صلاح اچھی بتاکے میری اعانت اور تشفی کیا کرتی ہو اب بھی تمکو ویسی ہی ایک صلاح کے لیے کہ جس سے مجکو دن رات چین نہین تکلیف دی ہی تم کچھہ اس امر مین بتاؤ کہ مین خلیفہ کے مواخذے سے اپنے کو بچاؤن پھر مفصل حال فتنہ کا بیان کیا اوسنے کہ آفت روزگار اور اوستاد ابلیس مکار کی تھی کہا کہ بی بی یہ کونسا بڑا امر ہی تم خاطر جمع رکھو اور ذرا تشویش نکرو مینے خلیفہ کی تسلی کے لیے ایک تدبیر سوچی ہی تم اوسکو عمل مین لاؤ زبیدہ نے پوچھا کہ وہ کیا تدبیر ہی پیرزن نے کہا کہ تم ایک لکڑی کا پتلا بڑا سا بنواؤ مین اوسپر پرانے کپڑے لپیٹ کر کفن پہنا دونگی تم حکم دینا کہ اس لاش کو بادشاہی قبرستان مین دفن کرو اور جلدی سے اوسپر ایک مقبرہ عالیشان بنواؤ اور ایک تصویر کو کالے کپڑے پہناکے قبر پر رکھو اور گرد اوس قبر کے رات کو شمعین اور چراغ بہت سے جلایا کرنا اور تم خود فتنہ کی ماتم داری مین سیاہ پوش ہوکر مقبرے مین کبھی کبھی جانا اسیطرح سے تمھاری اور فتنہ کی خواصین خواجہ سرا اور سب سردار دردولت کے سیاہ پوش ہو ہر روز اوس مقبرے مین جاکے ماتم کیا کرین خلیفہ آکے جب یہ حال دیکھیگا تو ضرور گھبراکے سبب اس ماتم اور سوگ کا پوچھے گا اوسوقت تم قابو پاکے کہیو کہ یہ سوگ فتنہ کا ہی کہ وہ پیچھے تمھارے دفعۃً مرگ مفاجات مر گئی اور اوس

قبرستان مین مدفون ہوئی اوسکا مقبرہ بھی بنوایا گیا ہی خلیفہ کو یہ حال سنکر بیشک رونا آئیگا اور فتنہ کے مرنے کا یقین ہو جائیگا اور اگر بسبب تمھارے رشک کے کسیطرح کا خیال کریگا کہ شاید اسمین کچھ فریب ہو قصداً قبر کھدوا کر دیکھا چاہے تو قبر کا کھودنا اور مردے کو نکالنا خلاف شرع ہی اور دوسرے کب اوسکا اتنا دل اور دماغ ہی کہ ایک لونڈی کیواسطے اتنا تردد اور دردسر کرے گا مین اسلیے لکڑی کے پتلے کو بڑی احتیاط سے مخفی ایک کاریگر سے بنوا لاؤنگی کسیکو خبر نہوگی کہ کسواسطے بنوایا ہی اب تم بی بی اوس کنیز کو کہ جسنے فتنہ کو شربت مین دوائی بیہوشی کی پلائی تھی چپکے سے بلا کے کہو کہ تو اپنے لوگون مین مشہور کر کہ فتنہ کو مین نے اوسکے بچھونے پر مرا ہوا پایا ہی اور اوس حجرے کو جسمین فتنہ ہی بند کر کے کسیکو جانے نہ دیوے اس امر کی خبر تمھین کہلا بھیجے تم اس خبر کو سنکر مسرور خواجہ سرا کو حکم تجہیز و تکفین کا دینا زبیدہ یہ سب باتین اوس بی بی سے سنکر بہت خوش ہوئی اور صندوقچہ کھولکر ایک انگشتری گران قیمت الماس کی دی اور گلے لگا کے کہا کہ مین تمھاری نہایت ممنون ہوئی اب اس تدبیر سے میری کمال تشفی ہوئی تم پتلا لکڑی کا جلدی سے بنوا لاؤ اور باقی اسباب مین یہان طیار کرواتی ہون بڑھی بی لکڑی کا پتلا بنوا لائی اور اوسپر پرانے کپڑے لپیٹ کر اوسے کفن پہنایا اور مسرور کو حکم دیا کہ موافق دستور کے فتنہ کی لاش کو لیجا کر مقبرہ پادشاہی مین دفن کر اوسنے اوسکی لاش کو لیجا کر جہان زبیدہ نے فرمایا تھا بڑے جلوس سے دفن کیا پھر آپ خواصون سمیت سیاہ پوش ہوکے اوسکا ماتم کرنے لگی دوسرے بیچارونکو وہان بھیجکر اوسکا بہت بڑا مقبرہ گنبددار بنوایا صبح و شام خواصین اور خواجہ سرا اوس مقبرے مین جمع ہو کے ماتم فتنہ کا کیا کرتے چنانچہ تمام شہر مین مرنا فتنہ کا مشہور ہوا خانم نے اس خبر کو سنکر فتنہ سے کہا کہ بی بی تمھارے مرنے کی خبر سارے شہر بغداد مین مشہور ہو گئی ہی فتنہ نے کہا شکر خدا کا کہ مین بسبب تمھارے زندہ اور آرام سے ہون اگر مرضی خدا کی ہوگی تو وہ سب اس مکر و فریب سے جو میرے حق مین کرتی ہین پشیمان ہونگی اور ہم تم ایکدن اپنے مطلب کو پونہچینگے اور عوض اس شفقت اور خدمت گذاری کا جو تمسے بے غرض واقع ہوئی ہی خلیفہ تمھین ایک روز دیگا اور خدا سے کچھ دور نہین کہ تمھارے حال پر رحم کر کے مجھے تمکو بخش دے خانم نے کہا مین یونہین تمھاری مہربانی اور عنایت سے نہایت خوش ہون اس سے زیادہ تمسے کسی بات کی ہوس نہین بزرگون نے کہا ہی کہ جو چیز آقا اور خاوند کی ہی نوکرون کو بیجا ہے کہ اوسپر نظر ڈالین بعد تین مہینے کے خلیفہ نے اپنے دشمنون پر فتح پا کے معاودت کی اور بغداد مین داخل ہوا سب سے زیادہ اوسے اشتیاق فتنہ کا تھا جلد محل مین جاکے پہلے اوسے مکان مین تلاش کیا پھر محل مین آیا زبیدہ اور سب چھوٹے بڑے محل والونکو سیاہ پوش اور ماتم مین دیکھکر حیران ہوا پوچھا کہ یہ کیسا سوگ ہی زبیدہ نے ایک آہ سرد جگر سے کھینچکر کہا کہ یہ ماتم فتنہ کا ہی کہ تمھارے پیچھے مرگ مفاجات سے مرگئی خلیفہ اس خبر کے سنتے ہی غم سے بیہوش ہوکے چاہتا تھا کہ زمین پر گرے جعفر وزیر نے کہ ہمراہ تھا اوسے سنبھال لیا جب وہ ہوش مین آیا پوچھا میری پیاری فتنہ کو کہان دفن کیا زبیدہ نے کہا مین خود متوجہ ہوئی اور اوسکے سب مراتب تعزیت اور فاتحہ درود کے مناسب حال بجا لائی جہان اوسکا مقبرہ بنوایا ہی اگر فرماؤ تو مین آپکے ہمراہ وہان پر چلون خلیفہ نے کہا تمھین تکلیف کرنا ضرور نہین پھر اوسیوقت بے تبدیل پوشاک کے مسرور کو ہمراہ لیکر فتنہ کے مقبرے پر گیا دیکھا کہ ایک تصویر سیاہ لباس پہنے ہوے وہان رکھی ہی اور گرد اوسکے شمعین جلتی ہین اور ہر ایک چیز وہان بڑے تکلف سے رکھی ہی دیکھکر بہت حیران ہوا کہ باوجود رقابت اور سوتیاڈاہ کے زبیدہ نے فتنہ کا مقبرہ بڑے تکلف سے بنوایا اور اسباب و سامان بھی تجمل کے ساتھ وہان رکھا ہی ایسا نہو کہ فتنہ حقیقت مین نہ مری ہو میری بی بی نے قابو پاکر محل سے نکالا ہو یا کسی جگہ دور بھجوا دیا جہان سے نیک و بد کی خبر اوسکی سنائی نہ دے پھر اوسنے خیال کیا کہ مجھے باور نہین آتا کہ زبیدہ نے نسبت میری معشوقہ کے ایسا برا سلوک کیا ہو تو تب تک اس

امر مین متردد رہا آخر اوسنے حکم کیا کہ اوس تصویر کو جو قبر پر رکھی ہی نیچے اوتارا اور اوسکے کپڑے اوتار دو اور کفن سے جدا کرو جب اوسکو ننگا کیا تو دیکھا کہ ایک لکڑی
کے ٹکڑے کو کپڑے پہنائے ہین اوسکو زیادہ فریب معلوم ہوا چاہا کہ قبر کو بھی کھدوا کے فتنہ کی لاش دیکھے کہ حقیقت مین مری ہی یا نہین عالمون نے اوسکو منع کیا کہ شرع مین
کھدوانا قبر کا ممنوع ہی اسمین تفضیح میت کی ہی غرض خلیفہ نے اونسے کہا بار بار آکر بہت قرآن خوانون اور حافظون کو اوسکی قبر پر معین کیا اور اکثر آپ بھی وہان جاتا اور روتا
غرض ایک مہینے تک فتنہ کے ماتم مین وزیر جعفر اور سب ارکان دولت بادشاہ کے شریک ہے اور کوئی دن نتھا کہ خلیفہ اوسکو یاد نکرتا اور ہائے ہائے کرکے نہ روتا اور
مدت مین بجز گریہ زاری کے اور کسی امر کی طرف متوجہ نہوا چہلم تک اوسکا یہی حال رہا بعد چالیس دن کے اوسنے پوشاک سیاہ اوتاری اور لوگونکو بھی حکم تبدیل لباس ہوا بسبب
ماندگی شب بیداری کے پلنگ پر آرام کرنیکے واسطے جاکر سو گیا اتفاقاً دو خواصین اپنی چوکی کے موافق ایک سرہانے کی طرف اور دوسری پائینتی کی جانب بیٹھی ہوئی چکن
دوزی کر رہی تھین سرہانے والی خواص نے کہ نام اوسکا نور النہار تھا خلیفہ کو غافل سوتا جانکر اوس دوسری خواص سے کہ نکہت نام تھا کہا کہ ہمنے آج ایک خوشخبری
کی بات سنی ہی ہمارے خداوندنعمت جب بیدار ہونگے تو اونسے کہینگے پادشاہ اوس خبر کو سنکر نہایت مسرور ہونگے فتنہ نہین مری صحیح سالم ہی نکہت نے کہا ای خدا یہ کیسی بات ہی
کہ نازنین فتنہ اب جیتی ہی نکہت نے اس بات کو ایسی آواز بلند سے کہا کہ خلیفہ جاگ اوٹھا اور کہا کہ تمنے کیون شور و غل کرکے مجھے بدخواب کیا اوسنے عرض کیا حضور میرا
قصور معاف ہو مینے ایسی ایک بات سنی ہی کہ جسے مین ضبط نکر سکی سننے کے ساتھ بیقرار ہوگئی ابھی مینے سنا ہی کہ فتنہ جیتی ہی خلیفہ نے متعجب ہوکر پوچھا وہ کہان ہی
نور النہار نے کہا کہ مینے آج شام کو ایک رقعہ لکھا ہوا خاص فتنہ کے ہاتھ کا معرفت ایک شخص اجنبی کے پایا ہی کہ جسمین اوسنے اپنا حال لکھا ہی چاہتی تھی کہ آپکو اطلاع
کرون لیکن مینے دیکھا کہ آپنے بعد ایک مہینے کے اسوقت ذرا آرام کیا ہی اسواسطے اوسکے دینا مناسب نجانا خلیفہ نے کہا کہ جلد اوس رقعے کو لا اتنی دیر کیون کی نور النہار نے
وہ رقعہ خلیفہ کو دیا اوسنے بڑی بیقراری سے اوسے کھولکر پڑھا فتنہ نے سارا حال اپنی مصیبت کا اوسمین لکھا تھا اور حال جانفشانی غانم کا بھی سب درج کیا تھا
خلیفہ اوسے پڑھکر غانم کے نام پر از راہ غیرت نہایت ناخوش ہوا اور زبیدہ کے فریب سے نہایت حیرت مین آیا سمجھا کہ فتنہ سے غانم مرتکب امر قبیح کا ضرور ہوا ہوگا
کہا ای نمکحرام و بدذات تو چار مہینے تک ایک سوداگر جوان کے گھر مین رہی اور مجھے خبر نکی مینے بعد معاودت کے بغداد مین ایک مہینا کامل کسطرح کا رنج تیری خبر مرگ سے اوٹھایا غرض
القصہ خلیفہ ناخوش اور برہم ہوکر خوابگاہ سے اوٹھا اور دربار عام مین جلوس فرمایا وہان سب ارکان دولت حاضر اوسکے آنیکے منتظر تھے وزیر جعفر
آگے تخت کے زمین بوس ہوکر حضور مین دست بستہ کھڑا ہوا خلیفہ نے اوس سے فرمایا مین ایک امر عظیم مین تیرا امتحان کرتا ہون چار ہزار سپاہی
ہمارے چوکی پہرے کے اپنے ساتھ لیکے غانم نام سوداگر دمشقی کو کہ بیٹا ابو ایوب کا ہی گرفتار کر لا اور فتنہ نامے میری لونڈی کہ چار مہینے
سے اوسکے گھر مین رہتی ہی ہاتھ سے جانے نپاوے اوسکو بھی گرفتار کرکے ساتھ لیتا آ اور اوسکے گھر کو کھدوا کر برابر زمین کے کر ڈال مین اون
دونون کو سزا سخت دیا چاہتا ہون وزیر جعفر بموجب حکم خلیفہ کے فی الفور فوج لیکے روانہ ہوا اور غانم کے گھر کو چارون طرف سے گھیر لیا
اور بیلدار بھی اسواسطے گھر کھودنے کے حاضر ہوئے سب برقندازون کو حکم کیا کہ خبردار کسی طرف سے وہ سوداگر گھر سے باہر نکلنے نپاوے
اوس وقت فتنہ اور غانم کھانا کھا کے فراغت کر چکے تھے فتنہ نے ناگہان گھر کے دروازے سے کہ سر راہ تھا دیکھا وزیر جعفر فوج لیے ہوے
دروازے پر کھڑا ہی اوسے یقین ہوا کہ واسطے گرفتار کرنے غانم کے آیا ہی سوچی کہ میرا خط خلیفہ کو پہنچا اوسنے وزیر کو میرے لینے کیواسطے بھیجا ہی پس
وہ اوس فوج اور وزیر کو دیکھکر خیال گرفتاری غانم سے لرز گئی اور یقین ہوا کہ خلیفہ غانم کو جان سے ماریگا شاید بعد سننے میری مصیبتون کے
مجھے کچھ نکہے یہ سوچکر اوسنے غانم سے کہا کہ باہر فوج واسطے گرفتار کرنے ہمارے ننگی تلوارین لیے ہوے وزیر کے

ساتھ کھڑی ہی اور کوتوال بھی اوسکے ساتھ ہی غانم یہ سنکر ایسا خوف زدہ ہوگیا کہ طاقت بات کرنے کی نرہی فتنہ نے کہا کہ بیٹھے کیا ہو اب
وقت باقی نہین ہا اگر مجھے پیار کرتے ہو اوٹھو اور اپنے کپڑے اوتار کر غلام کا لباس پہنو اور اپنے منہ ہاتھ مین خاک باورچی خانے کی ملو اور خوان
خالی برتنونکا سر پر اپنے رکھکر یہان سے نکل جاؤ اپنے کو جس طرح سے ہوسکے بچاؤ فوج کے لوگ تجکو مزدور نان بائی کا سمجھکر کچھہ نکہین گے اور اگر پوچھین
کہ صاحب خانہ کہان ہی تو اونسے کہیو کہ گھر مین ہی غانم نے کہا مجکو خوف و ہراس فقط تمھارے واسطے ہی اپنی جان کا کچھہ اندیشہ نہین فتنہ نے کہا
میرے واسطے کچھہ تردد نکرو مین اپنے کو مع اسباب گھر کے بچالونگی جب میرا سامنا خلیفہ سے ہوگا بتدبیر تیری طرف سے بھی اوسے صاف کرونگی اور اگر
اسوقت تو اوسکے سامنے جائیگا بیشک تجکو ہلاک کریگا غانم یہ سب سنکر گھبرا گیا کہ کیا کرون فتنہ نے اوسے متردد دیکھکر کہا کہ صاحب خدا کیواسطے جو مین کہتی ہون کرو
غانم نے ناچار ہو کے غلام کے کپڑے میلے کثیف پہنے اور خاک سیاہی آمیز اپنے بدن مین ملی اور ایک خوانچہ خالی سر پر رکھہ فتنہ سے رخصت ہو باہر نکلا
اور سیدھی راہ کوچے کی لی سپاہیون نے غانم کو لڑکا باورچیون کا جانا کچھہ تعرض نکیا جب مقابل وزیر کے ہوکے گذرا اوسنے بھی جانا کہ یہ وہی شخص ہی جسکے گرفتار
کرنیکے واسطے آیا ہون اور رسالدار سپاہی کہ پیچھے وزیر کے کھڑے تھے اونھون نے بھی اوسکو مطلق نہ پہچانا بہرحال غانم اوسی طرح سے شہر کے دروازے
تک پونہچا وزیر دروازہ کھلوا کے اندر آیا دیکھا کہ مکان صندوقون اسباب نفیس اور تھیلیون نقد روپیے سے بھرا ہوا ہی اور وہ نقد و جنس غانم کا تھا کہ اوسنے
اپنا اسباب تجارت کا بیچکر رکھا تھا فتنہ وزیر کو دیکھکر اوٹھی اور اوسکے قدمبوس ہوکر تھر تھر کانپنے لگی جیسے کوئی وقت قتل ہونیکے لرزتا ہی اور وزیر سے عرض کیا
کہ جو حکم خلیفہ نے میرے حق مین کیا ہی مین اوسپر راضی ہون آپ اوسکو مجھے فرمائیے وزیر نے بھی اوسکے قدمبوس ہوکر کہا بی بی خداوند نے منع کیا ہی کہ کوئی شخص تمھین
ہاتھ لگانے یا کسی طرح سے تمھین آزردہ کرے مین فقط اسیقدر مامور ہون کہ تمھین یہان سے محل مین لیجاؤن اور اوس سوداگر کو جو اس گھر مین رہتا ہی
حضور مین خلیفہ کے پونہچاؤن فتنہ نے کہا کہ مین حاضر ہون مجھے لیچلو اور وہ سوداگر کہ جسنے میری جان بچائی ہی وہ تو یہان نہین ہی قریب ایک مہینے کے
ہوا ہوگا کہ وہ اسباب تجارت کا لیکر دمشق کو گیا ہی اور مجکو واسطے محافظت اسباب کے کہ جو ان صندوقون مین ہی یہان پر چھوڑ گیا اب مین عرض کرتی ہون
کہ ان صندوقون کو یہان سے اوٹھاکے در دولت پر بھجوا دو تاکوٹھون مین محافظت سے رکھا جاے مین اوسکے اسباب کی طرف سے بری الذمہ ہون
وزیر نے کہا بہت اچھا پھر مزدورون کے سر پر اون سب صندوقون کو رکھہ مسرور کے سپرد کیا کہ خزانہ پادشاہی مین بھیجدے پھر وزیر نے
کوتوال کے کان مین کہا کہ اس گھر کو کھدوا کے برابر زمین کر ڈال شاید سوداگر کہین چھپا ہوگا تو معلوم ہو جائیگا ادھر مکان کھدنا شروع ہوا
اودھر وزیر فتنہ اور دونون لونڈیون کے ساتھ کہ غانم نے واسطے کاربار کے مول لی تھین روانہ ہوا کوتوال نے ایک گھر مین اوس
مکان کو کھدوا کے کف دست میدان کر دیا اور جب کہین نشان غانم کا نپایا وزیر سے آکر بیان کیا پادشاہ نے وزیر کو دور سے اپنی طرف آتے دیکھکر فرمایا
کیون تمنے میرے حکم کو بجالایا اوسنے عرض کیا کہ بموجب ارشاد حضور کے غلام نے پہلے غانم کو تلاش کیا معلوم ہوا وہ ایک مہینے سے دمشق کو
چلا گیا ہی پھر اوسکے گھر کو کھدوا ڈالا اور جو کچھہ اسباب نقد و جنس سے ہاتھہ لگا اوسکو تعلیقہ کرکے سپرد مسرور کے کیا اور فتنہ در دولت پر حاضر
ہی خلیفہ نگرفتار ہونے غانم سے زیادہ تر غصے ہوا اور اوسکو سامنے اپنے بلوا کر نہ تو اوس سے کچھہ بات کی اور نہ اوسکی طرف دیکھا اور تصور کیا کہ اوسنے
میرے ساتھہ نمکحرامی کرکے اوس سوداگر کے ساتھہ رہی پھر نہایت غیظ سے مسرور کو فرمایا کہ اس نابکار نمکحرام کو لیجا اور فلانے تہخانے تنگ و
تار مین قید کردہ تہخانہ محل کی دیوار سے لگا ہوا تھا اور اکثر خواصین تقصیر وار اوسی تہخانے مین قید ہوا کرتین مسرور نے بموجب حکم

اپنے خاوند کے لیجاکر اوس جاے تاریک مین قید کیا اور خلیفہ نے اوسی غیظ و غضب مین محمد زبینی حاکم سراہ اور دمشق کے نام یہ مضمون لکھا

خط خلیفہ ہارون رشید کا محمد زبینی حاکم سراہ کے نام پر

بھائی تم جانو اور اگاہ ہو کہ غانم نامے سوداگر بیٹا ابو ایوب کا ساکن دمشق میری لونڈی فتنہ کو کہ نہایت حسین ہی ورغلا ان کے لے بھاگا تم پڑھتے ہی اس خط کے قرار واقعی اوسکی تلاش مین رہنا اور جہان پانا پاؤنمین بیڑی اور ہاتھ مین ہتکڑی ڈال کر تین دن تک اوسے تمام شہر مین تشہیر کرنا بلکہ پیادگان کو توالی کو حکم دینا کہ ہر گلی کوچے مین کوڑے اوسکو مارین اور ایک شخص آگے اوسکے پکارتا جائے کہ یہ سزا اوس شخص کی ہی کہ جو کوئی پادشاہ کی خیانت کرے یا اوسکی لونڈی کو بھگا کر لیجائے پھر سخت پہرے مین کرکے اوسے میرے پاس بھیجدینا اور اوسکے گھر کو کھود ہل چلوا نا اور اگر اوسکے مان باپ بیٹی بیٹا بہن بھائی یا کوئی قریب وہان پر ہو اوسکو بھی اسی طرح کی سزا دینا اور جو کوئی اہل شہر سے ظاہر یا پوشیدہ اونکی حمایت کرے اونکی بھی یہی سزا ہی پھر خاتمے پر اپنا نام لکھہ اور بند کر قاصد کو دیا اور تاکید کی کہ جلد دمشق کے حاکم محمد زبینی کو پونہچا اور ایک کبوتر کو اپنے ساتھ لیتا جا ر سید زبینی سے لیکر اوسکے بازو مین باندھ بغداد کی طرف اوڑا دیجیو تا دوپہر کے عرصے مین خط مجھے پونہچے اوسوقت مین ایکقسم کے کبوتر ایسے تھے کہ ایک مہینے کی راہ چار روز مین طی کرتے اور جس شہر یا مقام مین پیدا ہوتے یا پرورش پاتے وہین وہ اپنے تئین پونہچاتے اگرچہ کتنی ہی دور ہوتے اور اون کبوترونکو فقط واسطے پونہچانے خبر کے پالتے جب کسی امر اہم کا جلد دریافت کرنا منظور ہوتا باریک کاغذ پر لکھ اونکے بازو مین خط کو باندھکر چھوڑ دیتے الغرض قاصد دن رات مسافت طی کرکے دمشق مین پونہچا اور محمد زبینی کے حضور مین حاضر ہوکر خط دیا اوسنے اپنے تخت سے اوٹھکر خط کو بڑے اعزاز و اکرام سے لے اپنے سر پر رکھا اور تین بار اوسے چوما پھر اوسے پڑھکر بموجب حکم خلیفہ کے گھوڑے پر چڑھ اپنے سردارون اور کوتوال کو ساتھ لیے غانم کے گھر گیا غانم جب سے دمشق چھوڑ کے بغداد گیا تھا کبھی اوسنے اپنا حال ماں کو نہ لکھا تھا فقط اون تاجرون سے کہ ساتھ غانم کے بغداد جاکر پھر دمشق مین آئے تھے اوسکی ماں کو کچھ حال خیر و عافیت کا اوسکے معلوم ہوا تھا اس سبب اوسکو یقین ہوا کہ غانم مرگیا اگر جیتا ہوتا تو کچھ ہمین اس مدت مین اپنی خبر لکھتا غرض بہت روئی پیٹی اور ایسا غم کیا کہ جیسا اگر اوسکو اپنی آنکھون سے موا ہوا دیکھتی ایک مقبرہ غانم کا اپنے گھر مین بنوا کر اوسکی تصویر قبر پر رکھی اور دن رات اوسی مقبرے پر رہا کرتی اور صبح شام اوسے یاد کرکے رویا کرتی گویا حقیقت مین اوسکی لاش وہان مدفون تھی اور القلب اوسکی بیٹی غانم کی بہن بھی اوسی مقبرے مین اپنی ماں کے ساتھ شریک رونے پیٹنے کی رہتی اوس محلے کے لوگ اونکا رونا سنکر کبھی کبھی اونکے شریک حال ہوتے اور غمخواری کرتے الغرض محمد زبینی نے اوسکے گھر پہونچ دروازے پر دستک دی اندر سے ایک لونڈی دروازہ کھولنے کو آئی زبینی نے غانم کو پوچھا لونڈی پہلے تو بادشاہ اور امراؤن دمشق کو دیکھکر متحیر ہوئی پھر اپنے تئین سنبھال کے کہا غانم کو مدت ہوئی کہ مرگیا ہی ماں بہن اوسکی قبر پر بیٹھی رویا کرتی ہین زبینی نے لونڈی کے کہنے پر کچھ خیال نکرکے اپنے افسرون اور سپاہیون سے کہا کہ تم اوسکے گھر مین گھسکے تلاش کرو پھر آپ بھی اندر گھر کے جاکے دیکھا کہ غانم کی ماں اور بہن قبر پر اوسکے ایک بوریے پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہین اون دونون بیبیون آفت رسیدہ نے مرد نامحرم کو دیکھکر منہ اپنا برقع سے چھپا لیا پھر غانم کی ماں دوڑکر پادشاہ کے قدمبوس ہوئی پادشاہ نے کہا اے نیک بی بی ہم تیرے بیٹے غانم کو ڈھونڈھتے ہین وہ یہان ہی اوسنے کہا کہ وہ تو مدت ہوئی کہ مرگیا ہم اوسکی قبر پر بیٹھے ماتم کر رہے ہین یہ کہہ وہ غانم کو یاد کر اسقدر روئی اور نوحہ کیا کہ دم اوسکا بند ہوگیا زبینی کہ بہت رحم دل اور رقیق القلب تھا یہ حال دیکھکر بے اختیار رونے لگا اور اپنے دل مین خیال کیا اگر تقصیر وار ہی تو غانم ہی اوسکی ماں اور بہن کا کیا جرم ہارون رشید

بڑا سنگدل اور بے رحم ہی مجھے واسطے ایذا رسانی ان بیگناہون کے تاکید لکھتا ہی اتنے مین وہ لوگ جو غانم کی تلاش کو شہر مین چارون طرف گئے تھے پھر آئے اور بادشاہ سے کہا کہ غانم کو ہمنے نہین پایا اور غانم کی ماں بہن کے گریہ وزاری و زار نالے سے بھی اوسے یقین ہوا کہ غانم مر گیا اوسکی یہ قبر ہی ہر چند نہین چاہتا تھا کہ اون بیگناہون پر ذرا بھی آزار پونہچائے مگر خلیفہ کے خوف سے مجبور ہو غانم کی ماں سے کہا بی بی تم اور تمھاری بیٹی اس گھر سے نکلو وہ دونون مظلوم بیبیان اوس مقبرے سے نکلین زبیبی نے اپنی قبا کہ طویل و عریض تھی اون دونون کو اوڑھادی اور اپنے نزدیک اونھین بٹھالیا پھر اوسنے شہریون کو حکم دیا کہ اس گھر کو لوٹ لو ہزارون آدمی اوس گھر مین گھس پڑے جسقدر نقد اور اثاث البیت مثل پوشاک نفیس اور فرش لطیف وغیرہ کے اونھین ہاتھ آیا ایک گھڑی مین لوٹ کر لے گئے دونون بیبیان اس حال کو دیکھکر نہایت متحیر ہوئین اور کچھ اسکا سبب اونکو نہ معلوم ہوا زبیبی نے بعد لٹوانے گھر کے کوتوال کو حکم دیا کہ اس گھر کو کھود کر میدان کر دے چنانچہ فی الفور گھر بھی اون بیچاریون کا کھودا گیا پھر زبیبی اون دونون ماں بیٹیون کو اپنے محل مین لے گیا اور آگاہ کیا کہ یہ سب امور بموجب حکم خلیفہ کے عمل مین آئے پھر دوسرے دن حکم کیا کہ ان دونون کو برہنہ کر روبرو خلق کے چابک سے مارین جسوقت کپڑا اوتارا گیا اونکا بدن مانند گلاب کے نازک اور سرخ دیکھکر نہایت رقت آئی مگر حکم سے خلیفہ کے مجبور تھا آخر اونکے بچانے کے واسطے ایک ایک سخت کمل گھوڑے کے بالونکا اونھین پہنا دیا اور اونکا سربند اونکے سر سے اوٹھا بالونکو پریشان کر دونون شانونپر ڈالدیا الکلنب کے بال بہت باریک اور اتنے لنبے تھے کہ اوسکی ایڑی تک پہونچکر زمین سے جا لگے غرض اس حال سے اونکو مجمع مین خلق کے تشہیر کرتے شہر مین لے گئے پیچھے اونکے کوتوال اپنے سپاہیون کو لیے ہوے ہمراہ ہوا اور آگے اونکے ڈھنڈھورا یہ کہتا ہوا چلا کہ یہ سزا اون شخصون کی ہی جو خلیفہ کا گناہ اور قصور کرین جب وہ دونون تشہیر ہوتی ہوئین چوک مین آئین شرم سے اونھون نے اپنے منہ کو بالون سے چھپا لیا سب شہر کے لوگ اونکو اس حال مین دیکھکر رونے لگے اور عورتون نے شہر کے کوٹھون اور دروازون سے اس عذاب کو دیکھ اونکو بیگناہ سمجھ نہایت افسوس کیا خصوصاً الکلنب کے حسن اور جوانی پر ہاتھ افسوس کا ملنے لگین اور اطفال صغیر اونکے آہ و نالے سنکر ڈر رہے اور دہشت زدہ ہوے جب شام ہوئی اون دونون کو بادشاہ کے محل مین لائے وہ بیچاریان اوس تکلیف و مصیبت سے کہ تمام روز اونپر گذری تھی بیہوش ہو کے گر پڑین ملکہ دمشق اونکا حال سنکر بہت مغموم ہوئی اور باوجود ممانعت بادشاہ کے کہ کوئی اونکی اعانت نکرے اپنی خواصون کو مخفی اونکی تسلی اور کھانا کھلوانے کو بھیجا خواصون نے اونکو بیہوش پاکر اونپر گلاب چھڑکا اور شربت پلایا فی الجملہ وہ اپنے ہوش و حواس مین آئین تب اونمین سے ایک نے غانم کی ماں سے کہا تمھارا حال سننے سے ہم سب کو بڑا رنج و الم ہوا خصوصاً ہماری بی بی کو کہ جو ملکہ ملک سرا کی ہین اور ہمکو فرمایا کہ ہم تمھاری خدمت اور خبرگیری کرین بادشاہ اور ملکہ کو تمھارے حال سے بڑا رنج گذرا غانم کی ماں اون خواصون کی شکرگذار ہوئی اور ملکہ کو عنایت فرمانے سے بہت دعائین دین اور کہا کہ بادشاہ نے ہمسے کچھ نہین فرمایا کہ خلیفہ کیون ہمپر اسقدر غضبناک ہوا اور ہماری سزا اور تشہیر کے واسطے اوسنے حکم کیا خواصون نے کہا بی بی سبب تمھاری ان سب مصیبتون اور رسوائی کا تمھارا بیٹا ہوا جسکا نام غانم ہی اوسپر تہمت ہوئی ہی کہ وہ خلیفہ کی ایک پیاری معشوقہ نہایت حسین کو فریب دیکے لے بھاگا اسلیے خلیفہ نے برہم ہوکے حکم تمھاری سزا دینے اور تشہیر کا بھیجا کسیکو طاقت نہین کہ اوسکے حکم کو عدول کرے ہمارے بادشاہ نے بھی بخوف اوسکی ناخوشی اور برہمی کے مجبور ہوکر تمپر سیاست کی لیکن اس امر سے اپنے دل مین نہایت متاسف ہی اور ہم سب بھی تمھارا یہ حال دیکھکر کہ محض بے قصور ہو افسوس کرتے ہین

غانم کی مان نے کہا کہ مین بیٹی کی وضع سے خوب واقف ہون یعنی اوسکی تربیت اور تعلیم مین سب طرح سے کوشش کی خصوصاً آداب اور حفظ مراتب سلاطین و امرا مین نہایت سعی کرتی رہی اوس سے ہرگز ایسا قصور نسبت حرم بادشاہ کے کبھی سرزد نہوا ہوگا مین اوسکی بیگناہی کی گواہی دیتی ہون جس امر مین کہ وہ متہم ہوا ہے اوس سے وہ مبرا اور پاک ہے اور یہ سب مصیبتین رسوائی اور خانہ بربادی کی کہ نسبت ہمارے ہوئین سب ہمکو گوارا ہین بشرطیکہ وہ زندہ ہو یہ سب مال و دولت اوسپر تصدق ہے خدا اوسکو جیتا رکھے خلیفہ نے جو کچھ کہ ہمپر زور و ظلم کیا ہمنے اوسکو اپنے دل سے معاف کیا اور بخشا اگر وہ زندہ ہے تو ہمین اسکا کچھ غم نہین الکلنب بھی اپنے ہوش و حواس مین آئی اور یہ سب باتین سن ماکے گلے سے لگی اور کہا مجھے بھی یہی قبول ہے کہ جو تم کہتی ہو مین آپ اپنے بھائی کی خبر جینے کی سنکے سب اپنی رسوائی اور مصیبتین بھول گئی پھر وہ دونون مان بیٹیان گلے لگ اور غانم کو یاد کر نہایت خوشی سے رونے لگین پھر ملک کی خواصون نے اونھین کھانے کیواسطے کہ ساتھ اپنے لے آئی تھین تکلیف دی اون دونون مظلوم بیبیون نے اونکے کہنے سے ایک دو نوالے کھائے پھر بموجب حکم خلیفہ کے کہ اوسنے اقربائے غانم کے واسطے تین روز کی تشہیر لکھی تھی اسلیے دوسرے دن پھر اونکو شہر مین تشہیر کرنے کے واسطے باہر نکالا اور جو امر کہ پہلے روز اون غریبونپر ہوا تھا وہی سب دوسرے دن بھی عمل مین آیا سب شہر کے سوداگر اور اہل بازار نے حال اونکی تشہیر کا سنکر دکانین اپنی نکھولین اور شہر سے باہر چلے گئے اونکی بیبیان اور شہر کی عورتین بھی اون دونون کو اس برے حال مین دیکھ نہ سکین دروازے گھرونکے بندکر اندر بیٹھ رہین تین روز تک کہ وہ تشہیر کی گئین کوئی شخص باہر نہ نکلا تا اونکو اس حال مین دیکھے چوتھے روز بادشاہ دمشق نے شہر کے سب گلی کوچون مین اشتہار دیا کہ کوئی غانم کی مان اور بہن کو اپنے گھر مین پناہ نہ دے اور اونکی امداد نکرے پھر حکم کیا کہ اس شہر سے اونکو نکالدو جدھر اونکا جی چاہے اودھر چلی جاوین چنانچہ وہ دونون ماں بیٹی جس گلی کوچے مین اور جس جا ہین پہچان کے پاس باسید پناہ کے جاتین وہ اونسے دور بھاگتا اور خوف سے بادشاہ کے نزدیک اونکے کھڑا نہوتا آخر ناچار ہوکے غانم کی مان نے بیٹی سے کہا یہان بسبب ممانعت بادشاہ کے کوئی ہمکو اپنے گھر مین رہنے دیگا اور نہ ہمارے کھانے پینے کی خبر لیگا اس سے بہتر ہے کہ ہم تم اور کسی شہر کو نکل جاوین بعد اونکی تشہیر اور اخراج کے زبینی نے یہ سب حال لکھ اور کبوتر کے بازو مین باندھ بغداد کیطرف اوڑا دیا خلیفہ نے اوس خط کو پڑھکے زبینی کو لکھا کہ پھر منادی شہر مین کر کہ گرد و پیش دمشق کے تین تین منزل تک کوئی باشندہ گانون اور قصبہ کا اونکو پناہ نہ دے اور کسی طرح سے اعانت نکرے زبینی نے حسب الحکم ہارون رشید کے پھر از سر نو منادی کر دی بعدہ زبینی کے آدمیون نے اونکو سرحد دمشق سے نکال کر مخفی آدھی آدھی اشرفی اونکو دی کہ تم اور شہر و قریے مین جاکے اسکا کچھ مول لیکر کھانا اون دونون نے اوسے لیکر ایک ایک جھوٹی کپڑے کی کھلا دہانہ کھنے کیواسطے مانند فقیرون کے اپنے گلے مین لٹکائی اور بعد قطع کرنے مسافت بعید کے ایک گانون مین پونہچین وہان کسانونکی عورتین اونھین دیکھکر چارون طرف سے جمع ہوگئین اور اونسے پوچھنے لگین تم کیا ایسی خلیفہ کی قصوروار ہو جسکی تمنے ایسی سزا پائی وہ یہ سنکے رونے لگین گانون کی عورتین یہ حال دیکھکر اور بھی مشتاق زیادہ ہوئین کہ اونکا حال کو دریافت کرین غانم کی مان نے مجبور ہوکر اپنی مصیبت کا حال اور اوسکا سبب اونسے ظاہر کیا عورتون کو اونکے حال پر رحم آیا اونکی تسلی کرکے کھانا کھلایا اور اونکے کمل اوتار کپڑے پہنائے اور جوتی دی کہ برہنہ پا نرہین وہ دونون مصیبت زدہ اونکو دعائے خیر کرکے شہر حلب کی طرف روانہ ہوئین دن کو چلتین اور رات کو مسجدون مین اوترکر بوریونپر پڑ رہتین اور اگر مسجد نہ پاتین سراؤنمین رہجاتین اور لنگر خانونمین مانگتی کھاتی جاتین کئی دن کے بعد شہر حلب مین پونہچین وہان کا رہنا اونکو پسند نہ آیا اسلیے وہان سے بعد طی کرنے مسافت بعید کے موصل مین آئین اور

وہان سے بامید ملاقات غانم کے بغداد مین گئین جہان سب مقصد اونکے بر آئے اگرچہ ملاقات غانم کی اوس شہر مین جس جگہ خلیفہ تھا اونکو محال تھی مگر بامید موہوم باوجود شدائد کے محبت غانم کی اونکو وہان پر کھینچکر لے گئی جس کسی سے وہ دو چار ہوتین غانم کو پوچھتین اور اوسکے حال سے مستفسر ہوتین اب ہم یہان سے اون دونون آفت رسیدونکا حال چھوڑ کے سرگذشت فتنہ کی بیان کرتے ہین فتنہ اوس زندان تنگ و تاریک مین شب و روز غانم کو یاد کر اور اوسکی بدقسمتی پر رویا کرتی اکثر اوقات رات کو خلیفہ صحن مین محل کے قریب اوس زندان کے تھا ٹہلا کرتا اور تدبیرین مالی اور ملکی اوسوقت مین سوچتا اتفاقاً ایک شب وہ موافق اپنے دستور کے وہان ٹہلتا تھا ناگاہ ایک آواز دردناک اوسکے کان مین پہونچی اوسے سنکے کھڑا ہوگیا تا دریافت کرے کہ یہ آواز کسکی ہی اور کیا مطلب ہی پھر اوسنے آواز فتنہ کی پہچانی کہ نہایت سوز و گداز سے کہ رہی ہی ای بے نصیب غانم تو کہان ہی اور تجھپر کیا گذرتی ہی کیون تونے مجھے مرنے سے بچایا جسکے عوض مین تو اس مصیبت مین پڑا افسوس ثمرہ تیری خدمت اور جانفشانی کا یہی تھا جو تونے پایا عوض نیکی کے تجھے برائی حاصل ہوئی دولت تیری یون برباد گئی اور معلوم نہین کہ تو جیتا ہی یا خوف سے خلیفہ کے اپنے تئین تونے ہلاک کیا ای خلیفہ ظالم تونے بے قصور و بے جرم غانم پر ایسا ظلم کیا کہ کسی بادشاہ نے آج تک کسی بندہ خدا پر نکیا ہوگا خدا کے خوف سے نہین ڈرتا جس روز کہ میزان عدالت کی کھڑی ہوگی اور ہر ایک کے عمل نیک و بد پوچھے جاینگے اوسوقت تو اس ظلم ناحق اور تہمت بدکاری کا خالق کے روبرو کیا جواب دیگا اور کیونکر اوسکے عذاب سے نجات اور مخلصی پاویگا فتنہ جب ان باتونکو کہ چکی آہ کھینچکے رونے لگی خلیفہ یہ باتین سنکر نہایت نادم ہوا اور خدا کے خوف سے ڈرا اور دل مین اپنے کہنے لگا کہ جو فتنہ نے کہا وہ سب سچ ہی بڑا غضب ہی کہ مینے محض اپنے خیال سے اون دونون پر اس قدر عتاب کیا اور غانم کی مان بہن پر اتنا عذاب روا رکھا عدالت سے بہت بعید ہی پھر اپنے کمرے مین جاکے مسرور خواجہ سرا کو بلا کر کہا جلد فتنہ کو زندان سے نکال کے میرے حضور مین لا خواجہ سرا کہ فتنہ سے محبت رکھتا تھا اور اوسکے قید ہونے سے اوسے نہایت رنج تھا بمجرد سننے اس حکم کے نہایت خوشی سے زندان مین گیا اور فتنہ سے کہا بی بی میرے ساتھ چلو تمھین خلیفہ نے یاد فرمایا ہی اور مجھے یقین ہی کہ اب تم اس مکان تاریک سے رہائی پاؤگی مین تمھین یہ خوشخبری دیتا ہون غرض مسرور اوسکو خلیفہ کے روبرو لیگیا فتنہ وہان جا اور خلیفہ کے قدمونپر سر رکھکے رونے لگی پادشاہ نے اوسکو اوسی حال پر چھوڑ کر اول یہ سوال کیا کہ کیونکر تونے مجھکو ظالم قرار دیا سچ بتا وہ کون شخص ہی جس پر مینے ظلم بیجا کیا تو خوب جانتی ہی کہ مین ظلم کا روادار نہین عدالت دوست ہون فتنہ کو معلوم ہوگیا کہ خلیفہ نے میری باتین سنین اوسوقت فتنہ نے غانم کا حال کہنا غنیمت جانا اور کہا خداوندا اگر کوئی کلام میرا حضور کے ناگوار طبع کے ہوا امیدوار عفو کی ہون پھر فتنہ نے کہنا شروع کیا کہ غانم بیٹا ابو ایوب تاجر دمشق کا ہی اور مطلق اوسکا کچھ قصور نہین اوسنے میری جان بچا کے مجھے اپنے گھر مین پناہ دی اور آپکے حضور مین سچ گذارش کرتی ہون ابتدا مین وہ مجھے دیکھکر البتہ فریفتہ ہوا تھا اور بعجلی سے اوسکو میری ملاقات منظور تھی مینے اوس سے اپنا حال ظاہر کیا جب اوسے معلوم ہوا کہ مین حرم بادشاہ کی ہون اوسیوقت وہ خبردار ہوا اور کہا بی بی جو چیز آقا کی ہی غلامون پر وہ حرام ہی پھر اوسی ساعت اپنے ارادے سے باز آیا اوسدن سے اوسکو پاک محبت میرے ساتھ ہی خلیفہ نے سر فتنہ کا زمین سے اوٹھاکے اپنے پاس بٹھایا اور کہا اپنا حال مفصل ظاہر کر فتنہ نے اپنا حال تمام کمال اسطرح یعنے غانم کا صندوق سے نکالنا اور اپنے گھر لیجاکے پناہ دینا اور چار مہینے تک کھانے کپڑے شاہانہ سے خبرگیری کرنا سب مفصل گذارش کیا خلیفہ نے سنکر کہا تیرے اس کہنے پر مجھکو یقین ہوا مگر اسمین مجھکو تعجب ہی کہ تونے ابتک اپنی خبر نکی اور اب تونے اپنا حال لکھ کے مجھے آگاہ کیا اور یہان مجھے آئے ہوے

ایک مہینا ہوا فتنہ نے کہا خداوند سبب اسکا یہ ہی پورا ایک مہینا گذرا ہی کہ غانم اپنا سب اسباب گھر کا پھیر پھار کرکے اپنے وطن دمشق کو بسبب بعض کاروبار تجارت کے گیا تھا مینے کسی سے حضور کے آنے کی خبر نہ سنی تھی جسدن مینے یہ مژدہ سنا فی الفور اپنا حال لکھکر معرفت نور النہار کے حضور مین اطلاع کی خلیفہ نے کہا سچ ہی مینے بڑا ظلم کیا مگر اب مین چاہتا ہون کہ اوسکے عوض مین تا مقدور اپنے اوس جوان سوداگر کے ساتھہ سلوک کرون جو تو اوسکے حق مین تجویز کرے وہ عنایت اوسکے ساتھہ کیجائے فتنہ یہ باتین عنایت کی غانم کے حق مین خلیفہ سے سنکر اوسکے قدمون پر گری بعد قدمبوسی کے عرض کیا حضرت کے قلمرو مین منادی ہو کہ مین نے غانم کا قصور معاف کیا وہ آکر حاضر ہووے خلیفہ نے کہا بہتر مین ابھی منادی کا حکم دیتا ہون اور جو مال و دولت اوسکی اور اوسکے اقربا اون کی اس شہر اور دمشق مین برباد ہوئی ہی دو چند اوسکو عنایت کرکے تیری شادی اوسکے ساتھہ کرونگا فتنہ یہ مژدہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور غانم کے اسباب کو جاکر دیکھا بجنسہ صندوقون مین رکھا ہی اوس اسباب کو کہ جو مسرور اوسکے گھر سے اوٹھا لایا تھا اپنی تحویل مین رکھا پھر دوسرے دن خلیفہ نے وزیر سے کہا سب شہرون مین منادی کر دے کہ مین نے قصور غانم تاجر دمشق کا بخشا القصہ اس منادی سے کچھہ فائدہ نہوا نہ تو وہ حاضر ہوا اور نہ کسی نے اوسکی خبر پہنچائی فتنہ خلیفہ سے اجازت لیکر آپ غانم کی تلاش کرنے لگی ایک توڑا ہزار اشرفی کا لیکر فجر کے وقت سوار ہوئی اور دو حبشی خواجہ سرا اونکو اپنے ہمراہ لے مسجدون مین جاکر صلحا اہل اسلام کو وہ اشرفیان خیرات کین اور اونسے اپنے حصول مطلب کے واسطے طالب دعا کی ہوئی تمام روز اسیطرح سے مسجدون مین جاکر خیرات کی جب سب اشرفیان بانٹ چکی شام کو اپنے محل مین آئی دوسرے روز بھی اوسی طرح سے عمل مین لائی یہان تک کہ ایک دن گذر اوسکا جوہریون مین ہوا وہان پر شہر کے ایک دلال کو اپنے پاس بلوایا کہ اوس سے اپنے مطلب کو پوچھے اتفاقاً وہ دلال نہایت غریب پرور سا فر دوست تھا پردیسیون اور بیمارون کی تیمار اور خدمت مین مصروف رہا کرتا اسی سبب سے شہر بغداد مین مشہور تھا دور سے محتاج اور غریب اوسے ڈھونڈتے آتے امیر اور رئیس خیرات کیواسطے نقد و اسباب اوسکے پاس بھیج دیا کرتے وہ دلال نہایت دیانت اور امانت سے اوس زر کو موقع اور محل پر تقسیم کیا کرتا فتنہ نے بھی تھیلی اشرفیون کی اوسی دلال کو دیکر کہا تم موافق اپنے معمول کے اس زر کو مصیبت زدون اور بیمارونکو بانٹ دینا مین خوب جانتی ہون کہ تم برمحل اسکو تقسیم کروگے دلال نے اوسکے لباس فاخرہ اور شوکت سواری سے دریافت کیا کہ یہ کوئی بی بی بادشاہ کے محل کی ہی اوسے جھک کے آداب بجالایا اور کہا بی بی جو تمنے مجھے فرمایا مین اوسکو بسر و چشم بجا لاؤنگا لیکن اگر آپ اپنے ہاتھہ سے اسے تقسیم کرین تو بہت مناسب ہی اگر میرے بندہ خانے مین قدم رنجہ فرمائیے تو وہان پردیسیان واجب الرحم ہین اور تم معزز اونکی شکستہ حالی اور بیکسی پر عنایت فرماؤگی کل کے دن جو وہ اس شہر مین داخل ہوئین مینے اونکو نہایت پریشان حال پھٹے کپڑے پہنے ہوے دھوپ سے سیاہ اور بھوک سے مرجھائی ہوئین دیکھکر بہت ترس کھایا اور اونکو اپنے گھر لاکر اپنی بی بی کو سونپا کہ اونکی خبر اچھی طرح سے لینا ایسا نہو کہ کسی طرح سے اونکو تکلیف کھانے پینے کی ہو میری بی بی نے اوسی وقت آب گرم سے اونکے مونہہ اور ہاتھہ پاؤن دھلوائے اور جلد دونون کے واسطے بچھونے بچھوا کے بٹھلایا اور نئے کپڑے طیار کرکے اونھین پہنوائے از بسکہ وہ منزلون کی ماری اور تھکی ہوئی تھین مین نے اون سے ابتک نہین پوچھا کہ وہ کون ہین اور کہان سے آئین فتنہ یہ حال سنکر اونکے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہوئی اور سیدھی دلال کے گھر کیطرف روانہ ہوئی دلال اوسکی سواری کے آگے ہوا فتنہ نے اوسکو ہمراہ سواری کی دوڑنا مناسب نجانکے کہا مین تمہارے غلام کے ساتھہ جاتی ہون تم آہستہ میرے پیچھے آنا پھر وہ دلال کے گھر پہونچکر سواری سے اوتر پڑی

غلام دوڑ کر اندر گھر کے گیا اور دلّال کی بی بی کو فتنہ کے آنے سے خبر کی اوسکی بی بی اپنے مکان سے نکلکر واسطے استقبال کے دوڑی لیکن فتنہ قبل اسکے کہ وہ پہونچے غلام کے ساتھ اندر جا کے ایسی نزدیک پہونچ گئی کہ اوسکو فرصت آنیکی نہ دی لال کی بی بی واسطے اوسکی قدمبوسی کے جھکی فتنہ نے اوسکا سر اوٹھا کے کہا بی بی مین تیرے گھر واسطے دریافت کرنے حال ان دونون بیبیون کے جو کل کی رات اس شہر مین داخل ہوئی ہین آئی ہون دلال کی بی بی نے کہا وہ دونون اپنے بچھونون پر پڑی ہوئی ہین فتنہ پہلے اوسطرف گئی جدھر غانم کی مان تھی اوسکو بغور دیکھکر کہا بی بی مین تم دونونکی خبرگیری اور خدمت گذاری کیواسطے آئی ہون غانم کی مان نے کہا بی بی تمھین خدا اجر خیر دے ہم تو ایسی مصیبت مین مبتلا ہین کہ خدا ہمارے دشمن کو بھی اوسمین مبتلا نکرے یہ کہکے وہ رونے لگی اوسکے رونے سے فتنہ اور دلّال کی بی بی بھی روئین پھر فتنہ نے غانم کی مان سے کہا بی بی تم اپنا حال تو بیان کرو کون ہو اور کیا مصیبت تم پر پڑی اور کسواسطے تمھارا یہ حال ہوا کہ مین اوسکا تدارک اور تا مقدور اپنے تمھارے ساتھ سلوک کرون غانم کی مان نے کہا بی بی ایک معشوقہ خلیفہ کی جسکا نام فتنہ ہی سبب ہماری حیرانی کی ہوئی فتنہ یہ بات سنکر دم بخود ہو گئی اور اپنے تئین اضطراب اور بیقراری سے ضبط کر کے بیگانہ وار اوسکی باتین سننے لگی غانم کی مان نے کہا بی بی مین بیوہ زوجہ ابو ایوب سوداگر دمشق کی ہون میرا ایک بیٹا غانم نام واسطے اپنے کاروبار کے بغداد کو گیا تھا وہان فتنہ سے متہم ہوا اور خلیفہ نے اوسکے قتل کرنیکا حکم کیا جب اوسکو نپایا خلیفہ نے بادشاہ دمشق کو لکھا کہ ہمارے گھر کو لٹوا کر اور کھدوا کے میدان کر دے مجھے اور میری بیٹی کو تین دن تک کوڑے مارے اور تشہیر کر کے شہر بدر کرے چنانچہ وہان کے حاکم نے ہماری دولت کو لٹوا اور گھر کو کھدوا کر اسطرح سے ہمین رسوا کیا اور ملک سرہ سے نکال دیا اور ہم اس سب مصیبت مین کہ ہم پر گذری راضی و شاکر ہین اگر غانم زندہ ہم سے آملے جسگھڑی ہم اوسکی صورت دیکھین تو ان سب آفت اور نقصان کو کہ لاکھون کا اسباب دمشق اور بغداد مین لٹ گیا بھول جاوین اور جو تہمت بیٹی پر اور ہم پر ظلم خلیفہ نے کیا ہی ہم بخوشی اوسے عفو کرین اوسوقت فتنہ بولی کہ بی بی جیسے تو اوسکی بیقصوری کا اظہار کرتی ہی مین بھی اوسکی بیگناہی کی گواہ ہون اور مین وہی فتنہ ہون جسکی تمنے شکایت کی اور اوسی کے سبب سے تم مبتلا ان مصیبتونکی ہوئین اور جس قدر میری شومی بخت سے تم پر آفت پہونچی اور مال و عزت مین فرق آیا اگر خدا چاہتا ہی تو اب میرے سبب سے یہ سب دکھ اور رنج تمھارے دور ہوے جاتے ہین اور ہزار حصہ عوض تمھارے نقصان کا تمھین ملیگا اب میرے کہنے سے غانم کی تقصیر خلیفہ نے معاف کی اور اوسنے اپنے ملک مین منادی کروا دی ہی کہ مینے غانم کا قصور معاف کیا وہ میرے حضور مین حاضر ہو اب بی بی تم اپنی خاطر جمع رکھو کہ خلیفہ تمھین اور غانم کو اپنا دشمن نہین جانتا بلکہ منتظر اوسکے آنیکا ہی کہ عوض اوس میری خدمت کے جو اوسنے کی ہی اوسے انعام و اکرام دیکے سرفراز کرے اور اوسکی شادی میرے ساتھ کر دے اب تم مجکو مثل اپنی بیٹی کے جانو غانم کی مان اس حال کو سنکر نہایت خوش اور مطمئن ہوئی پھر فتنہ اوٹھکر غانم کی مان کے گلے دیر تک لگی رہی پھر اوسکو لیکر الکلب کے پاس گئی اور اوسے بھی گلے لگا کر تشفی کی اور اون دونون سے کہا تم خاطر جمع رکھو کہ سب صندوق نقد و جنس غانم کے جو اس شہر مین تھے میرے پاس باحتیاط تمام ہین اور اوسمین ذرہ نقصان نہین ہوا اور مین جانتی ہون کہ سب دنیا کے خزانے بے دیکھے غانم کے تمھارے نزدیک ہیچ ہین اور تم نا امید اوس سے نہو خدا چاہتا ہی تو وہ بھی جلد آکر تم سے ملتا ہی جب خدا نے تمکو غیب سے مجھے ملوایا اوسکی خداوندی سے بعید نہین کہ اوس سے بھی ہم سبکو ملوا دے فتنہ یہ باتین کر رہی تھی کہ وہ دلّال اپنے گھر مین آیا اور فتنہ سے کہا بی بی ایک عجیب امر مینے اسوقت دیکھا کہ ایک ساربان ایک جوان بیمار کو اونٹ پر بٹھا کے اور چارو طرف اسباب اوسکی ناتوانی کے رسیون سے باندھے ہوئے دار الشفا مین لایا مینے اور ساربان نے کجاوہ کی چارو طرف کی رسیان کھولکر اوسکو اونٹ سے اوتارا اور جوان

سب بیمار دار الشفا مین وہان لیجا کر رکھا ہر چند مین نے اوسکا حال اور اوسکے خاندان کا پوچھا وہ کچھہ نہ بولا اور سواے رونے کے
ابتک کچھہ اپنا حال ظاہر نکیا مگر مین اوسکو نہایت ناتوان اور شکستہ حال پاکر وہان سے اپنے گھر لے آیا ہون اور ایک مکان مین اوسکو رکھہ کر
واسطے اوسکے کھانا پرہیزی مینے منگوایا ہی اور ایک جوڑا کپڑے کا اوسکے لیے نکلوایا ہی تابعد تبدیل لباس کے کھانا اوسے کھلواؤن کہ ذرا اوسمین
طاقت بات کہنے اور سننے کی ہو بعد اسکے طبیب کو دکھا کر اوسکی دوا کرونگا یہ بات فتنہ دلال سے سنکر متحیر ہوئی اور اوس سے کہا مجھے وہان لیچلو
تاکہ مین بھی اوس بیمار کو دیکھون دلال فتنہ کو جہان وہ جوان بیمار تھا لیگیا بعد اوسکے غانم کی مان نے اپنی بیٹی سے کہا یہ جگہ کیا اچھی ہی
کہ دور دور کے مسافر اور بیمار و نادار یہان آتے ہین کاش یہ بیمار تمھارا بھائی غانم ہو غرض فتنہ نے وہان جاکے اوس جوان بیمار کو
دیکھا کہ آنکھین اوسکی بند ہین اور رنگ اوسکے چہرے کا زرد اور بیماری سے بدشکل اور بدہیئت ہو رہا ہی آنسو آنکھون سے جاری ہین اوسکی
محبت کی تاثیر سے فتنہ کے دل مین ایک اضطراب اور بیقراری خود بخود ہونے لگی پھر جب بغور اوسے دیکھا پہچانا کہ غانم ہی رو کر پوچھنے لگی
اے غانم تیرا کیا حال ہو گیا غانم نے آواز فتنہ کی پہچانکر آنکھین کھولین اور اوسکی طرف بغور دیکھکے بولا کہ بی بی تم ہو اتنا کہکر مارے خوشی کے
بیہوش ہو گیا فتنہ اور دلال نے دوڑ کر اوسپر گلاب چھڑکا اور شربت پلایا وہ اپنے ہوش مین آیا دلال نے فتنہ سے کہا بی بی تم اب یہان سے چلی جاؤ
ایسا نہو کہ فرط خوشی سے اوسکو شادی مرگ ہو جاے غانم نے جب فتنہ کو نہ دیکھا اور نہ اوسکی آواز سنی چارونطرف دیکھکے بولا اے نازنین فتنہ تم
کدھر ہو میرے سامنے نہین آتین یا تصور اور خیال مین تمکو مینے دیکھا یا واقع مین تم نظر پڑین دلال نے کہا نہین صاحب تمھارا تصور نہین تھا
بلکہ وہ بی بی واقع مین تھی ذرا تم مین تحمل اور ضبط اوسکی ملاقات کا آلے تو تم اوسے دیکھو گے ہمین ثابت ہوا کہ تم غانم ہو تمھارے واسطے خلیفہ نے
منادی کی ہی کہ مینے اوسکا قصور معاف کیا تم خلیفہ کی طرف سے خاطر جمع رکھو اور باقی حال اوسی بی بی سے جسکو تمنے دیکھا تھا سنو گے اوسمین اب تمھاری
صحت منظور ہی جسقدر سعی و کوشش ہمسے اوسمین ہو سکے گی بدل کرینگے پھر وہ غانم کو وہین چھوڑکر اوسکی دوا لانے کیواسطے گیا فتنہ وہان سے
اوٹھہ اوس مکان مین جہان الکلنب اور اوسکی مان تھی گئی اور مذکور اوس بیمار مسافر کے آنیکا اونسے کیا غانم کی مان کو غانم کے آنیکا یقین ہوا اور کمال خوشی سے
وہ بیہوش ہو گئی فتنہ اور دلال کی بی بی کی تدبیر سے پھر وہ اپنے ہوش و حواس مین آئی اور قصد جانیکا نزدیک غانم کے کیا دلال کہ اوسی کی تدبیر مین
اندر گھر کے آیا تھا اوسکی مان کو وہان جانے سے منع کیا اور کہا کہ وہ بہت ضعیف و ناتوان ہو رہا ہی تمھارے جانے سے اوسے رقت اور رنج کمال ہوگا ایسا نہو
کہ اس الم کا تحمل نکر سکے اور حال اوسکا غیر ہو جاے اوسکی مان نے دلال کی بات معقول جانکر جانیمین تامل کیا فتنہ نے اوس سے کہا اگر مرضی خدا کی ہوگی ہم تم
ساتھی اوسکے پاس جائینگے اب مین جاتی ہون اور خلیفہ سے یہ سب حقیقت کہتی ہون پھر وہ الکلنب اور اوسکی مان سے معانقہ رخصت کا کرکے محل بادشاہی
کی طرف روانہ ہوئی اور وہان جاکے خلیفہ سے خلوت مین ملاقات کی اور سب حال غانم اور اوسکی مان بہن کے آنیکا کہا بادشاہ نے متعجب ہوکے پوچھا تونے کسطرح سے جلد اون
تینون شخصون کو ڈھونڈھ نکالا اوسنے احوال ملاقات دلال اور اوسکے ضمن مین حسن و جمال غانم کی مان بہن کا خلیفہ سے بیان کیا چنانچہ وہ اونکے
دیکھنے کا کمال مشتاق ہوا جیسا غانم کے دیکھنے کا مشتاق تھا اور اپنے دل مین عہد کیا کہ جیسے مینے غانم اور اوسکے اقربا پر ظلم کیا اور تعدی
ناحق کی اور سب خلق مین اونکی فضیحتی اور رسوائی ہوئی اور گلی کوچون مین اونھین تشہیر کیا ویسے ہی اوسکو اور اوسکے عزیزونکو ویسے ہی
سب خلق کے معزز اور سرفراز کرونگا کہ بخوبی اوسکی تلافی ہو اور عوض نقصان مال کے اونکو اسقدر دولت اور اسباب دونگا کہ مالا مال

اور مستغنی ہو جاینگے پھر خلیفہ نے فتنہ سے کہا تو خاطر جمع رکھہ مین تیری شادی غانم سے کردونگا اور آج سے تو میری لونڈی نہین آزاد ہی اب تو جا اور اوس جوان سوداگر کو اگر اوسنے صحت پائی ہو اوسکی مان بہن سمیت جلد میرے پاس لے آ دوسرے دن صبح کو فتنہ دلال کے گھر گھبرائی ہوئی واسطے دریافت ہونے حال صحت غانم کے اور تسلی کرنے الکلنب اور اوسکی مان کے گئی پہلے ملاقات دلال سے کی اور غانم کا حال پوچھا اوسنے کہا غانم اتنکو بہت اچھی طرح سے رہا اور اوسکی بیماری فقط تمھاری جدائی تھی اب وہ فضل الٰہی سے تندرست ہی اور حال عفو خلیفہ کا سُنا اور ملاقات تمھاری سے سب رنج والم ساتھ فرح اور سرور کے بدل کر قوی اور توانا ہو گیا اب اپنی مان بہن اور تمھاری ملاقات کا مشتاق ہی فتنہ یہ حال سُنکر پہلے آپ تنہا غانم کے پاس گئی اور اون دونون بیبیون کو باہر ٹھہرایا اور کہا ہم ابھی تمکو بلوائینگے جب فتنہ اور دلال اوسکے روبرو گئے دلال نے غانم سے کہا کہ صاحب تم اب اس بی بی کو دیکھو کہ جسکو دیکھکے غش مین آئے تھے اور اوسکے دیکھنے کو خواب وخیال سمجھے تھے غانم نے فتنہ کو دیکھکے کہا کہ ای بی بی پھر تم کیونکر میرے دیکھنے کو بادشاہ کے محل سے آسکین اور کسطرحسے خلیفہ کہ اوسکو بے دیکھے تمھارے ایک ساعت چین و قرار نہین ہی روادار یہان آنیکا ہوا فتنہ نے کہا اجازت سے خلیفہ کے یہان آئی اور اوسنے وعدہ کیا ہی کہ میری شادی تیرے ساتھہ کردیگا غانم یہ مژدہ سنکر اتنا خوش ہوا کہ بیان سے باہر ہی اور متعجب ہو کے کہا تم سچ کہتی ہو کہ خلیفہ تمھین مجھے دیگا فتنہ نے کہا اسمین ذرا شک اور شبہہ نہ سمجھو اسواسطے کہ خلیفہ نے آگے صرف شبہے اور بدگمانی سے تمھارے قتل کرنیکا قصد کیا تھا اور جب تم اوسکے ہاتھہ نہ لگے تو اوسنے بادشاہ دمشق کو لکھکے تمھاری مان بہن کو ذلیل و رسوا کیا اور تمھارا گھر کھدوا کے سب مال دولت تمھاری لٹوا دی اور ضبط کرلی اب وہ اپنے ظلم سے تائب ہوا اور اوسکو میرے اظہار سے تمھاری بیجرمی ثابت ہوئی چاہتا ہی کہ تمھارے اور تمھارے اقربا کے ساتھہ عوض اوس ظلم کے ایسا حسن سلوک کرے کہ تمھاری عزت و توقیر سب خلق پر ثابت ہو پھر غانم نے چاہا حال دریافت کرنا کہ خلیفہ نے کیا بدسلوکی اوسکی مان بہن کے ساتھہ کی فتنہ نے مفصل اوسکو بیان کیا وہ سنکے بہت مضطرب ہوا اور رویا باوجودیکہ خوشخبری شادی کی اپنی معشوقہ کے ساتھہ سنی تھی فتنہ نے کہا اب کچھہ اسبات پر غم والم نکرو جو ہونا تھا سو ہو گیا اب تمھاری مان بہن دونون اسی گھر مین کہ تم ہو ہین وہ اونکے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوا فتنہ نے اوسکی تسلی کے لیے اون دونون کو پکارا وہ دونون بیبیان کہ منتظر بلانے فتنہ کی تھین سنکر اندر دوڑی آئین اور آکے غانم کے گلے لگ کے بہت روئین اور غانم بھی رویا دلال نے اونکو تسلی دیکر رونے سے باز رکھا پھر وہ چارون شخص یعنی غانم فتنہ اور مان بہن اوسکی کہ ہر ایک عذاب شدید مین مبتلا تھے خدا نے بخیر وخوبی اون سبکو ایک جگہہ اکٹھا کرکے ملوایا پھر غانم نے اپنا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور کہا مین بسبب خوف خلیفہ کے بغداد سے بھاگ کر ایک گانو مین جا کے چھپا اور وہان شدت سے بیمار ہوا ایک کسان نے کہ رحم دل اور نیک تھا میری خبرگیری کی اور تا مقدور اپنے کھلانے پلانے اور دوا وغیرہ مین کوتاہی نہین کی مگر جب وہ میری زندگی سے مایوس ہوا اوسنے ایک شتر کرایہ کرکے ساربان سے کہا اس جوان بیمار کو تو دار الشفا بغداد مین پونہچا دے چنانچہ کل اوسنے مجکو یہان پونہچایا پھر فتنہ نے اپنے قید ہونے کا حال اوس زندان تنگ و تار مین اور اذیت اوٹھانیکا اور خلیفہ کے عفو کرنیکا تفصیل بیان کیا جب وہ سب اپنا حال ایک دوسرے سے کہہ چکے تب فتنہ نے کہا اب ہم سب ملکے خدا کا شکر بجا لائین کہ ہمارے حال پر فضل و کرم کیا اور ہم سبکو آفت سے نکالا کہ باہم ملاقات میسر آئی جب غانم کو صحت کلی حاصل ہوئی فتنہ نے چاہا کہ اوسکو اور اوسکی مان بہن کو خلیفہ کے حضور مین لیجا کر حاضر کرے پھر وہ سوچی کہ ان سب پاس ایسا لباس نہین جسے پہنکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہون یہ کہہ کے اپنے مکان مین گئی اور ہزار اشرفی دلال کو دین کہ تم اچھا لباس الکلنب اور اوسکی مان کے واسطے

خرید کیے جلد سیلوا اوس دلال کہ مرد باسلیقہ اور نہایت ہوشیار و چالاک تھا اوسنے بہت اچھے تھان ریشمی زربفت مشجر کے موافق رواج محل خلیفہ کے خرید کرکے تین دن مین بھاری جوڑے اون دونون بیبیون کے لیے طیار کروائے پھر ایک دن واسطے ملاقات خلیفہ کے مقرر کیا اوس دن وہ تینون شخص طیار ہوا اور لباس فاخرہ پہن مہیا اور آمادہ بیٹھے جعفر وزیر بموجب حکم خلیفہ کے بہت افسر و فوج لیکر اوس دلال کے گھر غانم کو لینے گیا اور گھوڑے سے اوترکر اندر گھر کے داخل ہوا بعد معانقہ کرنے اور پوچھنے خیر و عافیت کے غانم سے کہا مین تمھارے لینے کیواسطے آیا ہون کہ تمھاری سواری کے ساتھ ہوکر تمھین خلیفہ کے حضور مین کہ تمھارے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہے لیجاؤن غانم نے موافق دستور بغداد کے قبول کرنے امر وزیر مین اپنا سر جھکایا اور حرکت دی یعنی بسر و چشم حکم خلیفہ کا او تمھارا مین بجالاؤنگا پھر غانم ایک بہت اچھے گھوڑے پر کہ زین او ساز اوسکا مرصع تھا اور اصطبل سے خلیفہ کے وزیر اپنے ساتھ لے آیا تھا سوار ہوا اور فتنہ غانم کی ماں اور بہن کو دو اونٹون پر سوار کرا اور آپ اپنے اشتر پر سوار ہوا اونھین مخفی راہ سے محل بادشاہی مین لیگئی اور وزیر نے غانم کو شارع عام سے لیجاکر بادشاہ کے حضور مین حاضر کیا خلیفہ اوسوقت اپنے تخت پر بیٹھا تھا اور گرد اوسکے وزیر اور امیر اور سب افسر مصاحبین او روکیل ہر شہر کے یعنی عرب مصری ایرانی افریقی سراہی وغیرہ باشندے اور ملکون شہرون کے گرد و پیش اوسکے تخت کے حاضر تھے جب غانم روبرو خلیفہ کے گیا سر اپنا واسطے زمین بوسی کے آگے تخت خلیفہ کے رکھا پھر خلیفہ کی مدح مین اشعار طبع زاد اپنے کہ فی البدیہہ کہے تھے پڑھے اوسکی فصاحت و بلاغت سنکر حضار دولت نے تعریف و توصیف کی جب غانم تعریف خلیفہ کی کرچکا خلیفہ نے کہا ہم تمھین دیکھکر کمال مسرور ہوئے اور زیادہ تر خوش ہونگے جب تمسے حال اپنی معشوقہ کے بچانیکا سنینگے غانم نے سب حال بے کم و کاست خلیفہ کے حضور مین بیان کیا خلیفہ اوسے سنکر بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ ایک خلعت بھاری جیسا کہ بڑے امیرون کو ملاکرتا ہے لاؤ فی الفور وزیر نے خلعت فاخرہ اوسے دیا غانم خلعت پہنکے آداب بجالایا اور کہا خداوند غلام کہ اب باریاب حضور کا ہوا ہی چاہتا ہی کہ تمام عمر حضور کے قدمون سے لگا رہے خلیفہ اوسکے جواب سے بہت خوش ہوا پھر خلیفہ اپنے تخت سے اوترا اپنے گھر کی طرف آیا وزیر سے کہا غانم کو اپنے ساتھ کرکے میرے پاس لے آ جب خلیفہ اپنے خلوتخانے مین گیا فتنہ کو بلوا بھیجا اور کہا کہ غانم کی ماں او بہن کو لیتی آوے فتنہ اون دونون ماں بیٹیونکو خلیفہ کے حضور مین لیگئی وہ دونون خلیفہ کی زمین بوس ہوئین خلیفہ الکلنب کو دیکھتے ہی عاشق زار ہوگیا اور کہا جیسا کہ مینے بے قصور ذلیل کیا تھا ویسا ہی مین اب اپنے عقد سے تجھے سرفراز کرکے اپنی بی بی کرتا ہون اور بسبب اس امر کے زبیدہ کو بھی کہ تمھارے خراب کرنے کا سبب ہی سزا دیتا ہون یعنی تا وہ رشک مین تیرے رہے پھر غانم کی ماں سے کہا بی بی ابھی تم جوان قابل کتخدائی کے ہو میرے وزیر اعظم جعفر سے اپنی شادی کرنا قبول کرو اور غانم سے کہا تمکو اپنی شادی کرنا فتنہ سے کہ اوسکی محبت مین تمھین یہ سب اذیت اور رنج پونہچا لازم ہی پھر خلیفہ نے قاضی اور گواہون کو بلوا کے یہ تینون عقد بندھوائے اور تینون قبالے نکاح کے طیار کرکے اوسپر گواہیان لکھوائین غانم نے خیال کیا تھا کہ شاید اوسکی بہن الکلنب خلیفہ کی حرمون مین داخل ہوگی مگر خلیفہ نے اوسکو اپنی بیبیون مین داخل کیا پھر خلیفہ نے حکم کیا کہ یہ سب حال بطور تاریخ کے لکھکر ہمارے خزانے مین داخل کیا جاوے اور نقلین اوسکی تمام ملک مین بھیجی جاوین جب شہرزاد نے اس قصہ غانم کو تمام کیا شہریار نے سنکر کہا یہ داستان کیا عجیب و غریب تھی شہرزاد نے کہا اگر آپ قصہ شہزادہ زین الصنم اور بادشاہ جن کا سنینگے نہایت خوش ہونگے شہریار نے اوس قصے کے کہنے کی اجازت دی لیکن فجر ہوگئی پھر آئندہ رات کو شہرزاد نے اس قصے کو اسطرح سے شروع کیا

قصہ شہزادۂ زین الصنم اور بادشاہ جن کا

زمانۂ سابق مین ملک بانسرا کا ایک بادشاہ تھا رعیت پرور خلق دوست اور خزانے وافر رکھتا تھا مگر بسبب بے اولادی کے ہمیشہ ملول اور اندوہگین رہتا وہان کے لوگ ہمیشہ دعا مانگتے تھے کہ اس بادشاہ کے فرزند ہووے آخر حق تعالی نے اونکی دعا قبول کی ملکہ اوس بادشاہ کی حاملہ ہوئی اور بعد نو مہینے کے بیٹا پیدا ہوا اور اوسکا نام زین الصنم رکھا پھر بادشاہ نے اپنے ملک کے سب نجومیون سے کہا تم اس مولود کا جنم پترا بناؤ اور اوس سے حال آیندہ شہزادے کا استخراج کرو سبنے اوسکا زائچہ دیکھکر بالاتفاق کہا کہ اس شہزادے کی بڑی عمر ہوگی اور بہت صاحب جرأت ہوگا مگر اسکو خطرات اور امور ہولناک بھی درپیش ہونگے بادشاہ نے کہا مجھے اسبات کا کچھ اندیشہ نہین ہے اسواسطے کہ میرا بیٹا صاحب ہمت ہوگا اور بادشاہونکو مصائب اور خطرات سے گزیر نہین بلکہ یہ امور اکثر باعث عبرت اور بینائی کے فرمانروائی مین ہوتے ہین پھر اوس بادشاہ نے نجومیونکو انعام دیکر رخصت کیا جب وہ شہزادہ قابل تربیت اور تعلیم کے ہوا ہر قسم کے اُستاد واسطے اوسکے مقرر کیے گئے تھوڑے عرصے مین ہر ایک علم اور فن سے واقف اور ماہر ہوا اتفاقاً باپ اوسکا ایسا بیمار ہوا کہ حکیم اور طبیب معالجے سے عاجز ہوے آخر قریب مرگ ہوکے اوسنے شہزادہ زین الصنم کو بلا کر نصیحت کی ہرگز تو باتین خوشامدگویونکی نہ سنیو اور داد و دہش مین خلق کے افراط نکیجیو بلکہ انعام و اکرام و سزا و تنبیہ مین اونکے برابر عمل کیجیو اسواسطے کہ بادشاہ اکثر فریب مین پڑکر مرتکب عمل بد کے ہوتے ہین اور عمل نیک سے محروم رہتے ہین غرض جب بادشاہ نے قضا کی شہزادہ زین الصنم لباس سیاہ ماتمی پہنکر سات دن تک باپ کے ماتم مین بیٹھا آٹھوین دن تخت پر بیٹھکے اور خزانہ بادشاہی کی مہر توڑکر یکبارگی اسراف کرنا شروع کیا اور عیاشی مین امور سلطنت اور تدبیر ملکداری سے بالکل غافل ہوگیا صحبت مین جن آدمیونکی کہ عقل و شعور سے مطلق بہرہ نہین رکھتے تھے مشغول رہنے لگا تھوڑی مدت مین سارا خزانہ باپ کا کسبیون اور مسخرون کو بخش دیا اوسکی مان کہ نہایت عاقل و ہوشیار تھی اکثر سمجھاتی مگر وہ ایسا عیش و عشرت مین مصروف تھا کہ نصیحت مانکی نہ سنتا یہانتک کہ بے بندوبستی اور اوسکی غفلت کا تمام شہر مین چرچا ہونے لگا اور ضعف و اختلال امور مملکت مین شروع ہوا چنانچہ ہر روز در حال غفلت اوس بادشاہ کا پونہچا رفتہ رفتہ خزانے خالی ہوگئے اور فوج بسبب محتاجی کے جابجا برخاست ہوکے جانے لگی چارون طرف سے فتنہ برپا ہوا اوسوقت بادشاہ زین خواب غفلت سے بیدار ہوکر متوجہ راہ راست کا ہوا سب اپنے مصاحبون جوان اور ہمنشینون نادان کو نکالکر اونکی جگہ بڈھون ہوشیار اور جہاندیدہ تجربہ کار کو اپنا جلیس و انیس فرمایا اونہون نے بنصائح دلپذیر اوسے آگاہ کیا پھر وہ ابتری امور مملکت سے مطلع ہوکے نادم ہوا اور جانا کہ مین نے خزانونکو سراسر بیجا صرف کیا دن رات اسی اندیشے مین رہا کرتا تھا چنانچہ ایک رات اوسنے خواب مین دیکھا کہ ایک پیرمرد نے اوسکو شگفتہ روئی سے کہا اے زین تو جان کہ دنیا مین کوئی ایسا غم نہین کہ بعد اوسکے خوشی نہو اور کوئی مصیبت نہین کہ بعد اوسکے راحت نملے اگر تو چاہتا ہی کہ اس رنج سے نجات پاوے تو شہر کیرو کو کہ دار السلطنت مصر کا ہی جا وہان کے جانے سے تیری سب کلفتین دور ہونگی اور کوکب تیرے اقبال کا وہان چمکیگا جب بادشاہ بیدار ہوا اوسنے وہ خواب اپنی مان سے کہا مان نے جواب دیا کہ بیٹا صرف باعتماد خواب کے کہ انسان ہر شب کو صدہا دیکھتا ہی اور مطابق واقعہ کے ایک نہین ہوتا اتنے بڑے سفر دور و دراز کو اختیار کرنا عقل سے بہت بعید ہی زین الصنم نے کہا اماں جان تم یہ کیا فرماتی ہو سب خواب خیالی نہین بلکہ اکثر راست ہوتے ہین اور سوا اسکے وہ مرد پیر ایسا نہین تھا کہ جسکے کلام مین کچھ کذب معلوم ہووے اوسکی صورت نہایت متبرک مانند انبیا اور بزرگون کے تھی اوسکے کہتے ہی میرے دل کی تسلی ہوگئی بہر تقدیر مجھے اوسکے کہنے پر یقین واثق ہی اور مین مصر کیرو کو جاکے اپنی قسمت آزماؤنگا مان نے اوسکی چاہا کہ زین کو اس ارادے سے باز رکھے مگر کچھ سمجھانا اوسکا بادشاہ زین الصنم کو مفید نہ پڑا

آخر زین نے سارے امور مملکت کے اوس ملکہ کو سونپ کر تنہا ایک رات مخفی اپنے محل سے نکل راہ کیرو کی لی بعد اوٹھانے اذیت اور رنج کے اوس شہر مشہور مصر مین کہ نہایت وسیع اور خوش وضع تھا پونہچا اور ایک مسجد کے دروازے پر نہایت ماندگی سے سو رہا پھر اوسنے خواب مین اوسی پیر مرد کو دیکھا کہ کہتا ہی کہ ای میرے فرزند مین تیری اسبات سے نہایت خوش ہوا کہ تو نے میرے کہنے پر اعتماد کر اپنے عیش و آرام کو چھوڑ کر ایسا بڑا سفر گوارا کیا اور اس شہر مین آیا مینے فقط تیرے امتحان کیواسطے یہان آنے کو کہا تھا مینے تجھے اس امر مین نہایت صاحب جرأت اور ثابت قدم پایا تو بسبب عالی ہمتی کے بہت بڑی دولت کو پونہچیگا اور بہت بڑا بادشاہ اس دنیا مین ہوگا تو یہان سے بالنسرا اپنے شہر کو پھر جا تو وہین اتنی دولت پاویگا کہ کسی بادشاہ کو کبھی میسر نہوئی ہوگی زین الصنم نے خواب سے بیدار ہوکے اپنے دل مین کہا اس پیر مرد نے مجھے ناحق کیرو مین آنے کو کہا اگر بالنسرا مین میرا مطلب حاصل تھا تو کسواسطے تکلیف مصر کے آنے کی مجھے دی اور خوب ہوا کہ مین نے سوا اپنی ماں کے اس راز کو اور کسی سے نہین کہا والا آج میری بیوقوفی پر سب ہنستے پھر اوسنے کیرو سے راہ بالنسرے کی لی جب وہان خیریت سے پونہچا تو ماں نے اوس سے پوچھا کہ سبب جلد پھر آنیکا کیا ہی اوس نے حال دوسرے خواب کا اوس پیر مرد کی بشارت دینے کا کہا ملکہ نے بجائے ناخوشی اور ملامت کے اوسکی تشفی کی اور کہا ای فرزند تو اب اس سے زیادہ فکر اپنے کام مین نکر اگر تیری قسمت مین دولت ہی تو تجھے گھر بیٹھے ملے گی مگر جب تیرے حال پر خدا فضل کرے تو آگے کیطرح بیہودہ عیاشی اور نفس پروری مین صرف نکرنا بجز امر خیر اور امور ضروری مین ایک حبہ کسیکو ندینا زین بادشاہ نے اسے قبول کرکے اپنی ماں سے اقرار کیا کہ آئیندہ کو بموجب تمھارے فرمانے کے عمل کرونگا اوس سے سر مو تجاوز نہوگا پھر اوسی دن کہ بالنسرا مین پونہچا رات کو پھر اوس پیر مرد کو خواب مین تیسری بار دیکھا کہ کہتا ہی ای زین اب وقت پونہچا کہ تمکو دولت بہت ہاتھ لگے کل کے دن فجر کو تم اپنے باپکے خلوتخانے مین جا کے کلند سے اوسے کھودو تمھین وہان ایک بڑا خزانہ ملیگا زین نے بیدار ہوکے اپنی ماں سے اوس تیسرے خواب کو بیان کیا اوسکی ماں نے مسکرا کے کہا کہ وہ بڈھا عجب شخص ہی کہ دو دفعہ کے بہکانے پر اکتفا نکرکے ابلہ فریبی کی راہ سے پھر اب ایک تیسری بات تجھے کہگیا کہ جسکی اصل و حقیقت نہین زین نے کہا اگرچہ مجھے بھی اوسکی بات پر یقین نہین لیکن چاہتا ہون کہ مین اپنے باپکا خلوت سرا دیکھون وہ بہت ہنسی اور کہا ای فرزند جاؤ اور اوسکو دیکھو وہان جانے مین اتنی مشقت نہین ہی جیسا کیرو کے جانے مین تمنے مشقت اوٹھائی زین الصنم نے کہا کچھ مجھے باور پڑتا ہی کہ یہ تیسرا خواب سچا ہوگا چاہتا ہون کہ اسے امتحان کرون اسواسطے کہ اوسنے پہلے خواب مین مجھسے کہا تو کیرو کو جا وہان اپنے مطلب کو پونہچے گا جب مین وہان گیا مجھسے دوسرے خواب مین کہا کہ مجھے صرف تیرا آزمانا تھا اب تو پھر بالنسرے کو مراجعت کر کہ وہین تیرا مقصد حاصل ہوگا چنانچہ مین بموجب اوسکے کہنے کے یہان آیا اب صرف تیسرا خواب آزمانا رہا ماں نے سمجھایا اب زیادہ اس سے اپنے تئین محنت اور مشقت مین نہ ڈال زین الصنم بادشاہ اوسوقت چپ ہو رہا پھر ماں کے بے اطلاع خلوتخانے مین جا کے کھودنا شروع کیا یہان تک کہ قریب ایک گز کے عمیق اور بطور حوض کے مربع کھود ڈالا جب اوسمین اثر خزانیکا کچھ نپایا تھک کے بیٹھ گیا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ ماں میری بہت ہنسیگی اس حرکت پر کہیگی کہ نہایت احمق اور نادان ہی کہ باوجود سمجھانے کے طمع خام سے خلوتخانہ باپ کا کھودا اور کچھ نپایا آخر بعد دم لینے اور سستانے کے پھر کلند لیکر اوٹھا اور کھودنے لگا یکایک ایک چٹان سفید سنگ مرمر کی اوسے نظر پڑی اوسنے اوس پتھر کو وہان سے سرکایا نیچے سے اوسکے ایک دروازہ نمود ہوا زین الصنم نے اوسکے قفل کو کلند سے توڑ دروازہ کھولا برابر اوسکے ایک زینہ سفید سنگ مرمر کا بنا ہوا لگا تھا پھر وہ شمع کو جلا اوسکی روشنی مین زینے کی راہ سے نیچے کو اوترا اور ایک دالان وسیع مین کہ اوسکی دیوارین چینی

اور زمین اور چھت بلور کی بنی ہوئی تھی گیا وہان دیکھا کہ چار سیپ کی تپائیان بچھی ہین اور ہر ایک تپائی پر دس دس خم سنگ سماق کے بڑے بڑے برابر رکھے ہین زین الصنم نے قیاس کیا کہ ان خمون مین شراب نفیس ہوگی اور بہ سبب کہنگی کے نہایت لطف بہم پونہچایا ہوگا پھر اوسنے نزدیک ایک خم کے جاکر سرپوش اوٹھایا اوسکو بھرا ہوا اشرفیون سے پایا نہایت خوش ہوا پھر سب خمون کو سرپوش اوٹھا اوٹھا کے دیکھا کہ وہ سب اشرفیون سے بھرے ہوے ہین اوس نے ایک مٹھی اشرفیون سے بھر کے اپنی مان کو جاکر دکھلائین ملکہ اون اشرفیون سے نہایت متعجب اور خوش ہوئی اور زین الصنم سے کہا کہ ای فرزند خدا نے تجھپر نہایت عنایت کی اب تو مثل سابق کے اس خزانے کو داد آلہی ہی ضایع نہ کیجیو زین الصنم نے کہا آپ بہت خاطر جمع رکھین مین بموجب آپکے فرمانیکے عمل کرونگا پھر ملکہ نے کہا مجھے بھی وہان لیجا کے اوس خزانے کو دکھلا زین الصنم مان کا ہاتھ پکڑ اور زینے سے اوتار نیچے لے گیا ملکہ نے اوس کمرے مین جاکے بچشم خود اون خمونکو اشرفیون سے بھرا دیکھا پھر اوس ملکہ کی نظر ایک چھوٹے خم پر کہ وہ بھی سنگ سماق کا تھا اور گوشے مین اوس دالان کے رکھا ہوا تھا پڑی بادشاہ سے کہ ہنوز اوسنے اوسکو نہ دیکھا تھا پوچھا اسمین کیا ہی بادشاہ نے اوسکو کھولا اوسمین ایک کنجی طلائی دیکھی ملکہ نے کہا ای فرزند یہ کنجی مقرر کسی دوسرے خزانے کی ہی پھر وہ چارون طرف دالان کے تلاش کرنے لگے بعد بہت جستجو کے اونھون نے آخر مین دالان کے تختہ بندی کا ایک دروازہ مقفل پایا جب تو اونھین یقین ہوا کہ یہ کنجی مقرر اسی دروازے کی ہی بادشاہ نے اوس کنجی سے قفل کھولکر دروازہ وا کیا ایک مکان وسیع مربع اور اونکو نظر پڑا اوسکے وسط مین نو عدد پلیپائے طلائی تھے آٹھ پلیپاؤن پر ایک ایک تصویر انسان کی ایک ٹکڑے الماس سے ترشی ہوئی رکھی تھی کہ جنکی چمک سے وہ سارا مکان روشن ہو رہا تھا زین الصنم اون تصویرونکو دیکھکر متحیر ہوا اور اپنے دل مین کہنے لگا ای خدا ایسی تصویرین نادر میرے باپ کو کہان سے میسر ہوئین مگر نوان پلیپایا خالی تھا مگر ساٹھن سفید سے منڈھا ہوا اوسپر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی ای میرے پیارے فرزند یہ آٹھ تصویرین اگرچہ نایاب اور بڑی اوستادی اور مشکل سے بنی ہین مگر نوین تصویر ان آٹھون سے نہایت خوبصورت اور ہزارون درجے اونسے قیمت اور چمک دمک مین زیادہ ہی اگر تو چاہتا ہی کہ وہ بھی تیرے ہاتھ لگے تو کیرو مصر مین جا وہان میرا ایک بڈھا غلام مبارک نام رہتا ہی اور وہ بہت مشہور ہی جس کسی سے تو اوسکو پوچھیگا وہ تجکو فوراً اوسکا گھر بتا دیگا تو اوسکے پاس جاکر اپنا حال کہنا وہ تجکو میرا بیٹا جانکر ایسی جگہ لیجائیگا کہ جہان سے یہ نوین تصویر ہیرے کی اوسکے سبب سے تجھے آسانی سے ملیگی زین الصنم نے اس حال کو پڑھکے ملکہ سے کہا اس نوین تصویر عجیب و غریب کا مجھے بڑا اشتیاق ہی اسواسطے کہ یہ آٹھون تصویرین اوسکی قیمت کو نہین پہونچتین اب مین کیرو کو جاتا ہون یقین ہی کہ تم مجھے اس سفر سے کہ سبب حاصل ہونے مطلب کا ہی باز نرکھوگی ملکہ نے کہا کہ تم جو بموجب حکم ورایماے ایسے بڑے بزرگ کے عمل کرتے ہو یقین ہی کہ کسی طرح سے تمھین ضرر اس سفر مین نہ پونہچیگا اسلیے مین تمھین مانع نہین ہوتی جب تم چاہو جاؤ ہم اور وزیر اعظم خبر گیری تمھارے ملک کی کرتے رہینگے پھر زین بادشاہ کئی غلام ساتھ لے کر شہر کیرو کو روانہ ہوا تھوڑے دنون مین بخیر و خوبی قطع مسافت کر کے وہان پونہچا اور بعد استفسار حال کے معلوم کیا کہ مبارک ایک امیرون شہر مصر سے ہی اور مانند بڑے آدمیون کے رہتا ہی زین الصنم نے بدلالت کسی باشندے کیرو کے اوسکے گھر پہونچکے دروازے پر دستک دی ایک غلام نے آکر دروازہ کھولا اور زین الصنم سے نام اور کام پوچھا زین الصنم نے کہا مین اس شہر مین تازہ وارد ہون تمھارے آقا کی سخاوت اور جود کا حال سنکر دل چاہتا ہی کہ اوسکے گھر مین او تر دون غلام نے کہا ذرا تم توقف کرو تاکہ مین اپنے آقا سے تمھاری خبر کردون پھر وہ غلام جلدی سے بموجب حکم اپنے مالک کے زین کو اندر مکان سے

لے گیا زین الصنم نے اندر جا کے ایک بڑا مکان عالیشان سجا ہوا دیکھا کہ اوسکے ایک کمرے مین مبارک منتظر اوسکا بیٹھا ہی بمجرد دیکھنے زین الصنم کے مبارک نے اوٹھکر صاحب سلامت کی اور خیر و عافیت پوچھی اور کہا کہ آپ نے غریب خانے مین اوترنے سے مجکو نہایت ممنون اور سرفراز کیا بادشاہ نے بعد جواب سلام علیک کے کہا کہ مجھے تمنے پہچانا یا نہین میرا نام زین الصنم ہی اور مین بیٹا بادشاہ مرحوم بالسرا کا ہون مبارک نے کہا مجکو تو اوس بادشاہ نے خرید کیا تھا مگر مجھے معلوم نہین کہ اوسکا کوئی بیٹا تھا یا نہین آپکی عمر کتنی ہوگی زین نے کہا بیس برس کی پھر زین نے پوچھا کہ تمکو کتنی مدت ہوئی کہ ہمارے باپ سے جدا ہوے مبارک نے کہا بائیس برس ہوے مجھے کیونکر یقین ہو کہ تم اوسکے فرزند ہو زین الصنم نے کہا میرا باپ ایک خلوتخانہ بطور گنبد کے رکھتا ہی اوسمین مین نے چالیس خم سنگ سماق کے بھرے ہوے اشرفیون سے پائے مبارک نے کہا سوا اسکے اور کچھ بھی تمنے وہان پایا زین الصنم نے کہا کہ سوا ے خمون کے نو ستون سونے کے پائے کہ آٹھہ پر آٹھہ تصویرین الماس کی یکدل نہایت خوبصورت اور درخشان رکھی ہوئی ہین اور نوان ستون سفید ساٹھن سے منڈھا ہوا اور اوسپر میرے باپ نے لکھا ہی کہ جس سے مجکو نوین تصویر کہ ان آٹھون سے بہت اچھی ہی ملے تم اوس جگہہ کو جانتے ہو مجھے وہان لیجاوگے ہنوز زین الصنم نے یہ باتین نہین تمام کی تھین مبارک نے اپنے تئین اوسکے قدمون پر ڈالا اور ہاتھہ اوسکے دیر تک چوما کیا پھر زین الصنم کے آنے پر ہزار ہا شکر سپاس حقتعالے کے بجالایا اور کہا مجھے یقین ہوا کہ تم فرزند بادشاہ بالسرا کہ میرا خداوند تھا بیشک ہو مین تمھین اوس جا پر جہان سے وہ نوین تصویر دستیاب ہوگی لیجاؤنگا مگر قبل اسکے کہ تم وہان کا قصد کرو چند روز یہان آرام و آسایش فرماؤ تا ماندگی راہ کی رفع ہووے اور آج مین نے سب رئیس اور شرفا اس شہر کی دعوت کی ہی مین سبکے ساتھہ دسترخوان پر تھا کہ تمھاری خبر آنیکی سنکر باہر نکل آیا اسیدوار ہون کہ آپ بھی اوس مجلس مین قدم رنجہ کرکے کھانا تناول فرمائین زین الصنم نے کمال خوشی سے جواب دیا بہت اچھا پھر مبارک زین الصنم کو بالاخانے پر گول گھر کے جہان وہ سب لوگ جمع تھے لے گیا اور مقام صدر مین دسترخوان پر زین الصنم کو بٹھا کر آپ مثل خادمون غلامون کے مودب کھڑا ہوا اور زین الصنم کی خدمت کرنے لگا شرفا شہر اس حال کو دیکھکر حیران ہوے آپسمین ایک دوسرے سے آہستہ کہنے لگے کہ یہ شخص اجنبی تازہ وارد کون ہی جسکی خدمتگاری مبارک اس آداب اور لحاظ سے کرتا ہی جب سب کھانا تناول کر چکے مبارک نے اوس جماعت سے کہا صاحبو میری خدمتگاری اور آداب پر کہ نسبت اس جوان مسافر کے مجھسے ظاہر ہوئی کچھہ تعجب نکرو یہ شخص بیٹا بادشاہ بالسرا کا ہی جو میرا آقا اور خداوند نعمت تھا اسکے باپ نے مجھے اپنے زر سے خرید کیا اور قبل اسکے کہ مین آزاد ہون اوسنے رحلت کی اب میری ذات اور سب مال و متاع کا یہ جوان مالک ہی اور اوس بادشاہ کا یہی ایک وارث ہی زین الصنم نے قطع کلام مبارک کا کرکے کہا اے مبارک مین اس جماعت ثقات اور اشراف کے سامنے اقرار کرتا ہون کہ مین نے تمکو اسوقت آزاد کیا مجھے اب کچھہ دعوی نہ تمھاری ذات سے رہا اور نہ تمھاری دولت اور املاک سے سوا ایک خدمت کے کہ جسکو ابھی تمسے کہتا ہی مین اور کچھہ نہین چاہتا مبارک یہ کلام سنکر آداب بجالایا پھر شراب حاضر کی گئی شام تک وہ سب مہمان شغل مین خوشی کے رہے آخر ہر ایک کو موافق اوسکی عزت اور رتبے کے کشتیان تحفونکی دیکر رخصت کیا دوسرے دن زین الصنم نے مبارک سے کہا اب ہماری ماندگی بالکل رفع ہوئی مین کیرو مین واسطے سیر و تماشے کے نہین آیا صرف واسطے اوس نوین تصویر کے اتنی تکلیف اوٹھائی مناسب ہی کہ ہم اب واسطے حصول اس مطلب کے روانہ ہون مبارک نے کہا بہت مبارک مین حاضر ہون مگر آگے سے یہ بات جاننا ضرور ہی کہ اس راہ مین خطرات اور خوف بہت ہین اوسکا تحمل کرنا اور خطرات سے نہ ڈرنا آپکو ضرور ہوگا زین الصنم نے کہا تم اس سے خاطر جمع رکھو مین کسی خطرے سے

نہ ڈرونگا اور ایسی چیز کی طلب مین مجکو جان کا دینا بھی گوارا ہی تم مجھے اپنے ہمراہ لے چلو جو تم کہوگے مین وہی کرونگا کسی صدمے اور آسیب کو خاطر مین نہ لاؤنگا مبارک نے زین کو ثابت قدم پاکر اپنے نوکرونکو حکم تیاری سفر کا دیا اوسکے دوسرے دن صبح کو غسل اور وضو کر نماز فجر کی پڑھی بعد اوسکے روانہ منزل مقصود کے ہوئے راہ مین عجائب و غرائب دیکھتے ہوے کئی دن کے بعد ایک راہ تنگ و شوارگذار مین پونہچے مبارک نے اسباب اور گھوڑونکو وہانپر چھوڑکر چند پیادے اونکی محافظت کو مقرر کیے اور کہا ہماری مراجعت تک تم اسباب اور گھوڑونکی نگہبانی کرنا پھر زین کو پیادہ پا لیکر آگے کو چلا اور کہا اب ہم نزدیک اوس جگہہ خوفناک کے جہان کہ نوین تصویر ہی پونہچے ہین تم اپنے دل کو مضبوط رکھنا کسی امر عجیب اور دہشت ناک کو دیکھکر ڈرنا نہین پھر وہ دونون ایک ندی کے کنارے وارد ہوے مبارک وہان بیٹھ گیا اور زین کو بھی اپنے پاس بٹھالیا اور کہا اس دریا کے پار ہمین جانا ضرور ہی زین الاصنام نے کہا کیونکر ہم اس دریا کے پار ہو سکینگے مبارک نے کہا تمھارے اور میرے لینے کے واسطے ایک جادو کی کشتی بادشاہ جن کی ابھی یہان آویگی زنہار تم کچھہ نہ بولنا اور اوسکے ملاح کی عجیب و غریب صورت ہی دیکھکے اوس سے تم نہایت حیران اور متعجب ہوگے خبردار اوس سے ہمکلام نہونا مین آگے سے تمھین کہے رکھتا ہون بعد سوار ہونے کے اگر تم ذرا بھی بولوگے فی الفور وہ کشتی دریا مین ڈوب جائیگی زین الاصنام نے کہا ہم مطلق نہ بولینگے تمکو ضرور ہی سب امور سے مجھے آگاہ کردینا اور مجکو ضرور ہی اوسپر عمل کرنا اتنے مین انھون نے دیکھا کہ ایک ناؤ صندل کی نہایت خوبصورت جسکا مستول عنبر کا اور بادبان نیلی ساٹھن کا ہی اوس دریا مین انکی طرف چلی آتی ہی اوس کشتی کو فقط ایک شخص کھیتا تھا کہ اوسکا سر ہاتی کا اور باقی بدن شیر کا تھا جب وہ کشتی انکے نزدیک پونہچی اوس ملاح نے اپنی خرطوم سے ایک ایک کو پکڑکے کشتی مین سوار کیا اور ایک دم مین اونکو پار لیگیا اور اسیطرح سے اون دونونکو کشتی سے کنارے دریا کے لیجاکے اوتار دیا پھر وہ کشتی غائب ہوگئی مبارک نے زین بادشاہ سے کہا یہ جزیرہ جسمین ہم آپ ہین بادشاہ جنات کا ہی اس جزیرے کی خوبی کو کوئی دوسرا جزیرہ اور ملک اس دنیا کا نہین پہونچتا اب تم چارونطرف اسکے بغور دیکھو کہ سر سبز اور باغ و بہار ہورہا ہی یہ بیشک نمونہ فردوس برین کا ہی دیکھو کسطرح کی کشت زار سبز و شاداب اور اوسکے گرد طرح طرح کے پھول شگفتہ اور رنگ برنگ کے سبزے اور ترکاریان ہین ہوا اسکے نظر کرو درختونکو کہ میوون پختہ کے بار سے جھک کر زمین سے لگ گئے ہین اور خوش الحانی طیور کی سنو کہ ہر چہار طرف کسطرح سے شوق و سرور مین بول رہے ہین زین کی ماندگی آب و ہوا اوس جزیرے سے بالکل جاتی رہی اور سیر و تماشائے اوس سرزمین اور عجائب پھولون اور رنگ برنگ جانورون چرند و پرند سے نہایت محظوظ اور خوش ہوا اور ہر قدم پر ایک نیا تماشا اور نیا اعجوبہ دیکھکر نہایت لطف اوٹھایا یہان تک کہ وہ دونون ایسی جگہہ پونہچے کہ جہان سے عمارت قلعے کی نظر پڑی وہ قلعہ بالکل زمرد کا بنا ہوا تھا اور گرد اوسکے بڑی وسیع عمیق ایک خندق تھی اور گرد خندق کے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے درخت گنجان بلند لگے ہوئے تھے جنکا سایہ سارے مکان کو ڈھانپے ہوئے تھا اور آگے محل کے دروازے کے پل تھا ایک سیپ کا بنا ہوا بارہ گز کا لنبا اور چھہ گز کا چوڑا اور اوسکے سرے پر ایک پہرا جنات کا جنکی جسامت اور درازی کا کچھہ حساب نہین کیا جاتا بیٹھا ہوا تھا تا کوئی قلعے مین بے اجازت بادشاہ کے سجانے پاوے مبارک وہین ٹھہر گیا اور زین سے کہا اگر ہم ذرا آگے کو بڑھین یہ جن کہ واسطے چوکی پہرے کے بیٹھے ہین فی الفور ہمکو مار ڈالین اب ہمکو محفوظ رہنے کے واسطے کچھہ افسون پڑھنا ضرور ہی تاکہ وہ ہم پاس نہ آسکین یہ کہکے مبارک نے اپنی تھیلی سے کہ اوسکی کمر مین تھی چار بند زردتافتے کے نکالے ایک اوسنے اپنی کمر مین لپیٹا اور دوسرے بند کو اپنی پشت پر ڈالا دو بند باقی زین کو دیے تاکہ وہ بھی باندھ اوسکے اون بندون کو اپنی کمر اور پشت مین

رکھے بعد اسکے اوسنے دو چادرین کپڑے کی زمین پر بچھائین اور اوسکے کنارون پر ہر ایک قسم کے سنگ فرش عمدہ قیمتی مثل مشک اور عنبر
کے رکھے اور وہ دونون اون چادرون پر بیٹھے پھر مبارک نے زین الصنم شاہزادے سے کہا اب مین بادشاہ جنات کو کہ اس محل مین ہے جسے تم
دیکھتے ہو بلاتا ہون اگر وہ غصے مین آیا تو جاننا ہم بڑی مصیبت اور آفت مین گرفتار ہونگے اور سمجھنا کہ ہمارے آنے سے اس جزیرہ مین
خوش نہوا اور بہت شکل خوفناک مین بنکر آئیگا اور اگر وہ اچھی شکل آدم زاد مین خوش ہوکر آوے اس صورت مین تم اپنے مطلب کو پونہچوگے
اور کسیطرح کا خوف خطرہ نہین ہوگا مگر تمکو چاہیے کہ جس وقت وہ تمہارے روبرو آوے تم سلام کرنا اور یہ چادر جسپر تم بیٹھے ہو زنہار اپنے
بدن سے جدا نکرنا والا فی الفور ہلاک ہوگے اور اوسکی خدمت مین عرض کرنا کہ اے خداوند سلطان جنات کے میرے باپ نے جو تمہارا خادم
قدیم تھا وفات پائی مین امیدوار ہون کہ جو عنایت اور نوازش اونپر تھی اب مجھپر ہو اگر وہ بادشاہ جن کا تمسے پوچھے کہ کون سی مہربانی
کی تمھین درخواست ہے تم اوسکے جواب مین کہنا کہ وہ نوین تصویر الماس کی مجھے عنایت ہو غرض مبارک نے شہزادہ زین کو یہ سب امور
تعلیم کرکے افسون پڑھنا شروع کیا بمجرد اوسکے پڑھنے کے برق شدت سے چمکنے لگی اور اوسکے بعد آواز سخت بادل گرجنے کی ایسی ہوئی
کہ تمام جزیرہ لرزنے لگا اور تاریکی چارونطرف چھا گئی طوفان شدید شروع ہوا اور ہر چہار طرف سے آوازین ہولناک ہونے لگین اور زمین
کانپنے لگی ساعت بساعت طوفان ترقی پر تھا گویا روز حشر کا نمودار ہوا ابھی اسرافیل صور لیکر پھونکین گے شہزادہ زین اس حال سے
نہایت گھبرایا اور کلیجا اوسکا خوف سے دھڑکنے لگا مبارک نے شہزادے سے مسکرا کر کہا گھبراؤ نہین جو کچھ کہ ہونا تھا وہ سب ہو چکا اب مطلع
صاف ہوا جاتا ہے اتنے مین آواز برق اور رعد کی موقوف ہوگئی تاریکی جاتی رہی بادشاہ جن کا انسان خوش شکل کی صورت بنکے ظاہر ہوا زین نے
بمجرد دو چار ہونے کے جسطرح سے کہ مبارک نے کہا تھا اوسکو دور سے جھک کر سلام کیا بادشاہ جن کا مسکراتا ہوا اوسکے پاس آیا اور کہا اے میرے
فرزند مین تمہارے باپ کو بہت پیار کرتا تھا جب وہ میرے پاس آتا وقت رخصت کے اوسے مین ایک تصویر سیر کی بطور ہدیے کے دیتا وہ اوسے
اپنے ساتھ لیجاتا اور وہی پیار و الفت تمہارے ساتھ بھی مجھکو ہے کتنے روز قبل مرنے کے مینے تمہارے باپ سے کہا تھا کہ تم سفید ساٹھن پر نوین ستون مین یہ مضمون
کہ جیسے ہی شہزادے تم پڑھکر آئے ہو لکھو اور ہمنے تمہارے باپ سے اقرار کیا تھا کہ یہ نوین تصویر مین تمہارے بیٹے کو دونگا اور تصویرین اون آٹھون
جو تمہارے پاس ہین جو بصورتی مین کہین اعلی اور افضل ہے مینے ایفاء وعدے کے لیے صورت پیر مرد کی بنکر تمھین خواب مین آگاہ کیا تھا وہ پیر مرد مین تھا
اور مینے ہی تمکو اوس خزانہ مخفی سے آگاہ کیا جسمین تمنے خمین اشرفیون اور آٹھ تصویرین الماس کی پائین اور مجھکو تمہارا مطلب معلوم ہے جسکے
واسطے تم یہان آئے ہو خاطر جمع رکھو تم اپنے مطلب کو پونہچوگے اگر تمہارے باپ سے مین اوسکے دینے کا نہ بھی وعدہ کرتا تو بھی تمکو دیتا لیکن تم مجھسے ایک
امر کا وعدہ کرو اور اوسپر قسم کھاؤ وہ امر یہ ہے کہ تم پھر اس جزیرہ مین آؤ اور ایک لڑکی دوشیزہ پندرہ برس کی کہ نہایت حسین ہو اور صاحب عصمت ہو
میرے واسطے لاؤ مگر خبردار اوسکے ساتھ اور خیال و ارادہ نکرنا زین نے اسبات کو قبول کرکے قسم سخت کھائی اور عرض کیا کہ اگر ایسی لڑکی جیسی آپنے فرمائی مجھے
بہم پونہچے ظاہر حال اوسکا حسن و جمال سے تو معلوم کر سکتا ہون لیکن دلی حال اوسکا کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ پاکدامن اور صاحب عصمت ہے یا نہین بادشاہ
جن نے مسکرا کے کہا سچ ہے واسطے دریافت کرنے حال باطن کے علم نہین آدم کو نہین بلکہ ہم بھی حال دل ایک دوسرے کا اپنے جنس سے دریافت نہین کر سکتے ہم تمھین
ایک آئینہ دیتے ہین کہ اوس سے تمھین حال باطن کا معلوم ہوگا جب کوئی لڑکی حسین پندرہ برس کی تمھین بہم پونہچے تو تم اوسکی صورت اس آئینے مین

دیکھیو اگر وہ لڑکی صاحب عصمت اور فسق و فجور سے پاک و صاف ہوگی تمکو اوسکی صورت اس آئینے مین صاف نظر آئیگی وگرنہ آئینہ میلا
مکدر اور تیرہ تمھین نظر پڑیگا کہ ہرگز شکل اوسکی تمکو اس آئینے مین محسوس نہو گی خبردار اس عہد و پیمان کو وفا کرنا نہین تو مین تمکو جان سے مار ڈالونگا زین نے
پھر اوس قول و قرار کو تازہ کیا اور کہا مین بمقرر ایفاے وعدہ کرونگا بادشاہ جن نے ایک آئینہ زین کو دیکر کہا ای فرزند اب تم رخصت ہو اس آئینے کے
سبب سے تم اپنے مطلب کو پونہچوگے زین الاصنام اور مبارک بادشاہ جن سے رخصت ہو اوس ندی پر پونہچے ملاح فیل چہرہ اوس کشتی کو لیکر حاضر ہوا
اور اوسیطرح اونے دونونکو اپنی خرطوم سے لیکر کشتی مین بٹھایا اور ایک ساعت مین اونکو پار اوتارا مبارک وہان سے اپنے اسباب اور پیادونکو
لیکر شہزادے زین سمیت شہر کیرو کو روانہ ہوا جب وہ دونون کیرو کو پونہچے زین نے چندروز واسطے رفع کرنے ماندگی راہ کے وہان پر سستاکر
مبارک سے رخصت چاہی تا بغداد کی طرف واسطے تلاش کرنے لڑکی کے کہ فرمایش بادشاہ جن کی تھی جاوے مبارک نے کہا کیا یہان لڑکیان حسین
نہین ہین اس شہر مین جسقدر تمھین دوشیزہ صاحب جمال ملین گی دوسرے شہر مین ملنا اونکا دشوار ہی زین نے کہا تم سچ کہتے ہو مگر مجھے کیا معلوم
ہی کہ اس قسم کی لڑکیان کس جگہ سے ہاتھ آوینگی اور کیونکر مجھے بہم پونہچین گی مبارک نے کہا آپ اس سے خاطر جمع رکھین یہان ایک پیرزن ہی
کہ اوسکو تمام شہر کی لڑکیونکا حال خوب معلوم ہی مین اوسکو بلوا کے اس کام کے لیے مقرر کرتا ہون یقین ہی کہ وہ جس قسم کی لڑکی چاہوگے
بہم پونہچا دیگی غرض اوس پیرزال نے کہ فی الواقع دلالہ کامل اور اس فن مین اوستاد یکتا تھی عرصہ قلیل مین بہت سی لڑکیان پندرہ برس کی
کہ حسن و جمال مین مانند آفتاب و مہتاب تھین بہم پونہچائین مگر جب زین اونکی شکل کو اوس آئینے مین دیکھتا تو اوسکو تیرہ پاتا ایسا کسیکو نہ پایا کہ جسکی
صورت دیکھنے سے اوس آئینے مین آئینہ صاف نظر پڑتا آخر ناچار ہوکے زین اور مبارک دونون کیرو سے شہر بغداد مین گئے اور وہان ایک مکان عالیشان کرایہ کو
لیکر اوترے اور بڑی عظمت و شان اور جود و سخاوت سے رہنے لگے اونکا دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا اور سیکڑون آدمی اوس شہر کے اونکے ساتھ
کھانا اور نعمتین کھاتے جو کھانا کہ بچ رہتا فقیرون اور مسکینون کو تقسیم کر دیا جاتا غرض اوسکے جود و انعام سے ایک خلق بہرہ یاب اور آسودہ رہتی اور اوسکی
فیاضی کا شہرہ اوس شہر مین سب جگہ پونہچا اتفاقاً اوس محلے مین ایک موذن مراد نام نہایت مغرور اور حاسد رہا کرتا تھا وہ بڑے آدمیون اور توانگرونکو
دیکھکر بہت جلتا اور حسد کیا کرتا اسواسطے کہ خود محتاج اور غریب تھا اور شامت حسد سے ہمیشہ اپنے اہل محلہ سے کہ صاحب مقدور تھے نفاق اور عداوت
رکھتا وہ حال سخاوت اور ہمت زین الاصنام کا سنکر نہایت مغموم ہوا ایکدن اوسنے بعد نماز مغرب کے مسجد مین بیٹھکر اپنے یارون سے کہ واسطے نماز کے
اوس مسجد مین آیا کرتے تھے کہا ای یارو مینے سنا ہی کہ ایک شخص ہمارے محلے مین آکر اوترا ہی ہر روز سیکڑون ہزارون روپے صرف کرتا ہی کسیکو مین
اہل شہر سے نہین پاتا کہ جو اوسکے فیض و احسان سے شکرگزار نہو معلوم ایسا ہوتا ہی کہ شاید وہ رہزن یا چور ہی جو اس شہر آباد مین واسطے
غارتگری کے آیا تم سب اپنے تئین بچاؤ اسلیے کہ اگر خلیفہ کو معلوم ہو کہ ایسا بدمعاش شخص اس محلے مین رہتا ہی تو مبادا ہم تم بھی اوسکے جرم مین
مبتلا ہووین سبھون نے اوسکی باتین سنکر کہا فی الواقع ایسے بدکردار آدمی سے احتراز واجب ہی بلکہ ہمکو لازم ہی کہ ایسے شخص کی اطلاع کوتوال
شہر سے کردین موذن یہ گفتگو کرکے اپنے گھر مین آیا اور دل مین یہ قصد کیا کہ کل ضرور کوتوال سے جا کر حال بدمعاشی اس تازہ وارد یعنے زین الاصنام کا
ظاہر کیجیے اتفاقاً مبارک نے بھی نماز مغرب کی پڑھکے ہمراہ اون نمازیون کے بیٹھکر سب گفتگو اوس موذن کی سنی فی الفور ایک تھیلی پانسو اشرفیون
کی اور کچھ تھان ریشمی ایک بقچی مین باندھکر موذن کے گھر گیا وہ اوسکے آنیکی خبر سنکر اندر سے باہر نکل آیا اور سخت رد ہوکر مبارک سے

کہا کیا تیرا کام ہے کہ میرے گھر آیا اور مجھسے کیا چاہتا ہی مبارک نے بہت غریبی اور ملائمت سے کہا مین مسافر تازہ وارد تمھارے ہمسائے مین آکر رہا ہون یہہ کہکے وہ تھیلی اشرفیون کی اور وہ بقچہ ریشمی تھانونکا اوسکے حوالے کیا اور کہا زین کہ جو تمھارے پڑوس مین ٹہرا ہی تمھارا احوال بزرگی کا سنکر مجھے تمھارے پاس بھیجا اور نہایت مشتاق آپکی ملاقات کا ہی اور یہہ کہا ہی کہ یہہ محقر تحفہ ہی اور مجھے ہمیشہ اپنا خادم دلی اور ممنون سمجھا کرو مراد اوس ہدیے کو لیکر نہایت خوش ہوا اور مبارک سے کہا میرا سلام نیاز اپنے شہزادے سے کہنا اور میری طرف سے عذر کرنا کہ مین بسبب نہ حاضر ہونے کے تمھارے حضور مین نادم ہون فجر کو آپ حاضر ہوکر واسطے معاف کرنے قصور غیر حاضری کے عرض کرونگا الغرض دوسرے دن فجر کو مراد نے بعد نماز صبح کے اپنے دوست نمازیون سے کہا بھائیو مجھے خوب معلوم ہوا کہ وہ شخص کہ اوسکا حال کل مین نے تمسے کہا تھا بہت اچھا آدمی ہی بدوضع اور بدمعاش نہین بلکہ وہ شہزادہ ہی اب اوسکی کوئی بری بات جھوٹی حاکم سے جاکر کہنا نہ چاہیے غرض مراد نے زین کی برائی جو اگلے دن اونکے دلونمین جمائی تھی بالکل اوٹھائی اور اون سبکو اوسکی طرف سے صاف کیا پھر مسجد سے گھر مین جاکر لباس تکلف کا پہن واسطے ملاقات شہزادے زین کے گیا زین نے بھی اوسکی بڑی خاطرداری کی پھر مراد نے زین سے کہا تمھارا بغداد مین آنیکا کیا سبب ہی اور بہت مدت سے تم یہان کس مطلب کے لیے مقیم ہو زین نے کہا مین واسطے تلاش بی بی کے کہ نہایت حسین صاحب عصمت اور پندرہ برس کی ہو آیا ہون مراد نے کہا ملنا ایسی بی بی کا کہ جو موصوف ان سب صفات سے ہو بہت دشوار ہی لیکن ایک لڑکی موصوف بہمہ صفات جیسا کہ تم بیان کرتے ہو میری دانست مین ہی اوسکا باپ آگے وزیر تھا اب وہ مدت سے وزارت کو چھوڑکر گوشہ نشین ہی اور اوسنے اپنی لڑکی کو خوب تعلیم نماز روزے اور صلاح و تقوے سے کیا ہی وہ لڑکی ساتھ حسن و جمال ظاہری کے کمالات باطنی بھی رکھتی ہی مجھے یقین ہی کہ اگر تم وزیر کے پاس جاکر اوسکی درخواست کروگے تو وہ البتہ اوس لڑکیکو تمھین دیگا زین نے کہا مین جب تک وہ سب صفات اوسمین نہ دیکھ لونگا ہرگز قصد نکاح کا اوسکے ساتھ نکرونگا مراد نے کہا کیونکر تم ان سب امرونکو یکبارگی اوسمین دیکھ سکوگے یہ باتین بے مدت تک رہنے سہنے کے بی بی مین معلوم نہین ہوسکتین زین نے کہا مین اوسکی صورت دیکھنے سے دریافت کرسکتا ہون کہ وہ بی بی موصوف ان صفات سے ہی یا نہین مراد نے ہنسکر کہا تم قیافہ شناس ہو کہ فقط صورت دیکھتے ہی سب حال اوسکا معلوم کروگے بہرکیف مین اوسکے باپ سے اجازت ایکبار مونہہ دیکھنے لڑکی کی حاصل کرونگا تم اپنا امتحان اوسوقت کر لینا پھر زین نے مراد کے ساتھ جاکر وزیر سے ملاقات کی وزیر حال عالی خاندانی کا دریافت کرکے اپنی لڑکی کی شادی کرنیکو زین الصنم کے ساتھ راضی ہوا اور لڑکیکو اجازت دی کہ ایکبار شہزادے کے سامنے ہوکر برقع اپنے مونہہ سے ایکدم اوٹھا لیجیو الغرض جب اوس وزیرزادی نے لباس فاخرہ اور جواہر گران بہا پہنکر اوس شہزادے کے سامنے ہوکر نقاب کو اپنے چہرۂ نازنین سے اوٹھایا شاہزادہ زین الصنم اوسکے حسن و جمال کو دیکھکر ہزار جان سے فریفتہ اور عاشق زار ہو گیا اور اپنے دل مین خیال کیا جو یہہ سو ہو مین خود اسکے ساتھ شادی کرونگا اور بادشاہ جن کو نہ دونگا پھر زین نے اوس آئینے مین اوسکی شکل دیکھی آئینے مین اوسکی صورت نہایت صفائی کے ساتھ نظر پڑی اور وہ آئینہ مانند آفتاب کے چمکنے لگا اس امتحان سے بھی اوسکی خاطر جمع ہوئی اور جیسا ڈھونڈھتا تھا ویسے ہی اوسکو پایا پھر وزیر نے قاضی کو بلواکے اوسکا عقد باندھ دیا اور تین روز تک شہزادے کو اپنے گھر مہمان رکھ کے سب رسوم شادی کے بڑے تکلف سے کہ مروج اوس وقت مین تھے عمل مین لایا بعد اسکے شہزادے زین نے اپنے گھر مین جاکر بہت زیور مرصع قیمتی لاکھونکا مبارک کے ہاتھ وزیر کے گھر واسطے وزیرزادی کے بھیجا وزیر نے لڑکیکو بہت جہیز دیکر مبارک کے ساتھ رخصت کیا اور شادی کی رسم تمام

کے ساتھہ شہر بغداد مین مشہور ہوئی اور زین نے وہان کے امیرون اور وزیرون کی دعوت بڑے تکلف سے موافق اپنے نام و نشان کے کی جب ضیافت سے فراغت ہوئی مبارک نے کہا اب یہان ہنا ضرور نہین کیرو چلو اور جو اقرار تمنے بادشاہ جنات سے کیا ہی اوسپر ثابت قدم رہو اوسکو فراموش نکرو زین نے کہا مین تو اس عروس پر عاشق زار ہون کیونکر اسے بادشاہ جن کو دون اب اس بی بی کو مین بانسرا لیجاکر اپنی بناتا ہون مبارک نے کہا زنہار ایسا کام نکرنا بادشاہ جن کو یہ امر مخفی نہین ہیگا اور وہ قبل اسکے کہ تم اوس سے تمتع پاؤ آکر تمکو ہلاک کریگا اور زیدی بی کو اپنے ساتھہ لیجائیگا اس خیال محال کو اپنے دل سے نکالو جس طرح بنے موافق اپنے قول و قرار و قسم کے اس بی بی کو اوسکے پاس پونہچاؤ کہ اوسکے موافق رہنے سے تمھارے حق مین اچھا اور سراسر تمھاری اسمین فلاح اور بہبود ہی تب زین نے اپنا دل سخت کرکے کہا تم اس نازنین کو مجسے چھپاؤ اور راہ بھر اسکو مین دیکھنے نپاؤن مبارک طیاری سفر کی کرکے شہزادے اور عروس سمیت کیرو کو روانہ ہوا اور وہان سے اونھون نے راہ جزیرہ بادشاہ جنات کی لی اثنائے راہ مین وہ بی بی اوس سفر دور و دراز سے بہت ماندی ہوئی اور شہزادہ زین کو کہ روز عقد سے نہین دیکھا تھا گھبراکر مبارک سے پوچھا اور کہا کہ باوجود اسقدر سفر کرنے کے ہم ابتک اپنے شوہر کے ملک مین نہین پونہچے اور مینے سوا روز عقد کے اوسکی صورت نہین دیکھی اسکا کیا سبب ہی مبارک نے کہا بی بی اب محل دروغ کہنے کا نہین ہی سچ یون ہی کہ تم صورت زین الاصنام شہزادے کی کبھی دیکھو گی اوسنے تمھارے ساتھہ جو عقد کیا ہی بانسرا لیجانے کیواسطے نتھا بلکہ تمکو بادشاہ جن کے واسطے کہ اوسنے زین سے تم ایسی بی بی کی درخواست کی تھی بغداد سے لایا ہی یہ سنکر وہ بی بی رونے لگی اوسکے رونے سے مبارک اور شہزادہ زین دونون نہایت ملول اور غمگین ہوے پھر اوس بی بی نے کہا میرے حال پر رحم کرو یہان میرا کوئی نہین مین بیکس مسافر ہون تم خدا کو اس امر کا کیا جواب دوگے کہ مجکو فریب سے یہان لاکے ارادہ میری ہلاکت کا رکھتے ہو کیا جواب روز حشر کے دوگے بہر کیف اسی حال گریہ و زاری مین وے اوس لڑکی کو حضور مین بادشاہ جن کی لیگئے اور اوسے سونپ دیا بادشاہ جن نے اوس لڑکی کو دیکھکر بہت پسند کیا اور خوش ہوکے زین سے کہا تمنے اپنا وعدہ پورا کیا جیسا کہ مین چاہتا تھا ویسی ہی بی بی تم میرے واسطے لائے اور مین تم سے نہایت راضی اور خوشنود ہوا اب تم جلد یہان سے اپنے ملک کو جاکر اوس تہ خانے مین جہان تمنے خزانہ پایا ہی داخل ہو وہان تم نوین تصویر پاؤ گے کہ اوسکے دینے کا مینے تمسے اقرار کیا ہی تب شہزادہ زین بادشاہ جن سے رخصت ہوکے متوجہ کیرو کو ہوا وہان پہونچکر اندک توقف کیا اور پھر اشتیاق مین نوین تصویر کے فورا بانسرا کو روانہ ہوا مگر تمام راہ اوس عروس کو یاد کرکے روتا اور کہتا بڑا افسوس ہی کہ ہم فریب سے اوس نازنین کو اوسکے باپ شفیق سے جدا کرکے اوسکو قتل کرنیکے لیے جن کو دے آئے اسی فکر و اندیشے مین وہ بانسرا کو پونہچا اوسکے وزرا و امرا وغیرہ صغیر و کبیر کمال خوش ہوے پہلے زین اپنی ماں کے پاس گیا اور سب حال سفر کا اول سے آخر تک کہا اوسنے کہا اب تم جلد اوس نوین تصویر کو پاؤ گے اوس تہ خانے مین چلو جہان بادشاہ جن نے تمھین اوسکے دینے کا وعدہ کیا ہی مگر زین الاصنام فراق مین شہزادی کے آرزو نوین تصویر کی بھول گیا اور دل مین کہنے لگا اب مین بے اپنی معشوقہ کے وہ نوین تصویر لیکر کیا کرونگا مین اوس سے درگذرا خدا اوس معشوقہ کو کسیطرح سے مجکو دلوائے آخر الامر زین الاصنام نہایت افسردگی کے ساتھہ اور ملکہ اوسکی ماں دونون نوین تصویر لینے کو اوس تہ خانے مین اوترے اونھون نے اوسمین جاکر نوین سنگاسن پر بجائے نوین تصویر کے ایک بی بی کو بیٹھے ہوے دیکھا شہزادے نے اوسے دیکھکر پہچانا کہ یہ وہی بی بی ہی جسے ہم بادشاہ جن کو دے آئے تھے وہ اس امر کو دیکھکر نہایت حیران ہوا اور ششدر رہ گیا بی بی نے شہزادے زین سے کہا تمھاری حیرانی اور تعجب شاید اسواسطے ہی کہ بجائے میرے تم اور کسی چیز کے کہ جو مجسے اچھی ہی امیدوار تھے شہزادے زین نے کہا بی بی اسواسطے ہم حیران نہین ہین جسکو تمنے

خیال کیا بلکہ تم ایسی نعمت غیر مترقبہ کو پاکے نہایت سرور اور انبساط سے ہم متحیر ہین خدا گواہ ہی کہ تمہارے عشق اور محبت مین عجیب حال ہوا اور تمہارے ہی غم والم مین میرا دن رات کٹتا تھا کہ کیا برا کام کیا جو ایسی محبوبہ کو ایسی جگہ خطرناک مین پھینک آئے مگر کیا کرون کہ اس امر مین مجبور تھا اسواسطے کہ بادشاہ جن نے مجھسے قسم لی تھی کہ مین اوسے ایک بی بی تم ایسی حسین اور رضا صاحب عصمت پونہچاؤن اور اگر ذرا اس وعدہ مین خلاف کرتا وہ بادشاہ جن کا مجکو جان سے مار ڈالتا ہر چند اثناے راہ مین مین نے چاہا کہ اوس سے خلاف وعدہ کرکے تمھین اپنے ملک مین لے آؤن اور نوین تصویر سے ہاتھ اوٹھاؤن مگر میرے رفیق نے کہ میرے ہمراہ تھا بخوف بادشاہ جن کے مجکو اس ارادے سے باز رکھا اب خدا نے عوض اوس صبر و شکیبائی کے تمھین بیٹھے مجھے عنایت کیا اور تم ہزار درجے مجھے ان تصویرون الماس بلکہ تمام دولت دنیا سے بہتر اور پسندیدہ ہو غرض یہ باتین کہہ چکا تھا کہ دفعۃً ایک آواز رعد کی آئی اور وہ تہ خانہ ہلنے لگا اور وہان شہزادے کی اس حال کے دیکھنے سے ڈر گئی اتنے مین بادشاہ جن آدمی کی شکل بن کے ظاہر ہوا اور کہا ای ملکہ مین تمہارے بیٹے کو نہایت دوست رکھتا ہون جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس نازنین بی بی پر عاشق ہی فقط اپنا قول پورا کرنے کیواسطے بجبوری تمام مجھے اس بی بی کو دیا اب میں نے اوسکی خاطر کیواسطے اس بی بی کو یہان لاکے پونہچا دیا اب یہ بی بی اوسکو مبارک ہو اور خبردار ای شہزادے اسی محبت اور پیار سے اسکے ساتھ رہنا اور کوئی اور بی بی کرکے اسکو آزردہ خاطر نکرنا پھر اوس نوین تصویر کو بھی دیا اور شہزادے سے رخصت ہو غائب ہو گیا زین بادشاہ نے اوس بی بی کے ساتھ جشن کرکے شادی کی کہ سب لوگ اس بی بی کو جیسے ملکہ بانسرا کہا کرین پھر چند دن تک زین بادشاہ بانسرکا اور وہ ملکہ ایسے موافق عیش و عشرت کے ساتھ اوس ملک مین بسر کرتے رہے

قصہ شہزادے خداداد اور شہزادی دریابار کا

اس قصے کے ضمن مین ذکر سلطنت دریابار کا بھی کیا جاتا ہی شہر حیرن مین ایک بڑا بادشاہ عظیم الشان رعیت پرور خلائق دوست موصوف بجمیع صفات نیک کے تھا حق تعالی نے سب کچھ اوسکو دیا تھا مگر وہ سوائے اولاد کے کوئی خواہش اور تمنا اپنے دل مین نہین رکھتا تھا اگرچہ اوسکے محل مین بہت بیبیان خوبصورت تھین لیکن کسی سے اولاد نتھی ہمیشہ وہ جناب احدیت مین واسطے ہونے فرزند کے دعا مانگا کرتا ایک رات اوسنے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص مقدس صورت پاکیزہ شکل اوس سے کہتا ہی کہ ای بادشاہ دعا تیری قبول ہوئی فجر کو اوٹھکر نماز پڑھ اور دعا مانگ اوسکے بعد تو اپنے پائین باغ مین جا اور باغبان سے ایک انار منگوا کر اوسکے دانے موافق اپنی خواہش کے کھا حق تعالی تجھپر فضل و کرم کریگا بادشاہ نے فجر کو اوٹھکر رات کا خواب یاد کیا اور خدا کا شکر بجا لایا پھر نماز پڑھکے دوزانو ہو دعا مانگی بعد اسکے اوٹھکر باغ مین گیا اور باغبان سے ایک انار منگوا کے پچاس دانے گنکر کھائے اسواسطے کہ پچاس بیبیان خوبصورت رکھتا تھا اوس روز سے باری باری ہر ایک کے پاس شب کو جا کر سونے لگا خدا کی قدرت سے سب بیبیونکو اوسکے حمل ظاہر ہوا مگر ایک بی بی کو کہ اوسکا نام پیروز تھا آثار حمل کے ظاہر نہوے اسلیے بادشاہ کو اوس سے نفرت ہوئی اور دل مین کہا کہ اسکا بانجھ ہونا دلیل ہی اسبات پر کہ حق تعالی نے اسے شوم اور کمبخت سمجھ کر نہ چاہا کہ یہ بھی ماں شہزادے کی ہو پھر اوسنے چاہا کہ پیروز کو مروا ڈالے وزیر نے اوسکی شفاعت کی اور بادشاہ کو سمجھایا شاید پیروز بھی حمل سے ہو اور اوسکا حمل شاید دیر کے محسوس ہوتا ہو اس صورت مین ہلاکی اوسکی درحقیقت ایک شہزادے کی ہلاکی ہی تب بادشاہ نے کہا اچھا اوسکو مارو نہین مگر میرے شہر مین نرہے کہ مین اسکو دیکھ نہین سکتا وزیر نے عرض کیا بہت اچھا اس بی بی کو اپنے بھتیجے کے پاس کہ اوسکا نام سمیر ہی بھیج دیجیے بادشاہ نے وزیر کے کہنے پر عمل کرکے پیروز کو شہر سمریا مین بھیج دیا اور اپنے

بھتیجے کو ایک خط لکھا کہ اس بی بی کو ہم تمھارے پاس بھیجتے ہین اگر اسکا حمل ظاہر ہو یا کوئی لڑکا اسکے بطن سے پیدا ہو فوراً اوسکی
اطلاع کرنا پیروز شہر سمریا مین جاکر بعد پورے ہونے ایام حمل کے بیٹا جنی اور وہان ایک شہزادے کی کہ جو حسن مین مانند روز روشن کے تھا ہوئی شہزادہ
سُمیر نے بادشاہ ہیرن کو خط لکھکے آگاہ کیا کہ پیروز کے بطن سے شہزادہ پیدا ہوا آپکو حق تعالیٰ مبارک و ہمایون کرے بادشاہ کو اس مژدے سے نہایت
خوشی ہوئی اور اوسکے جواب مین شہزادے سمیر کو لکھا کہ یہان خدا کے فضل و کرم سے سب بیبیون کے بطن سے بھی ایک ایک
شہزادہ پیدا ہوا ہی اور مین پیروز کے بیٹا ہونے سے نہایت خوش ہوا تم اوس شہزادے کا نام خداداد رکھو اور اوسکی بخوبی پرورش اور
حفاظت کرو بعد اسکے جو تمکو اوسکے تولد کے رسوم کرنے مین درکار ہوگا یہان سے بھیجدیا جائیگا شہزادہ سمیر شہزادہ خداداد کی پرورش مین
بدل مصروف رہنے لگا جب خداداد قابل تربیت کے ہوا اوسنے سواری گھوڑے کی اور تیراندازی اور سب علم و فن کہ شہزادونکو اونکا جاننا ضرور ہی
سیکھا اور شہزادہ ہر ایک فن مین کامل اور بے نظیر ہوا جب اٹھارواں برس لگا تو وہ حسن جمال اور قوت و شجاعت مین ایسا ہوا کہ مثل
اوسکے دنیا مین نتھا اوسنے اپنے مین ہمت اور جرأت پاکے ایک دن اپنی مان پیروز سے کہا مجھے تم اجازت دو کہ شہر سمریا کو چھوڑ کر نبرد گاہ تلاش
کرون اور اپنی شجاعت و قوت کو آزماؤن میرا باپ بادشاہ ہیرن کا کئی دشمن رکھتا ہی بالفعل کئی بادشاہ جوار کے چاہتے ہین کہ اوسپر فوج کشی کرین
حیران ہون کہ ایسے وقت مین کیون مجکو نہین بلاتا اور شریک اس مہم سخت کا نہین کرتا باوجود اس قوت اور زور خداداد کے کہ مجھ مین ہی اسوقت
مین مجھے یہان بیٹھے رہنا مناسب نہین گو میرا باپ میری طاقت اور ہمت سے واقف نہین اور مجکو یاد نہین فرمایا مگر مجکو آپ لازم ہی کہ اپنے
باپ کی حضور مین ایسے وقت حاضر ہون جبتک کہ میرے بھائی قابل نبرد اور مقابلہ کرنے حریف کے ہوین مین اس خدمت کو بجالاؤن مان نے
کہا اے میرے پیارے فرزند اگرچہ مجھے کسیطرح سے تمھاری مفارقت گوارا نہین مگر ایسے وقت مین کہ دشمنونے ہر چہار طرف سے تمھارے باپ پر یورش
کی ہی تجھے وہان حاضر ہونا ضرور ہی بشرطیکہ وہ تجکو اپنی امداد کیواسطے بلوا بھیجے خداداد نے کہا ایسے وقت مین انتظار اوسکے طلب کی مین نہین کرسکتا
اور سوا اسکے مجکو اپنے باپ کے دیکھنے کا اشتیاق اسقدر ہی کہ اگر مین جاکر اوسکو نہ دیکھون اور قدمبوس نہون یقین ہی کہ ہلاک ہوجاؤن مین وہان پہونچکر اجنبی
اور پردیسی بنکر اوسکی خدمت بجالاؤنگا جبتک کہ اوس بادشاہ کی خدمت نمایان مجھسے نہ ظاہر ہوگی مین ہرگز اپنے تئین اوسکا بیٹا نہ ظاہر کرونگا مثل پردیسیون
کے اوسکا نوکر رہونگا اور قبل اسکے کہ بادشاہ مجکو اپنا بیٹا جانے اور دریافت کرے ایسی خدمت اور عرقریزی کرونگا کہ بعد دریافت کرنیکے نہایت پیار اور
عنایت میرے حال پر فرمائے اور مثل اوسکی مان پیروز کے شہزادہ سُمیر بھی خداداد کے جانیکا روادار نتھا اوسکو جانے سے مانع ہوا مگر ایک دن وہ شہزادہ بہانے شکار کے
ایک گھوڑے نقرئی رنگ پر کہ اوسکی لگام اور رکاب سونے کی اور زین وغیرہ ساز و سامان جواہرنگار اور گرد اوسکے جھالر موتیونکی لگی ہوئی تھی سوار ہوا اور ایک تلوار
ہیرے کے قبضے کی کہ اوسکی کاٹھی صندل کی تھی اور لعل و زمرد اوسپر جڑے ہوئے تھے جڑاؤ پرتلے مین ڈال اور کمان و ترکش جواہرنگار کو اپنے بازو پر لٹکا سمریا سے روانہ ہوا
اور جلد مع اپنے رفیقون اور مصاحبون کے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ شہر ہیرن مین پہونچا اور فرصت پاکے بادشاہ کا سامنا کیا اور آداب بجالایا بادشاہ اوسکے حسن و جمال پر بسبب
جوش خون کے اوسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور نہایت مہربانی سے اوسکو نزدیک بلا کے نام و نسب پوچھا خداداد نے کہا خداوند مین ایک امیر کا فرزند ہون رہنے والا شہر کیر کا
بشوق سیاحت کے اپنے شہر کو چھوڑ کر ملکونکو دیکھتا اور سیر کرتا ہوا آپکی حضور مین آیا ہون اور مین نے سنا ہی کہ آپکو بالفعل کوئی مہم درپیش ہی چاہتا ہون کہ اس مہم مین اپنے
جوہر شجاعت اور بہادری کے آپکو دکھلاؤن بادشاہ اوسکی گفتگوے دلیرانہ اور ہمت مردانہ کو سنکر نہایت خوش ہوا اور اپنی فوج کا اوسے افسر کیا اوسنے فوج کو ملاحظہ کرکے سب افسرونکی

خاطرداری اور سپاہ کی دلجوئی کرکے سبکو اپنے حسن سلوک اور خوش مزاجی سے راضی کیا اور فوج کو دیکھہ اور ضبط اور ربط اور طیاری سامان اور اسباب حرب کی ایسی کی کہ بادشاہ اوسکو ملاحظہ کرکے بہت خوش ہوا اور اوس شہزادے کو سوا عہدہ سپہ سالاری فوج کے اپنا مصاحب خاص کیا اور سب نے سیر و امیر اوس ولایت کے خداداد کو نہایت معزز اور مکرم جانکر دل سے اوسکے ساتھہ پیار و الفت سے پیش آئے اوسکے سوا وہ سب شہزادے بادشاہ اور خلائق کے نزدیک بیقدر اور کم رتبہ ہوگئے شہزادے اوسکے رتبے اور منزلت پر رشک کرنے لگے مگر خداداد اپنی فصاحت اور بلاغت سے وقت اختلاط اور گفتگو کے بادشاہ کو بہت محظوظ رکھتا اور بیش از بیش مورد الطاف بادشاہی کا ہوتا جو غنیم کہ قصد یورش کا ملک ہیرن پر رکھتے تھے طیاری اور آراستگی فوج و درستی اسباب و سامان جنگی کے سنکر اپنے ارادے سے باز آئے رفتہ رفتہ بادشاہ نے اوسکی عقل اور دانشمندی پر اعتماد کرکے سب شہزادونکو اوسکے سپرد کیا تاکہ تعلیم و تربیت ہون اگرچہ خداداد سن مین اپنے بھائیون کے برابر تھا لیکن اب وہ اپنی لیاقت سے سبکا حاکم ہوا اس امر سے اور بھی شہزادے اوسکے دشمن ہوگئے اور آپسمین کہنے لگے کہ اس بادشاہ کو کیا ہوگیا کہ ایک اجنبی کو اتنا پیار کرتا ہی کہ ہم سب پر اوسکو حاکم کیا اب ہم کوئی امر بے اوسکی اجازت کے نہین کرسکتے یہ امر ہمکو سخت ناگوار ہی ایسی کچھہ تدبیر کیا چاہیے کہ اس اجنبی کو یہان سے نکالدین اور بادشاہ کی نظر مین اوسکو ذلیل و خوار کرین ایک نے کہا تنہا پاکر ہم سب اوسکو ملکر مار ڈالین دوسرے نے کہا اسطرح سے اوسے قتل کرنا ہمارے حق مین مفید نہوگا اسواسطے کہ بادشاہ کو یہ امر مخفی نرہیگا وہ ہمارا دشمن جانی ہوجائیگا خدا جانے ہمارے ساتھہ کس بدسلوکی سے پیش آئے اس سے یہ بہتر ہی کہ اوس سے اجازت شکار کی لیکر کسی طرف کو چلے جاوین اور ایک مدت تک کسی شہر کو کہ یہان سے فاصلے بعید پر ہو رہین اس سبب سے بادشاہ کو ہماری جدائی کا بڑا رنج ہوگا آخر ناراض اور بدگمان ہوکر اوسکو ہلاک کر ڈالیگا اسطرح سے اوسکا دفع کرنا قرین صلاح کے ہی سب شہزادون نے کہا یہ تدبیر سب سے بہتر ہی پھر اون سب نے خداداد کے پاس جاکے کہا اگر ہمکو اجازت ہو تو ہم سب بھائی ملکے تھوڑی دیر تک واسطے سیر و تماشے اور کھیلنے شکار کے جاوین شام تک اودھر سے پھر آوینگے خداداد نے اونکے فریب مین آکر اجازت دی وہ سب بھائی شکار کا بہانہ کرکے چلے گئے اور پھر نہ پھرے تیسرے روز بادشاہ نے جب اون سبکو نہ دیکھا تو پوچھا کیا سبب ہی کہ مین شہزادونکو نہین دیکھتا ہون اوسنے عرض کیا خداوندا تین دن کا عرصہ ہوا کہ وہ سب واسطے شکار کھیلنے کے ایکدن کی رخصت لیکر گئے تھے آج تیسرا دن ہی کہ ابتک شکارگاہ سے نہین پھرے غلام اس سے نہایت متردد ہی پھر جب ایک مدت گذر گئی اور وہ شہزادے پھر کر نہ آئے بادشاہ تنگ دلگیر ہوا اور اپنے غصے کو ضبط کرکے خداداد سے کہا ای غافل اجنبی تونے اتنی جرأت اور دلیری کی کہ میرے شہزادونکو شکار جانے کی رخصت دی اور آپ اونکے ساتھہ نگیا اب تیرے حق مین بہتر ہی کہ تو جاکے اونکو جہان سے جانے جلد ڈھونڈھکے لے آ ورنہ تجکو بیشک جان سے مروا ڈالونگا خداداد بادشاہ کا ایسا سخت خطاب و عتاب سنکر ڈرا اور فوراً طیاری کرکے گھوڑے پر سوار ہوا اور واسطے تلاش کرنے شہزادونکے شہر چھوڑا ایک سمت کو روانہ ہوا شہر بشہر اور دہ بدہ مانند چرواہے کے کہ جس نے اپنی بکریون کے گلے کو گم کیا ہو اونکو تلاش کرتا پھرتا تھا جب اوسنے کہین اونکا نشان اور پتا نہ پایا سخت ملول اور دلگیر ہوکے کہنے لگا ای میرے بھائیو تمکو کیا ہوا اور تم کہان ہو شاید کسی دشمن قوی کی قید مین پڑے ہو کہ جہان سے نکل نہین سکتے جب تک تم مجھے نہ ملوگے مین شہر ہیرن مین نجاونگا کہ موجب نہایت غم و الم بادشاہ کا ہوگا آخر وہ جنگل جنگل ڈھونڈھتا ہوا ایک بڑے وسیع میدان مین پونہچا کہ اوسکے درمیان مین ایک محل سنگ سیاہ کا بنا ہوا تھا یہ پھرتا پھرتا نیچے اوس محل کے جا کھڑا ہوا اور کھڑکی مین محل کے ایک بی بی جوان حسین و شکیل کو پریشان حال بیٹھے دیکھا سر کے بال کھلے ہوے اور کپڑے ٹکڑے ٹکڑے رنگ اوسکے چہرے کا زرد بڑے غم و الم مین گرفتار اور کچھہ کہہ رہی ہی خداداد نے کان لگا کر سنا

کہ وہ کہتی ہی اے جوان اس خوفناک جگہ سے بھاگ ورنہ ابھی ایک ظالم کے ہاتھ مین کہ اس مکان مین رہتا ہی گرفتار ہو جائیگا مالک اس مکان کا ایک زنگی آدم خوار ہی کہ اس محل مین رہتا ہی جو اجل رسیدے کہ اس میدان مین آتے ہین اونکو پکڑ کر ایک تہ خانہ تنگ و تار مین اپنے کھانیکے لیے بند رکھتا ہی خداداد نے کہا بی بی مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہاں کی رہنے والی ہو اوسنے کہا مین شہر کرو کی رہنے والی ہون بغداد کو اپنے شہر سے جاتی تھی کہ گذر میرا اس میدان نحس مین ہوا اور اوس زنگی سے دوچار ہوئی اوسنے سب میرے نوکرونکو مار کر مجھے اس مکان مین رکھا ہی اب مجکو اپنی زندگی خوش نہین معلوم ہوتی اس جینے سے مرنا ہزار درجے بہتر ہی اسواسطے کہ وہ حبشی دیوزاد میری خواہش رکھتا ہی اور مین نے اس گھڑی تک اپنے تئین اوس ناپاک سے بچایا اگر کل کے دن مین اوسکا کہنا نکرونگی تو وہ مجکو بیشک مار ڈالے گا اب مین اپنے جینے سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون مگر تم کیون اپنی جان دینے کو یہان آئے ہو جلد بھاگو وہ واسطے تلاش کرنے مسافرون کے گیا ہی ابھی آتا ہوگا اور وہ بہت دور سے اس میدان کو دیکھا کرتا ہی ہنوز وہ بی بی یہ باتین کرتی تھی کہ وہ حبشی نمودار ہوا وہ ایک غول بیابانی تھا نہایت جسیم اور سہمناک صورت اور ایک بڑے زبردست ترکی گھوڑے پر سوار بھاری تیغا بازو سے لٹکائے ہوئے سوا اوسکے اور کسی کا مقدور نتھا کہ اوس تیغے کو ہاتھ سے اوٹھا سکے شہزادہ خداداد اوسکی شکل مہیب دیکھکر ہراسان ہوا اور خدا سے دعا مانگی کہ اوسکو اوس دیو پر ظفریاب کرے پھر تلوار کو نکال کر بڑی دلاوری اور ثابت قدمی سے اوسکے پہونچنے کا منتظر ہو کے کھڑا ہوا جب وہ حبشی قریب پہونچا شہزادے کو نہایت ضعیف و کمزور جانکر قصد اوسکی جنگ کا نکیا چاہتا تھا کہ اوسے زندہ پکڑ لے خداداد نے اوسکے بشرے سے دریافت کیا کہ وہ قصد لڑنیکا مجھسے نہین رکھتا جلدی سے ایک ہاتھ تلوار کا اوسکے زانو پر ایسا مارا کہ وہ حبشی غصے مین آکر چلانے لگا اور اوسکے شور سے وہان میدان مین ایک تہلکا سا پڑ گیا پھر اوس حبشی نے جھنجھلا کر ایک ہاتھ تلوار کا خداداد پر اسطرح مارا کہ اگر وہ اپنی اوستادی اور گھوڑے کی چالاکی سے خالی ندیتا صاف مثل خیار کے دو ٹکڑے ہو جاتا جب اوس حبشی کا وار خالی پڑا خداداد نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا اوسے اور مارا کہ دہنا ہاتھ اوسکا قلم ہو کے تلوار سمیت زمین پر جا گرا پھر ایکدم کے بعد وہ مضطر ہوا اور آسن اوسکا مع رکاب چھٹکر زمین پر آرہا خداداد نے فی الفور گھوڑے سے اوتر اپنے دشمن کا سر تن سے کاٹ پھینکدیا وہ بی بی کھڑکی سے یہ سب حال دیکھتی اور خدا سے اوس جوان بہادر کیواسطے دعا مانگتی تھی جب اوس حبشی کو مقتول اور شہزادے خداداد کو فتحیاب دیکھا نہایت خوش ہوئی اور خداداد سے پکار کر کہا شکر خدا کا کہ اوسنے اس موذی کو تمھارے سبب سے نیست و نابود کیا اب تم اوپر اس مکان کے میرے پاس آؤ اور کنجی قلعے کی کہ وہ حبشی اپنے پاس رکھتا تھا لیکر دروازہ قلعے کا کھولو خداداد نے اوسکی جیب سے گچھا بہت سی کنجیونکا نکالکر دروازہ قلعے کا کھولا اور ایک بڑے مکان مین جہان وہ بی بی تھی گیا بی بی اوسکو آتے دیکھکر استقبال کیواسطے دوڑی اور چاہا کہ اوسکے قدمونپر گرکے قدمبوس ہو لیکن خداداد نے اوسے باز رکھا پھر اوس نے خداداد کی بڑی تعریف کی اور سب پہلوانون روے زمین پر اوسکو ترجیح دی خداداد نے اوس سے صاحب سلامت کی نزدیک سے وہ بی بی ایسی صاحب جمال اور حسین معلوم ہوئی کہ ویسی دور سے نہین نظر آتی تھی خداداد اوسکو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر وہ دونون آپسمین بیٹھکے باتین کرنے لگے کہ یکایک آواز آہ و نالے کی خداداد نے سنی پوچھا کہ یہ آواز کس کی ہی اور کہان سے آتی ہی اوس نے ایک دروازے کیطرف کہ اوس مکان کے تہ خانے مین تھا اشارہ کرکے کہا یہان سے آواز آتی ہی اس مکان مین بہت آدمی کہ اپنی بدنصیبی سے اوس حبشی کے ہاتھ گرفتار ہوے تھے قید مین ہر روزہ دیو ایک کو ان مین سے کباب کرکے کھاتا تھا خداداد نے کہا موجب میری بڑی خوشی کا ہوگا کہ مین اون سب کو

اس قید سے نکالون چلو مجھے بتاؤ کہ وہ کس مکان مین بند ہین پھر وہ دونون اوس جگہہ آئے جہان وہ سب آدمی قید تھے ایک کنجی کو قفل مین لگانے
چاہا کہ دروازہ زندان کا کھولے مگر وہ کنجی نہ لگی تب اوسنے دوسری کنجی کو لگا کے قفل کھولا اتنے عرصے مین کہ وہ دروازے کو کھولے اونکا
شور و غل اور زیادہ ہوتا تھا خداداد کو اس امر سے زیادہ رنج ہوا کہ اتنی بے صبری اور اضطراب کیون کرتے ہین اوس بی بی نے کہا
ہمارے پاؤنکی آہٹ اور قفل کی کھڑکھڑاہٹ سے وہ جانتے ہین کہ موافق معمول کے وہی نگی آیا ہے ہم مین سے ایک کو واسطے کھانے کے لیجائیگا
ہر شخص یہی خیال کرتا ہے کہ آج مجھی کو کباب کریگا اسلیے سب کے سب خوف سے گھبراتے ہین اور دوچند شور و غل مچاتے ہین اور آواز اونکی اوس
تہخانے سے ایسی معلوم ہوتی تھی کہ گویا زمین کے تلے یا کوئین مین بولتے ہین الغرض جب شہزادے نے دروازہ اوس قیدخانیکا کھولا
ایک زینہ بہت ڈھلوان اوسے نظر پڑا اوس زینے سے اوترکر وہان پونہچا تہخانے کو نہایت تنگ و تار اور عمیق پایا سو مسافر سے زیادہ
اوسمین قید تھے اور ہاتھ ہر ایک کے زنجیرون سے بندھے خداداد نے اونسے کہا اب تم ڈرو نہین اوس حبشی کو مین نے جان سے مارا ہے خدا کا شکر کرو کہ اوس نے
تمھارے دشمن کو نیست و نابود کیا وہ قیدی اس مژدے کو سنکر نہایت خوش اور مطمئن ہوے پھر خداداد اور اوس بی بی نے اونکے ہاتھ پاؤنکو کھولنا
شروع کیا اور جو کہ زنجیرون سے چھڑائے جاتے تھے وہ بھی شہزادے کی مدد کرتے تھے غرض ایکدم مین سبکو کھولکر اوس قید سے باہر نکالا وہ سب
خداداد کے قدمبوس ہوکر شکر بجا لائے اور اوسکے حق مین دعاے خیر کی جب وہ سب قیدی اوس دالان مین کہ جہان آفتاب کی خوب روشنی تھی آئے خداداد اون
قیدیونکے درمیان اپنے بھائیونکو کہ جنکی تلاش کے واسطے نکلا تھا دیکھکر بہت متحیر ہوا اور اونسے کہا کہ شکر خدا کا تم سب صحیح و سالم ملے تمھارا باپ
مفارقت مین تمھاری نہایت اندوہگین اور ملول ہے خدانخواستہ تم مین سے کسیکو اوس دیو نے تو نہین کھایا پھر سب اپنے بھائیونکو گنکے اوس جماعت سے
الگ کیا وہ خوشی سے ایک دوسرے کے گلے ملے پھر خداداد نے سب لوگونکی کہ قید سے چھوٹے تھے دعوت کی اور اسباب جو اوس قلعے مین قسم قالین
ایران ساٹھن چین اور کمخاب کے تھان وغیرہ کہ اوس حبشی نے کاروانون سے لوٹ کر جمع کیے تھے سب کو دیے اور وہ اسباب بھی جو خاص اون
قیدیونکا تھا حوالے ہر ایک کے کیا اور کہا کہ گٹھریان جس جس کی یہان ہین اپنی اپنی پہچان کر لے لین اور باقی اسباب اوسنے برابر سبکو
بانٹ دیا پھر اونسے کہا کہ تم اس اسباب کو کیونکر اپنے ملکون کو لیجاؤگے باربرداری اس جنگل مین کہان ملیگی اونھون نے کہا یہ حبشی
ہمارے اونٹ بھی لوٹ کر یہان لے آیا تھا شاید اصطبل مین اس قلعے کے ہونگے پھر خداداد اون سب کے ساتھ اصطبل مین
گیا وہان سوا اونٹون کے اونچاس گھوڑے اون شہزادون کے اوسمین بندھے ہوے تھے دیکھے اوسنے گھوڑے اور اونٹ جس جس کے
تھے حوالے کر دیے اوس اصطبل مین سیکڑون غلام حبشی سے تھے اونھون نے قیدیونکو چھوٹا ہوا دیکھکر معلوم کیا کہ وہ حبشی مارا گیا
خوفناک ہو کے جنگل کو بھاگ گئے کسی نے اونکا تعاقب اور پیچھا نہ کیا سب تاجر اپنے اسباب کو اونٹون پر بار کر اور خداداد سے
رخصت ہو اپنے اپنے ملکون کو روانہ ہوے خداداد نے اوس بی بی سے کہا کہ اب تم کدھر کو جاؤگی اور کہانسے یہ حبشی تمھین لایا تھا
ہمین بتاؤ کہ ہم تمھین وہان پونہچا دین یقین ہے کہ یہ سب شہزادے جو بیٹے بادشاہ ہیرن کے ہین تمھارے وطن سے واقف ہونگے تمھین وہان
پونہچا دینگے اوس بی بی نے خداداد سے متوجہ ہو کے کہا مین بہت دور کی رہنے والی ہون میرا ملک یہان سے نہایت
دور و دراز ہے میرا وطن شہر کیرو ہے تمنے کہ میرے ساتھ ایسا بڑا سلوک کیا اور اس حبشی کے ہاتھ سے میری جان بخشی کی اب تمسے اپنا

حال چھپاتی نہین مین ایک بادشاہ عالی شان کی لڑکی ہون اوسکو ایک ظالم نے پکڑ کر جان سے مار ڈالا اور اوسکے تخت پر بیٹھ کے اوسکے
ملک پر مسلط ہوا مین اپنی جان اور حرمت بچا کر وہان سے بھاگی خداداد اور اوسکے سب بھائی باعث ہوے کہ وہ بی بی اپنا حال و سرگذشت
بیان کرے اور اونھون نے اوسکی تشفی کی کہ اب تم بہت آرام اور آسایش سے رہو گی کسی طرح کی تمھین دکھ اور اذیت نہین
پہونچیگی اوسنے دیکھا کہ اب سبکے کہے اپنے حال کے چارہ نہین ہی اوسنے اپنے حال کو اسطرح سے بیان کرنا شروع کیا

قصہ شہزادی دریابار کا

فلانے جزیرے مین دریابار نام ایک بڑا شہر ہی اوسمین ایک بادشاہ جلیل القدر تھا بسبب نہونے فرزند کے ہمیشہ دلگیر رہا کرتا اور خدا سے اولاد کے واسطے دعا مانگتا بعد ایک مدت مدید اور آرزوے بسیار کے اوسکے گھر ایک بیٹی پیدا ہوئی چنانچہ وہ لڑکی مین کمبخت و بے نصیب ہون میرے باپنے مجھے دیکھکر بہت خوشی کی جب مین سیانی ہوئی مجھے اوسنے پڑھایا لکھایا آداب سلطنت اور قوانین شہریاری کے تعلیم کیے اس خیال مین کہ بعد میرے یہی مالک اور وارث میری ہوگی اور بادشاہت کریگی ایکدن باپ میرا واسطے شکار کے گیا تھا اوسنے جنگل مین ایک گورخر کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور اتنا اوسکا تعاقب کیا کہ شام ہوگئی اور اپنے لاو لشکر سے جدا ہوگیا آخر وہ تھک کے گھوڑے سے اوتر جنگل کی راہ پر ہو بیٹھا اور خیال کیا کہ آخر وہ گورخر ماندہ ہوکر اسی بیابان مین آویگا پھر اوسنے درختون کے درمیان مین ایک روشنی دیکھی قیاس کیا کہ یہان کوئی گانو قریب ہی اس جنگل سے گانو مین چلکے شب کو رہا چاہیے صبح کو سمجھ لیا جائیگا وہ وہان سے اوٹھا اوس روشنی کیطرف چلا بہت دور تک گیا دیکھا کہ وہ روشنی ایک گھر سے کہ جنگل کے درمیان مین ہی نظر آتی ہی پھر اوسنے دور سے دیکھا کہ ایک دراز قد حبشی مانند دیو کے ایک مکان مین بیٹھا ہی اور بہت سی ٹھلیان شراب کی اوسکے آگے رکھی ہین اور کباب بیل کے کوئلون کی آگ پر بھون بھون کر کھاتا ہی اور ٹھلیون سے اوٹھا کر شراب پیتا ہی اور اوس جھوپڑے مین اوس بادشاہ نے ایک بی بی جوان حسین کو دیکھا کہ ہاتھ رسی سے بندھے ہوے نہایت مغموم ایک کنارے بیٹھی ہی اور اوسکے پاؤنکے پاس ایک بچہ دو تین برس کا بیٹھا ہوا ان کے حال کو دیکھکر رو رہا ہی میرے باپ کو یہ حال دیکھکر اون دونون پر نہایت رحم آیا اور چاہا کہ اوس دیو کو جا کے تلوار سے مارے مگر قابو نہ پاکے اپنے تئین ضبط کیا اور گھات مین اوسکے رہا یہان تک کہ اوس دیو نے وہ سب ٹھلیان شراب کی اور آدھا گوشت بیل کا کھالیا اور اوس بی بی کیطرف متوجہ ہوکے کہنے لگا کہ ای نازنین شہزادی کبتک تو مجسے کنارہ کریگی اور میرا کہنا نہ مانے گی دیکھ مین تیری خاطر کتنی کرتا ہون اور مین کسقدر تجھپر مرتا ہون اب تجھے لازم ہی کہ تو بھی مجھے پیار کرو اور اپنا جان اوس بی بی نے اوسکے جواب مین کہا ای غول بیابانی تو کیا بکتا ہی کبھی تو اپنی مراد کو نہ پہونچیگا جتنا تو چاہے مجھپر ظلم کر یا جان سے مار ڈال مین کبھی تجھسے راضی نہونگی ان باتون سے وہ دیو ایسا خشمناک ہوا کہ اوس بی بی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی تلوار نکال چاہتا تھا سر تن سے جدا کر ڈالے میرے باپنے اوس دیو کو ایک تیر اس زور سے مارا کہ اوسکے سینے مین لگ جگر کے پار ہوگیا اور اوسی وقت زمین پر گر جہنم واصل ہوا پھر میرے باپ نے جھوپڑے کے اندر جا اوس بی بی کے ہاتھ کھولے اور اوس سے پوچھا کہ تو کون ہی اور کیونکر تجھکو یہ نابکار یہان لایا اوسنے کہا یہان سے قریب دریاے شور کے کنارے ایک قوم سراسنگ کے مانند غول بیابانی کے رہتی ہی اونکے بادشاہ سے میری شادی ہوئی تھی اور یہ ناپاک جسکو تمنے ابھی قتل کیا ہی میرے شوہر کا مصاحب اور مجھپر عاشق تھا چاہا کہ قابو پاکے مجھے لے بھاگے چنانچہ ایکدن یہ میرے شوہر کو غافل پاکے مجھے اور میرے بچے کو وہان سے اس جنگل مین بھگا لایا اور

ہر روز ارادہ فاسد مجھسے رکھتا تھا مگر اسوقت تک مینے اپنے تئین صحبت سے اس نحس کے بچایا آخر کو مینے اپنی جان سے ہاتھہ دھو کے آج اس سے یہ گفتگو کی تب اسنے مایوس ہو کر قصد میرے مار ڈالنے کا کیا آخر یہ موذی تمھارے ہاتھہ سے مارا گیا میرا یہ حال ہی کہ مینے تمسے کہا پھر میرے باپنے اوسکی تسلی کی کہ اب تم خاطر جمع رکھو کہ فجر کو ہم تمھین اس صحرا سے شہر دریابار مین کہ اوسکا مین حاکم ہون لیجاونگا اگر تمکو وہ شہر پسند آوے تو اوسمین رہنا جبتک کہ تمھارا شوہر تمھین تلاش کرتا ہوا اوپنہچے اوس بی بی نے اس امر کو قبول کیا دوسرے دن فجر کو میرا باپ اوس جنگل سے اوسکو بچے سمیت لیکر آگے کو روانہ ہوا ایکا ایک سب اوسکے سردار اور اہل لشکر کہ تمام شب اوسکی تلاش مین چارون طرف ڈھونڈتے پھرتے تھے جمع ہو کے حاضر ہوے اور بادشاہ کے دیدار سے خوش ہو گئے اور اوس بی بی کو بادشاہ کے ساتھہ سوار دیکھکر متحیر ہوے کہ اس صحرا مین ایسی بی بی حسین کہان سے آئی بادشاہ نے اون سے سارا قصہ اوس دیو کے مارنے کا اور بی بی کا حال اونسے ظاہر کیا پھر ایک افسر نے اوس بی بی کو اپنے پیچھے اور دوسرے نے اوسکے بچے کو گھوڑے پر چڑھا لیا تھوڑے عرصے کے بعد میرا باپ اپنے محل مین پونہچا اور ایک مکان نہایت وسیع اور نفیس اوس عورت کے رہنے کو بنوا دیا اور اوسکے لڑکے کو تعلیم و تربیت کرنا شروع کیا وہ بی بی بڑے آرام و آسائش سے وہان رہنے لگی اور ایک مدت گذر گئی کہ اوس نے اپنے شوہر کی کچھہ خبر نہ سنی تو اوسنے قصد شادی کا میرے باپکے ساتھہ کیا اور اوسکو اپنے حسن و ناز سے فریفتہ کر بعد عقد کے کہ متعارف اوسوقت کے تھا ایک جا رہنے لگی اور اوسکا لڑکا بھی چند سال کے بعد اچھا جوان خوبصورت نکلا اور سوا اسکے آداب بادشاہی اور تمام علوم اور فن سے ماہر اور آگاہ ہوا اوسکو بادشاہ اور تمام ارکان دولت نے پسند کیا اور سب کی تجویز مین یہ آیا کہ میری شادی اوس جوان کے ساتھہ ہووے اور بعد بادشاہ کے وہی وارث اور مالک تخت و تاج کا ہو وہ جوان توجہ اور عنایات میرے باپ کی اپنے حال پر دیکھہ علی الخصوص خبر وصلت کی سنکر بہت خوش ہوا پھر ایکدن میرے باپنے چاہا کہ میرا ہاتھہ اوسکو پکڑا کے عقد کر دے مگر قبل اسکے اوس سے کئی شرطین پیش کین ازانجملہ ایک یہ کہ میری بیٹی پر اور کسی بی بی کے ساتھہ عقد نکرے یہ شرط اوس جوان مغرور کو پسند نہوئی اور قبول نہ کی اور سمجھا کہ مجکو حقیر اور کم رتبہ سمجھکر یہ شرط کرتے ہین پھر امر عقد مین اس سبب سے توقف واقع ہوا اور یہ بات موجب اوسکی نارضامندی کی ہوئی اور دل مین میرے باپ کا دشمن جانی ہو کے منتظر قابو کا رہنے لگا یہانتک کہ غفلت مین اوسے ایکدن قتل کر کے میرے مارنے کیواسطے محل مین آیا مگر وزیر نے بمجرد خبر بادشاہ کے مارے جانے کی سنتے ہی ازراہ نمکحلالی کے مجھے محل سے جلد نکال لے گیا اور مخفی کسی اپنے دوست کے گھر مین لیجا کر رہنے کو کہا اور دو روز کے عرصے مین ایک جہاز بہم پونہچا کے مجھے اور ایک میری خادمہ کو اوسپر سوار کر کے اور ملک کیطرف کہ اوسکا بادشاہ میرے باپکا دوست تھا روانہ ہوا تا وہان مجھے حفاظت مین سپرد کر دے اور وہان کے بادشاہ کی مدد سے میرے باپکے بدلا لینے کیواسطے اوس جوان نمک حرام پر فوج کشی کرے قضا و قدر سے بعد کئی روز کے ایسا طوفان شدید آیا کہ ناخدا اور خلاصی جہاز کے اوسے دیکھہ بدحواس ہو گئے آخر صدمے سے لہرون کے وہ جہاز ٹوٹ گیا اور وزیر سمیت سب اہل جہاز کہ میرے ساتھہ تھے دریا مین غرق ہو گئے مگر مین ایک تختے پر جہاز کے پڑی ہوئی موجون کے تھپیڑون سے کنارے دریا کے آ لگی خدا نے مجھے مصیبتین دکھانے کیواسطے ایسے صدمے اور دریاے قہار سے بسبب قدرت کاملہ کے صحیح و سالم بچا رکھا جب مین ہوش و حواس مین آئی اپنے تئین زندہ کنارے پر پایا شکر خدا کا بجا لائی وزیر اور ہمراہیون کو نہ دیکھکے جانا مینے کہ وہ سب کے سب دریا مین ڈوب گئے پھر باپ کا کشتہ ہونا یاد کر نہایت چلائی اور اپنے تئین بے یار و یاور پا کے بہت گھبرائی اور یہ امر دل مین قرار دیکر کنارے سے اوٹھی کہ اپنے تئین دریا مین ڈال کر کے ہلاک کر ڈالون ایکبارگی شور و غل آدمی

اور گھوڑونکا ٹاپ پیچھے سے سنائی دیا اوسوقت دیکھتی کیا ہون کہ کتنے سوار سلاح بند ہین اور اونکے درمیان ایک حسین شہزادہ قبا پہنے ہوے اور کمر بند ہیرے کا باندھے تاج طلائی سر پر رکھے نظر پڑا اور اوسکے بشرے سے آثار ریاست کے معلوم ہوتے تھے غرض اون سبھون نے مجھے وہان اکیلا دیکھہ تعجب کیا پھر اوس شہزادے نے اپنا ایک افسر میرے پاس بھیجا تاکہ میرا حال دریافت کرکے اوسکو آگاہ کرے ہر چند افسر نے مجھسے پوچھا مینے کچھہ جواب ندیا اور رونے لگی جب اونھون نے بہت تختے ٹوٹے ہوے جہاز کے اوس کنارے پر دیکھے قیاس کیا کہ شاید کوئی جہاز اس قرب مین ٹوٹ گیا ہی جسکے یہ تختے اور لکڑیان یہان بہ آئی ہین یہ بی بی بھی اوسی جہاز پر ہوگی کسی تختے پر یہان بہ آئی ہی پھر اون افسرون نے مجھے گھیر لیا اور منت سماجت سے پوچھا تاکہ مین اپنا حال اونسے کہون جب مینے اونسے کچھہ بات نکہی شہزادہ آپ بیقرار ہوکے میرے پاس آیا اور سب افسرون کو میرے پاس سے سرکا کے مجھسے کہا بی بی تم ہمسے خاطر جمع رکھو کسی امر کا اندیشہ اور خوف نکرو ہم اسواسطے تمھارا حال پوچھتے ہین تاکہ تمھین گھر مین اپنی مان پاس لیچلین وہ سب طرحسے تمھاری خدمت کریگی اور تمکو ہر ایک امر سے خوش اور راضی رکھے گی مینے اوسے شفیق حال پاکے سب حال اپنا کہا اوس شہزادے نے میری مصیبت کا حال سنکر بہت تاسف کیا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا اور تسلی دے کے مجھے اپنے ساتھہ لے گیا اور اپنی مان ملکہ کو میرے تئین سونپا مینے اپنا حال تمام وکمال اوس نیک بی بی سے کہا اوسنے بھی سنکر بہت افسوس کیا اور دن رات میری خاطرداری اور دلجوئی مین حد سے زیادہ رہتی تھی اور بیٹے کو مجھہ پر عاشق اور بیقرار پاکے میری شادی اوسکے ساتھہ کردی اور مین بھی اوسکے حسن و جمال اور محبت و الفت کو دیکھہ کر اس امر مین بدل راضی ہوئی پھر رسوم شادی کے شاہانہ کمال تکلف سے عمل مین آئے جو امر تقدیر سے چارہ نہین عین برات کی رات زنگبار کا ایک بادشاہ کہ قرب جوار مین اوس جزیرے کے تھا اور ہمیشہ قصد اوس ملک کا رکھتا تھا قابو پاکے بڑی فوج لیکر چڑھہ آیا اور بہت آدمی اوس شہر کے مار کر چاہتا تھا کہ مجھے اور میرے خاوند کو پکڑ لے ہم جلدی سے اپنے تئین اوسکے ہاتھہ سے بچا کر دریا کیطرف شباشب بھاگے وہان ایک ڈونگی ماہی گیر کی ہاتھہ لگی ہم دونون اوسکو غنیمت جانکر سوار ہو روانہ ہوے دور تک وہ کشتی دریا کے دھارے مین پڑ کر ایک سمت کو بہی جاتی تھی یہ نہین معلوم کہ قسمت کہان لیجائیگی غرض تیسرے دن ایک جہاز کو دیکھا کہ ہماری طرف چلا آتا ہی اوسے دیکھکر ہم بہت خوش ہوے اور جانا کہ کسی تاجر کا یہ جہاز ہوگا کہ ہماری مدد کو آیا ہی جب وہ نزدیک پونہچا اوسمین سے پانچ سات جوان قزاق ہاتھون مین تلوارین ننگی لیے ہوے ہماری ڈونگی پر چڑھہ آئے اور ہم دونون آدمیونکو باندھہ اپنے جہاز پر لے گئے جب اونھون نے میرے مونہہ سے برقع اوٹھا کر دیکھا مجھہ پر سب کے سب عاشق ہوگئے اور ہر ایک نے اونمین سے چاہا کہ اس بی بی کو مین لون دیر تک اس امر مین نزاع اور شور و غل کرتے رہے پھر گفتگو سے نوبت قتال و جدال کی پونہچی رفتہ رفتہ ایک ساعت دو ساعت مین سب کے سب آپسمین کٹکے رہگئے مگر ایک شخص کہ سب سے قوی تھا بچ رہا مجھسے کہنے لگا کہ مین تجھے کیرو شہر مین لیجا کر وہان اپنے ایک دوست کو تجھے دونگا کہ مینے اوس سے وعدہ ایک کنیز لا دینے کا اس سفر مین کیا ہی پھر اوس رہزن نے میرے شوہر کو دیکھکر کہا کہ یہ شخص کون ہی آیا تیرے عزیزون سے ہی یا عاشقون سے مینے کہا یہ شخص میرا شوہر ہی اوسنے کہا اگر ایسا ہی تو مین اسکو عذاب سے رہائی بخشون اسواسطے کہ یہ تجکو میرے دوست کی بغل مین کیونکر دیکھہ سکیگا یہ کہکے پھر اوس قزاق نے اوس نصیب شہزادے کو کہ بندھا ہوا تھا اوٹھا کے دریا مین ڈال دیا ہر چند کہ مینے واویلا کیا اور اوسکو مانع آئی کچھہ مفید نہوا اور اوس شہزادے کو دریا مین ڈوبتے ہوے دیکھکے چاہتی تھی کہ اپنے تئین بھی دریا کے دھارے مین ڈالون مگر جلدی سے اوسنے مجھے پکڑ لیا

اور رسی سے مستول کی باندھ رکھا اور جہاز کو روانہ کیا چونکہ ہوا موافق تھی جلدی ایک چھوٹے شہر مین پونہچا اوسنے اوس شہر سے
کئی اونٹ اور خیمے اور غلام خرید کر راہ کیر کی لی کئی منزل خشکی کے رستے چلے تھے یکایک اس حبشی نے جو اس قلعے مین رہتا تھا ہمین آکے گھیر لیا
دور سے اوسے دیکھکر ہمنے ایک منارہ بلند تصور کیا جب نزدیک آیا بدشواری اوسکو آدمی سمجھا پھر اوسنے اپنی تلوار کھینچکر اوس قزاق سے کہا
اپنے ہاتھ مانند قیدیون کے باندھکر سب اپنے غلامون اور اس بی بی سمیت میرے ساتھ ہو لے مگر قزاق نے کمال جرأت سے سب اپنے غلامونکے ساتھ
اوس حبشی کا مقابلہ کیا اور دیر تک اون دونومین جنگ و جدال رہی آخر وہ غلامون سمیت اوس حبشی کے ہاتھ سے مارا گیا پھر وہ حبشی مجھے
اور اونٹونکو اور لاش اوس قزاق کی قلعے کے اندر لے گیا اور گوشت اوس لاش کا بجاے طعام شب کے زہر مار کیا پھر میری طرف کہ مین ڈر رہی تھی
متوجہ ہو کر کہا اب سب غم و غصہ اپنے دل سے دور کر اور اس قلعے مین آرام و آسایش سے رہ کے میری صحبت سے اپنا دل مسرور کر مگر جو اب تجکو قلق
اور رنج ہی اسلیے آج کے روز مہلت دیتا ہون کل سے تجکو اپنی خدمت مین لاؤنگا یہ کہکے مجھے ایک مکان مین لیجا کر رکھا اور آپ دروازے قلعے
کے بند کر دوسرے کمرے مین جا کر تنہا سو رہا فجر کو اوٹھکر اوسنے دروازے قلعے کے کھولے اور سب قلعے مین گشت کر کے پھر واسطے تلاش کرنے مسافرون
کے حسب معمول دور نکل گیا اور خالی ہاتھ اودھر سے پھر آتا تھا کہ تمسے مقابل ہوا اور تمھارے ہاتھ سے وہ مارا گیا جب شہزادی دریابار نے اپنا سب حال
بیان کیا خداداد کو اوسکے حال پر بہت رحم آیا اوسکی تسلی کی کہ اب تمکو کسیطرح کا خوف اور اندیشہ نہین ہی یہ شہزادے بیٹے بادشاہ حیرن
کے ہین جس سے راضی ہو اوسے قبول کرو تمھین اپنے شہر مین لیجا کے بہت آرام و آسایش سے رکھینگے اور وہ بادشاہ سب طرح سے تمھاری
محافظت کریگا اور اگر تم انسے راضی نہین ہو تو پھر تم اوس شخص کو جسنے تمھین اس بلا سے چھڑایا ہی قبول کرو شہزادی دریابار نے قبول کیا
پھر وہ شادی اوسی قلعے مین بڑے تکلف کے ساتھ ہوئی اور وہان سب طرح کی جنس کھانے پینے کی میوون اور شراب وغیرہ سے موجود تھی تقریب
اس شادی کے خداداد نے طرح طرح کے کھانے پکوا لیے اور اپنے سب بھائیونکو کھلوائے دوسرے دن اوسکے باقی اسباب اپنے ساتھ لیکر وہان
سے شہر حیرن کو روانہ ہوے بعد پہونچنے منزل کے اچھی جگہ دیکھ کے اوترے جب ایک منزل شہر حیرن باقی رہا شب کو بعد کھانا کھانے کے
اون سب شہزادون نے باقی شراب خوب پی اور اوسمین سے کچھ باقی نچھوڑی خداداد نشے مین اپنے بھائیون سے کہنے لگا کہ مینے آجتک اپنے تئین تمسے
چھپایا تھا مگر اظہار کرتا ہون کہ مین بھی تمھارا ایک بھائی ہون بیٹا بادشاہ حیرن کا مجھے شہزادہ سمیر نے پرورش اور تربیت کیا شہزادی پروز
میری ماں ہی اور شہزادی دریابار سے بھی کہا بی بی اب تک تمھین میرے حسب و نسب کا حال نہین معلوم تھا اب تم بھی اپنی خاطر جمع رکھو کہ شوہر تمھارا
بھی شہزادہ ہی اوسنے کہا اگرچہ تمنے کچھ اپنا حال نہین کہا تھا مگر میری خاطر جمع آگے سے تھی مجکو یقین تھا کہ تم عالی نسب اور کسی بڑے بادشاہ کے
بیٹے ہو وہ سب شہزادے اظہار اس بات کو سنکر نہایت خوش ہوے اور مبارکباد کہی مگر دل مین اپنے رنجیدہ ہوئے اور حسد سے اونھین یہ امر بہت ناگوار
گذرا یہان تک کہ جب خداداد آدھی رات کو اپنے خیمے مین شہزادی دریابار کے ساتھ جا کے سو رہا وہ ناسپاس خداداد کے سلوک کو کہ اوسنے قید سے اوس حبشی
مردم خوار کے چھڑایا تھا فراموش کر کے اوسکی فکر مین پڑے اور آپسمین مشورہ کیا ایک نے اونمین سے کہا ہمارا باپ اسکو اجنبی اور پردیسی سمجھکر اسقدر پیار کرتا ہی
کہ ہم سب پر اسکو حاکم کیا اور جب جانیگا کہ میرا بیٹا ہی تو یقیناً اسکو فی الفور ولیعہد کر دیگا اسواسطے بہتر صلاح یہ ہی کہ اسکا کام یہین تمام کرین پھر
وہ سب اوسکے خیمے مین جا کے چارون طرف سے اوس پر تلوارین مارنے لگے یہان تک کہ اوسکو ریزے ریزے کر کے اپنی دانست مین

کام اوسکا تمام کر ڈالا اور فجر کو دوسرے دن شہر ہیرن مین داخل ہوکے بادشاہ سے ملازمت کی بادشاہ اون سبکو صحیح و سالم پاکے بہت خوش ہوا اور اونسے سبب اسقدر توقف کا پوچھا اونھون نے اپنا حبشی کی قید مین ہونا اور خداداد کی اعانت سے چھوٹنا بادشاہ سے مطلق نہ کہا بلکہ برخلاف اوسکے بیان کیا کہ ہمکو شکار اور سیر مین کئی ایک شہر دن قرب و جوار مین توقف واقع ہوا بادشاہ اونکے اظہار کو سچ جانکے چپکا ہو رہا اب حال خداداد کا سننا چاہیے کہ جب فجر کو شہزادی دریابار نے بیدار ہوکے دیکھا کہ خداداد خون مین ڈوبا ہوا اور ہزارون زخمون سے مجروح اور گھائل پڑا ہی بیچاری دیکھنے اس حال کے اوسکو موا ہوا جانکر رونے لگی اور اوسکی جوانی اور اوصاف کا خیال کرکے اشکونسے مونہ دھونے لگی پھر جب بغور اوسکے چہرے پر نظر کی ذرا ذرا دم اوسکے نتھنون سے آتے جاتے دیکھا اور بدن اوسکا گرم پایا خیمے کے دروازے کو بند کرکے شہر کی طرف واسطے تلاش کرنے جراح کے دوڑی اور وہان سے ایک جراح کو ڈھونڈھکے اپنے ساتھ اوس خیمے مین لے آئی وہان خداداد کو نہ پایا یہ خیال کیا کہ کوئی جانور اوسکو اوٹھا لیگیا اور کھا ڈالا بہت روئی اور اپنا برا حال کیا یہانتک کہ اوسکے رونے پر جراح کو رحم آیا اور اوسکو دلاسا اور تسلی کرکے شہر مین لے گیا اور ایک علیحدہ مکان اوسکے رہنے کو مقرر کیا دو لونڈیان اوسکی خدمت کے لیے معین کین اور بے اسکے کہ اوسکے حال سے واقف ہو اکثر اوقات آپ بھی حاضر ہوکر اوسکی خدمت بڑی تعظیم اور بزرگی سے کرتا ایکدن جراح نے اوسکو فی الجملہ خوش پاکے پوچھا بی بی اگر تم مجھے اپنی مصیبت اور حال سے آگاہ کرو تو مین تا بمقدور اپنے اور مین تمہارے واسطے کوشش اور سعی کرون شہزادی نے جراح کو ہوشیار اور دیانتدار سمجھکے اپنا سب حال بیان کیا جراح نے کہا بی بی اگر تمہاری مرضی ہو تو مین تدبیر تمہارے پونہچانے کی بادشاہ ہیرن تک کرون وہ منصف اور عادل ہی تمکو دیکھکر خوش ہوگا اور قصاص تمہارے شوہر کا اون شہزادون سے لیگا شہزادی اس بات پر راضی ہوئی پھر جراح نے دو اونٹ کرایہ کیے اور اونپر وہ دونون سوار ہو شہر ہیرن مین گئے اور ایک سرا مین اوترکر مالک سرا سے حال شہر کا پوچھا اوسنے کہا اس شہر کا بادشاہ ایک لڑکا رکھتا تھا نہایت شجاع اور صاحب لیاقت کتنی مدت سے وہ غائب ہی اوسکا حال کوئی نہین جانتا کہ اوسے کیا ہوا جیتا ہی یا مر گیا شہزادی پیروز نے کہ اوسکی ماں ہی بہت اوسکو تلاش کیا مگر ابتک کچھہ سراغ نہین لگا سوا ماں باپ کے سب وضیع و شریف اس شہر کے اوس شہزادے کیواسطے روتے اور افسوس کرتے ہین اگرچہ اس بادشاہ کے اونچاس ۴۹ بیٹے اور ہین لیکن کوئی اوسکی لیاقت اور شجاعت کو نہین پہونچتا اور کسی سے اوسکی تسلی نہین ہوتی باوجود جستجو اور تلاش کے ابتک کہین اوسکا ٹھکانا نہین لگتا جراح نے یہ حال مالک کاروانسرا سے سنکر شہزادی دریابار سے کہا شہزادی نے چاہا کہ خداداد کی ماں کے پاس جاکر اپنے شوہر خداداد کا حال اوس سے ظاہر کرے جراح نے سوچکر کہا شہزادی اگر تم اس تدبیر مین مصروف ہو اور قبل اسکے کہ وہان تک پونہچو وہ اونچاس ۴۹ شہزادے خبر تمہارے آنیکی سنکر فی الفور تمکو کسی صورت سے ہلاک کر ڈالین تو مفت مین جان جائے اس سے بہتر ہی کہ پہلے مین کسیطرح سے اپنے تئین خداداد کی ماں تک پونہچاؤن اور اوسے خبر کرکے تمکو بلواؤن جبتک تم اسی کاروانسرا مین مخفی بیٹھی رہو یہ کہکے وہ جراح شہر کی طرف گیا اثنائے راہ مین ایک بی بی کو اونٹ پر سوار دیکھا اوسکا ساز و یراق بڑے تکلف کا تھا اور پیچھے بہت خواصین سوار اونکے بعد بہت سوار و پیادے اور غلام حبشی ایک سمت سے چلے آتے دیکھے شہر کے سب لوگ اوس بی بی کی سواری دیکھتے ہی دو طرفہ صف باندھکر مجرا کرنیکے واسطے کھڑے ہو گئے جراح نے بھی اون سب کے ساتھ اوس بی بی کو سلام کیا اور ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بی بی ملکہ معلوم ہوتی ہی اوسنے جواب دیا ہان یہ بی بی بادشاہ کی ہی یہان کے لوگ اسکو بہت دوست اور عزیز رکھتے ہین اسواسطے کہ یہ بی بی شہزادے خداداد کی ماں ہی اسکا حال یقین ہی تمنے سنا ہوگا

وہ جراح اس بات کو سنکر سوار کے ساتھ لگا ہوا چلا گیا یہان تک کہ اوس بی بی نے ایک مسجد مین جا کر دعا مانگی اور وہان کے لوگونکو بہت سے روپے
اور اشرفیان خیرات کین اسواسطے کہ بادشاہ نے نذر کی تھی کہ خداداد کے پھر آنے تک ان اوسکی محتاجونکو اپنے ہاتھ سے خیرات کیا کرے تاکہ
وہ اوسکے فرزند کی سلامتی کے لیے دعاے خیر کرین پھر اوس جراح نے آدمیون کی بھیڑ مین جا کر ایک غلام بادشاہی سے کہا بھائی مجھے ایک راز
ضروری ملکہ پیروز سے اسوقت کہنا ہی اوسنے جواب دیا کہ اگر تجھے کچھ خبر شہزادہ خداداد کی کہنی ہی تو مضائقہ نہین وہ البتہ ملکہ سنے گی اور اگر کوئی
مطلب اور ہی تو اوسکی سماعت مشکل ہی ان دنون وہ اپنے بیٹے کے فراق مین کسیکی بات نہین سنتی جراح نے اوسکے کان مین کہا مین اوسکے
مطلب کی بات کہا چاہتا ہون غلام نے کہا اگر تیرا یہ مطلب ہی تو تو چپکے سوار کے ساتھ محل تک لگا چلا آ الغرض جب ملکہ پیروز اپنے محل مین
پونہچی تب اوس غلام نے اوس سے عرض کیا کہ ایک اجنبی شخص کچھ آپ سے تنہائی مین کہا چاہتا ہی ملکہ پیروز نے اوسے اجازت دی کہ اچھا اوسے لا
پھر وہ غلام جراح کو اوسکے حضور مین لے گیا ملکہ پیروز نے اوسکو بنظر مہربانی کے آگے بلوایا جراح نے بعد زمین بوسی کے عرض کیا کہ مین ایک [illegible] آپکے
حضور مین کہا چاہتا ہون اوسے آپ سنکر نہایت متحیر ہونگی پھر اوسنے سب حال خداداد کا اور بدسلوکی اوسکے بھائیون کی اور حال شہزادی
دریابار کا مفصل بیان کیا ملکہ پیروز اپنے بیٹے کا زخمی ہونا سنکر غش کھا کے گر پڑی خواصون نے دوڑ کر اوٹھایا اور گلاب اوسپر چھڑکا ملکہ جب
ہوش و حواس مین آئی جراح سے کہنے لگی کہ تم جا کر شہزادی دریابار کی میری اور بادشاہ کیطرف سے بہت تسلی کرو بعد رخصت کرنے جراح کے
وہ اپنے فرزند کو یاد کرکے رو رہی تھی ناگہان بادشاہ اوس محل مین برآمد ہوا ملکہ پیروز کو اسطرح سے نالان اور گریان دیکھکر پوچھا اوسنے سب حال
جو جراح سے سنا تھا بادشاہ سے کہا بادشاہ یہ سنکر اپنے بیٹون سے نہایت ناخوش ہوا پھر وہان سے اوٹھکر عدالت گھر مین آیا سب لوگ واسطے اپنے عرض حال کے
عدالت گھر مین جمع تھے اوسے غضبناک دیکھکر ڈر گئے بادشاہ نے مسند عدالت پر اجلاس فرما کے وزیر اعظم کو حکم کیا کہ ابھی ایک ہزار سپاہی میرے
چوکی پہرے کے لیجا کے اون پچاسون شہزادون کو گرفتار کر لے آ اور اوس مکان مین جہان خونی رہتے ہین قید کر خبردار اونمین سے کوئی نکل جانے نہ پاوے وزیر نے
بموجب حکم بادشاہ کے سب شہزادونکو پکڑ خونی قیدخانے مین بند کیا اور بادشاہ کو اس حال کی آکر خبر دی بادشاہ نے سب داد خواہونکو رخصت
کرکے کہا ایک مہینے تک مجھے فرصت عدالت مین بیٹھنے کی نہین تم سب بعد ایک مہینے کے حاضر ہونا اور وہان سے اوٹھکر وزیر کو اپنے ساتھ لیے ہوے
ملکہ پیروز کے محل مین آیا اور وزیر کو فرمایا کہ تو کاروان سرا مین جا اور شہزادی دریابار کو مع جراح شان و شوکت اور حرمت سے میرے پاس لا وزیر نے اوسیوقت ایک اشتر سفید
کہ اوسکا زین اور ساز سب جواہر نگار تھا اصطبل بادشاہی سے ہمراہ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو بہت امیر اور فوج کے ساتھ کاروانسرا کو جسمین شہزادی دریابار اوتری
ہوئی تھی گیا اور بادشاہ کیطرف سے اوسکو سب مراتب کہے اور اوسی اونٹ پر شہزادی کو سوار کرکے اور اوس جراح کو ایک ترکی گھوڑے پر بٹھا کے
بڑی شان و شوکت سے محل کیطرف لیچلا بازاری اور شہری اوسکی سواری اور جلوس دیکھنے کے لیے دور دور سے آئے اور اونسبکو معلوم ہوا کہ یہ سواری
شہزادی دریابار بی بی خداداد شہزادے کی ہی وہ سب بہت خوش ہوے اور اونھین یقین ہوا کہ اس سے ٹھکانا شہزادے خداداد کا لگیگا الغرض جب سواری اوسکی
دروازے پر محل کے پونہچی شہزادی دریابار نے بادشاہ کو کہ اوسکے استقبال کے لیے آیا تھا دیکھا اور اپنی سواری سے اوتر اوسکے قدمبوس ہوئی بادشاہ اوسکا
ہاتھ پکڑکے ملکہ پیروز کے مکان مین لے گیا پھر وہ تینون شخص گلے ملکر خوب روئے یہان تک کہ ہچکیان بندھ گئین جب وے اس غم سے اوبھرے اونھون نے دم لیا تو شہزادی
دریابار نے بادشاہ سے عرض کیا مین امیدوار ہون کہ جنھون نے میرے شوہر کو بیقصور اس سنگدلی سے مارا چاہا اونسے عوض اوسکا لیا جاے بادشاہ نے

کہا بی بی تم خاطر جمع رکھو مین بدلے خون خداداد کے اون سب نابکارونکو قتل کرونگا پھر بادشاہ نے کہا اگرچہ مین نے لاش اپنے پیارے بیٹے خداداد کی نہین پائی مگر واسطے اوسکی بزرگی و احترام کے ضرور ہیکہ ایک مقبرہ اوسکا بنواؤن پھر وزیر اعظم کو بلواکے حکم کیا کہ شہر کے بیچ مین ایک بڑا مقبرہ سنگ مرمر سفید سے جلد طیار ہو وزیر نے معمارونکو بلواکے ایک اچھی جگہ درمیان شہر کے مقبرۂ عالیشان بنوایا اور اوسکے اندر تصویر خداداد کی ترشواکے رکھی بادشاہ کو جب خبر اوسکی طیاری کی پونہچی اوسنے ایکدن اوسکے ماتم اور قرآن خوانی کیواسطے مقرر کیا جب وہ دن پونہچا تمام لوگ شہر کے مجلس ماتم دیکھنے کو جمع ہوے بادشاہ اپنے سب بیرون امیرون وغیرہ ارکان دولت کے ہمراہ اوس مقبرے مین گیا اور فرش پر کہ کالی ساٹھن سنہرے بوٹے کا بچھا ہوا تھا بیٹھا تھوڑی دیر کے بعد ایک سالہ سوار ونکا کہ اونکے سر نیچے اور آنکھین اونکی کچھہ کھلی کچھہ بند تھین پونہچا وہ سوار دو بار گرد اوس مقبرے کے طواف کرکے تیسری بار سامنے اوسکے کھڑے ہوئے اور شور و غل کرکے کہنے لگے ای فرزند بادشاہ کے اگر ہمارے زور شمشیر اور قوت بازو سے تمھاری رہائی ممکن ہو تو ہم بجان و دل اوسمین حاضر ہین لیکن اگر حکم خدا کا اور طرح پر ہے تو ہم مجبور ہین یہ کہکے وہ سوار جدہر سے آئے تھے اودھر چلے گئے اونکے بعد ایکسو مرد پیر غار نشین گوشہ گزین جنھون نے اپنی تمام عمر تجرید اور ریاضت مین بسر کی اور کبھی آدمیونکی صورت نہین دیکھی تھی آئے اونمین سے ایک اپنے سر پر ایک بڑی بھاری کتاب رکھے اور ایک ہاتھہ سے اوسے تھامے ہوے سبکے آگے تھا وہ سب تین بار طواف مقبرہ کا کرکے شارع عام پر کھڑے ہوے ایک نے اونمین آواز بلند کہا ای شہزادے اگر ہماری دعا اور مناجات سے تمھاری مخلصی ہو اور جان بچے تو ہم بجان و دل حاضر ہین یہ کہکے وہ بھی چلے گئے پھر پچاس بیبیان نہایت حسین ماہ رخسار صاحب جمال سفید گھوڑون پر کہ اونکے زین مرصع جواہر نگار تھے سوار اور سر پر ٹوکریان بھری ہوئی جواہرات کی لیے اوسیطرح گرد مقبرے کے پھرین پھر روبرو دروازے مقبرے کے کھڑی ہوئین ایک نے اونمین سے کہ نسبت اورونکے چھوٹی تھی پکارکے کہنا شروع کیا ای شہزادے اگر ہمارا حسن و جمال تمھارے کام آوے تو ہم حاضر ہین اور ہم سب تمھاری لونڈیان ہین مگر تم جانتے ہو کہ اس جگہ کچھہ حسن کام نہین آتا یہ کہہ اور شیون کرکے وہ بھی چلی گئین بعد اونکے جانیکے بادشاہ اور اوسکے ہمراہی تین دفعہ گرد تصویر کے اندر مقبرے کے تھی گھومے پھر بادشاہ اوسکے آگے کھڑا ہوکے کہنے لگا ای میرے فرزند میری آنکھون کو کہ تیرے فراق مین بے نور ہو رہی ہین روشن کر اس قسم کی باتین کرکے رونے لگا اوسکے ساتھیون نے بھی اوسکے ساتھہ خوب ماتم کیا جب خوب ماتم کر چکے بادشاہ اپنے ارکان دولت کے ساتھہ محل مین گیا اور دروازہ مقبرے کا بند ہوا ہفتے مین ایکدن وہان جاتا اور ماتم کرتا پھر اوسنے وزیر کو واسطے قصاص شہزادے خداداد کے حکم کیا کہ سب شہزادونکو قید سے نکال کے قتل کرو یہ خبر سب اہل شہر کو معلوم ہوئی اور سب سامان اونکے قتل کا طیار ہوا اتفاقاً اوسی روز خبر پونہچی کہ ایک غنیم جسکو اس بادشاہ نے آگے ہزیمت دی تھی فوج بیشمار لیے ہوے شہر کے قریب پونہچا بادشاہ اس خبر کو سنکر بہت گھبرایا اور سب ارکان دولت بھی مضطر ہوکے کہنے لگے افسوس اگر شہزادہ خداداد اسوقت زندہ ہوتا اس غنیم کو ایکدم مین بھگا دیتا بہرکیف بادشاہ ہیرن بھی اپنی فوج لے کے شہر سے باہر نکلا اور طیاری بھاگ جانیکی بھی کر رکھی تھی کہ جس صورت مین غنیم غالب آویگا تو دریا کی راہ سے اور کسی ملک کو نکل جاؤنگا القصہ جب دونون لشکر کا مقابلہ ہوا اور فوج غنیم کی چارون طرف سے اس بادشاہ کی فوج کو گھیر کر چاہتی تھی کہ سبکو بادشاہ سمیت تہ تیغ کرے ناگاہ ایک فوج سوارون کی نمود ہوئی دونون طرف کے بادشاہ اوس فوج کو کہ نہایت چست و چالاک تھی دیکھکر نہایت متعجب ہوے اور نجانا کہ فوج کسکی طرفکی ہے جب وہ فوج قریب پونہچی

ایکبارگی حملہ دشمن کی فوج پر کر کے طرفۃ العین مین اوسکو ہزیمت دی اور تعاقب کر کے دشمن کے لشکر کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا بادشاہ ہیرن اس حال کو دیکھکر متحیر ہوا اور شکر خدا کا بجا لایا اور اپنے لوگون سے کہا کہ اس فوج کے سردار کا نام دریافت کرو اور پوچھو کہ یہ کون ہی اور کہان سے آیا جب فوج دشمن کی بالکل قتل ہوئی اور تھوڑی سی کہ باقی رہی تھی جان لیکر اپنی ادھر اودھر بھاگ گئی تب سردار اوس فوج کا اودھر سے خاطر جمع کر کے واسطے ملاقات بادشاہ ہیرن کے آیا جب وہ دونون نزدیک ہوے بادشاہ ہیرن نے اوسکو پہچان لیا کہ یہ میرا بیٹا خداداد ہی پھر بادشاہ اتنا شاد ہوا کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا اسواسطے کہ دشمن پر مظفر و منصور ہوا اور اپنے بیٹے خداداد کو زندہ صحیح وسالم پایا خداداد نے کہا خداوند جسکو آپنے سنا تھا مارا گیا وہ مین ہون خدا نے آج کے دن کے واسطے مجھے زندہ رکھا تو آپکی خدمت بجا لاؤن اور آپکے دشمن کو مارون بادشاہ نے کہا ای میرے پیارے فرزند مین تجھسے مایوس تھا اور تیرے ملنے کی مجھے کب امید تھی کہ پھر تجھے زندہ دیکھونگا غرض دونون باپ بیٹے گھوڑون سے اوتر بغلگیر ہوے اور اوسکا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ مجھے تمہاری جوانمردی اونکا حال آگے سے خوب معلوم ہو چکا ہی خصوصاً چھڑانا اپنے کمبخت بھائیونکا حبشی مردم خوار سے اور حال بدسلوکی کا جو تمہارے ساتھ عمل مین لائے اب اپنی مان کے پاس چلو تمہارے غم مین روتے روتے پوست اور استخوان اوسکا رہگیا اور خبر فتح کی تمہارے ہاتھ سے سنکر بہت خوش ہوگی اثنائے راہ مین شہزادے خداداد نے بادشاہ سے پوچھا خداوند آپکو احوال قلعہ حبشی مردم خوار کا اور چھڑانا شہزادونکا اوسکے ہاتھ سے کیونکر معلوم ہوا شاید میرے کسی بھائی نے آپسے ظاہر کیا بادشاہ نے کہا نہین اونسے مجھے نہین یہ حال معلوم ہوا بلکہ شہزادی دریابار سے یہ سب حال مینے سنا اور وہ بہت دنون سے ہمارے پاس رہتی ہی اور تمہارے بھائیون سے قصاص خون لینے کو کہتی ہی خداداد یہ مژدہ کہ شہزادی دریابار بھی یہین ہی سنکر کمال خوش ہوا اور کہا کہ پہلے مین اپنی مان کے پاس جاؤنگا پھر شہزادی دریابار پاس بادشاہ ہیرن نے اپنے غنیم کا سر تن سے جدا کر کے تمام شہر مین تشہیر کیا تا کہ سب لوگونکو دو چند خوشی ہو ایک تو فتح دوسرے شہزادے خداداد کا زندہ شہر مین پہونچنا غرض گھر گھر ناچ رنگ کی ضیافتین ہونے لگین ملکہ پیروز اور شہزادی دریابار نے حضور مین بادشاہ کے حاضر ہو کے مبارکباد فتح کی عرض کی پھر وہ دونون خداداد سے ملاقات کر کے کمال خوش ہوئین اور ہر ایک اوسکے گلے سے لگ کر روئے پھر چارون شخص دیر تک ایک جگہ بیٹھکر ادھر اودھر کی باتین کرتے رہے یہان تک کہ بادشاہ اور اون دونون بیبیون کو کمال تعجب گذرا کہ خداداد باوجود زخمون سے چور ہونے کے اوس جنگل بیابان مین کیونکر زندہ رہا آخر بموجب استفسار فرمانے بادشاہ کے خداداد نے کہا فجر کو گذر ایک دہقان شتر سوار کا میرے خیمے مین ہوا اور مجھے زخمی خون آلودہ پڑا ہوا دیکھ اونٹ پر سوار کر اپنے گھر لے گیا اور جنگل کی بوٹیان پیسکر میرے زخمون پر رکھین اونکی تاثیر سے بہت جلد سب زخم بھر آئے اور مین چند عرصے مین تندرست ہو گیا تب مین اوس دہقان کا شکر بجا لا کے روانہ شہر ہیرن کا ہوا اثنائے راہ مین فوج غنیم کی دیکھی کہ واسطے تسخیر شہر ہیرن کے بیشمار جاتی ہی مینے اپنے تئین گانون اور قصبونکے لوگون پر گرد نواح شہر کے تھے ظاہر کیا اور اونسے اعانت طلب کی اور بہت خلق کو جمع کر اپنے تئین اون سب پر سردار کیا اور جلد اپنے تئین بروقت پونہچا کر آپکے اقبال سے دشمن کو شکست دی بادشاہ نے شکر خدا کا بجا لایا اور کہا اون سب شہزادونکے قتل کے لیے حکم دیتا ہون جو تیرے ساتھ ایسی بدسلوکی سے پیش آئے خداداد نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ سب سزاوار ایسی سزا کے ہین لیکن آپکے فرزند اور جگر بند ہین مینے اونکا گناہ معاف کیا امیدوار ہون کہ آپ بھی اون سے عفو کیجیے اور اونکی جان بخشی فرمائیے آخر میرے بھائی ہین بادشاہ نے خداداد کے اصرار سے اون سب شہزادونکا قصور بخشا اور سب ارکان دولت کو جمع کر کے خداداد کے تئین اپنا ولیعہد کیا اور اون شہزادونکو قید خانے

سے اپنے سامنے طلب کیا وہ سب اوسی حالت سے حاضر ہوے شہزادہ خداداد سب کی زنجیرین اور بیڑیان کٹوا کے ایک ایک کے گلے ملا اور سب سے محبت و الفت پیش آیا جیسے کہ قلعے مین حبشی مردم خوار کے اونسے پیار و الفت کی تھی خاتون نے ایسے حسن سلوک پر کہ شہزادہ خداداد سے ظاہر ہوا ہزارہا تحسین و آفرین کی پھر اوس جراح کو کہ خدمت شہزادی دریابار مین حاضر رہا تھا خلعت اور دولت دی الغرض شہرزاد نے اس قصے کو یہان تک کہکے شہریار سے کہا کہ جیسا آپنے بدل جانے غضب خلیفہ ہارون رشید کے عنایت اور لطف کے ساتھ نسبت غانم اور اوسکی ماں بہن کے تعجب کیا مجھے یقین ہے اگر قصہ سوتے جاگتے کا سنین گے اوس سے زیادہ متعجب ہونگے غرض جب یہ قصہ خداداد کا تمام ہوا دنیازاد چھوٹی بہن شہرزاد نے موافق معمول کے کہا کہ ہمشیر کیا اچھی حکایت تمنے کہی اب کچھہ اور کہو اوسنے کہا اب تو فجر ہوگئی کل اگر میری جان بخشی ہوگی تو مین حکایت سوتے جاگتے کی کہ نہایت عجیب و غریب ہے کہونگی شہریار نے یہ سنکر اجازت دی شہرزاد نے قصہ اسطرح کہنا شروع کیا

قصہ سوتے جاگتے اور خلیفہ ہارون رشید کا

بیچ عہد خلیفہ ہارون رشید کے ایک بڑا سوداگر شہر بغداد مین رہتا تھا اور وہ صرف ایک بیٹا ابو الحسن نام بی بی منکوحہ کے بطن سے رکھتا تھا ابو الحسن بعد اوسکے مرنے کے تنہا مالک اور وارث اوسکے سب مال کا کہ اوسنے بڑی محنت اور مشقت سے اپنی عمر بھر مین جمع کیا تھا ہوا برخلاف اپنے باپ کے کہ بخیل اور ممسک تھا اسراف کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ سب دوستونکو بھی اسقدر دیا لیا کہ وہ سب غنی اور مالدار ہوے پھر اوسنے اپنی دولت کے دو حصے کیے ایک حصے سے حویلیان اور دوکانین شہر کی خریدکین جنکا کرایہ تمام عمر اوسکے اخراجات کو بشرط صرفے کے کافی ووافی تھا اور دوسرے حصے کو نقد کرکے رکھا اور اوس سے ہر روز صرف کیا کرتا اور اکثر مصاحب اور دوست اوسکے ساتھ رہا کرتے صبح و شام طعام لذیذ پرتکلف ابو الحسن کے ساتھ کھاتے جب دسترخوان کھانے کا واسطے ابو الحسن کے طیار ہوتا رنگ برنگ کے ظروف اور اقسام کھانون سے مانند گلزار کے باغ و بہار نظر پڑتا اور دن رات ناچ گانا عورتون اور مردونکا دیکھا اور سنا کرتا اور نقال بھانڈ ہر روز نئی طرح کے تماشے اور نقلین اوسکے روبرو کیا کرتے ایک ہی برس مین ابو الحسن اس اسراف سے مفلس ہوگیا اور سب دولت باپ کی تھوڑے زمانے مین خرچ کرڈالی جب مقدور اوسکو کھلانے پلانے کا نرہا دوستون نے بھی اوسکے گھر کا آنا جانا موقوف کردیا بلکہ اگر کہین راہ گذر مین ابو الحسن کسی کے سامنے آجاتا وہ منہ اوسکی طرف سے پھیر آنکھین چرا جاتا اور اگر کہین اونمین سے کوئی اوسکے دو چار ہوجاتا اور ابو الحسن اوسکو ٹھہراتا وہ عذر اور بہانہ کرکے چلا جاتا ابو الحسن دوستونکی بیمروتی سے نہایت افسردہ خاطر اور اونکی ناسپاسی سے متحیر ہوا اور اکثر دل مین پچتاتا تھا کہ جنکی خوشی کیواسطے مین نے ازراہ نادانی کے اپنی ساری دولت صرف کرڈالی اونکی مروت کا یہ حال ہے الغرض اس افسردگی اور ملال نے اوسکے دل مین اثر کیا ایک دن اپنی ماں کے پاس گیا اور نہایت دلگیر ہوکے بیٹھا ماں نے اوسکو افسردہ خاطر پاکے پوچھا اے فرزند تیرا یہ کیا حال ہے ہمیشہ مین تجھے خوش اور بشاش پاتی تھی آج تو کیون اوداس ہے معلوم ہوا کہ تو سب دولت اپنے باپ کی اوڑا کر مفلس ہوگیا مین تیرا چلن اور روِیہ دیکھہ آگے سے جانتی تھی کہ تو جلد محتاج اور درماندہ ہوجائیگا مگر تاہم جانتی تھی کچھہ دولت اپنی گذران کیواسطے دوراندیشی کی راہ سے بچا رکھیگا کہ وقت پر اوسکا حظ اوٹھائیگا لیکن معلوم ہوا کہ کچھہ نرکھا سب لچون نالائقون کو اپنا دوست سمجھکر کھلا دیا اب تکلیف مین کون کام آتا ہے ابو الحسن نے یہ باتین ماں کی سنکر رو دیا اور اپنے دوستونکے پاس جن پر کمال اعتماد دوستی کا رکھتا تھا گیا اور اونسے قرض مانگا باوجودیکہ وہ سب اوسکی بدولت صاحب فراغت اور بخوبی تمام امیرانہ گذران کرتے تھے سبھون نے اوس سے انکار کیا اور ناآشناے محض بن گئے نہایت بیمروتی سے صاف جواب دیا اون سب سے مایوس ہوکے ماں کے پاس آیا اور کہا تمنے سچ

کہا تھا حقیقت مین سب نالائق نکلے کوئی اونمین سے قابل دوستی کے نتھا بہر کیف جب اوسکو حال اون یارون اور خود غرضون کا بخوبی معلوم ہوا اوسنے عہد کیا کہ آیندہ اب کسی باشندہ بغداد سے ملاقات اور دوستی نکرونگا اسباب بیچکر کچھ مایہ قلیل بہم پہونچایا اور اوسکو بہت احتیاط سے رکھا فقط ایک اجنبی شخص تازہ وارد کو اپنے گھر لے آتا کھانا شب کا اوسکے ساتھ کھاتا آدھی رات تک اوس سے باتین اختلاط کی کیا کرتا اور فجر کو اوسے رخصت کر دیتا دوسرے روز دوسرے مسافر کو بلا لاتا اور اسیطرحکا معاملہ رکھتا غرض روز ایک نئے مسافر کی ضیافت کیا کرتا اور فجر سے کھانا پکوانے مین مصروف رہکر پانچ چار گھڑی دن رہے بغداد کے پل پر واسطے تلاش کرنے مسافر کے جا بیٹھا کرتا اور شب کو اوسکی دعوت کرتا اور باتون سے اپنا دل بہلاتا اور فجر کو اوسے رخصت کر کے کہتا اب تم پھر میرے گھر نہ آنا اور نہ قصد میری ملاقات کا کرنا غرض وہ اسقدر دوستی سے دوستونکی بے اعتقاد ہو گیا تھا کہ کثرت ملاقات سے بھاگتا اور لضرورت کہ اوسکو عادت مہمان کے ساتھ کھانیکی ہو گئی تھی بے اسکے رہ بھی نہین سکتا تھا اسیواسطے یہ امر ٹھیرایا کہ فقط دو پہر کی مسافر اجنبی سے ملاقات رکھی اور دوسرے دن پھر اوسکو نہ بلاتا اگر اتفاقات سے اوس سے کہین وہ راہ مین دوچار ہو جاتا اوسکی طرف آنکھ اوٹھا کے نہ دیکھتا اور جواب سلام کا اوسکو نہ دیتا ایکروز ابوالحسن موافق معمول کے مسافر تازہ وارد کی تلاش مین بغداد کے پل پر جا بیٹھا اوس روز خلیفہ ہارون رشید سے دوچار ہوا لیکن خلیفہ نے اپنی وضع کو ایسا بدلا تھا کہ ہرگز کوئی اوسکو پہچان نہین سکتا اگرچہ پادشاہ بہت زیادہ حکام عدالت رکھتا تھا اور وہ سب نہایت حفاظت شہر مین دن رات مصروف رہا کرتے تھے باوجود اس سب کے وہ آپ بھی بھیس اکثر بدلکر واسطے دریافت کرنے حال شہر اور شہر یونکے رات کو نکلا کرتا خلیفہ نے اس امر کیواسطے ایک معمول مقرر کیا تھا کہ پہلی تاریخ ہر مہینے کی سر شام بغداد کی شاہ راہونمین بھیس بدلکر سیر کیا کرتا اور نیک و بد اہل شہر پر مطلع ہوتا چنانچہ اوس روز شہر موصل کے سوداگرونکی وضع پر بھیس بدلکر نکلا اور ایک غلام اوسکا نہایت قوی زور آور ہمراہ اوسکے تھا جب ابوالحسن اوسے دیکھکر سمجھا کہ یہ کوئی تاجر موصل کا ہی جلدی سے برابر اوسکے جا کر سلام علیک کی اور حسب معمول مبارکباد اور مرحبا کہکے عرض کیا بندہ امیدوار ہی کہ آج شب بندہ خانے مین تشریف فرما ہو کر رفع ماندگی راہ و تناول ما حضر سے سرفراز فرمایئے الغرض اوس مسافر کو کہ حقیقت مین خلیفہ ہارون رشید تھا اپنے گھر لے آیا اور اثناے راہ مین اوسکو اپنے دستور سے آگاہ کیا خلیفہ نے ابوالحسن کی بھولی بھولی باتین اور اوسکا دستور سنکر جانا کہ اسمین کچھ راز قابل دریافت کرنیکے ہی اوسکی دعوت قبول کر اوسکے ساتھ ہو لیا ابوالحسن نے خلیفہ کو اپنے گھر لیجا کے دیوان خانے مین جو فرش اور شیشہ آلات سے مرتب اور سجا ہوا تھا مسند پر بٹھایا پھر دسترخوان سفید بچھا کر کھانا اوسپر چن دیا ابوالحسن کی ماں کھانا پکانیمین بے نظیر تھی ابوالحسن کی خاطر سے خود آپ کھانا پکایا کرتی چنانچہ اوس دن تین قاب مین کھانیکی تھین ایک مین مرغ آختہ ہمراہ چار چوزے مرغ کے خوبصورتی سے رکھا ہوا اور دوسری قاب مین ایک بط فربہ کا کباب اور تیسری مین دم پخت کبوتر و نکا وہ سب کھانا اتنا بہت تھا کہ کئی آدمیون کو کافی ہوتا ابوالحسن اپنے مہمان عزیز کے مقابل ہو بیٹھا اور کھانا شروع کیا اچھی چیز کو اپنے سامنے سے اوٹھا کر مہمان کے آگے رکھتا اور موافق دستور اوس ملک کے دونون کھانے کے وقت خاموش تھے جب وہ دونون خوب سیر ہو کر کھا چکے خلیفہ کے غلام نے سیلابچی آفتابہ لا کر اونکے ہاتھ دھلوائے پھر جب کھانا اوٹھایا گیا ابوالحسن کی ماں نے خوبصورت تشتریون مین میوے اور لوز بادام وغیرہ لگا کر اونکے روبرو رکھے جب شام ہوئی ابوالحسن نے شمعین روشن کین شیشے اور گلاس خوبصورت شراب کے لا کر حاضر کیے اور اپنی ماں سے تاکید کی کہ مہمان کے غلام کو اچھی طرح سے کھانا کھلوانا پھر ابوالحسن نے گلاس شراب کا بھر کر پہلے اپنے مہمان کو تواضع کیا بعد اسکے آپ پیا خلیفہ نے بھی پہلے

ابوالحسن کو ایک گلاس پلایا پھر آپ نوش کیا جب وہ دونون نشے سے شراب کے فی الجملہ سرور مین آئے خلیفہ ابوالحسن کی خوش طبعی اور لطیفون سے نہایت محظوظ ہوا اور اوسکا نام اور حسب و نسب پوچھا اوسنے کہا میرا نام ابوالحسن ہی اور میرا باپ غریق رحمت سوداگر تھا اگرچہ بہت سامان ریاست اوسکے پاس نہ تھے مگر عزت و حرمت سے اپنی گذران مانند اور تاجرون بغداد کے جو متوسط الحال ہین کیا کرتا تھا اوسکے بعد مین جو اوسکا وارث تھا متروکے پر قابض اور متصرف ہوا اور مین نے اپنی ناتجربہ کاری سے بہت دولت باپ کی صرف کی گر جب آدھی دولت میری املاک کے خرید کرنے مین اور آدھی عیاشی اور دوستونکی تواضع مین خرچ ہوگئی دوستون نے کیسہ میرا خالی دیکھہ میرے گھر کا آنا جانا موقوف کیا جب مجھے کمال تکلیف گذری مین باسید اعانت ہر ایک دوست کے پاس گیا کسی نے میری مدد نکی سب بیمروتی سے پیش آئے تب مین خواب غفلت سے بیدار ہوا اور جانا کہ وہ سب یار خود غرض تھے مینے اونسے ملنا چھوڑ دیا اور اپنے دل مین یہ عہد کیا کہ اہل بغداد سے کہ سخت بیمروت اور نااہل ہین کبھی نہ ملونگا بلکہ بجاے اونکے روز ایک تازہ وارد کو فقط ایک شب کیواسطے لاکر اوسکو اپنے ساتھہ کھانا کھلاؤن اور پھر دو پہر رات تک اختلاط کر کے فجر ہوتے اوسکو رخصت کر دیا کرون جیسا کہ ابھی راہ مین تمسے مذکور اسبات کا کیا تھا پر آج حسن اتفاق سے تم ایسا شخص ثقہ قابل صحبت میرے ہاتھہ لگا خلیفہ ابوالحسن کی یہ باتین سُنکر بہت خوش ہوا اور کہا تمنے خوب کیا کہ ایسے یارون خود غرض سے ملاقات ترک کر دی اب تمھاری اوقات خوب لطف سے گذرتی ہی ہر روز اپنا جی نئے مسافر تازہ وارد سے بہلاتے ہو اور فجر کو اوسکو رخصت کر کے پھر اوس سے کچھہ سروکار نہین رکھتے ہو اور تم بڑے مذاق کے آدمی ہو مجکو تمھاری خوش اوقاتی اور فارغ البالی پر رشک آتا ہی پھر وہ دونون دیر تک شراب پیتے اور باتین خوش طبعی کی کرتے جاتے تھے اسمین رات بہت آئی خلیفہ نے کہا رات بہت آئی اور مجھے فجر کو منزل چلنا ہی چاہتا ہون کہ سو رہون اور تمنے بھی کہ میرے سبب سے بہت تکلیف اوٹھائی ہی اب آرام کرو صبح کو قبل تمھارے بیدار ہونے کے چلا جاؤنگا مگر چاہتا ہون کہ عوض تمھارے احسان کے جو بے غرض اور بے تعارف محض اپنی خوش اخلاقی اور مہمان نوازی سے نسبت میرے عمل مین لائے ہو کچھہ مین بھی تمھاری خدمت بجالاؤن اور جس کار کی تمنا رکھتے ہو فرماؤ شاید مجھسے یا میرے دوستون سے وہ امر برآوے کہ موجب تمھاری خوشی کا ہو اور مین مثل بغدادیونکے نہین ہون ابوالحسن نے یہ بات سُنکر خلیفہ سے جسے سوداگر سمجھے ہوے تھا کہا اے میرے مہمان عزیز جو تمنے ازراہ جوانمردی اور شفقت کے فرمایا مینے اوسکو دل سے سُنا اور نہایت تمھارا ممنون اور شاکر ہوا مگر تم خوب جانو کہ مین نہ تو کوئی کام اور نہ کوئی خواہش اور آرزو ایسی اپنے دل مین رکھتا ہون جسکو تمسے ظاہر کرون واللہ کسی طرح کی ہوس مجکو نہین اپنی قسمت پر راضی و شاکر ہون اور یہ جو تمنے کہا کہ میرے احسان کے عوض کچھہ خدمت میری بجالاؤ خدا گواہ ہی کہ مین خود تمھارا ممنون احسان ہوا کہ تمنے ازراہ بندہ نوازی کے میرے غریب خانے مین قدم رنجہ فرمایا اور نان و نمک کہ قابل تمھارے غلامون کے نتھا تناول کر کے مجکو سرفراز کیا مگر ایک امر سے مجکو ہمیشہ رنج پونہچا کرتا ہی اگر مرضی ہو تو اوسکو ظاہر کرون لیکن وہ امر تمکو کہ پردیسی ہو کچھہ علاقہ نہین رکھتا بہر حال وہ امر یہ ہی تم خوب جانتے ہو کہ شہر بغداد مین ہزارون محلے ہین اور ہر محلے مین ایک مسجد اور ایک موذن کہ پانچ وقت اہل محلہ کو واسطے نماز کے اذان کہکے بلاتا اور جمع کرتا ہی اس محلے کا موذن جسمین مین رہتا ہون پیر اور نہایت ترش رو اور ریاکار ہی اوسکے چار دوستدار ہین کہ وہ بھی مثل اوسکے بدنفس مردم آزار ہین ہر روز وہ چارون آدمی اوس موذن کے گھر پر جاکر واسطے اذیت دینے اہل محلہ کے باہم مشورہ کرتے ہین اور اکثر مجکو اور سب محلے والون کو اونکے ہاتھہ سے اذیت پہونچتی ہی اور وہ بدکردار ہمیشہ سبکو دھمکاتے اور بھلا برا کہتے ہین اس سبب سے ہم لوگ اونکی اذیت رسانی سے خائف اور

ترسان رہتے ہین مین اونکو دیکھکر نہایت ناخوش ہوتا ہون خلیفہ نے کہا پھر اس امر کی تدبیر تمنے اپنے دل مین کیا سوچی ہی ابوالحسن نے کہا اونکی سزا کیواسطے خدا سے دعا مانگتا ہون کہ فقط ایک دن کے لیے مجھے بجاے خلیفہ ہارون رشید کے کردے خلیفہ نے پوچھا بالفرض اگر تم بجاے خلیفہ ہارون رشید کے ہوجاؤ تو کیا کروگے ابوالحسن نے کہا جس صورت مین کہ مین بجاے خلیفہ ہارون رشید کے ہوجاؤن تو حکم دون کہ سو سو درّے اون چار بڈھون کو جو مشیر اوس موذن کے ہین اور چار سو فقط اوس موذن کو لگائے جائین تا میرے دل کا ارمان نکلے اور اونکو عبرت اور تنبیہ ہو کہ آیندہ اہل محلہ کو اذیت نہ پہونچائین خلیفہ اس خواہش سے ابوالحسن کی نہایت خوش ہوا اور جو وہ خوش طبع تھا گویا اوسنے ایک اشارہ پایا کہ اس امر کو اوسیکے ہاتھ سے خوش اسلوبی کے ساتھ عمل مین لاوے پھر اوسنے ابوالحسن سے کہا مین بھی یہی چاہتا ہون کہ ایسے شریرونکو ایسی ہی سزا اور تنبیہ ہو اور یہ خواہش جو رکھتے ہو خدا کی قدرت سے بعید نہین کہ تمکو قدرت اور اختیار مثل خلیفہ کے حاصل ہو اور عجب نہین کہ خلیفہ اگر تمہاری حُسن تدبیر اور لیاقت پر آگاہ ہو ایک دن کیواسطے تمکو اپنے قائم مقام کر کے کل اختیار تمکو دیوے اس صورت مین تم بخوبی اون مفسدون کی سزا قرار واقعی دے سکوگے مین ایک غریب سوداگر اجنبی ہون محض الاّمین اونکو جو سزا تمنے تجویز کی دیتا ابوالحسن نے کہا کہ تم مجھے بیوقوف سمجھکر میری باتون پر تمسخر کرتے ہو یقین ہی کہ خلیفہ بھی ایسے منصوبون سے کہ مانند شیخ چلی کے ہین ہنسے گا خلیفہ نے کہا معاذ اللہ مین تمہارے اس خیال پر تمسخر نہین کرتا ہون خدا نے منع کیا ہی کہ کسی بندۂ خدا پر کوئی نہ ہنسے خصوصاً تم ایسے محسن پر کہ مجکو ایسا مزیکا کھانا اس محبت سے کھلایا ہنسون یا تمسخر کرون اور خلیفہ بھی ہرگز اس منصوبے پر جو تمنے کیا ہی نہ ہنسے گا اب بہت باتین اور اختلاط تمنے کیے آدھی رات گذر گئی یہ وقت سونے کا ہی ابوالحسن نے کہا سچ کہتے ہو رات بہت گئی مگر اس تھوڑی سی شراب کو جو باقی رہگئی ہی ہم تم پیکے سو رہین اور ایک بات اور تمسے کہنا ضرور ہی وہ یہ جسوقت تم یہانسے فجر کو سدھارو چاہیے کہ دروازیکو دیوانخانے کے یاد سے بند کر کے جانا اوسے کھلا نہ چھوڑ جانا خلیفہ نے جواب دیا بہت اچھا ایسا ہی کیا جائیگا پھر خلیفہ نے ایک گلاس بھر کر پہلے آپ پیا اور دوسرے گلاس مین کچھ سفوف بیہوشی کا کہ اوسکے ساتھ تھا ملا کے ابوالحسن کو دیا اور کہا شام سے تم مجھے گلاس بھر بھر کے پلایا کیے اب آخری گلاس میرے ہاتھ سے پیو ابوالحسن سلام کر کے اپنے مہمان کے ہاتھ سے وہ گلاس لے ایکدم مین پی گیا اوس سفوف بیہوشی نے فوراً اوسکے دماغ مین اثر کیا کہ گلاس کو اوسنے بدشواری رکھا اور غافل ہوکے سر ہاتھ اوسکا دونون زانو پر جا لگا خلیفہ اس حال کو دیکھکر نہایت ہنسا پھر اپنے غلام کو کہ غلام گردش مین کھانا کھا کے دست بستہ منتظر حکم کے کھڑا تھا بلا کے کہا اس آدمی کو اپنے کاندھے پر اوٹھا لے اور اس گھر کو خوب پہچان رکھ کہ پھر جسوقت مین کہون پھر اسکو یہین لا کے چھوڑ جائیو غلام کہ نہایت قوی اور زور آور تھا آہستہ سے ابوالحسن کو اپنے کاندھے پر رکھہ خلیفہ کے ہمراہ ہولیا خلیفہ نے اوس گھر سے نکلکر بے بند کرنے دروازے دیوانخانے کے جسکو ابوالحسن نے کہا تھا اپنے دولتخانے کی راہ لی یا عمداً اوس دروازے کو واسطے کسی مصلحت کے بند نکیا ہو بہرصورت جب محل مین پہونچا چور دروازے سے غلام کو ساتھ لیے ہوئے اندر مکان کے جہان اوسکی خوابگاہ تھی گیا وہان سب خوجے اور خواجہ سرا جنکی باری اوسوقت تھی منتظر خلیفہ کے تشریف لانے کے تھے حکم کیا کہ اس شخص کے کپڑے اوتار کے ہمارے شبخوابی کے کپڑے اسکو پہناؤ اور میرے پلنگ پر اسکو سلاؤ اور خبردار کوئی شخص متنفس اس حال کا نہ سنے اور جو کام و خدمت میرے بیدار ہونیکے وقت کرتے ہو وہ سب اس شخص کے ساتھ کرنا جسوقت کہ فجر کو یہ بیدار ہو اسکو میرے قائم مقام سمجھکر سب آداب اور احکام اسکے فوراً بجالانا غرض مجھمین اور اسمین ذرا فرق نہ سمجھنا اور اسکو مثل میرے امیر المومنین کہنا کرنا سبھون نے عرض کیا موافق ارشاد کے ہم سب بجالائینگے پھر وہ سب اپنی خدمتون اور مقامون کو

حاضر ہوے خلیفہ خادمان محل سے یہ سب ماجرا سنکے باہر آیا اور جعفر اپنے وزیر اعظم کو بلواکر فرمایا کہ کل ایک شخص جو میرے پلنگ پر سوتا ہی میرا لباس
پہن تخت سلطنت پر بیٹھیگا اوسکو میرے قائم مقام جانکر تم سب آداب بادشاہی اوسکے حضور مین بجالانا اور تعمیل اوسکے حکمونکی کرنا اور جو
انعام کسیکو دلوائے ہمارے خزانے سے دینا اور سب امرا اور ارکان دولت فجر کو حاضر ہوکر اوسکو مجرا کرین اور حاضر رہین اور مسرور خواجہ سرا کو
بھی اسیطرح کا حکم کیا کہ فجر کیوقت جسطرح سے کہ مجکو واسطے نماز کے اوٹھایا کرتا ہی اوس شخص کو اوہی لحاظ اور طریق سے بیدار کیجیو یہ سب باتین
کہ سنکر خلیفہ نے اور مکان مین آرام کیا غرض جب فجر ہوئی خلیفہ سویرے سے اوٹھکر ایسی جا پر بیٹھا جہان سے سب گفتگو اور حرکات ابوالحسن کے دیکھے
اور سنے اور اوسکو کوئی نہ دیکھے سب خواصین چوکیدار پلنگ کی کہ حاضر تھین ابوالحسن کے بیدار ہوتے ہی اپنے اپنے موقع اور قرینے سے حاضر
ہوکر منتظر حکم کی کھڑی ہوئین جب وقت نماز کا ہوا مسرور خواجہ سرا کہ سرہانے ابوالحسن کے کھڑا ہوا تھا ایک ٹکڑا اسفنج کا کہ سرکے مین ڈوبا ہوا تھا اوسکی
ناک کے پاس لیجاکر سونگھایا ابوالحسن سرکے کی تیزی سے چھینکا سر اوٹھا اور آنکھین کھولکر چاہا کہ بلغم تھوکے کہ ایک خواص نے جلدی سے سونے کے
اوگالدان مین اوسکو لے لیا تاکہ قالین پر گرکے فرش کو خراب نکرے فجر کیوقت معمول تھا کہ خلیفہ کو اسیطرح سے اسفنج کے ٹکڑیکو سونگھاتے تھے تا بیدار ہوکر
نماز فجر کی پڑھے ابوالحسن نے پھر اپنے سر کو تکیے پر رکھکر شمعونکی روشنی مین کہ کچھ اوسوقت تک روشن تھین ایک بہت وسیع دالان کہ نہایت خوب
سجا اور آراستہ تھا دیکھا اوسکی چھت اقسام تصاویر سے منقش تھی اور گرد اوسکے حاشیہ طلائی تھا اور فرش اوسکا عمدہ قالینونکا اور جا بجا
اوٹھین مرصع نگار اور منقش تصاویر سے لگی ہوئی تھین ابوالحسن نے خواصین حسین دیکھین کہ سامنے اوسکے دست بستہ کھڑی ہین بعضون کے
ہاتھہ مین اوگالدان اور چلمچی وغیرہ تھے اور بعضون کے ہاتھہ مین آلات گانے بجانے کے کہ وقت پر گائین بجائین اور کئی خواجہ سرا لباس زرنگار پہنے ہوے
ادب سے خاموش کھڑے ہوے اور جب اوسکی نظر لحاف اور پلنگ پوش پر پڑی دیکھا کہ لحاف و توشک قرمزی رنگ بھاری کمخاب کا تھا گرد اوسکے جھالر
موتیون اور ہیرونکی لگی ہی اور علی ہذا القیاس اوقچہ اور مسہری وغیرہ لوازمہ پلنگ کا اسی وضع پر زر تھا اور کنارے تکیونکے تاج خلیفہ کا رکھا ہوا
ابوالحسن ساز و سامان اور خواصونکو باین تکلف اور زرق برق دیکھہ نہایت متعجب ہوا اور خیال کیا کہ ان سب کو کیا مین خواب مین دیکھتا ہون یا بیداری مین اگر
بیداری ہی تو مین مقرر خلیفہ ہون رات کو اوس مہمان سے ہنسی اور اختلاط مین ذکر خلیفہ ہونیکا آیا تھا شاید وہی خیال میرے دماغ مین اتنا سمایا ہوا ہی اور
واقع مین کچھہ نہین اسی حیص بیص مین اپنی آنکھین بند کر قصد سونیکا کیا ایک خواجہ سرا نے نزدیک اوسکے آکے دست بستہ ہو عرض کیا کہ امیرالمومنین یہ وقت
آرام کرنیکا نہین وقت نماز کا ہی اور قریب ہی کہ آفتاب نکلے ابوالحسن اس بات کو سنکر نہایت متعجب ہوا اور اپنے تئین سوتا جانکر پھر آنکھین بند کر لین خواجہ سرا نے
کچھہ جواب اوس سے نپایا اور کچھہ آثار بیدار ہونیکے ندیکھے بعد ایک لحظے کے پھر کہا امیرالمومنین غلام عرض کرتا ہی کہ یہ وقت حضرت کے بیدار ہونیکا ہی
بیدار ہوجے وضو کیجیے اور نماز پڑھیے آفتاب نکلا چاہتا ہی ابوالحسن نے یہ بات سنکر دل مین کہا تم دھوکے مین ہو سوتے نہین ہین عالم بیداری ہی سوتا آدمی بات نہین
سنتا مین تو سب باتین سنتا ہون پھر اوسنے آنکھہ کھولکے دیکھا کہ دن نکل آیا اور وہ چیزین جو شمع کی روشنی مین دیکھی تھین دن کے اوجالے مین دیکھین
پھر تو وہ نہایت خوشی اور شگفتہ روئی سے پلنگ پر اوٹھہ بیٹھا اور معلوم کر گیا کہ میرے واسطے سلطنت حق تعالی نے عطا کی خلیفہ ہارون رشید
وہان پر بیٹھا ہوا سب اوسکے خیالات کو قیاس کرکے سمجھتا اور خوش ہوتا تھا اتنے مین ایک خواص کم سن اوسکے روبرو حاضر ہوکے زمین بوس
ہوئی اور گانیوالیان حاضر ہوکے چھوٹے سرو نغمہ بانسلی بجاکے سلامی اوسکی دی شہنائی وغیرہ سازونکی آواز نے ایسا ابوالحسن کو مفتون

کیا کہ وہ محو ہو کے اپنے تئین بھول گیا کہ مین کہان ہون پھر اوسکو وہ پہلا خیال آیا کہ مین سب کچھ دیکھتا ہون اور سنتا ہون یہ خیال نہ تھا کہ واقع مین ایسا
اور واقع ہوا ہو پھر اوسنے دونون ہاتھون کو آنکھون پر رکھکر دل مین کہا کہ یہ سب خواجہ سرا حسین لباس زرکار پہنے ہوئے اور ایسی ہی پریان شکیل اور یہ
اقسام ساز دلفریب جنکو مین دیکھتا اور سنتا ہون کیا ہی مین کہان اور یہ خوابگاہ کہان آیا مین اپنے ہوش و حواس مین ہون یا نہین آخر کو
اوسنے اپنے ہاتھون کو مونہ پر سے اوٹھا اور اپنی آنکھون کو کھولا اتنے مین مسرور خواجہ سرا ابوالحسن کی حضور مین حاضر ہوا اور سر کو زمین پر رکھکے بوسہ
دیا اور پھر سر کو اوٹھا کر عرض کیا کہ امیر المومنین آج کیا سبب ہی کہ حضور نے نماز صبح کی نہین پڑھی شاید آج کی رات حضرت کو کچھ بدخوابی رہی
یا کچھ طبیعت حضور کے دشمنون کی سست تھی اب اوٹھکر دربار مین تشریف لیچلیے اور موافق دستور کے امور سلطنت کو ملاحظہ اور اجرا فرمائیے
ارکان دولت منتظر ہین کہ حضرت برآمد ہون وقت اجلاس کا آپہنچا مسرور کی باتین سنکر ابوالحسن کو یقین ہوا کہ مین بیدار ہون اور یہ جگہ جسمین مین
ہون خواب نہین یہ سب واقعی ہی مگر پھر تصور کیا کہ یہ تجبل کیونکر حاصل ہوا پھر اوسنے مسرور سے پوچھا تو نے یہ باتین کس سے کین اور کسکو امیر المومنین کہتا ہی مین تو
تجھے نہین پہچانتا شاید تو نے اور کسی کے دھوکے سے مجکو اس خطاب سے پکارا مسرور نے کہا ای خداوند نعمت یہ بات آپ کیا ارشاد فرماتے ہین یا غلام کو آزماتے
ہین آپ کیا امیر المومنین نہین اور بادشاہ تمام عالم کے مشرق سے مغرب تک اور نائب رسول اللہ کے روی زمین پر جو کہ مالک سبکے ہین زمین سے آسمان تک
فدوی خاص الخاص عرب مسرور برسون سے خانہ زاد اور خدمتگزار اس دولت کا ہی وہ تو نہین اپنے خاوند کو بھول گیا امیدوار ہون کہ غلام پر وہی
نظر عنایت کی رکھیے جیسی کہ قدیم سے فرماتے آتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نے کوئی خواب پریشان رات کو دیکھا جسکے سبب سے ایسی باتین خلاف معمول
ارشاد کین ابوالحسن مسرور کی یہ باتین سنکر بہت ہنسا یہانتک کہ پشت اوسکی تکیے سے لگ گئی خلیفہ بھی نہایت خوشی سے چاہتا تھا کہ ٹھٹھا مار کر
ہنسے مگر اپنے تئین ضبط کیا کہ کہین ابوالحسن اوسکی آواز نہ سن لے غرض ابوالحسن دیر تک ہنستا رہا پھر اپنے بچھونے پر درست ہوکے بیٹھا اور ایک حبشی بچے
خردسال سے کہ سیاہ رنگ مثل مسرور کے تھا کہا سچ کہو مین کون ہون اوس حبشی بچے نے عرض کیا آپ امیر المومنین اور نائب خاتم المرسلین ہین ابوالحسن نے کہا
تو برا جھوٹا ہی اسیسے تیری صورت سیاہ مانند سیاہ کتے کے ہو گئی پھر اوسنے ایک خواص کو کہ نسبت اورون کے نزدیک کھڑی تھی پکارا کہ ای حسینہ ادھر آ
اور اپنا ہاتھ آگے بڑھا کے اوس سے کہا کہ تو میری انگلی کی پور اپنے دانت سے کاٹ تا مین دریافت کرون کہ سوتا ہون یا جاگتا اوس خواص نے جانا کہ خلیفہ بھی چھپا ہوا
اس احوال کو دیکھ رہا ہی نہایت خوش ہو تحمل اور سنجیدگی سے آگے جاکے اوسکی اونگلی کی پور آہستہ اپنے دانت کے نیچے دبائی ابوالحسن نے درد سے جلد اپنا ہاتھ
کھینچ لیا اور کہا ای خدا کس کرامات سے مین ایک ہی رات مین خلیفہ بن گیا یہ بات بڑے تعجب کی ہی پھر اوس خادمہ سے کہا تجکو خدا کی قسم ہی سچ کہیو کیا
مین سچ مچ امیر المومنین اور تمہارا صاحب ہون اوسنے کہا کہ حقیقت مین آپ امیر المومنین ہین اور ہم سب آپ کے لونڈی غلام ہین پھر جب
ابوالحسن نے قصد اوٹھنے کا کیا ایک خواجہ سرا نے دوڑکر اوسکا ہاتھ تھام لیا اور اوسنے اوٹھایا جب وہ کھڑا ہوا سارے محل مین آواز سلام سے
موافق قاعدہ بادشاہی کے غل پڑ گیا سب خواجہ سرا اور خادمان محل نے بعد مجرا کرنے کے دعا دی کہ حق تعالی آپ کے اس دن کو بخیر و خوبی
گذرانے ابوالحسن نے دل مین کہا ای خدا یہ کیا معاملہ ہی کہ کل مین ابوالحسن تھا اور آج مین خلیفہ امیر المومنین بن گیا میرے قیاس مین کچھ
نہین آتا کیونکر مین رتبہ عالی کو پہونچگیا پھر خواجہ سراون نے اوسے پوشاک خلیفہ کی پہنائی اور سب دونون طرف صف باندھکر دروازے
تک کھڑے ہوئے مسرور آگے ہو کے اوسے دربار عام مین لے گیا ابوالحسن اندر جا کے تخت کے پاس کھڑا ہوا تا کہ لوگ اوسکا

ہاتھ پکڑ کر تخت پر چڑھا وین دو سردار جلیل الشان نے اوسکے بازو پکڑ کے اور تخت پر بٹھایا بمجرد اجلاس فرمانے کے چاروں طرف سے آوازہ آداب وتسلیمات کی بلند ہوئی کہ جسکے سننے سے نہایت وہ خوش ہوا اور دہنی بائین طرف دیکھا کہ بڑے بڑے سردار دست بستہ صف باندھکر کھڑے ہین پھر جب اوسنے موافق دستور خلیفہ ہارون رشید کے دربار مین جاکر جلوس فرمایا اور سکو دیکھنے اور ہر ایک کی عرض معروض سننے لگا وزیر اعظم کہ پیچھے بادشاہ کے بجائے خلیفہ کے حکمرانی کیا کرتا تھا ابو الحسن کو دیکھکر حاضر ہوا اور موافق دستور کے آداب مجرا بجا لا کر دعا دی کہ حضرت امیر المومنین پر خدا کا سایہ رہے اور ہزاروں برس سلامت رہین اور جہان مین آپکا مرتبہ برابر رہے اور دوست خوش و دشمن پائمال ہوتے رہین سب حال دیکھکر ابو الحسن کو یقین ہوا کہ مین جاگتا ہون خواب نہین دیکھتا اور مین مقرر خلیفہ ہوگیا جیسا کہ مین چاہتا تھا بے محنت اور مشقت کے خدا نے مجکو بادشاہ کردیا اور حکمرانی شروع کی پہلے وزیر اعظم سے کہ دست بستہ مؤدب اوسکے روبرو کھڑا تھا کہا کچھ مجکو کہنا ہے اوسنے عرض کیا کہ سب امیر اور سردار فوج وغیرہ عملہ سلطانی واسطے عرض کرنے آداب اور بجالانے احکام کے باہر حاضر ہین اگر اجازت ہو تو حضور مین حاضر ہوکر تسلیمات بجالائین ابو الحسن نے فرمایا کہ دروازہ دربار کا کھولدو وزیر نے چوبدارونکو حکم کیا کہ سبکو آنے دے پھر سب حاضر ہوکر مجراگاہ سے آداب و کورنش بجالائے اور پھر اپنی اپنی جگہ پر جاکر مؤدب اور خاموش کھڑے ہوے جب سبکا مجرا ہو چکا تب وزیر نے کہ تنہا آگے تخت کے تھا عرضیان لوگونکی گذرانین اور حال ہر ایک ملک اور مقدمے کا عرض کرنے لگا قبل اسکے کہ وزیر لوگ مقدمات کو طے کرے ابو الحسن نے کوتوال شہر کو بلا کر فرمایا کہ تو فلانے محلے مین جاکر موذن کو جو اوس محلے کی مسجد کا ہے چار سو درے اوسکے پاؤن پر لگا اور چار شخصون کو جو اوس موذن کے مشیر ہین سو سو درے مار پھر اون پانچونکو اولٹا اونٹون پر سوار کرکے سب محلونمین شہر کے تشہیر کرا کے اونکے کہتے جاوین کہ یہ سزا اون لوگونکی ہے جو اپنے محلے کے لوگونکو ایذا پہنچاوین اور اونپر جھوٹی تہمت کرین بعد تنبیہ اور تشہیر کے اونکو شہر سے نکلوا دے کوتوال نے بموجب حکم ابو الحسن کے اوس محلے مین جاکر پانچون شخصونکو سزا دی اور شہر سے اونکو اخراج کیا خلیفہ نے اس امر کو جائز رکھا اسواسطے کہ ابو الحسن سے اونکی شرارت کا حال اوسے معلوم ہو چکا تھا اس عرصے مین وزیر نے بھی اپنی عرض معروض سے فراغت پائی اور کوتوال نے حاضر ہوکے ابو الحسن سے کہا مین نے بموجب حکم حضور کے موذن فلانے محلے اور اوسکے چار مشیرون کو سزا دے اور تشہیر کرکے شہر بدر کردیا اس امر پر جو محضر کہ گواہی مین اہل محلہ سے تھی اپنے ساتھ رکھتا تھا ابو الحسن کے ملاحظے مین لایا ابو الحسن نے اوسکو پڑھا اور نام اہل محلہ اپنے کے پڑھکر پہچانے کوتوال سے مسکرا کے فرمایا مین اس امر سے بہت خوش ہوا اور میری خاطر جمع ہوئی خلیفہ بھی چھپے ہوئے اوسکی خوشی کو دیکھتے اور خوش ہوتے تھے بعد اسکے ابو الحسن نے وزیر اعظم سے فرمایا کہ ایکہزار اشرفی فلانے محلے مین اس شہر کے جاکر ابو الحسن کی ماں کو جسکو سب کوئی جانتے پہچانتے ہین بھجوا دے وزیر نے اوسی وقت تھیلی ہزار اشرفی کی اپنے غلام کے ہاتھ ابو الحسن کی ماں کو بھجوا دی جب غلام نے تھیلی اشرفیونکی ابو الحسن کی ماں کو جاکر خلیفہ کیطرف سے دی وہ ضعیفہ اس حال سے کچھ خبر اور اطلاع نہین رکھتی تھی نہایت خوش اور متعجب ہوئی اور دل مین کہنے لگی کہ خلیفہ نے میرے حال پر کمال سرفرازی فرمائی پھر وزیر نے آکے ابو الحسن کو آگاہ کیا کہ بموجب ارشاد حضور کے ہزار اشرفیان ابو الحسن کی ماں کو پہنچا دی گئین ابو الحسن سنکر خوش ہوا جب سب امور درباری سے فراغت ہوئی اہل دربار موافق معمول کے مجرا کر رخصت ہوئے فقط وزیر اور مسرور ابو الحسن کے ساتھ رہ گئے اوسوقت ابو الحسن تخت سے باعانت وزیر اور مسرور کے نیچے اوترا اور اوسی مکان مین جسمین پہلے تھا گیا اثناے راہ مین اوسے حاجت مکان ضروری کی ہوئی اس حال کو دریافت کرکے مسرور نے پاخانہ بادشاہی کہ نہایت تکلف کا تھا کھولدیا وہ پاخانہ

سنگ مرمر سفید کا اور اوسپر قالین ولایتی اور مخمل کاشانی بچھے ہوئے تھے داروغہ نے اوس مکان کے زربفتی جوڑا جوتیکا کہ خلیفہ اوسی کو پہنکر پائخانے مین جایا کرتا تھا لاکر ابوالحسن کے آگے رکھا ابوالحسن کہ اوسکے مصرف سے آگاہ نتھا اون جوتیونکو اوٹھا کر اپنی آستینو مین کہ بہت کشادہ تھین رکھلیا ابوالحسن کی اس حرکت سے وزیر اعظم مسرور وغیرہ افسرون کو نہایت ہنسی آئی مگر اونھون نے خلیفہ کے خوف سے ضبط کیا آخر وزیر نے عرض کیا کہ یہ جوتی پہنکر پائخانے کو جاتے ہین پھر وہ اوس جوتی کو پانؤن مین پہن پائخانے گیا اور جب وہ فراغت کرکے باہر نکلا مسرور آگے ہوکے اوسے کھانا کھانے کے مکان مین لے گیا جسمین دسترخوان کھانے کا مرتب تھا بمجرد پہونچنے ابوالحسن کے دروازہ اوس طرف کا کھل گیا اور خوجہ سرا واسطے بلانے گانیون کے دوڑے خاصے پر بیٹھنے کے ساتھ ہی اونھون نے گانا اور بجانا شروع کیا جسے سنتے ہی ابوالحسن کمال خوش ہوا اور سوچنے لگا کہ آیا ان سب امورونکو خواب مین دیکھتا ہون یا بیداری مین پھر اپنے دل مین کہا کہ یہ تو خواب نہین خواب آدمی نہین دیکھتا مگر جسوقت کہ سوتا ہی اور مین سوتا نہین مین اپنے ہوش اور حواس مین چلتا پھرتا کہتا سنتا ہون مین نے اس حال مین اپنے تئین خلیفہ کو سونپا اب تک مجھکو معلوم تھا کہ مین بادشاہ نہین میرے سوا اور کوئی مالک ملک اور امر و نہی کا ہی لیکن اب سبب اسکے کہ جو مینے کہا فوراً اوسکو بجالائے اور یہ سب کر و فر میرے ہی واسطے معلوم ہوتا ہی پس میرے سوا اور کوئی حاکم اور فرمان روا نہین ہر ایک چیز اوس جگہ کی حیرت افزا تھی ظروف سنہرے روپہلے جسکو ابوالحسن دیکھکر حیران ہوا سات خواصین نہایت خوبصورت جوان اپنے ساز لیے ہوئے گرد اوس مکان کے کمال سلیقے اور انداز سے گا بجا رہی تھین اور سات ہی جھاڑ روشنی کے بہت اچھے چھت مین اوس کمرے کے لٹکتے تھے درمیان مین دسترخوان بڑے تکلف سے بچھا ہوا تھا اور سات انگیٹھیان سونیکی دور دور رکھی ہوئی تھین جسمین طرح طرح کی خوشبوئین جلائی جاتی تھین اور اوسکی خوشبو سے دماغ معطر ہوتا تھا اور سات خواصین حسین جان سراپا ناز و انداز پوشاکین رنگ برنگ پر زری کی پہنے ہوئے گرد اوسکے کھڑی تھین اور ہر ایک کے ہاتھ مین مورچھل اور پنکھیان جڑاؤ ہر کی ڈنڈیونکی تھین جب ابوالحسن اوس مکان مین داخل ہوا ہر قدم پر ٹھہر کر عجائب اور غرائب چیزونکو دیکھتا اور متحیر ہوتا آخر بیچ مین اوس مکان کے جاکر خاصے پر بیٹھا بمجرد اوسکے بیٹھنے کے وہ ساتون خواصین اوسنے خلیفہ کو مورچھل ہلانے لگین ابوالحسن اونھین دیکھہ نہایت خوش ہوا اور مسکرا کے اونسے کہا باری باری تم مین سے ایک مورچھل جھلنے کیواسطے کھڑی رہے اور چھہ دسترخوان پر بیٹھین غرض تین کو دہنی طرف اور تین کو بائین طرف اپنے بٹھالیا اور اون چیزونکو جو دسترخوان پر چنی ہوئی تھین دیکھکر خوش ہوتا وہ چھہ خواصین بموجب فرمانے کے دسترخوان پر بیٹھ گئین مگر لحاظ سے خلیفہ کے ہاتھہ کھانے مین نہین ڈالا پھر ابوالحسن نے کہکر اونکو شریک کھانیکے کیا اور اونسے اونکا نام پوچھا اونھون نے عرض کیا ایک کا نام مرگردن دوسری کا مرجان لب تیسری کا مہتاب چہرہ چوتھی کا خورشید لقا پانچوین کا نزہت العیون چھٹی کا فرحت جان پھر اوس ساتوین سے جو پنکھا جھل رہی تھی پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی اوسنے کہا میرا نام قمری ہی پھر اوسنے ہر ایک کے نام پر لطیفہ کہا خلیفہ بھی ایک مکان مین چھپا ہوا اوسکی باتون اور اختلاط پر خوش ہوتا جب خواصون نے جانا کہ ابوالحسن کھانا کھا چکا خواجہ سراؤن سے کہ وہان حاضر تھے دوڑ کر ایک نے سیلابچی دوسرے نے آفتابہ پانی کا لاکر اوسکے ہاتھہ دھلوائے پھر اوسکو وہان سے اور مکان مین لے گئے اور اوسمین تصویرین طلائی اوستادون کی بنائی ہوئی موقع سے جابجا لگی ہوئی تھین بمجرد داخل ہونے ابوالحسن کے اوس مکان مین گانیون نے گانا بجانا شروع کیا اور اوس مکان مین سات

قندیلین جو اہر نگار سات جگہ لٹکتی تھین اونکے نیچے دستر خوان بچھا ہوا تھا جسپر سات قابین سونیکی میوون خشک وتر سے بھری ہوئی رکھی تھین اور وہان سات خواصین اور پہلی خواصون سے زیادہ طرحدار و حسین کھڑی دیکھین ابو الحسن اونکو دیکھکر زیادہ متحیر ہوا اور دستر خوان پر بیٹھکر اونکو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا اور اونکے نام پوچھے اونھون نے بھی مثل پہلی خواصون کے اپنے نام بتائے پھر میوے اوٹھاکر ہر ایک کو دینے لگا اور اونکو کھلوا تا گیا پھر اوس بارہ دری سے اوٹھکر سرور کے ساتھ تیسری بارہ دری مین گیا وہ بھی مثل اون دو اول کے آراستہ تھی وہان بھی سات طائفے گانے بجانے والیونکے نظر آئے اور سات خادمہ حسین سات پیالے سونے کے جسمین اقسام رنگ برنگ اور شربت طرح طرح کے بھرے تھے لیے ہوئے کھڑی تھین ابو الحسن کے دستر خوان پر بیٹھتے ہی گانیوالیون نے گانا بجانا شروع کیا اونسے تھوڑا تھوڑا شربت اور افشرہ پی اون سب سے کہا تم ان شربتونکو جسکو جو اچھا لگے پی جاؤ اسکے بعد سیاتون کے نام پوچھے اونکے نام سنکر بھی خوش ہوا پھر دیر تک خواصون سے گفتگو اور اختلاط کرتا رہا اور خلیفہ بھی اوسکی ان باتون اور حرکات سے خوش ہوتا جب آخر چوتھا ابو الحسن چوتھے مکان مین گیا وہ بھی اور مکانون کے ہر ایک چیز سے آراستہ تھا وہان سات فانوسین جواہر نگار جنمین شمعین کافوری روشن تھین اور سوا ان فانوسون کے روشنی اسقدر تھی کہ اوس بارہ دری مین عالم روز کا نظر آتا تھا اور عجب لطف کہ اسی طرح جو مکان مین فرش بچھا اور زمین تھا اس بارہ دری مین بھی سات طائفے گانے بجانے ناچنے والیون کے تھے کہ نہایت خوبی اور انداز سے گاتے بجاتے جسکی صدا سے انسان بے اختیار ہو جاتا اور سوا اونکے سات خواصین اور اوسی حسن و جمال کی سونے کی تشتریونمین طرح طرح کے کلچے اور سنبوسے اور شیرینی وغیرہ لیے ہوئے کھڑی تھین اور اسباب گزک کا کہ بعد پینے شراب کے ضروری ہے اونکے پاس موجود تھا پھر ابو الحسن نے اوس بارہ دری مین ایک جا پر سات صراحی نقرئی کی دیکھین کہ نفیس شراب سے بھری ہوئی رکھی ہین اور سات ہی گلاس بلور کے نہایت صنعت اور کاریگری کے بنے ہوئے ہر ایک صراحی کے پاس دھرے ہین ابو الحسن نے اون تینون مکانونمین سوا پانی کے اور کچھ نہ پیا تھا شہر بغداد کی رسم تھی کہ سوا رشب کو شراب مخفی پیتے تھے اور دن کو اوس سے نہایت اجتناب کرتے تھے غرض جب ابو الحسن چوتھے مکان مین جاکر بیٹھا وہان سات خواصین نازنین کمال ناز اور بانکپنے سے کھڑی تھین جنکے دیکھنے سے ابو الحسن کا دم اولٹ گیا اون سب سے کہ جنکو آگے دیکھا تھا خوبصورت زیادہ پاکے اونپر فریفتہ ہوا اور چاہا کہ اونسے باتین کرے مگر شور و غل اور آواز گانے اور سازون خصوصا طبلون اور سارنگی کی آواز سے اوسکو کچھ سنائی نہین دیتا تھا اسواسطے اوسنے ہاتھون سے دستک دے کر گانے بجانیکو موقوف کیا اور جبکہ خاموش ہوگئے اوسنے اوس خواص کو جو نزدیک اوسکے کھڑی تھی ہاتھ پکڑ کے پاس اپنے بٹھالیا اور نام اوسکا پوچھا اوسنے کہا امیر المومنین نام میرا سلک مروارید ہے ابو الحسن نے کہا تمھارے دانت سلک مروارید سے صفائی زیادہ رکھتے ہین جسنے تیرا یہ نام رکھا بڑی غلطی کی چاہیے تھا کہ اس سے بہتر نام ہوتا اب تو ایک گلاس شراب کا بھر کر مجھے دے تا مین تیرے نازنین اور نازک ہاتھ سے پیون سلک مروارید نے جلد ہی گلاس بھر کے ابو الحسن کو دیا اوسنے اوس گلاس کو پیا پھر اوس سے کہا اب تو ایک گلاس آپ پی اوسنے گلاس بھر کے قبل اسکے کہ پیے ایک گیت گایا ابو الحسن اوسے سنکر نہایت خوش ہوا پھر اوسنے اوس طرح وقت میوہ اوٹھا کے دوسری ایک خواص کو دیا اور پاس اپنے بٹھا کے نام اوسکا پوچھا اوس نے کہا نام میرا کوکب الصبح ہے ابو الحسن نے کہا آنکھ تیری کوکب سے زیادہ روشن ہے تیرا نام چاہیے تھا کہ اس سے بڑھکے ہوتا پھر اوسنے ایک گلاس کوکب الصبح کے ہاتھ سے پیا اور اسیطرح سے تیسری خواص کو جسکا نام ضوء النہار تھا بلایا اور اوسکے ہاتھ سے بھی ایک گلاس بڑی خوشی سے نوش کیا ابو الحسن نے جب کئی

گلاس اون خواصون کے ہاتھہ سے پیا کہ مرداریت نے بموجب ایماے خلیفہ ہارون رشید کے پھر ایک گلاس شراب سے بھر اور اوسمین سفوف بیہوشی کا ملا
اوسکے پاس لائی اور کہا اے امیر المومنین اس گلاس خیر کو بھی میرے ہاتھہ سے پیجیے اور قبل اسکے کہ تم پیو مین ایک گیت گاتی ہون وہ گیت آج صبح کے
وقت مینے بنایا ہی اور ابتک کسی نے اوسے نہین سُنا پھر وہ خواص بانسلی ہاتھہ مین لیکر بجانے لگی اور اوسنے بانسلی مین اوس گیت کو ایک کیفیت سے
گایا کہ ابو الحسن نے شروع سے آخر تک اوسکو سنکر وجد کیا پھر دوبارہ اوس سے وہ گیت گوایا اور نہایت خوش ہوا جب وہ خواص اوس گیت کو گا چکی
ابو الحسن نے چاہا کہ بعد اوس گلاس پینے کے اوسکی تعریف کرے لیکن تاثیر سے سفوف کی مونہ کھولکر رہ گیا کچھہ بات نکرسکا آنکھین اوسکی بند ہوگئین
ہاتھہ اوسکے پھیل گئے جیسا کہ کوئی شخص غافل سوتا ہو غرض اوسکی وہی حالت ہوگئی جیسی کہ روز اول ہوئی تھی گلاس اوسکے ہاتھہ سے چھٹکر قریب
تھا کہ زمین پر گر پڑے مگر خواص نے اوس گلاس کو دوڑ کر تھام لیا خلیفہ ابو الحسن کو بیہوش دیکھکر اپنی جگہہ سے وہان آیا اور پوشاک بادشاہی اوسکے
بدن سے اوتروا کر اوسکے خاص کپڑے اوسکو پہنوائے اور اوس غلام کو فرمایا کہ اسکو اوسی طرح سے لیجاکر اسکے دیوانخانے مین لٹا دے اور وقت پھرنے کے
دروازہ اسکے دیوانخانیکا کھلا چھوڑیو وہ غلام ابو الحسن کو اوٹھا اور کاندھے پر رکھہ چور دروازے سے محل کے اوسکے گھر لے گیا اور اوسکو اوسکے بستر
پر لٹا دیا اور دوڑ کر محل کیطرف پھر گیا تاکہ اس حال سے خلیفہ کو اطلاع کرے پھر خلیفہ نے اپنے نفرون سے کہا کہ ابو الحسن خدا سے دعا مانگتا تھا ایک دن
کیواسطے خلیفہ ہووے تاکہ اپنے محلے کے موذن اور چار بڈھونکو جو اوسکے صلاح کار ہین سزا دے کہ ابو الحسن اور اوس محلے کے آدمیونکو اونکے ہاتھہ سے
بڑی تکلیف پہونچتی تھی اسلیے مینے اس تدبیر سے ایک دن کیواسطے اوسکو خلیفہ بنایا اور اوسنے موافق اپنی آرزو کے اوس موذن اور اوسکے رفیقون کو
سزا دی ابو الحسن رات تک اوسی غفلت اور بیہوشی مین اوس سفوف کی تاثیر سے پڑا رہا جب صبح ہوئی اور دن چڑھا اوسنے آنکھہ کھولکر اپنے تئین گھر مین
دیکھا نہایت متحیر ہوا سلک مرواریہ کوکب الصبح ضوء النہار مرجان لب مہتاب وغیرہ خواصون محل بادشاہی جو اوسکی خدمت مین حاضر تھین اور
اونکے نام اوسے یاد تھے پکارنے لگا کہ تم کہان ہو میرے پاس آؤ غرض اوسنے ایسے شور و غل سے خواصون اور خواجہ سراؤنکو پکارنا شروع کیا کہ اوسکی
مان آواز سنکر اوسکے پاس دوڑی آئی اور ابو الحسن سے کہا اے فرزند تجکو کیا ہو گیا کہ تو ایسی باتین کرتا ہی ابو الحسن نے اپنا سر اوٹھا کر اپنی مان کیطرف
نہایت تکبر اور غرور سے دیکھا اور کہا اے نیکبخت بی بی تو کسے اپنا فرزند کہتی ہی اوسکی مان نے کہا مین تجکو اپنا فرزند کہتی ہون کیا تو میرا فرزند
نہین ہی عجب بات ہی کہ تو ایک دن مین مجکو بھول گیا ابو الحسن نے کہا اے نامعقول عورت کیا مین تیرا بیٹا ہون تو ایسی بے لحاظ بات میری
نسبت کہتی ہی تیری یہ باتین جھوٹی ہین مین ابو الحسن نہین مین امیر المومنین ہون اوسکی مان نے کہا بیٹا چپ ایسی بڑی بات مونہ سے
نہ نکال ابھی تجکو دیوانہ سمجھہ لوگ پکڑ کر سزا دینگے ابو الحسن نے کہا مین دیوانہ نہین جیسا کہ تو خیال کرتی ہی میرے ہوش و حواس بجا ہین پھر مین
تجسے کہتا ہون کہ مین خلیفہ اور نائب رسول کا ہون کہ جو مالک دونون جہان کا ہی اوسکی مان نے کہا افسوس کہ تیرے حواس ٹھکانے نہین مجھے
سایہ کسی جن کا ہو گیا ہی یا شیطان نے تجھہ مین حلول کیا جسکے سبب سے تو ایسی بہکی باتین کرنے لگا تیرا خدا حافظ ہی تو میرا بیٹا ابو الحسن ہی
اور مین مان ہون اور سب علامتون سے جو وہ بتا سکی اوسے آگاہ کیا اور اوسکی غلطی ثابت کی تاکہ وہ اپنے ہوش مین آوے پھر اوسنے
کہا تو نہین دیکھتا کہ یہ گھر تیرا ہی یا محل خلیفہ کا تو ہمیشہ اسی گھر مین جب سے کہ تو پیدا ہوا ہی میرے ساتھہ رہا کیا جو باتین کہ مینے
تجسے کہی ہین اونھین سوچ اور وہ باتین جو تو کہتا ہی چھوڑ یہ مرتبہ تجکو نہ ہی اور نہ کبھی ہوگا پھر کبھی ایسا مذکور کسی سے نکریو ابو الحسن

نے اپنی ماں کی باتیں سُنکر آنکھیں کھول لیں اور اپنا سر اپنے ہاتھ پر رکھکے سوچنے لگا جیسا کہ کوئی شخص کسی امر کو بھول گیا ہو اور اوس سے
سوچے پھر اپنی ماں سے کہنے لگا کہ جو تو نے کہا وہ سب سچ ہی اور مین یہ بھی خوب جانتا ہون کہ مین ابو الحسن ہون اور تو میری ماں ہی اور اپنے گھر مین ہون
پھر چارون طرف دیکھکر کہا کہ اسمین کچھ شک نہین کہ مین ابو الحسن ہون لیکن معلوم نہین کہ کس سبب سے میرے دماغ مین یہ باتین سمائی ہین اوسکی
ماں کو تصور ہوا کہ شاید میرے بیٹے کو کوئی بیماری دماغ کی ہوئی جسکے سبب سے ایسی بہکی باتین کرتا ہی یا اسنے کوئی خواب دیکھا یہ خیال کرکے
وہ ہنسنے لگی اور اوس سے پوچھا بیٹا تو نے آج کی رات کو کیا خواب دیکھا تھا ابو الحسن نے برعکس اوسکے اپنی ماں کو گھڑک کے کہا ای نامعقول عورت
تو سمجھکے نہین بولتی تو کیا جھک مارتی ہی مین ہرگز تیرا بیٹا نہین ہون ورنہ تو میری ماں ہی تو نے بہت بڑی گستاخی کی کہ مجھے اپنا بیٹا تصور کیا تو نہین
جانتی کہ مین امیر المؤمنین ہون تو ابتک دھوکے اور شبہے مین ہی اوس ضعیفہ نے کہا خدا کے واسطے بیٹا اپنی زبان کو ایسی باتون سے بند کر کیا تو نے
قصہ ہمارے موذن کا جو ہمارے محلے کی مسجد مین ہی اور اوسکے چارون رفیقون کا نہین سُنا کہ اپنے محلے کے لوگون کو دھمکاتے تھے اور اونھین اذیت پہونچاتے
تھے کل کوتوال نے آکر اون پانچون آدمیون کو گرفتار کیا چار سو درّے موذن کو اور سو سو اون چارون بڈھون کو لگائے پھر اولٹا اونٹ پر سوار کرکے سارے شہر مین
تشہیر کیا اور اسکے بعد اون سبکو بڑی ذلت و رسوائی کے ساتھ شہر بدر کر دیا مین ڈرتی ہون بیٹا کہ کہین تیرا بھی یہی حال ہو ابو الحسن کی ماں نہین جانتی تھی
کہ موذن وغیرہ کی سزا اور جلاوطنی اوسکے حکم سے ہوئی صرف واسطے اوسکے ڈرانے کے اوسنے اس قصے کو ابو الحسن سے نقل کیا اور یہ بھی نہین جانتی تھی کہ
یاد ہی اس سرگذشت کی اور موجب زیادہ خوف کا ہوگا الغرض ابو الحسن اس قصے کو اپنی ماں سے سُنکر کہنے لگا اب تم خوب طرح سے جانو کہ مین
نہ تمھارا بیٹا ہون اور نہ ابو الحسن بلکہ امیر المؤمنین ہون چاہیے کہ اب تجھے بھی اس دعوے مین جو مین کرتا ہون کچھ شک اور شبہہ باقی نرہیگا اسواسطے
کہ اوس موذن اور اوسکے چارون شریرون کو سزا میرے ہی حکم سے ہوئی ہی اب مین بیشک امیر المؤمنین ہون اسکو خواب جان تو کوتوال کو مین نے ہی حکم اوس
موذن وغیرہ کی سزا کا دیا تھا اور اوسنے فی الفور میرے حکم کی تعمیل کی تیرے ہی قول سے میرا امیر المؤمنین ہونا ثابت ہوا ابو الحسن کی ماں کچھ
نہ سمجھی کہ ابو الحسن آگے سے زیادہ موذن کی سزا کا حال سُنکر اپنی بات پر کیون مستقل ہوا مگر اوس سے کہا بیٹا خدا تیرے حال پر رحم کرے کوئی
ان باتون کو سُنکر تیرے حق مین کیا کہیگا ابو الحسن یہ باتین اپنی ماں سے سُنکر نہایت غصے ہوا اور کہا او زن فرتوت چپ رہ ورنہ اوٹھکر ایسی تجکو سزا
دونگا کہ یاد کریگی مین بقرار امیر المؤمنین ہون اوس نیک بی بی نے جانا کہ ابو الحسن آگے سے زیادہ بہکا اور اسکے دماغ مین نہایت شورش اور اختلال
پیدا ہوا اور درد فرزندی سے رونے لگی ابو الحسن کہ اوس خیال مین غرق اور ڈوبا ہوا تھا ذرا اپنی ماں کے رونے پر خیال نکرکے اور سر رشتہ تعظیم و تکریم کا ہاتھ سے
چھوڑ اوسی غضب مین اوٹھ کھڑا ہوا اور ایک لاٹھی اوٹھاکر اپنی ماں سے کہا ای ملعونہ سچ بتا کہ مین کون ہون اوس ضعیفہ نے پیار سے اوسکی طرف
دیکھکر کہا کہ تو میرا بیٹا ابو الحسن ہی اور مین وہی ہون کہ جسنے تجھے جنا اور دودھ پلایا تھا تو نے غلطی سے اپنا خطاب اتنا بڑھا
دیا بلکہ خطاب امیر المؤمنین کا خاص واسطے خلیفہ ہارون رشید کے ہی جسکے مین اور تو اور سب لوگ فرمانبردار ہین اور وہ خاوند اور خداوند نعمت
ہی ابھی کل اوسنے غلام کے ہاتھ ایک توڑا اشرفیون کا مجھے بھیج دیا ہم تم خدا سے ایسے امیر المؤمنین کے واسطے دعای خیر کرین کہ جسنے
ہمپر ایسی عنایت فرمائی ابو الحسن کو اشرفیون کا حال سننے سے زیادہ یقین اپنے امیر المؤمنین ہونیکا ہوا اسواسطے کہ وزیر جعفر نے اوسکے
حکم سے اشرفیان اوسکی ماں کو بھجوائی تھین پھر اپنی ماں سے کہا کہ برانی ستارہ اب بھی تجھے یقین میرے خلیفہ

ہونے کا نہین آتا کہ کل مینے ہی اپنے وزیر جعفر کے ہاتھہ ہزار اشرفیان تجھے بھیج دی تھین اور جو حکم کہ مین کرتا تھا فی الفور اوسکی تعمیل ہوتی تھی باوجود ان سب باتون کے تو مجھے اپنا بیٹا کہتی ہی تجکو جھوٹ بولنے کی سزا مجھے دینا ضرور ہوا یہ کہکے ابوالحسن نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کے لکڑی سے خوب مارا وہ غریب ضعیفہ چلا کے رونے لگی اوسکے رونے کی آواز سنکر محلے کے لوگ دوڑے آئے مگر ابوالحسن مارتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ مین امیرالمومنین ہون اور وہ ضعیفہ مار کھاتی جاتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ نہین تو میرا بیٹا ہی جب ہمسائے کے لوگ اوسکے مکان مین پہنچے ابوالحسن کا تھوڑا سا غصہ کم ہوا وہ لکڑی اوسکے ہاتھہ سے چھین لی اور دونون کے درمیان مین آئے اور کہا کہ ابوالحسن تجکو کیا ہو گیا ہی خدا سے نہین ڈرتا ہی اور نہین سمجھتا کہ کوئی بیٹا سعادتمند اپنی ماں پر ہاتھہ اوٹھاتا ہی تجکو شرم نہ آئی کہ اپنی ماں کو ایسا مارا اور وہ تجکو کسقدر پیار کرتی ہی ابوالحسن نہایت غصے مین آیا اور آنکھین نکالکر کہنے لگا ابوالحسن کون ہی جسے تم کہتے ہو کیا یہ نام تمنے میرا رکھا ہی ابوالحسن سے اس بات کو سنکر ہمسائے کے آدمی گھبرائے اور کہا کیا تو اس محلے اور گھر مین نہین رہتا اور یہ بی بی تیری ماں نہین ہی اور تجھے اسنے نہین جنا ابوالحسن نے کہا مین اس عورت ذلیل کو نہین پہچانتا اور نہ تمھین جانتا ہون کہ تم کون بلا ہو اور مین ابوالحسن نہین امیرالمومنین ہون اگر تم اس بات سے واقف نہین ہو گے تمکو اس سے آگاہ کرونگا اس بات سے سبھون نے جانا کہ یہ دیوانہ ہو گیا جیسا کہ اسنے اپنی ماں کو مارا ہم سبکو بھی ماریگا اونمین سے ایک شخص نے دوڑکر داروغہ کو خبر کی داروغہ یہ سنکر ابوالحسن کے گھر دوڑا آیا جب آدمیون نے اوسے پکڑا ابوالحسن نے چاہا کہ اونکے ہاتھہ سے اپنے تئین چھوڑا کر بھاگے داروغہ جیلخانہ نے یہ حال دیکھکر دو چار کوڑے زور سے اوسکو مارے جنکے لگنے سے ابوالحسن نے دم نہ مارا چپکا ہو رہا پھر تو داروغہ اوسے بندھوا کے پانؤنمین بیڑی اور ہاتھہ مین ہتھکڑی اور گلے مین زنجیر ڈال کے گھر سے اوسکو قیدخانے مین لے چلا ابوالحسن نے اپنے تئین مجمع مین لوگونکے دیکھا کوئی تو اوسکو گھونسا مارتا تھا اور کوئی طمانچہ اور کوئی اوسے گالی دیتا جیسا کہ سودائیون کے ساتھہ معاملہ کرتے ہین اوسکے ساتھہ کرنے لگے جب اوسنے اسطرح کی مار کھائی اور ذلت اوٹھائی اپنے دل مین کہنے لگا کہ خلق نے مجھے دیوانہ اور سودائی بنایا اور مین اپنے ہوش و حواس مین ہون الغرض جب ابوالحسن بتہ دیوانون کے قید ہوا داروغہ نے اوسکے جنونکو شدید سمجھکر لوہے کے پنجرے مین قید کیا اور ہر روز پچاس تازیانے اوسکے پیٹھہ اور مونڈھونپر مارا کرتا تین ہفتے تک اسی حالت مین رہا داروغہ روز اوسکو مار کر پوچھتا کہ اب تو اپنے ہوش و حواس مین آیا کہ اب بھی تو اپنے تئین امیرالمومنین سمجھتا ہی ابوالحسن نے کہا مین دیوانہ نہین ہون یہ میری بد قسمتی تھی کہ اسقدر مار کھائی اور رسوا ہوا ابوالحسن کی ماں روز اوسکے دیکھنے کو قیدخانے مین جاتی اور اوسکو ایسی قید شدید مین دیکھکر روتی پھر جب اوس ضعیفہ نے دیکھا کہ یہ روز بروز دبلا ہوتا جاتا ہی نہ دنکو اسکو آرام اور نہ رات کو چین ہی ہمیشہ آہ و نالے درد سے کیا کرتا ہی پیٹھہ اور بازو اسکے مار سے سیاہ اور مجروح ہو گئے اور اس قید تنگ مین جس پہلو بیٹھا یا لیٹا ہی آرام نہین پاتا کئی بار اسکے بدن کی کھال مار سے اودھڑ گئی غرض اوسکی ماں کو اوسپر بہت رحم آیا اور چاہا کہ واسطے امتحان کے اوس سے بات چیت کرے تا دریافت ہووے کہ یہ اپنے ہوش مین آیا ہی یا نہین چنانچہ اوس سے بات چیت کیا کرتی ابوالحسن بھی اون سب باتونکو جو محل مین خلیفہ کے دیکھی سنی تھین بھول گیا اور سمجھا کہ وہ سب خواب و خیال تھا اگر خواب نہوتا تو مین اپنے تئین بعد بیدار ہونے کے کیون اپنے گھر مین پاتا اور کسواسطے سب خواصین وغیرہ میری حضور مین حاضر نہوتین مگر یہ امر کہ میرے حکم سے موذن اور چار اوسکے ساتھی سزا دیے گئے اور وزیر جعفر نے ہزار اشرفیان میری ماں کو آ کر دین مجھے کچھہ شک مین ڈالتے ہین کہ مین خلیفہ ہون لیکن پھر مجھے حیرت ہی کہ کسکو خواب سمجھون اور کسکو نہ سمجھون ایکروز ابوالحسن انہین خیال

وا اندیشہ نہین تھا کہ اوسکی ماں موافق معمول کے اوسے دیکھنے کو آئی اور نہایت لاغر و ضعیف دیکھکے بہ نسبت اوسکے دنونکے بہت روئی ابو الحسن نے اوسکو سلام بڑی تعظیم سے جیسا کہ ہمیشہ کیا کرتا تھا کیا اوسکی ماں نے کچھ آثار صحت کے پاکر پوچھا ای فرزند اب تیرا کیا حال ہی وہ خیال جسنے تجھے اس حال کو پونہچایا اب تو تیرے سر مین نہین اوسنے کہا اماں جان میرا قصور معاف فرماؤ اور جو گستاخی کہ بہ نسبت تمھارے سرزد ہوئی اوس سے درگذر کرو اور یہی عرض ہی اپنے ہمسایونکی خدمت مین اور جو کچھ کہ مینے کہا وہ سب غلط خیال تھا مین خلیفہ نہین ابو الحسن تمھارا بیٹا ہون اور تم میری ماں ہو اور اسیطرح کی بہت سی باتین کین کہ جسکے سننے سے اوسکی ماں نہایت خوش اور مطمئن ہوئی کہ میرا بیٹا خدا کے فضل و کرم سے اب ہوش کی باتین کرتا ہی پھر خوش ہوکے اوسنے ابو الحسن سے کہا میرے خیال مین گذرتا ہی کہ وہ مسافر جسکو تو نے اپنا مہمان کیا تھا فجر کو اوٹھکر بے بند کئے دروازے دیوانخانے کے چلا گیا ہو اور شیطان نے دیوانخانے مین آکر تجکو بہکا دیا جسکے سبب سے تو نے وہ باتین کین ابو الحسن نے کہا اب تک مجھے یقین تھا کہ وہ سوداگر موصلی دروازہ میرے دیوانخانے کا بند کرکے گیا ہوگا اب معلوم ہوا کہ وہ کھلا ہوا چھوڑ گیا تھا مجھے معلوم ہوتا ہی کہ مقرر شیطان نے دیوانخانے مین دروازیکی راہ سے آکر مجکو بہکایا بہر کیف خدا نے خیر کی اب مین اچھا ہون جلد مجکو یہان سے نکال غرض داروغہ نے ابو الحسن کی ماں کے کہنے سے اوسکو چھوڑ دیا ابو الحسن ہاں سے چھٹکر اپنے گھر آیا اور بعد کتنے روز کے غذاہای لطیف سے اوسمین طاقت آئی پھر موافق اپنے دستور سابق کے ہر روز ایک نیا مہمان اپنے گھر بلا لاتا شب کو اوسے کھانا اپنے ساتھہ کھلاکے فجر کو رخصت کر دیتا ایکدن پہلی تاریخ مہینے کی تھی واسطے تلاش کرنے مہمان کے پل کیطرف گیا اتفاقاً اوسدن بھی خلیفہ ہارون رشید موافق دستور قدیم کے بھیس مین سوداگر موصل کے پل کیطرف سے ہوکر گذرا ابو الحسن نے کہ آگے سے واسطے تلاش مہمان کے وہان بیٹھا ہوا تھا دور سے خلیفہ کو دیکھا اور پہچانا کہ یہ وہی سوداگر موصلی ہی جسکے سبب سے مینے یہ سب اذیتین اوٹھائین اگر یہ دروازہ میرے دیوانخانے کا کھولکر نجاتا شیطان آکر مجکو نہ بہکاتا اوسکو دیکھتے ہی کانپا اور دل مین اپنے کہا کہ خدا اس شخص سے مجکو اپنی حفظ و امان مین رکھے اوسکی طرف سے مونہ پھیر کر دریا کی موجونکو دیکھنے لگا اور اپنے تئین چھپا لیا تا کہ وہ اوسے نہ دیکھے اور خلیفہ ہارون رشید ابو الحسن کی تلاش مین تھا کہ پھر اوسکو محل مین لیجاکے اوسکا تماشا دیکھے اور جو اوسنے اذیت اوٹھائی ہی اوسکی تلافی کرے اور ایسا ساتھہ سلوک کے پیش آئے کہ وہ عمر بھر کو مستغنی ہو جائے الغرض خلیفہ نے بھی اوسکو دور سے دیکھہ لیا اور اوسکے نزدیک جاکر کھڑا ہوا اور صاحب سلامت کرکے چاہا کہ اوس سے معانقہ کرے ابو الحسن نے اصلا اوسکی طرف نہ دیکھا اور ناآشنا ہوکے کہا مجکو نہ تمھارا سلام نہ تمھارا معانقہ درکار ہی اپنی راہ لو خلیفہ نے کہا کیا تمنے مجکو نہین پہچانا ایک مہینا گذرا ہی کہ مجکو تمنے آج ہی کی تاریخ شام کے وقت اپنے گھر لیجاکے بڑے تکلف سے کھانا کھلایا تھا ابو الحسن نے روکھے ہوکے کہا مین تو تمھین نہین پہچانتا جاؤ اور میان اپنا کام دیکھو خلیفہ سبب روکھائی ابو الحسن کا کچھہ نہ سمجھہ سکا پھر سوچا کہ شاید وہ بسبب اپنے عہد کے کہ جسے اپنے دل مین ٹھہرا رکھا ہی کہ سوا ایکبار کے دوسری بار کسی کو اپنے گھر لیجاکے دعوت نکریگا اسلیے بے التفاتی مجھسے کرتا ہی خلیفہ نے کہا تم خوب اپنے دل مین سوچو اور یاد کرو کہ ہمسے تمسے ملاقات اور شناسائی ہی ہماری ملاقات کو ابھی تھوڑا ہی زمانہ ہوا افسوس کہ تم اوسے بالکل بھول گئے معلوم ہوتا ہی کہ اس عرصے مین تمھین کوئی صدمہ پونہچا کہ اوسکے سبب سے تم مجسے کنارہ کرتے ہو یقین جانو کہ مین تمھارا نہایت ممنون احسان کا ہون اگر مجھے کچھ حال تمھارے درد دکھہ کا معلوم ہو مین تمھاری مدد دل سے کرون اور شریک درد کا ہون ابو الحسن نے جواب دیا ہم تو مین نہین جانتا کہ تمسے کچھہ میری مدد ہو سکے مگر اسقدر مجھے معلوم ہی کہ تمھارے سبب سے مین دیوانہ ہوا خدا کیواسطے

بھائی مجھسے نہ بولو میرے پاس سے چلے جاؤ اور پھر مجکو نہ ستاؤ خلیفہ نے جھٹ اوسکے گلے لگ کے کہا بھائی اتنا نہ خفا ہو اب مین تمھین چھوڑ کر دوسری جگہ نہین جا سکتا مین نہایت خوش قسمت ہون کہ پھر تمھین اچھی طرح سے دیکھا اور تمھین ضرور ہی کہ آج بھی مجھے اپنے گھر لیجاکے ویسی ہی دعوت کرو جیسی آگے کی تھی اور مجھے آرزو ہی کہ ایکبار پھر تمھارے ساتھہ شراب پیون ابوالحسن نے کہا مجھے کیا ضرور ہی کہ پھر اوس آدمی سے ملون جسکے سبب سے مجھے ضرر پونہچا ہو اور مثل مشہور ہی کہ اپنا نقارہ لیجاؤ اور آپ بجاؤ تمھارے سبب سے مجھے بڑی اذیت ہوئی مین نہین چاہتا کہ پھر اوسمین مبتلا ہون خلیفہ نے دوسری بار اوسکے گلے لگ کے کہا ای میرے اچھے دوست ابوالحسن تم میرے ساتھہ ترش روئی سے پیش نہ آؤ مجکو اپنا دوست جانو اور بتاؤ کہ میرے سبب سے تمکو کیا ضرر پونہچا مین چاہتا ہون کہ تمھارے درد دکھہ مین شریک اور معین ہون اور اگر نادانستہ مجھسے کچھہ قصور ہوا ہو تو اوسکی تلافی کرون ابوالحسن خلیفہ کے دم مین آگیا اور اوسکو اپنے نزدیک بٹھالیا اور سب حال کو ابتدا سے انتہا تک کہا کہ جسے خلیفہ خوب جانتا تھا پھر کہا کہ اس خواب کے دیکھنے سے ایسی میرے دل مین سمائی کہ مین خلیفہ ہون اس دعوے سے ہمسایون نے مجھے دیوانہ سمجھ قید کروادیا قید مین مین نے بڑی اذیت پائی اور مجھپر بڑا ظلم ہوا سبب اس اذیت کا تو یہی کہ فجر کو وقت جانے کے دروازہ میرے دیوانخانے کا کھلا چھوڑکر چلا گیا اور شیطان نے دروازے سے آمجکو بہکایا اور علاوہ ان سب مصائب کے مینے اس حالت مین اپنی مان کو مارا اور برا بھلا کہا اور اپنے ہمسایونکو گالیان دین اور اونھون نے قید مین خوب مار کھلوائی سبب ان سب امور کے آپہی کی ذات شریف ہین الغرض ابوالحسن نے یہ سب حالات کہ اوسپر گذرے تھے غصے ہوکر خلیفہ سے بیان کیے اور جو خلیفہ آگے سے اون سب باتونپر واقف تھا ابوالحسن کی بھولی باتونپر قہقہہ مارکر خوب ہنسا ابوالحسن یہ دیکھکر کہنے لگا کہ مین جانتا تھا ای سوداگر موصلی تو میرے ساتھہ اظہار محبت کرتا ہی میرا درد دکھہ سنکر افسوس کریگا اور اپنے قصور پر نادم ہوکے مجھسے اوسکا عذر خواہ ہوگا اور تو برعکس اسکے میری مصیبت کو سنکر ہنستا ہی پھر بہت ناخوش ہوا اور غصے ہوکر کہا اگر تجکو میرے کہنے کا باور نہو تو میری پیٹھہ اور شانونکو دیکھہ کہ کوڑونکے نشان اب تک موجود ہین خلیفہ نے داغ اوس غریب ابوالحسن کے بدن پر دیکھکر بہت افسوس کیا اور اوسکی تسلی کرکے پھر اوسکو گلے سے لگایا اور کہا بھائی ابوالحسن مجکو تمھارے مار کے داغ دیکھکر بڑا رنج ہوا اگر جو کچھہ ہونا تھا ہو گیا اب میرا قصور معاف کرکے مجکو اپنے گھر لیچلو اور میری دعوت کرو فجر کو مین دروازہ دیوانخانے کا بند کرکے چلا جاؤنگا ابوالحسن نے باوجودیکہ سابق عہد کیا تھا کہ دوبارہ دعوت کسی کی نکریگا علی الخصوص ایسے شخص کی کہ اوس سے اسقدر ملال ہو لیکن اوس غریب کو سوا اسکے کہ خلیفہ کو اپنے گھر لیجاے کچھہ بن نہ آیا آخر الامر اون دونون نے وہان سے اوٹھکر راہ شہر کی لی اثناے راہ مین خلیفہ نے ابوالحسن کے مشغول کرنے کے لیے کہا مجھسے تم سب طرح خاطر جمع رکھو اور اقرار کرتا ہون کہ کبھی مین اپنے سخن کے خلاف نکرونگا اگر تمھین نچاہیے کہ مجھہ ایسے دوست یکرنگ سے کہ ہر حال مین تمھاری خوشی اور بھلائی چاہتا ہی بدگمان ہو ابوالحسن نے کہا جو تمنے کہا سچ ہی مگر پھر توقع میری دعوت کی نرکھنا اور یہ سب اذیتین کہ مجھے پونہچین سبب اوسکا تم تھے خلیفہ نے مسکراکے کہا ابوالحسن تم بڑے بدگمان ہو باوجود اسقدر عذر کے پھر بھی شکوہ کیے جاتے ہو اسیطرح سے وے دونون آپسمین باتین کرتے ہوے شام کو ابوالحسن کے گھر پونہچے ابوالحسن نے اپنی مان سے کھانیکو منگواکر دسترخوان پر رکھا اور اپنے مہمان کے ساتھہ بیٹھکر کھانے لگا جب کھانے سے فراغت ہوئی ابوالحسن کی مان نے دوسرا دسترخوان سفید بچھا اوسپر میوے اور شراب اور گلاس لاکر اپنے بیٹے کے آگے رکھے پھر وہ اپنے مکان مین چلی گئی اور سو رہی ابوالحسن اور خلیفہ نے باہم چند گلاس متواتر پیے اور ہر ایک طرح کی باتین کرتے رہے خلیفہ نے جب دیکھا کہ ابوالحسن نشے مین شراب کے چور ہوا اوس سے پوچھا

کہ تم کبھی کسی پر عاشق بھی ہوئے ہو ابو الحسن نے کہا مین ابتک نہ کسی پر عاشق ہوا اور نہ کیفیت کد خدائی سے واقف ہون خلیفہ نے کہا پھر کس چیز پر تمھاری طبیعت رغبت کرتی ہی ابو الحسن نے کہا میری طبیعت اکثر راغب ہی اچھی شراب پر کہ پیون اور اپنے دوستون سے اختلاط کرون اور سوا اسکے مین چاہتا ہون کہ ایسی بی بی کے ساتھہ شادی کرون جسکو مینے خواب مین دیکھا تھا کہ میرے ساتھہ بیٹھکر شراب پیتی اور بانسلی مین گاتی تھی اور مزے سے میرے ساتھہ باتین کرتی مگر مین جانتا ہون کہ اس عمر بی اور حسن کی بی بی سواے محل بادشاہ اور وزیر کے کسیکو کب میسر ہوگی پھر ابو الحسن نے اور گلاس شراب سے بھر کے خلیفہ کو دیا اور کہا یہ آخری جام ہی میرے ہاتھہ سے پیو خلیفہ نے لیکر پیا پھر ایک گلاس اپنے ہاتھہ سے بھر کر اور اوس مین تھوڑا سا سفوف بیہوشی کا ملا ابو الحسن کو دیا اور کہا اسکو یاد پر اوس بی بی کے جسے تو نے خواب مین دیکھا تھا پی ابو الحسن نے مسکرا کے وہ گلاس اپنے ہاتھہ مین لیے یاد مین اوس بی بی کے پیا اور غافل ہو کے سو رہا خلیفہ نے اوسی غلام کو کہ اوسکے ہمراہ تھا اشارہ کیا کہ اسکو اوٹھا کے بہت ہوشیاری کے ساتھہ محل مین لیچا غلام ابو الحسن کو اپنے کاندھے پر اوٹھا کر لیچلا اور خلیفہ اوسکے دیوانخانے سے نکلکر دروازہ بند کر ساتھہ غلام کے ہو لیا جب وہ محل مین پونہچا غلام سے کہا اسکو چوتھی بارہ دری مین کہ جہان سے اسکو اوٹھا کر لیگیا تھا میرے پلنگ پر لٹادے پھر خواجہ سراؤن سے کہا اسکے کپڑے اوتار کر پوشاک میری پہناؤ اونھون نے فی الفور ابو الحسن کے کپڑے اوتار کر خلیفہ کی پوشاک اوسکو پہنادی خلیفہ فجر کو بیدار ہو کے ابو الحسن کی خوابگاہ مین گیا اور پوشیدہ ہوکر بیٹھا تا وہان سے ابو الحسن کے حال کو مشاہدہ کرے الغرض جب تاثیر سفوف بیہوشی کی ابو الحسن کے دماغ سے گئی اور وہ بیدار ہوا اور آنکھہ کھولی سونے کا اوگالدان اور سوا اسکے اور ساز و سامان وہان مہیا دیکھا ساتھ طائفے گانیوالیون کے فی الفور اپنے سازونکو بجا کر آواز ملائم گانے لگے ابو الحسن آواز شہنائی خوش آیند سنکر متحیر ہوا اور آنکھین کھولین بعد اوس مصیبت اوٹھانیکے جو وہ عالم پھر دیکھا زیادہ تر متعجب ہوا اور خواصون اور خواجہ سراؤن کو گرد اپنے کھڑا ہوا دیکھکر اگلے سمے کو یاد کیا اور اوس کمرے کو بھی دیکھکر پہچانا کہ یہ وہی کمرا ہی جسے مینے آگے خواب مین دیکھا تھا اور وہی روشنی اور وہی طیاری اور اسباب و سامان ہی پھر اوس گانے بجانیکو موقوف کیا تا کہ خلیفہ اپنے مہمان کی صورت اور اوسکی باتین اچھی طرح سے دیکھے اور سنے اسلیے سب لوگ متعین خوابگاہ کے چپ اپنی جگہ مین دست بستہ کھڑے تھے ابو الحسن تعجب سے انگشت بدندان ہوا اور کہا افسوس آج مین پھر وہی خواب دیکھتا ہون جو مینے آگے دیکھا تھا اور یقین ہی کہ اب بھی مثل سابق کے لوہے کے پنجرے مین قید ہون اور بیڑی ہتھکڑی پہن کئی دن تک مار کھایا کرونگا وہ شخص کہ کل شام کو میرے گھر آیا تھا نہایت شریر وہی باعث اس خواب کے دیکھنے اور میری فضیحتی کا ہوا تھا اور باوجود اسکے کہ اوسنے مجھسے قسم قول کیا تھا کہ مین جانے کے وقت دروازہ دیوانخانے کا بند کر کے جاؤنگا لیکن وہ پھر فیلسوفی سے دروازہ کھلا چھوڑ چلا گیا شیطان نے اوس دروازے کی راہ سے آکے میرے دماغ مین حلول کیا اور ایسا خواب پھر دکھلایا کہ جسکے سبب سے مینے اپنے تئین خلیفہ قرار دیا اور بہت سے خیال میرے ذہن نشین ہوئے اوسکی نظر بندی اور سحر سازی سے بار خدایا تو مجھے محفوظ رکھہ یہ کہکے ابو الحسن نے پھر اپنی آنکھہ بند کر لی اور دیر تک سوچتا رہا بعد ایک دم کے پھر آنکھہ کھولکر سب وہ کر و فر اور کثرت خواصون اور خواجہ سراؤن کی دیکھہ متعجب ہوا اور کہا ای خدا مجھکو فریب سے شیطان کے بچا پھر آنکھہ بند کر اپنے دل مین کہا تو اسی طرح سے پڑا رہ کچھہ بول چال نہین اگرچہ دوپہر ہو جاے شیطان جھک مار کر آپ چلا جائیگا مگر اون لوگون نے کہ تعینات خوابگاہ کے تھے اوسے چپکا پڑا رہنے نہ دیا راحت جان خواص جسکو ابو الحسن نے اگلی صحبت مین دیکھا تھا اوسکے نزدیک آکر بیٹھہ گئی اور ابو الحسن سے کہا ای امیر المومنین اگر میرا قصور معاف ہو تو مین عرض کرون اب وقت حضرت کے آرام کرنے کا نہین ہی

بیدار ہوے جیسے دن نکل آیا ہی ابو الحسن نے راحت جان کی آواز پہچانکر کہا شیطان میرے پاس سے اوٹھ دوسرے شخص کے دھوکے سے تو مجکو امیر المومنین کہتی ہی راحت جان نے کہا آپ ہی حقیقت مین امیر المومنین ہین اور یہ خطاب جو مین کہتی ہون خاص آپکا ہی اس لیے کہ تم حاکم اور بادشاہ سب مسلمانون اور دنیا کے ہو جسکی مین غریب کنیز ہون اور آپکو شاید خواب بد دیکھنے کا اتفاق ہوا جاوس سبب سے آپ بہکتے ہین اگر اپنی آنکھین اچھی طرح سے کھولین تو یہ شک آپکا جاتا رہے اور آپکو تحقیق ہو جاوے کہ مین محل خاص مین ہون اور یہ خادمان محل خدمت کے واسطے حاضر ہین اور آپ کچھ تعجب نکیجیے اسواسطے کہ کل کے دن آپنے اسی خوابگاہ مین آرام دیر تک فرمایا تھا ہمنے بخیال بدخوابی جگانیکے آپ کو بیدار نکیا غرض راحت جان نے اسطرح کی باتین بہت ابو الحسن سے کین یہانتک کہ وہ خوابگاہ سے اوٹھ بیٹھا اور آنکھ کھولکر خوشہ مروارید اور دوسری خواصونکو جنھین آگے دیکھا تھا پہچانا وہ سب دفعۃً اوسکے پاس آ کھڑی ہوئین راحت جان نے پھر اوس سے گفتگو شروع کی اور کہا اے امیر المومنین وقت آپکے بیدار ہونیکا ہی آپ دیکھین کہ دن نکل آیا ابو الحسن نے اپنی آنکھین ملکر اوس سے کہا مین تو امیر المومنین نہین غریب ابو الحسن ہون اور مجکو اپنا حال خوب معلوم ہی تمنے برخلاف اسکے مجکو امیر المومنین کیون کہا راحت جان نے جواب دیا کہ ہم ابو الحسن کو مطلق نہین جانتے ہین کہ وہ کون ہی اب ایسا نکہیے کہ آپ امیر المومنین نہین ابو الحسن نے چارونطرف دیکھکے کہا یہ عجب سحرکاری ہی کہ مین اپنے تئین اوسی بارہ دری مین پاتا ہون جسمین کہ پہلے تھا اور وہی اب دیکھتا ہون جسے پہلے دیکھا تھا اور بہت ڈرا کہ مبادا اس عارضے کے دیکھنے سے کہین پھر وہی صدمے اور مصیبتین نہ اوٹھاؤن میرا خدا حافظ ہی خلیفہ یہ سب کیفیت اور باتین مضحکہ اوسکی سنکر چاہتا تھا قہقہہ مارکے ہنسے مگر اپنے تئین ضبط کیا ابو الحسن نے پھر لیٹ کے اپنی آنکھین بند کرلین راحت جان نے کہا حضور بیدار نہین ہوتے باوجودیکہ ہم نے ملکر آپکی حضور مین گذارش کی اور وقت فوت ہوتا ہی سب اہل دربار واسطے مجرے سلام کے در دولت پر حاضر ہین آپکا حکم ہی کہ ہم فجر کے تڑکے حضور کو بیدار کر دیا کرین پھر دونون عورتون نے بازو ابو الحسن کے پکڑ کے اوٹھا اور بارہ دری کے درمیان مین مسند پر لیجا کے بٹھا دیا اور عورتین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر روبرو اوسکے ناچنے لگین اور ساز چارونطرف سے بجنا شروع ہوئے پھر تو سازون کی آواز اور گائنونکے گانے سے بڑا شور و غل ہوا ابو الحسن اس حال کو دیکھکر دل مین کہنے لگا کیا مین حقیقت مین امیر المومنین ہون اور چاہتا تھا کہ کچھ بات کرے مگر اوس شور و غل اور باجے ہو مین کچھ سنائی نہین دیتا تھا تب اوسنے اشارے سے ہاتھ کے کوکب الصبح کو کہ روبرو اوسکے ناچ رہی تھی بلا کر پوچھا کہ سچ کہو مین کون ہون کوکب الصبح نے جواب دیا اے امیر المومنین اس سوال سے آپ ہمکو آزماتے ہین آپ ہی بتائیے اگر آپ امیر المومنین نہین تو پھر کون ہین آپ اپنے تئین کیون بھول گئے آپ آج کو معمول سے اپنے زیادہ سوئے اگر فرمائیے تو ہم سب امرونکو جو کل کے دن آپنے کیے تھے یاد دلوادین پھر اوسنے بطور استفہام کے کہنا شروع کیا کہ کل آپ دربار مین نہین گئے اور آپنے کوتوال کو بھیجکر فلانے محلے کے موذن اور چار اوسکے شریرونکو سزا نہین دلوائی اور آپنے وزیر کے ہاتھ ہزار اشرفیان ابو الحسن کی ماں کو نہین بھیجی تھین بارہ دری مین آپ نہین گئے اور فلانا کھانا اور فلانی بات نہین کی اور ہمکو خاوندی کی راہ سے اپنے ساتھ بٹھا کے کھانا اور میوے نہین دیے اور آپ نے ہمارے ہاتھ سے گلاس شراب کے نہین پیے اور ہمارا گانا نہین سنا یہان تک کہ آپ نے پلنگ پر جاکے استراحت فرمائی اور تمام رات ایسے غافل ہوکے سوئے کہ دن ہو گیا پھر بھی آپ کی آنکھ نہین کھلتی مروارید خواص اور دوسری خواصین اور خواجہ سرا سب متفق ہوکے اوسکے کلام کی تائید کرنے لگین اور عرض کیا کہ اب آپ اوٹھین اور فجر کی نماز پڑھین ابھی کچھ وقت باقی ہی ابو الحسن نے ان باتونکو سنکر کہا اے مکارو اگرچہ تم حسن و جمال سے بھری ہو مگر عقل و شعور سے خالی ہو مینے ایسا خواب دیکھکر بہت

مصیبتین اوٹھائین مدت تک زندان مین آہنی قفس کے اندر مسلسل بیڑی ہتھکڑی اور طوق سے قید رہا ہر روز پچاس تازیانے مجھپر پڑا کرتے تھے جنسے میری پیٹھ کی کھال اودھڑ گئی اور داغ سیاہ پڑگئے تم سب اوسکو خواب و خیال کہتے ہو کوکب الصبح نے جواب دیا کہ اس سب حال کو یعنی قید ہونا اور مار کھانا آپ کے دشمنون نے خواب مین دیکھا ہوگا اسواسطے کہ آپ کل سے کہین نہین گئے تمام رات اسی بارہ دری مین سویا کیے اسوقت آپکی آنکھ کھلی ہے ابوالحسن نے اوسکی بات سنکر کہا یہ سچ کہتی ہے اور خیال کیا کہ جیسے مین اس محل مین آیا ہون پھر یہان سے باہر نہین نکلا مگر اسمین متردد ہوکر کہا او حالت جنونکو جسمین قید ہوا اور مار کھائی خواب سمجھون یا اسکو کہ جو بالفعل دیکھ رہا ہون خواب خیال کرون خدا اوندا مین ابوالحسن ہون یا امیرالمومنین جو واقعی ہو مجھے ظاہر ہوجائے پھر اوسنے اپنے بازو کہ اب تک مار کے نشان اونپر تھے کھولکر اون عورتونکو کھائے اور کہا تم تجویز کرو کہ سوتے ہوئے شخص کے بدن پر بھی کہین مار کے نشان پڑتے ہین تم اس امر کو واقعی سمجھو اب تک ان داغون مین بانے سے درد ہوتا ہے یہ دلیل قوی ہے اس امر کی کہ مین امیرالمومنین نہین غریب ابوالحسن ہون اگر کوئی اسے خواب سمجھے تو اس سے دنیا مین کوئی امر عجیب و غریب نہوگا کہ خواب مین مار پڑے اور اوسکا درد اور اثر بیداری مین معلوم ہو پھر ابوالحسن نے ایک خواص کو بلاکر کہا کہ میرے بن گوش کو کاٹ تا مین امتیاز کرون کہ جاگتا ہون یا سوتا اوس خواص نے نزدیک جاکے نرمہ گوش اوسکا دانت سے ایسا کاٹا کہ ابوالحسن درد سے چلایا اور اوسنے غل کیا اوسکے چلانے پر ایکبارگی سب ساز بجنے لگے اور سب خواصین خواجہ سرا گانے بجانے کودنے مین مشغول ہوئے ابوالحسن نے اس حال کو دیکھکر اپنے کپڑے اوتار کر پھینک دیے فقط ایک پائجامہ پہنے رہا اور اون سبکے شریک ہوکر ناچنے تالیان بجانے لگا کبھی اتنا جھکتا کہ دوہرا ہوجاتا غرض کوئی حالت مسخرے پن کی اوٹھا نہین رکھی خلیفہ اس حال کو ابوالحسن کے دیکھکر ہنستے ہنستے لوٹ گیا آخر کو اوسنے پکار کر کہا ابوالحسن بس کر کیا مجھے ہنساتے ہنساتے مار ڈالیگا خلیفہ نے جب یہ بات کہی سب چپ ہورہے اور سازونکی آواز موقوف ہوگئی ابوالحسن نے بھی سب کے ساتھ خاموش ہوکر اوسطرف کو دیکھا جہان سے وہ آواز آئی تھی اوسنے وہان خلیفہ کو دیکھکر پہچانا کہ خود بدولت سوداگر موصلی بنے ہوے تھے پھر وہ کچھہ اپنے دل مین خجل نہین ہوا اور سمجھا کہ مین بیدار ہون خواب نہین دیکھتا اور جو کچھ کہ مجھپر گذرا واقعی تھا اور سمجھا کہ یہ سب بادشاہ کی خوش طبعی اور خوشنودی سے ہوا پھر خلیفہ کی طرف دیکھکر کہا سبحان اللہ حضرت ہی سوداگر موصلی کے بھیس مین تھے اور آپ ہی سبب میری ان سب فضیحتون اور مار کھلوانیکے ہوئے خلیفہ نے فرمایا ابوالحسن تو سچ کہتا ہے مین اسکی تلافی قرار واقعی کرونگا اور مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ عوض ان سب باتون کے تیرے ساتھ ایسا سلوک کرونگا کہ آجتک کسیکے ساتھ نکیا ہوگا خلیفہ یہ کہکے اوس مکان سے نیچے اوترآیا اور مسرور سے فرمایا کہ ایک جوڑا پوشاک کا جلد لاکے ابوالحسن کو پہناؤ جب ابوالحسن پوشاک پہن چکا بادشاہ نے اوسے اپنے گلے لگا کے کہا تو میرا بھائی ہے جو تو کہیگا وہی کرونگا ابوالحسن نے کہا اے امیرالمومنین پہلے آپ فرمایئے کہ میرے دیوانہ بنانے مین حضور کو کیا فائدہ تھا بادشاہ نے اوسکی تسلی کیواسطے کہا مین پہلی تاریخ ہر مہینے کی بھیس بدلکر واسطے دریافت کرنے حال نیک و بد شہر کے گلی کوچون مین گشت کیا کرتا ہون چنانچہ فلانی شب کو تو نے مجھے اپنے گھر لیجاکر کھانا مزیدار کھلوایا تیری گفتگو سے معلوم ہوا کہ تجکو واسطے سزا دینے فلانے موذن اور اوسکے چار رفیقون کے تمنا ہے کہ تجکو خدا ایک دن کے واسطے خلیفہ اور حاکم کر دے اسواسطے مین تجکو شراب مین دارو بیہوشی پلاکر اپنے محل مین اوٹھالے گیا اور تجکو خلیفہ بناکر موذن اور اوسکے رفیقونکو تجسے سزا دلوائی پھر دوسری شب وہی سفوف بیہوشی پلواکر تیرے گھر بھجوا دیا تو فجر کو رات کی سب باتین خیال کرکے خلیفہ بن بیٹھا اور ہر ایک کو مارنے اور برا بھلا کہنے لگا آخر کو قید ہوکر مار کھائی بعد گذرنے ایک مہینے کے دوسری بار پھر مین تیرا مہمان ہوکر اوسی طرح تجکو یہان پر

اوٹھالایا اب تو بہر صورت خاطر جمع رکھ ابوالحسن نے کہا اے امیرالمومنین جو مصائب کہ مجھپر گذرے تمام عمر مجھے یاد رہینگے بدولت خلیفہ کے مین
اس حالت کو پونہچا اور مجھے یقین ہے کہ آپ ہمیشہ میرے حال پر عنایت فرماتے رہینگے مگر میری تمنا یہ ہے کہ مین آپکی خدمتگزاری مین ہون اور ہر وقت
آپکی حضور مین حاضر ہوا کرون خلیفہ نے اوسکا حال بے پروائی کا دریافت کرکے کہا تیری اس خواہش کو مینے بدل قبول کیا اور فرمایا تجکو ہر وقت آنیکی
مینے اجازت دی تجکو کوئی نہین روکے گا ایک مکان رہنے کو دیا اور ہزار اشرفی نقد دے کر دربان اوسکا مقرر کیا پھر جب خلیفہ دربار عام مین گیا
ابوالحسن فرصت پاکے اپنے گھر آیا اور اپنی مان سے سارے حال کو ظاہر کیا کہ جو کچھ گذرا خواب نتھا بلکہ سب امر بیداری مین خلیفہ کی خواہش اور مرضی سے
ہوئے اور اوسنے ایک دن اور ایک رات مجھے خلیفہ کرکے سارے احکام میرے جاری کیے اور اب اوسنے مجھے اپنے مصاحبون مین مقرر کرکے سرفراز فرمایا اور
بلا قید جانیکی پروانگی دی پھر یہ قصہ ابوالحسن کا تمام شہر بغداد مین مشہور ہوا اور وہان سے اور شہرونمین پونہچا اور شہرون سے ملکون دور دراز مین گیا
اور اوس دن سے ابوالحسن خلیفہ کی حضور مین شب و روز حاضر رہنے لگا اوسے اپنی حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی سے نہایت خوش رکھتا یہانتک کہ خلیفہ
ابوالحسن کو ایک دن وبروز زبیدہ خاتون اپنی بی بی خاص کے لیگیا اور اوسکا سارا قصہ کہا زبیدہ اوسکا حال سنکے بہت خوش ہوئی پھر اکثر خلیفہ کے
ہمراہ زبیدہ کے محل مین جایا کرتا اور اکثر نزہت الارواح کو کہ ایک پیاری کنیز زبیدہ کی تھی بنظر محبت دیکھتا زبیدہ نے اس حال کو خلیفہ سے کہا کہ ابوالحسن
نزہت کو بہت دیکھا کرتا ہی اور وہ بھی ظاہر مین اوس سے راضی نظر آتی ہی اگر صلاح وقت ہو تو اون دونونکا نکاح کیجیئے خلیفہ نے کہا بی بی یہ بات میرے دل کی تھی
اسواسطے کہ مینے اوس سے وعدہ کیا تھا کہ اوسکو ایک اچھی بصورت بی بی دونگا مگر ابتک اوسکی خواہش جیسے کسی خاص نہین پائی تھی مگر اب تمسے معلوم ہوا
اس سے کیا بہتر ان دونونکی شادی کیے دیجاتا میرا وعدہ وفا ہو اور جسقدر کہ زبیدہ نزہت کو چاہتی تھی اوسیقدر خلیفہ ابوالحسن کو پیار کرتا تھا پھر اون
دونون نے ابوالحسن کی شادی نزہت کے ساتھ بڑے تکلف سے کردی زبیدہ نے بہت نقد اور اسباب جہیز مین ابوالحسن کو دیا اور خلیفہ نے واسطے خوشنودی
زبیدہ اور پاس خاطر ابوالحسن کے زر و جواہر بہت نزہت کو عنایت فرمایا ابوالحسن نے نزہت کو اوس مکان مین جو خلیفہ نے اوسے رہنے کو دیا تھا لیجاکر رکھا
اور بطریق ولیمے کے کئی دن تک دعوت سب محل والونکی کر ناچ و رنگ اونکو دکھلایا پھر وہ دونون آپسمین بہت پیار و الفت سے رہنے لگے سوائے اوس وقت
کے کہ ہر ایک خدمت مین خلیفہ اور زبیدہ کے جاتے ایک دوسرے سے جدا نہوتے حقیقت مین نزہت الارواح نہایت خوش سلیقہ اور صفات پسندیدہ رکھتی تھی اسواسطے
ابوالحسن آگے سے زیادہ اوسپر فریفتہ رہتا اور جو وہ دونون زن و شوہر سخی اور صاحب ہمت تھے ہمیشہ اچھا کھانا کھاتے اور اچھی پوشاک پہنتے
اور نفیس شراب پیا کرتے دسترخوان اونکا صبح و شام بچھا رہتا جو خواص خواجہ سرا محل کے اونکی ملاقات کیواسطے آتے اونکو وہ بے کھانا کھلوائے
رخصت نکرتے اور سوا کھانا کھلانیکے بعضونکو موافق اونکے رتبے کے تحفے دیتے اور بعضونکو انعام و اکرام دیکر خوش کرتے شب کو سوائے
کھانون معمولی کے طرح طرح کے میوے مٹھائیان اچار و مربے اونکے دسترخوان پر رہا کرتے گانے بجانیکا بھی شغل رکھتے غرض اسیطرح سے
ایک مدت تک اونھون نے اپنی اوقات امیرانہ بسر کی باورچی نے اونکے بہت دنون تک کھانے عمدہ اور نفیس پکائے اور بیدریغ صرف کیا آخر ایک روز
فرد حساب اخراجات باورچی خانیکی لاکر اونکو گذرانی اور اسیطرح سے توشے خانے والے نے کہ اون دونون کی پوشاک مین
صرف کیا تھا زر کو طلب کیا اونھون نے جو کچھ کہ اونکے پاس قسم نقد سے تھا حوالے کیا اوسپر بھی ہزارون کا قرض اونکے ذمے باقی رہگیا
اور خرچ کیطرف سے سخت تکلیف اوٹھانے لگے ایک ہی برس مین اسراف سے اونکا حال اس درجے کو پونہچا کہ اپنی ضروریات مین محتاج

ہو گئے ابو الحسن بسبب اپنے عہد کرنے کے کہ کبھی خلیفہ سے کچھ نہ مانگونگا اپنا حال خلیفہ کی حضور مین عرض نکر سکتا تھا اور دولت تو اوسکی حال
کی قبل شادی کے سب اوسنے اپنی مانکو دی تھی اب وہ غیرت اور شرم سے کچھ مان سے بھی نہین مانگ سکتا تھا اور نزہت الارواح بھی بسبب اسکے
کہ زبیدہ نے کتخدائی مین اوسکو اسقدر دیا تھا کہ تمام عمر کو کافی ہو مانگ نہین سکتی آخر ابو الحسن نے نزہت الارواح سے کہا اب سوائے اسکے کہ کچھ حیلہ کرین
کوئی امید ملنے کی خلیفہ اور خاتون سے نہین مین نے ایک حیلہ سوچا ہے اوسمین ہم تم دونونکو ایک دوسرے کی مدد کرنا ضرور ہے نزہت الارواح کو ابو الحسن کے
اس کہنے سے ایک گونہ تقویت ہوئی اور اوسنے ابو الحسن سے کہا مین تو اس امر مین بالکل مایوس ہو چکی تھی اب تم بتاؤ کہ وہ حیلہ کیا ہے ابو الحسن نے کہا
وہ مکر ایسا ہے کہ وہ دونون کچھ نہ کچھ مقرر ہمکو دینگے اور وہ یہ ہے کہ ہم تم دونون مرین نزہت الارواح نے کہا میان تم اگر چاہو مرو مین تو نہین
مرتی ہنوز تو ابھی دنیا کا کچھ بھی نہین دیکھا اگر سوائے اس حیلے کے اور کوئی تدبیر ہو تو مین البتہ اوسمین تمھاری شریک ہو سکتی ہون ابو الحسن نے کہا آخر تو عورت
کی ذات ہی مرنے کا نام سنکر گھبرا گئی مجھے کیفیت مرنیکی بیان نکرنے دی مرنے سے میری مراد واقعی مرنا نہین بلکہ صرف مکر کرنا ہے نزہت الارواح نے
کہا اگر مرنے سے یہ امر مراد ہے تو اس سے بہتر کوئی حیلہ نہین اب اوس حیلہ کو بیان کرو تا مین بھی اوسکو سمجھون ابو الحسن نے کہا مین لیٹ کے
اپنے تئین مانند مردے کے بناؤنگا تم ایک چادر سفید مین کفنانا جیسا مین واقع مین مر گیا ہون پھر تم مجھے دالان کے بیچ مین رکھکے ایک
دستار بندھی ہوئی میرے سر پر رکھنا اور میرے پانؤن کو قبلے کی طرف کر دینا اور سب طیاری میری تجہیز و تکفین کی کر کے رونا پیٹنا
اور اپنے کپڑے پھاڑ اور بال سر کے کھول روتی ہوئی زبیدہ خاتون کے پاس جانا وہ بی بی البتہ تیرے رونے کا حال پوچھے گی تو اوسوقت میرے مرنیکا
حال ظاہر کیجیو وہ بی بی بہت کچھ میری تجہیز و تکفین اور فاتحہ و درود کیواسطے تجکو دیوےگی تاکہ میرا جنازہ بڑی دھوم سے اوٹھایا جاوے
اور تیرے کپڑے پھٹے ہوئے دیکھکے تھان قیمتی تیری پوشاک کے لیے عنایت کریگی جب تم وہان سے زر اور تھان لیکے آؤگی مین اوٹھ کھڑا
ہونگا اور تم بجائے میرے لیٹ کر اپنے تئین مانند مردے کے بنانا مین تمکو کفن پہنا کر خلیفہ کے پاس جا یہی فریب اوسکو دونگا یقین ہے کہ وہ بھی اس
حال کو سنکر زبیدہ سے کم نہ دیگا ابو الحسن جب اس حیلے کا بیان کر چکا نزہت الارواح نے کہا یہ حیلہ بڑے مزے کا ہے خلیفہ اور زبیدہ البتہ
ہم تم دونون کو بہت کچھ دینگے اگر ہم مین سے ایک شخص اس حیلے کو کرے تو بھی مفید مطلب کا ہوگا اور جبکہ ہم دونون باہم ملکے کرینگے
تو یقیناً فائدہ کثیر حاصل ہوگا اب دیر نکرو بیچ دالان مین ابو الحسن قالین پر چادر سفید بچھا کر چت لیٹ گیا اور پانؤن اپنے دراز کر لیے اور چادر مین
مانند کفن کے اپنے تئین لپیٹ کر مثل جنازے کے بنگیا اور کوئی دقیقہ مرجانیکا باقی نرہا اوسکی بی بی نے پانؤن اوسکے قبلے کی طرف پھیر دیے اور باریک
کپڑے سے مونہ اوسکا چھپا دیا اور دستار اوسکے مونہ پر اسطرح سے رکھی کہ دم اوسکا نہ رکے بعد اسکے اوسنے اپنے سر کی اوڑھنی کو پھاڑ ڈالا اور سر کے
بالونکو کھول کر سے خوب چھاتی پیٹی اور اسی حالت سے روتی ہوئی زبیدہ کے محل مین گئی اور اوسکی حضور مین حال ابو الحسن کے مرنیکا ظاہر کیا زبیدہ اور سب
خواصین اوسکی یہ حال سنکر بہت افسوس کرنے لگین اور روئین پھر زبیدہ نے رونا موقوف کر نزہت الارواح سے کہا مین جانتی ہون کہ وہ غریب کم معاش تیری
فرمائشونسے مؤا نزہت الارواح نے کہا مین تو اوسکو دل سے پیار کرتی تھی اور کبھی مین نے اوس سے فرمائش کھانے کپڑے کی نہین کی اپنی اجل سے مرا زبیدہ نے کہ اوسے
بسبب حسن خدمت کے نہایت چاہتی تھی اوسکی بات پر باور کر کے ایکہزار اشرفی نقد اور ایک تھان بھاری کمخاب کا دلوا کر کہا کہ تھان کو اوسکے
جنازے پر ڈالیو اور اشرفیونکو اوسکے فاتحہ درود مین خرچ کریو نزہت وہان سے لے دے کر اپنے گھر آئی اور ابو الحسن سے ظاہر کیا ابو الحسن جلدی سے

اوٹھہ کھڑا ہوا اشرفیان اور تھان دیکھکر اوسکو بہت خوشی ہوئی پھر نزہت نے کہا اب مین حیلہ کرکے مرتی ہون تو خلیفہ کے پاس جا اور میرے مرنیکا
حال ظاہر کر اشرفیان اور تھان اوس سے لا ابوالحسن نے اپنی بی بی سے کہا تو مجکو اس امر مین کیا تعلیم کرتی ہی تجسے زیادہ مجکو امور مین عقل ہی اب تو جلد اپنے
تئین مردہ بنا پھر دیکھیو مین کیا کام کرتا ہون الغرض ابوالحسن اپنی بی بی کو کفنا کر خلیفہ کیطرف عین دربار کے وقت روتا ہوا چلا خلیفہ نے
ابوالحسن کو روتا دیکھکر سب کام چھوڑ دیے اوسکی طرف متوجہ ہوا اور سبب رونیکا پوچھا ابوالحسن نے عرض کیا کہ خداوند نعمت نزہت الارواح میرا قبلہ گیا
خلیفہ نے سنکر بڑا افسوس کیا اور ابوالحسن کو روتا دیکھکر خلیفہ وزیر جعفر مسرور وغیرہ اہل دربار بھی رونے خصوصًا نزہت الارواح کو کہ خاص پیاری کنیز
زبیدہ کی تھی یاد کرکے خلیفہ بہت مغموم ہوا ہزار اشرفی اور ایک بھاری تھان کمخاب کا اوسکو دلوا کر رخصت کیا کہ جلد جا کر میت کی تجہیز و تکفین کر
ابوالحسن نے وہان سے ہنسی خوشی تھان اور اشرفیان لا کر نزہت الارواح کو دکھائین وہ خوش ہوکر اوٹھہ بیٹھی خلیفہ اور زبیدہ کو اون دونون کے
مرنے سے کمال رنج و ملال تھا یہانتک کہ خلیفہ دربار سے برخاست کر اور مسرور کو ہمراہ اپنے لے زبیدہ کے محل مین گیا اوسے نہایت مغموم پایا
اور اشک اوسکے جاری تھے خلیفہ نے اوسکی تسلی کی کہ اگرچہ نزہت الارواح تمھاری کنیز بہت اچھی اور نمک حلال تھی مگر حکم خداوندی سے کیا چارہ
صبر اور شکر کرو زبیدہ نزہت الارواح کا مرنا سنکر متعجب ہوئی اور سمجھی شاید خلیفہ کو اس امر مین دھوکا ہوا بجاے مرنے ابوالحسن کے نزہت الارواح
کو سمجھا یہ سوچکر خلیفہ سے کہا صاحب نزہت الارواح تو جیتی ہی اوسکا شوہر ابوالحسن جو تمھارا مصاحب ہی مر گیا خلیفہ اگرچہ موت نزہت الارواح کی
تحقیق جانتا تھا زبیدہ کے اظہار سے متحیر ہوا اور ہنسنا شروع کیا پھر مسرور سے کہا تو نے سنا جو کہ زبیدہ نے کہا مسرور نے کہا شہزادی کی سمجھ بوجھ سے
مجھے بہت تعجب ہی کہ ایسا خلاف فرمایا بجاے نزہت الارواح کے مرنا ابوالحسن کا ظاہر کرتی ہین خلیفہ نے موہنہ اپنا پھیر کے پھر زبیدہ سے کہا بی بی تم
ابوالحسن کیواسطے نرو وہ تو بھلا چنگا ہی ابھی اپنی بی بی کے لیے روتا تھا اب تم اپنی پیاری لونڈی کے لیے روؤ ابوالحسن تھوڑی دیر ہوئی کہ روتا ہوا
میرے پاس آیا تھا مجکو بھی اوسے دیکھکر رونا آیا اور مجسے اوسنے اپنی زوجہ کے مرنیکا حال بیان کیا چنانچہ مینے ایکہزار اشرفی اور ایک تھان کمخاب کا
اوسکو دلوا دیا تا کہ اوسکی تسلی ہو مسرور اوسوقت وہان حاضر تھا یہ سب امر جو مین کہتا ہون سنے دیکھے اگر تمھین کچھہ شک و شبہ ہووے تو اس سے پوچھہ لو زبیدہ نے
خلیفہ سے کہا تمھارا مزاج خوش طبعی کا ہی مگر یہ وقت ہنسنے کا نہین تم تعزیت میری لونڈی کی کرتے ہو اور واقع مین مرا ہی اوسکا شوہر ابوالحسن
ہمکو تمکو چاہیے کہ اوسکے واسطے کڑھین خلیفہ نے کہا بی بی مین خوش طبعی نہین کرتا حقیقت مین ابوالحسن زندہ اور بھلا چنگا ہی تم دھوکے مین ہو زبیدہ نے
جواب دیا ایسا نہین جیسا کہ تم کہتے ہو بلکہ مقدمہ برعکس ہی میری کنیز بیچاری زندہ ہی تھوڑی دیر ہوئی کہ وہ روتی ہوئی میرے پاس آئی تھی اور واویلا اپنے
شوہر ابوالحسن کے مرنے سے کرتی رہی چنانچہ اوسکا حال دیکھکر مین بھی روئی اور میرا رونا دیکھکر سب میری خواصین رونین اور سب سے آپ اس حال کو پوچھین وہ یہ بھی
اون سے معلوم ہوگا کہ مینے ایکہزار اشرفی نقد اور ایک تھان کمخاب کا اوسے دیکے رخصت کیا مجھے جو آپنے مغموم پایا صرف ابوالحسن کے مرجانیکا غم ہی مین چاہتی تھی
کہ تمکو اس بات کی اطلاع کر بھیجون اتنے مین تم خود تشریف لائے غرض دیر تک خلیفہ اور زبیدہ کے درمیان مین یہی تکرار ہوتی رہی خلیفہ کہتا کہ ابوالحسن زندہ ہی
نزہت الارواح مری زبیدہ کہتی تھی کہ نہین ابوالحسن مرا نزہت الارواح زندہ ہی آخر الامر خلیفہ نے غیظ مین آکر مسرور سے کہا جلد جا کر خبر ٹھیک لا کہ اون دونون سے
کون مرا اور کون زندہ ہی اگرچہ مین خوب جانتا ہون کہ نزہت الارواح مری ہی جب مسرور جا چکا تو خلیفہ نے زبیدہ سے کہا ابھی معلوم ہوا جاتا ہی کہ کون
سچا ہی اور کون جھوٹا زبیدہ نے کہا نہین مین ہی سچی ہونگی اور تمکو عنقریب معلوم ہوگا کہ ابوالحسن مرا جو ہر ایک اپنے دعوے پر قائم اور ثابت قدم تھا اون دونونکے

درمیان مین شرط لگائی گئی خلیفہ نے کہا اگر مین ہارون تو فلانا باغ تمکو دون اور اگر تم ہارو تو مین تمھارا محل تصویر والا لیلون زبیدہ اس شرط پر
راضی ہوئی اور وہ دونون شرط لگا کے منتظر مسرور کے بیٹھے ابو الحسن آگے سے جانتا تھا کہ اس مقدمے مین ضرور تکرار درمیان خلیفہ اور زبیدہ کے ہوگی اور
نوبت امتحان کی آویگی اسلیے آگے سے اسکی فکر سوچ رکھی تھی اور اپنے مکان مین بیٹھا اپنی بی بی سے باتین کر رہا تھا دریچے کی راہ سے مسرور کو آتے
دیکھا کہ سیدھا انھین کے گھر کیطرف آتا ہے اور سمجھ گیا کہ کسلیے خلیفہ نے اوسے بھیجا ہے اپنی بی بی سے کہا کہ جلد تم اپنے تئین پھر ایکبار مردہ بناؤ
نزہت الارواح جلدی سے لیٹ اور کفن پہن مردہ بن گئی اور ابو الحسن نے اوسکے اوپر کمخاب کا تھان جسے خلیفہ نے دیا تھا ڈالدیا اور دروازہ گھر کا کھولکر
صورت اپنی رونے والونکی بناکر اور رومال اپنی آنکھون پر رکھ سر کی طرف جنازے کے بیٹھ گیا اور اتنے مین مسرور اندر گھر کے آیا اور جنازہ نزہت الارواح
کا دیکھکر دل مین خوش ہوا کہ ہمارا بادشاہ سچا ہے جب نزدیک پونہچا ابو الحسن نے اوٹھکر بڑی تعظیم سے مسرور کے ہاتھونکو بوسہ دیا اور کہا تم دیکھتے ہو کہ مین کیسی
مصیبت اور الم مین مبتلا ہون نزہت الارواح ایسی بی بی جہان سے اوٹھ گئی اور تم بھی اوسکے حال پر بہت مہربانی کیا کرتے تھے مسرور نزہت الارواح
کو یاد کر کے رویا اور اوسکے سر کیطرف سے کپڑے کو اوٹھا کے اوسکی صورت دیکھی اور پھر اوسکے منہ کو چھپا کے کہا مشیت ایزدی سے کسیکو چارہ نہیں اور
ہم سب تابع اوسکی مرضی کے ہین اور سبکی بازگشت وہی ہے نزہت الارواح میری بہت اچھی بہن تھی خدا اوسپر رحم کرے پھر ابو الحسن کیطرف متوجہ ہوکے کہا
مستورات کا عجب عالم ہے کہ بے تحقیق کیے ہوئے ہر ایک بات پر اصرار کر بیٹھتی ہین اور اپنی ہی بات کیے جاتی ہین اور دوسرے کی بات نہین سنتی ہین باوجود عقل و دانش
کے زبیدہ خاتون کو یہ اصرار ہے کہ تم مرگئے ہو اور نزہت الارواح زندہ ہے بڑی دیر سے اسی امر مین خلیفہ کے ساتھ بحث کر رہی ہین باوجودیکہ مینے بھی گواہی دی
اسواسطے کہ تمنے میرے سامنے آکے خلیفہ سے حال اس حادثے کا کہا تھا تو بھی زبیدہ کو باور نہوا اب تک وہ اپنی ہی بات کی پیروی کرتی اور خلیفہ کو جھوٹا جانتی
ہین ابو الحسن نے کہا خدا خلیفہ کو بہت سا سلامت رکھے کہ اونھون نے ایسے حال اور مصیبت مین میری بڑی پرورش کی مین خود حاضر ہوکر حقیقت حال کو
وہان ظاہر کرتا مگر مین لاش کو چھوڑ کر جا نہین سکتا مجبور ہون مسرور نے کہا اگر مجھے ضرورت جانیکی خلیفہ کے پاس اور اس حال کے ظاہر کرنیکی نہوتی مین بھی
اس خیر مین تمھارا شریک ہوتا تمھارے حاضر ہونیکی خلیفہ کی حضور مین کچھ حاجت نہین اب جاکے حقیقت حال کو مفصل ظاہر کرتا ہون یہ کہکے مسرور رخصت ہوا
اور ابو الحسن دروازے تک اوسکے ساتھ آیا جب وہ دور نکل گیا ابو الحسن نے اپنی بی بی کے اوپر سے تھان اور چادر اوٹھا کے کہا لو اب تم اوٹھ بیٹھو مسرور تو
گیا مگر مجھے یقین ہے کہ زبیدہ مسرور کے کہنے پر باور نکرے گی اور اپنے کسی معتمد کو یہان دیکھنے کیواسطے بھیجے گی نزہت الارواح نے جلدی سے اوٹھکر
اپنے کپڑے پہن لیے پھر وہ دونون دروازے کے پاس بیٹھ کے دراز سے دروازے کی راہ کو دیکھ رہے تھے کہ دیکھیے اب کون آتا ہے مسرور محل
مین پہونچکر ہنسا اور دونون اپنے ہاتھونکو بجایا یعنی خلیفہ سچا ہوا اور زبیدہ سے بازی جیتا زبیدہ نے ناخوش ہو کے کہا اے غلام حبشی شریر
مقام ہنسنے کا نہین سچ کہہ کہ کون مرا ابو الحسن یا اوسکی بی بی مسرور نے کہا نزہت الارواح موئی اور ابو الحسن اوسکے غم والم مین رہا ہے خلیفہ
یہ بات مسرور سے سنکر اوچھل پڑا اور ٹھٹھا مار کے ہنسا اور زبیدہ سے کہا بی بی اب وہ محل تصویر والا تمھارا مین جیتا پھر
مسرور سے کہا سب حال وہان کے جانے کا اور جنازہ دیکھنے کا مفصل بیان کر مسرور نے کہا خداوند جس وقت
مین ابو الحسن کے گھر پونہچا دروازہ اوسکا کھلا پایا اور اندر جاکے دیکھا کہ ابو الحسن نزہت الارواح کے جنازے پر سرھانے
بیٹھا ہوا رو رہا ہے اور وہ کفنائی ہوئی دالان کے اندر پڑی ہے اور وہ تھان کمخاب کا جو آپ نے ابو الحسن کو عنایت فرمایا

تھا اوسکے جنازے پر پڑا ہوا تھا مین نزدیک اوس لاش کے گیا اور سرہانے کی طرف سے کپڑا اوسکے مونہ سے اوٹھا کے مونہ کو دیکھا
صورت اوسکی تغیر اور لاش کے سوج پھول گئی تھی پھر مینے کپڑے سے اوسکے مونہ کو ڈھانپ دیا وہانکا یہ حال ہے جو مین نے حضور مین عرض کیا خلیفہ نے
کہا مجھے آگے سے ذرا شک اس امر مین نتھا اب تیرے دیکھ آنے سے اور بھی یقین ہوا پھر زبیدہ سے کہا اب تمھین بھی یقین نزہت الارواح کے مرنیکا
ہوا ہوگا تمنے شرط ہاری زبیدہ نے خلیفہ سے کہا مجھے ذرا بھی باور اس غلام کے کہنے کا نہین ہے یہ غلام نہایت شریر اور جھوٹا ہے مین اندھی ہون اور
نہ مفقود الحواس مینے اپنی آنکھون سے نزہت الارواح کو دیکھا کہ روتی پیٹتی آئی تھی مین نے اوس سے آپ باتین کین اور جو اوسنے کہا مینے سنا مسرور نے کہا
بی بی مجکو قسم ہے تمھاری اور عمر خلیفہ کی کہ دنیا مین کوئی عزیز زیادہ اس سے مجکو نہین کہ نزہت الارواح مری اور ابو الحسن زندہ ہے زبیدہ خاتون نے
مسرور پر بہت غصے ہوکر کہا کہ بھلا ابھی مین تجسے سمجھونگی پھر دستک دیکر اپنی خواصونکو بلایا وہ دستک کی آواز سنتے ہی حاضر ہوئین زبیدہ نے اون سے
پوچھا کہ قبل آنے خلیفہ کے کون شخص روتا ہوا میری حضور مین آیا تھا خواصون نے عرض کیا نزہت الارواح روتی آئی تھی پھر زبیدہ نے اوس خواص سے
جو خزانچی اوسکی تھی پوچھا کہ کسکو مینے اشرفیان اور تھان دونون چیزین دلوائی تھین اوسنے کہا نزہت الارواح کو پھر زبیدہ نے مسرور سے غصے ہوکر کہا
اے نامعقول تو کیون برخلاف سبکے عرض کرتا ہے اب مین تیری بات کو باور کرون یا اپنے خزانچی اور سب خواصون کے کہنے کو سنون مسرور نے
ہرچند برخلاف زبیدہ کے گفتگو کی آخر بلحاظ ادب اور خوف کے خاموش ہو رہا اور خلیفہ زبیدہ کو دیکھکر بہت ہنسا اور کہا کہ جس نے
عورتونکو ناقص العقل کہا ہے راست کہا بی بی ابھی سی عجت مسرور اپنی آنکھ سے جاکر دیکھ آیا ہے کہ نزہت الارواح دالان کے اندر موئی پڑی ہے اور ابو الحسن
اوسکے سرہانے بیٹھا رو رہا ہے اسپر تمھین یقین نہین آتا اس مقدمے کو مین کچھ نہین سمجھ سکتا زبیدہ نے خلیفہ سے کہا تقصیر میری معاف ہو مسرور
کی بات کا مجھے ذرا یقین نہین وہ تمسے سازش رکھتا ہے تمھاری ہی سی کہیگا اسکے کہنے پر تمنے مجھے نادان اور بیوقوف بنایا مین
عرض کرتی ہون کہ مجھے بھی اجازت ہو تا مین بھی کسی اپنے آدمی کو بھیجکر تحقیق کرون کہ آیا مین راستی پر ہون یا غلطی پر خلیفہ نے کہا
بہت خوب تم بھی کسیکو بھیجکر دریافت کر لو زبیدہ نے اپنی دایہ کو جسکا دودھ پیا تھا اور وہ نہایت معمر اور اوسکی معتمد تھی بلاکر کہا
کہ دائی تم ابو الحسن کے گھر جاؤ اور خوب یہ تحقیق کرکے آؤ کہ ابو الحسن مرا ہے یا نزہت الارواح مین تمھین انعام دونگی دائی سلام کرکے روانہ ہوئی خلیفہ نے
اپنے دل مین کہا کہ دائی کا جانا خوب ہے اوسکی زبان سے سنکر حقیقت حال کی معلوم ہوگی اور مسرور کو معذور رکھے گی اور اوس سے صاف ہو جائیگی ابو الحسن اپنے
دروازے کی درز سے راستے کی طرف دیکھ رہا تھا دائی کو آتے دیکھکر سمجھا کہ زبیدہ کی طرف سے واسطے دریافت کرنے حال کے آتی ہے بسبب سنا حال کے ہو وہ کیا چاہیے اپنی بی بی سے
کہا اب دائی زبیدہ خاتون کیطرف سے آتی ہے مجھے چاہیے کہ اب مین مرون پھر وہ مثل پہلے کے لیٹ گیا اور اپنے تئین باندھ مردہ بنالیا نزہت الارواح نے اوسے کفن پہنا کے
تھان کمخواب کا جو زبیدہ نے دیا تھا اوڑھا دیا اور دستار اوسکے مونہ پر رکھدی اور وہ دائی جلد بموجب حکم زبیدہ خاتون کے ابو الحسن کے گھر مین آئی نزہت الارواح کو دیکھا کہ بال سر کے
نوچے کھسوٹے ہوئے اور آنکھون سے آنسو جاری ماتم کر رہی ہے دائی نے نزدیک اوس مصنوعی بیوہ کے جاکر زبان ملائم اور آواز نرم سے کہا ایسے وقت ماتم پرسی کو تمھارے شوہر
کے نہین آئی ہون بلکہ مین جیتی بیوہ نے کہا اے دائی مہربان تم دیکھو کہ مین کس مصیبت اور درد مین مبتلا ہون ابو الحسن کہ جسکے ساتھ خلیفہ اور زبیدہ خاتون نے از راہ
کمال خاوندی کے میری شادی کردی تھی انتقال کیا پھر اوسنے پکار کے کہا اے ابو الحسن تم مجھے بیوہ کیے جاتے ہو مین تمھارے بعد کیا کرونگی خدا نے کیا مصیبت نزہت الارواح پر ڈالی
دائی نے دیکھا کہ جو کچھ مین یہان سمجھتی ہون خلاف اوس کے خبر کہی ہے مسرور نے سراسر خواجہ سرا اون نے خلیفہ سے جا کہا پھر اوسنے سر نیا اوپر کرکے کہا لعنت خدا کی

ہو جیو اوس روسیاہ غلام پر جسنے جھوٹی باتین کہکے خلیفہ اور میری بی بی مین جھگڑا اور فضیحتا ڈالا اور نزہت الارواح سے کہا کہ بچی تُنے کچھ اچنبھے
کی بات اور بھی سُنی اس نامعقول حبشی یعنی مسرور غلام نے جاکر خلیفہ سے ظاہر کیا ہی کہ نزہت الارواح یعنی تیرے دشمن مرے ہین اور ابوالحسن شوہر تیرا
جیتا ہی اور اسبات پر لڑ جھگڑ کے میری بی بی کو ناخوش کیا نزہت الارواح نے روکے کہا کاش ای مائی جو مسرور کہتا ہی وہی سچ ہوتا مین آج
ایسے اپنے پیارے خاوند کے سوگ مین مبتلا نہوتی یہ کہکے وہ رونے لگی دائی بھی اوسکو اس حال مین دیکھکے رونے لگی اور ہوشیاری کی
راہ سے جنازے پر ابوالحسن کے سرہانے کیطرف جاکر کپڑا اوٹھایا اور اوسکی صورت دیکھکر پھر جلدی سے ڈھانپ دیا اور کہا ای غریب ابوالحسن تجھپر
خدا رحم کرے اور نزہت الارواح سے کہا خدا حافظ بچی تیرا اگرچہ مین چاہتی ہون کہ تیری غمخواری مین شریک ہون مگر کیا کرون کہ ایسی ضرورت درپیش ہی کہ جسکے
سبب سے ایک دم ٹھہر نہین سکتی زبیدہ خاتون میری منتظر ہوگی اوس غلام ناکام نے خلاف اور دروغ گوئی سے اونھین اسوقت نہایت ناخوش
کر رکھا ہی اور اپنی بیوقوفی اور بیحیائی سے اونکے روبرو تبسم کیا کہ تم مرگئی ہو اور ابوالحسن زندہ ہی یہ کہکے دائی آنکھونکو پونچھتی ہوئی زبیدہ کے
محل کی طرف روانہ ہوئی اودھر ابوالحسن اوسکے جانے کی خبر سنکر اوٹھ بیٹھا پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ دونون دروازے کے پاس جا بیٹھے اور در
کی راہ سے راستے کیطرف دیکھنے لگے کہ اب کیا گل پھولتا ہی اور کیا امر درپیش آتا ہی تا اوسکی تدبیر بروقت کیجاوے اور اسی ہوشیاری سے ابتک اپنے مکر و فریب کو نباہ گئے زبیدہ کی
دائی باوجود کبرسنی اور بڑھاپے کے جلدی جلدی قدم کو بڑھاتی ہوئی چلی تاکہ خبر جینے نزہت الارواح و مرنے ابوالحسن کی کہکے زبیدہ خاتون
کو خوش اور خلیفہ کو معقول کرے الغرض محل مین پہونچکر ہانپتی ہوئی زبیدہ کے خلوتخانے مین گئی اور جو کچھہ اونسنے وہان دیکھا تھا زبیدہ سے کہا
زبیدہ سب باتین اوسکی سُنکر کہنے لگی کہ اب تو خلیفہ سے بھی جاکر سب حال ظاہر کر کہ وہ ہمین بیوقوف سمجھکر ہنستا ہی کہ سب غلطی و دھوکے مین ہین
اور اوسکا غلام مسرور راستی پر سبب اپنے عقل مین خوش ہوتا اور بغلین بجاتا کہ اب دائی زبیدہ کی اپنی آنکھونسے دیکھہ آئی ہی وہی کہے گی جو مین نے ظاہر کیا جب
دائی نے مسرور سے کہا تو بڑا جھوٹا ہی خاوندونکی حضور مین کیون برخلاف ظاہر کیا نزہت الارواح تو جیتی ہی ابوالحسن کے جنازے کو جو دالان مین رکھا
ہی مین دیکھہ آئی ہون اب تو قابل سزا کے ہی غرض دائی نے حد سے زیادہ اوسے ملامت کی مسرور نے اوسکی باتین سنکر کہا ای بوبلی بڑھیا تو بڑی دروغگو
ہی تو نے ایک بات بھی راست نہین کہی مین اپنی آنکھون سے نزہت الارواح کو مرا ہوا دیکھہ آیا ہون دائی نے کہا سبحان اللہ کیا
تو شوخ دیدہ ہی کہ مجھے جھٹلایا مین ابھی ابوالحسن کے گھر سے آتی ہون اوسے مرا ہوا دیکھکر اوسکے قبیلے کو بھلی چنگی اوسکے مرنے پر
روتے ہوئے چھوڑ آئی مسرور نے کہا ای جھوٹی مکار تو چاہتی ہی کہ مجھکو فریب دیوے دائی نے کہا مکار جھوٹا تو ہی کہ خلاف بات
خاوندون کے روبرو کہتا ہی زبیدہ نے مسرور کی ملامت اور تشنیع جو اوسکی دائی کو کی تھی سُنکر خلیفہ سے کہا تم اس غلام حبشی کی
شوخی اور مونہ زوری سنتے ہو کہ کیا کیا کچھ میری دائی کو اسنے کہا اور تم کچھہ نہین بولتے یہ کہکے زبیدہ نے کھسیانی ہوکے رو دیا خلیفہ
یہ سب گفتگو طرفین کی خصوصاً جو زبیدہ نے کہا تھا سُنکر نہایت تنگ ہوا اور سوچا کہ اس مقدمے مین سواے سکوت
کے اب اور کچھہ چارہ نہین ہی متحیر ہوکے چپ ہو رہا اور ادھر زبیدہ اور اوسکی دائی اور سب خواصین کہ حاضر تھین اور مسرور سب کے
سب حیرت مین اور سکتے کی حالت مین آکے خاموش ہو رہے تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ نے زبیدہ سے کہا بی بی ہم سب ایک
دوسرے کے آگے جھوٹے اور دروغگو ہین پہلے مین بعد اوسکے تم اور اسی طرح سے مسرور اور دائی ہم مین سے کوئی امر مقدمے

مین قابل اعتبار کے نہین اب لازم ہی کہ ہم سب کے سب ابوالحسن کے گھر چلین تا راست و دروغ معلوم ہوا اسکے سوا اور کوئی علاج نہین کہ اس شبہے کو اپنے دلون سے اوٹھا دین خلیفہ آگے اور زبیدہ پیچھے ہوکر چلے سب کے آگے مسرور اور پیچھے سب کے دائی اور سب خواصین زبیدہ کی ساتھ ہولین اثناے راہ مین پھر درمیان مسرور اور دائی کے اسی امر مین گفتگو ہونے لگی زبیدہ اپنی دائی کی طرفداری کر مسرور کو سخت و سست کہنے لگی مسرور نے کہا بی بی اگر تمھاری دائی اپنی بات مین سچی ہی تو میرے ساتھ شرط کرے دائی نے کہا بہتر پھر اون دونون نے ایک ایک تھان کمخاب پر زرکی آپس مین خلیفہ اور زبیدہ کی حضور مین شرط باندھی کہ جو جھوٹا ہو وہ ہارے اور شرط کو بے عذر دیوے وہ مکان جسمین ابوالحسن اور نزہت الارواح رہتے تھے زبیدہ کے محل کے مقابل تھا ابوالحسن نے دیکھا کہ خلیفہ جسکے آگے مسرور اور خلیفہ کے پیچھے زبیدہ اور اوسکے پیچھے دائی مع سب خواصون کے میرے گھر کیطرف سب کے سب چلے آتے ہین اوسنے نزہت الارواح سے کہا دیکھ سب کے سب مکان کے قریب آپونہچے وہ سب کو آتے ہوئے اپنے مکان کی طرف دیکھ گھبرائی اور کہنے لگی اب ہمارا پردہ فاش ہوگا اور ہم دونون ذلیل ہونگے ابوالحسن نے کہا تم ذرا نگھبراؤ تم بھول گئین اوسکو جو مینے تمسے ابھی کہا تھا اونکے دروازے تک پہونچتے ہوئے ہم فکر کیے لیتے ہین پھر ابوالحسن اور نزہت الارواح اپنا اپنا کفن اور تھان کمخاب کا جسطرح سے کہ اونسے ہوسکا پہنکر دالان کے اندر برابر چت لیٹ کر مردہ بن گئے جب سب لوگ اوسکے باہر کے دروازے پر پونہچے مسرور نے دروازے کو کھولا خلیفہ اور زبیدہ نے مسرور اور دائی وغیرہ خواصون کے ساتھ اندر گھر کے جاکے دیکھا کہ ابوالحسن اور نزہت الارواح دونون کے دونون کفنائے ہوئے دالان مین برابر پڑے ہین وہ سب اس حال کو دیکھ نہایت متحیر ہوئے کسیکے خیال مین کچھ نہین آتا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی آخرالامر زبیدہ نے خلیفہ سے کہا ہاے غضب یہ دونون مرگئے پھر اوس نے خلیفہ اور مسرور کیطرف دیکھکر کہا کہ تمھاری حجت اور تکرار اور بار بار آدمیون کے بھیجنے سے میری پیاری چہیتی کنیز بھی مرگئی ایک تو اپنے خاوند کے مرنیکے غم مین نیم جان ہو رہی تھی علاوہ تمھارے تجسس اور تلاش کے ڈر سے تمام ہوگئی خلیفہ نے زبیدہ خاتون سے کہا بی بی ایسا نہین ہی جیسا کہ تم کہتی ہو بلکہ نزہت الارواح پہلے مری ہی ابوالحسن کہ اوسپر عاشق تھا اوسکے مرنیکے غم و الم مین اپنے تئین ضائع اور ہلاک کیا اب مین جیتا اور تم ہارین تمھارا محل تصویروالا میرا ہوچکا زبیدہ نے جواب دیا بخیر بلکہ مین شرط جیتی اور تم ہارے وہ تمھارا باغ میرا ہوچکا اسواسطے کہ ابوالحسن پہلے موا ہی میری دائی نے جاکر گواہی دی تھی کہ یہ ابوالحسن کو موا ہوا دیکھ گئی تھی یہ نزاع و تکرار خلیفہ اور زبیدہ کے درمیان پھر ہونے لگی اور اسیطرح سے مابین مسرور اور دائی کے ہر ایک کہتا تھا کہ میرا دعوی سچا ہی اور مین شرط جیتا دوسرا اوسکی بات کو رد اور اپنی بات کو ثابت کرتا تھا آخر خلیفہ سوچکر درمیان اون دونون جنازون کے آبیٹھا اور پکار کر کہا کہ مین بقسم اقرار کرتا ہون کہ ایکہزار اشرفی نقد ابھی اوسے دونگا جو مجھے ٹھیک بتادے کہ پہلے اون دونون مردون سے کون مرا خلیفہ کے بات کہنے کے ساتھ ہی اوس جنازے سے جسپر ستار رکھی ہوئی تھی یعنی ابوالحسن کے تابوت سے یہ بات سنی کہ جو پہلے موا تھا مین ہون مجھے ہزار اشرفی عنایت کیجیے پھر ایک لمحے کے بعد ابوالحسن دیکھا کہ تھان اور کفن کو اپنے بدن سے پھینک خلیفہ کے قدمون پر گر پڑا اور اوسکی بی بی بھی اسیطرح سے اوٹھکر زبیدہ کے پاؤنپر گری زبیدہ ڈر گئی اور چلا اوٹھی کہ مردے جی کر خلیفہ کو اور مجھکو لپٹ گئے پھر جب اوسکا خوف جاتا رہا تب نزہت الارواح سے کہا کہ ای کمبخت تیرے سبب سے آجکا دن تمام ہمارا لڑنے جھگڑنے مین گیا خیر مینے تیرا قصور اور شوخی سب معاف کی اسیکو غنیمت جان کہ تجھے زندہ دیکھا اور تندرست پایا اور اسیطرح سے جب خلیفہ نے آواز ابوالحسن کی سنی ہنسنے لگا اور اون دونونکو چنگا پاکے نہایت خوش ہوا اور ابوالحسن سے کہا کہ تجھے یہ کیا سوجھی تھی کہ تونے ایسا مکر کرکے مجھے اور زبیدہ کو لڑوایا اور سب محل کے آدمیونکو حیران و پریشان کیا اور مجھے ہنستے ہنستے مارڈالا ابوالحسن نے کہا خداوند نعمت مین سب اپنا حال آپکی حضور مین عرض کرتا ہون

مین عالم تجرد مین بہت اچھی طرح سے رہتا تھا جب سے کہ حضور نے میری کدخدائی کردی ہے مین انواع اخراجات مین زیر بار اور مقروض ہو گیا آپ نے اور زبیدہ خاتون نے جو عنایت کیا تھا وہ سب کھانے پہننے مین صرف ہو گیا باورچی وغیرہ قرضخواہون نے شدت سے آکر ہم پر تقاضا کیا ہمنے ناچار ہو کر جو کچھ کہ نقد و جنس رکھتے تھے سب کا حساب و کتاب کر کے دیدیا جب کچھ ہمارے پاس نہ رہا ناچار ہو کے ہمنے بہت منصوبے اور مکر کیے سواے اس حیلے کے جو ہمنے بیحیائی سے کیا کچھ اور نسوجھا اب امیدوار ہین کہ ہماری گستاخی معاف ہو خلیفہ اور زبیدہ ابوالحسن کی صاف گوئی سے بہت خوش ہوے اور کچھ غصہ اور خفگی اوسپر نکی ابوالحسن پر اوسکی بی بی کو ساتھ اپنے لیجا کے ہزار اشرفی جسکا وعدہ کیا تھا دین پھر ابوالحسن اور اوسکی بی بی خلیفہ اور زبیدہ کی بخشش سے عمر بھر اپنی بخیر و خوبی ہنسی خوشی رہا کیے ملکہ شہرزاد نے جب یہ قصہ ابوالحسن کا تمام کیا بادشاہ شہریار کی خدمت مین کہا کہ کل کی رات مین اور ایک قصہ اس سے بھی عجیب و غریب کہونگی جسے آپ سنکے نہایت خوش اور محظوظ ہونگے غرض دوسری شب کو دنیازاد نے حسب دستور اپنی بہن کو قبل طلوع ہونے آفتاب کے اوسکے وعدے کو یاد دلوایا اور سلطان نے بھی ظاہر کیا کہ مین بھی اوس قصے کے سننے کا مشتاق ہون ملکہ شہرزاد نے اس قصے کو اسطرح سے کہنا شروع کیا

قصہ الہ دین اور عجیب و غریب چراغ کا

ایک شہر مین توابع چین سے ایک درزی مصطفے نام رہتا تھا اور بجز پیشہ خیاطی کے اور کوئی کاروبار نہین کرتا تھا اور بسبب عسرت کے اوس پیشے مین اوسکی اور اہل و عیال کی بڑی مشکل سے بسر ہوتی اوسکا بیٹا الہ دین نام نہایت مجہول اور کھلنڈرا تھا ماں باپ کا کہنا سننا نہین مانتا صبح ہوتے گھر سے نکل جاتا تمام دن گلیون مین لڑکون کے ساتھ جو اوسکے ہمجولی اور مانند اوسکے نالائق اور نکمے تھے کھیلا کرتا جب بڑا ہوا اور سن بلوغ کو پہنچا باپ نے اوسکے ہر چند سعی اور کوشش کی کہ کوئی ہنر اور کسب اوسکو سکھائے ہرگز اوسکا جی اوسکے سیکھنے مین نہ لگا آخر ناچار ہو کے اوسکو اپنے ساتھ دکان پہ جسمین بیٹھ کر سیتا لیجایا کرتا اور سینا سکھاتا مگر وہ نہ پیار نہ مار پیٹ سے سیکھنے مین جی لگاتا اور ہمیشہ اپنے باپ کو ناخوش اور ناراض رکھتا جب باپ اوسکا کسی کام کے لیے دکان سے اوٹھتا وہ دکان سے بھاگ جاتا پھر شام تک نہ آتا ہر چند کہ ان حرکتون پر مار کھاتا مگر باز نہ آتا آخر الہ دین نے کوئی کام نہ سیکھا نالائق محض رہا مصطفے ہمیشہ اوسکے حال پر غم و غصہ کھایا کرتا کہ یہ کمبخت کیونکر اپنی اوقات بعد میرے بسر کریگا اسی کوفت سے بیمار پڑا اور کئی مہینے کے بعد مر گیا الہ دین کی ماں نے دیکھا کہ دکان اس سے سنبھل نہ سکے گی اسواسطے اوسنے دکان کو بند کر اور اسباب اوسکا بیچ روئی کاتنا شروع کیا اور وہ بیوہ سوت بیچ کے اپنی اور الہ دین کی گذران کرتی اوسکی ماں جب کبھی اوسکو کچھ کام کرنیکو کہتی تو وہ اوسکو دھمکاتا اور ڈراتا اور ہمیشہ بدمزاجی اور شوخی سے اوسکو دکھہ اور رنج دیا کرتا اور رذالون سے صحبت رکھکے اوقات اپنی بیہودگی مین صرف کرتا یہانتک کہ چودہ برس کی عمر اوسکی ہوئی تو بھی عقل و شعور سے اوسکو بہرہ نہوا اور کچھ معاش کی فکر نکی اسی حال مین ایکدن موافق اپنے دستور کے وہ لڑکون کے ساتھ بازار مین کھیل رہا تھا کہ ایک اجنبی شخص راہگیر نے الہ دین کو دیکھا اور وہ شخص فن جادوگری مین کامل تھا اسلیے اوسکو ساحر افریقی کہتے تھے اور وہ رہنے والا افریقہ کا تھا دو روز ہوے تھے کہ وہ اوس شہر چین مین سیر جہان کی کرتا ہوا پہنچا تھا اور اوسکو علم رمل اور قیافے مین بھی کمال مہارت تھی اوسنے الہ دین کی صورت دیکھکر پہچانا کہ یہ لڑکا میرے اوس کام کا ہے جسکی تلاش مین ملک بملک اور شہر بشہر پھرتا ہون غرض ساحر افریقی نے غائبانہ الہ دین کے باپ اور اوسکے پیشے کا حال لوگون سے دریافت کر لیا ایکدن الہ دین کو اکیلا پا کے کہا کہ میان کیا تم مصطفے درزی کے فرزند ہو الہ دین نے اوسکے جواب مین کہا کہ درست مین اوسیکا بیٹا ہون مگر مدت ہوئی کہ اوسنے وفات پائی ہے اس بات کے سنتے ہی اوس ساحر نے الہ دین کے گلے مین ہاتھ ڈال کر اور اوسے اپنے سینے سے لگا دیر تک پیار کیا اور ٹھنڈی سانسین بھر کر رونے لگا الہ دین نے اوسے روتا دیکھ پوچھا کہ صاحب تم روتے کیون ہو اوس جادوگر نے کہا ای فرزند مین اسکا سبب کیا

بیان کی کہ مین تمھارا چچا ہون اور تمھارا باپ میرا بڑا بھائی تھا بہت برسون سے مین سفر مین رہا اب اس شہر مین صرف اونھین کے دیکھنے کو آیا
تھا اور اپنے دل مین نہایت خوش تھا کہ اونسے اتنی مدت کے بعد ملاقات کرونگا اور وہ بھی مجھے دیکھکر خوش ہونگے اب تمسے اونکے انتقال کا حال سنکر اس قدر رنج
والم مجھے ہوا کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا اور خوشی میری خاک مین ملگئی اور میری یہ سب محنت سفر کی برباد و ضائع ہوئی اب خدا تجھے جیتا رکھے کہ
تیری صورت تیرے باپ سے بہت ملتی ہی اور سب نشانیان اوسکی تجھہ مین پاتا ہون بہرکیف تجھے دیکھنے سے میرے دلکی تسلی ہوئی پھر اوس
جادوگر نے اپنی جیب مین ہاتھہ ڈالکر ایک مٹھی بھر کے پیسے دیے اور پوچھا کہ میان تمھاری ماں کہان رہتی ہی تم اپنی ماں سے جاکر پہلے میرا سلام اسکے بعد
میری طرف سے کہنا کہ کل اگر فرصت مجھے ملیگی مین مقرر آؤنگا دیکھنے سے اوسجگہ کے جہان میرا بڑا بھائی رہتا تھا اور بیٹھتا تھا اور جہان پر اوسنے قضا کی
اپنے دلکو تشفی دونگا یہ کہکے وہ افریقی چلا گیا اور الہ دین دوڑکر اپنی مان کے پاس آیا اور اوس سے پوچھا کہ اماں کوئی ہمارا چچا بھی ہی اوسنے کہا بیٹا تمھارا
کوئی چچا نہین بلکہ دنیا مین سوا میرے اور تیرے غریب باپ کے کوئی اقربا اور تیرے نہین تھا الہ دین نے کہا ابھی ایک آدمی مجھے یہ بات کہتا ہوا ملا تھا
کہ مین تیرے باپ کا بھائی اور تیرا چچا ہون اور جب اوسنے مجھسے باپکے مرنیکی خبر سنی مجھے گلے لگا کے بہت رویا اور مجھے پیار کرکے اپنی جیب سے نکالکر پیسے دیے اور تمھین بہت
سلام کہا ہی اور وعدہ کیا ہی کہ بشرط فرصت کل مین مقرر تمھارے گھر آؤنگا اور وہ نہایت مشتاق اس گھر کے دیکھنے کا ہی خصوصًا اوسجگہ کا جہان میرا باپ رہتا
اور اوٹھتا بیٹھتا تھا الہ دین کی مان نے کہا تیرے باپ کا ایک بھائی تھا سو مدت ہوئی تیرے باپ کی عین حیات مین مرگیا اور مینے اوسکے سوا نہین سنا تھا کہ کوئی اور اسکا
اور بھی بھائی ہی دوسرے دن پھر اوس جادوگر نے الہ دین سے کہ بازار مین لڑکون کے ساتھ کھیل رہا تھا ملاقات کی اور اوسکو گلے لگا کر دو اشرفیان دین اور کہا کہ
فرزند تو انکو اپنی مان کو دیکر کہنا کہ آج شام کو مین تمھارے گھر آؤنگا تم اشرفی بھنا کے کھانا پکا رکھنا جسکو ہم تم ملکے کھائینگے پہلے مجھے اپنے گھر کا پتا بتاؤ
کہ کس کوچے مین ہی الہ دین نے اوسے ٹھیک اپنے گھر کا پتا بتا دیا جادوگر اوس سے دریافت کرکے چلا گیا الہ دین نے وہ اشرفیان اپنی مان کو لاکے دین اور
اپنے چچا مصنوعی کے ارادے سے اوسکو آگاہ کیا اوسکی مان اسباب و سامان اچھے کھانونکا بازار سے خرید کر لائی اور جو ظروف کہ قسم چینی
وغیرہ سے اوسکے گھر مین نتھے اپنے ہمسایون کے گھر سے مانگ لاکے فراہم کیے اور کھانا پکانے مین تمام دن مشغول رہی جب قریب شام کے سب چیزین
طیار ہو چکین اوسنے الہ دین سے کہا شاید تیرا چچا گھر کے ڈھونڈھنے مین بھٹکتا پھرتا ہوگا تو اوسے اپنے ساتھہ گھر مین لے آ الہ دین نے اگرچہ ٹھیک پتا اپنے
گھر کا اوس ساحر کو بتا رکھا تھا پھر بھی وہ اوسکے لانے کے واسطے طیار ہوا جب دروازے کے پاس پہونچا سنا کہ کوئی شخص دروازہ کھلواتا ہی اوسنے
دروازہ کھولکر دیکھا کہ وہی افریقی ہی کہ دو شیشے شراب کے اور کچھہ میوہ ہاتھہ مین لیے ہوئے آیا پھر اوس افریقی نے وہ سب چیزین الہ دین کو دین اور خود اندر گھر کے
آیا اور جھک کر سلام الہ دین کی مان کو کیا اور پوچھا کہ کس جگہ الان میرا بھائی مصطفے ہمیشہ بیٹھا کرتا تھا اوسنے اوسکی نشست گاہ کو بتا دیا
اوس ساحر نے پہلے اوس جگہ پر سر اپنا زمین سے لگایا اور کئی بار اوسے چوما اور بہت رو کے کہا مین کتنا بے نصیب ہون کہ باوجود اسقدر مسافت طی کرنیکے مجھے
تمھارا دیدار میسر نہوا قبل اسکے کہ اس شہر مین پہونچون تمنے رحلت فرمائی الہ دین کی مان نے جعلی بھائی کو اوسجگہ پر جہان اوسکا شوہر بیٹھا کرتا تھا واسطے بیٹھنے کے کہا
اوسنے کہا کہ مین کیونکر ایسی جگہ پر بیٹھہ سکتا ہون کہ جس جا پر میرا بزرگ اور عزیز بھائی بیٹھا کرتا تھا مین اس جگہ کو ایسا بزرگ اور عزیز جانتا ہون جیسا کہ اونھین جانتا تھا
پھر الہ دین کی مان نے اس بات مین کچھہ زیادہ مبالغہ نکیا اور کہا جسجگہ تمھارا جی چاہے وہان تم بیٹھو پھر وہ ساحر ایک مناسب جگہ پر بیٹھہ گیا اور الہ دین کی مان سے
باتین شروع کین کہ بھابھی صاحبہ تمکو اس امر سے وحشت نہو کہ تمنے مجھکو آگے نہین دیکھا اسواسطے کہ پورے چالیس برس گذرے کہ مین نے

اس شہر کو جسمین پیدا ہوا تھا چھوڑا اور اس مدت مین پہلے مینے سفر ہندوستان کیا بعد اسکے پارس کا پھر عرب سرا اور مصر کا اور بعد سیر و سفر ان
سب ملکون اور شہرون عجیب کے افریقیہ کو گیا وہان کے لوگونکو خوش وضع اور قابل دیکھکر وہین بود و باش اختیار کی مگر باوجود اسکے اپنے شہر کو کہ وطن
اور مولد میرا ہی نہین بھولا اور نہ اپنے عزیزون اور دوستونکو خصوصًا اپنے بڑے بھائی کو نہین فراموش کیا ہمیشہ اونھین کی یاد مین رہتا تھا اور یہ
تمنا تھی کہ پھر جاکر اونھین دیکھون اور اونسے معانقہ کرون اسلیے بڑی محنت و مشقت سے ایسا سفر دور و دراز طی کرکے یہان آیا اور اونکی خبر
وفات کی سنکر عجب صدمہ میرے دل کو پونہچا جسکو بیان نہین کرسکتا افسوس کہ اب میری یہ سب سعی اور کوشش رائیگان ہوئی مگر فی الجملہ کچھ صورت
اطمینان کی الہ دین کے دیکھنے سے نظر آئی کہ میرا بھتیجا ہی اور سب آثار اور علامات میرے بھائی کے اسکی صورت مین پائے جاتے ہین یہی سبب ہی
کہ مینے ایکبارگی دیکھنے سے اسکو کہ بہت لڑکون مین کھیل رہا تھا پہچان لیا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہی اس سے تمنے سنا ہوگا کہ کسقدر رنج اوسکے
خبر مرنے کی سنکر مجھے ہوا مگر شکر خدا کا کہ اوسکے بیٹے کو دیکھکر نہایت مجھے تسلی ہوئی گویا کہ اوسی کو دیکھا جب اوس افریقی نے معلوم کیا کہ بہت ذکر اور افسوس کرنے سے
الہ دین کی مان کا دل بھر آیا اور اوسے یاد کرکے رونے لگی اسواسطے اوسنے وہ مذکور موقوف کرکے اور ہی مطلب کو شروع کیا اور سونہ طرف الہ دین کے پھیر کے اوسکا نام پوچھا
اوسنے کہا میرا نام الہ دین ہی پھر اوسنے الہ دین سے پوچھا کہ میان تم کیا کام کرتے ہو اور کونسا ہنر اور پیشہ تمھین معلوم ہی الہ دین یہ بات سنکر خجالت سے جواب
نہ دے سکا اور سر اپنا نیچے کر لیا مگر مان نے اوسکی کہا کہ الہ دین نہایت مجہول لڑکا ہی اسکے باپ نے اپنی زندگی مین بہت کوشش کی کہ اسے اپنا پیشہ
سکھاوے لیکن اسنے ہرگز نہ سیکھا اور وقت انپی بالکل کھیل مین کھوئی تمام دن لڑکون مین کھیلا کرتا ہی جیسا کہ تمنے دیکھا اب چاہیے کہ تم اسے کچھ سمجھاؤ
اور کہو سنو کہ کچھ اچھی راہ لگے کھیل اور واہیات شغل چھوڑ دے البتہ تمسے مربی شفیق کا کہنا سنکے اچھی راہ لگیگا اور اپنے پیشے کے سیکھنے مین دل لگائیگا
اسواسطے کہ یہ خوب جانتا ہی کہ میرا باپ کچھ نقد و اسباب ایسا چھوڑ کر نہین موا کہ جس سے ہم اپنی اوقات بسر کرین اور یہ بھی سمجھتا ہی کہ مین جو چرخا کاتا
کرتی ہون اسپر بھی بڑی دشواری سے روٹی میسر ہوتی ہی مینے بارہا کھسیانی ہوکے چاہا کہ اسے اپنے گھر سے نکالدون تا وہ مضطر ہوکے کہین تلاش روزی
کی کرے مگر درد فرزندی سے یہ بھی گوارا نہین ہوتا یہ کہکے وہ نیکبخت عورت رونے لگی جادوگر افریقی نے کہا الہ دین بیٹا کیا یہ باتین سچ ہین تمکو لازم ہی کہ واسطے
حاصل کرنے قوت کے محنت اور کوشش کرو یہان بہت طرح کے پیشے اور کسب ہین اگر ایک کسب کو تمھارا جی نچاہے تو دوسرا کسب اختیار کرو
شاید وہ پیشہ جسے تمھارا باپ کرتا تھا تمھین پسند نہین آتا اگر چاہتے ہو کہ اوس سے اچھے اور سودمند پیشے کو اختیار کرو تو مجھسے نہ چھپاؤ صاف کہو
تا مین تمھاری اوسمین مدد کرون جب اوسنے دیکھا کہ الہ دین کچھ جواب نہین دیتا کہا کہ میان اگر تم چاہتے ہو کہ کوئی اچھا پیشہ سیکھو یا چاہتے ہو کہ ذی رتبہ اور صاحب
عزت ہو تو مین تمھین دوکان بزازے کی کردون جسمین اچھے اچھے تھان اور ہر قسم کا کپڑا ہو اور تم اوسمین بیٹھکر خرید و فروخت کرکے اپنی اوقات عزت و حرمت
سے بسر کیا کرو اپنے دل کی بات مجھسے کہو مین تمسے اقرار کرتا ہون اوسکو انشاء اللہ تعالی پورا کرونگا الہ دین اوس ساحر کی یہ بات سنکر بہت خوش ہوا
اسواسطے کہ وہ جانتا تھا جو سوداگر ایسی دوکان رکھتے ہین اور خرید و فروخت کپڑے کی کرتے ہین بڑی فراغت اور عزت و حرمت سے اونکی زندگانی
بسر ہوتی ہی اور اچھی پوشاکین پہنتے ہین اور طرح طرح کی نعمتین کھاتے ہین اشارے سے اوس ساحر کو کہا کہ اگر ایسی عنایت میرے حال پر کروگے تو
مدت العمر مین تمھارا ممنون احسان کا رہونگا ساحر نے کہا اگر تمنے اس امر کو پسند کیا کل مین تمکو اچھی پوشاک پہنا ایک سوداگر کے پاس واسطے ملاقات کے لیچلونگا اور ایک دوکان
چوک مین تمھین بکرایہ لے دونگا الہ دین کی مان کہ ابتک افریقی کو حقیقت مین اپنے شوہر کا بھائی نہین جانتی تھی بہ نسبت اپنے

فرزند کے اوسکو اس سے بہت مہربان پاکر دل سے اوسکی ممنون ہوئی اور اوسے دولتمند سمجھکر الہ دین کا ہاتھ اوسکے ہاتھ مین پکڑا کر کہا جو بہتر اسکے حق مین سمجھو کرو یہ کہکے آپ متوجہ کھانا نکالنے کی ہوئی آخر سب کھانے سلیقے سے چنکر اوسکے آگے رکھے اور تینوں نے ملکے کھانا کھایا جب اس سے فراغت ہوئی جادوگر نے کہا اب رات بہت آئی مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکے الہ دین اور اوسکی ماں سے رخصت ہوکے گیا دوسرے دن وہ افریقی موافق اپنے وعدے کے پھر مصطفیٰ درزی کی بیوہ کے گھر آیا اور الہ دین کو اپنے ساتھ اوس سوداگر کی دکان پر جسمین جوڑے سب قسم کے سیے ہوے طیار رہتے تھے لیگیا اور الہ دین سے کہا تو اپنے قد کے موافق اور انداز کا جوڑا پسند کر تا مین تجھے لے دون الہ دین نے ایسی سخاوت اور جود سے اپنے چچا کے خوش ہوکر ایک جوڑے کو پسند کیا افریقی نے وہ جوڑا مع سامان کے مول لیکر الہ دین کو دیا الہ دین اوس جوڑے کو پہن اوسے سر پا تک اپنے تئین دیکھ نہایت خوش ہوا اور اپنے جعلی چچا کا شکر بجالایا پھر وہ ساحر اوسے وہاں سے اپنے ساتھ لیکر چوک مین لیگیا جہاں بڑے بڑے سوداگروں کی دکانین تھین اور الہ دین سے کہا اگر تم چاہتے ہو کہ تم بھی مانند ان سوداگروں کے ہو تو اکثر یہاں آیا کرو اور انکا لین دین طریق خرید و فروخت کا دیکھو بوجھو پھر اوسے ایک بڑی مشہور سرا مین جہاں مسافر اور پردیسی تاجر اور رہا کرتے تھے لیگیا اور وہاں سے بادشاہی مکانوں کو لیجا کے دکھلایا اور سارے شہر مین پھر پھرا کے اوس سرا مین جہاں وہ افریقی آپ رہتا تھا گیا وہاں اون سوداگروں سے کہ تعارف اور شناسائی رکھتا تھا اپنے بھتیجے کو ملایا اور سبھوں نے ملکر کھانا کھایا جب شام کا وقت دیکھا تب الہ دین نے اپنے چچا سے رخصت مانگی تا اپنے گھر جاوے افریقی اوسکے اکیلے جانے کا روادار نہوا اور آپ ساتھ ہوکے اوسکو گھر تک پہنچانے آیا الہ دین کی ماں نے جو اوسے ایسی اچھی پوشاک پہنے ہوے دیکھا بہت خوش ہوئی اور ہزار دعائین افریقی کو دین اور کہا مین تمہاری جوانمردی کا شکر بجا نہین لا سکتی میرا لڑکا سزاوار اتنی عنایت کا نتھا جو تمنے اسکے ساتھ کی میرا لڑکا ہمیشہ تمہاری شکر گذاری اور فرمانبرداری مین رہا کریگا اور جس راہ لگاؤ گے اوسی راہ چلیگا جادوگر نے کہا الہ دین بہت اچھا لڑکا ہے جو مین کہونگا وہی کریگا افسوس ہے کہ مین کل کے دن اپنا وعدہ ایفا نہین کر سکتا اسواسطے کہ کل جمعے کا دن ہے سب دکانین بند ہونگی کوئی دکان الہ دین کیواسطے کرایہ نہین لے سکتی اور کچھ اسباب اسکے لیے خرید نہین کر سکتا کل کے دن سب دکاندار اپنے سیر تماشے مین مشغول ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب ان کامونکو پرسون کرینگے کل کے دن مین الہ دین کو اپنے ساتھ باغونکی سیر کیواسطے لیجاؤنگا اسنے اون باغون اور راستونکو نہین دیکھا اب تک لڑکونمین کھیلا کیا ہے اب اسے چاہیے کہ اچھے آدمیونکی صحبت مین بیٹھا کرے یہ کہکے وہ جادوگر رخصت ہوا الہ دین نے اپنے تئین اچھی پوشاک پہنے ہوے دیکھا اور باغونکی سیر کرنیکی خبر سنی نہایت خوش اور باغ باغ ہوا اسواسطے کہ اوس غریب نے سوا اندر وار گھرون کے اور کچھ نہین دیکھا تھا اور کبھی قصبات اور شہر کے گرد جوار مین نہین گیا الغرض دوسرے روز فجر کو الہ دین نے اوٹھکر اپنے کپڑے پہنے اور منتظر اپنے چچا کا بیٹھا بعد انتظار بسیار کے وہ گھبرایا اور دروازہ کھولکر اوسکی راہ دیکھنے لگا اتنے مین دیکھا کہ وہ ساحر چلا آتا ہے الہ دین اندر جاکے ماں سے رخصت ہوا اور دروازہ گھر کا بند کرکے اوس ساحر کیطرف گیا ساحر نے اوسے نہایت پیار و الفت سے پکارا اور کہا کہ آج مین تجھے کیا کیا اچھے مکان اور باغ سبز دکھاتا ہون کہ کبھی تو نے نہ دیکھے ہونگے پھر اوسے اپنے ساتھ مکانونکی سیر سے محظوظ کرتا ہوا بہت دور لیگیا جب الہ دین نئے محل اور نئے باغ دیکھتا خوش ہوکے کہتا کہ چچا جان یہ کیا اچھے مکان اور کیا خوب باغ ہین یہانتک کہ جاتے جاتے اوس شہر سے باہر ہوے اور تھک گئے وہ ساحر ہوشیار عیار واسطے اپنے کام کے جا بجا آگے دور جاتا تھا ایک باغ مین دم لینے کیواسطے کنارے حوض شیرین کے بیٹھ گیا اور مکر کی راہ سے الہ دین کو کہا کہ میرے پیارے بھتیجے تم بہت ماندے ہوگئے ہو اور مین بھی تھک گیا ہون آؤ ذرا یہان بیٹھکے دم لین اور بعد سستانے کے پھر آگے کو چلین یہ کہکے اوسنے اپنی کمر سے رومال جسمین طرح طرح کے میوے اور

اور کچھ کلچے بندھے ہوئے تھے نکالے اور اون سبھونکو آگے اپنے رکھکے آدھے کلچے الہ دین کو دیے اور آدھے آپ لیے اور الہ دین سے کہا کہ میوے جسقدر
تم چاہو اچھے چنکر کھاؤ درمیان کھانیکے اپنے بنائے ہوے بھتیجے کو نصیحت اور پند کرتا تھا کہ میان تم لڑکوں میں کھیلا کرو اچھے لوگوں و دانشمندوں کی
صحبت میں بیٹھو اونکی باتوں پر دھیان رکھو تا اونکے فیض صحبت سے فائدے اوٹھاؤ پھر تم جلدی ایک آدمی معقول و فہمیدہ بنجاؤ گے جب ناصحا کر چکے وہ ساحر
دم دلاسا دیتا ہوا الہ دین کو بہت دور لیگیا اور شہر بہت دور چھوٹ گیا پہاڑ دکھائی دینے لگے الہ دین کبھی اتنی دور نہ چلا تھا تھک گیا اور پوچھنے لگا
چچا جان اور کتنی دور جاؤ گے ہم باغوں سے بہت دور نکل آئے ساحر نے کہا بھتیجے گھبراؤ نہیں دل قوی رکھو میں تجھے اور ایک باغ دکھاؤنگا کہ جسکے آگے
یہ سب باغ گرد اور ناچیز ہیں اور وہ یہاں سے چندان دور نہیں تو جب اوسکو دیکھیگا آپ دوڑکر اوسمیں جائیگا غرض وہ ساحر الہ دین کو پھسلاتے ہوے ہاتھ پکڑ کر کھینچے
لیے جاتا تھا اور اوسکے جی بہلانیکے لیے قصے اور کہانی بھی کہتا جاتا آخر وہ ایک جنگل اور میدان میں کہ درمیان دو پہاڑوں کے واقع تھا پونہچے
اور یہ خاص وہی جگہ ہی جہاں الہ دین کے لیجانیکا ارادہ رکھتا تھا اور جسکے واسطے افریقہ سے اسقدر مسافت طی کر کے چین میں آیا غرض وہاں پہونچکر
اوسنے الہ دین سے کہا کہ اس جگہ وہ باغ ہی جسمیں میں تجھے عجیب و غریب چیزیں دکھلاؤنگا اور دیکھکر بہت خوش ہوگا میں آگ لینے کیواسطے جاتا ہوں تو سوکھی
لکڑیاں چن رکھ تاکہ میں آکر آگ جلاؤں الہ دین نے بہت خشک لکڑیاں سمیٹ کر ایک جا اکھٹا کیں پھر اوس جادوگر نے آکے اونھیں جلایا
اور اوس آگ سے اپنا فتیلہ روشن کیا جب وہ فتیلہ خوب روشن ہوا ساحر افریقی نے کچھ عطر اور خوشبوئیں اوس فتیلے پر ڈالیں پھر اس عمل کے
ایک گہرا دھواں اوسمیں سے اوٹھا اور کچھ الفاظ سحر کے اوس جادوگر نے جسے الہ دین کچھ نہیں سمجھتا تھا پڑھنے شروع کیے ایک لحظے کے بعد
اوسکی تاثیر سے زمین ہلی اور جنبش میں آئی اور جسجا پر وہ دونوں کھڑے تھے ایک سل مربع پتھر کی برابر ڈیڑھ قدم کے نمود ہوئی جسکے درمیان میں
ایک کڑا آہنی اوسکے اوٹھانیکے واسطے لگا ہوا تھا الہ دین اوسکو دیکھکر ڈرا اور وہان سے بھاگا اوس ساحر نے دوڑکر اوسکو پکڑا اور غصے سے ایسا سخت
طمانچہ اوسے مارا کہ الہ دین بیٹھ گیا اور اوسکے دانتوں سے خون نکلنے لگا غریب الہ دین نے رونا شروع کیا اور کہا چچا جان میں نے کیا ایسا قصور کیا تھا
کہ تمنے مجھے اسطرح سے مارا اوسنے کہا میان میں تمہارا چچا ہوں تم مجھکو بجاے اپنے باپکے سمجھو میری مار اور غصہ کرنیسے برا نمانو پھر پیار
اور ملایمت سے کہا کہ میان میں تمسے اور کچھ نہیں چاہتا سواے اسکے کہ جو میں تمسے کہوں وہ کیا کرو میں تمھیں بڑا آدمی بنا دونگا غرض ان باتوں سے الہ دین کے
دل سے خوف و ہراس دور کیا اور جب دیکھا کہ الہ دین راہ پر آیا اوس سے کہا کہ تمنے دیکھا کہ میرے پڑھنے کی تاثیر سے زمین نے حرکت کی اور یہ پتھر
نکل آیا اب تم یقین کرو کہ اس پتھر کے نیچے ایک مخفی خزانہ خاص تیرے ہی لیے رکھا ہی وہ ایکدن میں تجھے سب امیروں روے زمین سے
مالدار زیادہ کردیگا اور کوئی شخص جہان میں بجز تیرے ایسا نہیں کہ اوس خزانے کو ہاتھ لگا سکے اب تو اس سنگ کو اوٹھا اور اوسکے
نیچے جا میں بھی اوس خزانے میں نہیں جا سکتا اور جو اوسکے اندر ہی اوسے نہیں لے سکتا سواے تیرے اور کسی کا کام نہیں کہ اوس خزانے کو جاکر لیوے
اب جو میں کہوں اوسی کے موافق تو عمل کر اوسکے اندر جانے اور آنے میں ذرا دیر نلگے گی اور اسمقدمے میں سواے میرے اور تیرے کسی کو دخل نہیں الہ دین نے
چاروناچار کہا چچاجان میں حاضر ہوں جو کچھ تم فرماؤگے میں فوراً اوسکو بجالاؤنگا ساحر افریقی اس بات سے الہ دین کی خوش ہوا اور اوسے اپنے گلے لگا کے
کہا یہی بات چاہیے اور شاباش ہی میرے پاس آؤ جب اوسکے نزدیک گیا ساحر نے اوسے ایک چھلا دیا کہ اسے اپنی اونگلی میں پہنکر اس پتھر کو یہاں سے سرکاؤ
الہ دین نے کہا چچاجان میں اس پتھر بھاری کو اکیلا اوٹھا نسکونگا تم بھی ہاتھ لگاؤ اور زور کرو جادوگر نے کہا ہماری مدد کی تمھیں حاجت

نہین اگر موتی تو ہم بے کہے تمھارے مدد کرتے تم اپنے باپ اور دادے کا نام لیکر اُسے اوٹھا کر تنکے کیطرح سرکاؤ الہ دین نے بموجب کہنے اوس
جادوگر کے لوہے کے چھلے کو اپنی اونگلی مین پہن اوس پتھر کو وہان سے بہت آسانی کے ساتھ سرکایا اوسکے نیچے سے ایک گڑھا تین چار قدم کا گہرا
نظر پڑا جسکے اندر ایکطرف کو چھوٹا سا دروازہ لگا ہوا تھا اور اوس دروازے کے پائین زینہ تھا جسکے سبب سے آدمی نیچے اوتر جاسکتا جادوگر افریقی نے الہ دین سے
کہا اے میرے اچھے لڑکے تم ان سب باتونکو جو کہتا ہون خوب یاد رکھنا خبردار بھولیو نہین اب تو اس گڑھے مین کود اس مین تو ایک دروازہ پائیگا اور
اوسکے ساتھ سیڑھی لگی ہوئی اوسکے نیچے ایک بڑا مکان گنبددار ہی جسمین تین دالان برابر ہین اور ہر ایک دالان مین دونون طرف چار چار بہت
بڑی اور وسیع دیگین بھری ہوئی سونے اور چاندی سے رکھی ہین مگر تو اونکو ہاتھ سے نہ چھونا جب پہلے دالان مین جاؤ تو تم اپنی قبا کا دامن گردن
کے خوب مضبوط اپنی کمر سے باندھنا پھر تم دوسرے دالان مین بلا توقف جانا اور اسیطرح سے تیسرے دالان مین اور خبردار اوس مکان کی دیوارون
کو نہ چھونا اگر ذرا سا بھی تمھارا کپڑا اوسے چھو جائیگا تم فی الفور مر جاؤ گے اسواسطے مین تمھین کہے رکھتا ہون کہ دامن اپنی قبا کا خوب سمیٹ
مضبوط کمر سے باندھ لینا پھر تیسرے دالان مین ایک دروازہ اور ملیگا جب اوسمین سے ہو کے جاؤ گے تو ایک باغ دیکھو گے جسمین بہت خوبصورت درخت
اقسام میوون کے پھلے ہوے لگے ہین تم سیدھے آگے کو اوس راہ سے کہ تمکو ملیگی چلے جانا آخر کو ایک شہ نشین بہت بلند جسمین پچاس پایہ کا زینہ ہے ملیگی
اوپر اوسکے ایک سقف ہی جب تم اوس سقف پر چڑھ جاؤ گے وہان تم ایک طاقچہ پاؤ گے جسمین ایک چراغ جلتا ہوا رکھا ہی تم اوس چراغ کو وہان سے اوٹھا کے
گل کر دینا روغن اور بتی اوسکی پھینک کر اپنے گریبان مین رکھ لینا اور میرے پاس لے آنا تم ڈریو نہین اوسکے تیل سے تمھارا کپڑا چکنا نہوگا اوسمین روغن نہین
جسوقت تم اوسے طاق سے اوٹھاؤ گے فوراً وہ خشک ہو جائیگا اور اگر تمھارا جی چاہے اون درختون کے پھل جسقدر لے سکو لیجیو غرض جب اوس جادوگر نے سب مراتب
الہ دین کو کہکے سمجھائے اور اوسکے خیال مین آ گئے اوس ساحر نے اوس لوہے کے چھلے کو الہ دین سے لے لیا تھا پھر اوسکی اونگلی مین پہنا دیا اور کہا کہ اسکے سبب سے
تم ہر ایک شر سے کہ شاید تمپر پڑے وہان محفوظ رہوگے اور ان سب باتونکو جو مینے تمسے کہین خوب یاد رکھیو خبردار بھولیو نہین اب اے میرے فرزند دلجمعی سے تم اس
گڑھے مین کود و ہم اور تم دونون بڑے آدمی ہو جاتے ہین اور تمام عمر اپنی بادشاہت کرینگے الہ دین نہایت جرأت اور دلیری سے اوس گڑھے مین کود پڑا اور وہان سیڑھی
سے اوتر کر آگے کو جسمین تین دالان برابر تھے بڑی احتیاط سے گیا اور ڈرتا رہا کہ مبادا کپڑا اوسکا اوس مکان کی دیوارون سے لگجائے جب وہ سب مراتب طے کر کے
باغ کے اندر آیا اوس زینے کی راہ سے چھت پر چڑھ گیا اور وہ چراغ جو طاقچے مین روشن تھا اوٹھا کر اپنے گریبان مین رکھ لیا اور اوسکو جیسا کہ اوس جادوگر نے
کہا تھا بعد بجھنے کے بالکل خشک اور سوکھا پایا پھر اوس چھت سے اوتر باغ مین آیا اور راہ مین جسقدر کہ اوسکے ہاتھ لگے اچھے اچھے پھل چن لیے درختون مین
اوس باغ کے عجیب غریب ثمر نظر پڑے اور ہر ایک درخت مین کئی رنگ اور کئی قسم کے پھل لگے ہوے تھے بعضے سفید نہایت شفاف اور درخشندہ مانند بلور کے
اور بعضے سرخ اور سبزی مائل اور بعضے سبز اور بعضے نیلے اور بعضے اودے اور بعضے مائل بزردی غرض ہر ایک رنگ ڈھنگ کا عجیب رنگ دکھاتا تھا چنانچہ
جو سفید تھے وہ حقیقت مین وارید اور جو چمکتے تھے الماس اور جو بہت سرخ تھے وہ لعل اور سبز زمرد اور جو اور رنگ تھے وہ اور قسم کے سنگ
قیمتی کے مشابہ بلکہ اوس سے بھی افضل نظر آتے تھے الہ دین جو جواہرات کی صفات اور نہ اونکی قیمت سے مطلع تھا اون پھلونکو مانند انجیر اور انگور وغیرہ
پھلون کے جیسے اوسنے شہر مین بکتے ہوے دیکھے تھے سمجھا تھا اور اسیواسطے اوسنے اونکے لینے مین کہ ہزارون بلکہ لاکھون درختون مین لگے ہوے
زمین پر لٹک رہے تھے حرص اور خواہش نکی اوسی قدر اوسنے اون پھلون سے ہر رنگ کے لے لیے کہ جتنے اوسکی جیبون

اور آستینوں میں سمائے جیبوں کو اپنی کمر سے باندھ لیا اور آستینیں مونہ پر سے باندھ دیں تا کہ کوئی پھل اوسمیں سے گر نہ پڑے اور کچھ اپنے گریبان اور کمر میں
جہاں جسقدر جگہ تھی رکھ لیے پھر اون تینوں دالانوں کو جلدی سے طی کرکے اوس گڑھے میں آ پونہچا اسواسطے کہ جانتا تھا میرا چچا میرے آنیکا
منتظر ہوگا چنانچہ وہاں پونہچکر آواز دی کہ چچا جان میں آیا ہوں ہاتھ پکڑکے مجھے اوپر کو کھینچ لو جادوگر نے اوسے جواب دیا کہ اچھا میں تجھے
نکالتا ہوں مگر پہلے تو مجھکو چراغ دیدے الہ دین نے کہا اسوقت میں چراغ کو یہاں نہیں نکال سکتا باہر آنکر اپنے گریبان سے نکال دونگا تم خاطر
جمع رکھو اور فی الحقیقت چراغ نکالدینے میں اوسوقت دشواری تھی اسواسطے کہ اوسنے پہلے چراغ کو اپنے سینے میں رکھا تھا اوسکے بعد بہت سے
پھل وہیں رکھکے سب طرف سے کپڑے سے باندھ دیا تھا تا کسی طرف سے کچھ گر نہ پڑے اور جو چڑھنے اوترنے زینوں سے اور طی کرنے مسافت اور بوجھ
پھلوں کے کہ جیبوں اور آستینوں میں بھر لیے تھے حیران اور ہانپ رہا تھا یہی اوسدم چاہتا کہ جلد باہر نکلے ہوا سے ٹھنڈا ہو اور جادوگر چاہتا
تھا کہ پہلے چراغ اس سے لیلوں بعد اوسکے اوسے اس تہخانے سے نکالوں غرض اسی تکرار سے اوس جادوگر کو غصہ ایسا آیا کہ تھوڑی خوشبو لیکر اوس آگ
میں کہ جلتی تھی ڈالدی اور عربی سے کلمات سحر کے پڑھکے اشارہ کیا کہ اوس سنگ نے پھر اوس گڑھے کے مونہ پر آکے اوسکو بند کر دیا اور وہ مٹی
اوس جگہ پر آکے برابر زمین کے جیسا کہ آگے تھی ہوگئی اب سننا چاہیے کہ ساحر افریقی حقیقت میں مصطفے درزی کا بھائی تھا اور نہ وہ چچا الہ دین کا بلکہ
وہ باشندہ ملک افریقہ کا اور وہیں پیدا ہوا تھا اور اوس شہر میں جہاں وہ رہتا تھا سحر و افسوں کے بہت چرچے رہتے تھے اوسنے اپنے سن شعور سے جادو
سیکھنا شروع کیا قریب چالیس برس کے جادو سیکھنے میں اپنی عمر صرف کی اور سوائے سحر کے علم نجوم رمل اور حاضرات کا بھی اوسے خوب معلوم تھا اور بہت
کتابیں جادو کے فن میں دیکھیں آخر کو اوسے جادو کے زور سے معلوم ہوا تھا کہ دنیا میں کہیں جا پر ایک عجیب و غریب چراغ ہے جس شخص کے ہاتھ وہ چراغ آوے کئی موکل
اوسکے تابع ہوں اور یہ بھی علم رمل سے معلوم ہوا تھا کہ وہ چراغ چین میں ہے فلانی جگہ فلانے تہخانے میں اسبات پر یقین کرکے ملک افریقہ سے چین میں اوس
چراغ کے لینے کے لیے آیا تھا اور یہ بھی اوسکو معلوم ہوا کہ اوس چراغ کو وہ آپ نہیں اوس تہخانے سے نکال سکتا اسواسطے اوسے تلاش دوسرے
شخص کی ہوئی تا اوسے نکال لاکر دیوے یہی ضرورت اوسے باعث ہوئی کہ الہ دین کو سادہ لوح پاکے اپنا بھتیجا بنایا اور جانا کہ اسی کے ہاتھوں میرا
مطلب نکلیگا اور چاہتا تھا کہ جسوقت وہ چراغ میرے ہاتھ لگے واسطے فاش ہونے راز کے اوس غریب الہ دین کو سحر سے جیسا کہ اب زیر زمین کے بند کیا ہے
مار ڈالتا غرض جب وہ ساحر اپنے مقصود کو نہ پونہچا بخوف گرفتاری کے اوسیدن مخفی روانہ ملک افریقہ کا ہوا اسواسطے کہ مبادا کسی اہل شہر نے اوسکے ساتھ
الہ دین کو جاتے دیکھا ہو اور اب اوسے تنہا دیکھ اوس سے مواخذہ کرے اور اسی تشویش میں بھول گیا اوس چھلے کا جو الہ دین کی اونگلی میں پہنا دیا تھا بلطف
حکم خدا سے اوسی چھلے نے الہ دین کو بچایا مگر وہ حرامزادہ چراغ نہ پانے سے مایوس ہوا اور فقط یہی حرامزادہ مایوس نہیں ہوا اکثر اس پیشے کے لوگ ایسے امور میں محروم
رہتے ہیں الہ دین کہ چشمدید ایسی بدسلوکی کی اپنے جعلی چچا سے نہیں رکھتا تھا اوسکی بدسلوکی سے نہایت متعجب ہوا اور جب اوسنے اپنے تئیں زندہ در گور پایا
ہزاروں بار چلا کے اپنے چچا سے کہا کہ اپنا چراغ مجھ سے لو اور مجھے یہاں سے نکالو لیکن سب یہ کہنا اوسکا عبث تھا اسکے جواب میں کچھ اوسنے نہ سنا اور اپنے
تئیں بالکل اندھیرے میں پایا گھبرا کے رونے لگا اور زینے کی راہ سے قصد کیا کہ نیچے اوترکر اوس باغ میں جسے پہلے دیکھا تھا جاوے اور اوسکی روشنی میں ٹھہرے
مگر وہ سب مکانات اور باغ جادو کے کہ دیکھے تھے بالکل غائب ہوگئے اور سب طرف سوائے تاریکی کے کچھ نہ دیکھا کئی بار دہنی طرف سے بائیں طرف کو گیا اور
بائیں طرف سے دہنی طرف آیا کسی طرف سے راہ نپائی اور نہ ذرا روشنی دیکھی پھر وہ چند واویلا کرکے رونے لگا اور بالکل مایوس ہوکے ایک جگہ نشیب

مین اوس زندان کے بیٹھ گیا اور اوسے یقین ہو گیا کہ اب اس جا سے کسی طرح مجھے نجات نہین اور اسی تاریکی مین مر جاؤنگا دو دن تک بے کھانے پینے کے اوسی جائے تنگ و تار مین رہا تیسرے دن بنا مر بالیقینی جانکر دونون ہاتھ واسطے دعا کے جناب صمدیت مین اوٹھائے اور بآواز بلند کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ یعنی قوت اور توانائی نہین مگر خدا سے اتفاقاً جب دونون ہاتھ اوسکے آپسمین ملے اور ایک کو دوسرے سے رگڑ پونہچی اس اثنا مین الہ دین کی بے علمی مین اوس چھلے کو بھی جسے ساحر افریقی نے اوسکی انگلی مین پہنا دیا تھا رگڑ پونہچی بمجرد رگڑنے کے ایک جن بدشکل قوی ہیکل وہان زمین سے نکلکر موجود ہوا بلند اسقدر تھا کہ سر اوسکا آسمان سے جا لگا اور اوسنے بآواز بلند الہ دین سے کہا تو مجھسے کیا چاہتا ہی مین تیرا فرمان بردار ہون بندہ غلام کے اور اوسکا تابع ہون جسکے ہاتھ مین یہ چھلا ہی مین اور دوسرا موکل بھی اسیطرح اطاعت سے اوس شخص کے باہر نہین جنے یہ چھلا پہنے ہی الہ دین نے کہ کبھی ایسی صورت مہیب نہین دیکھی تھی اوس جن کے ظاہر ہونیسے ڈر گیا اور کچھہ بات اوس سے نکر سکا آخر جب فی الجملہ وہ اپنے مین آیا تو اوس سے کہا اگر تجھہ مین اتنی طاقت ہی تو مجھے اس جگہ سے باہر نکال بمجرد اس کہنے کے اوس جن نے الہ دین کو اوس جگہ سے نکال باہر کھڑا کر دیا الہ دین اپنے تئین باہر گڑھے کے پا کے متحیر ہوا کیونکہ مین اوس زندان سے باین آسانی باہر نکل آیا اور اوس گڑھے کا نام ونشان نظر نہین آتا پھر چارون طرف شہر کے دیکھا کہ گرد اوسکے باغ ہین اور اوس راہ کو پہچانا کہ جس راہ سے اوس جادوگر کے ساتھ آیا تھا اوسی راہ کو پکڑ شکر خدا کا بجالایا پھر روشنی دیکھی اور سطح زمین کی اوسے نظر پڑی جسکے دیکھنے سے بالکل مایوس تھا پھر وہ بسبب ضعف اور ناطاقتی کے بہت دشواری سے اپنے گھر تک پہونچا جب اوسنے قدم اپنے گھر کے دروازے مین رکھا اور مان کو دیکھا بہت خوش ہوا مگر بسبب اسکے کہ تین رات دن کچھہ کھایا پیا نتھا نہایت ناتوانی اور بھوکھ سے غش مین آ کر گر پڑا اوسکی مان نے کہ اوسے تین دن سے نہین دیکھا تھا اور یہ خیال کرکے کہ وہ یا تو گم ہوا یا مر گیا روتی تھی اوسے اس حال مین دیکھہ ہمہ تن مصروف اوسکے ہوش مین لانیکی ہوئی جب وہ ہوش مین آیا الہ دین نے پہلے بات اپنی مان سے یہی کہی کہ کچھہ کھانیکو لا تین دن سے مینے کچھہ نہین کھایا اوسکی مان نے کھانا کہ طیار تھا آگے اوسکے رکھکے کہا کہ ای فرزند کھانا کھانے مین جلدی نکرنا بہت کھانیمین خطرہ ہلاکت کا ہی تھوڑا کھا کے اپنی اشتہا کو تسکین دے اور جب چاہو کے سو رہ پھر مجھسے بات کیجیو الہ دین نے مان کے کہنے پر عمل کرکے تھوڑا سا کھانا کھایا اور احتیاط سے تھوڑا پانی پیا اور کہا اوس آدمی نے جو میرے ساتھہ بدسلوکی کی ہی اوسکا بیان بہت طول ہی وہ اپنی دانست مین مجھے جان سے مار گیا یہ شخص وہی ہی جسے تم میرا چچا جانتی تھین اور مین بھی بالکل اوسکے فریب مین آ گیا تھا مگر تم یقین تصور کرو کہ وہ شخص بڑا ظالم بیرحم تھا یہ سب پیار کہ میرے ساتھہ اوسکو تھا سراسر جعلسازی تھی فقط وہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے مطلب کیواسطے مجکو قتل کرے پھر الہ دین نے فی الجملہ اپنے مین طاقت پا کے سب حال تفصیل اپنی مان سے ظاہر کیا اور وہ پھل مان کو دیے اوسکی مان بھی اونکی قدر و قیمت سے کچھہ واقف نتھی وہ لیکر ایکطرف زمین پر رکھدیے مگر جب تاریکی مین روشنی اونکی مثل چراغ کے روشن اور مانند آفتاب کے تابان دیکھی اوسے معلوم ہوا کہ یہ چیز دیکھنے مین بہت اچھی ہی پھر الہ دین نے جب اول سے آخر تک اپنا سب حال مان کو کہہ سنایا اوسکی مان نے اوس ساحر کو بہت برا بھلا کہا اور خدا کا شکر بجالائی کہ مجھہ غریب بیوہ کے بچے کو اوسکے شر سے بچایا اور بعد دریافت کرنے اس امر کے کہ تین دن سے الہ دین سویا نہین ضرور ہی کہ اب یہ آرام کرے اسواسطے وہ اوٹھکر اپنے بچھونے پر جا سو رہی الہ دین بھی اوس شب کو خوب غافل ہو کے سویا فجر کو جب بیدار ہوا تو اپنے تئین بھوکھ سے بیتاب پا مان سے کہا کہ مین اسوقت بہت بھوکا ہون کچھہ کھانیکو مجھے دو اوسکی مان نے کہ نہایت مفلس اور تہیدست تھی کہا بیٹا افسوس ہی کہ میرے پاس تو ایک ٹکڑا روٹی کا بھی نہین کہ تجھے ناشتا کرنیکو دون جو کھانا کہ تھا سب تمنے رات کو کھایا اگر ذرا صبر کرو تو مین تھوڑا سا سوت جسے مینے کات رکھا ہی بازار مین لیجا کر بیچون

اور کچھ تمہارے کھانے کے لیے مول لے آؤن الہ دین نے کہا اماجان سوت کو اور دن بیچو آج تم اوس چراغ کو جسے مین کل
اپنے ساتھ لایا ہون لیجا کر بیچو اور اوسکی قیمت سے جنس معمول لاؤ کہ تا دن رات کے کھانے کو کافی ہو اوسکی ماں اوٹھکر وہ چراغ اوٹھا لائی اور
اوسے دیکھکر کہا کہ بیٹا یہ چراغ بہت زنگ آلودہ ہو رہا ہی اگر اسکو ذرا صاف کر کے بیچونگی تو کچھ قیمت زیادہ ملیگی پھر وہ تھوڑا پانی اور ریت لیکر اوسکو
زور سے ملنے لگی بمجرد اوسکے ملنے کے ایک بد شکل اور قوی ہیکل دیو زور و شور سے زمین کو پھاڑ کر نکلا اور اس سخت آواز سے کہ جیسے بادل گرجتا ہی
کہا کیا تو چاہتی ہی مین اوس کام کرنے مین مانند غلام کے حاضر ہون تیرا اور اون شخصون کا جنکے ہاتھ مین یہ چراغ ہو مین فرمانبردار ہون اور دوسرے
موکل تابع اس چراغ کے ہین الہ دین کی ماں اوس دیو کی شکل دیکھتے ہی بیہوش ہوکے گر پڑی اور غش آگیا الہ دین کہ آگے ایسی شکل ایکبار گڑھے مین
دیکھ چکا تھا اسقدر نہین ڈرا کہ بیہوش ہو جاتا بلکہ اوسنے جھپٹکر ایک ہاتھ سے اپنی ماں کو سنبھالا اور ایک ہاتھ سے اوس چراغ کو اوٹھا کے
باستقلال تمام بجاے اپنی ماں کے اوسے جواب دیا کہ مین بھوکا ہون کچھ کھانا میرے واسطے جلد لا وہ جن اس بات کے سنتے ہی غائب ہو گیا اور بعد ایک لحظے کے
ایک بڑی سینی نقرئی سر پر رکھے ہوے موجود ہوا جسمین بارہ قابین چاندی کی کھانون لذیذ سے بھری ہوئی تھین اور چھ روٹیان سفید مانند برف کے
رکابیون نفیس مین رکھی ہوئین اور دو شیشے شراب نفیس اور دو گلاس نقرے کے اوسکے دونون ہاتھون مین غرض اوسنے سینی کھانیکی لاکے دالان مین
رکھدی اور غائب ہو گیا الہ دین اپنی ماں کو کہ اس عرصے مین بیہوش پڑی ہوئی تھی اوسپر پانی چھڑک کر اوسے ہوش مین لایا اور اوس سے کہا کہ اب ذرہ
اوٹھ بیٹھو اور کھانا کھاؤ اوسکے کھانیسے طاقت تم مین آویگی دیر نکرو کھانا سرد ہو جائیگا الہ دین کی ماں اوس سینی مین بارہ قابین اقسام طعام
سے بھری ہوئین اور چھ روٹیان اور دو بوتل شراب اور دو گلاس دیکھکر بہت متعجب ہوئی اور دل مین سوچنے لگی کہ یہ کھانا کہان سے آیا شاید ہمارے
بادشاہ نے ہمارا حال تکلیف کا سنکر بھیجا ہی الہ دین نے کہا تم اگر اب کھانا شروع کرو مین اس کھانے کا حال تمسے بیان کرونگا پھر وہ دونون ماں بیٹے
دسترخوان پر بیٹھ خوب مزے سے اون کھانونکو کہ اونھونے خواب مین بھی کبھی نہین دیکھے تھے خوب سیر ہوکر کھایا پھر درمیان کھانیکے
الہ دین کی ماں نے وہ قابین اور ظروف دیکھکر متحیر ہوکے پوچھا کہ یہ ظروف کس چیز کے بنے ہین کہ مینے ایسے برتن خوبصورت اور چمکتے نہین دیکھے
پھر اونھونے وہ کھانے کہ افراط سے تھے خوب کھاکے باقی رکھ چھوڑے اور تین دن تک اوسے کھایا بعد اوسکے الہ دین نے سب حال کھانا آنے اور جو
اوسکے اور جن کے درمیان مین گذرا تھا بیان کیا اوسکی ماں یہ حال سنکے حیران ہوئی اور کہا مجھے باور نہین آتا جو تمنے کہا اسواسطے کہ نہ تو مینے
کبھی جن کو دیکھا اور نہ کبھی اپنی جان پہچان والون سے سنا کہ اونھونے اوسے دیکھا ہو پھر وہ شریر جن میرے روبرو کیا آیا تھا اور جسے مین دیکھ ڈر کے
بیہوش ہو گئی تھی کیونکر یہان آیا اور کسواسطے اوسنے آکے تہخانے مین ایکبار ظاہر ہوکے تمسے بات کی اور مجھسے کیون مخاطب ہوا الہ دین نے کہا وہ جن جو مجھپر آگے
ظاہر ہوا تھا اور ہی اور یہ جن بالفعل تمپر ظاہر ہوا وہ نہین اگرچہ بظاہر وہ دونون شکل و شباہت مین برابر ہین مگر وضع و لباس مین اون دونونکی بہت فرق ہی
اور وہ دونون فرمانبردار جدا جدا شی کے ہین جو پہلے مجھے نظر آیا تھا وہ تابع اس چھلے کا ہی جو مینے اونگلی مین پہنا جیسا کہ آگے مینے تمسے کہا تھا
اور جو تمپر ظاہر ہوا تھا وہ غلام اور فرمانبردار اس چراغ کا ہی جو تمہارے ہاتھ مین تھا جانتا ہون کہ تمنے اوسکی بات نہین سنی ہوگی اسواسطے کہ تمھین جن د
دیکھنے کے غش آگیا تھا اوسکی ماں نے کہا کیا اسی چراغ کے سبب سے جسکو تم اپنے ساتھ لائے ہو وہ ملعون جن مجھپر ظاہر ہوا تھا خدا کیواسطے بیٹا اس چراغ کو میری نظر
سے دور کرو کسی اور جگہ تم اسکو چھپا کے رکھدو تا میرا ہاتھ کبھی اسکو نہ لگے بلکہ میرے نزدیک صلاح ہی کہ تم اسے کہین پھینک دو یا کسیکے ہاتھ اسے بیچ ڈالو تاکہ پھر اسکے چھونیسے مجھے

لگا نیلے اوس شکل مہیب کو نہ دیکھون اور نہ اوس مصیبت مین پڑون اور بہتر یہ ہی کہ اس چھلے کو بھی اپنی اونگلی سے اوتار کر پھینک دو ہمکو آشنائی جنون کے ساتھ کہ شیطان ہین کرنا ضرور نہین جیسا کہ ہمارے نبی نے فرمایا ہی الہ دین نے کہا آئندہ البتہ ہوشیاری کرینگے مگر اس چراغ کو کیونکر پھینکون اسلیے سبب سے تو ہمکو اسقدر فائدے ایسی مفلسی مین حاصل ہوئے اور آئندہ بھی امید اس سے بہتری کی ہی تم خوب سمجھو کہ یہ لغو چیز نہین ہی جسکے واسطے میرے جعلی شریر چچا نے محنت اور مشقت اوٹھائی اور اتنا سفر دور و دراز اختیار کر کے یہان آیا یہ سب سعی و کوشش اوسکی اسیواسطے تھی کہ اوسے یہ چراغ عجیب کہ جسے وہ ترجیح دیتا تھا چاندی اور سونے پر ہاتھ لگے اور وہ خوب اس چراغ کے خواص اور اوصاف سے مطلع تھا اوسنے سوا چراغ کے اور کسی چیز کو قسم خزانے اور جواہرات سے کہ اوس تہخانے مین بیشمار تھے خیال نکیا مگر حق تعالی نے میری مظلومی اور بیکسی کیطرف خیال کر کے اوسکا نصیبہ و دولت مجھے عنایت فرمایا شکر کرو اور اس چراغ سے مجھے فائدے اوٹھانے دو اسطرح سے کہ کسیکو معلوم نہو تا محلے کے لوگ عداوت اور حسد نکرین مگر مین اسکو تمھاری نظر سے چھپا کر ایسی جگہ پر رکھونگا کہ بروقت ضرورت کے اسے پاؤن اور اس چھلے کو بھی اپنے سے دور نہین کر سکتا اسواسطے کہ بحسب ظاہر یہی باعث میری زندگی کا ہوا ہی کہ پھر تمنے زندہ دیکھا ورنہ مین کبکا اوس تہخانے مین گیا ہوتا اب تم مجھے اجازت دو کہ اسے مین اپنی اونگلی مین ہوشیاری سے پہنے رہون کون جانتا ہی کہ کسوقت مجھپر کوئی آفت ناگہانی اور مصیبت ایسی پڑے کہ موجب میری ہلاکت کا ہو اوسوقت بسبب اس چھلے کے مین اون آفات سے محفوظ رہ سکونگا الہ دین کی ماں یہ باتین معقول سنکے خاموش ہو رہی اور کچھ جواب اوسکا نہ دیا بعد اسکے کہا بیٹا جو تو مناسب جانے کر مگر مجھے کچھ سروکار جنات سے نہین دو روز تک اون ماں بیٹے نے وہ کھانا جسے جن لایا تھا خوب کھایا تیسرے دن جب کچھ نرہا علی الصباح الہ دین کو بھوک لگی وہ ایک قاب نقرئی لائی ہوئی جن کی اوٹھا اور اپنی قبا مین چھپا بازار کیطرف بیچنے گیا اتفاقاً ایک یہودی سے کہ خرید و فروخت اسباب اور ظروف نقرئی کی کیا کرتا تھا دوچار ہوا الہ دین نے اوسکو کنارے لیجا کے وہ قاب دکھائی اور کہا تم اسکو مول لوگے وہ یہودی کہ بہت عیار اور دغاباز تھا اوس قاب کو لیکے پرکھا اوسکی چاندی بہت اچھی اور قسم اول پائی الہ دین سے پوچھا کہ اس قاب کا تم کیا مانگتے ہو الہ دین نے کہ اچھی اور بری چاندی کے نرخ سے مطلق آگاہ نتھا اور آگے کبھی خرید و فروخت اسباب نقرئی کی نہ کی تھی اوس یہودی سے کہا جو تم دوگے مین اوسے لے لونگا اسواسطے کہ تمکو اسکی قیمت معلوم ہوگی اور مجھے تمپر اعتماد ہی اوس یہودی نے اپنی تھیلی سے ایک اشرفی نکالکر الہ دین کو دی اگرچہ وہ اشرفی اوس قاب کی قیمت کے ستر حصے مین سے ایک حصہ تھی مگر الہ دین نے اوسکو غنیمت جان اور خوش ہو کے لیلیا اوس یہودی دغاباز نے باوجود اسقدر فائدے کے بہت افسوس کیا کہ کیون مینے اشرفی سے کم نہ دیا یہ خیال کر کے پیچھے الہ دین کے دوڑا کہ کچھ اوس اشرفی سے بھی اوس سے پھیر لے مگر الہ دین دور نکل گیا آخر الہ دین نے اثناے راہ مین ایک نان بائی سے روٹیان مول لین اور اوس اشرفی کو تڑا کر اوسکی قیمت دی پھر گھر مین آکے جو اوس اشرفی سے باقی رہا تھا اپنی ماں کو دیا تا کہ بازار مین جا کر کئی دن کا کھانے کیواسطے غلہ خرید کر لائے اور چند روز اوس سے اونھون نے اپنی گذران کی پھر جب کھانا ہو چکا الہ دین نے دوسری قاب اوسی یہودی کے ہاتھ بیچی اور اوس یہودی نے وہی قیمت کہ جو پہلے دی تھی ہر قاب کی دی بخوف اسکے کہ مبادا الہ دین بھڑک کر پھر اوسکے ہاتھ نہ بیچے ایک اشرفی سے قیمت بھی کم ہر قاب کی نہ کی غرض جب الہ دین اون بارہ قابونکو بیچکر بتدریج اپنے خرچ مین لا چکا اب ارادہ سینی کے بیچنے کا جو اون سب قابون سے دس حصے وزنی تھی کیا مگر بسبب سنگینی کے اوسے بازار مین لیجا نسکا مجبور اوس یہودی کو اپنے گھر مین لیجا کے وہ سینی دکھلائی اوس نے بعد وزن کرنے کے اوس سینی کی دس اشرفیان الہ دین کے ہاتھ مین رکھین اوسنے خوش ہو کے لے لین کچھ حجت تکرار نکی اور بتدریج وہ اشرفیان اپنے روزمرہ کے صرف مین لایا اگرچہ الہ دین اپنی اوقات لڑکون کے ساتھ کھیل کے ضائع کیا کرتا

تھا مگر بعد اوٹھانے مصیبت کے ساحر افریقی کے ہاتھہ سے وہ اکثر بازار کو جاتا اور دانشمند لوگون سے گفتگو کیا کرتا اور کبھی بڑے بڑے سوداگرون کی دکانون کے پاس جاکر کھڑا ہوتا تاکہ اونکی باتین اور گفتگو سبطرح کے معاملون کی سنے بعد چند روز کے اوسکو فی الجملہ حالات اور معاملات دنیا پر اطلاع ہوئی جب وہ دس اشرفیان بالکل صرف کر چکا اوس چراغ کو اوٹھا لایا اور اوسی جگہہ پر چراغ کو جہان اوسکی ماں نے ملا تھا ریت لیکر آپ سافی ملنے لگا بمجرد اوسکے ملنے کے وہی جن ملایمت اور سہولیت کے ساتھ اوسکے روبرو حاضر ہوا الہ دین نے بخلاف اپنی ماں کے کہ اوسنے اوسے نہایت زور سے رگڑ دیا تھا اسلیے اوس دفعہ زور و شور سے وہ جن نمود ہوا تھا اوس چراغ کو نرمی سے ملا بہرحال اوس جن نے بملایمت الہ دین سے کہا تو کیا چاہتا ہی مین اوسکے بجالانے کے لیے حاضر ہون اور مین تیری اور اوسکی اطاعت سے جسکے ہاتھہ مین یہ چراغ ہی باہر نہین مین اور دوسرے موکل تابع اس چراغ کے ہین الہ دین نے کہا مین بھوکا ہون کچھہ کھانا میرے واسطے لا وہ جن اس بات کو سنکر غائب ہوگیا پھر ایک لمحے کے بعد جیسا کہ پہلے لایا تھا اوسیطرح سے ایک خوان کھانیکا لے آیا اور الہ دین کے سامنے رکھکے پھر غائب ہوگیا جب اوسکی ماں کہ کہین باہر گئی تھی گھر مین آئی اور خوان کھانیکا دیکھا تو جانا کہ یہ بھی مثل پہلے کے بدولت اوسی چراغ کے آیا پھر دونون نے بیٹھکر خوب کھایا اور باقی کو دو دن تک صرف کیا جب وہ کھانا ہوچکا اور کچھہ روپیہ پیسا اوسکے پاس نرہا جس سے تدبیر کھانیکی کرے اوسنے ایک قاب لیکر واسطے بیچنے کے اوس یہودی کے پاس جسکے ہاتھہ اگلی قابین بیچی تھین جانیکا قصد کیا اثناے راہ مین ایک زرگر کی دکان کے آگے سے کہ نہایت معمر اور معتبر اور امین اور متدین تھا ہوکر نکلا اوس سنار نے اوسکو اپنی دکان مین بلا کر کہا ای فرزند مینے تجھے اکثر کچھہ چیز لیجاتے ہوے فلانے یہودی کے پاس دیکھا پھر اودھر سے خالی ہاتھہ آتے پایا اور آج بھی کچھہ لیے ہوے ادھر کو جاتے ہو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تم کچھہ بیچنے کو اوسکے پاس جایا کرتے ہو مگر تمھین معلوم نہین کہ وہ یہودی سخت بے ایمان اور دغاباز ہی جسنے اوسکے ساتھہ معاملہ کیا وہ خوب اوسکی بددیانتی سے واقف ہوجاتا ہی غرض میری یہ کہ اگر کچھہ چیز تم بیچنے کو لیجاتے ہو مجھے دکھلاؤ اگر قابل میرے لینے کے ہی مین اوسکی قیمت واجبی تمھین دونگا اور اگر میرے لین دین سے باہر ہوگی تو مین اور تاجر کے پاس لیجاؤنگا جو تمسے دغابازی نکریگا الہ دین نے اوس زرگر کی باتین سنکر وہ قاب قبا کے دامن سے لپٹی ہوئی نکالکر اوس سنار کو دکھلائی وہ زرگر پیر نے پہلی نظر مین اوسکو پرکھہ لیا کہ چاندی اوسکی جید قسم اول ہی الہ دین سے پوچھا کہ اس قسم کی چیز تو نے کوئی اور بھی اوس یہودی کے ہاتھہ بیچی ہی اور اوسنے اوسکی قیمت تجھے کیا دی الہ دین نے کہا بارہ قاب اسی قسم کی اوس یہودی کے ہاتھہ بیچی ہین اور اوسنے فی قاب ایک اشرفی مجھے قیمت دی ہی سنار نے سنکر کہا واے غضب اسقدر دغابازی اوس یہودی نے تمھارے ساتھہ کی جسکا کچھہ بیان نہین پھر اوسنے اوس قاب کو وزن کرکے کہا راست قیمت اس قاب کی کہ نقرہ خالص سے بنی ہی بہتر اشرفی ہی چنانچہ اوسنے تھیلی سے نکال ستر اور دو اشرفیان الہ دین کو بابت قیمت اوس قاب کے گن دین اور کہا کہ اگر یا تمھین کچھہ شبہہ ہو تو تم دوسرے زرگر کے پاس لیجاؤ اور اوسے دکھلاؤ اگر وہ اس قیمت سے جو مین تمھین دیتا ہون زیادہ دے تو مین اقرار کرتا ہون کہ دو چند گنہگاری مین اوسکی دونگا مگر اس امر کی اطلاع اوس یہودی کو نکیجیو الہ دین سنار کی شکرگذاری کرکے گھر آیا اور پھر کبھی باقی قابونکو اوس یہودی کے پاس بیچنے نلیگیا اوسی سنار کے پاس بیچین ایک مدت تک اوسی کی قیمت سے اپنی گذران کی اگرچہ وہ یا اوسکی ماں چاہتی تو بسبب اوس چراغ کے دولت بہت فی الفور اونھین میسر ہوتی مگر اونھون نے اپنی اوقات کئی برس تک قابون کے بیچنے پر رکھی اور ماں اوسکی بدستور اپنا چرخا بھی کاتا کی اس عرصے مین الہ دین اکثر چوک کے بزازے صرافے مین جاکر سیر کیا کرتا خصوصا جوہریون کی دکان پر بیٹھکر ہر ایک قسم کے جواہرات کو دیکھتا اور اونکی قیمت کو جو وقت خرید و فروخت کے وہ

آپسمین کہا کرتے تھے سنا کرتا اور اون جواہروں کو بنسبت اپنے جواہرات کے جنھین بے علمی سے شیشے کے رنگ برنگ کے ٹکڑے جانتا تھا
کہین بہت کم چمک دمک اور کلانی مین پاتا رفتہ رفتہ اوسکو شعور اور فہم اسبات کا آیا کہ وہ جواہر نایاب ہین جنھین مین اپنے ساتھ لا کے شیشے
کے ٹکڑے سمجھتا ہون مگر اسبات کو سوچ کے اپنے دل ہی مین رکھتا نہ تو اپنی ماں سے کہتا اور نہ دوسرے سے ایکدن الہ دین اوس شہر مین سیر کرتا
پھرتا تھا کہ ناگاہ آواز منادی کی سُنی آج کوئی دکان اپنی نہ کھولے اور نہ اپنے گھر سے باہر نکلے شہزادی بدر البدور بیٹی بادشاہ کی واسطے غسل
کرنیکے حمام جائیگی اور بعد حمام کرنیکے پھر اپنے محل کو آویگی اس مابین مین زنہار کوئی متنفس مرد کی قسم سے بازار اور گلی کوچون مین شہر کے نہ نکلے الہ دین
یہ خبر سنکر نہایت مشتاق ہوا کہ شہزادی کو کسیطرح سے بیحجاب اور بدون برقع کے دیکھیے لیکن یہ بات اوسکو علانیہ میسر نہ تھی اسواسطے اوسنے ایک مکان
متصل حمام کے تلاش کر رکھا تھا تا اوسکے دروازے کی درازون سے بیٹھکر شہزادی کو دیکھے الغرض آگے سے جا کے اوس مکان مین بیٹھ رہا اوسکے تھوڑی
دیر کے بعد وہ شہزادی بھی پونہچی اور حمام کے نزدیک اپنی خواصون اور خواجہ سراؤن کے درمیان آکر برقع کو اپنے چہرے سے اوٹھا لیا اوس وقت الہ دین نے
دروازے کی درز سے اچھی طرح اوسے دیکھا اتبک الہ دین نے کسی عورت کو بدون برقع کے سوائے اپنی ماں کے کہ بڑھیا تھی اور جوانی مین بھی خوبصورت
نہ تھی نہ دیکھا تھا دل مین یہی جانتا کہ سب عورتین مانند اوسکی ماں کے شکل و شباہت مین ہونگی مگر جب بدر البدور کو دیکھا تو معلوم کیا کہ حق تعالی نے
ایسی عورتین حسین و دلفریب بھی پیدا کی ہین غرض دیکھتے ہی تیر عشق کا اوسکی جان کے پار ہوگیا اور غش کھا کے گر پڑا پھر جب حواس مین آیا اور جانا کہ شہزادی
حمام مین گئی اپنے دل مین کہنے لگا کہ اب ٹھہرنا اس جا پر محض لغو ہے اسواسطے کہ اب حمام سے اپنے مونہہ پر برقع ڈالے ہوئے نکلے گی اس صورت مین دیکھنا نہ دیکھنا
اوسکا برابر ہے یہ سوچ کر وہان سے پوشیدہ گھر کیطرف روانہ ہو جب اپنے گھر پونہچا تو قلق و اضطراب عشق کا اپنی ماں سے چھپا نہ سکا آخر اوسکی ماں اوسے
اس حال مین دیکھہ نہایت مضطر ہوئی اور اوسکو خلاف دستور کے گریہ و زاری مین مبتلا پا کے نہایت تشویش اور حیرت مین آئی اور اوس سے
پوچھا کہ تجکو کوئی صدمہ پونہچا ہے یا تو کچھہ بیمار ہوگیا الہ دین نے اوسکا جواب نہ دیا اور دیر تک خاموش شہزادی بدر البدور کے تصور مین بیٹھا رہا
ماں اوسکی کھانا پکانے مین مشغول تھی اسلیے پھر اوس سے نہ پوچھا جب اوسنے کھانا طیار کرکے دسترخوان پر رکھا اور آپ کھانیکے واسطے بیٹھی الہ دین کو مطلق
متوجہ کھانے کیطرف نہ پایا با صرار کھانیکے لیے اوسے دسترخوان پر بٹھلایا وہ ماں کے کہنے سے ذرا سا کھانا کھا کے پھر خاموش بیٹھہ رہا ماں نے درمیان کھانیکے ہر چند
اوسکا حال استفسار کیا جواب مین اوسکے کچھہ نہ بولا اور کھانا کھانیکے بعد بھی باصرار اوسکا حال پوچھتی رہی مگر اوسنے مطلق لب نطق سے آشنا نہ کیے
اور تمام شب خیال مین حسن دلفریب بدر البدور شہزادی کے تڑپتا رہا دوسرے دن صبح کو رو برو اپنی ماں کے کہ وہ حسب معمول اپنا چرخا کات رہی تھی بیٹھکر
اسطرح کہنا شروع کیا کہ اے مادر مہربان اب مین اپنا حال تمسے ظاہر کرتا ہون مجکو کوئی بیماری نہین جیسا کہ تمنے قیاس کیا ہے کل جو شہزادی بدر البدور
بیٹی ہمارے بادشاہ کی واسطے غسل کرنے کے حمام مین گئی تھی مجھے قبل اوسکے جانے سے اور دکانین بند ہونے اور ممانعت نکلنے آدمیون سے تمنا
دیکھنے شہزادی بدر البدور کی پیدا ہوئی آخر مین نے آگے سے ایک جگہ متصل حمام کے کہ وہان سے مجھے شہزادی کے برقع اوتار کر حمام جانیکا یقین تھا تلاش
کرکے ٹھہرا رکھی تھی آگے اوسکے جانیکے مین وہان اسطرح جا بیٹھا کہ کوئی مجھے نہ دیکھے غرض جب وہ شہزادی حمام کو آئی اور وہین سے برقع اوتارا مین
اوسکی شکل نازنین پر وارفتگی سے اور دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگیا درحقیقت یہ سبب میری خاموشی و اضطراب کا ہے اسکی تدبیر اور علاج سوائے اس
امر کے نہین کہ درخواست شادی اوس پیاری شہزادی کی اپنے ساتھ بادشاہ سے کرون اوسکی ماں نے یہ سب باتین سُنین اور ہنسکر کہا بیٹا خاموش ایسی بات

موںہ سے نہ نکال تیرے اس کہنے سے معلوم ہوا کہ عقل تیری زائل ہو گئی الہ دین نے جواب دیا مین اپنے ہوش و حواس مین ہون مین آگے سے جانتا تھا کہ تم مجھے اسپر ضرور دیوانہ سمجھو گی مگر جو تم سمجھتی ہو وہ کچھ بات نہین مین تو ضرور اس امر مین درخواست کرونگا اوسکی مان نے کہا بیٹا کیا اپنی اوقات بھول گیا تو ایک غریب محتاج درزی کا لڑکا ہو اونی رعایا بادشاہ کی ہے تجھکو اب تو چاہتا ہے کہ شہزادی کی درخواست کرے آیا دستور سلاطین سے واقف نہین کہ وہ اپنی اولاد کی شادی سوا اپنے ہمسرون کے نہین کرتے اگر وہ ایسا نکرین تو اونکی سلطنت مین فتور واقع ہو الہ دین نے کہا امان جان یہ جو تم کہتی ہو سچ ہے مگر مین بدون درخواست کیے نرہونگا اور تمھین میری طرف سے جا کر درخواست کرو اگر تم اس کام مین کوشش نکرو گی تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگا اب تمھارے ہاتھ میری زندگی ہے مین اوس شہزادی کے فراق مین مرچکا ہون تم اوسکی بادشاہ سے درخواست کر کے مجھے دوبارہ زندگی بخشو

الہ دین کی مان اوسکی باتین سنکر دل مین بہت پریشان ہوئی اور کہا بیٹا ہمکو وہ کام کرنا چاہیے اور وہ بات موںہ سے نکالنا جو سبب ہماری ذلت اور رسوائی کا ہو ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ❁ کہان تو غریب اور کہان شہزادی اگر تیرے ہم پیشے کی لڑکی ہوتی تو مین البتہ اوسکی درخواست کرتی اپنی اور میری حقیقت دیکھ ہم اس لائق ہین کہ جا کر شہزادی کی درخواست کرین علاوہ ان سب باتون کے دور از عقل ہے مجھ غریب مین اتنی جرأت کہان کہ بادشاہ کی حضور مین جا کر ایسے بڑے امر مین گفتگو کرون جب تیرا باپ کبھی مجھپر غصہ کرتا مین ڈر جاتی اور میرے موںہ سے بات نہ نکل سکتی اور سوا اسکے جو کوئی بادشاہون کی حضور مین جائے قبل اظہار مطلب کے چاہیے کہ موافق رتبے بادشاہ کے نذر گذرانے مین کیا نذر اور تحفہ واسطے عرض کرنے ایسے مطلب عظیم کے گذرانون تو نے ایک ایسا امر دشوار اور محال اپنی خاطر مین قرار دیا کہ ہونا اوسکا امکان سے باہر ہے الہ دین نے مان کی یہ سب باتین سنکر کہا اماجان مین اوس شہزادی کی محبت مین ایسا گرفتار نہین ہوا ہون کہ اوسکو دل سے نکالون اور اوس سے دست بردار ہون اسواسطے مینے مکرر تمھاری خدمت مین عرض کیا کہ برائے خدا تم ان سب باتونکو اپنے خیال مین نلاکے جسطرح سے کہ ممکن ہو جا کر بادشاہ کی حضور مین درخواست کرو اور واسطے درستی اس امر کے سعی و کوشش بجالاؤ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ مین اس امر مین کامیاب ہونگا اور یہ جو تمنے کہا کہ قبل عرض مطلب کے حضور مین سلاطین کی نذر و نیاز گذرانا ضرور ہے اور میرے پاس کوئی ایسی چیز نہین کہ قابل گذرانے بادشاہ کے ہو ای جناب تمنے اون جواہرات کو جو مین اپنے ساتھ اوس خزانے سے لایا تھا اور تم اونکو ابتک شیشے کے ٹکڑے جانتی ہو کیا نہین دیکھا آیا وہ نذر قابل گذرانے بادشاہ کے نہین آگے مین بھی اونکی حال سے واقف نتھا مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ ہر ایک رقم اونمین کی جواہر بے بہا ہے یہ چیزین بجز سلاطین عظام کے اور کسیکے قابل نہین مجھے انکا حال دیکھنے سے جواہرات کے جو اکثر جوہریون کی دکانونپر جا کر دیکھا کرتا تھا معلوم ہوا کہ اصلا اون جواہرات کو میرے جواہرات کی نسبت کچھ قدر و منزلت نہین ہے تو اونکے رنگ اور چمک مین اور نہ اونکے قدر و مقدار مین مگر افسوس ہے کہ ہم تم دونون اونکی قیمت سے واقف نہین مجھے خوب معلوم ہے کہ وہ سب جواہرات قابل گذرانے بادشاہون کے ہین تم اون سبکو اوٹھا لاؤ مین ہر ایک کو صاف اور ہر ایک قسم کو جدا کر کے کسی ظرف مین لگا کر رکھون اوسوقت تمکو اونکی صفائی اور چمک معلوم ہو گی الہ دین کی مان وہ سب جواہرات اور ایک قاب چینی کی کہ بہت خوبصورت تھی اوٹھا لائی اور اونکو آراستہ کر کے رکھا پھر تو وہ مانند روز روشن کے چمکنے لگے اور نظر اون دونون مان بیٹے کی اونکے اوپر ٹھہرتی تھی الہ دین نے اپنی مان سے کہا یہ جواہر واسطے نذر بادشاہ کے موجود ہین میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی اور چیز نہین کہ قابل نذر گذرانے بادشاہ کے ہو اب اسکے سوا اور کوئی عذر رکھتی ہو تو کہو اوسکی مان باوجود خوبصورتی اور چمک جواہرات کے

دریافت ہوئی قیمت سے متأمل ہوئی اور کہا بیٹا یہ تمہارا ہدیہ ایسا نہیں کہ جس سے تمہارا مطلب حاصل ہو مین ہان سے بے نیل مقصود کے پھر آؤنگی اور جو تم سے اسوقت کہتی ہون وہی ہوگا اور اگر بالفرض مینے جرأت کر کے اظہار تمہارے مطلب کا بادشاہ کی حضور مین کیا وہ میری باتون پر تمسخر کر کے مجھے مانند دیوانی سودائی عورت کے سمجھ اپنے دربار سے نکلوا دیگا یا غضب مین آ کے مجھے اور تجھے ہلاک کر ڈالے گا غرض الہ دین کی مان نے اوسکو بہت سمجھایا تاکہ وہ اس ارادے سے باز آوے مگر نقش محبت شہزادی بدر البدور کا ایسا نہین اوسکے دل مین بیٹھا تھا کہ اوس سے دست بردار ہوتا آخر باصرار و مبالغہ اپنی مان کو اس امر پر مستعد و آمادہ کیا تاوہ جا کر بادشاہ سے درخواست بدر البدور کی کرے اوسکی مان نے کہا بیٹا مینے مانا کہ مین اوسکی حضور مین حاضر ہوئی اور جرأت کر کے مینے درخواست کی اور اوسنے اوسکو سنکر مجھسے پوچھا تم کہان رہتی ہو اور کتنی دولت تمہارے پاس ہے اور تمہارا حسب و نسب کیا تو اوسوقت مین اوسے کیا جواب دونگی الہ دین نے کہا ایسی باتون کا خیال قبل وقوع کے نکیا چاہیے پہلے دیکھو بادشاہ تمسے ملاقات کے وقت کیونکر پیش آتا ہے اور کیا تمہاری بات کے جواب مین زبان پر لاتا ہے اور اگر اوسنے ابتدا مین سوال ایسے امور کا کیا مین اسکا جواب بخوبی دونگا اسواسطے کہ مجھے اپنے چراغ پر بڑا اعتماد ہے اور جانتا ہون کہ جس امر کی مین اوس سے درخواست کرونگا وہ امر فی الفور مجھے اوسکے سبب سے میسر ہوگا جیسا کہ کئی برس سے تم دیکھتی ہو الہ دین کی مان اس بات کو سنکر خاموش ہوئی اور سوچی کہ تمام بدولت اوس چراغ کے سب امور اسکے بن آوین اور وہ باعث کشود سب عقدہ ہاے لاینحل کا ہو فی الجملہ اوسکی تسکین ہوئی اور وہ امور کہ اوسکو دشوار اور محال معلوم ہوتے تھے اب اونکو سہل اور آسان سمجھی یہانتک کہ اوسنے الہ دین سے اقرار جانیکا بادشاہ کی حضور مین کیا الہ دین نے مان کے بشرے سے دریافت کر کے کہ وہ اب جانے پر راضی ہوئی کہا سب سے مقدم یہ بات ہے کہ اس راز کو کسی سے نہ کہنا اور بادشاہ سے بھی درخواست تنہائی مین کرنا پھر دونون مان بیٹے سو رہے مگر بسبب عشق شہزادی کے کہ از بس الہ دین کے دل پر غالب تھا تمام رات اوسے نیند نہ آئی تڑپکر رات کاٹی دوسرے دن فجر کو اوٹھکر مان سے کہا کہ یہ وقت دربار بادشاہ کا ہے جلدی کپڑے پہنکر جا چنانچہ اوس ضعیفہ نے وہ قاب جواہرات کی ایک اچھے سفید رومال مین لپیٹی پھر اوسے اور دوسرے کپڑے مین باندھ اور اوپر سے گرہ دے دربار بادشاہ کی راہ لی اوسوقت وزیر اعظم اور سب بادشاہ کی حضور مین حاضر تھے اتنے مین وہ بھی پہونچی اور خلق کے ساتھ جو اپنے عرض مطلب کو بادشاہ کی حضور مین جمع تھی اندر دیوانخانہ کے جو بہت وسیع تھا گئی اور دیکھا کہ ایک طرف بادشاہ کے سامنے سب کھڑے ہوئے اپنا حال بے واسطے دوسرے کے بادشاہ کی حضور مین عرض کرتے ہین بادشاہ خود بنفس نفیس ہر ایک مقدمے کو سماعت فرماتا اور مقدمات اونکے فیصل کرتا ہے یہانتک کہ جب مقدمے عدالت کے فیصل ہو چکے بادشاہ وہان سے اوٹھکر اپنے مکان خاص مین آیا اور سوا وزیر اعظم کے سب کو رخصت کر کے مقدمے راز کے مخفی سننے لگا اور وہ اوس سے بھی فراغت کر کے محل مین گیا الہ دین کی مان نے دیکھا کہ اب بادشاہ پھر اجلاس دربار مین نہین فرمائیگا اور سب لوگ بھی چلے جاتے ہین اپنے گھر پھر آئی الہ دین نے قاب اوسکے ہاتھ مین دیکھکر جانا کہ میری مان کو نوبت عرض معروض کی نہین آئی گھبرا کے پوچھا اماجان خیر ہے اوس نیکبخت بی بی نے سارا حال دربار کا مفصل الہ دین سے بیان کر کے کہا مینے بادشاہ کو اچھی طرح سے دیکھا اور اوسکے سامنے دیر تک کھڑی رہی کسی نے مجھے روکا نہین اور نہ منع کیا اور بادشاہ بھی مجھے دیر تک دیکھتا رہا مگر اوسنے فرصت نہ پائی کہ مجھسے کچھ پوچھتا اور مینے بھی موقع عرض حال کا نپایا لیکن اتنا معلوم ہوا کہ بادشاہ ہر ایک کا حال سنکے جواب اوسکا بہت شگفتگی کے ساتھ دیتا ہے

اور غریب پروری مین اوسکے شک نہین ادنیٰ اعلیٰ سب جاکر اوس سے ہمکلام ہوتے ہین کسی کو جواب سخت نہین دیتا کہ موجب دلگیری کا ہو آج کہ اوسنے بہت مقدمے سُنے تھے زیادہ تاب اوسکو سماعت کی نہین ہی اور وقت عدالت کا بھی ہو چکا تھا اسواسطے اوٹھکر اپنے محل مین چلا گیا کل پھر جاونگی الہ دین نے ماں کی بہت شکرگزاری کی اور اوسے یقین ہوا کہ مانند اور روز کے یہ بھی بادشاہ سے بخوف و خطر درخواست اوس بات کی کریگی دوسرے دن صبحکو اوسکی ماں پھر بادشاہ کے دربار مین گئی مگر اوسکا جانا محض بیفائدہ تھا اسواسطے کہ دروازہ دربار کا بند پایا اور وہان لوگونکی زبانی سنا کہ دو روز تک تعطیل ہی وہ بی بی اپنے گھر پھر آئی اور الہ دین سے حال بند ہونے دربار کا کہا الہ دین اس توقف کو سنکر نہایت پریشان خاطر ہوا دو روز کے بعد پھر اوسکی ماں بدستور دربار بادشاہ مین جاکر اوسکے روبرو کھڑی ہوئی مگر اوس روز بھی بسبب ہجوم داد خواہون کے نہ تو بادشاہ نے اوس سے کچھ پوچھا اور نہ اوسنے فرصت عرض کرنیکی پائی اسیطرح کئی بار متواتر الہ دین کی ماں بادشاہ کی حضور مین جاتی اور فرصت عرض معروض کی نہ پاتی یہانتک کہ ایکدن بعد انتظام مالی اور ملکی کے بادشاہ نے وزیر اعظم سے کہا کتنے روز سے مین ایک عورت کو دیکھتا ہون کہ روز عدالت گھر مین آکے چپکی میرے سامنے کھڑی رہتی ہی اور کچھ چیز کپڑے مین لپیٹے ہوے لیے، روز دربار کیوقت اوسے دیکھتا ہون بعد برخاست کے بے اسکے کہ کچھ کہے سُنے چلی جاتی ہی تو دریافت کر کہ اوسکا کیا مطلب ہی وزیر نے کہ وہ بھی مثل سلطان کے حال ضعیفہ سے واقف نتھا چاہا کہ اپنی بے علمی کو بادشاہ کے روبرو ظاہر نکرے عرض کیا کہ حضور عورتین ذرا امر کے لیے بیہودہ بے معنی نالش کرتی ہین چنانچہ وہ عورت بھی اس قسم کی نالش کرنیکو حضور مین آتی ہوگی شاید کسی نے گوشت یا اور چیز بُری یا وزن سے کم اوسکے ہاتھ بیچی ہوگی اس جواب سے بادشاہ کی تسلی نہوئی دوسرے دن دربار مین بیٹھکر وزیر اعظم سے کہا اگر اب وہ عورت آوے اوسکو میرے پاس لائیو تا مین اوس سے پوچھون کہ اوسکا مطلب کیا ہی اوسنے عرض کی بہت خوب اور ہاتھ سر پر اپنے رکھا یعنی اگر حکم بادشاہ کا نہ بجالاؤن تو سر میرا کاٹا جاوے الہ دین کی ماں مانند اور دنون کے لباس درباری پہنکر اور اوس تحفے کو ہاتھ مین لیکر دربار مین بادشاہ کے حاضر ہوئی اور موافق اپنے معمول کے روبرو بادشاہ کے کھڑی ہوئی مگر وزیر نے اوسے بادشاہ کے نزدیک بلایا بادشاہ نے خود اوسے دیکھکر وزیر سے کہا کہ وہ عورت آئی ہی اوسکو میرے پاس لے آ تا مین اوسکا حال پوچھون وزیر نے عرض بیگی سے کہا کہ اوس عورت کو بلا کر بادشاہ کی حضور مین لیجا وہ الہ دین کی ماں کو تخت شاہی کے پاس لیگیا اور آپ اپنی جگہ پر کہ نزدیک وزیر کے تھی جاکر کھڑا ہوا الہ دین کی ماں نے مانند اور رون کے اپنے سر کو زمین سے لگا کے زیر انداز قالین پر جو پایانداز تخت کے بچھا ہوا تھا بوسہ دیا اور اسیطرح سے زمین سے لگی ہوئی پڑی رہی یہانتک کہ بادشاہ نے اوسے حکم اوٹھنے کا کیا وہ اوٹھ کھڑی ہوئی بادشاہ نے اوس سے پوچھا کہ مین تجکو ایک مدت سے دیکھتا ہون کہ تو روز عدالت گھر مین حاضر ہوتی ہی مطلب بیان کر کس لیے تو آیا کرتی ہی وہ ضعیفہ بادشاہ سے یہ بات سُن پھر زمین بوس ہوئی اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای شہنشاہ روے زمین کے اگر جان بخشی اور بے ادبی میری معاف ہو تو مین اپنے مطلب کو آپکی حضور مین گذارش کرون مگر وہ مطلب سبکے روبرو عرض نہین کر سکتی ہون بادشاہ نے سبھونکو اشارے سے رخصت کیا فقط وزیر اعظم بادشاہ کی حضور مین حاضر رہا تب بادشاہ نے اوس ضعیفہ کو کہا تو بدلجمعی تمام اپنے مطلب کو ظاہر کر الہ دین کی ماں نے بادشاہ کو تخلیے مین اپنے حال پر متوجہ اور مہربان پاکر مکرر عرض کیا کہ لونڈی امیدوار ہی کہ اگر میری گزارش سے کچھ حضور کو ملال ہو تو میری گستاخی اور بے ادبی معاف فرمائیگا بادشاہ نے کہا مینے معاف کیا جو تیرے دل مین ہو اوسکو بخوف و ہراس ظاہر کر الہ دین کی ماں نے پہلے جسطرح کہ الہ دین نے شہزادی

بدر البدور کو دیکھا تھا ظاہر کیا اسکے بعد کہا کہ وہ اوسے دیکھکر اوسوقت سے اوسکا عاشق زار ہوا ہی اوسکی تمام تر تمنا اور آرزو یہی ہے کہ میری شادی
شہزادی بدر البدور کے ساتھ ہو اسلیے مجھے آپکی حضور مین بھیجا ہی بادشاہ اوس درخواست کو الٰہ دین کی مان سے سنکر ذرا چین بہ جبین اور نا خوش ہوا
اور قبل اسکے کہ اوسکے جواب مین بہت یا نیست کہے اوس ضعیفہ سے پوچھا کہ اس کپڑے مین کیا چیز باندھکر لائی ہی یہ بات سنکر
اوسنے وہ قاب جواہرات کی رومال سے کھول بادشاہ کی حضور مین گذرانی بادشاہ وہ جواہر شفاف اور بڑے دیکھکے نہایت متحیر ہوا اور
الٰہ دین کی مان سے خوش ہوکے لیے اور ایک ایک کو اوٹھا کر دیکھتا اور کہتا سبحان اللہ ایسے جواہر نفیس گرانبہا بھی دنیا مین خدا نے پیدا کیے
ہین پھر وہ ایک جگہ رکھہ وزیر کو بلا کر دکھلائے کہ کبھی ایسے جواہرات تو نے دیکھے ہین وزیر نے کہا دیکھنے کا کیا مذکور ہی غلام نے کبھی سنے بھی
نہین پھر بادشاہ نے وزیر سے کہا آیا جس شخص نے کہ ایسے جواہرات گذرانے ہین وہ قابل اسکے ہی کہ اوسکی شادی اپنی بدر البدور کے ساتھ
کردون علی الخصوص کہ اوسنے اوسکی درخواست کے یہ ہدیہ بے نظیر گذرانا ہو وزیر کو اس بات سے بہت مضطر اور پریشان خاطر کیا اسواسطے کہ اوسے
یقین تھا کہ بادشاہ بدر البدور کی شادی سوا میرے بیٹے کے اور کسیکے ساتھ نکریگا اب بادشاہ ایسے جواہرات کو پاکر برخلاف اوسکے
فرماتا ہی ایک حیلہ اپنے دل مین سوچکر کان مین بادشاہ کے کہا خداوند یہ تحفہ بنسبت شہزادی کے بہت ناچیز اور حقیر ہی امیدوار ہون تین مہینے
کی مجھے مہلت ملے کہ میرا لڑکا اس سے افضل و اعلیٰ تحفہ آپکی حضور مین گذرانیگا بادشاہ اگرچہ جانتا تھا کہ پسر وزیر کو ایسا ہدیہ جیسا کہ الٰہ دین کی
مان نے گذرانا کبھی میسر نہوگا مگر وزیر کی خاطر سے وہ مہلت قبول کر کے الٰہ دین کی مان سے کہا اب تم اپنے گھر جاکے الٰہ دین سے کہو کہ ہمنے اوسکی درخواست
قبول و منظور کی مگر سر دست اسباب جہیز کا جو ہم اپنی لڑکی کو دیا چاہتے ہین طیار نہین کم سے کم تین مہینے مین وہ سب سامان طیار ہوگا تین
مہینے کے بعد تم پھر یہان پر آنا الٰہ دین کی مان بہت خوش ہو کے اپنے گھر آئی یہ خوشی اوسکو کئی سبب سے حاصل ہوئی ایک تو روز کی رنج سے چھوٹی
دوسرے حسب دلخواہ اپنے جواب بادشاہ سے پایا تیسرے اوس خوف و دہشت سے کہ خدا جانے بادشاہ اس درخواست کے سننے سے خفا ہو کر اوسکو اور
الٰہ دین کو کیا سزا دے رہائی پائی الٰہ دین نے دور سے اپنی مان کو دیکھکر قبل اسکے کہ خوشخبری اوس سے سنے بفراست دریافت کیا کہ مان میری
فائز المرام پھری اور آج دربار سے بنسبت اور دنون کے سویرے پھرنا اسکا بھی دلیل اسی بات کی ہی اور بشرہ اوسکا بھی بنسبت اور دنون کے
شگفتہ و بشاش نظر آیا جب وہ نزدیک پہونچی الٰہ دین نے اوس سے پکار کے کہا اماجان کیا خبر ہو اوسکی مان نے درباری لباس اوتار کے کہا بیٹا اب خوش ہونی چاہیے
پھر اوسنے تمام حال متوجہ ہونے بادشاہ کا بیان کیا اور کہا آخر کو قبل اسکے کہ سلطان کچھ جواب ہست و نیست کا مجھے دے وزیر اعظم نے بادشاہ کے
کان مین کچھ بات کہی مین اوسوقت بہت ڈری کہ مبادا بادشاہ کو تیری طرف سے کچھ اوسنے بہکایا ہو مگر جب بادشاہ نے شگفتہ پیشانی سے مجھسے کہا کہ اب تم
جاکے اپنے بیٹے سے کہو کہ درخواست اوسکی ہمنے قبول کی تین مہینے کے بعد تم پھر میرے پاس آئیو تب میری خاطر جمع ہوئی الٰہ دین بانی اپنی مان کے یہ مژدہ سنکر
نہایت خوش ہوا اور اپنی مان کا شکر بجا لایا مگر میعاد تین مہینے کی جو بادشاہ نے کی تھی اشتیاق مین اوس شہزادی کے ایسی دور و دراز معلوم ہوئی گویا
تین برس اور اوسوقت سے وہ دن اور ساعتین گننے لگا بعد گذرنے دو مہینے کے ایکدن شام کو الٰہ دین کی مان نے قصد چراغ جلانیکا کیا
دیکھا کہ گھر مین تیل نہین اوسے مول لینے بازار گئی وہان کیا دیکھا کہ چارونطرف دھوم دھام شادی کی ہو رہی ہی اور دوکاندار دکانین
سجا کے روشنی کرنے مین اپنی دکانون کے آگے مصروف ہین اور اسباب اور سامان برات کا ایکطرف سے دوسری طرف جاتا ہی اور گلی کوچے مین افسر

لوگ پوشاکین زرین پہنے ہوئے اچھے گھوڑون پر جنکے ساز و یراق طلائی اور نقرئی ہین سوار اور بہت خدمتگار اور پیادے اونکے
ہمراہ بڑے طمطراق سے آتے اور جاتے ہین الہ دین کی مان نے اوس تیلی سے جسکی دکان پر تیل مول لیا تھا پوچھا کہ آج یہ کیسی دھوم دھام ہی
روغن فروش نے کہا اے نیکبخت بی بی تم کدھر سے آئی ہو شاید اس شہر کی رہنے والی نہین یہ بات سب جانتے ہین کہ آج رات کو شادی کتخدائی
وزیر اعظم کے بیٹے کی شہزادی بدر البدور کے ساتھ جو بیٹی ہمارے بادشاہ کی ہی ہوگی اب ایک گھڑی کے بعد شہزادی حمام مین واسطے غسل کرنیکے
آئیگی اسلیے سب افسر اوسکے جلوس کیواسطے طیار ہو کے محل بادشاہی کیطرف جاتے ہین الہ دین کی مان یہ خبر سنتے ہی اپنے گھر دوڑی گئی اور جاکر الہ دین
سے کہا افسوس بیٹا میری محنت اور وہ جواہرات سب ضائع ہوئے بادشاہ نے بڑا فریب کیا اور قول و قرار پر قائم نرہا الہ دین یہ خبر سنکر
نہایت متردد ہوا اور مان سے پوچھا کہ بادشاہ نے کسطرح عہد شکنی کی اوسنے جو کچھ کہ بازار مین دیکھا اور سنا تھا مفصل بیان کیا اور کہا آج کی رات
نکاح وزیر کے بیٹے کا بدر البدور کے ساتھ قرار پایا چنانچہ اسوقت وہ شہزادی واسطے غسل کے حمام مین آیا چاہتی ہی الہ دین کو اس خبر کے سننے سے
بڑا صدمہ ہوا جیسا کہ کسی پر بجلی گرے اور اوسکے صدمے سے حواس اوسکے جاتے رہے غرض غش کھاکے گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد جب افاقے مین آیا اپنے دل مین کہا
کہ بڑی شرم اور غیرت کی بات ہی کہ بدر البدور کو میرے سوا اور کوئی بیاہ لیجاوے اب ہمین تغافل کرنا خوب نہین کچھ ایسی تدبیر کیجیے کہ وزیر کا بیٹا بیاہ
نہ لیجانے پاوے سوچتے سوچتے اپنے چراغ کو یاد کیا اور کہا کہ اوسکے سبب سے وزیرزادہ بدر البدور کو لیجا نہین سکتا اس امر کو اپنے دل مین تصور
کر کے مان سے کہا کچھ اندیشہ نکرو وزیر کا بیٹا ہرگز بدر البدور سے متمتع نہو سکیگا تم کھانیکی طیاری کرو مین اپنے مکان مین ایک لمحے کیواسطے
جاتا ہون اوسکی مان سمجھ گئی کہ یہ چراغ نکالیگا اور اوس سے ایسی تدبیر کریگا کہ جس سے وزیر کے بیٹے کی شادی شہزادی بدر البدور سے نہوگی پھر وہ
کھانا پکانے مین مشغول ہوئی اور ادھر الہ دین نے اپنے حجرے مین جاتے ہی اوس چراغ کو وہان سے نکالا اور جس ڈر سے کہ اوسکی مان دیکھکر اوس
جن کو جو موکل اوس چراغ کا تھا ڈر گئی تھی وہ اوسکو اپنے حجرے مین چھپا کر رکھتا تھا القصہ الہ دین نے اوس چراغ کو موافق معمول کے
رگڑا بمجرد رگڑنے کے جن حاضر ہوا اور الہ دین سے کہنے لگا کہ کیا حکم ہوتا ہی مین حاضر ہون جو حکم کرو مین اور سب موکل اس چراغ کے دونون فوراً اوسکو
بجالائین الہ دین نے کہا آج تک مینے تمسے سوا چیز کھانے کے اور کوئی کام نہین کہا اب تمھین ایک امر اہم کیواسطے کہتا ہون وہ یہ ہی کہ مینے بیٹی اس
شہر کے بادشاہ کی بدر البدور نام اپنی شادی کیلیے درخواست کی تھی اور اوسنے اقرار اوسکے دینے کا کیا تھا کہ بعد تین مہینے کے مین اوس
شہزادی کی شادی تیرے ساتھ کر دونگا اب وہ بادشاہ برخلاف اپنے قول و قرار کے قبل گذرنے اوس مدت کے اپنی لڑکی کی شادی
وزیر اعظم کے لڑکے سے کیے دیتا ہی چنانچہ آج شب کو اون دونو کا نکاح معین ہوا ہی ابھی مینے اس بات کی خبر سنی ہی اب جو مین کہون تو
اوسکو بجالا یعنی جسوقت دولہا دولہن آج کی شب زفاف کے لیے ایک جا باہم سوئین تو اون دونونکو بچھونے سمیت معلق میرے پاس
اوٹھا لا اوس جن نے کہا یہ تو ادنی بات ہی سوا اسکے اور کچھ حکم ہو الہ دین نے کہا اسوقت سوا اسکے اور کوئی امر نہین کہ تجھسے کہون جن
یہ بات سنکر غائب ہوگیا الہ دین حجرے سے نکل اپنی مان کے ساتھ بیٹھ موافق معمول کے ہنسی خوشی کھانا کھانے لگا اور بعد کھانا کھانیکے
دیر تک اپنی مان سے بات چیت اپنی شادی کی بدر البدور کے ساتھ کرتا رہا اور جو مان سے سنا تھا اوسکا کچھ اندیشہ نکیا بعد اسکے مان سے رخصت ہو کے آرام کرنے
اپنے حجرے مین گیا مگر جن کے انتظار مین جاگتا رہا جب سب رسمین شادی کی محل مین بادشاہ کے ہو چکین اور رات بہت اون رسومات کے کرنے مین گذری

بات کو کسی سے ظاہر کرے ملکہ سے کہا مینے کچھ خواب نہین دیکھا اور بادجود کہ اسقدر تکلیف بسبب قید ہونے کے پائخانے مین
اوس رات کو پائی تھی اپنے تئین ایسا ہنسی خوشی ظاہر کیا کہ ملکہ نے جانا صرف اس خواب و خیال مین شہزادی مبتلا ہے وزیرزادہ کو اس سے کچھ خبر نہین
اور جو امر محل مین گذرتا الٰہ دین کو موکل چراغ کی زبانی معلوم ہو جاتا چنانچہ الٰہ دین کو یہ حال بھی دریافت ہوا کہ آج کی رات پھر دولہا دولھن کو
باہم ایک جگہ سولائینگے پس آج اونکو بھی اونھین باہم سونے ندیا چاہیے شام کو اوسنے اوس چراغ کو لیکر ملا اور وہ جن حاضر ہوا الٰہ دین نے اوس سے
حکم کیا کہ آج کی رات وزیرزادے اور شہزادی بدرالبدور پھر ایک جگہ باہم ملکے سوینگے تو قبل اسکے کہ کچھ آپس مین وہ بات یا حرکت کرین اون دونو نکو
پلنگ سمیت مثل شب گذشتہ کے میرے حجرہ مین اوٹھالائیو وہ جن یہ سنکر اون دونون دولہا دولھن کو بمجرد پلنگ پر لیٹنے کے الٰہ دین کے مکان مین
پلنگ سمیت اوٹھا کر لیگیا اور وزیرزادہ اوسکے حکم سے پھر اوسی پائخانے مین قید ہوا اور شہزادی بدرالبدور الٰہ دین کو اپنے ساتھ سوتا پایا اور تلوار درمیان مین
اپنے اور اوسکے رکھی ہوئی دیکھی اور فجر کو وہ جن پھر بموجب حکم الٰہ دین کے اوس وزیرزادے کو پائخانے سے نکال اور ہم پہلو شہزادی کے لٹا پلنگ کو جہان سے
لایا تھا وہین جا کر رکھہ آیا بادشاہ کہ پہلی شب کا حال سنکر بڑی تشویش مین تھا فجر ہوتے ہی شہزادی کے کمرے مین واسطے دریافت کرنے
خبر کے گیا اور وزیرزادہ بادشاہ کے آنیکی خبر سنتے ہی پلنگ سے اوتر جلدی باہر نکل آیا اور دوسرے مکان مین واسطے پوشاک پہننے کے گیا سلطان
اندر کمرے کے آکے چاہتا تھا کہ روز بخیر کہے مگر شہزادی بدرالبدور کو اوسی حال مین مثل پہلے دن کے مغموم و از خود رفتہ پایا صبر نکر سکا اور پوچھا ای فرزند
تیرا کیا حال ہی مین تجکو اچھا نہین پاتا شہزادی نے کچھہ اسکا جواب ندیا بادشاہ نے جانا کہ بہ نسبت کل کے آج زیادہ بدحال ہی رات کو
کوئی حادثہ سخت اسپر ضرور واقع ہوا غصے ہوا اور تلوار کو غلاف سے کھینچکر کہا جو تجھپر گذرا ہی مجھسے ظاہر کر ورنہ مین تجکو مار ڈالونگا شہزادی تلوار
نکلی ہوئی دیکھکر ڈر گئی اور خوف سے جان بچی روکر بادشاہ سے کہنے لگی اگر مجھسے کوئی تقصیر آپکی ہوئی تو امیدوار ہون کہ اوسے عفو فرمایئے اور مجھے یقین ہی
کہ جسوقت مین وہ واردات جو آج کی اور کل کی رات مجھپر گذری ہی عرض کرونگی تو سب غصہ آپکا جاتا رہیگا بادشاہ اس بات کو سنکر ملایم ہوا پھر شہزادی
نے دونون راتونکا حال مفصل اوس سے بیان کیا اور کہا اگر اسمین آپکو کچھ شک و شبہہ ہو تو میرے شوہر سے پوچھ لیجیے اوسکے اظہار سے میرے کلام کی تصدیق
فرمائیگا بادشاہ نے شہزادی کی تسلی کیواسطے کہا جو تونے کہا مجھے اوسپر یقین ہوا مگر عجیب امر ہی کہ مینے شادی تیری اس رنج والم دینے کے
لیے نہین کی تھی اب تو خاطر جمع رکھہ آیندہ رات کو ایسی واردات نہوگی یہ کہکے بادشاہ اپنے کمرے مین آیا اور وزیر کو بلا بھیجا اور اوس سے
کہا کہ تمنے اپنے بیٹے کو دیکھا اور اوس سے کچھہ حال سنا وزیر نے کہا مینے تو اوسکی صورت ابتک نہین دیکھی تو بادشاہ نے وزیر سے وہ سب حال کہ شہزادی
بدرالبدور سے سنا تھا بیان کیا اور فرمایا کہ جو میری بیٹی نے کہا ہی مین اوسکو سچ سمجھتا ہون باوجود اسکے بطور گواہی کے مجھے منظور ہی کہ تیرے بیٹے سے
بھی اسکا حال سنون اور اوسکی زبانی دریافت کرون کہ وہ کیا کہتا ہی تو جا کر اوس سے سب حال دریافت کر وزیر نے بموجب حکم سلطان کے بیٹے سے وہ حال
پوچھا اور جو کچھہ کہ سلطان سے سنا تھا اوس سے ظاہر کیا اور کہا خبردار ذرا اوسکو نہ چھپائیو جو واردات کہ گذری ہو اوسکو مو بمو بیان کیجو وزیرزادے نے
کہا مین کچھہ آپسے نہ چھپاؤنگا مگر جو کچھہ کہ شہزادی نے بادشاہ سے کہا اوسمین کچھہ شک نہین دو راتسے کوئی ہمارے پلنگ کو معلق اوٹھا لیجایا کرتا ہی اور اوس
پلنگ کو ایک بڑے سے حجرے مین رکھکر مجھے ایک سڑے پائخانے مین صرف پائجامے سمیت جسے مین پہنے ہوے ہوتا ہون لیجا کر چھپایا
کرتا ہی وہان مجھے طاقت ہاتھہ پانون ہلانے کی مطلق نہین رہتی اور پھر مجھے شہزادی کے حال سے خبر نہین ہوتی اگر یہی حال دو چار دن

مجھپر گذریگا پاخانے کی بدبو اور سردی سے مین مر جاونگا اور میرے حال پر قیاس حال شہزادی کا کیا چاہیے اب ہماری تفریق شہزادی سے
بہت ضرور ہی مین بعجز و الحاح عرض کرتا ہون کہ بادشاہ کی حضور مین عرض کرکے اونھین بھی اسبات پر راضی کرو تا میرے نکاح سے
شہزادی کو جدا کرے اس امر مین کمال احسان آپکا ہوگا ورنہ مجھسے زیادہ شہزادی اس سبب سے ضیق مین پڑیگی وزیر نے جب اپنے بیٹے سے یہ حال مصیبت کا
سنا اور سمجھا کہ دو روز مین تو یہان تک نوبت پوہنچی کہ میرا بیٹا دہشت اور تکلیف قید سے بالکل تحلیل ہو گیا اگر دو چار روز اور شہزادی کے
پاس سویگا تو اوسکی جان پر حرف آویگا اس سے مناسب یہ کہ اسکے اور شہزادی کے درمیان مین تفریق ہو جائے آیندہ سمجھ لیا جائیگا وزیر اس امر کو
اپنے دل مین قرار دیکے بادشاہ کی حضور مین گیا اور کہا مجھے غلامزادے کے اظہار سے معلوم ہوا کہ جو کچھ حضور نے زبانی شہزادی کے
فرمایا سب راست ہی غلام کے نزدیک مناسب ہیکہ دولہا دولہن کے درمیان مین تفریق کر دیجائے تاکہ دونونکی جان محفوظ رہے
اور حکم دیا جائے کہ سب رسمین شادی کی شہر بلکہ تمام قلمرو سے موقوف ہون بادشاہ اس بات پر راضی ہوا اور واسطے موقوف ہونے
امور شادی کے حکم کیا فی الفور سب امور خوشی کے کہ بسبب شادی شہزادی کے گھر بگھر اور کوچہ بکوچہ ہو رہے تھے یکبارگی موقوف ہو گئے
یہ خبر وحشت انگیز سنتے ہی سب لوگ متردد ہوئے ایک دوسرے سے چرچا کرنے لگا کہ کیا سبب شادی موقوف ہونیکا ہی پھر سب نے سنا کہ وزیر کا
بیٹا محل بادشاہی سے نکال دیا گیا مگر سوائے الہ دین کے اسکا سبب کسی کو معلوم نہوا اور فقط وہی اس امر سے خوش ہوا کہ بسبب
اوس چراغ عجیب کے اوسکو یہ بات حاصل ہوئی کہ اپنے رقیب کو شہزادی سے باز رکھا اور جب الہ دین کو تحقیق ہوا کہ وزیرزادہ محل سے نکالدیا گیا
اور وصلت اوسکی شہزادی سے موقوف ہو گئی پھر اوسنے چراغ کو نہ رگڑا اور اوس جن کو نہ بلایا اور اس عرصے مین بادشاہ اور وزیر اعظم امر درخواست
الہ دین کا واسطے شہزادی بدر البدور کے بھول گئے تھے بلکہ قبل گذرنے اوس میعاد کے جو بادشاہ نے الہ دین سے کی تھی شادی وزیرزادے سے کر دی تھی
اور الہ دین اشتیاق مین شہزادی کے ایک ایک دن گنتا تھا غرض جب تین مہینے گذر گئے الہ دین نے اپنی مان کو بادشاہ کی حضور مین بھیجا تا جاکر
یاد دلوائے چنانچہ وہ موافق اپنے معمول کے دربار مین جاکر روبرو بادشاہ کے کھڑی ہوئی بادشاہ نے اوسے دیکھکر پہچانا اور اوسنے وہ درخواست
جو آگے کی تھی بادشاہ کو چاہا کہ یاد دلائے اتنے مین وزیر کسی امر کے عرض کرنے کے لیے بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا بادشاہ نے اوسے ٹھہرا کر
کہا وہ عورت جسنے آگے وہ جواہرات گران قیمت مجھے گذرانے تھے پھر آئی ہی تو اوسکو آگے بلا کر پوچھو کہ وہ کیا کہتی ہی وزیر نے چوبدار سے کہا اوس عورت کو
جو کھڑی ہی آگے بلالا چوبدار نے الہ دین کی مان کو بادشاہ کی حضور مین حاضر کیا اوسنے موافق معمول سابق کے اپنے تئین زمین پر جھکا کے پائے تخت بادشاہ کو
چوما بادشاہ نے اوس سے پوچھا تو کیا مانگتی ہی اوسنے عرض کیا کہ مین نے آگے آپکی حضور مین باریاب ہوکے اپنے بیٹے کیطرف سے جسکا نام الہ دین ہی درخواست کتخدائی
شہزادی بدر البدور کی حضور مین کی تھی اور آپ اوس درخواست کو قبول فرماکے تین مہینے کی میعاد زبان پر لائے تھے اور فرمایا تھا کہ اس عرصے مین سامان
جہیز کا طیار کرکے مین شادی شہزادی کی تیرے بیٹے کے ساتھ کر دونگا اب وہ مدت گذر گئی اسلیے مین آپکی یاد دہی کو حاضر ہوئی بادشاہ اگرچہ بمجرد
دیکھنے الہ دین کی مان کے جان گیا تھا کہ وہ واسطے طلب کرنے شہزادی بدر البدور کے آئی ہی اور اب بھی اوسکو زبانی اوس ضعیفہ کے یہی امر معلوم ہوا
دل مین اپنے نہایت متفکر ہوا کہ اب اس عورت کو کیونکر جواب صاف دون اسواسطے کہ آگے مین اقرار کر چکا ہون اب جو انکار کرون تو خلاف مروت کے ہی اور اگر راضی ہون تو
کسطرح سے اپنی بیٹی ایک شخص گمنام کو جسے دیکھا بھی نہین حوالے کر دون وزیر اعظم سے اس امر مین صلاح کی وزیر نے عرض کیا کہ آپنے جو سوچا بہت بجا ہی اور الہ دین کو

سردار خواجہ سراؤنکا وزیرزادے کو حجرۂ عروسی مین لیگیا اور وہ پہلے پلنگ پر جاکر لیٹا اوسکے بعد ملکہ نے اپنی خواصون سمیت عروس کو اوسی حجرے مین لاکے سب امور جو بنسبت دختر دوشیزہ کے ایسے وقت عمل مین لاتے ہین اپنے ہاتھ سے کیے اور اوس دلھن کی پوشاک اوتار اور کپڑے خواب کے پہنا بغل مین وزیرزادے کے سُلا اور شب بخیر کہکے خواصون سمیت اپنے محل مین آئی خواصون نے جو شہزادی کی متعین تھین باہر سے دروازہ حجرۂ عروسی کو بند کرلیا بمجرد بند ہونے دروازے کے وہی جن موکل واسطے بجالانے حکم الہ دین کے اوسی حجرے مین موجود ہوا قبل اسکے کہ دولھا کچھہ بات دولھن سے کرے یا موند اوسکا دیکھے اون دونونکو بچھونے سمیت معلق اوٹھا الہ دین کے گھر مین لا رکھدیا الہ دین کہ منتظر اسی امر کا بیٹھا اپنے حجرے مین جاگ رہا تھا زیادہ اس سے توقف وزیرزادیکا شہزادی بدر البدور کے ساتھ جائز نرکھکے جن سے کہا اس وزیرزادے کو لیجاکر پاخانے مین قید کر فجر کو پھر اسے یہان پر لے آئیو جن بمجرد اس حکم کے وزیرزادیکو بچھونے سے اوٹھا کر لیگیا اور ایک پاخانے مین کہ نہایت متعفن اور غلیظ تھا قید کیا جسکی بدبو سے دماغ وزیرزادیکا پھٹا جاتا اور نہایت تکلیف مین تھا اور ادھر الہ دین جب اوس شہزادی کے ساتھ اکیلا اور تنہا ہوا بہت گفتگو اوسکے ساتھ نہ کی اسیقدر اوس شہزادی سے کہا اے میری نازنین پیاری شہزادی تم ذرا خوف نکرو تمھین یہان کسیطرح کی تکلیف نہین ہوگی مینے بضرورت اس امر کو کیا تا تمکو اوس وزیرزادے سے کہ میرا رقیب ہی بچاؤن بادشاہ نے پہلے اقرار مجھسے کیا تھا کہ تیری شادی میرے ساتھ کریگا اب برخلاف اپنے قول و قرار کے تجکو وزیرزادے کے ساتھ بیاہ دیا شہزادی کہ بادشاہ کے اقرار کرنے سے مطلق آگاہ نتھی سُنکے چُپکی ہورہی کچھہ اسکا جواب نہ دیا بلکہ سہم گئی اور اس حادثے سے نہایت مضطر ہوئی اور گھبرائی الہ دین نے بھی اوس سے کچھہ اور نہ کہا نیمہ قبا اور دستار کو اوتار بجائے وزیرزادے کے رکھہ بادشاہزادی کے ساتھ پیٹھہ پھیر کے سو رہا اور ایک تلوار اپنے اور اوسکے بیچ مین رکھدی تاکہ وہ شہزادی اسبات کو جانے کہ اگر مین اوس سے ارادہ اور کسی امر کا کرون تو اسی تلوار سے مارا جاؤن الہ دین کی اس امر سے کہ اپنے رقیب کو شہزادی کے وصل سے باز رکھا نہایت تسلی ہوئی اور بہت آرام سے اوس شب کو سویا کیا مگر وہ رات شہزادی بدر البدور کی نہایت رنج و تردد مین کٹی اور سب سے بدتر رات وزیرزادے کی گذری کہ رات بھر بیٹھے پاخانے مین بند رہا فجر کو الہ دین کے تئین پھر چراغ رگڑنے کی کچھہ حاجت نپڑی اسواسطے کہ عَلَی الصَّبَاح خود وہ جن حاضر ہوا اور الہ دین سے کہا خداوند مین حاضر ہون جو ارشاد ہو اوسے بجالاؤن الہ دین نے کہا اوس وزیرزادیکو اوس جگہہ سے جہان تو نے قید کیا ہے جاکر لے آ اور اوسکو پلنگ پر لٹا کے شہزادی سمیت اوسی حجرۂ عروسی مین پہونچا یہ کہکے الہ دین اپنا پلنگ پر سے اوٹھا لایا اور جن بموجب حکم کے وزیرزادے کو پاخانے سے نکال اور شہزادی کے پہلو مین اوسے لٹا پلنگ سمیت جہان سے کہ لایا تھا چھوڑ آیا سب مصیبتون سے زیادہ مصیبت دولھا دولھن کو اوس جن مہیب کی ہولناک صورت کا دیکھنا تھا کہ اگر کلیجہ خوف سے پھٹکر وہ دولھا دولھن مر جاتے تو دور نتھا الغرض جب وہ جن پلنگ عروسی کو اوسی حجرے مین چھوڑ گیا اوسیوقت بادشاہ کو اشتیاق دیکھنے شہزادیکا ہوا تا دریافت کرے کہ شب عروسی اوسکی کیونکر گذری چنانچہ کمرے مین اندر آکر روز بخیر کہا نوشہ کہ پاخانے کی گرمی اور بدبو سے نیم جان و مانند مردے کے ہو رہا تھا بادشاہ کی آواز سنتے ہی پلنگ سے کود باہر نکل آیا اور دوسرے مکان مین جہان شب کو اپنی پوشاک اوتار کر خوابگاہ مین گیا تھا جاکر پوشاک پہن لی پھر بادشاہ اندر گیا اور موافق دستور خاندان اپنے کے مسکراکر شہزادی سے پوچھا رات تمھاری کیونکر گذری پھر جب سلطان نے آگے بڑھکے شہزادی کی صورت بغور دیکھی پیشانی پر بوسہ دیا اور اندوہگین اور سست پایا حیران ہوا اور کچھہ نسمجھا کہ یہ ملال اوسکو بسبب شرم

وحیا کے ہی یا اور کسی سبب سے چاہا کہ یہ حال اوس سے دریافت کرے بدالبدور بسبب ضعف کے بات نکر سکی بادشاہ سمجھا کہ شاید بسبب
شرم کے حال اپنے ملال کا مجھسے نہین کہتی یا کوئی ایسا امر خلاف طبع اوسکے شب کو واقع ہوا جسکے سبب سے وہ خاموش ہی الغرض سلطان وہانسے پھر کر
ملکہ کے پاس گیا اور اوس سے حال شہزادی کا بیان کیا ملکہ نے کہا اس حال سے شہزادی کے گھبراؤ نہین اکثر ایسی واردات دولھنون پر جنکی
نئی شادی ہوتی ہی ہوا کرتی ہی تین دن تک اونکا ایسا ہی حال رہتا ہی مین آپ جاکر شہزادی کا حال دریافت کرکے تمسے کہونگی آخر ملکہ اپنے
مکان سے شہزادی کے حجرے مین گئی اور اوسکو اپنے گلے سے لگایا مگر ملکہ اوسے خاموش اور قلق و اضطراب مین پاکے نہایت متحیر ہوئی
اور تصور کیا کہ ضرور رات کو کچھہ صدمہ عظیم ایسے پونہچا ہی جسے یہ بیان نہین کرسکتی تب ملکہ نے اوس سے کہا بیٹی شب کی واردات مفصل بیان کہو
تا مین اوسکا تدارک کرون اور بہت تشویش و تردد مین ہمین نہ ڈالو جب ملکہ نے اوسے بہت سمجھایا اور کہا سنا تب شہزادی نے ایک آہ سرد کھینچکر اسطرح کہنا
شروع کیا ای میری ماں مہربان اگر اس حال اضطرار مین مجھسے کوئی امر تعظیم اور بزرگی کا نسبت تمھاری فوت ہوا ہو تو اوسے معاف کرنا
اسواسطے کہ ایسا ایک امر جدید اور نادر اس رات کو ہوا ہی جسکے سبب مین اپنے ہوش و حواس مین ابتک نہین اور ہنوز اوسکے سبب سے
ترسان اور لرزان ہون پھر اوس شہزادی نے سارا حال رات کا اپنا اور اپنے شوہر کا ملکہ سے ظاہر کیا کہ رات کو جسوقت خواصون نے دروازہ حجرے کا بند کیا
فی الفور اس پلنگ کو جسپر مین اور میرا شوہر تھا یہان سے کسینے اوٹھا لیجا کر ایک بڑے حجرے مین رکھا اور میرے شوہر کو مجھسے جدا کرکے اور کہین لیگیا پھر مجھے
معلوم نہین کہ اوسکے ساتھہ کیا معاملہ کیا اسکے بعد مینے ایک جوان کو دیکھا کہ فی الجملہ باتین میری تسلی کی کرکے ایک تلوار میرے اور اپنے درمیان
مین رکھکے بجاے شوہر کے بیٹھہ میری طرفسے پھیر کر چپکا سو رہا اور علی الصباح میرے شوہر کو پھر میرے ساتھہ لٹا کر یہ پلنگ ایک ساعت مین اس جگہہ
لا رکھا جب بادشاہ میرا باپ میرے کمرے مین آیا تھا مین اوسوقت ایسے غم مین مبتلا اور گرفتار تھی کہ کچھہ جواب اوسے نہ دے سکی بلکہ ڈرتی ہون
کہ میرے چپ رہنے اور آداب کے نہ بجالانے سے مجھسے کچھہ خفا اور ناخوش نہوا ہو مگر مجھے یقین ہی کہ جب اونکو حال میری مصیبت کا دریافت ہوگا
البتہ میرا قصور معاف کرینگے اور جو امر کہ مجھسے فروگذاشت ہوا ہوگا اوس سے درگذرینگے بلکہ یہ حال شہزادی کا سنکر نہایت متحیر ہوئی اور ان
باتون پر اوسکی یقین نہوا کہا خوب ہوا کہ تمنے اس حال کو اپنے باپ سے ظاہر نکیا خبردار اور کسی سے بھی اس حال کو نکہنا والا وہ لوگ تمکو دیوانہ
اور مجنون جانینگے شہزادی نے کہا تم یقین تصور کرو کہ مین اپنے ہوش مین ہون کسیطرح سے میرے حواس مین فتور نہین اگر تمھین یقین نہو تو اس
حال کو میرے شوہر سے جاکر پوچھو وہ بھی تمسے بعینہ یہی حال ظاہر کریگا ملکہ نے کہا بھلا مین اوس سے بھی پوچھونگی اگر اوسنے یہی بات ظاہر کی تو مین
بہت جانونگی جبتک تم اوٹھو اور اپنے دل سے اس وہم کو نکالو اور دور کرو اور درحقیقت یہ امر نہایت عجیب و غریب ہی جسمین تمھین پاتی ہون مین
شب نکاح کو جسکی تمام شہر مین شہرت ہوئی ایسا حادثہ ہوا کیا تم آواز نوبت اور باجونکی سنتی نہین ہو کہ چارون طرف بج رہے ہین اپنے دل کو
خوش کرو اور یہ خواب پریشان جو تمنے دیکھا ہی اپنے دل سے بھلا دو پھر ملکہ شہزادی کا مونہ دھلوا کر بادشاہ کے پاس گئی اور اوس سے ظاہر کیا
کہ رات کو شہزادی نے کچھہ خواب برا دیکھا ہی جس سے وہ ڈر گئی اور وزیرزادے کو بلا کر پوچھا کہ کیا تو بھی اوسی خیال مین مبتلا ہی جسمین تیری بی بی گرفتار
ہی اوسنے کہا خداوند مجھے معلوم نہین کہ کس امر مین آپ مجھسے سوال کرتی ہین ملکہ نے کہا جو خواب کہ تیری بی بی نے رات کو دیکھا ہی کیا
تو نے بھی وہی خواب دیکھا وزیرزادے نے کہ اس شادی کو بہت غنیمت جانتا اور موجب افتخار اپنے اسلاف و اخلاف کا سمجھتا تھا سنتا نجانا اسکا سبب

اس امر سے باز رکھنا کچھہ مشکل نہین حضور الہ دین کو اوسکی مان کی زبانی کہلا بھیجین میری لڑکی کا مہر یہ ہی اگر تجھسے سر انجام اوسکا ہو سکے تو مضایقہ نہین مین اوسکی شادی تیرے بیٹے کے ساتھہ کر دونگا ورنہ تو پھر کبھی نام اوسکا نہ لیجیو اور جو امر بڑا آپکے نزدیک معلوم ہو اور اوسکا انجام الہ دین سے نہو سکے اوسی کو آپ اوس سے طلب فرمائین بادشاہ کو صلاح وزیر کی بہت پسند آئی اور اوسی پر عمل کر کے الہ دین کی مان سے کہا اے نیکبخت مین تجھسے اقرار کر چکا ہون اور اپنی بات سے پھرتا نہین اور مین طیار ہون کہ اپنی بیٹی کی شادی تیرے بیٹے کے ساتھہ کر دون مگر اوس شہزادی کی ایک شرط ہی کہ اوسکو تیرا بیٹا پہلے بجا لاوے اب تو جا کے اوس سے کہہ کہ بادشاہ اپنے وعدے پر ثابت اور برقرار ہی بشرطیکہ تو چالیس خوانچے سونے کے کہ سب وہ اونھین قسم کے جواہرات سے جو تمنے آگے میری حضور مین گذرانے تھے بھرے ہوئے ہون اور چالیس حبشیون کے سر پر رکھے اور آگے ہر ایک حبشی کے ایک ایک غلام سفید رنگ حسین ہم عمر لباس زرین اور جواہرات پہنے ہوئے میری حضور مین بھیجے اب تو اے نیکبخت اپنے بیٹے سے جا کر یہ شرط بیان کر اور جو وہ اس بات کا جواب دے مجھسے آکے جلدی کہہ مین تیرے جواب کا منتظر ہون الہ دین کی مان نے پاے تخت بادشاہ کو بوسہ دیکے اپنے گھر کی راہ لی اور تمام راہ الہ دین کی حماقت پر خیال کر کے ہنستی تھی کہ اب اوسکو اسقدر رنگ برنگ کے شیشے کے ٹکڑے جنکو آگے اپنے ساتھہ اوس خزانے سے لایا تھا میسر نہونگے کہ وہ بادشاہ کو گذرانیگا اسواسطے کہ اب راہ اوس تہ خانے کی بالکل مسدود ہو گئی ہی اور کہان سے اسقدر غلام حبشی اور سفید رنگ اور خوبصورت پاویگا اوسنے ناحق میری اوقات اس درخواست مین ضائع کی یہ خیال اور اندیشہ کرتی ہوئی اپنے گھر پہونچی اور الہ دین سے کہا کیون بیٹا مین تجھے آگے نہین سمجھاتی تھی کہ خیال اپنی شادی کا شہزادی بدر البدور کے ساتھہ نکر اگرچہ بادشاہ نے اپنی نیکذاتی سے میرے حال پر بہت عنایت فرمائی جس سے مجھے یقین ہوتا تھا کہ تجھے اس امر مین سرفراز کرے اور تیرا مقصد بر لاوے مگر وزیر نے اوسے بہکا دیا اور اوسکے دل کو تیری طرف سے پھیرا اسواسطے کہ جسوقت مین بادشاہ کے دربار مین حسب معمول حاضر ہوئی بادشاہ نے مجھے اپنے پاس بلا کے پوچھا تو کیا مانگتی ہی مینے عرض کیا آگے مینے آپکی حضور مین حاضر ہو کے فلانے مقدمے مین اپنے بیٹے الہ دین کیطرف سے درخواست کی تھی چنانچہ آپنے اوس درخواست کو منظور کر کے فرمایا تھا کہ بعد تین مہینے کے مین شادی اوسکی بدر البدور کے ساتھہ کر دونگا اب وہ مدت گذر گئی ہی مین یاد دہی کیواسطے حضور مین آئی ہون بادشاہ نے اس بات کو سنکر وزیر سے کچھہ آہستہ کہا خدا جانے وزیر نے بادشاہ کو کیا سمجھایا کہ اونھنے ایسی ایک شرط مجھسے کہی جسکو تو قیامت تک بھی بہم نہ پہونچا سکے گا پھر الہ دین کی مان نے مفصل اوس شرط کو الہ دین سے ظاہر کیا الہ دین نے کہا امان یہ شرط تو کچھہ بہت دشوار نہین بادشاہ نے دھوکا کھایا کہ دینا شادی بدر البدور کا اس شرط پر موقوف رکھا اسقدر جواہر اور غلام کہ اوسنے مانگے ہین بہ نسبت اوس شہزادی کے جو اپنا مثل اور نظیر نہین رکھتی بہت تھوڑے اور حقیر ہین مین نام شرط کا سنکر ڈر گیا تھا کہ کوئی مشکل اور دشوار ہوگی اب تم دیکھو کہ کیونکر مین جلد اس شرط کو بہم پہونچاتا ہون اب تم کچھہ تدبیر کھانیکی اپنے اور میرے واسطے کرو اوسکی مان یہ بات سنکر کھانا مول لینے بازار مین گئی پیچھے اوسکے الہ دین نے اوس چراغ کو اوٹھا کر رگڑا بمجرد رگڑنیکے جن نے حاضر ہو کے وہی باتین جو آگے کیا کرتا تھا الہ دین سے کہین الہ دین نے کہا بادشاہ اپنی بیٹی بدر البدور کو دینے کے واسطے طیار ہی مگر قبل دینے کے وہ چالیس خوان طلائی بھرے ہوے پھلون سے اوس باغ کے جہان سے مین اس چراغ کو لایا تھا مانگتا ہی اور چالیس غلام حبشی ہم عمر اون چالیس خوانونکو سر پر اپنے رکھکے میری حضور مین لاوین اور آگے ہر ایک حبشی کے ایک ایک غلام ہمسن سفید رنگ خوبصورت بھاری زر کی پوشاک پہنے ہوئے ہو اب تو جاکے اس فرمایش کو میرے لیے بہم پہونچا تاکہ مین اوسکو قبل برخاست ہونے دربار کے بادشاہ کی حضور مین بھیجدون

جن نے الہ دین سے کہا بہت خوب ان سبکو ابھی لایا پھر تھوڑی دیر کے بعد جن چالیس خوان سنہرے جواہرات سے پُر چالیس حبشیون کے سر پر رکھوا کے اور چالیس غلام سفید رنگ خوبصورت بھاری پوشاکین زرین پہنے ہوئے لا کے حاضر ہوا اور بڑے بڑے موتی الماس لعل اور زمرد وزن اور قیمت مین مانند اون جواہرات کے جو آگے بادشاہ کی حضور مین گذرانے تھے خوانون مین لایا اور ہر ایک خوان پر تورہ پوش روپہلے کپڑے زردوزی کام کا پڑا تھا جب وہ استے غلام مع چالیس خوان جواہرات کے الہ دین کے گھر مین لے آیا اوسکے چھوٹے سے گھر مین وہ خوان دھوپ سے ایسے جھلکتے تھے اور معلوم ہوتے کہ گویا چمن طرح طرح کے پھولونسے کھل رہا ہی پھر اوس جن نے الہ دین سے کہا اگر کچھ اور حکم ہو تو بجالاؤن الہ دین نے کہا اب تمھارا کچھ کام نہین جن یہ بات سنکر غائب ہو گیا الہ دین کی مان بازار سے پھر آئی اور اسقدر آدمیونکو اچھی پوشاکین پہنے ہوئے اپنے گھر مین دیکھ حیران ہوئی پھر اوسنے وہ کھانا کہ بازار سے مول لائی تھی دالان مین رکھکر چاہا کہ برقع اپنے مونہ سے اوتارے الہ دین نے کہا اماجان وقت ہاتھ سے جاتا ہی تم یہ خوان جواہرات کے بادشاہ کی حضور مین قبل برخاست دربار کے پونہچاؤ تاکہ وہ میری چالاکی اور نیازمندی دیکھ قابل اس وصلت اور نسبت کا مجھے جانے اوسکی مان نے کہا بہتر ہی تو یہ خوان ترتیب ایک کے بعد ایک روانہ کر اور آگے ہر ایک خوان کے ایک ایک سفید رنگ غلام ہو لے جب سب خوان الہ دین کے گھر سے باہر نکلے اور پیچھے اوس حبشی غلام کے الہ دین کی مان نے دربار بادشاہی کا رستہ لیا الہ دین دروازہ بند کر کے اپنے کمرے مین بیٹھ رہا اور خیال کیا کہ دیکھیے بادشاہ بعد گذرنے اس تحفے کے جو اوسنے آپ طلب کیا تھا مجھے اپنا داماد بناتا ہی یا نہین غرض ہر ایک غلام ایسا بھاری جوڑا اور جواہر پہنے ہوے تھا کہ جو کوئی دیکھتا ہر ایک کے جواہر اور لباس کو ایک کرور کا تصور کرتا جب وہ تحفہ بادشاہ کے محل کیطرف روانہ ہوا بازاری اور شہری جب اونکو بہیئت مجموعی دیکھتے کہ سیدھی قطار سیاہ و سفید غلامونکی جاتی ہی اونکی نظر نہ خوان پوشون زرنگار اور اون غلامون کے لباس زرین اور جواہرات پر ٹھہرتی اونکے دیکھنے کو ہزارون تماش بین چارون طرف سے جمع ہو گئے پھر جب وہ تحفہ قریب دیوانخانے بادشاہی کے پونہچا اہلکارون نے خبر اوسکی بادشاہ کو پونہچائی بادشاہ نے حکم کیا کہ اون سب کو میری حضور مین لاؤ وہ اسی غلام نزدیک دروازے دیوانخانے بادشاہی کے جا کر دو صفین باندھ رو برو بادشاہ کے گئے اور جب قریب تخت کے پونہچے وہ نصف دائرے کی صورت آگے تخت بادشاہ کے کھڑے ہوئے اور خوانچے جواہرات کے سر سے اوتار کر آداب کورنش بجالائے بعد اسکے حبشی غلامون نے اون خوانچون سے تورہ پوش اوتار لیے اور نہایت ادب و لحاظ سے دست بستہ آگے تخت کے کھڑے ہوئے پھر الہ دین کی مان بھی بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوئی اور بعد زمین بوسی کرنے کے بادشاہ سے عرض کیا کہ الہ دین نے آپکی حضور مین بعد آداب کے گزارش کی ہی کہ ہر چند یہ تحفہ محقر قابل پسند شہزادی بدر البدور کے نہین مگر امیدوار ہون کہ آپ ازراہ عنایت کے اسے قبول فرمائین کہ موجب میری سرفرازی کا ہی بادشاہ سب غلام حبشی اور سفید رنگ لباس زرین اور چالیس خوان طلائی چوٹی تک جواہرات گران بہا سے بھرے ہوئے ملاحظہ فرما کے نہایت حیران ہوا اور وزیر سے کہا کہ جو شخص قدرت ایسے تحفے گران بہا کی رکھتا ہو وہ تیرے نزدیک قابل اسکے ہی کہ کتخدائی شہزادی بدر البدور کی اوسکے ساتھ کر دیجائے یا نہین وزیر نے ازراہ حسد کے چاہا کہ بادشاہ کو سمجھا کے دل اوسکا الہ دین کی طرف سے پھیرے اور اس امر مین بہت تدبیر اور کوشش کی مگر بادشاہ نے وزیر کے کہنے پر خیال نفرمایا اور اوس تحفے کو بہت پسند کر کے قبول کیا اور الہ دین کی مان سے کہا تم جا کر اپنے بیٹے کو یہان لے آؤ مین اوسکے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہون اور جس امر کا مینے اوس سے وعدہ کیا ہی اوسکو وفا کرونگا الہ دین کی مان یہ خوشخبری سنکر واسطے اطلاع کرنے الہ دین کے گھر کو دوڑی گئی اور ادھر بادشاہ دربار کو برخاست کر کے

محل مین گیا اور خواجہ سراؤن کو جو خاص بدرالبدور کے تھے حکم کیا کہ یہ سب ان جواہرات کے محل مین شہزادی کے لیجاؤ اور آپ بھی واسطے دیکھنے اون جواہرات کے
وہین گیا اور اون اسّی غلامونکو محل مین شہزادی کے بلوا کر برابر سے استادہ کیا شہزادی وہ غلام اور اونکے لباس اور جواہر جو پہنے ہوئے تھے دروازے
کی درار سے دیکھکر بہت متعجب اور حیران ہوئی اور جب الہ دین کی مان اپنے گھر مین پونہچی الہ دین سے کہا کہ بیٹا مبارک تیرے تحفے کو بادشاہ نے
اور سب اہل دربار نے دیکھکر بہت پسند کیا اور سبنے بالاتفاق کہا کہ تو سزاوار ہے اس امر کا کہ شہزادی بدرالبدور کو تجھے دیوین چنانچہ بادشاہ نے
تجھے بلایا ہے تا ہاتھ شہزادی کا تیرے ہاتھ مین پکڑا دے اب تو چلنے مین دیر نکر بادشاہ منتظر بیٹھا ہے الہ دین اس مژدے کو سنکر نہایت خوش ہوا
اور مان سے کہا ذرا توقف کر مین ابھی چلتا ہون یہ کہکے اندر حجرے کے گیا اور اوس چراغ کو نکال کر رگڑا بمجرد رگڑنے کے وہ جن حاضر ہوا اور موافق
معمول کے اظہار اپنی اطاعت کا کرنے لگا الہ دین نے کہا اے جن مین حمام کیا چاہتا ہون تو ایک جوڑا پوشاک کا قابل پہننے بادشاہون عالی اقتدار
کے میرے قد و قامت کے موافق جلد حاضر کر الہ دین کے یہ بات کہتے ہی اوس جن نے اوسکا ہاتھ پکڑ ایک حمام مین سنگ مرمر کے
کہ بہت خوبصورت اور اقسام رنگ سے آراستہ تھا لیگیا الہ دین جامہ خانے مین کپڑے اوتار اندر حمام کے جو معتدل الحرارت تھا گیا
اور خوب مل دل کے نہایا اور طرح طرح کی خوشبوئین اپنے بدن مین ملین اور بتدریج اوس حمام سے نکل اوسی جامہ خانے مین جہان کپڑے
اوتارے تھے آیا وہان اوسنے اپنے جسم کو بہ نسبت آگے کے سفید اور ملایم پایا اور چہرہ اوسکا دمکنے لگا اور سارے اعضا مین اوسکے ایک
چستی اور چالاکی آگئی اور اوس جگہ ایک جوڑا بہت بھاری کشتی مین رکھا ہوا دیکھا پھر الہ دین نے باعانت اوس جن کے اوسے پہنا اور ہر ایک کپڑے کو
دیکھ نہایت متحیر اور متعجب ہوتا تھا جب پوشاک پہن چکا جن نے اوسے اوسکے گھر مین پونہچا کے پوچھا اب کچھ اور درکار ہو تو فرماؤ مین اوسکو حاضر
کرون الہ دین نے کہا ایک گھوڑا بہت خوبصورت اور قیمتی کہ مثل اوسکے کوئی گھوڑا بادشاہ کے اصطبل مین نہ نکلے اور ساز و سامان اوسکا جواہر نگار قیمتی
ایک کرور روپیہ کا ہو جلد میری سواری کے واسطے لا اور سوا اسکے بارہ غلام بالباس زرین مانند اگلے غلامون کے خاص میری خدمت کے لیے کہ دہنے بائین
اور پیچھے میرے رہین اور تیس غلام جو آگے میرے چلین اور چھ خواصین لباس فاخرہ پہنے ہوئے مان میری کی خدمت کو اور دو کنیز اور دو جوڑے نفیس
شہزادی بدرالبدور اور ملکہ کے لیے اور دس توڑے اشرفیون کے نقد جلد میرے واسطے لا کے حاضر کر بمجرد کہنے الہ دین کے وہ جن غائب ہوا اور بعد ایک ساعت
کے ایک گھوڑا مع زین و ساز کے اور چالیس غلام کہ دس اونمین سے دس توڑے اشرفیون کے لیے ہوئے تھے اور چھ کنیزین طرح طرح کے جوڑے
دست بقچون سنہرے مین بند کیے لیے ہوئے لایا الہ دین نے اونمین سے چار توڑے اشرفیون کے اپنی مان کو دیے تا محل بادشاہی مین وقت ضرورت کے صرف
کرے اور چھ توڑے چھ غلامونکو دیکے کہا جب مین سوار ہون تم میرے گھر سے بادشاہ کے مکان تک مٹھی بھر بھر کے محتاجون کیطرف پھینکیو اور تم
تین دہنی طرف اور تین بائین طرف میرے رہنا اور تیس آگے آگے چلین اور چھ خواصین اپنی مان کو دیکے کہا کہ یہ خواصین خاص تمہاری خدمت کیواسطے اور دو جوڑے
پوشاکونکے جو انکے پاس ہین تمہارے پہننے کے لیے ہین اور دو جوڑے بھاری مخصوص عروس اور ملکہ اوسکی ماں کے واسطے اپنے ساتھ لیجا کر گذراننا
پھر الہ دین نے جن کو رخصت کیا کہ اب تمہارا کچھ کام نہین آیندہ جو کچھ ہوگا تمسے کہا جاویگا وہ جن یہ سنکر غائب ہوگیا اور الہ دین نے قبل اپنے سوار ہونیکے ایک غلام کو بھیجکر
اپنی روانگی کی خبر بادشاہ کو کہلا بھیجی چنانچہ غلام بادشاہ کی حضور مین گیا اور وہان سے پیغام لایا کہ بادشاہ تمہارے منتظر ہین جلد چلیے الہ دین بمجرد پیغام پہونچنے کے
گھوڑے پر سوار ہوا اور غلام اوسکے دہنے بائین آگے پیچھے ہوئے الہ دین اگرچہ اپنی عمر بھر کبھی گھوڑے پر سوار نہین ہوا تھا باوجود اسکے بخوبی بمانند سواران

کے گھوڑے پر سوار ہو کے دوڑاتا کدُاتا گلیونسے نکل بازار مین پونہچا ہزارون لوگ دیکھنے کیواسطے چارونطرف جمع ہو گئے اور وہ چھ غلام مٹھی بھر بھر کے اشرفیان دونون طرف الہ دین کے پھینکنے لگے جو محتاج تھے اونھونے اس سخاوت کو الہ دین کی دیکھ بہت تعجب کیا اور آپس مین کہنے لگے کہ آج تک کوئی شخص اس جود و سخا کا یہان سے نہین گذرا اور شہر کے لوگ جنھونے الہ دین کو آگے شکستہ حالی اور آوارہ دیکھا تھا وہ اس لباس اور پوشاک اور کروفر مین ہرگز نہ پہچان سکے اور حیران تھے کہ یہ نیا شخص کون اس شوکت و حشمت کے ساتھ جاتا ہی تحفہ بھی جسنے بادشاہ کی حضور مین ایسے ہی تجمل اور تکلف سے بھیجا اور آپ بھی ایسی پوشاک پہنے ہی کہ کبھی ہمنے بادشاہون کو پہنے نہین دیکھا اور گھوڑا ویسا ہی قیمتی اور ساز و سامان سب اسکا جواہرات قیمتی سے جڑا ہوا غرض اہل شہر یہ خبر سنکے کہ بادشاہ نے شہزادی بدر البدور کی شادی ساتھ اس جوان کے مقرر کی ہی نہایت خوش ہوے اور بالاتفاق کہنے لگے کہ یہ جوان البتہ سزاوار اس کتخدائی کا ہی پھر جب وہ اس شان و شوکت کے ساتھ محل مین بادشاہ کے پونہچا اور اودھر سے وزیر اعظم اور بڑے بڑے سردار ملکون کے بادشاہ کی طرف سے اوسکے استقبال کو آئے الہ دین نے وہان پہونچکر دروازے پر چاہا کہ گھوڑے سے اوترے سبھون نے اوسکو وہان اوترنے سے منع کیا اور آگے بھی اوسے سوار لیگئے جب قریب تخت بادشاہ کے پونہچا وہان لوگ اوسے گھوڑے سے اوتار بادشاہ کے روبرو درمیان و صفون کے کہ امرا اور مصاحب بادشاہی دو طرفہ صف باندھکر کھڑے تھے تخت بادشاہی کے قریب لیگئے بادشاہ الہ دین کی پوشاک اور زیور اور شکل و شباہت دیکھکر بہت خوش ہوا الہ دین نے چاہا کہ اپنے تئین بادشاہ کے قدمون پر ڈالے مگر بادشاہ نے ہاتھ اوسکا پکڑ تخت پر چڑھا لیا اور داہنی اپنے اور وزیر کے اوسے بٹھلایا الہ دین نے بادشاہ کی حضور مین عرض کرنا شروع کیا کہ آپنے مجھے کمال سرفراز فرمایا خانہ زاد کی پیدایش اسی شہر کی ہی اور کثرت عشق شہزادی بدر البدور سے بے وصل کے میری زندگی محال بادشاہ نے الہ دین کو پھر اپنے گلے سے لگا کے جواب دیا اے فرزند کیا تمنے مجھے بے انصاف سمجھا کہ میری بات پر اعتماد نہین کرتے اور ایک ساعت کے لیے ایسا کہتے ہو تمھاری جان مجکو بہت عزیز اور پیاری ہی اور جیسا کہ مین تمھین سنتا تھا ویسا ہی پایا یہ کہکے بادشاہ نے اشارہ کیا بجرد اوسکے اشارے کے چارونطرف سے نقارے ڈھول نفیری اور دمامے شادیانے کے بجنے لگے پھر بادشاہ الہ دین کو محل مین لیگیا جہان اسباب دعوت کا سب مہیا تھا بادشاہ اور الہ دین نے دسترخوان پر بیٹھ باہم خاصہ تناول فرمایا پھر وزیر اعظم اور سرداران نے بھی موافق اپنے رتبے اور درجے کے بیٹھکر کھانیکو کھایا بادشاہ ساعت بساعت الہ دین کو دیکھتا اور خوش ہوتا اور ہر قسم کی باتین اوس سے کرتا غرض جب تک وہ دونون دسترخوان پر تھے باہم باتین کرتے رہے بادشاہ نے گفتگو مین الہ دین کو بہت ہوشیار اور لائق پایا جب کھانے سے فراغت ہوئی بادشاہ نے شہر کے قاضی کو بلوایا اور نکاحنامہ شہزادی بدر البدور اور الہ دین کا لکھنے کو فرمایا پھر روبرو وزیر اور افسرون کے الہ دین سے گفتگو کی الہ دین نے جواب ہر ایک بات کا بادشاہ کو اس لطف و خوبی سے دیا کہ ہر ایک نے اوسے پسند کیا اور اوسکی عقل و دانش اور طلاقت و فصاحت پر نہایت تحسین و آفرین کی جب قبالہ نکاح کا مرتب ہوا اور قاضی نکاح پڑھکے سوار ہو گیا بادشاہ نے الہ دین سے کہا اگر چاہو آج کے دن اسی محل مین ہو تا رسم شادی کی عمل مین آوے الہ دین نے عرض کیا اس کو میری خوشی اور خواہش پر رکھیے مین ایک محل واسطے شہزادی کے بنوایا چاہتا ہون کہ موافق اوسکے رتبے اور قدر و منزلت کے ہو امیدوار ہون کہ کوئی جگہ متصل محل بادشاہی کے تجویز فرمایئے تا کہ مین نت آپکی حضور مین حاضر ہوا کرون بادشاہ نے کہا میرے محل کے سامنے بڑا میدان وسیع ہی اوسمین جہان کہین تم چاہو اپنا محل بنواؤ کمال میری خوشی ہی یہ کہکے بادشاہ نے بعد معانقہ الہ دین کو رخصت کیا الہ دین بادشاہ سے رخصت ہو کر گھوڑے پر سوار اپنے گھر کو

اوسی شوکت و حشمت کے ساتھ اشرفیان لٹاتا اور خیرات کرتا ہوا گیا چارون طرف سے شور و غل مبارکباد کا ہوا جب وہ اپنے گھر پہونچکے
گھوڑے سے اوترا اور اندر گھر کے جا کے خاص اپنے حجرے مین آیا اور اوس چراغ کو ملا بمجرد ملنے کے وہ جن موکل حاضر ہوا اور جو کلمات کہ کہا
کرتا تھا وہ کہے الہ دین نے کہا آج تک جو مینے تجھسے کہا تو اوسکو بجا لایا اب مین تجھے کہتا ہون کہ ایک محل میرے واسطے فلانے میدان مین مقابل
محل بادشاہی کے جسقدر جلد اور اچھا بنا سکے بنا تاکہ شہزادی بدر البدور اوسمین آکے رہے اور جس سنگ سے تو چاہے اوس سنگ سے اوسے
بنا اور اوپر اوسکے ایک بڑی بارہ دری گنبددار کہ چاردیواری اوسکی خالص سونے روپے سے ہو اور ہر طرف چھ چھ دروازے طیار کر اور
در زرین لون در وازونکی ہیرے اور لعل اور زمرد وغیرہ جواہرات سے جڑی ہون سوائے ایک دروازے کے کہ اوسکو سادہ رکھیو اوسمین جواہر نجڑیو غرض
وہ محل اور بارہ دری اس خوبی اور لطافت کی بنائی جائے کہ مثل اوسکے روئے زمین پر کہین اور نہ نکلے اور مین چاہتا ہون کہ آگے اوس محل کے
دیوانخانہ ہو اور آگے اوسکے ایک بڑا باغ اور باورچیخانہ اور توشکخانہ اور خزانہ جسمین بیشمار روپے اور اشرفیان ہون تو سب مکانونمین اسباب و سامان
ہر ایک موسم کا بادشاہانہ طیار و موجود ہو اور ایک اصطبل جسمین اچھے اچھے قیمتی گھوڑے معزین و ساز اور سائیس وغیرہ خادم و داروغہ کے
رہین اور باورچیخانے مین بہت باورچی خاصہ پز کہ ہر ایک قسم کا کھانا پکا سکین اور بہت سی خواصین لباس و پوشاک نفیس پہنے ہوے واسطے خدمت
شہزادی کے اور سوائے اسکے وہ جو مینے اسوقت بیان کرنے مین کچھ سہو کیا ہو سب جلدی طیار کر اور ہم پہونچا کے مجھے خبر دے آفتاب قریب غروب
کے تھا کہ جسوقت الہ دین نے جن کو حکم طیاری محل وغیرہ کا دیا تھا الہ دین اشتیاق مین شہزادی بدر البدور کے نہایت بیچین اور بیقرار رہا آخر شب
ذرا آنکھ اوسکی لگ گئی فجر ہوتے ہی بیدار ہوا ساتھ ہی اوسکے جاگنے کے جن نے حاضر ہو کے کہا خداوندا آپکا محل طیار ہو چکا چلکے اوسے ملاحظہ فرمائیے کہ موافق
تمھارے فرمانیکے وہ سب مکان طیار ہوئے ہین پھر وہ جن الہ دین کو اوٹھا کر اوس نئے محل کے اندر ایک ساعت مین لیگیا الہ دین نے سب مکان حسب خاطر خواہ بادشاہانہ طیار
پائے اور ہر ایک مکان کو اوسنے دیکھا اور ہر ایک جا مین لاکھون کروڑون روپے کا اسباب و زر نقد بیشمار پایا اور سوائے اسکے اوسمین ہر قسم کے داروغہ اور کارگزار مرد اور
عورت کی قسم سے اور لونڈی غلام لباس فاخرہ پہنے ہوے پائے کہ ہر ایک اپنے اپنے کام مین مصروف اور مشغول تھا اور اسیطرح جسنے خزانے معمور مع خزانچی کے دیکھے جسمین بڑے
صندوق بھرے ہوے کیسہاے زر سرخ و سفید سے تھے اور ہر ایک چیز کو حسب دلخواہ اپنے مہیا و موجود دیکھکر بہت خوش ہوا پھر وہ جن الہ دین کو اصطبل مین لیگیا وہان
ہزارون گھوڑے چیدہ و منتخب زر نگار کے اور داروغہ اور سائس تھے پھر اوسکو توشکخانے مین جہان ہر ایک چیز ضرورت کی موجود تھی لیگیا غرض جمیع مکانات
تہخانون سے بالاخانون تک الہ دین نے ملاحظہ کیے علی الخصوص بارہ دری جسمین چوبیس دروازے تھے اور اسباب و سامان جسمین طلائی و نقرئی منقش و مرصع زیادہ
اپنی خواہش سے دیکھکر جن سے کہا جو مکان و اسباب مجھے درکار تھے اوس سے زیادہ مینے طیار و موجود پائے مگر ایک امر رہگیا جسکا ذکر مینے تجھسے نہین کیا تھا وہ یہ ہے کہ ایک
بڑا قالین مخمل نفیس کا لا کے دروازے محل بادشاہی سے اس محل کے دروازے تک بچھے اور عرض اوسکا موافق طول اوسکے کے ہو تاکہ شہزادی بدر البدور
وقت رخصت کے بادشاہ سے اوسی قالین پر ہو کے آوے جن نے کہا ایک ساعت مین ابھی لاتا ہون الہ دین نے تھوڑی دیر کے بعد اوس قالین کو
بابین طول و عرض اوس میدان مین جو مابین محل بادشاہی و محل الہ دین کے تھا ٹھیک بچھا ہوا پایا پھر اوس جن نے الہ دین کو اوس نئے محل سے اوسکے گھر لیجا کر
پہونچا دیا اور اوس نئے محل کے دروازے جو مقابل دروازون محل بادشاہی کے تھے کھول دیے دربانون بادشاہی نے فجر کو جب دروازے محل کے کھولے تو بجا میدان کے
کہ آگے محل بادشاہی کے تھا اور ہمیشہ اوسے دیکھا کرتے تھے ایک بڑا محل نو طیار دیکھا اونکو اوسکے دیکھنے سے نہایت تعجب اور حیرانی ہوئی اور زیادہ تر

تحیر اونکو اس امر سے ہوا کہ اتنا بڑا قالین مخملی نفیس و دراز ایک محل کے دروازے سے دوسرے محل کے دروازے تک بچھا ہوا ہی زبانی اون دربانون کے
ایک لمحے مین خبر عجیب اس محل کی تمام دربار بادشاہی اور اندر محل کے پھیل گئی جب وزیر اعظم دردولت پر آیا وہ بھی الہ دین کا محل دیکھ متحیر ہوا
دوڑ کر یہ خبر بادشاہ سے کہی کہ آپکے محل کے سامنے ایک بڑا محل دھوم دھام کا نظر آتا ہی بعد اسکے کہا خداوندا یہ سب کارخانہ جادو اور طلسم کا معلوم
ہوتا ہی بادشاہ نے وزیر سے کہا ایسا ہرگز نہین ہوگا جیسا تم کہتے ہو یہ محل الہ دین کا ہی کہ کل کے دن اوسنے مجھسے اجازت بنانے ایک محل کی شہزادی
بدر البدور کیواسطے مانگی تھی اور مینے اوس سے بنانے کو اسی میدان مین سبکے روبرو کہدیا تھا اوسنے بہت دولت اور زر بیشمار صرف کر کے
اس جلدی مین بنوایا ہی اور وہ ہر روز دولت کے زور سے ایک نیا امر ایسا عمل مین لاتا ہی کہ موجب ہماری حیرت کا ہوجاتا ہی مگر تو حسد کی راہ سے اوسکے
اسکو محل سحر پر کرتا ہی جو وقت دربار کا پہونچ گیا تھا اسواسطے زیادہ اس بات مین گفتگو نکی اور الہ دین نے اپنے گھر مین پہونچکر جن کو رخصت کیا اور مان کو
کپڑے پہنتے دیکھکر پوچھا کہ اب بادشاہ نے دربار سے فراغت پائی ہوگی تم ان خواصون کو جنھین جن لایا ہی محل مین بادشاہ کے لیجاؤ اور دونون
جوڑے اور زیور عروس کا گذرانو بعد اسکے اوس سے درخواست کرو کہ بادشاہ بھی ہمراہ شہزادی کے میرے نئے گھر مین قدم رنجہ فرمائے الہ دین کی مان نے
پوشاک پر زر شل بادشاہزادیون کے پہنی اور اوسکی خواصون نے بھی اچھے اچھے جوڑے پہنکر اوپر سے سادی قبا اوڑھ لی اور برقع مونہ پر ڈال محل بادشاہی
کیطرف روانہ ہوئین اور الہ دین بھی اپنا وہی چراغ لیکر خانہ قدیم سے اپنے نئے محل کیطرف ساتھ اوسی شوکت و حشمت اور داد و دہش کے جسطرح پہلے دن
سوار ہوا تھا روانہ ہوا جب الہ دین کی مان محل بادشاہی کے دروازے پر پہونچی چوبدارون نے خبر آنیکی بادشاہ کو پہونچائی بادشاہ نے بمجرد دریافت
کرنے اس بات کے حکم طیاری اور ساز و نوبت بجنے کا دیا چنانچہ نقارے اور ساز خوشی و مبارکبادی کے چارون طرف سے بجنے لگے آواز سے ان باجون کی
سارے شہر مین خوشی پھیل گئی سوداگرون نے اپنی دوکانین آراستہ کر کے بندن وار باندھے اور نفیس قالین بچھائے اور شب کو بڑی روشنی دکانون کے
آگے کی کاریگر اور سب لوگ شہر کے اپنا اپنا کام چھوڑ عروس کی سواری دیکھنے میدان مین جو مابین محل بادشاہی اور محل الہ دین کے تھا جمع ہوئے
اور سب نیا محل الہ دین کا دیکھکر متعجب ہوئے سردار خواجہ سراؤں نے انکا استقبال کر کے الہ دین کی مان کو شہزادی کے کمرے مین لیگیا شہزادی
نے بھی اوسکا استقبال اور اوس سے معانقہ کیا بعد اسکے الہ دین کی مان نے کشتیان جوڑے اور زیور کی گذرانین اور خواصون نے وہ جوڑے اور زیور بدر البدور
کو پہنائے جب وہ شہزادی پوشاک عروسی پہن چکی بادشاہ اوسکے کمرے مین آئے الہ دین کی مان کو بے برقع و حجاب اوس لباس فاخرہ اور زیور گران بہا
مین دیکھکر نہایت متعجب ہوئے اور اپنے دل مین کہا مین جانتا تھا کہ یہ بڑھیا ہوگی لیکن یہ تو ابھی جوان ہی اور حسین بدر البدور کے قریب اور دانشمندی
مین بھی اسکے کچھ فرق نہین آخر الامر شام کو دولھن بادشاہ سے رخصت ہوئی اور ایک دوسرے کے گلے لگ کر روئے اور الہ دین کے محل کی طرف چلی
الہ دین کی مان بائین طرف اور ایک سو خواصین اچھے اچھے جوڑے پہنے ہوئے پیچھے اوسکے ہو لین جب وہ شہزادی محل سے باہر آئی ایک طرف ایک سو
سردار دوسری طرف اسیقدر خواجہ سرا حبشی بڑے طمطراق اور کر و فر سے شہزادی کے آگے آگے ہو لیے بعد اونکے چار سو غلام بادشاہی با قبائے زرین و کمربند زری
کلاہ طلائی سر پر رکھے اونکے بعد شہزادی اور اوسکی خواصین ان سبکے بعد بادشاہی چار ترب سپاہیون کے ہمراہ ہوئے جنکے ہاتھ مین واسطے
افزایش روشنی کے ایک ایک شمع روشن تھی اوس روشنی سے دونون محل مین دن معلوم ہوتا تھا اور ساتھ اس طیاری اور حشمت کے شہزادی اوس قالین پر
جو الہ دین کے محل سے بادشاہ کے محل تک بچھا ہوا تھا پیادہ پا جاتی تھی اور ادھر ڈومنیان الہ دین کے محل کی چھتون پر سامنے شہزادی کے ترانہ مبارکبادی

کا گا رہی تھین جنکے تالون اور سازون کی آواز دور دور جاتی تھی جبکہ شہزادی اس تجمل اور شوکت سے اوس مکان مین جو مخصوص
عروس کے لیے تھا آئی الہ دین نہایت خوش ہوکر اوسکی خیر و عافیت پوچھنے کو پونہچا الہ دین کی مان نے شہزادی کے تئین الہ دین کو پہچنوا دیا اسواسطے
کہ سیکڑون خواصین اور محل دارنیان اچھی اچھی پوشاکین پہنے ہوئے اوسکے نزدیک کھڑی ہوئی تھین الغرض جب دولھا دولھن نے اچھی طرح
ایک دوسرے کو دیکھا شہزادی الہ دین کی خوبصورتی اور حسن دیکھکر بہت خوش ہوئی اور الہ دین نے بڑی تعظیم و تکریم سے منت اوسکی کرکے کہا
زہے شرف اور بخت میرے کہ تم ایسی نازنین شہزادی نے مجھ ایسے نالائق کم نصیب کو سرفراز فرمایا اور حقیقت مین سب حسن اور خوبی تمپر
ختم ہی شہزادی نے الہ دین سے کہا ای شہزادے مین فرمانبردار اپنے باپ کی تھی جو امر میرے واسطے اوسکی تجویز مین آیا مینے اوسے قبول کیا
مگر اب جو مینے تمکو بچشم خود دیکھا بدل راضی اور خوشنود ہوئی الہ دین اس جواب سے شہزادی کے بہت خوش ہوا اور اوسکے دل کی
تسلی ہوئی پھر اوس شہزادی کے زیادہ کھڑے ہونیکا روادار نہوا اسواسطے کہ بسبب طی کرنے اسقدر مسافت کے تھک گئی تھی جلد اوسکے
ہاتھ کو بوسہ دیکے بارہ دری مین جہان بیشمار بتیان شمعی اور کافوری روشن اور خواصین حاضر تھین لیگیا وہان دسترخوان رنگ برنگ کھانونکا بچھا ہوا تھا
اور اوسپر قابین سونے چاندی کی نفیس کھانون سے بھری ہوئین مع قبے پرچینی رکھین اور دوسرے ظروف قسم سیلابچی آفتابہ اور گلاس وغیرہ سے سب مطلا
بہت خوبصورت بنے ہوے اپنے اپنے موقع سے رکھے ہوئے تھے اور وہ بارہ دری بنسبت اور مکانون کے نہایت خوش ترکیب اور خوش اسلوب
بنی تھی اور کرور روپئے کے اسباب سے سجی ہوئی شہزادی نے اوسے دیکھکے الہ دین سے کہا شہزادے ہم اپنے باپ کے محل کو جانتے تھے کہ مثل اوسکے پردہ زمین پر
نہوگا مگر ان مکانون خصوصًا اس بارہ دری کے سامنے وہ محل محض بے حقیقت ہی پھر الہ دین نے شہزادی کو صدر مین دسترخوان پر جو آگے
سے خاص شہزادی کیواسطے آراستہ تھا بٹھلایا اور سامنے اوسکے دوسری طرف آپ بیٹھا اور ایکطرف اوسکی مان بیٹھی بمجرد بیٹھنے شہزادی کے گائنون نے
کہ نہایت خوبصورت تھین اچھے اچھے ساز بجانا شروع کیے اور سازون کی آواز کے ساتھ اپنی آوازین ملا کے گانے لگین جب کھانا کھا چکے
شہزادی نے کہا مینے تمام عمر مین نہ تو ایسے ساز اپنے باپ کے محل مین سنے اور نہ ایسا گانا اور وہ شہزادی یہ نہین جانتی تھی کہ یہ گانے والیان پریان ہین
جنھین جن موکل اوس چراغ عجیب کا پسند کرکے لایا ہی غرض بعد فراغت کے کھانے سے سب اسباب دسترخوان کا جھٹ پٹ اوٹھ گیا اور ایک طائفہ
رقاصونکا قسم مرد اور عورت سے وہان حاضر ہوا وہ کئی طرح پر ناچے اور عجیب و غریب نقلین موافق دستور اوس شہر کے کین اسکے بعد ایک عورت اور ایک مرد
ملکے خوب ناچے جب آدھی رات گذری تب موافق دستور اوس شہر کے الہ دین اور شہزادی دونون باہم خوب ناچے اسواسطے کہ ملک چین مین رسم قدیم تھی کہ دولھا
دولھن دونون محفل مین آپ بھی ناچتے غرض جب اس رسم سے بھی اونکو فراغت ہوئی الہ دین شہزادی کو کمرے مین خوابگاہ کے لیگیا وہان خواصون نے
شہزادی کو شب خوابی کے کپڑے پہنائے اور اوسے چھپرکھٹ پر لیگئین اور اسیطرح سے دوسری خواصون نے الہ دین کے کپڑے اوتار شب خوابی کے کپڑے
پہنائے اور پھر سب خواصین باہر نکل آئین الہ دین کی تمام رات شہزادی کے ساتھ بڑی عیش و عشرت سے بسر ہوئی دوسرے دن جب صبحکو الہ دین بیدار ہوا انھون
نے پوشاک اوسکی لاکے حاضر کی اگرچہ یہ جوڑا بنسبت جوڑے پہلے دن کے وضع مین مختلف تھا مگر طیاری اوسکی ویسی ہی تھی اور گھوڑا بھی خاص اوسکی سواری
کیواسطے حاضر کیا الہ دین نے وہ پوشاک پہن اور گھوڑے برق رفتار پر سوار ہوا محل بادشاہ کی ایک بڑا تمن غلامونکا اوسکے ساتھ تھا ہوا بادشاہ نے مثل فرزند دل
کے اوسے معانقہ کیا اور تخت پر پاس اپنے بٹھایا اور خاصہ یاد فرمایا تا الہ دین کو کھلواوے الہ دین نے بادشاہ سے عرض کیا آج کے دن مجھے معاف کیجیے

بابا امیدوار ہون کہ آج حضرت میرے غریب خانے مین قدم رنجہ فرمائین مین صرف اسوقت آپکے لینے کیواسطے حاضر ہوا ہون تا آپ محل مین شہزادی
وزیر اور دوسرے سردارون سمیت وہین پر خاصہ تناول کرین بادشاہ نے اوسکی دعوت کو قبول کیا اور اوٹھکے بلحاظ قرب کے پیادہ پا سطرح شہزادی
کے محل کیطرف روانہ ہوا کہ دست راست کو اوسکے الہ دین اور دست چپ کیطرف وزیر اعظم اور پیچھے اوسکے بہت مصاحب اور مقرب اور آگے سب کے سردار
اوسکے غرض جب الہ دین کے محل کے اندر داخل ہوا دیکھنے سے ہر ایک مکان کے اوسکا تعجب و تحیر زیادہ ہوتا جاتا تھا یہان تک کہ بارہ دری مین
جہان الہ دین نے طیاری اونکے بٹھلانے اور کھانا کھلانیکے لیے کی تھی پونہچا اوسکی خوبصورتی اور مشتکاری دیکھکے حیران ہوا کہ بالکل الماس
اور زمرد وغیرہ جواہرات اندر اور باہر ہر طرف برابر جڑے ہوئے تھے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ نے وزیر سے کہ نزدیک اوسکے تھا کہا ممکن نہین کہ ایسا کوئی مکان ہمارے
محل خاص یا ہمارے قلمرو مین ہوا اور ابتک مینے ایسا مکان لطیف نہین دیکھا وزیر نے عرض کیا پرسون تک قبل اسکے کہ عقد ہوا اس محل کا کہین نام و نشان
بھی نتھا فقط ایک رات کے عرصے مین یہ مکان باین عظمت و شان سنگ کے طیار ہوگیا چنانچہ پہلے مینے ہی حضور کو اسکے طیار ہوجانیکی خبر کی تھی بادشاہ
نے فرمایا سچ ہے یہ بات مجھے بھی بھولی نہین مگر مینے ہرگز خیال نہین کیا تھا کہ یہ مکان ایسا خوب ہوگا جسمین بجاے سنگ مرمر کے ایک اینٹ سونے کی
اور ایک اینٹ روپے کی لگی ہی اور دروازون مین بجاے لوہے پیتل کے جواہرات بیش قیمت جڑے ہوئے پھر بادشاہ نے چاہا کہ نزدیک سے وہ شبکے دیکھے اور اوسکے
وصل کو ملاحظہ کرے چنانچہ صرف تیئیس دروازے مشبک بجواہرات پائے اور چوبیسوان سادہ اور اس کام سے خالی دیکھکے تعجب کیا اور وزیر سے کہا کہ باوجود
ایسی نفیس بارہ دری اور اس طیاری کے ایک دروازہ سادہ کیونکر باقی رہگیا وزیر نے عرض کی کہ شاید الہ دین کو فرصت اوسکی طیاری کی نہین ملی ہو
سامان اوسکا اوسکے پاس ہوگا آیندہ اوسے طیار کریگا الہ دین کہ اوسوقت واسطے کسی کام کے گیا تھا جب اوس کام کو کرکے بادشاہ کی حضور مین
حاضر ہوا بادشاہ نے الہ دین سے پوچھا فی الواقع تمہاری بارہ دری اعجوبہ روزگار ہی مگر اسکا سبب بتاو کہ تمنے ایک دروازہ سادہ کیون رکھا یا تو کاریگر
اوسکو بھول گیا ہی یا اوسکی درستی کا سامان نہین ملا الہ دین نے کہا یہ کوئی سبب اوسکے سادہ رہنے کا نہین بلکہ میرے حکم سے اس دروازے کو اونہنے سادہ
رکھا اسلیے کہ حضور سے تیمناً و تبرکاً اسکی درستی ہوجاوے تاکہ یہ عنایت آپکی ہمیشہ کو یادگار رہے بادشاہ نے کہا اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو بخوبی اسکی
طیاری ہو جائیگی جسقدر جواہر و زر اسکی طیاری مین صرف ہونگے مین دونگا یہ کہکے اوسنے حکم کیا کہ جتنے جوہری اور ہوشیار زرگر اس شہر مین ہین
سب حاضر ہون پھر جب بادشاہ اوس بارہ دری سے اوترکر نیچے کو آیا الہ دین اوس مکان مین لیگیا جہان شہزادی بدر البدور کو شب زفاف مین کھانا
کھلایا تھا اوس مکان مین شہزادی بھی بعد ایک گھڑی کے آئی بادشاہ نے اوسے اس شادی سے بہت خوش و خرم پایا اور اوس مکان مین دو دسترخوان بہت
نفیس بچھے ہوئے تھے جنپر سب اسباب سونے اور جواہر کا تھا بادشاہ پہلے ایک دسترخوان پر مع شہزادی بدر البدور اور الہ دین کے بیٹھا اور وزیر دوسرے
دسترخوان پر جو بہت دراز تھا سب افسرون بادشاہی کے ساتھ بیٹھ گیا اور سبھون نے کھانا کھانا شروع کیا بادشاہ نے بعد فراغت طعام کے سب
کھانونکی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ مینے کبھی ایسے کھانے لذیذ نہین کھائے بعد اوسکے چارون طرف بارہ دری کے ناچ شروع ہوا بادشاہ دیر تک اوسکو
سنکے نہایت خوش اور محظوظ رہا جب سب امور سے اوسکو فراغت ہوئی اور کھانے پر سے اوٹھکر باہر آیا وزیر نے عرض کیا جوہری اور زرگر شہر کے
جنھین آپنے یاد فرمایا تھا حاضر ہین بادشاہ نے اونکو اپنے ساتھ بارہ دری مین لیجاکر وہ دروازے دکھلائے اور اوس دروازے کو
جو نا طیار تھا دکھا کر کہا مین چاہتا ہون کہ یہ دروازہ بھی مثل سب کے مشبک جواہرات سے بنے تم اگر اچھی طرح سے کام دوسرے

دروازونکا دیکھو اور جلد چوبیسوین کو بھی ویسا ہی طیار کرو وادنھون نے بنو تامل اوس کام کو دیکھکر کہا آپکے اقبال سے بنا سکتے ہین مگر ایسے جواہرات ہمارے پاس نہین بادشاہ نے کہا جواہرات جسقدر درکار ہونگے مین دونگا جب مین اپنے محل مین جاؤن تم میرے پاس آنا مین تمکو بہت جواہرات دکھاؤنگا اونمین سے اس دروازیکے موافق اچھے اچھے انتخاب کرلینا غرض جب بادشاہ اپنے محل مین آیا اون جوہریونکو بلوا کے سب جواہر اپنے گھر کے اور وہ جواہرات جو الہ دین نے آگے بادشاہ کی حضور مین گذرانے تھے دیدیے اونھون نے ایک مہینے کے عرصے مین اون سبکو اوس دروازے مین صرف کیا باوجود اسکے وہ دروازہ نصف سے زیادہ اونسے اسقدر جواہرات مین طیار نہوسکا جب الہ دین نے دیکھا کہ سب جواہرات بادشاہ اور وزیر کے صرف ہو گئے اوسپر بھی وہ دروازہ مثل اور دروازونکے طیار نہوسکا تب اون کاریگرونسے کہا تم یہ سب جواہر بادشاہ اور وزیر کے جو تمنے لگائے ہین اوکھاڑ کر لیجاؤ اور بادشاہ وزیر کو دو وہ تھوڑے عرصے مین سب جواہر جو چار ہفتے مین جڑے تھے اوکھاڑ کر لیگئے اور الہ دین کو تنہا اوس بارہ دری مین چھوڑ دیا اوسنے اوس چراغ کو نکال کر رگڑا بمجرد رگڑنیکے جن نے حاضر ہوکے وہی کلمات اطاعت کے کہے الہ دین نے کہا ای جن مینے تجھسے آگے کہا تھا کہ چوبیسوین دروازے کو تو سادہ رکھیو تو نے بموجب میرے حکم کے اوسے ناتمام رکھا تھا اب مین تجھے حکم کرتا ہون کہ تو اوسکو بھی مانند سب دروازون کے مشبک اور مرصع کرے وہ جن اس حکم کو سنکر غائب ہو گیا اور الہ دین بھی اوس جگہ سے اور کہین چلا گیا پھر جو کئی ساعت کے بعد وہان آیا تو دیکھا وہ دروازہ بھی مثل اور دروازونکے مرتب اور کامل بن گیا پھر اون سب کاریگرون نے بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوکے سب حال عرض کیا اور وہ جواہرات وزیر کے دیدیے اور بادشاہی اوسکے روبرو لیگئے بادشاہ اس خبر کو سنتے ہی سوار ہوا اور جلدی الہ دین کے محل مین پہونچکر گھوڑے سے اوترا اور بے اطلاع الہ دین کے اوس بارہ دری پر چڑھ گیا پھر جب الہ دین کو خبر ہوئی کہ بادشاہ بدون خبر کے محل مین یکایک آہی پہونچا گھبرا کے چاہا کہ واسطے استقبال کے جاوے مگر بادشاہ نے اوسے ذرا فرصت نہ دی فوراً اوس جگہ جہان الہ دین تھا پہونچگیا اور کہا ای فرزند مین صرف واسطے دریافت کرنے اس حال کے آیا ہون کہ تمنے کسواسطے اوس دروازے کو بننے ندیا اور میرے کاریگرونکو مع جواہرات واپس کردیا اور ایسی اچھی بارہ دری کو ناقص رکھا اسکا کیا سبب ہے الہ دین نے سبب اوس دروازے کے سادہ رکھنے کا کہ محض امتحان بادشاہ کی قدرت اور مقدور کا تھا نہ ظاہر کرکے کہا فی الحقیقۃ حضور نے اوس بارہ دری کو آگے ناقص دیکھا تھا مگر اب اوسکو ملاحظہ فرمایئے کہ اب اوسمین کچھ نقصان ہے یا نہین بادشاہ نے جاکر اوس دروازیکو جو پہلے سادہ تھا دیکھا کہ مانند دوسرے دروازون کے کامل اور طیار ہے آخر نہ پہچان سکا کہ وہ ناطیار دروازہ کونسا تھا بادشاہ نے نہایت خوشی سے الہ دین کو گلے لگایا اور اوسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور بہت متحیر ہوکے کہا ای فرزند تم عجیب شخص ہو تمسے متواتر ایسے کام ہوئے کہ طاقت بشری سے خارج ہین مثل تمھارے جہان مین کوئی دوسرا نہوگا الہ دین نے بادشاہ کی تعریف کرنے سے سر نیچے کرکے کہا یہ سب آپ کی عنایت سے ہے اور آپ کا حسن ظن ہے جو ایسا فرماتے ہین ورنہ مجھ بیچارۂ نالائق مین کیا مقدور بنا لینے کا تھا پھر بادشاہ اپنے محل کو جس راہ سے آیا تھا چلا گیا اور الہ دین کو وہین سے رخصت کیا اور اپنے محل مین پہونچتے ہی وزیر اعظم سے وہ سب امور عجیب و حیرت افزا بیان کیے اور وزیر کو بھی اون سب امور کا بادشاہ کے کہنے سے یقین ہوا مگر دل مین کارخانہ سحر کا سمجھکے بادشاہ سے عرض کیا کہ الہ دین کے یہ سب کارخانے سحر سے معلوم ہوتے ہین چنانچہ آگے بھی غلام نے عرض کیا تھا بادشاہ نے کہا تو حسد کی راہ سے کہتا ہے اور اب تک تو شادی

میری لڑکی کی اپنے بیٹے کے ساتھ بھجوا انہین وزیر سمجھا کہ بادشاہ محض بے خبر اور دھوکے مین ہی بات کسی کی اس مقدمے مین نہین سنتا
اسواسطے اوسنے پھر کبھی ایسے امور مین گفتگو نکی اور سکوت اختیار کیا اور الہ دین کے امور کو بادشاہ کے خیال پر چھوڑا گر بادشاہ فجر کو بیدار ہوکے
اوس مکان مین جہان سے محل الہ دین کا صاف نظر آتا جاکر اوسے دیکھتا اور خوش ہوتا اور الہ دین نے مقرر کیا تھا کہ ہفتے مین ایکبار سوار ہوکے شہر مین جاتا اور
ہر طرف کی سیر کرتا کبھی جامع مسجد مین واسطے نماز پڑھنے کے جاتا اور کبھی وزیر کی ملاقات کے لیے چنانچہ اوسنے اس آمورفت کے لیے دن معین
کیے تھے اور کبھی اپنے جعلی گھر مین دربار کیا کرتا اور گاہ گاہ امیرون اور سردارون کے گھر مین جایا کرتا اور وہ بھی اوسکے محل مین آکے
دعوتین کھاتے اور الہ دین نے دو غلامونکو مقرر کیا تھا کہ جسوقت مین سوار ہوکے کہین جایا کرون تم بازارون اور رستون مین دونون
طرف مٹھی بھر بھر کے اشرفیان پھینکا کرو اسلیے ایک خلق کثیر اوسکی سواری کے گرد ہوا کرتی بہت لوگ اوسکی سواری کے تجمل اور شوکت کو
دیکھنے کیواسطے آتے اور بہت غریب و محتاج کہ طاقت جانیکی اوسکے محل تک اپنے مین نہ پاتے وہ سب اوسکی سخاوت اور خیرات سے شہر ہی مین
کامیاب ہوا کرتے اور سوا اسکے ہر ہفتے کے بعد واسطے شکار کے بھی جایا کرتا کبھی قریب شہر کے شکار کھیل کے جلدی چلا آتا اور کبھی دور شہر سے
نکل جاتا اور اہل قریہ کو جسمین وہ آتا جاتا اپنے جود و نوال سے مالامال کرتا بسبب اس جود و سخاوت کے سب لوگ شہر اور اطراف کے اوسکے لیے
دعائے خیر کیا کرتے اور ایسا عزیز اوسکو جانتے کہ اوسکے سر کی قسم کھاتے اور وہ ہمیشہ بادشاہ کو اپنے سے خوش رکھا کرتا اور سوا ان سب صفات کے
صفت شجاعت کی بھی اوسمین تھی چاہتا تھا کہ کسیطرح سے اپنا جوہر شجاعت کا بھی بادشاہ کو دکھلاوے جسوقت کوئی غنیم اوسکی سرحد مین سر اٹھاوے
بغاوت اور سرکشی کرے اوٹھاوے اتفاقاً اوسنے سنا کہ بادشاہ فوج واسطے تسخیر کسی ملک کے جمع کرتا ہی اوسوقت درخواست بادشاہ سے کی کہ اس
مہم کو میرے سپرد کیجیے اور اسمین مجھے مختار کیجیے بادشاہ نے اوسکی درخواست کو منظور کیا الہ دین اپنے تئین سردار فوج کا قرار دے اور دفعتہ
شہر سے کوچ کر اوس طرف کو روانہ ہوا تھوڑے عرصے مین اپنی حسن تدبیر اور قلیل فوج سے حریف کو وہان سے شکست دیدی بادشاہ اس خبر کو سنکر
نہایت خوش ہوا اور اس فتح سے اوسکا نام دور دور ملکون مین مشہور ہوگیا اور الہ دین اوس مہم سے مظفر و منصور پھر اپنے شہر مین آیا بہت برس
تک اسیطرح نیکنامی اور سخاوت کے ساتھ اوس شہر مین رہا وہ افریقی جادوگر جو بعد معاودت کے ملک چین سے افریقہ مین بیچارہ رہ کے تصور کرتا تھا
کہ الہ دین اوسی تہ خانے مین بھوک اور پیاس اور گھبراہٹ سے یقیناً مرگیا ہوگا اون نون یہ بات دل مین سوچا کہ اگرچہ اوسکا جیتا رہنا محال ہی
مگر رمل سے اپنے تئین حاصل ہے اوسکا حال دریافت کیا چاہیے چنانچہ اوسنے دالان مین بیٹھ ایک صندوقچہ مربع جسمین کتاب رمل کی اور آلات اوسکے
رہتے تھے کھولا اور ایک آلے کو جسمین ریگ بھری ہوئی تھی اوٹھا اوس سے کوکب الہ دین کا دیکھا اور اوسکے خانون مین ڈھونڈھا کہ الہ دین
فلانی جا پر زیر زمین ہوا ہی یا نہین بعد غور بہت کے اوسے معلوم ہوا کہ الہ دین زندہ بڑی شوکت و حشمت اور دولت دنیا کے ساتھ ہے
اور شوہر شہزادی ملک چین کا ہوا یہ بات معلوم ہونے سے موذی اوسکا مارے رشک کے سرخ ہوگیا اور خون ٹپکنے لگا اور غصے مین
آکر کہا افسوس وہ ذلیل درزی کا چھوکرا جسے مین جانتا تھا کہ تہ زمین مین مرگیا ہوگا بدولت چراغ کے یون چین کرے اور مزے
لوٹے اور میری تمام عمر کی مشقت کا ثمرہ اوسے حاصل ہوا اب جاکے ایسی تدبیر کیا چاہیے کہ اوس سے اوس چراغ کو لیلون بالاوسے جان سے
مار ڈالون دوسرے دن صبح کو گھوڑے بربری پر کہ اوسکے اصطبل مین تھا سوار ہوکے راہ چین کی لی اور درمیان راہ کے سوا دم لینے [illegible]

گھوڑے کے کہین توقف نہین کیا شہر بشہر اور ملک بملک طی کرتا ہوا ملک چین مین داخل ہوا اور کسی سراے مین اوترکر ایک گھر اپنے رہنے کو بکرایہ لیا فقط ایک رات کی رات اوسمین واسطے رفع ماندگی کے توقف کر کے دوسرے دن الہ دین کے حال کو تجسس کرنا شروع کیا آخر تلاش کرتے کرتے ایک مجمع مین پونہچا کہ سب آدمی جہان بیٹھے ہوے چاے پیتے تھے اونھون نے اوسے بھی ایک پیالہ چاے کا بھر کے دیا اوسنے اوسے پی کے چارون طرف کی باتین کان رکھکر سننا شروع کیا وہان سب بالاتفاق مذکور الہ دین کے محل کا آپس مین کرتے تھے افریقی نے ایک شخص سے موقع پاکے پوچھا تم کس محل کا ذکر کرتے ہو اوسنے جواب دیا تم شاید تازہ وارد اس شہر مین ہو شاید تمنے محل شہزادہ الہ دین کا نہین دیکھا اور نہ اوسکا حال سنا جب سے شادی الہ دین کی شہزادی بدر البدور کے ساتھ ہوئی ہی سب کوئی اوسے شہزادہ کہتے ہین اور اوسکا محل عجائب و غرائب عالم کا ہی مانند اوسکے عظمت اور دولت مین کوئی محل تمام جہان مین نہین ہوگا تمنے بھی کہ دور دراز ملکون سے آتے ہو یقین ہی کہ ایسا کہین دیکھا اور سنا ہوگا اگر تم اوسے دیکھوگے تب ہماری بات کا یقین کروگے افریقی نے کہا میرا قصور معاف کرو مین مسافر ہون کل کے دن اس شہر مین ملک افریقہ سے کہ بہت دور ہی اور ہنوز اس محل کی شہرت وہان پر نہین پونہچی آیا ہون اور راہ مین بھی بسبب کام کے جسواسطے مینے یہ سفر اختیار کیا کہین نہین ٹھہرا اور نہ کسی سے راہ مین ملاقات اور نہ کچھ اس امر کی پرسش کی محض مین اس حال سے ناواقف ہون مین بھی ضرور جاکر اوس محل کو دیکھ اپنے دل کو خوش کرونگا آپ از راہ مہربانی کے اوسکا پتا ذرا بتا دیجیے چنانچہ اوسنے اوسکو اوس محل کا نشان بتا دیا جب اوس افریقی نے جاکر اوس محل کو سب طرف سے بغور و تامل دیکھا یقین ہوا کہ یہ محل بقوت اور تاثیر اوس چراغ کے الہ دین نے بنایا ہی اور یہ جاہ و جلال اور کر و فر الہ دین درزی کے لڑکے کو اوسی کے بدولت حاصل ہوا وہ جن جو تابع اوس چراغ کے ہین ہر ایک امور کو بے دقت کر دیتے ہین اور سبب اتحاد کا اوسکے اور بادشاہ کے درمیان یہی ہی یہ کہکے سراے مین جہان اوترا تھا گیا پھر اوس افریقی نے واسطے دریافت کرنے حال اوس چراغ کے کہ آیا الہ دین اوسے اپنے ساتھ رکھتا ہی یا اور کسی جگہ رمل کی کتاب کھولکر دیکھا چنانچہ رمل سے اوسکو معلوم ہوا کہ وہ چراغ محل مین ہی اس امر سے اوسکو بہت خوشی ہوئی کہ اب وہ چراغ مین لیکر الہ دین کو زیر و زبر کرونگا او منجملہ شامت الہ دین کے یہ امر تھا کہ وہ واسطے شکار کے آٹھ روز کے لیے باہر شہر کے گیا تھا صرف تین دن اوسکے جانیکو گذرے تھے وہ افریقی بعد دریافت کرنے حال اوس چراغ کے بہت خوش ہوا اور واسطے ملاقات کرنے مالک سراے کے گیا اور اوس سے سب حال عجائبات اوس محل کا بیان کر کے کہا مین چاہتا ہون کہ جیسے اس مکان کے دیکھنے سے اپنے دل کو خوش کیا اوسکے مکین کو بھی دیکھون جبتک اوسے نہ دیکھ لونگا آگے جانیکا قصد اس شہر سے نکرونگا صاحب سراے نے کہا یہ امر تو کچھ دشوار نتھا وہ شخص جبتک اپنے گھر مین رہتا ہی روز ادھر اودھر سوار ہونے سے خالی نہین رہتا اب وہ آٹھ روز کے لیے شکار کو گیا ہی ابھی تین دن گذرے ہین یقین ہی کہ حسب معمول بعد پانچ روز کے پھر آویگا افریقی نے اس بات کو سنکر اور کچھ گفتگو اس امر مین نکی اور اوٹھکر اپنے حجرے مین گیا اور دل مین کہا یہی وقت کام کرنیکا ہی اسکو ہاتھ سے چھوڑنا نچاہیے پھر اپنے حجرے سے اوٹھکر کسیرے کی دکان پر جو چراغ نئے بنایا کرتا تھا گیا اور کہا کہ بارہ عدد چراغ تانبے کے مجھے جلد بنا دے سکتا ہی اوسنے کہا آج تو مین نہین دے سکتا مگر کل کے دن مین البتہ جسوقت کہ چاہیے گا بنا دونگا افریقی نے کہا کچھ مضایقہ نہین کل ہی مجھے دینا مگر خوب جلا اور تیز کرنا جو قیمت اونکی مانگےگا دونگا یہ کہکے وہ اپنے گھر آیا دوسرے دن اوس افریقی نے جاکے بارہ چراغ اوس دکان دار سے لے

قیمت اونکی اوسکے حوالے کی اور اون چراغونکو ایک ٹوکری مین رکھا اور اوسکو بغل مین مار الہ دین کے محل کیطرف چلا جب نزدیک پہونچا با آواز بلند
یہ صدا کی کہ نئے چراغ عوض پرانے چراغونکے بیچتا ہون لڑکے جو شہر کی گلیون مین کھیلتے تھے اوسکی صدا سنکر دوڑے آئے اور اوسے دیوانہ
سمجھا گرد اوسکے جمع ہو کے ہنسنے اور شور و غل مچانے لگے اور اسیطرح جسے جو کوئی اودھر سے آتا جاتا تھا اوسکی آواز سنکر ہنستا اور کہتا کہ
سخت دیوانہ اور مجنون ہی کہ نئے چراغ کو پرانے سے بدلتا ہی وہ افریقی نہ تو لڑکون کے شور و غل سے تنگ ہوتا اور نہ لوگون کے
کہنے سے اوسکے دل مین پیچ آتا تاکہ رد و بدل اور نزاع سے اوسکے پکارنے مین خلل نہ پڑے ہر دم یہی پکارتا تھا کہ نئے چراغ کو پرانے
سے بدلتا ہون اور چارونطرف محل الہ دین کے یہی صدا کرتا پھرتا یہان تک کہ اوسکی صدا شہزادی بدر البدور نے جو بارہ دری مین بیٹھی ہوئی
تھی سنی مگر خوب نہ سمجھ سکی کہ وہ کیا کہتا ہی اسواسطے کہ پیچھے اوسکے لڑکے بھی شور و غل مچاتے ہوئے ساتھ ہی ساتھ چلے جاتے تھے آخر شہزادی
نے ایک کنیز کو کہا کہ تو جا کے دریافت کر کہ یہ شور و غل اور ہنگامہ کیسا ہی تھوڑی دیر نہین گذری تھی کہ وہ کنیز وہان سے پھر کے بارہ دری مین
ہنستی ہوئی آئی شہزادی نے اوس سے پوچھا کہ ای احمق بے سبب کیون اتنا ہنستی ہی اوسنے کہا خداوند ایک احمق آدمی ٹوکرا بھرا ہوا اچھے نئے چراغونکا
لیے ہوئے ہی اونھین بیچتا نہین بلکہ اونکو پرانون سے بدلتا ہی اور گرد اوسکے بہت چھوکرے اوسکی بیوقوفی پر ہنستے اور اوسکو مسخرا بنا کے چھیڑتے ہین دوسری
کنیز نے کہا ایک چراغ بہت پرانا ہمارے محل مین فلانی جگہ کانس پر رکھا ہی اگر شہزادی اجازت دیوے تو ہم اوسکو نئے سے اوس احمق آدمی کے پاس
لیجا کر بدل لاوین یہ پرانا چراغ وہی چراغ تھا جسکے سبب سے یہ سب فراغت اور عیش و عشرت الہ دین کو حاصل ہوئی تھی اور اوسنے اپنے ہاتھ سے قبل اسکے کہ شکار
کے لیے جاوے کانس پر رکھ دیا تھا اور ہمیشہ جب قصد شکار کے جانے کا کرتا اوس چراغ کو احتیاطاً کہ مبادا کوئی اوسکو چھوئے بلند کانس پر
رکھدیا کرتا اور سکے پیچھے کسی خواجہ سرا خواص اور نہ خود اوس شہزادی بدر البدور نے اوس چراغ کیطرف توجہ اور خیال کیا تھا اور الہ دین نے اپنی دانست
مین اوسکے رکھنے مین بڑی احتیاط کی تھی لیکن اوسے لازم تھا کہ ایسی چیز ہمیشہ کو اپنی جان کے ساتھ تعویذ کر کے رکھتا اور کبھی اوس چراغ کو اپنے
پاس سے جدا نکرتا لیکن جو انسان مرکب سہو و نسیان سے ہی اوسے اس وزید اور ایسے حریف کی خبر نتھی بہرکیف شہزادی نے اوس چراغ پرانے سے
خبر رکھتی تھی اور نہ کبھی الہ دین نے واسطے حفاظت اوس چراغ کے اوسکو کہا تھا اوس کنیز کے کہنے سے شہزادی نے ہنسکر ایک خواجہ سرا سے کہا وہ چراغ
پرانا جو کانس پر رکھا ہی لیجا کے نئے چراغ سے بدل لا خواجہ سرا نے بمجرد فرمانے شہزادی کے اوسے لیجا کے افریقی سے کہا کہ عوض اس پرانے
چراغ کے مجھے نیا چراغ بدل دے اوس ساحر نے اوس پرانے چراغ کو دیکھکر تصور اوسی چراغ کا کیا اسواسطے کہ وہ جانتا تھا
ایسے نئے محل مین کوئی چیز چھوٹی بڑی سوا سونے روپے کے نہین ہوگی اوسنے بخواہش تمام اوس پرانے چراغ کو خواجہ سرا سے
لیکر اپنی جیب مین رکھا اور ٹوکری کو بڑھا کر خواجہ سرا سے کہا بدلے اسکے جونسا چراغ تو چاہے اتنے چراغونسے چھانٹ کر لے لے
خواجہ سرا ٹوکری مین سے ایک چراغ نیا اوٹھا شہزادی کے پاس لے آیا جب معاملہ تبدیل کا ہو چکا پھر چھوکرون نے بدستور شور و غل
اور تمسخر اوس افریقی کے ساتھ شروع کیا اوسنے مطلق خیال اونکے شور و غل پر نہ کیا چپکا الہ دین کے محل سے دور نکل گیا اور پھر کچھ
صدا اور آواز نکی اوسکے چپ رہنے سے لڑکے بھی جا بجا متفرق ہو گئے اور اوسے تنہا چھوڑ دیا جب اوسنے اوس میدان کو
کہ درمیان دو محلون کے تھا طی کیا تنگ اور متروک گلیون مین ہو کے راہ لی پھر اوسنے اون باقی چراغون سے جو مطلب نرہا تھا

ٹوکری سمیت ایک گوشے مین پھینک دیا اور تیز قدمی شروع کی تاکہ جلد دروازے سے شہر پناہ کے نکل جائے غرض جب اوسنے شہر سے
نکل ایک گانون مین پہونچکے واسطے حاصل کرنے اپنے مطلب کے توقف کیا اور کچھ خیال اور افسوس گھوڑے کے چھوٹنیکا اوس سرای مین جہان
شب باش ہوا تھا اپنے دل مین نہ لایا اسواسطے کہ جانتا تھا اب اوسے ایسی چیز ملی ہی کہ ہزارون خزانے اوسکے بدولت مل سکینگے یہانتک
کہ رات ہوئی اور آدھی سے زیادہ گذری تب اوسنے چراغ اپنی جیب سے نکال کر رگڑا بمجرد رگڑنے کے وہ جن حاضر ہوا اور کہا مین حکم بجالانے
کے لیے مانند غلام کے حاضر ہون اور اوس شخص کا تابع ہون جسکے پاس یہ چراغ ہی افریقی ساحر نے کہا مین چاہتا ہون یہ محل جو تونے
اور دوسرے موکلون نے اس چراغ کے اس شہر مین بنایا ہی بجنسہ سب اسباب اور آدمیون سمیت اور مجھے اوٹھا کے ملک افریقہ مین کہ بہت دور ہی
لیجاکر رکھدے اوس جن نے فی الفور مدد اور اعانت دوسرے موکلون اوس چراغ سے محل الہ دین کو سب آدمیون اور اسباب سمیت
مع اوس افریقی کے اوٹھا کر شہر چین سے ملک افریقہ مین بموجب تجویز اوس ساحر کے رکھدیا اب ضرور ہی کہ یہان ذکر افریقی ساحر اور بدر البدور
شہزادی اور اوس محل کا چھوڑکر حال قلق اور اضطراب بادشاہ چین کا بیان کیا چاہیے دوسرے دن جو بادشاہ فجر کو خواب سے بیدار ہوا اور موافق
معمول کے خلوتخانے مین واسطے دیکھنے محل الہ دین کے گیا اور آنکھ کھولکر اوسطرف نظر کی اوسنے سوائے کف دست میدان کے کچھ آثار عمارت کے
نہ دیکھے خیال کیا کہ شاید کچھ دھوکا ہوا ہی پھر اوسنے اپنی آنکھونکو خوب سا ملکر دیکھا پھر بھی اوسے میدان وہان نظر آیا تب اوسنے اپنے دل مین کہا
کہ ہوا صاف آسمان مصفّا اور آفتاب قریب طلوع کے ہی باوجود ان سب امور کے کس سبب سے مین کچھ آثار نئے محل کے نہین پاتا پھر اوسنے
چارونطرف دروازون سے بنظر غور کے دیکھا تب بھی اوسے کچھ نظر نہ پڑا دیر تک متحیر کھڑا ہوکے اوسی میدان کو جسمین وہ محل تھا دیکھا کیا
اور اپنے دل مین سوچا کہ بڑے اچنبھے کی بات ہی کہ ایسا بڑا چمکتا ہوا محل جسے مین روز یہان مثل روز روشن کے دیکھا کرتا تھا دفعةً غائب ہوگیا
نہ کچھ نشان اوسکا معلوم نہین ہوتا اگر زمین مین دھس جاتا تا ہم کچھ نکچھ اوسکے آثار پائے جاتے اور اگر گر پڑا ہوتا یا ڈھہ جاتا تو بھی اوسکے
پتھر لکڑی دکھائی دیتے جب بادشاہ کو خوب متحقق ہوا کہ وہ محل یہان نہین باوجود اسکے پھر اوسکے اظہار مین توقف کیا کہ شاید میرے دیکھنے مین کچھ فتور
واقع ہوا ہو بار بار اودھر کو دیکھتا آخر بالوس ہوا اور مکان مین گیا اور وزیر اعظم کو بلایا وزیر بہت جلد بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا اور اپنے آنے مین
ایسی جلدی کی کہ اوسنے اور اوسکے نوکرون نے کچھ خیال طرف محل الہ دین کے نکیا پھر وزیر نے بادشاہ کی حضور مین عرض کیا کہ خداوند آپنے آج خلاف معمول غلام کو
بیوقت زنانے محل مین کیون طلب فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی امر عظیم واقع ہوا اور کیا آپکو نہین معلوم ہی کہ آج دن کونسل کا ہی سب وزرا امرا حاضر ہین
مجھے ضرور ہی کہ قبل تشریف لیجانے حضور کے مقدمات کو مرتب اور مثل سے لگا رکھون اب جو کچھ حضرت کو ارشاد فرمانا منظور ہو فرمائیے
بادشاہ نے کہا در حقیقت ایسا ہی امر واقع ہوا جیسا کہ تونے کہا مجھے بتا کہ محل الہ دین کا کیا ہوا وزیر نے کہا مین تو حضور کے
خوف سے دوڑا آیا کچھ اوس طرف کو خیال نہین کیا جانتا تھا کہ وہ محل بدستور اپنی جگہ پر ہوگا بادشاہ نے وزیر سے کہا تو میرے
خلوتخانے مین جاکر اوس محل کو دیکھ کہ نظر آتا ہی یا نہین وزیر نے بموجب حکم بادشاہ کے وہان جاکر دیکھا اوسے بھی سوائے میدان
کے اور کچھ نظر نہ پڑا جب وزیر کو خوب متحقق ہوا کہ محل الہ دین کا مفقود ہی اور اوسکا کچھ اثر اور نشان پایا نہین جاتا وہ بادشاہ
کی حضور مین پھر آکے حاضر ہوا بادشاہ نے اوس سے پوچھا کہ کیون تونے الہ دین کے محل کو دیکھا وزیر نے عرض کیا

کہ غلام نے آگے ہی حضور مین گذارش کیا تھا کہ یہ محل بایں حسن و خوبی اور کثرت زر و جواہر کے جادو کے زور سے بنایا گیا ہی مگر حضور نے اوسوقت غلام کی بات پر کچھہ خیال نفرمایا بادشاہ وزیر کی بات کو جسے اوسنے آگے کہا تھا انکار نکرسکا اور نہایت غصے ہوکے پوچھا یہ مکار و غدار کہان ہی مین ابے سر کاٹے اوسکا ز ہونگا وزیر نے عرض کیا کہ وہ کئی دن کی رخصت حضور سے لیکر شکار کو گیا ہی مین اوسکی تلاش کرتا ہون بادشاہ نے کہا تیس سوار ہمارے اردلی کو حکم کر کہ الہ دین کو زنجیر مین باندھکر میری حضور مین حاضر کرین وزیر نے فی الفور تیس سوار انتخاب کرکے حکم گرفتاری الہ دین کا جسطرح کہ بادشاہ نے فرمایا تھا دیا اور اون کے افسر کو بہت تاکید کی کہ خوب اوسکی تلاش کرو ایسا نہو کہ کسی طرف نکلجاوے وہ لوگ الہ دین کی خبر شکار کھیلنے کی پاکے اودھر روانے ہوئے اور اوسکو پانچ چھہ کوس پر شہر سے کہ شکار کھیل کر پھر آتا تھا پایا افسر نے الہ دین سے صاحب سلامت کرکے کہا بادشاہ نے تمھین جلد یاد کیا اور ہمین حکم دیا ہی کہ تمھارے ساتھہ رہین الہ دین کو ثابت ہوا کہ یہ سوار بادشاہ کی اردلی کے ہین اور مجھے قید کرنیکو آئے بہر حال وہ اوسیطرح شکار کھیلتا ہوا قریب آدھے کوس کے شہر سے پونہچا سوارون نے اوسکو چارونطرف سے گھیر لیا اور افسر نے آگے بڑھکے کہا ہمین بادشاہ نے فرمایا ہی کہ تمھین خونیون کے مانند زنجیر مین باندھکر بادشاہ کی حضور مین حاضر کرین اسمین ہمارا کچھہ قصور نہین ہمکو ضرور ہی کہ حکم بادشاہی بجالاوین ہمین معذور رکھنا الہ دین نے اس حکم عجیب کو سنکر بہت تعجب کیا کہ بادشاہ نے مجھے بیقصور قید کرنیکو فرمایا ہی پھر اون سب سوارون سے کہا مینے کوئی قصور نہ تو بادشاہ کا کیا ہی اور نہ خلق کا اونھون نے جواب دیا یہ تو ہم کچھہ نہین جانتے ہمکو حکم بادشاہ کا ہی کہ تمکو باندھکر لیجاوین پھر اونھون نے ایک بڑی زنجیر اوسکے گلے مین ڈالکر اوسے ایسا اوسمین جکڑا کہ ہاتھہ ہلانیکی اوسکو طاقت نرہی پھر افسر اونکا آگے ہولیا اور اوسکے بعد الہ دین کو پیادہ پا زنجیر مین بندھا ہوا جسکا ایک سرا ایک سوار کے ہاتھہ مین تھا لے چلے جب شہر پناہ کے اندر پونہچے جس شخص نے الہ دین کو اس حال مین دیکھا کہ اوسکو مانند گنہگارون کے باندھے ہوئے لیے جاتے ہین اوسے یقین اوسکے مارے جانیکا ہوا چونکہ وہ سب کے نزدیک عزیز اور پیارا تھا اور ہر ایک اوسکے ممنون احسان کے تھے شہر کے لوگ مسلح ہوا اور اکثر اینٹ پتھر اوٹھا کے سوارون کے پیچھے جو الہ دین کو باندھکر لیے جاتے تھے ہولیے سوار اس ہجوم و شورش کو دیکھکر ڈرے کہ مبادا یہ لوگ شہر کے الہ دین کو ہمسے چھین نہ لیجائین اسلیے وہ باہر باہر شہر کے الہ دین کو چھپائے ہوئے بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے بادشاہ کے محل مین لے گئے دربانون نے بمجرد داخل ہونے سوارون کے دروازے بادشاہی کو بند کرلیا تاکہ کوئی بلوا کرنے والون سے اندر نہ آنے پاوے جب الہ دین کو بادشاہ کی حضور مین حاضر کیا بادشاہ نے جلاد کو کہ پہلے سے حاضر تھا فرمایا کہ اسکو ابھی گردن مار جلاد نے فی الفور الہ دین کے گلے کو رکھکے زنجیر کو کھول کے اوسکو نطع پر بٹھایا اور اوسکی آنکھونمین پٹی باندھی اور تین بار تلوار اپنی ہوا پر چلا کے منتظر صرف اشارے بادشاہ کے تھا کہ ایکہی ہاتھہ مین تلوار کے سر الہ دین کا تن سے جدا کر ڈالے اتنے مین وزیر پونہچا اور بلوا کرنیوالونکو دیکھا کہ تمام باہر کیطرف میدان مین ہتھیار لیے ہوئے جمع ہین اور اکثر دیوار پر چڑھے ہوئے قریب ہی کہ کود پڑین جب بادشاہ نے چاہا کہ واسطے قتل کرنے الہ دین کے اشارہ کرے وزیر نے عرض کی کہ آپ یہ کیا کام کرتے ہین اس شخص کے قتل کرنے سے بڑی مصیبت نصیب دشمنان ہوگی اسواسطے کہ چارونطرف محل کے ہزارون بلکہ لاکھون آدمی شہر کے ہتھیار لیے ہوئے جمع ہین بادشاہ نے کہا کسکا مقدور ہی کہ ایسی جرأت کرے وزیر نے کہا ذرا حضور دیوار پر جا اس میدان کی ہی ملاحظہ فرمائین آخر بادشاہ ہزارون آدمی کو دیوار پر چڑھے مستعد کودنے کے دیکھکر نہایت ہراسان ہوا اور

فی الفور جلاد سے کہا تو اپنی تلوار ہاتھ سے پھینکدے اور پٹی کو الہ دین کی آنکھون سے کھولکر اوسے رہا کر اور ایک افسر کو حکم کیا کہ باواز بلند منادی کرے کہ بادشاہ نے الہ دین کا قصور معاف کیا اور اوسے چھوڑ دیا جلاد نے بموجب حکم بادشاہ کے الہ دین کو چھوڑ دیا اور افسر نے منادی کی وہ لوگ جو دیوار پر چڑھے تھے الہ دین کو چھٹا ہوا دیکھ اور اوس منادی کو سنکر خوش اور مطمئن ہوکے اودھر کو دوڑے اور دوسرے بلوا کرنے والونکو خبر رہائی الہ دین کی دی اور اسیطرح سارے شہر مین یہ خبر مشہور ہو گئی یہانتک کہ سب بلوا کرنے والے اس خبر کو دریافت کرکے اپنے گھر پھر گئے الہ دین نے جب اپنے تئین چھٹا پایا دوڑ کے بادشاہ کی حضور مین زمین بوس ہوکے عرض کیا کہ جیسی حضور نے میری جان بخشی فرمائی ہی امیدوار ہون کہ مجکو میرے قصور سے بھی آگاہ فرمائیے بادشاہ نے کہا ای کمبخت تو ابتک اپنے قصور پر مطلع نہین ہوا نزدیک آ تا مین تجھے تیرے قصور کو دکھلاؤن الہ دین جب اوپر چڑھگیا تب اوسے بادشاہ اپنے خلوتخانے مین جہان سے محل الہ دین کا دکھائی دیتا لیگیا اور کہا اس دروازے کو کھولکر دیکھ کہ تیرا محل کیا ہوا اور چارونطرف خوب سا دیکھکر مجھے بتا کہ وہ محل کہان چلا گیا الہ دین نے اوس میدان کو خوب غور کرکے دیکھا سوا میدان کے اوسے کچھ نظر نہ پڑا اور کچھ اوسکے خیال مین نہ آیا کہ اوس محل کو کون یہانسے اوٹھا لے گیا اس عجیب و غریب امر کو دیکھ چپ بے حس و حرکت خشک اپنی جگہ پر کھڑا رہگیا بادشاہ نے اوس سے کہا کہ دیکھا تو نے اب مجھے بتا کہ تیرا محل کہان ہی اور میری لڑکی کدھر گئی الہ دین نے کہا فی الحقیقۃ میرا محل جسجگہ کہ تھا نہین ہی وہان سے غائب ہو گیا مگر آپ خوب تصور فرمائیے کہ اسمین میرا کچھ قصور نہین اور میرے سبب سے یہ واردات نہین ہوئی بادشاہ نے کہا مجھے تیرے محل کے کھوئے جانے سے کچھ اندیشہ اور غم نہین مجھے غم و الم اپنی لڑکی کے لیے ہی اپنی خیر اگر منظور ہو جلد اوسے پیدا کرکے لا اور یہ نہ سمجھ کہ تو نے اب نجات اور مخلصی پائی الہ دین نے عرض کیا مین امیدوار ہون کہ حضور چالیس دن کی مجھے فرصت دین اگر اس مدت مین شہزادی کو تلاش کرکے لایا تو بہتر ورنہ مین اپنا سر آپ کاٹکے تخت کے نیچے ڈالدونگا بادشاہ نے کہا مینے تجھے مہلت چالیس دن کی دی اب تو جا کے جہان سے چاہے جان ڈھونڈھکر لا والا جہان کہین کہ تو ہوگا مین تجکو پکڑوا سکتا ہون الہ دین بادشاہ سے رخصت ہوکے ایسے برے حال سے سر نیچے کیے ہوئے روتا ہوا نکلا جس افسر اور سردار کے آگے سے ہوکر گذرتا وہ الہ دین پر بہت ترس اور رحم کھاکے مونہ اپنا اوس سے چھپا لیتا تا زیادہ موجب اوسکے رنج کا نہو اور جب وہ بادشاہ کے محل سے روتا ہوا باہر نکلا متحیر تھا کہ کیا کرون اور کہان جاؤن اور کس جگہ شہزادی کو تلاش کرون آخر اسی خیال مین سودائی ہوکے ہر ایک کے دروازے پر جاکے صاحب خانہ سے پوچھتا کہ تمنے کہین میرا محل دیکھا ہی یا اوسکی خبر مجھسے کہ سکتے ہو اس سوال سے ہر ایک الہ دین کو دیوانہ اور سودائی سمجھتا بعضے اوسکی باتون پر ہنستے اور بعضے کہ دل سے اوسکے ساتھ محبت اور الفت رکھتے تھے اوسکے اس حال پریشان کو دیکھکر کڑھتے غرض تین دن تک وہ اوس شہر مین رہا ہر ایک گلی کوچے مین پھرا کرتا جو کوئی اوسکو بطریق خیرات کے کچھ دیتا اوسے وہ کھا لیتا اور کوئی تدبیر اوسکو نہ سوجھتی جس سے اوس محل اور بادشاہ کی لڑکی کا ٹھکانا اور پتا لگے آخر کار الہ دین اس حال خراب سے اوس شہر مین جہان ایسے تجمل سے رہتا تھا زیادہ توقف نکر سکا اور اوس مصیبت اور پریشانی کے حال مین ایک طرف سر بصحرا ہو نکل گیا تمام دن چلا گیا آخر روز کنارے ایک دریا کے پہونچا وہان تصور کیا کہ اب وہ شہزادی کاہیکو ملیگی اس سے بہتر ہی کہ اس دریا مین ڈوب کر مر جاؤن تا اس مصیبت اور درد رنج فکر و اندیشے سے رہائی پاؤن یہ امر دل مین ٹھان کر دریا کیطرف روانہ ہوا اگرچہ مرد مسلمان اور با ایمان تھا سوچا

رحمت الٰہی سے بالکل مایوس ہوکے اپنی جان دینا مسلمان کو نچاہیے بہتر یہ امر ہی کہ واسطے برآنے اپنی حاجت کے مین دعا اور مناجات کرون پس بقصد مناجات کے وضو کرنے کے لیے متوجہ دریا کا ہوا مگر کنارہ پانی سے بہت دور اور پست و بلند تھا اسواسطے اوسکا پانون وہان سے پھسلا اور قریب تھا کہ دریا مین گرکے ڈوب جائے مگر اوسنے پتھر پہاڑ کا کہ بفاصلے دو قدم کے پانی سے تھا پکڑکر اپنے تئین تھام لیا اور ادھر مین لٹک رہا یہ امر اوسکے واسطے بہت مبارک ہوا اسلیے کہ اوس چھلے نے جسے ساحر افریقی نے الہ دین کو وقت چراغ منگوانے کے تہ خانے سے پہنایا تھا پہاڑ پکڑنے مین پتھر کے ساتھ رگڑ کھائی غرض فوراً اوسکے رگڑ کھاتے ہی وہ جن جسنے تہ خانے مین ظاہر ہوکر الہ دین کو نکالا تھا نمودار ہوکے کہنے لگا کہ تو کیا چاہتا ہی مین اوسکے بجالانے کے واسطے حاضر ہون تیری اطاعت سے مجھکو انکار نہین جیسا کہ اوس شخص کا جسکی اونگلی مین یہ چھلا ہوگا مین اور دوسرے جن تابع اس چھلے کے ہین الہ دین اس حال کو دیکھکے فی الجملہ خوش ہوا اور اوس مایوسی مین اوسکو کچھ امید پڑی الہ دین نے اوس جن سے کہا اول تو ڈوبنے سے مجھکو بچا اور بتا کہ میرا محل جو مینے بنایا تھا کہان ہی اور اوسکو کون لیگیا اور پھر تو اوس محل کو پہلی جا پر وہان سے لا سکتا ہی اوس جن نے کہا اوس محل کا لانا میرا کام نہین ہی وہ کام ہی چراغ کے موکلون کا پھر اوس جن نے الہ دین کو اوس جا سے جہان سے لٹک رہا تھا اوٹھا کر کنارے لا بٹھا دیا اور دست بستہ آگے اوسکے کھڑا ہوا الہ دین نے کہا اگر یہ کام تجھسے نہین ہو سکتا ہی تو مجھکو اوس محل مین جہان کہین کہ ہو لیجا کر بدر البدور شہزادی کے مکان مین چھوڑ آ سکتا ہی اوس جن نے کہا ہان البتہ یہ کام مجھسے ہو سکیگا یہ کہکے اوسنے الہ دین کو دریا کے کنارے سے اوٹھایا اور فوراً ملک افریقہ مین لیگیا اور اوسکے محل کے پاس کہ قریب کسی شہر کے ایک بڑے میدان کے بیچ واقع تھا پونہچا دیا الہ دین نے باوجود تاریکی رات کے اپنے محل کو خوب پہچانا جو رات بہت گئی تھی اور سب محل مین سوتے تھے وہ وہان سے اوٹھکر نیچے ایک درخت کے جا بیٹھا اور سجدے شکر کے جناب صمدیت مین کرکے کہنے لگا کہ قربان اوس خدا کے جسنے بعد مایوسی کے پھر مجھے اس محل اور شہزادی بدر البدور تک پونہچایا اور جو پانچ چھہ دن تک آوارہ اور پریشان بیخواب و خور پھرا کیا تھا بد لجمعی تمام غلبے سے نیند کے وہین سو رہا دوسرے روز صبح کو وقت طلوع ہونے آفتاب کے الہ دین چڑیون کی آواز سے بیدار ہوا اور اوس درخت کے نیچے سے اوٹھکے گھنے درختون کے نیچے جا بیٹھا اور وہان سے اپنے پیارے محل کو اچھی طرح سے دیکھا اور یہ خیال کیا کہ اب مین پھر مالک اس محل اور نازنین شہزادی کا ہونگا بہت خوش ہوا پھر وہان سے بھی اوٹھکے شہزادی کے مکان مین گیا اور باین امید دروازے کے اندر ٹہلا کیا کہ شہزادی بعد جاگنے کے مجھے البتہ دیکھے گی اور اوس ٹہلنے مین اوسنے غور کیا کہ سبب غائب ہونے محل اور شہزادی کا دار الملک چین سے کیا ہی آخر بعد غور بہت کے اوسے معلوم ہوا کہ سبب گم ہونے محل کا بجز کھوئے جانے چراغ کے نہین ہی پھر اوسنے اپنے تئین بہت ملامت کی کہ میری غفلت اور بیخبری سے وہ چراغ گم ہوا مجھے چاہیے تھا کہ اوسکو ایک لمحہ اپنے سے جدا نکرتا اور جو چھلے کے موکل سے سنا تھا کہ وہ محل ملک افریقہ مین ہی اس سے اوسے معلوم ہوا کہ یہ عداوت مجھسے اوس ساحر افریقی نے کی ہی وہ شہزادی بہت دن چڑھے بنسبت عادت قدیم کے بیدار ہوئی اسواسطے کہ تمام دن اپنے تئین اوس ساحر افریقی سے بچانے کے لیے جاگا کرتی تھی اور نہایت تردد و تشویش مین رہتی اور اوس ساحر کے ساتھ اس بدسلوکی سے پیش آئی تھی کہ اوسکو جرأت شب کو محل مین رہنے کی نتھی الغرض وقت پوشاک پہننے شہزادی کے ایک لونڈی نے دروازے مین سے

الہ دین کو دیکھا اوسنے دوڑ کر اپنی بی بی کو خبر کی یہ خبر سنکے اوسکو الہ دین کے پہونچنے کا یقین نہوا اسلیے اوسنے آپ جا کر اوسے بچشم خود
دیکھا اور دروازے کو کھولا الہ دین نے آواز دروازے کی سنکر سر اپنا اوپر اوٹھایا اور شہزادی کو پہچانکر نہایت مسرور ہو کر سلام کیا شہزادی نے
اوسی وقت اپنی خواصون کو کہا جلد الہ دین کو چور دروازے سے میرے پاس لاؤ اور جلدی سے اوس دروازے کو جس مین سے الہ دین کو دیکھا
بند کر دیا الہ دین اوس چور دروازے سے کہ متصل بارہ دری کے تھا ہو کے شہزادی کے پاس آیا بیان اوس خوشی کا جو اون دونون کو
ایک دوسرے کے دیکھنے سے ہوئی ہو نہین سکتا دیر تک وہ دونون گلے لگ کے رویا کیے اور بعد اوسکے ہر ایکنے اپنا حال بیقراری اور اضطراب
کا جو فراق مین ایک دوسرے کے اوپر گذرا تھا بیان کیا پھر ایک جگہ پر بیٹھ گئے الہ دین نے شہزادی سے پوچھا تمھین خدا کی قسم اور اپنے پیارے باپ کی
کہ تمنے اوس پرانے چراغ کو جسے مین اس بارہ دری کی کارنس پر رکھا کرتا تھا کیا کیا شہزادی نے کہا افسوس صد افسوس یہ سب خرابی اور مصیبت
جو مجھپر اور تجھپر گذری اوسکا سبب مین ہوئی وہ چراغ نہین ہے الہ دین نے کہا اے شہزادی اس قصور کو تو اپنی طرف نسبت نکر یہ قصور سراسر
مجھسے ہوا کہ مین اوس سے غافل رہا اوسکو اپنے ساتھ نرکھا خیر اب جو کچھ کہ گذرا گذرا اب فکر اور تلاش اوس چراغ کے پانے کی کیا چاہیے
بتاؤ کہ وہ چراغ اب کسکے ہاتھ لگا شہزادی نے الہ دین سے سارا قصہ بدلنے کا اوس پرانے چراغ کا نئے چراغ سے مفصل بیان کیا اور کہا کہ دوسرے دن اوسکے
مینے اپنے تئین اس محل سمیت اس شہر مین جسے مین نہین جانتی دیکھا اور زبانی اوس ظالم کے مینے اس شہر کا نام افریقہ سنا ہے اور اوسنے
ایسا جادو کیا کہ یہ محل چین سے یہان آیا الہ دین نے شہزادی سے کہا ہمین معلوم ہوا کہ ہم افریقہ کے ملک مین ہین مگر سچ کہو کہ تم اوس مکار ظالم کے ہاتھ
سے ابتک بچی ہو یا نہین شہزادی نے کہا ابتک خدا نے مجھے اوس سے بچایا ہے پھر الہ دین نے کہا کہ وہ شخص بڑا بیمروت اور سخت ظالم ہے
وقت فرصت کے اوسکے حال کو تمسے بیان کرونگا مگر مجھے بتاؤ کہ اوس چراغ کو کہان رکھتا ہے شہزادی نے کہا وہ چراغ نہایت ہوشیاری اور
خبرداری سے کپڑے مین لپیٹ کرکے اپنے سینے مین رکھتا ہے ایکروز اوسنے میرے سامنے نکالا تھا اور اوسکو مانند تحفے کے کہ نایاب ہو
سمجھکے کبھی اپنے سے جدا نہین کرتا الہ دین نے کہا بی بی تم اس پوچھنے سے ناراض نہونا وہ شخص ہم دونونکا جانی دشمن ہے اور تمسے
وہ کس طرح پیش آتا ہے اور تم اوس سے کیا سلوک کرتی ہو شہزادی نے جواب دیا جبسے کہ مین یہان آئی ہون ایکبار رات کو میرے پاس آتا ہے
اور اوسنے بہت چاہا کہ تیری محبت سے میرے دل کو پھیرے اور میرا شوہر بنے اور تجکو بہت بری طرح سے یاد کرتا ہے اور ہزارون تہمتی باتین
تیرے حق مین غصے ہو کر کہتا ہے جسکا مین بیان نہین کر سکتی مگر جو مجکو فراق مین اپنے شہزادے باپ اور شوہر کے مبتلا پاتا ہے زیادہ اس سے
کچھ نہ کہکے چلا جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ آخر کو مین رفتہ رفتہ سبکو بھول ہمہ تن اوسیکی طرف مائل و راغب ہونگی اور مین اپنے دل مین ٹھان
چکی تھی کہ اگر بزور میرے پاس کبھی آکر ارادہ کسی بات کا کریگا مین اپنے تئین فی الفور جان سے ہلاک کر ڈالونگی اور دن رات اوسی کے خوف
اور دہشت مین رہتی ہون مگر اب تمکو دیکھکر تسکین میرے دل کی ہوئی الہ دین نے کہا مجھے بھی یقین تھا کہ تم اوسکے فریب مین نہ آؤگی اب
مین اسکی تدبیر مین جاتا ہون دوپہر تک پھر آؤنگا اگر تم مجھے اور لباس اور وضع مین دیکھنا تو حیران نہونا اور مین چور دروازے
کی راہ سے آؤنگا ایک شخص کو اوسپر متعین کر رکھو کہ جس وقت مین آؤن فی الفور اوسے کھولدے شہزادی نے
ایک کنیز کو اس کام پر مقرر کیا کہ جسوقت الہ دین آوے فورًا دروازہ کھولدیجیو الہ دین اوسی چور دروازے سے نکلکر

باہر گیا اور چارون طرف دیکھنے لگا اتفاقاً ایک دہقان کو دیکھا کہ وہ بھی ارادہ بازار کے جانیکا رکھتا ہی الہ دین نے دوڑکر اوس سے ملاقات کی اور کچھ نقد اوسے دیکے اسپر راضی کیا کہ اپنے کپڑون کو الہ دین کے کپڑون سے بدلے چنانچہ الہ دین نے گوشے مین جاکے اپنے کپڑے اوتار اوس کسان کو دیے اور اوسکے آپ پہن لیے پھر بعد تبدیل لباس کے وہ دونون ایک دوسرے سے علیحدہ ہوکر اپنی راہ لگے الہ دین اوس شہر کے بڑے بازار مین جہان سب قسم کی دکانین اور ہر ایک چیز بکتی تھی گیا اور ایک پنساری کی دکان پر جہان ہر قسم کی دوا تھی جاکر کھڑا ہوا اور دکاندار سے پوچھا کہ فلانا سفوف تیرے پاس ہی دکاندار میلے کچیلے کپڑے الہ دین کے دیکھکر سمجھا کہ اسکے پاس اسقدر زر کہان ہوگا کہ قیمت اوس سفوف کی دے سکیگا باوجود اسکے کہا کہ وہ تو دوا میرے پاس ہی مگر اوسکی قیمت تجھسے دی نجائیگی الہ دین دکاندار کے دل کی بات سمجھ گیا پھر تھیلی سے اشرفیان نکالکر دکھلائین دکاندار نے اشرفیان دیکھتے ہی وہ سفوف پڑیا مین باندھ الہ دین کو دیا اوسکی قیمت ایک اشرفی لی پھر الہ دین نے کچھ کھانا مول لیکر کھایا اور چلدیا اور چور دروازہ کھلا ہوا پاکے اندر گیا اور وہان سے سیدھا شہزادی کے مکان مین آیا اور شہزادی سے کہا کہ مینے تدبیر اوس موذی کے دفع کرنیکی قرار واقعی کر رکھی ہی مگر اب تم بھی کچھ مکر اور جرأت کرو جس سے پھر اپنے باپ سے جاکر ملو اور میری بھی جان و مال بچاؤ پھر الہ دین نے شہزادی بدر البدور سے کہا تم آج بہت عمدہ پوشاک اور زیور پہنو اور خوشبو لگا خندہ پیشانی ہوکر بیٹھو جسوقت وہ ساحر افریقی محل مین تمہارے پاس آوے خوش ہوکے اوس سے اسطرح سے باتین کرنا کہ اب تیری محبت مین مینے سبکو بھلا دیا سوا تیرے اور کسیکی طرف میرا دھیان نہین آج کی رات چاہتی ہون کہ ہم تم بیٹھکے ایک جگہ کھانا کھاوین اور جو اچھی سی شراب اس شہر کی ہو ہم دونون بیٹھکر پیوین یقین ہی اس بات کو سنکر وہ آپ شراب کے لینے کو شہر مین جاویگا اور جب وہ شراب لینے جاوے تم اس سفوف کو جو تمھین مین دیتا ہون ایک گلاس مین الگ ذرا فرق سے اور گلاسون کے رکھنا اور شراب پیتے وقت ایک کنیز بموجب تمھارے اشارے کے اوسی گلاس مین شراب بھر کے تمکو دے اور تم وہ گلاس شراب کا پہلے اپنے ہاتھ مین لے اوسکے گلاس سے بدل کے دینا وہ اوسکو تمھارے ہاتھ سے لیکر نہایت خوشی سے سبکا سب پی لیگا بمجرد اوسکے پینے کے وہ اوندھا ہوکے گر پڑیگا اور تم بھی اوسکے گلاس کو اوسکے ہاتھ سے لیکر دکھلانے کیواسطے مونہ سے لگا لینا اوس سفوف کے پیتے ہی اوسکو ذرا ہوش و حواس نہ رہیگا تاکہ وہ تمھارا ایذا نہ پہنچا دریافت کرے شہزادی نے الہ دین کی یہ سب باتین سنکر کہا جیسا کہ تمنے مجھسے کہا ہی ویسا ہی کرونگی خاطر جمع رکھو یہ کہکے الہ دین وہان سے ایک حجرے مین اوس محل کے چھپکر بیٹھ رہا جب رات ہوئی وہ چور دروازے سے باہر کو نکل گیا شہزادی بدر البدور جب سے اپنے باپ اور پیارے شوہر الہ دین سے جدا ہوئی تھی نہ تو اوسنے اس غم مین کپڑے بدلے تھے اور نہ کبھی بناؤ سنگار کیا اونھین میلے کپڑون کو جنھین جن مین پہنے تھی پہنے رہی تھی اوس روز بنا بر مصلحت کے اوسنے بہت بھاری جوڑا اور جواہرات پہنکر خوب اپنا بناؤ سنگار کیا اور کمر بند طلا کا جسمین بڑے بڑے ہیرے جڑے ہوئے تھے کمر سے باندھا اور ایک بہت بھاری بیچ کے بڑے موتیون کا ہار گلے مین پہنا اور کڑے الماس و لعل کے جو جواب کمر بند کے تھے ہاتھون مین پہنے جب وہ شہزادی اپنا بناؤ کر چکی بارہ دری کے اندر منتظر اوس افریقی کے آنے کی بیٹھی افریقی اپنے وقت معمولی پر آیا شہزادی نے اوسوقت تک کبھی اوسکی صورت نحس کو آنکھ اوٹھا کے نہ دیکھا تھا مگر خواص سے سنا کہ یہ وہی شخص ہی جو نئے چراغ سے پرانے چراغ کو بدل کر لیگیا تھا اوسوقت اوسنے بضرورت اوسے دیکھا اور جسوقت کہ وہ بارہ دری چوبیس دروازے مین پونہچا شہزادی اوسکے استقبال کے لیے کمال ناز و ادا

سے اوٹھکر اوسکا ہاتھ پکڑ لے آئی اور اپنے پاس بٹھایا افریقی ساحر اوسکے حسن خداداد اور لباس زیور کو دیکھکر ہزار جان سے اوسپر
فریفتہ اور شیفتہ ہوا اوسکو ہرگز جرأت نہین پڑتی تھی کہ برابر شہزادی کے بیٹھے مگر شہزادی نے باصرار اوسکو اپنے نزدیک لا کے بٹھلایا بعد اوسکے
شہزادی نے اوسے رعب مین پایا چاہا کہ اپنے سے بے تکلف کرے اسلیے اوس سے کہا تمنے آج جو مجھے خوش پایا ہی اسکا سبب نہین جانتے ہو
وہ یہ ہی کہ مین اپنے جان و مان کی جدائی خصوصًا اپنے شوہر الہ دین اور باپ کے فراق سے دن رات دریاے غم والم مین ڈوبی رہتی تھی اب مجکو
صبر آیا اور سمجھی کہ الہ دین کو میرے باپ نے ضرور ہلاک کر ڈالا ہوگا اب اوسکے لیے رونا اور غم کرنا عبث ہی امر محال کے لیے اپنے تئین کیون
ہلاک کرون اسواسطے مین وہ سب خیال اپنے دل سے نکال ہمہ تن تیری طرف مصروف ہوئی آج دل چاہتا ہی کہ ہم تم ملکے کھانا کھائین
مگر جبتک خاصہ نکالا اور چنا جاے تھوڑی سی شراب بہتر سے بہتر جو اس شہر مین مل سکے میرے واسطے منگواؤ افریقی شہزادی کو اپنے حال پر
متوجہ پاکے بہت غنیمت سمجھا اور اپنی خوش قسمتی پر بہت نازان ہوکے کہا بہت اچھی شراب اس شہر مین نہین ملتی ہی مگر میرے گھر مین سات برس
کی پرانی شراب موجود ہی اگر شہزادی مجھے اجازت دے تو مین جاکر اوس سے کئی شیشے بھر لاؤن شہزادی نے کہا تمھارا جانا مجھے بہت ناگوار ہی اور کسیکو
بھیجکر منگوا بھیجو افریقی نے کہا بے میرے جاے وہ شراب نہین آسکتی نہ تو دوسرے شخص کو وہ مکان معلوم ہی اور نہ اوس مکان کی کنجی کسیکو
ملیگی شہزادی نے کہا اگر تم آپ جاتے ہو تو جلد آنا مین تمھارے انتظار مین کھانا نہین کھاؤنگی ساحر افریقی محل سے شراب لینے کیواسطے دوڑا گیا
شہزادی نے بعد اوسکے جانے کے اوس سفوف کو جو الہ دین نے دیا تھا ایک گلاس مین ڈالکر ایک کنارے رکھدیا اتنے مین افریقی شراب لیکے آپونہچا
اور وہ دونون کھانے پر ایک دوسرے کے مقابل ہو بیٹھے شہزادی جو کھانا کہ اچھا تھا اپنے ہاتھ سے اوٹھا اوسکے آگے رکھتی جاتی تھی پھر شہزادی نے
اوس سے کہا اگر تمھین گانا سننا مرغوب ہی تو مین گاؤن مگر مین اکیلی ہون اس سے گفتگو باہم کرنا خوش ہی افریقی اس کہنے سے شہزادی کے اور بھی زیادہ خوش ہوا
اور پھول گیا پھر شہزادی نے ایک گلاس شراب کا یاد مین اوس افریقی کے پیا اور تعریف شراب کی کرکے کہا تمنے جسقدر تعریف اس شراب
کی کی تھی ویسی ہی لطیف ہی پھر شہزادی نے ایک گلاس اوس شراب کا افریقی کو بھر کے دیا اوسنے وہ گلاس پی کے کہا مین نے کبھی اس کیفیت
سے شراب نہین پی پھر جب وہ دونون کھانا سیر ہوکے کھا چکے اور تین تین گلاس ہر ایک نے پیے شہزادی نے ایک کنیز کو
اشارہ کیا کہ اوس گلاس کو جسمین سفوف ہی شراب سے بھر کے مجھے دے اور دوسرا گلاس بھر کر افریقی کو اوس کنیز نے
دونون گلاس بھر کے وہ گلاس خاص شہزادی کے تئین اور دوسرا افریقی کو دیا شہزادی نے افریقی سے کہا ہمارے ملک چین مین
دستور ہی کہ وقت مے نوشی کے وہ دو شخص جنھین باہم کمال ربط ہو اپنا اپنا گلاس ایک دوسرے کے ساتھ بدل کرکے واسطے
صحت یکدیگر کے پیتے ہین یہ کہ ہاتھ سے اپنا گلاس افریقی کو دیا اور دوسرے ہاتھ سے اوسکا گلاس لیلیا افریقی کو یہ ادا
پسند آئی اور اس امر کو نہایت پیار اور الفت دلی شہزادی پر حمل کرکے کہا جو نزاکت اور خوبی ہر ایک امر مین بی بی تمھارے ملک چین مین
ہی وہ ہمارے افریقہ مین نہین آج اس ادا کو مین نے تم سے سیکھا اور ممنون ہوا اب کبھی مین اسکو نہ بھولونگا شہزادی نے کہا اب تو
تم اسکو پی لو بعد اسکے جو چاہنا کہنا یہ کہکے شہزادی نے اپنے گلاس کو مونہ سے لگایا ہنوز اوسکے لبون تک گلاس نہ پونہچا تھا
کہ افریقی ایکبارگی وہ گلاس زہر ہلاہل کا غٹ غٹ کرکے پی گیا اور ایک قطرہ اوس مین نہ چھوڑا بمجرد پینے کے

وہ پشت کی طرف گرا جب شہزادی نے دیکھا کہ آنکھین اوسکی پھر گئین اور ذرا سی حرکت اوسمین نہ رہی تب اوسنے ایک خواص سے کہا جلد چور
دروازے سے الہ دین کو بلا لا وہ خواص دوڑی گئی اور چور دروازے کو کھول الہ دین کو بلا لائی الہ دین جب بارہ دری پر چڑھ گیا ساحر افریقی کو
دیکھا کہ مرا ہوا پڑا ہی شہزادی نے الہ دین کو دیکھ مبارکبادی دی اور نہایت خوش ہوئی الہ دین نے شہزادی سے کہا ایک ساعت کے لیئے تم ذرا کمرے
کے اندر جاؤ تا مین تدبیر چین مین لیجانے تمھارے اور اس محل کی کرون پھر وہ شہزادی اوس مکان سے اپنی خواصون اور خواجہ سراؤن سمیت
نکل کے دوسرے مکان مین گئی الہ دین نے تنہا ہو کے اوس مکان کے دروازے کو بند کر نزدیک لاش اوس ساحر افریقی کے جو بارہ دری مین پڑی ہوئی
تھی گیا اور اوسکی قبا کو کھول وہ چراغ نکال لیا اور اوسکو جیسا کہ شہزادی نے کہا تھا کئی تہ مین کپڑون کے لپیٹا ہوا پایا الہ دین نے اوس چراغ کو
کپڑون سے نکال بدستور رگڑا بمجرد رگڑنے کے وہ جن جو اوسکا موکل تھا حاضر ہوا اور موافق معمول کے اوسنے اظہار اپنی اطاعت کا کیا
الہ دین نے کہا مینے تجھے اسلیے بلایا کہ واسطے اس چراغ کے جو تمھارا صاحب اور مالک ہی اس محل کو یہان سے اسی ساعت اوٹھا لیجا کر چین مین
جسجگہ کہ آگے تھا قائم کر جن نے پہلے سر اپنے سے اشارہ کیا کہ بہت اچھا بعد اوسکے غائب ہو گیا اور ایکدم مین اوس محل کو قرینے سے اوٹھا لیجا کے چین مین جسجگہ سے کہ اوٹھا
لیگیا تھا رکھا فقط دو جنبشین سہل الہ دین اور شہزادی کو معلوم ہوئین ایک تو وقت اوٹھانے محل کے افریقہ سے اور دوسری وقت
رکھنے کے زمین چین پر پھر الہ دین نے شہزادی سے جاکر بغلگیر ہو کے کہا کامل اور پوری ہماری خوشی کل فجر کو ہوگی اور جو ہنوز شہزادی نے بالکل طعام شب سے
فراغت نہین کی تھی اور الہ دین بھی گرسنہ تھا اسواسطے شہزادی نے حکم کیا کہ جلد سب کھانے اوس بارہ دری سے کہ ہنوز وہین رکھے ہوئے تھے لاؤ پھر وہ
دونون بعد فراغت طعام کے شراب اوس ساحر افریقی کی لائی ہوئی بڑی کیفیت سے پیکر اپنی خوابگاہ مین باہم ملکر سو رہے بادشاہ چین کا
اوس وقت سے کہ محل الہ دین کا مع شہزادی گم ہوا تھا نہایت بے چین رہتا نہ تو رات کو سوتا اور نہ دن کو آرام کرتا اور ہمیشہ اپنے خلوتخانے مین
جاکے اکیلا شہزادی کو یاد کرکے روتا اور اوسکے تصور و خیال مین رہتا دوسرا دن چین مین محل کے آنیکو تھا کہ فجر کے وقت قبل طلوع
آفتاب کے حسب معمول بادشاہ اوس خلوتخانے مین گیا اور نہایت حسرت اور افسوس سے اوس طرف کو جہان الہ دین کا محل تھا
واسطے اپنی تسلی کے دیکھا اوسے الہ دین کا محل نظر پڑا اور اوسکو اچھی طرح سے دیکھ جلدی وہان سے اوتر گھوڑے پر سوار ہو روانہ طرف
محل الہ دین کے ہوا اور الہ دین نے بھی فجر کو بیدار ہو اور پوشاک پہن ارادہ جانیکا بارہ دری مین کیا ناگاہ بادشاہ کو دیکھا کہ تنہا
چلا آتا ہی الہ دین نے دوڑ کر بادشاہ کا بازو پکڑ گھوڑے سے اوتارا بادشاہ نے الہ دین سے کہا مین تجھسے ابھی کچھ بات نکرونگا
جبتک کہ مین اپنی لڑکی کو نہ دیکھونگا اور اوس سے بغلگیر نہولونگا الہ دین بادشاہ کو اوس مکان مین جہان شہزادی تھی لیگیا اور اوسے بادشاہ کے
آنے سے مطلع کیا شہزادی جلدی جلدی پوشاک پہنکر بادشاہ کی حضور مین آئی بادشاہ اوسے دیکھ بہت خوش ہوا اور اپنے گلے
لگایا اور کہا تم اپنا حال بیان کرو کہ کیونکر تم یہان سے محل سمیت غائب ہو گئی تھین شہزادی نے تمام حال بادشاہ سے ظاہر کیا
اور کہا مینے اس مصیبت سے کل بسبب اپنے پیارے شوہر الہ دین کے نجات پائی اور مجھے بڑا رنج والم تمھاری مفارقت اور الہ دین
کا تھا علی الخصوص اس امر کا کہ تمنے اوسے غصے مین ہلاک کر ڈالا ہوگا اور وہ درحقیقت اس امر مین بے قصور محض ہی اور اوسکے سبب سے
میرا غائب ہونا نہین ہوا بلکہ یہ واردات میرے سبب سے ہوئی پھر سب حال اوسکے بدلنے چراغ پرانے کا اوس نئے چراغ سے اوس

ساحر افریقی کے ہاتھ تفصیل بیان کیا اور کہا مین اوس نے چراغ کے خواص اور صفات سے مطلق آگاہ تھی ہنسنے کے لیے اوسے بدلا تھا دوسرے روز یہ محل اور جو اندر اسکے تھا بزور جادو کے یہان سے ملک افریقیہ مین جا تار ہا پھر وہی شخص جو چراغ کو بدل کے لیگیا تھا اور اوسے میری خواصین اور خواجہ سرا پہچانتے تھے میرے پاس آیا اور چاہا کہ میرے ساتھ شادی کرے مینے اپنے تئین جس طرح ہو سکا کل کے دن تک اوس سے بچایا اور ہم دونون نے بحکمت عملی اوس چراغ کو اوسکے ہاتھ سے جسکو وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتا تھا لیا پہلے مینے فریب دیکے اوسے اپنے ساتھ کھانا کھلایا بعد اوسکے مینے اوسے سفوف جو الہ دین نے مجھے لا دیا تھا شراب مین ملاکے پلایا پیتے ہی اوسکے وہ وہین سرد ہوکر گر پڑا اور باقی حال آپکو الہ دین سے معلوم ہوگا پھر الہ دین نے دروازہ بارہ دری کا کھولکر بادشاہ کو اوس ساحر افریقی کی لاش دکھلائی اور کہا جب مینے جا کے اسکے سینے سے اپنے چراغ کو لے لیا تو مینے شہزادی اور اوسکی خواصون اور خواجہ سراؤن کو کہا تم ایک ساعت کے لیے اور مکان مین جاؤ جب وہ سب اوس جگہ سے اور مکان مین گئے مین اس محل کو افریقیہ کی سرزمین سے پھر یہان پر لے آیا اور مین نے بموجب اپنے وعدے کے شہزادی کو صحیح و سالم پھر آپ کی حضور مین حاضر کیا بادشاہ یہ حالات زبانی شہزادی اور الہ دین کے سنکر نہایت متحیر ہوا اور اوس ساحر افریقی کو جا کے دیکھا کہ موہنہ اوسکا سیاہ ہوگیا ہی اور کف زہر کا اوسکے موہنہ سے نکلا ہوا ہی بادشاہ نے الہ دین سے کہا اوس غصے سے جو مینے تمپر عالم بے اختیاری مین کیا تھا کچھ خیال اپنے دل مین نہ رکھنا اور تم میرے بجائے فرزند کے ہو اکثر مان باپ بیٹی بیٹا پر خفا ہوتے ہین پھر اوسے نہایت محبت اور دلداری سے اپنے گلے لگایا الہ دین نے کہا مجھے اوس امر مین کچھ شکایت نہین اور یہ ساحر افریقی بڑا ظالم و بیمروت تھا اسکے سبب سے یہ سب فتور ہوا ہر گاہ آپ متوجہ سننے کے ہونگے مین کچھ اور بھی حال اسکی شرارت اور مفسدی کا کہونگا اور جو اسنے آگے میرے ساتھ برائی کی تھی کچھ اس امر سے کم نہین خدا نے اپنی عنایت سے مجھے بچایا بادشاہ نے فرمایا اوس حال کو مین پھر سنونگا اب تم اس بدذات کی لاش اس جا سے پھکوا دو الہ دین نے اپنے آدمیون کو حکم کیا کہ لاش اسکی دور میدان مین پھینک آؤ تاکہ چرند و پرند اسکا گوشت نوچکر کھائین پھر بادشاہ نے خوش ہوکے حکم کیا کہ نوبت اور شادیانے بجین چنانچہ چارون طرف آواز گانے بجانے کی بلند ہوئی اور دس روز تک متصل عوتین اور ناچ رنگ تمام شہر مین بادشاہ کی طرف سے واسطے پھر آنے شہزادی بدر البدور اور محل الہ دین کے ہوئین دوبارہ الہ دین کو خدا نے اوس ساحر افریقی کے ہاتھ سے بچا دیا اور تیسری دفعہ کہ پھر وہ مبتلا مصیبت کا ہوا اوسکا حال اب اس طرح سے بیان کیا جاتا ہی اوس ساحر افریقی کا ایک چھوٹا بھائی تھا کہ علم جادو مین اوسکو بھی تکمیل تھی اور وہ دونون بھائی کبھی ایک شہر مین نہین رہتے تھے اگر ایک مشرق مین ہوتا تو دوسرا مغرب مین مگر ہر سال وہ دونون ایکبار اپنے علم رمل سے حال ایک دوسرے کا دریافت کرتے کہ کس شہر مین ہی اور کون سے کام مین مشغول یا محتاج ایک دوسرے کی مدد کا ہی غرض ایک سال تک الہ دین کے ہاتھ مارے جانے سے اوس ساحر افریقی کا حال اوسکے چھوٹے بھائی کو جو افریقیہ مین تھا کچھ معلوم نہوا جب اوسنے چاہا کہ حال اپنے بڑے بھائی کا رمل سے دریافت کرے پس اوسنے ایک صندوقچہ مربع کہ ہمیشہ مثل اپنے بھائی کے ساتھ رکھا کرتا تھا کھولکر اپنے بھائی کا حال دیکھا معلوم ہوا کہ وہ زندہ نہین ہی دفعۃً زہر سے مر گیا ہی جب اور زیادہ اوسنے تحقیق اس امر کی چاہی اوسے دریافت ہوا کہ ایک شخص نے دار السلطنت چین مین زہر پلاکے مار ڈالا اور وہ شخص ابتدا مین بہت

غریب تھا مگر اب وہ اوس ملک کے بادشاہ کی لڑکی کے ساتھہ بیاہا گیا ہی بمجرد معلوم ہونے اس حال کے وہ جادوگر بہت رویا پیٹا اور ساتھہ ہی اسکے سوچا کہ اب رونے سے تیرے وہ جی اوٹھیگا بہتر یہ ہی کہ اب تو چل کے اوسکے قاتل سے بدلا لے یہ دل مین ٹھان اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو ملک چین کو روانہ ہوا بعد ایک مدت دراز کے جنگل پہاڑ دریا اور میدان طی کرتا ہوا سرحد چین مین آن پونہچا اور وہان سے دار الملک چین مین گیا اور ایک گھر کرایہ لیکے اوس رات کی رات وہان رہکے صبح کو بیدار ہو شہر کی سیر شروع کی آخر الامر سیر کرتے کرتے ایک مجمع مین وارد ہوا اور وہان شہر کے بعضو اہل شہر کی باتین سننے لگا اور وہ ایسی جگہہ تھی جہان ایک گروہ کثیر اوباش کا جمع ہوکے دن رات اپنی اوقات بازی مین صرف کیا کرتا اور جب وہ لوگ باہم ملکے وہان کھانیکے واسطے بیٹھتے تھے تمام شہر کے قصے اور طرح طرح کی باتین اور سرگذشت ہر ایک کی دوسرے سے کہتے سنتے اوسنے اوس وقت بالاتفاق سب لوگون سے سُنا کہ وہ ایک نیک زن بی بی فاطمہ نام کی تعریف اور بیان اوسکی کرامتون اور خرق عادتون کا کر رہے ہین یہ سنکے اپنے دل مین سوچا کہ شاید اوس بی بی کے سبب سے میرا مطلب بر آوے پھر اوس جادوگر نے اوس مجمع سے ایک شخص کو کنارے لیجاکے پوچھا کہ وہ نیک زن بی بی کیسی ہی اور اوسکی بزرگیان اور کرامتین کیا ہین اوسنے جواب دیا کیا تمنے کبھی اوس بی بی کو اس شہر مین نہین دیکھا اور نہین سُنا وہ بی بی اعجوبۂ روزگار اور یکتاے زمانہ ہی تمام عمر اپنی اوسنے عبادت خدا مین بسر کی اور ہمیشہ صائم الدہر اور قائم اللیل رہتی ہی اپنے عبادتخانے سے بجز پیر اور جمعے کے باہر نہین نکلتی اور اوس سے بہت کرامتین سرزد ہوئین اور ہوتی ہین منجملہ اوسکے ایک یہ امر ہی کہ جس کسیکو کیسا ہی درد شدید سر کا ہو وہ صرف اوسکے ہاتھہ کے چھونے سے درد سر جاتا رہتا ہی جادوگر نے اتنی ہی بات پر کفایت کرکے پھر اوس شخص سے کچھہ نہ پوچھا فقط اوس سے پتا اوس پیرزن کا دریافت کر لیا کہ فلانے محلے اور کوچے مین رہتی ہی دوسرے دن اوسنے اوسکا گھر پوچھتے پوچھتے ڈھونڈھ نکالا اور اوسکو خوب سا پہچان اور نشان کرکے وہان سے قہوہ خانے مین آیا آدھی رات تک قہوہ نوشی مین مشغول رہا بعد اوسکے اوس جادوگر نے راہ عبادتخانہ فاطمہ کی لی جب اوسکے گھر پونہچا باہر کے دروازیکو جو اندر کیطرف سے بند تھا کسی حکمت سے کھولا اور بے اسکے کہ کچھہ آواز کرے اندر گیا اور فاطمہ کو چاند کی روشنی مین دیکھا کہ پلنگ پر ایک پرانا بوریا بچھا ہوا ہی اور وہ اپنے حجرے کے آگے اوسپر غافل سو رہی ہی اوس جادوگر نے ایک ہاتھہ مین ننگی پیش قبض پکڑی اور دوسرے ہاتھہ سے اوس عورت کو جگایا اوس غریب فاطمہ نے آنکھہ کھولکے دیکھا کہ ایک شخص پیش قبض اوسکے سینے پر رکھکے چاہتا ہی کہ مارے جب اوس فریبی نے اوسے بیدار دیکھا کہا اگر تو چلائی یا ذرا آواز کی فوراً تجکو مار ہی ڈالونگا اگر اپنی بہتری چاہتی ہی تو اوٹھ اور جو مین کہون اوسپر عمل کر فاطمہ کہ شب خوابی کے کپڑون مین سو رہی تھی اوٹھہ کے خوف سے کانپنے لگی اوس ساحر نے اوس سے کہا ڈر نہین صرف مین تیرا لباس چاہتا ہون اوسکو مجھے دے اور میرے کپڑے تو لے اوسنے فی الفور اپنا لباس نکالکے دیدیا اوس ساحر نے اوسے پہنکے کہا جو جو نشان تیرے چہرے پر ہین اون سب نشانونکو میری شکل مین بنا دے مین چاہتا ہون کہ مانند تیرے بن جاؤن وہ پیرزن جو نہایت خوف و ہراس سے بدحواس تھی اسکا کچھہ جواب نہ دے سکی اوس ساحر نے کہا تو اپنی خاطر جمع رکھہ ڈر نہین جس طرح ہو سکے مجھے اپنی صورت و شکل کا بنا دے مین تجھے جان سے نہ مارونگا فاطمہ کو اس بات سے کچھہ اطمینان حاصل ہوا اور اوسے اندر اپنے حجرے کے لیجاکے چراغ جلایا اور ایک قسم کا روغن اوس جادوگر کے چہرے پر لگاکے اپنی سی صورت اوسکی بنا دی

اوسکا کہا کہ اب میرے اور تیرے رنگ روپ اور شکل و شباہت مین کچھہ فرق نہین بعد اسکے اوسنے اپنے سر کا مونڈا ساوس ساحر کے
سر پر باندھا اور اوسکو برقع اوڑھا کے سب باتین تعلیم کین کہ اس اس طرح سے شہر مین آدمیون کے سامنے منہ اور اپنے بدن کو چھپائیو پھر ایک بالا اپنے
پہننے کا اور ایک تسبیح اوسکے گلے مین ڈال اور ایک عصا جسے ہمیشہ اپنے ہاتھہ مین پکڑ شہر مین پھرا کرتی تھی دیا اور اوسکے ہاتھہ مین ایک آئینہ دیکر کہا
اب تو اپنے تئین اور میرے تئین دیکھہ کہ کچھہ بھی فرق ہی الغرض ساحر نے جب اپنے تئین خاطر خواہ مانند فاطمہ کے بنا ہوا پایا باوجود قسم کھانیکے اوس غریب کو
گلا گھونٹ کے مار ڈالا اسواسطے کہ اگر اوسکو کٹار یا پیش قبض سے مارتا تو خون سے اوسکے احتمال افشا کا تھا پھر اوسکی لاش کھینچ کر حوض مین
جو بیچ اوسی خلوتخانیکے تھا ڈال دی پھر وہ جادوگر مانند فاطمہ کے بنکے فجر ہوتے تک وہین رہا دوسرے دن فجر کو باوجودیکہ وہ دن فاطمہ کے نکلنے کا
شہر مین نتھا یہ خیال کرکے کہ شاید اس روز خلق اوس سے کچھہ سوال نکریگی اگر کریگی تو مین عذر کرکے با آسانی اونکو جواب دونگا فاطمہ کے گھر سے نکل اور شہر
مین ہو راہ محل الہ دین کی لی راہ مین لوگ اوسے فاطمہ جان اوسکے گرد ہوئے محل تک پہونچتے پہونچتے بہت شہر کے رہنے والے جمع ہوگئے کوئی اوس
سے طلب دعاے خیر کی کرتا اور کوئی اوسکا دست بوس ہوتا اور کوئی اوسکے قبا کے دامن کو چومتا اور بعضے اوسکے آگے آکر کھڑے ہوتے تاکہ
اونکے سر پر ہاتھہ رکھکے اونکے درد سر کو دور کرے اور وہ تسبیح ہاتھہ مین لیے ہوئے زیر لب کچھہ بڑبڑا رہا تھا تاکہ لوگ جانین کچھہ درود
وظیفہ پڑھ رہی ہی یہان تک کہ سبھون نے دھوکے سے اوس جادوگر کو فاطمہ سمجھا اور اکثر وہ ساحر واسطے خاطرداری اون لوگون کے
جو اوسکے برے بھلے سے کچھہ کام نہین رکھتے تھے راہ مین کھڑا ہو ہوجاتا تھا اس طرح سے جب وہ قریب محل کے پونہچا پھر وہان تو اسقدر
بھیڑ اور کثرت آدمیونکی ہوئی کہ اوس تک پہونچنا لوگونکا دشوار ہوگیا اور آپسمین جھگڑنے لگے ہر کوئی یہی چاہتا تھا کہ مین ہی نزدیک
اوسکے جاکے کھڑا ہون اور اوسکا ہاتھہ یا کپڑا چھونے سے اپنی نجات دارین کی حاصل کرون غرض اسقدر شور و غل ہوا کہ شہزادی
بدر البدور کے کان مین پونہچا شہزادی نے پوچھا کہ یہ غل کیون ہوتا ہی جب کوئی اہل محل سے بتا نسکا شہزادی نے ایک خواص کو
فرمایا کہ جلد جاکے مجھے خبر لادے اوس خواص نے حقیقت حال دریافت کرکے شہزادی بدر البدور کی حضور مین آکے ظاہر کیا
کہ گرد اوس نیک زن کے جسے فاطمہ کہتے ہین ایک خلق کثیر جمع ہی اسی کا شور و غل آپکی سماعت مین پونہچا وہ شہزادی کہ آگے
سے اوسکی تعریف سنکے دیکھنے کی مشتاق ہو رہی تھی ایک خواجہ سرا کو بھیج اوس جعلی فاطمہ کو محل مین بلوایا جب خواجہ سرا
شہزادی کا اوسکے پاس گیا سب لوگ خواجہ سرا کو دیکھہ متفرق ہوگئے اور وہ جعلی فاطمہ خواجہ سرا کو دیکھہ نہایت خوش ہوئی خواجہ سرا نے
جھک کے اوسے سلام کیا اور کہا ای بزرگ بی بی ہماری شہزادی تمھارے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہی ہمارے ساتھہ چلو اوسنے جواب دیا
کہ شہزادی نے کمال نوازش میرے حال پر کی کہ مجھے یاد فرمایا مین حاضر ہون پھر وہ جعلی فاطمہ اوسکے ساتھہ ہوکے محل کے
اندر گئی اور وہان سے بظاہر پاک اور مقدس لباس مین بارہ دری کے اندر جاکر شہزادی کو بہت دعائین دین اور مذمت
دنیا اور ترغیب کرنے عبادت مین بہت نصیحت کی شہزادی نے اوسکی باتین سن اور اوسکو خدا رسیدہ سمجھہ کے جواب دیا ای میری
مادر مہربان مین چاہتی ہون کہ یہان بیٹھکے مجھے خدا کی راہ بتاؤ وہ جعلی فاطمہ شہزادی کے پاس بڑی نرم چالسے سر نیچے کیے ہوئے
بیٹھہ گئی پھر شہزادی نے اوس سے کہا ای مان میری کمال آرزو ہی کہ تم میرے پاس رہا کرو تا مین تمسے اکثر بات چیت

کیا کرون اور خدا کی راہ سیکھون جبلی فاطمہ نے کہا یہان کے رہنے سے نہ تو میری نماز ہوگی اور نہ میری عبادت اسواسطے میرا رہنا یہان نہین
ہوسکتا شہزادی نے کہا اگر تم میرے پاس کے رہنے سے تامل کرتی ہو تو اس محل مین بہت حجرے خالی ہین اونمین سے ایک حجرہ پسند کر کے رہو
اور اوسکو اپنا عبادت خانہ مقرر کرو وہ اسبات کو نہایت غنیمت اور موافق اپنے مطلب کے سمجھا اسواسطے کہ وہ یہی چاہتا تھا کہ کسیطرح
سے مجھے مداخلت الہ دین کے محل مین ہو تا بر وقت شہزادی کو فریب دیکر اپنا کام کرے پھر از راہ مکر و فریب کے شہزادی سے کہا مجھ ایسی عورت
ریاضت کش اور تارک دنیا کو ایسے محل نفیس مین اور ایسی بڑی شہزادی کی مصاحبت مین رہنا تو نہ چاہیے مگر مجبوری ہی کہ آپ کی
عدول حکمی نہین کر سکتی جسمین کہ آپ کی مرضی ہو طوعاً و کرہاً مجھے کرنا ضرور ہی شہزادی یہ جواب اوسکا سنکے خوش ہوئی اور کہا
میرے ساتھ چلکے خالی حجرونکو دیکھو اور اونمین سے ایک اپنے لیے پسند کرو اوس مکار نے ہمراہ شہزادی کے اون سب حجرونکو دیکھا چنانچہ ایک کو
اونمین سے اپنے رہنے کیواسطے پسند کیا پھر شہزادی نے اوسے بارہ دری مین لا کے چاہا کہ اپنے ساتھ کھانا کھلاوے اوسوقت وہ مکار دغادار
سوچا کہ مبادا وقت کھانے کے مونہ میرا شہزادی دیکھ کر پہچان لے کہ مین جبلی فاطمہ نہین ہون اور بھید میرا کھل جاوے اسواسطے از راہ فریب کے کہا مین تو
سواے سوکھے ٹکڑے روٹی کے یا سوکھے میوے کے کچھ اور نہین کھاتی اپنے حجرے مین کچھ بھوک کے وقت کھا لیا کرونگی شہزادی نے بموجب کہنے
جبلی فاطمہ کے سوکھے میوے بھیجے اور سوکھی روٹیان اوسکے کمرے مین بھجوا دین اور اوس سے کہا تم جا کے اپنے مکان مین کچھ تھوڑا بہت کھا کے
جلد میرے پاس آنا مین تمھاری منتظر ہونگی وہ ساحر شہزادی سے رخصت ہو اپنے حجرے مین آیا اور خواجہ سرا سے جسکو اوسکے کام خدمت
کے لیے مقرر کیا تھا کہا جسوقت شہزادی کھانے سے فراغت پاوے فوراً مجھے خبر کیجیو چنانچہ جب شہزادی کھانے سے فراغت کر دسترخوان سے
اوٹھی اوسی وقت اوس خواجہ سرا نے اوسے خبر کی اور وہ یہ خبر سنتے ہی شہزادی کی حضور مین حاضر ہوا شہزادی نے کہا مجھے کمال تمنا اور
آرزو ہی کہ ایسی بی بی پارسا اور خدا رسیدہ کی خدمت مین بیٹھی رہون اور بات چیت کیا کرون اثناے گفتگو مین شہزادی نے
اوس جادوگر سے کہا ذرا آنکھ کھول کے اس بارہ دری اور اسکی طیاری کو دیکھو کہ کیسی ہی پھر شہزادی نے ہر ایک مکان اور اسباب اوس بارہ دری کا
اوسے دکھلایا اوس جبلی فاطمہ نے وہ بارہ دری دیکھ کے کہا اے شہزادی فی الحقیقہ یہ بارہ دری قابل تعریف کے ہی اور مثل اسکے روے زمین پر
نہین مگر ایک چیز اسمین نہین اگر وہ بھی ہوتی تو ہزار حصے خوبی اس مکان کی زیادہ ہوتی شہزادی نے کہا مجھے بتاؤ وہ کیا چیز ہی اوس ساحر مکار
نے کہا اگر اس بارہ دری کے درمیان مین ایک انڈا رخ جانور کا لٹکایا جاتا تو نہایت زیبائش اسکی ہوتی اور چاردانگ عالم مین
مثل اپنا نرکھتی اور اعجوبہ روزگار سے ہوتی شہزادی نے اوس سے پوچھا کہ رخ کیسا جانور ہی اور اوسکا انڈا کہان ہاتھ لگیگا اوس جبلی
فاطمہ نے جواب دیا کہ رخ بڑا جانور ہی اور سوا کاف پہاڑ کی چوٹی کے کہین نہین رہتا جس معمار نے تمھارے اس محل کو بنایا ہی اوسکو وہ انڈا
ہاتھ آنا دشوار نہین شہزادی اوسکے بتانے اور اطلاع کرنے سے شکر بجا لائی بعد اسکے اوس مکار سے دیر تک باتون مین مشغول رہی
اور اوس رخ کے انڈے کو نہ بھولی اور اپنے دل مین یہ ٹھہرا رکھا کہ جسوقت الہ دین شکار سے آویگا تو مین اس امر کی ضرور اوس سے
فرمایش کرونگی اور الہ دین کو چھ دن ہوئے تھے کہ شکار کھیلنے کو گیا تھا اوسکی غیبت مین ساحر افریقی کے بھائی نے اپنے سب کام درست
کر لیے اتفاقاً اوسی شام کو الہ دین بھی گھر پونہچا اوسکے آنے سے وہ مکار اپنے حجرے مین شہزادی سے رخصت ہو کر چلا گیا

اور جسوقت الہ دین محل مین شہزادی کے پاس گیا اوس سے بعد صاحب سلامت کے معانقہ کیا مگر اوسنے شہزادی کو بہ نسبت اور دنون کے خوش
اور شگفتہ نہ پایا پوچھا کیون خیر تو ہی میرے پیچھے مزاج تمھارا کیسا رہا اور دلگیر کیون معلوم ہوتی ہو خدا کیواسطے مجھسے نہ چھپاؤ اپنے دل کا حال کہو جہان تک
کہ میری قدرت اور طاقت ہوگی اوس امر مین دریغ نکرونگا جب الہ دین نے بہت اصرار اور مبالغہ کیا تب شہزادی نے کہا میرا مکان
عَلَی الخُصُوص بارہ دری نہایت خوب اور اسباب و سامان سے جو عجائبات عالم کے ہین سجی اور مرتب ہی مگر ایک امر مین
چاہتی ہون کہ وہ بھی اسمین ہو اور وہ یہ ہی کہ گنبد مین بارہ دری کے ایک انڈا رُخ کا لٹکایا جاوے تو اور بھی زینت اور زیب اسکی ہو
الہ دین نے جواب دیا کہ یہ تو کچھ بہت بڑی بات نہین مین بارہ دری مین اوس انڈے کو لٹکوا دونگا الہ دین شہزادیکو
وہین چھوڑکر بارہ دری مین آیا اور اوس چراغ کو اپنے سینے سے نکالا اسواسطیکہ بعد فریب کھانیکے ساحر افریقی سے وہ چراغ
کبھی اپنے سے جدا نکرتا غرض اوسکو رگڑا بمجرد رگڑنے کے وہ جن کہ تابع اوس چراغ کا تھا حاضر ہوا الہ دین نے کہا ای جن ایک انڈا رُخ کا
درمیان بیچ اس بارہ دری کے لٹکادے تا کہ اس بارہ دری کی زینت کامل ہو مین تجھے حکم دیتا ہون کہ بپاس اس چراغ کے
جسکا تو تابع ہی جلدی یہ کام کر لا ہنوز الہ دین نے اپنی بات تمام نہین کی تھی کہ وہ جن ایسا چلا کے بولا کہ تمام وہ مکان لرزنے لگا
اور الہ دین بھی ڈر سے کانپا اور قریب تھا کہ خوف سے گر پڑتا پھر اوس جن نے غصے ہوکے الہ دین سے کہا ای کم بخت مین
اور میرے ہمراہی نے جو جو تو نے کہا فوراً اوسکو بجا لائے اور کبھی تیرے کہنے سے عدول حکمی نہین کی مگر تجسے ہماری
خدمتگزاری کی شکرگزاری کچھ نہو سکی بلکہ برعکس اوسکے ہمکو اب حکم کرتا ہی کہ ہم اپنے مالک کو تیرے پاس لاوین اور اوسکو اس بارہ دری
کے گنبد مین لٹکا دین تجھے اور تیری بی بی اس محل سمیت اس گستاخی کی سزاوار ہی کہ فی الفور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نیست و نابود ہو جاوین
مگر چونکہ تیرا نصیب اچھا ہی اسواسطے کہ تو نے یہ درخواست اپنی خواہش سے نہین کی اور یہ حکم تیری طرف سے نہین معلوم کر کہ یہ سب فتور اوس ساحر
افریقی کے بھائی سے ہی جسے تو نے جان سے مارا ہی اور وہ اس محل مین فاطمہ نیک زن کے بھیس مین چھپا بیٹھا ہی اور اوس نیک بی بی یعنی فاطمہ کو
اوسنے مار ڈالا اور اوسی نے تیری بی بی کو یہ درخواست تعلیم کی ہی اور اوسکی غرض اس امر سے یہ ہی کہ تو اور تیری بی بی اس مکان سمیت سب کے
سب فنا اور نابود ہو جاوین اور اگر اس سے تو محفوظ رہیگا تو وہ تجکو قتل کریگا خبردار اوسکے مکر اور فریب سے غافل نہ رہیو وہ جن یہ سب باتین کہکے غائب
ہوگیا الہ دین نے وہ سب باتین کہ جن نے اوس سے کہی تھین خوب اپنے ذہن نشین کین اور الہ دین کرامات فاطمہ نیک زن کے آگے سے جانتا تھا اور
اس امر سے بھی خوب واقف تھا کہ اوس نیک بی بی کو درد سر پھوکنے مین نہایت دخل ہی اور پھوکنے اور دم کرنے سے اچھا کرتی ہی وہ
تمارض کر اور اپنے سر کو لپیٹ شہزادی کے مکان مین گیا مگر جو باتین کہ جن نے اوس سے کی تھین شہزادی سے نکہین اونکو اپنے دل ہی مین کہا
اور آتے ہی شہزادی کے پاس بیٹھکر یکبارگی سر کو پکڑ لیا اور شکایت درد سر کی کرنے لگا شہزادی نے اس حال کو دیکھکر فوراً اپنے آدمیون کو
حکم کیا کہ فاطمہ نیک بی بی کو بلا لاؤ جب آدمی اوسکے فاطمہ کے بُلانے کو گئے شہزادی نے سب حال اوسکے بلانیکا اور اوسکے رکھنے کا اپنے محل مین
مفصل الہ دین سے ظاہر کیا اتنے مین فاطمہ بھی آئی الہ دین نے بمجرد اوسکے آنیکے اوس سے کہا کہ ای مادر مہربان مین تمھارے دیکھنے سے
نہایت خوش اور تمھارا ہونا اس جگہ میرے حق مین نہایت مفید ہوا مین اسوقت درد سر سے نہایت مضطر ہون چاہتا ہون

کہ تم از راہ مہربانی کے میرے سر پر دم کرو اور پھونکو مجھے یقین ہی کہ تمھاری برکت دعا اور جھاڑنے سے میرا درد سر جاتا رہیگا اور مین اچھا ہو جاؤنگا اور مجکو امید ہی کہ تم اس امر مین اپنی توجہ اور مہربانی ضرور کروگی جیسا کہ سب لوگون کے حق مین ایسے وقت اور شدت مین فرماتی ہو الہ دین نے یہ بات کہکے اپنے سر کو اوسکے آگے کیا اور وہ جھوٹی فریبی فاطمہ بھی آگے کو بڑھی اور اوسی وقت اوسنے اپنے ہاتھہ کو پیش قبض پر کہ جسکو کمر بند مین قبا کے نیچے چھپائے ہوئے تھی رکھا الہ دین نے اس امر کو دریافت کرکے چالاکی سے اوسکے ہاتھہ کو قبل اسکے کہ اوسکو میان سے نکالے پکڑ لیا اور اوسکی پیش قبض کو لیکر اوسی کے سینے مین ایسا مارا کہ اوسی ساعت وہ ناپاک زمین پر گرکے داخل جہنم کے ہوا شہزادی یہ حال دیکھکے چلائی اور الہ دین سے کہا کہ ای میرے پیارے شوہر تمنے کیون ایسی نیک بی بی کو قتل کیا الہ دین نے کہا ای شہزادی مینے فاطمہ کو نہین مارا بلکہ ایک بد ذات حرامزادے کو کہ میرے قتل پر آمادہ تھا مارا اگر مین یہ فریب نکرتا ہرگز یہ مجھے جیتا نچھوڑتا یہ ایک ناپاک مرد ہی جسے تم فاطمہ نیک زن سمجھتی ہو پھر اوسنے مونہہ کھولکر دکھلایا اور کہا کہ اسنے اصلی فاطمہ کو گلا گھونٹ مار ڈالا اور آپ از راہ فریب کے فاطمہ بنا تا کہ مجکو دغا سے قتل کرے مگر مینے اس حال پر مطلع ہو پہلے ہی اوسکو جہنم مین بھیجا اور یہ بدکردار بھائی افریقی ساحر کا ہی جو تم کو اس مکان سمیت ملک افریقہ مین لے گیا تھا پھر الہ دین نے مفصل حال جن کی زبانی سنا ہوا شہزادی سے بیان کیا اور اوسکی لاش وہان سے پھنکوا کر آپ بعنایت الٰہی اون دونون جادوگرون کے شر سے محفوظ رہا بعد کئی برس کے بادشاہ چین کہ بہت بوڑھا ہوا تھا مرگیا جو سوائے بدر البدور کے کوئی دوسرا اوسکا وارث نتھا اسلیے وہی شہزادی اوسکی جانشین ہوئی بعد اوسکے وہ سلطنت الہ دین کے ہاتھہ آئی الغرض الہ دین اور شہزادی نے بہت برس تک ملک چین مین سلطنت اور فرمانروائی کی

تمام ہوا قصہ الہ دین اور چراغ عجیب و غریب کا

فقط

تمام ہوئی جلد تیسری ترجمہ الف لیلہ کی



ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

جلد چوتھی ترجمہ الف لیلہ کی

مطبع مصطفائی مطبوع ہوئی
دہلی میں مصطفی محمد خان کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ خلیفہ ہارون رشید اور بابا عبد اللہ کا

ملکہ شہرزاد نے بادشاہ ایران سے کہا بعض اوقات طبیعت انسان کی خود بخود ایسی شگفتگی پر آتی ہی کہ سب لوگونکو اوسکی خوشی معلوم
ہو جاتی ہی اور اسیطرح سے بعض اوقات مزاج آدمی کا نہایت ناخوش اور منقبض ہوتا ہی کہ جسکا سبب کسی کے خیال مین نہین آتا بلکہ وہ
شخص اگر خود چاہے کہ حال اپنی طبیعت کا دریافت کرے اوسے بھی یکایک معلوم نہین ہو سکتا چنانچہ خلیفہ ہارون رشید ایکدن خود بخود
مکدر اور منقبض خاطر اپنے مکان مین بیٹھا تھا کہ خلیفہ کا مصاحب محرم راز وزیر جعفر حضور مین حاضر ہوا اور خلیفہ کو متفکر پاکے چپکا ہاتھ
باندھکے کھڑا ہوا ایک عرصے کے بعد خلیفہ نے آنکھ کھول کے اوسکی طرف دیکھا اور کچھ گفتگو نکی پھر اوسیطرح سے حالت انقباض اور
تردد مین خاموش بیٹھا رہا اور مطلق وزیر کیطرف خیال نکیا وزیر نے اپنے خداوند نعمت کو اس حال مین دیکھکر عرض کیا اے امیر المومنین
امیدوار ہون کہ غلام کو اجازت ہو تا سبب اس دلگیری اور افسردگی کا جو آپ کے بشرے سے ہویدا ہی استفسار کرے خلیفہ نے جواب دیا
کہ تو نے سچ کہا مجھے کبھی کبھی ایسی حالت انقباض کی ہو جاتی ہی مگر چاہتا ہون کہ تو کوئی ایسا امر تجویز کر جسکے سبب سے میرا انقباض
دفع ہو وزیر نے عرض کیا مجھے خوب معلوم ہی کہ حضور کا معمول ہمیشہ سے یہ ہی کہ اکثر اوقات بھیس بدلکر واسطے دریافت کرنے حال مظلومون کے
شہر اور اوسکے اطراف مین سیر و گشت فرمایا کرتے تھے اور آجکے دن کو آپنے ایسے کام کے لیے مقرر کیا بہتر ہی کہ آپ موافق اپنے دستور کے
عمل کیجیے تا یہ سب انقباض آپ کی خاطر سے رفع ہو اور دریافت کرنے حال رعایا سے یقین ہی کہ خاطر حضور کی نہایت مسرور اور
شگفتہ ہو گی خلیفہ نے کہا کہ سچ ہی مین اس بات کو بھول گیا تھا اسوقت تو نے یاد دلایا تو بھی جلدی سے اپنا بھیس بدلکر آ مین بھی
بھیس بدلتا ہون پھر ان دونون نے تاجرون پردیسی کا بھیس بدلکر باغ کے چور دروازے سے نکلکر پہلے گرد شہر کے گشت کیا بعد اوسکے
کشتی پر سوار ہو کر پار دریا کے جا کر وہانکی آبادی دیکھنے لگے بعد اسکے اوس پار سے پھرتے وقت پل کیطرف سے آئے وہان ایک اندھے فقیر نے
خلیفہ سے سوال کیا خلیفہ نے ایک اشرفی جیب سے نکال اوسکے ہاتھ مین رکھدی اوس اندھے نے خلیفہ کا ہاتھ پکڑ کر ٹھہرایا اور دعا دیکر

کہا کہ ای سخی داتا جیسا کہ تو نے مجھے خیرات دیکر ممنون کیا ہی اوسیطرح سے ایک ڈھول میرے سر پر مارکر اپنا مشکور کر اسواسطے کہ مین مستوجب ایسی سزا کا ہون بلکہ اس سے زیادہ کا یہ کہکے اوس اندھے فقیر نے ہاتھ خلیفہ کا چھوڑ دیا اور اوسکے بعد جھٹ دامن خلیفہ کا پکڑ لیا کہ بدون مارنے ڈھول کے جا نسکے خلیفہ فقیر کی درخواست سے نہایت متعجب اور متحیر ہوا اور جواب دیا کہ ای بھلے آدمی مجھسے ایسی حرکت کی توقع نرکھ مین کیونکر ایسی حرکت سے اجر اپنی خیرات کا ضائع اور برباد کرون یہ کہکے خلیفہ نے چاہا کہ دامن اندھے کے ہاتھ سے چھوڑاکر چلا جاوے اوس فقیر نے اس حال کو دریافت کرکے دامن کو زور سے پکڑا اور کہا کہ میری اس گستاخی کو معاف کر اور جو مین تجھسے کہتا ہون وہ عمل مین لا یعنی ایک ڈھول میرے سر پر مار نہین تو اپنی اشرفی پھیر لے کہ مجھے بدون اس بات کے ہرگز تیری خیرات لینا منظور نہین اسواسطے کہ مین اپنی قسم اور عہد کو جو خدا سے کیا ہی توڑ نہین سکتا اگر تو اوسکے سبب سے آگاہ ہو تو جانے کہ میری سزا بہت بڑی ہی خلیفہ نے مجبور ہو کے آہستہ سے ایک ڈھول اوس فقیر کے سر پر ماری فقیر فی الفور دامن خلیفہ کا چھوڑکر دعائے خیر کرنے لگا غرض خلیفہ اور وزیر دونون وہانسے آگے بڑھے اور چند قدم جاکے خلیفہ نے وزیر سے کہا مین چاہتا ہون کہ سبب اس عہد کا جو اس فقیر نے کیا ہی دریافت کرون تو جا اور اوس سے کہہ کہ وہ شخص جسنے تجھکو اشرفی دی خلیفہ ہی کل ظہر کے وقت اوسکے دربار مین حاضر ہو جیو وہ تجھسے کچھ پوچھیگا وزیر نے بموجب حکم خلیفہ کے پہلے کچھ خیرات اوس فقیر اندھے کو دی اوسنے اوس سے بھی ڈھول مارنے کی درخواست کی وزیر نے آہستہ سے ڈھول لگاکر خلیفہ کے حکم سے اوسکو آگاہ کیا اور خلیفہ کے ساتھ جا ملا پھر وہ دونون شہر مین گئے اور میدان مین ایک جوان کو دیکھا کہ بہت اچھی پوشاک پہنے ایک مادیان پر سوار ہی اور نہایت بیدردی اور بیرحمی سے چابک اور ایڑیان مار کر گھوڑی کو دوڑا رہی ہی چنانچہ اوس مادیان کے مونہہ مین دوڑتے دوڑتے کف اور لہو بھر گیا خلیفہ اوس جوان کی سنگدلی دیکھکر متعجب ہوا اور دریافت کرنیکے واسطے وہان کھڑا ہو گیا اور تماشائیون سے جو وہان جمع ہو کے آگے سے دیکھ رہے تھے سبب اس قدر دوڑانے اور مارنے اوس جانور بیزبان کا پوچھا اونھون نے کہا اس جوان کو ہم اس میدان مین اسیوقت دیکھتے ہین کہ اپنی مادیان کو اسیطرح سے مار مار کر سیکڑون چکر دیتا ہی سوا اسکے ہمین سبب اسکا معلوم نہین کہ یہ شخص کون اور غرض اوسکی اس مارنے اور دوڑانے سے کیا ہی خلیفہ نے یہ حال سنکر وزیر سے کہا مین آگے جاتا ہون تو اس سوار کو جاکر حکم دے کہ کل اوسیوقت جو واسطے اندھے فقیر کے مقرر کیا ہی میری حضور مین حاضر ہووے وزیر بموجب فرمانے خلیفہ کے عمل مین لایا بعد اسکے خلیفہ اور وزیر ایک کوچے سے گذرے کہ قبل اسکے اوس کوچے مین بارہا گئے تھے وہان ایک بڑی عمارت عالیشان نئی بنی ہوئی نظر آئی خلیفہ نے اوسے دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ محل کسی دولتمند کا ہوگا وزیر سے پوچھا کہ یہ محل کسکا ہی وزیر نے عرض کیا خداوندا اسکا حال مجھے معلوم نہین لیکن اگر حکم ہو تو مین اس محلے کے رہنے والون سے دریافت کرکے عرض کرون الغرض وزیر نے وہانکے باشندون سے پوچھا کہ یہ عمارت نئی بنی ہوئی کسکی ہی اونھون نے کہا یہ عمارت خواجہ حسن حبّال کی ہی اور حبّال رسّی بٹنے والیکو کہتے ہین یہ شخص ہمیشہ رسی بٹا کرتا تھا اور اوسسے بمشکل اپنی اوقات نہایت عسرت اور تکلیف سے گذارتا مگر ہم نہین جانتے کہ کیونکر اسکو بہت سی دولت ہاتھ لگ گئی جسکے سبب سے اوسنے ایسا بڑا محل بنلیا اور اب وہ نہایت عیش و عشرت سے اپنی گذران کرتا ہی خلیفہ نے یہ بات سنکر وزیر سے کہا مین چاہتا ہون کہ خواجہ حسن حبّال کو دیکھون اور اوسکا حال دریافت کرون تو جاکے اوسے کہہ کہ کل کے دن اوسیوقت جو اون دونون کیلیے مقرر کیا گیا ہی میری حضور مین حاضر ہووے وزیر نے فی الفور فرمانا خلیفہ کا بجا لایا دوسرے دن جب خلیفہ نے نماز ظہر سے فراغت کرکے اپنے تخت پر اجلاس

فرمایا وزیر نے اُن تینون شخصون کو اوسکی حضور مین حاضر کیا اونھون نے حاضر ہوکر پایۂ تخت خلیفہ کو بوسہ دیا خلیفہ نے پہلے اوس نابینا فقیر سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی اوسنے جواب دیا کہ میرا نام بابا عبداللہ خلیفہ نے کہا کل کے دن مینے ایک اشرفی تجھے خیرات کی تھی تو نے اوسکو لیکر کسواسطے اصرار مجھسے کیا کہ تجھے ایک دھول مارون یا اپنی خیرات پھیر لون اور کیون تونے اوس بات پر قسم کھائی اور عہد کیا ہی کہ جو کوئی تجھے خیرات دیے وہ ایک دھول بھی تجھے مارے اب مین چاہتا ہون کہ سبب اس قسم کا دریافت کرون جو امر کہ باعث اس امر ناشایستہ کا ہو مجھسے تو بیان کر بابا عبداللہ نے اپنے سر کو روبرو تخت خلیفہ کے زمین سے لگایا اور اوٹھکر کہا ای امیرالمومنین اول مین عرض کرتا ہون میری گستاخی جو کل کے دن مینے آپکی حضور مین کی تھی معاف ہو اسواسطے کہ مینے آپکو نہین پہچانا تھا اب مین حال اس عہد کا مفصل حضور مین بیان کرتا ہون اوس سے آپکو حال معلوم ہوگا کہ مین البتہ سزا ایسی ہی کا ہون

قصہ بابا عبداللہ نابینا کا

بابا عبداللہ نے خلیفہ کی حضور مین اپنے حال کو اسطرح سے بیان کیا کہ بندہ متولد شہر بغداد کا ہی اور کچھہ ترکہ باپ اور مان کا جب وہ دونون مرگئے میرے ہاتھہ لگا اگرچہ وہ مقدار مال و دولت میری عمر بھر کو کافی تھی مگر مین نے اوس کی قدر نہ کی تھوڑے عرصے مین اوسکو بیہودگی مین خرچ کر ڈالا اور برخلاف اوسکے مین افزایش مال و دولت کیواسطے جو باقی رہگئی تھی دن رات محنت اور مشقت کیا کرتا تھا یہان تک کہ رفتہ رفتہ اسّی اونٹ مینے جمع کیے اور اونھین سوداگرونکو کرایہ دیا کرتا اور ہر دفعہ مین اون اونٹونکے کرایے سے مجکو فائدہ کثیر حاصل ہوتا اور آپکے ممالک محروسہ مین اونکو لیے پھرتا اور خود اون اونٹونکے ساتھہ رہتا چند روز کے فائدے مین مینے اپنے دل مین تصور کیا کہ عنقریب اون کے کرایے سے مین غنی اور مالدار ہوجاؤنگا چنانچہ ایکبار مین شہر بصرہ سے جہان تاجرون نے اپنے اسباب کو بقصد ہندوستانکے جہاز پر بار کیا تھا اسباب کو پہنچا کے خالی اونٹ لیے ہوئے بغداد کو پھرا آتا تھا اثنای راہ مین ایکروز مینے اپنے اونٹونکو ایک صحرا مین کہ بستی سے دور تھا چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور وہ اچھی چراگاہ جانکر اونکے پانوُن رسی سے باندھ دیے اتنے مین ایک درویش کہ پیادہ پا شہر بصرہ کیطرف جاتا تھا وہان آیا اور واسطے سستانے اور دم لینے کے میرے پاس بیٹھگیا مینے اوس سے پوچھا تم کدھر سے آتے ہو اور کہان جاؤ گے وہ درویش بھی اسیطرح مجھسے سائل ہوا بعد اسکے کہ ہمنے ایک دوسرے کو اپنے آنے اور جانے سے آگاہ کیا اپنے اپنے پاس سے کھانیکو نکالکر باتفاق ایک دوسرے کے کھانے لگے درمیان کھانا کھانیکے میرے اور اوس فقیر کے بہت باتین ہوئین آخر درویش نے مجھسے کہا ایک جگہ قریب یہان سے بہت دور نہین بڑا خزانہ اور دولت بیشمار ہی اگر تم اپنے ان اسّی اونٹونکو صرف اشرفی اور جواہرات سے وہانکے خوب لاد بھر لوگے تو بھی ذرا کمی اسمین کچھہ نہ معلوم ہوگی وہ خزانہ ویسا ہی بھرا ہوا نظر پڑیگا اسکے سنتے ہی مین نہایت خوش ہوا اور اوس درویش کی وضع کو دیکھکر یہ خیال مین نہ آیا کہ وہ فریب دیتا ہی اوٹھکے اوس سے بغلگیر ہوا اور کہا ای درویش خدا تمکو ذرا توجہ اور خیال دولت دنیا پر نہین ہی اور سب امور دنیا سے مستغنی ہو عجب نہین کہ علم ایسے خزانے کا آپکو ہو مجھے اوس جگہ کو بتا دو تا مین اپنے اسّی اونٹونکو وہانسے بھر لاکر آپکی حق السعی مین ایک اونٹ دون اور مین جانتا ہون کہ آپکو مطلقاً پروا اوسکی نہین لینے کو تو یہ بات کہی لیکن دلمین میرے بڑا افسوس لگ رہا کہ دینا ایک اونٹ اشرفی اور جواہر کا مناسب نہین پھر سوچا کہ اناسی اونٹ زر کے میرے واسطے بہت ہین الغرض کبھی مین افسوس کرتا اور کبھی اپنے دلکو سمجھاتا آخر اوس درویش نے میری پست ہمتی اور طمع پر خیال کرکے کہا نہین ایک اونٹ کیواسطے خزانہ نہین بتاؤنگا مگر یہ شرط ہی کہ تم ان سب اونٹون کو لیچلو اور ہم تم دونو پہنچکے اوس خزانے کو بار کرین بعد اوس کے آدھے مجکو دو

اور آدھے آپ لو چالیس اونٹ کے بدولت ہزارون اونٹ پیدا کر سکتے ہو مین اوس درخواست سے اُس درویش کی انکار نکر سکا اور کہا کہ بہت اچھا مین آپکی مرضی سے باہر نہین جو ارشاد ہوا قبول ہے اور مین یہ سوچا کہ اگر چالیس اونٹ خزانے کے مجھے ملینگے تو اوس سے کئی پشت کو آل و اولاد کیواسطے کافی ہین اور اگر نہین قبول کرتا تمام عمر پچھتاؤنگا کہ ایسے خزانے ہاتھ سے کھوئے الغرض سب قرار موافق فرمانے اوس درویش کے کرکے اپنے سب اونٹ لیکر ہمراہ فقیر کے ہوا اور بعد طے کرنے تھوڑی مسافت کے ایک درے مین کوہ کے پہونچے جسکی راہ بہت تنگ تھی اونٹونکو قطار باندھکے وہانسے لیگئے تھوڑی دور کے بعد راہ کچھ وسیع ملی جس سے بخوبی سب کا گذارا ہوا پھر دو پہاڑ نظر آئے جنکا وہ درہ تھا اور وہ دونون پہاڑ متصل تھے مانند نصف دائرے کے اور اوس راہ مین ہیبت بلندی اور پستی تھی کوئی متنفس وہان نتھا کہ ہمکو دیکھتا اسلیے کمال دلجمعی سے وہان پہونچے درویش نے کہا اب تم یہان پر اونٹونکو بٹھاکے میرے ساتھ آؤ مین بموجب حکم درویش کے اون سبکو بٹھا کر ہمراہ ہوا تھوڑی دور آگے جاکے اوس درویش نے پتھری اور لوہا اپنے پاس سے نکالکر آگ جھاڑی اور تھوڑی لکڑیان جمع کرکے اونکو جلایا اور آگ پر خوشبو ڈالکے کچھ افسون پڑھا جسکو مین کچھ نہ سمجھ سکا بمجرد اوسکے پڑھنے کے ایک کثرا دھوان اوٹھا اور اوپر جاکے پھٹگیا اور اوس دھوین مین کہ دونون پہاڑونمین تھا ایک ٹیلا نظر آیا اور ہماری جگہ سے اوس ٹیلے تک ایک راستہ سا بنگیا اور دروازہ کھلا ہوا نظر پڑا اور اسکے اندر ایک بڑا غار دکھائی دیا جسمین ایک عظیم الشان محل جنات کا بنا معلوم ہوا آدمزاد اوس عمارت کے بنانے سے قاصر تھے جب اُس مکانمین جاکر دیکھا تو ایک خزانہ بیشمار بہت خوبی اور آراستگی سے رکھا ہوا تھا مین اشرفیونکے ڈھیر کو دیکھکر ایسا اوسپر جھپٹا کہ جیسے گدھ اپنے شکار پر گرتا ہے اور جسقدر رکھ چاہا اونٹون کے شلیطونمین اشرفیونکو بھرا جو خرجیان بہت بڑی بڑی تھین اُنکو خاطر خواہ اپنے بقدر زور اور طاقت اونٹونکے سونے سے بھرا اور وہ درویش بھی اسی امر مین مشغول تھا مگر وہ صرف جواہرات کو اوٹھا اوٹھا اپنی خرجیونمین بھرتا اور مجھے بھی دلالت اسی بات پر کرتا چنانچہ مین بھی اشرفیونکو چھوڑکر جواہرات گران بہا لے کر بھرنے لگا الغرض جب شلیطونکو ہمنے خوب سا بھرا اور اونٹونپر لاد چکے قصد وہانسے چلنے کا کیا اور قبل اسکے کہ ہم اوس خزانیکو چھوڑین وہ درویش دروازہ کھولکر پھر اندر اُس خزانیکے جہان ہزار ہا چیزین طلائی خوبصورت اور نئی وضع کی رکھی ہوئی تھین گیا اور وہانسے ایک ڈبیا چوبی جسمین مرہم تھا ایک صندوقچے سے نکالکر لے لی اور مجھکو دکھا کر اپنی جیب مین رکھی پھر اوس درویش نے آگ مین خوشبو ڈالکر کلمات سحر کے پڑھنا شروع کیے اُسکی تاثیر سے وہ دروازہ بند ہوگیا اور وہ ٹیلا جیسا آگے نظر آتا تھا معلوم ہونے لگا پھر ہمنے اون اونٹونکو آدھون آدھ بانٹ لیا اور اُس راہ تنگ مین ایک ایک اونٹ کرکے نکالا جب اوس درہ کوہ سے باہر نکلے اور میدان وسیع پاکے ایک دوسرے سے جدا ہوے وہ درویش طرف بالسرہ کے روانہ ہوا اور مینے راہ بغداد کی لی اور وقت رخصت کے مینے اُس درویش کی بہت شکر گذاری کی اسواسطے کہ اُسنے مجھکو مالا مال کردیا اور کروڑونکی دولت دیدی پھر ہر ایک نے دوسرے کو خدا حافظ اور خیرباد کہکے رخصت کیا مین اپنی قطار اونٹونکی لیکر چند قدم گیا تھا کہ شیطان نے میرے دل مین وسوسہ ڈالا اور شامت حرص سے یہ تصور کیا کہ یہ درویش مجرد ہے اور کچھ اہل و عیال اور امور دنیاداری کے نہین رکھتا اسقدر اونٹ دولتکے بھرے ہوئے کیا کریگا بلکہ خبرگیری سے اونٹون کی اوس کی اوقات اور عبادت مین حرج ہوگا بہتر ہے کہ کچھ اونٹ اوس سے اور لیلینا چاہیے اس امر کو دل مین

ٹھہرا کے اپنے اونٹونکو بٹھایا اور اُنکے پانون باندھکے وہان سے درویش کے پیچھے پکارتا ہوا چلا درویش میری آواز سنکے ٹھہر گیا جب نزدیک پونہچا مینے اوس سے کہا کہ مین بعد رخصت کرنے تمھارے کے سوچا کہ تم درویش ہو امور دنیا سے متبرا اور پاک سوا عبادت خدا کے اور کچھہ شغل نہین رکھتے تمکو اونٹونکی تیمار داری سے نہایت تکلیف و تصدیع ہوگی اس سے بہتر ہی کہ وہ اونٹ مجھکو دیڈالو اوس درویش نے کہا بابا سچ کہتا ہی رکھنا اتنے اونٹونکا مجھے خالی دردسر سے نہین جسقدر تو چاہے انمین سے لیلے مینے پہلے خیال محنت و مشقت کا نکیا تھا خدا تجھے جزاے خیر دے کہ تونے مجھے آگاہ کیا مین دس اونٹ اوس درویش کے حصے مین سے لیکے چاہتا تھا کہ آگے کو روانہ ہون یکایک پھر خیال میرے دلمین گذرا کہ فقیر کو دس اونٹ دینے مین کچھہ ملال نہوا دس اونٹ اور اوس سے مانگ لیا چاہیے غرض پھر اوس درویش کے پاس مینے جاکر کہا کہ تیس اونٹونکی خدمت کرنا بھی تمھین بہت دشوار ہوگا اس سے بہتر ہی کہ دس مجھے اور دو درویش نے کہا اچھا بابا اگر تیری مرضی یہی ہی دس اور انمین سے لیجا بیس اونٹ میرے لیے بہت ہین چنانچہ مین دس اونٹ اور درویش کے حصے مین سے لیگیا جب اون بیس کو اپنے اونٹونکی قطار مین ملا دیا میری حرص اور زیادہ ہوئی چاہا کہ دس اونٹ اور اوس درویش سے لون غرض پھر اوسکے پاس گیا اور کہہ سنکے دس اونٹ اور بلکہ دس باقی بھی اُسکے پاس سے دم دلاسا دیکے لے آیا درویش نے سبکے سب اونٹ ہنسی خوشی سے مجھکو دے دیے اور دامن جھاڑکر اوٹھکھڑا ہوا اور ارادہ چلنے کا کیا مگر میری شامت طمع نے مجھکو سُجھوایا کہ مین اون سب اونٹونپر کہ اسّی کے اسّی بھرے ہوے اشرفیون اور جواہرات سے تھے قناعت کرکے اونکو اپنے گھر مین خیر صلاح سے لے آون تا میری ہشتاد پشت تک یہ سب خزانہ کافی ہو وسوسہ شیطانی میرے دلمین گذرا کہ وہ ڈبیا مرہم کی بھی درویش سے لے لیا چاہیے آخر پھر مینے بعد رخصت ہونیکے ٹھہر کے اوس درویش سے کہا کہ تم اوس ڈبیا کو جسمین مرہم ہی اپنے پاس رکھکر کیا کروگے اوسکو بھی مجھکو عنایت کرو درویش نے اُسکے دینے مین انکار کیا مجھے اوسکے انکار کرنے سے اشتیاق ڈبیا کا از حد ہوا اور اپنے دلمین ٹھانا کہ اگر وہ درویش خوشی سے اوس ڈبیا کو دے تو فبہا ورنہ مین بزور اوس سے لونگا اوس درویش نے میرے ارادے پر اطلاع پاکر اوس ڈبیا کو اپنی جیب سے نکالا اور مجھے دیکے کہا بابا اگر تیری خوشی اسی کے لینے مین ہی تو یہ بھی حاضر ہی مگر اتنا چاہیے کہ اس مرہم کی تاثیر مجھسے دریافت کرلے مینے اوس ڈبیا مین مرہم بھرا دیکھکر اوس درویش سے کہا جہان تمنے اتنی عنایت میرے حال پر کی ہی اس مرہم کے خواص سے بھی مجھے آگاہ کرو درویش نے کہا خواص اس مرہم کے نہایت عجیب و غریب ہین اگر اس مرہم سے ذرا سا تم اپنی بائین آنکھہ بند کرکے پلک پر اوسکے لگاؤ جتنے خزانے دنیا کے کہ تمھاری نظر سے پوشیدہ ہین دکھائی دینے لگین اور اگر اسی مرہم کو اپنی دہنی آنکھہ مین لگاؤ تو تم دونون آنکھون سے اندھے ہو جاؤ مینے واسطے امتحان اس امر عجیب کے اوس درویش کو ڈبیا دیکر کہا تم خوب اس عمل سے واقف ہو اپنے ہاتھہ سے مرہم میری بائین آنکھہ مین لگا دو اوس درویش نے میری آنکھہ بند کرکے ذرا سا مرہم اوس ڈبیا سے لے پلک پر لگا دیا مرہم لگاتے ہی مینے اپنی آنکھہ کھولکر چارونطرف دیکھا کہ ہزارون خزانے اور دفینے جیسے کہ اوس درویش نے کہے تھے مجھے نظر آنے لگے تب مینے اپنی دہنی آنکھہ کو بند کرکے کہا کہ اب تم میری اس آنکھہ مین بھی مرہم لگا دو اُس درویش نے کہا بابا مینے تمھین اول جتا دیا کہ اس آنکھہ مین لگانے سے بالکل اندھے ہو جاؤگے اگرچہ قصہ اس امر مین سچا تھا مگر شامت و بدبختی کی راہ سے مینے

اوسکے اظہار کو برخلاف سمجھا اور تصور کیا کہ دہنی آنکھہ کے لگانیکی تاثیر کچھہ زیادہ بائین آنکھہ کے لگانے سے ہوگی مگر درویش مجھے
بہکا کر چاہتا ہی کہ مجھے اوس امر عجیب سے باز رکھے مینے مسکرا کے اوس درویش سے کہا تم مجھے دھوکا دیتے ہو تاکہ مین اوس کے فائدے
سے کہ اول سے عجیب و غریب ہی محروم رہون والا ممکن نہین کہ ایک مرہم کی دو تاثیر برخلاف ہوون درویش نے کہا خدا گواہ ہی
کہ اس مرہم کی یہی تاثیر ہی کہ جو مین کہتا ہون ای عزیز میری بات کو سچ جان مینے تجھسے برخلاف نہین کہا مینے اوسکی بات کو
نمانا اور یہی جانا کہ از راہ فریب کے مجھکو اوسکے فائدے سے محروم رکھتا ہی اس خیال محال کو تصور کرکے اوس درویش سے
مُصر ہوا کہ میری دہنی آنکھہ مین بھی اس مرہم کو لگا دے اوس درویش نے انکار کیا اور کہا بعد اسکے کہ مینے تیرے ساتھہ سراسر
نیکی کی ہی اب برائی کیونکر کرون یقین جان کہ اس عمل سے بتمام عمر حیران اور پریشان رہیگا برای خدا اس خیال سے باز آ
اور میرے کہنے کو مان جسقدر وہ درویش انکار اور بیان واقعی کرتا میرا اصرار بڑھتا تھا آخر مینے اوس سے قسم خدا کی دلا کے
کہا کہ ای درویش جس جس امر کی مینے تجھسے درخواست کی تو نے اُسکے بجالانے مین کچھہ دریغ نہین کیا یہ میری درخواست اخیر ہی
امیدوار ہون کہ برای خدا اُس سے انکار نہ فرمائیے اس عمل سے جو کچھہ کہ مجھہ پر گذریگا تم اوس سے بری ہو مین تمکو کچھہ الزام نہ دونگا
اچھا برا میری قسمت سے ہوگا درویش نے ہرچند انکار مرہم لگانے مین کیا لیکن میرے حیران کرنیسے اُسنے مجبور ہو کر ذرا سا وہ مرہم
میری دہنی آنکھہ کی پلک پر لگا دیا جب مینے آنکھہ کو کھولا تو دونون آنکھون سے اپنے تئین اندھا پایا بجز تاریکی کے کچھہ مجھکو محسوس نہوا
اوسوقت سے ابتک کہ آپ مجھے دیکھتے ہین نابینا اور بے بصر ہون پھر اُس وقت مین بولا ای بدشگون درویش جو تو کہتا تھا
وہی ہوا اور بہت سی ملامت اُسکو کی کہ کاش تو مجھے اوس خزانے مین نہ لیجاتا اور یہ دولت نہ دلواتا اب یہ سب زر اور جواہر
میرے کس کام کے ہین تو چالیس اونٹ اپنے حصے کے لیجا اور مجھے اچھا کر درویش نے جواب دیا میرا اسمین کیا قصور ہی مینے
تو تیرے ساتھہ ایسی نیکی کی تھی کہ کبھی کسینے کسیکے ساتھہ نہ کی ہوگی مگر تو نے میری نصیحت نہ سُنی طمع تیری سبب کوری کے
اسقدر دولت پانے اور منکشف ہو جانے سب خزانون روے زمین کے نگئی اور تو نے قناعت نہ کی اور میری بات کو نہ سُنا
اور فریب جانا اب اسکا کیا چارہ ہی ممکن نہین کہ پھر تو بینا ہو پھر مینے منت اور زاری کرکے کہا ای درویش ان اسّی اونٹونکو جو
زر و جواہر سے لدے ہوے ہین لیجا اور مینے بخوشی خاطر تجھکو بحل کیے اگر تجھسے ہو سکے خدا کیواسطے مجھے بینا کر دے اوس
درویش نے پھر میری بات کا کچھہ جواب نہ دیا اور مجھکو اُس حالت غم و الم مین چھوڑ کر وہ اسّی اونٹ لدے ہوے دولت سے لے شہر
بانسرہ کیطرف چلدیا اور ہرچند مین چلایا کہ مجھے بھی اس جنگل مردم خوار سے اپنے ساتھہ لیچل مین راہ مین اور کسی کاروانکے
ساتھہ ہو لونگا مگر اوسنے ذرا میری بات نہ سُنی اور میری طرفسے پھر انگیا آخر بعد چلے جانے درویش کے مین اپنی بصارت اور
دولت کھو کر غم و غصہ اور بھوک پیاس سے مرنے لگا اتفاقاً دوسرے دن کہ ایک قافلہ شہر بانسرہ سے بغداد کیطرف جاتا تھا اودہر گذرا اور
مجھکو اس مصیبت مین دیکھکر خدا ترسی سے بغداد مین لے آیا مجھے اس شہر مین سوا اسکے کہ بھیک مانگ کر اپنی زیست کرون اور کچھہ
بن نہ پڑا آخر بھیک مانگنا شروع کرکے خدا سے یہ عہد کیا کہ سزا اس نفس حریص درشوم کی یہ ہی کہ جو کوئی میرے حال پر ترس کھاکے

مجھے کچھ دے تو چاہیے کہ وہ ایک ہول بھی میرے سر پر مارے یہی سبب تھا کہ کل کے دن مینے آپکی حضور مین اسباتکے لیے اصرار کیا اور بہت سی گستاخی کی جب اُس پیر نابینا نے اپنا قصہ تمام کیا خلیفہ نے اُس سے کہا بابا عبد اللہ تمہارا گناہ بڑا ہی خدا اُسکو بخشے اب تمکو چاہیے کہ عابدون اور زاہدون سے اپنے مذہب کے کہو کہ دعاے خیر کرین اور تم اب اپنے حوائج ضروری کیواسطے کچھ فکر نکرو مین تمہارے واسطے موافق تمہاری گذران کے چار درم روز اپنے خزانے سے مقرر کر دیتا ہون زندگی تک تمھین پہنچے جاینگے اب تم سوال کرنیکے واسطے شہر مین پھرا نکرو یہ بات سُنکر بابا عبد اللہ خلیفہ کی حضور مین آداب بجا لایا اور عرض کیا کہ جو حضور سے ارشاد ہوا مینے اسکو قبول کیا پھر جب خلیفہ ہارون رشید بابا عبد اللہ درویش کا حال سُن چکا اُس جوان کیطرف متوجہ ہوا جو ہر روز اپنی ماد یان پر سوار ہوکے اُسے دوڑاتا اور مارتا پہلے اُسکا نام پوچھا اُس جوان نے بعد بجا لانے کورنش کے عرض کیا میرا نام سیدی نعمان ہے خلیفہ نے کہا سیدی نعمان مینے بہت سوارونکو دیکھا کہ وہ مشق سواری کرتے ہین اور مینے بھی اکثر گھوڑونپر سوار ہوکے اُنکو پھیرا مگر اسطرح اور اس بیرحمی سے کسیکو نہین دیکھا کہ جیسا تم اپنی گھوڑیکو دوڑایا کرتے ہو علاوہ اسکے کل مینے دیکھا کہ تم اُسکو چابک لگا رہے تھے نہایت بیدردی سے مارتے جاتے تھے سب لوگ تمکو یہ چال دیکھکر نہایت حیرت تھی اور اُن سب سے زیادہ مین حیران تھا یہانتک کہ خلاف معمول مینے اُس مجمع مین کھڑے ہوکے سب اُسکا لوگون سے پوچھا کوئی بتا نسکا اسقدر معلوم ہوا کہ تم ہر روز یہی ظلم و تعدی اپنی گھوڑی پر کیا کرتے ہو اسکے سُننے سے زیادہ تر سبب حیرانی میری کا ہوا اب مین تمسے سبب اس ظلم و بیدردی کا پوچھتا ہون چاہیے کہ تم سچ سچ مجھسے کہو اور کوئی امر اُس سے فروگذاشت نکرو سیدی نعمان نے جانا کہ خلیفہ انکشاف اس امر مین کمال مصر ہوا اور بے کہے کسیطرح سے میری مخلصی نہین پہلے تو سنتے ہی اس سوال کے رنگ اوسکے چہرے کا متغیر ہوا اور خوف و رعب سے مانند تصویر کے خاموش کھڑا رہگیا خلیفہ نے فرمایا سیدی نعمان ڈر نہین مجھ سے سبب اسکا ظاہر کر اور اسوقت تو مجھکو مثل اپنے دوستون کے بے تکلف سمجھ اور جسطرح کہ اونسے بات چیت اور اپنا حال کہا کرتا ہے مجھسے بھی ظاہر کر اور اگر اسکے بیان کرنے مین کسی امر کا تجھکو خوف و اندیشہ ہو اور ڈر میرے مواخذہ کا دل مین آئے مینے اُسکو بخشا اور معاف کیا سیدی نعمان کو خلیفہ کی تسلی دینے سے جرأت بولنے کی ہوئی چنانچہ ہاتھ باندھ کر عرض کیا خداوندا اگرچہ مین اس حال مین مرتکب کسی امر خلاف شرع کا نہین ہوا اسی واسطے بموجب ارشاد حضور کے اس حال کو ظاہر کرتا ہون اگرچہ قصور مین میرے طرف عاید ہو لیکن قابل سزا کا ہون یہ البتہ ہو کہ مین اپنی ماد یانکو جیسا کہ آپنے ملاحظہ فرمایا بیرحمی سے مارتا ہون چنانچہ حضور نے اُس ماد یانپر بہت بیجا رحم فرمایا اور سطرح سے اسکو دیکھا امید ہے کہ اغماض کرینگے لیکن اگر یہ سبب آپ سنیگے تو یقین ہے کہ حق مین تھوڑی تصور فرماینگے اور اُسکو حسب الحکم بلا تکلف بجا لا کر دریافت کیجیے گا اب مین زیادہ مشتاق حضور کا دامنگیر نہین رکھتا سبب اسکا شروع کرتا ہون

قصہ سیدی نعمان اور اوسکی گھوڑی کا

خداوند نعمت میرے بزرگ اسقدر دولت و اسباب بعد اپنی وفات کے میرے واسطے چھوڑ گئے تھے کہ وہ میری زندگانی تک بخوبی کافی و وافی تھا اور بکمال عیش و عشرت مین امیرانہ گذران کرتا کسیطرح کا فکر و اندیشہ نرکھتا ایک دن عالم جوانی اور تجرد مین یہ خیال گذرا کہ ایک نازنین و خوبصورت بی بی کے ساتھ کہ خدا ہو کے باہم پیار و الفت سے رہا کرون مگر خدا نے نچاہا کہ اچھی بی بی مجھے ملے اور رنج و راحت مین میرے شریک ہو حسب اتفاق جب ایک بی بی کے ساتھ کہ بظاہر خوبصورت اور حسین تھی شادی ہوئی دوسرے ہی دن شادی کے اوسکی بد ذاتی کا حال مجھ پر کُھلنے لگا حضور کو خوب معلوم ہے کہ اہل اسلام مین دستور بی بی کے دیکھ لینے کا

قبل عقد کے نہین پس بعد عقد کے شوہر اوس کی بدصورتی اور بدسیرتی کی شکایت کسی طرح سے نہین کرسکتا بہر
صورت اپنی قسمت پر اوسی بی بی کے ہاتھہ سے راضی و شاکر رہنا چاہیے نیکبخت ہو یا بدکار غرض پہلے مین اپنی بی بی
کے حسن و جمال کو دیکھہ نہایت خوش ہوا اور خدا کی درگاہ مین شکر بجالایا کہ مجھے خوبصورت بی بی عطا کی
اور بکمال خوشی اور بشاشت مے اوسکے ساتھہ شب باش ہوا دوسرے روز شادی کے جب کھانا میرے او
اوسکے لیے چنا گیا مین نے بی بی کو دسترخوان پر بٹھانے کے بلوا بھیجا وہ عرصے کے بعد آکر دسترخوان پر بیٹھی مین نے کچھ
شکایت اوسکے دیر آنیکی نکی اتفاقاً اوسوقت ہمنے پہلے سب اقسام طعام مین پلاؤ کھانا شروع کیا اور مین موافق دستور اپنے شہر
کے چمچے سے کھانے لگا اور بی بی بجائے چمچے کے اپنی جیب سے کان کریدنی نکالکے اوس سے ایک ایک دانہ چاول کا اٹھا کر کھانے لگی
مین وضع اوسکی دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور اسکا نام لیکر کہا اے امین تمنے کیا یہ طرز کھانیکا اپنے اقربا سے سیکھا ہی یا اسوقت تم دانہ شماری کی ترکیب
دوسرے وقت کھانا کھاؤگی مین جانتا ہون کہ تمنے اس عرصے مین دس بیس دانے چاولکے بھی نکھائے ہونگے اگر صرفے کی راہ سے تم نہین
کھاتی ہو تو خدا نے مجھے بہت کچھہ دیا ہی تم اسکا کچھہ خیال نکرو بی بی بےتکلف اچھی طرح سے جسطرح دستور کھانیکا ہی اور مین کھاتا ہون کھاؤ
مینے تصور کیا کہ اسکے جوابمین کچھہ کلمے شکریہ کہیگی لیکن اُسنے کچھہ جواب ندیا اور اُسیطرح سے ایک ایک دانہ قاب سے اٹھاکے کھایا کی بلکہ میرے
کھجانیکے لیے ایک ایک دو نیکو بھی دیر اُٹھاکر کھانے لگی جب نوبت شیرمال اور باقرخانی کی پونہچی اُسنے ذرا سا چھلکا روٹی کا لیکر بڑے ناز و
نخرے سے اپنے مونہہ مین ڈالا غرض اسقدر قلیل کھایا کہ چڑیا بھی اُسقدر غذا سے سیر اور آسودہ نہوتی مین اُسکی ہٹ اور اصرار پر نہایت متحیر ہوا
اور خیال کیا کہ شاید اُسے عادت کھانیکی مردونکے ساتھہ نہین خصوصاً شوہر کے ساتھہ کھاتے ہوے شرماتی ہی آیندہ بتدریج بدستور سبکے
کھاویگی اور یہہ بھی خیال آیا کہ شاید وہ کھانا آگے کھا چکی ہی اسواسطے اُسکو اسوقت کھانیکی رغبت نہین یا تصور کیا کہ اُسکی عادت تنہا
کھانیکی ہی غرض ان سب باتونکو خیال کرکے کچھہ اوس سے نہ کہا اور بعد کھانا کھانیکے مین باہر میدانمین واسطے ہواکھانے اور چہل قدمی
کے گیا اُسکے نکھانیکا کچھہ خیال میرے دلمین نہ آیا دوسرے وقت جب نوبت کھانا کھانیکی آئی اُس بی بی نے وہی معاملہ کیا جیسا کہ
اول وقت کھانا کھانے مین کیا تھا بلکہ ہر روز اُسی ادا سے کھاتی مجھکو اُسکا یہ حال دیکھکر نہایت حیرت ہوئی کہ یہ بی بی بے کھائے
کیونکر جیتی ہی یہانتک کہ ایک رات کو وہ اپنے گمانمین مجھکو غافل سوتا پاکے میرے پہلو سے چپکے اُٹھی مین اتفاقاً اُسوقت جاگتا تھا دیکھا
کہ وہ نہایت احتیاط کرتی ہی کہ مجکو اُسکے اُٹھنے کی خبر نہو مین متحیر ہوا کہ یہ اسوقت کیون اپنا آرام چھوڑکر میرے پاس سے اُٹھی مینے چاہا
کہ اُسکے حال کو دریافت کرون پھر مین اور بھی اپنے تئین سوتا بناکے خراٹے لینے لگا اور لیٹے ہوے اُسکو دیکھا کیا یہانتک کہ وہ کپڑے پہنکر چپکے سے
باہر کو چلی مین بھی فی الفور اپنے بستر سے اُٹھکر اور جلد مین قبا کو اپنے کاندھے پر ڈال پیچھے اُسکے روانہ ہوا اور کھڑکی سے اُس مکانکی دیکھنے لگا کہ
کدھر کو جاتی ہی وہ آگے بڑھکے دروازہ کو کہ کوچہ کیطرف تھا کھولکر باہر گئی مین بھی اوسی دروازے سے کہ اوسنے بند نہین کیا تھا باہر نکلا
اور اچھی طرح سے چاندنی مہتاب کی دیکھتا ہوا پیچھے اُسکے ہولیا یہانتک کہ وہ ایک قبرستان مین جو متصل ہمارے گھر کے تھا گئی مین بھی
بھی نزدیک اوس گورستان کے جاکے دیوار سے لگ اس طرح کھڑا ہوا کہ مین اُسکو بخوبی دیکھون اور وہ مجھے ندیکھہ سکے آخر

دیکھتا کیا ہون کہ امین ایک مادہ غول کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی حضور جانتے ہین کہ غول یا تو بجنس شیاطین کے ہین یا قسم دیو بھوت سے
کہ ویران عمارت اونکا مسکن ہے اگلے وقت کے مسافر کو پاکے ڈراتے ہین اور اونکو مار کر کھا جاتے ہین اور اگر وہ دنکو کوئی مسافر نہین پاتے
تو اونکو قبرون سے مردے نکالکر کھاتے ہین مین اپنی بی بی کو غول کے ساتھ بیٹھے ہوے دیکھکر ڈرا اور متعجب ہوا پھر ان دونون نے
ملکر ایک مردہ کو کہ اسی روز دفن کیا گیا تھا قبر سے کھود کر نکالا وہ غول اور میری بی بی امین اوس مردے کا گوشت کاٹکر کھاتی اور نہایت
خوشی اور اختلاط سے آپسمین باتین کرتی جاتی مگر چونکہ مین فاصلے سے کھڑا تھا اس سبب سے اونکی باتین خوب سنائی نہین دیتی تھین
بہرکیف مین اس حال کو دیکھکر کانپنے اور لرزنے لگا جب وہ گوشت اوس مردے کا کھا چکی ہڈیان اوسکی قبر مین ڈالکر پھر اسے مٹی سے
توپ دیا مین اون دونون کو اسی شغل مین چھوڑ کر جلدی سے اپنے گھر آیا اور اس دروازہ آمد و رفت کو جیسا کہ کھلا پایا تھا
اوسیطرح سے کھلا چھوڑا اور اپنے بستر پر آکے بہلانے سے سو رہا بعد تھوڑے عرصے کے امین نے بھی آکر اپنے کپڑے اتارے اور میرے
ساتھ بدستور سو رہی اوسکے حال سے معلوم ہوا کہ اوسنے مجکو نہین دیکھا اور میرے آنے جانے سے اسکو مطلق
آگاہی نہین ہوئی اسطرف سے تو مین ایک گونہ مطمئن ہوا لیکن سونا ایسی مردار اور نجس خوار کے ساتھ نہایت مکروہ اور برا معلوم
ہوا بہرکیف اسوقت مین بکراہیت تمام اس مردار کے ساتھ سو رہا یہانتک کہ فجر کی اذان سنکر مین بیدار ہوا اور بعد طہارت کے نماز
صبح پڑھنے کو مسجد مین گیا اور بعد پڑھنے نماز اور وظیفے کے ہوا کھاتا ہوا باغون کیطرف گیا اور عین سیر مین یہ خیال آیا کہ کسیطرح سے اپنی بی بی
کو اس بد صحبت سے باز رکھون اور مردہ خوار کی عادت اسکی چھڑاؤن چنانچہ اسی تصور مین اپنے گھر کھانے کیوقت پہنچا امین نے مجھے
دیکھکر میرے آدمیون سے کھانا منگوا کے رکھا پھر جب ہم دونون دسترخوان پر بیٹھے امین اسیطرح ایک ایک دانہ اٹھا کر کھانے لگی مینے
اوس سے کہا بی بی اگر تمکو کوئی قسم کا کھانا پسند اور مطبوع خاطر نہو تو دیکھو خدا کے فضل و کرم سے دسترخوان پر بہت قسم اور طرح طرح کے
کھانے ہین اور سوا اسکے ہر روز تبدیل کھانون کی ہوتی جاتی ہے جو تمھین پسند ہو اسکو کھاؤ اور اگر ان کھانون سے کوئی تمھارے
پسند نہو اپنی پسند اور خواہش کے موافق کہکے پکوا لیا کرو سوا ان سب باتون کے مین تمسے پوچھتا ہون کہ کیا میرے دسترخوان پر
کوئی کھانا اچھا اور لذیذ مردے آدمی کے گوشت سے نہین جو تم رغبت اوسپر نہین کرتین ہنوز مینے یہ بات تمام نہین کی تھی کہ وہ سمجھ گئی کہ
مین اونکو اسکے حال پر مطلع ہوا دفعۃً غصے مین ایسی افروختہ ہوئی کہ چہرہ اسکا سرخ ہو گیا اور آنکھین اسکی ابھر آئین اور منہ
مین کف بھر لائی اسکو اس حالمین دیکھ مین ڈر گیا اور ہوش و حواس میرے باختہ ہو گئے اسنے اس غصے اور غضب کی حالت مین ایک
گلاس پانی کا پاس اسکے رکھا ہوا تھا اٹھا لیا اور اپنی انگلیون کو پانی مین ڈبو کے کچھ الفاظ جسکو مین نہین سمجھتا تھا پڑھنے لگی بعد
اسکے ان انگلیون سے پانی مجھپر چھڑکا اور کہا ای ملعون تو اپنی سزا کو اس گستاخی اور پردہ فاش کرنیکے پہونچ اور کتا بنجا بمجرد کہنے اسکے
مین کتا بنگیا اور اسنے ایک لکڑی اٹھا کے مجھے بے تحاشا مارنا شروع کیا قریب تھا کہ مین اسکی مار سے ہلاک ہو جاؤن آخر مین نے
بچانیکے لیے وہانسے تمام گھر مین بھاگتا پھرتا اور وہ لکڑی لیے ہوے مجھے کھدیڑتی اور مارتی جاتی جب وہ مجھے مارتے مارتے
تھک گئی اوسنے دروازہ آمد و رفت کا کھول دیا مین اسکو غنیمت جانکر دکھ کے مارے چلاتا ہوا باہر کو بھاگا اگرچہ باہر نکلکر

اوسکی مار سے نجات پائی مگر اُس محلے کے کتون نے مجھے اجنبی پاکر مجھپر یورش کی اور بھونکنے اور کاٹنے لگے اُنکے صدمے سے مین دُم دباکے بازار کیطرف بھاگا اور ایک دُکاندار کی دکان مین کہ بکری بھیڑ کے سری پاے اور زبان بیچتا تھا گھس گیا اور ایک گوشے مین چھپکے بیٹھ رہا اُس دُکاندار نے میرے حال پر ترس کھایا اور مجھے اُن کُتون سے بچایا اور اُنکو اپنی دُکان کے آگے سے مار کر دور کیا مین ان سب مصیبتون سے نجات پاکر تمام رات اُسکی دُکان مین چھپا پڑا رہا جب صبح ہوئی وہ دکاندار بہت سویرے واسطے مول لینے سری پاؤن کے گیا اور بہت سودا اِس قسم کا خرید کرکے لے آیا اور اپنی دکان پر اُسکو ترتیب سے رکھا مینے دوسرے دیکھا کہ بہت کُتے گوشت کی بو پاکے اُسکی دکان کے گرد و پیش جمع ہین مین بھی امیدوار ہوکے اُسکے آگے جا کھڑا ہوا اُسنے مجھے دیکھ کے تصور کیا کہ کل سے اِس کتے نے کچھ نہین کھایا فقط میری دکان مین بھوکا چھپا رہا پھر اُسنے ایک بڑا ٹکڑا گوشت کا میرے آگے ڈال دیا مین اُس گوشت کیطرف خیال نکرکے نزدیک اُسکے جا اپنی دُم ہلانے لگا تا وہ معلوم کرے کہ میری خواہش اسی دکان مین پڑے رہنے کی ہے اوسنے آسودہ جانکر مجھکو لکڑی سے ڈرایا اور اپنی دکان سے نکالدیا مینے بھی اُس قصائی کو اپنے حال پر متوجہ نپاکے اوسکی دکان چھوڑ دی اور پھرتے پھرتے ایک نان بائی کی دکان پر جاکر کھڑا ہوا اتفاقاً وہ نان بائی اُسوقت ناشتہ کر رہا تھا باوجودیکہ مینے کچھ اشارہ طلب کا اوس سے نہین کیا مگر اُسنے ایک ٹکڑا روٹی کا میرے آگے پھینک دیا مینے اُسکو جھٹ کر جیسا کہ دستور کتون کا ہے اُٹھا یا اور اُسکی طرف بنظر غور کے دیکھا اور دُم ہلاکے شکر بجالایا وہ میرے حسن آداب کو دیکھکر خوش ہوا اور مسکرایا باوجودیکہ مجھے بھوک نہ تھی مگر بلحاظ اُسکی خوشی کے اُس روٹی سے مینے ذرا سا ٹکڑا توڑ کر بہت سہولت و آسانی سے کھایا اُسکو میری وضع بہت خوش آئی اور چاہا کہ مین اُسکی دکان کے پاس رہا کرون اُسکی مرضی پاکے مین دکان کیطرف مُنہ کرکے بیٹھ گیا اور اُسکو اشارے سے آگاہ کیا کہ مین فقط اُسکی حمایت چاہتا ہون اُسنے بخوبی میری حفاظت اور حمایت کی اور مجھے ساتھ لیجاکے اپنے گھر مین رکھنے لگا مگر مین بے حکم اُسکے کبھی قدم اپنا اُسکے گھر مین نہین رکھتا تھا آخر اُس نے میری ایک جگہ مقرر کی کہ جسمین اُسکو مینے رہنا اختیار کیا اور وہ وقت ناشتے اور کھانے کے مجھے خاطر خواہ کھانا دیا کرتا اور سوا اوسکے بہت میرے حال پر شفقت فرماتا رہتا اور مین بھی ہر وقت اُسی کی طرف دیکھا کرتا اور موافق اُسکے اشارون کے اُٹھتا بیٹھتا جب وہ نان بائی اپنے گھر سے دکان کو یا اور کسی جگہ جاتا پیچھے اُسکے ہو لیتا اور اگر کبھی وہ میرے سونے کیوقت باہر نکلتا اور مجھے اپنے ساتھ نہ دیکھتا تو مجھے گلی مین کھڑے ہوکے اُس نام سے جو میرے واسطے مقرر کیا تھا پکارتا مین فوراً اُسکی آواز سُنکر اُسکے پاس حاضر ہوتا اور اُسکے دروازے کے آگے دوڑا اور کھیلا کرتا اور وقت باہر جانے کے کبھی آگے اُسکے دوڑا جاتا اور کبھی پیچھے اُسکے ہو لیتا غرض ہر وقت اُسکے مونہہ کیطرف دیکھا کرتا اور مدت تک مین اُسکے گھر نہایت آرام سے رہا ایکدن کوئی عورت روٹیان مول لینے اُسکی دکان پر آئی اور بعد مول لینے کے اُسنے ایک درہم کھوٹا اچھے درہمو نمین ملا کر نان بائی کو دیا نان بائی نے اُنکو پرکھ کر کھوٹا درہم اُسکو پھیر دیا اور کہا عوض اُسکے دوسرا درہم اچھا مجھے بدلدے اُس عورت نے اُس کھوٹے درہم کے پھیر لینے مین تکرار کی اور کہا یہ درہم تو جید ہے ناقص نہین نان بائی نے کہا بیشک کھوٹا ہے ابھی اسکا حال تجھکو معلوم ہو جائیگا میرا کتا اگرچہ حیوان مطلق ہے لیکن وہ اس درہم کو پرکھ لیگا پھر اُسنے میرا نام لیکے پکارا کہ یہان آ مین اُسکی آواز سنتے ہی کود کر اُسکے برابر

حاضر ہوا نان بائی نے اُن سب درہمونکو آگے میرے پھینکدیا اور کہا اسمین سے جو کھوٹا ہو اُسے تو دیکھکر جدا کر دے مینے اون سبکو ایک ایک کرکے دیکھا جو کھوٹا تھا اُسپر مینے اپنا پانٗون رکھدیا اور اچھونکو ایکطرف کر کے اوس نان بائی کے منہ کیطرف دیکھنے لگا وہ نان بائی میری فراست پر نہایت خوش ہوا اور وہ عورت یہ معاملہ دیکھکر متحیر ہوئی اور کھوٹے درہم کو بدل دیا جب وہ عورت اپنے گھر چلی گئی میرے صاحبخانہ نے اپنے ہمسایونکو بلاکر اس معاملے سے آگاہ کیا انھون نے میرے امتحان کے لیے کھوٹے روپے اچھونمیں ملائے اور آگے میرے ڈالدیے تاکہ وہ بھی اپنی آنکھون سے میرے شعور کو دیکھین مین فی الفور کھوٹونکو اچھون سے جدا کر کے اونپر اپنے پانٗونکو رکھتا گیا اُن لوگون نے اس حال کو اچنبھا جانکر بہت لوگونسے کہ راہ مین اُنکو ملتے تھے ظاہر کیا تھوڑے عرصے مین یہ خبر سارے شہر مین مشہور ہوئی اور مین اُسدن شام تک درہمونکو پرکھتا رہا اسدنسے وہ نان بائی میرا اور بھی پاس کرنے لگا اور سب اُسکے ہمسایے اور دوست اُس سے کہتے تھے کہ تو نے یہ کتا کیا ایک صراف رکھا ہے اور وہ سب لوگ میرے رہنے سے اُس نان بائی کے پاس حسد کرنے لگے اور چاہتے تھے کہ مجھے وہانسے نکالدین اسلیے نان بائی ہر ساعت مجھے اپنے پاس سے جدا نہین کرتا تھا بعد کتنے دنونکے ایک عورت اور اُس دن کا نپر روٹی مول لینے آئی اور چھہ درہم جنمین ایک درہم کھوٹا تھا نان بائی کو دیے اُسنے واسطے پرکھنے کے میرے حوالے کیے مینے فی الفور اُنمین سے کھوٹا جدا کر کے پانٗون اپنا اُسپر رکھا اور اوس کیطرف دیکھنے لگا اوس عورت نے اقرار کیا کہ تو سچ کہتا ہے یہی درہم کھوٹا تھا تو نے خوب پرکھا اور نان بائی سے پوشیدہ مجھے اشارہ کر کے بلایا اور اپنے گھر کے لیجانیکا ارادہ کیا مین ہمیشہ خدا سے دعا مانگتا تھا کہ کسیطرح سے مین اپنے قالب مین آؤن اور پھر آدمی بنجاؤن اور کوئی بندۂ خدا میرے حال سے واقف ہو کے میری مدد کرے غرض اُس عورت کے بار بار دیکھنے سے مجھے یقین ہوا کہ شاید وہ کچھ میرے حال سے آگاہ ہوئی ہے مین اوسکی طرف دیکھا کیا یہانتک کہ وہ چند قدم آگے جا کے پھر آئی اور مجھے اشارہ کیا مین اُسکے مطلب کو سمجھ گیا اور نان بائی کی نظر بچا کر اُس عورت کے ساتھ ہو لیا وہ عورت مجھکو اپنے ساتھ دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور اپنے گھر لیگئی غرض جب مین گھر کے اندر گیا اُسنے دروازیکو بند کر لیا اور مجھکو ایک مکان مین لیگئی جسمین ایک بی بی کارچوبی کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہوئی تھی مینے قرینے سے دریافت کیا کہ وہ بی بی اُس نیکبخت عورت کی بیٹی ہے اور وہ بی بی علم سحر اور جادو مین اُستاد تھی پھر اُس عورت نے اُس بی بی سے کہا یہی کتا کھوٹے درہمونکو اچھونسے پرکھتا ہے مین یہ خبر پہلے ہی سُنکے سمجھی تھی کہ یہ کتا آدمی تھا کسی بدبخت سنگدل نے اُسے سحر سے کتا بناڈالا آج دلمین آیا کہ مین جا کر اوس نان بائی کی دکان سے روٹی مول لون اور اسکو کہ سُنتی تھی آزماؤن چنانچہ مین نے اوسکو پورا امتحان پایا بیٹی تم بھی ذرا غور اس کتے کو دیکھو کہ کون ہے درحقیقت حیوان ہے یا جادو سے جانور بنگیا ہے وہ جوان بی بی میری طرف بغور دیکھکے بولی کہ اماں تم سچ کہتی ہو مین اسکا حال ابھی تمسے کہونگی یہ کہکے وہ جوان بی بی اپنی جگہ سے اُٹھی اور ایک ظرف پانیکا لیکر اُسمین اپنا ہاتھ ڈبویا اور میرے اوپر اُس پانیکو چھڑک کر کہا اگر تو اصلی پیدایش سے کتے کی ہے تو کتا بنا رہ اور اگر تو حقیقت مین آدم زاد ہے تو برکت سے اس پانی کے ابھی آدمی ہو جا اُسکے کہتے ہی فی الفور مین قالب کتے کا چھوڑ کر شکل آدمی کی بنگیا اور واسطے ادائے شکر اس مہربانی کے قدمون پر اُس جوان بی بی کے گرا اور اوسکے دامن کو بوسہ دیا اور کہا تمنے ایسی مہربانی بے تعارف اور شناسائی کے میرے حال پر کی کہ جسکا شکر اور احسان مجھسے ادا نہین ہو سکتا

اب مجکو فرماؤ کہ کیونکر تمہاری شکرگذاری سے برآؤن آج سے مین تمہاری غلامی کیا کرون گا پھر
مین مجملاً اپنا حال اور امین کی بدسلوکی کا کہکے اوس عورت کا جو مجھے اپنے گھر لائی تھی شکرگذار ہوا اوس لڑکی نے کہا
سیدی نعمان اس سے زیادہ ہمارے شکرگزار نہو بلکہ ہم خود تم ایسے شخص نیک کے ساتھ ایسا سلوک کرکے نہایت مسرور و ماجور ہوے
اور تمہاری بی بی امین کا حال قبل اسکے کہ تمہارے ساتھ کدخدا ہو ہم خوب جانتے ہین اور مجھے اُسکا ساحرہ ہونا اور اسکو میرا اس علم مین
ماہر ہونا معلوم ہے بلکہ ہم دونون جادو مین ایک ہی بی بی کے شاگرد ہین آگے اکثر میری ملاقات اُسکے ساتھ حمام مین ہوا کرتی تھی مگر
اُسکی بدوضعی اور بدمزاجی سے مینے ملنا چھوڑ دیا اور تم یہ نجانو کہ مینے تمہاری فقط تبدیل صوت کی کردی بلکہ مین اُسے کچھ سزا اسکی جو تمہارے
ساتھ بدسلوکی سے پیش آئی دونگی اور تمہارے ہاتھ سے دلواؤنگی اور مین تمکو اُسپر قادر کردونگی تاکہ اپنے گھر مین جاکے اُسکی تبدیل صورت کرو
اب تم ذرا یہان توقف کرو مین ابھی آتی ہون وہ بی بی یہ کہکر ایک کوٹھری مین گئی اور مین اسکی ماں سے مٹھکر اسکے احسان اور حسن سلوک
مذکور کرنے لگا اسکی ماں بھی مجسے عجائب غرائب امور سحر کے بیان کرتی رہی اتنے مین اُسکی لڑکی اندر سے ایک بوتل لیے ہوے اپنے
ہاتھ مین آئی اور کہا سیدی نعمان مینے اپنی کتاب مین دیکھا کہ امین اسوقت اپنے گھر مین نہین مگر ایکدم مین آویگی اُسنے تمہارے نوکرون سے
کہ بسبب تمہارے نہونیکے نہایت پریشان تھے فریب دیکر کہا ہے کہ سیدی نعمان کھانا کھاتے کھاتے دسترخوان سے اُٹھکے کسی امر
ضروری کیلیے گیا اور ایک کتا دروازہ کھلا پاکے اندر دالان کے چلا آیا تھا مینے اُسے مار کر نکالدیا پھر اس جوان بی بی نے ایک ظرف پانی کا
دیکے کہا سیدی نعمان اب تم اپنے گھر جاؤ اور یہ ظرف اپنے سے جدا نکرنا اور اُسکے آنیکے منتظر رہو وہ بھی فی الفور باہر سے وہان آئیگی اور
تمھین وہان دیکھ کے نہایت مضطر ہوگی اور چاہیگی کہ تمہارے آگے سے بھاگ کے چلیجاوے تم تھوڑا سا پانی اس بوتل سے لیکر
جلدی اُسپر چھڑک دینا اور یہ چند الفاظ اُسوقت پڑھنا اس سے زیادہ اور کچھ بیان کرنیکی حاجت نہین اسواسطے کہ تم تاثیر اس عمل کی
بچشم خود فوراً مشاہدہ کروگے مین اُس بی بی کی سب باتین اور وہ الفاظ کہ مجھکو سکھائے تھے خوب ذہن نشین کرکے فی الفور اُس
سے رخصت ہوا اور اپنے گھر آیا جو امور کہ اُس جوان بی بی ساحرہ نے مجسے کہے تھے سب وقوع مین آئے یعنی تھوڑی دیر نگذری تھی کہ امین
وہان مجھے دکھائی دی جب نزدیک میرے آئی مینے بوتل کا پانی ہاتھ مین لیا بمجرد اسکے وہ کانپنے اور تھرانے لگی اور چاہتی تھی
کہ میرے آگے سے بھاگ جائے مگر مینے جلد سے اُس پانی کو اُسپر چھڑکا اور وہ الفاظ پڑھے فی الفور امین اُسکی تاثیر سے گھوڑی بنگئی
یہ وہی گھوڑی ہے جسکو کل آپنے دیکھا تھا پھر جب اُسکو اس حال مین مینے دیکھا متحیر ہوا اور اُسکی ایال پکڑ اصطبل مین لیگیا اور باگ ڈور سے
اُسکو باندھا اور اُسکے قصور اور شرارت پر بہت ملامت کی اور چابک لیکر اُسے اتنا مارا کہ مین تھکگیا آخر یہ مقرر کیا کہ ہر روز اُسکو میدان مین
خوب سے چکر دیکر سزا دیا کرون یہانتک سیدی نعمان نے اس قصے کو کہکے خلیفہ سے عرض کیا کہ ای امیر المومنین مجھے یقین کامل ہے
کہ آپ میری اس حرکت سے ناخوش نہونگے بلکہ آپ اس سے زیادہ سزا ایسی عورتکے حق مین تجویز فرمائینگے پھر اسقدر کہکے خاموش ہورہا
خلیفہ نے جب دیکھا کہ سیدی نعمان اپنا قصہ تمام و کمال کہہ چکا اُس سے فرمایا کہ حقیقت مین تمہارا قصہ نہایت عجیب ہے اور قصور تمہاری
بی بی کا قابل عذر کے نہین اور تمہارا اسے سزا دینا اسکو میرے نزدیک بہت بجا ہے مگر تمسے یہ پوچھتا ہون کہ کبتک اُسکو یہ سزا دیا کروگے اور

حیوان مطلق بناے رکھوگے میرے نزدیک صلاح یہ ہی کہ اب تم جاکے اُس جوان بی بی سے جسکے سحر نے اُسکو حیوان بنا دیا کہو کہ اُسکو پھر بدستور انسان بنا دیوے لیکن مجھے خوف و اندیشہ ہی کہ مبادا یہ ساحرہ بعد انسان بنجانے اور اپنے سحر پر قادر ہونے کے خدا جانے اور کیا بدسلوکی بدتر اگلے سے تمھارے ساتھ کرے جسکا تدارک محال ہو اسلیے خلیفہ نے باوجود ترحم اور ترس کے کہ جبلی اور طبعی تھا پھر کچھ اصرار اسباب مین سیدی نعمان سے نکیا اور متوجہ تیسرے شخص کیطرف جسے وزیر نے حاضر کیا تھا ہوکے کہا کل کے دن جو میرا گذر فلانے محلّے سے ہوا تمھارا محل بڑا دیکھکر نہایت مجکو تعجب آیا اور اُس محلّے کے لوگون سے پوچھا کہ یہ عمارت عالیشان کسکی ہی انھون نے تمھارا نام لیا اور کہا خواجہ حسن نامے کہ آگے بڑی سختی اور عُسرت سے اپنی گذران کیا کرتا تھا اب خدا نے اُسکو مقدور مقدور دیا ہی کہ ایسا محل عالیشان بنایا مگر باوجود اس امارت کے وہ شخص ابتک اپنے اگلے حال کو بھولا نہین اور دولت کو بیجا و بیمحل صرف نہین کرتا باوجودکہ تجارت سے تمکو بڑا مقدور حاصل ہوا غرض محلّے کے لوگ سب تمکو اچھا اور بھلا کہتے ہین کوئی تم سے ناراض نہین اب مین چاہتا ہون کہ تم مجھسے بیان کرو کہ کیونکر تمھین اسقدر مقدور حاصل ہوا کہ تا مین اس حالکو تمھاری زبان سے سنون اور میری تسلی ہو اسلیے تمکو مینے بلا بھیجا ہی اپنے دلمین میری طرف سے کچھ اندیشہ و خوف نکرو مجھے سوا دریافت کرنے تمھارے حال کے اور کچھ منظور نہین تم اپنی دولت سے کہ خدا دادی ہی بخوبی متمتع رہو اور خدا تمھین اُسے مبارک کرے اسطرح خلیفہ نے اُس سے کہا اور تسلی کی خواجہ حسن نے پای تخت خلیفہ کو بوسہ دیا اور قالین کو جو نیچے تخت کے بچھا ہوا تھا چوم کر عرض کیا کہ ای امیر المومنین مین راست اپنا حال حضور مین گزارش کرتا ہون خدا گواہ ہی کہ کوئی امر مجھسے خلاف شرع و عرف کے نہین صادر ہوا محض خدا کے فضل و کرم سے اس رتبے کو پونہچا پھر اوس نے اپنا قصہ اسطرح کہنا شروع کیا

قصہ خواجہ حسن رسن فروش کا

خداوند نعمت مین بموجب ارشاد حضور کے عرض کرتا ہون کہ کسطرح سے اسقدر مجکو دولت حاصل ہوئی مگر پہلے آپ حال میرے دو دوستونکا جو باشندے بغداد کے ہین سماعت فرمائیے اور وہ دونون ابتک زندہ اور میرے اس اظہار کے کہ جسے حضور مین عرض کرتا ہون گواہ ہین ایک کا نام سعد دوسرے کا نام سعدی ہی سعد کا یہ اعتقاد تھا کہ دنیا مین کوئی شخص بظاہر صاحب فراغت بمال و دولت کے نہین ہوتا اور دولت بغیر سعی و تدبیر کے حاصل نہین ہوتی اور سعد کا عندیہ برخلاف اُسکے تھا چنانچہ وہ کہتا تھا جبتک تقدیر یاور نہین ہوتی دولت دنیا ہاتھ نہین لگتی سعد مفلس تھا بخلاف سعدی کے کہ وہ بہت مال و دولت رکھتا تھا اور باوجود اسکے اُن دونو کے درمیان نہایت دوستی اور محبت تھی اور کبھی درمیان نزاع و تکرار باہم نہین واقع ہوتی سوا اس مقدمے خاص کے کہ سعدی تدبیر کا قائل تھا اور سعد تقدیر کا ایکدن اُنکے درمیان اسی امر مین بہت گفتگو ہوئی سعدی نے کہا انسان یا تو مفلسی مین پیدا ہوکے ہمیشہ تہیدست و محتاج رہتا ہی یا فراغت اور دولت مین جنم لیکر بیچ عالم جوانی کے اپنے مال و دولت کو بیہودہ صرف کر مصیبت و ادبار کی سہتا ہی پھر اتنا اُسکو مقدور نہین ہوتا کہ فراغت سے رہا کرے اور تدبیر اور کسب سے کچھہ مایہ بہم پونہچاوے سعد برخلاف قول سعدی کے کہتا تھا کہ تدبیر اور کسب کچھہ کام نہین آتا محض اپنے مقسوم اور تقدیر سے صاحب دولت ہوتا ہی مفلسی اور توانگری امور اتفاقی ہین تدبیر انسانکی کچھہ کام نہین آتی

ہوا مال اور تدبیر کے اسباب تو انگری بہت ہیں کہ تعلق مقسوم سے رکھتے ہیں آدمی باوجود دولت دنیا کے محتاج اور بسا مفلس غنی
ہو جایا کرتے ہیں سعدی نے کہا تم برخلاف کہتے ہو آؤ ہم تم دونوں اس امر میں امتحان کریں کسی پیشے والے کو جو محنت مزدوری سے
اپنی اوقات بسر کرتا ہو کچھ زر دیویں وہ البتہ اُس زر سے اپنی پونجی کو بڑھائیگا اور اُسکو مقرر فراغت حاصل ہوگی اُسوقت تمکو
میرے کہنے کا یقین ہوگا چنانچہ وہ دونوں دوست سیر کرتے ہوئے میرے گھر پر آئے اور جہاں میں اپنی رسّی بٹنے میں مصروف تھا
پہونچے اور یہ پیشہ رسن سازی کا میری کئی پشتوں سے تھا باپ دادا میرے بھی یہی کام کرتے تھے میرا گھر اور لباس دیکھکر انھیں حال
مفلسی اور محتاجی کا معلوم ہوا سعد نے سعدی سے میری طرف اشارہ کرکے کہا اگر تمھیں اس امر خاص میں امتحان کرنا منظور ہو تو
کچھ اشرفیاں اسے دیکے امتحان کرو یہ شخص مدت سے یہاں رہتا ہے اور میں خوب جانتا ہوں یہ رسّی بٹکے اپنی اوقات مع عیال و اطفال
بمشکل بسر کرتا ہے سعدی نے جوابدیا بہت اچھا مگر ذرا ہم اس شخص کو اچھی طرح سے دیکھ لیں پھر وہ دونوں دوست ٹہلتے ہوئے
میری طرف متوجہ ہوئے میں نے اپنا کام چھوڑ کر اُنسے صاحب سلامت کی اُنھوں نے جواب سلام کا دیا اور سعدی نے میرا نام پوچھا میں نے کہا
صاحب میرا نام حسن ہے مگر جو پیشہ رسن سازی کا کرتا ہوں اسواسطے مجھے حسن حبال کہتے ہیں پھر سعدی نے مجھسے کہا پیشہ ور کو پیشہ کافی ہوتا ہے
مجھے یقین تھا کہ تم اس کام میں خوش اور مرفہ حال ہوگے اور بہت سن اور اسباب رسن سازی کا تمھارے پاس جمع ہوگا بلکہ تمھارے اجداد
اور بزرگ کہ ہمیشہ سے یہی پیشہ کرتے تھے تمھارے لیے بہت کچھ سامان اسکا چھوڑ گئے ہونگے اور تمنے بتدریج اسکو بڑھایا ہوگا میں نے جوابدیا
صاحب میرے پاس تو کچھ اسباب نہیں جمع ہے جسکے سبب سے مجھے فراغت ہو اور پیٹ بھر کے روٹی ملے حال میرا یہ ہے کہ فجر سے شام تک
میں رسّی بنا کرتا ہوں الّا کم سستاتا نہیں اُسپر بھی بڑی دشواری اور مشکل سے نان خشک میرے عیال کو میسر ہوتی ہے ایک بی بی اور
پانچ بچے صغیر رکھتا ہوں ان لڑکوں میں کوئی اس لائق نہیں کہ میری مدد اس کام میں کرے میں ان سبکی خبر کھانے پہننے کی جسطرح کہ ہو سکتا ہے
لیتا ہوں اسقدر پس انداز نہیں ہوتا کہ سن اور تانکو لیکر جمع کروں جو رسّی کہ تیار کرتا ہوں اسکو بیچکر کچھ تو صرف نفقے میں لاتا ہوں اور جو تھوڑا
بہت باقی رہتا ہے اسکا سن مول لاکر پھر دوسرے روز اُسکی رسّی تیار کرکے شکر خدا کا بجالاتا ہوں کہ لئے باوجود اس عسرت اور تنگدستی
کے دوسرے کا دست نگر نہیں کیا جب میں اپنا حال سعدی سے کہہ چکا اُسنے مجھسے کہا اے حسن مجھے مفصل حال تیرا معلوم ہوا اور جو میں تصور
کرتا تھا اُسکے برعکس ظہور میں آیا اب میں اگر تجکو تھیلی دو سو اشرفی کی دوں تو بخوبی اپنی گذران کر سکتا ہے اور اسقدر زر پانے سے متمول
اور صاحب فراغت ہوگا یا نہیں میں نے سعدی کو جوابدیا کہ اسقدر زر کہ آپ مجھے دینے کو فرماتے ہیں دفعتہً مجھے متمول نہیں کر سکتا مگر بتدریج اور
تدبیر سے اپنی البتہ اس پیشے میں مجکو فراغت مانند اور پیشوں کے ہو سکتی ہے سعدی نے مجھے معتبر اور صادق القول سمجھ اپنی جیب سے تھیلی
دو سو اشرفیوں کی نکالکر دی اور کہا میں تمکو حسبۃً للہ دیتا ہوں تم اسکو لو اور اپنا کاروبار کرو خدا تمھیں اسمیں برکت دے اور تم بہت سمجھ
بوجھ کے اسکو صرف میں لانا ایسا نہو کہ تمھاری غفلت و بے پروائی سے ضائع ہو جائے تمھاری فراغت اور بہبود سے سعد کو ہمارا دوست
ہی بہت خوش ہوگا اور اگر ہم دونوں آیندہ اگر تمھیں راحت میں دیکھینگے تو ہم دونوں کی سبب خوشی کا ہوگا میں نے وہ اشرفیوں کی تھیلی سعدی سے
لیکر اپنی جیب میں رکھی اور نہایت خوش ہوا اور سعدی کا بہت ادائے شکر کرکے دامن قبا کو اُسکے بوسہ دیا پھر وہ دونوں دوست مجھسے رخصت ہوکے

چلے گئے خداوند بعد اُنکے جانیکے مین پھر اپنے کام مین مصروف ہوا اور دل مین سوچنے لگا کہ اس اشرفیونکی تھیلی کو کہان دھرون میرے
گھر مین قید نہین اور نہ کوئی صندوقچہ ہی کہ جسمین اُسکو رکھون پھر سوچا کہ اس تھیلی کو اپنی دستار مین باندھکر احتیاط سے رکھہ لون چنانچہ اُسے
گھر لیگیا اور بی بی اُنکو نسے پوشیدہ دس اشرفیان خرچ کرنیکے لیے نکال لین باقی کو تھیلی مین ڈورے سے باندھا اور پگڑی مین مضبوط گرہ دیکے
رکھہ لیا اور وہ دستار سر پر باندھلی اور پہلے سب کامونکے اُسدن مینے بازار سے جاکر سن مول لیا اور راہ مین پھرتے وقت تھوڑا گوشت کہ
کتنی مدت سے کھایا نتھا الطعام شب کیواسطے خرید کیا چنانچہ اُسکو اپنے ہاتھہ مین لیے ہوے گھر آتا تھا ناگاہ ایک چیل نے جھپٹا مارکے چاہا کہ میرے
ہاتھہ سے گوشت چھین لیجاے مینے اُسکو بچایا اور دوسرے ہاتھہ سے اُسکو دفع کیا اُسنے دوسری طرف سے آکے پھر جھپٹا مارا پھر مین نے
اُسکو بچایا اُس اُچھل کود مین میری بسبب بدنصیبی کے پگڑی سر سے گر پڑی اور وہ ناشدنی چیل فی الفور اپنے پنجون مین پگڑیکو پکڑ کے
لے اُڑی ہر چند مینے جستجو کی اور شور و غل کیا کہ جسکے سُننے سے محلے کے لڑکے اور زن و مرد جمع ہوگئے اُس چیل کو ڈرانے لگے مگر ہرگز اُسنے
پگڑیکو نچھوڑا اور ایسی دور لیکے اُڑی کہ ہماری نظرونسے غائب ہوگئی آخر مین بسبب جانے اشرفیونکے نہایت مغموم اور ملول ہوکر اپنے
گھر آیا اور اُن دس اشرفیونسے جو آگے تھیلی سے نکال لی تھین سن مول لیا اور کچھہ اپنے خورد و نوش مین صرف کیا سواے اس رنج
اور کوفت کے خجالت سے مرا جاتا تھا کہ جب سعدی محسن میرا اگر اس حال کو سُنیگا اُسکو ہرگز چیل کے لیجانیکا باور نہوگا میرے مکر و فریب
پر اُسکو گمان ہوگا پھر جبتک وہ تھوڑی اشرفیان میرے پاس رہین مین اُن سے متمتع ہوا اور چند روز پیٹ بھرکے بال بچون سمیت
کھانا کھایا اور بعد خرچ ہوجانیکے مین جیسا کہ آگے مفلس تھا ویسا ہی ہوگیا مگر سواے صبر و شکر جناب باری کے کبھی شکوہ و
شکایت نکیا اور کہتا تھا کہ اُسنے مجھے یہ اشرفیان غیر مترقب اپنے کرم سے دی تھین پھر اُسنے لے لین مین بہرحال راضی و شاکر
ہون اُسنے جو کچھہ بندیکے حق مین بہتر سمجھا وہ کیا اسی سوچ مین تھا کہ میری بی بی نے جس سے مینے حال اشرفیان پانیکا مطلق نہین
کہا تھا مجھے اس حال مین دیکھا اور کئی ہمسایے بھی میرے حال سے مطلع ہوکے جمع ہوگئے اور پوچھنے لگے ہر چند مینے اُنسے بخیال اسکے
کہ ایک نقصان مایہ دوسرے شماتت ہمسایہ کچھہ نکہا تھا لیکن عندالاستفسار حال تلف ہونے اشرفیونکا ظاہر کیا وہ سب سنکے مجھے دروغگو
سمجھکر بہت ہنسے یہانتک کہ لڑکے بھی میری بات پر ٹھٹھا مارکے کہنے لگے کہ جسنے اپنی عمر بھر صورت اشرفی کی ندیکھی ہو کہانسے اسقدر
اشرفیان اُسکو میسر ہوئین کہ چیل اُنھین پگڑی سمیت لیگئی مگر میری بی بی اُسکو سچ جانکر میرے نقصان پر بہت روئی پیٹی بہر
کیف جب اس حادثے کو چھہ مہینے گذرے وہ دونون دوست یعنے سعد اور سعدی میرے محلے کیطرف گذرے سعد نے سعدی
سے کہا یہ تو وہی کوچہ ہی جسمین حسن حبال رہتا تھا چلکے اُسے دیکھا چاہیے کہ اُن دو سو اشرفیون سے جو تمنے دی ہین کسقدر اُسکی
پونجی بڑھی یقین ہی کہ اب وہ آگے سے فراغت مین ہوگا سعدی نے کہا بہتر اُسے بہت دنون سے نہین دیکھا مین بھی چاہتا ہون
کہ اوسے اچھے حال مین دیکھہ خوش ہون یہ کہکے وہ دونون دوست میرے گھر کی طرف آئے پہلے سعد نے سعدی سے
کہا مین تو اُسے اُسی حال مفلسی مین پاتا ہون پھٹے پُرانے کپڑے پہنے مگر اُسکی پگڑی کچھہ اُجلی معلوم ہوتی ہی سواے اس امر کے
اور کچھہ وضع مین فرق نہین ذرا تم بھی غور کرکے دیکھو جو مین کہتا ہون درست ہی یا نہین سعدی نے آگے بڑھکے جو مجکو دیکھا

اسی حال مین پایا جیسا کہ سعد کہتا تھا پھر وہ دونون میرے نزدیک آئے پہلے سعد نے بعد سلام علیک کے پوچھا ای حسن تمھارا کیا حال ہی اور تمھارے کاروبار مین اُن دوسو اشرفیون سے کچھہ ترقی ہوئی یا نہین مینے کہا ای صاحبو مین اپنی کمبختی اور شامت کا حال تمسے کیا بیان کرون نہ تو مارے شرم کے کہہ سکتا ہون اور نہ چھپا رکھنے کی طاقت ہی مجھہ پر حادثہ عجیب و غریب واقع ہوا اُسے سنکر متحیر ہوگے چار و ناچار اُسکو بیان کرتا ہون پھر مینے اُس سب حال کو اُنسے کہا سعدی نے سنکے میری باتکو باور نکیا اور کہا حسن تو ہمسے ہنسی کرتا ہی اور چاہتا ہی کہ ہمین فریب دیوے جو تو نے ظاہر کیا وہ قابل اعتبار کے نہین چیلون کا کام پگڑی لیجانا نہین ہی وہ فقط اُس چیز کو لیتی ہین جو اُنکی بھوک کو تسکین دے معلوم ہوتا ہی کہ تمنے وہ فضولی کی جو اکثر تمھارے قسم کے آدمی کرتے ہین یعنے جب کبھی اُنکو کچھہ کہین سے ہاتھہ لگتا ہی اور دولت بہت سی پاتے ہین وہ اپنی محنت و مشقت کو چھوڑ اور عیاشی مین پڑ اُس زر کو صرف کر ڈالتے ہین وہ پھر مفلس ہوکے محنت مزدوری کرنے لگتے ہین تمنے بھی ایسا ہی کیا ہوگا جو تم اسقدر زر تنے تھوڑے عرصے مین ضائع کرکے جیسے کہ تھے ویسے ہی ہوگئے مینے کہا صاحب جسقدر ملامت و سرزنش میرے تئین کرو بجا ہی اور مین اُسکا سزاوار ہون مگر اس امر عجیب کو جو مینے آپسے بیان کیا کوئی شخص یہان نہین کہ نجانتا ہو تمکو فریب نہین دیتا اور مین بھی ایسا کا معتقد ہون کہ چیل پگڑی کو نہین لیتی مگر یہ امر کہ مجھہ پر گذرا از قبیل شاذ و نادر کے ہی سعد نے میری طرفداری کرکے سعدی سے کہا اکثر دیکھا اور سنا ہی کہ چیل اکثر چیز علاوہ اپنے طعمے کے بھی لیجاتی ہی یہ امر کچھہ بعید نہین سعدی نے یہ سنکے اپنی جیب سے ایک تھیلی اشرفیونکی نکالی اور انمین سے دوسو اشرفیان اور مجھے گن دین اور کہا حسن ابکی اور دوسو اشرفیان تمکو دیتا ہون خبردار اب انکو اچھی طرح رکھنا آگے کیطرح نہ کھونا اور چاہیے کہ تم انکو اسطرح سے صرف کرو تاکہ تمھین فائدہ کثیر حاصل ہو اور اُسے بڑھاو جیسا کہ اور لوگ کرتے ہین مینے سعدی کے سے زیادہ شکرگذاری کی اور دعائین دین پھر جب وہ دونون دوست چلےگئے مین اپنے کارخانے مین آیا اور وہانسے گھر گیا اتفاقاً اُسوقت میرا قبیلا اور لڑکے گھر مین نتھے مینے ایکطرف ہوکے دس اشرفیان نکالین اور باقی ایک سو نوے اشرفیان ایک کپڑے مین خوب مضبوط باندھین اور چاہا کہ اُسکو ایسی کسی پوشیدہ جا مین رکھون کہ جہان بی بی اور بچونکو خبر نہو اور اُنکا ہاتھہ وہان نہ پہونچ سکے مینے ایک بڑی مٹھور مٹی کی ایک کونے مین گھر کے کھڑی دیکھی جسمین بھوسی گیہونکی بھری ہوئی تھی مینے اُن اشرفیونکو اُس بھوسی کے اندر رکھدیا اور خیال کیا کہ نہ تو بی بی کا ہاتھہ پہونچے گا اور نہ بچے نکالنے مین میری بی بی گھر مین آئی مینے اُس سے اُن دستونکا حال کچھہ نہ کہا اور رسن خریدکرنیکے لیے بازار گیا بعد میرے جانیکے ایک شخص سر دھونے کی مٹی بیچتا ہوا باہر آیا تاکہ غریب عورتین اپنے سر کے بال دھونیکو اُسے خرید کرین میری بی بی نے چاہا کہ اُس مٹی کو مول لے مگر جو کوڑی پیسا پاس نتھا اُسکے خیال مین آیا کہ مٹھور بھوسیکا گھر مین بیکار ہی اُسکو دیکے مٹی لیلیا چاہیے چنانچہ مٹی والا بھی اسبات پر راضی ہوا اور مٹی بھوسی سے بدل دی اور مٹھور سمیت بھوسی اُٹھا لیگیا اتنے مین مین بھی رسن خرید کیے اور ایک بوجھہ اپنے سر پر رکھے آیا اور پانچ بوجھہ سنکے پانچ مزدورونکے سر پر اپنے ہمراہ لایا جب وہ بوجھہ انکے سر سے اُتروا کے ایک مکان مین رکھے اور مزدوری دیکر رخصت کر دیا تب واسطے رفع ماندگی کے ایک جگہہ لیٹا اور جہان وہ مٹھور بھوسی کی رکھی ہوئی تھی نظر کی مٹھور کو وہان نپایا اس حرکت سے بیقرار اور مضطرب ہوا کہ جسکا

بیان آپکی حضور مین کر نہین سکتا اور اُٹھکر جلدی اپنے قبیلے سے پوچھا کہ وہ ٹھوریا نے کیا ہوئی اُسنے سب حال اُسکے بدلنے اور مٹی کے مول
لینے کا ظاہر کیا یہ سنکے مین چلا کر بولا ای کمبخت بدنصیب یہ کیا حرکت کی تونے مجھے اور میرے بچونکو ہلاک اور تباہ کیا اور اُس گل فروشکو
مالا مال کر دیا پھر مین نے ایک سو نوے اشرفیونکے رکھنے کا حال اُس بھوسیکی ٹھوریا مین اور اُن دونون دوستونکے آنیکا اور اُس سے
کہا میری جورو اس حال کے سنتے ہی رونے پیٹنے اور سر کے بال نوچنے لگی اور بولی کہ اُس گل فروشکو کہان پاؤنگی وہ کمبخت آج ہی اس
محلے مین آیا تھا سو آ چلے اور کبھی مین نے اُسکو نہین دیکھا پھر مجھسے کہنے لگی کہ تونے بڑا غضب کیا کہ ایسے بڑے امر کو مجھسے نکہا اگر میرا
اعتماد کرکے مجھسے یہ حال کہتا ہرگز ایسا نہوتا الغرض اُسنے نہایت زاری اور بیقراری کی مینے یہ حال اُسکا دیکھکر کہا اسقدر شور و غل
نکر کہ ہمسایہ کے لوگ ہماری مصیبت پر آگاہ ہوکر میری اور تیری بیوقوفی پر ہنسینگے اب مناسب ہی کہ راضی برضاے الٰہی ہون اور
اُن دس اشرفیونسے جنکو مینے نکال لی تھین اپنا کاروبار کیا اور چند روز اُسیطرح اوقات بسری کی اور ہمنے غم و غصہ کو دو بار کے
نقصانسے حاصل ہوا تھا آپ کی حضور مین کہانتک عرض کرون پھر دلمین خیال گذرا کہ وقت ملاقات کے سعد یہی کہیگا کہ تو
پہلے ہی حالکو وہ باور نہین کرتا تھا اب کی دفعہ اُسے یقین کلی میری مفلسی اور دغابازی پر ہوگا آخر ایکدن سعد اور سعدی کچھ
میرے ہی امر مین بحث کرتے ہوئے میرے گھر کیطرف آنکلے مین نے اُن دونون کو دور سے دیکھکر اپنا کام چھوڑ دیا اور چاہا
کہ کہین جاکر چھپ رہون اور اُنکے روبرو نہون اسواسطے کہ میری آنکھ شرم سے اُنکے سامنے نہین ہوگی ہنوز مین اپنے کارخانہ سے
باہر نہین نکلا تھا کہ اُن دونون دوستنے پہونچکر مجھسے سلام علیک کی اور خیر و عافیت پوچھی مین نے نہایت شرم او خجالت سے
اپنی آنکھونکو نیچی کرکے جواب سلام کا دیا مجکو ویسا ہی شکستہ حال پاکے متعجب ہوئے اور پوچھا خیر تو ہی کیون تم اس حال مین ہو وہ
اشرفیان کیا تم اپنے صرف مین نہین لائے مین نے اُنسے کہا صاحبو حال اُن اشرفیونکا یہ ہوا کہ بعد تمھارے جانیکے مین اپنے گھر مین گیا
اور مین لے ایک ٹھور مین کہ بہت بڑی اور ردّی سی میرے گھر مین ایکطرف گیہونکی بھوسی سے بھری کھڑی تھی دس اشرفیان اُس تھیلی
سے نکال ایکسو نوے اشرفی تھیلی سمیت اپنی بی بی اور بچونکی نظر سے چھپا کے رکھدین اور حسب اتفاق اُسوقت کوئی گھر مین نہین تھا
سب کہین باہر گئے تھے پھر مین اُن دس اشرفیونکو لیکر واسطے خرید کرنے سن وغیرہ کے بازار کو گیا پیچھے میرے جسوقت کہ بی بی میری
اپنے گھر مین آئی ایک شخص مٹی سر دھونے کی بیچتا ہوا آیا میری بی بی نے کہ اُسکے پاس کوڑی پیسا کچھ نتھا اور مٹی کی حاجت تھی
باہر نکلکے اُس سے کہا اگر تو بھوسی سے مجھے مٹی بدلدے تو مین لون وہ شخص اسپر راضی ہوا میری بی بی کو بہت سی مٹی دیکر اُس
بھوسیکو ٹھور سمیت اُٹھوائے ہوئے لیگیا اگر تم کہو کہ تونے کسواسطے اپنی بی بی سے حال اشرفیون کے رکھنے کا اُس ٹھور کے اندر
نکہا جواب اُسکا یہی کہ تمنے مجھے تاکید کی تھی کہ ایکبار انکو بہت محفوظ جگہہ رکھیو مینے اپنے گمان مین وہ بہت اچھی جگہہ جانی
تھی اور چھپا رکھا اپنی بی بی کو بھی خبر نکی کہ مبادا بے اطلاع میرے کچھ اُسمین سے صرف کر ڈالے غرض تمھاری پرورش اور احسان مین
کچھ شک نہین مگر میری قسمت مین افلاس اور فقیری لکھی ہی کیونکر آسودگی اور فراغت ہو بہر حال مین تمام عمر تمھارا ممنون احسان
رہونگا سعد نے اس حال کو سنکر کہا مجھے تمھاری اس بات کا یقین کامل ہوا مین نے دوستانہ چار سو اشرفیان تمکو واسطے کی تھین

غرض اس سے یہ تھی کہ تمکو انسے فراغت ہو تیسرے کہ تم اسکا شکر بجا لاؤ احسان میرا تمکو ہر حال جو دونو بخوبی دوست میری بد قسمتی پر نہایت متاسف
ہوے آخر الامر سعد نے کہ با خدا شخص تھا اور مجھسے قدیم شناسائی تھی ایک پیسا سیسے کا جیب سے نکالکر سعدی کو دکھلایا اور مجھسے کہا اس
کڑے پیسے سے دیکھہ تو خدا کیسی برکت تجکو دیتا ہے سعدی اُسے دیکھکر ہنسا اور ٹھٹھا مارا اور از راہ تمسخر کے اس سے کہا یہ پیسے کا ٹکڑا
کیا منفعت حسن کو بخشیگا اور وہ اسکو کس مصرف مین لاویگا سعد نے اوس پیسے کو مجھے دیکے کہا تم سعدی کی باتون پر کچھہ خیال نکرو
اسکو اپنے پاس رکھو اور سعدیکو ہنسنے دو ایکدن مین تمکو حال اسکا معلوم ہوگا اور خدا چاہیگا تو تم اسکے سبب سے بڑے آدمی
ہو جاؤگے مین نے وہ پیسا اُسکے ہاتھہ سے لیکر اپنی جیب مین رکھا پھر وہ دونون دوست مجھسے رخصت ہوکے چلے گئے اور مین
رسی بٹنے مین مصروف ہوا رات کو جب مین نے سونیکے لیے اپنے کپڑے اوتارے وہ پیسا کہ سعد نے مجھے دیا تھا جیب سے گر پڑا
مین نے اوسکو اوٹھاکے کسی طاقچے مین رکھدیا اتفاقاً اوسی رات ایک ماہی گیر کو کہ میرے ہمسایہ مین تھا اپنے جال کی مرمت
کے لیے ایک پیسا درکار ہوا تا سوت لاکر اسکو اپنے جال کو درست کرکے مچھلیان پکڑے اور پھر کو انھین بیچکر اپنے اہل و عیال کے
واسطے قوت حاصل کرے اسکا معمول تھا کہ دو گھڑی کے تڑکے وہ دریا پر مچھلیان پکڑنے کے واسطے جایا کرتا اُسنے اپنے قبیلے سے کہا کہ
تو جاکر کے اپنے ہمسایے سے ایک پیسا قرض لاکر مجھکو دے وہ عورت سبکے گھر گئی اور کہین سے دمڑی پیسا ہاتھہ نہ لگا مایوس ہو کر اپنے
گھر آئی ماہی گیر نے کہا شاید تو حسن حبال کے گھر نہین گئی اُسنے کہا کہ سچ ہے مین اُسکے گھر نہین گئی اسواسطے کہ گھر اسکا بہ نسبت اور گھرونکے
دور ہے اگر مین وہان جاتی مقرر وہانسے کچھہ نہ کچھہ لے آتی اس ماہی گیر نے کہا تو نہایت مجہول اور سست ہے جلدی اُسکے گھر جا
مقرر وہانسے پیسا پائیگی اُسکا قبیلہ بڑبڑاتا ہوا میرے گھر آیا اور دروازہ کھلوا کر کہا اے حسن حبال میرے خاوند کو اسوقت ایک پیسا
درکار ہے تاکہ اپنے جال کی مرمت کرے مجھے یاد تھا کہ وہ ایک پیسا جو سعد نے دیا تھا فلانی جگہہ رکھا ہے مین نے اُسکو پکار کے کہا
ذرا تو ستا اور ٹھہر کہ میری بی بی پیسا لیے آتی ہے میری بی بی نے کہ اُسکی آواز سے بیدار ہوئی تھی میرے بتانے سے وہ پیسا
لیجا کر اپنی ہمسائی کو دیا وہ عورت پیسا پانے سے نہایت خوش ہوئی اور میری بی بی سے کہا تو نے اور تیرے خاوند نے میرے
خاوند پر بڑا احسان کیا مین اقرار کرتی ہون کہ جو پہلی دفعہ میرا خاوند جال ڈالکے مچھلیان پکڑیگا وہ سب تجھے لا دونگی اور یقین
ہے کہ میرا خاوند بھی اس اقرار کو قبول کرے جب اُس عورت نے وہ پیسا اپنے خاوند کو لیجا کر دیا اور اپنے اقرار سے آگاہ کیا اُسنے بہت
خوش ہوکے اس اقرار کو بدل قبول رکھا اور اپنے قبیلے سے کہا تو نے بہت اچھا کیا کہ یہ اقرار اُنسے کر آئی پھر وہ اپنے جال کی مرمت
کرکے دو گھڑی کے تڑکے حسب معمول مچھلی پکڑنے کے لیے دریا پر گیا اور جب اُسنے پہلے پہل جال دریا مین ڈالکر کھینچا ایک ہی
مچھلی کچھہ ایک بالشت سے بڑی تھی اُس جال مین آئی اُسنے اُس مچھلی کو الگ رکھکے پھر کتنی دفعہ جال ڈالے اور بہت مچھلیان
پکڑین مگر وہ سب اُس مچھلی سے جسے پہلے پکڑا تھا چھوٹی تھین اُسکے برابر کوئی نتھی جب وہ ماہی گیر اپنے گھر آیا پہلے سب کامونکے اُسنے
یہ کیا کہ پہلی مچھلی پکڑی ہوئی ہاتھہ مین لیکر میرے پاس آیا اور کہا اے ہمسایے رات کو میرے قبیلے نے تمسے وعدہ کیا تھا کہ جتنی مچھلیان
پہلی دفعہ مین جال کے اندر آوینگی وہ سب تمکو دونگا چنانچہ یہ ایک ہی مچھلی پہلے پہل جال ڈالنے مین مینے پکڑی تھی سو یہ حاضر ہے اسکو

عوض احسان شب گذشتہ کا سمجھو اور میری بی بی سے جو تم نے اقرار کیا تھا مین نے اسکو وفا کیا اگر جال بھر کے پہلی دفعہ مین آتین وہ سب تمکو لا دیتا مگر تمھاری قسمت مین یہی ایک تھی جو جال مین پہلی دفعہ آئی مین نے اُس سے کہا وہ پیسا جو رات کو مین نے تمھین دیا تھا کچھ حقیقت نہین رکھتا کہ اسکا عوض اور بدلا لیا جاوے ہر چند مین نے اُس مچھلی کے لینے مین تکرار کی آخر بموجب اصرار ہمسایے کے وہ مچھلی لیکر مین نے اپنی بی بی کو دی اور کہا بی بی جو پیسا ہمنے رات اُس ماہی گیر کے قبیلے کو دیا تھا اسکا یہی عوض تھا جو ظہور مین آیا مگر سعد نے تو ہمسے اقرار کیا تھا کہ بسبب اس ایک پیسے کے ہم دولت سے مالا مال ہو جائینگے پھر مین نے اپنی بی بی سے اون دونون دوستونکے آنیکا حال اور سعد کے پیسا دینے کا قصہ سب بیان کیا میری بی بی بھی اُس ایک مچھلی کو دیکھکر متحیر ہوئی اور کہا مین اسکو کیا کرون پھر سوچکر دلمین کہا لڑکونکے لیے بھون لون اسواسطے کہ مصالح نہین ہے کہ اسکو شوربہ دار پکاؤن آخر میری بی بی نے اُس مچھلی کے صاف کرنے کیوقت اُسکے پیٹ سے ایک بڑا ٹکڑا ہیرے کا پایا اُسنے جانا کہ یہ ٹکڑا شیشے کا ہے اگرچہ اُسنے فقط نام ہیرے کا سنا تھا مگر آنکھ سے کبھی نہ دیکھا تھا اُسے چھوٹے بچے کو کھیلنے کیواسطے دیدیا وہ بچہ اُسکو ہاتھ مین لیکر کھیل رہا تھا کہ اتنے مین اُسکے اور بھائی بہنون نے دیکھکر اُسے لیلیا اُسکی خوبصورتی اور چمک دیکھکر سب اُسکے مشتاق ہوے اور ہر ایک اُسکو باری باری سے اپنے پاس رکھتا جب رات ہوئی اور چراغ روشن ہوا تو ہمارے بچے چراغ کی روشنی مین اُسے دیکھکر خوش ہوتے اور شور و غل مچاتے یہانتک کہ میری بی بی نے کھانا لاکر رکھا اور ہم سب کھانیکے واسطے بیٹھے بڑے لڑکے نے اُس ہیرے کو ایکطرف دسترخوان کے رکھدیا اور چپکے ہوکے کھانا کھانے لگا بعد فراغت کھانا کھانیکے پھر وہ بدستور آپسمین واسطے اُس ہیرے کے لڑنے جھگڑنے لگے باوجود سننے اُس ہنگامے کے اصلا ہم متوجہ نہوے کہ کیون وہ بچے شور و غل کرتے ہین آخر جب بہت شور و غل کیا مین نے بڑے لڑکے کو بلا کر پوچھا آج تم کسلیے آپسمین لڑتے ہو اُسنے کہا بابا ہم واسطے ایک ٹکڑے شیشے کے کہ مانند چراغ کے روشن اور چمکتا ہے آپسمین جھگڑتے ہین مین نے اُس ٹکڑے کو منگوا کے دیکھا اُسکی چمک دمک دیکھکر متحیر ہوا اور اپنی بی بی سے پوچھا یہ شیشے کا ٹکڑا کہانسے تمھارے ہاتھ لگا اُسنے کہا مین نے اسکو اُس مچھلی کے پیٹ سے صاف کرنیکے وقت پایا مین نے سُنکے سوا اسکے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ ایک ٹکڑا شیشے کا ہے کہ مچھلی کے پیٹ سے نکلا بعد اسکے مین نے اپنی بی بی سے کہا چراغکو اوٹمین بخاریکے اندر رکھدو جب چراغ ہماری نظر سے غائب ہوا روشنی اُس ہیرے کی اسقدر تھی کہ ہم سب کام بدون چراغ کے اُسکی روشنی مین کرتے تھے ہمنے اُسکو کنارے بخاریکے رکھدیا تاکہ ہمکو روشنی دیوے یہ حال دیکھکر مین نے اپنے دلمین کہا سعد کے پیسے کی بدولت اتنا فائدہ ہوا کہ رات کو چراغ جلانا نہ پڑا تیل کی کفایت ہوئی اور جب ہمارے بچون نے دیکھا کہ ہمنے چراغ بجھا کر بجاے چراغ کے اوس شیشے کے ٹکڑے کو رکھا اور بھی اُچھلنے کودنے لگے اور شور و غل مچانے لگے یہانتک کہ اُس شور کو سب اہل محلہ نے سنا آخر میرے گھڑکنے سے چپ ہوکے سو رہے اور ہمنے بھی اپنے بستر پر جاکر آرام کیا فجر کو اُٹھکر مین حسب معمول اپنے کاروبار کو گیا اور خیال اُس شیشے کے ٹکڑے کا میرے دلسے جاتا رہا ہمسایے مین میرے ایک بڑا یہودی جوہری رہتا تھا کہ خرید و فروخت جواہرات کی کیا کرتا اُس رات کو وہ اور اسکی بی بی جب قصد سونیکا کرتے بچونکے شور و غل سے بے چین ہوتے اور دیر تک اُنکو شور و غل سے نیند نہ آئی غرض صبح کیوقت اُسکی بی بی اپنی اور خاوند کیطرفسے واسطے شکایت کرنے شور و غل کے میرے گھر آئی میری بی بی نے اُسے دیکھکر قبل اسکے کہ وہ کچھ شکایت کرے ماجرا ٹکڑیکا

دریافت کیا اور اُسکا نام لیکے کہا اے راحیل تمنے بھی رات کو میرے لڑکونکے شور و غل سے تکلیف اُٹھائی ہوگی اُنکا قصور معاف کرو اور تم
جانتی ہو کہ بچے تھوڑے مین ہنس دیتے ہین اور تھوڑے مین رو پڑتے ہین اندر آؤ مین سبب اُنکے شور و غل کا جو موجب تمھاری شکایت کا
ہی کہون جب وہ اندر گئی میری بی بی نے وہ شیشے کا ٹکڑا اُسے دکھلایا اور کہا یہی سبب شور و غل کا تھا وہ یہودیہ سب اقسام جواہر کو خوب
پہچانتی تھی اُس ٹکڑے کو دیکھکے متعجب ہوئی میری بی بی نے اُس سے سب حال اُسکے پانیکا مچھلی کے پیٹ سے بیان کیا اُسنے یہ حال سُنکر کہا
یہ ٹکڑا شیشے کا بہ نسبت اور قسم شیشونکے بہت اچھا ہی میرے پاس بھی اسیطرحکا ایک ٹکڑا شیشے کا ہی کہ کبھی کبھی اُسکو مین پہنتی ہون اگر
تو بیچے تو مین مول لون میرے لڑکے نام بیچنے کا سُنکر اپنی ماں سے رو کے کہنے لگے کہ تو اسکو نہ بیچ ہم پھر شور و غل نکرینگے لڑکونکا اصرار دیکھکر وہ
دونون عورتین چپ ہو رہین اور وہ یہودیہ رخصت ہو کے اپنے گھر چلی اور آہستہ میری بی بی سے کہا خبردار کوئی دوسرا شخص اُس
شیشے کے ٹکڑے کو نہ دیکھے اور بغیر اطلاع ہمارے اور کسیکے ہاتھ زنہار نہ بیچنا اور وہ یہودی فجر کو چوک مین اپنی دکان پر گیا اُسکی بی بی نے
وہین جاکر اُس شیشے کے ٹکڑے کا حال اُس سے ظاہر کیا یہودی نے یہ حال سُنکر کہا ابھی تو جاکے اُس ٹکڑے کو میرے واسطے مول لے پہلے
اُسکی تھوڑی قیمت کہیو پھر بتدریج قیمت اُسکی بڑھا کے جتنے کو ہو سکے لیجیو یہودیہ بموجب حکم شوہر کے میری بی بی پاس آئی اور کہا
بیس اشرفی اُس شیشے کے ٹکڑے کی دیتی ہون میری بی بی بیس اشرفیونکا نام سُنکر اپنے دل مین سوچی کہ یہ قیمت اُسکی بہت سی ہی
مگر اُسکا کچھ جواب نہ دیا اتنے مین مین اپنا کام چھوڑ کر واسطے کھانا کھانیکے گھر آیا اور دونونکو دروازے مین باتین کرتے دیکھا میری
بی بی نے مجھے وہان ٹھہرا کے کہا بیس اشرفیان یہ ہمسائی قیمت اُس شیشے کے ٹکڑے کی دیتی ہی مین نے ابتک کچھ اُسکا جواب نہین دیا
تمھاری کیا مرضی ہی مین نے سعد کی باتکو یاد کیا اُسنے کہا تھا کہ یہ پیسا سیسے کا تمکو بہت دلوائیگا یہودیہ نے میرے چپکے ہونے سے جانا کہ اس
قیمت پر راضی نہین اُسنے کہا اے ہمسائے اگر تم اسپر راضی نہو تو مین پچاس اشرفیان دیتی ہون مین نے دیکھا یہودیہ ایسی جلدی بیس
اشرفیوں سے پچاس تک آئی ہی اسکی قیمت بہت بڑی ہوگی مین خاموش ہو رہا اور اُسکا کچھ جواب نہ دیا اُسنے مجھے خاموش دیکھ کے
کہا ایک سو اشرفی لو اور یہ بہت ہی مین نہین جانتی کہ میرا خاوند اس قیمت دینے پر راضی ہو یا نہین مین نے اُس سے کہا بی بی تم کیا
کہتی ہو مین اس ٹکڑے کو لاکھ اشرفی سے ہرگز کم نہ بیچونگا اور اس قیمت پر بھی مین اور تمھارے شوہر کو دونگا اسلیے کہ تم میرے ہمسائے ہو
پھر وہ یہودیہ بڑھتے بڑھتے پچاس ہزار اشرفی تک آئی اور مجھسے کہا تم رات تک ذرا تامل کرو کہ میرا خاوند ایک نظر اسکو دیکھ لے میں نے
کہا بہتر ہی رات کو اُسکا خاوند یعنے وہ یہودی میرے گھر مین آیا اور مین نے اُس ہیرے کو دکھلایا ہنوز چراغ نہین لایا گیا مگر وہ ہیرا
مثل چراغ کے میرے ہاتھ مین چمک رہا تھا یہودی کو اُسوقت جو کچھ کہ اُسکی بی بی نے کہا تھا یقین ہوا اور اُسکو اپنے ہاتھ مین لیکے دیر
تک جانچا اور پھیر پھار کے دیکھا نہایت متحیر ہو کے کہا کہ میری بی بی پچاس ہزار اشرفی دیتی ہی مین بیس ہزار اشرفی اُسپر زیادہ
دیتا ہون مینے کہا تمکو زبانی اُس بی بی کے معلوم ہوا ہوگا جو مین نے اسکی قیمت اُس سے کہی ہی ایک لاکھ اشرفی سے کم مین اسکو
نہ بیچونگا ہر چند اُسنے چاہا کہ لاکھ اشرفی سے کم لون مینے کہا اگر تم اس قیمت کو نہ لوگے تو مین اور جوہریونکے ہاتھ اس ہیرے کو بیچونگا آخر
وہ یہودی اس قیمت پر راضی ہوا اور دو ہزار اشرفیان بطور بیعانہ کے مجھے دیکے کہا کل مین سب اشرفیان تجھے لادونگا اور

اس ہیرےکو لیجاؤ تو نگاہیں بھی اسبات پر راضی ہوا غرض دوسرے دن اُس یہودی نے اپنے دوستون اور شریکون سے قرض لیکے
مجھے ایک لاکھ اشرفیان گن دین مین نے اُسوقت وہ ٹکڑا ہیرے کا اُسے دیا اور اسی سبب سے مجھے فراغت حاصل ہوئی اور
دولت غیر مترقب مین نے پائی خدا کا شکر بجالایا اور مین نے چاہا کہ اسیطرح شکر سعد اور سعدی کا جا کے بوقت ملاقات کے بجالاؤن
پھر مین نے اُس دولت خداداد سے اپنا اسباب امیرانہ درست کیا اور میری بی بی نے بھی اپنی اور بچونکی درستی اسباب اور
پوشاک کی کرلی اور ہمنے ایک بڑا گھر مول لیکر اُسکو چھت پردے وغیرہ اسباب و سامانسے طیار کیا اُسکے بعد مین نے اپنی
بی بی سے کہا اب ہمین مناسب یہ ہی کہ ہم اپنے قدیم پیشے کو نچھوڑین اُسکے لیے کچھ دولت اسمین سے اُٹھا رکھین اسی سے اُسکا
کاروبار کیا کرین پھر مین نے سب کاریگر شہر کے نوکر رکھے اور اُنکو بہت سے روپے دیکر کئی کارخانے رسّی کے جمائے اور کئی شخصونکو
معتبر جانکے ایک ایک کارخانہ سونپ دیا اب کوئی محلہ شہر بغداد کا نہین جسمین گماشتہ اور میرا کاروبار رسّی کا نہو اور اسیطرح سے
ہر ایک شہر اور ضلعے مین ایک ایک کارخانہ مقرر کرکے ایک ایک محرر وہان معین کیا اب مجکو اس سبب سے بہت دولت حاصل ہوتی
ہی اور واسطے اپنے کارخانۂ خاص کے ایک بڑا گھر اور مول لیا کہ جسمین زمین بہت تھی مگر وہ گھر شکستہ اور ویران تھا مینے اوسکو توڑکر
پھر از سرنو اُسمین ایک عمارت عالیشان بنائی جسکو کل حضور نے ملاحظہ فرمایا تھا اُسمین صرف میرے کارندے رہتے ہین اور قسم
حساب کتاب کا بھی وہین ہی اور اسباب اپنا اور اپنے اہل و عیال کی ضرورت کا اوسمین رکھتا ہون اُسکے بعد مین اپنے قدیمی
گھر کو جسمین سعد اور سعدی آتے تھے چھوڑکر نئے محل مین کہ خاص اپنے رہنے کے لیے بنوایا تھا آرہا بعد ایک مدت کے سعد اور سعدی نے
مجھے یاد کیا اور چاہا کہ پھر مجھے آکر دیکھین وہ دونون اُسی مکان قدیم مین آئے مجکو اور میرے چھوٹے سے کارخانے کو وہان نہ پاکے
بہت متحیر ہوئے پھر وہان کے رہنے والون سے پوچھا کہ فلانا رسّی والا کہان ہی اور جیتا ہی یا مر گیا اُن لوگون نے کہا وہ تو اب بڑا
تاجر ہی اب اُسکا نام خالی حسن کرکے کوئی نہین لیتا بلکہ اُسکو خواجہ حسن حبّال کہتے ہین اور اب وہ فلانی جگہ ایک بڑا محل بنواکے اوسمین
رہتا ہی پھر وہ دونون دوست مجھے پوچھتے ہوے وہان آئے مگر سعدی کو اصلا یقین نتھا کہ یہ دولت و حشمت مجھے سبب اوس
پیسے کے ہوئی ہی اس امر کو تصور کرکے اونے سعد سے کہا مین حسن حبّال کو اس حال مین دیکھکر کمال خوش ہوا اگرچہ اُسنے دو جھوٹ
مجھسے بولے یہانتک کہ مجھسے چارسَو اشرفیان لین اور اُنھین اشرفیونسے اُسنے یہ دولت بڑھائی اور دوسرا پیسے کا جو تونے اُسے
دیا تھا محال ہی کہ اُس سے اسقدر فراغت اُسکو حاصل ہو سعد نے کہا یہ سب کہ جو تمنے کہا غلط ہی حسن حبال جھوٹا اور جھوٹ نہین
جو اُسنے تمسے آکے کہا وہ سب سچ ہی اور مجھے یقین کلّی ہوا کہ اُسی پیسے کے سبب سے یہ سب فراغت اُسکو ہوئی ہی عنقریب زبانی
خواجہ حسن کے تمکو اسکا حال معلوم ہوگا یہی گفتگو کرتے ہوے وہ دونون دوست اُس کوچے مین جسمین میرا گھر تھا آئے اور میرے
گھر کی رفعت اور عظمت دیکھکے پہچان گئے کہ یہ تو تعمیر گھر مقرر خواجہ حسن کا ہوگا پھر اُنھون نے اوسکے دروازے پر دستک دی
میرے دربان نے دروازے کو کھول دیا سعدی بہت کروفر اور کثرت شاگرد پیشے کی دیکھکے ڈر گیا کہ مبادا یہ گھر
اور کسی امیر کا ہو آخر جرأت کرکے اُس دربان سے پوچھا کیا یہ گھر خواجہ حسن حبّال کا ہی دربان نے جواب دیا

کہ یہ گھر انھین کا ہی اندر آؤ خواجہ لپنے دیوانخانے مین بیٹھا ہی وہان بہت خدمتگار اُسکے حاضر ہونگے کوئی تمھاری خبر کردیگا پھر
وہ دونون دوست وہان آئے مینے دیکھتے ہی اُنکو پہچان لیا اور جلدی اپنی جگہہ سے اُٹھکے اُنکی طرف دوڑا اور اُنکی قبا کے
دامنون کو چوما ہرچند وہ چاہتے تھے کہ معانقہ کرین مین ازراہ فروتنی کے لپنے تئین اُس سے باز رکھتا تھا آخر اُنکو اندر لیجا کے
ایک دالان مین بہت اچھی جگہہ چاہا کہ بٹھاؤن مگر وہ اُسجگہہ پر چاہتے تھے کہ مین بیٹھون پھر مینے کہا صاحبو مین اپنے تئین بھولا نہین
مین وہی غریب حسن رسن ساز ہون اور ہمیشہ تمھاری دعاے خیر مین اوقات بسر ہوتی ہی اور تمھارے حقوق خوب جانتا ہون
جو مین عرض کرون اُسکو مانو آخر وہ ایک جگہہ مین بیٹھ گئے اور مین بھی اُنکے مقابل ہوکے بیٹھا سعدی نے کہا مین تمھین اِس
حال مین دیکھکر خوش ہوا اور خدانے جیسا کہ ہمارا جی چاہتا تھا تمھین اُس رتبے کو پہنچایا اور مجھے یقین ہی کہ انھین چار سو
اشرفیون سے جو مینے تمھین دی تھین یہ سب دولت وحشمت حاصل ہوئی ہوگی لیکن سچ کہو کہ تم کسواسطے میرے فریب دینے
کیواسطے سابق دو دفعہ جھوٹ بولے سعد یہ بات سعدی کی سُنکر نہایت پیچ وتاب کھاکے چُپکے چُپکے سُنا کیا جب وہ کہہ چکا قبل اسکے
کہ حسن حبّال تجھے اس بات کا جواب دیوے مین تجھسے کہتا ہون جو کچھہ کہ حسن نے آگے تُسے حال نقصان اشرفیونکا کہا تھا وہ
سب سچ ہی اوسمین ذرا فرق نہین پھر ان دونون مین باہم اسی امر پر تکرار اور حجت ہونے لگی مینے کہا صاحبو اس گفتگو کو جانے دو
میرے واسطے کیون رنج اُٹھاتے ہو آگے جو کچھہ کہ میرے اُوپر گذرا تھا وہ تمسے مینے کہا خواہ اُسکو سچ جانو خواہ جھوٹ اور اب
بھی جو کچھہ کہ ظہور مین آیا ہی تمھاری حضور مین کہتا ہون چنانچہ تمام حال اُس پیسے کے دینے کا ماہی گیر کو اور ہیرے کے نکلنے کا
مچھلی کے پیٹ سے جیسا کہ مینے آپکی حضور مین ابھی کہا اُنسے بھی ظاہر کیا سعدی نے اُسے سُنکے کہا ای خواجہ حسن اتنے بڑے ہیرے کا
مچھلی کے پیٹ سے نکلنا ویسا ہی جیسا کہ چیل تمھارے سر سے پگڑی لیگئی اور مٹھور بھوسی کی دیکے مٹی سر دھو نیکی لی اگرچہ وہ
سچ ہو مگر مجھے باور نہین آتا یہ سب فراغت بسبب انھین اشرفیون کے تمھین ہوئی ہی یہ کہکے وہ اُٹھے اور مجسے رخصت ہونے
لگے مین بھی اُٹھہ کھڑا ہوا اور اُنسے کہنے لگا صاحبو نہایت میرے حال پر تمنے کرم کیا کہ میرے گھر مین قدم رنجہ فرمایا مگر مین
امیدوار ہون کہ شکو بھی مین کھانا اور ماحضر تناول فرماؤ اور شب باش اسی فقیر خانے مین ہو صبح کو مین تمھین واسطے سیر دریا اور
اُس گھر کے کہ جو مین نے اس شہر مین واسطے ہوا کھانیکے مول لیا ہی لیجاؤنگا اُنھون نے بعد معذرت کے میرے کہنے کو
قبول کیا مینے اُنکے واسطے کھانا شبکا پکوایا اور اُنکو اپنے سب مکان اور اسباب دکھلائے اور ہر ایک طرح کی باتین خوشی اور مزاح آمیز
آپسمین کرتے رہے یہانتک کہ خادمون نے خبر دی کھانا طیار ہی مین اُن دونون اپنے دوستونکو اُس کمرے مین جہان دسترخوان
بچھا ہوا تھا اور اقسام اقسام کے کھانے اُسپر چُنے ہوے تھے لیگیا اور شمعین جابجا روشن تھین اور آگے میز کے گانا بجانا
ہو رہا تھا اور ایک سمت کو عورت اور مرد ناچتے تھے اور سواے اسکے بہت تماشے اُن دونونکو دکھلائے پھر بعد کھانا کھانیکے
ہم سب سو رہے فجر کو اُٹھکے پہلے ہم ایک بہت نفیس کشتی پر سوار ہوے ملاح اُسکو بہاؤ مین کھیتے ہوے لیچلے تھوڑے عرصے مین
ہم اپنے گھر کہ گانون مین تھا پہونچے پھر کشتی سے اُترے اور باہم سیر کرتے ہوے اندر گھر کے آئے مین نے اپنے رہنے کی جگہہ

اور کارخانے سب دکھلائے وہ سب اُس مکان اور اُسکی طیاریکو دیکھکر نہایت خوش ہوئے بعد اسکے باغ مین گئے جسمین سب قسم کے میوونکے درخت روشون کے کنارے برابر لگے ہوے تھے اور دریا سے نکی نہرون مین ہوکے پانی سب جگہ پہونچتا تھا اور میوے پکے درختون مین لگے ہوے اور پھول چمنون مین کھلے ہوے جنکی خوشبو سے تمام باغ معطر ہو رہا تھا اور جابجا پانیکی چادرین اور فوارے چھوٹ رہے تھے اور طرح طرح کے جانور خوش آواز درختون پر چہچہاتے تھے اور سوا اسکے بہت چیزونکو جنکے دیکھنے سے نہایت دلکو خوشی اور فرحت حاصل ہوتی تھی وہ دونون دوست دیکھکر کمال مسرور ہوے کبھی میری شکرگذاری کرتے کہ تمنے ہمکو ایسی جگہ لاکے ایسی سیر دکھائی اور کبھی کہتے تھے کہ خداتعالی تمھین یہ گھر اور باغ مبارک کرے آخرالامر مین انکو ایک بڑے درخت کے نیچے کہ اسطرف کنارے پر باغکے لگا ہوا تھا لیگیا اور اُسکو دکھلا کے ایک چھوٹے سے گھر مین واسطے کھانا کھلانے کے لایا اور دالان مین جہان مسند تکیہ لگا ہوا تھا انکو بٹھلایا اس مابین مین وہ دو لڑکے میرے جنکو مین نے دو تین روز پیشتر سے انکے معلم سمیت اس باغ مین واسطے تبدیل آب و ہوا کے بھیجا تھا آشیانے چڑیونکے ڈھونڈھتے ہوے ایک درخت کے نیچے گئے چنانچہ انکو وہان ایک آشیانہ نظر پڑا بے اختیار ہوکے چاہا کہ اوس درخت پر واسطے اُتارنے اُس آشیانیکے چڑھ جاوین مگر بسبب کمزوری اور نہ کثرت ہونیکے چڑھنے کی جرأت اپنے مین نپائی آخر اپنے غلام کو کہ جو اونکی خدمت مین رہتا تھا اُس درخت پر چڑھنے کیواسطے کہا وہ غلام اُس پر چڑھ گیا اور اُس گھونسلے کو دیکھ کے نہایت متعجب ہوا کہ وہ پگڑی سے بنا ہوا تھا وہ گھونسلا بجنسہ اوس درخت سے اُتار لایا اور میرے لڑکون کو وہ پگڑی دکھلائی بڑا لڑکا اُسکو اپنے ہاتھ مین لیے میرے دکھانیکو لے آیا مین نے اُسکو دور سے دیکھا کہ نہایت خوشی سے میری طرف آتا ہے اور اوسکو میرے آگے رکھکے کہا بابا دیکھو یہ گھونسلا پگڑی کا بنا ہوا ہے سعد اور سعدی اسے دیکھکر مجھسے زیادہ متحیر اور متعجب ہوے جب مین نے اچھی طرح سے اُس گھونسلے کو دیکھا تو اپنی دستار کو پہچانا کہ یہ وہی دستار ہے کہ جسکو آگے چیل میرے سر سے جھپٹا مار کر لیگئی تھی پھر مین نے اُن دونون دوستون سے کہا تم بھی غور کر کے خوب دیکھو کہ یہ وہی دستار ہے کہ اُس دن میرے سر پر تھی جس دن کہ تمنے پہلے میرے کارخانے مین کرم کیا تھا سعد نے کہا مین تو پہچان نہین سکتا سعدی بولا کہ اگر ایک سو نوّے اشرفیان اسمین ہون تو جانیے کہ یہ وہی دستار ہے مین نے کہا کہ صاحب بیشک یہ وہی میری پگڑی ہے تب مین نے اُسکو ہاتھ مین لیکر تولا تو بہت بھاری پایا اور اُسکو کھولا تو ایک چیز بھاری سی اُسمین بندھی ہوئی تھی جب اُس گرہ کو کھولا تو اسمین وہی تھیلی اشرفیونکی نکلی مین نے اُس تھیلی کو دکھا کے سعدی سے کہا پہچانو یہ تھیلی تمھاری ہے سعدی نے پہچانکر کہا فی الحقیقت یہ وہی تھیلی اشرفیونکی ہے جو مینے تمکو اول دفعہ دی تھی پھر مین نے مونہہ اُس تھیلی کا کھولا قالیچے پر آگے سعدیکے اشرفیان ڈھیر کر دین اور کہا اسکو شمار کروا سنے گنین وہ پوری ایکسو نوّے اشرفیان تھین سعدی اس معاملے سے نہایت خجل ہوا اور اقرار کیا کہ اب مجکو تمھارے کہنیکا یقین ہوا مگر آپ بھی فراغت تمکو ان دو سو اشرفیون سے جو بار دوسری تمھین دی تھین ہوئی ہے اور آدھی اُس پیسے کے سبب سے جو سعد نے تمھین دیا تھا مین سنکے خاموش ہو رہا مگر سعد اور سعدیکے درمیان بحث و تکرار ہونے لگی پھر بعد کھانا کھانے کے ہم اور وہ دونون دوست اُس باغ مین بیچ ہوادار مکان کے سو رہے وقت غروب آفتاب کے ہم بیدار ہوے اور گھوڑون

پر سوار ہوکے بغداد کو چلے اثنائے راہ مین سب خدمتگار ہمسے جدا ہوکے پیچھے رہگئے دانا گھوڑون نے نہین کھایا تھا اور سب دکانین شہر کی بند ہوگئین تھین دو تین غلام کہ ہمارے ساتھ دوڑے چلے آئے تھے دانا تلاش کرنے گئے چنانچہ ایک غلام نے ایک ٹھور بھوسی کی بھری ہوئی کسی بنئے کی دکان پر رکھی دیکھی وہ اوس بنئے سے اوس بھوسی کو مول لیکے مٹکے سمیت ہمارے پاس ڈھوا لایا اس اقرار پر کہ کل ہم ٹھور تیری دکان پر بھجوا دینگے پھر وہ غلام ہر ایک گھوڑے کے آگے بھوسی کو اوس ٹھور سے نکال نکال ڈالنے لگا اندھیرے مین ایک کپڑا اوسکے ہاتھ لگا اور بہت بھاری معلوم ہوا وہ غلام اوس کپڑے کو بجنسہ میرے پاس لے آیا اور مجھے دیا کہ دیکھیے یہ وہ کپڑا تو نہین ہے جسکا قصہ تمنے کئی بار ہمسے کہا تھا مین نے اوس کپڑے کو ہاتھ مین لیکر پہچانا کہ یہ وہی کپڑا ہے جسمین ایکسو نوے اشرفیان باندھکے بھوسی کی ٹھور مین رکھی تھین نہایت خوش ہوکے مین نے اپنے دوستون سے کہا صاحبو خدا نے مجھے قبل اسکے کہ مین تم جدا ہون سرخرو اور سچا کیا علی الخصوص سعد سے کہا یہ دوسری ایکسو نوے اشرفیان ہین جو تمسے مین نے پائی تھین اور مین اس پرانے چیتھڑے کو کہ جسمین اونکو باندھا تھا خوب پہچانتا ہون پھر مین نے اوس ٹھور کو اپنے سامنے اٹھوا منگوایا اور اوسکو اپنی بی بی کے پاس بھی پہچاننے کے لیے بھیجدیا کہ یہ وہی ٹھور ہے جس سے تمنے مٹی بدلی تھی میری بی بی نے اوسکو پہچانکر کہلا بھیجا کہ یہ وہی ٹھور ہے جسمین بھوسی رکھتی جاتی تھی سعدی نے یہ حال دیکھکے اقرار کیا کہ مین غلطی پر تھا اور سعد سے کہا اب مین نے تمھاری بات کو سچا جانا اور اوس پر متفق ہوا [illegible] کہ [illegible] فقیر غنی ہوجاتا ہے سعدی نے یہ بات کہکے مجھسے معذرت کی اور ہم سب سو رہے صبح کو دوسرے دن مجھسے رخصت ہوکے وہ دونون دوست اپنے گھر گئے اور انھین یقین ہوا کہ مین نے کچھ قصور اور صرف بیجا اون اشرفیون مین نہین کیا خلیفہ ہارون رشید نے جب سب قصہ بابا خواجہ حسن کے سنا کہا کہ مجھے آگے سے زبانی اہل محلہ کے معلوم ہے کہ تمھارے سخی ہیجا اور بیہودہ نہین اور وہ ہیرا جسنے تمکو غنی اور دولتمند کردیا وہ میرے خزانے مین موجود ہے اور تو سعدی کو یہان بلالا تاکہ وہ اوس ہیرے کو اپنی آنکھ سے اگر دیکھے اور سعدی کو یقین ہو کہ روپے پیسے کے سبب غریب غنی نہین ہوجاتا اور تو اس قصے کو میرے خزانچی سے بھی بیان کر تاکہ وہ اس حال کو بطور یادگار کے لکھکر اوس ہیرے کے ساتھ میرے خزانے مین رکھے پھر خلیفہ نے اشارے سے خواجہ حسن کو رخصت کیا بعد اوسکے سیدی نعمان اور بابا عبد اللہ خلیفہ کے تخت کو بوسہ دیکے رخصت ہوے ملکہ شہرزاد نے چاہا کہ دوسرا قصہ شروع کرے مگر بادشاہ ہندوستان نے شہرزاد سے بسبب ہوجانے فجر کے فرمایا کہ کل کی رات اس قصے کو سنونگا

قصہ علی بابا اور چالیس ٹھگون کا کہ بسبب ایک لونڈی کے وہ سب مارے گئے

دوسری شب کو ملکہ شہرزاد نے قصہ علی بابا اور چالیس قزاقون کا اسطرح بیان کرنا شروع کیا کہ ملک پارس مین دو بھائی تھے ایک کا نام قاسم اور دوسرے کا علی بابا تھا اونھون نے بعد مرنے اپنے باپ کے تھوڑے سے ترکے کو آپسمین برابر تقسیم کرلیا اور چند عرصے مین اُن دونون بھائیون نے اوسکو صرف کر ڈالا قاسم نے ایک بی بی کے ساتھ جسکا باپ بہت مالدار تھا اپنی شادی کی اور بعد فوت ہونے اپنے سسرے کے وہ ایک دکان کا کہ جو اسباب گران بہا سے بھری ہوئی تھی مالک ہوا اور

ایک کو بہت سا بھرا اسباب تجارت کا اُسکے ہاتھہ لگا اور بہت دولت جو زمین مین مدفون تھی پائی اس سبب سے وہ بڑا سوداگر اوس شہر مین مشہور ہوا اور علی بابا نے جس بی بی کے ساتھہ شادی کی غریب و محتاج تھی وہ دونون ایک چھوٹے سے گھر مین رہتے تھے علی بابا روز سوکھی لکڑیان جنگل سے گدھون پر لادکے شہر مین لاتا اور اُنکو بیچکر اپنی گذران کیا کرتا ایکدن علی بابا نے جنگل مین جاکے لکڑیان بقدر اپنی حاجت کے کاٹین اور چاہتا تھا کہ گدھون پر لادے یکایک اوسنے ایک غبار دیکھا کہ اوسکی دہنی طرف سے اوٹھا ہوا چلا آتا ہی جب اوسنے اوسکیطرف بغور ملاحظہ کیا بہت سوار اسکو نظر پڑے کہ قدم اوٹھائے میری ہی طرف چلے آتے ہین وہ اونکو دیکھکر ڈر گیا کہ مبادا قزاق ہون اور میرے گدھونکو چھین لیجاوین اور مجکو مار ڈالین خوفناک ہوکے چاہتا تھا کہ وہانسے بھاگے مگر جو وہ سوار بہت قریب پہونچگئے تھے اُس جنگل سے نکل نجاسکا اسواسطے اُسنے جلدی مین اپنے گدھونکو جو لدے ہوے تھے ایکطرف ہانک دیا اور آپ ایک درخت پر کہ بہت گنجان تھا واسطے اپنے چھپانیکے چڑھگیا اور ایسی جگہہ بیٹھا کہ وہانسے اوسے سب کچھہ نظر پڑے اور اُسکو کوئی نہ دیکھہ سکے وہ درخت ایک پہاڑ سے لگا ہوا تھا مگر بلندی اوس پہاڑ کی اوس سے زیادہ تھی وہ سوار کہ نہایت قوی اور چالاک تھے نیچے اُسی پہاڑ کے پہونچکر اپنے گھوڑون سے اوترے پھر علی بابا نے اُنکو اچھی طرح نزدیک سے دیکھا اور اونکی وضع سے دریافت کیا کہ بیشک یہ قزاق ہین کسی قافلہ کو ابھی لوٹکر اونکا اسباب لے آئے ہین تا اس جاپر کسی مکان محفوظ مین رکھین چنانچہ وہی ظہور مین آیا اون سوارون نے کہ چالیس تھے قریب اُس درخت کے پہونچکر اپنے گھوڑونکی اوتار ڈالین اور اُنکو باگ ڈورسے باندھکر خرجیان کہ اُنمین بالکل سونا اور چاندی تھا اوتارین پھر علی بابا نے دیکھا کہ انکا سردار سب کے آگے اپنے بوجھہ کو کاندھے پر رکھے ہوے نیچے اُسی درخت کے آیا کانٹون اور جھاڑیون مین ہوتا ہوا ایک جگہہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کھل ای سمسم مجرد اس کہنے کے وہان ایک دروازہ کھل گیا اور جب سب اُسکے ہمراہی اُس دروازیکے اندر جا چکے تب وہ آپ بھی اندر گیا اور دروازہ بند ہوا بڑی دیر تک وہ سب ٹھگ اُس پہاڑ کے شگاف مین رہے اور علی بابا بھی مجبوری اوسی درخت پر چھپا بیٹھا رہا اس حالت مین اُترکے جا نہین سکتا کہ مبادا وہ قزاق غار سے نکل آوین اور مجھے دیکھکر قصد مار ڈالنے کا کرین اور کبھی یہ خیال کرتا کہ چپکے سے نیچے اُترکر ایک گھوڑے پر اونکے سوار ہون اور ایک پر سب لگامون کو لادون اور اپنے گدھونکو آگے رکھہ شہر کی راہ لون اتنے مین وہ دروازہ کھل گیا اور وہ چالیسون قزاق وہان سے نکلے اونکا سردار پہلے آپ نکلا اور دروازے کے نزدیک کھڑا دیکھا کیا پھر اُسکے ساتھی وہان سے نکلے علی بابا نے پھر سُنا کہ وہ سردار کہتا ہی بند ہو سمسم اسکے کہتے ہی وہ دروازہ بند ہوگیا پھر ہر ایک سوار اپنے گھوڑے کے مُنہ مین لگام دیکر سوار ہوا جب سردار نے دیکھا کہ سب آمادہ روانگی کے ہین تب وہ سبکے آگے ہولیا اور جسطرفسے کہ آئے تھے اُسیطرف چلے گئے علی بابا بعد اُنکے جانیکے چند ساعت اوس درخت سے نہ اوترا اور یہ خیال کیا کہ مبادا وہ لوگ پھر آوین اور مجھے دیکھہ لین اور اونکو دیکھا کیا جب وہ سوار دور نکلگئے اور نظر سے غائب ہوے تب اوسنے درخت سے اُترکر امتحان کا قصد کیا کہ مین بھی وہ لفظ کہکر دیکھون دروازہ کھلتا اور بند ہوتا ہی یا نہین پھر اوس دروازیکے پاس پہونچکر اوسنے کہا کھل ای سمسم مجرد کہنے کے وہ دروازہ کھل گیا اور اوسکے اندر

جاکر ایک مکان بہت وسیع اور نفیس گنبددار روشن دیکھا اور نہایت متعجب ہوا کہ ایسا مکان پہاڑ کھود کے کیونکر بنایا مگر چھت
اوسکی بمقدار بلندی قد ایک مرد دراز قامت کے تھی اور پہاڑ کی چوٹی سے بسبب روشندانون کے اُس مکانمین روشنی پہنچتی
اوس روشنی مین اوسنے وہان دیکھا کہ بہت اسباب ہے اور گٹھریان ہر ایک قسم کے مال کی رکھی ہین اوپر تلے اور تھان بھاری
کمخاب و چکن ریشمی وغیرہ اقسام پارچے کے ڈھیر کے ڈھیر پڑے ہوے اور سوا اسکے روپئے اشرفی بیشمار ہین کچھ تو بطور تودے کے
رکھے ہین اور کچھ بڑی بڑی چمڑے کی تھیلیون مین بھرے ہوے اسقدر اسباب اور نقد دیکھ کے اوسنے قیاس کیا کہ یہ مکان
اس مال سے تھوڑے برسونمین بھرا نہین گیا بلکہ سیکڑون برس سے قزاقون نے اس اسباب کو لوٹکر یہان جمع کیا ہے غرض دروازہ
خود بخود بند ہوگیا لیکن علی بابا نے اُسکے بند ہونے سے کچھ ہراس نہ کیا اسلیے کہ اُسکے کھولنے کا افسون بھی اُسے یاد تھا پھر
وہ منجملہ سب اسباب کے صرف تھیلیان اشرفیون کی اوس غار سے اسقدر باہر نکال لایا کہ گدھے اُسکے اٹھا سکین پھر گدھونکو
فراہم کرکے اُنپر تھیلیان اشرفیون کی لادین اور اوپر سے تھوڑی سی لکڑیان رکھ اونکو چارون طرف سے چھپایا تاکہ بوجھ لکڑیونکے معلوم
ہوویں جب اُسنے لادنے سے فراغت پائی تب کہا کہ بند ہو ای سمسم یہ کہتے ہی وہ دروازہ بند ہوگیا اور اُس دروازیکا یہ
معمول تھا کہ جب کوئی اُسکے اندر جاتا تو وہ آپ سے آپ بند ہوجاتا اور جب اُس غار سے باہر نکلتا تو وہ دروازہ کھلجاتا
جبتک کہ کوئی بند ہو سمسم نکہتا بند نہوتا غرض علی بابا نے اپنے گدھونکو آگے رکھ شہر کی راہ لی جب وہ اپنے گھر پہنچا اون
گدھونکو اندر مکان کے لیگیا اور دروازہ باہر کا بند کرکے اوپر کی لکڑیان اُتارین پھر تھیلیان اون اشرفیونکی اوتار اونکو اپنی بی بی کے
روبرو لیگیا اوسکی بی بی نے ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھا کہ اونمین اشرفیان بھری ہین خیال کیا کہ علی بابا چرا کر لایا ہے اوسکو ملامت کرکے
کہا تجکو یہ کام کرنا مناسب تھا اوسنے کہا مینے چوری نہین کی مین اس حال کو تجسے کہتا ہون میرا حال خوش نصیبی کا سنکر
بہت خوش ہوگی پھر اوسنے تھیلیونسے اشرفیان نکالکر اُسکے آگے ڈھیر کردین جنکے دیکھنے سے اوسکی بی بی کی آنکھین چوندھیانے
لگین اور اُس حال کو سنکر نہایت خوش ہوئی اور اون اشرفیونکو شمار کرنے لگی علی بابا نے کہا تم نادان ہو کہانتک شمار کروگی اب
مین ایک گڑھا کھود کے انکو گاڑے دیتا ہون اوسکی بی بی نے کہا بہت اچھا مگر مین اسکا اندازہ کیا چاہتی ہون کہ یہ سب کتنی ہین
علی بابا نے کہا تمھین اختیار ہے مگر خبردار افشا اس راز کا ہونے پاوے پھر اوسکی بی بی ترازو لینے کے واسطے قاسم کے گھر گئی تاکہ
اون اشرفیونکو تولکر اونکا اندازہ دریافت کرے مگر قاسم کو گھر مین نہ پایا اوسکی بی بی سے کہا اپنی ترازو ایکساعت کے لیے مجھے دے
اوسنے پوچھا بڑی ترازو درکار ہے یا چھوٹی اسنے کہا مجھے بڑی ترازو درکار نہین چھوٹی ترازو چاہیے اوسکی جٹھانی نے کہا ذرا صبر کرو
مین ڈھونڈھے لاتی ہون اس بہانے وہ اوسکی نظر سے اوجھل ہو ترازو کے پلڑونمین تلے اوپر چربی اور موم لگالائی تاکہ دریافت کرے
کہ کون جنس علی بابا کی بی بی تولیگی اسواسطے کہ بسبب چکنائی چربی کے کچھ اُسمین البتہ لگ رہیگا غرض علی بابا کی بی بی نے
اوس ترازو کو اپنے گھر لیجاکے سب ڈھیر اشرفیونکا تولا اور علی بابا اوسوقت گڑھا کھودنے مین مشغول تھا آخر اون دونون زن و
شوہر نے ملکے اون سب اشرفیونکو اوسمین گاڑا پھر علی بابا کی بی بی ترازو قاسم کی بی بی کو دے آئی اور جلدی مین کچھ خیال نکیا

ایک اشرفی بسبب اُس چربی کے اوس ترازو مین لگ گئی تھی قاسم کی جورو اشرفی ترازو مین لگی ہوئی دیکھہ آتش حسد سے جلنے لگی اور خیال کیا کہ اِس ترازو مین اشرفیان تولی ہین متحیر ہوئی اور سوچنے لگی علی بابا نے کہ نہایت محتاج تھا اسقدر اشرفیان کہان سے پائین جنکو ترازو مین تولکر رکھا قاسم بھائی علی بابا کا شام کو جب اپنے گھر آیا اُسکے قبیلے نے کہا تو اپنے تئین بڑا آدمی اور بڑا نعمند سمجھتا ہی مگر نسبت تیرے علی بابا تیرا بھائی بڑا امیر اور صاحب دولت ہی کہ اوسکی بی بی نے اشرفیونکو بسبب کثرت کے تولکر رکھا اور تو گنکر رکھا کرتا ہی قاسم نے پوچھا تجکو یہ حال کیونکر دریافت ہوا اوسنے سب حال ترازو دینے کا اور اُسمین اشرفی کے لگ رہنے کا بیان کیا اور وہ اشرفی جسپر سکہ اور کسی بادشاہ اگلے کا تھا اُسکو دکھائی قاسم کو تمام رات مارے حسد کے نیند نہ آئی صبح اُٹھکر اپنے بھائی علی بابا کے پاس گیا اور اُس سے کہا بھائی ظاہر مین تم نہایت مفلس اور محتاج معلوم ہوتے ہو مگر حقیقت مین تمھارے پاس مال و دولت بہت ہی کہ اشرفیان ترازو مین تولکر رکھتے ہو علی بابا نے کہا مین تمھارے مطلب کو نہین سمجھا اُسے مفصل بیان کرو قاسم نے کہا تم بہت تجاہل نکرو اور مجکو بہلاؤ نہین پھر وہ اشرفی کہ اوسکی بی بی نے دی تھی علی بابا کو دکھائی اور کہا اس قسم کی لاکھون اشرفیان تمھارے پاس ہین میری بی بی نے ترازو مین پائی علی بابا نے یہ حال سنکر جانا کہ قاسم اور اسکی بی بی دونون میری اشرفیونکے حال سے آگاہ ہوگئے ہین اب اسکے مخفی کرنا موجب عداوت اور خرابی کا ہوگا مجبور ہوکے اُسنے سارا قصہ ٹھگون اور خزانہ کا جو اوس غار مین تھا کہا قاسم نے سنکے علی بابا سے کہا اگر سب حال اوس جگہہ کا اور وہ الفاظ جسکے کہنے سے دروازہ اوس خزانہ کا کھلتا اور بند ہوتا ہی نہ بتاؤگے مین ابھی تمھارے اشرفیونکے لانیکا حال کوتوال سے جا کہونگا مفت مین اشرفیان تو جائینگی اور تم ذلیل اور قید ہوگے علی بابا نے ڈر کے بالکل حال سے اوسکو آگاہ کیا اور وہ الفاظ بھی اُسے بتائے قاسم نے ان سب باتون سے خبردار ہوکے دوسرے دن صبحکو دس خچر اپنے ساتھ لیے اور اوس طرفکو جدھر علی بابا نے بتایا تھا روانہ ہوا جب وس پہاڑ اور درخت کے پاس کہ جسمین علی بابا نے اپنے تئین چھپایا تھا پہنچا اور وہ دروازہ اُسے نظر پڑا اُسنے کہا کھل سمسم اُسکے کہنے سے وہ دروازہ کھلگیا اور قاسم اندر اوسکے گیا وہان اُسنے بہت اسباب دیکھا کہ چارونطرف پڑا ہی پھر وہ دروازہ اوسکے اندر جانیکے بعد موافق معمول کے بند ہوگیا اور وہ چارونطرف اُس مکان کے پھرا کیا اور طرح طرح کے اسباب و خزانونکی سیر کرتا رہا آخرکو موافق بار دس خچر کے اشرفیان تھیلیونمین بھر کے دروازے پاس لایا اور چاہا کہ دروازیکو کھولکر اونکو اپنے خچرونپر لادے مگر وہ لفظ سمسم کی بھولکر کہنے لگا کہ اے بارلے یعنی کھل اے جو وہ دروازہ ہرگز نہ کھلا وہ اس امر سے نہایت متحیر ہوا اور بار بار لیے ہر ایک غلے کا نام سوائے سمسم کے پکارا مگر وہ دروازہ نہ کھلا لفظ سمسم کی ایسی اوسکو بھولی کہ گویا کبھی اُسنے اُس لفظ کو نہین سُنا تھا آخر وہ اُن اشرفیونکو وہان ڈھیر کرکے عالم تحیر مین اُسی غار مین کبھی آگے بڑھتا تھا اور کبھی پیچھے کو جاتا تھا اور بخلاف سابق کے کہ وہ دولت کہ اُسکے دیکھنے سے خوشی ہوئی تھی وجہ غم و الم کی ہوئی بلکہ وہ اپنی جانسے مایوس ہوا اور بسبب حرص و حسد کے اپنے تئین ہلاکت مین ڈالا اتفاقاً وقت دوپہر کے وہ قزاق وہان آئے اور دور سے اوس جاپر خچرون کو دیکھہ حیران ہوے کہ انکو کون یہان لایا مگر جو قاسم کی غفلت سے وہ خچر بندھے نتھے اسلیے وہ جنگل مین ادھر ادھر منتشر ہوگئے تھے

اونکی طرف کچھ دھیان نکیا اور نہ اُنکے پیچھے دوڑے مطلب اُنکا خچرون سے یہ تھا کہ اونکو یہان کون لایا پھر وہ سردار اور اوسکے ہمراہی گھوڑونسے اوترکر دروازیکیطرف چلے اور وہانپر پہونچکر وہ لفظ کہا دروازہ کھلگیا قاسم قبل اسکے کہ دروازہ کھلے آواز گھوڑونکی ٹاپونکی سُنتے ہی دہشت سے زمین پر گر پڑا اور اُسکو تحقیق ہوا کہ یہ وہی قزاق ہین اب مین بیشک اونکے ہاتھونسے مارا جاؤنگا اسپر بھی اپنے تئین سنبھالا اور بمجرد کھلنے دروازیکے باہر نکلکے چاہا کہ بھاگ کر اپنے تئین بچاے چنانچہ اُسکے بھاگنے مین کسی صدمے سے وہ سردار سوارونکا کہ سبکے آگے تھا گر پڑا یہ دیکھکے کسی سوار نے قاسم کو ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ صاف دو ٹکڑے ہوگیا پھر وہ سب اندر گئے اور اون اشرفیونکی تھیلیونکو جو قاسم نے لیجانیکے ارادے دروازے پار لاکر رکھی تھین اندر خزانیکے پھر لیجا کر رکھا اور گھبراہٹ مین اُن تھیلیونکے نہونے پر جو علی بابا لیگیا تھا کچھ خیال نکیا سبکے سب اس فکر مین پڑے کہ یہ شخص کدھر سے آیا اورونکی راہ سے تو ممکن نہین کہ آیا ہو اتنی بلندی اور پھسلنے کی جگہ پر کیونکر چڑھ سکیگا اور اگر دروازیکی راہ سے آتا تو ضرور تھا کہ اسے افسون کھولنے اور بند کرنے دروازیکا معلوم ہوتا پھر اُنھون نے قاسم کی لاش کے چار ٹکڑے کیے اور باہر غار کے دو ٹکڑے دہنی طرف دروازیکے اور دو ٹکڑے بائین طرف رکھے تاکہ اورونکو اُسکی لاش دیکھکر عبرت ہو اور قصد غار مین جانیکا نکرین پھر وہ دروازہ خزانیکا بند کر اور گھوڑونپر سوار ہو چلےگئے قاسم کی بی بی نے جب دیکھا رات ہوگئی اور قاسم گھر مین پھرکے نہ آیا گھبرا کے علی بابا کے پاس دوڑ گئی اور رو کے کہنے لگی بھائی ابتک قاسم نہین آیا تمکو ضرور معلوم ہوگا کس جنگل مین گیا ہی ایسا نہو کہ اُسپر کچھ حادثہ پڑے علی بابا سمجھا کہ کچھ نکچھ واردات ہوئی کہ قاسم وہانسے نہین پھرا مگر بظاہر اُسکی بی بی کی تشفی کیواسطے کہا قاسم نہایت ہوشیار ہی وہ شہر ہوکر نہین آویگا باہر باہر شہر کے آتا ہوگا اسواسطے اوسکو دیر ہوئی قاسم کی بی بی کو اسبات سے فی الجملہ تسلّی ہوئی اور اپنے گھر آئی جب آدھی رات گذری وہ زیادہ اپنے شوہر کے لیے بیقرار ہوئی اور مارے خوف کے چلاّ کر رو نہین سکتی تھی تا اُسکے ہمسایے اس راز پر آگاہ نہون اپنے دل ہی دلمین روتی اور اپنے تئین ملامت کرتی کہ کسواسطے مین نے اس راز سے اُسکو آگاہ کیا اور علی بابا پر حسد لیگئی یہ اُسیکا وبال ہی کہ مجھپر پڑا غرض وہ رات اُسکو روتے کٹی جب صبح ہوئی پھر علی بابا کے پاس دوڑ گئی اور اُس سے چارہ جو ہوئی علی بابا اپنی بھاوج کی تسلّی کر فی الفور اپنے گدھون سمیت اُس جنگل کیطرف روانہ ہوا جب نزدیک اُس پہاڑ کے پونہچا وہان خونکو بہا ہُوا دیکھہ متعجب ہوا اور نہ تو اُسنے اپنے بھائی کو وہان پایا اور نہ اُسکے دس خچرونکو آخر حیران ہوکے کہا یہ کچھہ شگون بد معلوم ہوتا ہی پھر اُسنے اُس افسون یعنی اِپن سِسِم کو پڑھا فوراً وہ دروازہ کھلگیا وہان دروازیکے دہنے بائین قاسم کی لاشکو ٹکڑے ٹکڑے دیکھہ نہایت ڈر گیا مگر باوجود اس خوف و ہراس کے اُسنے اپنے بھائی کی لاش کو دو چادرین باندھکے ایک گدھے پر لادا اور لکڑیونسے اُس لاش کو چارونطرفسے چھپایا تاکوئی دریافت نکر سکے کہ اُسپر لاش ہی اور دو گدھونپر تھیلیان اشرفیونکی لاد کر اُنپر بھی لکڑیان چھپانے کے لیے رکھین جب ان سب امور سے اُسکو فراغت ہوئی تب اُسنے دروازیکو اُسی لفظ کے کہنے سے بند کرکے شہر کی راہ لی اور بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے اپنے گھر پونہچا اور وہ دو گدھے اشرفیونکے لدے ہوے گھر مین لیجا کر اپنی بی بی سے کہا اشرفیان انکی بڑی ہوشیاری سے اُتار کر رکھہ

اور کچھہ حال قاسم کے مارے جانیکا اُس سے نکہا پھر مع اُس گدھے کے جسپر قاسم کی لاش تھی قاسم کے گھر آیا اور دروازے پر دستک
دی مرجینا نامے لونڈی نے آ قاسم کے گھر مین نہایت چالاک اور تیز فہم تھی آکر دروازہ کھولا علی بابا اوس گدھے کو اندر
حویلی کے لیگیا اور لاش قاسم کی اُتار کے مرجینا سے کہا اے مرجینا جلد تو اس لاش کے گاڑنے کی تدبیر کر مین بھی تیری
بی بی سے اس حال کی اطلاع کر کے تیرے شریک ہوتا ہون قاسم کی بی بی نے علی بابا کو دور سے دیکھکر پوچھا اے علی بابا
میرے شوہر کی کیا خبر لائے مگر افسوس کہ مین تیرے بشرے سے آثار رنج کے پاتی ہون علی بابا نے اُس سے سارا حال اوسکے
شوہر کے مارے جانیکا قزاقونکے ہاتھہ سے اور لانا اوسکی لاش کا ظاہر کیا اور کہا بی بی اب جو کچھہ ہونا تھا وہ ہوا مگر اس
راز کا مخفی رکھنا واجبات سے جان ہم سب کی زندگی اس بھید کے افشا نہونے مین ہی اُسنے روکے جوابدیا میرے شوہر پر
جو کچھہ کہ گذرنا تھا گذرا مگر تمھاری سلامتی کیواسطے چھپانا راز کا ضرور ہی پھر علی بابا نے اُس بیوہ سے کہا مرضی الٰہی سے کسیکو
چارہ نہین اب صبر و شکر چاہیے اور بعد گذرنے ایام عدت کے لازم ہی کہ میرے ساتھہ عقد کر لو بہت آرام و فراغت سے ہوگی میری
اگلی بی بی کہ نیکبخت ہی تمھارا رشک او رحسد نکریگی قاسم کی بیوہ نے روکے کہا مین تمھاری مرضی سے باہر نہین پھر وہ اپنے شوہر
کے لیے رونے پیٹنے لگی علی بابا نے اُسے وہین چھوڑ مرجینا سے آکر اپنے بھائی کے کفن دفن مین مشورہ کیا اور جو مناسب وقت کے
تھا اُس کنیز تر و تمیز سے کہکے گدھے سمیت اپنے گھر آیا مرجینا علی بابا کے بعد جانیکے فوراً عطار کی دکانپر گئی اور واسطے پوشیدہ کرنے
راز کے اُس سے ایسی دوا مانگی جسے نزع کیوقت مریض کو دیتے ہین عطار نے اُس دوا کو دیکر پوچھا تیرے گھر مین کون ایسا بیمار ہی اوسنے
روکے کہا میرے آقا قاسم نہایت بیمار ہی کئی دنسے نہ تو کچھہ کھاتا ہی اور نہ بات کرتا اسواسطے سب اُسکی زندگی سے مایوس ہین دوسرے
دن مرجینا پھر اُسی عطار کی دکانپر گئی اور اُس سے وہ دوا اور خوشبو مانگی کہ آخیر وقت مین مریض کو دیتے ہین تا قوت اور تاثیر سے
اُس دوا کی فی الجملہ افاقہ اُسکو حاصل ہو جب عطار نے اُس کو وہ دوا دی مرجینا اُسے لیکے روئی اور آہ کر کے کہا مین نہین جانتی
کہ نوبت اُس دوا کے پینے کی بھی آوے یا نہ آوے میرے جاتے ہی جانے کا کام تمام ہو گیا ہو اور اسطرف علی بابا منتظر تھا کہ جس
وقت گریہ و بکا کی آواز قاسم کے گھر سے سُنے فی الفور جا کے اُسکی تجہیز و تکفین مین شریک ہو دوسرے دن فجر کو مرجینا مونہہ اندھیرے
ایک بُڈھے درزیکے پاس جسکا نام مصطفے تھا اور خاص کفن سیا کرتا گئی اُسیوقت اُسنے دکان کھولی تھی جا کر ایک اشرفی اوسکو
دی اور کہا ذرا اپنی آنکھون مین پٹی باندھکر میرے گھر تک چلو مصطفے نے اسطرح کے جانے مین عذر کیا مرجینا نے اور ایک
اشرفی اُسکے ہاتھہ مین رکھکے بہت منت سماجت کی یہانتک کہ وہ درزی اشرفیونکی لالچ سے چلنے مین راضی ہوا پھر اُسکی آنکھو پر
ایک رومال باندھا اور ہاتھہ اوسکا پکڑ اُس مکان مین جہان اُسکے آقا کی لاش پڑی ہوئی تھی لیگئی اور قاسم کی لاش کے ٹکڑونکو ترتیب
رکھہ اور اُسپر چادر ڈالکر اندھیری کوٹھری مین آنکھین مصطفے درزی کی کھولدین اور کہا تم موافق قد و قامت اس
میت کے کفن جلدی سیکر طیار کر دو مین تمکو ایک اشرفی اور دونگی جب مصطفے نے جلدی سے کفن
موافق اندازے کے سی کر طیار کر دیا مرجینا نے تیسری اشرفی اوسے اور دی اور پھر اوسکی

آنکھون مین پٹی باندھکر اوس مکان مین ہاتھ پکڑ وہان سے آئی جہان پہلے اُسنے اُسکی آنکھونپر رومال باندھا تھا اور اوسکو رخصت کر اپنے گھر پھر آئی اور پانی گرم کر کے اُسنے اور علی بابانے ملکر قاسم کو غسل دیا اور حنوط لگا کفنا اُسکے جنازے کو ایک اچھی پاک صاف جا پر رکھا مرجینا ایک امام مسجد کے پاس گئی اور اُس سے کہا کہ ایک جنازہ طیار ہی چلکے اوسپر نماز پڑھو اور فلانے قبرستان مین جاکر دفن کردو اُس مسجد کا امام اور وہان کے رہنے والے جنکا کام یہی تھا اُسکے ہمراہ آئے اور چار شخص اہل ہمسایہ سے اُسکے جنازیکو اپنے کاندھے پر اوٹھا نماز پڑھنے کی جگہہ مین لیگئے بعد فراغت نماز کے وہی چار آدمی جنازہ گورستان کو لیچلے مرجینا آگے جنازیکے سرننگی روتی پیٹتی واویلا کرتی ہوئی چلی یہان تک کہ علی بابا ہمسایونکے ساتھہ جنازہ لیکر قبرستان مین آیا اور اوسکو دفن کرکے اپنے بھائی کی تعزیت اور ماتم مین چالیس دنتک بیٹھا اور موافق دستور اور رسم اُس شہر کے بیبیان محلے کی گھڑی بھر کیواسطے جمع ہوکر بیوہ قاسم کے ساتھہ روئین اور اُسکی تسلی و تشفی کرکے چلی گئین اور سواے علی بابا اور اُسکی بی بی اور بیوہ قاسم اور مرجینا کے کوئی دوسرا اہل شہر اور محلے سے اس راز پر واقف نہ تھا علی بابانے بعد فاتحہ چہلم کے قاسم کی بیوہ کے ساتھہ اپنا نکاح کیا اور علی بابا کا ایک بیٹا تھا کہ وہ کسی ایک بڑے سوداگر کے ہمراہ رہا کرتا اور امور تجارت اور خرید و فروخت اسباب سے بخوبی واقف تھا علی بابانے دکان قاسم کی اوسکے حوالے کی چنانچہ اوسنے اوس دکان پر بیٹھنا شروع کیا ۞

اب یہان سے حال اون چالیسون ٹھگونکا بیان کیا جاتا ہی

ایکدن وہ سب ٹھگ موافق اپنے دستور کے اُس خزانے کیطرف آئے اور وہان کچھہ اثر و نشان قاسم کی لاش کا نپاکر نہایت متعجب ہوے اور سواے اسکے دیکھا کہ اُس خزانے سے بہت اشرفیان بھی نکل گئی ہین اُنکے سردار نے کہا اگر اب اسکا تدارک نہین کرتے ہین آئندہ کو ہمارے واسطے بڑی قباحت ہوگی اور سواے اسکے رفتہ رفتہ یہ سب خزانے بھی کہ ہمارے بزرگون نے اور ہمنے بڑی مشقت و محنت سے ایک مدت دراز مین جمع کیے ہین برباد ہو جائینگے پھر اُن سبھون نے سوچا کہ اسمین کچھہ شک نہین وہ شخص جسے ہمنے مارا افسون اور راز دروازیکے کھولنے سے آگاہ تھا اور سواے اسکے اور شخص بھی اس بھید سے واقف ہی جو دروازیکو کھولکر بہت دولت اور لاش کو اُٹھا کر یہانسے لیگیا ضرور ہی کہ ہمسے ایک آدمی کہ بہت ہوشیار اور چالاک ہو شہر مین تنہا بوضع مسافر جاکے جائے محلہ بمحلہ اور کوچہ بکوچہ پھر کے دریافت کرے کہ کون شخص شہر مین تازہ مرا اور وہ کہان رہتا ہی جب اسقدر معلوم ہوگا تو اُسوقت اور کچھہ تدبیر کیجاویگی ایک ٹھگ نے اُنمین سے کہا مین اس امر کیواسطے شہر کو جاتا ہون یا تو اوس شخص کا ٹھکانا اور نشان دریافت کرکے تمسے آکے ظاہر کرونگا یا اپنی جان اس امر مین دونگا غرض وہ ٹھگ اتنکو شہر مین آیا اور علی الصباح چوک مین گیا سوا دکان مصطفے درزیکے سب دکانونکو بند پایا وہ درزی اپنی دکانمین ایک درفش اپنے ہاتھہ مین لیے مونڈھے پر بیٹھا ہوا تھا اسنے جاکے اُس سے صاحب سلامت کی اور کہا ابھی اندھیرا ہی تم اسوقت کیونکر کام سینے پرونیکا کرسکتے ہو مصطفے نے کہا تو اجنبی معلوم ہوتا ہی باوجود اس سنکے میری بینائی ابتک ایسی تیز ہی کہ ابھی کل کے روز مین نے اندھیرے مکانمین ایک دیکا

کفن سیا اُس ٹھگ نے یہ بات سُنکر اپنے دلمین کہا جواب اس بڈھے کا میرے مطلب کے موافق ہی پھر واسطے زیادتی انکشاف اپنے مطلب کے اُسنے کہا معلوم ہوا کہ تمھارا پیشہ کفن دوزیکا ہی مصطفے نے کہا جو کچھ کہ ہو زیادہ مجھسے کچھ اور نہ پوچھو ٹھگ نے ایک اشرفی اُس درزیکے ہاتھ مین رکھ کے کہا مین تمسے کچھ راز و بھید کی بات نہین پوچھتا فقط اسقدر چاہتا ہون کہ مجھے سچ بتا یا اپنے ساتھ لیجاکر اُس گھر کو بتا دو جسمین تم کفن سینے کو گئے تھے مصطفے نے اشرفی کی لالچ سے کہا اُس گھر کو تو مینے اپنی آنکھو سے نہین دیکھا مجھے یہانسے ایک مکانمین کہ اُسکو مین البتہ جانتا ہون ایک عورت لیگئی تھی پھر اُس مکانسے میری آنکھو مین پٹی باندھکے ایک حویلی کے اندر لیے ہوے گئی اور ایک اندھیرے حجرے مین میری آنکھین کھولکر مجھے مردہ دکھلایا اور اُسکا کفن سِلوایا پھر میری آنکھو مین پٹی باندھ اسجگہ مین جہانسے کہ لیگئی تھی لاکر چھوڑ دیا اور پٹی کھولدی بھلا اسصورت مین تجھے کیونکر اُس گھر کو دکھلاؤن ٹھگ نے کہا معلوم ہوا مگر اسجگہ مجھے لیچل جہانسے تیری آنکھین بند کی تھین تا مین وہان تیری آنکھونکو رومالسے باندھون اور تیرے ساتھ ساتھ رہون تو اُسی قیاس اور انداز پر چل جیسا کہ پہلے پٹی باندھ کے چلا تھا شاید اس تدبیر سے وہ گھر مجکو معلوم ہو اگر تم یہ مہربانی میرے ساتھ کروگے مین اسکے شکر مین ایک اشرفی تمھارے او نذر کرونگا یہ کہکے اُس ٹھگ نے ایک اشرفی اور مصطفے کے ہاتھ مین رکھدی مصطفے نے اُن دونون اشرفیونکو اپنی جیب مین رکھکر ٹھگ سے اقرار اُسیطرح جانیکا کیا پھر اُسنے اپنی دکان اُسیطرح جیسے کھلی ہوئی چھوڑی اور اُسکو اپنے ساتھ اسجگہ مین لاکے کہا یہی وہ جگہ ہی جہانسے مجکو آنکھہ بند کر لیگئی تھی ٹھگ نے رومال اُسکی آنکھونمین باندھا اور اُسکے ساتھ روانہ ہوا مصطفے اُسی انداز سے اُس سمت کو چلا جدھر پہلے مرجینا کے ساتھ گیا تھا اور تھوڑی دیر چلکے کھڑا ہو گیا کہ یہین تک مین پہلے بھی آیا تھا اور یہ دروازہ قدیم قاسم کا ہی جو آگے یہان رہتا تھا اور اب اُسمین علی بابا اوس کا بھائی رہتا ہی اُس ٹھگ نے اُس دروازے پر جلدی ایک نشان کھریا سے کہ اُسی لیے اپنے پاس رکھتا تھا کر دیا اور مصطفے کی آنکھین کھولکر پوچھا یہ گھر کسکا ہی مصطفے نے کہا مجکو نہین معلوم مین اس محلّے کے باشندونکے حال سے واقف نہین ٹھگ نے جانا کہ اس سے زیادہ حال مصطفے سے معلوم نہین ہو سکیگا اُسنے مصطفے کا شکر بجا لاکے کہا تمنے میری خاطر کے لیے بڑی تکلیف اٹھائی پھر اوس سے رخصت ہو کے وہ ٹھگ اُس جنگل کیطرف گیا اور مصطفے اپنی دکان پر آیا اور مرجینا اوسوقت کسی کام کے لیے گھر سے باہر گئی تھی جب وہ گھر کو پھری تو دروازے پر نشان دیکھکر متحیر ہوئی اور کھڑی رہ کے سوچی کہ میرے آقا کے کسی دشمن نے پہچان کیواسطے یہ نشان کیا ہی معلوم نہین کہ وہ کیا آفت برپا کریگا پھر اُسنے وہی نشان کھریا کے سب دروازون پر اوس محلّے کے کر دیے اور اس بھید سے نہ تو اپنی بی بی کو آگاہ کیا اور نہ اپنے میان کو اور وہ ٹھگ اپنی جماعت مین گیا اور سارا حال اون سے بیان کیا وہ گروہ اپنے سردار سمیت اُس شہر مین متفرق ہو کے آیا اور جب وہ شخص جو پہلے آکے علی بابا کے دروازے پر نشان کر گیا تھا اپنے سردار کو واسطے پہچنوانے گھر کے اُس محلّے مین لایا سردار نے پہلے بموجب اُسکے کہنے کے ایک دروازے پر کھریا کا نشان پایا جانا کہ یہ گھر اُسی شخص کا ہی جسکی ہم تلاش مین ہین پھر جب اُسکی نظر دوسرے اور تیسرے بلکہ سارے محلّے کے دروازون پر پڑی وہی کھریا کا نشان سارے دروازون پر پایا حیران ہوا کہ ہم کیونکر اوس گھر کو جو ہمین مطلوب ہی

دریافت کر سکیں وہ پہلا ٹھگ کہ اوس سردار کا رہنما تھا اس حال سے نہایت نادم اور پریشان ہوا اور اُسکو کچھ جواب دیتے
نہ بن آیا آخر تقسیم اپنے سردار سے کہا کہ اوسی ایک دروازے پر نشان کیا تھا مگر مین نہین جانتا کہ کسطرح سے اور دروازون پر
وہی ایک نشان کیا ہوا معلوم ہوتا ہی کہ جسکے سبب سے اوس دروازیکو امتیاز نہین کر سکتے پھر وہ سردار وہانسے چوک مین آیا اور
اپنے لوگونسے جو اُسکو ملتے گئے تھے کہا ہماری محنت ضائع ہوئی اور نشان اُس گھر کا ہم نپا سکے اس حال کو اپنے ہمراہیون سے
بھی کہدینا اب مین اُس جنگل اور خزانے کیطرف جاتا ہون جو وہان حاضر تھے سب اپنے سردار کے ساتھ اُسی جنگل کو پھر گئے
جب سب قزاق وہان فراہم ہوے سردار نے اُس شخص کو کہ اُسکے ہمراہ ہوکے شہر مین لگیا تھا اور بات اُسکی لغو ہوئی تھی سبکے
روبرو سزا دی اور قید کیا اور سب سے کہا جو تم مین سے شہر مین جاکے میرے چور کے گھر کا ٹھیک پتا لگا کے مجھسے آکر کہیگا مین
اُسکے ساتھ بہت سلوک کرونگا یہ سنکے ایک شخص نے اُس جماعت سے نکلکر سردار سے کہا مین شہر کو جاتا ہون اور اوس شخص
کا گھر دریافت کر کے اُسکی خبر ابھی لاتا ہون سردار نے اُسے خلعت اور انعام دیکر رخصت کیا وہ شخص بھی پہلے مصطفی
درزی کفن دوز کے پاس آیا اور مانند پہلے ٹھگ کے اُسے اشرفیان دیکے راضی کیا اور آنکھہ مین اُسکے پٹی باندھ کر اُسیطرح سے
علی بابا کے گھر تک لیگیا اور اُسکے دروازے پر سرخی سے نشان کیا تا کہ اور دروازونسے کہ اُنپر نشان سفید ہی امتیاز ہو پھر اُسکے
چلے جانیکے بعد مرجینا نشان سرخ دیکھکے متوہم ہوئی اور دوراندیشی کی راہ سے ویسا ہی سرخ نشان اور دروازون پر بھی کر دیا
اور چپکی ہو رہی اُس ٹھگ نے اپنی جماعت مین جاکے بڑی لاف زنی کی اور اپنے سردار سے کہا مین نشان اُس دروازہ پر
کر آیا ہون اب وہ دروازہ اور دروازونسے ممتاز اور صاف پہچانا جاتا ہی وہ سردار ہمراہ کتنے اور ٹھگونکے وہان آیا پھر اُسنے بدستور
لگے کے سب دروازونکے نشان برابر پائے نہایت کھسیانا ہوکے پھر اپنے مکانکو چلا گیا اور اُس دوسرے کو بھی قید کیا
بعد اسکے اپنے دلمین سوچا کہ دو آدمیون نے اس مین خطا کی اور اپنی سزا کو پہنچے یقین ہی کہ اب کوئی میرے گروہ سے اس
امر کی جستجو مین اقدام نکریگا اس سے بہتر ہی کہ مین آپ تنہا شہر مین جاکر اپنے دشمن کا گھر دریافت کرون پھر وہ سردار
آپ تن تنہا شہر مین آکے رہنمائی سے اُسی درزی کی جسکو بہت کچھ دیا تھا علی بابا کے گھر تک پہنچا اور کچھ نشان ظاہری اُسپر نکیا
بلکہ اندر باہر سے مکرر اُس دروازیکو دیکھہ علامات اُسکے خوب اپنے ذہن نشین کیے پھر اُس جنگل مین گیا اور اپنے سب گروہ سے
کہا کہ مین اُسکو اچھی طرح سے دیکھہ آیا ہون اُسکا نقشہ میرے ذہن مین خوب محفوظ ہی اب اُسکے پہچاننے مین دھوکا نہ پڑیگا مگر تم یہ
کام کرو کہ اونیس خچر مول لو اور ایک کپا روغن سیاہ کا اور سینتیس کپے خالی جمع کرو تا کہ ہر ایک کپے مین ایک ایک جوان تم مین
سے کہ سواے میرے اور اُن دو شخص مقید کے سینتیس ہین مسلح ہوکر بیٹھے اور دو کپے ایک خچر پر لادے جائین اونیسوین خچر پر
ایکطرف ایک جوان اور دوسریطرف اُسکے کپا روغن کا رکھا جائے اور ہم بطور بیوپاریونکے شہر کے اندر اُن خچرون سمیت جاوین
اور رات کو اُسی دروازیپر پہونچکر صاحب خانہ سے اجازت رات کے رہنے کی لین پھر وہان رہ کے رات کو سب آدمی اُن کپون سے
نکلکر کام اُسکا تمام کرین اور جسقدر کہ خزانہ وہ یہان سے اُٹھا لیگیا ہی اُن خچرون پر لاد کے لے آوین سبھون نے اس مصلحت کو

پسند کیا اور گانو نسے جا کے کپّے اور خچر مول لائے اور جسطرح اُسنے کہا تھا ایک ایک ٹھگ کپّے مین بیٹھا اور اوپر کپّون کے
روغن ملدیا تاکہ سب کپّے روغن کے دکھائی دین پھر اُس سردار نے اپنے تئین بوضع روغنفروش کے بنایا اور اُن انیس
خچرون پر سینتیس کپّے جنمین ایک ایک ٹھگ کو بٹھایا تھا اور ایک کپّا روغن کا لادکے شہر مین ایسے وقت لایا کہ علی بابا کے گھر
پر شام کو پہنچا اتفاقاً اُسوقت علی بابا کھانا کھا کے اپنے دروازے پر چہل قدمی کر رہا تھا اُس سردار ٹھگون نے اُسے
صاحب سلامت کرکے کہا کہ مین فلانے گانو کا رہنے والا ہون اور وہانسے تیل مول لیکر شہر مین اکثر واسطے بیچنے کے
میری آمد و رفت رہتی ہی مگر آج مجھے شام ہوگئی اسلیے تردد ہی کہ رات کی رات کہان شب باش ہون اگر آپ مہربانی فرماوین
ایک رات کے لیے مجکو خچرون سمیت جگہہ دین تا کہ مین کپّے اُنپر سے اُتارون اور اونکا دانہ گھانس کرون علی بابا باوجود پہچاننے
اُسکی آواز کے کہ درخت پر سے اُس جنگل مین غار کے اندر سنی تھی اُسکو بھیس بدلی شکل مین دیکھکر نہ دریافت کر سکا کہ وہ سردار
ٹھگونکا ہی جوانمردی کی راہ سے علی بابا نے اُسکی درخواست کو منظور کرکے کہا بہت اچھا آجکی شب میرے گھر مین رہو
پھر ایک مکان حویلی کے اندر خالی کرکے اُسکو بتا دیا کہ اسکے اندر تم اُترو اور اپنے خچرونکو باندھو اور ایک غلام کو واسطے دانے گھانس
خچرونکے متعین کیا اور مرجینا سے کہا ایک مہمان میرے گھر آیا ہی اُسکے لیے جلد کھانا پکاو اور پلنگ پر بچھونا بچھا کے طیار
رکھو پھر جب سردار ٹھگون کپّے اُتارنے سے فراغت پائی علی بابا نے اُسکی بڑی خاطرداریکی اور نہایت خوش اخلاقی
سے پیش آیا اور اُسکے روبرو مرجینا کو بلا کے حکم دیا خبردار ہمارے مہمانسے غافل نرہیو اور کسیطرح کی اُسے تکلیف نہ پہونچے
اور صبحکو مین حمام کرونگا پانی گرم طیار رکھیو اور ایک جوڑا سفید کپڑونکا نکالکر عبداللہ غلام کو دیجیو کہ بعد غسل کے مین اُسکو پہنونگا
اور میرے پینے کے واسطے فجرکو شوربا رات ہی کو طیار کر رکھیو مرجینا نے کہا بہت خوب جو کام کہ آپنے فرمائے ہین مین سب بروقت
طیار کر رکھونگی علی بابا یہ حکم مرجینا کو دیکے اپنی خوابگاہ مین جا کر سو رہا اور سردار ٹھگونکا بعد کھانے پینے کے اصطبل مین گیا اور
بعد دانہ گھانس کرنے خچرونکے اپنے ہمراہیونکو جو کپّونمین بند تھے اور علی بابا اور ہر ایک آدمی اُن کپّونکو تیل سے بھرا جانتا تھا
سمجھانیکے واسطے گیا اور ہر ایک کپّے کے نزدیک جا کر کہا آدھی راتکو جب مین تمکو پکارون تم فی الفور کپّے کو مُنہ سے بندی
تک چھری سے کاٹکر نکل آنا پھر وہ سردار حکم دیکر باورچیخانیکے دروازے سے خوابگاہ مین آیا جہان پلنگ بچھا ہوا تھا مرجینا روشنی لیے
اُسکے ہمراہ تھی اُسنے اُس سردار سے پوچھا کہ اگر کوئی چیز تمکو درکار ہو تو مجسے فرمائیے اُسنے کہا اب مین کچھ اور نہین چاہیے یہ کہکے
اُسنے چراغ گل کیا اور پلنگ پر لیٹا اور اپنے دلمین کہا کہ ایک نیند سوکے اُٹھونگا اور اپنے یارونکو انکا کام تمام کرنے کے واسطے
بلاؤنگا مرجینا نے بموجب حکم اپنے آقا کے ایک جوڑا سفید کپڑونکا نکال اور درست کر عبداللہ غلام کو کہ وہ اُسوقت تک جاگتا تھا
دیا پھر اوسکے واسطے شوربا پکانیکے دیگچی چولھے پر رکھکر آنچ کر دی تھوڑی دیر کے بعد اُسکو واسطے شوربا دیکھنے کے حاجت چراغکی
ہوئی اتفاقاً چراغ وہان سب بجھ گئے تھے اور تیل گھر مین نتھا اور کوئی شمع بھی اُسوقت اُسکے ہاتھ نہ لگی وہ کنیز چراغ جلانے
کے واسطے نہایت متردد تھی عبداللہ غلام نے اوسے متردد دیکھکے پوچھا تو کیون اُسوقت اتنے تردد

مین ہر اُس مکان مین بہت سے کپّے تیل کے رکھے ہین جاکر جتنا تیل تجکو درکار ہو لے آ مرجینا عبد اللہ غلام کے اس کہنے سے نہایت شکر گذار ہوئی پھر عبد اللہ اُس دالان مین جہان کہ وہ سوتا تھا یہ خیال کرکے سو رہا کہ فجر کو تڑکے اپنے آقا کے ہمراہ مجھے بھی حمام جانا ہوگا اسوقت ضرور ہے کہ سو رہوں اور مرجینا تنہا تیل کا لوٹا اُٹھا اُس مکان مین جہان تیل کے کپّے برابر رکھے ہوے تھے گئی اور ایک کپّے کے پاس جب وہ پونہچی ٹھگ نے کہ اُس کپّے مین اپنے سردار کے آنیکا منتظر تھا آہٹ پاکے مرجینا کو اپنا سردار تصور کیا اور آہستہ سے پوچھا کہ کیا وقت ہمارے نکلنے کا پونہچا مرجینا اسکی آواز سنکر اگرچہ اُسنے آہستہ سے پوچھا تھا ڈری اور اُسکے فریب سے آگاہ ہو گئی اور جواب اُسکے سوال کا موافق اوس سردار کے اسطرحسے دیا کہ ابھی نہین یعنی تمھارے نکلنے کا وقت نہین پونہچا ہے پھر وہ دوسرے کپّے کے نزدیک گئی اوسمین سے بھی یہی آواز آئی اور اُسنے وہی جواب دیا آخر اسطرحسے نوبت جب سب کپّون کی پہونچ گئی مرجینا نے ولمین کہا سبحان اللہ میرے آقا علی بابا نے اس شخص کو روغن فروش سمجھکر اپنے گھر مین اُتارا اور یہ نہ سمجھا کہ وہ سب قزاق ہین کہ واسطے اُسکے قتل کرنے اور لوٹنے گھر کے یہ بھیس روغن فروش کا بناکر آئے ہین پھر کیف مرجینا نے اُس کپّے سے جو سبکے آخر رکھا ہوا تھا تیل گُلٹھ مین بھر لیا اور باورچیخانے مین جاکر چراغ تیل سے بھر کر روشن کیا اور بڑی ایک دیگ نکالکر اوس کپّے سے تیل لا لاکے بھرا اور اوسکو چولھے پر رکھا اور بہت سی لکڑیان اُسکے نیچے جلا آنچ کو تیز کیا تاکہ جلد تیل جوش مین آئے غرض جب کہ تیل نے خوب جوش کھایا تب مرجینا نے اوسمین سے دیگچی کو بھر اون کپّون مین ایک سرے سے ڈالنا شروع کیا وہ سب ٹھگ اونمین کپّون مین جل بھنکے رہگئے اور اوس لونڈی زیرک کی تدبیر سے بغیر شور و غل کے اُن سبکا کام تمام ہوا پھر مرجینا اوس دیگ سمیت باورچیخانے مین جاکے دروازہ بند کر بیٹھی اور واسطے علی بابا کے شوربا پکانے لگی ایک گھڑی نہ گذری ہوگی کہ وہ سردار ٹھگون کا جاگا اور جب دروازیکو کھولکر دیکھا کہ چارونطرف اندھیرا ہی اوسنے دستک دی اور اشارہ اونکے پکارنے اور بُلانے کا کیا مگر وہان سے مطلق آواز نہ آئی تھوڑی دیر کے بعد پھر اونسکو پکارا تو بھی کچھ جواب نہ سُنا تیسری دفعہ پھر زور سے آواز دی پھر بھی کچھ آواز نہ پائی تب مضطر ہوکے اوس مکان مین گیا جہان وہ سب کپّے رکھے ہوے تھے اور یہ خیال کیا کہ شاید سبکے سب غافل ہوکے سو رہے ہین جاکے ہر ایک کو بیدار کرون جب نزدیک ایک کپّے کے گیا اوسمین سے بدبو تیل اور مردے جلے ہوئے کی اُسے آئی اور اوسکو گرم پایا اور اسیطرح سے سب کپّونکے پاس گیا اور یہی حال دیکھا تب جانا کہ کام سب کا تمام ہوا اور خود بھی خوف سے دیوار پر چڑھ باغ کیطرف کود پڑا اور وہانسے بھاگا جب بہت دیر ہوئی اور وہ سردار اودھر سے نہ پھرا مرجینا نے جانا کہ پچھواڑے سے کود کر بھاگا اسواسطے کہ باہر دروازے مین دو قفل بھاری لگے ہوے تھے پھر مرجینا اون ٹھگون سے اپنی خاطر جمع کرکے سو رہی دو گھڑی رات رہے علی بابا بیدار ہوکے حمام کو گیا اور مطلق اس حال سے کہ شب کو گذرا اُسے خبر نہوئی اور مرجینا نے بھی اوسکے بیدار کرنے کی کچھ حاجت نہ دیکھی اور اُسکو فرصت بھی نہ ملی کہ مبادا وقت ہاتھ سے جاتا رہے پھر تدارک اوسکا دشوار ہو اور جب علی بابا بعد آفتاب نکلنے کے حمام سے آیا اون کپّونکو اپنے گھر مین کھڑا دیکھکر نہایت متحیر ہوا کہ کیا اب تک سوداگر اپنے کپّونکو نہ لے گیا

باز نہین لیگیا اُسنے مرجینا سے جسکو واسطے خبرگیری مہمان کے مقرر کیا تھا پوچھا مرجینا نے جواب دیا خدا ے تعالیٰ آپکو صد ہی
سال سلامت رکھے یہن آپسے سارا حال اس تاجر کا تنہائی مین عرض کرونگی علی بابا اُسکے ساتھ کنارے گیا مرجینا باہر سے
دروازہ کو بند کرکے اوسکو ایک کپّے کے پاس لیگئی اور کہا آپ اسمین ملاحظہ کیجیے کہ تیل ہے جب علی بابا نے اُس کپے کے اندر غور
دیکھا اُسکو آدمی نظر آیا وہ چلاّ اور ڈرکے بھاگا مرجینا نے کہا تم اس آدمی سے ڈرو نہین وہ آدمی کچھ تمکو اذیت نہین دیسکتا وہ
موا ہوا بیجان ہے علی بابا نے پوچھا کہ کیونکر یہ شخص مارا گیا مرجینا نے کہا کہ اس حال کو بھی آپسے کہونگی اب چپکے ہو رہیے تا کہ تمھارے
ہمسایے اس راز سے آگاہ نہون اب تم ایک سرے سے سب کپّونکو دیکھتے جاؤ علی بابا نے سرے سے سب کپونکو دیکھا اور سب مین
آدمی موا ہوا پایا نہایت تحیر سے کبھی مرجینا کیطرف دیکھتا اور کبھی کپّون کیطرف نظر کرتا پھر اوسنے مرجینا سے پوچھا وہ سوداگر
کیا ہوا مرجینا نے کہا وہ سوداگر نہین تھا اُسکا حال بھی تمسے کہونگی کہ وہ کون تھا اور کیا ہوا اب تم حمام سے آئے ہو اور حسنے
تمھاری خیر کی شوربا طیار ہے اُسکو نوش جان کرو علی بابا اپنے مکان مین آیا اور مرجینا باورچیخانے سے اوسکے لیے شوربا لیگئی اور
کہنے لگی کہ اسکو تناول فرمایئے علی بابا نے کہا اب اس عجیب قصے کو مجھسے بیان کرتا کہ میری دلجمعی ہو اُسکے سُننے کیواسطے نہایت
بیقرار ہون مرجینا نے بموجب فرمانے اپنے آقا کے اوس حال کو بیان کرنا شروع کیا خداوند جب آپنے مجھے شوربا طیار کرنیکے لیے
فرماکے آرام کیا تھا مین نے بموجب حکم کے ایک جوڑا کپڑون کا نکال حوالے عبد اللہ کے کیا اور شوربا پکانیکے لیے آنچ چولھے مین
کرتی رہی جب شوربا طیار ہوا اوسکے صاف کرنیکے لیے مین نے چاہا کہ چراغ جلاؤن گھر مین تیل ہو چکا تھا عبد اللہ نے مجھے
متردد پاکے اشارہ کیا کہ اُس مکان مین بہت کپّے تیل کے بھرے رکھے ہین جتنا درکار ہو جاکر لے آئین برتن تیل کا لیکر ایک کپّے
کے نزدیک گئی اوسمین سے ایک آواز آئی کہ یہ وقت نکلنے کا ہے مین یہ آواز سنکر مطلق نہ ڈری اور فوراً دریافت کر گئی کہ اس سوداگر مکار نے
تمھاری ہلاکی کے لیے یہ تدبیر کی ہے مینے جواب دیا کہ وقت نکلنے کا ابھی نہین پونہچا اُسکو کچھ دیر ہے پھر دوسرے کپّے کے پاس گئی اور
وہان بھی یہی آواز سُنی اور اُسکو بھی یہی جوابدیا اور اسیطرح سب کپونکے نزدیک باری باری سے گئی اور ایک ہی سوال سُنکر یہ لیکے وہی جواب
دیتی رہی وہ سب منتظر حکم اپنے سردار کے تھے جسکو تمنے سوداگر سمجھ کر اپنے گھر مین اُتارا اور اُسکی دعوت کی تھی وہ ملعون اپنے لوگونکو تمھارے مارنے
اور گھر لوٹنے کیواسطے لایا تھا اور چاہا کہ ہنگامہ برپا کرے لیکن مین نے اُسکو فرصت ندی جلدی تیل اخیر کپّے سے کہ بھرا ہوا تھا اپنے
لوٹے مین بھر کے لائی اور چراغ روشن کیا بعد اسکے مینے ایک دیگ بڑی باورچیخانے سے لیکر اُسمین تیل اُسی کپّے کا بھر چولھے پر
رکھی اور خوب سی آنچ کردی اور جب اُس تیل نے جوش کھایا پھر مین بقدر اسکے کہ جسمین کام ہر ایک کا تمام ہو اور کپّے کے اندر جلکر
رہجائے ایک سرے سے کپونمین اُس جوش کیے ہوئے تیل کو ڈالتی گئی اور ایک گھڑی مین اُن سبکا کام تمام کرکے باورچیخانے مین آئی اور
چراغ کو بجھا کے کھڑکی سے دیکھنے لگی کہ دیکھون وہ مکار سوداگر تیل کا اب کیا کرتا ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ سردار چوٹھو نکا جاگا اور
کئی بار اونکے نکلنے کیواسطے اشارہ کیا اُسنے جبکہ کسی کی آواز نہ سُنی اُس جگہ سے نیچے آکے اُن کپّون کے پاس گیا اور حال
اُنکے مرنیکا دریافت کیا پھر بسبب تاریکی شب کے مجھکو معلوم ہوا کہ وہ کسی طرف سے بھاگ کر چلا گیا جب دیر ہوئی اور وہ پھر

تب مین نے قیاس کیا کہ وہ باغ کیطرف سے پھاند کر بھاگ گیا پھر مین اپنی خاطر اوسطرف سے جمع کرکے سو رہی بعد اسکے مرجینا نے اس قصے کو بیان کر کے اپنے خاوند سے کہا حقیقت حال کی یہ تھی کہ جسکو آپ کی حضور مین عرض کیا اور دو تین دن آگے کچھ اسرار مجکو اس امر کے کہ جو ظہور مین آیا معلوم ہوے تھے مگر مین نے آپ سے ظاہر نہین کیا کہ چندان ضرور نہین اب درستی سکو بھی بیان کرتی ہون ایک دن فجر کے وقت مین باہر سے اپنے گھر آتی تھی ایک نشان سفید اپنے دروازے پر دیکھا اور دوسرے دن سرخی کا نشان نزدیک اوس سفید علامت کے نظر پڑا دونون بار بے آگاہ ہونے کیسکے کہ کسلیے یہ نشان ہمارے دروازے پر کئے گئے مین نے اوسیطرح کے نشان کئی دروازون پر اپنے ہمسایون کے کر دیے تاکہ ذرا بھی امتیاز اون نشانون مین کوئی نہ کر سکے اور تم یقین تصور کرو کہ یہ سب نشان کرنا اور حرم زدگی اون جنگل کے ٹھگون کی تھی کہ واسطے شناخت تمہارے گھر کے نشان کر گئے تھے مگر اوس چالیس چوٹٹون سے دو کا حال معلوم نہین ہوتا کہ کیا ہوے اب اون دونون اور تیسرے اونکے سردار کہ زندہ بچکر یہان سے بھاگ گیا ہی غافل نرہنا وہ ضرور تمہاری فکر مین رہینگے اور قابو پا کر تمہارے مار ڈالنے مین قصور نہ کرینگے اور جو امر کہ مجسے تمہاری حفظ جان و مال مین ہو سکا اوسمین قصور نہین کیا اور آیندہ بھی قاصر نہونگی علی بابا یہ سب حال مرجینا سے سنکر بہت خوش ہوا اور کہا مین تجسے نہایت راضی ہوا اب جو تو اپنے حق مین تجویز کرے اپنے عین حیات مین اوسکو کر دون مرجینا نے کہا اب سب سے مقدم ہی کہ ان لاشون کو جلدی اپنے باغ مین دفن کرنا کوئی اس راز پر مطلع نہو علی بابا فی الفور عبد اللہ اپنے غلام کو ہمراہ لیکے باغ مین کہ نہایت وسیع تھا گیا اور درختون کے نیچے ایک بڑا گڑھا کہ اون سب ٹھگون کی لاشونکے گاڑنے کو کافی ہو کھودا اور اُن تیلیونکی لاشون سے ہتھیار بندھے ہوے کھول لیے اور اونکو باغ مین لیگئے اور اوس گڑھے مین ڈالکر دفن کیا اور اوپر سے اوس زمین کو کوٹ پیٹ کر ہموار کر دیا تاکہ ذرا نشان کھودنے کا معلوم نہو اور سب کپّے اور ہتھیار چھپا کر ایک ایک دو دو خچر اپنے غلام کے ہاتھ بازار مین بھیجکر بکوا ڈالے اور علی بابا بڑی ہوشیاری سے اپنے تئین چھپائے رکھتا تھا تاکوئی اوسکی توانگری اور مالدار ہونے سے آگاہ نہو وہ سردار چالیس ٹھگون کا وہانسے بھاگ کر اوسی جنگل مین نہایت پریشانی اور اضطرار مین گیا اور خیال کیا کہ اب کوئی ایسی تدبیر کیا چاہیے کہ اوس شخص یعنی علی بابا کو جان سے مارا چاہیے ورنہ وہ سب دولت کہ اس خزانے کے بھید سے واقف ہو گیا ہی نکالکر لیجائیگا اب اور کسی غیر کو اپنے شریک نہ کرون خود تن تنہا جسطرح سے کہ ہو سکے علی بابا کو مارون بعد اوسکے اور رونق خاطر خواہ اپنے رکھہ وہی پیشہ قزاقی کا کہ جو میری پشتون سے چلا آیا ہی کیا کرون یہ دل مین ٹھہرا کے شب کو وہان سو رہا صبح کو بیدار ہو کر لباس جو اس کام کے مناسب سمجھا پہنا اور وہان سے شہر مین آکے ایک کاروانسرائے مین اُترا اور اپنے دل مین سوچکر کہا کہ البتہ خون اتنے آدمیون کا حاکم پر ظاہر ہو اور یقیناً علی بابا اوسکے مواخذے مین گرفتار ہوا ہوگا اور گھر اُسکا بھی حاکم نے ضبط کر لیا ہوگا اور یہ خبر البتہ تمام شہر مین مشہور ہوئی ہوگی اپنے مہماندار سے پوچھا اس شہر کے باشندون کی کوئی خبر عجیب و غریب تمنے سُنی ہو کہو اوسنے جو جو حوادث کہ دو تین دنکے عرصے مین اوس شہر مین واقع ہوے تھے اور اُسنے دیکھے سُنے تھے سب اُس سے کہے مگر اوس سردار نے کوئی بات اپنے مطلب کی نہ سُنی اور سمجھا وہ شخص یعنی علی بابا نہایت ہوشیار ہی کہ باوجود لیجانے اسقدر دولت کے

میرے خزانے سے اور قتل کرنے تنتے آدمیون کے اپنی ہوشیاری اور دانشمندی سے ابتک محفوظ ہی ایسا نہو کہ تو بھی اُسکے ہاتھ سے مارا جائے باوجود اس خیال کے اُسنے واسطے فریب دینے علی بابا کے اچھا اچھا اسباب تجارت کا اُس خزانے سے لا لا کے جمع کیا اور چوک مین اُس شہر کے ایک دکان کرایہ کر وہ اسباب اوسمین رکھا اور بیچنے کے بہانے اوس دکان مین بیٹھنے لگا اتفاقاً یہ دکان کہ اوسنے لی ہی سامنے دکان قاسم کے تھی جسمین اب علی بابا کا بیٹا مادر جلو بیٹھا کرتا ہی اور اوس سردار چورون نے اپنا نام خواجہ حسن مشہور کیا اور دکانداروں گرد وپیش سے راہ ورسم اور دوستی پیدا کی اور ہر ایک کے ساتھ باخلاق پیش آنے لگا خصوصاً علی بابا کے بیٹے سے جو جوان حسین اور اچھی پوشاک پہنا کرتا تھا بڑی دوستی بہم پہنچائی اور اکثر اوسکے پاس نشست وبرخاست کیا کرتا تین چار دن کے بعد اُسنے علی بابا کو کہ اکثر اپنے بیٹے کو دیکھنے اوسکی دکان پر جایا کرتا دیکھکر پہچانا اور اوسکے بیٹے سے پوچھا یہ شخص تمھاری دکان پر کون آیا کرتا ہی اوسنے کہا وہ میرا باپ ہی پھر وہ اسبات کو سنکر اوس جوان یعنی علی بابا کے بیٹے کو فریب دینے کیواسطے پیار کرنے لگا اور کچھ تحفے اوسے دیکر اکثر اپنے کھانے مین کہ بڑے تکلف سے پکاتا تھا شریک کیا کرتا علی بابا کے بیٹے نے بھی چاہا کہ ایک دن اوسکی دعوت کرے مگر جو مکان اُسکے رہنے کا نہایت تنگ اور مختصر تھا ویسا تکلف جیسا کہ خواجہ حسن کیا کرتا اوسمین نہین کر سکتا اسواسطے اوسنے اپنے باپ سے اسکا مذکور کیا اوسکے باپ نے کہا بہت اچھا تم بھی اپنے دوست کی دعوت جس تکلف سے اوسنے تمھارے لیے سب سامان کیا تھا کرو کل جمعے کا دن ہی تم بمانند عمدہ دکاندارون کے اپنی دکان بندکر بعد تناول چاشت خواجہ حسن کو بے اسکے کہ اوسکو اطلاع ہو ٹہلتے ہوے میرے گھر لے آؤ مین مرجینا کو حکم دے رکھتا ہون وہ کھانا طیار کر رکھے گی غرض دوسرے دن جمعے کے خواجہ حسن اور علی بابا کا بیٹا ٹہلنے کو نکلے وقت مراجعت کے علی بابا کا بیٹا اوسکو اوس کوچے مین سے جسمین علی بابا رہتا تھا لے نکلا جب گھر کے دروازے پر پہنچے اوسنے خواجہ حسن کو وہان ٹھہرا کر اُس دروازے کو کھلوایا اور خواجہ حسن سے کہا یہ گھر میرے باپ کا ہی جبسے اُسنے تمھاری محبت والفت کا حال نسبت میرے سنا نہایت مشتاق تمھاری ملاقات کا ہی گر اندر تشریف لیچلکے اُنسے ملاقات کیجیے موجب میری کمال خوشی کا ہوگا گرچہ خواجہ حسن کو پہلے ہی منظور تھا کہ کسیطرح آمد ورفت میری علی بابا کے گھر مین ہو تا بروقت دغا دیکھ کے تامل اُسکا کام تمام کرون مگر اوسوقت اُسکو جانے مین تامل ہوا علی بابا کے بیٹے سے عذر کر کے چاہا کہ کوئی بہانہ کر کے چلا جاوے پھر جب علی بابا کے غلام نے دروازہ کھولا علی بابا کا بیٹا خواجہ حسن کا ہاتھ پکڑ کے منت و سماجت سے اُسکو اندر لیگیا جب خواجہ حسن اپنے دوست کے مصر ہونے سے علی بابا کے گھر گیا ظاہر مین کمال شگفتگی سے ملا تا کہ معلوم ہو کہ اپنی خوشی سے آیا ہی علی بابا نے اُس سے ملاقات کر کے بڑے تپاک سے خیر وعافیت پوچھی اور کہا جو تم میرے بیٹے پر بہت مہربانی رکھتے ہو لہذا مین بہت ممنون اور شاکر تمھارا ہون اور مجھے خوب ثابت ہی کہ جتنا مین اُسے پیار کرتا ہون اُس سے زیادہ تم اُسے چاہتے ہو خواجہ حسن نے درجواب اوسکے بہت سی باتین دل خوش کرنیکی کہکے بیان کیا تمھارے بیٹے سے مین بہت راضی اور خوشنود ہون گرچہ ابھی وہ کم سن ہی مگر خدا نے نہایت سعادتمندی اور دانائی اُسکو عطا کی ہی پھر بعد اسکے اور گفتگو مختلف کی کرنا شروع کی تھوڑی دیر کے بعد خواجہ حسن نے رخصت مانگی کہ اب مین جاتا ہون علی بابا نے اُسے ٹھہرایا کہ تم کہان جاتے ہو مین نے تمھاری دعوت

کی ہو زراہ مہربانی کے کھانا کھاکے تشریف لیجایئے گا اگرچہ وہ کھانا ایسا نہین کہ جسے آپ رغبت سے کھائین مگر میری خاطر کے واسطے اوسکو
قبول کر تھوڑا سا تناول فرمائیے گا خواجہ حسن نے کہا مین آپکی عنایات سے سراپا ممنون ہوا کھانے پر کچھ موقوف نہین ایک امر
ایسا ہی کہ جس سے مین معذور ہون زیادہ ٹھہر نہین سکتا اور نہ کھانا کھا سکتا ہون علی بابا نے پوچھا وہ کیا ایسا امر ہی خواجہ حسن نے
کہا وہ کھانا جسمین نمک پڑا ہوتا ہی مین بہ سبب عارضے کے نہین کھاتا علی بابا نے کہا اگر یہی سبب ہی تو مجکو اپنی مہربانی سے محروم
نرکھو ابھی کھانا بالکل طیار نہین ہوا ہوگا مین باورچی سے منع کیے دیتا ہون کہ کسی کھانے مین نمک نہ ڈالے ذرا توقف کیجیے مین
ابھی آتا ہون پھر علی بابا نے باورچی خانے مین جاکے مرجینا سے کہا کچھ کھانا نمک پکائیو مرجینا کہ کھانا پکانے مین مصروف تھی
یہ بات سنکر متعجب ہوئی اور علی بابا سے پوچھا ایسا کون شخص ہی کہ جو کھانا بے نمک کھائیگا علی بابا نے کہا کوئی شخص ہو تجھے اس سے
کیا کام جسطرح مین کہتا ہون ویسا پکا مرجینا نے بظاہر اس سے کہا کہ بہت اچھا مین ویسا ہی کھانا پکاؤنگی پھر مرجینا اپنے دلمین سوچکر
کہنے لگی کہ وہ آدمی کیسا ہی کہ جو نمک نہین کھاتا ذرا مین بھی چلکر دیکھون بعد کھانا پکانے کے دسترخوان بچھانے اور کھانا لیجانے کے
بہانے سے عبداللہ غلام کے شریک ہوئی اور بمجرد دیکھنے کے خواجہ حسن کو پہچانا اگرچہ اُسنے اپنے تئین لباس تاجرون مین چھپایا
اور اپنی ہیأت کو بھی تبدیل کیا تھا پھر مرجینا نے بغور دریافت کیا کہ ایک خنجر اپنے کپڑون مین چھپائے رکھتا ہی اور سوچی کہ یہ حرامزادہ
اسی لیے نمک میرے آقا کا نہین کھاتا تاکہ اوسے فریب سے قتل کرے یہ اوسکا بڑا دشمن ہی پھر مرجینا نے یہ دل مین کہا کہ قبل
اسکے کہ تو شام کو قصد میرے آقا کا کرے مین فجر ہی کو تیرا کام تمام کرونگی غرض وہ میز پر دسترخوان سفید اور کھانا موقع سے لگا
وہانسے چلی گئی اور اپنی تدبیر مین مصروف ہوئی پھر جب علی بابا اور خواجہ حسن کھانا کھا چکے عبداللہ نے مرجینا کو خبر دی کہ کھانے سے
فراغت ہوئی اب میوے لیچل مرجینا نے بعد بڑھانے دسترخوان کے میوونکی تشتریان لیجاکر رکھین اُسکے بعد ایک چھوٹی
چوکی شراب کی نزدیک علی بابا کے بچھاکر تین گلاس اوسپر رکھے اور آپ عبداللہ سمیت کھانا کھانیکے بہانے سے دوسرے مکان مین
گئی خواجہ حسن یعنی سردار ٹھگون کا میدان خالی پاکے دلمین خوش ہوا اور کہا یہی وقت ہی کہ اپنا بدلا علی بابا سے لون اور ایک خنجر اوسکو
مارکے کام اُسکا تمام کرون اور پھر باغ کی راہ سے نکلجاؤن اوسکا بیٹا مجھے اس امر سے باز نہین رکھ سکتا اگر ذرا بھی ہاتھ پانون
ہلاویگا اوسے بھی ایک ہاتھ مارکے ٹھکانے لگاؤنگا مگر یہ اوسوقت کیا چاہیے کہ جسوقت علی بابا کا غلام اور اوسکا باورچی کھانا
کھانے مین مصروف ہون یا جاکے باورچیخانے مین سو رہین مرجینا اُسکے تیور دیکھکے اس ارادے پر مطلع ہوئی اور یہ خیال کیا کہ
ایسا نہو کہین وہ بدذات میرے آقا پر وار کرے بہتر ہی کہ مین پہلے چلکے کسی بہانے سے اُسکا کام تمام کردون پھر اوس کنیز وفادار
نے جلدی ہی لباس ناچنے والونکا پہنا ایک دستار سر پر رکھی اور ایک کمربند چاندی کے ملمع کا کمر سے باندھا اور اوسمین ایک خنجر
رکھکے اپنے مونہہ چھپانیکے لیے ایک دوپٹہ بہت اچھا اوڑھا جب وہ بھیس بدل چکی اُسنے عبداللہ سے کہا اپنا طبلا ڈھال لے
تاہم دونون ملکے اپنے آقا کے مہمان کو ناچ گا کر محظوظ کرین عبداللہ طبلہ بجاتا ہوا آگے مرجینا کے چلا پھر وہ دونون اُس مکان کے
اندر جسمین علی بابا اور اوسکا مہمان تھا آئے اور آداب بجالا کے اجازت ناچنے اور تماشا کرنے کی مانگی علی بابا نے اوسے اجازت دیکے

فرمایا ایسے تماشے اور تقلیین کرکہ جسے خواجہ حسن دیکھکر خوش ہو خواجہ حسن نے کہا صاحب تمنے سب طرحکے تکلفات اس ضیافت مین کیے پھر جب عبداللہ نے نزدیک اونکے کھڑے ہوکر طبلہ بجانا شروع کیا مرجینا آگے اوسکے ہوکر ناچنے لگی اور طرح طرحکے ناچ دکھاکر سب کو خوش کیا پھر مرجینا خنجر کمر سے نکال اور ہاتھ مین لے ناچنے لگی اور سب ناچون سے اس قسم کا ناچ بہت اچھا اون سب کو معلوم ہوا مین رقص مین مرجینا کبھی خنجر کو اپنی بغل مین رکھتی اور کبھی اوسکو اپنے پیٹ پر بعد تھوڑی دیر کے اوسنے طبلہ عبداللہ سے لیکر اپنے بائین ہاتھ مین پکڑا اور خنجر کو دہنے مین اور طبلہ اوٹھا کے واسطے لینے انعام کے کہ معمول تماشا کرنیوالونکا ہی آگے علی بابا کے گئی علی بابا نے اوسکو ایک اشرفی دی پھر مرجینا طبلے کو آگے علی بابا کے بیٹے کے لیگئی اوسنے بھی ایک اشرفی دی خواجہ حسن نے دیکھا کہ وہ میرے پاس بھی آویگی وہ آگے سے اشرفی نکالنے مین مشغول ہوا مرجینا نے قابو پاکے نہایت چستی اور دلاوری سے ایسا خنجر اوسکے جگر مین مارا کہ خواجہ حسن فوراً مرگیا علی بابا اس حال کو دیکھکے ڈرا اور مرجینا پر غصے ہوکے کہنے لگا کہ ای کمبخت تونے یہ کیا کام کیا چاہتی ہی کہ مجھے مطلبے مین ڈالے اور خراب کرے مرجینا نے کہا یہ کام مین نے آپکی خرابی کا نہین کیا بلکہ سلامتی کیواسطے اسکی قبا کھولکے ذرا دیکھو پھر علی بابا نے جب اوسکی قبا کھولی تو اوسمین ایک پیش قبض پائی کہ چھپی ہوئی تھی پھر اوسنے علی بابا سے کہا یہ تمہارا دشمن جانی تھا اور اچھی طرح سے بغور دیکھو اور پہچانو کہ یہ وہی روغن فروش ہی کہ سردار ٹھگونکا تھا اور جو تمہارے قتل کرنے پر مستعد تھی اسلیے نہین چاہتا تھا کہ تمھارا نمک کھائے جسوقت کہ تمنے حال اوسکے نمک نہ کھانیکا کہا اسیوقت مین نے اوسکو آکر دیکھا اور پہچانا اور مجھے تورنے سے معلوم ہوا تھا کہ وہ تمھارے مارنیکے درپے ہی الحمد للہ مین نے جو خیال کہ کیا تھا وہ مطابق ہوا علی بابا نے از سر نو مرجینا کی شکر گذاری کی کہ تو نے دوبار اسکے ہاتھ سے مجکو بچایا پھر اوسکو اپنے گلے سے لگا کے آزاد کیا اور کہا عوض اسقدر نمک حلالی کے تیری شادی اپنے بیٹے کے ساتھ کرتا ہون پھر علی بابا نے اپنے بیٹے سے کہا مین جانتا ہون کہ تم سعادتمند ہو جو مین کہونگا اوسکو دلسے مانوگے مرجینا کی شادی چاہتا ہون کہ تمھارے ساتھ کرون کہ وہ نہایت خدمتگزار اور خیر خواہ ہی اب یہ یقین تصور کرو کہ غرض خواجہ حسن کی تمھارے ساتھ دوستی کرنیکی یہی تھی کہ وہ فریب دیکر مجکو قتل کرے مگر اس مرجینا نے اپنی ہوشیاری اور چالاکی سے اوسکو مارکے ہم سبکو بچایا اوسکا بیٹا یہ سنکر دلسے مرجینا کے ساتھ شادی کرنیکو راضی ہوا پھر علی بابا اور اوسکے بیٹے نے اس ہوشیاری اور احتیاط سے خواجہ حسن کو اوٹھا کر اسی باغ مین دفن کیا کہ بہت برسون تک کسیکو یہ حال معلوم نہوا پھر علی بابا نے اپنے بیٹے کی شادی مرجینا کے ساتھ بڑی دہوم سے کی اور اپنے دوستون اور ہمسایون کا بڑے تکلف سے سامان ضیافت کا کیا اور اونکو ناچ اور تماشے دکھلائے پھر علی بابا نے ٹھگون کے ڈر سے سوا اوس روز کے کہ اپنے بھائی قاسم کی لاش کو اوس غار سے اوٹھا لایا تھا اوس خزانے کی طرف جانا موقوف کیا مگر ایک دن وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے بڑی ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ اوس خزانے کی طرف گیا راہ مین نشان قدم آدمی اور گھوڑون کے نہ دیکھکر بہت مطمئن ہوا جب نزدیک اوس خزانے کے پوہنچا اپنے گھوڑے سے اوترکر اوسکو باندھا اور پاس دروازے کے جاکے اپن سمسم کہ جسے فراموش نہین کیا تھا کہا دروازہ کھل گیا اور خزانے کے اندر جاکے دیکھا کہ سب اسباب اوسمین بجنسہ رکھا ہی اس امر سے اوسے یقین ہوا کہ اب کوئی ٹھگ زندہ باقی نہین رہا اور اوسکے سوا کوئی

دوسرا شخص اوس خزانے کے راز سے واقف نہ تھا پھر وہ بقدر بار اوٹھانے اپنے گھوڑے کے اشرفیان وہان سے بھرکے گھر لایا اور اپنے بیٹے کو بھی اوس خزانے کو دکھلا کر دروازے کے کھلنے اور بند ہونیکے راز سے آگاہ کیا اور وہ دونون اپنی عمر بھر بدولت اوس خزانے کے بڑی آسایش اور چین سے اوس شہر مین رہے ملکہ شہرزاد نے اس قصے کو صبح کے ہوتے تمام کیا اور دوسری شبکو اور ایک قصہ اسطرح سے کہنا شروع کیا

قصہ علی خواجہ اور سوداگر شہر بغداد کا

عہد سلطنت مین خلیفہ ہارون رشید کے ایک سوداگر علی خواجہ نام شہر بغداد مین رہتا تھا اور بضاعت قلیل مین تجارت کیا کرتا اور اپنے دادے پردادے کے بنائے ہوئے گھر مین رہتا اور عیال اطفال اوسکے کوئی نتھا اوس سوداگر نے تین شب متواتر خواب مین دیکھا کہ کوئی بزرگ اوس سے کہتا ہی کہ تو حج کو کہ تجھ پر فرض ہی کسواسطے نہین جاتا علی خواجہ اس خواب کو دیکھکر بہت ڈرا اور اوس بزرگ کے کہنے نے اوسکے دلمین ایسی تاثیر کی کہ سب اپنا اسباب اور دوکان کو بیچکر عزم بیت اللہ کے جانیکا اپنے دلمین مصمم کیا اور اپنی حویلی مین ایک کرایہ دار کو رکھہ ہمراہ ایک قافلے کے کہ مکے کو جاتا تھا ہو لیا اور قبل جانیکے اوسنے ایکہزار اشرفی کو کہ بغداد مین اوسکو پس انداز ہوئی تھین ایک ٹھلیا مین رکھا اور اوپر اوسکے روغن زیتون بھر مونہہ اوسکا اچھی طرح سے بند کیا اور ایک سوداگر کے گھر کہ اوسکا دوست قدیم تھا لیگیا اور کہا یقین ہی کہ آپنے سنا ہوگا کہ مین اندنون واسطے حج کرنے کے بیت اللہ ہمراہ فلانے قافلے کے جاتا ہون ایک ٹھلیا روغن زیتون کی امانت رکھنے کو تمھارے پاس لایا ہون اسکو میری مراجعت تک اپنے پاس بطور امانت کے رکھیے اوس سوداگر نے کنجی اپنے گدام کی علی خواجہ کو دیکر کہا تم آپ گدام کو کھولکر جس جا پر کہ تم چاہو اوسکو رکھدو پھر حج سے آکر اپنی امانت کو بجنسہ لے لینا علی خواجہ نے اوس ٹھلیا کو ایک حجرے مین رکھا اور اوسکو مقفل کرکے کنجی اوسکی اوس سوداگر کو سونپ دی اور اپنے مال تجارت کو ایک اونٹ پر بار کرا اور اوسپر سوار ہو قافلے کے ساتھہ روانہ ہوا جب وہ مکے کو مع الخیر پہونچا اور ذیحجہ کے مہینے مین کہ ہزارون مسلمان حاضر ہوکر حج اوسمین کرتے ہین اوسنے مناسک طواف کے بخوبی ادا کیے اور بعد اسکے کہ طواف سے فراغت حاصل کرے اپنے اسباب تجارت کو بیچنے کیواسطے نکالا اتفاقاً دو سوداگر سیر کرتے ہوے علی خواجہ کی دکان پر گئے اور اوسکے اسباب کو دیکھکے بہت خوش ہوے اور پسند کرکے آپسمین کہنے لگے کہ اگر یہ سوداگر اس اسباب کو کیرو مین جو دارالسلطنۃ مصر کا ہی لیجاوے تو بہت قیمت سے بکیگا علی خواجہ کہ آگے سے تعریف مصر کی سنکر اوسکے دیکھنے کا مشتاق تھا اسبات کو سنکر زیادہ تر اوسکو اشتیاق ہوا اور بغداد جانے کا ارادہ موقوف کرکے مصر کا عزم بالجزم کیا اور ایک قافلے کے ساتھہ ہوکے اودھر کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا اوس ملک کی سیر کرکے نہایت خوش ہوا اور اپنا اسباب وہان بیچکر بہت فائدہ اوٹھایا اور دوسرا اسباب خریدکر ارادہ دمشق جانیکا کیا اور ایک مہینے تک کیرو مین رہکے سیر اہرام کی کہ کنارے دریاے نیل کے کئی منزلون سے نظر آتے ہین اور بھی بہت شہرون مشہور کو کہ جو کنارے دریا کے آباد تھے دیکھہ دمشق کیطرف روانہ ہوا راہ مین وہ سلیم اور اوسکی مسجد کی جو مسلمانون نے تعمیر کی تھی زیارت کی اور شہر دمشق مین داخل ہوکر اوسکو نہایت آباد اور آراستہ پایا اور چشمے بکثرت دیکھے کہ زراعت و باغات کو شگفتہ اور بار ور رکھتے غرض وہان ہر طرح کی کیفیت دیکھکر علی خواجہ بغداد کو بھول گیا پھر وہانسے حلب و موصل و شیراز کو گیا اور وہانسے باآرام تمام بغداد مین بعد

سات برس کے پونچا اب حضور انور سے بیان سوداگر بغدادی کا سُننا چاہیے کہ اس سات برس کی مدت مین اوسنے نہ تو کبھی علی خواجہ کو اور نہ اوسکی امانت کو یاد کیا اتفاقاً ایکدن شام کیوقت اپنی بی بی کے ساتھ کھانا کھاتا تھا کہ کچھ مذکور روغن زیت کا چلا اُسکی بی بی نے کہا میرا جی اوسکے کھانے کو بہت چاہتا ہے اوس سوداگر نے کہا تمہارے روغن زیت کے ذکر کرنے سے مجھکو علی خواجہ یاد آیا سات برس ہوئے ہین کہ مکے کا حج کرنے گیا ہے اور وقت جانیکے ایک ٹھلیا روغن زیت کی امانت میری فلانی کوٹھری مین چھوڑ گیا مگر کچھ معلوم نہین کہ اب علی خواجہ کہان ہے آگے ایک اہل قافلے سے کہ حج کرکے یہان آیا تھا اتنی خبر سُنی تھی کہ علی خواجہ مصر کیطرف مکے سے گیا ہے خدا جانے کہ اب جیتا ہے یا مر گیا اگر اوسکا روغن زیت بگڑ نگیا ہو تو اوسمین سے تھوڑا سا نکالکر چکھین مجھے ایک کابی اور روشنی دو تاکہ روغن زیت کو اوس ٹھلیا سے نکالکر چکھون اوسکی بی بی نے کہ نہایت با ایمان اور بادیانت تھی کہا خدا کیواسطے ایسا بُرا کام نکر امانت مین خیانت ہو تمکو کہانسے یقین ہوا کہ اب وہ مصر سے زندہ نہ پھریگا اُسکے مرنیکی خبر ابتک تمنے کسی سے نہین سُنی کیا عجب ہے کہ وہ صحیح و سالم کل یا پرسون یہان پھر آوے اوسوقت تمکو اس خیانت سے نہایت خجالت ہووے اگر تم اوسکی امانت بجنسہ اوسکو نہ سونپوگے سبب ہماری ذلت اور رسوائی کا ہوگا مین روادار ایسے بُرے کام کی نہین اور نہ اوس روغن کو چکھونگی ہاں اسکے تم خیال کرو کہ سات برس کے عرصے مین کب وہ روغن اچھا اور قابل کھانے کے رہا ہوگا مین تجھے قسم دیتی ہون کہ اس ارادے سے باز آ اوس نیک بی بی نے اپنے شوہر یعنی اُس تاجر بغدادی کو بہت سمجھایا اور منع کیا کہ علی خواجہ کے روغن زیت کو ہاتھ نہ لگا یہانتک کہ وہ اس ارادے سے پشیمان ہوا اور اوسوقت اس خیال سے باز آیا مگر دوسرے وقت پھر وہ سوداگر کابی لے اپنی کوٹھری کو چلا اوسکی بی بی نے دیکھکر کہا مین اس بدکام مین تیری شریک نہین ایسے بُرے کام سے مقرر کوئی آفت تجکو پونہچے گی اوس سوداگر نے یہ سُنا اور اپنی بی بی کے کہنے پر کچھ خیال نکیا اور کوٹھری مین جاکر اوسنے اوس ٹھلیا کو کھولا وہ روغن سڑکے نہایت متعفن ہوگیا تھا باوجود اسکے سوداگر نے ٹھلیا کو ہلاکے ایک قاب اوس روغن سے بھری اتفاقاً ایک اشرفی ہمراہ روغن زیت کے قاب مین نکل آئی اوس سوداگر نے اشرفی کو دیکھتے ہی لالچ سے سب روغن زیت کسی ظرف مین اونڈیل کے دیکھا کہ اشرفیان بھری ہین اُسنے اوسوقت اوس روغن کو پھر ٹھلیا مین ڈالدیا اور مونہہ اوسکا بندکر کوٹھری سے نکل آیا اور اپنی بی بی سے کہا تو سچ کہتی تھی مینے اوس روغن کو نہایت بوسیدہ اور خراب پایا اسیطرح سے مین اُس ٹھلیا کے مونہہ کو باندھکر چلا آیا مگر وہ سوداگر رات بھر اسی خیال مین رہا کہ کسیطرح سے وہ سب اشرفیان علی خواجہ کی اپنے تصرف مین لاؤن فجر کو اُس نے اشرفیان نکال اور روغن زیت تازہ بازار سے مول لاکر اوسمین بھر اور مُنہ اوس ظرف کا اوسیطرح سے بندکر کوٹھری مین رکھدیا قدرت خدا سے بعد ایک مہینے کے علی خواجہ بغداد مین آکر اپنے دوست یعنی تاجر بغدادی کی ملاقات کو گیا سوداگر نے اوس سے معانقہ کیا اور بظاہر نہایت خوش ہوا الغرض بعد استفسار خیر و عافیت از ذوق و شوق کے علی خواجہ نے سوداگر سے اپنی امانت مانگی اور کہا ذرا تکلیف کرکے اوس میری روغن زیت کی ٹھلیا کو عنایت کیجیے اوس سوداگر نے جواب دیا کہ صاحب مجھے معلوم نہین کہ تمنے کس جگہ کوٹھری مین رکھی تھی کنجی لو اور اوسکو کھولکر اپنی امانت نکال لیجاؤ علی خواجہ کوٹھری مین جا اپنی ٹھلیا کو نکال لایا اور اوس سوداگر سے رخصت ہوکر اپنے گھر گیا اور جبکہ اوسنے ٹھلیا مین اشرفیان نپائین نہایت متردد ہوا اور امانت

گم ہونے سے نہایت رہا اور اوس سوداگر سے جاکر کہا اے دوست مین اپنے خدا کو کہ حاضر و ناظر ہے گواہ کرکے کہتا ہون کہ مین وقت جانے
حج کے ایک ہزار اشرفی ٹھلیا مین رکھ گیا تھا اب مین اونکو نہین پاتا اسکا کیا سبب ہے اور اگر تمنے عند الضرورت اونکو صرف کیا ہو
مضایقہ نہین جب چاہنا دینا سوداگر نے اشرفیون کے لینے سے انکار کیا اور کہا صاحب تم وقت جانے کے ٹھلیا روغن زیت کی اکر
اپنے ہاتھ سے میری کوٹھری مین رکھ گئے تھے مجکو کیا معلوم تھا کہ اسمین اشرفیان تھین یا روغن چنانچہ تم اوس ٹھلیا کو بجنسہ وہان سے
اوٹھا لیگئے اب تم مجھ پر اشرفیون کی تہمت کسواسطے کرتے ہو مجھسے بہت بعید ہے کہ ایسی بات کہو صاحب وقت رکھنے امانت کے تمنے
کچھ مجھسے کہا سُنا تھا کہ ہزار اشرفیان ٹھلیا مین رکھے جاتا ہون تمنے صرف اظہار روغن کا کیا تھا دیکھو وہ موجود ہے اگر اشرفیان ہوتین
اونکو بھی اگر پاتے ہر چند علی خواجہ نے اوس سوداگر سے منت و سماجت کی اور بہت رو رو کر کہا کہ میرا مایہ توکل اور تمام عمر کی کمائی
وہی ہزار اشرفی تھی امیدوار ہون کہ میرے حال پر رحم کرکے اونکو عنایت کرو سوداگر نے درشت ہو کر کہا تم بڑے ایماندار ہو مجھپر بہتان
اوڑاتے ہو اسواسطے ہو میان یہانسے چلے جاؤ میرے گھر پھر نہ آنا تمھارا حال معلوم ہوا کہ بڑے دغاباز اور مفتری ہو یہ گفتگو علی خواجہ اور
سوداگر سے ہوتی تھی کہ بہت لوگ اوس محلے اور شہر کے جمع ہو گئے تھے اونکے اظہار اور بیان سے یہ حال سب بغداد مین مشہور ہو گیا
اور ہر وضیع و شریف نے سُنا کہ علی خواجہ نامے ایک شخص نے ہزار اشرفی ٹھلیا مین پوشیدہ کر فلانے سوداگر کے گھر امانت رکھی تھین
اب جو وہ بعد سات برس کے حج سے پھر آیا ہے وہ سوداگر اشرفیون کے رکھنے سے منکر ہوا اور جھوٹی قسم کھانے پر مستعد اور موجود ہوا آخر
علی خواجہ تنگ ہو کر اوس سوداگر کو قاضی کے محکمے مین لیگیا اور قاضی سے دعوی ایکہزار اشرفی کا اوس تاجر پر کیا قاضی نے علی خواجہ
سے پوچھا کہ تو گواہ اپنے دعوے پر رکھتا ہے اوسنے کہا مین نے بخوف افشاے راز کے کسیکو گواہ نہین کیا اور مین اس سوداگر کو اپنا
دوست اور نہایت متدین سمجھتا تھا تب قاضی نے واسطے قسم کے اوس تاجر بغدادی پر حکم کیا اوس تاجر نے قسم کی کہ مین علی خواجہ
کی اشرفیون سے اصلا واقف نہین قاضی نے اوس سوداگر کو بیقصور سمجھکر چھوڑ دیا علی خواجہ قاضی کے انصاف سے مایوس ہوا دوسرے
دن عرضی اپنے دعوے کی لکھواکر حضور مین خلیفہ ہارون رشید کی جسوقت کہ وہ واسطے پڑھنے نماز جمعے کے جامع مسجد کو جاتا تھا
گذرانی خلیفہ نے عرضی کو پڑھا اور اوسکے مضمون پر مطلع ہو کر فرمایا کہ کل مدعی اور مدعا علیہ حاضر ہون مین اس مقدمے کو آپ فیصل
کرونگا اور وقت شام کے حسب معمول واسطے دریافت کرنے حال شہر کے بھیس بدلکر نکلا راہ مین ایک جگہ شور و غل لڑکون کے
کھیلنے کا سُنا اور دور سے دیکھا کہ دس بارہ لڑکے چاندنی مین باہم کھیلتے ہین خلیفہ کھڑا ہوا اور چاہا کہ کھیل اون کا چھپکر دیکھے
چنانچہ ایک لڑکے نے کہ نہایت خوبصورت اون سب بچون مین تھا دوسرے لڑکون سے کہا آؤ ہم تم سب ملکے قاضی کی
نقل کرین مین قاضی بنتا ہون اور تم مین سے ایک لڑکا علی خواجہ اور دوسرا سوداگر بغدادی جسکے پاس وہ ایک ہزار اشرفی
امانت رکھکر حج کو گیا تھا بنے پھر تم اون دونون کو میری حضور مین حاضر کرو خلیفہ نام علی خواجہ اور اوس سوداگر کا سُنکر متحیر ہوا
کہ کل اسی مضمون کی عرضی راہ مین کسی شخص نے گذرانی ہے اور مین نے اوسکو پڑھا دیکھون تو یہ لڑکا اس مقدمے مین کیا
تجویز کرتا ہے پھر خلیفہ آگے سے زیادہ تر مشتاق ہو بغور اونکی نقل کو دیکھنے لگا اور اپنے دل مین تصور کیا کہ یہ مقدمہ اسقدر

شہر مین مشہور اور ضرب المثل ہی کہ ہر کوئی یہانتک کہ لڑکے بھی جانتے اور اوسکی نقل کرکے آپسمین کھیلتے ہین بہرکیف اون لڑکون نے اپنے مین سے ایک کو علی خواجہ مدعی اور دوسرے کو سوداگر بغدادی مدعا علیہ قرار دیکر روبرو اُس لڑکے کے کہ جو قاضی بنکے بڑے شکوہ سے بیٹھا تھا لیگئے اوس جعلی قاضی نے علی خواجہ فرضی سے پوچھا کہ تو کیا دعوی اس سوداگر پر رکھتا ہی علی خواجہ نے اپنے دعوے کو بہ تفصیل بیان کیا اوس جعلی قاضی نے اوسکا دعوی سُنکر اوس سوداگر سے پوچھا کہ تو نے اوسکی اشرفیان کیا کین اوس فرضی سوداگر نے وہی جواب دیا کہ جیسا اصلی سوداگر نے قاضی شہر کو دیا تھا اور قسم کھانے پر مستعد ہوا اُس فرضی قاضی نے کہا قبل اسکے کہ تو قسم کھاوے مین چاہتا ہون کہ اوس گھڑے کو دیکھون جسمین مدعی نے روغن زیت کو بھر کے تیرے گھر مین امانت رکھا تھا پھر علی خواجہ فرضی سے کہا کہ جلدی اوس ٹھلیا کو لا علی خواجۂ فرضی نے اوسے لاکر حاضر کیا اوس فرضی قاضی نے بہ تکرار اون دونون متخاصم سے پوچھا کہ یہ ٹھلیا وہی ہی جسکو مدعی گھر مین مدعا علیہ کے رکھکر گیا تھا اون دونون نے کہا یہی ٹھلیا ہی پھر اوس قاضی نے کہا کہ اوسے کھولکے ذراسا روغن میرے نزدیک لاؤ تاکہ اوسکے ذائقے کو دریافت کرون کہ کیسا ہی آخر ذراسا روغن چکھ کر کہا کہ اسکا مزا بہت اچھا ہی مین جانتا تھا کہ سات برس کے بعد بدمزہ اور سڑ گیا ہوگا پھر اوس قاضی فرضی نے فرمایا کہ دو روغن فروشون کو بازار سے بلا لاو وہ لڑکے اپنے گروہ سے دو لڑکون کو روغن فروش قرار دیکر سامنے قاضی فرضی کے لیگئے اوس قاضی نے اون سے پوچھا کہ تم روغن فروش ہو اونھون نے کہا ہان ہم لوگ خرید وفروخت روغن زیت کی کیا کرتے ہین اور ہمارا قدیم سے یہی پیشہ اور روزگار ہی تب اوس قاضی نے اُنسے پوچھا کہ روغن زیت کتنی مدت تک اچھا رہتا ہی اور بدذائقہ نہین ہوتا اونھون نے کہا صاحب اگر کوئی کتنی ہی تدبیر اور احتیاط سے روغن زیت کو رکھے تین برس کے بعد رنگ بو مین اوسکے فرق ہو جاتا ہی بلکہ اوسے پھینک دیتے ہین پھر اوس لڑکے قاضی نے کہا اُس روغن زیت کو جو اس ٹھلیا مین ہی دیکھکر تجویز کرو کہ کتنی مدت کا ہی اور اوسکا مزا کیسا ہی اون روغن فروشون فرضی نے اوس ٹھلیا سے روغن زیت کو جھوٹ موٹ نکالکر دیکھا اور چکھ کر کہا کہ یہ روغن بہت اچھا اور خوش مزا ہی اوس قاضی جعلی نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو علی خواجہ سات برس ہوے ہین کہ اُس روغن کو اس ٹھلیا مین بھر کر حج کو گیا تھا اون فرضی روغن فروشون نے کہا آپ جو چاہیے سو فرمائیے مگر یہ روغن ایک برس سے زیادہ کا نہین اسی سال کا بنا ہی کوئی سوداگر بغداد مین نہین کہ جو اس امر کو نہ جانتا ہو چنانچہ اوس سوداگر نے بھی جو مدعا علیہ تھا اوس روغن کو سونگھ اور چکھ کر اس امر کا اقرار کیا تب فرضی قاضی نے سوداگر سے جو مدعا علیہ تھا کہا کہ تو چور ہی تو نے کام قابل پھانسی پانیکے کیا ہی لڑکے یہ سُنکے کودنے اور تالیان بجانے لگے اور اوس لڑکے کو جسے سوداگر بغدادی اور مدعا علیہ قرار دیا تھا پکڑ کے واسطے سزا دینے کے لیگئے خلیفہ ہارون رشید اوس لڑکے کی فراست کو کہ قاضی بنا تھا دیکھکر نہایت خوش ہوا اور قرار دیا کہ کل اسیطرح سے اس مقدمے کو مین انفصال کرونگا پھر جعفر وزیر سے کہ حاضر تھا فرمایا کہ تو اس لڑکے کو جسنے اوسوقت قاضی بنکر مقدمے کو فیصل کیا ہی پہچان رکھہ کل اسکو میری حضور مین حاضر کیجیو تاکہ اوس مقدمے کو اسیطرح میرے روبرو فیصل کرے اور قاضی شہر بھی حاضر ہو کر فیصل کرنا مقدمے کا اس بچے سے سیکھے

اور علی خواجہ مدعی سے کہلا بھیج کہ کل اوس ٹھلیا کو اپنے ساتھ لیتا ہوا آوے اور دو روغن فروش شہر کے بھی اوسوقت حاضر ہوں خلیفہ یہ سب
حکم راہ مین وزیر کو دے کر اپنے محل مین داخل ہوا صبح کو وزیر اوس محلے مین جہان لڑکون نے قاضی کی نقل کی تھی گیا اور اونکے
اوستاد سے پوچھا اوسنے کہا وہ سب لڑکے اپنے اپنے گھر گئے ہین وزیر نے اونکے ماں باپ کو بلا کے فرمایا اپنے اپنے لڑکون کو جلد
حاضر کرو چنانچہ ہو لوگون نے سنا اون لڑکون کو حاضر کیا وزیر نے اونسے پوچھا کہ تم مین سے کل رات کو کس لڑکے نے قاضی بنکے علی خواجہ کے
مقدمے کو فیصل کیا تھا سب سے بڑے لڑکے نے کہا مین قاضی بنا تھا وزیر نے اوس سے کہا میرے ساتھ چل خلیفہ نے تجکو یاد فرمایا ہے
ماں اوس لڑکے کی ڈر گئی اور رونے لگی وزیر نے اوسکی تسلی کی کہ تو کچھ اندیشہ نکر ایک گھڑی کے بعد تیرے لڑکے کو پہنچا دونگا اوسکی ماں
نے مطمئن ہو اوس لڑکے کو اچھے کپڑے پہنا وزیر کے ہمراہ کر دیا وزیر نے اوسکو خلیفہ کی حضور مین حاضر کیا خلیفہ نے وقت اجلاس کے اوس
بچے کو اپنے ساتھ بٹھا لیا پھر جب متخاصمین حاضر ہوے خلیفہ نے اونسے فرمایا تم ہر ایک اپنے حال کو اس لڑکے سے کہو وہی تمہارے
مقدمے کو تجویز کریگا علی خواجہ اور اوس سوداگر نے اپنا اپنا حال اوس لڑکے سے ظاہر کیا اور وہ سوداگر بعد انکار کرنے کے مستعد قسم
کھانے کا ہوا اوس لڑکے نے کہا ابھی قسم کھانا ضرور نہین پہلے اوس ٹھلیا کو لا کے حاضر کرو چنانچہ فی الفور وہ ٹھلیا روغن زیت کی اوسکے
آگے رکھی گئی خلیفہ نے اوسکا مونہہ کھلوا کے اوس روغن کو چکھا اور دوسرے روغن فروشونکو کہ حاضر تھے اوس روغن کو دکھلایا اور
چکھایا اون سب نے کہا کہ فرو ہر روغن کا بگڑا نہین اسی برس کا ہے تب اوس لڑکے نے اونسے کہا تم خلاف کہتے ہو اسواسطے کہ علی خواجہ
نے اوسکو سات برس ہوے ہین کہ اس ٹھلیا مین بھر کر رکھا ہے اس برس کا روغن کہانسے اوسمین آگیا روغن فروشون نے بعینہ وہی جواب دیا کہ
جو اون روغن فروشون فرضی نے کھیلنے کے وقت کہا تھا آخر اوس سوداگر بغدادی نے قائل ہو کے اپنے قصور کا اقرار کیا اوس لڑکے
نے خلیفہ سے عرض کیا کہ خداوند جسنے کل آپ اسمین کھیل مین نقل کی تھی ہمکو مقدور دینے سزا مجرم کا نتھا اب کہ یہ مقدمہ آپ کی حضور مین فیصل
ہوا اوسکو سزا دے کر ہزار اشرفی اوس سے علی خواجہ مدعی کو دلوا دیجیے کہ حق اوسکا ثابت ہوا خلیفہ نے حکم کیا کہ اوس
سوداگر کو پھانسی دو اور اوس سے پوچھو کہ ہزار اشرفی علی خواجہ کی کہان ہین جہان بتائے وہان سے نکال علی خواجہ
کے حوالے کرو اور اوس لڑکے کو اپنے گلے سے لگا کر ایک ہزار اشرفی انعام دی اور اوسکے گھر کو پہنچا دیا ملکہ شہرزاد
نے اس قصے کو تمام کر کے سلطان شہریار سے عرض کیا کہ ابھی اور بہت قصے اس سے اچھے مین کل کی رات مین شروع کرونگی

قصہ کل کے گھوڑے کا

آپکو خوب معلوم ہوگا کہ نوروز کو ہزارون برس سے پارس کے رہنے والے دن عید کا جانکر بہت خوشی کرتے تھے خصوصاً
قوم آتش پرست اوسدن ناچ اور تماشے دیکھتے اور اسباب نادر اور تحفے اچھے بادشاہ اور امیرون کی حضور مین بطریق
نذر کے گذرانتے اور دور دور سے سب طرح کے کاریگر اسباب نفیس اور اشیاے عجیب حضور مین بادشاہ عہد کے لاتے اور
ہزارون روپے انعام پاتے چنانچہ کسی زمانے مین نوروز کے دن کوئی بادشاہ پارس کا کہ داد و دہش مین شہرۂ آفاق تھا
جشن کے واسطے باہر شہر کے گیا اور سب امیرون وزیرون امرا ارکان دولت نے حاضر ہو کے نذرین دین اور تحفے گذرانے اور کاریگرون

نے اچھی اچھی چیزین بنالاکر پیشکش کین منجملہ اونکے ایک ہندی شخص بھی اوس بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا اور بعد بجالانے کورنش
کے ایک گھوڑا کل کا نذر گذرانکر عرض کیا خداوند غلام اس گھوڑے کو بڑی حکمت ور کاریگری سے بہت دنون مین خاص حضور
کیواسطے بنالایا ہی یقین کہ ایسا تحفہ اور نادر چیز کسی نے آپکی حضور مین ابتک نہ گذرانی ہوگی بادشاہ نے کہا یہ گھوڑا لکڑی کا
بنا ہوا ہی اور اوسپر تو نے چاندی سونے کا اسباب لگا کے بڑا تکلف کیا اس سے اچھا کاریگر اس شہر کے بنا سکتے ہین بجز آرایش
ظاہری کے اور کوئی چیز مین اس گھوڑے مین نہین دیکھتا ہندی نے عرض کیا خداوند مین اس گھوڑے کی صورت اور اسباب
ظاہری کی تعریف نہین کرتا بلکہ مین نے اوسمین وہ صنعت اور کاریگری رکھی ہی کہ بجز میرے دوسرے کا مقدور نہین کہ او
بنا سکے یا اوسکی کنہ کو پونہچے خداوند اس گھوڑے مین ایسی کل ہی کہ اگر مین یا کوئی دوسرا شخص جسے مین اوس کل کو بتاودن
سوار ہوکر اسکو گھمائے فوراً وہ گھوڑا پرندے کے مانند ہوا پر اوڑے اور ایک گھڑی کے عرصے مین سو دو سو کوس کل کے زور سے
چلا جائے اور پھر وہین پر پھر آئے اگر ارشاد ہو تو مین امتحاناً اوسپر سوار ہوکر حضور کو دکھلاؤن بادشاہ سنکر نہایت مشتاق ہوا کہ اوسکو
دیکھے اور اوس کاریگر کے جھوٹ سچ کو آزماوے پھر اوسکو اجازت سوار ہونے کی دی ہندی ایک پانون اپنا اوس گھوڑے کی
بائین رکاب مین رکھ کے اوچک خانۂ زین مین جا بیٹھا اور دوسرے پانون کو دوسری رکاب مین رکھ لیا پھر بادشاہ سے عرض کیا
کہ کدھر جانے کو حکم ہوتا ہی دار السلطنت شیراز سے ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر ایک بہت بلند پہاڑ تھا کہ اوس جا سے جہان بادشاہ
اور اوسکے ارکان دولت تھے دکھائی دیتا بادشاہ نے فرمایا کہ وہ پہاڑ اگرچہ بہت دور نہین مگر تیرے امتحان کیواسطے کافی ہی
وہانتک جا اور ایک پتا کھجور کے درخت کا جو نیچے اوس پہاڑ کے لگا ہی توڑ کر لے آ ہنوز بادشاہ نے اسبا تکو تمام نہین کیا تھا کہ اوس
ہندی نے پیچ کو جو اوس گھوڑے کی گردن کے پاس لگا ہوا تھا مروڑا فی الفور وہ گھوڑا زمین سے ہوا پر اوڑا اور مانند برق کے
اوس پہاڑ کیطرف گیا اور بسبب بعد مسافت کے نظر سے سب کی غائب ہوا بادشاہ اور اوسکے ارکان دولت اس امر عجیب کو دیکھکر
نہایت متحیر ہوے اور ایک آواز واہ واہ کی ہونے لگی پاؤ گھڑی بھی نگذری تھی کہ وہ گھوڑا پھر اون سبکو نظر پڑا اور دیکھا کہ شاخ
کھجور کی اوس ہندی کے ہاتھ مین ہی وہ طرفۃ العین مین گھوڑے کو زمین پر لا کر اوترپڑا اور اوس شاخ کھجور کو گذرانا بادشاہ اس
حال کو دیکھکر نہایت مشتاق ہوا کہ اوس گھوڑے کو مول لے پھر اوسکی قیمت پوچھی اوس ہندی نے کہا خداوند مین اس گھوڑے کو
بیچتا نہین مگر ایک شرط سے اسکو نذر کرتا ہون کہ جو مین آپ سے درخواست کرون وہ مقبول ہو بادشاہ نے کہا تو جانتا ہی کہ ملک ایران کا بہت
زرخیز اور آباد ہی اور اوسکے سب شہر برابر ایک ہی ملک کے ہین حاکم اونکا شل بادشاہ ہونکے ہوتا ہی جس شہر کو کہ تو پسند کرے حاصل اوس شہر کا بجگہ
دیگر حاکم وہانکا کرون ہندی نے کہا مجکو طمع شہر و مال و زر و دولت کی نہین میرا مطلب اور ہی اگر ارشاد ہو اور میری گستاخی معاف فرماؤ تو اوسکو عرض
کرون بادشاہ نے کہا مین نے تیرا قصور معاف کیا تو اپنے مطلب کو بخوف و خطر عرض کر اوسنے عرض کیا مین اس گھوڑے کو اس شرط پر نذر حضور کیا
کرتا ہون کہ حضور عقد شہزادی کا میرے ساتھ کردین بادشاہ نے ہنوز اوسکو کچھ جواب نہین دیا تھا کہ سب ارکان دولت اوسکی درخواست کو
سنکر اوس ہندی پر نہایت آشفتہ اور برہم ہوے مگر بپاس ادب بادشاہ کے اوسکو کچھ نہ کہا اور دم بخود ہو رہے بہانتک کہ

بڑا بیٹا بادشاہ کا فیروز شاہ نام کہ وہ بعد اوسکا تھا اس بات کو سنکر نہایت خوش ہوا اور بہت برا مانا اور دل مین سوچا کہ یہ ہندی نالائق کیا رتبہ اور حقیقت رکھتا ہی کہ شہزادی کے ساتھ کہ میری خواہر ہی کتخدا ہو بادشاہ سے عرض کیا کہ تمام ملکون مین بڑی ناموسی اور بے عزتی اس خاندان کی ہو گی اگر حضرت اس ہندی کی درخواست کو قبول فرماوینگے بادشاہ نے کہا اگرچہ یہ امر موجب ننگ کا مقرر ہی مگر بغیر اسکے ایسا گھوڑا کہ روے زمین پر پیدا نہین ہاتھ لگ نہین سکتا جب فیروز شاہ نے دریافت کیا کہ بادشاہ اس امر پر راضی ہی کہ عوض گھوڑے کے شاہزادی کو دے اور اس ہندی ذلیل کو داماد کرے اوس ہندی سے کہا بھلا مین تو اوسپر سوار ہو کر امتحان کرون اگر میرے امتحان مین ٹھہرا بادشاہ کو اختیار لینے نہ لینے کا ہی اوس ہندی نے کہا بہت خوب آپ بھی اسپر سوار ہو کے آزمالین یہ کہکر وہ گھوڑا شہزادے فیروز کے پاس لیگیا فیروز شاہ بے تامل اوس گھوڑے پر سوار ہوا اور دونون پاؤن اپنے اوسکی رکابون پر جما یکبارگی اوسکے پیچ گردن کے جیسا کہ ہندی کو مروڑتے دیکھا تھا گھمانے بمجرد گھمانے پیچ کے وہ گھوڑا مانند تیر کے جو اچھے تیرانداز سے چھٹتا ہی آسمان کیطرف بلند ہوا اور تھوڑے عرصے مین وہ گھوڑا شہزادہ فیروز سمیت بادشاہ اور اوسکے ارکان دولت کی نظرون سے غائب ہو گیا تب اوس ہندی نے نہایت متردد اور ششدر ہو کر بادشاہ سے عرض کیا کہ خداوند شہزادے نے جلدی کی اور اتنی فرصت نہ دی کہ مین سب حال کلون اور پیچون کا اوسکو بتاؤن کہ کس پیچ کے گھمانے سے وہ چلتا ہی اور کس پیچ کے گھمانے سے وہ نہین چلتا اور کس سے نیچے کو آتا ہی فقط میرے ایک کل کے گھمانے کو کہ وہ واسطے روانگی گھوڑے کے موضوع ہی دیکھ کر سمجھا کہ فقط اسی ایک کل سے وہ گھوڑا سب کام کرتا ہی اور حال اوس پیچ کا جسکے مروڑنے سے وہ گھوڑا پھر زمین پر جہان سے کہ اڑتا ہی آتا ہی مجھسے دریافت نہین کیا خدانخواستہ اگر کوئی صدمہ شہزادے کو پونچیگا غلام معذور ہی بادشاہ اس کلام کو ہندی سے سنکر نہایت متردد ہوا اور تصور کیا کہ مقرر کچھ صدمہ شہزادے کو پونچیگا بادشاہ نے اس امر کو سوچکر ہندی سے کہا پھر تو نے کسواسطے پھیرنے کی کل سے شہزادے کو آگاہ نہین کیا اوسنے جواب دیا آپ دیکھتے تھے کہ میرے گھوڑا لاتے ہی شہزادے نے بے تامل اوسپر بیٹھکر دفعۃً کل روانگی کی مروڑ دی جس سے گھوڑا یکبارگی آسمان پر ہوا کے مانند چڑھ گیا ایک بات کرنے کی بھی فرصت مین نے نہ پائی کیونکر اس امر سے مین شہزادے کو آگاہ کرتا مگر ایک امید پڑتی ہی کہ شاید جب بہت دور جاوے اوسوقت شہزادے کو اتفاقاً دوسرا پیچ ہاتھ لگ جاوے اور اوسکو پھیرے تو البتہ وہ گھوڑا زمین پر اوتر سکتا ہی بادشاہ نے کہا بالفرض اگر شہزادے کو وہ پیچ ہاتھ لگے جیسا کہ تو کہتا ہی اور اوسکو وہ گھماوے خدا جانے وہ گھوڑا اوسے لیکر پہاڑ پر اوترے یا دریا مین گرے ہندی نے کہا اس سے آپ خاطر جمع رکھین اگر وہ دریا مین اوترے گا تو کتنا ہی اوسکا پاٹ چوڑا ہو گا وہ پیر کے اپنے سوار سمیت خشکی مین نکل آویگا اور جدھر اوسکا سوار چاہیگا اودھر اوسکو لیجاویگا اور یہ ممکن نہین کہ شہزادہ وہ اوس پیچ کو پاکے پہاڑ یا جنگل مین اوترے سواے آبادی کے اور کہین قصداً اوترنے کا نکریگا بادشاہ نے فرمایا کہ مجھے تیری باتون پر یقین نہین آتا مین تین مہینے کی تجکو مہلت دیتا ہون اگر اس عرصے مین میرا بیٹا صحیح و سالم آیا یا مین نے اوسکی خبر خیر و عافیت کی سنی تو بہتر ورنہ تجکو جان سے مار ڈالونگا یہ کہکے بادشاہ نے حکم کیا کہ اس ہندی کو لیجا کر قید کرو پھر اپنے محل مین نہایت مغموم اور اندوہگین گیا اور وہ خوشی جشن نوروز کی غم والم سے مبدل ہوئی اب حال فیروز شاہ کا سنو کہ وہ بدستور

ہوا مین آسمان کیطرف بلند ہوتا جاتا تھا چنانچہ ایک گھڑی کے عرصے مین وہ اسقدر بلند ہوا کہ مطلقاً زمین اوسے نظر نہ آتی تھی اور
پہاڑ اوسکو مانند ایک ڈھیلے مٹی کے وہان سے نظر پڑتا تھا تب اوسنے چاہا کہ جہان سے مین چڑھا ہون وہان پھر اوتر جاؤن
پھر اوسنے اوسی پیچ کو کہ جسکو پہلے گھمایا تھا اولٹی طرف مروڑا تاکہ گھوڑا تلے کو اوترے مگر کچھ مفید مطلب نہ پڑا بلکہ اوس پیچ کو سب
طرف گھما کر دیکھا کسی صورت مین گھوڑا تلے کو نہ اوترا اوپر ہی کو چڑھتا گیا فیروزشاہ یہ حال دیکھکر بہت گھبرایا اور اپنی جلدی کرنے اور
نہ پوچھنے سے حال پیچون کے نادم ہوا اور کہا افسوس ہے کہ تیری جان مفت گئی پھر مایوس ہوکر اوسنے اوس گھوڑے کے سر اور گردن
کو بغور ٹٹولا کہ شاید کوئی پیچ اوسکے ہاتھ لگے کہ جسکے مروڑنے سے گھوڑا نیچے اوترے آخر بعد جستجو بہت کے اوسنے دہنے کان کے تلے
اوس گھوڑے کے ایک پیچ پایا کہ جسکے مروڑنے سے وہ گھوڑا نیچے کو اوترنے لگا اوسی تیزی اور سبکی سے جیسا کہ وہ چڑھا تھا ڈیڑھ گھڑی
رات گذری تھی کہ فیروزشاہ نے اوس پیچ کو گھمایا تھا جسکے سبب سے وہ تلے کو اوترنے لگا وہ اوسکے اوترنے سے خوش ہوا اور جانا
کہ اب جانبر ہونگا اور چاہا کہ کسی شہر یا آبادی مین اوترون اسواسطے باگ اوس گھوڑے کی اوسکے ہاتھ سے نہ چھٹی تھی اور یہ بھی
ڈرتا تھا کہ مبادا مجکو یہ گھوڑا کہین جنگل یا دریا مین لیکر نہ اوترے آخر وہ گھوڑا آدھی رات کو زمین پر اوترا فیروزشاہ کہ نہایت ماندہ
اور بھوکا ہو رہا تھا اس گھوڑے سے جلدی زمین پر اوتر پڑا اسواسطے کہ اوسنے تمام روز بسبب دیکھنے تماشون کے کچھ کھایا نتھا
بہر کیف اوترتے ہی پہلے اوسنے چاہا کہ اس جگہ کا حال دریافت کرون کہ کیسی ہے پھر اوسکو معلوم ہوا کہ وہ زمین چھت ایک بڑے
محل کی ہے کہ جسکے چارون طرف مونڈیری چھاتی تک بلند سنگ مرمر کی تھی پھر شہزادہ گرد اوس چھت کے گھوم کر راہ ڈھونڈھنے
لگا آخر ایکطرف کو اوسنے زینہ اندر کیطرف پایا کہ جسکے دروازے کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا اور ایک بند فیروزشاہ نیچے جانے مین متامل
ہوا اور سوچا کہ خدا جانے تاریکی مین مقابلہ کسی دشمن سے ہو یا کسی دوست سے پھر اپنے دلمین کہا کہین کسیکے اوذیت دینے کو یہان پر
نہین آیا بالفرض اگر کوئی مجھے ناشناسا دیکھیگا آدمیت سے بعید ہے کہ قبل دریافت کرنے حال کے ارادہ میرے مار ڈالنے کا کرے
پھر چپکے آہستہ دروازہ کھولکر دبے پاؤن نیچے اوترا تو وہ بڑے ایک دالان مین پونچا مگر پہلے وہ اوسکے دروازے پر کھڑا ہوکے کان لگا کر
سننے لگا تاکہ حال وہانکے رہنے والونکا دریافت کرے مگر وہان اوسنے سواے آواز سونے اور خراٹون کے کسیکو بات چیت کرتے نسنا
پھر وہ کئی قدم آگے بڑھا اوسنے شمع کی روشنی سے کہ وہان جلتی تھی دیکھا کہ خواجہ سرا حبشی کمرون مین ولایتیان لگائے سو رہے ہین اونکو دیکھکے
قیاس کیا کہ شاید یہ خواجہ سرا واسطے نگہبانی اور محافظت محل کے کسی ملکہ یا شہزادی کے ہین اور درحقیقت وہان ایک شہزادی
رہتی تھی اور مکان اوسکے استراحت کا قریب اوس دالان کے تھا کہ جہان پر خواجہ سرا پڑے سوتے تھے اور وہان روشنی مین
دیکھا کہ اوس خوابگاہ کے دروازے مین ایک باریک ریشم کا پردہ لٹکا ہے وہ شہزادہ چند قدم آگے بڑھکے اوس پردے
کے پاس ایسا دبے پاؤن گیا کہ خواجہ سراؤن کو اوس کے پاؤن کی آہٹ معلوم نہ ہوئی اور بدستور سویا
کیے پھر اوس پردے کو اٹھاکے اندر گیا اوسنے بہت سجا ہوا ایک دالان دیکھا کہ جس مین بہت عورتین
مصاحبا اور خادم خاص اوس شہزادی کی اپنے اپنے بچھونون پر پڑی سو رہی ہین پھر جب آگے

بڑھا تو کیا دیکھا کہ ایک جڑاؤ چھپر کھٹ پر شہزادی غافل سوتی ہے اوسکے حسن و جمال کو دیکھکر فیروز شاہ ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور دلمین کہنے لگا کہ اگر یہ معشوقہ میرے حال پر متوجہ ہو تو نہے خوش نصیبی اور اسکے پاس سے کہین اور نجاؤن اگر اسکی محبت مین میری جان بھی جاتے تو مجکو دریغ نہین پھر وہ اوسکے پاس گیا اور آستین جو اوس شہزادی کے مونہ پر پڑی تھی آہستہ سے اوٹھا اوسکو دیکھنے لگا اتنے مین شہزادی کی آنکھ کھل گئی اور ایک اجنبی شخص کو اپنے پلنگ کے پاس بیٹھے ہوے دیکھا کہ نہایت حسین اور پوشاک شاہانہ پہنے ہوے ہی وہ بمجرد دیکھنے اوس شہزادے کے ڈر گئی اور نہایت متحیر ہوکے دم بخود ہو گئی فیروز شاہ نے آداب بجا لا کر عرض کیا کہ آپ مجکو دیکھکر خوف نکرین مین شہزادہ ملک ایران کا ہون فجر کو مین اپنے باپ کے پاس جشن نوروزی مین بیٹھا ہوا عجیب و غریب تماشے دیکھتا تھا اسوقت مین اپنے تئین ایک اجنبی شہر مین پاتا ہون کہ جسمین خوف ہلاکت کا ہی اگر تمھاری عنایت میرے شامل حال نہو تو یقین ہی کہ مین جان سے مارا جاؤن امیدوار ہون کہ از راہ مسافر نوازی کے عنایت میرے حال پر فرماکے سب آفتون سے مجکو بچاؤ وہ بی بی جس سے فیروز شاہ نے اپنا حال کہا شہزادی ملک بنگالے کی تھی اور کئی بہنین اور اوسکی اوس سے چھوٹی تھین اور اوس محل عالیشان مین کہ اوسکے باپ نے خاص اوسی کیواسطے بنوایا تھا رہا کرتی غرض اوسنے فیروز شاہ کا حال سنکر فرمایا اے شہزادے تم اپنی خاطر جمع رکھو تمکو یہان کسیطرح سے رنج نہ پہونچیگا جسطرح تم اپنے ملک مین رہتے تھے اوسی شوکت و حشمت کے ساتھ یہان بھی رہوگے مین تمھاری کیا دستگیری کرونگی تمکو خود اتنا مقدور حاصل ہوگا کہ اورونکی مدد کروگے اور تمھین اختیار فقط میرے ہی محل مین نہین حاصل ہوگا بلکہ تمام ملک بنگالے مین تم اسبات کو یاد رکھو شہزادے فیروز نے اوس شہزادی کی بہت تعریف کی اور واسطے بجالانے اوسکے شکر عنایت کے چاہتا تھا کہ سر زمین پر رکھے شہزادی نے اوسکو اس سے باز رکھا اور کہا اب تم مجھسے بیان کرو کہ کیونکر تمھارا آنا یہان پر ہوا اور کتنی مدت تمھین چھوڑے ہوے اپنے دار السلطنت کو ہوئی اور کس حیلے اور افسون سے تم میری خوابگاہ تک پہونچے اور کیونکر میرے پہرے اور چوکی کے لوگون سے بچکے یہانتک تم آئے معلوم ہوتا ہی کہ تم بھوکے ہو اب رات کا وقت ہی اور سب خادمان محل غافل سوتے ہین انشاء اللہ تعالی فجر ہوتے مین خواصون کو حکم دونگی کہ تمھین علیحدہ کمرے مین لیجاکر رکھین اور وہان سب ضروریات تمھارے لیے حاضر کرین تاکہ تم کچھ کھانا تناول کرکے واسطے رفع کرنے ماندگی راہ کے آرام فرماؤ پھر مین اور وقت تمھارے آنے کا حال سنونگی شہزادی بنگالہ نے ہنوز اس بات کو تمام نہین کیا تھا کہ سب خواصین یہ باتین سنکر جاگ اٹھین فیروز شاہ کو شہزادی کی حضور مین کھڑا دیکھ نہایت متعجب ہوئین اور اپنے دلمین کہنے لگین کہ یہ جوان کیونکر ہمکو اور پہرے کے حبشی خواجہ سراؤنکو پھاندکر یہانتک پہونچا کہ کسیکو خبر نہوئی اور فیروز شاہ کو ایک مکان مین لیگئین اور جلد واسطے آرام کرنے اوسکے پلنگ بچھاکر سب سامان لاکر رکھا اور باورچیخانے مین جاکے بہت جلد کھانا اوسکے لیے طیار کرکے حاضر کیا ہنوز فیروز شاہ نے اپنے مونہہ ہاتھ دھونے سے فراغت نہین کی تھی کہ کھانا وہان طیار چنا ہوا پایا اور طرح طرح کے ظروف کھانیکے اوسکے آگے رکھے گئے فیروز شاہ کو جو کھانا مرغوب تھا کھایا پھر اونھون نے دسترخوان کو بڑھایا اور اوسکو پلنگ پر سلاکے عرض کیا یہان سب چیز موجود ہی شہزادی بنگالے کی بھی شہزادہ فیروز کے حسن کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہو گئی تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ سب خواصین فیروز شاہ کے پاس سے جاکے حضور مین

شہزادی کی حاضر ہوئین اور سب حال کھانا کھلانے اور سلانے فیروز شاہ کا اوسکی خدمت مین عرض کیا اور اونمین سے بعض خواصون نے کہ بہت مقرب اور موہنہ لگی شہزادی کی تھین فیروزشاہ کے حسن وجمال کی نہایت تعریف کرکے کہا اگر ایسے جوان حسین کی شادی تم ایسی شہزادی کے ساتھہ ہو تو کیا خوب ہی شہزادی یہ بات سُنکر دلمین بہت خوش ہوئی بظاہر کہنے لگی خاموش رہو بیہودہ نہ بکو جاکے سو رہو اور مجھے بھی سونے دو غرض یہ کہکر اوسنے آرام کیا اور صبح کو اوٹھتے ہی دیر تک آئینے کو اپنے آگے رکھہ بناؤ سنگار مین مشغول رہی اور خواصین بھی اوسکی زیب و زینت مین مصروف تھین اُسکے بالون مین موتی پروکے ایک بھاری مالا ہیرے اور موتیون کا گلے مین ڈالا اور بازوبند قیمتی بازؤون مین پہنے اور کمربند جواہر کا باندھکر ایک بہت بھاری جوڑا ریشمی کہ ہندمین وہ مخصوص بادشاہون اور شہزادون اور بادشہزادیون کے لیے بنایا جاتا ہی پہنا اوس لباس رنگین اور زیور سے حُسن اوسکا ایک سے ہزار چند معلوم ہونے لگا الغرض جب وہ اپنا بناؤ سنگار کرچکی زبانی ایک خواص کے فیروزشاہ کو کہلا بھیجا کہ ای شہزادے تم قصد آنیکا میرے پاس نکرنا مین خود تمھارے پاس آتی ہون اور ادھر شہزادہ فیروزشاہ نے بھی فجر کو اُٹھتے ہی پوشاک پہنکے خواصون سے پوچھا کہ تمھاری بی بی خواب سے بیدار ہوئین یا نہین مجھے بتاؤ کہ مین اُنکی حضور مین حاضر ہوا چاہتا ہون خواصون نے کہا آپ تکلیف نکیجیے وہ آپ تشریف لاتی ہین فیروزشاہ نے یہ سُنکے ارادہ جانیکا موقوف کیا پھر شہزادی بنگالہ نے اپنے محل سے خود فیروزشاہ کے مکان مین آکے اپنے مہمان عزیز کی خیر و عافیت پوچھی اور وہ دونون ایک دوسرے کو دیکھکر کمال خوش ہوے فیروزشاہ نے شہزادی کیخدمت مین عذر چاہا کہ مینے رات کو تمھین بیخواب کیا امیدوار ہون کہ اس قصور کو میرے معاف فرماؤ شہزادی نے کہا مجکو اوسکا ذرا ملال نہین بلکہ تمکو دیکھکر کمال خوش اور محظوظ ہوئی اب فرماؤ کہ تم کیونکر اتنی مسافت طی کرکے اس سرزمین مین پہونچے اور رات کو کسطرح میری خوابگاہ تک آئے کسیکا مقدور نہین کہ بدون میری اجازت کے مجھ تک آسکے مین نہایت مشتاق ہون کہ اس حال کو تمسے سنون فیروزشاہ نے بموجب اصرار شہزادی کے بہ تفصیل اپنی سرگذشت کو اسطرح سے کہنا شروع کیا کہ کل جشن نوروزی تھا سب کاریگر اور اہل حرفہ طرح طرحکی چیزین اور عجائب غرائب عالم کے میرے باپ کی حضور مین کہ بادشاہ ملک فارس کا ہی گذرانکر بعنایت خلعت اور انعامات کے بہرہ یاب اور سرفراز ہوے تھے چنانچہ ایک کاریگر ہندوستان کا رہنے والا ایک کل کا گھوڑا بناکر لایا اور میرے باپ کی حضور مین عرض کیا خداوند یہ گھوڑا صرف کل سے اُڑتا ہی چنانچہ بادشاہ اوسکی روانگی اور چلنا پھرنا کل کے زور سے دیکھکر خواہان ہوا کہ جس قیمت کو ہو اس گھوڑے کو مول لیوے اور اس امر کو اپنے دل مین مصمم کرکے اوس ہندی سے پوچھا کہ اس گھوڑے کی قیمت کیا ہی اوس ہندی نے کہا اس گھوڑے کو ایک شرط پر دیتا ہون کہ حضور اپنی شہزادی کی شادی میرے ساتھہ کردین ارکان دولت میرے باپ کے اس بات کو سُنکر اوسکی نادانی اور گستاخی پر بہت ہنسے اور مجکو بھی اوسکی اس درخواست بیہودہ سے نہایت ملال ہوا بادشاہ کے شوق کو بہ نسبت اوس گھوڑے کے مین نے بہت پاکر تصور کیا کہ شاید وہ اوسکی درخواست کو منظور کرے مین نے اس حالت مین بادشاہ کو سمجھایا کہ اس گھوڑے کے کل پرزون سے سواے اس ہندی کے اور کوئی واقف نہین اور جبتک اور آدمی واقف نہون یہ گھوڑا کچھ ندرت نہین رکھتا ہندی نے کہا ایسا نہین ہی بلکہ

جو شخص چاہے اوسپر سوار ہوکے آزمائے پھر یہ ٹھہری کہ سوا اوس ہندی کے دوسرا شخص اوسپر چڑھے اور امتحان کرے اوسوقت بادشاہ نے مجھی کو فرمایا کہ تو ہی چڑھکے اوسکو آزما مین نے بموجب فرمانے بادشاہ کے قبل اسکے کہ اوس گھوڑے کی کل پیچ سے واقف ہون اور اوس کاریگر سے دریافت کرون دفعتہً اوسپر چڑھکے فقط اوس پیچ کو کہ جسکے گھمانے سے گھوڑا آسمان کیطرف اڑتا ہی اور اوس کاریگر کو آگے گھماتے ہوے دیکھا تھا مروڑا بمجرد اس عمل کے وہ گھوڑا اسیدھا مانند تیر کے کہ اچھے تیرانداز کے ہاتھہ سے چھوٹے ہوا پر اوڑا اور اتنا بلند ہوا کہ زمین مجکو اصلا دکھائی ندینے لگی اور گنبد آسمان سے جا ملا اوسوقت مین نہایت ہراسان ہوا اور چاہا کہ وہ گھوڑا اب کسیطرح سے تلے کو اوترے پھر اوسی کیل کو اولٹا پھیرنے لگا کہ شاید اسکے اولٹے پھیرنے سے نیچے کو متوجہ ہو مگر مطلق وہ گھوڑا نیچے کو متوجہ نہوا اوپر ہی چلا جاتا تھا آخر تلاش کرکے اور ایک دوسری کیل کو مروڑا بارے اوسکے مروڑنے سے اوس گھوڑے نے نیچے کو اوترنا شروع کیا اتنے مین رات ہوگئی پھر تو مین اپنی زندگی سے مایوس ہوا اور اپنے تئین خدا پر چھوڑ دیا کہ جہان اسکی مرضی ہو وہین لیکر اوترے پھر وہ گھوڑا مجھے لیکر تمھارے محل کی چھت پر اوترا یہان ایک زینہ نظر پڑا کہ جسکے دروازے کا ایک پٹ کھلا تھا اور ایک بند مین اوس زینے سے آہستہ نیچے کو آیا وہان میںنے جھلملاتی روشنی دیکھی اور خواجہ سراؤنکو سوتے پایا اور اپنے سامنے ایک مکانمین بہت روشنی دیکھی کہ جسکے دروازے مین ایک پردہ ریشمی لٹک رہا تھا اگرچہ وہان مین بہت ڈرا کہ اگر کوئی خواجہ سرا جاگکر مجکو دیکھہ لے تو بیشک مجھے جیتا نچھوڑے مگر باوجود اس اندیشے کے مین آگے بڑھا اور قیاس کیا کہ بیشک اس جگہہ کوئی شہزادی آرام کرتی ہی پھر تو آپ کو سب حال معلوم ہی اور جو عنایت اور مہربانی کہ میرے حال پر ایسے وقت مین تم نے فرمائی اوسکا شکر ہزار زبان سے بیان نہین کرسکتا اب مین بجان و دل تمھارا بندہ ہون اور بجز نذر کرنے دل کے اور کوئی چیز اپنے پاس نہین رکھتا مگر مشکل یہ ہی کہ وہ بھی میرے اختیار مین نہین اوسے بھی تم آگے سے اپنی محبت مین لے چکی ہو اب جو کچھ کہ مجکو ارشاد ہو وہ مین بجالاؤن شہزادی یہ باتین الفت کی فیروزشاہ سے سنکر نہایت خوش ہوئی اور اوس سے بسبب محل مین دفعتہً چلے آنے کے کچھ ناراض نہوئی اور جواب مین فیروزشاہ کے بولی کہ صاحب تم نے اپنی عجیب و غریب سرگذشت بیان کرکے مجھے ممنون اور مسرور کیا اور تم جو اسقدر بلندی سے بخیر و خوبی یہانتک پونہچے باوجود خوف کے کہ میرے دلمین تمھارے لیے آیا تھا مطمئن خاطر ہوئی اب فرماؤ کہ اسطرحکا سفر تمھین دفعتہً ہوا ہی یا بارہا تم اوس گھوڑے پر جابجا سیر کرتے پھرتے ہو آج میری طرف بھی ناگہان تمھارا گذر پڑگیا اس صورتمین تمھاری باتون پر اعتماد کرنا اور اپنے دلکو تمسے لگانا بیفائدہ ہی اور مین جانتی ہون کہ ایران مین تمھارا وطن ہی پھر جلنے کا کمال اشتیاق رکھتے ہوگے فیروزشاہ نے اوس شہزادی کے ہر ایک سخن کا جواب شافی دیکے اپنی طرف سے اوسکی بکمال تسلی کی اتنے مین ایک خواص نے آکر کہا کہ خاصہ طیار ہی اور دروازہ نعمتخانے کا کھولدیا شہزادی نے فیروزشاہ کا ہاتھہ پکڑ دسترخوان پر بٹھایا اور آپ بھی اوسکے سامنے دوسری طرف بیٹھی اگرچہ شہزادی کا وقت کھانے کا نتھا مگر بلحاظ اسکے کہ شب کو فیروزشاہ نے کھانا اچھی طرح سے تناول نکیا ہوگا آپ بھی اوسکی خاطر کے لیے متوجہ کھانے کی ہوئی خواصون نے دسترخوان پر کہ بہت تکلف کا تھا ہر قسم کے کھانے لاکر چنے پھر جب اونھون نے خاصہ کھانا شروع کیا دفعتہً خواصون نے اوس شہزادی کی کہ نہایت خوبصورت اور طرحدار تھین طرح طرح کے ساز

بجا لگانا اور ناچنا شروع کیا شہزادی نہایت خوش اخلاقی اور الفت سے فیروز شاہ کو کھانا کھلاتی جاتی تھی اور بازار ناز دنیا کا طرفین سے گرم تھا جب اونھون نے کھانے سے فراغت کی شہزادی فیروز شاہ کا ہاتھ پکڑ کے اور مکان مین کہ نہایت عالیشان ہونے اور لاجورد کے پانی سے جابجا منقش اور ہر ایک اسباب و سامان طلائی اور مرصع کاری سے مزین و سجا ہوا تھا لیگئی اور ایک دالان مین جاکر بیٹھی کہ جسکے آگے ایک باغ تھا جسمین عجیب و غریب چمن رنگا رنگ پھولونکے تھے خوشبوؤن سے دماغ انسان کا معطر ہوتا تھا اور جابجا میوونکے درخت پھلے ہوے جن پر طیور خوش الحان بول رہے تھے فیروز شاہ اُس مکان اور پائین باغ اور اُنکے ساز و سامان اور زیبائش کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اب تک مین جانتا تھا کہ جو محل و باغات ہمارے ملک پارس مین ہین ویسے روے زمین پر نہونگے مگر اب مجھے ثابت ہوا کہ اس مکان اور باغکے سامنے وہان کے سب مکان اور باغ ہیچ ہین شہزادی نے کہا یہ مکان ایسا بہت تکلف و طیاری کا نہین جسکی اسقدر تم تعریف کرتے ہو اگر بادشاہی مکانات جنمین میرا باپ رہتا ہی دیکھوگے تو البتہ بہت محظوظ ہوگے اور ضرور ہی کہ تم میرے باپ کی ملاقات کرو وہ تمھاری بڑی قدر و منزلت کریگا فیروز شاہ اسبات کو سنکر نہایت مشتاق دیکھنے مکانات اور ملاقات بادشاہ کا ہوا اور شہزادی نے یہ دلمین سمجھ لیا تھا کہ جسوقت میرا باپ ایسے شہزادہ جوان حسین و شکیل کو دیکھیگا تو اُسے دیکھکے کمال خوش ہوگا اور اُسکی شادی میرے ساتھ کر دیگا اور جو فیروز شاہ چند روز شہزادی کی خدمت مین رہا اوسکا دل ایسا وہان لگا کہ اور جا پر جانیکا ارادہ نہین کرتا تھا اسواسطے بادشاہ کی حضور مین جانے کے لیے توقف کیا شہزادی نے ایک دن پھر رغبت بادشاہ کے پاس جانے کی اوسکو دی مگر فیروز شاہ نے اس امر مین تامل ہوکے کہا ای شہزادی جو تم مجکو فرماتی ہو مجھے بدل منظور ہی مگر بدون خدم و حشم اور تجمل ظاہری کے ایسے بڑے بادشاہ جلیل القدر کی حضور مین جانا مناسب نہین اگرچہ از راہ قدر دانی کے باخلاق پیش آویگا مگر اس حال مین کہ مین اب ہون اوسکی نظر مین حقیر ہونگا شہزادی نے کہا سب کچھ یہان حاضر ہی اس جگہ بہت سوداگر تمھارے مذہب و طریق کے ہین تم اونسے اسباب و سامان جسقدر کہ منظور اور درکار ہو مول لو اور ایک محل مین علیحدہ رہکے سب سامان کہ شہزادون جلیل القدر کو چاہیے مہیا کرو فیروز شاہ نے کہا مین تمھاری اگلی مہربانیون کا شکر ادا نہین کر سکتا علاوہ اوسکے یہ عنایات اور فرماتی ہو مگر اب مین تمسے ایک عرض اور کیا چاہتا ہون کہ ذرا اوسکو بدل سنو وہ یہ ہی کہ مجھے اپنے باپ کا حال معلوم نہین کہ میری مفارقت و جدائی مین کیا ہوا ہوگا ڈرتا ہون کہ مبادا نہایت رنج و غم سے کہ بسبب میری جدائی کے ہوا اُنکی نوبت ہلاکت کی پہونچی ہو اسلیے آپکی عنایت سے امیدوار ہون کہ اگر بخوشی مجھے اجازت دو تو جلد جاکر اپنے باپ سے ملاقات کرون اور جس طرح سے ہو اونکی تسلی اور تشفی کرکے تمھارا حال مہربانی کا کہ ایسی تنہائی اور مصیبت مین مجھپر فرمائی ہی وہ بیان مین لاؤن اور شادی کا تذکرہ بھی جیسا کہ تمھین منظور ہی اپنے باپ سے بیان کرکے اجازت لے آؤن شہزادی بنگالہ نے یہ بات سنکے بہت پسند کی مگر ساتھ ہی اوسکے دلمین یہ گذرا کہ اگر یہ شہزادہ پھر اپنے ملک سے یہان نہ آئے اور اپنے ماں باپ اور وطن کی محبت سے وہین رہجائے اور مجھے اپنی مفارقت مین تڑپتا یہان چھوڑے تو مین اوسکا کیا کر سکون گی اس سے بہتر ہی کہ چند روز یہان رہے شاید کہ کثرت ملاقات سے پھر قصد آنے کا اس ملک مین کرے اور مجھے تنہا نہ چھوڑے

غرض اس امر کو اپنے دل مین اوس شہزادی نے سوچکر فیروز شاہ سے کہا اور اوسنے بھی بخوشی اس امر کو منظور کیا پھر ایک مدت تک فیروز شاہ
ملک بنگالے مین شہزادی کے ساتھ رہکر رات کو ناچ اور تماشون مین مشغول رہتا اور ہر روز رمنے مین کہ جہان طرح طرح کے
جانور شکاری تھے جاتا اور شکار کھیلا کرتا اور وہ شہزادی ہر طرح کے تماشے اور نقلین اوسکے دل لگنے کے لیے دکھاتی اور جب وہ
دونون شکار سے فراغت پاتے تو اوس مکان مین جو وہان نہایت تکلف سے بنا ہوا تھا اور فرش جا بجا بچھے اور تکیے رکھے ہوئے تھے
جاکر آسایش اور آپسمین ہر ایک طرح کی باتین کیا کرتے شہزادہ فیروز اکثر شوکت ملک پارس کی اور کثرت فوج اور خزانے اور آبادی ملکون
وغیرہ کی شہزادی سے بیان کیا کرتا اسیطرح سے جب دو مہینے گذر گئے ایسا اوسکا جی اوس شہزادی کے ساتھ لگا کہ ایک دم اوس سے
جدا ہونے کو اوسکا دل نہ چاہتا تھا بعد مدت کے اوسنے پھر باپ کو یاد کرکے اوس شہزادی سے اجازت طلب کی اور کہا کہ اگر تمھین
میرے قول و اقرار پر اعتبار نہین تو تم بھی میرے ساتھ چلو شہزادی اسبات پر راضی ہوئی دوسرے دن صبح کو بہت سویرے کہ سب
خواجہ سرا اور خواصین شہزادی کی غافل سوتی تھین فیروز شاہ شہزادی کو اوس محل کی چھت پر لیگیا اور اوس گھوڑے کا مونہ طرف
ملک پارس کے کر اوسکو ایسی جگہہ پر رکھا کہ جہان سے شہزادی بنگالے کی آرام سے اوسپر سوار ہو سکے پہلے آپ اوس گھوڑے پر سوار ہو
بعد اوسکے اوس شہزادی کو آگے اپنے سوار کر روانگی کے پیچ کو گھمایا وہ گھوڑا بجرد گھمانے کل کے اوڑا اور ایسا سبک اور تیزی سے روانہ
ہوا کہ ڈھائی ساعت مین شیراز کو پہونچا فیروز شاہ وہان نہ تو اپنے محل مین اوترا اور نہ اپنے باپ کے مکان مین گیا بلکہ ایک گانون مین کہ
متصل شیراز کے تھا گھوڑے سے نیچے آیا اور شہزادی کو ایک اچھے مکان بادشاہی مین کہ وہان بنا ہوا تھا بٹھا کے کہا اور بیان کیا کہ مین نے
واسطے تمھارے اعزاز و اکرام کے یہان تمھین بٹھایا ہے کہ اب مین جاکر اپنے باپ سے تمھارے آنے کی خبر کرکے فوراً تمھارے پاس چلا آتا ہون
پھر اوس مکان کے خانساماں کو حکم کیا کہ جو چیز واسطے شہزادی کے درکار ہو طیار رکھنا ہر وقت کسی بات کی اوسے تکلیف نہو اور ایک گھوڑا
میری سواری کے واسطے طیار کرکے جلد لا اور بھی اسباب حاضری کا نہایت تکلف کے ساتھ دسترخوان پر لگا کر شہزادی کو خاصہ کھلا مین ابھی شہر
سے پھر آتا ہون یہ حکم خانساماں کو دیکر آپ گھوڑے پر سوار ہوا اوس رستے سے جو محل بادشاہ کیطرف تھا روانہ ہوا تا کہ خلق اوسے دیکھکر
خوش ہو اسواسطے کہ وہان کے سب لوگ اوسکے واسطے دعائین مانگتے تھے کہ خدا اوسکو بخیر و خوبی یہان پہونچائے ہر کیف جب فیروز شاہ اپنے
باپ کی حضور مین حاضر ہوا بادشاہ کو اوسے دیکھکر نہایت خوشی ہوئی از راہ محبت کے اپنے گلے سے لگایا اور خوشی کا رونا روکے نہایت
متحیر ہوا اور حال پوچھا اوسنے سارا حال اپنی مصیبت کا جو اوس پر گذرا تھا مفصل بادشاہ کی حضور مین بیان کیا پھر شہزادی
بنگالے کا حال بیان کرکے کہا مین اقرار اپنی شادی کا اوسکے ساتھ کر چکا ہون چنانچہ وہ شہزادی بھی میرے ساتھ یہان آئی ہے کل کے
گھوڑے پر اوسے بٹھلا کے یہان لایا ہون اور اوس بادشاہی محل مین کہ فلانے گانون مین ہے اوسکو چھوڑکے پہلے آپکی حضور
مین حاضر ہوا تا بعد اجازت آپکے اوسے استقبال کرکے لے آؤن یہ کہکے فیروز شاہ اپنے باپ کے قدمون پر گرا اور اجازت اوسکے
لانیکی اور اوسکے ساتھ شادی کرنے کی چاہی بادشاہ نے اوسکو اپنے قدمون سے اوٹھا کر دوسری بار پھر اپنے سینے
سے لگایا اور کہا ای فرزند مین فقط اجازت شادی کرنے کی اوسکے ساتھ تمھین نہین دیتا ہون بلکہ مجھے منظور ہے کہ خود اوسکا استقبال کر

بدستور عمل بجالاؤن پھر اوسکو سوار کرکے بڑے تجمل او شوکت سے لاکر اپنے محل مین داخل کرون اور سب رسوم تمھاری شادی کے
آج ہی عمل مین لاؤن پھر اوس بادشاہ نے حکم کیا کہ میری سواری طیار ہو مین واسطے استقبال شہزادی بنگالے کے جاؤنگا اور سب
لوگ خوشی کرین نوبتین اور شادیانے شادی کے بجین پھر فرمایا کہ اوس ہندی کو جو قید ہی میری حضور مین حاضر کرو چنانچہ اوسکو
فی الفور قید خانے سے بادشاہ کی حضور مین لیگئے جب وہ ہندی حاضر ہوا بادشاہ نے اوس سے کہا اگرچہ تو قابل گردن
مارنے کے تھا مگر شکر کر کہ میرا بیٹا صحیح و سالم مجھسے آکر ملا اور اوسکی طرف سے میری اب دلجمعی ہوئی اسلیے تجھے مین نے چھوڑ دیا ہی تو
اپنا گھوڑا لیکر یہان سے چلا جا پھر کبھی میرے سامنے نہ آئیو اوس ہندی نے قید خانے سے نکلتے ہی سُنا تھا کہ فیروز شاہ اوس
گھوڑے پر ایک شہزادی نہایت حسین اور صاحب جمال کو اپنے ساتھ لایا اور اوسے ایک محل بادشاہی مین کہ بیچ فلانے
گانون کے واقع ہی چھوڑ کر آپ تن تنہا یہان آیا اب بادشاہ نے وہان جانے کیواسطے طیاری فرمائی ہی تاکہ اوس گانون مین
جاکے شہزادی کو لے آئے پس اوس ہندی نے قبل اسکے کہ بادشاہ اور فیروز شاہ وہان جاوین اوس گانون کی راہ لی اور اوسی
محل کے خانسامان سے جاکر کہا بادشاہ اور فیروز شاہ نے مجھے شہزادی بنگالے کے لیجانے کیواسطے بھیجا ہی کہ اوس کل کے گھوڑے پر
اوسکو سوار کرکے اونکی حضور مین لیجاؤن اب وہ دونون منتظر شہزادی کے ہین اسواسطے کہ بادشاہ چاہتا ہی کہ اس تماشے کو سب شیراز
کے رہنے والے بھی دیکھین خانسامان اوس ہندی کا رہا ہونا نہ سن چکا تھا اوسکی بات کو سچ جانا اور باور کیا پھر بمجرد اوسکے کہنے کے
اوسے شہزادی کے پاس لیجاکر کہا کہ بادشاہ نے تمھارے لیجانے کیواسطے اس شخص کو بھیجا ہی شہزادی خوش ہو کے جانے کیواسطے
طیار ہوئی پھر وہ ہندی پہلے آپ اوس کل کے گھوڑے پر سوار ہوا بعد اسکے شہزادی بنگالے کو سوار کرا اور آگے اپنے بٹھلا کل کو پھیرا
بمجرد اسکے وہ گھوڑا آسمان کیطرف اوڑا اور مانند ہوا کے بلند ہوا اور اوسی ساعت بادشاہ بھی اپنے خدم و حشم کے ساتھ اوس گانون کیطرف
جہان شہزادی تھی چلا اور فیروز شاہ نے چاہا کہ مین قبل پہونچنے بادشاہ کے اوس شہزادی کے پاس جاؤن اور اوسے بادشاہ کے آنیکی
خبر دیکے آمادہ روانگی کا کرون جب وہان پہونچا زبانی خانسامان کے حال روانگی شہزادی بنگالے کا کل کے گھوڑے پر اوس ہندی کے
ساتھ سنکر فرط غم و الم سے عجیب اوسکی حالت ہوئی جسکا بیان نہین ہو سکتا بادشاہ اور اوسکے اہلکار اس خبر کو سنکر راہ ہی سے مغموم
اور اندوہگین ہو کے اپنے مکان کو پھر گئے مگر فیروز شاہ دیر تک بیہوش اوس جا پر پڑا رہا بعد اسکے کہ وہ ہوش مین آیا اوسی خانسامان
نے اوس مکان کے آگے فیروز شاہ کے قدمون پر سر رکھا اور کہا کہ خداوند غلام سے یہ قصور نادانستہ ہوا اب مین حاضر ہون جو سزا
کہ تجویز فرمائین مجکو اوس سے انکار نہین فیروز شاہ نے اوس سے کہا کہ اوٹھ تیرا قصور میری ہی غفلت اور نادانی سے ہوا اب تو
دیر نکر جلد میرے واسطے لباس درویشانہ حاضر کر اوس مکان کے قریب ایک درویش اور کئی اوسکے مرید رہتے تھے اوس خانسامان
نے بسبب تعارف اور دوستی کے جو آگے سے اوس درویش کے ساتھ رکھتا تھا جاکر کہا بادشاہ ایک امیر سے نہایت ناخوش ہوا
اور چاہتا ہی کہ اوسکو گرفتار کرکے قتل کرے وہ امیر ایسی حالت مین مجھسے ملتجی ہوا کہ اگر لباس درویشون کا مجھے ملے تو مین بھیس بدلکر اس
شہر سے کسیطرف کو نکلجاؤن اوس درویش نے ایک جبہ اپنا دیا خانسامان اوس لباس کو لیکے فیروز شاہ کے لیے آیا فیروز شاہ نے

اوس لباس کو پہن اور اپنی وضع کو بدل ایک صندوقچہ جواہرات کا واسطے زاد راہ کے ساتھہ لے رات کے وقت اندھیرے مین اوس گانون سے جنگل کی راہ لی اور یہ دلمین ٹھانا کہ جبتک شہزادی بنگالے کی مجھے نہ ملے گی ہرگز رخ اسطرف کو نکرونگا آب یہانسے حال اوس ہندی کا بیان کیا جاتا ہو کہ اوس کل کے گھوڑے نے اُن دونون کو اوسی دن دو تین گھڑی کے عرصے مین متصل دار الریاسۃ کشمیر کے ایک جنگل کیطرف پونہچایا اوسوقت ہندی کو بھوک لگی اور اُسنے قیاس کیا کہ شہزادی بھی بھوکی ہوئی ہوگی پھر وہ درختون سایہ دار کے نیچے جہان شیرین پانی کا چشمہ بہتا تھا اوس کل کے گھوڑے سے اُترا اور جستجو مین کھانے کی ایک سمت کو گیا اوسکے جانیکے بعد شہزادی بنگالے کی اپنے تئین ایسے نامعقول زشت رو کے قابو مین پاکے نہایت پریشان خاطر ہوئی اور چاہا کہ کسیطرح اوسکے ہاتھ سے اپنے تئین چھوڑاوے اور کہین جاکے اپنے تئین اوس سے چھپاوے مگر جو عرصے سے اوسنے کچھ کھایا پیا نہ تھا بسبب ضعف کے اتنی طاقت اپنے مین نپائی کہ وہانسے اوٹھہ سکے اور دعا مانگتی تھی کہ خدا مجھے موت دیوے تا اس ناپاک کے ہاتھہ سے میری عصمت محفوظ رہے غرض وہ اسی خیال مین تھی کہ ہندی نے اگرچہ کھانا اوسے کھلایا پھر اوسمین فی الجملہ طاقت و توانائی آئی اور بعد کھانا کھلانیکے ہندی نے اوس شہزادی سے اپنے مطلب کی درخواست کی جب شہزادی نے اوس سے انکار کیا تو وہ شہزادی کو دھمکانے لگا اور قصد مارنیکا کیا شہزادی مجبور ہو چلا کر رونے لگی اوسکے رونے سے ایک شور و غل اور ہنگامہ اوس جنگل مین برپا ہوا اوس غل کے سُنتے ہی ایک گروہ نے سوارون کے وہان اگر اون دونون کو گھیر لیا اور وہ سوار حسب اتفاق بادشاہ کشمیر کے ہمراہ تھے کہ شکار کرکے پھرتے وقت شہزادی کی خوش طالعی سے اودھر ہو نکلے اور آواز رونے اور واویلا کی سُنکر وہان دوڑے آئے آخر بادشاہ کشمیر نے ہندی سے پوچھا تو کون ہو اور نام تیرا کیا اور یہ بی بی تیری کون ہو اور آنسو اسکے کیون نہین تھمتے اوس ہندی نے کڑے ہوکے کہا یہ میری جورو ہو کسیکو کیا مقدور ہو کہ ہمارے درمیان مین خلل کرے شہزادی نے بادشاہ کشمیر سے کہا کہ خدا تعالی محض میری ہی حمایت اور حفاظت کے لیے تمکو اس جنگل مین لایا یہ جھوٹا ہو اوسکے کلام کو ہرگز باور نکرنا خدا مجھے اسکی جورو ہونے سے بچاوے یہ جادوگر شہزادہ پارس کے گھر سے چورا کر جادو کے گھوڑے پر بٹھالے بھاگا ہو بادشاہ کو اوس شہزادی کی بیکسی اور رونے پر رحم آیا اور اُسکے جاہ و جلال اور حسن و جمال کو دیکھکے متحیر ہوا اور اوسکے کہنے کو باور کرکے سوارون کو حکم کیا اس شخص کو پاداش مین ایسی بدکرداری کے قتل کر دو بمجرد اوسکے کہنے کے سوارون نے اوس ہندی کا سر کاٹ ڈالا اب وہ شہزادی ایکسکے ہاتھہ سے چھوٹکر دوسرے کے بس اور اختیار مین پڑی پھر بادشاہ کشمیر اوسکو اور ایک گھوڑے پر سوار کرکے اپنے شہر مین لے آیا اور ایک بڑا عالیشان محل اوسکے رہنے کے واسطے مقرر کیا اور بہت خواصین اور خواجہ سرا اوسکی خدمت اور حفاظت کے لیے معین کیے اور بہت تسلی اور تشفی کرکے قبل اسکے کہ شہزادی اوسکی شکرگزاری کرے کہا شہزادی تم بہت تھکی ماندی معلوم ہوتی ہو آج تم آرام کرو یہ کہکے وہ بادشاہ چلا گیا شہزادی کو کہ بسبب ہمراہی ایسے شخص نالائق اور مکروہ کے نہایت رنج اور کوفت حاصل ہوئی تھی غافل ہوکے سو رہی پھر جب بیدار ہوئی اپنے دل مین خیال کرنے لگی کہ بادشاہ کشمیر نے نئے غمخوارانہ میرے حال پر بہت شفقت اور مہربانی فرمائی کہ مجھے اوس موذی کے ہاتھہ سے چھڑا اس مرتبے مین میری عزت و حرمت کی دو تین دن کے بعد بادشاہ نے ارادہ شادی کا شہزادی کے ساتھ

کرکے حکم طیاری کا دیا پھر تو چار و نظرف نوبتین بجنے لگین اور بیچ تمام قلمرو اوس بادشاہ کے یہ خبر پھیل گئی اور ہر شخص بقدر اپنی استعداد
کے ناچ و تماشا دیکھکر خوشی کرنے لگا جب بادشاہ نے قصد کیا کہ اب بنگالے کی شہزادیکو جاکے اس امر کی اطلاع کرے تاکہ وہ آگاہ ہوکے
اپنے تئین آراستہ کرے اور منتظر میرے آنے کی رہے اتنے مین قبل اسکے کہ بادشاہ اوسکو اس امر سے آگاہ کرے شور و غل سے باجون
کے اوسکی آنکھ کھل گئی اوسنے خواصون سے جو اوسکی خدمت مین حاضر تھین پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیا ہی اونھون نے اوسے آگاہ کیا
کہ تمھاری شادی ہمارے بادشاہ کے ساتھ ہوگی یہ سب دھوم اوسکی ہی یہ سنتے ہی اوس شہزادی کو غش آیا اور بیہوش ہوکے
گر پڑی خواصون نے اوسکا یہ حال دیکھکر بادشاہ کشمیر سے خبر کی بادشاہ اس خبر کو سنتے ہی اوسکے علاج و تدبیر مین مصروف ہوا
کہ شہزادی کو صحت و آرام حاصل ہو باوجود بہت تدبیرون کے وہ شہزادی اوسی حالت غش مین پڑی رہی جب وہ افاقے مین
آئی اوسنے اپنی زندگی سے ہاتھ اوٹھایا اور قصد مرجانیکا کیا اسواسطے کہ سوائے شہزادے پارس کے اور کسی کے ساتھ اوسکو
شادی کرنا منظور نتھا پھر اوسنے اپنے تئین دیوانہ سودائی بناکر بادشاہ کو ہزارون گالیان اور دشنام دیوانون کیطرح دینا
شروع کیا اور اوسپر حملہ کرنے لگی بادشاہ اوسکا یہ حال دیکھکر نہایت دلگیر اور مغموم ہوا اور اوسکے پاس سے اوٹھکے باہر آیا
اور اوسکی خواصون کو حکم کیا کہ گھڑی گھڑی کے حال سے اسکے مجھے آکر اطلاع کرو اور جان و دل سے اوسکے معالجے مین مصروف
ہوا اور یہ تصور کرکے کہ شاید کچھ آسیب جن یا پری کا اس شہزادی کو ہوا ہو فرمایا کہ طبیب سیانے اور پھونکنے جھاڑنے والے حاضر
ہون اور اس شہزادی کا علاج اور حاضرات کرین اول شہر کے طبیبون اور حکیمون نے علاج اوسکا کیا پھر سب سیانون نے تعویذ
اور پلیتے لکھکر پلائے اور اوسکو دھونی دی مگر باوجود ان سب تدبیرون کے ذرا اوسکو آرام نہوا بلکہ شام کو اوسکی حالت اور بھی بدتر
ہوئی کہ جسکے سبب سے بادشاہ رات بھر بیچین رہا صبح کو دوسرے دن بھی اوسکو اوسی حال مین پایا پھر تو اوسنے اشتہار دیا کہ جو کوئی
شہزادی کو اچھا کریگا اوسکو بہت انعام و اکرام دیکر سرفراز کرونگا پھر سب حکیمون نے جو نہین بھی نوکر بادشاہی تھے آپسمین صلاح
کرکے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر یہ بیماری شہزادی کو تازہ ہوئی ہوگی تو البتہ علاج پذیر ہی اور اگر کہنہ ہی تو علاج اوسکا مشکل ہی یہ
امر بے دیکھے ہوئے مریض کے معلوم نہین ہو سکتا بادشاہ نے خواجہ سراؤن سے کہا کہ انمین سے ایک دو حکیم کو لیجاکر شہزادی کی نبض
دکھلاؤ خواجہ سراؤن نے جب حکیمونکے لیجانیکی تدبیر کی شہزادی اس حال سے مطلع ہوکے دل مین کہنے لگی کہ اگر حکیم میری نبض کو دیکھینگے
تو اونکو صاف معلوم ہوگا کہ اوسے کچھ بیماری نہین اوسنے مکر سے اپنے تئین بیمار اور دیوانہ بنایا ہی اوسوقت میرا حال بناوٹ کا کھل
جائیگا اب ایسا حال اپنا بنایا چاہیے کہ کوئی میرے نزدیک نہ آسکے پھر تو جب کوئی اوسکے نزدیک جاتا اوسکو کاٹنے اور مارنیکا
قصد کرتی اس خوف سے کوئی اوسکے پاس نہ جا سکتا پھر اون سب حکیمون نے اوس شہزادی کا یہ حال
دیکھکر بے دیکھے نبض کے کچھ دوائین اور شربت کہ مفید جنون اور سودا کے ہون تجویز کیے وہ شہزادی
اوس دوا کے کھانے مین کچھ مضایقہ نکرتی چپکے سے کھالیتی پھر وہ آدمیون کے دکھانے کے واسطے
جب چاہتی اپنے تئین دیوانہ بنالیتی اور تنہائی مین اچھی ہو جاتی غرض ملکون ملکون کے حکیم اوسکے معالجے

کو بلوائے مگر کسی سے وہ اچھی نہ ہوئی فیروز شاہ کہ لباس درویشی کا پہن اور اپنی ہیئت اور وضع کو تبدیل کرکے شہر بشہر اور ملک در ملک بنگالے کی شہزادی کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا اور سبب اعضا اوسکے اوس سفر دور و دراز مین فرسودہ ہو گئے تھے ایک شہر مین پہونچا کہ وہ شامل ملک ہندوستان کے تھا پھر اوسنے وہان کے رہنے والون کی زبانی سُنا کہ شہر کشمیر مین ایک شہزادی بنگالے کی جسکے ساتھ وہانکا بادشاہ ارادہ شادی کرنیکا رکھتا ہی ایسی مبتلا مرض جنون مین ہوئی ہی کہ کسیطرح سے اچھی نہین ہوتی یہ خبر سنتے ہی فیروز شاہ سمجھ گیا کہ یہ شہزادی وہ ہی جسکی تلاش مین مین اس حال کو پہونچا پھر اوسنے اس خبر کو سنکے وہین سے کشمیر کی راہ لی اور بعد طی کرنے مسافت بعید کے شہر کشمیر مین پہونچکر ایک سرایے مین جا اوترا اور تمام دن اوسی بنگالے کی شہزادی کا حال سُنا کیا لعد مشتاق ہوا کہ کسیطرح سے انجام کار اوس ہندی مردود کا جو اوس شہزادی کو فریب سے لے بھاگا تھا سنون کہ کیا ہوا مگر اوسکے حال کو کسینے اُسکو نہ سُنا یا پھر فیروز شاہ سمجھ گیا کہ شہزادی سنے واسطے اپنے بچانے کے بظاہر اپنے تئین دیوانہ بنایا تا بادشاہ کشمیر کا اوسکے ساتھ شادی نکرسکے الغرض شہزادہ پارس نے لباس درویشی کا اوتار لباس حکیمون کا جیسا شہر کشمیر مین مروج تھا پہنا اور دوسرے دن ایک شہزادے نے حکیمون کی طرح گلی کوچون مین پھرنا شروع کیا آخر ایکدن دولتخانہ بادشاہی پر جاکے داروغہ دیوانخانہ سے عرض کیا کہ مین واسطے معالجہ کرنے شہزادی کے بہت دور سے آیا ہون اوسنے حقارت سے جواب دیا کہ اپنی صورت شکل دیکھ تو کیا علاج شہزادیکا کریگا سیکڑون طبیبون حاذق سے تو کچھ اس امر مین نہ بن آیا تجسے کیا ہو سکیگا اوسنے کہا مین تو کچھ بادشاہ سے مانگتا نہین صرف واسطے قسمت آزمائی کے یہان آیا ہون اور دوائین مجرب اس بیماری کی مجھے معلوم ہین داروغہ کو اوسکی غریبی اور شکستہ حالی پر رحم آیا اوسکو اپنے مکان مین ٹھیرا کر بادشاہ سے جو شہزادی کے اچھے ہونے سے مایوس ہو چکا تھا عرض کیا کہ ایک حکیم بہت دور سے آیا ہی اور دوائین مجرب جنون کی اوسکے پاس ہین بادشاہ نے سنتے ہی حکم کیا کہ اوسکو میرے روبرو لاؤ وہ شہزادہ پارس کا کہ حکیم کے بھیس مین تھا بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا بادشاہ نے اوس بنگالے کی شہزادی کا حال بالکل بیان کیا اور کہا کہ نزدیک اپنے وہ کسیکو آنے نہین دیتی مگر تم اوسے دور سے دیکھو اور کچھ دوا ایسی اوسکو دو کہ جسمین وہ اچھی ہو یہ کہکے اوسے ایک مکانمین کہ اوس شہزادی کے محل سے لگا ہوا تھا لیگیا فیروز شاہ نے اوس مکان مین جاکے شہزادی بنگالے کو دیکھا کہ غافل بیٹھی گیت اپنی بدقسمتی کے گا کر رو رہی ہی جس کے سُننے سے انسان کا جگر کباب ہو فیروز شاہ نے اوسکو دیکھکر پہچانا اور اوسکے حال پر اوسے سخت بیقراری ہوئی اور بغور دیکھا کہ وہ جنون اوسکا ساختہ اور بنایا ہوا ہی حقیقت مین اوسکو کوئی عارضہ نہین پھر اوس شہزادے نے اوس مکانسے آکے بادشاہ سے کہا کہ مینے خوب غور و تامل سے دیکھا اور دریافت کیا شہزادی کی بیماری دوا پذیر ہی اگر ارشاد ہو مین اوس سے کچھ استفسار کرون کہ بعد دریافت کرنے حال کے اوسکی زبان سے دوا اوسکی سہل اور آسان ہو جائیگی شہزادہ فیروز خوب جانتا تھا کہ بمجرد سننے میری آواز کے اپنی دیوانگی کو کہ ساختہ ہی چھوڑ دیگی اور جو مین کہونگا وہی کریگی بادشاہ نے فرمایا کہ دروازہ شہزادی کے کمرے کا کھولدو اور اس حکیم کو اُسکے پاس جانے دو جب وہ شہزادہ اُس مکانمین گیا شہزادی اوسے حکیمون کی وضع مین دیکھکر غصہ کرنے اور دشنام دینے لگی مگر وہ شہزادہ اوسکی اس حرکت سے نہ ڈرا اور نزدیک گیا جہان سے اُسکی بات سُنی جاوے غرض بملایمت اوس شہزادی سے کہا کہ مین حکیم نہین ہو

شہزادۂ پارس فیروزشاہ ہون تیرے واسطے مینے یہ اپنا حال بنایا ہی شہزادی نے باوجود اوسکے تبدیل لباس اور تغیر ہیئت کے اور
اوس لمبی داڑھی کے جو اوسنے بڑھائی تھی آواز اور شکل سے پہچانا اور اپنے ہوش و حواس مین آئی اور بکمال سرور اوسکا منہ دیکھنے لگی
جیساکہ کوئی کسی چیز کا طالب ہووے اور بعد محنت بہت کے اوسکو پاوے پھر شہزادہ فیروز نے اوس سے سب حال پوچھا اور اپنا
حال بھی کہ جو اوسکے فراق مین اوسپر گذرا تھا مختصر کرکے بیان کیا اور کہا کہ بعد پھرنے شہر بشہر اور ملک بملک کے تیرا یہان پر ٹھکانا لگا
خاطر جمع رکھہ اب مین تجکو یہان سے نکال لیجاؤنگا شہزادی نے اوسکا حال سنکر اپنے حال کو بھی ظاہر کیا اور کہا کہ اپنے بچانے کے واسطے
بادشاہ کشمیر سے مین نے اپنے تئین دیوانہ بنایا تھا فیروزشاہ نے اوسکا سب حال سنکر اوس سے پوچھا تمکو معلوم ہی کہ اوس کل کے گھوڑے کو
بادشاہ نے بعد قتل کرنے اوس ہندی کے کیا کیا اور کہان رکھتا ہی شہزادی نے کہا مجھے اوسکا حال کچھ معلوم نہین شہزادہ فیروز نے
اپنے دلمین خیال کیا کہ البتہ بادشاہ نے اوس گھوڑے کو محافظت سے رکھا ہوگا پھر اوس شہزادی کی تسلی کرکے کہا اب صلاح یہ ہی کہ
تو اچھی بنجا تا بادشاہ جانے کہ میری تدبیر سے تجکو شفا ہوئی اس صورت مین جو کہ مین اوس سے کہونگا وہ مانیگا شہزادی نے کہا اچھا
پھر دوسرے روز شہزادی پوشاک تبدیل کرکے اپنے ہوش و حواس مین آئی اور ہر ایک سے بات چیت کرنے لگی بادشاہ اوسکو تندرست
پاکر کمال خوش ہوا اور اوس حکیم کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ تمنے اس علاج مین مسیحائی کی اوسنے اوسکے جواب مین جو مناسب تھا کہکر پوچھا
کہ یہ شہزادی بنگالے سے یہان پر کیونکر آئی غرض اوسکی اس پوچھنے سے یہ تھی کہ اس ضمن مین کل کے گھوڑے کا مذکور کرے مگر
بادشاہ کچھ نہ سمجھا کہ مقصود اوسکا اس استفسار سے کیا ہی چنانچہ اوسنے اوس شہزادی کے آنیکا حال جیساکہ اوسکی زبانی سنا تھا کہا
بعد اسکے یہ بھی کہا کہ ایک گھوڑا چوبی کہ اون دونون کے پاس رکھا ہوا تھا مین نے اوسکو اپنے خزانے مین رکھوا دیا اور وہ بادشاہ اصلا
اوس گھوڑے کے خواص سے آگاہ نتھا شہزادہ فیروز نے سب حال کو سنکر کہا اس بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ شہزادی اوس جادو کے
گھوڑے پر چڑھکے جو آئی تھی وقت اوترنے کے اوسکو کچھ دھونی اور خوشبو نہین دی اسی سبب سے وہ آسیب زدہ ہوگئی ہی اگرچہ مین چارہ دوا کے
زور سے اوسکو ہوش و حواس مین لایا ہون مگر اوسکو ابھی صحت کامل حاصل نہین ہوئی اگر تمھین منظور ہی کہ اس شہزادی کو صحت کلی
حاصل ہو اور پھر کبھی اوسکو یہ آسیب اور جنون عود نکرے تو آپ سب اپنے شہر کے آدمی ایک بڑے میدان مین جمع کیجیے اور
اوس جادو کے گھوڑے کو منگوائیے پھر تو مین اوس شہزادی کو اوس پر سوار کرون اور اوس گھوڑے کو خوشبو دون تا پھر
کبھی بیمار نہو مگر چاہیے کہ وہ شہزادی لباس فاخرہ اوس روز پہنکے اوس گھوڑے پر سوار ہو بادشاہ نے اپنے اہلکارون
سے فرمایا کہ حسب امر کو یہ حکیم کہے تم اوسکو بجا لاؤ غرض دوسرے دن اوس کل کے گھوڑے کو خزانے سے اوٹھا لاکے
ایک بڑے میدان مین کہ آگے محل کے تھا رکھا اور اشتہار دیا کہ شہر کے سب لوگ اوس میدان مین آ جمع ہون اور
فوج بھی گرد اوس میدان کے حلقہ باندھکے کھڑی ہو پھر جب سب لوگ شہر کے جمع ہوے اور فوج بادشاہ کی
اوس میدان مین حاضر ہوئی حکیم نے حکم کیا کہ کسیکو اوس گھوڑے کے پاس جانے ندینا اور بادشاہ آپ بھی آگے خیمے مین جو
اوسکے لیے استادہ کیا گیا تھا اجلاس فرماوے اور گرد اوسکے سب ارکان دولت اور اہل دربار بھی اپنے اپنے رتبے سے

کھڑے ہوں اور شہزادی بنگالے کی اپنی خواصوں سمیت آگے اس گھوڑے پر سوار ہو چنانچہ بموجب کہنے اوس حکیم کے جب سب ہو چکا اور شہزادی کو خواصین کل کے گھوڑے پر سوار کر باگ گھوڑے کی پکڑ کے کھڑی ہوئین اوس جعلی حکیم نے گرد اوس گھوڑے کے بہت سی انگیٹھیاں آگ کی رکھوائین اور اونمین سفوف اور تیل خوشبودار مٹھی بھر بھر ڈالکر تین بار گرد اوس گھوڑے کے طواف کیا اور کچھ دھوکا دینے کیواسطے پڑھنے لگا جبکہ اون انگیٹھیوں سے اسقدر دھوان اوٹھا کہ وہ شہزادی اور گھوڑا دونوں چاروں طرف سے دھوئیں مین چھپ گئے اور دکھائی نہ دینے لگے اوسوقت شہزادہ فیروزشاہ وقت اور قابو پاکے اوس گھوڑے پر پیچھے اوس شہزادی کے سوار ہوا اور اوسکی دائنی کل کے پیچ کو گھمایا بجرد اوسکے گھمانے کے وہ گھوڑا آسمان کیطرف اوڑنے لگا پھر فیروزشاہ نے ہوا پر جاکے باواز بلند کہا کہ ای بادشاہ کشمیر تو نے چاہا تھا کہ اس شہزادی کے ساتھ اپنی شادی کرے اب تو جان کہ یہ شہزادی بنگالے کی منگیتر شہزادہ پارس کی ہی جسکو وہ اپنے ساتھ لیچلا اس بات کو بادشاہ کشمیر اور سب اوسکے اہل شہر سنکر نہایت متعجب ہوے پھر اوسی دن کئی گھڑی کے بعد فیروزشاہ بنگالے کی شہزادی کو لیکر ملک فارس مین پونچا اور اپنے باپ کے محل مین اوترا بادشاہ پارس اپنے بیٹے فیروزشاہ اور اوس شہزادی کو دیکھکر کمال خوش ہوا اور کئی دن کے بعد اُن دونون کی شادی بڑی دھوم سے کی اور بعد فراغت پانے اس شادی کے بادشاہ بنگالے کو اس خبر سے مطلع کیا کہ تمھاری بیٹی کے ساتھ مین نے اپنے بیٹے ولیعہد فیروزشاہ کی شادی کر دی اور تمھاری شہزادی یہان بہت خوش وخرم ہی بادشاہ بنگالے کا اس خبر کو سنکر نہایت خوش ہوا اور درجواب اوسکے نامہ بادشاہ پارس کے نام لکھا اور بہت تحفے بادشاہ کو اور لاکھون روپے کا جہیز شہزادی اور فیروزشاہ کو بھیجا پھر ملکہ شہرزادنے یہ قصہ تمام کر کے دوسری رات کو قصہ شہزادہ احمد اور پری بانو کا اسطرح سے شروع کیا

قصہ شہزادہ احمد اور پری بانو کا

خداوندا اگلے زمانے مین ایک بادشاہ ہندوستان کے تین بیٹے تھے بڑے کا نام شہزادہ حسین اور منجھلے کا شہزادہ علی اور چھوٹے کا شہزادہ احمد اور ایک شہزادی نورالنہار نامے بیٹی اوسکے بھائی کی تھی اور بادشاہ نے بعد مرنے بھائی کے اوس اپنی بھتیجی کو اپنے محل مین لاکر رکھا تھا اور اوسکی تربیت وتعلیم مین بدل مصروف رہتا اور وہ شہزادی نسبت اور شہزادیون کے جو اوسکے ہم سن وہمعصر تھین حسن وجمال اور عقل و دانش مین ممتاز تھی اور بچپن سے اون تینون شہزادون کے ساتھ ایک جا پر رہتی اور کھیلا کرتی بادشاہ نے اپنے دلمین تجویز کیا تھا کہ بعد بالغ ہونے نورالنہار کے اوسکی شادی کسی اور شہزادے کے ساتھ کرونگا مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ تینون شہزادے میرے اوس شہزادی پر عاشق زار ہین اور ہر ایک کو کمال تمنا اور آرزو ہی کہ شادی اوسکی میرے ساتھ ہو تب وہ نہایت متردد ہوا اور دل مین اپنے سوچا کہ اگر اس شہزادی کی شادی ان تینون مین سے جسکے ساتھ کرونگا دوسرے دو شہزادے ناراض ہونگے اور ناراضامندی اونکی کسیطرح سے مجکو گوارا نہین اور اگر کسی اجنبی شہزادے کے ساتھ اوسکو بیاہ دیتا ہون تو وہ تینون شہزادے اوسکے سبب ناخوش اور رنجیدہ ہونگے خدا جانے اپنے تئین ہلاک کرین یا اور ملک مین نکلجائین بہرصورت یہ امر خالی فتور سے نہین ایسی کوئی تدبیر کیجاوے کہ شادی اوسکی جس ایک کے ساتھ ہووے دو بھائی دوسرے اوسکے اوس سے ناراض نہوان چنانچہ وہ بادشاہ اس امر مین مدت تک سوچا کیا آخر کو ایک بات نکالی یعنی تینون شہزادون کو بلاکر کہا کہ میرے نزدیک تم

تینون برابر ہو ایک کو تم تینون مین سے ترجیح دیکر شادی نور النہار کی اوسکے ساتھہ نہین کر سکتا اور یہ بھی میرے مقدور سے باہر ہی کہ اوسکو تم تینون کے ساتھہ کتخدا کرون مگر ایک امر میرے خیال مین گذرا ہی کہ بسبب اوس امر کے جس کسیکے ساتھہ شادی نور النہار کی ہوگی کوئی تم مین سے ناراض نہوگا اور تم تینون کے درمیان مین محبت اور الفت بدستور رہیگی اور کوئی تم مین سے حسد اور بغض بہ نسبت دوسرے بھائی کے نکریگا وہ امر یہ ہی کہ تم تینون بھائی سفر کرو اور ہر ایک بطور خود علیحدہ ایک دوسرے سے ہو کر جدا جدا دور ملکون مین جاکے ایک ایک چیز تحفہ نہایت عجیب و غریب میرے واسطے لاؤ جسکا تحفہ لایا ہوا تم تینون بھائیون سے نادر اور عجیب تر ہوگا اوسکے ساتھہ شادی نور النہار کی کرونگا لازم ہی کہ تم تینون شہزادے اسی بات پر قائم رہو اور جو کچھہ کہ تمکو اس سفر مین اور واسطے خرید کرنے تحفے کے درکار ہو میرے خزانے سے لے لو غرض اون تینون شہزادون نے اس امر کو کہ بادشاہ نے قرار دیا تھا بدل منظور کیا اور ہر ایک اپنے دلمین خوش ہوا کہ سب بھائیون سے مین ہی اچھا اور عجیب تحفہ بادشاہ کے واسطے لاکے نور النہار کو اپنے عقد مین لاؤنگا پھر بادشاہ نے اون تینون بھائیون کو علیحدہ علیحدہ بموجب طلب اور خواہش ہر ایک کے زر خطیر دے کے فرمایا کہ اب تم جلدی طیاری سفر کی کر کے یہان سے روانہ ہو چنانچہ وہ شہزادے بعد طیاری سفر کے دوسرے دن سوداگرون کا بھیس بدل اور بقدر ضرورت کے اسباب سفر اور خادمونکو ساتھہ لے باتفاق ایک دوسرے کے اپنے باپ کے دار الملک سے روانہ ہوے کئی منزل تک کہ ایک ہی راہ تھی باہم گئے پھر جب وہ تینون بھائی ایسی جا پر پہونچے کہ جہان راہ اور ملکون کے جانے کی جدا جدا تھی ایک سرا مین اوترکے کھانا رات کا باہم ملکے کھایا اور اونھون نے آپسمین یہ قرار دیا کہ ابتک ہم تینون بھائیون کی راہ ایک ہی تھی کل کے دن ہم تینون ہر ایک بھائی سے جدا ہو کر جدا جدا ملک مین جاوینگے پس چاہیے کہ ہم تینون بھائی ایک برس سے زیادہ سفر نکرین اتنی ہی مدت مین ہم سب سفر کر کے اسی سرائے مین جہان سے ہم جدا ہوتے ہین آوین اور یہان ہم تینون بھائی ملکے بادشاہ کی حضور مین حاضر ہون اگر ہم مین سے ایک بھائی پہلے پہونچے تو وہ اس جگہ توقف کر کے منتظر پہونچنے اپنے دونون بھائیون کا رہے اور اگر دو پہلے پہونچین تو وہ دونون تیسرے کے آنیکا انتظار کرین غرض دوسرے دن سویرے اوٹھکے وہ تینون بھائی ایک دوسرے کے گلے لگے اور گھوڑون پر سوار ہو جدا جدا ملک کی طرف روانہ ہوے شہزادہ حسین کہ سب سے بڑا تھا اور ہمیشہ تعریف شہر بشن گڑھ کی سنا کرتا اور بکمال شوق اوسکے دیکھنے کا رکھتا تھا اوس شہر کی طرف باتفاق قافلے کے کہ اودھر کو جاتا تھا جہاز پر سوار ہوا تین مہینے تک سفر دریا کا کیا بعد اوس کے راہ خشکی طی کر کے بہت شہرون مین سیر کرتا ہوا بشن گڑھ مین کہ بسبب وسعت کے کئی حاکم اوسمین رہتے تھے پہونچا اور ایک سرا مین جو مخصوص اوترنے تاجرون اطراف کی تھی اوترا وہان کے باشندون سے معلوم ہوا کہ اوس شہر مین ایک بڑا بازار ہی جسمین عجائب غرائب اسباب اور ہر ایک ملک کی چیزین ملتی ہین دوسرے دن شہزادہ حسین اوس بازار مین گیا اوسکے طول و عرض کو دیکھہ حیران ہوا اور اوس بازار مین ہزارون دکانین نہایت لطافت اور خوبی کے ساتھہ بنی ہوئی تھین اور آگے ہر ایک دکان کے سائبان واسطے محافظت دھوپ اور گرمی کے اس خوش اسلوبی کے ساتھہ لگا ہوا تھا

کہ اوسکے سبب سے مطلق دکانون مین اندھیرا نہوتا ہر جنس اور اسباب کی دکانین علیحدہ علیحدہ تھین اور طرح طرح کے پارچے سادے
اور بوٹے دار رنگ برنگ کے اون دکانون مین ترتیب سے رکھے ہوے تھے تصویرین درخت اور پھولونکی اس خوبی سے اُن پر بنی
کاڑہی ہوئی تھین کہ دیکھنے سے اُنکے یہی معلوم ہوتا تھا کہ سچ مچ کے درخت اور پھول ہین اور سوا اسکے ریشمی کپڑے اور کمخاب و چکن
ساٹن اطلس وغیرہ ساخت ایران و چین کے وہان بیشمار تھے کہین شیشہ آلات اور ظروف چینی کے دکانونمین بھرے ہوے تھے اور کہین
ہزارون قسم کے قالین وغیرہ فروش بکتے تھے جنکے دیکھنے اور سیر کرنے سے حیران ہو پھر وہانسے اون دکانون کیطرف آیا جنمین چاندی
سونے کے ظروف اور جواہرات ہیرے موتی وغیرہ جنکی چمک سے دکانین روشن ہو رہی تھین بکتے تھے شہزادہ حسین نے صرف ایک بازار
مین اسقدر اسباب اور جواہرات دیکھکر اپنے دلمین تصور کیا کہ خدا جانے سارے شہر مین کسقدر مال و اسباب ہوگا اور وہان کے برہمنون کو دیکھ
زیادہ متحیر ہوا کہ عوام الناس اونکے بسبب کثرت دولت کے زیور اور جواہرات خوش اسلوبی سے پہنے پھرتے تھے لونڈی غلام اُنکے بھی سونے
کے بھاری کڑے اور طوق گلے اور ہاتھونمین پہنے رہتے تھے اور ہر ایک بازار مین پھول ہر ایک قسم کے تودہ تودہ رکھے ہوے اور
وہان کے وضیع و شریف پھولون کے ہار بعضے ہاتھہ مین اور بعضے بطور سہرے کے لپیٹے اور بعضے بدھیان گلے مین پہنے شہر مین گلگشت
کیا کرتے اور سب دکاندار گلدستے پھولون کے قرینے سے چُنکر رکھتے باوجود اس وسعت کے تمام بازار اون پھولون کی خوشبو سے معطر
ہو رہا تھا شہزادہ حسین نے کہ دیر تک اوس بازار مین سیر کی تھی تھک کر چاہا کہ کسی ایک دکان مین بیٹھکر دم لون ایک تاجر نے اوسکے بشرے
سے یہ حال دریافت کرکے ساتھہ اخلاق اور محبت کے اوسکو اپنی دکان مین بٹھایا شہزادہ حسین سلام کرکے اوسکی دکان پر بیٹھہ گیا
بعد ایک گھڑی کے ایک دلال کو دیکھا کہ ایک غالیچہ چار گز کے مربع مین لیے ہوے کہتا پھرتا تھا کہ یہ غالیچہ تیس ہزار اشرفی کو بکتا ہے
جسکا جی چاہے اسے مول لے شہزادے نے اوسکی آواز سنکر بہت تعجب کیا اور اوس دلال کو بلا اور اوس غالیچے کو
دیکھکر کہا کہ ایسا غالیچہ ایک روپے کو بکتا ہے اسمین کیا ایسی خوبی اور وصف ہے کہ جسکی تو نے تیس ہزار اشرفی کہین دلال نے شہزادہ
حسین کو سوداگر تصور کرکے کہا صاحب کیا اس غالیچے کی قیمت بہت جانتے ہو مالک نے مجھسے کہا ہے کہ مین چالیس ہزار
اشرفی سے کم نہ بیچون گا شہزادے نے کہا شاید اس مین کوئی وصف عجیب ہوگا کہ جسکی قیمت اتنی بڑی کرتا ہے دلال نے
کہا صاحب اس غالیچے مین بڑا وصف ہے جسوقت تم اوسپر بیٹھکر کسی جگہ جانے کی دور و نزدیک مین خواہش کرو فی الفور تم اوسی
جا پر پہونچ جاؤگے اگرچہ وہ جگہ کتنی ہی دور ہو شہزادے نے اس حال کو سنکر تصور کیا کہ اس سے عجیب تر کوئی تحفہ نہین
جو قابل لیجانے حضور مین بادشاہ کی ہو اس سفر سے جو مجکو مقصود تھا الحمد للہ کہ حاصل ہوا یقیناً بادشاہ اس تحفے کو
دیکھہ نہایت خوش ہوگا اور پسند کریگا پھر اوس شہزادے نے بقصد خریداری کے دلال سے کہا اگر اس مین یہ
وصف اور یہ خواص ہے تو البتہ اس قیمت کو گران نہین مین اس قیمت کو مول لیتا ہون دلال نے کہا اگر میرے کہنے پر آپ کو کچھ شک
ہو امتحان کر لیجیے اور اسی پر بیٹھ سرا مین جہان آپ اُترے ہین تشریف لیچلیے آپ کو امتحان بھی ہوجائیگا اور وہین پر قیمت
بھی مجکو دیجیے گا الغرض دلال نے پچھواڑے اوس دکان کے غالیچے کو بچھایا اور شہزادے کو اوسپر بٹھا آپ بھی اوسپر بیٹھہ

سرا کے جانے کا قصد کیا فوراً مانند تخت سلیمان کے وہ دونون اوس سرا ے مین پہونچ گئے شہزادے نے وہان پر پہونچکر
چالیس ہزار اشرفیان قیمت اوس غالیچے کی اور مبلغ اشرفی انعام دلال کو دین پھر شہزادہ حسین ایسے تحفے عجیب و غریب کے
پانے سے بجرد پہونچنے بشن گڑھ کے نہایت خوش ہوا اور یقین جانا کہ بسبب لیجانے اس غالیچے کے بادشاہ کی حضور مین
مقرر نور النہار شہزادی مجھی کو ملے گی اور ایسی چیز نادر ہرگز میرے بھائیون کو گو وہ تمام عالم پھرین میسر نہوگی اوسنے
چاہا کہ اسیوقت اوس غالیچے پر بیٹھکر روانہ اپنے ملک کی طرف ہو اور اوسی سرا مین جہان سے وہ تینون بھائی جدا ہوے
تھے اور وہین سب کے ملنے کا وعدہ ہی جاکر توقف کرے مگر سوچا کہ اوس جگہ مجکو توقف کرنا بہت ہوگا اور اکیلا گھبراونگا
اس سے بہتر ہی کہ یہان کے باشندون اور بادشاہ کو جنکے دیکھنے کا مجکو مدت سے اشتیاق تھا دیکھون اور اس شہر کی
خوب سی سیر کرون اسواسطے کئی مہینے وہان پر اوسنے توقف کیا وہان کے بادشاہ کا معمول تھا کہ ہر ہفتے مین ایکدن
واسطے انصاف اور سننے مقدمات تاجرون بیرونی کے اجلاس کرتا شہزادہ حسین اُسکو اس سبب سے بخوبی دیکھتا تھا مگر نہین
چاہتا تھا کہ اپنے حال کو کسی پر ظاہر کرے اور شہزادہ حسین از بسکہ نہایت حسین صاحب جمال اور خوش اخلاق صاحب تمیز
خوش بیان لطیفہ گو نکتہ فہم تھا اس سبب سے نزدیک بادشاہ بشن گڑھ کے اور تاجرون سے زیادہ اوسکی قدر تھی بادشاہ
اکثر توجہ اور خطاب اوسی شہزادے کی طرف کرتا اور اوس سے حال سلطنت بادشاہ ہندوستان اور اوسکی شوکت و حشمت کا
پوچھتا پھر وہ شہزادہ بعد دیکھنے بادشاہ اور اوسکے عدل و انصاف کے بتخانون کی سیر کو جو مشہور تھے گیا چنانچہ ایک بتخانہ
نہایت خوش اسلوب بالکل پیتل سے بنا ہوا دیکھا کہ اندر سے دس گز کا مربع تھا اور بیچ مین اُسکے ایک بت برابر قد آدم کے
اسطرح سے رکھا ہوا کہ چارونطرف کے دیکھنے والے اوسکو اپنی ہی طرف متوجہ پاتے اور بجاے آنکھون کے دو بڑے بڑے لعل
گران قیمت لگے تھے پھر بتخانہ دوسرا ایک گانون مین دیکھا کہ وہ بھی عجیب و غریب مثل پہلے کے بنا ہوا تھا وہان ایک میدان
بقدر نصف بیگھے کے چوڑا تھا جسمین درخت گلاب وغیرہ پھولون خوشبودار کے خوبصورتی سے لگے تھے اور گرد اوس
باغ کے چارونطرف سے دیوار بقدر تین گز کے بلند اوٹھی ہوئی تا کوئی جانور چرند اوسکے اندر نہ آسکے اور درمیان اوس
میدان کے ایک چبوترہ بقدر ایک قد آدم کے بلند پتھر سے بنا ہوا اور اون پتھرون کو آپس مین اس صنعت
اور کاریگری سے وصل کیا تھا کہ وہ چبوترہ باوصف اس وسعت کے ایک ہی پتھر کا معلوم ہوتا اور اُس چبوترے
کے وسط مین ایک بتخانہ تھا پچاس گز کا بلند کہ کئی کوسون سے ہر چہار طرف نظر آتا طول اوسکا تیس ۳۰ گز کا تھا اور
عرض مین بیس ۲۰ گز اور وہ سنگ مرمر سرخ سے بالکل بنا تھا پتھر اوسکا ایسا شفاف اور چلکپنا کہ مانند آئینے
کے اوس مین سے شکل نظر آتی اور گنبد اوسکا نہایت خوبصورت اور خوشنما تھا اندر اوس بتخانے کے ہزارون
بت قرینے سے رکھے تھے صبح شام وہان پر ہزارون برہمن اور زن و مرد پوجا کرنے ہر روز آتے اور طرح طرح
کے کھیل اور تماشے کرتے بعضے ناچتے گاتے اور باجے بجاتے اور جابجا مجلس کرکے جشن و سرور کرتے

دور دور ملکون سے واسطے ادا کرنے اپنی نذرون کے لاکھون آدمی جمع ہوتے اور روبرو اونکے ون بادشاہ کے روپی اشرفی اور طرح طرح کے نادر تحفے اوس بتخانے مین چڑھاتے شہزادہ حسین نے تماشا میلے کا جو اوس شہر بشن گڑھ مین ہر سال ہوا کرتا تھا بخوبی دیکھا میلے کے دن سب شہرون کے حاکم اور سب وضیع و شریف مجتمع ہو طواف اون بتخانون کا کرتے خصوصاً ایک معبد مین کہ بہت وسیع تھا بڑے پنڈت شاستری چار پانچ مہینون کی راہ سے وہان جمع ہوتے غرض تمام ہند کے ہندو بیشمار واسطے پرستش کے اسقدر فراہم ہوے کہ جنکو دیکھکر وہ شہزادہ متحیر ہوا اور بسبب کثرت خلائق کے بنظر واحد اون سبکا دیکھنا محال تھا اور ایک طرف اوس میدان کے کہ نہایت وسیع اور بہت لنبا چوڑا تھا ایک عمارت نو درجے کی بڑی وسیع چالیس پلپاؤن پر نہایت زیبائش کے ساتھ کھڑی تھی اوسمین بادشاہ اور اوسکے وزیر و مشیر واسطے عدل و انصاف خلائق بیرونی کے ہر ہفتے مین ایکدن آکر بیٹھا کرتے اور وہ مکان اندر سے نہایت آراستہ اور اسباب و سامان قیمتی سے سجا ہوا تھا اور باہر سے نقشے ملکون اور ولایتون کے خصوصاً تصویرین اقسام جانورون چرند اور پرند اور حشرات کی کمال خوبصورتی کے ساتھ اوسکی دیوارون پر کھچی ہوئی تھین اور وہ تصویرین اور نقشے اس صنعت سے بنے ہوے تھے کہ اصلی اور زندہ نظر آتے دیہاتی گنوار دور سے صورت جانورون مہیب درندون کی مثل شیر وغیرہ کے دیکھکر ڈر جاتے اور تین طرف سے اوس میدان کے عمارات چوبی مثل اول کے اندر باہر سے سجی ہوئی اور تصویرین واسطے اور خلائق کے اس صنعت کے ساتھ بنی ہوئی تھین کہ جدھر کو چاہتے اوس طرف کو آدمیون سمیت گھمانے سے پھرتین اور حرکت کرتین چنانچہ لوگ واسطے سیر و تماشے کے چہار طرف اون عمارتون چوبی کلدار کو گھماتے اور لیے پھرتے اور ہر ایک جا پر قریب ایکہزار فیل کے جو جھولون زردوزی اور ہودون نقرئی سے آراستہ تھے نظر پڑے اور اون فیلون پر بیٹھے ہوے قوال گاتے اور نقال نقلین کرتے اور ہاتھیون کی خرطوم اور پٹھے بہت رنگون سے رنگے اور منقش تھے شہزادہ حسین نسبت اور تماشون کے تماشا ہاتھیون کا دیکھکر زیادہ تر متعجب ہوا یعنی ایک ہاتھی کہ بڈول بہت بڑا اپنے چارون پاؤن کو چار تپائیون پر جنکے تلے پہیے اور چرخ لگے ہوے تھے کھڑا ہو کر خرطوم سے بانسلی کو اس خوبی سے بجاتا کہ جسکے سننے سے خلق واہ واہ کرتی اور اوس فیل کو جدھر چاہتے تپائیون کو کھینچکر لیجاتے اور ایک دوسرا ہاتھی بہ نسبت اول کے کچھ چھوٹا سرے پر ایک بہت بڑے شہتیر چوبی کے کھڑا تھا اور وہ شہتیر وسط سے ایک بلند تپائی پر جو بقدر آٹھ گز کے بلند تھی رکھا اور وصل کیا ہوا تھا اور دوسرے سرے پر اوس شہتیر کے ایک وزن لوہے کا بہت بھاری مثل وزن فیل کے چڑھا تھا پس وہ ہاتھی کبھی بہ سبب زور کرنے کے تلے کو آکر زمین سے لگ جاتا اور کبھی اپنے تئین ہلکا کرنے سے اوٹھ کر اوپر کو اوٹھ جاتا غرض وہ شہتیر مثل ڈھیلکی کے تھا کہ دونون سرے اوس کے تلے اوپر ہوا کرتے وہ ہاتھی عین اوس حالت مین اپنے بدن کو جنبش دے کر حالت رقص کی دکھلاتا اور خرطوم سے تان کے ساتھ گاتا اور ہاتھی بھی گانے مین اوسکا ساتھ دیتے اور اسی حالت مین اوس ہاتھی کو شہتیر سمیت ادھر اودھر لیے پھرتے یہ تماشا ہاتھیون کا خاص بادشاہ کی حضور مین ہوتا شہزادہ حسین

واسطے دیکھنے ایسے تماشون اور میلون کے قریب ایک برس کے شہر بشن گڑھ مین رہا پھر جب اوس کی معاودت مین
تھوڑے دن باقی رہے ایک دن اوس سرا کے پچھواڑے جس مین وہ رہتا تھا جا کر اوس قالین کو بچھایا اور اوس پر
اپنے خدمتگار سمیت جسکو اپنے ساتھ لایا تھا بیٹھا اور دل مین خواہش پہونچنے کی اوس سرا مین کی جسمین اوس کے
بھائیون نے وعدہ آنیکا کیا تھا خیال کرتے ہی فورا وہان پہونچگیا اور بوضع تاجرون کے اوس کاروانسرا مین توقف
کر کے انتظار اپنے بھائیون کا کرنے لگا اور شہزادہ علی جو شہزادہ حسین سے چھوٹا تھا ہمراہ ایک قافلے کے تیسرے دن اپنے
بھائیون کے جدا ہونے سے روانہ ملک ایران کا ہوا بعد چار مہینے کے شیراز مین کہ دار الملک پارس کا تھا پونہچا اور تاجرون کے
ساتھ جنسے راہ مین محبت اور الفت ہوگئی تھی ایک سرا مین اوترا اور اپنے تئین جوہری قرار دیکر باتفاق اونکے رہنے لگا دوسرے
دن جب اون سوداگرون نے اپنے اسباب کے خرید و فروخت کا ارادہ کیا شہزادہ علی نے سواے اسباب ضرورت کے
کہ اپنے ساتھ نہین لیگیا تھا لباس سفر کا تبدیل کر ہمراہ کسی تاجر کے بازار کلان مین اوس شہر کے جو مشہور بزستان یعنی بزازا تھا
گیا وہ بازار پختہ اور دکانین اوسکی محراب دار گول بیلپاون پر بنی ہوئی تھین شہزادہ علی اوس بازار کی سیر کر کے حیران ہوا
کہ ہر گاہ لاکھون کرورون روپے کا اسباب ایک بازار مین ہی تمام شہر کی دولت کا کیا حساب کیا جائے دلال نمونے ہر ایک
چیز کے لیے دکھاتے پھرتے تھے ازانجملہ ایک دلال کو دیکھا کہ ایک ہاتھی دانت کی دوربین کہ نصف گز کی لنبی اور پون گز کا دور
ہاتھ مین لیے ہوے کہتا پھرتا ہی قیمت اس دوربین کی تیس ہزار اشرفی ہی شہزادہ علی نے یہ بات سنکر خیال کیا کہ شاید یہ دلال دیوانہ ہی
پھر اوسنے ایک دکاندار سے کہ جان پہچان تھی جا کر پوچھا کہ کیا یہ دلال سودائی ہی کہ جو تیس ہزار اشرفی قیمت ایک چونگے فیل دندان
کی کہتا پھرتا ہی بھلا کوئی دیوانہ ہوگا جو اوسے اس قیمت بھاری کو مول لیگا اوس دکاندار نے جواب دیا صاحب یہ دلال بہ نسبت
اور دلالون کے بڑا ہوشیار اور صاحب اعتبار ہی ہمارے ہزارون روپے کے اسباب کا اسکی معرفت بیوپار ہی کل
تک چنگا بھلا تھا آج کا حال کہہ نہین سکتا کہ شاید دیوانہ ہوگیا ہو اگر وہ دلال اوس دوربین کی تیس ہزار اشرفی کہتا ہی وہ
مقرر اسی قیمت کی ہوگی بلکہ زیادہ کی بہرکیف اوسکا حال ابھی معلوم ہوا جاتا ہی ذرا اوسکو یہانتک آنے دو جب تک
آپ میری دکان پر ٹھہریے اور دم لیجیے شہزادہ اوس تاجر کے کہنے سے وہان پر بیٹھ گیا اتنے مین وہ دلال اوس
طرف ہو کر گذرا اوس سوداگر نے اوسکو اپنے پاس بلا کر کہا وصف اس دوربین کا کہو کہ اکثر لوگ بڑی قیمت اسکی سنکر تعجب
کرتے ہین خصوص ان صاحب نے تجکو دیوانہ قرار دیا ہی اوس دلال نے کہا صاحب اگرچہ آپ اسوقت مجھے اسقدر قیمت
کہنے سے اوسکی دیوانہ کہتے ہین مگر جسوقت مین اس دوربین کا وصف اور خواص بیان کرونگا تو اوسیوقت اسکو اوسی قیمت کو
بے تامل مول لے لیجیے گا آپ پر موقوف نہین اور آدمی بھی شہر کے اوسکی اس قدر قیمت سنکر مجکو ہنستے ہین پھر دلال نے
وہ دوربین شہزادہ علی کو دکھلا کر کہا پہلے پہل آپ کو دکھلا کر اوس کا خواص بتاتا ہون اس دوربین
کے دونون سرون پر دو ٹکڑے شیشون کے لگے ہین جس وقت تم اپنی نظر کو مقابل

اون دونون شیشون کے کرکے جس چیز کو کہ نزدیک ہو یا دور دیکھوگے وہ اسطرح سے تمکو دکھائی دیگی جیسے تمھارے پاس رکھی ہی
اگرچہ ہزار کوس پر کیون نہو شہزادہ علی نے کہا مجکو تیرے کہنے کا باور نہین آتا جبتک کہ اوسے امتحان نکرون دلال نے وہ دوربین
شہزادے کے ہاتھہ مین دی اور وضع اوسکے دیکھنے کی بتلا کے کہا اب تم جسکو دیکھنا چاہتے ہو اپنے دلمین اوسکے دیکھنے کا
خیال کرکے دیکھو شہزادہ علی نے اپنے باپ کے دیکھنے کا ارادہ کرکے اوس دوربین کو اپنی نظر کے مقابل کیا فی الفور اوسنے اپنے
باپ کو صحیح و تندرست تخت پر بیٹھا ہوا دیکھا کہ عدل و انصاف مین خلق اللہ کے مشغول ہی پھر بعد دیکھنے اپنے باپ کے مشتاق دیکھنے
شہزادی نورالنہار کا جو اوسکی معشوقہ تھی ہوا اوسکو بھی دیکھا کہ اپنے مکان مین پلنگ پر اچھی اور تندرست بیٹھی ہی اور خواصین
اوسکی گرد و پیش اوسکے دست بستہ کھڑی ہین شہزادہ علی اس عجیب و غریب دوربین کو دیکھکے نہایت متحیر ہوا اور دلمین اپنے کہنے لگا کہ اگر
دس برس تک ملک بملک سیر کرتا اور ڈھونڈھتا پھرتا مانند اس دوربین کے اور کوئی چیز عجیب میسر نہوگی پھر اوس دلال سے
کہا فی الحقیقت جیسا کہ تو نے کہا تھا مین نے اس دوربین کو پایا تیس ہزار اشرفی مجھسے لو دلال نے کہا صاحب مالک نے قسم کھائی ہی کہ مین
چالیس ہزار سے کم کو نہ بیچونگا شہزادہ علی نے دلال کو سچا جان سرا مین لیجاکر چالیس ہزار اشرفیان اوسکو گن دین اور اوس دوربین کو
کہ درحقیقت جہان مین تحفہ تھی مول لے لیا اور بہت خوش ہوکر تصور کرتا تھا کہ بسبب اس دوربین کے نورالنہار مجھی کو ملیگی پھر اسطرف سے
اپنی دلجمعی کرکے شیراز اور پارس کی سیر کرنے لگا قریب ایک برس کے وہان رہکر ہمراہ قافلے کے روانہ ہندوستان کا ہوا اور بخیر و
خوبی وہان پہونچکر اوس کاروانسرا مین جہان شہزادہ حسین آگے سے جاکر منتظر تھا وارد ہوا اور باتفاق شہزادہ حسین کے وہان توقف
کیا تیسرا شہزادہ کہ جسکا نام احمد تھا اپنے بھائیون سے رخصت اور جدا ہوکے سمرقند کی طرف روانہ ہوا اور سمرقند مین جاکر مانند
اپنے بھائیون کے ایک کاروانسرا مین اوترا دوسرے دن اوس شہر کے چوک مین جو نزہت کرکے مشہور تھا گیا بمجرد جانے
کے وہان اوسنے ایک دلال کو دیکھا کہ ایک سیب مصنوعی اپنے ہاتھہ مین لیے ہوے کہتا پھرتا ہی کہ یہ سیب پینتیس ۳۵ ہزار اشرفی
کو بکتا ہی شہزادہ احمد نے اوس دلال سے کہا مجھے اس سیب کو دکھلا اور اوس کے اوصاف بیان کر جسکی اتنی بڑی قیمت ہی دلال
نے سیب شہزادہ احمد کو دیکر کہا آپ اسکو دیکھین اور اسقدر قیمت اوس کی سنکر تعجب نکرین جسوقت اوس کی خاصیت مین عرض
کرونگا کہ اسقدر آدم زاد کے حق مین مفید اور کارآمد ہی اوسوقت آپکو معلوم ہوگا کہ اسقدر قیمت کی اوسکے آگے کچھہ حقیقت
نہین بلکہ سزاوار ہی کہ عوض ایک خزانے کے خرید کیا جائے اور خاصیت اوسکی یہ ہی کہ بمجرد سونگھنے اس سیب کے انسان
کسی طرح کی بیماری صعب مین قریب بمرگ ہو ایسا صحیح و تندرست ہوجاتا ہی کہ گویا بیمار ہی نتھا اور فی الفور طاقت
اوس بیمار کے جسم مین آجاتی ہی اور پھر عمر بھر کبھی بیمار نہین پڑتا شہزادہ احمد نے کہا اگر یہ بات سچ ہی تو مین اسکو اسی قیمت کو
مول لیتا ہون دلال نے کہا صاحب یہان کے سب تاجر جانتے ہین کہ ایک بڑے حکیم حاذق نے ہزارون دوا قسم
بوٹی اور معدنی سے باہم ملا کے بہت برسون کی محنت و مشقت مین اس سیب کو بنایا تھا اور بہت دولت اپنی دوائی
کے بہم پہنچانے مین صرف کی اور بعد بنانے کے ایکروز ایک بیمار کو اس شہر کے فقط اوسکے سونگھانے سے

اچھا کیا مگر افسوس ہی کہ اوسکی زندگی نے وفا نکی اور دفعۃً ایسی جگہ مین مر گیا کہ اس سیب کو سونگھنے نہ پایا اور جو کچھ مال و دولت چھوڑ کے مرا تھا اور اقارب و اولاد خرد سال اوسکے بہت ہین اب بی بی بیوہ اوسکی نے ناچار ہو کے اس سیب کو بیچنے کے واسطے نکالا ہی دلّال کی باتین سنکر بہت لوگ وہان جمع ہو گئے اتفاقاً اوس مجمع مین ایک شخص نے کہ اوس دلّال کا آشنا تھا آگے بڑھکے کہا ایک میرا دوست بہت دنون سے سخت بیمار اور اپنی زندگی سے مایوس ہی تم ذرا یہ سیب اوسے لیچلکے سونگھا دو کہ بڑا اجر ہوگا شہزادہ احمد نے یہ حال سنکر دلّال سے کہا کہ اگر یہ بیمار جسکا حال اس شخص نے بیان کیا اس سیب کے سونگھنے سے اچھا ہو جاوے تو ابھی چالیس ہزار اشرفی دیتا ہون دلّال کو اجازت مالک کی اسی قیمت تک تھی اوسنے کہا بہت خوب آپ بھی امتحان اسکا کر کے اپنی دلجمعی کر لیجیے اور مینے تو بہتون کو جو قریب بمرگ تھے اس سیب کے سونگھنے سے اچھا ہوتے دیکھا ہی الغرض وہ بیمار بمجرد سونگھنے اوس سیب کے اچھا ہو گیا شہزادہ احمد نے بعد امتحان کے چالیس ہزار اشرفیان اوس دلّال کو دیکے وہ سیب مول لیا اور ارادہ کیا کہ جب کوئی قافلہ عازم ہندوستان کا ہو تو اوسکے ساتھ مین اپنے وطن کو جاؤن اور جبتک کوئی قافلہ بہم پہونچے سمرقند اور اوسکے گرد و پیش کی سیر کرون خصوصاً موضع سدا کی کہ چارون طرف مین اوسکی مانند فردوس کے ہمیشہ سرسبز اور شاداب رہتی ہی اور وہ بستی داخل ملک عرب کے تھی پھر بعد کتنے ایک دنون کے شہزادہ احمد ہمراہ ایک قافلے کے جو عازم ملک ہندوستان کا تھا روانہ ہوا اور مع الخیر بعد چند مدت کے اوسی کاروان سرا مین کہ جہان دونون بھائی اوسکے حسین اور علی منتظر تھے آیا پھر وہ تینون بھائی باہم بغلگیر ہو کر نہایت خوش ہوے اور شکر خدا کا بجالائے کہ بعد مفارقت کے بخیر و خوبی ہمکو پھر ایک دوسرے سے ملایا شہزادہ حسین نے کہ سب سے بڑا تھا کہا اب ہم سب اپنے سیر و سفر کا حال اور جو تحفہ کہ خرید کیا ہی اوسکا وصف بیان کرین پہلے سبکے مین اپنا حال ظاہر کرتا ہون یہ بشن گڑھ سے ایک غالیچہ کہ جس پر بیٹھا ہون اور بظاہر بے حقیقت معلوم ہوتا ہی مول لایا اور وصف اوسکا یہ ہی کہ جب کوئی شخص اوسپر بیٹھکر کسی ملک دور و نزدیک کے جانے کی خواہش کرے بمجرد ارادے کے خاص اوسی جا پر اگرچہ مہینون برسون کی راہ ہو بآرام تمام پہونچا دے چنانچہ مین نے اوسے چالیس ہزار اشرفی کو مول لے اور اوس شہر کے عجائب غرائب مردون کو دیکھ اس قالین پر بیٹھا اور ارادہ یہان آنیکا اپنے دل مین کیا بمجرد اس ارادے کے اس کاروانسرا مین پہونچگیا پانچ مہینے گذرے ہین کہ مین یہان اگر تمھارے آنیکا انتظار کر رہا تھا اب یہ غالیچہ حاضر ہی جسکا جی چاہے امتحان کرلے جب شہزادہ حسین اپنا حال اور وصف غالیچے کا بیان کر چکا شہزادہ علی نے اپنا حال ظاہر کیا کہ بھائی سچ ہی تمھارا غالیچہ عجیب و غریب خاصیت رکھتا ہی اور بقول تمھارے ایسی چیز کبھی کسینے دیکھی اور سُنی نہوگی پھر اوسنے اپنی ہاتھی دانت کی دوربین کو نکالکر دکھایا اور کہا کہ مینے اسکو بھی اوتنی ہی قیمت کو لیا اور اوسکا خواص کیا بیان کرون اس سے سیکڑون کوس کی چیز اسطرح دکھائی دیتی ہی کہ جیسے روبرو رکھی ہو اگرچہ مینے امتحان کیا ہی تم بھی اسکا امتحان کرو مین اوسکی وضع رکھنے اور دیکھنے کی ترکیب بتاتا ہون شہزادہ حسین نے اوس دوربین کو اپنے بھائی علی سے لیکر جسطرح سے شہزادہ علی

نے اوسکو بتایا تھا ایک سرا اوسکا اپنی آنکھ کے مقابل رکھکر ارادہ دیکھنے شہزادی نورالنہار کا کیا اور دوسرے دونو
بھائی اوسکی طرف دیکھ رہے تھے کہ دیکھین وہ کیا دیکھتا ہی اور کیا بیان کرتا ہی دفعتہً اونھون نے شہزادہ حسین کا رنگ
متغیر پایا وہ اوسے نہایت مغموم دیکھکر متحیر ہوگئے شہزادہ حسین نے قبل اسکے کہ بھائی اوسکے کچھ اوس سے پوچھین کہا
افسوس ہی ہم سب نے جو اسقدر محنت اس سفر ہائے دور و دراز کی اختیار کی تھی صرف شہزادی نورالنہار کی امید پر کہ
وہ ہمین ملے گی اب جو مین نے اوسکو دیکھا نہایت بیمار اور قریب بمرگ پایا گرد اوسکے خواصین اور خواجہ سرا کھڑے رو رہے ہین
اور وہ عالم نزع مین ہی تم بھی اگر چاہتے ہو تو اوسکا دیدار آخری اس دوربین سے دیکھ لو شہزادہ علی نے اوس دوربین کو
اپنے ہاتھ مین لیکے دیکھا اوسے بعینہ وہی حال نظر آیا جو شہزادہ حسین نے دیکھا تھا پھر اوس دوربین کو شہزادہ احمد کو دیا
تاکہ وہ بھی اوس حال کو بچشم خود مشاہدہ کرے شہزادہ احمد نے بھی اوس دوربین سے دیکھا کہ فی الحقیقۃ شہزادی نورالنہار
گھڑی ساعت ہو رہی ہی تب اپنے بھائیون سے کہا کہ اگرچہ نورالنہار مطلوب ہم تینون بھائیون کی ہی مگر مین اوسکو ابھی اسی وقت
اچھا کرتا ہون یہ کہکے اوسنے اوس سیب مصنوعی کو اپنی جیب سے نکالکر اون دونون شہزادون کو دکھلایا اور کہا یہ بھی قیمت
مین کم غالیچے اور دوربین سے نہین مینے اسے سمرقند مین چالیس ہزار اشرفیونکو مول لیا اب یہی وقت اوسکی آزمایش کا ہی
اس سیب کی خاصیت ہی کہ جو مریض حالت نزع مین ہو مجرد اوسکے سونگھنے کے تندرست ہو جاتا ہی مینے امتحان اوسکا بچشم خود
کیا اب تم اسکی تاثیر نورالنہار کے سونگھانے سے دیکھو بشرطیکہ ہم سب اسی دم وہان پر پہونچ سکین شہزادہ حسین نے
شہزادہ احمد سے کہا یہ بات جو تمنے کہی کچھ مشکل نہین ہم غالیچے کے سبب سے فی الفور نورالنہار کے حجرے مین پہونچ سکتے ہین
اب ہمکو توقف کرنا یہان نچاہیے میرے ساتھ تم دونون بھی اس غالیچے پر کہ گنجایش تین شخصونکے بیٹھنے کی بخوبی رکھتا ہی بیٹھو
تا بات کرتے مین وہان پہونچ جاوین اور خدمتگار ونکو یہین چھوڑ دو پیچھے سے ہمارے پاس پہونچ رہینگے غرض وہ تینون
شہزادے اوس غالیچے پر بیٹھے اور ہر ایک نے ارادہ پہونچنے کا نورالنہار کے پاس کیا چنانچہ دفعتہً وہ تینون بھائی نورالنہار
کے کمرے مین پہونچگئے خواص اور خواجہ سرا کہ وہان حاضر تھے اونکو دیکھکے ڈر گئے اور دلمین کہنے لگے کہ یہ تین شخص کیونکر شہزادی
کے حجرے مین گھس آئے خواجہ سراؤن نے پہلے چاہا کہ اونسے متعرض ہون پھر بعد پہچاننے اون تینون شہزادون کے
متعجب ہوے جب وہ تینون شہزادے نورالنہار کے کمرے مین اوس غالیچے سے اوٹھے سبکے پہلے شہزادہ احمد نے آگے
بڑھکے وہ سیب مصنوعی شہزادی نورالنہار کی ناک مین سونگھایا تھوڑے عرصے مین اوس شہزادی نے آنکھین کھولین اور
مونہہ اپنا ادھر اودھر پھیرکے اون سبکو جو اوسکے نزدیک کھڑے تھے دیکھا پھر اپنے پلنگ سے اوٹھکے پوشاک مانگی اور اپنے تئین
ایسا تصور کیا کہ بعد سونے کے ابھی جاگی ہون پھر خواصون نے اوس سے کہا یہ تینون بھائی عمزاد تمھارے ابھی
آئے ہین اور شہزادہ احمد نے تمھین کچھ سونگھاکے اچھا کیا پھر وہ اپنے بھائیونکو دیکھکے نہایت خوش ہوئی اور ہر ایک
کی خصوصاً شہزادہ احمد کی کہ سبب اوسکی صحت کا ہوا تھا شکرگزاری کی اور تینون شہزادے بھی نورالنہار کے اچھے

ہونے سے کمال مسرور ہوئے پھر نور النہار سے رخصت ہوکے حضور مین بادشاہ کی حاضر ہوے اور آداب بجالائے اور
قبل اسکے کہ وہ شہزادے حاضر ہوون خواجہ سرا اونکا حال تمام وکمال بادشاہ کی حضور مین جاکر مفصل عرض کرچکے تھے
بادشاہ نے اونھکے بڑے پیار والفت سے ہر ایک کو اپنے گلے سے لگایا اور اونکے دیکھنے سے نہایت خوشی ظاہر کی
اور شہزادی کے اچھا ہونے سے کہ جسے بہت پیار کرتا اور بجاے اپنے بیٹے فرزند کے سمجھتا تھا اون شہزادون کے
سبب سے متعجب ہوا پھر اون تینون شہزادون نے اپنے اپنے تحفے کو اوسکی حضور مین گذرانا شہزادہ حسین نے غالیچے
کو کہ جسنے اون سبکو کئی منزل کی مسافت سے شہزادی نور النہار کے پاس طرفۃ العین مین پونہچایا تھا بادشاہ کی حضور
مین پیشکش کیا اور شہزادہ علی نے ہاتھی دانت کی دوربین اور شہزادہ احمد نے اپنا سیب مصنوعی اور ہر ایک نے
خواص اون تینون تحفونکے ظاہر کرکے عرض کیا کہ ان تینون چیزونکو آپ ملاحظہ فرمائین جو سب سے عجیب و غریب ہو حسب
اپنے وعدے کے اوسکے لانیوالے کی نور النہار سے شادی کردیجیے بادشاہ ان تینونکے خواص اور کام آنا ہر ایک چیز کا
نور النہار کی صحت پانے مین سنکے متامل ہوا اور اپنے دلمین سوچا کہ اگر مین نور النہار کو شہزادہ احمد کے کہ اوسکے
سیب سے وہ اچھی ہوئی حوالے کرون تو اوسکے بھائیون پر ظلم ہوگا اسواسطے کہ اگر دوربین علی شہزادے کی نہوتی تو تم کیونکر اوسکی بیماری کے
حال کو دریافت کرتے اور اسیطرح سے اگر غالیچہ حسین شہزادے کا نہوتا تو کسطرح سے فی الفور نور النہار تک پہونچتے اور
فرصت اوسکے اچھا کرنیکی اونکو حاصل ہوتی میرے نزدیک انصاف کی رو سے ان تینون چیزونکو برابر دخل اوسکے اچھا
ہونے مین ہی اگر ایک چیز بھی نہوتی اوسکا اچھا ہونا محال تھا اسواسطے کہ ان چیزونکے سبب کہ ہر ایک عجیب و غریب ہی تم مین سے
کسیکو ترجیح دوسرے پر نہین دیسکتا اور اسیواسطے مینے تجویز کیا تھا کہ جو کوئی عجیب و غریب تحفہ میرے واسطے لائیگا اوسکو
نور النہار ملیگی مگر عجب اتفاق ہی کہ پھر وہی مشکل باقی رہی اور یہ مقدمہ حل نہوا مگر اب چاہتا ہون کہ آج ہی شام تک
اس امر کو طی کرکے اپنے جانب داری کیسکے ایسا ایک امر تجویز کردون کہ جسکے سبب سے ایک کو لائق اور سزاوار
اوسکا پاکے اوسکے ساتھ عقد کردون تاکہ مین اس دغدغے سے نجات پاؤن پس تم تینون بھائی گھوڑون پر سوار ہو اور تیر و
کمان ہمراہ لیکے فلانے میدان مین کہ مخصوص گھوڑ دوڑ کے واسطے ہی جاؤ اور مین بھی اپنے عملے کے ساتھ وہان آتا ہون تم
تینون بھائی باری باری سے میرے سامنے ایک ایک تیر اوس میدان کیطرف پھیکو جسکا تیر سب سے دور جائیگا وہی مستحق پانے نور النہار
کا ہوگا وہ شہزادے بموجب فرمانے بادشاہ کے تیر و کمان لیے ہوے اس میدان مین گئے اور بادشاہ بھی تینون تحفونکو اپنے خزانے
مین بھیجکے وہان گیا پہلے شہزادہ حسین نے کہ سب مین بڑا تھا کمان کو ہاتھ مین لے ایک تیر چلایا بعد اوسکے شہزادہ علی نے
چنانچہ تیر اوسکا تھوڑی دور آگے تیر شہزادہ حسین کے جا کر گرا اسکے بعد شہزادہ احمد نے تیر چلایا مگر اوسکا تیر کسیکو نظر نہ پڑا اور نہ معلوم ہوا کہ
نزدیک گرا یا دور آخر ہر ایک نے قیاس کیا کہ وہ تیر بہت دور گیا کہ کسیکو دکھائی نہین دیتا یا شاید شہزادہ احمد کے ہاتھ ہی مین رہ گیا کمان سے
جدا نہین ہوا آخر بادشاہ نے زیادہ اس سے تردد اور پس و پیش نکر کے شادی شہزادی نور النہار کی ساتھ شہزادہ علی

کے جسکا تیر حسین شہزادے کے تیر سے آگے گیا تھا ٹھہرائی چنانچہ تھوڑے دنونکے بعد بڑی دھوم سے وہ شادی ہوئی
لیکن شہزادہ حسین برشک سے شریک محفل اوس شادی کا نہوا اسواسطیکہ وہ شہزادہ بنسبت اور بھائیونکے نور النہار کو
بہت پیار کرتا تھا غیرت سے اُسنے ترک لباس کر کے دلق فقیرونکا پہنا اور گوشہ نشین ہوا شہزادہ احمد کو مثل حسین شہزادے کے
بڑا رشک آیا اور بکمال غیرت سے شریک شادی کا نہوا مگر ترک لباس نہین کیا اور ہمیشہ جویاں اپنے تیر کا رہتا کہ کہان جا گرے پڑا آخر ایک
دن شہزادہ احمد تن تنہا واسطے تلاش کرنے اوس تیر کے اوس مقام مین جہان سے تیر حسین اور علی کے پلٹے گئے تھے گیا اور
وہانسے سیدھا سامنے پائین دیکھتا ہوا گیا کو بہت دور تک چلا گیا یہانتک کہ کئی ٹیلے اور پہاڑ و نیز چڑھکے تلاش کیا چنانچہ ایک بڑے ٹیلے
اوسکو پڑا ہوا پایا متعجب ہو کر دلمین خیال کیا کہ اتنی دور پر تیر کا آنا محال ہے اور اُس تیر کو اوسپر پڑا ہوا دیکھکر اور بھی اوسکو
زیادہ تعجب ہوا پھر مین پیچیدہ تھا آخر سوچا کہ تیر کا اتنی دور پر اس وضع سے آنا خالی کچھ اسرار سے نہین پھر آگے بڑھکے ایک
غار مین جو اوس ٹیلے پر تھا گیا اور تھوڑی دور آگے جا کر ایک دروازہ آہنی نظر پڑا اُسکے اندر جا کر تھوڑا سا نشیب پایا کہ
وہ تیر کو اپنے ہاتھ مین لیے ہوے چلا اور تصور کیا کہ وہانپر تاریکی ہوگی مگر برخلاف قیاس کے اُس جا پر اوسنے چارونطرف اوس غار
کے روشنی پائی اور وہانسے پچاس ساٹھ قدم کے فاصلے پر ایک بڑا عالیشان مکان دیکھا جسمین نہایت خوبصورت ایک محل اور اوسمین
سے ایک بی بی حسین پری پیکر دلربا لباس شاہانہ زیور اور جواہرات گران بہا پہنے ہوے حلقے مین اپنی خواصون کے کمال ناز
انداز سے خرامان دہلیز کیطرف چلی آتی ہے شہزادہ احمد نے چاہا کہ اُسکو جھک کے تسلیمات بجا لاوے اتنے مین اوس بی بی نے
خود ہی سبقت کر کے کمال الفت اور شیرین زبانی سے کہا اے شہزادہ احمد مرحبا تعال تعال یعنی اے شہزادہ احمد خوش آیا تو آؤ آؤ
تم اچھی طرح ہو وہ شہزادہ اپنا نام سنکر متعجب ہوا کہ یہ بی بی اجنبی کہ جس سے جان پہچان نہین نہ کبھی مینے اُسکو دیکھا اور نہ اوسنے
مجکو کیونکر میرے نام سے مطلع ہوئی پھر اوس بی بی کے قدمبوس ہو کر کہا بی بی مین تمہارا نہایت ممنون اور شاکر ہوا کہ تمنے ایسی
جا پر کہ مین بسبب تنہائی اور اجنبی ہونے کے نہایت خائف اور ہراسان تھا میری خیر و عافیت پوچھکر مطمئن فرمایا مگر حیران اس
امر مین ہون کہ آپ میرے نام سے کیونکر آگاہ ہوئین اوس بی بی نے فرمایا کہ اب ہم اور تم چلکے بارہ دری مین آرام سے بیٹھیں
تمہاری بات کا جواب ہم دینگے یہ بات کہکے وہ بی بی بارہ دری کیطرف شہزادے کو ہمراہ لیے ہوے متوجہ ہوئی شاہزادہ
وہانپر پہونچکر اوس مکان کو کہ گنبد جسکا طلائی اور نقش و نگار لاجوردی سے آراستہ تھا دیکھ نہایت متعجب ہوا اور کہا اگر
لطافت و خوبی کا کوئی مکان روے زمین پر نہوگا بی بی نے اُس شہزادے کو متحیر دیکھکر کہا یہ مکان بہ نسبت اور میرے
مکانون کے کہ در حقیقت وہ سب تمہارے ہین کچھ حقیقت نہین رکھتا جب اُنکو دیکھوگے تو نہایت خوش ہوگے پھر شہزادہ احمد
کو دالانمین اُس مکانکے نزدیک اپنے بٹھا کر کہنے لگی گو کہ تم مجھے نہین جانتے ہو مگر مین تمکو خوب جانتی ہون جب تمہارا احوال مفصل
بیان کرونگی تم زیادہ متعجب ہوگے مگر پہلے مین اپنے حال سے تمھین آگاہ کرتی ہون کہ مین کون ہون تمنے اپنے مذہب کی
کتابون مین پڑھا ہوگا کہ اس پردۂ زمین پر عالم جنات مانند بنی آدم کے بھی رہتے ہین مین بیٹی ایک بڑے جن کی ہون جو بنی جان

مین ممتاز ہی اور پری بانو مجکو کہتے ہین اب تم اپنے تعجب کو ایک طرف رکھو اور اپنا حال بلکہ اپنے باپ کا جو بادشاہ ہی اور نور النہار کا جو تمھارے چچا کی بیٹی ہی مجھسے مفصل سنو اور یہ بھی جانتی ہون کہ تم تین بھائی ہو اور ہر ایک تمسے چاہتا تھا کہ نور النہار مجکو ملے پھر تم تینون نے بموجب تجویز بادشاہ کے سفر دور و دراز کیا اور تمنے سمرقند مین جا کے مصنوعی حکمت کا سیب جسکا باعث مین ہوئی تھی چالیس ہزار اشرفیونکو مول لیا اور اسیطرح سے شہزادے حسین مجھلے بھائی تمھارے نے بشن گڑھ مین جا کے قالین اُسی قیمت کو خرید لیا او شہزادہ علی نے ہاتھی دانت کی دوربین کو شیراز مین اسقدر بیان کافی ہی تا تم جانو کہ مین تمھارے حال سے کما حقہ آگاہ ہون اب تم سچ بتاؤ کہ مین اچھی ہون یا نور النہار میرے ساتھ شادی کرنیکو تمھارا دل چاہتا ہی یا نور النہار کے ساتھ اور اسی مطلب کے لیے جب تمنے تیر اندازی اوس میدان مین کی تھی مجکو خیال تھا کہ تمھارا تیر شہزادہ حسین کے تیر سے آگے بجاویگا مینے اوسوقت اوس تیر کو ہوا سے پکڑ لیا او نظر و غائب کر اس ٹیکرے پر ڈال دیا اسیدن کے لیے کہ تم آخر اسکی تلاش کرنے آؤگے اور اس بہانے سے تمھاری ملاقات مجھسے ہوگی جب پری بانو نے یہ حال کہکے بنظر خواہش کے شہزادے کیطرف دیکھا اور شرما کے پھر آنکھ نیچی کر لی شہزادہ احمد یہ باتین اوس پری کی سنکر نہایت خوش ہوا اور سمجھا کہ شہزادی نور النہار اب کسیطرح سے اوسکے ہاتھ نہین لگ سکتی اور پری بانو کو حسن و جمال او شوکت و حشمت کی راہ سے نور النہار پر ترجیح ہی علاوہ اسکے وہ دیکھتے ہی ایسا مفتون او فریفتہ ہوا تھا کہ محبت نور النہار کی بھولگیا غرض اُس معشوقہ کو اپنے حال پر متوجہ پا کر کہا بی بی اب مجکو کمال آرزو ہی کہ تمام عمر اپنی تمھاری غلامی مین ہون مگر یہی لحاظ ہی کہ مین آدمزاد ہون اور تم عالم جنات سے تمھارے اقربا اور بزرگ کیونکر اس وصلت کو روا رکھینگے پری بانو نے جواب دیا مین اپنے ماں باپ کیطرف سے امر شادی مین مختار ہون جسکے ساتھ چاہون اپنی کتخدائی کرون مگر تم جو کہتے ہو کہ مین تمھارا غلام ہون اور غلامی مین ہونگا یہ امر خلاف ہی بلکہ تم صاحب و مالک میری جان و مال اور ان سب کا ناتے ہو مجھے اپنی خادمہ تصور کرو اور بدل میرے ساتھ کتخدائی کرنی پر راضی ہو اور مجھے تمھاری عقل و دانش سے یقین کلی ہی کہ تم اس امر سے انکار نکروگے او مین تو کہ چکی کہ مجھے اپنی ذات پر اختیار ہی اور سوا اسکے ہم پریزادونمین دستور ہی کہ بعد بالغ ہونے اور سن شعور کے ہر پری و پریزاد جسکے ساتھ دل اُسکا راغب و مائل ہو اُسکے ساتھ اپنی شادی کرے اس صورت مین تمام عمر درمیان زن و شو کے موافقت او اتحاد رہتا ہی اور برخلاف پسند ماں باپکے انھون نے بلحاظ اپنی قرابت کے کتخدائی اپنی لڑکیکی کسی بدصورت کے ساتھ کردی اور لڑکی اوس سے بدل راضی نہوئی تمام عمر اُن دونون زن و شوہر مین ناموافقت رہتی ہی اور ہزار طرحکے مفسدے دین اور دنیا کے ایسی شادی سے متصور ہوتے ہین جب پری بانو نے یہ سب باتین کہکر سمجھائے شہزادہ احمد اُسکے جواب مین نہایت شکر گزار ہو کے اوسکی قبا کے دامن کو جھککر بوسہ دینے لگا مگر پری بانو نے اوسکو جھکنے سے باز رکھکے دامن کے عوض اپنا ہاتھ دیا جسے شہزادے نے نہایت شوق سے حسب دستور دہانکے چوما اور اپنے سینے اور آنکھونپر رکھا پری بانو نے مسکرا کے کہا اب اس ہاتھ کے پکڑنیکی شرم کرکے مجھسے بیوفائی نکرنا اور مین بھی تمسے اسی بات پر عہد کرتی ہون شہزادہ احمد نے کہا بیوفائی اوس شخص سے جو ہزار جان و دل سے تمپر تصدق اور فدا ہی کیونکر ہو سکیگی تم میری ملکہ اور بیگم ہو مینے اپنے تئین تمکو دیا اب تمکو اختیار ہی جسطرح سے چاہو رکھو پری بانو نے کہا تم میرے شوہر ہو اور مین بالکل تمھاری ہون یہی ایجاب و قبول کہ جو ہمارے تمھارے درمیان مین ہوا اصل نکاح ہو اسلیے کہ رسوم ادا کرنے مین فضول دیر اٹھتی ہی تم شام

کو اور مکان مین آرام کرینگے جسکو تم دیکھکے نہایت خوش ہوگے پھر خواصون نے دسترخوان بچھایا طرح طرح کے کھانے اوسپر چنے چنانچہ شہزادہ احمد اور پری بانو نے بیٹھکر خاصہ تناول کیا پھر مشغلہ شراب کا رہا جب اوس سے بھی فراغت ہوئی پری بانو شہزادے کو اپنے خاص محل مین کہ اوسکا خوابگاہ تھا لیگئی وہان شہزادہ ہر طرف انبار جوہر کے رکھے ہوے دیکھکر حیران ہوا اور پری بانو سے کہا کہ نہ تو ایسا مکان خوبصورت اور نہ ایسا اسباب و سامان جس سے وہ آراستہ اور سجا ہوا ہی پردۂ زمین پر ہوگا پری بانو نے کہا تم میرے مکان اور اسباب کو دیکھکر اتنی تعریف اور توصیف کرتے ہو اگر مکانات اور اسباب بادشاہ جنات کے دیکھو گے تو کیا کہو گے اور میرے باغ کو بھی دیکھکے تم نہایت خوش ہوگے مگر اب وقت اُسکے دیکھنے کا نہین رہا رات ہوگئی پھر وہ شہزادہ احمد کو اور مکان مین جہان خاصہ شب کے کھانیکا چنا ہوا تھا لیگئی اوس مکان کی عظمت و شان اسباب اور سامان و غیرہ مین کم اور مکانون اور اونکے اسباب سے نہ تھی اور اوس مکان مین سیکڑون شمعین عنبر خالص کی شمعدان جواہر نگار اور بلور آبدار مین قرینے سے ہر چہار طرف روشن تھین اور بہت خوبصورت سونیکے گلدان اور بہت ظروف صنعت کاری کے قیمتی رکھے ہوے تھے اور کئی گروہ عورتونکے نہایت حسین اور پوشاک عمدہ پہنے ہوے تھے حاضر ہوکے ساز بجاکے گانے لگے پھر اون دونون دلہا دلھن نے بڑے ناز و نیاز اور حجاب و انداز سے بیٹھکر کھانا شروع کیا پری بانو اچھے اچھے کھانے اپنے ہاتھ سے شہزادہ احمد کے آگے رکھتی تھی اور نام ہر ایک کھانے اور چیزونکے بتا کر اوسے چکھاتی اور جو چیزین شہزادہ احمد نے نہین کھائین اور دیکھین تھین اونکی ترکیب کو بیان کرکے اُسے آگاہ کرتی پھر بعد تناول طعام کے اُن دونون نے شراب کہ بہت نفیس اور لطیف تھی نوش فرمائی اُسکے بعد طرف میوون اور شیرینی کے رغبت کی جب اُس امر سے فراغت ہوئی وہ دونون ایک دالان وسیع مین جہان مسند تکیہ زرنگار بڑے تکلف کا بچھا ہوا تھا جاکر بیٹھے اُنکے جلوس فرماتے ہی بہت پریان ہمراہ جنونکے اوس مکان مین حاضر ہوئین اور عجیب و غریب وضع سے ناچنے گانے لگین چنانچہ پری بانو اور شہزادہ احمد اُنکے ناچ اور نقلونکو دیکھکر نہایت محظوظ ہوے اور اُس مکان سے اوٹھکر اور مکان مین جہان چھپر کھٹ سونے جواہر نگار کا بچھا ہوا تھا گئے اور سب خاصین اور پریان دو صف باندھ اور دونونکو سلام رخصت کا کر الگ ہوگئے تاکہ وہ دولہا دولھن آرام کرین پھر کئی دن اسیطرح سے جشن اس شادی کا ہوا کیا اور ہر دن نئی طرح کے کھانے طیار ہوتے اور نئے نئے وضع کے آرائش تماشے اور ناچ گانا ہوا کرتا چنانچہ شہزادہ احمد آدم زاد و نمین اگر ہزار برس رہتا تو بھی ایسا تماشا اور گانا بجانا اور لطف و خوبی ہر ایک امر مین نہ دیکھتا غرض چھ مہینے تک شہزادہ احمد اوس پرستان مین پری بانو کے ساتھ رہا محبت پری بانو کی اُسکے دل مین ایسی ہوئی کہ نہ دیکھے اوس پریزاد کے اُسے چین و آرام نہ آتا اور اسیطرح سے پری بانو بھی اوسکی عاشق زار تھی ہر لحظہ و ہر ساعت اوسکی خاطرداری اور دلجوئی مین مصروف رہتی چنانچہ شہزادہ احمد اوس پری کی محبت مین سب اپنے اقربا اور عزیزونکو بھول گیا مگر کبھی کبھی باپ کے دیکھنے کا اُسے اشتیاق ہوتا اور چاہتا کہ کسیطرح سے اُسکی خبر خیر و عافیت کی دریافت کرے اور یہ امر ممکن نہ تھا بغیر اسکے کہ خود جاتا اور اپنے بادشاہ کو دیکھتا آخر ایکدن اُسنے پری بانو سے اجازت چاہی کہ اگر تمھاری مرضی ہو تو مین اپنے باپکو دیکھ آؤن پری بانو کو بخیال اس امر کے کہ شاید شہزادہ یہ بہانہ کرکے یہان سے جایا چاہتا ہی بڑا رنج و الم ہوا اور اوس سے کہا تمنے پہلے مجھسے کیا وعدہ اور اقرار کیا تھا اور اب تم برخلاف اوسکے

چاہتے ہو معلوم ہوتا ہی کہ تمھین میرے ساتھ اب کچھ محبت اور پیار نہین ہی حالانکہ مین تمپر اُسیطرح سے فدا ہون شہزادہ احمد نے جواب
دیا اے میری ملکہ درحقیقت تمھاری محبت اور توجہ خاطر میرے ساتھ اوسی مرتبے مین ہی جیسا کہ فرماتی ہو اگر مین اسکا اقرار اور شکر گذاری نہ
کرون یا اوسیطرح کی محبت سے تیرے ساتھ پیش نہ آؤن تو سخت ناسپاس ہون اس درخواست سے میرا مطلب نہین کہ بیوفائی کرکے
یہانسے چلا جاؤن اور پھر نہ آؤن جو میرے باپ ضعیف کو میری مفارقت کے سبب سے کمال رنج والم ہوا ہوگا اگر تمھاری مرضی ہو
مین اپنے تئین اسکو دکھاکر جلد تمھاری خدمت مین حاضر ہون خدانخواستہ اس جانے سے اور کوئی امر خلاف مرضی تمھارے کئے نہین ہونیکا بلکہ تمام تر ارادہ میرا
یہی ہی کہ تا زندگی تمھاری حضور مین حاضر رہون غرض اسطرح کی گفتگو سے اوس پری کی دلجمعی ہوئی اور قرینے سے اوسکو معلوم ہوا کہ شہزادہ بھی
واقع مین مجکو بہت چاہتا اور پیار کرتا ہی اور وہ اپنے اظہار مین سچا ہی پھر اوسکو اجازت دی کہ جاکے اپنے باپکو دیکھ آؤ وہان بہت
توقف نہ کرنا اب یہانسے حال بادشاہ ہندوستان کا واسطے ربط قصے کے بیان کیا جاتا ہی جب بادشاہ نے شہزادہ علی کی شادی نور النہار کے ساتھ کردی وہ اُس روز سے شہزادہ
حسین اور شہزادہ احمد کو نہ دیکھکر نہایت مغموم وملول ہوا رہتا تھا چنانچہ ایکدن اُسنے ان دونونکا حال استفسار کیا حضار دولت نے عرض کیا کہ شہزادہ حسین اپنے بھائی
علی کی شادی کے بعد ترک لباس کرکے گوشہ نشین ہوا اور شہزادہ احمد کسیطرف کو چلا گیا بادشاہ نے یہحال سنکر واسطے تلاش کرنے
شہزادہ احمد کے اپنے نائبون اور عاملونکو فرمان لکھے کہ جہان کہین اوسکو پاؤ باعزاز واکرام میرے پاس بھجوا دو باوجود تلاش اور جستجو
بسیار کے کہین اوسکو نہ پایا ادھر سے مایوس ہوکر وزیر اعظم کو فرمایا کہ تو شہزادہ احمد کی تلاش کر وزیر نے عرض کیا کہ غلام نے قبل
فرمانے کے اوس شہزادے کی بہت تلاش کی مگر کہین ابتک سراغ اوسکا نہ لگا اور غلام کو اُس سے کمال محبت ہی آخر الامر جب وزیر اعظم
نے بادشاہ کو شہزادہ احمد کے گم ہونے سے بہت مضطر اور بیقرار پایا اس امر مین نہایت تردد اور فکر کیا اُسکو یاد پڑا کہ مینے آگے سنا تھا کہ اس شہر
مین ایک بہت ہوشیار اور دانا جادوگرنی ہی پھر جاکے بادشاہ سے اُس ساحرہ کی تعریف کی اور عرض کیا کہ حضرت اُسکو بلواکے حال شہزادہ احمد کا
استفسار کرین بادشاہ نے کہا اچھا اُسکو بلواکے اپنے ساتھ لے آ تا مین اُس سے حال شہزادے کا دریافت کرونگا غرض جب وہ جادوگرنی حاضر
ہوئی بادشاہ نے اُس سے کہا جب سے مینے شادی شہزادے علی کی شہزادی نور النہار کے ساتھ کردی ہی تبسے شہزادہ احمد کا کچھ پتا نہین معلوم
ہوتا تو اپنے جادو کے زور سے اسکا حال دریافت کرکے مجھسے ظاہر کر کہ زندہ ہی یا نہین اگر زندہ ہی تو کہان ہی اور کس حالت مین ہی پھر مجکو
اُسکا دیکھنا نصیب ہوگا یا نہین جادوگرنی نے جواب دیا کہ مین آپکے سوال کا جواب سردست نہین کہہ سکتی آج مجکو رخصت دیجیے کل مین آپکو
جواب شافی اسکا دونگی بادشاہ نے اُسے مہلت دیکر کہا اگر تو میرے سوال کا جواب شافی دیگی اور میری تسلی کریگی مین تجھے بہت کچھ
دونگا اور نہایت خوش کرونگا دوسرے دن فجر کو وہ ساحرہ وزیر کے ہمراہ ہوکے بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوئی اور عرض کیا
کہ مین نے اپنے علم اور جادو کے سبب سے خوب دریافت کیا کہ شہزادہ احمد زندہ ہی آپ اوس کی طرف سے بہت خاطر جمع رکھیے
اسوقت سوا اس ایک امر کے اور کچھ مین اوسکا حال بتا نہین سکتی کہ وہ کہان ہی بادشاہ اوس کے جواب سے نہایت
خوش ہوا اور اوسکے ملنے کی اوسکو امید پڑی اب ہم پھر رجوع کرتے ہین طرف قصے شہزادہ احمد کے جب اوس نے
اوس پری سے لیکر اجازت واسطے دیکھنے باپ کے طلب کی اور پری بانو نے اوسکو اپنے عشق اور محبت مین خوب

ثابت قدم اور رنج دم پایا اور یہی خیال کیا کہ مجھپر بڑا گناہ ہوگا اگر مین اس شہزادے کو باپکے ملنے سے باز رکھونگی کبھی دنکو اسی خیال اور اندیشے مین تھی آخر ایکدن اوسنے شہزادہ احمد سے کہا اگرچہ میرا جی نہین چاہتا کہ ایک ساعت کے لیے بھی تمکو اپنی نظرونسے جدا کرون مگر بسبب تمھارے اصرار اور مبالغے کے کہ بارہا تمنے اجازت جانیکی مانگی مین بخوشی تمھین اجازت جانیکی دیتی ہون ایک شرط سے کہ مجسے اقرار اور قول و ہانسے جلد پھر آنیکا کرو اور زیادہ توقف کرینمین مجھے رنج اور انتظار مین رکھنا شہزادہ احمد پری سے اجازت پاکے شکر بجالایا اور کہا تم میری طرفسے خاطر جمع رکھو مین بہت جلد اپنے باپکو دیکھکر پھر آونگا مجکو بغیر دیکھنے تمھارے کے وہان کب آرام ہوگا بظاہر تھوڑے دنون کیواسطے مین وہان جاتا ہون مگر دل میرا تمھارے ہی مین لگا رہیگا پری بانو شہزادے کی یہ باتین سنکر بہت خوش ہوئی اور جو شک و شبہہ کہ اُسکی طرفسے اپنے دلمین رکھتی تھی بالکل زائل ہوا پھر شہزادے سے کہا اب جسدن تمھارا جی چاہے اپنے باپکو دیکھنے جاؤ مگر میری اس نصیحت کو خوب یاد رکھنا اُسے کبھی نہ بھولنا وہ نصیحت یہ ہے کہ اپنی شادیکا حال اور سوا اسکے جو کچھ قسم عجائب و غرائب ۔۔ دیکھا ہے اپنے باپسے اور وہانکے باشندونسے ہرگز ظاہر نکرنا اسیقدر اپنے باپکی تسلی کے لیے کہنا کہ مین بہت خوش و خرم رہتا ہون فقط تمھارے دیکھنے کیواسطے آیا ہون پھر پری بانو نے اُسکے سفر کی طیاریکا اپنے کارندونسے حکم کیا جب سب اسباب سفر کا طیار ہو چکا بیس سوار کہ ساز و یراق سے خوب طیار تھے اُسکے ہمراہ کیے اور ایک گھوڑا کمال خوبصورت برق رفتار اور سب زین اور ساز اوسکا جواہر نگار اوس شہزادے کی سواری کیواسطے دیا اور اُسکو گلے سے لگا رخصت کیا پھر شہزادہ احمد بھی اپنی طرفسے واسطے دلجمعی پری بانو کے از سر نو عہد پیمان کو تجدید کرکے اُس گھوڑے پر سوار ہوا اور اُن بیس سوارونکو جو قوم جنات سے تھے اپنے جلو مین لیکے وہانسے بڑے کروفر اور طمطراق سے شہر کی راہ لی چونکہ دولتخانہ بادشاہ کا وہانسے بہت نزدیک تھا ایک ساعت مین پہونچگیا سب عملۂ بادشاہی اور شہر کے لوگ شہزادہ احمد کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور اپنا کاروبار چھوڑ اُسکو جھک کر سلام کرنے اور دعائین دینے لگے اور ایک بھیڑ دو طرفہ اُسکے جلو مین ہوکر محل سلطانی تک گئی اور شہزادہ احمد دروازہ دربار عام پر گھوڑے سے اوترا اور بادشاہ کی حضور مین جاکر اُسکے قدمبوس ہوا بادشاہ نے کھڑے ہوکے اُسکو اپنے سینے سے لگایا اور بہت پیار کیا اور کہا کہ بابا تم شہزادی نور النہار کے پانے سے مایوس ہوکے یکبارگی ایسے غائب ہوگئے کہ باوجود بہت جستجو کے کہین تمھارا ٹھکانا اور پتا نہ لگا اور مین تمھارے فراق مین مرتے مرتے اس حال کو کہ تم دیکھتے ہو پہونچا اتنی مدت کہان تھے اور کسطرح اوقات بسر ہوئی شہزادہ احمد نے عرض کیا فی الحقیقت جب شہزادہ علی نور النہار سے کامیاب ہوا مجھے نہایت افسردگی حاصل ہوئی اور آپکو خوب یاد ہوگا کہ جسدن ہم تینون بھائیون نے بموجب ارشاد حضور کے فلانے میدان مین جاکر تیر لگائے تھے باوجود اتنی وسعت میدان کے میرا تیر نظر سے غائب ہوگیا آدمیونکے تلاش کرنے سے وہ اُسوقت کسیکو ہاتھ نہ لگا آخر بعد چند روز کے مین اُس افسردگی کیحالت مین اپنا تیر ڈھونڈھنے اُس میدان مین تنہا گیا اور جہانسے کہ تیر شہزادہ علی اور حسین کا پڑا تھا جاکے دہنے بائین آگے پیچھے اُسے بہان خیال ڈھونڈھنا شروع کیا کہ شاید میرا تیر بھی وہین کہین پڑا ہوگا لیکن وہ تیر نظر نہ پڑا پھر مین آگے کی طرف اُسکو تلاش کرتا ہوا دور نکلگیا اور مایوس ہوکر اپنے دلمین کہنے لگا کہ اتنی دور میرا تیر کاہے کو آیا ہوگا

کسی تیرانداز کا تیر ممکن نہین کہ اتنے فاصلے پر پونہچے آخر اُسی اندیشے مین مینے اپنے تیر کو ایک ٹیکرے بلند پر کہ یہانسے چار کوس کے
فاصلے پر ہی پایا جب اُسے بغور دیکھا پہچانا کہ وہی تیر ہی جسکو مینے چھوڑا تھا پھر اپنے دلمین سوچا کہ اتنی دور آنا تیر کا خالی کچھ
اسرار سے نہین ہی یہ تصور کرکے مین وہانسے ایسی جگہ پونہچا جہان مین اب تک نہایت خوشی و آرام سے ہا اور رہتا ہون سو اسکے
اور کچھ بیان اس حال کا نہین کرسکتا صرف آپکی تسلی خاطر کیواسطے حاضر ہوا اب مجھے اجازت ہو کہ مین پھر وہان جاؤن کبھی کبھی آپکے
مجرے اور خیر و عافیت کیواسطے حاضر ہوا کرونگا بادشاہ نے کہا مینے تمھین بخوشی اجازت دی اور میری دلجمعی ہوئی کہ تم اچھی
طرح سے نزدیک میرے شہر کے رہتے ہو لیکن اگر تمھارے آنےمین کبھی توقف واقع ہو تو ہم کسطرح سے تمھاری خیر و عافیت کی
پایا کرین شہزادہ احمد نے کہا حضور چاہتے ہین میرے راز سے آگاہ ہون مین پہلے عرض کر چکا ہون کہ سوا اسکے جو مینے آپکی حضور
مین گزارش کیا اور کچھ حال کہہ نہین سکتا آپ خاطر جمع رکھین خود آپکی حضور مین اسقدر حاضر ہوا کرونگا کہ حضور میری حاضر
باشی سے تنگ آوینگے بادشاہ نے کہا بابا میری غرض یہی تھی کہ تمھارا حال خیر و عافیت کا دریافت ہوا کرے اور اسکے سوائے
مجھے دریافت کرنا تمھارے اسرار کا ہرگز منظور نہین اب مینے تمھین رخصت کیا اس شرط سے کہ مثل سابق کے مجھے اپنے نہ آنے سے بہت
منتظر نرکھنا شہزادہ احمد تین دن تک وہان رہا چوتھے دن فجر کو وہانسے سوار ہوکے پری بانو کے مکان پر پونہچا وہ پری اُسکے جلد
پھر آنے سے بہت خوش ہوئی اور شہزادہ احمد نے اس تین روز کی غیر حاضری کے سبب سے بہت عذر و معذرت پری بانو
کی پھر وہ دونون عاشق و معشوق نہایت دلجوئی اور خاطرداری مین ایک دوسرے کی رہنے لگے جب ایک مہینا گذر گیا اور
شہزادہ احمد نے اپنے باپکے دیکھنے کا قصد نکیا ایکدن پری بانو نے کہا تمنے آگے ظاہر کیا تھا کہ شروع مہینے مین اپنے باپکے
دیکھنے کو جایا کرونگا پھر اب تم کسواسطے نہین جاتے باپ تمھارا تمھارے دیکھنے کا منتظر ہوگا شہزادہ احمد نے کہا یہ درست ہی مگر بغیر
فرمانے اور اجازت تمھاری کے طیاری وہانکے جانیکی نہین کی پری بانو نے کہا صاحب اب تم میری اجازت پر اپنا جانا آنا موقوف
نرکھو ہر مہینے کے شروع بغیر میری اجازت کے جایا اور چوتھے دن وہانسے پھر آیا کرو شہزادہ احمد دوسرے دن علی الصباح بڑی شوکت
اور تجمل سے سوار ہوکے اپنے باپکے محل مین گیا اور باپکی حضور مین حاضر ہوکے آداب بجالایا پھر تو اُسنے معمول کیا کہ ہر مہینے کے اوائل آتا اور تین روز وہان رہکے چوتھے دن
چلا جاتا اور ہر دفعہ تجمل سواری کا اُسکے ساتھ زیادہ ہوتا آخر کو ایک وزیر دوسرا جو مصاحب اور منھ لگا بادشاہ کا تھا یہ شان شوکت شہزادہ احمد
اور اُسکی سواری کی دیکھکر متعجب ہوا اور دلمین کہا کہ اس شہزادیکا حال کچھ نہین معلوم ہوتا کہ کہان رہتا ہی اور کہانسے یہ رتبہ اسکو بہم پونہچا پھر
اوس وزیر نے حسد کی راہ سے بادشاہ کو بہکایا اور ڈرایا کہ تم شہزادہ احمد کے حال سے غافل ہو اور دیکھتے نہین ہو کہ روز بروز جمعیت اور شوکت اسکی
بڑھتی جاتی ہی مبادا آپکو قید کر لے اور خود بادشاہ ہو جائے اور جانتے نہین ہو کہ بسبب اسکے کہ تمنے شہزادی نورالنہار کی شادی شہزادہ علی سے
کردی ہی اسواسطے شہزادہ حسین اور یہ شہزادہ یعنی احمد نہایت تمسے ناراض ہین چنانچہ ایک نہایت رنج و الم سے ترک دنیا کرکے فقیر ہو گیا اور شہزادہ احمد
اس قدر بڑی قوت و شوکت سے نظر آتا ہی عجب نہین کہ انتقام اپنا لیوے اور قابو پاکے غدر کرے بادشاہ کہ عقل سے خالی اور سادہ لوح تھا اُس وزیر مفسد کی باتون نے
اُسکے دلمین اثر کیا اور متوہم ہوکے پیچھے دریافت کرنے حال نکالے اور بعد چند شہزادہ احمد کے سوا اور ایکدن بلا اطلاع وزیر اعظم کے کہ دستور خیرخواہ شہزادہ احمد کا تھا مخفی اوس

جادوگرنی کو بلا کے چور دروازے کی راہ سے اپنے حجرۂ خاص مین لیگیا اور اوس سے کہا کہ جیسے تو نے مجھے آگے اپنے جادو کے سبب سے خبر دی
کہ شہزادہ احمد زندہ ہی اور اوس امر کو مطابق پاکر مین تیرا نہایت ممنون اور معتقد ہوں ایسا ہی اب منظور ہی کہ تو کچھ اوسکا اور بھی حال بیان
کر کے میری تشفی کرے اگرچہ وہ شہزادہ اب ظاہر ہوا اور ہر مہینے مین میری ملاقات کیواسطے آتا ہی مگر اب تک مجھے کچھ معلوم نہین کہ وہ
کہانسے آتا ہی اور کسجگہ اوسنے اپنی بود و باش اختیار کی ہی اور مین استفسار مین اس امر کے اوس سے اصرار نہین کرسکتا اب تو پوشیدہ
میرے سب لوگون اور متعلقون سے اوسکی بود و باش کا مکان دریافت کرکے مجھسے ظاہر کر اور اب وہ شہزادہ میری ملاقات کو موافق
اپنے معمول کے آیا ہوا ہی اور اب بے رخصت اور اطلاع میری اور سب ارکان دولت کے یہان سے تھوڑی دور جا کے غائب ہوجائیگا
آج تو راہ مین اوسکی ایسی جگہ مین چھپکر بیٹھنا اور اوسکا حال جانیکا کہ کدھر جاتا ہی معلوم ہوا اور پھر آکر مجھسے اطلاع کر وہ جادوگرنی بادشاہ
سے رخصت ہو وہان گئی جہان شہزادہ احمد نے اپنا تیر پایا تھا اور اپنے تئین اون ٹیکرون مین کسی غار کے اندر چھپا کر منتظر شہزادہ احمد کے
آنے کی تھی شہزادہ احمد دوسرے دن فجر کے وقت بے رخصت بادشاہ اور اہل دربار کے حسب دستور شہر سے روانہ ہوا جب اون
ٹیکرونکے نزدیک پہونچا جادوگرنی نے اوسے اور اوسکی سواری کے آدمیونکو دیکھا کہ ٹیلون اور ٹیکرون پر چڑھکے دوسری طرف
جاتے ہین اور وہ جا ایسی وحشتناک اور پست و بلند ہی کہ کوئی سوار اور پیادہ وہان نہین جاسکتا آخر وہ ساحرہ اپنے دلمین بعد غور اور
فکر کے سوچی کہ ٹیکرونکے اوس طرف یا تو کوئی بڑا غار ہی یا کوئی بڑا تہخانہ جسمین جنات اور پریزاد رہتے ہین وہ ساحرہ اسی خیال مین تھی
کہ دفعۃً وہ شہزادہ سواریکے لوگون سمیت نظر سے غائب ہوگیا پھر وہ ساحرہ اوس غار سے جہان چھپی ہوئی تھی باہر نکلی دور دور
چار دانگ طرف بقدر اپنی طاقت کے گھومی اور چار دانگ طرف دیکھا نہ تو اوسکو وہ تہخانہ ملا اور نہ وہ آہنی دروازہ جسے شہزادہ احمد نے
دیکھا تھا نظر پڑا وہ دروازہ اور محل سوائے اوس آدمزاد کے کہ جسے پری بانو چاہے دوسرے کو دکھائی نہین دیتا اوس
ساحرہ نے دلمین کہا بیفائدہ مینے یہ تکلیف اٹھائی جس کام کے لیے آئی تھی اوسے دریافت نکرسکی پھر وہ وہانسے بادشاہ
کی حضور مین حاضر ہوئی اور سب حال اپنے جانے اور چھپکے بیٹھنے کا اون ٹیکرون مین اور پہونچنا شہزادہ احمد اور اوسکے
ہمراہیونکا اوس جا پر اور پھر یکبار غائب ہوجانا بادشاہ سے ظاہر کیا اور کہا ہر چند مینے چاہا کہ حال اوس مکان کا جسمین شہزادہ
رہا کرتا ہی مجھپر منکشف ہو مگر کسی عنوان سے دریافت نکرسکی اگر مجھے مہلت ملے پھر جاکے جسطرح ہوسکے اوسے دریافت کرون بادشاہ نے
اوسے اجازت دیکر کہا کہ تجکو اختیار ہی جسطرح تو چاہے اوسے تلاش کر مین منتظر تیرے آنیکا رہونگا یہ کہکر بادشاہ نے ایک ٹکڑا ہیرے کا
بہت قیمتی اوس ساحرہ کو دیکر کہا یہ عوض تیری محنت و مشقت کا ہی اور جسدن تو اوس امر کو دریافت کرکے مجھسے کہیگی مین بہت
کچھ تجکو دیکر راضی اور خوش کرونگا پھر وہ ساحرہ اپنے گھر منتظر آنے شہزادہ کی بیٹھی اسواسطے کہ اوسکو یہ سب باتین معلوم تھین کہ وہ
شہزادہ ہر مہینے کے شروع مین واسطے ملاقات بادشاہ کے آیا کرتا ہی اور پری بانو نے پہلی تاریخ ہر مہینے سے اوسکو اجازت
دی ہی کہ تین روز کے واسطے بادشاہ کے پاس جایا کرے القصہ جب مہینا قریب گذرنیکے ہوا اور شہزادہ کیلئے ایک یا دو دن باقی آنیکے
رہے وہ جادوگرنی اونھین ٹیکرون پر قریب آنے کے جا بیٹھی دوسرے دن جب شہزادہ احمد ساتھ اپنے سوار اور پیدل کے

کہ ہمیشہ اُسکے ہمراہ ہوا کرتے تھے اوس آہنی دروازے سے برآمد ہو کے اُس ساحرہ کے نزدیک سے نکلا اوس ساحرہ کو گود ہی او دیکھے
ہوے ایک گڑھے مین پڑی ہوئی تھی پہلے دیکھکر سمجھا کہ شاید کسی ٹیکرے سے ٹکڑا پتھر کا ٹوٹ پڑا ہی پھر جب وہ ساحرہ شہزادے کو
نزدیک اپنے دیکھکر رونے چلانے لگی جیسے کہ کوئی شخص دکھیا یا دردمند کسی سے مدد چاہے شہزادے کو اُسکے رونے پر
نہایت ترس آیا اور کھڑے ہو کر اشارے سے پوچھا کہ تو کیا کہتی ہی اور کیا دکھ ہی وہ ساحرہ کہ نہایت مکار اور چالاک تھی اور زیادہ
گریہ وزاری کرنے لگی شہزادے کو اُسکے رونے اور ضعف و ناتوانی پر اور بھی زیادہ ترس اور رحم آیا جب اوسنے کمال التفات اور توجہ
شہزادے کی اپنی طرف پائی تب ٹھنڈی سانس بھر کر آواز دردناک اپنا حال اسطرح بیان کرنے لگی مین اپنے گھر سے کہ شہر مین ہی
کسی کام کے ارادے غلانی جگہ جاتی تھی جب اسجگہ پر پہونچی دفعتاً ایسے سخت تپ لرزے نے مجھے دبایا کہ بالکل میری طاقت سلب
ہو گئی اور بے اختیار ہو کر اسجا پر گر پڑی شہزادے نے کہا افسوس کوئی ایسی جگہ نزدیک نہین کہ تجکو وہان بھجوا دون کہ وہان
تیری خبرگیری ہو مگر ایک مکان نزدیک ہی اگر تو کہے تو تجکو وہان بھیجدون اوسجا پر جلد شفا پائیگی تو اُٹھکر مجھ تک آ اوس مکارہ
ساحرہ نے ٹھنڈی سانس ایک اور بھر کے کہا مین تو کمزور اور ناطاقت اس مرتبے مین ہو گئی ہون کہ اُٹھ نہین سکتی تب شہزادے
نے اپنے ایک سوار سے کہا کہ اس ضعیفہ بیمار کو اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کر لے اُسنے فی الفور اُس جادوگرنی مکار کو اُٹھا کے اپنے
گھوڑے پر بٹھا لیا اور وہ شہزادہ وہانسے پھر کے اوس آہنی دروازے کیطرف آیا اور محل مین جا کر پری بانو کو بلوایا پری بانو شہزادہ
احمد کے پاس آئی اور اُس سے پوچھا خیر تو ہی تم کسواسطے راہ سے پھر آئے اور مجھے کسواسطے بلایا شہزادہ احمد نے حال بیماری اور
بیکسی اُس ضعیفہ کا کہا کہ مینے راہ مین اسکو نہایت بیمار پایا اور ترس کھا کر اُسکو یہانپر اُٹھوا لایا اب تم اسکو اسجگہ مین رکھکے از راہ مہربانی
کے اسکی دوا کرو اور جسقدر اس بیمار پر مہربانی کروگی اوسکا احسان مجھپر ہوگا پری بانو نے اسکے کہا اوس ساحرہ کیطرف دیکھے
خواصون سے فرمایا کہ اسکو لیجا کر کسی مکانمین رکھو اور اُسکے علاج اور خبرگیری سے غافل نرہو جب خواصین بموجب حکم پری بانو کے اوس
ساحرہ کو وہانسے لیگئین پری بانو نے شہزادہ احمد سے بطور نصیحت کے کہا ای شہزادے مین تمھاری حمدلی سے بہت خوش ہوئی اور
بموجب تمھارے کہنے کے اُسکی خبرلونگی مگر ڈرتی ہون کہ مبادا کہین تمکو نیکی کرتے بدی حاصل ہو اسواسطے کہ مین اس بڑھیا کو ایسا بیمار
نہین پاتی جسکے سبب سے اُسکا یہ حال ہو مجھے کچھ فریب معلوم ہوتا ہی کہین کسی حریف نے تمھارے لیے فریب کیا ہو پھر کیف اب تم ہوشیار
شہزادہ احمد نے اسباتکو پری بانو سے سُنکر کچھ پروا نکی اور کہا ای شہزادی خدا تمکو سلامت رکھے تمھاری حمایت و اعانت کے سبب سے
مجکو کسطرح ایذا نپہونچیگی اور مین خوب جانتا ہون کہ میرا کوئی دشمن نہین جو میری اذیت دینیکے درپی ہو اور مین سبکے ساتھ نیکی کرتا ہون
اسواسطے کسی سے امید برائی کی نہین رکھتا یہ کہکر شہزادہ پری بانو سے رخصت ہوا اور اپنے ہمراہیونکے ساتھ بادشاہ کے محل مین آیا اور
بادشاہ سے کہ بسبب بہکانے وزیر بداندیش کے شہزادہ احمد کیطرف سے نہایت خائف اور ہراسان تھا ملاقات کی اور آداب بجالایا پھر وہ
دو خواصین جو واسطے بیمارداری اوس ساحرہ کے معین تھین اوسکو ایک بہت خوبصورت مکانمین لیگئین جو اسباب بہا مان سے سجا تھا اور ایک پلنگ پر
جو ساٹھن کی توشک اور کمخواب کے لحاف سے آراستہ تھا اوسکو لٹا دیا اور ایک خواص اُسکے نزدیک بیٹھی اور دوسری جلدی سے جاکے

ایک چینی کے پیالے مین عرق کہ مخصوص تپ کیواسطے تھا لے آئی پھر اون دونون نے پکڑ کے اوسے اوٹھا بٹھایا اور کہا کہ یہ پانی چشمۂ شیر کا ہی کہ جسکے پینے سے کسیطرح کی بیماری نہین رہتی جادوگرنی اُس پانیکو اونکے ہاتھ سے لیکر پیگئی اور پھر لیٹ رہی اون خواصون نے لحاف اوسے اوڑھا کر کہا کہ اب سو رہ تھوڑی دیر مین تو بسبب تاثیر اس پانیکے اچھی ہو جائیگی اوس ساحرہ نے یہ سب مکر و فریب صرف اتنے لیے کیا تھا تاکہ شہزادہ احمد کی جگہ رہنے کی دریافت کرکے بادشاہ سے ظاہر کرے جب اوسکو اچھی طرح سے پہچان لیا پھر وہ اوٹھ بیٹھی اور ان خواصون سے کہا کہ اس عرق کے پینے سے میرے تمام بدن مین خوب عرق آیا اب مین بالکل اچھی ہو گئی اور مجھ مین تاب و توانائی بھی آگئی اب تم اپنی بی بی سے خبر کرو تاکہ مین اونکی حضور مین حاضر ہو کے شکر بجا لاؤن اور اونسے رخصت ہو اپنے گھر جاؤن پھر وہ دونون خواصین اُس ساحرہ کو ہر ایک مکان دکھاتی ہوئین اوس بارہ دری مین جو سب سے زیادہ خوبصورت اور ہر ایک چیز سے آراستہ تھی لے آئین اوسنے پری بانو کو تخت پر کہ ہیرے لعل زمرد و مروارید وغیرہ جواہرات گران بہا سے مرصع تھا بیٹھے دیکھا اور گرد اوسکے تخت کے بہت پریان حسین و خوبصورت نفیس پوشاکین پہنے ہوے دست بستہ کھڑی تھین وہ جادوگرنی اون مکانون و اسبابکو علی الخصوص تخت جواہر نگار پری بانو کو دیکھکر حیران ہو گئی اور بسبب رعب کے اوسکے منہ سے کچھ بات نکل نسکی اپنے تئین پری بانو کے قدمون پر ڈالدیا پری بانو نے اوسکی تقویت کے لیے کہا ای نیک بی بی تیرے آنے سے یہان خصوصاً تیرے صحت پانے سے مجھے بہت خوشی ہوئی اب تم میرے محل کی سیر کرو میری خواصین سب مکان اور اسباب جو قابل دیکھنے کے ہی تمھین دکھلائینگی ساحرہ نے پھر اوسکی زمین بوسی کرکے قالین کو جو زیر قدم اوسکے بچھا ہوا تھا بوسہ دیا اور رخصت ہوئی پھر اوسنے ہر ایک مکان کو بخوبی دیکھا اور خواصون سے اون مکانونکی بہت تعریف و توصیف کرکے رخصت ہوئی خواصون نے اوسے باہر آہنی دروازے کے جہانسے شہزادہ احمد اوسکو لایا تھا لیجا کر چھوڑ دیا اور کہا اب تو اپنے گھر جا وہ ساحرہ اون خواصونکا شکر کرکے آگے بڑھی پھر تھوڑی دور جا کے چاہا کہ اوس آہنی دروازے کو دیکھے اور اوسکو پہچان رکھے وہ دروازہ اوسکی نظر سے غائب ہو گیا ہر چند وہ چارونطرف اوس مکان کے پھری اور گھومی لیکن اصلا نشان اور پتا اوس محل اور دروازے کا اوسکو نہ ملا آخر ناچار ہو کر وہانسے شہر مین آئی اور مخفی کوچون مین سے ہو کر چور دروازے سے محل بادشاہی کے پہنچی اور کسی خواجہ سرا سے اپنی خبر کہلا بھیجی بادشاہ نے اُس ساحرہ کو بلوا لیا جب وہ بادشاہ کی حضور مین افسردگی کے ساتھ حاضر ہوئی بادشاہ نے دریافت کیا کہ آج بھی شاید وہ بے تحصیل مقصود کے آئی آخر بادشاہ نے ساحرہ سے پوچھا وہ کام کرکے آئی یا نہین ساحرہ نے جواب دیا کہ جو امر حضور نے ارشاد کیا تھا بخوبی دریافت کیا اب اوسکو مین آپکی حضور مین عرض کرتی ہون لیکن آثار افسردگی کے جو حضور نے میرے بشرے سے مشاہدہ فرمائے ہین وہ بسبب دوسرے ایک امر کے ہین جو موجب آپکی دولتخواہی کا ہے غرض اُس ساحرہ نے اوس حال کو اسطرح سے حضور مین بادشاہ کی کہنا شروع کیا کہ پہلے مینے وہان جا کے اپنے تئین ایسا مکر سے بیمار بنایا کہ شہزادہ احمد کو میرے حال پر بہت ترس آیا اور مجھے ایک تہ خانے مین لیگیا اور مجھے ایک پری کو کہ نہایت خوبصورت تھی اور اوسکے دیکھنے کا کسی آدمزاد کا مقدور نتھا سپرد کرکے کہا اس ضعیفہ کو دو چار روز اس مکان مین رکھکے اوسکا علاج کرو تاکہ صحت پاوے پھر اُس پری نے جسکا نام پری بانو تھا باپس خاطر شہزادہ احمد کے فی الفور دو خواصونکو میری خبر گیری کیواسطے

متعین کیا مجکو ایسا معلوم ہوا کہ درمیان شہزادہ احمد اور اوس پری کے واسطہ زن و شوئی کا ہی اور مینے اپنے تئین ایسا بیمار
شدید اور ضعیف بنایا تھا کہ مطلق اون دونون خواصون نے مجھ مین تاب و توانائی نپائی اسیواسطے میرے دونون بازو پکڑکر
ایک مکان مین لیگئین اور ایک عرق پلا کے مجھے سُلا رکھا جب مینے اپنے دلمین سوچا کہ جس کام کیواسطے تونے اپنے تئین بیمار بنایا تھا
وہ کام بخوبی حاصل ہوا اب زیادہ اس سے مکر کرنا کیا ضرور ہی تھوڑی دیر کے بعد مین اُٹھ بیٹھی اور اون خواصون نے کہا کہ بجز پینے
اس عرق کے میری تپ جاتی رہی پھر وہ مجھے پری بانو کی حضور مین لیگئین اور اوس پری نے مجھے سب مکان اور تخت جواہر نگار
دکھلا کے رخصت کیا جب وہ ساحرہ اس حال کو بیان کر چکی اُسنے اظہار کرنا امر دوسرے کا اسطرح شروع کیا کہ شاید حضور اوس پری کا
اور اوسکی حشمت و اقتدار کا حال سُنکر بہت خوش ہوے ہونگے اور تصور فرمایا ہوگا کہ بسبب وصلت کے اوس پری کے ساتھ شہزادہ
احمد کو درحقیقت یہ دولت و دنیا حاصل ہوئی مگر میرے نزدیک یہ سب امر برعکس معلوم ہوتے ہین کہ مبادا شہزادہ احمد پری کی حمایت
کرنے سے بنسبت حضور کے کچھ غدر اور فریب کرے اور اگر خیال کیا جائے کہ شہزادہ احمد سے جو نہایت سعادتمند ہی ایسی حرکت
غیر مناسب بنسبت اپنے پدر بزرگوار کے عمل مین نہین آئیگی یہ سچ ہی مگر چونکہ بالفعل وہ مبتلاے محبت اُس پری کا ہی کیا عجب کہ بسبب
ترغیب دینے پری کے مرتکب ایسے امور ناشایستہ کا ہو الغرض جگہ اندیشے کی ہی اسکی فکر سے حضور غافل نرہین آیندہ مختار ہین یہ کہکر وہ
ساحرہ بادشاہ سے رخصت ہونے لگی بادشاہ نے کہا کہ مین دو وجہ سے تیرا ممنون ہوا ایک تیری محنت سے کہ جو تونے واسطے دریافت
کرنے اوس حال کے اپنے پر اختیار کی اور دوسرے تیری نصیحت اور مآل اندیشی سے پھر جب سلطان کو معلوم ہوا کہ وہ ساحرہ مکانات
سلطانی سے جا چکی تب اُسنے اپنے مصاحبونکو جنھون نے شہزادہ احمد کیطرف سے اُسکے دلمین شبہہ ڈالا تھا بلوا کے ساری حقیقت ظاہر کی
اور پوچھا کہ اب اس امر کی کیا تدبیر کیجائے کہ جسکے سبب سے اُس پری کے ہاتھ سے اپنی سلطنت کو محفوظ رکھون ایکنے اُن مصاحبون نے
جواب دیا کہ اسکی تدبیر بہت سہل ہی شہزادہ احمد کو کہ ہنوز وہ یہین ہی قید کیجیے قتل کرنا تو اُسکا مناسب نہین مگر قید شدید مین رہے اس مصلحت
اور مشورے کو باقی مصاحبون نے بہت پسند کیا مگر بادشاہ سُنکے اُسوقت چپ ہو رہا دوسرے دن سلطان نے پھر اوس ساحرہ کو بلوا کے
شہزادے احمد کے قید کرنے مین مشورہ کیا اُسنے کہا میرے نزدیک غیر مناسب معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ جب آپ اوس شہزادے کو قید کرینگے
ضرور ہی کہ اُسکے سوارون اور دوسرے ہمراہیونکو بھی قید کرین تو اُسوقت وہ سب کہ عالم جنات سے ہین اور اونکو کسطرح کی طاقت ہی
قید سے نکلکر اوس پری کو اس حال سے خبر کرینگی پھر وہ پری اپنے شوہر کے قید ہونے سے نہایت غضب مین آکے ایک قیامت برپا
کریگی جسکا تدارک پکڑ کر نا بہت دشوار ہوگا اگر میرا آپکو اعتماد ہو تو مین اسبات مین عرض کرون کہ جسمین حضور کو سراسر نفع پہنچے
اور کچھ ضرر و نقصان نہو اور آپ خوب جانتے ہین کہ بڑے بڑے عجیب و غریب کام ایک ساعت مین عالم جنات اور پریون سے
ہوتے ہین انسان کا مقدور نہین کہ اوس کام کو برسون کی محنت اور مشقت سے حاصل کرلے اور اکثر حضور کو سیر و شکار کیوقت
حاجت خیمون اور ڈیرونکی خاص اپنی ذات کیواسطے اور سب فوج اور لاؤ لشکر کیواسطے پڑتی ہی اور اوسکی طیاری اور بار برداری مین
بہت روپیہ صرف ہوتے ہین اب حضور امتحان کے لیے شہزادہ احمد سے فرمایش کرین کہ ایک خیمہ وسیع ایسا کہین سے مجھے لادے جسمین

سب ارکان دولت و فوج وغیرہ اور دواب سماوین اور ساتھ اسکے وہ ایسا ہلکا ہو کہ جیسے ایک آدمی اپنے ہاتھ مین اوٹھا کے جہان چاہے
وہان لیجاوے جب وہ شہزادہ آپکی اس فرمایش کو بجالائے تو اور بہت فرمایشین عجیب کا آمفی ہین کہ مین حضور سے عرض کرونگی آخرکو وہ
شہزادہ اون فرمایشون کے بہم پونہچانے مین نہایت تنگ اور عاجز ہوگا اور اس حیلے سے عجایب و غرائب چیزین جنات کی ایجاد اور
کاریگری سے بنی ہوئی آپکے خزانے مین آجاوینگی آخرالامر شہزادہ احمد اون فرمایشون سے بہ تنگ آکے شرم و حجاب سے پھر کبھی اس
شہر مین قصد آنیکا نکریگا اور آپ اس صورت مین اوسکے غدر و مکر سے محفوظ رہینگے اور حاجت قید کرنے اور ہلاکی ایسے فرزند کی تمکو
نہ پڑیگی پھر اوس سلطان نے اس صلاح کو اپنے مصاحبون سے پوچھا وہ اس مصلحت کو سنکر خاموش ہو رہے کچھ جواب مین سلطان کے
نہ کہا بادشاہ اوس صلاح کو بہتر سمجھکر چپ ہو رہا دوسرے دن جب شہزادہ احمد سلطان کی حضور مین حاضر ہوا اور دیر تک ہر قسم کی
گفتگو درمیان اون دونون کے رہی تب بادشاہ نے موقع پاکے کہا مین آگے ایک مدت تک تمہاری جدائی سے نہایت رنج و الم مین تھا
اور جب تم ظاہر ہوکے میرے پاس آئے مجھے تمہارے دیکھنے سے نہایت مسرت حاصل ہوئی اور باوجود نہ دریافت ہونے تمہارے مسکن کے
اصرار نکیا کہ پتا دریافت ہو جائے اسواسطے کہ تمہاری مرضی اوسکے پوچھنے مین نتھی مگر اب مجھے دریافت ہوا کہ تمنے ایک پری حسین اور
صاحب شوکت کے ساتھ شادی کی ہے اس سے بڑی خوشی مجھکو حاصل ہوئی اب مین تمسے کچھ اور اوسکا حال کہ جو تمکو ناگوار ہے نہین استفسار
کرتا مگر یہ کہتا ہون کہ جو مین کسی چیز کی تمسے درخواست کرون اور مانگون اوسکو تم اوس پری کے پاس سے لادیسکتے ہو تو اتنی خاطر تمہاری اوس
پریکو ہے کہ اوس چیز کے دینے مین دریغ نکریگی تمہین خوب معلوم ہے کہ اکثر مین واسطے لڑائی یا شکار کے سفر کیا کرتا ہون اور حاجت خیمون اور
ڈیرون کی پڑتی ہے کہ جسکی باربرداری کے لیے بہت اونٹ اور جانور درکار ہوتے ہین مین چاہتا ہون کہ ایک خیمہ جسے تم اپنے
ہاتھ مین اوٹھاکے لاسکو اور وہی ایک خیمہ مجھے اور میری ساری فوج کے رہنے کیواسطے کافی ہو اوس پری سے مانگ کر لادو تا مجکو وقت
حاجت کے اور خیمے اور اوسکی باربرداری کے لیے کچھ تردد نکرنا پڑے اور صرف کرنے زر خطیر سے بسبب اسکے ہوتا ہی محفوظ ہون
شہزادہ احمد نے عرض کیا بہت خوب مین اپنی بی بی سے جاکر اوسکی درخواست کرتا ہون مجکو معلوم نہین اس صفت کا خیمہ اوسکے
کارخانے مین ہے یا نہین اور اگر ہے وہ دیگی یا نہین اسواسطے اوسکے لانیکا مین آپسے اقرار نہین کرتا بادشاہ نے کہا اگر تم اوس خیمے کو
لاکر حاضر نکروگے تو مین پھر تمہاری صورت نہ دیکھونگا اور تم کیسے اوسکے شوہر اور وہ تمہاری بی بی ہے کہ اتنی ذراسی چیز بھی تمہارے
کہنے سے نہ دیگی اور معلوم ہوا کہ تم اوسکے نزدیک کچھ حقیقت اور عزت نہین رکھتے تم جاؤ اور اوس سے اوس خیمے کو مانگو اگر اوسنے دیا
تو جاننا کہ وہ تمکو چاہتی اور بہت عزیز رکھتی ہے اور مین یقین جانتا ہون کہ وہ تمکو دل سے پیار کرتی ہے جو کچھ تم اوس سے درخواست کروگے
تمکو بخوشی دیگی اور ہرگز انکار نکریگی شہزادہ احمد خلاف اپنے دستور کے کہ تین دن تک بادشاہ کی حضور مین رہتا اور چوتھے روز پری بانو
کے محل کو جاتا صرف دو روز رہکر تیسرے دن اودھر کو روانہ ہوا اور جب محل مین پہونچ پری بانو کے روبرو گیا اوسنے شہزادے کو ملول
اور دلگیر پاکے پوچھا کہ خیر تو ہے آج تم کیون اسقدر افسردہ خاطر اپنے پدر بزرگوار کے پاس سے آئے ہو شہزادہ احمد نے بعد استفسار خیر و
عافیت کے سب حال کہا پری بانو نے جواب دیا کہ مین تمہاری تسلی خاطر کی بخوبی کرونگی مگر اس درخواست سے تمہارے باپ کی مجھے معلوم

ہوا کہ آپ اوسکا وقت بہت قریب پونہچا ہی جلد اس دنیا سے رحلت کریگا شہزادہ احمد نے کہا خدا میرے باپکو بہت سا سلامت
رکھے بی بی وہ کچھ مریض نہین مین ابھی اُنکو صحیح اور تندرست چھوڑکر آیا ہون مین کسیطرح اُنکے آثار بیماری کے نہین پاتا مگر
حیران بہت ہون کہ مینے ابتک ذرا حال یہانکا بادشاہ سے نہین کہا سب حال کیونکر اوسکو معلوم ہوا پری بانو نے اوسی ساعت
جواب دیا کہ شہزادے تمھین یاد ہوگا کہ مینے اُس عورتکو جسے تم بیمار سمجھکر یہانپر اُٹھلا لائے تھے دیکھکر کیا کہا تھا اوسی عورت نے یہانکے
سب حال کو تمھارے باپسے جاکر کہا وہ مجھے مطلق بیمار نہین معلوم ہوتی تھی بیماری کا اوسنے بہانہ کیا تھا پھر مینے وہ عرق کہ مخصوص
ہر قسم کی تپکیواسطے ہی بلوایا اُسنے اُسکو پی لیا اور عرق کی تاثیر کا بہانہ کرکے اچھی ہوگئی اور میرے پاس رخصت ہونیکے واسطے آئی
مینے اپنے آدمی اور خواصین اُسکے ساتھ کرکے سب مکان اپنے محل کے اور اسباب اور سامان وغیرہ جواہرات اُسکو صرف تمھاری خاطر
کیواسطے دکھلائے کہ تمنے اوسکی سفارش کی تھی اور جب اُسنے شفا پائی اُسکو بخوبی رخصت کیا سوا اُس عورت کے اور کسی آدمزاد
کا مقدور نہین کہ یہانتک پہونچ سکے چہ جا کہ کسی امور سے یہانکے مطلع ہو شہزادہ احمد نے پری بانو کی بہت ثنا و صفت کرکے
کہا اب مین چاہتا ہون تمھاری عنایت سے خیمہ اپنے باپکی حضور مین لیجاکر سرخرو ہون پری بانو نے کہا کہ تم اتنے تھوڑے امر کے لیے
اسقدر کیون تردد کرتے ہو مین اُسے منگوائے دیتی ہون یہ کہکے اُسنے اپنی ایک خواص کو جو اُسکی خزانچی تھی بلایا اور کہا کہ فلانے
خیمے کو جلد لے آوے خواص دوڑ گئی اور اُس خیمے کو لاکر حاضر کیا اور بموجب اشارے پری بانو کے اُسے شہزادہ احمد کو دیا شہزادہ
احمد نے اُس خیمے کو اپنی مٹھی مین دبا کر خیال کیا کہ پری بانو مجھسے کیا ہنستی ہی پری بانو نے اس امر کو شہزادے کے بشرے سے
دریافت کیا اور ٹھٹھا مارکے ہنسی اور کہا اے شہزادے تمنے اپنے دلمین سمجھا کہ مین تمسے ہنستی ہون پھر اُسنے اپنے خزانے کی داروغہ
جسکا نام نورجہان تھا فرمایا کہ اس خیمے کو شہزادے کے ہاتھ سے لیکر ایک میدان مین استادہ کر تاکہ شہزادے کو اس خیمے کی عظمت و شان
معلوم ہو اور دریافت کرے کہ اُسکے باپنے اس خیمے کی فرمایش کی ہی پھر وہ خواص اوس خیمے کو لیکر دو محل سے گئی اور استادہ کیا
ایک سرا اوسکا محل سے لگا ہوا تھا شہزادہ احمد نے اوسکو اسقدر وسیع پایا کہ بادشاہ مع دو فوج کے اوسمین رہے اور کسیکو ایک دوسرے کے
سبب تکلیف نہو پھر پری بانو سے عذر کیا کہ مجکو اسکا حال معلوم نہ تھا کہ یہ خیمہ اس صنعت و صفت کا ہی اسواسطے مینے تعجب کیا تھا پھر
خواص نے اوس خیمے کو گراکے بطور اول تہ کرکے شہزادہ احمد کو دیا شہزادہ اوسیوقت اُسے لیکر سوار ہوا اور اپنے معمولی سوار اونکے
ساتھ بادشاہ کی حضور مین آیا اور اوس خیمے کو گذرانا سلطان نے بھی اول اوس خیمے کو دیکھ سمجھا کہ بہت ذرا سا ہی پھر جبکہ وہ استادہ ہوا
اُسکو بہت بڑا پاکر تعجب کیا اور ایسے تحفے نادر کے لانے سے بہت شکرگذار شہزادہ احمد کا ہوا اور کہا میری طرف سے بہت شکرگذاری پری کی بھی
اس خیمے کے دینے سے کرنا بعد اسکے اپنے اہلکاروں کو حکم کیا کہ اس خیمے کو بڑی احتیاط سے میرے خزانے مین رکھو طرفہ یہ کہ ایسے تحفے نادر سے اُسکا وہم
اور خوف جو اُس ساحرہ اور اُسکے مصاحبون نے شہزادہ احمد کیطرف سے اُسکے دلمین ڈالا تھا آگے سے زیادہ ہوا اور قیاس کیا کہ پری حقیقت مین اپنے شوہر
پر حد سے زیادہ مہربان ہی اُسکی خاطر کیواسطے باوجود اُس دولت مندی کے بڑے بڑے امر کر سکتی ہی در ہوا کہ مجکو اسکی خاطر کیواسطے ہلاک نہ کر ڈالے پھر سلطان نے اُس ساحرہ
کو بلوا کے اس امر مین مشورہ کیا اُسنے کہا اب تم شہزادے سے پانی چشمۂ شیر کا طلب کرو دوسرے دن بادشاہ وقت شام کے اپنے ارکان دولت کے حلقے مین

بیٹھا ہوا تھا کہ شہزادہ احمد حاضر ہوا اور بعد بجا لانے آداب کے بادشاہ کے نزدیک بیٹھ گیا سلطان نے اوسکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا مین تمہارے ایسے خیمے کے لانے سے نہایت خوش ہوا اور ایسی کوئی چیز قیمتی اور نادر میرے خزانے مین نہین مگر ایک چیز اور مجھے مطلوب ہی اگر اسکو بھی میرے واسطے لاؤ تو میری موجب کمال خوشی کا ہوگا سنتا ہون کہ تمہاری پری کے پاس پانی چشمہ شیرونکا ہی جسکے پینے سے کسیطرح کی تپ مہلک نہین رہتی اور مجھے یقین ہی کہ میری تندرستی تمکو بدل مطلوب ہوگی مین چاہتا ہون کہ کچھ تھوڑا سا وہ پانی میرے واسطے لاؤ تا وقت حاجت کے اوسکو مین پیون از بسکہ میری خاطر تمکو عزیز ہی یقین کہ اسکے لانے مین بھی دریغ نکروگے شہزادہ احمد اس فرمایش کو سنکر خاموش ہو رہا اور دلمین کہنے لگا کہ خیمے کو مینے جسطرح سے ہوا مانگکے پری سے لا دیا خدا جانے اس پانیکے مانگنے سے کچھ ناخوش ہو اور شہزادیکو خوب معلوم تھا کہ پری کسی امر سے جو مین اوس سے کہون یا طلب کرون ناراض نہوگی شہزادہ احمد نے بعد متامل ہونیکے سلطان کو جواب دیا کہ میرے اختیار مین کوئی امر نہین مگر مین اوس سے پانیکو بھی مانگونگا اگر اوسنے دیا تو مین لا کر حاضر کرونگا آپسے وعدہ یقینی نہین کرتا حتی الامکان بجا لانا آپکی خدمت کا اپنی سعادت جانتا ہون مگر اس پانی کیواسطے سوال کرنا خالی دقت سے نہین جیسا کہ خیمے کے مانگنے مین تھا غرض شہزادہ احمد دوسرے روز سلطان سے رخصت ہوکر پری بانوکی خدمت مین آیا اور بعد اظہار اخلاص و نیاز کے کہا کہ سلطان تمہاری عنایت کا نہایت شکر گذار ہی مگر اوسے تھوڑا سا پانی چشمہ شیرونکا درکار ہی مین تمسے کہتا ہون کہ اگر اوس پانیکے دینے مین تمکو کچھ دقت ہو تو جانے دو مجکو تمہاری خوشنودی اور رضامندی منظور ہی پری بانو نے کہا معلوم ہوا کہ بادشاہ میرا اور تمہارا امتحان کرتا ہی اور جو وہ جادوگرنی اوسے سکھاتی ہی وہی چیزین مانگنے پر اوسکی طبیعت آتی ہی خیر مین اس فرمایش کو بھی اوسکی دونگی اسمین نہ کچھ ضرر میرا ہی اور نہ تمہارا لیکن اسمین ایک بڑا خطرہ اور جوکھم ہی اب اوسکو تمسے بیان کرتی ہون فلانے قلعے کے میدان مین ایک چشمہ ہی کہ جسکی راہ بند کرنے کے واسطے چار شیر بہت قوی معین ہین اور اوسپر انکی چوکی رہتی ہی نوبت بنوبت دو شیر جاگتے اور دو سوتے ہین اور کسیکو نزدیک اوس پانیکے نہین آنے دیتے مگر مین ایسی تدبیر تمکو بتاؤنگی کہ جسکے سبب سے تمھین کچھ ضرر اور آسیب ان شیرونسے نہ پہنچیگا یہ کہکے پری بانو نے سوئی دھاگا نکال کئی گیند سوت کے اپنے ہاتھ سے بنائے اور ایک گیند شہزادہ احمد کو دیکر کہا پہلے تم اس گیند کو اپنے پاس احتیاط سے رکھو پھر مین ابھی اسکے استعمال کرنیکا طریق بتاتی ہون دوسرے یہ کہ تم دو گھوڑے چالاک لینا ایک پر تم خود سوار ہونا اور دوسرے پر ایک بھیڑ کے چار ٹکڑے کرکے لادنا اور وہ بھیڑ مین آج ذبح کر رکھونگی تیسرے یہ کہ تمکو ایک ٹھلیا دیتی ہون کہ اسکو اپنے پاس واسطے لانے اوس پانی کے رکھنا پھر علی الصباح تم سوار ہو اور اوس دوسرے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ مین پکڑ اوس قلعے کیطرف روانہ ہونا اور جب اوس قلعے کے متصل آہنی دروازے پر پہونچنا اس گیند کو اپنے آگے ڈالدینا یہ گیند خودبخود لوڑھکتا ہوا دروازے تک اوس قلعے کے پہونچیگا تم پیچھے اس گیند کے چلے جانا جہان کہین کہ گیند ٹھہر جائیگا وہین تم اون چارون شیرونکو دیکھوگے اور دروازہ کھلجائیگا اور وہ دو شیر کہ بیدار ہونگے اون دو شیر سوتے ہوؤنکو جگا دینگے پھر وہ چارون دیکھکر تمھین غرائینگے اور شور و غل مچاوینگے مگر تم ذرا خوف اونسے نکرنا بھیڑ کے چارون ٹکڑونسے ایک ایک ٹکڑا انکے آگے ڈالدینا اور گھوڑے پرسے نہ اترنا

اور گھوڑے کو ایڑ مار کے جلدی اپنے تئین اوس چشمے پر پونہچایا اور پانی اوس ٹھلیا مین بھر جلد وہانسے مراجعت کر او وہ شیر کہ اوسوقت مشغول کھانے مین گوشت کے ہونگے تجھسے کچھ تعرض نکرینگے شہزادہ احمد دوسرے دن علی الصباح جسوقت کہ اوس پری نے اوس سے کہا تھا قلعے کیطرف روانہ ہوا اور اوس قلعے کے دروازے پاس جاکر وہ چارون ٹکڑے بھیڑ کے اون چارون شیرونکے روبرو ڈالدیے اور اوس چشمے پر پہونچکر ٹھلیا کو بھرا اور جلدی وہانسے مراجعت کی جب تھوڑی دور نکل آیا چار ون شیرون نے اُسکا پیچھا کیا اور ذرا خوف و دہشت نکرکے اپنی حفاظت کے لیے تلوار غلاف سے کھینچ لی چنانچہ ایک شیر اون چارون مین سے اُسے جاتا ہوا دیکھکے پھر گیا اور دوسرے شہزادے کو اپنا سر اور دُم ہلاکر اشارہ کیا کہ تو بیخوف و خطر چلا جا مگر وہ تینون ساتھ اُسکے لگے ہوئے چلے جاتے تھے یہانتک کہ وہ شہزادہ شہر مین پہونچکر بادشاہ کے محل مین داخل ہوا اور وہ تینون شیر بھی پیچھے سے شہزادے کا پیچھا کیے ہوے دروازے تک پونہچے اور شہزادے کو اندر جاتے ہوے دیکھہ تینون شیر جس راہ سے آئے تھے اوسی راہ سے پھرے ہوئے چلے گئے شہر کے باشندے اون شیرونکو دیکھکر نہایت ڈرے اور بھاگے مگر کسیکو اون شیرون نے کچھ ضرر نہین پونہچایا پھر بہت سوار شہزادہ احمد کو تنہا دیکھکر دربار شاہی تک اُسکے ہمرکاب ہوگئے اور وہان پہونچکر اُسکو گھوڑے سے اُتارا بادشاہ اُسوقت دربار مین بیٹھا اپنے مصاحبون سے بات چیت کر رہا تھا کہ اتنے مین شہزادہ احمد آیا اور آداب بجالایا اور اوس ٹھلیا کو جسمین پانی چشمہ شیرونکا بھرا تھا نذر گذران کر عرض کیا کہ یہی پانی ہے جسکی حضور نے فرمایش کی تھی اور یہ پانی بہت کمیاب ہے ایسی عجیب اور بکار آمد چیز آپکے خزانہ مین نہوگی خدانخواستہ جب کچھ مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہو تھوڑا اسکو پی لیجیے گا فوراً آپکو ہر ایک بیماری سے شفا حاصل ہوگی شہزادہ احمد نے جب اسبات کو تمام کیا بادشاہ نے فرط عنایت سے اُسکا ہاتھہ پکڑکے اپنی دہنی طرف بٹھالیا اور کہا کہ تم اس پانیکو بڑی خطرناک جا سے محنت کرکے لائے ہو مین تمھارا نہایت ممنون ہوا اور جو اُس ساحرہ نے سب حال اُس چشمہ شیرونکا اور اُسکی خطرناکی کا بادشاہ سے کہا تھا اسواسطے اُسکو اس حال سے خبر تھی پھر سلطان نے شہزادہ احمد سے پوچھا کیونکر تم وہان گئے اور شیرونسے بچکر پانی لیکر صحیح و سالم آئے شہزادے نے عرض کیا کہ آپکے اقبال سے مین وہانسے بچکر آیا اور بموجب تدبیر کے جو مجھے اُس پری نے بتائی تھی اُس چشمے پر گیا اور پانی کو بھر کرکے آیا پھر سب سرگذشت وہان کے جانے اور پھر آنیکی بادشاہ سے مفصل بیان کی جب سلطان نے جرأت اور دلاوری اُس شہزادے پر خیال کیا زیادہ تر آگے سے ڈرا اور حسد اور عداوت شہزادے کی اُسکے دلمین ایک حصے سے دس حصے زیادہ ہوئی جلدی اُسے رخصت کرکے محل مین ہوا اور اُس جادوگرنیکو بلوا بھیجا جب وہ حاضر ہوئی بادشاہ نے اوس سے حال شہزادہ احمد کا اور لانا پانی چشمہ شیرونکا مفصل ظاہر کیا اور وہ آگے سے بسبب شور کے جو شیرونکے آنے سے شہر مین پڑا تھا اس حال کو جانتی تھی اور بادشاہ سے مفصل سُنکر نہایت متحیر ہوئی پھر عرض کیا کہ ایک بار شہزادہ احمد سے یہ فرمایش کیجیے اس فرمایش کے بہم پونہچانے مین یقیناً وہ عاجز ہوگا اور کبھی اوسکا انجام شہزادے سے نہوسکیگا بادشاہ نے اُس ساحرہ کو رخصت کرکے دوسرے دن شہزادے احمد سے جب وہ اُسکی حضور مین حاضر ہوا کہا ای فرزند دلبند مین تمھاری سعادتمندی اور خدمات شائستہ سے نہایت مسرور ہوا خصوصاً اُن دو فرمایشون کے بجالانے سے جو مینے سابق مین تمسے کہی تھین اب ایک تیسری فرمایش اور ہے اگر اوسکو بھی تم بجالاؤ تو مین عمر بھر تمسے راضی اور خوشنود رہون شہزادہ احمد نے عرض کیا وہ کونسی فرمایش ہے ارشاد ہو سلطان

نے کہا میری حضور مین ایک آدمی لاؤ جسکا قد وقامت ایک گز سے زیادہ نہو اور اوسکی ریش بیس گز کی ہو اور ساڑھے چھ من کی جریب
آہنی اپنے کاندھے پر رکھکر چلے اور اوس جریب کو اسطرح سے گھمائے جیسے کوئی ایک لکڑی کے سونٹے کو شہزادہ احمد نے تصور کیا کہ اس
صفت کا آدمی دنیا مین پیدا نہوا ہوگا الغرض جبکہ شہزادہ احمد دوسرے دن اُس تہخانے مین جو مملکت پری بانو کی تھی گیا اور اُسکو اس
فرمایش سے آگاہ کیا اور پری کیطرف دیکھکر کہا کہ یہ فرمایش اون دونون فرمایشون سے بہت بڑی بلکہ قسم محال سے ہی بادشاہ بے
سمجھے بوجھے میرے امتحان کے لیے ایسی فرمایش کر بیٹھا بالفرض اگر ایسا آدمی قسم بالشتیے سے بھی بہم پہونچا آہنی بھاری جریب کیونکر
اپنے کاندھے پر اُٹھا سکیگا پھر پری بانو سے مخاطب ہوکے کہا میرے قیاس مین تو وجود ایسے شخص کا نہین آتا اگر تمھاری عقل مین
کچھ آوے تو فرماؤ پری بانو نے کہا تم کچھ اس امر مین اندیشہ اور تردد نکرو تمنے تو بڑی جوکھم اُٹھا پانی چشمۂ شیر کا اپنے باپکو لادیا ہی یہ
فرمایش اوس سے زیادہ دشوار اور خطرناک نہین کیونکہ یہ صفت میرے بھائی شبّر مین ہی اگرچہ مین اور وہ ایک ہی باپکے فرزند مین مگر
اوسکی شکل خدا نے ایسی پیدا کی اور میری ایسی اور وہ بہت شجاع اور دلیر ہی اور اُسکی ہمیشہ سے یہی تمنا ہی کہ مین اُسسے کچھ فرمایش کرون تاکہ
وہ اُسکو کمال خوشی سے بجا لاوے اور وہ بجاے خود سلطان ہی اور سوا اوس ایک حربۂ آہنی کے اور کوئی سلاح اپنے پاس نہین رکھتا
اب مین اُسکو یہان بلاتی ہون خبردار تم اُسکو دیکھکر ڈرنا نہین شہزادہ احمد نے کہا جو شبّر تمھارا بھائی ہی تو وہ اگرچہ خلقت عجیب رکھتا ہی
مین اُسکو دیکھکر خوش اور بشاش ہونگا جیسا کہ کوئی اپنے عزیز اور رشتہ دار کو دیکھ مسرور ہوتا ہی اُسے دیکھکے ڈرنا کیا معنی پھر پری
بانو نے سونے کی انگیٹھی منگوا آگ اُسمین بھروائی اور ایک طلائی صندوقچہ منگوا کے کھولا اور اوسمین سے کچھ خوشبو نکال اُس آگ مین ڈالی اور جبکہ
اُس عنبردان سے دھوان گہرا اُٹھا اُسکے کئی لمحہ کے بعد پری بانو نے کہا میرا بھائی شبّر آیا تم اُسکو دیکھتے ہو یا نہین شہزادے نے سر
اُٹھاکے شبّر کو دیکھا کہ فی الواقع قد اوسکا ایک گز کا تھا اور نہایت تمکنت اور بردباری کے ساتھ آتا ہی اور اوسکے کاندھے پر جریب لوہے
کی ساڑھے چھ من کے وزن کی رکھی ہوئی ہی اور اوسکی داڑھی بہت گھنی بیس گز کی لمبی مگر اسطرح سے اوسکو بحکمت عملی رکھتا تھا
کہ زمین سے نہین لگتی اور مونچھین بھی اتنی بہت دراز تھین کہ اوسکے کانون تک پہونچتین کہ اوسکے سارے چہرے کو چھپا لیا تھا اور
آنکھین اُسکی مانند بچۂ خوک کے سر مین گھسی ہوئین سر اُسکا جسپر تاج رکھے تھا آگے اور پیچھے سے گہرا تھا شہزادہ احمد شبّر کو دیکھکر مطلق نہ ڈرا
اور اوسی وقار کے ساتھ پری بانو کے پاس بیٹھا رہا شبّر نے آگے بڑھکے اوسکو ایک آنکھ سے دیکھکر پوچھا کہ تمھارے بازو سے لگا کون
شخص بیٹھا ہی پری بانو نے کہا میرا شوہر اور نام اسکا شہزادہ احمد اور بیٹا سلطان ہند کا ہی میرے بھائی اپنی شادی مین تمھین اسلیے
نہین بلایا کہ تم اون دنون مین بڑی لڑائی مین مصروف تھے اب تم خدا کے فضل وکرم سے وہان سے مظفر ومنصور ہوکر
آئے ہو اسواسطے تمکو بلایا شبّر نے اس بات کے سنتے ہی نظر الفت سے شہزادہ احمد کیطرف دیکھا اور پری بانو سے کہا کہ بہن
کوئی ایسی خدمت ہی کہ اس شہزادے کی مین بجا لاؤن پری بانو نے جواب دیا کہ بادشاہ ہند یعنی اس شہزادے کا باپ تمھارے دیکھنے کا
بڑا اشتیاق رکھتا ہی تم ازراہ مہربانی کے اس شہزادے کے ساتھ وہان جاؤ شبّر نے کہا مین اسیوقت جانیکو طیار ہون پری
بانو نے کہا بھائی آج تم تمام دن کے تھکے ماندے ہو کل سویرے فجر کو جانا اور شام کے وقت مین سب حال شہزادہ احمد کا

مفصل بیان کرونگی پھر پری بانو نے بادشاہ اور اُسکے وزیرون مفسد کے حسد سے خصوصًا اوس جادوگرنی کی عداوت سے
جو ساتھ شہزادہ احمد کے رکھتی تھی شبّر کو آگاہ کیا پھر دوسرے روز فجر کو شبّر نے شہزادہ احمد کے ہمراہ ہو بادشاہ کے دربار
کی راہ لی اثنائے راہ مین بازاری شبّر کو شکل ہیبت ناک مین دیکھکر نہایت ہراس سے دکانون اور گھرون مین چھپ رہے اور
دروازونکو بند کرلیا اور سب لوگ شہر کے جو تھے اور بگڑ پونکو گھبراہٹ سے چھوڑ کر بدحواس ہو بھاگے جب شبّر اور شہزادہ احمد
دونون محل کے دروازے پر پونہچے دربان شبّر کی صورت دیکھکر بھاگ گئے اسواسطے کہ اونکو طاقت منع کرنے اور روکنے
کی نہتھی پھر وہ عدالت گھر مین جہان بادشاہ بیٹھا انصاف کرتا تھا اور سب اُسکے اہلکار اور مصاحبین خرد و بزرگ موافق
اپنے رتبون اور قرینونکے حاضر تھے گیا وہان بھی لوگ بمجرد دیکھنے شبّر کے خوف سے جابجا بھاگ کر چھپ گئے اور شبّر نے کمال
نخوت و غرور تخت کے پاس آکر سلطان سے کہا تونے میرے دیکھنے کی فرمایش کی تھی مین حاضر ہون دیکھا اور مجسے کیا چاہتا ہے
سلطان نے بجاے جواب دینے کے اپنے دونون ہاتھونکو دونون آنکھونپر رکھہ اور منہ پھیر کے چاہا کہ وہانسے بھاگے اور ایسی ہیبت
ناک صورت کو نہ دیکھے شبّر سلطان کی بد اخلاقی سے نہایت رنجیدہ ہوا کہ مین اتنی مشقت اُٹھا بموجب اسکی طلب کے یہان آیا اور یہ مجھے
دیکھکر بھاگتا ہے آخر اپنے حربۂ آہنی کو اُٹھا اُسکے سر پر مارا کہ دماغ اوسکا پاش پاش ہو زمین پر گر پڑا شہزادہ احمد ہنوز نہیئن پونہچا تھا
کہ اُسنے آگے سے جاکر بادشاہ کا کام تمام کیا پھر چاہا کہ وزیر اعظم کو کہ دست راست سلطان کے حاضر تھا مارے شہزادے احمد نے اُسے
بچایا کہ یہ تو میرا دوست ہے اسنے کوئی سخن بد میرے حق مین نہین کہا بخلاف اور ونکے یہ اشارہ پاکے شبّر نے ایک سرسیے سب وزیرون
اور مصاحبونکو کہ دو طرفہ حاضر تھے اور سبنے دشمنی شہزادہ احمد سے کی تھی قتل کیا اور سوا اُن لوگونکے کہ جنھون نے اپنے تئین بھاگ کے
بچایا تھا کوئی وہان زندہ نرہا سبکے سب اُسکے ہاتھ سے مارے گئے پھر شبّر نے عدالت گھر سے دربار بادشاہی مین آکر وزیر اعظم سے جسکی
بموجب سپارش شہزادہ احمد کے جانبخشی کی تھی کہا کہ اوس ساحرہ کو جو شہزادہ احمد میرے بہنوئی کی دشمن تھی اور اُن مصاحبون بادشاہ
کو جو اُسکے حسد اور عداوت مین تھے حاضر کرتا اُن سبکو سزا اعمال کی دون وزیر نے پہلے اُس ساحرہ کو بعد اُسکے اُن مصاحبونکو جو مخالف
شہزادے کے تھے بلوا کے حاضر کیا شبّر نے انکو بھی اُسی حربۂ آہنی سے مارا اور اوس ساحرہ سے کہا کہ نتیجہ تیری بدآموزی کا بادشاہ کو اور
تیرے مکر و فریب کرنیکا یہ ہے جو تجھے اب ملا پھر شبّر نے چاہا کہ تمام شہر کے لوگونکو قتل کرے مگر شہزادہ احمد نے اُن سبکو بچایا پھر شبّر نے
شہزادہ احمد کو پوشاک شاہانہ پہنا کے تخت سلطنت ہندوستان پر بٹھایا اور اُسکے نام کی تمام شہر مین منادی کی سب لوگ شہر
کے وضیع و شریف کہ شہزادہ احمد سے راضی تھے اوسکے بادشاہ ہونے سے نہایت خوش ہوے اور اُسکی حضور مین نذرین گذرانکے
باواز بلند دعائین دینے لگے کہ سلطان احمد ہزار دن برس زندہ رہے شبّر جب یہانتک بندوبست کر چکا تب پری بانو اپنی ہمشیر کو لاکے
وہان کا ملکہ کیا اور خطاب اوسکا شہربانو دیا بعد اسکے شبّر اپنی بہن شہربانو اور سلطان احمد سے رخصت ہو کر اپنے گھر گیا اُسکے
جانیکے بعد سلطان احمد نے شہزادہ علی اور نور النہار کو بہت کچھ دیکے ایک بڑے شہر کا جو اوسکی دار السلطنت کے متصل تھا حاکم
کرکے وہان رخصت کیا اور ایک سردار کو شہزادہ حسین کے پاس بھیجکر سب اس حال کی اطلاع کی اور کہلا بھیجا جس شہر اور ولایت کی

خواہش اور رغبت ہو مین اوسکا حاکم تمھین کرکے سند اوسکی لکھا بھیجدون مگر شہزادہ حسین از بسکہ عالم درویشی مین نہایت خوش اور محظوظ تھا اوسنے حکومت کسی ولایت کی منظور نکی اور اوس افسر کی زبانی شکرگزاری سلطان احمد کی کہلا بھیجی اور اپنی تمام عمر اوس خلوت نشینی مین بسر کی ملکہ شہرزاد نے اس قصے کو تمام کرکے دوسرے دن دوسرا قصہ دو بہنون کی عداوت اور دشمنی کا کہنا شروع کیا اور اسیطرح سے وہ ملکہ ہمیشہ قصے عجیب و غریب بادشاہ ہندوستان کو سنا کے قتل سے اپنے تئین بچاتی تھی

قصہ دو بہنون کے حسد اور عداوت کا بنسبت تیسری بہن کے جو سب سے چھوٹی تھی

اگلے زمانے مین ایک شہزادہ ملک پارس کا خسرو شاہ نام اکثر راتونکو بھیس بدل اور ایک خدمتگار معتمد کو اپنے ساتھ لے سیر شہر کی کیا کرتا تھا اور شب گردی مین اکثر عجائب و غرائب امور کہ جسکا بیان بہت طول ہی اسوقت حضور مین بیان نہین ہو سکتا مشاہدہ کیا کرتا غرض جب شہزادے کے باپنے کہ عمر اوسکی بڑی ہوئی تھی اور اوس شہزادے کے سوا کوئی اور وارث ملک پارس مین نہین چھوڑا تھا انتقال کیا تب وہ شہزادہ تخت موروثی پر بیٹھا اور بعد رسوم تجہیز و تکفین اور غمداری کے حسب دستور سکہ اور خطبہ اپنے نام کا کہ کیخسرو شاہ تھا جاری کیا اور بدستور اپنی عادت قدیم کے سر شام اپنے وزیر اعظم کو ہمراہ لے اور تبدیل لباس اپنا اور وزیر کا کرکے کوچون مین شہر کے گشت کرنے لگا تاکہ حال نیک و بد شہر کا معلوم ہو اتفاقاً گذر اوسکا ایک گلی مین جہان عوام الناس رہتے تھے پڑا وہان اوسنے آواز سنی کہ کچھہ عورتین باواز بلند بات چیت کر رہی ہین بادشاہ نے نزدیک اوس گھر کے جہانسے آواز آتی تھی جاکے دروازے کی دراڑ سے جھانک کر دیکھا کہ تین بہنین ایک دالان مین بیٹھی ہوئی بعد فراغت طعام شب کے آپسمین باتین کرتی ہین وہ کان لگا کر اونکی باتین سننے لگا چنانچہ بڑی بہن نے تمنا اپنے دل کی اس طرح سے ظاہر کی کہ مین چاہتی ہون کہ میرا بیاہ بادشاہ کے نان بائی کے ساتھہ ہو تاکہ روٹی پادشاہ کی کہ بنسبت سب نانونکے نہایت لذیذ اور لطیف ہی کھا کے تم دونونکو ترسایا کرون منجھلی بہن نے کہا میری آرزو یہ ہی کہ میری کتخدائی بادشاہ کے باورچی کے ساتھہ ہو تا اچھے اچھے کھانے نفیس کہ نان سلطانی جنکے سامنے کچھہ حقیقت نہین رکھتی میرے کھانے مین آیا کرین تیسری بہن نے کہ سب سے چھوٹی اور خوش طبع اور لطیفہ گو بنسبت اپنی بہنون کے نہایت خوبصورت خوش سلیقہ ذی شعور تھی اپنی نوبت مین کہا میری خواہش ایسی پست نہین ہی کہ جیسی تم دونونکی بلکہ میری آرزو بہت بڑی ہی مین چاہتی ہون کہ اس ملک کے پادشاہ کی بی بی ہون اور اوس بادشاہ سے ایک شہزادہ جنون جسکے بال ایک طرف کے سونے کے ہون اور دوسری طرف کے روپے کے اور جب رووے تو اوسکی آنکھون سے بجائے اشکون کے مروارید جھڑین اور وقت ہنسی کے اوسکے شنگرفی ہونٹ مانند غنچے کے شگفتہ دکھائی دین بادشاہ وہ تینون خواہشین اون تینون بہنون کی خصوصاً آرزو تیسری بہن کی سنکر نہایت متعجب ہوا اور چاہا کہ اون تینون بہنون کی خواہش پوری کرے اس کو دل مین قرار دیکر وزیر سے فرمایا کہ تو اس گھر کو خوب اسوقت پہچان رکھہ اور صبح ان تینون بہنون کو میرے حضور مین حاضر کیجیو غرض دوسرے دن فجر کو وزیر نے اون تینون بہنون کو اونکے گھر سے لیجا کے بادشاہ کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے اونسے کہا کل رات کو تم اختلاط اور خوش طبعی مین کیا کہتی تھین خبردار اظہار مین اون باتون کے ذرا فرق نکرنا اسواسطے کہ مجکو وہ سب باتین معلوم ہین اور اپنے کانون سے سن چکا ہون اس بات کو سنکر وہ تینون بہنین شرم و حیا سے کچھہ جواب نہ دے سکین اور اپنے

سر نیچے کرکے خاموش ہو رہین پادشاہ چھوٹی بہن کو کہ نہایت حسین اور نمک سک سے بہت اچھی تھی دیکھکر فریفتہ ہوا آخر بعد
بہت استفسار کے وہ عذر کرنے لگین پادشاہ نے اونکو دلاسا دیکر فرمایا کہ تم کچھ خوف و ہراس کرو اور بے شرم و حجاب کے جیسا کہ رات
آپسمین اظہار اپنی خواہشونکا کرتی تھین مجھسے ظاہر کرو تا مین تمھاری آرزو ونکو بر لاؤن آخر اونھون نے اپنے مطلبون اور خواہشونکو
پادشاہ کی حضور مین ظاہر کیا پادشاہ نے اونسے بالمشافہہ سنکے بڑی بہن کی شادی اپنے نان بائی کے ساتھ اور منجھلی بہن کی باورچی کے
ساتھ اوسی دن کردی اور اپنی شادی کے لیے چھوٹی بہن کے ساتھ طیاری کا حکم کیا چنانچہ بعد طیار ہونے سب اسباب اور سامان کے
مانند پادشاہون کے شادی کی اور پادشاہ نے اوسکو بیاہ لا کے خطاب ملکہ پارس کا دیا اور اوسکی بڑی بہنونکی شادی سراسری موافق
رتبے باورچی اور طباخ کے بدون تکلف اور دھوم کے کردی تھی اگرچہ اون سبکو لازم تھا کہ اپنی آرزو مین پاکے خوش اور مسرور ہوتین مگر
برعکس اسکے بڑی اور منجھلی بہن نے جاہ و جلال اور کر و فر اپنی چھوٹی بہن کا اور دھوم دھام اوسکی شادی کی دیکھکر نہایت حسد اور رشک کیا
اور شب و روز جلا کرتین اور ہر ایک بجاے خود اس سبب سے غم و غصہ کھایا کرتی یہانتک کہ ایک دن بڑی اور منجھلی بہن حمام مین کہ نہانے کے لیے آئی تھین باہم
فراہم ہوئین بڑی نے منجھلی سے کہا چھوٹی بہن ہماری اتنی زیادہ خوبصورت ہمسے نہ تھی کہ لیاقت ملکہ ہونے کی رکھتی مجکو یہ امر سخت ناگوار معلوم ہوا
منجھلی بہن نے جواب دیا کہ بوا مین بھی اس امر سے نہایت ناراض اور ناخوش ہون مین نہین جانتی کہ پادشاہ نے کیا اوسے دیکھکر پسند کیا وہ تو
سزاوار ملکہ ہونے کی ہرگز نہ تھی مثل بوزینہ کے معلوم ہوتی ہی سواے کم سنی اور جوانی کے کوئی اور امر کہ موجب ترجیح کا ہو خیال مین نہین آتا
میرے نزدیک بہن تو ہی قابل ہم بستری پادشاہ کے تھی اور اوسکو لازم تھا کہ تجھی کو ملکہ بناتا بڑی بہن نے جواب دیا کہ مین زیادہ تر تجھسے اس امر مین
متحیر ہون کہ جسکا بیان نہین کر سکتی اگر پادشاہ تیرے حسن جمال کو دیکھکر تجکو ہم بستر اپنا کرتا اور بی بی بناتا تو اوس ملپشت اور کوڑھ چھوکری
سے ہزار مرتبے بہتر تھا غرض بسبب نا قدری اور ناانصافی پادشاہ کے ہم نہایت مایوس اور افسردہ خاطر رہتے ہین اب کوئی ایسی فکر اور تدبیر کیا چاہیے
کہ جس سے وہ نالائق پادشاہ کی نظر سے گر جاے پھر وہ دونون بہنین دن رات اسی فکر مین رہکے وقت ملاقات یہی ذکر و مذکور آپسمین کیا کرتین اور بہت
تدبیرین اوسکے زوال دولت اور ہلاکت کی سوچتین مگر کوئی پیش نجاتی اور برخلاف اون دونون کے ملکہ ہمیشہ اون دونون بہنون کی
بڑی خاطر کیا کرتی اور جسطرح سے کہ اوسکو پہلے محبت اون دونونکے ساتھ تھی اب بھی اتنے مرتبے پادشاہت مین وہی ملحوظ اور مدنظر رکھتی
اتفاقاً وہ ملکہ بعد کئی مہینے کے حاملہ ہوئی اور پادشاہ اس خوشخبری کو سنکر بہت خوش ہوا اور تمام شہر بلکہ اطراف قلمرو اپنے مین واسطے
خوشی کرنے کے حکم کیا وہ دونون بہنین قابو پاکے مبارکباد دینے بادشاہ کے محل مین گئین اور ملکہ سے درخواست کی کہ ہمکو خدا نے یہ دن دکھلایا ہم
چاہتے ہین کہ جب وضع حمل کا وقت قریب پونہچے ہم حاضر ہو کے تمکو جنوائین اور چالیس دن تک تمھاری خدمت مین کاروبار کے لیے حاضر رہین
ملکہ نے خوش ہو کے کہا بیبیو بہت اچھا تمسے کون ایسا معتمد زیادہ ہی کہ جسپر مین اعتماد ایسے وقت نازک مین کرون مجھے تمھارا رہنا ایسے وقت
مین بہت مناسب اور ضرور معلوم ہوتا ہی مگر فرمان بردار سلطان کی ہون بے اجازت اور مرضی اوسکی کے کوئی کام نہین کر سکتی اسسے
بہتر ہی کہ تم اپنے شوہرون سے کہ حاضر باش دربار سلطان کے ہین اس امر کی درخواست کرو تا وہ پادشاہ سے عرض کرکے
اجازت اس امر کی تمھارے واسطے لین یقین ہی کہ سلطان بسبب قرابت کے جو درمیان میرے اور تمھارے ہی اجازت رہنے کی تمھین

بخوشی خاطر دیے پھر اون دونون کے شوہرون نے اپنی بیبیون کا کہنا مان کر بذریعے اپنے مربیون کے اس امر کی درخواست پادشاہ سے کی پادشاہ نے فرمایا کہ بعد دریافت کرنے کے جواب اسکا دونگا پھر پادشاہ نے وقت خلوت کے ملکہ سے کہا کہ اگر تمھاری مرضی ہو تو تمھاری دونون بہنون کا حاضر رہنا تمھارے بجنے مین بنسبت غیرون کے مناسب معلوم ہوتا ہی ملکہ نے عرض کیا کہ تمنے جو حاضر باشی اونکی اوسوقت تجویز فرمائی میرے نزدیک بھی بہت مناسب ہی بہر تقدیر میری بہنونکا رہنا میرے پاس زچہ خانے مین بنسبت غیرون کے بہت افضل اور اعلی ہی چنانچہ پادشاہ کیخسرو شاہ نے ملکہ کی بہنون کو اجازت رہنے کی دی اور اون دونون نے اوسیوقت سے پادشاہ کے محل مین رہنا اختیار کیا اور اونھون نے قابو غریب بیکا ملکہ کے ساتھہ کہ مدت سے اونکے مکنون خاطر تھا بخوبی پایا جب وقت وضع حمل ملکہ کا پونہچا وہ ایک شہزادہ بہت خوبصورت جنی اوسکے دیکھنے سے اون دونون کے دلونمین آتش رشک و چند مشتعل ہوئی پھر ملکہ کی اون دونون بہنون نے اوسکی نظر بچا کے اوس شہزادے کو ایک کمل کے ٹکڑے مین احتیاط اور ہوشیاری سے لپیٹ اور ایک پٹاری مین بند کر بہاو مین نہر کے جو ملکہ کے محل مین جاری تھی ڈالدیا اور بجاے اوسکے ایک کتے کا سوا ہوا پلا لیکر لوگون کو دکھلایا کہ ملکہ اسکو جنی ہی جب یہ خبر ملال افزا پادشاہ کو پونہچی سنتے ہی اس خبر کے نہایت برہم ہوا اور قصد ملکہ کے مار ڈالنے کا کیا مگر وزیر نے کہ اتفاقاً اوسوقت حاضر تھا پادشاہ کو ایسے ظلم اور ناانصافی سے باز رکھا اور بے قصوری ملکہ کی معقول دلیلون سے پادشاہ کے ذہن مین ثابت کی حسب اتفاق وہ پٹاری بہتے بہتے باغون کی نہر مین گئی اور ناگاہ نظر داروغہ باغ کی جو کنارے نہر کے ٹہل رہا تھا اوس پٹاری پر پڑی کہ وہ سطح پانی پر بہتی چلی آتی ہی اوسنے فی الفور ایک باغبان کو پکارا اور اوس پٹاری کو دکھاکر کہا کہ جلد جا کے اسکو میرے پاس اوٹھا لا تا دیکھون کہ اوسمین کیا ہی باغبان دوڑ کر کنارے نہر کے گیا اور اوس پٹاری کو کسی لکڑی سے نزدیک اپنے کھینچ کر داروغہ کے پاس لے آیا داروغہ ایک لڑکا اوسیوقت کا جنا ہوا نہایت شکیل اور حسین کمل مین لپٹا ہوا اوس پٹاری مین دیکھکر نہایت متحیر ہوا چونکہ اوس داروغہ کے اولاد نتھی کہ موجب بقاے نسل کا ہو اور اسلیے وہ ہمیشہ دعائین جناب کبریائی مین مانگا کرتا تھا دیکھتے ہی اوس بچے کو پٹاری سمیت اپنے گھر لے گیا اور اپنی بی بی سے جاکر کہا کہ خدا نے مجکو یہ لڑکا مرحمت کیا ہی ابھی ایک دائی بلوا کر اوسکا دودھ پلوا اور اوسکا اپنا پیٹ کا فرزند جانکے بڑی احتیاط سے پرورش کر اوسکے قبیلے نے بہت خوش ہوکر لڑکیکو اپنی فرزندی مین لیا اور اوسکی بجان و دل پرورش کرنے لگی اور اوس داروغہ نے کچھ تفتیش نکی کہ وہ لڑکا کہان سے آیا اور اپنے دل مین تصور کیا کہ وہ لڑکا یقیناً ملکہ کے محل کیطرف سے آیا ہی لیکن مجھے کیا ضرور کہ مین اوسکے حال کی جستجو کرون دوسرے برس ملکہ اور ایک شہزادہ جنی اور اوسکی بدذات بہنون نے حسد کی راہ سے اوس بچے کے ساتھہ بھی وہی سلوک کیا جو اوسکے بڑے بھائی کے ساتھہ کیا تھا اوسکو بھی کپڑے مین لپیٹ اور پٹاری مین بند کر اوسی نہر مین ڈالدیا اور ظاہر کیا کہ ملکہ اب کی بار بلی کا بچہ جنا حسن اتفاق سے وہ لڑکا بھی اوسی داروغہ کے ہاتھہ لگا اوسنے وہ بچہ بھی لیجا کر اپنی بی بی کے سپرد کیا اور کہا اسکو بھی مثل پہلے بچے کے پرورش کر پادشاہ اس حال کو سنکر آگے سے زیادہ خفا ہوا اور ملکہ کی ہلاکی کا قصد کیا مگر وزیر نے کہنے سے اس دفعہ بھی ملکہ کو بچایا اور بادشاہ کے غصہ کو سمجھا بجھا ٹھنڈا کیا تیسری دفع ملکہ نے بجاے شہزادے کے لڑکی جنی وہ غریب بچی بیگناہ بھی مثل اپنے دونون بھائیون کے پٹاری مین بند کر نہر مین ڈالی گئی اور وہ لڑکی بھی اوسی داروغہ کے ہاتھ

پڑی اور اوسنے اوسکو بھی اپنی بی بی کو دیکر کہا کہ اس لڑکی کو بھی اون دونون لڑکون کے ساتھ پال چہار دن دونون بہنون نے ملکہ کی ظاہر کیا کہ اب کی دفعہ ملکہ نے چھچھوندر جنی پادشاہ کیخسرو شاہ اس دفعہ اپنے خشم و غیظ کو ضبط نکر سکا اور بیچودہ پن سے اس حال کے سنتے نہایت غضب مین آکر کہا کہ یہ نالائق قابل میری ہم بستری کے نہین اگر اب مین اوسے جیتا چھوڑ دونگا تو میرے محل کو علاماتون عجیب الخلقت سے جن کر بھر دیگی وہ خود واقع مین کوئی ایک علامات سے ہے اب ضرور ہوا کہ مین اوسکے وجود نحس منحوس سے جہان کو پاک کرون یہ کہکے وزیر اعظم کو ملکہ کے مار ڈالنے کا حکم کیا وزیر اعظم اور سب اوسکے ارکان دولت کہ حاضر تھے اپنے تئین پادشاہ کے قدمون پر ڈال ملکہ کے شفیع ہوئے اور وزیر اعظم نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ خداوند قتل کرنا ایسے شخص کا کہ جو بے قصور ہو اور قضا و قدر مین کچھ دخل نرکھتا ہو شرع شریف مین روا نہین اوسکا اسطرحکے وضع حمل مین کہ تین بار خلاف عادت کے وقوع مین آیا کیا دخل ہے اکثر عورتونکو ایسے امور پیش آتے ہین تو وہ قابل سزا کے نہین ہوتین ملکہ کو جان سے مارنا کسیطرح قرین صلاح و صواب کے نہین لگر ایسے ہی حضور اوس سے بیزار ہین تو اوسکے پاس جانا موقوف کر دیجیے اور کچھ صدقہ و خیرات کیجیے پادشاہ پارس نے یہ کی باتین حکمت آمیز سنکر سمجھا کہ فی الواقع ملکہ کا خون کرنا بیجا ہے تب وزیر سے فرمایا کہ مینے اوسکا خون معاف کیا مگر ایک سزا اوسکے لیے مینے تجویز کی کہ وہ قتل ہونے سے بدتر ہے کہ ایک قیدخانہ جامع مسجد کے دروازے کے پاس بنوایا جائے اور ملکہ کو قفس چوبی مین قید کر اوسی جا پر رکھین اور حکم دیا جاوے کہ جو مسلمان واسطے نماز کے آئے پہلے ملکہ کے مونہ پر تھوک کر قدم اپنا مسجد کے اندر رکھا کرے اگر کوئی شخص ایسا نکرے تو وہ بھی ایسی ہی سزا پائے وزیر یہ پادشاہ سے سنکر خاموش ہو رہا اور حکم اوسکا بجا لایا کاش یہ سزا جو بادشاہ نے واسطے ملکہ بیگناہ کے تجویز کی اون دونون بہنون کارستانیون کو دی جاتی تو بہت بجا تھا الغرض وہ زندان جلد طیار کیا گیا اور وہ بیگناہ ملکہ اوسمین بعد گذرنے ایام نفاس کے مقید ہوئی اور بموجب حکم سلطان کے شہر کے لوگ جو واسطے نماز پڑھنے کے مسجد جامع مین آتے پہلے اوس ملکہ کے مونہ پر کہ قابل ایسی سزا کے نہ تھی تھوکتے وہ غریب صبر و شکر کرکے اوس سزا کو انگیز کرتی اور جو کوئی کہ اوسکے قصور کو جسکے سبب سے پادشاہ نے یہ سزا تجویز کی تھی سنتا اوسکو بیگناہ محض تصور کرکے اوسپر کمال رحم کرتا اور اوسکی مخلصی کے لیے دعا مانگتا اور دونون شہزادون اور شہزادی کو داروغہ اور اوسکی بی بی نہایت الفت و پیار سے پالتے اور پرورش کرتے اور جسقدر وہ تینون شہزادے اور شہزادی بڑے ہوتے اونکی محبت اون دونون میان بی بی کے دل مین زیادہ ہوتی جب وہ تینون سیانے ہوئے اوس داروغہ نے بڑے کا نام بہمن چھوٹے کا پرویز اور لڑکی کا نام بسبب کمال حسن و جمال کے پریزاد رکھا جب وہ شہزادے قابل تربیت کے ہوئے اوس داروغہ نے اونکے لکھانے پڑھانے کے لیے معلم اور اوستاد نوکر رکھے اور شہزادی پریزاد کو جو نہایت راغب لکھنے پڑھنے کیطرف پایا اوسکو بھی اونھین اوستادون کے سپرد کیا چند روز مین پریزاد بھی مثل اپنے بھائیونکے لکھنے پڑھنے کے قابل ہوئی اور دوسرے اوستادون سے علم ہیئت اور شاعری اور تواریخ وغیرہ جو علوم مخفی اور پوشیدہ تھے اون تینون نے سیکھے اور تھوڑے عرصے مین اسقدر اونھون نے سب علوم اور فنون مین ترقی کی کہ اوستاد اونکے حیران ہو کے کہنے لگے یہ تو ہمسے بھی فائق ہو گئے بعد اسکے اون تینون نے سواری گھوڑے کی تیراندازی نیزہ بازی وغیرہ فنون سپاہ گری کے سیکھے سوا ان سب فنون کے پریزاد نے گانا بجانا ہر ایک ساز کا بھی اخذ کیا داروغہ ان تینون فرزند اپنے کو سب علوم اور فنون مین کامل اور یکتا پاکے نہایت خوش و مسرور ہوا اور جو گھر اوسکا اون شہزادون کے رہنے کے قابل نہ تھا اسواسطے اوسنے باہر شہر کے تھوڑی

دور پر ایک زمین قریب صحرا اور سبزہ زار کے مول لیکر اُسپر ایک محل بہت عالیشان اور خوبصورت بنوانا شروع کیا اور آپ دن رات اُسکی تعمیر اور طیاری مین مصروف رہا کرتا جب وہ مکان تھوڑے عرصے مین بنکر طیار ہو گیا اُسنے بڑے بڑے نقاشون اور مصورونسے اندر باہر منبّت اور نقش کمال زیبائی اور خوبصورتی کے ساتھ بنوالئے اور اچھے اچھے نفیس اسباب و سامان سے اوس مکانکو سجا اور اوس مکان سے لگا ہوا ایک پائین باغ بنوایا جسمین سب قسم کے پھول اور میوونکے درخت لگائے اور سوائے باغ کے ایک بڑا رمنا طیار کیا جسکی چارونطرف دیوار بلند کھچوا کے اوسمین سب قسم کے جانور شکاری چرند و پرند پالے تا وہ دونون شہزادے اور اُنکی خواہر پریزاد اُسمین شکار کھیلا کرین غرض جب وہ مکان سب طرحسے طیار ہو کر قابل رہنے کے ہوا اوس داروغہ نے کہ پشتونسے ملازم دولت سلطنت کا تھا بادشاہ سے اجازت مانگی کہ شہر سے جاکے اُس مکان مین رہے بادشاہ نے کہ اُسپر قدیم سے نظر عنایت کی رکھتا تھا بخوشی اوسکو اجازت دی اور از راہ کمال تفضلات کے پوچھا کہ اگر تیرا اور کوئی مدعا و مطلب ہو تو مجھسے کہہ اُسنے قدمون پر بادشاہ کے گرکے کہا کہ خانہ زاد سوائے اسکے کہ آپکی خدمتگزاری مین تصدق ہو اور کوئی مطلب نہین رکھتا پھر وہ داروغہ بادشاہ سے رخصت ہو باہر شہر کے اُنھین مکانون نوتعمیر مین اُن تینون شہزادون شہزادی سمیت جا کر رہنے لگا بی بی اوسکی کئی سال آگے مر گئی تھی اور وہ بھی نئے مکانمین آکر بعد پانچ چھ مہینے کے دفعۃً بیماری مین مبتلا ہو کر مر گیا اور اتنی فرصت نپائی کہ ان تینون لڑکون پر درد اپنے سے انکے پیدا ہونے اور پرورش کرنیکا حال کہتا اور اپنا متبنّٰی کرنا اونپر ظاہر کرتا مگر اسیقدر کہنے پایا کہ باتم عزت و حرمت سے باہم اپنے بھائی بہن ملے رہنا بعد اُسکی وفات کے شہزادہ بہمن و پرویز اور پریزاد نے جو سب اُسی داروغہ باغات کو اپنا حقیقی باپ سمجھتے تھے بہت غم و الم کرکے تجہیز و تکفین کی اور آپسمین وہ تینون بھائی بہن رہنے لگے شہزادے کہ ہمتین اور حوصلے ذاتی بڑے رکھتے تھے حسب مراتب عالی کو پہنچے ایک دن وہ دونون شہزادے شکار کھیلنے گئے اور شہزادی پریزاد تنہا گھر مین تھی ناگاہ ایک پیرزن مسلمان بڑی عابدہ زاہدہ اُسکے دروازے پر آئی اور درخواست کی کہ اگر اجازت ہو تو مین اندر مکان کے آکے نماز پڑھون اسواسطے کہ وقت نماز کا فوت ہوتا ہے شہزادی نے اوسکو اجازت اندر آنیکی دی جب اُس پیرزن نے اندر جا کر اپنی نماز اور وظیفے سے فراغت کی خواصین حسب ارشاد شہزادی کے اُسکو سارے محل اور باغ مین پھرا لائین اور اوسنے اچھی طرحسے وہ مکان اور باغ اور اونکا اسباب و سامان کو دیکھا اور بہت خوش ہوئی اور دلمین سوچی کہ جس شخص نے اس مکان و باغ کو بنایا ہے وہ فن تعمیر مین کامل اور نہایت صاحب سلیقہ تھا پھر خواصین اوس زاہدہ کو شہزادی پریزاد کے پاس کہ بارہ دری مین اُسکی منتظر بیٹھی تھی لائین شہزادی نے اُسے دیکھکر فرمایا ای مادر مہربان آؤ اور میرے پاس بیٹھو ایسی بزرگ متبرک کی جیسی تم ہو صحبت اور باتین سُننا بہت غنیمت و موجب فوائد کثیر کا ہے اور تمنے ایسی سیدھی راہ خدا کی اختیار کی ہے کہ سب کوئی آرزو اور خواہش اوسراہ کی رکھتے ہین عابدہ نے چاہا کہ پائین اُس مکان کے بیٹھے مگر شہزادی نے اخلاق سے اُٹھا اُسکا ہاتھ پکڑ اپنے پاس باصرار تمام بٹھایا اُس زاہدہ نے کہا بی بی تم ایسا اخلاق کسی بی بی کو دیتے نہین پایا اگرچہ میرا یہ مرتبہ نہین کہ مین تمھارے پاس بیٹھون مگر آپکا فرمانا بجا لائی پھر وہ بات چیت پریزاد سے کرنے لگی اتنے مین خواصون نے دسترخوان بچھا کر اُسپر چینی کے ظروف مین طرح طرحکے کھانے اور روٹیان اور تشتریون مین میوے خشک و تر رکھے اور کئی قسم کی مٹھائی لا رکھی تو اُنمین سے چینی شہزادی نے ایک ٹکیا اوٹھا کر اوس

پیرزن کو دی اور کہا کہ اسکو اے اماجان تناول کرو اور جو میوے تمکو مرغوب ہون کھاؤ اسواسطے کہ بڑی دیر سے تم اپنے گھر سے نکلی ہو راہ مین ابتک کچھ اتفاق ناشتا کرنیکا ہوا ہوگا زاہدہ نے کہا صاحبزادی مجھے عادت ایسی لذیذ چیزونکے کھانیکی نہین لیکن اگر اب مین کھاؤن تو مضایقہ نہین اسواسطے کہ خدا تعالی ایسے فیاض کے ہاتھ سے کھلواتا ہے جیسا وسنے زاہدہ اور شہزادی نے کچھ تھوڑا سا کھانا کھایا اوس سے طریق عبادت اور ریاضت کا پوچھا اُسنے موافق اپنے شعور اور دانست کے بتایا پھر اُسنے زاہدہ سے پوچھا کہ یہ محل کیسا بنا ہے سب مکان اور اسباب قرینے اور موقع سے ہین کوئی چیز اور بھی اس مکان و باغ مین درکار ہے یا نہین زاہدہ نے کہا صاحبزادی اس امر کو مجھسے کچھ نپوچھو اگرچہ یہ گھر اور باغ بہت خوب بنا اور سجا ہوا ہے اور جا مورا اور قرینے کہ چاہیین سب اسمین ہین لیکن میرے نزدیک تین چیزونکی اور حاجت ہے اگر وہ بھی اس باغ مین ہون تو سب طرح سے یکمال ہو جائے پریزاد نے قسم دیکر اُس زاہدہ سے پوچھا کہ وہ تین چیزین کون کون ہین مین اُنکے بہم پہنچانے مین بہت سعی اور کوشش کرونگی غرض بموجب مبالغے اور اصرار پریزاد کے اوس زاہدہ نے ناچار ہوکے کہا صاحبزادی پہلے اُن تین چیزونکا مرغ گویندہ ہے کہ جسکو بلبل ہزار داستان کہتے ہین اور وہ ایسا ہی بولتی نہین جسوقت وہ خوش آواز ایسے بولتی ہے ہزارون جانور خوش الحان اُسکے سُننے کیواسطے آتے ہین اور اُسکی آواز کے ساتھ اپنی آواز ملاتے ہین دوسرے درخت سرایندہ ہے کہ جسکے پتے نہایت چکنے ہون اور ہوا جب ایک پتا دوسرے کے ساتھ رگڑے تو آواز خوش اور طرح طرح کے سرود سنائی دین کہ جسکے سُننے سے انسان وجد مین آئے تیسرے پانی سنہرے رنگ کا کہ اگر ایک قطرہ اُسکا تھلیا مین ڈالکر کسی باغ مین رکھدیجیے تھوڑی دیر مین وہ ظرف بھر جائے اور پھر مانند فوارے کے اُچھلتا اور چھوٹتا رہے کبھی بند اور موقوف نہو اور وہ پانی ڈھلکر پھر اُسی ظرف مین پڑتا ہے شہزادی نے کہا یقین ہے کہ تمکو حال ایسی چیزونکا کہ عجیب و غریب ہین معلوم ہوگا کہ کہان ہین مین چاہتی ہون کہ اوس مکان کا جہان یہ چیزین ہین مجکو پتا اور نشان بتلاؤ زاہدہ نے کہا یہ تینون چیزین حدود اطراف مین جو مشترک ملک ہندوستان اور دوسری ولایات کے ہین ملینگی اور یہانسے جہان تمھارا یہ گھر ہے فلانی سمت کو بیس دن کی راہ ہے بیسوین دن جاکے پوچھنا کہ گویندہ چڑیا اور سرایندہ درخت اور سونہلے رنگ کا پانی کہان ہے جو شخص جب سے تمکو پہلے ملاقات ہوگی ان تینون چیزونکا ٹھکانا بتائیگا یہ کہکے اُس زاہدہ نے شہزادی پریزاد سے رخصت ہو اپنی راہ لی پریزاد نے وہ باتین کہ اُس زاہدہ سے سُنی تھین خوب اپنے دلمین یاد رکھین پیرزن سمجھی تھی کہ شہزادی نے سہلا ان چیزونکا پتا پوچھا ہے نہ یہ کہ خود قصد جانیکا وہان کریگی اسلیے اُسنے صاف صاف پتا اور نشان اُسکا بتا دیا اور پریزاد اُس سب حال کو اپنی لوح خاطر مین نقش کالحجر کرکے درپے اسکے ہوئی کہ ان تینون چیزونکو جسطرح سے ہوسکے بہم پہنچاوے پھر اسی فکر اور خیال مین نہایت متردد ہوئی جب اُسکے بھائی شکارگاہ سے پھر آئے پریزاد کو اس حال مین دیکھکر نہایت متحیر ہوئے آخر شہزادہ بہمن نے اُس سے پوچھا کہ بہن آج تم کیون دلگیر ہو خدانخواستہ کیا تم کچھ بیمار ہوئین یا کوئی امر خلاف تمھاری مرضی کے واقع ہوا جسکے سبب سے اسقدر ملول ہو جسے ظاہر کرو تاکہ ہم بھی شریک تمھارے اس حال مین ہون اور اُسکی کچھ تدبیر کرین شہزادی نے تھوڑی دیر تک کچھ جواب نہ دیا آخر اپنا سر اٹھاکے دونون بھائیون کیطرف دیکھا اور پھر نیچی آنکھین کرکے کہا کہ کچھ نہین شہزادہ بہمن نے کہا مقرر کوئی امر ہے کہ جسے ظاہر کرنے مین تامل کرتی ہو اب ہم تمھارے پاس سے نجاوینگے جبتک کہ تم اپنا حال ملال کا ظاہر نکروگی جب پریزاد نے دیکھا کہ دونون بھائی نہایت بیقرار اور مضطرب ہین مجبور

ہوکے کہا اگرچہ تمسے اظہار اسی تردد اور تشویش کا خالی رنج دینے سے نہین مگر نے کہے بھی نہین بنتا اسواسطے بضرورت ظاہر کرتی ہون
کہ یہ گھر جو ہمارے باپنے ہمارے واسطے بنایا نہایت خوب آراستہ اور کامل ہی کسیطرحکا اسمین نقصان نہین مگر آج مجھے دریافت ہوا کہ اگر تین
چیزین اور اس محل اور باغ مین ہوتین تو یہ بےنظیر تھا اور مثل اس مکان کے تمام دنیامین پایا نجاتا وہ تین چیزین یہ ہین ایک چڑیا
بولنے والی دوسرا درخت گانیوالا تیسرا سونے کے رنگکا پانی جبسے مینے ان تینون چیزونکا حال سُنا مجکو کمال آرزو دامنگیر ہوئی ہی
کہ جسطرحسے ہوسکے ان تینون چیزونکو پیدا کرکے اپنے گھرمین رکھون اگر تمسے ہوسکے تو تم اُن چیزون کے حاصل کرنے مین میری مدد
کرو شہزادہ بہمن نے کہا تم اوسجگہ کا جہان یہ تینون چیزین عجیب و غریب پائی جاتی ہین نام و نشان مجکو بتاؤ تا مین کل فجرکو اُدھر روانہ
ہون شہزادہ پرویز نے جب دیکھا کہ بڑا بھائی طیار سفر کا ہی کہا بھائی تم ہم دونون سے بڑے ہو تمہارا گھرمین رہنا بہت مناسب ہی مجھے
فرماؤ کہ مین سفر کرون اور اون تینون چیزونکو تلاش کرکے اپنی پیاری ہمشیر کیواسطے لاؤن شہزادہ بہمن نے کہا بھائی مجھے تمہاری
ہمت اور دلاوری پر یقین ہی کہ جو کام مجھسے ہوسکیگا اوسکو تم بخوبی انجام دوگے مگر صلاح وقت کی یہی ہی کہ مین اسکام کیواسطے جاؤن
اور تم اپنی ہمشیرکے پاس رہو غرض دوسرے روز شہزادہ بہمن نے نشان اُس مکان کا جہان وہ تینون چیزین تھین شہزادی پریزاد سے
پوچھکر رخصت چاہی اور مسلح اور طیار گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت شہزادی پریزاد کو بھائی کی مفارقت سے بڑی رقت ہوئی اور
روکے کہنے لگی کہ بھائی مجھے تمہاری جدائی سخت ناگوار ہی مین نہین چاہتی کہ تم مجھسے اور اپنے بھائی پرویز سے جدا ہو مجھے ان تینون
چیزونکے نپانے سے اسقدر رنج و الم نہوگا کہ جتنا تمہاری مفارقت اور دوری سے ہی کاش اگر ہر روز کا حال تمہارا مجکو معلوم ہوا کرتا
توبھی موجب تسلی اور تشفی خاطر ہم دونون بھائی بہن کا ہوتا شہزادہ بہمن نے کہا مین اس سفر کا قصد مصمم کرچکا ہون اور بہت جلد اس
کام کو کرکے تمسے آملتا ہون کچھ جگہ اندیشے کی نہین ہی اگر بعد میرے جانیکے تمکو واسطے دریافت کرنے میرے حال کے کچھ اندیشہ اور تردد
ہو تو مین تمکو اپنا نشان دیے جاتا ہون اُسکے سبب سے میرا حال نیک و بد کا معلوم ہوا کریگا شہزادہ بہمن نے اپنی کمر سے ایک کردلی نکال کے
شہزادی پریزاد کو دی اور کہا تم اسکو اپنے پاس رکھو جب روز یا جسوقت تمکو میرا حال خیر و عافیت کا دیکھنا منظور ہو تم اسے نکالکر دیکھنا
اگر اسکو شفاف اور چمکتا ہوا پانا تو سمجھنا کہ مین زندہ اور خیر و عافیت سے ہون اور اگر اسمین سے خون ٹپکتا ہوا دیکھنا تو مجھے زندہ نہ سمجھنا
میرے حق مین دعاے خیر کرنا پھر وہ شہزادہ اسطرحسے دلجمعی پریزاد کی کرکے روانہ ہوا اور سیدھی راہ لی ذرا دہنے بائین براہ غلط نہ کی اور
زنہکا جب بیس روز کی راہ ملک پارس کی طی کرچکا تو اُسنے ایک پیر مرد کو جسکی نہایت شکل مہیب اور دہشتناک تھی دیکھا کہ نیچے ایک درخت کے
بیٹھا ہی اور متصل اُس درخت کے ایک جھونپڑا پڑا ہوا دیکھا کہ اُسکے سبب سے اذیت گرما اور سرما سے محفوظ رہا کرتا اور اسقدر بڈھا تھا کہ بھوین
مونچھین اور داڑھی کے بال مانند برف کے سفید تھے اور مونچھین اتنی دراز اور گنجان تھین کہ اُسکے مُنہ کو بالکل چھپالیا تھا اور داڑھی اُسکی
قدمونتک پہنچی تھی اور ہاتھ پاؤنکے ناخن بڑھگئے تھے وہ پیر اپنے سر پر ایک ٹوپی لمبی سی پہنے اور تمام بدنمین ایک چٹائی لپیٹے ہوئے اور وہ مرد
پیر ایک درویش تھا جو ایک مدت سے ترک دنیا کرکے خدا کی یاد مین مشغول رہا کرتا تھا اسواسطے اُسکی ایسی شکل بنگئی تھی شہزادہ بہمن اُسدن صبح
سے تلاش مین تھا کہ کسی آدمی کو دیکھون تو اوس سے ٹھکانا اُس مکان کا کہ جسمین وہ تینون چیزین عجیب و غریب ہین پوچھون اُس درویش کو

کہ پہلے وہی بعد سفر کرنے بیس دنکے اُسسے ملاقات دیکھکر اُسکے پاس اُترا ہوا اور تصور کیا کہ یہ وہی شخص ہی جسکو اُس عابدہ نے بتایا تھا پھر شہزادے
نے گھوڑے سے اُترکے اُس درویش کو سلام کیا اور کہا اے پدر بزرگوار خدا تیری عمر زیادہ کرے اور سب تیرے مقصد حاصل کرے درویش نے اوس
شہزادے کو سلام کا جواب دیا مگر کچھ کلام اُسکا شہزادے کی سمجھ مین نہ آیا شہزادے نے دریافت کیا کہ مونچھون نے مُنہ اُس درویش کا ایسا بند
کر رکھا ہی جسکے سبب سے اسکی بات مطلق نہین سمجھائی دیتی پھر اوس شہزادے نے گھوڑا درخت سے باندھکر مقراض نکالی اور کہا اے درویش
تمھاری مونچھین اسقدر بڑھگئی ہین کہ منہ کو بالکل بند کر رکھا ہی اگر مرضی ہو تو مین تمھاری مونچھین اور بھوین کتر ڈالون کہ اُنکے بڑھنے سے
تمھاری عجیب شکل خرس کے مانند بگڑی ہی آدمی نہین معلوم ہوتے اوس درویش نے اشارے سے کہا بہت اچھا اور اوسے اجازت تراشنے
بر دست و ابرو کی دی شہزادے نے قینچی سے اُسکی مونچھین اور بھوین بالکل کتر ڈالین پھر وہ پیر کا چہرہ مانند جوانون کے معلوم ہونے لگا
شہزادے نے کہا اگر آئینہ میرے پاس ہوتا تو مین تمکو تمھاری صورت دکھاتا کہ اب تم جوان نظر پڑتے ہو اور سبب اسکے کہ اب تمھاری صورت انسان کی
ہی ان خوشامد کی باتون سے شہزادے کی وہ درویش مسکرایا اور کہا کہ مین تمھاری اس خدمت اور حسن سلوک سے نہایت خوش ہوا جو خدمتگذاری
تمھاری کہ مجھسے ہوسکیگی اپنے جان و دل سے بجا لاؤنگا تمھارا مطلب کیا ہی مجھسے کہو تا مین سنون اور جسقدر ہوسکے اُسمین سعی اور کوشش کرون
شہزادے نے کہا اے درویش حقیقت کیش مین بہت دور سے واسطے تلاش کرنے بولتی چڑیا اور گانیوالے درخت اور سنہرے پانی کے یہان
آیا ہون اور مجھے معلوم ہی کہ یہ تینون چیزین قریب اسجگہ کے ہین مگر اُس مکان سے جہان وہ ہین مین واقف نہین اگر تم اسجگہ کو جانتے ہو از راہ مہربانی
کے مجھے آگاہ کرو جو تم بتاؤگے مجھے وہ فراموش نہوگا اور اپنے اس سفر دور دراز کی محنت کو ضایع نکرونگا شہزادے کی یہ بات سنکر درویش کا رنگ فق
ہوگیا اور نیچی آنکھین کر لین اور کچھ جواب شہزادہ بہمن کو نہ دیا شہزادے نے پھر درویش سے کہا اے پدر بزرگوار سنیے جو کچھ تم سے کہا تم نے دریافت کیا
یا نہین اگر تم اس حال سے واقف نہین تو مجھسے ویسا کہو کہ مین جلد کے تلاش اور کسی شخص کی کرون جو اُس مکان سے واقف ہو درویش نے بڑی
دیر کے بعد جواب دیا مین اُس مکان سے کہ جسے تم ڈھونڈھتے ہو خوب واقف ہون مگر تمھاری اس خدمت سے مجکو تمھارے ساتھ ایک محبت
ہوگئی ہی اسواسطے مین نہین چاہتا کہ اُس راہ اور مکان کو تمھین بتاؤن شہزادے نے کہا کیا سبب ہی تم اُس مکان کو مجھسے چھپاتے ہو اور مجکو اُس سے
آگاہ نہین کرتے درویش نے کہا اوسکی راہ مین بہت خطرات ہین سوا تمھارے اور بہت لوگ اسجگہ مین آئے اور مجھسے راہ اوس مکان کی پوچھی مینے اوس
راہ کے بتانے مین بہت تامل کیا مگر اُنھون نے میری بات نہ مانی اور پوچھنے مین بہت اصرار کیا آخر مینے مجبور ہوکے اُس راہ کو بتایا اب تم یقین کرکے
جانو کہ وہ سب کے سب اوسی راہ مین ہلاک ہوگئے کوئی شخص اُنمین سے صحیح و سالم پھر کے ادھر نہ آیا اگر تمکو اپنی جان عزیز ہی تو میری نصیحت پر
عمل کرو اور آگے جانے سے باز آؤ اور یہین سے جلدی اپنے گھر پھر جاؤ شہزادہ بہمن نے کہ اپنے قصد مین ثابت قدم تھا اُس درویش سے کہا
تمنے از راہ محبت اور شفقت کے مجھے نصیحت کی مینے اُسکو سُنا اور تمھارا اخلاص سمجھکر بہت ممنون ہوا مگر جسقدر خطرے اوس راہ مین ہونگے وے
مجھے اس ارادے سے باز نہین رکھ سکتے اگر کوئی مجھ پر حملہ کریگا تو اپنے ہتھیارون سے جو میرے پاس ہین اپنی حفاظت کرونگا
اور مجھے یقین معلوم ہی کہ کوئی مجھسے دلیر اور دلاور زیادہ نہین ہوگا درویش نے کہا جو تمھارے اوس راہ مین مقابل ہونگے
تمکو ملنے سے اوس مکان مین مانع آوینگے وہ مطلق دکھائی نہین دینگے پھر تم کیونکر اُن سے اپنی حفاظت کرسکوگے شہزادے نے

درویش سے کہا مجکو اس صورت مین بھی کچھ خوف نہین تم مجھے اوسکی راہ بتاؤ درویش نے جب وس شہزادے کو اس ارادے مین مستقل پایا اور جانا کہ وہ کسیطرح اپنے عزم سے نہین پھرتا تب اُسنے اپنی تھیلی مین ہاتھ ڈالکر ایک گیند نکالا اور کہا افسوس تمنے میری نصیحت پر عمل نکیا مین اب مجبور ہون اس گیند کو لو اور جسوقت کہ تم سوار ہو اس گیند کو اپنے آگے ڈالدو یہ لڑھکتا ہوا آگے کو جائیگا تم بھی متعاقب اسکے جانا جب یہ گیند نیچے ایک پہاڑ کے ٹھہر جائے تم گھوڑے سے اُترنا اور باگ گردن پر گھوڑے کی ڈالکر چھوڑ دینا وہ گھوڑا وہانسے جبتک کہ تم پھر وہان نہ آوگے کہین نجائیگا پھر جب تم اُس پہاڑ پر چڑھوگے تو اپنے دہنے بائین بڑے بڑے سیاہ پتھر دیکھوگے اور تم وہان چلدون طرف بہت موحش اور مہیب آوازین سنوگے کہ وہ موجب تمہارے غصے اور غضب اور خوف وہراس کی ہونگی اور تمہین پہاڑ کی چوٹی پر جانے سے باز رکھین گی مگر خبردار کبھی تم آوازونسے نہ ڈرنا اور منہ پھیر کے پیچھے اپنے زنہار نہ دیکھنا اگر تم ڈروگے یا منہ پھیر کے پیچھے دیکھوگے اُسیوقت فی الفور سیاہ پتھر بنجاؤگے وہ پتھر سیاہ جو تمکو راہ مین پہاڑ پر ملینگے وہ سب آدمی تھے مثل تمہارے واسطے لینے اونھین تینون چیزون کے گئے اور راہ مین اُن آوازون سے ڈر کے پتھر سیاہ بنے ہین بہرکیف جب تم وہان صحیح وسالم سر کوہ پر پہونچوگے تو وہان پر ایک پنجرہ پاؤگے جسمین وہ گویا چڑیا اوسکے اندر بیٹھی بولتی ہوگی تم اوس چڑیا سے پوچھنا کہ درخت گانے والا اور پانی سنہرے رنگ کا کہان ہے وہ چڑیا وہ دونون چیزین تمھین بتاویگی پھر جب تم اون تینون چیزونکو پاؤگے تو پھر کچھ خوف وخطر نرہیگا پھر بھی تمسے کہتا ہون کہ ابھی کچھ نہین گیا میرا کہنا مانو کہ تم اس ارادے سے باز آؤ اور اپنے گھر چلے جاؤ ابھی تمھین اختیار ہے شہزادہ بہمن نے اُس درویش سے کہا مین اب تو یہان سے بے حاصل کرنے مقصد کے نہین پھرتا اب مین اُسطرف کو روانہ ہوتا ہون لو خدا حافظ یہ کہکے شہزادے نے گھوڑے پر سوار ہو اوس گیند کو آگے اپنے پھینکدیا وہ گیند بڑی سرعت سے لڑھکتا ہوا آگے کو چلا اور شہزادہ پیچھے اُسکے اُسی زودی سے روانہ ہوا اور اُسی گیند کیطرف دیکھتا ہوا جاتا جب وہ گیند نیچے اوس پہاڑ کے جسکا درویش نے مذکور کیا تھا پہونچا ٹھہر گیا شہزادہ بھی اُسی جا پر اوترا اور لگام گھوڑے کی گردن پر ڈالکر وہین چھوڑ دیا اور خود پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا جہانتک کہ اوسکی نظر اوس کوہ پر پڑتی تھی سب پتھر سیاہ پڑے ہوئے اوسکو دکھائی دیتے تھے پانچ چار قدم ہنوز اُسپر نہین چڑھا تھا کہ وہان چارونطرفسے شور وغل دار وگیر کا جیسا کہ اُس درویش نے بیان کیا تھا ہونے لگا مگر شہزادہ بہمن سوا سُننے شور وغل کے کسیکو وہان دیکھتا نہ تھا کبھی سنتا تھا کہ کون یہ احمق ہے کدھر کو جاتا ہے اسکو جانے نہ دو اور کبھی وہان سے یہ صدا آتی تھی کہ اسکو پکڑو ٹھہراؤ اور قتل کرو اور تیسری دفعہ اسی ورد شور سے آواز آئی کہ جیسے بادل گرجتا ہے اور اوسمین کوئی کہتا ہے ای چور ای خونی ای قاتل اور کبھی یہ آواز آہستہ اُسکے کان مین پہونچتی اسے کچھ نہ کہو اس شخص کو کہ اچھا شکار ہے جانے دو یہ وہی شخص ہے جو قفس اور چڑیا کو لے آویگا شہزادہ بہمن ان سب باتونکو سنکر ذرا نہ ڈرا اور بدستور بڑی جرأت اور دلاوری سے پہاڑ پر چڑھتا گیا مگر جب آوازین نزدیک اور چارونطرفسے اُسکو پہونچنے لگین تب وہ ایسا ہراسان ہوا کہ اوسکے پاؤن کانپنے اور تھرانے لگے اور تھوڑی دیر مین سب باتین درویش کی بسبب شدت خوف کے بھول گیا اور منہ پھیر کے دیکھنے لگا بمجرد منہ پھیرنے کے پتھر سیاہ بنگیا شہزادی پریزاد نے جیسے کہ شہزادہ بہمن اوس سے رخصت ہوکے روانہ سفر کا ہوا تھا اس چھری کو غلاف سمیت اپنی کمر مین رکھتی اور جب چاہتی اُسکو نکالکے اوس شہزادے کا حال دریافت

کرتی تھی اور قبل اُس دن کے جسمین شہزادہ بہمن تنگ ہو گیا تھا کئی بار اوس کارد کو دیکھا تو اُسکو صاف اور اُجلا پایا مگر اوس دن
کہ شہزادہ بہمن پر یہ واردات گذری شام کیوقت شہزادہ پرویز نے پریزاد سے کہا کہ ہمشیرہ ذرا مجھے چھری دو تا مین اُسمین اپنے
بھائی کا حال دیکھون پریزاد نے کمر سے نکال چھری پرویز کے حوالے کی جب شہزادہ پرویز نے اُسکو میان سے کھینچکر دیکھا اوس
چھری سے لہو کی بوندین ٹپکنے لگین یہ دیکھتے ہی اُسنے چھری ہاتھ سے پھینک دی اور رونے لگا جب شہزادی پریزاد کو یہ
حال معلوم ہوا رو کے کہنے لگی کہ افسوس بھیا میرے واسطے تونے اپنی جان دی مجھ کمبخت نے کیون ذکر تیرے آگے بولتی چڑیا و گانے
درخت اور سنہرے رنگ کے پانی کا کیا اور کسواسطے مینے اُس دن عابدہ سے اچھے بُرے ہونے اس گھر کا سوال کیا جسکے جواب مین اُسنے
مذکوران چیزونکا کیا کاش وہ عابدہ میرے گھر نہ آتی وہ سخت مکّار اور نامعقول تھی مینے اُسکی اس مرتبے مین عزت و توقیر کی اور اُسنے
میرے ساتھ یہ سلوک کیا اور تونے کسواسطے اوس سے ان چیزونکی پوچھی تھی اگر وہ چیزین اب میرے ہاتھ بھی لگین
تو بعد فوت ہونے میرے بھائی بہمن کے کسکام کی ہین اور انھین لیکے کیا کرونگی غرض وہ شہزادی ایسا بیان کرکے بہت روئی شہزادہ
پرویز بھی مثل پریزاد کے اپنے بھائی بہمن کے لیے بہت مغموم و متالم ہوا اور نہایت جزع و فزع کیا اور بعد اسکے شہزادی پریزاد سے
کہا اب مجھے ضرور ہے کہ سفر کرون تا دریافت ہو کہ میرا بھائی بہمن اپنی اجل سے موا یا کسینے اُسکو مارا اگر کسینے اُسکو مارا ہے اُسکے
قاتل سے جا کر بدلا لونگا پریزاد نے ہرچند اُسے سمجھایا کہ تم ہرگز قصد نکرو اور سمجھی کہ اس راہ مین بڑے خطرے ہین ایسا نہو کہ دوسرا
بھائی بھی میرے ہاتھ سے جائے مگر شہزادہ پرویز نے اوسکا کہنا نہ سُنا اور طیار ہو کے دوسرے دن بہن کو رخصت کرکے چاہا کہ
روانہ ہووے پریزاد نے کہا مجھے چھری کے دیکھنے سے نیک و بد حال شہزادہ بہمن کا معلوم ہوا کرتا تھا تمھارا حال مجکو کیونکر معلوم
ہوا کریگا شہزادے پرویز نے ایک مالا مروارید کا اوسے دیکر کہا جبتک تو اس مالے کے جدا جدا دانے الگ الگ دیکھنا کہ رواں ہین
تو جاننا کہ مین زندہ ہون اور جبکہ اسکے دانے ایک دوسرے سے چمٹ جاوین دریافت کرنا کہ مین زندہ نہین پریزاد نے اوس
مالے کو لیکر اپنے گلے مین ڈال لیا اور ہر روز اوسے دیکھکر شہزادہ پرویز کا حال نیک و بد کا معلوم کیا کرتی غرض دوسرے روز
شہزادہ پرویز اُسطرفکو روانہ ہوا اور بعد طی کرنے بیس منزلونکے اُسی درویش سے خاص اوسیجگہ پر جہان شہزادہ بہمن نے
اُس سے ملاقات کی تھی دوچار ہوا اور اوس سے صاحب سلامت کرکے پوچھا اگر تمھین معلوم ہو کہ کسجگہ پر بولتی چڑیا اور گاتا درخت
اور سونہلے رنگ کا پانی ہے اور کیونکر ہاتھ لگین گے تو مجکو بتاؤ اور اُس سے آگاہ کرو اوس درویش نے وہانکے سب خطرات سے اوسے
آگاہ کرکے کہا ایک شخص تمھاری ہی شکل اور سن کا تھوڑے دن گذرے ہین کہ یہان آنکر مجھسے سائل اس امر کا ہوا تھا مینے اُسکو بہت
سمجھایا اور اُس جا کے خطرات سے اُسکو آگاہ کیا مگر اُسنے نمانا اور میرے کہنے پر عمل نکیا آخر کو بموجب میری رہنمائی کے وہ واسطے تلاش
کرنے اونھین تینون چیزونکے گیا اور پھر وہانسے نپھرا معلوم ہوا کہ وہ بھی مثل اورونکے جو واسطے تلاش کرنے اسی مطلب کے وہان
گئے تھے ہلاک ہوا شہزادہ پرویز نے کہا ای درویش مین اُس شخص کو جسکا تمنے ذکر کیا خوب جانتا ہون وہ میرا بڑا بھائی تھا اور مینے
یقینی جانا کہ وہ ہلاک ہوا مگر یہ معلوم نہین کہ کسطرح سے وہ موا درویش نے کہا اس حال کو مین تم سے خوب بیان کر سکتا ہون

وہ پھر سیاہ مانند اور لوگون کے جنکا مینے ابھی مذکور کیا بنگیا اور مسخ ہوا اگر میری نصیحت نہ سنوگے اور میرے کہنے پر عمل نکروگے تم بھی ایسے
ہوجاؤگے اور مانند اپنے بھائی کے ہلاک ہوگے اب بہتر تمہارے حق مین یہی ہے کہ تم اس ارادے سے باز آؤ شہزادہ پرویز نے کہا ای درویش عزیز
جو میری حفظ جان کیواسطے کہتے ہو مین اس سے تمہارا بہت ممنون اور شکر گزار رہا لیکن مین باوجود کہ اجنبی بہت ہون اور مستحق تمہاری
مہربانی کا نہین امیدوار اسی بات کا ہون کہ مجکو اُس راہ کو بتاؤ میرا ایسا عزم اس امر مین نہین جسے مین موقوف و فسخ کرون جسطرح جسے
کہ میرے بھائی کو راہ بتائی تھی مجھے بھی از راہ عنایت کے بتاؤ درویش نے کہا اگر تم میری بات نہین سنتے اور اُسپر عمل نہین کرتے تو تم
جانو مختار ہو مین مجبور ہون اور جو بسبب ضعف پیری کے مین تمہارے ساتھ راہ بتانیکو نہین جا سکتا اسواسطے مین تمھین ایک گیند دیتا ہون
کہ وہ تمھاری رہنمائی کریگا پھر جب شہزادہ پرویز سوار ہوا درویش نے ایک گیند اپنی جھولی سے نکالکر اُسکو دیا اور اُسے سب مراتب جو ہان کے
شہزادہ بہمن کیطرح مطلع اور خبردار کیا اور بہت تاکید کی کہ زنہار تم ان آوازون مہیب سے جو تم پہاڑ پر سنوگے اور آواز کرنیوالیکو مطلق
نہ دیکھوگے خوف و ہراس نکرنا اور پہاڑ پر چڑھے چلے جانا تا مرغ گوئندہ کا پنجرہ اور گانیوالا درخت اور پانی سونیکے رنگ کا تیرے ہاتھ لگے
پھر اوس درویش نے یہ سب باتین سمجھا بجھا شہزادہ پرویز کو خدا حافظ کہکے رخصت کیا اور شہزادے نے گھوڑے پر سوار ہو گیند کو آگے
اپنے ڈالدیا اور مرکب کو ایڑ مار کے پیچھے اُس گیند کے روانہ ہوا جب وہ زیر کوہ کے پونہچا اور اُسنے گیند کو دیکھا کہ ٹھہر گیا تب وہ گھوڑے سے
اترا ایک ساعت قبل اسکے کہ پہاڑ پر چڑھنا شروع کرے وہان ٹھہر گیا اور اُن باتونکو جو اُس درویش سے سنی تھین ایک ایک اپنی خاطر
مین ذہن نشین کین پھر نہایت دلیری اور جرأت سے پہاڑ کی چوٹی پر جانیکا ارادہ کرکے چڑھنا شروع کیا پانچ چھہ قدم گیا ہوگا کہ دفعتًہ آواز
ایک آدمی کی نزدیک سے سنی کہ اوسکو ڈراتا اور ملامت کرتا ہے کہ ای کمبخت مصیبت زدہ کھڑا ہو تاکہ مین تیری گستاخی کی سزا دون جب
پرویز نے دشنام غلیظ سنی نہایت غیوری اور جوانمردی سے تاب نلاکے غیظ و غضب مین آگیا اور اوسوقت غصے مین سب باتین اس
درویش کی بھولگیا بگی تلوار میان سے نکال پیچھے پھرا تاکہ اوس شخص کو جو دشنام دیتا ہے مارے اُسنے وہان کسیکو ندیکھا اور ساتھ ہی
وہ شہزادہ اور اُسکا گھوڑا سنگ سیاہ ہوگئے شہزادی پریزاد بعد روانہ ہونے شہزادہ پرویز کے ہروقت اُس موتیونکے مالیکو دیکھا
کرتی اور موتی اُسکے گنا کرتی اور شب کو وہ مالا اپنے گلے مین ڈالکر سوتی فجر کو جب بیدار ہوتی پہلے سب کا مونکے اوسکے موتی شمار
کر لیتی آخر اوس روز بد کو جسمین شہزادہ پرویز مانند اپنے بھائی بہمن کے پتھر ہوگیا تھا شہزادی پریزاد نے اوس مالے کو دیکھا تو
اوسکے موتی ایک دوسرے سے ملے اور چمٹے ہوئے پائے کہ کسیطرح سے ایک دوسرے سے جدا نہین ہوتے تھے اس حال سے اُسکو
یقین ہوا کہ شہزادہ پرویز کی بھی جان گئی اُسنے اپنے دلمین کہا کہ بعد ہلاک ہونے ایسے دونون پیارے بھائیون کے اب جینا میرا حیف ہے
ہر چہ باد اباد تو بھی اپنے تئین اُنھین کے شریک حال کرے پھر اُسنے دوسرے روز لباس مردانہ پہن اپنے تئین بھیس مین مردونکے بنایا
اور اپنے نوکرون چاکرون سے کہا مین تھوڑے دنون کیواسطے کسیطرف کو جاتی ہون تم اسباب و مکان سے خبردار رہنا پھر مسلح گھوڑے پر
سوار ہو کے تن تنہا اوسیطرف روانہ ہوئی وہ شہزادی گھوڑے پر خوب سوار ہوتی تھی اور شکار کرنے مین بھی اُسکو بہت دخل تھا اسواسطے
وہ مصائب راہ کے بہ نسبت اور عورتونکے اُسکو معلوم نہین ہوئے جب شہزادی اُس راہ کو طی کرکے بعد بیس روز کے اُس فقیر تک پونہچی

گھوڑے سے اوتر نزدیک اوسکے جا بیٹھی اور اوس سے کہا کہ اس قرب و جوار مین وہ کونسی جا ہی جسمین بولتی چڑیا اور گانیوالا درخت اور سونیکے رنگ کا پانی ہی از راہ مہربانی کے مجکو بتا اوس درویش نے کہا تمھاری آواز سے مجھے معلوم ہوتا ہی کہ تم عورت ہو اگرچہ تمنے اپنے تئین مرد کے بھیس مین بنایا ہی اور مین اوس جا کو جسمین وہ تینون چیزین ہین خوب جانتا ہون تم وہ جگہ کیون پوچھتی ہو پریزاد نے کہا مینے اون تینون چیزونکا حال عجیب و غریب سنا ہی مین چاہتی ہون کہ اونکو اپنے گھر لیجا کے رکھون اور اونکی مالک ہون درویش نے کہا فی الحقیقۃ وہ چیزین ایسی ہی نادر اور عجیب و غریب ہین اور اسی لائق ہین کہ وہ تمھارے پاس ہون اور تم اونکی مالک ہو مگر تمھین معلوم نہین کہ اون چیزونکے حاصل کرنے مین کیا کیا خطرات اور مصائب ہین تمھارے حق مین یہی بہتر ہی کہ تم خیال اونکا نکرو اور یہین سے اپنے گھر پھر جاؤ شہزادی پریزاد نے کہا ای پدر بزرگوار وای پیر تجربہ شعار مین بہت دور سے آئی ہون بڑا افسوس ہی کہ بے حاصل ہونے مطلب کے یہان سے گھر کو پھر جاؤن اب تم اون خطرات سے مجکو آگاہ کرو کہ کہان سے وہ شروع ہوتے ہین اور کسطرح کے وہ ہین تا مین اونکو سنکر سوچون کہ مین متحمل اور عہدہ برا اونکی ہو سکونگی یا نہین اوس فقیر نے سب حال خطرات کے جیسا کہ شہزادہ بہمن اور شہزادہ پرویز سے کہے تھے شہزادی پریزاد سے ظاہر کیا اور کہا کہ وہ سب خطرات شروع پہاڑ کے چڑھنے سے ہوتے ہین اور پہونچنے چوٹی تک اوسکے رستے مین پہلے سبکے پنجرا اوس چڑیا گویندہ کا ہاتھ لگے گا اور اوسی چڑیا کے بتلانے سے گانیوالا درخت اور سونے کے رنگ کا پانی بھی دستیاب ہوگا تمام راہ اوس پہاڑ کے چڑھنے مین ہزارون آوازین مہیب اور دشنام آمیز تمھین سنائی دینگی اور چارون طرف جتنے سنگ سیاہ اوس پہاڑ پر دیکھوگی کہ پڑے ہوئے ہین وہ سب سیاہ پتھر آدمی تھے کہ بڑی دلاوری اور جرات سے اسی مطلب کیواسطے وہان گئے اور راہ مین خوف کھا کے سبنے پتھر کی صورت پیدا کی اور حال اوسکا یہ ہی جب اون آوازون خوفناک اور دشنام آمیز کو سنکر غصے مین آیا اور ڈر کے منہ پھیر پیچھے اپنے دیکھنے لگا منہ پھیرنے کے ساتھ ہی وہ اور اوسکا مرکب پتھر سیاہ بنجاتا ہی جب وہ درویش اس حال کو بتفصیل بیان کر چکا شہزادی پریزاد نے کہا مجھے خوب معلوم ہوا کہ صرف آوازین ڈرانے اور دھمکانے کیواسطے ہین سوا ان آوازونکے اور کوئی خوف و خطر نہین کہ کوئی شخص مقابل اور دوبدو ہو کے اوس پہاڑ کے چڑھنے سے مانع ہو یا حملہ کرے ای درویش اگرچہ مین طبقہ نسوان سے ہون لیکن مین ایسی دلیر اور بردبار ہون کہ متحمل ان سب باتون کی ہونگی نہ تو آوازونکو سنکر غصے مین آونگی اور نہ مجکو خوف و ترس ہوگا اور علاوہ اسکے مین ایسی تدبیر کرونگی کہ وہ آوازین خوفناک مجھے مطلق نہ سنائی پڑین مین اپنے کانون مین روئی بھر لونگی درویش نے کہا بی بی مجھے معلوم ہوتا ہی کہ وہ چیزین تیرے ہی نصیب کی ہین اسواسطے کہ کسیکو آجتک یہ تدبیر نہین سوجھی تھی آخر سبکے سب وہین ہلاک ہوئے اور کوئی اونمین سے اپنے مطلب کو نہ پہونچا مگر خبردار اون آوازون کو سنکر نہ ڈرنا اور ذرا خوف نکرنا پریزاد نے کہا ایسا ہی ہوگا اور مجھے سوا اس امر خاص کے اور کوئی شی مانع نہین معلوم ہوتی اور میرا دل گواہی دیتا ہی کہ مین ضرور اپنے مطلب کو پہونچونگی تم از راہ مہربانی کے اوس راہ کو بتاؤ فقیر نے اوسے مکرر فہمایش کی کہ گھر کو پھر جائے مگر پریزاد نے اوسکو نہ مانا اور بدستور اپنے ارادہ پر قائم اور مستقل رہی درویش جب سمجھا کہ یہ شہزادی نہایت ثابت قدم ہی تب اوسنے کہا جاؤ تمھارا خدا حافظ اور ایک گیند اپنی جھولی سے اوس نکالکر دیا اور کہا اسکو آگے اپنے لڑھکا دینا اور پیچھے اسکے چلی جانا جب یہ گیند پہاڑ کے نیچے پہونچکر ٹھہر جاوے تم گھوڑے سے اوتر پہاڑ پر چڑھنا شروع کرنا وہ شہزادی گیند لیکر گھوڑے پر سوار ہوئی اور جسطرح درویش نے کہا تھا گیند کو آگے اپنے پھینک کر پیچھے اوسکے مرکب کو تیز کیا

آخر کو وہ گنبد تلے کوہ کے پہونچکر ٹھہر گیا مجبور ٹھہرنے کے شہزادی نے گھوڑے سے اوترا اور اپنے کانون مین روئی سے خوب بند کر نہایت بے دلجمعی سے چڑھنا شروع کیا جب چند قدم اوپر کو گئی آوازین چارون طرف سے آنے لگین مگر بسبب روئی کے جو کانون مین بھری ہوئی تھی مطلق آوازین سنائی ندین پھر بہت سخت آوازہ ہولناک ہوئی اوس سے بھی اصلا خبر نہوئی پھر وہ دشنام جو مخصوص عورتونکے واسطے ہین اوسکو سنائی دینے لگین شہزادی نے اونھین تھوڑا بہت سنکر ہنس دیا اور مطلق بُرا نہ مانا اور دلمین کہا ان تمسخرات اور واہیات باتونسے مین اپنے مطلب سے باز نہ آؤنگی اس بکنے اور فضول باتون سے کیا ہوتا ہے آخر وہ شہزادی ایسی جاے خطرناک دشوار گزار کہ جہان رستم اور اسفندیار کا زہرہ پانی ہوتا تھا کمال دلیری اور بے دلی سے طے کر کے قریب سر کوہ کے نہایت چستی اور چالاکی سے پونہچی اور وہان اوسنے ایک قفس رکھا ہوا دیکھا جسمین ایک چڑیا طرح طرح کی بولیان خوش الحانی سے بول رہی ہے مگر اوس شہزادی کو دیکھ باوجود اپنے چھوٹے جثے کے مثل بادل کے گرجی اور کہنے لگی پیچھے کو پھر جا میرے پاس نہ آ شہزادی اوسکی یہ بات سنکر ہمت باندھکر دوڑکر قلۂ کوہ پر چڑھ گئی جہان وہ پائی اور جلدی جا کر اوس قفس پر اپنا ہاتھ رکھدیا اور کہا اب مینے تجکو پایا کبھی تو میرے ہاتھ سے نہ چھوٹیگی پھر اوس شہزادی نے روئی اپنے کانونسے نکال لی اور جواب اوس چڑیا کا سنا اوسنے کہا اے بی بی خاطر جمع رکھ مجھسے تجکو کچھ ضرر اور نقصان نہ پونہچیگا جیسا اور لوگونکو پونہچا اگرچہ مین اس قفس مین بند ہون مگر مجکو بہت کچھ احوال غیب کا معلوم ہے اسوقت سے مین تمہاری لونڈی ہوئی اور تم میری بی بی اور خداوند نعمت ہو اور مجھے تمہارا احوال خوب معلوم ہے اور تم اس حال سے مطلق نہین واقف لیکن تمہارے کام آؤنگی اور حق تمہارے ادا کرونگی اور اب جو کچھ کہ ارشاد کرو مین اسکو بجا لاؤن یہ باتین اوس چڑیا سے سنکر شہزادی پریزاد کمال خوش ہوئی مگر ساتھ اسکے اپنے دونون بھائیونکو کہ بہت چاہتی تھی یاد کرکے بہت رنج کیا اور اس چڑیا سے کہا مین بہت مرادونکی خواہش رکھتی ہون سبکے پہلے میرا یہ سوال ہے کہ یہان کہین قریب سونیکے رنگ کا پانی ہے جسکے خواص عجیب و غریب سنے ہین اگر تجھے معلوم ہو تو مجکو بتا اوس چڑیا نے وہ جگہہ جسمین وہ پانی تھا بتائی چنانچہ وہ وہان جاکر ایک ٹھلیا چاندی کی کہ ساتھ اپنے لیتے گئی تھی اوس پانی سے بھر لائی پھر اوس چڑیا سے کہا مین تلاش مین گانیوالے درخت کے بھی ہون مجھے بتا کہ وہ کہان ہے چڑیا نے کہا پیچھے تمہاری پشت کے ایک جنگل ہے جسمین تم اوس درخت کو پاؤگی اور وہ جنگل بہت دور نہین شہزادی پریزاد اوس جنگل مین گئی اور وہان جاکر بہت اچھا گانا اوس درخت سے جسکی تلاش مین تھی سُنا اور وہ درخت بہت بلند تھا پھر اوسنے چڑیا سے آکر کہا کہ مینے اوس درخت کو تو پایا مگر اوسکو اکھاڑکے لا نہین سکتی چڑیا نے کہا تم ایک چھوٹی سی شاخ اوسکی توڑکر لے آؤ اور اپنے باغ مین اُسے لگا دو وہ شاخ مجرد تمھارے لگانیکے فی الفور جڑ پکڑکے لگ جاویگی اور جلد بہت خوبصورت درخت جیسا کہ تم اس جنگل مین دیکھتی ہو ہو بہو ہو جائیگا پس وہ شہزادی ایک شاخ اوس درخت کی توڑ لائی اور حاصل ہونے اون تینون چیزونسے جنکا اوس عورت عابدہ نے ذکر کیا تھا خوش ہوئی پھر اوس چڑیا سے کہا یہ مطلب تو میرا پورا ہوا مگر دو بھائی میرے کہ یہان واسطے اسی مطلب کے آئے تھے اور اب وہ پتھر سیاہ ہوکے یہان پڑے ہین چاہتی ہون کہ اونکی بھی کسی طرح سے زندگی ہوجائے اپنے ساتھ گھر لیجاؤن اب کچھ ایسی تدبیر بتا کہ جسکے سبب سے یہ مدعا میرا بھی حاصل ہو اُس چڑیا نے کہا تو اس ٹھلیا سے تھوڑا سا سونیکا پانی لیکر اون سب سیاہ پتھرون پر جو ادھر ادھر پہاڑ پر پڑے ہین چھڑک وہ سب اس پانی کی تاثیر سے جی اوٹھینگے اون سبکے ساتھ تمہارے دونون بھائی بھی زندہ ہوجائینگے پھر وہ شہزادی اسبات کو چڑیا سے

سنکر مطمئن خاطر ہوئی اور وہانسے اون تینون چیزونکو لیکر سیاہ پتھرون کے قریب آئی اوس نے اوس چاندی کی ٹھلیا سے تھوڑا
پانی لیکر ذرا ذرا سب پتھرون پر چھڑکا بمجرد چھڑکنے کے وہ سب پتھر جنمین اوسکے دونون بھائی بھی تھے گھوڑون سمیت زندہ ہوکے اٹھ کھڑے ہوے
پھر وہ شہزادی اپنے بھائیون کو پہچانکر اونکے گلے لگی اور متعجب ہوکے اونسے کہا تم یہان کیا کرتے تھے اونھون نے جواب دیا ہم یہان
غافل ہوتے تھے پریزاد نے کہا بھلا اونکو بغیر میرے سونا خوش آیا اور تمھین یاد نہین کہ واسطے لانے بولتی چڑیا اور گانے والے درخت اور
سنہرے پانی کے یہان آئے تھے اور تمنے اس جا پر بہت پتھر سیاہ دیکھے تھے اب تو دیکھو کوئی اونمین سے یہان باقی ہی یہ مرد آدمی کہ
گرد تمھارے کھڑے ہین مانند تمھارے گھوڑون سمیت پتھر بنگئے تھے اب وہ سب زندہ ہوکے تمھاری راہ دیکھتے ہین اگر دریافت کیا چاہو کہ کس
کرامات سے وہ سب اور تم زندہ ہوے تو مین تمسے کہتی ہون کہ مین نے پانی اس ٹھلیا سے لیکر سب پر چھڑکا اسکی تاثیر سے سب زندہ ہوے بعد
حاصل ہونے قفس اس بولتی چڑیا اور گانیوالے درخت کہ جسکی ڈالی میرے ہاتھ مین ہی اور پانی سنہرے کے مینے نچاہا کہ بے تمھارے تینون
چیزین لیکر گھر جاؤن اسواسطے مینے اس چڑیا سے پوچھا کہ کیونکر میرے بھائی زندہ ہونگے تا مین انکو اپنے ساتھ گھر لیجاؤن اُسنے کہا اس پانی کے
چھڑکنے سے زندہ ہونگے مینے تھوڑا تھوڑا پانی سب پر چھڑکا بمجرد اس عمل کے تم سب زندہ ہوگئے پیچھے بہمن اور شہزادہ پرویز اپنی بہن پریزاد کی
بڑی ستایش اور شکرگزاری کرنے لگے اور اسیطرح سے سب آدمیون نے آداب تسلیم اوس شہزادی کو بجالاکے دعائین دین اور ہر ایک کہنے لگا
کہ ہم سب بی بی تمھارے غلام ہین عمر بھر تمھارے احسان اور شکر کو ادا کر سکین گے اب جو ہمین ارشاد ہو جان و دل سے اسکو بجالاوین پریزاد نے
کہا غرض مجکو اپنے بھائیون کی زندگی سے تھی اس ضمن مین تمکو بھی مجسے فائدہ پہنچا مین تمھاری شکرگزاری سے نہایت خوش ہوئی اب تم اپنے
اپنے گھوڑون پر سوار ہوکے جدھر سے آئے تھے اودھر کو چلے جاؤ شہزادی پریزاد نے اون سبکو رخصت کرکے اپنے گھوڑے پر قصد سوار ہونیکا
کیا شہزادہ بہمن نے اوسکے قبل سوار ہوکے پریزاد سے کہا اگر فرماؤ تو مین اس قفس کو اوٹھا لیکر تمھارے آگے آگے چلون شہزادی
پریزاد نے کہا یہ چڑیا میری لونڈی ہی مین خود اسکو لیچلون گی اگر تمھاری خوشی ہو تو تم گانے والے درخت کی شاخ لیچلو اور
جب تک مین گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہون تم اس پنجرے کو تھامے رہو جسوقت وہ سوار ہوئی پنجرے کو لیکر اپنے آگے
زین پر رکھ لیا اور شہزادہ پرویز سے کہا کہ تم اس ٹھلیا کو کہ جسمین سونے کے رنگ کا پانی ہی احتیاط سے اوٹھا لیچلو
شہزادہ پرویز نے اسکو اوٹھا لیا پھر جب اور بھی سب لوگ جو پریزاد کے پانی چھڑکنے سے زندہ ہوے تھے سوار گھوڑون پر
ہوکے طیار ہوے تب پریزاد نے ٹھہرکے کہا کہ صاحبو تم مین سے جو شخص لیاقت آگے چلنے کی رکھتا ہو وہ آگے چلے سبھون نے
کہا شہزادی ہم مین سے کوئی اس لائق نہین کہ جو تمھارے آگے چلنے پر اقدام کرے جب شہزادی پریزاد نے دیکھا کہ کوئی شخص اُنمین
سے ارادہ سبقت اور شرف آگے ہونے کا نہین رکھتا ہی اور چاہتے ہین کہ مین ہی سبکے آگے ہون تب اوسنے عذر کرکے کہا
صاحبو مجھے کسیطرح سے بزرگی آگے چلنے کی نہین مگر جو تم سب صاحب فرماتے ہو اس سے مجبور ہون بیشک وہ آگے روانہ
ہوئی اوسکے پیچھے وہ دونون شہزادے اور اونکے پیچھے اور سب لوگ ہولیے پھر اوس سب گروہ نے چاہا کہ اوس درویش کو دیکھے
اور اوسکی رہنمائی کی شکرگزاری کرتے جاوین مگر اونھون نے اوس درویش کو اوس جا پر جہان وہ رہتا تھا زندہ نہ پایا

اور یہ معلوم ہوا کہ وہ بسبب اوس کی عمر کے ہوا یا اسواسطے کہ وہ موکل اور ہادی اوس پیرزادہ کا تھا جب ان وہ تینون چیزین تھین اور آب کہ شہزادی
پریزادنے اونکو پایا اور اپنے قبضے مین کیا اسلیے فوت ہوا بہر حال وہ جماعت ہلنسے روانہ ہوئی اثنائے راہ مین جسکے ملک اور وطن کی
راہ جدی تھی وہ شہزادی پریزاد اور ان دونون شہزادون سے رخصت ہوا ودھر کو چلا جاتا تھا یہانتک کہ وہ تینون بھائی بہن اکیلے رہ گئے
اور منزلین طے کرکے اپنے گھر پہونچے پریزادنے وہان جاکر اوس چڑیا کا پنجرا باغ مین اوس طرف جو متصل بارہ دری کے تھا لٹکا دیا اوس چڑیا کے ہوتے ہی
ایک وہ جہچہوں خوش الحان کا قسم بلبل ہزار داستان ورا گن بیا طوطی وغیرہ اوسکی آواز سننے کو دور دور سے آنکر جمع ہوا بعد اسکے اوسنے شاخ درخت
گانے والے کی اوسی باغ مین ایک جا پر جو متصل اوسکی بارہ دری کے تھی لگادی وہ شاخ فی الفور اپنی جڑ پکڑ کے سبز ہوگئی اور جلد ہی سے وہ شاخ
بڑھکے ایک درخت بلند ہوگئی اور اوسکے پتون سے آواز گانے کی مانند اوس بڑے درخت کے جسکی یہ شاخ تھی آنے لگی پھر اوس شہزادی نے ایک
حوض بہت خوبصورت سنگ مرمر کا بنوا کر درمیان چمن کے رکھا اور اوس میں صراحی سونے کے رنگ کا پانی بھرا فی الفور اوس پانی نے بڑھنا شروع کیا
یہانتک کہ وہ ظرف بھر گیا اور اوس ظرف سے ابل کر مانند فوارے کے بیس فٹ تک بلند ہوکر چھوٹنے لگا اور وہ پانی اوپر سے اوسی ظرف مین گرتا
اور کسی طرف کو مطلق نہ بہتا تھا اور ان تینون چیزون عجیب کی خبر کہ دو تین ہی دن کے عرصے مین مشہور ہوگئی تھی باشندے اوس شہر کے سنکر جوق جوق
آتے اور اوس باغ اور گھر مین جسکا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا جاکے تماشا اور سیر اون تینون چیزون عجیب کی کرتے اور نہایت متعجب و محظوظ
ہوتے کتنے دنون کے بعد جب ماندگی سفر کی شہزادہ بہمن اور شہزادہ پرویز سے گئی ان دونون نے موافق دستور سابق کے شکار کھیلنے کو جانا شروع کیا
چنانچہ ایک دن دونون شہزادے سوار ہوکے واسطے شکار کے دو تین کوس کے فاصلے پر گئے اور مشغول صید افگنی مین ہوئے اتنے مین بادشاہ پارس
کا بھی اتفاقات سے اوسی جا پر واسطے شکار کے آیا اون شہزادون نے کثرت سوارون کی دیکھکر چاہا کہ اپنے تئین بادشاہ کی نظر سے بچا کر گھر کو چلے جائین
بالفعل وہ اونھون نے شکار کو چھوڑ کر اپنے گھر کی راہ لی اتفاقاً گذر اونکا اسی راہ مین ہوا کہ جس راہ سے بادشاہ کی سواری آتی تھی ہر چند اونھون نے
چاہا کہ اس راہ سے بچکے اور طرف جاوین مگر بسبب تنگی اوس راہ کے بچ نسکے اور ناچار سامنے بادشاہ کے ہوگئے بمجبوری گھوڑون سے
اوتر بادشاہ کو سلام کیا اور دیر تک زمین پر جھکے رہے بادشاہ اونکے گھوڑے اور ساز و یراق اور لباس و پوشاک سب بہتر دیکھکر سمجھا
کہ شاید میرے ملازمین سے ہین مشتاق اونکی صورت دیکھنے کا ہوا اور وہان ٹھہر گیا اور اونکو اوٹھنے کو فرمایا وہ دونون شہزادے اوٹھکر
آگے بادشاہ کے بڑی حیا سے نظر نیچے کیے کھڑے ہوے بادشاہ اونکے حسن و جمال و وضع کو دیکھکر بہت متحیر ہوا اور دیر تک اونکو
دیکھا کیا آخر نہایت شگفتگی کے ساتھ اونکا نام پوچھا اور فرمایا کہ تم کہان رہتے ہو شہزادہ بہمن نے جواب دیا کہ خداوندا ہم دونون فرزند
داروغہ باغات حضور کے ہین جو حضور پر تصدق ہوگیا اوسنے اپنے حین حیات مین شہر سے باہر ایک نیا مکان طیار کیا تھا کہ ہم اوسمین
رہین سن شعور کو پہونچکے حضور کی خدمتگذاری کے قابل ہون در انجام خدمات بادشاہی مین نہ خانہ زادی کا دکھلائین بادشاہ نے
فرمایا کہ تم شکار کرنے کیواسطے کیون آیا کرتے ہو شکار کھیلنا تو مخصوص بادشاہون کا کام ہے نہ رعایا اور ملازمین کا شہزادہ بہمن نے
عرض کیا کہ خداوندا ہم خانہ زاد بسبب اثنائے سن کے دستور اور آئین سلطانی سے خوب واقف نہین بادشاہ اس جواب سے نہایت خوش ہوا اور فرمایا
کہ مین تمھارا شکار کھیلنا دیکھا چاہتا ہون تم مختار ہو جس طرح کا شکار چاہو کھیلو پھر وہ دونون شہزادے اپنے گھوڑون پر

سوار ہوے بادشاہ کے ہمراہ ہوے اور جب جنگل مین گئے شہزادہ بہمن نے شیر کو اور شہزادہ پرویز نے ریچھ کو ساتھ نہایت دلاوری اور چالاکی کے برچھون سے مارا اور بادشاہ کی حضور مین لاکر حاضر کیا بعد اسکے اوسی ساعت پھر جنگل مین جا شہزادہ بہمن نے ریچھ پر اور شہزادہ پرویز نے شیر پر حملہ کرکے شکار کیا اونکو بھی بادشاہ کی حضور مین لائے پھر اون دونون نے قصد اور شکار کا کیا تھا کہ بادشاہ نے اونکو منع کیا اور بلوا کے کہا تم اب کیا میرے سب جانورون شکاری کو مار ڈالوگے مجھے فقط تمہاری دلاوری کا امتحان کرنا منظور تھا پھر بادشاہ کیخسرو اونکی شجاعت کو ملاحظہ فرما کے بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ میرے ساتھ چلکے خاصہ تناول کرو شہزادہ بہمن نے عرض کیا حضور نے ہمارے قدر اور رتبے سے زیادہ عنایات شاہانہ مبذول فرمائین خانہ زاد امیدوار ہین کہ آجکے دن ہمکو حضور معاف کرین اور روز دیگر ارشاد ہوگا ہم بسر و چشم بجا لاوینگے بادشاہ نے اوس شہزادے کے انکار کرنے سے نہایت متعجب ہوکر پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے شہزادہ بہمن نے عرض کیا خداوند ہماری ایک ہمشیر چھوٹی ہے اور ہم تینون بہن بھائی ایک دوسرے کو نہایت پیار و الفت کرتے ہین اور ہم کہین بے صلاح اپنی ہمشیر کے نہین جاتے اور وہ بھی بے ہمسے پوچھے ہوے کوئی کام نہین کرتی بادشاہ نے کہا ہم اس محبت برادرانہ تمہاری کو سنکر بہت خوش ہوے تمھین اجازت ہے آج تم اپنے گھر جاؤ اور اپنی بہن سے مشورہ کرکے کل تم پھر اسی جا پر واسطے شکار کھیلنے کے حاضر ہونا اور مجھسے جواب اس بات کا کہنا کہ تمہاری بہن نے میرے ساتھ جانے اور خاصہ کھانے مین کیا کہا وہ دونون شہزادے بادشاہ سے رخصت ہوکر اپنے گھر آئے مگر اپنی بہن سے ذکر کرنا اپنی ملاقات کا بادشاہ سے اور تمام حال وہان کا بھول گئے مطلق اونھین یاد نرہا دوسرے دن فجر کو جب وے شکار گاہ مین گئے اور بعد معاودت شکار گاہ سے بادشاہ نے پوچھا کہ کیون تمنے اپنی ہمشیر سے صلاح میرے ساتھ جانے کی پوچھی تھی اور اوسنے تمھین اجازت اس امر مین دی یا نہین وے دونون شہزادے متنبہ ہوکر ڈر گئے اور رنگ اونکے چہرونکا متغیر ہوگیا اور ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگا آخر شہزادہ بہمن نے کہا کہ خداوند ہم دونون بھائی بھول گئے کہ ہم نے یہ مذکور اس امر کا اپنی ہمشیر سے نہین کیا بادشاہ نے کہا کچھ مضایقہ نہین آج جاکے پوچھنا اور کل مجھسے آکر کہنا اتفاقاً اوس دن بھی وہ دونون شہزادے ذکر کرنا اپنی بہن سے بھول گئے تیسرے روز بھی بادشاہ اونکے بھول جانے پر اصلا خفا نہوا اور تین گیند سونے کے جو بادشاہ کی جیب مین تھے نکال اور ایک کپڑے مین باندھ شہزادہ بہمن کو دیے اور فرمایا کہ تم انکو اپنی کمر مین رکھنا انکے سبب سے اب تم میری بات نہ بھولوگے بالفرض اگر کل بھی تمھین یہ امر یاد نرہیگا تو جسوقت اپنی کمر کھولوگے اور یہ تینون گیند تمھاری کمر سے زمین پر گر پڑینگے اونکی صدا سے تمکو وہ بات یاد پڑ جاویگی باوجود اس تاکید کے اتفاقاً اوسدن بھی وہ دونون شہزادے اپنے گھر جاکے اوس بات کو بھول گئے رات کو جب شہزادہ بہمن کپڑے اوتار کر سونے کیواسطے جانے لگا تب وے تینون گیند اوسکی کمر سے زمین پر گر پڑے اور اونکی آواز سے اوسکو یہ پیغام بادشاہ کا یاد پڑا پھر وہ دونون شہزادے پریزاد کے کمرے مین کہ ہنوز اوسنے آرام نہ کیا تھا گئے اور بعد عذر کرنے کے کہ ہمنے بے وقت تمکو تکلیف دی سب حال سے اوسکو آگاہ کیا پریزاد نے اپنے بھائیون کی غفلت پر کہ تین دن تک متواتر بادشاہ کا پیغام بھول گئے بہت افسوس کیا کہ یہ تمہارا اقبال اور خوش نصیبی تھی کہ دفعتاً اس خوبی سے تمکو ملازمت بادشاہی حاصل ہوئی آخر کو یہ امر تمھارے واسطے نہایت مفید ہوگا مگر مجھے بڑا رنج ہوا کہ تم حکم بادشاہ کا بجا نلائے اور اوسکے ساتھ نہ گئے بلکہ اگر سوچو تو مجھسے زیادہ تمکو اس امر مین رنج اور تاسف حاصل ہوا ہوگا کہ تمنے کمال گستاخی اور بے ادبی

نسبت بادشاہ کے کی علاوہ اسکے خلاف حکم بادشاہ کے کرنا موجب بہت خطرات کا ہی اونسے کمال عنایت سے تمہاری ضیافت کی او تمنے
اوس سے انکار کیا یہ بات تمکو مناسب تھی مجھے تمہاری ان باتون کو سنکر بڑا تردد اور اندیشہ پیدا ہوا اب مین اس امر مین بولتی چڑیا سے
صلاح کرتی ہون دیکھون وہ کیا کہتی ہی اسواسطے کہ جب مجھکو کوئی امر مبہم اور دشوار پیش آتا ہی مین اوس سے مشورہ کرتی ہون آخر پریزاد نے پنجرا اوس
چڑیا کا اپنے پاس رکھکے سب حال جو اپنے بھائیون سے سنا تھا کہکے اوسے مطلع کیا اور پوچھا کہ اب اس حال مین شہزادونکو کیا کرنا چاہیے اوس چڑیا نے
جواب دیا شہزادونکو بادشاہ کی خوشی کرنا ضرور ہی اور وہ شہزادے بھی بادشاہ کی دعوت کرین اور اوسے اپنے گھر مین لائین شہزادی پریزاد نے
کہا مین تو بسبب کمال محبت اور پیار کے نہین چاہتی کہ میرے بھائی میری نظر سے ایکدم جدا ہون چڑیا نے کہا اونکو بادشاہ کی حضور مین جانے سے کچھ خوف
اور اندیشہ نہین پریزاد نے کہا بادشاہ جو ہمارے گھر مین آئینگے تو مجھے اونکے روبرو ہونا ضرور پڑیگا اوسنے کہا سامنے بادشاہ کے ہونا تمہارا
مضر نہین بلکہ موجب تمہاری بہتری کا ہوگا دوسرے دن فجر کو شہزادہ بہمن اور شہزادہ پرویز موافق معمول کے شکارگاہ کو گئے اور جب بادشاہ کی حضور
مین حاضر ہوے بادشاہ نے پوچھا تم کیا جواب اپنی ہمشیر سے لائے شہزادہ بہمن نے آگے بڑھکے عرض کیا خداوند ہم آپکے فرمانبردار ہین جو آپکی مرضی ہوگی اوسکو
بسر و چشم بجا لائینگے ہمنے اس امر مین اپنی ہمشیر کو راضی پایا بلکہ اوس نے ہمکو بسبب حاضر نہونے کے آپکی حضور مین اب تک بہت ملامت کی اور ہمسے
اوسکو سخت ناخوشی آئی اور آپ کی حضور مین ہمارے واسطے شفاعت چاہی تاکہ آپ ہمارے قصور کو معاف کرین بادشاہ نے فرمایا تمنے ایسا کچھ قصور
نہین کیا کہ موجب میری خفگی کا ہو بلکہ تمہاری محبت اور پیار سے جو بہن کے ساتھ تمکو ہی نہایت خوش ہوا وہ دونون شہزادے بادشاہ کی عنایات
اور حلم سے دل مین بہت خجل ہوے اور اپنا سر نیچے کرکے خاموش کھڑے رہے تاکہ آثار انفعال بادشاہ کو معلوم ہون مگر بادشاہ بدستور شکار
کھیلنے مین مشغول رہا اور جب شہزادونکو شکار مین شریک پایا بلا لکے بہت تسلی اور تشفی کی اور جلدی شکارگاہ سے پھرکے اپنے دولتخانے
کو متوجہ ہوا اون دونون شہزادون کو اپنے ساتھ لیگیا سب اہل دربار اور وزیر کو اونکے قرب اور رتبے سے بڑا رشک اور حسد ہوا اور جب
بازار سے بادشاہ کی سواری نکلی ہر ایک اون دونون شہزادونکو دیکھکر ایک دوسرے سے پوچھنے لگا کہ یہ کون دو شخص بادشاہ کے ساتھ
جاتے ہین معلوم نہین کہ اسی شہر کے باشندے ہین یا غریب الوطن اور سب لوگ شہر کے اونہین دیکھکر دعا کرتے تھے کہ حق تعالی ایسی
حسن و جمال کے جیسے یہ دونون سوار ہین دو شہزادے ہمارے بادشاہ کو عنایت کرے اور اگر اوس ملکہ کے پیٹ سے جو قید ہی خدا
فرزند دیتا تو وہ ابتک اسی سن و سال کو پہونچتے جیسے کہ یہ دونون جوان ہین الغرض بادشاہ اپنے دولتخانے مین پہونچکر سواری سے
اوترا اور اپنے خاص کمرے مین کہ نہایت خوبصورت اور سجا ہوا تھا اون دونون شہزادونکو لیگیا اور دسترخوان پر کہ طرح طرح کے خاصے
اوسپر چنے ہوے تھے جاکر بیٹھا اور اون شہزادونکو بھی اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ دونون آداب بجا لاکے بیٹھے اور ساتھ بادشاہ کے
خاصہ کھانے لگے شہزادے بسبب آداب اور لحاظ کے خاموش تھے اور بادشاہ کو منظور ہوا کہ اونکی گفتگو اور تقریر سے اونکی لیاقت اور ظرافت
کا امتحان کرے پھر وہ خود چھیڑ چھیڑکے ہر ایک بات اونسے پوچھتا اور سوال کرتا شہزادے اوسے خوبی فصاحت و بلاغت کے ساتھ جواب دیتے
کہ بادشاہ اپنے دل مین نہایت محظوظ اور خوش ہوتا اور اپنے دل مین حسرت کرتا اور کہتا کہ کاش ایسی حسن و جمال و تہذیب و قابلیت کے
ساتھ خدا مجھے بھی دو فرزند دیتا اور بادشاہ نے بسبب اونکی باتون اور لطیفون کے اور روزون سے زیادہ دسترخوان پر توقف کیا

اور بعد خاصہ کھانے کے بھی اونکو اپنے خلوتخانے مین لیجا کر دیر تک اونسے بات چیت کرتا رہا آخر بالا اونکی تعریف فرما کے کہنے لگا کہ مینے آج تک ایسے سعادتمند اور خوش رو جوان لائق اور قابل نہین دیکھے اور نہ اس شہر مین نکلین گے پھر اونسے کہا بہت دیر ہوئی گانا سنو اوسکے سننے سے بہت خوش ہوگے بادشاہ کی اجازت کے کہتے ہی گانا بجانا شروع ہوگیا اور ناچ مرد اور عورتونکا ہونے لگا اور نقال نقلین اور تماشے کرنے لگے شہزادے اونکو دیکھکر کمال خوش ہوے اور شام کو بادشاہ کی حضور سے آداب و شکر اس عنایت بے نہایت کا بجا لاکر رخصت ہوے بادشاہ نے وقت رخصت کے فرمایا کہ کل پھر موافق معمول کے شکارگاہ مین آنا مین پھر تمکو اپنے ساتھ محل مین لیے آونگا مین چاہتا ہون کہ تم اکثر حاضر ہوکے مجھکو اپنی حاضر باشی اور گفتگو سے مسرور اور خوش کیا کرو قبل اسکے کہ وہ شہزادے بادشاہ سے رخصت ہوکے اپنے گھر جاوین شہزادہ بہمن نے عرض کیا کہ ہماری کمال تمنا اور آرزو یہی کہ کل کے دن جب حضرت واسطے شکار کے قریب جوار ہمارے غریب خانے کے رونق فرما ہون تو وقت مراجعت کے ہمارے مکان مین قدم رنجہ فرما کے ذرا توقف و آسایش فرمائین کہ موجب کمال عزت و سرفرازی ہماری و ہماری ہمشیر کا ہوگا اگرچہ وہ گھر آپ کے جانے کے لائق نہین ہے مگر کبھی کبھی بادشاہان والا اقتدار کلبہ فقرا مین بھی تشریف لیجا کے اونکو سرفراز فرماتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ گھر تم ایسے آدمیون کا یقینی اچھا اور موافق تمھارے حال و وضع کے ہوگا مین مقرر تمھارے گھر جاکر تمھارا اور تمھاری بہن کا جسکو بن دیکھے ہو بہت اچھا اور زیرک سمجھتا ہون مہمان ہونگا کل علی الصباح مجکو تم اوسی جگہ پاوگے جہان کہ تمسے پہلے دن ملاقات ہوئی تھی تم وہان حاضر رہنا شہزادہ بہمن اور شہزادہ پرویز دونون بادشاہ سے رخصت ہوکے گھر مین آئے اور اس حال کو اپنی بہن سے کہا کہ کل بادشاہ نے ہمارے گھر آنے کا وعدہ فرمایا ہے بعد شکار کھیلنے کے تشریف فرما ہوگا پریزادے یہ کلام سنکر کہا اس صورت مین ضرور ہے کہ طیاری کھانے کی لائق بادشاہ کے کیجائے تاکہ بروقت موجب خجالت کا نہو پھر اونسے اپنے بھائیون سے کہا اس امر مین مشورہ بولتی چڑیا سے کرنا ضرور ہے اور بموجب اوسکی صلاح کے وہ طعام جو قابل پسند سلاطین کے ہو طیار کرنا چاہیے شہزادون نے کہا بہت اچھا اوس سے صلاح کرکے طیاری کھانون کی کرنا مناسب ہے یہ کہکے وہ دونون شہزادے آرام کرنے گئے اور پریزادے نے پنجرا چڑیا کا اپنے آگے رکھکے کہا کہ بادشاہ نے کل کے دن ہمارے گھر آنے کا وعدہ کیا ہے اس صورت مین ہمکو ضرور ہوا کہ اوسکی دعوت کی طیاری کرین پس کیا کیا کھانے اوسکے لیے پکوائین چڑیا نے کہا بی بی صاحب اچھے اچھے باورچی تمھارے نوکر ہین اون سب سے سب قسم کے کھانے پکواو لیکن قبل سب خاصون کے ایک قاب کھیرے کے آش کی جسپر موتی چنے ہون آگے بادشاہ کے رکھنا شہزادی نے یہ سنکر کہا مینے آج تک کھیرے کی آش موتیون کے ساتھ نہین سنی بادشاہ اوسے دیکھکے نہایت تعجب کریگا اسواسطے کہ اوس وقت بادشاہ واسطے خاصہ کھانے کے بیٹھیگا نہ موتی دیکھنے اور ماسوا اسکے اسقدر موتی ہمارے پاس کہان تا ساری قاب کھیرے پر چنے جاوین چڑیا نے کہا بی بی جو مین کہون اوسکو تم ضرور کرو مین تمھاری دولت خواہ ہون تجھے امر کی کبھی صلاح نہ دونگی اور تم جو موتیون کے واسطے اندیشہ کرتی ہو کل فجر کے وقت تم اپنے رمنے مین جاکر اپنے دست راست کی طرف فلانے درخت کے نیچے کھدوانا وہان سے تم بہت موتی پاوگی چنانچہ دوسرے دن علی الصباح وہ شہزادی ایک باغبان کو اپنے ساتھ لیکے رمنے گئی اور اوس جا کو جہان چڑیا نے بتایا تھا کھدوا لیا جب اوسنے بڑا گڑھا کھودا اوسکا کدال ایک سخت چیز پر جاکے لگا تب باغ

نے ہاتھ سے اوسکی مٹی سرکائی ایک صندوقچہ طلائی ہوئی گڑے مرجع مین اوسکی نظر پڑا مالی نے شہزادی سے اس حال کو جاکر کہا شہزادی
نے مالی سے کہا مین تجکو اسی کام کے لیے یہان لائی تھی خبردار تیری کدال سے کہین اس صندوقچے کو صدمہ نہ پہونچے بڑی ہوشیاری سے
اوسکو زمین سے نکالکر امانت میرے پاس لے آ غرض جب وہ صندوقچہ پریزاد کی حضور مین آیا اوسنے اوسے کھولا وہ صندوقچہ موتیون سے بھرا ہوا تھا
جنکے سب دانے گول اور مقدار مین برابر اور یکسان لائق اوسی کام کے تھے جس کام کو چڑیا نے تجویز کیا تھا شہزادی ان موتیونکو پاکر بہت
خوش ہوئی اور اپنے ہاتھ مین لے کے گھر کو چلی دونون شہزادے شہزادی پریزاد کو فجر کے تڑکے مالی کی ہمراہ باغ کیطرف جاتے ہوے دیکھکر
متحیر ہوے کہ آج خلاف معمول اسوقت کیون باغ کو گئی پھر وہ بھی جلدی سے کپڑے پہن باغ کی طرف روانہ ہوے اور دور سے اوسکو دیکھا
کہ کچھ لیے آتی ہے جب نزدیک پہونچے اور بھائیون نے ایک سونے کا بکس اوسکی بغل مین دیکھا پوچھا کہ اے بہن جب تم مالی کے ہمراہ باغ کیطرف
جاتی تھین ہمنے تمھارے پاس کچھ نہین دیکھا تھا اب ایک سونے کا صندوقچہ تمھارے پاس دیکھتے ہین شاید خزانہ اس باغ مین پایا پریزاد نے
کہا کہ مینے اس باغبان سے فلانے درخت کے نیچے زمین کھدوائی تھی وہان سے مینے یہ بکس موتیونکا بھرا پایا موتیونکو دیکھکر بہت خوش ہوئی پھر
شہزادی نے بکس کھولکر موتی اونکو دکھائے شہزادے موتیونکو دیکھکر بہت خوش ہوے پھر شہزادی بولی کہ تم میرے ساتھ آو مین بڑے ایک امر مشکل مین
ہون شہزادہ پرویز نے کہا کہ وہ امر ہمارے سننے کے قابل ہے یا نہین شہزادی پریزاد نے وہ مشورہ جو بولتی چڑیا نے اوسکو دیا تھا اپنے بھائیون
سے ظاہر کیا اور وہ تینون بھائی بہن ملکے دیر تک سوچتے رہے کہ اس چڑیا نے کس واسطے کھیرے کی قاب کو موتیون کے ساتھ بادشاہ کے آگے رکھنا تجویز
کیا ہے پھر جب کسی امر نے اونکے نزدیک قرار نپایا شہزادی پریزاد نے کہا کچھ فائدہ اوس چڑیا نے اپنے نزدیک ٹھیرا کے اصلاح اس امر کی دی ہے
اوسکا لغو نہین جسکے کہنے پر عمل کرنا ضرور ہے پھر پریزاد نے اپنے کمرے مین جاکے داروغہ باورچیخانے کو بلوایا اور حکم کیا کہ کل کے دن طرح طرح کے
کھانے لائق بادشاہ کے طیار کر اور ایک قاب نوا ہاتھ سے جسمین غیر کو دخل نہو کھیرے کی موتیونکے ساتھ بھی طیار کرکے موجود رکھنا داروغہ
باورچیخانے کا کھیرے کے کھانے کو سنکر بہت متحیر ہوا اور دلمین کہنے لگا کہ آج تک ایسا کھانا کسینے نہین کھایا یا اوسکی فرمایش کی پریزاد نے
بفراست اوسکا تعجب ہونا سمجھکر کہا تیرے بشرے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نئی فرمایش کے کرنے سے مجھے بے وقوف سمجھا ہوگا مین بھی
جانتی ہون کہ اس قسم کے کھانے کو کوئی کھاتا نہین مگر تجھے اس سے کیا کام ہے جیسا کہ مینے حکم کیا اوسی طرح تو بجا لا اور اس صندوقچے سے جسقدر موتی
خرچ اور درکار ہون اسمین سے خرچ کر اور باقی کو اسی بکس مین رہنے دے داروغہ نے اوسکے جواب مین کچھ نکہا اور بکس موتیون کا لیکر چلا گیا پھر شہزادی
پریزاد نے اپنا گھر اور باغ ہر ایک ساز و سامان اور فرش فروش سے سجا اور طیار کیا دوسرے دن فجر کے وقت شہزادہ بہمن اور پرویز اوسی جا پر
جہان بادشاہ سے ملاقات ہوا کرتی تھی جا کر حاضر ہوے اور بادشاہ آکر شہزادون کے ساتھ دیر تک شکار کھیلا کیا جب گرمی آفتاب کی سخت
ہوئی تب بادشاہ شکارگاہ سے پھرکے متوجہ ان شہزادون کے محل کی طرف ہوا جب اونکا گھر قریب پہونچا اور نظر آنے لگا شہزادہ پرویز نے
آگے سے جاکے اپنی بہن کو بادشاہ کے آنے سے آگاہ کیا شہزادی خبر بادشاہ کے پہونچنے کی سنکر واسطے استقبال کے آگے بڑھکر کھڑی ہوئی
اور جب بادشاہ اوس گھر کے قریب پہونچکر ڈیوڑھی کے پاس گھوڑے سے اوترا پریزاد نے دوڑکر اپنے تئین بادشاہ کے قدمون پر
ڈالا اور اوسکے دونون بھائیون نے عرض کیا کہ یہی ہماری ہمشیرہ ہے بادشاہ نے اوسے اپنے قدمون پر سے اوٹھایا اور

وہ اوسکے حسن و جمال کو دیکھکر بہت متحیر ہوا کہ یہ بہن ہر ایک امر مشابہ اپنے بھائیون کے ہی اور اوسکے بھائی ہم شکل اوسکے ہین چہ ہا تا و قصبات
مین ایسے حسین و خوش سلیقہ لوگونکا ہونا بہت تعجب ہی اور ایسا مکان خوبصورت عالیشان گانون مین نہین دیکھا پھر پریزاد نے ہر ایک مکان
بادشاہ کو لیجاکر دکھلایا وہ ہر ایک مکان کو اوس گھر کے دیکھکر نہایت خوش ہوا بادشاہ نے بعد دیکھنے محل کے فرمایا کہ مین اب تمھارے باغ کی
سیر کیا چاہتا ہون باغ بھی تمھارا مانند تمھارے گھر کے خوب ہوگا شہزادی پریزاد نے جب دروازہ جس سے سب باغ نظر آتا تھا کھولدیا تو
نظر بادشاہ کی پہلے سب فوارون کے پر پڑی دیکھا کہ پانی بلند مانند سونے کے چھوٹ رہا ہی پھر بادشاہ نے خوش ہوکے پوچھا کہ یہ عجیب طرح کا فوارہ
ہی مینے ایسا فوارہ نہین دیکھا اسکا خزانہ کہان ہی اور کیونکر یہ اسقدر بلند ہوکر چھوٹتا ہی اور تمنے اسکو کہان سے پایا اور کیونکر بنوایا مین اسکو
نزدیک سے دیکھونگا شہزادی پریزاد نے عرض کیا بہت اچھا یہ کہکر وہ بادشاہ کو فوارے کے پاس لے گئی بادشاہ اوس فوارے کو دیکھ رہا تھا
کہ یکبارگی اوسنے گانے کی آواز سنی کہ طرح طرح کی نئی اور تانون سے گانا ہو رہا ہی اوسنے چارون طرف مونہ پھیر کے دیکھا تا گانے والے کو دیکھے لیکن اوسکو
نہ نزدیک ورنہ دور کوئی گانے والا نظر نہ پڑا فقط آواز گانے کی سنائی دیتی تھی تب بادشاہ نے پوچھا کہ یہ آواز گانے کی کہان سے آتی ہی آیا
زمین کے اندر سے یا ہوا سے ایسا خوش اور دلفریب گانا مین سن رہا ہون مگر کوئی گانے والا میری نظر نہین پڑتا مجھے اچنبھے کی
بات ہی پریزاد نے مسکرا کے کہا یہان کوئی گانے والا نہین جو اس راگ کو گاتا ہو آواز راگ کی اس درخت سے آتی ہی دو چار قدم اگر آپ تشریف
آگے کو فرماوین تو اوسکو اچھی طرح سے ملاحظہ کرینگے بادشاہ نے آگے جاکے ایسا اچھا راگ سنا کہ محو ہو گیا الغرض بادشاہ کبھی فوارے کیطرف متوجہ
ہوتا اور کبھی گانے کیطرف جو درخت سے سنائی دیتا تھا توجہ فرماتا اور نہایت خوش و محظوظ ہوتا اور تصور کرتا کہ آیا یہ مرافع مین ہی یا سچ ہی
بہرکیف بادشاہ نے پریزاد سے پوچھا یہ درخت عجیب کہان سے تمنے پایا کہ اوسے اپنے باغ مین لگایا آیا کسی نے اس تحفے کو تمھین دیا ہی یا کسی شہر دور و دراز سے
تم اوسکو لائی ہو بیشک یہ درخت بہت دور و دراز جگہ سے آیا ہوگا اس درخت کا نام کیا ہی پریزاد نے عرض کیا خداوند اس درخت کا نام گانے والا
درخت ہی اس ملک مین یہ درخت نہین ہوتا اسکے حال کے عرض کرنے مین کہ کہان سے یہ درخت آیا ہی اور کیونکر میرے ہاتھ لگا بہت دیر ہوگی اسلئے
درخت اور سونے کے فوارے اور بولتی چڑیا کو مین ایک ہی وقت میں لائی ہون تب تیسری چیز جو باقی ہی آپ چلکے دیکھیے جب حضور رفع تکان شکار کی ماندگی
سے ستا لینگے میں تب تینون چیز عجیب کا حال تفصیل عرض کرونگی بادشاہ نے فرمایا سب دیکھنے ان عجیب و غریب چیزون کے میری سب ماندگی شکار کی
جاتی رہی تب تم مجھے بولتی چڑیا کو دکھاؤ وقت پھرنے کے باغ سے بادشاہ نے پھر فوارے کو اچھی طرح سے دیکھکر فرمایا مین تمھارا کہین
خزانہ دیکھتا ہون کہ جہان سے پانی اوسکا نل کی راہ سے کسی طرف مین آتا ہو اور نہ کوئی ظرف نظر پڑتا ہی شہزادی پریزاد نے کہا
آپ سچ فرماتے ہین اس فوارے کا خزانہ نہین کہ جہان سے یہ پانی آتا ہو فقط ایک ظرف سنگ مرمر کا نہایت چھوٹا سنہرے پانی سے
بھر رکھا ہی وہ پانی خودبخود جوش کھاکے ابلتا ہی اور فوارہ ہوکے دن رات نکلتا ہی اور پھر وہ پانی بلند ہوکے اوسی ظرف
مین گرکے کبھی گھٹتا نہین بادشاہ یہ سنکر نہایت متعجب ہوا اور کہا اب بولتی چڑیا کہان ہی تا اوسے بھی دیکھون شہزادی پریزاد بادشاہ کو
بارہ دری مین لے گئی وہان اوسنے سیکڑون جانور خوش الحان دیکھے کہ درختون پر بیٹھے ہوئے چہچہا رہے ہین اوسنے تعجب ہوکے
پوچھا کہ اسقدر جانورونکا یہان جمع ہوکر قسم قسم کی بولیان خوش آوازی سے بولنا کس سبب سے ہی پریزاد نے کہا

سب چڑیان مصاحب ہین شاگرد بولتی چڑیا کی ہین کہ جسکا پنجرا اس بارہ دری کی کھڑکی مین لٹکتا ہی اب بہت اچھے راگ سنیے گا کہ ہمنے ان
چڑیون کے راگون اور بلبل ہزار داستان کے گانے سے ہین پھر جب سلطان اوس بارہ دری مین گیا اوس چڑیا کو سنا کہ پکار رہی ہی شہزادی پریزاد
نے پکار کے کہا اے میری لونڈی چڑیا تو نہین دیکھتی ہی کہ بادشاہ یہان تشریف لائے ہین انکو آداب بجا لا اوس چڑیا نے پریزاد سے اس کلام کو سنکر گانا
موقوف کیا ساتھی اوسکے اور سب چڑیان بھی چپ ہو رہین پھر اوس چڑیا نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور بہت خیر و عافیت سے ہین اور
بہت دعائین دیتی ہوئی وہ وہین سترخوان بچھا تھا بادشاہ بارہ دری مین نزدیک اوسی پنجرے کے بیٹھ گیا اور چڑیا کا جواب سلام دیکر
خاصے کی طرف ہوا پہلے سب قاب کھیرے کی جو اوسکے آگے رکھی ہوئی تھی آگے اپنے کھینچکر قصد کھانے کا کیا اوسکو کھیرے کی آش
اور اوپر موتی چنے ہوئے دیکھ نہایت تعجب ہوا اور شہزادی پریزاد اور اوسکے دونون بھائیون سے پوچھا کہ یہ چیز قابل کھانے کے نہین کس واسطے
میرے روبرو رکھی وہ تینون بہن بھائی کہ اس فن حکمت سے اصلا واقف نہ تھے خاموش ہو رہے مگر چڑیا نے جواب دیا کہ بادشاہ کو کھیرے کی آش مع موتیون کے دیکھ
تعجب ہوا و لیکن تعجب آیا اور ملکہ اپنی بی بی کے کتا بلی بچہ جننے سے تعجب نہ آیا بادشاہ نے جواب دیا کہ مینے اون عورتون سے جو ملکہ کی خدمت
مین وقت وضع حمل کے حاضر تھین سنکے باور کیا چڑیا نے کہا کہ وہ عورتین ملکہ کی بہنین تھین جنپر تمہاری عنایت اور توجہ ملکہ کے حال پر دیکھ کر انکو
حسد پیدا ہوا تھا تمھارے ناخوش کرنے کے لیے ملکہ سے یہ فریب کیا تھا اگر آپ اونسے تہدید پوچھین تو وہ اپنے قصور کا اقرار کرینگی
یہ دونون بھائی اور اونکی یہ بہن تمھارے فرزند ہین انکو اون عورتون نے تمسے چھپا کر ہر ایک کو وقت پیدا ہونے کے کمل کے ٹکڑے مین لپیٹ
اور پٹارے مین بند کر نہر مین ڈالدیا تھا یہ تینون بچے بہکر تمہارے داروغہ باغ کے ہاتھ لگے تھے اوسنے انکو دائیان رکھکے پرورش کیا اور ابتدا
سے بہت تعلیم و تربیت ہر ایک امر کی کرتا رہا اور جو وہ لاولد تھا اپنے بیٹی بیٹا سمجھا ان دونون شہزادون اور شہزادی کو بیٹے ناز و نعمت سے پالا
آپکے گھر مین اسی طرح سے پلتے بادشاہ کو چڑیا سے جب حقیقت اس مقدمے کی بخوبی معلوم ہوئی کہا اے چڑیا مجکو تیرے کہنے پر یقین ہوا
اور جو کچھ کہ تونے کہا سچ کہا اسواسطے کہ جب سے مینے ان تینون کو دیکھا ہی بسبب جوش خون کے بے اختیار مانند فرزندون کے
انکو پیار کرتا ہون اور محبت و الفت ان تینون کی میرے دل کو ایسا کھینچتی ہی جیسے مقناطیس لوہے کو یہ سب آثار اسی امر پر دلالت
کرتے ہین کہ یہ تینون بچے میری اولاد اوس ملکہ بے قصور کے بطن سے ہین یہ فرماکر بادشاہ نے اون تینون سے آبدیدہ ہو کر کہا
اب تم مجکو اپنا باپ حقیقی سمجھو یہ سنکر وہ کمال محبت و پیار سے دوڑے اور بادشاہ کے گلے لگے اور بیٹھ کے بادشاہ کے ساتھ
خاصہ تناول کیا جب کھانے سے فراغت ہوئی بادشاہ نے فرمایا اے فرزند اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون کل پھر تمھارے
گھر آؤنگا اور اپنی ملکہ کو جو تمھاری حقیقی مان ہی ہمراہ لاؤنگا یہ کہکے بادشاہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جلدی سے اپنے
دولتخانے مین آ وزیر اعظم کو حکم کیا کہ جلد جاکر اون دونون نابکارون کو اون کے گھرون سے پکڑ کے بعذاب شدید قتل کر
بموجب حکم بادشاہ کے وزیر نے اونکو قتل کیا پھر بادشاہ کیخسرو شاہ خدم و حشم کے ساتھ اوس جامع مسجد مین جہان ملکہ قید تھی
گیا اور اوس زندان تنگ سے جہان وہ بہت برسون تک قید رہی اور نہایت اذیت پائی تھی ملکہ کو اپنے ہاتھ سے باہر
نکالکر گلے لگایا اور اوسکی شکستہ حالی اور میلے پھٹے لباس کو دیکھکر بہت رویا اور کہا یہ سب ظلم اور ناانصافی کہ بہ نسبت

تیرے مجسے ظہور مین آئی ہے بخشد معاف کر اور مینے اون دونون تیری بہنونکو جنھون نے فریب سے مجکو تجھ بیگناہ اور بےتقصیر پر غضبناک
اور خشمگین کیا تھا قتل کرکے سزا کو پونہچایا اب میرے ساتھ چلکے اپنے دونون بیٹون اور تیسری بیٹی کو کہ سب جوان حسین ہین دیکھ اور
اونھین اپنی چھاتی سے لگا کہ وہ تینون میرے اور تیرے فرزند اور نور دیدہ ہین اور حمام کرکے پوشاک اور زیور موافق اپنے رتبے کے جو پہن
سب از ابتدا کلام کرنا بادشاہ کا بہ نسبت اوس ملکہ کے اور خود بنفس نفیس اوس محبس مین جانا اور ملکہ سے عفو قصور چاہنا اور ثبوت تینون
فرزندونکا اوسکے بطن سے کرنا اور سزا پانا اوسکی دونون بہنون کا بسبب فریب کرنے کے سب قلمرو مین مشہور ہوا تھا لہذا تمام خلق ملکہ
بے گناہ کی تعریف اور اوسکی بہنون پر لعنت کرنے لگی پھر دوسرے روز ملکہ بعد حمام کرنیکے پوشاک شاہانہ اور جواہر ملوکانہ پہنکر بادشاہ ہمراہ
اپنے فرزندونکے گھر تشریف لیے گئی اور بادشاہ نے شہزادہ بہمن و پرویز اور پریزاد کو ملکہ کے روبرو لاکے کہا کہ بیگم یہ دونون تمھارے بیٹے اور یہ بیٹی
ہے تم انکو اپنے سینے سے لگاؤ جیسا کہ مینے انکو اپنے گلے سے لگایا یہ تینون فرزند تمھارے ہین انکو پیار کرو اور انکی تشفی فرماؤ ہر ایک کی ولادت
کے وقت تمھاری کمبخت بہنون نے انکو نہر مین ڈالکر ایکبار کتے کا پلا دوسری دفعہ بلی کا بچہ تیسری بار چھچھوندر ظاہر کیا کہ ملکہ نے جنا ہے چونکہ
بچونکی زیست تھی اور مجسے ملنا تھا خدا نے انکو بچایا اور اسیطرح سے لائق و فائق کیا پھر وہ تینون شہزادے اور شہزادی اپنی ماں کے گلے لگ لگکے روئے اور
ملکہ بہت روئی پھر بادشاہ اور ملکہ نے اپنے تینون فرزند سمیت بیٹھکے کھانا خاصہ خوب تناول فرمایا اور جب کھانے سے فراغت ہوئی بادشاہ ملکہ
کو باغ مین واسطے دکھانے گانے والے درخت اور فوارے شہرے کے لے گیا ملکہ جاکر پہلے اون دونونکو دیکھکر بہت خوش ہوئی بعد اوسکے چڑیا کو جسکی تعریف
بادشاہ نے ملکہ سے خاصے کیوقت کی تھی دیکھا اور اوسکی باتون اور گانے سے بہت محظوظ ہوئی پھر جب ان سب امور سے فراغت پائی بادشاہ
گھوڑے پر سوار ہوکے شہزادہ بہمن کو دہنی طرف اور پرویز کو بائین طرف کرکے محل کیطرف روانہ ہوا اور ملکہ نے سواری مین پریزاد کو اپنے ساتھ
بٹھالیا جب سواری بادشاہ کی شہر کے اندر پونہچی خلق نے کہ آگے سے جمع ہو رہی تھی اون دونون شہزادون اور شہزادی پریزاد کا
حال سنکر بہت خوشی کی اور پکار کر دعائین بادشاہ اور ملکہ اور شہزادون کو دینے لگی اور جیسا کہ ملکہ کے قید ہونے سے مغموم ہوئی تھی
اوسکو اس حال مین دیکھکر خوش ہوئی خصوصاً اوس چڑیا کو دیکھکر جسکا پنجرا آگے شہزادی پریزاد کے رکھا ہوا تھا اور گروہ
طیور خوش الحان چارون طرف سے جمع ہوگئے گرد اوس پنجرے کے اوڑتے اور طرح طرح کی بولیان خوش الحانی سے بولتے
ہوے جاتے سوا اونکے اور بہت چڑیان درختون اور کوٹھون پر بازار اور ہر گلی کوچے مین جدھر سے سواری بادشاہ کی
گذرتی اور اوس چڑیا گویا کا قفس جاتا تھا بیٹھی خوشی مین چہچہا رہی تھین الغرض بڑی شوکت اور عظمت کے ساتھ شہزادہ بہمن
اور شہزادہ پرویز اور شہزادی پریزاد کو بادشاہ اپنے محل مین لے گیا اور شب کو بڑی روشنی اور ناچ اور تماشے دکھلا کر اپنے
فرزندون اور ملکہ کی ضیافت کی اور بہت دنون تک تمام شہر مین کمال خوشی اور خرمی رہی اور ہر ایک شخص نے اس سرور سے
اپنے گھر مین محفل اور ضیافت کرکے نہایت خوشی کی جب ملکہ شہرزاد نے اس حکایت کو تمام کیا شہریار بادشاہ ہند کا ان سب
قصونکو کہ ملکہ شہرزاد نے ایکہزار ایک رات مین کہے تھے اور اس حیلے سے اپنے تئین اتنی مدت تک قتل ہونے سے محفوظ رکھا تھا
سنکر نہایت خوش ہوا اور اوس خیال سے جو بسبب بدکرداری اپنی پہلی ملکہ کے ہر روز ایک بی بی سے نکاح کرتا اور فجر کو اوسے

قتل کرڈالتا باز آیا اور درگذرا اور شہزادے سے کہ وزیر اعظم کی بڑی بیٹی اور کمال عاقل اور دانشمند تھی نہایت راضی اور خوشنود ہوا اور اوسکو لائق اور سزاوار اس امر کا سمجھا کہ میری ملکہ ہو پھر بڑی دھوم سے اپنی شادی اوسکے ساتھ کی اور اوسکی بڑی تعریف اور توصیف کرکے کہا کہ تو نے ایسی عجیب غریب حکایتین اور قصے سُناکے میرے دل کو ملائم اور نرم کیا کہ جن کے سننے سے مین اوس ظلم اور ناانصافی سے باز آیا اور سب لڑکیون ناکتخدا کو قتل ہونے سے تو نے بچایا اب امیدوار ہون کہ تو دعا مانگ کہ تا بطفیل تیری عصمت اور پاکدامنی کے حقتعالی میرا جرم اور گناہ معاف فرمائے اور روز حشر کے مجلے اوسکی بازخواست نکرے شہزاد بادشاہ سے یہ باتین سُنکر اوسکے قدمون پر گر پڑی اور نہایت شکر اوسکی قدردانی اور عنایات کا بجالائی اس خبر کو وزیر اعظم اور شہر کے باشندے سُنکر خوش ہوے اور بادشاہ شہریار خصوصاً ملکہ شہزاد کے حق مین بصدق دل دعائین مانگنے لگے اور بہت برسون تک شہریار ملکہ شہزاد کے ساتھ ہنسی خوشی رہا اور خلق کو اپنے عدل و انصاف سے راضی اور خوشنود رکھا

تمّت

خدا کے فضل سے جلد چوتھی ترجمہ الف لیلہ کی بزبان اردو مطبع مصطفائی واقع کانپور مین باہتمام امیدوار رحمت ایزد منان محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور سے شہر شعبان المعظم سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین چھپکر طیار ہوئی

قطعہ تاریخ طبع از طبع جوہر افزای گوہر سخن شناسی مولوی عبد العلی مدراسی

این نسخہ نگارین از فرط حسن و خوبی
از خط خوش برابر وزد و ہمہ حسب لخواہ

در چشم قیس طبعان لیلی شد اللہ اللہ
جستم چو سن ز ہاتف بشنیدم از لب او

با صد صفای تازہ بررو کشید غازہ
لیلای الف لیلہ ہر ہفت شد زہے واہ
سنہ ۱۳۰۰ ھ

ایضاً در اردو از عاجز کلیل الخاطر محمد عبد الرحمن شاکر

واہ واہ اس قصۂ دلچسپ کی کیا دھوم ہے
سچ ہے ایسے قصے کا ہو جھوٹ بھی حق سے معاف

اسکی خوبی کا ہر اک کرتا ہے دل سے اعتراف
مصرع تاریخ اسکا کلک شاکر نے لکھا

گرچہ سب لا اصل ہے پر شرک و کفر اسمین نہین
کیا چھپی ہے الف لیلہ اپکی واضح پاک و صاف
سنہ ۱۳۰۰ ھ

اشتہار

یہ کتاب الف لیلہ تصنیف منشی عبد الکریم مرحوم کہ چار جلدون مین ہے بموجب قانون بستم سنہ ۱۸۴۷ء کے داخل رجسٹری گورنمنٹ ہوئی کوئی شخص بدون اجازت اس عاجز کے قصد چھاپنے کا نکرے

وجہ مہر کی خاتمے پر

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع مصطفائی کی ہے مہر اور دستخط مہتمم کے کیے گئے

محمد روشن خان حنفی سنہ ۱۲۷۰
محمد عبد الرحمن بن حاجی



اشتہار

یہ کتاب الف لیلہ
تصنیف کی ہوئی جناب منشی
عبدالکریم صاحب مغفور میر منشی گورنر
جنرل بہادر کی کہ چار جلدونمین ہی
بموجب قانون بستم سنہ ۱۸۴۷
عیسوی کے داخل بہی رجسٹر
گورنمنٹ ہوئی کوئی شخص بغیر
اجازت راقم اسکو نہ چھاپے